UNIVERSAL
LIBRARY
OU-234610
UNIVERSAL
LIBRARY

یا احکم الحاکمین ۹۹۸

۲۹۷۹۲۳

خلافۃ الختنین

یعنی

حصہ چہارم شمس التواریخ

۱۳۲۴

امیر المومنین سیدنا عثمان بن عفان رضی اللہ تعالے عنہ

ومعمولہ واقعات یعسوب الدین راس المتقین اسد اللہ الغالب

۱۹۰۶

٢٩٧,٩٢٣
م خ
٩٩٨

خلافت الخلفاء

تاریخ اسلام

منظر الحق

مطبع النور

فہرست مضامین حصہ چہارم کتاب شمس التواریخ

مضمون	صفحہ	مضمون	صفحہ
دیباچہ	۲	خوارق عادات و کرامات	۹۹
حمد و نعت	۵	وعظ و پند و کلمات	۱۰۱
خلافت سیدنا امیر المومنین عثمانؓ	۶	نقل احادیث	۱۰۳
شجرہ نسب	۷	اولیات جناب عثمانؓ	۱۰۴
حلیہ مبارک	۸	عمل بالحدیث و استنباط مسائل ...	۱۰۵
وضع لباس	۹	سنہ ۲۴ھ۔ قصہ شوریٰ بیعت خلافت ..	۱۱۶
حالت قبل اسلام و قبول اسلام	۱۰	قتل ہرمزان و جفینہ و قدار جناب عثمانؓ ...	۱۴۴
آیات مناقب جناب عثمانؓ	۱۵	قصہ ہرمزان	۱۴۶
احادیث مناقب ،،	۱۷	سنہ ۲۵ھ۔ فتوحات عثمانی	۱۵۴
تعریف خلافت	۷۳	بنا اسکندریہ	۱۵۶
وجہ لقب ذی النورین ..	۷۹	فتح اسکندریہ	۱۶۲
خصائص و فیاضی و سخاوت ..	۸۰	عزل سعدؓ و ولایت ولید	۱۶۴
عتاق	۸۴	صلح ارمینیہ و آذربائیجان	۱۷۷
سادگی وضع۔ تواضع	۸۵	غزوہ امیر معاویہ	۱۸۳
سیاست	۸۶	غزوہ افریقیہ	۱۸۴
طاعت و عبادت۔ صیام۔ طہارت	۸۹	سنہ ۲۶ھ۔ تجدید حرم	۱۸۵
نماز	۹۰	ولایت مصر۔ فتح افریقیہ	۱۸۶
تلاوت قرآن مجید۔ حج و عمرہ	۹۲	نقض عہد و فتح افریقیہ	۱۹۹
غزوات۔ وصل ارحام۔ خوف ...	۹۳	غزوہ اندلس	۲۰۱
ورع۔ شفقت و حسن معاشرت ...	۹۴	سنہ ۲۸ھ۔ فتح قبرس	۲۰۳
صبر۔ مقامات عالی	۹۵	سنہ ۲۹ھ۔ معزولی ابوموسیٰؓ و امارت ابن عامر	۲۱۱

مضمون	صفحہ
بغاوت اہل فارس	۲۱۳
زیادت و تعمیر مسجد نبوی	۲۱۸
ادائی رکعت چہارگانہ بمزدلفہ و منا ..	۲۱۹
سنہ ۳۰ھ عزل ولید و ولایت سعید	۲۲۲
غزوہ طبرستان	۲۳۶
جمع قرآن مجید	۲۳۹
قصہ بیر اریس	۲۵۰
آغاز حوادث و فتن	۲۵۱
اخراج ابوذر غفاری	۲۵۳
سنہ ۳۱ھ - غزوہ ذات السواری ..	۲۶۲
فتح خراسان	۲۶۶
مقتل یزدجرد شاہ فارس ...	۲۷۹
فتح کرمان	۲۹۲
فتح سیستان	۲۹۳
سنہ ۳۲ھ - غزوہ سرحد قسطنطنیہ وغیرہ	۳۰۰
خروج قارن	۳۰۶
وفات ابوذر رض و عبد الرحمن بن عوف وغیرہ	۳۱۱
فضائل ابن مسعود معہ کلام شان ...	۳۲۴
سنہ ۳۳ھ - آغاز فتنہ	۳۳۴
حوادث بصرہ و اخراج عامر	۳۵۴
نقض عہد اہل قبرس	۳۵۹
سنہ ۳۴ھ - واقعہ یوم جرعہ	۳۶۱

مضمون	صفحہ
مشورت اصحاب در باب دفع فساد ...	۳۷۴
فراخی دولت و ترقی نعمت	۳۸۵
سنہ ۳۵ھ	۳۹۱
اسمار عمال	۳۹۵
رد طعان از جناب عثمان رض	۳۹۸ تا
مشتمل بر دوازدہ طعن و جواب ہر یک	۵۱۱
آمدن مفسدان بمدینہ منورہ	۵۱۲
شیوع اخبار وحشت آثار و مشورہ اصحاب کبار	۵۲۰
روانگی مصریان و کوفیان برائے حصار	۵۲۴
استغاثہ مصریان بسوی محمد بن ابی بکر رض ..	۵۵۲
محاصرہ	۵۵۶
شہادت جناب امیر المومنین عثمان رض	۵۹۶
تعریف و اقسام صبر	۵۹۸
مدفن و اسامی شرکاء جنازہ ...	۶۱۸
عمر - مدت خلافت	۶۲۲
انجام قاتلان	۶۲۳
مراثی	۶۲۹
محاکمہ	۶۵۳
اخبار سیر عادات جناب عثمان رض	۶۶۴
قصہ نصارٰی نجران	۶۷۱
قطعہ تاریخ رحلت سر دیدہ آدینا قصہ بی بی شہربانو	۶۷۴
ازواج و اولاد	۶۷۹

فہرست مضامین جزو دوم خلافت سیدنا علی مرتضیٰ کرم اللہ وجہہ

مضمون	صفحہ
خلافت سیدنا علی مرتضیٰ رضی اللہ عنہ ...	۶۹۷
ذکر ابو طالب اور ان کی اولاد کا ...	۶۹۸
حلیہ مبارک ...	۷۰۶
تربیت زمانہ طفولیت ...	۷۰۹
وقت اسلام ...	۷۱۰
مبحث سابق اسلام ...	۷۱۱
آیات مناقب ...	۷۲۸
احادیث مناقب ...	۷۴۶
ثنا و توصیف از اقوال صحابہ ...	۷۵۵
خصائل حمیدہ و اوصاف پسندیدہ ...	۷۶۱
مقابلہ اعداء و دفع دشمنان وغیرہ ...	۷۶۳
کلمات سیدنا علی مرتضیٰ رض ...	۷۸۴
تحصیل علوم قرآن و حدیث ...	۷۸۹
فتاوی احکام۔ تصوف ...	۷۹۰
علم نحو ...	۷۹۱
مشاہدات و کرامات ...	۷۹۳
تعریف شیعہ از جناب مرتضوی رض ...	۸۰۲
احادیث مظہر وقائع آیندہ ...	۸۰۶
حالات قبل ہجرت ...	۸۱۵
وفات ابو طالب ...	۸۱۷
ہجرت ...	۸۲۴
نکاح با سیدہ فاطمۃ الزہرا رضی اللہ عنہا ...	۸۲۷
تکنیہ بہ ابی تراب ...	۸۴۱
احوال شجاعت مجملاً ذکر وقائع گذشتہ ...	۸۴۳
آمدن مفسر و حل سوالات از علی مرتضیٰ رض ...	۸۸۲
وقائع عہد صدیقی تا عہد عثمانی ...	۸۸۶
بیعت خلافت ...	۸۹۱
۳۶ھ۔ تبدیلی عمال۔ آغاز خلافت معاویہ رض	۹۰۷
مقدمات واقعہ جمل ...	۹۱۸
مقابلہ اہل مکہ با اہل بصرہ ...	۹۳۱
روانگی جناب علی جانب بصرہ ...	۹۴۴
مشورہ اہل بغی و عناد ...	۹۶۶
قتال فریقین واقعہ جمل ...	۹۷۶
آمدن حضرت عائشہ صدیقہ رض بہ میدان جنگ	۹۸۴
شہادت حضرت طلحہ رض ...	۹۸۵
شہادت حضرت زبیر رض و دیگر کوائف ...	۹۸۶
فرمان مرتضوی بنام اشعث ...	۱۰۲۲
قصہ خوارج سجستان ...	۱۰۲۳
قتل محمد بن ابی حذیفہ ...	۱۰۲۵
امارت قیس بن سعد و محمد بن ابی بکر رض ...	۱۰۳۰
قدوم عمرو بن العاص رض نزد امیر معاویہ رض ...	۱۰۴۰
دیگر حوادث ...	۱۰۴۳

مضمون	صفحه
مقدمات واقعه صفین	۱۰۴۵
روانگی جناب علی بجانب صفین و وقائع راه	۱۰۴۹
آغاز محاربات صفین	۱۰۶۰
آخری جنگ صفین	۱۰۷۹
لیلة الهریر - آغاز صلح	۱۱۱۰
تقرر حکمین	۱۱۱۶
واپسی از جنگ صفین	۱۱۲۴
مقتولان صفین	۱۱۲۸
رای اہل حق درباب معرکہ صفین	۱۱۳۳
اعتزال خوارج	۱۱۴۲
اجتماع حکمین و فیصلہ	۱۱۴۹
قصہ خوارج و آمادگی ایشان برای قتال	۱۱۷۶
معرکہ نهروان	۱۱۸۸
ذکر ذی الثدیہ خارجی	۱۱۹۸
واپس آمدن جناب علیؓ بہ کوفہ	۱۲۰۲
انتظام ملکی و دیگر حوادث	۱۲۰۵
۳۸ھ - حکومت مصر و قتل محمد بن ابی بکر	۱۲۰۷
آمدن عبداللہ بن حضرمی بہ بصرہ	۱۲۲۰
قصہ خریت و بنی ناجیہ	۱۲۲۵
انجام خوارج	۱۲۳۶
امور انتظامیہ و دیگر حوادث	۱۲۳۸
۳۹ھ - تاخت و تاراج اہل شام	۱۲۳۹

مضمون	صفحه
ذکر زیاد	۱۲۴۷
۴۰ھ - سریہ بسر بن ابی ارطاة	۱۲۵۱
علیحدگی ابن عباس از بصرہ	۱۲۵۵
قصہ یاران ابن سبا و جلاء ایشان	۱۲۶۲
واقعہ ہائلہ شہادت جناب علی مرتضیٰؓ	۱۲۶۸
مقدار عمر - مدت خلافت - مدفن	۱۲۸۸
تاریخ رحلت جناب مرتضوی - قتل ابن ملجم	۱۲۹۱
مراثی	۱۲۹۵
عمال و دیگر وقائع	۱۲۹۷
سیر و عادات جناب مرتضوی	۱۲۹۸
ازواج و اولاد	۱۳۰۲
خلافت سیدنا امام حسنؓ - حلیہ مبارک	۱۳۰۶
مناقب و فضائل	۱۳۰۷
اوصاف کمال - سیر و عادات	۱۳۰۹
بیعت خلافت	۱۳۱۹
۴۱ھ - تفویض خلافت	۱۳۲۰
فائدہ نادرہ	۱۳۲۷
دیگر احوال متفرقہ	۱۳۳۴
شہادت سیدنا امام حسنؓ	۱۳۳۵
تاریخ رحلت	۱۳۳۷
مراثی	۱۳۳۹
اولاد	۱۳۴۰

رب صل وسلم علیٰ رسولك النبی الامی وعلیٰ آله واصحابه

بحمد خالق انام و رسوله الکرام کہ کتاب مستطاب تاریخ اسلام یعنی

شمس التواریخ

سنہ ۱۳۲۳ھ

از تالیف لطیف فرید عصر وحید دہر کاشف رموز ادق حکیم محمد مظہر الحق

در مطبع النور بنگاله طبع منور شد

جملہ حقوق مصنفین

بسم اللہ الرحمن الرحیم ۵

نحمدك یا من كلّت عن ثنائه لسان العقلاء۔ وتحیرت دون سرادقات جلاله
افهام العرفاء تعالیٰ وتقدس عن توصیف الانس والجان۔ وتنزهت صفاته
عن سمات الزوال والنقصان اللهم اهدنا صراطك المستوی واحفظنا
من وساوس الغیّ والغوی۔ لا تکلنا الی انفسنا طرفة عین او اقل من
ذلك فنهلك۔ ولا تفعل بنا یا مولٰنا بما هو اهلنا بل نرجو فضلك و
رحمتك وصلّ وسلّم صلوٰةً وسلامًا دائمًا ابدًا علیٰ حبیبك و
نبیّك خاتم النّبیّن سیّد المرسلین قائد الغرّ المحجّلین الذی قال
انا نبیّ وادم بین الماء والطّین۔ سیّدنا ومولٰنا محمّد ۱ وّ
علیٰ اٰله وازواجه واهل بیته واصحابه المتقین المهتدین وعلیٰ
من تبعه باحسان الیٰ یوم الدّین برحمتك یا ارحم الرّاحمین ۵

امّا بعد

جس زمانہ سے نیّر اسلام نے تمام عالم کو اپنے نور تابان سے نورانی کیا ہے فن تاریخ اہل اسلام کے
نزدیک نہایت عزت کی نگاہ سے دیکھا گیا ہے اور اسلام ہی کی دستگیری سے اسنے ترقی کی

زینہ پر قدم دہرا۔ سب سے پہلے اسلام کے مقدس علماء و محدثین اسماء الرجال کی جانب متوجہ ہوے
اور اسکے ذریعہ سے احادیث کی تنقیح و تنقید۔ جرح و تعدیل۔ کے اسباب پیدا کیئے۔ کھوٹے
کھرے کے امتیاز مین قواعد منضبط کئے۔ اور اونکی کمال کوشش سے یہ ایک فن جدا مرتب
ہوگیا۔ بعد ازان واقعات و مغازی جناب رسولخدا صلعم کے ترتیب دیئے۔ کسی نے صرف
سیرت لکھی۔ کسی نے فقط غزوات جمع کئے۔ کسی نے ترتیب بلحاظ سنین کا اہتمام کیا۔ کسی نے
معجزات حضور سرور کائنات قلمبند کیئے۔ پہر حضرت خلفاء راشدین کی سیرت اور اونکے زمانہ کے
وقائع اور فتوحات۔ جو حامیان دین محمدی اور جانبازان اسلام کے ہاتہون ہوی۔ سیاست
مدن۔ انتظام ملکی و مالی۔ غرضکہ خوب خوب بیان کئے۔ چنانچہ آج کے دن ہمارے ہاتہونمین
اونہین بزرگوار اونکی ضخیم مؤلفات اور مجلد تصنیفات موجود ہین اور جن کتابون سے
ہملوگ دفتر کے دفتر نقل کرتے جاتے ہین فن تاریخ کا مذاق اس زمانہ سے پیشتر صرف اہل اسلام
ہی کو تہا شائد تقلیداً دوسری اقوام کو بہی یہہ دولت نصیب ہوئی ہوا اور اب تو جسکو دیکہیے
تاریخ دان۔ مؤرخ۔ صاحب تصانیف۔ ہوگیا ہے۔ مگر افسوس۔ ہم لوگ مسلمان اس سے
بے بہرہ ہین اور روز بروز اس فن شریف سے محض ناواقف ہوتے جاتے ہین۔ خلفاء
بنی عباسیہ کے عہد حکومت مین بہت کچہہ فن تاریخ کو ترقی ہوئی اور مجلد کتابین اس فن مین
تالیف ہوگئین۔ بعد اسکے سلاطین اسلام کی ہمیشہ اسی جانب نظر رہی اور تاریخ دانی کو اپنے
مقاصد و اغراض پورا ہونیکا ایک بڑا وسیلہ جانتے تہے۔ درحقیقت گذشتہ سلاطین کی سیرت
اور طرز روش دریافت ہونیکا ذریعہ یہی علم تاریخ ہے اور اسیکے بدولت انتظام ملک مین مہارت
تام حاصل ہوجاتی ہے۔ اسیواسطے یہ فن تاریخ دن دونی ترقی حاصل کرتا رہا اور ایک معتدبہ
زمانہ تک بہت کچہہ عروج پایا کیا مگر افسوس آج کل ہملوگ کچہہ ایسی حالتونمین مبتلا ہین کہ فیصدی

پانچ بھی ایسے نہ ملینگے کہ اونکو بزرگان دین و مقتدایان اسلام کے کچھہ بھی حالات معلوم ہون
اگر بالعموم کسی سے دریافت کیا جاوے کہ جناب ابوبکر صدیق رضؓ کس سنہ مین خلیفہ ہوے
کب وفات پائی اور آپکے زمانہ خلافت مین سلسلہ فتوحات کہانتک پہونچا۔ تو لامحالہ جواب
یہی ہوگا "بھائی صاحب۔ ہمکو معلوم نہین یہہ تو تاریخی باتین ہین ہم کیا جانین۔ ہم تو سیدھے
سادے مسلمان ہین۔ پنجگانہ نماز پڑہ لی۔ سال مین رمضان شریف کے روزے رکھہ لئے۔ یہ
باتین تو کسی مؤرخ سے پوچھیئے"۔ برخلاف دیگر اقوام کے جو اپنے اپنے ملک کے بادشاہون کی
سوانح عمری اور واقعات سے کسی نہ کسی قدر ہر ایک واقف ہوگا۔ فی زمانہ ناول نویسی کے
ہاتھون اور بھی مٹی خراب گئی۔ عام نظرون مین جب تک مضمون مین جدت نہ ہو۔ چلبلا مضمون
نہو شوخی و شرارت ہر فقرہ مین نہ پائی جاتی ہو وہ مضمون مقبول نہین۔

مشفقی نصیر الدین احمد مالک مطبع منبع النور آگرہ نے اس طرف توجہ فرمائی اور تاریخ اسلام
زبان اردو مین خاص اپنی کوشش سے طبع کرائی چنانچہ اوسکی چار جلدین مع خلافت خلیفہ
ثانی جناب عمر فاروق رضؓ طبع ہوکر شائقین اور قدردانون کی نظرون سے گذرین۔ اب خلافت
عثمانی اور خلافت مرتضوی کی واقعات لکھنی کو مجھسے ارشاد کیا مین بے بضاعت۔ ہیچمدان اپنی ابنائے
جنس کے افراد مین ویسا ہی ایک فرد ہون جنکا کچھہ حال عرض کر چکا ہون اس کام کی لیاقت
و قابلیت نہ رکہتا تھا مگر اونکی فرمائش سے پہلوتہی بھی نہ کر سکا۔ توکلت علی اللہ کمر ہمت
کام شروع کر دیا۔ وعلیہ المستعان۔ ناظرین باتمکین انصاف پسند سے استدعا ہے کہ
اس ژولیدہ بیان بے جوڑ مضمونکو بنظر اصلاح ملاحظہ فرماوین اور خطاء غلطی بمقتضای
بشریت جو واقع ہوئی ہو اصلاح فرماوین زیراکہ بر کریمان کارہا دشوار نیست۔

راقم حکیم محمد مظہر الحق عفی عنہ قنوجی۔ قنوج سنہ ۱۳۲۴ ہجری نبوی

بسم اللہ الرحمن الرحیم

اے ہمہ ہستی ز تو پیدا شدہ
خاک ضعیف از تو توانا شدہ

زیر نشینِ علمت کائنات
ما بتو قائم چو تو قائم بہ ذات

ما ہمہ فانی و بقا بس تراست
ملک تعالیٰ و تقدس تراست

ہر چہ نہ گویاے تو خاموش بہ
ہر چہ نہ یاد تو فراموش بہ

یار شو اے مونسِ غمخوارگان
چارہ کن اے چارۂ بیچارگان

قافلہ شد واپسئ ما بہ بین
اے کسِ ما بیکسئ ما بہ بین

بر کہ پناہیم توئی بے نظیر
در کہ گریزیم توئی دستگیر

احمدِ مرسل کہ خرد خاک اوست
ہر دو جہان بستۂ فتراک اوست

امی گویا بزبان فصیح	از الف آدم و میم مسیح
شمسۂ نہ مسند ہفت اختران	ختم رسل خاتم پیغمبران
چشمۂ خورشید کہ محتاج اوست	نیم ہلال از شب معراج اوست
اے تن تو پاک تر از جان پاک	روح تو پروردۂ روحی فداک
اے مدنی برقع و مکی نقاب	سایہ نشین چند بود آفتاب
اے گہر تاج فرستادگان	تاج دہ گوہر آزادگان
ما ہمہ جسمیم بیا جان تو باش	ما ہمہ دیویم سلیمان تو باش

رباعی

انسان سے کب معرکہ حمد ہو سر	اور نعت مین احمد کی بھی عاجز ہی بشر
ہی نعت احد کا۔ حمد احمد کا۔ کام	اللہ و نبی کی ہمسری ہو کیونکر

خلافت جناب خلیفہ ثالث سیدنا امیر المومنین عثمان بن عفان رضی اللہ تعالیٰ عنہ

نام ونسب

آپ کا نام نامی عثمان بن عفان۔ لقب۔ ذو النورین ہے۔ زمانہ جاہلیت مین کنیت ابو عمرو تھی۔ جب آپ مشرف باسلام ہوے اور آنحضرت صلعم کی صاحبزادی بی بی رقیہ رض سے نکاح ہوا اور اونکے بطن سے عبد اللہ بن عثمان رض پیدا ہوے آپنے کنیت بدل دی اور ابو عبد اللہ اختیار فرمائی۔ اکثر لوگ ابو عبد اللہ کہکر پکارتے تھے اور بعضی ابو عمرو کی کنیت سے یاد کرتے تھے۔ قریش مین آپ عالی نسب ہین۔ ماں باپ دونون طرف سے

قریشی ہین۔ نسب نامہ آپکا پدری یہہ ہے۔
عثمان۔ بن عفان۔ بن ابی العاص اُمیّہ اکبر۔ بن عبد شمس۔ بن عبد مناف۔ بن قصیٔ۔
عبد مناف آنحضرت صلعم کے دادا عبد المطلب کے دادا کا نام ہے۔
حضرت عثمانؓ کی والدہ کا نام اَروَیٰ بنت کُرَیز ہے۔
اونکا نسب یہہ ہے۔
اروی بنت کریز۔ بن ربیعہ۔ بن حبیب۔ بن عبد شمس۔ بن عبد مناف۔
اروی کی والدہ بیضا ام حکیم عبد المطلب کی بیٹی آنحضرت صلعم کی پہوپہی تہین
جناب عثمانؓ باپ کی طرف سے چوتہی پشت مین آنحضرت صلعم سے مل جاتے ہین
اور رشتہ مین آنحضرتؐ کے بہتیجہ ہوتے ہین اور ماں کیجانب سے دوسری پشت مین ملتے ہین اور بہانجہ
ہوتے ہین۔

شجرہ

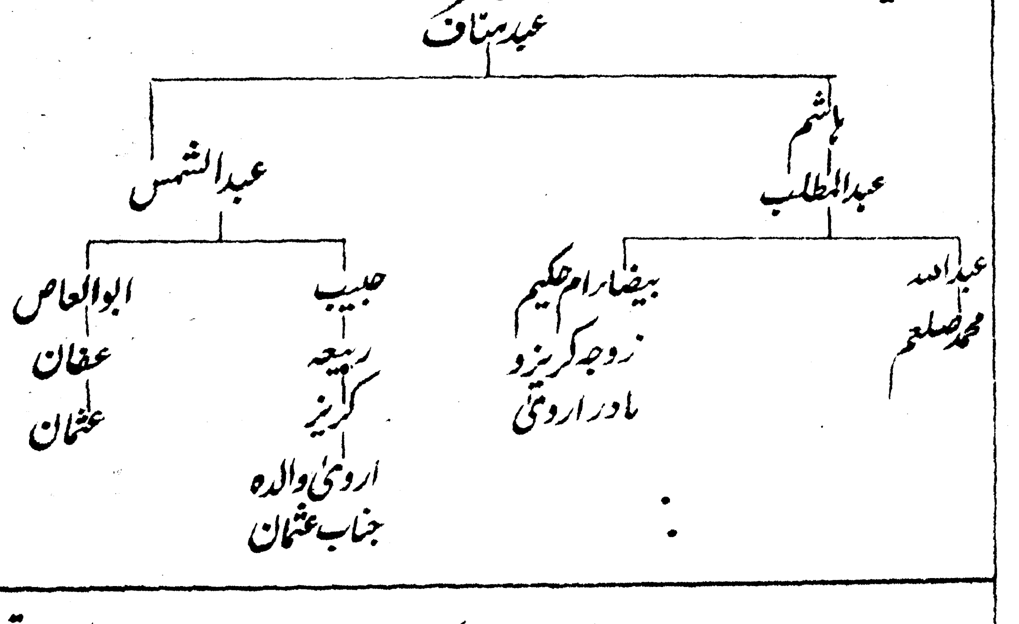

آپ قوم قریش مین منجملہ نامی قبیلونکے بنی اُمیہ کی طرف منسوب ہین اور اُمَوِی کہلاتے
ہین۔ آپکے سنہ ولادت مین مورخین کا اختلاف ہے بروایت ابن خلدون قول معتبر

یہہ ہے کہ عام الفیل کے چھٹے برس مکہ مین پیدا ہوے - اور چونکہ حضور سرور عالم صلعم
کی ولادت بعد قصہ اصحاب الفیل تقریبًا دو ماہ کے اندر ہے اس حساب سے جناب عثمان رضؓ
جناب رسولخدا صلعم سے کچھہ کم چھہ سال عمر مین چھوٹے ہین -

حلیہ مبارک

قد موزون - آپکا مائل بدرازی تہا جو سرداری کی خاص نشانی ہے -

نارون یا سرو یا شمشاد یا طوبی است این	فتنۂ روز قیامت یا قد رعناست این

کاسہ سر - متوسط تہا اور سر پر بال زیادہ تہے - ڈاڑہی بڑی - بالونکو کبھی حنا سے
رنگ لیتے تہے -

موج آب زندگی یا جوی تیغ آفتاب	سرنوشت عاشقان یا پیچ وتاب ہوست این

خوش رو - چہرہ پر کسیقدر آثار چیچک تہے -

حیرت زدہ روے تو گر دید مگر مہر	از خط شعاعی نہد اندر دہن انگشت

بازو - چوڑے -

فلک سازد ز بہر آن پر یرد	ز مہر و ماہ خود تعوید بازو

سینۂ مبارک - فراخ - کشادہ تہا مگر خوبصورتی کے ساتہہ -

بسط آن سینہ بہین قدرت صانع دریاب	استخوان بندی این معنی ساطع دریاب

رنگ - ہمارے حضور کا - گندم گون تہا -

حسن گندم گون اگر صائب نباشد دلنظر	رخت بیرون از بہشت جاودانی میکشم

پنڈلیان پر گوشت - اعضا - متناسب - گویا سانچہ مین ڈہلے تہے -

ایک روایت مین آیا ہے کہ جبرئیل علیہ السلام نے جناب رسولخدا سے عرض کیا کہ اگر

آپکو ایک ایسا شخص جو حضرت یوسف علیہ السلام کے ہمشکل ہے دیکھنا منظور ہو تو آپ عثمان رضؓ کو دیکھیئے یہہ یوسفؑ کے مشابہ ہین۔

منقول ہے کہ ایک مرتبہ جناب رسولخدا صلعم نے کاسۂ آش اور ٹکڑا گوشت کا اُسامہ بن زیدؓ کے ہاتھہ حضرت رقیہ رضؓ کے پاس بہیجا۔ اُسامہؓ ہدیہ مبارک جناب رسولخدا صلعم کا جناب عثمان رضؓ کے گھر لیگئے۔ اوسوقت جناب عثمانؓ اپنی بی بی رقیہ رضؓ کے پاس بیٹھے باتین کررہے تھے۔ اُسامہؓ ہدیہ دیکر واپس آے اور کہا مین نے ان دونون میان بی بی سے زیادہ حسین وصاحب جمال اور خوبصورت نہین دیکھا۔ میری نظر مین آپ بلاتشبیہ آسمان خوبی کے شمس و قمر ہین۔

کلک نقاش کشد حسرت تصویر شرا	کے دید کسے حسن جہانگیر شرا

ابن عدی حضرت عائشہ صدیقہؓ سے روایت کرتے ہین کہ جب رسولخدا صلعم نے اپنی بیٹی ام کلثومؓ کا نکاح جناب عثمانؓ کے ساتھہ کردیا آپنے اپنی صاحبزادی سے فرمایا اے ام کلثوم۔ تمہارے شوہر (عثمان) صورت وشکل مین تمہارے دادا حضرت ابراہیم علیہ السلام اور تمہارے باپ محمد صلعم سے بہی صورت وشکل مین بہت ملتے جلتے ہین۔ (صواعق محرقہ)

وضع لباس

آپکا لباس سادہ فقیرانہ تہا۔ پرانے پیوند لگے کپڑے زیب بدن فرماتے اور باوجود ثروت ومال ظاہری کے لباس نفیس۔ پوشاک قیمتی سے کم رغبت تہی۔ البتہ کبہی کبہی واسطے اظہار نعمت خداوندی وادا ے شکر کے نفیس پوشاک مطرز ومنقش قیمتی دوسو درم تک کی پہن لیا کرتے تہے۔

محمود بن لبید سے روایت ہے کہ مین نے حضرت عثمان رض کو دیکھا۔ آپ خچر پر سوار تھے زرد لباس پہنے ہوے۔ آپکے گیسوے مشکین دونون شانون پر کمال لطف وخوبی کے ساتھہ لٹکے ہوے تھے۔ بائین ہاتھہ کی چھوٹی انگلی مین انگوٹھی پہنتے تھے۔ ریش مبارک رنگین تھی۔

حالت قبل اسلام

آپکے لڑکپن کے حالات کسی تاریخ مین نظر نہین آتے۔ آپ ہی پر کیا منحصر ہی جتنے ناموس گذرے ہین اونکے بچپن کے حالات اور ابتداے عمر کے عادات مشکل سے ملینگے۔ ہان اسقدر معلوم ہوا ہے کہ آپ بہی بموجب عادات عرب کے لڑکپن مین اونٹ چرایا کرتے تھے یہہ کام عرب مین سب سردار ونکے لڑکے کیا کرتے تھے کچھہ عیب نہ تھا۔

قدیم زمانہ مین انبیاے کرام کو بکریان چرانے کی خدمت سپرد کی گئی تاکہ وہ کار رسالت (جوکہ درحقیقت گلہ بانی ہے) کے عادی ہو رہین اور اپنی اُمت عاجز کو مثل بکری بھیڑ کے سمجھکر اونکے جان وایمان کی حفاظت کرین۔

جناب عثمان رض نے سن شعور کو پہونچکر معمولی تعلیم جو اُس زمانہ مین رائج تھی پائی اور حسب دستور زمانہ لکھنے پڑھنے مین مہارت حاصل کی۔

آپکے والد عفان کا حال ہمکو کسی تاریخ مین نظر نہین آیا۔ شائد آپکے بچپن مین وہ مرگئے ہونگے۔ یا شاید کسی مورخ نے لکھا ہو مگر ہمکو نہین ملا لہذا ہم انکی نسبت کچھہ نہین لکھتے اور نہ چندان ضرورت ہے۔

قبول اسلام

ابتداے سن شعور سے خداوند عالم نے آپکو خصائل حمیدہ اور صفات پسندیدہ۔ خلق مروت

شجاعت۔ سخاوت۔ وغیرہ وغیرہ۔ عطا فرمائی تھے۔ دین اسلام کی محبت فطری تھی۔ میلان طبعی دین محمدی کی طرف گویا آپکی گھٹی مین پڑا تھا۔ جوش اسلام آپکے سینہ مبارک مین کوٹ کوٹ کر بھرا تھا آپ شراب توحید سے مست تھے۔ اسلام کی خوبی آپکی نظر و نمین کھپ گئی تھی۔ جاہلانہ صحبت سے نفرت اور خدا اور رسول سے محبت تھی۔ بادۂ الفت رسولخدا صلعم سے سرشار تھے۔

بروایت یزید بن رومان منقول ہے کہ ابتدائے زمانہ بعثت جناب رسول پاک مین حضرت عثمانؓ اور طلحہؓ بغرض تجارت ملک شام کو گئے ہوے تھے۔ جب بخیریت تمام مال تجارت فروخت کرکے مکہ معظمہ مین واپس ہوے حضرت صدیق اکبرؓ ان دونون صاحبونکو جناب رسول خدا صلعم کی خدمت بابرکت مین لیگئے۔ جناب رسول خدا صلعم نے دونون صاحبونکو چند آیات قرآن مجید سنائین اور دین اسلام کی خوبیان بیان فرمائین اور عنایات خدائے لم یزل کا اظہار کیا۔ اوسکی بیشمار نعمتین ملنے کا وعدہ فرمایا۔ چونکہ طبیعت مین صلاح تھی اور دین اسلام کی محبت غالب ع سالے کہ نکوست از بہارش پیداست۔ توفیق ازلی رفیق راہ ہوئی دونون صاحب مشرف باسلام ہوگئے اور طریق دین محمدی اختیار کرلیا

حضرت عثمانؓ نے اوسی جلسہ مین عرض کیا کہ اے رسولخدا جب مین سفر شام سے واپس ہوا ہون اثنائے راہ مین ایک شب خواب مین دیکھا کہ ہاتف غیبی بآواز بلند یہ منادی کر رہا ہے "اُٹھو خواب غفلت مین بدمست سونیوالو اوٹھو۔ سنبھلو۔ ہوش مین آجاؤ۔ غفلت کو چھوڑو کہ جناب رسولخدا احمد صلعم ہادی برحق نے صلائے عام دی ہے اور سبکو اسلام کی دعوت کی ہر طرف سے لوگ جوق جوق مشرف باسلام ہو رہے ہین گروہ گروہ اطراف و جوانب سے چلے آرہے ہین اور اسلام مین داخل ہوکر دارالسلام پانیکے مستحق ہوتے جاتے ہین"

جب ہم اہل قافلہ مکہ معظمہ مین داخل ہوے اور یہان پہونچکر سنا کہ آپ خلق خدا کو اسلام کے جانب بلا رہے ہین ہم نے اپنا خواب آپکے دعوے کے حقیت کی دلیل جانا اور اسلام اختیار کیا۔

آپکے اسلام کی خبر جب آپکے چچا حکم بن العاص کو پہونچی نہایت غیظ وغضب مین آیا مثل مار دم بریدہ پیچ کھایا اور غلبہ تاسف سے اپنے ہاتھہ کاٹنے لگا۔ اوسپر طرہ یہ ہوا کہ جاہلانہ حمیت نے اور جوش دلایا آپے سے باہر ہوگیا۔ غصہ ضبط نہ کرسکا آپسے انتقام لینے پر آمادہ ہوا اور اس طرح دل کا بخار نکالنا چاہا۔ چنانچہ اوسنے آپکو ہر چند زبانی سمجھایا۔ نصیحت کی۔ ڈرایا دھمکایا۔ لیکن سب بے سود تھا۔ مجبور کھسیانا ہوکر آپکے پانؤنمین آہنی زنجیر گران ڈالدی اسپر بھی بس نہ کرکے ہر طرح سے اذیت وایذا رسانی کی کوشش کی اور نہایت غصہ مین آکر بکمال زجر و توبیخ کہنے لگا۔

اُے میرے عزیز بھتیجہ۔

چہ کردہ ام سبب رنجش تو چیست بگو	بگو بگرد سر بدگمانیت گردم

شام سے تم بہت اچھا تحفہ ہمارے واسطے لاے۔ تمہاری اچھی تجارت ہے۔ ہمکو یہ نفع ہوا کہ تمکو کھو بیٹھے۔ آبا و اجداد کا دین ترک کرکے محمد کے بہکانے مین آگئے۔ قدیم دین چھوڑ نئے طریقہ کو اختیار کیا۔ مذہب جدید سے رشتہ جوڑا پرانا تعلق قطع کرکے رشتہ و ناتا آبائی توڑا۔

وفا کاموختی از ما بکار دیگران کردی	ربودی گوہرے از ما نثار دیگران کردی

خبردار۔ سن لو۔ قدیم راہ چھوڑکر ہرگز فلاح نہ پاؤگے اگر دین محمدی نہ چھوڑوگے زندگی بھر اس قید گران وحبس شدید سے نہ چھوڑونگا تا زیست مبتلاے عذاب رکھونگا ایسی مصیبت و

تکلیف مین دم توڑ وگے کہ مرغ و ماہی تمہاری آہ وفغان ونالۂ نارسا سنکر گریہ وزاری کرینگے
اگر تمسے ان مصائب سخت کا تحمل ممکن ہے تو محمد کے دین پر رہو ورنہ ابہی کچہہ بگڑا نہین اپنے
مذہب قدیم پر پہر آؤ تمہاری یہہ خطا وقصور معاف کردونگا اور تمہاری وہی عزت و
حرمت جو اس سے قبل تہی پہر ہوگی۔"

جناب عثمانؓ چونکہ سچے دل اور پکے عقیدہ سے دین اسلام اختیار کر چکے تہے اور اس
راہ حق مین اونکو سب مصائب اور تکالیف عین راحت وآرام تہین اپنے چچا کی باتونکے
جواب مین یون گویا ہوے۔

اُے عم مکرم۔ مین اوسی خداے پاک کی قسم کہاتا ہون کہ جسنے اپنی رحمت کاملہ سے
آسمان رسالت پر ایک ایسا روشن آفتاب ہدایت چمکایا جسکے نور شعاع عالمتاب سے
ظلمت کفر وضلالت صفحۂ ہستی موہوم سراب نماسے مثل حرف غلط صاف اوڑگئی اور تمام
عالم جگمگا اوٹہا۔ اگر میرا سر اس تن خاکی سے جدا ہی کر دیا جاے تو میرا یہ جسم بے جان
و بے سر محمدؐ کے آستانہ پر پڑا رہیگا اور اگر میرا تمام بدن آتش سوزان سے جلا کر خاک سیاہ
کر ڈالوگے تب ہی وہ خاک اوسی کوچہ مین بگولونکے ساتہہ لپٹ کر پہونچ جائیگی۔ مجہہ پر
تمہارے اس قید رکہنے اور ایذا وتکلیف پہونچانیکا مطلق اثر نہین اور نہ مین دین اسلام سے
پہر سکتا ہون۔

صد بلا گر پیش پیش آید مرا درویش را	ہرگزم از کوئے آن مہ روئے برگشتن مباد

جناب رسالتماب صلی اللہ علیہ وسلم کی عام ہدایت حقہ نے ایسا نقش توحید میرے صفحہ
دل پر جما دیا ہے اور اس پختگی سے رنگ آمیزی کی ہے کہ اگر ہزار برس تک برابر بارش
ہوتی رہے۔ ہزارون پند ونصائح کے دفتر سناے جائین ہرگز وہ نقش نہ مٹیگا۔

ناصح نصیحت تو نباشد اثر پذیر	نارا ز اختیار دل بیقرار رفت

اے عزیز چچا- آپ اپنے خیالات عاطلہ و باطلہ سے باز آئیے اور جو خیال فاسد آپنے میرے محبوب کی نسبت باندہا ہے اپنے دل سے نکال ڈالیئے اگر خدا آپکو توفیق دے تو آپ بہی یہی دین مستقیم اختیار فرمائیے ورنہ مجہکو میرے حال پر چہوڑ دیجئے۔

ناصحا بگذر از دوئی و دراۓ	در رہ دوست یکدل و یک روۓ

جناب رسول خدا صلعم کے جمال بیمثال کے دیکہتے ہی میرا دل میرے قبضۂ اختیار اور قابو سے نکل گیا- اب مین بالکل بے بس و بے قابو ہو گیا ہون اور مجبور ہون کہ اب حالت قدیم کی طرف رجوع نہین کر سکتا مین اوس شمع ہدایت کا پروانہ ہون اور جان و دل حضور اقدس کی ایک نظر ہدایت اثر کے نذر کر چکا ہون اوس ماہ منور کی محبت مین ایسا شیفتہ اور از خود رفتہ نہین ہوا ہون کہ اوس سے جدائی اور دوری کا خیال ہی کبہی میرے دل مین راہ پاسکے“

دل نیست اینکہ در تن فرسودۂ من است	دیوانہ ایست جاے بویرانہ ساختہ

المختصر آپکے چچا حکم نے جب دیکہا کہ۔

منسوخ شد مروت و معدوم شد وفا	زین ہر دو نام ماند چو عنقا و کیمیا

عزیز بہتیجا اپنی دہن کا پکا ہے اور سچا اعتقاد دین اسلام کا رکہتا ہے اور دین اسلام سے اب اسکا پہرنا ممکن نہین آپ کو چہوڑ دیا اور اپنے خیالات سے باز رہا۔

اس کے بعد حضرت عثمانؓ بلا تعرض و مزاحمت جناب رسول خدا صلعم کیخدمت بابرکت مین آتے جاتے رہے اور صحبت نبی پاک کی برکت سے تمام کمالات ظاہری و باطنی حاصل کیئے۔

آیات مناقب جناب عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ

آپکے محامد و اوصاف بیشمار ہین۔ آیات قرآنی و احادیث نبوی آپکے فضائل مین بکثرت وارد ہین۔ علاوہ اون آیات کے جو بالعموم حضرات صحابہ کبار رضی اللہ عنہم کی فضیلت پر صراحۃً یا کنایۃً دال ہین وہ آیات جن سے مفسرین فضائل جناب عثمان رضی اللہ عنہ ثابت کرتے ہین اور اس مدعیٰ پر دلیل لاتے ہین مذکور ہوتی ہین۔

آیت کریمہ الذین ینفقون اموالھم فی سبیل اللہ ثم لا یتبعون ما انفقوا منا ولا اذیً لھم اجرھم عند ربھم ولا خوف علیھم ولا ھم یحزنون۔

ترجمہ۔ جو لوگ خدا کی راہ مین اپنا مال خرچ کرتے ہین پھر مال دیکر فقرا و مساکین پر احسان نہین دھرتے اور نہ کسیطرح انکو ایذا پہونچانا روا رکھتے ہین اونہین لوگونکے واسطے خدا کے پاس اونکی مزدوری ہے اور اونکو وہان کچھ ڈر اور غم نہین ہے۔

بعض مفسرین کا قول ہے کہ یہ آیت جناب عثمان رضی اللہ عنہ کی شان مین ہے۔ بیشک خداوند تعالےٰ نے آپکو مال دنیوی بکثرت دیا اور آپنے خدا اور اوسکے رسول صلعم کی رضا اور خوشی مین فقرا و مساکین پر راہ خدا مین خرچ کر ڈالا۔

آیت کریمہ و من یطع اللہ والرسول فاولئک مع الذین انعم اللہ علیھم من النبیین والصدیقین والشھداء والصالحین۔ ترجمہ۔ جو لوگ خدا اور اوسکے رسول کی اطاعت اور فرمانبرداری کرتے ہین (اور اونکے احکام دل وجانسے مانتے ہین) یہی لوگ اون لوگونکے ساتھہ (جنت مین) ہونگے جنپر خدا نے اپنا فضل اور انعام کیا ہے اور وہ لوگ انبیاء کرام اور صدیقین اور شہدا ہین۔

کسی طرح شبہ نہین کہ جناب خلیفہ ثالث اس آیت کے مصداق ہین۔ آپکے خدا اور اوسکے رسول صلعم کی اطاعت کرنے مین کسکو شبہ ہے۔

سبحان اللہ۔ جو شخص جنت مین ان چارون گروہ کے ساتھہ ہو اوسکی بزرگی اور شان مرتبہ کا کیا ذکر ہے۔ بعض مفسرین کہتے ہین۔ یہہ چارون طائفہ جناب نبی صلعم کے کیا اچھے رفیق ہین۔ حضرت ابوبکر صدیق۔ جناب عمر فاروق۔ جناب عثمان ذوالنورین۔ جناب علی مرتضیٰ شیر خدا۔ حضرت ابوبکر کے صدیق ہونے مین کسکو کلام ہے۔ باقی تین حضرات شہید ہین۔ رضی اللہ عنہم اجمعین۔ یہہ بھی بڑی نعمت خداوندی ہے جو اپنے فرمانبردارونکو ایسی بزرگونکی رفاقت جنت مین عطا فرمائیگا۔

آیہ کریمہ۔ واذا جاءک الذین یومنون بایاتنا فقل سلام علیکم۔ ترجمہ۔ اے میرے محبوب رسول جب تمہارے پاس وہ لوگ آوین جو ہماری نشانیون پر ایمان لاے اور ہماری آیتونکے گرویدہ اور دل سے معتقد ہین اونکو کہو تم پر خدا کی سلامتی ہو۔ عطا بن ابی رباح کا قول ہے (الذین یومنون بایاتنا) مین حضرت عثمان رض داخل ہین حسن بصری رح سے منقول ہے کہ رحماء بینہم (آپس مین ایک دوسرے پر رحم و شفقت کرنیوالے) مین حضرت عثمان رض بھی ہین۔ آپ فقیرون اور مسکینون پر مہربان تھے۔ باہم دوسرے صحابہ کرام کے ساتھہ تواضع اور رحم سے پیش آتے تھے۔

وتواصوا بالحق (باہم حق بات کی وصیت کرتے ہین) آپکی شان ہے۔

آیہ کریمہ۔ ان الذین سبقت لھم منا الحسنیٰ اولئک عنہا مبعدون۔ ترجمہ۔ جن لوگوپر ہماری مہربانی سبقت کر چکی (یعنی ہمارے رحم و کرم نے اونکو ہر چہار طرف سے لے لیا ہے) یہہ لوگ اوس سے (آتش دوزخ سے) دور رہین گے۔

بعض مفسرین کی رای ہے کہ یہہ دونون آیتین حضرت عثمان رض اور حضرت علی مرتضی رض کے بارہ مین نازل ہوئی ہین۔

آیت کریمہ۔ امّن ھو قانت اٰنآء اللیل ساجدًا وقائمًا یحذر الآخرۃ ویرجو رحمۃ ربہ۔ ترجمہ۔ کیا جو شخص اپنے پروردگار کا فرمانبردار ہے راتونکو سجدہ کرکے صبح کرنیوالا شب بیدار۔ روز آخرت سے ڈرنیوالا اور اپنے پروردگار کی رحمت کاملہ کا امیدوار ہے حضرت ابن عمر رض و دیگر مفسرین متفق ہین کہ یہہ آیت وافی ہدایت جناب عثمان رض کی شان مین ہے آپ تمام رات خوف خدا سے نماز پڑہتے یہان تک کہ صبح کردیتے تھے۔

احادیث مناقب جناب عثمان رض

آپکے فضائل مین بیشمار احادیث وارد ہوئی ہین۔ آپکی خلافت کا ثبوت اور بعد جناب فاروق رض کے خلیفہ ہونا اکثر احادیث سے ثابت ہے منصف مزاج کسی طرح انکار نہین کرسکتا۔ ہم اون احادیث کو لکھتے ہین جو خاصتہً جناب خلیفہ ثالث رض کے فضائل مین وارد ہین

حدیث ۱۔ حضرت عائشہ صدیقہ رض سے منقول ہے کہ ایک مرتبہ جناب عثمان رض نے حضور نبوی صلعم کی خدمت مین حاضر ہونیکی اجازت چاہی آنحضرت اُسوقت اپنے گہر کے کاروبار مین مصروف تھے۔ جب حضرت عثمان رض اجازت پاکر مکان کے اندر داخل ہونیلگے جناب رسولخدا صلعم نے اپنے کپڑے درست کرکے پہن لیئے اور فرمایا۔ عثمان مرد حیادار شرمگین ہین فرشتے اونسے حیا و شرم کرتے ہین۔ کیا مین ایسے شخص سے حیا نکرون۔

حدیث ۲۔ بروایت ابن عمر رض منقول ہے کہ آنحضرت صلعم فرماتے ہین۔ میری اُمت مین بڑے حیا والے عثمان بن عفان ہین۔

حدیث ۳ - حضرت عائشہ صدیقہ رضؓ سے منقول ہے کہ جناب سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا مجھکو خداوند تعالیٰ نے بذریعہ وحی حکم بھیجا ہے کہ مین اپنی پیاری بیٹیان رقیہ اور ام کلثوم عثمان کو عقد مین دون -

حدیث ۴ - بی بی عائشہ صدیقہ رضؓ فرماتی ہین - ایک مرتبہ مین حضور سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس مکان مین تہی کہ عثمان رضؓ تشریف لاے اور دروازہ سے اذن چاہا - جناب رسالتمآب صلعم نے فرمایا عثمان مرد حیا والے ہین مجھکو اندیشہ ہے کہ تمکو اور مجھکو دونونکو ایک جگہہ دیکھکر شاید اونکو شرم آوے اور جس کام یا حاجت کو یہان آئی ہین بلاحصول غرض وحاجت ناکام واپس جاوین -

حدیث ۵ - حضرت انس رضؓ سے مروی ہے کہ جناب رسولخدا صلعم نے فرمایا حضرت لوط علیہ السلام کے بعد (جنہون نے کفار کو چہوڑکر ہجرت کی تہی) عثمان ہین - آپ مع اہل و عیال کے ملک حبشہ کو تشریف لیگئے تہے -

حدیث ۶ - حضرت ابن عمر رضؓ سے روایت ہے - حضرت رسولخدا صلعم فرماتے ہین کہ عثمان ہمارے باپ ابراہیم ؑ کے مشابہ ہین -

حدیث ۷ - ام عیاش سے مروی ہے - حضور رسولخدا صلعم نے فرمایا کہ خداوند تعالیٰ نے آسمان سے جب وحی نازل کی تب مین نے ام کلثوم کو عثمان کے نکاح مین دیا ہے -

حدیث ۸ - حضرت ابوہریرہ رضؓ نے روایت کی ہے - جناب رسولخدا صلعم نے فرمایا کہ اے عثمان رضؓ جبرئیل ؑ آے ہین اور مجھسے کہہ رہے ہین کہ خداوند تعالیٰ نے تمہاری ساتھہ ام کلثوم کا نکاح کر دیا جو مہر رقیہ کا ہے وہی اوسکا بھی ہے اور جس طرح کہ تمنے رقیہ کے ساتھہ حسن معاشرت اور نیک برتاؤ رکھا ہی ام کلثوم رضؓ کے ساتھہ بھی ویسا ہی برتاؤ رکھنا -

حدیث [۹] - حضرت عائشہ صدیقہؓ سے مروی ہے - جناب رسولخدا صلعم نے جناب عثمانؓ سے فرمایا کہ اے عثمان اللہ تعالیٰ تمکو ایک کرتہ پہنانا چاہتا ہے - اگر مخالفین تمسے وہ کرتا لینا چاہین ہرگز نہ دینا اور اپنے بدن سے میری ملاقات کے وقت تک جدا نہ کرنا -

ان احادیث سے صریح بزرگی جناب عثمانؓ ثابت ہوتی ہے - وصف حیا جو کہ ایمان کی ایک شاخ ہے آپ مین بدرجہ کمال ثابت ہے -

کرتہ سے مراد خلافت ہے صاف لفظون مین فرمایا کہ تم میرے بعد خلیفہ ہوگے اور تم کو استحقاق خلافت ہے (اگرچہ بعد وفات نبوی اور بعد خلافت حضرات شیخین اسکا ظہور ہوا) اور لوگ تمہارے مخالف ہوکر تمسے خلافت چھین لینا چاہینگے مگر تم ہرگز خلافت ہاتھ سے نہ دینا - جناب عثمانؓ نے ایسا ہی کیا اور حضور کے ارشاد کی تعمیل مین اپنی جان عزیز تک کی پروا نہ کی -

مردیم در حریم تو با داغ بیکسی	ای وائے در وطن چہ غریبانہ سوختیم

حدیث [۱۰] - جابرؓ کہتے ہین - جناب رسولخدا صلعم نے فرمایا کہ عثمان جنت مین ہے (یعنی انکا مقام جنت مین ہوگا)

حدیث [۱۱] - ابوہریرہ سے روایت ہے کہ جناب رسولخدا صلعم فرماتے ہین - ہر نبی و رسول کی اُمت مین کوئی نہ کوئی اوسکا دوست ہوتا ہے میرا دوست دلی عثمان ہے -

اسی مضمون کی حدیث فضائل جناب صدیق اکبرؓ مین بھی آئی ہے اور وہ مشہور حدیث یہ ہے "اگر مین کسیکو دوست بناتا اور خدا کے سوا کوئی میرا دوست ہوتا تو مین ابوبکر کو دوست بناتا"

ان دونون حدیثون مین کوئی تعارض نہین - کیونکہ دوستون کی تعداد کثیر خلاف واقع نہین اور نہ اسمین کوئی قباحت ہے -

حدیث ۱۲- بروایت ابی ہریرہؓ وارد ہے۔ حضور سرور عالم صلعم فرماتے ہین کہ ہر نبی کا کوئی رفیق جنت مین ہوگا اور میرے رفیق جنت مین عثمان ہین۔

حدیث ۱۳- بروایت ابن عباسؓ جناب رسولخدا صلعم سے مروی ہے کہ فرمایا۔ بروز قیامت عثمان کی شفاعت سے ستر ہزار آدمی جو (بوجہ گناہ کبائر کے مستحق عذاب دوزخ ہونگے) جنت مین داخل کئے جاوینگے اور اونکا کچھہ حساب و کتاب نہوگا۔

حدیث ۱۴- حضرت لوطؑ کے بعد اسوقت تک بجز عثمان و رقیہ کے کوئی مہاجر نہوا۔ (ہجرت کی ابتدا اس زمانہ مین حضرت عثمان سے ہے)

حدیث ۱۵- ابوعبدالرحمن سُلَمی سے روایت ہے کہ جب حضرت عثمانؓ کو لوگون نے بلوہ کرکے چارون طرف سے مکان کے اندر گھیر لیا اور آمد و رفت کا راستہ بند کرکے ہر طرح مزاحمت اور ایذارسانی پر آمادہ ہوے تو حضرت عثمانؓ چھت پر چڑھ گئے اور محاصرین کے گروہ کو مخاطب کرکے فرمایا۔

مین تمکو خدا کی قسم دلاتا ہون اور تم لوگون مین سے بھی صرف اصحاب رسولخدا کو قسم دلاتا ہون سچ سچ کہدو۔ کیا تم جانتے ہو کہ جسوقت جناب رسولخدا صلعم غزوہ عسرہ کے سرانجام مین مصروف تھے اور خرچ کی ضرورت تھی تو حضور اقدس صلعم نے ارشاد فرمایا۔ کون ایسا ہے کہ لشکر کو اس جنگ کے واسطے آراستہ کردے اور اوسکے جملہ ضروریات کو رفع کرکے قابل مقابلہ دشمنان خدا بنادے اوسکو اس نیکی کے عوض مین خدا سے عالم جنت عطا فرمائیگا۔ تو مین نے اس لشکر کو ہمہ جہت آراستہ کرکے قابل جنگ کردیا اور جو کچھہ صرف ہوا محض خدا اور اوسکے رسول کی رضامندی کے

واسطے اپنے پاس سے خرچ کیا۔ اے لوگو کیا تم نہین جانتے کہ جب رسول خدا صلعم نے فرمایا۔ کون ایسا ہے جو چاہ رُومہ کہود واسے اور اوسکی جزا مین بہشت برین پاسے تو مین ہی نے کنوان کہدوایا تہا اور بموجب وعدہ حضور نبوی صلعم جنت کا مستحق ہوا ہون پہر کیون میری جان کے خواہان ہو (اور ایسی مسلمان کو جسکے واسطے حسب وعدہ رسول خدا صلعم جنت عطا ہوئی ہو بے بس و بیکس قید کرکے قتل کرنا کس مذہب و ملت مین روا ہے)۔

اس روایت سے معلوم ہوتا ہے کہ یہ کنوان جناب عثمانؓ نے کہدوایا تہا لیکن دیگر روایات اس کے خلاف ہین۔ جن سے معلوم ہوتا ہے کہ وہ کنوان قدیم کسی اور شخص کا تہا آپنے اوس سے خرید کیا تہا جواب اسکا یہ ہے کہ کہودنیسے مراد اوسکو خرید کرا اوسکی مرمت وغیرہ کرا دینا ہے۔

جماعت سامعین اہل محاصرہ نے جناب عثمانؓ کی تمام گفتگو از اول تا آخر سنکر جواب دیا "تم سچ کہتے ہو"

۱۶۱
حدیث۔ عبدالرحمٰن بن خباب کہتے ہین کہ مین اوسوقت حضور سرور عالم صلعم کی خدمت بابرکت مین حاضر تہا جبکہ آنحضرت صلعم منبر پر چڑہکر صحابہ کرام کو وعظ فرمارہے تہے اور جیش العسرہ کے سامان مُہیا کرنے کی رغبت دلا رہے تہے۔ اوس مجمع مین حضرت عثمانؓ بہی تشریف رکہتے تہے۔ آپنے عرض کیا۔

"اے رسول خدا مین خدا کی راہ مین سو اونٹ مع کجاوہ و پالان وغیرہ اسباب ضروری کے اس لشکر کو دیتا ہون"

جناب رسول خدا صلعم نے پہر لوگون کو حرص دلائی۔ حضرت عثمانؓ نے پہر عرض کیا

"اے رسولخدا- مین دو سو اونٹ اور سب سامان کیساتھہ خدا کی راہ مین دیتا ہون"
جناب سرور عالم صلعم نے سہ بارہ لوگونکو تاکید فرمائی اور لشکر اسلام کی درستی کی ترغیب دلائی- اس مرتبہ بہی جناب عثمان نے عرض کیا-

"جناب مین تین سو اونٹ اور خدا کی راہ مین نظر کرتا ہون"

حضور سرورکائنات علیہ الصلوٰۃ یہہ سنکر خوش خوش منبر سے اوترآے اور حضرت عثمان رضؓ کے دل بڑہانیکو بطور تعریف کے فرمایا-

"عثمانؓ کو کچہہ تردد و اندیشہ نہین اب جو چاہین کرین"

اس قصہ سے کمال سخاوت سیرچشمی اور فیاضی جناب ذوالنورینؓ ثابت ہوتی ہے چہہ سو اونٹ خدا کی راہ مین دیئے اور لشکر مجاہدین اسلام کو ہمہ جہت تیار کر دیا یہہ آپکی ادنیٰ سخاوت کا نمونہ ہے-

حدیث۱۴- بروایت عبدالرحمن بن سمرہ وارد ہے کہ جناب عثمانؓ حضور سرور عالم صلعم کی خدمت بابرکت مین حاضر ہوے اور عرض کیا "یہہ ہزار دینار لشکر کے دیگر ضروری مصارف کو لایا ہون" اور دینار جناب رسولخدا صلعم کی گود مین ڈال دیئے- جناب رسولخدا صلعم اون دینارونکو چومتے اور فرماتے تہے-

"اب سے جو چاہین عثمان کرین اونکو کچہہ غم نہین- اب سے جو چاہین عثمان کرین اونکو کچہہ غم نہین"
یہہ کلمات نہایت خوشی اور شاباشی کے ہین-

حدیث۱۵- حضرت انس بن مالکؓ روایت کرتے ہین کہ جناب رسولخدا صلعم نے بیعت رضوان سب صحابہ سے لی جناب عثمانؓ اوسوقت اوس مجمع صحابہ مین موجود نہ تہے جناب سرور عالم صلعم کے حکم سے آپکی جانب سے قاصد بنکر مکہ معظمہ کو گئے ہوے تہے

جملہ صحابہ کرام یکے بعد دیگرے بیعت کرنے لگے جب سب بیعت کر چکے جناب رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم نے حضرت عثمان کی عدم موجودگی کے بارہ مین فرمایا "عثمان خدا اور اوسکے رسول کی حاجت اور کام کو گئے ہین"۔ پھر آپنے اپنی ایک ہاتھہ کو دوسرے ہاتھہ مین بجاے عثمان رض کے ہاتھہ کے لیا اور اونکی طرف سے بیعت لی جناب رسولخدا صلی اللہ علیہ وسلم کا ہاتھہ جو حضرت عثمان کی طرف سے تہا وہ سب صحابہ کے ہاتھون سے اچہا تہا۔

حدیث ۱۹۔ حضرت ابن عمر رض سے منقول ہے کہ جناب رسولخدا صلعم نے بطور پیشین گوئی فتنہ کا ذکر کرکے فرمایا اسی فتنہ مین عثمان شہید ہونگے۔

حدیث ۲۰۔ مُرّہ بن کعب کہتے ہین کہ جناب رسولخدا صلعم سے مین نے سنا ہے۔ مین حضور نبی صلعم کیخدمت مین حاضر تہا۔ آپنے ایک فتنہ کا ذکر کیا اور اوسکو قریب ہونیوالا فرمایا اسی حالت مین ایک صاحب چادر سر سے اوڑہے ہوے اوس مقام سے گذرے جہان رسولخدا صلعم اور دیگر صحابہ تہے۔ جناب رسولخدا صلعم نے اونکی طرف اشارہ کرکے فرمایا "اوس فتنہ وفساد کے دن یہ شخص راہ راست پر ہوگا"۔

راوی کا بیان ہی کہ مین اوٹہکر اوس شخص کے پاس گیا۔ وہ شخص یہی حضرت عثمان رض تہے۔ پہر مین نے خدمت نبوی مین عرض کیا۔ کیا انکی نسبت آپ فرماتے تہے۔ فرمایا۔ ہان انہین کو مین نے کہا ہے۔

حدیث ۲۱۔ ترمذی کی روایت ہی کہ حضرت عثمان رض نے محاصرہ کے دن بلوائیونسی فرمایا "جناب رسول خدا صلعم نے مجہسے جو عہد لیا ہے مین اوسپر قایم ہون اور تمہاری تکلیفوںپر صبر کرتا ہون"۔ اس کلام سے مضمون گذشتہ حدیث کی طرف اشارہ ہے۔ جو اسطرح ہی

اُسے عثمان خدا تمکو ایک کرتہ پہناویگا تم مخالفین کے چھیننے سے ہرگز نہ اوتار ڈالنا اور وہ کرتا مجھسے ملتے دم تک پہنے رہنا"

۲۲
حدیث - ابوہریرہ رضؓ سے روایت ہی کہ جناب عثمان رضؓ نے دو مرتبہ رسول خدا صلعم سے جنت خرید کی ایک مرتبہ جب چاہ رُومئہ کھودا - دوبارہ جب جیش العسرہ کا سامان مہیا فرمایا

۲۳
حدیث - ابوہریرہ رضؓ سے روایت ہی کہ جناب رسولخدا صلعم فرماتے ہین - عثمان رضؓ صحابہ مین سے میری عادات وخصائل مین مجھسے بہت مشابہ ہین -

۲۴
حدیث عصمہ بن مالک رضؓ سے روایت ہے کہ جب جناب رسولخدا صلعم کی صاحبزادی ام کلثوم نے جو حضرت عثمان رضؓ کی بی بی تھین انتقال کیا جناب رسولخدا صلعم نے صحابہ کو مخاطب کرکے ارشاد فرمایا -

عثمان رضؓ کا نکاح کردو اگر میری تیسری لڑکی ہوتی تو مین عثمان رضؓ کو دیدیتا اور مینے بغیر آسمانی وحی کے اپنی لڑکیونکا نکاح اونسے نہین کیا ہے"

۲۵
حدیث - حضرت علی مرتضی رضؓ سے روایت ہے - وہ کہتے ہین - مین نے جناب رسولخدا صلعم سے سنا ہے کہ فرماتے تھے اور جناب عثمان رضؓ مخاطب تھے - اگر میرے چالیس بیٹیان ہوتین تو بھی مین یکے بعد دیگرے تمہارے عقد مین دیتا یہانتک کہ سب مرجاتین اور ایک بھی باقی نہ رہتی -

۲۶
حدیث - زید بن ثابت رضؓ کہتے ہین کہ مین نے حضور سرور عالم صلعم کو یہ فرماتے سنا ہے کہ - میرے پاس ایک فرشتہ آیا ہوا تھا اور وہ بیٹھا ہوا مجھسے باتین کر رہا تھا کہ اتنے مین عثمان رضؓ میرے قریب ہوکر گذرے اوس فرشتہ نے اونکو دیکھکر کہا - یہ شہید ہونگے - انکی قوم کے لوگ انکو مار ڈالینگے - مجھکو اونسے شرم آتی ہے"

حدیث ۲۷ - ابن عساکر بروایت حسن رض نقل کرتے ہین کہ اونکے پاس لوگون نے حضرت عثمان رض کی حیا و شرم کا ذکر کیا۔ حسن رض نے کہا "آپکو حیا و شرم اس درجہ تھی کہ آدہی رات کو بند مکان مین جو سقف ہوتا اور جبکا دروازہ بہی بند ہوتا آپ غسل کیواسطے کپڑے اوتار کر ننگے ہوکر غسل کرنا چاہتے اور بدن پر پانی ڈالنے کا قصد کرتے پہر اونکو شرم آتی۔ کھڑے سے جہک جاتے اور پشت بلند کر لیتے"۔

حدیث ۲۸ - بروایت انس رض وارد ہے کہ جناب رسولخدا صلعم فرماتے ہین "خداوند تعالےٰ کی ایک تلوار نیام مین بند ہے جبتک عثمان زندہ ہین وہ تلوار نیام کے اندر رہی جب عثمان قتل ہونگے وہ تلوار نیام سے باہر نکل آویگی پہر تا قیامت نیام مین نہوگی"۔ یعنے انکے واقعہ شہادت کے بعد ہمیشہ کشت خون ہوتا رہیگا۔

حضرات ناظرین! اس سے زیادہ صاف پیشین گوئی اور کیا ہوسکتی ہے ۔ دیکھیئے کہ جناب عثمان رض کی شہادت کے بعد ہی حضرت علی کرم اللہ وجہہ کی خلافت مین کسقدر خلاف واقع ہوا روز لڑائیان رہین ۔ آے دن گہر ہی مین لڑائیان ہوا کین خانگی فتنہ و فساد نے ایک دم چین سے نہ بیٹھنے دیا۔ کسقدر پر آشوب زمانہ تہا۔ الامان الامان۔ بعد اسکے معرکہ کربلا۔ اس سے بڑہکر اور کیا فتنہ ہوگا اور نہ کسی نبی کی امت مین ایسا معرکہ گذرا ہے ۔ بعد معرکہ کربلا بہی ان لڑائیو نکا خاتمہ نہوا۔ مکہ معظمہ مین وہ جنگ خونریز اور قتل عام ہوا کہ خدا کی پناہ۔ غرضکہ آج تک مسلمانونکو اطمینان نصیب نہوا

اب ہم چند فضائل جناب عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے ازالۃ الخفا سے نقل کرتے ہین

جناب عثمان رض اسلام سے قبل اپنی قوم قریش مین نہایت مالدار و متمول اشخاص مین سے تہے۔ معزز و نامور لوگو نمین آپکا شمار تہا اور اونمین باوجاہت تہے۔ آپکی

سخاوت وفیاضی قوم مین مشہور تہی اسلام سے قبل ہی وہ کارنمایان اور سخاوت کی کہ سخی مشہور ہوگئے اسلام کے بعد ظاہر ہے کہ کیا کیا کام آپنے کئے ہین۔ بعضونکے نزدیک کثرت سخاوت سے قبل اسلام اور بعد اسلام کے آپ کا لقب ذوالنورین ہوا۔

ابتداے سن سے جاہلانہ عادات سے متنفر و بیزار تہے اور یہہ اس امر کی قوی دلیل ہے کہ آپکو انبیاء کرام سے مشابہت فطرتی ہے۔

آپنے قبل اسلام ہی شراب حرام سمجھی۔ خود آپکا قول ہے "مین نے نہ زمانہ جاہلیت مین نہ اسلام مین کبھی زنا کیا اور نہ چوری کی" جب رسول خدا صلعم کو نبوت ہوئی آپنے اسلام مین سبقت کی اور حضرت ابوعبیدہ بن الجراحؓ اور عبدالرحمٰن بن عوفؓ سے ایک روز قبل اسلام لاے۔

قبول اسلام کے بعد رسولخدا صلعم نے اپنی صاحبزادی لخت جگر نور نظر بی بی رقیہ کو آپکے عقد مین دیا۔ آنحضرت صلعم آپکے اچھے برتاؤ اور نیک سلوک سے بہت خوش رہے جب کفار قریش نے عداوت پر کمر باندہی اور مسلمانونکو ایذا رسانی شروع کی آپ اپنی بی بی کو مع دیگر اشخاص کے لیکر سب سے پیشتر ہجرت کر گئے اور ملک حبشہ مین جا کر اقامت کی۔ سلسلہ ہجرت الی اللہ جو کہ بعد حضرت ابراہیمؑ اور حضرت لوطؑ کے منقطع ہوگیا تہا آپکی ذات بابرکات سے ازسرنو شروع ہوا۔

جب آپ ہجرت کر کے حبشہ پہونچے اور وہان قیام فرمایا کچھ مدت تک آنحضرت صلعم کو آپ دونون صاحبونکی خیریت نہ معلوم ہونیسے فی الجملہ قلق و اضطراب تہا روزانہ خبر صحت و عافیت کا انتظار رہتا تہا اوسی عرصہ مین ایک عورت اہل قریش سے جو ملک حبشہ مین تہی مکہ معظمہ مین داخل ہوئی۔ جناب رسالتمآب صلعم نے اوسکے آنیکی

خبر معلوم کرکے اوسکو بلاکر حال دریافت فرمایا کہ کس حال مین دیکھا ہے۔ کس طرح چھوڑا ہے اوس عورت نے جوابدیا۔ دونون خچر پر سوار تھے اور ہر طرح خوش وخورم تھے۔ جناب رسولخدا صلعم کو اونکا حال دریافت ہونیسے اطمینان ہوا اور آپنے دعا فرمائی "خداوندا تو اونکے ساتھہ ہے اونکی حفاظت کرنا"

حضرت لوط ؑ جب اپنی امت کی نافرمانیون اور اونکی شرارت سے تنگ آے سب کا ساتھہ چھوڑ کر اوس شہر سے باہر چلے گئے۔ رسم ہجرت کی ابتدا حضرت لوط ؑ سے ہوئی اور آنکے بعد پھر کسی نے ہجرت نہین کی۔ جناب رسولخدا صلعم کے زمانہ مین جب کفار مکہ کی تعدی اور ظلم حد سے بڑہگیا جناب عثمان ؓ مع اپنی اہلیہ اور حضرت جعفر بن ابی طالب وغیرہ کے مکہ معظمہ سے ہجرت کرکے حبشہ پہونچے۔ وہان کا بادشاہ نجاشی سب سے باحترام تمام پیش آیا۔ جب جناب رسولخدا صلعم مع صحابہ کبار مکہ معظمہ سے ہجرت کرکے مدینہ منورہ پہونچے کچہ عرصہ کے بعد جناب عثمان ؓ بہی حبشہ سے مدینہ منورہ مین پہونچکر جناب رسولخدا صلعم سے ملے۔ حضرت جعفر ؓ اور اصحاب سفینہ بعد واقعہ خیبر کے مدینہ منورہ مین آے۔

آپ واقعہ بدر مین بوجہ علالت حضرت رقیہ ؓ کے شریک نہ ہوسکے آپ اپنی بی بی کی تیمارداری مین مصروف تھے۔ جب جہاد کا حکم ہوا اور مسلمان جہاد کرنے پر آمادہ ہوے جملہ غزوات مین حضور سرورکائنات صلعم کے ہمراہ وکاب جہاد و نمین شریک ہوے۔ علاوہ بدر کے کہ بوجہ مذکورہ بالا شرکت نہ کرسکے اور باوجود عدم حاضری کی جناب رسولخدا صلعم نے آپکو حصہ مال غنیمت بدر کا عطا فرمایا اور مجاہدین و غازیان بدر مین آپکا شمار ہوا۔ جب آپ بوجہ علالت اہلیہ خود شرکت جہاد سے معذور رہے فی الجملہ آپ کو ملال ہوا۔ جناب سرور عالم صلعم نے فرمایا "تمکو ثواب اونمین مجاہدین کا ہے"

جو جنگ بدر مین شریک ہوئے"

باقی رہا یہ شبہ کہ احد مین جب کفار نے غلبہ کیا مسلمانونکی جماعت مین سے بعض اصحاب بھاگ نکلے اونہین لوگونمین جناب عثمانؓ بھی ہین - اسکا جواب یہ ہی کہ اس سے کچھہ نقص آپکی ذات بابرکات مین نہین آیا - اور بمقابلہ دیگر فضائل وحالات یہہ ادنیٰ لغزش کچھہ شمار مین نہین - کیونکہ خدائے پاک نے یہہ خطا سب کی معاف فرمائی - آیہ کریمہ - ان الذین تولوا منکم یوم التقی الجمعان انما استزلھم الشیطان ببعض ما کسبوا ولقد عفا اللہ عنھم - ترجمہ - جس دن کہ دو جماعتین (اہل اسلام وکفار) باہم ملین (اور لڑائی شروع ہوئی) اور تم مین سے کچھہ لوگ بھاگ نکلے شیطان نے اون کو پھسلا دیا تھا اونکے بعضے گناہونکی شامت تھی اور اللہ تعالیٰ نے تو اون لوگونکی یہ خطا معاف کر دی - اس آیت سے سب بھاگنے والونکا قصور معاف ہوگیا اب کسی پر طعن کرنا اور الزام دینا روا نہین -

جب واقعہ حدیبیہ مین جناب رسول خداؐ کو منظور ہوا کہ کوئی شخص مکہ معظمہ جا کر غریب بے بس مسلمانونکی جو کفار مکہ کی قید مین انواع انواع کی مصیبتین جھیل رہے ہین نہ اونکو ہجرت کرکے مدینہ منورہ آنے دیتے ہین اور نہ اونکو چین سے وہان رہنے دیتے ہین دلدہی اور تسلی وتشفی کرآوے اور سمجھا آوے کہ عنقریب خدائے رحیم وکریم تمکو آزادی دیگا - تمھاری تکلیف کے دن گئے راحت کا زمانہ آگیا چندے اور صبر کرو - تو جناب رسولخدا صلعم نے اس کام کیواسطے اولاً جناب عمر فاروقؓ کو بلا کر فرمایا کہ تم جاؤ اور یہ کام کرآؤ لیکن جناب فاروقؓ نے عرض کیا "یا رسول اللہ میرے ماں باپ آپ پر قربان ہون مکہ معظمہ مین میرے رشتہ ناتہ والے اور کنبہ کے لوگ نہین رہے جنکے پاس جا کر مین وہان ٹھیرون

اگر جناب دوسرے کو تجویز فرماکر وہان بھیجین تو مناسب ہے۔" یہ عرض خدمت نبوی مین پذیرا ہوئی اور جناب عثمانؓ اس کام کیواسطے منتخب ہوے۔ جناب عثمانؓ حکم نبوی پاکر اپنی سواری پر سوار ہوکر جانب مکہ معظمہ روانہ ہوے۔

جب جناب عثمان مکہ معظمہ کے قریب پہونچے اولاً آپ لشکر کفار مین داخل ہوئ اور بے خوف وخطر اون لوگونمین چلے گئے۔ کفار نے چارون طرف سے آپکو گھیر لیا چونکہ آپ کو سب جانتے تھے اور بعض قرابت دار بھی تھے آپکو ڈانٹنے ڈپٹنے لگے اور اسلام اختیار کرنے پر بہت کچھ لعنت وملامت کی۔ اوسی مجمع مین آپکے چچازاد بھائی اَبان بن سعید بن ابی العاص بھی موجود تھے اونھون نے لوگون سے آپکو بچالیا اور اپنے گھوڑے پر سوار کرکے خود پیچھے بیٹھ لئے۔ اس طرح جناب عثمانؓ مکہ معظمہ مین داخل ہوے۔ پھر کوئی متنفس آپسے مزاحم نہ ہوا۔

خانہ کعبہ کے پاس پہونچکر اَبان بن سعید نے کہا آؤ طواف کرین۔

جناب عثمان۔ اے بھائی ہم لوگ اہل اسلام از خود کوئی نیا کام نہین کرتے جو ہمارے سردار نبی کریم کرتے ہین ہم لوگ بھی اونکی پیروی کرتے ہین اور وہ کام کرنے لگتے ہین۔

چونکہ آنحضرت صلعم مع صحابہ کبار حج وعمرہ سے روکے گئے تھے جناب عثمانؓ کو تنہا عمرہ کرلینا پسند نہ آیا اور اپنے چچازاد بھائی کو یہ جواب دیا۔

اَبان بن سعید۔ اے میرے بھائی تم شکستہ حال۔ پریشان۔ بوسیدہ لباس کیون ہوا اور اسقدر اونچی ازار (تہ بند) کیون باندھے ہو۔

حضرت عثمانؓ کی ازار تا نصف ساق تھی آپنے جواب دیا۔

"ہمارے سردار آنحضرت صلعم کی یہی وضع اور ازار کی ایسی ہی بندش ہے"

پھر حضرت عثمانؓ مکہ معظمہ مین ٹھیرے اور سب مسلمان قیدیونکو جناب رسولخدا صلعم کی طرف سے پیغام پہونچایا اور سب کو تسلی و اطمینان دیکر حضور کیخدمت مین واپس آے

اسی زمانہ مین جبکہ حضرت عثمانؓ مکہ معظمہ جناب رسولخدا کی حکم سے گئے ہوے تہے لوگونمین مشہور ہوا کہ جناب عثمانؓ کو کفار مکہ نے اکیلا پاکر قتل کر ڈالا۔ مسلمانونکو اس خبر وحشت اثر سے سخت صدمہ ہوا قریب تہا کہ بیخود ہو کر کفار پر جا پڑین اور صلح و عہد کا خیال بالکل بہول جاوین چنانچہ اسی ہنگامہ مین سب نے حضور سرور عالم صلعم سے تجدید بیعت کی اور لڑنے اور خدا کی راہ مین جان دینے پر آمادہ ہو گئے۔ جناب رسولخدا صلعم نے جناب عثمانؓ کی طرف سے ایک ہاتہہ اپنا لیا۔ اور دوسرے ہاتہہ مین لیکر فرمایا۔

"یہہ میرا ہاتہہ ہے اور یہہ عثمان کا ہاتہہ ہے"

اس بیعت رضوان مین جسکی فضیلت اور اجر عظیم کی طرف قرآن مین اشارہ ہی آپ بہی داخل ہوے

منجملہ فضائل حضرت عثمانؓ توسیع مسجد نبوی ہے۔

جسدن بلوائیون نے آپکے مکان کا محاصرہ کیا ہے آپ چہت پر چڑہے اور بہت کچہہ انکو سمجہایا اور خوب خوب وعظ و پند سنایا۔ اپنے بے بس و مجبور مقتول ہونیکی سزا سے ڈرایا۔ اوسی خطبہ مین آپنے منجملہ دیگر امور کے یہہ بہی ذکر فرمایا کہ لے لوگو سنلو مین تمکو خداے پاک کی جسکا کوئی شریک نہین قسم دلاتا ہون سچ سچ کہنا۔ کیا تم نہین جانتے کہ جناب رسولخدا صلعم نے فرمایا کون ایسا خدا کا بندہ ہے کہ بنی فلان (کسی روایت مین تصریح نہین آئی کہ اسکا مکان تہا کسی مین مربد بنی فلان ہی کسی مین اور لفظ۔ غرض کہ بنی فلان کی تعین کسی روایت مین نہین آئی) کا باڑا لیکر خدا کیواسطے مسجد مین ملا کر اوسکو وسیع کردے

تومین نے بیس ہزار یا پچیس ہزار مین خریدا اور خدمت نبوی مین عرض کیا یا رسول اللہ صلعم وہ باڑا مین نے لے لیا ہے۔ کیا حکم ہوتا ہے۔ آپنے فرمایا کہ مسجد مین ملا دو اور خدا کے نزدیک تمکو اسکا اجر عظیم ملیگا۔"

غزوہ عسرہ یا تبوک مین بہت تنگی پیش آئی۔ کہانے کو پاس نہ رہا اہل لشکر نے بہوک پیاس سے سخت تکلیف اوٹہائی یا پیادہ سفر کیا قلت سواری کی اور بہی مصیبت تہی۔ جناب عثمانؓ کو خبر پہونچی آپنے کہانا خرید کیا اور جملہ اصحاب رسول اللہ صلعم کے واسطے اونٹ سواری کو اور دیگر اشیاء خوردنی جانب تبوک روانہ کین جب اونٹونکی قطار غلہ وغیرہ سے لدی ہوئی آنحضرت صلعم کے قریب پہونچی اور ملاحظہ اقدس مین گذری حضور نے دور سے دیکہکر فرمایا "تمکو خداوند تعالی نے مال عطا فرمایا۔ کہانے پینے کا سامان آگیا ہے" جب اونٹ بٹہلائے گئے اور جملہ سامان از قسم طعام وغیرہ جو کہ جناب رسول اللہ صلعم اور صحابہ کبار کے واسطے آیا تہا اونٹون پر سے اوتار کر ایک جگہہ ڈہیر کیا گیا تو آنحضرت صلعم نے اپنے دونون دست مبارک آسمان کیطرف بلند فرمائے اور جناب عثمانؓ کے حقمین دعا مانگی "خداوندا مین عثمان سے راضی ہوا تو بہی اونسے راضی رہنا" یہہ کلمات تین بار آپنے فرمائے۔ پہر صحابہ کی جانب مخاطب ہوکر فرمایا "تم سب بہی عثمان کیواسطے دعا مانگو" سب نے جناب رسول اللہ صلعم کے ساتہہ جناب عثمانؓ کے واسطے دعا مانگی۔

اکثر اوقات جناب عثمانؓ وحی کی کتابت فرمایا کرتے تہے اطراف وجوانب کے سلاطین کے نام خط وکتابت جنمین بعض مضامین مخفی ہوتے جنکا اظہار علی العموم مناسب وقت نہ ہوتا آپ ہی لکہا کرتے تہے۔ چنانچہ ایک مرتبہ جناب رسول اللہ صلعم جناب عائشہ رضہ سے تکیہ لگائے بیٹہے تہے اور حضرت عثمانؓ بہی وہان موجود تہے جبرئیل امین عم وحی لیکر تشریف

لاے آنحضرت صلعم نے ارشاد فرمایا "عثمان لکھو" اور آیات قرآنی پڑھکر سنائین۔
جناب عثمان رضؓ نے ایکمرتبہ حلوا (خبیص) جناب رسالتمآب کے واسطے پکایا اس قسم کا حلوا اہل فارس بنایا کرتے تہے ملک عرب مین اسکا رواج نہ تہا۔ حضرت عثمانؓ نے اسکی ابتدا کی اور جناب رسالتمآب صلعم نے پسند فرمایا۔
جناب عثمانؓ کے پاس اونٹ آے اور شہد سے لدے ہوے آے۔ آپنے شہد اور آٹے کو ملاکر حلوا بنایا اور جناب رسولخدا صلعم کیخدمت مین حضرت ام المومنین ام سلمہ رضؓ کے گہر بہیجا۔ جب جناب رسولخدا صلعم تشریف لاے۔ حضرت ام سلمہ نے کہانیکے وقت حضور مین پیش کیا۔ آپنے کہاکر بہت پسند فرمایا۔ دریافت کیا کہ کسنے بہیجا ہے۔ بی بی ام سلمہ رضؓ نے عرض کیا عثمان رضؓ نے خاص حضور کے واسطے بہیجا ہے۔ آپنے فرمایا "خداوندا۔ عثمان رضؓ تیری رضامندی اور خوشی کا خواستگار ہے تو اوس سے راضی رہنا"
ایک روایت مین آیا ہے کہ ایک قافلہ مدینہ منورہ مین باہر سے آیا اوسمین گیہونکا آٹا اور گہی و شہد حضرت عثمانؓ کے واسطے آیا۔ حضرت عثمانؓ یہہ سب سامان حضور نبوی مین لے آے آپنے دعاے برکت فرمائی۔ پہر ایک دیگچی منگوائی۔ وہ چولہے پر رکہی گئی اور آگ جلائی گئی۔ پہر اوس دیگچی مین آٹا شہد اور گہی ڈالا اور خوب چمچہ سے چلایا جب پک کر تیار ہوا دیگچی چولہے سے اوتار لی گئی۔ جناب رسولخدا صلعم نے جملہ حاضرین جلسہ کو بلاکر فرمایا "آؤ اسکو کہاؤ اسکو اہل فارس خبیص کہتے ہین"
حضرت عائشہ صدیقہ رضؓ فرماتی ہین کہ ایکمرتبہ ایسا اتفاق ہوا کہ اہل بیت رسولخدا صلعم چار روز تک بہوکے پیاسے رہے۔ فاقہ سے تنگ حال ہوے۔ کچہ کہانے کو نہ ملا یہانتک کہ بچے بہوک کی شدت سے بلبلانے اور شور وغل مچانے لگے۔ جناب رسولخدا صلعم

گھرمین تشریف لاے۔ جناب صدیقہؓ سے دریافت فرمایا کیا میرے بعد تم لوگون نے کچھ کہانیکو پایا۔ حضرت عائشہ نے جواب دیا۔ کہان سے ملتا اور کون بہیجتا جبکہ خداوند کریم آپ کے ہاتھون نہ بہیجے تو کون دینے والا اور بہیجنے والا ہے۔

جناب رسولخدا صلعم نے وضو کیا نفل نماز ادا کر کے دعا مانگی اور باہر تشریف لیگئے آخر دن مین جناب عثمانؓ تشریف لاے اور اندر آنیکی اجازت چاہی۔ مین نے منع کرنے کا قصد کیا مگر پہر دل مین کہا۔ "عثمان مالدار لوگون مین ہین اور صحابہ مین دولتمند بہی ہین۔ شاید خداوند کریم نے اونکو یہان اسواسطے بہیجا ہے کہ اسوقت ہماری مدد کرین اور کچھ ہمارے واسطے لائین"۔ یہہ خیال کر کے اندر بلالیا۔ حضرت عثمانؓ اندر تشریف لاے اور کہا۔ "اے مادر مہربان حضور سرور عالم صلعم کہان تشریف رکھتے ہین"۔ مین نے کہا۔ "اے میرے بیٹے۔ محمدؐ کے گھرمین چار دن سے چولھا نہین سلگا۔ کسی نے کھانیکو کچھہ نہین کھایا فاقہ پر فاقے ہورہے ہین جناب رسولخداؐ گھرمین تشریف لاے تہے۔ شدت بھوک و پیاس سے آپ کا چہرہ مبارک اترا ہوا۔ پیٹ پیٹھ سے لگا ہوا تہا۔ پہر مین نے وہ گفتگو جو میرے اور آنحضرتؐ کے درمیان ہوئی تہی بیان کی۔ یہہ حال سنکر جناب عثمانؓ رودئے اور کہا۔ "کمبخت دنیا تباہ ہو"۔ پہر کہا۔ "اے ام المومنین آپکو مناسب نہ تہا کہ اس حالت تنگی اور فقر و فاقہ کو مجہسے چہپایا اور اسکی بابت مجہسے کچھ اظہار نہ فرمایا۔ نہ کسی دوسرے مالدار صحابہ جیسے عبدالرحمن بن عوف۔ ثابت بن قیس۔ وغیرہ سے کہا"۔ یہہ کہکر جناب عثمانؓ چلے گئے۔ گھر جاکر بوروں مین آٹا۔ گیہون۔ کھجور بہر کر اور ایک پختہ بکری بریان اور تین سو درم نقد ایک تہیلی مین رکھکر بہجوادیئے۔ پہر خیال کیا کہ جنس خام کے تیار ہونے مین دیر ہوگی اور بھوک پیاس سے سب صاحب پریشان حال ہین لہذا کچھہ پکا ہوا کھانا بہی جانا چاہیے

اس خیال سے روٹیان اور گوشت بریان یا فراط بہیجدیا اور خود آکر کہہ گئے کہ سب صاحب اسکو نوش جان فرمائین اور جناب رسولخدا صلی اللہ علیہ وسلم کیواسطے رکہہ چہوڑین۔ مجھسے قسم لی کہ خبردار ایسی تنگی اور فاقہ کی نوبت نہ ہونے پاوے جب کبہی ایسا وقت پیش آوے مجھکو ضرور خبر دینا۔

حضرت عثمانؓ کے چلے جانیکے بعد جناب رسولخدا صلعم تشریف لای اور فرمایا اے عائشہؓ کیا میرے بعد تمہارے پاس کچھ کہانے پینیکو آیا۔

جناب صدیقہؓ۔ یارسول اللہ۔ آپ خوب جانتے ہین کہ آپ گہر سے دعا مانگ کر نکلے اور یہہ بہی آپکو یقین ہے کہ خدائے پاک آپکی دعا رد نہین کرتا۔

آنحضرت صلعم۔ تمکو کیا ملا۔

جناب عائشہؓ۔ اسقدر اونٹونکا بار آٹا۔ اسقدر گیہون۔ اتنے اونٹ کہجور تین سو درم نقد بکری بریان۔ روٹیان اور گوشت پختہ کثرت سے آیا ہے۔

آنحضرت صلعم۔ کس نے بہیجا اور کہان سے آیا۔

جناب صدیقہؓ۔ عثمان بن عفان نے یہہ سب کچھ بہیجا ہے۔

یہہ سنکر جناب رسولخدا صلعم رودیئے اور دنیا کا نہایت نا راضی کے ساتھہ ذکر فرمایا اور مجھکو قسم دلائی کہ اگر آیندہ پہر کبہی ایسی ہی سختی اور ضرورت پیش آے تو ضرور عثمان کو اطلاع دینا۔ پہر فوراً آپ مسجد مین تشریف لیگئے۔ ہاتھہ اوٹھا کر دعا مانگی اور فرمایا بارالہا مین عثمان سے راضی اور خوش ہون تو بہی اوس سے راضی رہنا۔ بارالہا۔ مین عثمان سے راضی اور خوش ہون تو بہی اوس سے راضی رہنا۔ اکثر اوقات جناب رسولخدا صلعم نے حضرت عثمانؓ کے واسطے باہتمام بلیغ دعا فرمائی ہے۔

ابو سعید خدری کہتے ہین۔ مین نے دیکہا ہے کہ اول رات سے طلوع فجر تک جناب رسولخدا صلعم جناب عثمانؓ کے واسطے دعا فرماتے رہے اور یہہ الفاظ زبان مبارک پر تہے۔

خداوندا۔ مین عثمان سے راضی ہون تو بہی اوس سے راضی رہنا

جابر بن عطیہ سے روایت ہے کہ جناب رسولخدا صلعم نے حضرت عثمانؓ سے فرمایا کہ اُے عثمان۔ خدا اے رحیم وکریم نے تمہارے سب گناہ معاف کر دیئے۔ اسلام کے قبل جو گناہ کئے۔ اور جو بعد اسلام کے۔ اور جو ظاہر و آشکارا ہین اور جو پوشیدہ۔ اور جو کچہہ قیامت تک ہون سب گناہون سے درگذر فرمائی"۔ سبحان اللہ۔ کیا بشارت عظمیٰ ہے۔ حضرت خلیفہ ثالثؓ کا مرتبہ اور عظمت و جلال کسقدر رہے۔ خدا اور اوسکے رسول کی کسقدر مہربانی اور شفقت اونپر ہے۔ بیشک آپکے کام ایسے ہی تہے اگر اس درجہ لطف نبوی ہوا تو تعجب ہی کیا ہے۔ اپنا تمام مال خدا کی راہ مین صرف کر ڈالا خدا کی رضامندی اور اوسکے رسول کی فرمانبرداری مین جان تک سے دریغ نہ کیا۔ حضور سرورعالم صلعم کی رضامندی اور اطاعت اپنی خواہش دلی پر مقدم رکہی۔ خدا اوسکے رسول کے احکام کی بجاآوری مین دل وجان سے مصروف رہے۔ اپنی عمر عزیز کا تمام حصہ خدا اور اوسکے رسول کے کامون مین صرف کیا سچ تو یہہ ہے کہ یہی بزرگوار پکّے اور سچے مسلمان تہے جناب رسالتمآب صلعم کی صحبت اکسیر ہدایت تہی جس مسلمانؓ نے ایک لحظہ بہی ایک نظر جناب سرور کائنات کو دیکہہ لیا گروہ صحابہ مین داخل ہوگیا۔ یہ دولت کمائی۔ شرف سعادت ابدی حاصل کیا اور نعمت جاوید سے مالامال ہوگیا۔

جن بزرگونکو تمام عمر حضور نبوی کی صحبت رہی اور سفر وحضر مین ہر وقت ہم پیالہ اور ہم نوالہ تہے اونکے فضائل وکمالات کی انتہا کیسے ہوسکتی ہے اور اونکی بحر اوصاف مین

کسکی مجال ہے کہ غوطہ زنی کرکے تہ تک پہونچ سکے۔

خامہ لشکستیم ولب لبستیم از تعریف شان	کان نہ در تحریر یا گنجد نہ در تقریریا

اب ہم چند احادیث مشکوٰۃ شریف سے اور نقل کرتے ہین۔

حدیث - جناب عائشہ صدیقہؓ فرماتی ہین کہ جناب رسولخدا صلعم ایک دن اپنی حجرہ شریف مین بستر پر لیٹے استراحت فرمارہے تھے۔ آپکی دونون رانین یا فقط پنڈلیان کھلی ہوئی تھین کہ اس اثنا مین حضرت صدیق اکبرؓ تشریف لاے اور اجازت اندر آنیکی طلب کی۔ آنحضرت صلعم نے اجازت دی اور اوسی حال مین لیٹے رہے۔ حضرت صدیقؓ حجرہ کے اندر داخل ہوے اور آنحضرت صلعم سے باتین کرنے لگے۔ بعد ازان حضرت عمر فاروقؓ نے آکر اجازت چاہی اور وہ بھی اندر آے۔ پہر جناب عثمان نے اجازت مانگی جناب رسولخدا صلعم لیٹے سے اوٹھہ بیٹھے اور اپنے کپڑے درست کرلئے اور رانین یا پنڈلیان چھپالین جناب عائشہؓ فرماتی ہین کہ جب عثمانؓ تشریف لیگیے تو مین نے حضور مین عرض کیا۔

ابوبکرؓ آپکی خدمت مین تشریف لاے مگر آپنے اونکے آنیکی کچھہ پروانہ کی اور نہ کچھہ زیادہ اہتمام فرمایا پہر حضرت عمرؓ آے آپ اوسی ہیئت سے لیٹے رہے اور کچھہ پروانہ کی۔ جب حضرت عثمانؓ آے آپ اوٹھہ بیٹھے اور کپڑے درست کرلئے۔ یہہ کیا بات ہے۔

جناب رسول خدا صلعم نے فرمایا۔ اُے عائشہؓ جس شخص سے فرشتے حیا کرتے ہون توکیا مین اوس سے حیا وشرم نہ کرون۔" دوسری روایت مین ہے۔ "عثمان مرد باحیا ہین انکو کمال درجہ شرم غالب ہے مجھکو خیال ہوا کہ مجھکو اس بے تکلفی کے ساتھہ لیٹے دیکھکر وہ شرمندہ ہوکر چلے جائینگے اور شاید کسی کام کو آے ہون تو وہ بھی کچھہ مجھہ سے

نہ کہہ سکین گی اسواسطے مین نے اونکے آنے پر یہہ اہتمام کیا"

حدیث - بروایت سمرہ بن جندب ذیل مین قصہ تبوک کے آیا ہے کہ جناب عثمان رضؓ نے علاوہ اونٹونکے جو راہ خدا مین مجاہدین کو دئے ہزار دینار بھی رسولخدا صلعم کیخدمت مین گذرانے اور جناب رسولخدا صلعم کی آغوش مبارک مین ڈال دئے - راوی کا بیان ہے مین نے بچشم خود دیکھا کہ بکمال محبت جناب رسالتمآب صلعم اون دینارونکو بوسہ دیتے اور فرماتے تھے "عثمان کو کچھہ نقصان نہوگا آج سے جیسا عمل چاہین کرین" دوبار فرمایا

حدیث - ثمامہ روایت کرتے ہین کہ مین بروز محاصرہ عثمانیؓ موجود تھا اور اوسی مجمع مین تھا جبکہ حضرت عثمان رضؓ نے کوٹھے پر چڑھکر جملہ محاصرین کی طرف خطاب کرکے فرمایا -

مین تم صحابہ کو خدا کی قسم دلاتا ہون جو جانتا ہو کہہ دے - رسول خدا صلعم جب ہجرت کرکے مدینہ منورہ مین تشریف لاے اور قیام پذیر ہوے تو شیرین پانی پینے کا بجز بیر رومہ کے دوسرا کنوان نہ تھا اور اُس کنوئین کا مالک ایک شخص مزنی نام تھا حضرت نے فرمایا "کون ایسا ہے جو خدا کیواسطے چاہ رومہ خرید کے فی سبیل اللہ وقف کردے اور اوسکی جزا مین جنت کا مستحق ہو" مین نے وہ کنوان خاص اپنے ذاتی مال سے خرید کے وقف کردیا مگر آہ کہ تم لوگ آج کے دن مجھکو اوسی پانی سے روکتے ہو - اور مین کھاری پانی (مثل آب دریاے شور) بدقت پینے کو پاتا ہون -

محاصرین - ہان سچ کہتے ہو -

جناب عثمان - مین تمکو خدا اور اوسکے دین اسلام کی قسم دلاتا ہون کیا تم نہین جانتے کہ جب مسجد مین گنجائش کم رہی اور نمازیونکو تکلیف ہونے لگی تو جناب

رسالتمآب صلعم نے فرمایا "کون مرد سخی ہے کہ فلان شخص کے مکان جو متصل مسجد مین خرید کر مسجد مین ملادے اور مسجد کو بڑہادے خدا کے پاس اسکا بدلہ جنت نصیب ہوگی" مین ہی نے تو وہ گہر خرید کر مسجد مین ملادئے تھے اور اب اسوقت تم لوگ مجہی کو اوس مسجد مین دو رکعت نماز پڑہنے سے منع کرتے ہو۔

محاصرین۔ فی الواقع درست کہتے ہو۔

جناب عثمان۔ مین تمکو اللہ کی اور اوسکے سچے دین اسلام کی قسم دلاتا ہون۔ کیا تمکو یاد نہین کہ مین ہی نے جیش العسرہ کو اپنی مال سے جہاد کیواسطے درست کردیا تہا

محاصرین۔ ہان خوب جانتے ہین۔

جناب عثمان۔ مین تمکو خداے مطلق اور اوسکے دین برحق اسلام کی قسم دلاتا ہون کیا تمکو خبر نہین کہ ایک مرتبہ جناب رسولخدا صلعم کوہ ثبیر پر تھے۔ خدمت اقدس مین ابوبکرؓ اور عمرؓ تھے اور مین ہی موجود تہا۔ ناگاہ پہاڑ کو حرکت ہوئی یہانتک کہ کچھہ پتھر کنکر اوس پہاڑ کی چوٹی سے لڑہک کر نیچے تک پہونچے جناب رسولخدا صلعم نے اپنے پاے مبارک سے اوس پہاڑ کو ایک ٹہوکر ماری اور فرمایا۔ "اے ثبیر۔ ٹہرجا۔ تیرے اوپر ایک نبی اور ایک صدیق اور دو شہید ہین"

محاصرین۔ ہان ہم خوب جانتے ہین۔

جناب عثمان۔ اللہ اکبر۔ برب کعبہ گواہی دیتے ہین کہ مین شہید ہون مگر باوجود اقرار کے اپنے ارادون سے باز نہین آتے اور میرے قتل کے درپے ہین۔

چہ عذر از بخت خود گویم کہ آن عیار شہر آشوب	بہ تلخی کشت حافظ را و شکر در دہان دارد

حدیث۔ عثمان بن عبد اللہ بن موہب سے روایت ہے وہ کہتے ہین کہ ایک شخص مصری بارادہ حج بیت اللہ کو جاتا تہا وہ مدینہ منورہ مین بہی آیا اور مجمع صحابہ کبار مین پہونچ کر جہان کچہ لوگ بیٹھے تھے اونسے مخاطب ہوکر پوچہا۔

مرد مصری۔ آپ کون لوگ ہین۔

صحابہؓ۔ ہم لوگ قریش ہین۔

مصری۔ تم لوگون مین زیادہ عمر والا کون ہے۔

صحابہؓ۔ عبد اللہ بن عمر رضی اللہ تعالےٰ عنہ۔

مصری (عبد اللہ بن عمرؓ سے مخاطب ہوکر) اے ابن عمر مین آپسے چند سوال کرتا ہون مجہے جواب دیجیے۔ کیا آپ جانتے ہین کہ عثمانؓ جنگ احد مین بہاگے تہے

ابن عمرؓ۔ ہان بہاگے تہے۔

مصری۔ کیا بیعت رضوان سے بہی غائب تہے اور اوس بیعت مین حاضر نہ ہوے

ابن عمرؓ۔ ہان ایسا ہی ہوا۔

مصری۔ (تعجبانہ لہجہ سے) اللہ اکبر۔

مرد مصری کی غرض ان سوالات سے اظہار منقصت واثبات جرم جناب عثمانؓ کی شان مین تہی جب عبد اللہ بن عمرؓ نے اوسکے سوالات کی تصدیق کی اور ہر سوال کو تسلیم کرلیا تو اوسنے براہ تعجب اللہ اکبر کہا۔ یعنے باوجود ان عیوب کے تم لوگ عثمانؓ کو بہتر سمجہتے ہو جب مصری اپنے سوالات ختم کرچکا عبد اللہ بن عمرؓ اوسکے جوابات کی طرف متوجہ ہوے اور فرمایا۔

ابن عمر رضہ۔ آؤاب کان دھر کر سنو۔ تمہارے ہر ایک سوال کا جواب دیتا ہون اور وجہ معقول بیان کرتا ہون (حضرت عثمان رضہ کا جنگ احد مین بہاگنا) مین گواہ ہون کہ خداوند تعالی نے یہہ گناہ اونکا بلکہ اون سب کا بہی جو اس جنگ مین بہاگے معاف فرمادیا۔ قرآن مجید مین آیت وافی ہدایت ان الذین تولوا منکم یوما التقے الجمعان۔ شاہد عدل موجود ہے۔ ایک عثمان رضہ کیا سب بہاگنے والونکا گناہ خداوند تعالی نے معاف کر دیا۔ اب کسیکو اسباب مین مجال گفتگو اور موقع چون وچرا نہ رہا۔

(عثمان رضہ جنگ بدر سے غیر حاضر تہے؟)

اسکی وجہ یہ ہے کہ جناب عثمان رضہ کی بی بی رقیہ رضہ جناب رسولخدا صلعم کی صاحبزادی علیل تہین خود جناب رسولخدا نے اونکو اجازت دی کہ تم مدینہ مین رہکر بیمار کی تیمارداری کرو اور تمکو ثواب اونہین لوگونکا ملیگا جو جنگ بدر مین شریک ہوے اور حصہ بہی اونہین لوگونکے برابر ملیگا۔

اب کہو۔ اس الزام سے جناب عثمان رضہ بری ہو گئے یا نہین۔ اور جیسا کہ جنگ تبوک مین شیر خدا جناب علی مرتضی رضہ جناب پیغمبر خدا صلعم کے حکم سے آپکے اہل وعیال کی نگرانی کیلئے مدینہ منورہ مین رہ گئے تہے اور لڑائی مین شریک نہین ہوے اسی طرح جناب عثمان رضہ کا جنگ بدر سے غیر حاضر ہونا ہے سرمو فرق نہین۔ نہ جناب علی مرتضی رضہ پر کوئی طعن نہ جناب عثمان رضہ پر کوئی الزام

(جناب عثمان رضہ بیعت رضوان مین بہی حاضر نہ تہے)

اسکا سبب سنو۔ اگر جناب عثمان رضہ کی طرح کسی دوسرے صحابی کے بہی

عزیز و رشتہ دار و اہل کنبہ مکہ معظمہ مین ہوتے تو وہی جاتا یہی ضرورت پیش آئی کہ آپ ہی بھیجے گئے اور جناب رسول خدا صلعم کے حکم سے گئے۔ پھر کون موقع طعن و تشنیع کا ہے عثمان رضؓ کے چلے جانیکے بعد بیعت رضوان ہوئی ہے۔ جناب رسالتمآب نے اپنے داہنے ہاتھہ کی طرف اشارہ کر کے فرمایا۔ "یہہ عثمان کا ہاتھہ ہے" اور اپنی بائین ہاتھہ مین لیکر فرمایا۔ "یہہ عثمان کیطرف سے بیعت ہوئی"۔

جب ابن عمرؓ معترض کے سوالات کے جواب دے چکے فرمایا۔ ان باتونکو اپنے ساتھہ لے جا۔ ہمارا کیا نقصان ہے بلکہ اگر جناب عثمانؓ کی شان مین تیرے یہ عقائد فاسدہ ہین تو تیرا ہی نقصان ہے تیرا ہی دین تباہ ہوگا۔

حدیث۔ ابو موسیٰ اشعریؓ روایت کرتے ہین کہ مین جناب رسول خدا صلعم کیخدمت مین حاضر تھا حضور اقدس مدینہ منورہ کے باغات مین سے ایک باغیچہ مین تشریف رکھتے تھے۔ دروازہ باغیچہ کا بند تھا اور میرا پہرا تھا۔ ناگاہ ایک شخص آیا اور دروازہ کھٹکھٹایا اور اندر جانیکی اجازت چاہی۔

جناب رسول خدا صلعم نے فرمایا۔ دروازہ کھولدو آنیوالے کو آنے دو اور اوسکو دخول جنت کی بشارت دو۔ مین نے دروازہ کھولا۔ جناب ابو بکر صدیق نظر آئے مین نے بحکم رسول خداؐ اونکو دخول جنت کی بشارت دی۔ اونہون نے سنکر خدا کا شکر ادا کیا۔ اونکے بعد دوسرے صاحب آئے اور دروازہ کھلوایا۔ حضور نبوی نے اندر آنے کی اجازت دی اور فرمایا۔ جنت کی بشارت دینا۔ مین نے دروازہ کھولا۔ جناب فاروقؓ کو پایا۔ جنت کی بشارت اونکو بھی دی اور اونہون نے بھی اللہ تعالے کا شکر ادا کیا۔ بعد ازان اور ایک صاحب آئے اور اجازت آنیکی چاہی۔ جناب

رسالتمآب صلعم نے فرمایا انکو بھی آنے دو۔ جنت کی خوشخبری دو اور بلوہ مین شہید ہونیکی اطلاع کرو۔ مین نے دروازہ کھولا۔ جناب عثمان ذوالنورینؓ آے۔ جو کچھہ جناب رسولخدا صلعم نے فرمایا تھا مین نے انسے بھی عرض کیا۔ میری باتین سنکر شکر خدا بجالاے اور کہا۔ "اللہ المستعان ہمارا مددگار خدا ہے پروردگار عالم ہے۔"

حدیث۔ جابرؓ روایت کرتے ہین کہ ایک روز جناب رسولخدا صلعم نے فرمایا۔ شب گذشتہ ایک مرد پرہیزگار نے خواب دیکھا کہ ابوبکرؓ رسول خدا صلعم سے لٹکے ہین اور عمرؓ ابوبکرؓ سے۔ اور عثمانؓ عمرؓ سے۔ جابر کہتے ہین کہ جب ہم لوگ رسولخدا کی خدمت سے رخصت ہوکر چلے گئے آپس مین گفتگو کی اور اس خواب کی تعبیر یہہ سمجھے کہ مرد صالح جناب رسالتمآب صلعم ہین اور ایک کا تعلق دوسرے سے۔ اسکا مطلب یہہ ہے کہ یکے بعد دیگرے یہہ تینون صاحب خلیفہ ہونگے۔

اس حدیث سے ترتیب خلافت اچھی طرح ثابت ہوتی ہے۔ گویا کہ حضور اقدس کا خواب بطور پیشین گوئی کے واقع ہوا۔

حدیث۔ حضرت ابن عمرؓ سے مروی ہے۔ وہ کہتے ہین کہ ایک روز بعد طلوع آفتاب جناب رسالتمآب ہم لوگونکے پاس تشریف لاے اور فرمایا۔ آج فجر سے پہلے مین نے خواب دیکھا کہ مجھکو کنجیان روئے زمین کے خزانونکی اور ترازو عنایت ہوئین۔ ایک پلہ مین مجھکو بٹھایا دوسرے مین میری تمام امت کو رکھا اور تولا۔ میرا پلہ بھاری رہا۔ پھر میری جگہہ پر ابوبکر کو تولا وہ بھی وزن مین غالب رہے۔ پھر اسی طرح عمر۔ پھر عثمان۔ بعد ازان وہ ترازو اوٹھہ گئی۔

دوسری روایت مین اس طرح آیا ہے کہ ایک شخص نے خدمت اقدس مین عرض کیا

مین نے خواب دیکھا کہ آسمان سے ایک ترازو اوتری آپ اور ابوبکرؓ دونون تولے گئے تو آپ غالب رہے۔ پھر ابوبکر اور عمر دونون تولے گئے ابوبکر کا پلّہ بھاری رہا۔ بعد ازان عمر و عثمان کو تولا عمر کا پلّہ نیچا رہا۔ بعد ازان ترازو اوٹھہ گئی۔

جناب رسالتمآب کو یہہ اخیر فقرہ برا معلوم ہوا۔ فرمایا۔ خلافت نبوت کا خاتمہ ہے پھر خدا جسکو چاہیگا ملک دیگا۔

حدیث۔ بروایت سمُرہ بن جندب مروی ہے کہ ایک شخص نے آنحضرت صلعم کی خدمت مین عرض کیا مین نے خواب مین دیکھا کہ ایک ڈول پانی سے لبریز آسمان سے اترا ابوبکرؓ نے اوس ڈول کی لکڑیان پکڑکر پانی پیا مگر خوب نہین۔ پھر عمرؓ اوسی ڈول کے پاس گئے اور اوسی طرح پانی پیا یہانتک کہ شکم سیر ہو گئے۔ بعد ازان عثمانؓ نے پانی خوب پیا۔ انکے بعد علیؓ نے پانی پینا چاہا اور ڈول کا کنڈا پکڑا لیکن وہ کُنڈا اوکھڑ گیا اور اونپر پانی کی چھینٹین پڑین۔ (پانی پی نہ سکے)

حدیث۔ ابن عباسؓ بروایت ابوہریرہؓ نقل کرتے ہین کہ ایک شخص خدمت نبوی مین حاضر ہوا اور عرض کیا۔ مین نے شب گذشتہ خواب مین دیکھا کہ آسمان پر ابر محیط ہے اور اوس مین سے گھی اور شہد ٹپک رہا ہے۔ لوگ ہاتھہ پھیلا کر شہد اور گھی لیتے جاتے ہین کوئی زیادہ پاتا ہے کوئی کم۔ اور ایک رسّی آسمان سے زمین تک لٹکی ہوئی ہے۔ مین نے حضور کو دیکھا کہ آپ اوس رسّی کے سہارے سے اوپر چڑھ گئے۔ آپکے بعد ایک دوسرا شخص اوسی رسّی کے ذریعہ سے اوپر چڑھ گیا۔ بعد ازان ایک اور شخص رسّی پکڑکر اوپر چڑھ گیا۔ اسکے بعد ایک اور شخص نے رسّی پکڑی مگر وہ ٹوٹ گئی پھر گرہ دیکر ملادی اور اوپر چڑھ گیا۔ جناب ابوبکر صدیقؓ اس مجمع مین تھے

عرض کیا۔ میرے ماں باپ آپ پر قربان ہوں۔ آپ مجھکو اجازت دیں۔ میں اسکی تعبیر دونگا۔ حضور نے فرمایا۔ اچھا تمہیں تعبیر بیان کرو۔ جناب صدیق رضؓ نے کہا۔ ابر جو خواب میں دیکھا وہ اسلام کا ابر ہے اور شہد وگھی جو اوس سے ٹپکتا ہے وہ قرآن شریف ہے۔ اوسکی آیتیں شیریں اور دل نرم کرنیوالی ہیں۔ کم و زیادہ لینے والے قرآن شریف کے سیکھنے والے ہیں۔ جو رسی آسمان سے زمین تک لٹک رہی تھی وہ دین حق ہے جسپر آپ کا عمل ہے اور اوسکے ذریعہ سے خدائے کریم آپکا مرتبہ بلند کرے گا۔ آپکے بعد ایک شخص آپکا پیرو ہوگا اور اوسی راستہ پر چلیگا اور درجہ بلند پاویگا۔ اسی طرح دوسرا شخص پھر تیسرا جسکی رسی ٹوٹ گئی پھر ملا کر چڑہگیا اے رسول اللہ صلعم۔ فرمایئے میں نے ٹھیک تعبیر دی یا کہیں خطا کی۔ آنحضرت صلعم نے فرمایا۔ کچھہ ٹھیک بیان کیا اور کچھہ خطا بھی کی۔

حضرت صدیق رضؓ نے کہا۔ آپکو قسم ہے۔ آپ ظاہر کردیں کہ میں نے کیا خطا کی۔ آنحضرت صلعم نے فرمایا مجھکو قسم مت دو۔

علما نے اس حدیث کا مطلب بہت کچھہ بیان کیا ہے مگر صحیح یہہ معلوم ہوتا ہے کہ خطا اسمیں یہہ ہوئی کہ جناب صدیق رضؓ نے اون لوگونکے نام نہیں ظاہر کیے اور دراصل یہہ خطا نہیں مجازاً خطا فرمایا۔

حدیث۔ سفینہؓ کہتے ہیں کہ جناب رسول اللہ صلعم نے جسوقت مسجد نبوی کی بنا ڈالی آپ نے اپنے دست مبارک سے ایک پتھر رکھا اور فرمایا۔ میرے پتھر کے برابر ابوبکر پتھر رکھیں۔ اور اونکے پتھر سے ملا کر عمر۔ اونکے پتھر کے بعد عثمان (رضی اللہ عنہم) پھر فرمایا۔ میرے بعد یہہ خلیفہ ہیں۔

حدیث۔ ابوذرؓ سے روایت ہے کہ جناب رسولِ خدا صلعم تنہا کسی جگہہ تشریف رکھتے تھے۔ مین حاضر خدمت اقدس ہوا اور آپکے پاس بیٹھہ گیا۔ بعدازان جناب صدیقؓ تشریف لاے اور سلام کرکے بیٹھہ گئے۔ پھر جناب فاروقؓ اور اونکے بعد جناب عثمانؓ تشریف لاے۔

آنحضرت صلعم کے سامنے سات عدد سنگریزے پڑے تھے۔ آپنے وہ اپنے ہاتھہ مین اوٹھا لیے۔ وہ سنگریزے تسبیح پڑہنے لگے۔ اونکی تسبیح کی آواز شہد کی مکھی کی بھنبھناہٹ جیسی مین نے سُنی۔ پھر آپنے زمین پر رکھدیئے وہ خاموش ہو رہے۔ بعدازان آنحضرت صلعم نے اون سنگریزونکو اوٹھاکر جناب ابوبکرؓ کی ہتیلی پر رکھہ دیا۔ وہ سنگریزے پھر تسبیح پڑہنے لگے اور اونکی آواز پہلے کی طرح مینے سنی اسکے بعد حضور نے جناب صدیقؓ کے ہاتھہ سے اوٹھا لیے سنگریزے خاموش ہو گئے۔ آنحضرت صلعم نے پھر وہ سنگریزے حضرت فاروقؓ کے ہاتھہ مین رکھہ دیئے۔ بدستور سابق اونکی تسبیح کی آواز سنی جاتی تھی۔ پھر وہ سنگریزے اونکے ہاتھہ سے اوٹھا لیے۔ وہ خاموش ہو گئے اسکے بعد آپنے وہ سنگریزے جناب عثمانؓ کے ہاتھہ مین رکھہ دیئے سنگریزون نے پھر سبحان اللہ کہا اور آواز اونکی مین نے سنی۔ پھر اونکو اوٹھا لیا وہ چپ ہو گئے۔ آنحضرت صلعم نے فرمایا۔ یہہ خلافت نبوت کی ہے۔

ایک روایت مین ہے کہ سنگریزونکو بہ ترتیب مذکور تینون صاحبون کے ہاتھون مین رکھا۔ وہ سبحان اللہ کہتے تھے اور ہم لوگ آواز تسبیح سنتے تھے بعدازان ہم لوگونکے ہاتھونپر جدا جدا ہر ایک کے ہاتھہ پر رکھے مگر کسی سنگریزہ نے تسبیح نہ پڑہی۔

حدیث۔ سفینہ رضؓ سے مروی ہے کہ آنحضرت صلعم نے فرمایا۔ میرے بعد خلافت تیس ۳۰ برس ہے۔ اور ایک روایت مین ہے کہ اسلام کی چکی پینتیس ۳۵ برس تک چلے گی۔ بیان مدت خلافت مین یہہ دونون حدیثین باہم متعارض نہین۔ کیونکہ اگر جناب علی مرتضیٰ کے زمانہ خلافت کو ملالین اس لحاظ سے کہ جناب علیؓ اپنے عہد مین سب سے افضل تھے اور آپکی خلافت خلافت حقہ ہے اور مثل خلافت اصحاب ثلٰثہ کی خلافت نبوت ہے تو کل مدت خلافت نبوت اسوقت بتیس ۳۲ سال سے زائد ہو جائیگی اور اگر یہہ لحاظ کرین کہ خلافت حضرت عثمانؓ کی شہادت سے منقطع ہو گئی اور جناب علیؓ کا زمانہ خلافت ایک بے انتظامی حالت مین گذرا اور روز بروز فتنہ و فساد کی ترقی ہوتی رہی تو خلافت کل تیس برس رہی۔ اکثر روایات مین مدت خلافت تیس سال ہے۔

حدیث۔ انس بن مالکؓ کہتے ہین کہ مجھکو بنو مُصطلق نے آنحضرت صلعم کیخدمت مین بھیجا اور یہہ دریافت کیا کہ اگر آپکو کوئی حادثہ پیش آوے (یعنی وفات فرماوین) توہم کسکو مال زکوۃ دین۔ آپنے فرمایا۔ ابو بکر صدیقؓ کو دینا۔ پھر اونھون نے پوچھا کہ اگر ابو بکر بھی نہون تو پھر مال زکوۃ کسکے حوالہ کرین۔ آپنے فرمایا۔ عمرؓ کے حوالہ کرنا۔ پھر پوچھا اگر عمرؓ بھی نہ ہین۔ تو پھر کون لیگا۔ فرمایا۔ عثمانؓ کو دے جانا۔

حدیث سہل بن ابی حثمہ راوی ہین کہ جناب رسول خدا صلعم نے ایک اعرابی سے کچھ خرید کیا اور قیمت کی کوئی مدت مقرر فرمائی۔ جناب علیؓ نے اوس اعرابی سے کہا کہ آنحضرت صلعم سے دریافت تو کر لو کہ اگر آپ قبل ادائے قیمت انتقال فرماوین تو مجھکو میرے مال کی قیمت کون دیگا۔ وہ اعرابی آنحضرت کی خدمت مین واپس آیا اور پوچھا۔ آپنے فرمایا۔ تمہارے دام ابو بکر دینگے۔ اعرابی یہہ دریافت کرکے چل دیا اور حضرت علیؓ کو

جو حضور نے ارشاد فرمایا تھا کہ سنایا۔ جناب علی رضؓ نے اعرابی کو پھر لوٹایا کہ یہہ دریافت کر آؤ کہ اگر صدیقؓ بھی مرجاوین تو پھر کس سے دام وصول کرون۔ اعرابی نے پھر دوبارہ حاضر ہو کر عرض کیا۔ آپ نے فرمایا کہ اگر ایسا اتفاق ہو تو عمرؓ سے اپنے دام لے لینا۔ اعرابی جواب پاکر اپنے گھر جاتا تھا کہ پھر جناب علیؓ نے اوسکو روکا اور کہا۔ یہہ بھی پوچھہ لو کہ اگر عمرؓ بھی اتفاقاً مرجاوین تو پھر میرے دام کس سے وصول ہونگے۔ اعرابی پھر حاضر خدمت ہوا اور یہی سوال کیا۔ آپ نے فرمایا۔ عثمانؓ سے دام وصول کر لینا۔ جناب علیؓ نے پھر اوس سے دریافت کرایا کہ اگر عثمانؓ بھی وفات پاوین تو اوسوقت کیا سبیل میرے دام وصول ہونیکی ہے۔ جناب رسول خدا صلعم نے فرمایا۔ "اگر ابوبکرؓ انتقال کر جاوین۔ عمرؓ بھی دنیا سے گذر جاوین اور عثمانؓ بھی زندہ نہ رہین تو اگر تجھسے ہوسکے تو بھی مرجانا"۔

دوسری روایت مین تصریح آگئی ہے کہ اس اعرابی سے اونٹ اودہار خریدے تھے اور قیمت ادا کرنے کی مدت مقرر فرمائی تھی۔ مرجانیکو واسطے ارشاد فرمایا کہ ان تین صاحبونکے زمانہ تک خلافت امن کے ساتھہ رہی اور بعد شہادت جناب عثمانؓ فتنہ و فساد شروع ہوا۔ ایسے وقت مین مسلمان کو اگر خدا موت نصیب فرماوے تو بہتر ہے

حدیث۔ ابن عمرؓ روایت کرتے ہین کہ جناب رسولخدا صلعم نے فرمایا۔ تم مین (یعنے بعد جناب رسولخدا صلعم کے) بارہ خلیفہ ہونگے۔ ابوبکر صدیقؓ میرے بعد بہت کم زندہ رہینگے۔ اور دارالحرب مین لڑائی کی چکّی چلانیوالے میرے بعد اچھے حالات وخصائل نیک کے ساتھہ رہینگے اور شہید مرینگے۔ ایک شخص نے دریافت کیا یہہ کون صاحب ہین۔ آپ نے فرمایا۔ عمر بنؓ خطاب ہین۔ پھر آنحضرت صلعم جناب عثمان

کیطرف مخاطب ہوے اور فرمایا۔ تم سے لوگ تمہارا کرتہ جسکو خداوند تعالےٰ نے تمہین پہنایا ہے چھیننا چاہینگے۔ قسم اوس ذات پاک کی جسنے مجھکو دین برحق کے ساتھہ مبعوث کیا ہے اگر تم کرتہ اوتار کر مخالفین کے حوالہ کردوگے ہرگز جنت مین نہ داخل ہوگے یہانتک کہ اونٹ سوئی کے ناکہ مین سما جاے۔ یہہ تعلیق بالمحال ہے۔ اونٹ سوئی کے ناکہ سے کبھی نہین نکل سکتا۔ بارہ کی تعداد خلفاء اربعہ کے بعد خلفاء بنی امیہ و بنی عباسیہ مین جو عادل و منصف گذرے ہین اونکو ملاکر پوری ہوتی ہے

حدیث۔ حضرت علی رضؓ سے منقول ہے کہ جناب رسول خدا صلعم نے اپنی حیات مین وعدہ فرمایا کہ آپکے بعد صدیقؓ خلیفہ ہونگے اونکے بعد عمرؓ۔ پہر عثمانؓ۔ پہر مین۔ اور میری خلافت متفق علیہ نہوگی۔

یہان ایک اعتراض وارد ہوتا ہے کہ جناب علی مرتضیٰ خود اس حدیث کے ناقل ہین اور آپکو بخوبی علم تہا کہ خلافت بہ ترتیب ہوگی اور اخیر مین آپکو خلافت ملیگی پہر کیا وجہ ہے کہ جناب مرتضیٰ رضؓ نے جناب صدیقؓ کی بیعت ایک مدت کے بعد کی۔ اور پہر جناب عثمانؓ کی بیعت مین بہی توقف کیا۔ جب عبد الرحمن بن عوف نے فیصلہ کردیا اوسوقت آپنے بیعت کی۔ اسکی کیا وجہ ہے۔

میرے نزدیک اسکا جواب یہہ ہے کہ جناب رسول خدا صلعم کا وعدہ فرمانا ایک امر مخفی تہا ابتداے امر مین اوسکا خیال کسیکو نہ تہا جب امر خلافت ظہور پذیر ہوا اوسوقت سب کو ظاہر ہوگیا اور ممکن نہین کہ خواب والی حدیثون مین سے کوئی بہی جناب مرتضیٰ رضؓ کو نہ پہونچی ہو۔ یہہ احتمال سراسر بعید از قیاس ہے۔ قطع نظر اسکے یہہ حدیث تو خود مرویات جناب علی رضؓ سے ہے۔ اسکے سوا اور طرق بہی جناب علی رضؓ سے مروی ہین جنمین

صاف ظاہر ہوتا ہے کہ آپکو احادیث خلافت پہونچ گئی تہین۔

طبرانی مین ہے کہ جناب عمر فاروق رضؓ نے کعب الاحبار سے دریافت فرمایا کہ میرا ذکر توریت مین کیا ہے۔ اونہون نے کہا۔ یہہ لکہا ہے کہ خلیفہ شجاع گویا لوہے سے بنا ہے۔ حاکم سخت۔ احکام الٰہی کے جاری کرنے مین کسیکی ملامت سے نہین ڈرتا۔ پہر آپکے بعد دوسرا خلیفہ ہوگا جسکو ظالم لوگ شہید کرینگے اور بعد اسکے قتل کے تمام عالم مین بلا و مصیبت پہیل جاویگی۔

ابن عساکر بروایت اقراع موذن عمرؓ نقل کرتے ہین کہ جناب عمرؓ نے یہودیونکے ایک عالم سے دریافت کیا۔

حضرت عمر۔ کیا تمہاری کتابونمین ہم لوگونکا بہی کچہہ حال ہے۔

عالم یہودی۔ تمہارے صفات ہماری کتابونمین لکہے ہین مگر تم لوگون کے نام نہین لکہے۔

جناب فاروق رضؓ۔ کچہہ بیان توکرو۔

عالم یہودی۔ ایک شخص شجاع و دلیر لوہے کا ہوگا۔

جناب عمر رضؓ۔ اسکا کیا مطلب ہے۔

عالم یہودی۔ یعنی سردار سخت ہوگا۔

حضرت عمر رضؓ۔ اللہ اکبر۔ میرے بعد جو دوسرے ہونگے وہ کیسے ہونگے۔

عالم یہودی۔ ایک مرد صالح۔ نیک۔ اپنے ناتہ اور کنبہ والونکی عزت کریگا اور انکو دوسرونپر ترجیح دیگا۔

حضرت عمر رضؓ۔ خدا ابن عفان پر رحم کرے۔ پہر انکے بعد کیسا شخص ہوگا۔

عالم یہودی۔ لوہے کا مُیل ہے۔
حضرت عمر رض۔ توبہ۔ توبہ۔ بہت برا ہے۔
عالم یہودی۔ ایسا نہ کہیئے وہ شخص تو نیک مرد صالح ہوگا لیکن اوسکی خلافت ایسے وقت ہوگی کہ خون بہتے ہونگے اور تلوارین کھچی ہونگی۔
لیعنی وہ زمانہ فتنہ وفساد قتل وخونریزی کا ہوگا۔

افلح مولی ابی ایوب انصاری سے روایت ہے کہ عبداللہ بن سلام عالم یہود قبل اسکے کہ مصرمین جاوین اکابر قریش کے پاس اکثر جایا کرتے تھے اور اونسے یہہ کہا کرتے تھے۔ خبردار عثمان رض کو نہ قتل کرنا۔ وہ جواب مین کہتے۔ واللہ باللہ ہم انکا قتل ہونا نہین چاہتے۔ عبداللہ بن سلام اونکے پاس سے اوٹھتے وقت بھی یہی کہتے۔ خدا کی قسم۔ لوگ عثمان رض کو قتل کرینگے۔ ایک مرتبہ پھر یہی کہا۔ عثمان رض کو قتل مت کرو خدا کی قسم وہ چالیس دن کے بعد مرجاوینگے۔ اون لوگون نے انکار کیا کہ ہم انکے بدخواہ و دشمن نہین اور نہ انکے قتل کرنیکی نیت رکھتے ہین۔ بعد چند روز کے پھر عبداللہ رض بن سلام اودہر سے نکلے اور کہا۔ عثمان کو مت شہید کرو یہہ پندرہ دن کے بعد انتقال فرماوینگے۔

عبداللہ بن سلام چونکہ کتب آسمانی سے واقف تھے اونھون نے کسی کتاب مین دیکھا ہوگا کہ حضرت عثمان رض کو لوگ قتل کرڈالینگے اسیواسطے آپ بار بار اہل قریش کو منع کرتے تھے کہ شاید انمین کچھہ لوگ اونکے قتل کا قصد رکھتے ہون تو باز رہین اور چونکہ اونکا قتل کرنا ایک گناہ عظیم ہے اس گناہ مین اکابر و اشراف نہ مبتلا ہون بعد شہادت عثمان رض کسی نے عبداللہ رض بن سلام سے پوچھا کہ تمہاری کتابون مین

جناب عثمان رضؓ کے کیا اوصاف مذکور ہین - کہا - قیامت کے دن حضرت عثمان رضؓ اپنے قاتل پر سردار ہونگے اور اوسکے مختار ہونگے - جسطرح چاہین اوس سے اپنا بدلہ لین -

ایک روایت مین ہے کہ عبداللہ رضؓ بن سلام ایک روز حضرت عثمان رضؓ کے نزدیک گئے (شاید یہ وہی دن ہون جب آپ محصور تھے) آپنے دریافت فرمایا کہ تمہاری کیا راے ہے - آیا بلوائیوں سے مقابلہ کرون اور لڑون یا لڑائی سے باز رہون عبداللہ بن سلام - لڑائی سے باز رہنا آپکے واسطے دلیل قوی اور حجت مین ہوگا - (کہ آپ مظلوم شہید ہوے) اور مین نے کتب آسمانی مین دیکھا ہے کہ آپ قیامت کے روز اپنے قاتل اور حکم قتل کرنیوالے پر حاکم مختار و سردار با اختیار ہونگے -

دوسری روایت مین ہی کہ عبداللہ بن سلام رضؓ نے مصری بلوائیون سے کہا جناب عثمان رضؓ کو مت قتل کرو انکی عمر کے دن پورے ہو چکے - یہہ ماہ ذیحجہ نہ ختم ہونے پاویگا تم عبث انکا خون اپنی گردنوں پر لیتے ہو -

بروایت بغوی منقول ہے کہ بعد وفات جناب رسولخدا صلی اللہ علیہ وسلم کے کسی نے ذی قربات حمیری سے جو منجملہ علماء یہود ہین سوال کیا کہ آنحضرت صلعم کے بعد کون خلیفہ ہوگا -

عالم حمیری - ایک مرد امین یعنی ابوبکر صدیق رضؓ خلیفہ ہونگے -

سائل - بعد انکے کون خلیفہ ہوگا -

حمیری - ایک مرد شجاع دلیر آہنی - یعنی حضرت عمر رضؓ -

سائل - انکے بعد پہر کسکو خلافت ہوگی -

حمیری۔ ایک پہول تازہ وشاداب۔یعنی عثمان رضؓ۔
سائل۔ پہر کون خلیفہ ہوگا۔
حمیری۔ ایک مرد گوراچٹا سفید رنگ۔یعنی معاویہ رضؓ۔

واضح ہو کہ خداوند تعالی نے ایک طریق جاری فرمایا ہے کہ جو کوئی بڑا کام عالم غیب مین مقدر ہو اور اوسکی بابت حکم قضاو قدر جاری ہو اوسکی اطلاع وخبر سب سے پہلے فرشتگان ملاءاعلی کو ہوتی ہی اور اونکے ذریعہ سے نیچے آسمانونکے فرشتے درجہ بدرجہ اوس حکم سے اطلاع پاتے ہین۔شدہ شدہ پہلے آسمان سے زمین تک کاہنون اور نجومیون اور پیشین گویونکو خبر ہوجاتی ہے اور جنکے ذہن صاف اور عقل نورانی ہے اونکو خواب کے ذریعہ سے ہونیوالی باتین معلوم ہوتی ہین یہانتک کہ بعض اجسام مین اس واقعہ کیصورت بہی منقش ہوجاتی ہے اور یہہ حکمت خداوندی ہے۔ یفعل اللہ مایشأ ویحکم مایرید۔ اوسکی شان ہے۔اسی کے متعلق چند حکایات مذکور ہوتی ہین۔

قوم بنی ذئب مین ایک شخص سطیح نام کاہن گذرا ہے۔مشہور کرتے ہین کہ اسکے بدن مین ہڈی کا نام ونشان تک نہ تہا اوسکا پیشہ کہانت تہا۔یعنی بذریعہ شیاطین وارواح خبائث آسمانی احکام اوسکو معلوم ہوا کرتے تہے۔اکثر پیشین گوئی کیا کرتا تہا عرب اوسکے معتقد تہے اور اوسکی بات کو مانتے تہے۔چنانچہ اوسنے اول جناب رسولخدا صلعم کے کچہ حالات ذکر کئے پہر کہا۔ ثم یلی امرہ الصدیق اذا قضی صدق۔ وفی ردہا الحقوق لاخرق ولا نزق۔ ثم یلی امرہ الحنیف مجرب غطریف۔ قد اضاف المضیف واحکم التحنیف۔ ثم یلی امرہ داعؑ

لا امرہ بحرب فیجتمع له جموع وعصب۔ فیقتلونه نقمةً علیهم وغضب فیوخذ الشیخ فیذبح ارباً۔ فیقوم له رجال خطبا۔ ثم یلی امرہ الناصر یخلط الرای بامر ماکر یظهر فی الارض العساکر والمراد من الناصر ههنا معاویة بن ابی سفیانؓ۔ ترجمہ۔ بعد پیغمبر خدا صلعم کے اونکے جانشین اور خلیفہ ابوبکر صدیقؓ ہونگے۔ جب فیصلہ کرینگے حق پر اور جب لوگو نکے حقوق ایک سے دوسرے کو دلاوینگے نہایت ہوشیاری سے حکم دینگے۔ معاملات ومقدمات فیصل کرنے مین نہ حیران ہونگے اور نہ ہوش ہواس گم کرین گے۔ بعد ابوبکر صدیقؓ کے اونکے خلیفہ ایک شخص سید ہے اور سچے دین والے۔ سردار قوم۔ مہمان نواز۔ اسلام کو درست اور سیدہا کرنے والے۔ ہونگے۔ اونکے بعد اونکے نائب وخلیفہ ایک ایسے شخص ہونگے جو تجربہ کار ہونگے۔ مگر کچہہ لوگ اتفاق کرکے اونکو قتل کر ڈالینگے۔ قاتلو نپر خدا کا غضب اور انتقام الٰہی نازل ہوگا۔ پہر سردار قوم دہوکہ سے ظلماً قتل کیا جاویگا۔ پہر حکومت کا طالب ایک گروہ اوٹہہ کہڑا ہوگا۔ بعد ازان ایک شخص ناصر مددگار دین اسلام حاکم ہوگا جو اپنی راے کیساتہہ داؤن وگہات کے احکام ملائیگا اور اطراف زمین پر متعدد لشکر بہیجیگا ناصر سے مراد معاویہؓ بن ابی سفیانؓ ہین۔

ابن عساکر بروایت عبد المنعم بن غلبون مقری نقل کرتے ہین کہ جب مقام عموریہ فتح ہواہے لوگون نے ایک کنیسہ پر یہہ عبارت لکہی دیکہی جو سونے سے لکہی تہی۔

شر الخلف خلف یشتم السلف۔ واحد من السلف خیر من الف من الخلف صاحب الغار نلت کرامة الافتخار اذا اثنی علیک الملک الجبار اذ یقول فی کتابه المنزل علی نبیه المرسل۔ ثانی اثنین اذ هما فی الغار یا عمر ما کنت

والیا بل کنت والداً عثمان - قتلوك مقهوراً ولم یزورك مقبوراً وانت یاعلی امام الابرار والذاب عن وجه رسول اللہ الکفار فھذ اصحاب الغار وھذا الحد الاخیار وھذا غیاث الامصار وھذا امام الابرار فعلی من ینتقصھم لعنة الجبار فقلت لصاحب لہ قد سقطت حاجباہ علی عینیہ من الکبر منزکم ھذا علی باب کنیسکم مکتوبا - قال من قبل ان یبعث نبیکم بالفی عام - ترجمہ - پچھلے لوگوںمیں برا اور بدتر وہ شخص ہی جو (بزرگوں) اگلونکو برا و بد کہی - صرف ایک گذشتہ بزرگوںمیں سے ایک ہزار پچھلو نسے اچھا ہے اسے صاحب غارؓ تمنے فخر کی بزرگی پائی - کیونکہ تمہاری خداے جہان - بادشاہ عالم جبار نے ثنا وصفت بیان فرمائی اور اپنی کتاب مین جو اپنی نبی رسول پر اوتاری فرمایا - دوسرا دو شخصونکا جسوقت دولون غار مین تھے - اے عمرؓ تم والی وحاکم نہ تھے بلکہ اپنی رعیت کے مہربان باپ تھے - اے عثمانؓ - تمکو لوگون نے ظلم سے قتل کیا اور پیر تمہاری قبر کی کسی نے زیارت بھی نہ کی اور تم اے علیؓ - نیکونکے امام ہو رسول خدا صلعم کی ذات پاک سے کافرونکو دور کرتے ہو - پس یہہ تو صاحب غار ہین - (یعنی جناب صدیقؓ) اور یہہ نیک لوگونمین ایک نیک شخص ہین (یعنی جناب عمرؓ) اور یہہ تمام ملک والونکے فریادرس ہین (جناب عثمانؓ) اور یہہ نیکونکے امام ہین - (جناب علی مرتضیٰؓ) پس جو شخص ان ایسے نیک مردونکی شان مین کوئی بری بات کہے اوسپر خدا کی لعنت ہے -

حدیث - ابوہریرہ کہتے ہین کہ مین نے جناب رسول خدا صلعم سے سنا ہی فرماتے تھے کہ میرے بعد فتنہ اور باہمی اختلاف میری امت مین ہوگا - لصحابہ نے عرض کیا

ایسے وقت مین ہمکو کیا ارشاد ہوتا ہے۔ فرمایا۔ اپنے امیر کی اطاعت اور اوسکے ساتھیونکی موافقت اختیار کرنا۔ پہر آنحضرت صلعم نے حضرت عثمانؓ کی جانب اشارہ فرمایا۔ یعنی عثمانؓ تمہارے سردار ہونگے انکی اطاعت تمپر فرض ہوگی۔

حدیث۔ کثیر بن صلت سے روایت ہے کہ جس دن جناب عثمانؓ شہید ہوے آپ سوے پہر جاگے اور فرمایا۔ اگر یہہ خوف نہوتا کہ لوگ کہینگے عثمان خود فتنہ کی آرزو کرتے ہین تو مین ایکبات تمسی کہتا۔ ہمنے کہا آپ فرمائین۔ خدا آپکے سب کام درست کرے۔ ہم وہ نہ کہینگے جو اور لوگ کہینگے اور جسکا آپکو اندیشہ ہے۔ فرمایا۔ مین نے ابہی جناب رسول خدا صلعم کو خواب مین دیکہا ہے۔ حضور نے ارشاد فرمایا اے عثمان تم ہمارے ساتہہ نماز جمعہ کو جاؤگے۔

حدیث۔ نائلہ زوجہ جناب عثمانؓ بیان کرتی ہین کہ جناب عثمانؓ (بروز شہادت) سوے پہر بیدار ہوے اور فرمایا۔ میری قوم کے لوگ مجھکو ضرور قتل کرینگے۔ مین نے کہا ہرگز ایسا نہوگا انشاء اللہ تعالےٰ آپکی رعایا شرارت اور فساد سے باز رہیگی اور آپکی اطاعت و فرمانبرداری اختیار کریگی آپنے فرمایا۔ مین نے جناب رسولخدا صلعم اور جناب ابوبکر صدیق اور جناب عمر فاروق کو ابہی خواب مین دیکہا کہ یہہ سب صاحب فرماتے تھے۔ آج شام کو ہمارے پاس روزہ افطار کرنا۔

قرہ بن خالد قیس بن عباد سے روایت کرتے ہین اونکا قول ہے کہ یوم جمل کو مین نے جناب علی مرتضیٰؓ سے سنا آپ فرماتے تھے "الٰہی مین خون عثمان سے بری ہون مین ہرگز اسمین شریک نہین جس دن عثمانؓ شہید ہوے ہین میرے ہوش وحواس گم ہوگئے تھے اور مین اپنے کو بہولا ہوا تہا۔ لوگ میرے پاس

بیعت کو آئے۔ مین نے اونسے کہا۔ خدا کی قسم۔ کیا مین اون لوگونسے بیعت لون جنہون نے جناب عثمانؓ کو قتل کیا۔ مجھکو شرم آتی ہے۔ جس شخص کی شان مین آنحضرت صلعم نے فرمایا۔ کیا جس شخص سے فرشتے شرم کرتے ہین مین ایسے شخص سے شرم نہ کرون۔ ابہی تک عثمانؓ مقتول پڑے ہین دفن بہی نہین ہوئے اور مین لوگونسے بیعت خلافت لون۔ مجھکو تو خدا سے شرم آتی ہے۔ لوگ یہہ مقولہ سنکر واپس گئے جب جناب عثمان دفن ہو گئے لوگ میرے پاس دوبارہ آئے اور مجھسے بیعت خلافت کرنا چاہی۔ مین نے کہا۔ خداوندا۔ اوس کام سے مین ڈرتا ہون جسپر مجھکو مقدم کرتے ہین۔ جب مجھکو معلوم ہوا کہ اسوقت لوگون کی بیعت لینا ضرور اور واجب ہے مجبوراً مین نے بیعت خلافت قبول کی۔ جب مجھکو لوگون نے امیر المومنین کہا گویا میرا دل ٹکڑے ٹکڑے ہوتا تہا۔ مین نے دعا کی۔ خداوندا۔ میری طرف سے عثمانؓ کا بدلہ ان لوگونسے لینا تا کہ عثمانؓ خوش ہون"۔

بروایت اوزاعی منقول ہے کہ جناب علیؓ نے فرمایا۔ اگر تمام دنیا و ما فیہا مجھکو مل جاتی اور مین جناب عثمان کے قتل مین تلوار لیکر شریک ہوتا مجھکو کبہی خوش نہ آتا۔

روایت ہے کہ جناب علی مرتضیؓ زید بن ارقمؓ کی عیادت کو تشریف لیگئے۔ اونکے پاس اور لوگ بہی تہے آپ نے فرمایا۔ چپ رہو چپ رہو۔ خدا کی قسم جو کچہہ مجھسے سوال کروگے مین اوسکا جواب دونگا۔ زید بن ارقمؓ نے کہا۔ مین آپکو خدا کی قسم دیکر پوچھتا ہون۔ کیا آپنے جناب عثمانؓ کو قتل کیا۔ حضرت علیؓ نے سر جہکا لیا۔ بعد ایک ساعت کے فرمایا۔ قسم اوس ذات پاک کی جسنے دانہ زمین پہوڑ کر نکالا اور روح پیدا کی

عثمانؓ کو نہین نے قتل کیا اور نہ اونکے قتل کا کسیکو حکم دیا۔ محمد بن حاطب کہتے ہین کہ مین جنگ جمل مین بعد ختم ہونے جنگ کے مقتولین کے دیکھنے کو نکلا۔ حضرت علی حسن بن علی عمار بن یاسر۔ محمد بن ابی بکر۔ زید بن صوحان۔ رضی اللہ عنہم مقتولین کو دیکھہ رہے تھے جناب حسنؓ نے ایک مقتول کو دیکہا کہ منہ کے بل اوندہا پڑا ہے۔ آپنے اوسکو سیدہا کیا پہر چلا اوٹھے اور کہا۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔ افسوس یہ قریش کا بچہ ہے

حضرت علی۔ اے میرے بیٹے کسکو کہتے ہو اور کسکی لاش ہے۔

حسنؓ۔ محمد بن طلحہ بن عبید اللہ ہین۔

جناب علیؓ۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔ افسوس۔ خدا کی قسم جوان صالح تہا۔ بعد ازان جناب علیؑ غمگین وحزین وہان بیٹھہ گئے

جناب حسنؓ۔ اے والد بزرگوار مین نے آپ کو اس سفر سے پیشتر ہی منع کیا تہا مگر آپنے میرا معروضہ نہ سنا اور آپکی راے پر فلان فلان اشخاص غالب آے (اور یہ نتیجہ ہوا جو اسوقت پیش نظر ہے

جناب علیؓ۔ بیشک صاحبزادہ ایسا ہی ہوا۔ اگر مین اس واقعہ سے بیس برس پہلے مر گیا ہوتا تو مجھکو بڑی خوشی ہوتی۔

محمد بن حاطبؓ۔ اے امیر المومنین۔ ہم لوگ مدینہ جاتے ہین لوگ جناب عثمانؓ کی بابت ہمسے سوال کرین تو کیا جواب دین۔

عمار بن یاسر اور محمد بن ابی بکر بہی افسوس کر رہے تہے۔ جناب علیؑ اونکی طرف متوجہ ہوے۔

جناب علیؓ۔ اے عمار و محمد۔ تم کہتے ہو کہ عثمانؓ نے خودرائی سے کام لیا

اور خلافت خراب کی اور تمہین لوگون نے اونسے اسکا بدلہ لیا
خدا کی قسم تم نے پورا بدلہ لیا۔ بہت جلد حاکم منصف کے روبرو جاؤگے
اور وہی تمہارا اور اونکا فیصلہ کریگا۔ اے محمد بن حاطب جب
تم مدینہ پہونچو اور لوگ تمسے جناب عثمانؓ کی شان مین کچھہ
سوال کرین تو تم اونکے جواب مین کہنا۔ کان واللہ من
الذین امنوا ثم اتقوا وامنوا ثم اتقوا واحسنوا واللہ
یحب المحسنین وعلی اللہ فلیتوکل المؤمنون۔ ترجمہ
خدا کی قسم عثمانؓ اون لوگونمین تھے جو ایمان لائے پہر خدا سے ڈرے اور ایمان
لائے (یعنی بار بار تجدید ایمان کرتے تھے خوف خدا کا اس درجہ غلبہ تھا کہ بخوف
عدم قبول ہر بار ایمان کی تجدید کرتے تھے) پہر خدا سے ڈرے اور نیک کام کئے
اور اللہ نیک کام والونکو دوست رکھتا ہے اور اللہ ہی پر چاہیئے کہ ایمان والے
بھروسہ کرین۔

ہارون بن عنترہ اپنے باپ سے نقل کرتے ہین۔ اونکا قول ہے کہ مین نے
جناب علی مرتضیٰؓ کو محل خورنق مین ایک تخت پر بیٹھے دیکھا۔ آپکے پاس ابان بن
عثمان بھی تھے۔ جناب علیؓ نے فرمایا۔ مجھکو امید ہے کہ مین اور تمہارے باپ اون
لوگونمین ہین جنکی شان مین خدائے کریم نے یہہ آیت نازل فرمائی ہے۔ ونزعنا
ما فی صدورھم من غل اخوانا علی سرر متقابلین۔ ترجمہ۔ اور نکال
لینگے ہم اونکے دلونسے جو کچھہ رنج وبغض ایک کو دوسرے سے ہوگا اور وہ آپس مین
ایک دوسرے کے بھائی ہوجاوینگے اور ایک دوسرے کے مقابل تختون پر بیٹھے

ہونگے جس زمانہ مین فتنہ وفساد پھیلا ہوا تہا حضرت سعد بن ابی وقاص نے لوگونسے کہا۔مین گواہ ہون اور خدا کو گواہ کرکے کہتا ہون کہ مین نے جناب رسولخدا صلعم سے سنا ہے۔آپ فرماتے تہے کہ عنقریب ایک فتنہ ہوگا کہ اوس فتنہ کے وقت اپنے اپنے گہر مین خاموش بیٹہنے والا شخص کہڑے سے بہتر ہوگا اور کہڑا چلنے والی سے اور چلنے والا اوس فتنہ مین سعی وکوشش کرنیوالے سے بہتر ہوگا۔کسی نے آنحضرت صلعم سے سوال کیا۔اگر اوسوقت کوئی میرے گہر مین گہس آوے اور مجہکو مارنا چاہے تو کیا کرون۔حضور اقدس نے جواب دیا حضرت آدم کے بیٹے (ہابیل) کیطرح ہوجانا یعنی تم تلوار نہ چلانا۔اگر وہ تمپر ہاتہہ چلاوے تو صبر کرنا اور جان دینا۔کیونکہ وہ وقت ایسا ہی ہوگا مسلمانونکی آپس کی لڑائی ہوگی اگر تم لڑوگے یا مارو گے تو کسی مسلمان ہی کو مارو گے اور مسلمان کا قتل کرنا کس درجہ گناہ عظیم ہے اگر تم مارے گئے تو شہید ہوے۔

جسوقت بیعت عثمانی ؓ ہوگئی۔عبد اللہ بن مسعود ؓ نے کہا۔ہم نے اپنے سے افضل اور اعلیٰ کی شان مین کمی وکوتاہی نہین کی۔یعنے جناب عثمان ؓ ہم مین اعلیٰ وافضل تہے اونکو خلافت ملی۔حق بحقدار رسید۔

حضرت عبد اللہ بن مسعود ؓ نے لوگونکو جناب عثمان ؓ سے بغاوت کرنیسے روکا اور فرمایا۔خدا کی قسم اگر عثمان کو قتل کرینگے تو پہر اونکی مانند جانشین اور خلیفہ نپاوینگے

حضرت عبد اللہ بن عباس ؓ نے فرمایا۔اگر سب لوگ جناب عثمان ؓ کے قتل پر متفق ہون تو تعجب نہین کہ آسمان سے پتہر اونپر برسین اور سب تباہ ہون جیسا کہ حضرت لوط علیہ السلام کی امت کا انجام ہوا۔

حضرت ابوموسیٰ اشعری رضؓ کہتے ہین کہ مین نے ایک دن اپنے گہر مین وضو کیا اور گہر سے چلا۔ مین نے ارادہ کیا کہ آج تمام دن جناب رسولخدا صلعم کیخدمت مین رہونگا۔ جب مسجد مین پہونچا معلوم ہوا کہ کہین باہر تشریف لیگئے ہین۔ مین ڈہونڈہتا ہوا چاہ اریس پر پہونچا اور دروازہ پر بیٹہہ گیا۔ وہ دروازہ کہجور کی تا نون کا تہا۔ جناب رسولخدا رفع حاجت کو تشریف لیگئے تہے بعد فراغت کنوئین پر تشریف لاے اور وضو کیا۔ مین نے نظر اوٹہا کر دیکہا تو آپکو کنوئین پر پایا۔ آپ کنوئین کے اندر دونون پانون لٹکاے پنڈلیان آپکی کہلی ہوئین جگت پر بیٹہے تہے۔ مین نے سلام کیا اور دروازہ پر آکر بیٹہہ رہا۔ جی مین کہتا تہا کہ آج کے دن حضور کا بواب (پہرہ والا) ہونگا۔ اس عرصہ مین حضرت ابوبکر رضؓ تشریف لاے اور دروازہ ٹہوکا۔ مین نے کہا کون ہے۔ کہا۔ ابوبکر۔ مین نے کہا ٹہیریئے پہر مین اوٹہکر خدمت عالی مین گیا اور عرض کیا۔ ابوبکر آے ہین اور اجازت چاہتے ہین۔ فرمایا۔ آنے دو اور اونکو دخول جنت کی بشارت دو۔ مین نے جاکر اونکو جنت کی بشارت دی۔ ابوبکر حاضر خدمت نبوی ہوے اور جس ہیات سے جناب رسول خدا بیٹہے تہے آپکی داہنی جانب بیٹہہ گئے۔ مین دروازہ پر آکر پہر بیٹہہ رہا اور اپنے دل مین کہا کہ مین اپنے بہائی کو وضو کرتے چہوڑ آیا ہون خدا کرے جلد آجاوے اور اُسکو بہی خیر و برکت نصیب ہو۔ مین اسی سوچ مین تہا کہ کسی نے دروازہ کہٹکایا دریافت کیے معلوم ہوا کہ عمر ہین۔ مین نے مثل اول مرتبہ کے حضور کو اطلاع دی اور حضور نے اجازت دیکر بشارت دینے کو فرمایا مینے اوسی طرح جناب عمر رضؓ سے کہا اور وہ اندر آکر جناب رسولخدا صلعم کے پاس بائین طرف اوسی طرح کنوئین مین پانون لٹکا کر بیٹہہ گئے اور مین بہی

بدستور سابق دروازہ پر آٹھیرا۔ دل مین کہتاجاتا تہاکہ کاش میرا بہائی آجاتا۔ اتنے مین جناب عثمانؓ آے اور مثل سابق کے مین نے پہر حضور کو اطلاع دی اور اجازت لی حضور نے فرمایا کہ انکو بہی بشارت دیناوہ بلوہ مین شہید ہونگے۔ مین نے آکر اجازت دی۔ جناب عثمانؓ اندر آے اور حضور کیخدمت اقدس مین حاضر ہوے۔ ایک طرف جگت تینون صاحبونسے بہر گئی تہی۔ جناب عثمانؓ تینون صاحبونکے مقابل اوسی ہیأت کذائی سے جا بیٹھے۔

حدیث۔ عبداللہ بن عمرو بن العاصؓ سے روایت ہے وہ کہتے ہین کہ ہم جناب رسول خدا صلعم کے ہمراہ ایک سفر مین تھے اور اثناء سفر مین کسی منزل پر مقیم تہے سب لوگ اپنے اپنے کام مین مصروف تہے۔ کوئی اپنا خیمہ لگاے بیٹہا تہا کوئی پال تانے آرام کر رہا تہا۔ کوئی تیراندازی مین مشغول تہا کہ اتنے مین منادی نے پکار کر کہا۔ نماز تیار ہے۔ ہم سب لوگ ایک جگہہ جمع ہوگئے۔ جناب رسول خدا صلعم نے کہڑے ہوکر خطبہ پڑہا پہر فرمایا۔ مجھسے قبل جسقدر نبی گذرے ہین سب نے اپنی اپنی امت کو جو اونکے حق مین بہتر تہا تعلیم فرمایا جو اونکے واسطے برا تہا اوس سے ڈرایا اور بچایا۔ تم لوگونکی خیریت اور عافیت پہلے ہی لوگون مین ہے۔ پچھلے لوگونپر سخت بلائین اور ناپسندیدہ امور نازل ہونگے اور متواتر فتنے۔ ایک سے ایک بڑہا چڑہا۔ ایک فتنہ آئیگا مرد ایماندار کہیگا کہ اس سے بچنا مشکل ہے اسی مین میری ہلاکت ہے۔ پہر وہ بلا دفع ہوجاویگی دوسری بلا آگہیرے گی۔ پس جو لوگ دوزخ سے بچنا چاہتا ہے اور دخول جنت کی آرزو ہے اوسکے لئے مناسب ہے کہ ایسے وقت مین اوسکی موت آجاوے اور خدا اور روز قیامت پر ایمان کے ساتھہ دنیا سے سدہارے۔ لوگونسے

وہ معاملہ کرے جو خود اوسکو گوارا رکھتا اور پسند کرتا ہے (بجز اسکے خلاصی کی کوئی صورت نہین۔ خدا جسکو ایسے پر آشوب زمانہ مین ایمان کے ساتھہ اوٹھالے اوسکی خیریت ہے) جو شخص امام وقت کی بیعت کرے اور اپنا ہاتھہ اوسکو دے چکا ہو اور دلسے اوسکی اطاعت و محبت کرتا ہو تو اوسکو لازم ہے کہ حتی الامکان امام کی اطاعت سے باہر نہو اور اگر کوئی دوسرا شخص امام کے برخلاف امام سے نزاع و خلاف پر کمر باندہے تو تمپر واجب ہے کہ اوس مخالف کی گردن مارو۔ (اسمین جناب عثمانؓ کی اطاعت اور انکے مخالف سے انحراف کی تاکید ہے) راوی کا بیان ہے کہ مین نے عبداللہ بن عمرو ناقل حدیث ہذا سے پوچھا۔ کیا آپنے خود اس حدیث کو جناب رسالتمآب صلعم سے سنا ہے عبداللہ بن عمرو نے اپنے ہاتھہ سے اپنی کان کیطرف اشارہ کرکے کہا۔ میرے ان کانون نے سنا اور میرے دل نے یاد رکہا۔ مین نے کہا۔ یہہ تمہارے چچا کے بیٹے معاویہ ہمکو حکم کرتے ہین کہ ہم ایک دوسرے کا مال ناحق کہا جاوین اور ایک دوسرے کی جان کے خواہان ہون حالانکہ خداوند تعالی فرماتا ہے۔ اے ایمان والو۔ آپس کا مال ناحق مت کہاؤ۔ عبداللہ بن عمرو بن العاصؓ نے اپنے دونون ہاتھون سے اپنی پیشانی پکڑلی اور کچہہ دیر سر جہکائے رہے پہر سر اوٹھا کر کہا۔ اونکی اطاعت مین اگر خدا کی اطاعت ممکن ہو تو اس صورت مین اونکی اطاعت کرو مگر جس صورت مین اونکی اطاعت مین خدا کی نافرمانی ہوتی ہو تو اونکا کہا مت مانو اور اونکی نافرمانی کرو۔

حدیث۔ جابر بن عبداللہؓ سے روایت ہے کہ ہم مجمع مہاجرین کے ساتھہ ایک گہر مین تہے۔ اس مجمع مین ابوبکر۔ عمر۔ عثمان۔ علی۔ طلحہ۔ زبیر۔ عبدالرحمن بن عوف سعد بن ابی وقاص۔ رضی اللہ عنہم ہی تہے۔ جناب رسول خدا صلعم نے فرمایا۔

ہر شخص تم مین سے اپنے کفو کے پاس کھڑا ہو جاوے۔ سب صحابہ نے اس حکم کی تعمیل کی آنحضرت صلعم جناب عثمان رضؓ کے پاس کھڑے ہو کر اونسے بغلگیر ہوے اور فرمایا۔ تم میرے دنیا و آخرت مین دوست ہو۔

حدیث۔ حذیفہ بن یمان رضؓ سے روایت ہے کہ جناب رسول خدا صلعم نے فرمایا قسم اوس ذات پاک کی جسکے قبضہ قدرت مین میری جان ہے۔ جبتک تم لوگ اپنے امام کو نہ قتل کروگے قیامت نہ قائم ہوگی اور بعد قتل امام باہم خوب تلوار چلیگی اور دنیا کے وارث اور مالک برے لوگ ہونگے چنانچہ جناب عثمان رضؓ کی شہادت کے بعد کسقدر خونریزی ہوئی اور بعد خلافت راشدہ جیسا کچھ خلافت کا حال ہوا ظاہر و عیان ہے۔

حدیث۔ یحیی بن سعید رضؓ سے روایت ہے کہ زمانہ خلافت عثمان رضؓ مین زید بن خارجہ انصاری خزرجی نے انتقال کیا جب اونکو کفن پہنایا اونکے سینہ سے گھنٹہ کی سی آواز لوگون نے سنی بعد اوسکے اونکی مردہ نعش نے کلام کیا۔ اور سب نے یہہ سنا۔

احمدؐ۔ احمدؐ۔ پہلی کتابون مین ہے۔ سچے ہین سچے ہین۔ ابوبکر صدیق رضؓ فی نفسہ ضعیف ہین خدا کے کام مین قوی و مضبوط۔ گذشتہ کتابون مین سچے سچے لکھے ہین۔ عمر رضؓ بن خطاب قوی۔ امانت دار۔ پہلی کتابون مین اونکو سچا سچا لکھا ہے۔ عثمان رضؓ بن عفان۔ جناب رسول خدا صلعم اور حضرات شیخین کے طریق پر ہونگے۔ چار برس گذر گئے دو باقی رہے۔ فتنے آگئے۔ قوی سخت نے ضعیف و ناتوان کو کھا ڈالا۔ قیامت آگئی۔ عنقریب تمکو خبر

چاہ اریس پہونچیگی اور تم جانتے ہو چاہ اریس کیا ہے۔
یحیٰی بن سعیدؒ کہتے ہین میرے باپ کہتے تھے کہ بعد انکے ایک شخص نے بنی خطمہ سے وفات پائی جب کفن دے چلے تو اونکے سینہ سے بھی ایسی ہی آواز نکلی اور پھر اونھون نے کہا۔ بنی حارث کے بھائی نے سچ کہا ہے۔
راوی کا بیان ہے کہ زید بن خارجہؓ بنی حارث مین سے تھے اور ایسا ہی قصہ میرے بھائی ربعی بن حراش کا بھی ہوا وہ بھی موت کے بعد بولے۔
حدیث۔ عُمیر بن اسودؓ کہتے ہین کہ مین عبادہ بن صامتؓ کے پاس بمقام حمص گیا اونکے ساتھ اونکی بیوی ام حرام تھین۔ ام حرامؓ نے حدیث بیان کی۔ وہ کہتی ہین کہ مین نے جناب رسول خدا صلعم سے سنا ہے کہ آپ نے فرمایا۔ میری امت مین ایک لشکر سب سے اول دریا مین جہاد کریگا۔ اونکے واسطے جنت واجب ہو گئی۔ ام حرامؓ کہتی ہین۔ مین نے عرض کیا۔ اے رسول خدا صلعم۔ مین بھی اونمین ہون۔ فرمایا۔ تم بھی اونمین ہوگی۔ پھر جناب رسول خدا صلعم نے فرمایا۔ اول لشکر میری امت کا جو قیصر کے شہر مین جہاد کریگا اونکو خدا نے بخش دیا ہے مین نے عرض کیا۔ کیا مین بھی اونمین ہونگی۔ آپ نے فرمایا۔ نہین۔ ام حرامؓ نے جنگ قبرس مین انتقال کیا انکا واقعہ بیان جنگ مین مذکور ہے۔
حدیث۔ بروایت عبداللہ بن حوالہؓ منقول ہے کہ جناب رسول خدا صلعم نے فرمایا۔ تم لوگ ایک ایسے شخص پر مجتمع و متفق ہوگے جو سر پر چادر کا عمامہ باندھے ہونگے اور اوسی وضع سے لوگون سے بیعت لینگے۔ وہ شخص اہل جنت مین سے ہین راوی کا بیان ہے کہ بیعت کے دن جناب عثمانؓ حیرہ کی چادر سر پر لپیٹے تھے

اور لوگ آپکو چارونطرف سے گھیرے ہوے بیعت کررہے تہے۔

حدیث۔ عبداللہ بن حوالہؓ جناب رسولخدا صلعم سے روایت کرتے ہین کہ آپنے فرمایا۔ جُتنی تین چیزونسے نجات پائی اوس نے بالکل نجات پائی اور تمام بلاؤنسے محفوظ رہا۔ صحابہ نے عرض کیا۔ حضرت وہ تین چیزین کون ہین۔ فرمایا۔ میری موت۔ خلیفہ کی شہادت جو خدا کی مرضی پر صابر وشاکر مقتول ہونگے۔ دجالؑ جو قرب قیامت مین خروج کریگا انبیاے کرام کے بہت دشمن ہوتے آے ہین چنانچہ بعض انبیا علیہم السلام کو اونکی امت نے شہید بہی کیا۔ کفار مکہ جناب رسول خدا صلعم کے جانی دشمن تہے اور سب کا یہی منشار دلی تہا کہ موقع پاکر آپکے دشمنونکو قتل کرین۔ اس بارہ مین مجلسین ہوتی تہین بڑے بڑے لوگ تجویزین اور رائین پیش کرتے تہے مگر جسکا خدا نگہبان ہے اوسکا کوئی کچہ بگاڑ نہین سکتا۔ مدینہ منورہ مین جب آپ ہجرت کرکے تشریف لاے ہین یہودی جانی دشمن رہے۔ ایک یہودی نے بکری کا گوشت پکا کر زہر ملا کر حضور کو کہلا دیا۔ ایک نے آپ پر جادو کیا غرضکہ دشمنون نے اپنے اپنے داؤن چلے مگر حافظ حقیقی نے سب کے شر سے محفوظ رکہا۔ آپنے فرمایا کہ میری موت سے جسنے نجات پائی یعنی میری جان لینے کے درپے نہوا اور مجہکو قتل نہ کیا اوسنے بڑی بلاؤن سے نجات پائی۔ کیونکہ نبی کا قتل آسان کام نہین اور اوسکا عوض دنیا مین کم نہین اور اُس قاتل کی سزا اور قاتلونکی سزا کے مثل نہین۔

دوسری بات خلیفہ کا قتل۔ جناب عثمانؓ کی شہادت مراد ہے اور یہ ارشاد ہے کہ انکے قتل سے بچنا گویا تمام بلاؤن سے بچنا ہے۔

دجال کے فتنے بہت کچہ ہونگے۔ بڑے بڑے بہک جاوینگے مگر جسکو خدا

محفوظ رکھے اور اوسپر ایمان لاوینگے۔ اللھم احفظنا منہ ومن کل الآفات۔

جُبیر بن نفیر کہتے ہین کہ بعد شہادت حضرت عثمان رضؓ کے ہم لوگ حضرت معاویہ رضؓ کے لشکر مین تھے کعب بن مرہ نے منبر پر کھڑے ہو کر کہا۔ اگر مین نے جناب رسولخدا صلعم سے حدیث نہ سنی ہوتی مین ہرگز اس جگہہ نہ کھڑا ہوتا۔ لوگون نے جب حدیث کا نام سنا سب بیٹھہ گئے اور متوجہ ہو کر سننے لگے۔ کعب بن مرہ نے کہا۔ ہم لوگ جناب رسولخدا صلعم کیخدمت مین بیٹھے تھے کہ اتنے مین جناب عثمان رضؓ ادہر ہو کر نکلے حضور نے ارشاد فرمایا۔ اس شخص کے زیر قدم سے فتنہ اوٹھیگا اور جو انکی اطاعت کرے گا وہ راہ راست پر ہو گا۔

یہہ حدیث سنکر ابن حوالہ نے منبر کے پاس کھڑے ہو کر کہا۔ تمنے بہی یہ حدیث آنحضرت صلعم سے سنی ہے قسم خدا کی مین اوس دن اوسی مجلس مین حاضر تھا۔ اگر مجھکو پہلے اس سے معلوم ہوتا کہ لشکر مین کوئی میرے کلام کی تصدیق کرنیوالا ہے تو مین ہی پہلے اسکو بیان کر دیتا۔

محمد بن سیرینؒ کہتے ہین کہ کوفہ مین ایک شخص نے کہا۔ عثمان رضؓ قتل ہوے اور اونکو درجہ شہادت ملا۔ لوگ اونکو پکڑ کر حضرت علی رضؓ کے پاس لیگئے اور کہا اگر آپنے ہمکو قتل کرنے سے منع کیا ہوتا تو ہم ضرور اس شخص کو مار ڈالتے۔ یہہ علی الاعلان کہہ رہا تھا کہ عثمان شہید ہین۔ اوس شخص نے حضرت علی رضؓ سے کہا۔ آپ گواہ ہین اور خوب جانتے ہین کہ مین جناب رسولخدا صلعم کی خدمت مین گیا تھا اور مین نے سوال کیا حضور نے مجھکو کچھہ عنایت فرمایا۔ پہر مین ابو بکر رضؓ کے پاس جا کر اونسے سوال کیا اونہون نے بہی مجھکو دیا۔ پہر عمر اور بعد اونکے عثمان رضؓ کے پاس گیا اور سوال کیا۔ دونون صاحبون نے

بھی دیا۔ بعدازاں مین جناب رسول خدا صلعم کی خدمت مین دوبارہ گیا اور عرض کیا
اے رسول خداؐ۔ دعا فرمایئے کہ خدا مجھکو برکت عطا فرماوے۔ حضور نے فرمایا۔ تجھکو
برکت کیون نہوگی تجھکو تو ایک نبی اور ایک صدیق اور دو شہیدون نے دیا ہے یہہ
کلمہ حضور نے تین مرتبہ ارشاد فرمایا۔

ابوعمرو کہتے ہین کہ زرارہ بن عمرو نخعی والد عمرو بن زرارہ کے اپنے قبیلہ کیطرف سے
قاصد بنکر جناب رسولخدا کی خدمت مین آے اور عرض کیا کہ اثنار راہ مین مین نے ایک
ہولناک خواب دیکھا ہے۔

آنحضرتؐ۔ کیا خواب ہے بیان کرو۔

زرارہ۔ مین نے یہہ خواب دیکھا ہے کہ مین اپنے گھر ایک گدہی چھوڑ آیا
ہون جسنے ایک سیاہ رنگ کا بچہ جسکے سیاہ لب ہین جنا ہے پھر
دیکھا کہ زمین سے ایک آگ نکلی اور میرے اور میرے بیٹے عمرو کے
درمیان آگئی۔ آگ مین سے آواز نکل رہی ہے "لپٹ نے لیا
لپٹ نے لیا۔ بینا نابینا کسیکو نہ چھوڑا"۔

آنحضرتؐ۔ کیا تم اپنے گھر اپنی لونڈی حاملہ چھوڑ آے ہو۔

زرارہ۔ ہان۔

جناب رسولخدا۔ اوسنے لڑکا جنا ہے اور وہ تمہارا بیٹا ہے۔

زرارہ۔ سیاہ رنگ کیسے ہوا۔

جناب رسولخدا۔ میرے پاس آؤ۔ کیا تمہارے کسی مقام پر برص ہے اور
تم اوسکو چھپاتے ہو۔

زرارہ - قسم اوس ذات کی جسنے آپکو حق کے ساتھہ بھیجا ہے - آپ سے پہلے کسی نے اوسکو نہین جانا -

جناب رسولخدا - بس وہ سیاہی وہی برص ہے - آگ کی تعبیر فتنہ ہی جو میری بعد ہوگا

زرارہ - جناب وہ فتنہ کیا ہے -

جناب رسولخدا - لوگ اپنے امام کو قتل کرینگے اور مسلمانونمین سخت مخالفت اور پھوٹ پھیل جاویگی - مرد ایماندار کا خون ایماندار پانی سے زیادہ شیرین سمجھیگا - مرد بدکار سمجھے گا کہ وہ اچھا کام کر رہا ہے - اگر تم اوسوقت مر گئے تو تمہارا لڑکا وہ زمانہ دیکھیگا اور اگر تمہارا لڑکا مر گیا اور تم باقی رہ گئے تو خود اوس فتنہ کو دیکھہ لوگے -

زرارہ - حضور میرے واسطے دعا فرمایئے کہ خدا مجھکو ایسے وقت تک دنیا مین نہ رکھے - آنحضرت صلعم نے اونکے حقمین دعا فرمائی -

ابو مریم کہتے ہین کہ مین کوفہ مین تھا - ایک دن جناب امام حسن رضؓ نے مسجد کوفہ مین وعظ کہا اوسمین فرمایا - اے لوگو - مین نے رات کو خواب دیکھا اور عجیب وغریب چیزین نظر سے گذرین - خداوندتعالےٰ کو عرش پر دیکھا - جناب رسولخدا تشریف لاے اور عرش کے پایہ کے پاس کھڑے ہوگئے پھر جناب ابوبکر صدیقؓ آے اور آنحضرت صلعم کے شانہ مبارک پر اپنا ہاتھہ رکھکر کھڑے ہوے پھر جناب عمرؓ آے وہ جناب ابوبکرؓ کے شانہ پر ہاتھہ دھر کر کھڑے ہوے - پھر جناب عثمانؓ اپنے ہاتھہ پر سر رکھے ہوے آے اور کہا - خداوندا - اپنے بندون سے دریافت فرما کہ مجھکو کس جرم خطا مین قتل کیا ہے - بعد اسکے مین نے دیکھا کہ آسمان سے دو پرنالے خون کی

جاری ہوے اور زمین تک وہ خون پہونچا۔

راوی کا قول ہے کہ کسی نے جناب علیؓ سے کہا۔ دیکھئے آپکے صاحبزادہ حسن کیا فرماتے ہین۔ آپ نے جواب دیا۔ جو کچھ خواب مین دیکھا بیان کرتے ہین۔

حضرت ابو ہریرہؓ کہتے ہین کہ ایک مرتبہ مین جناب رسولخدا کی خدمت مین کچھ کھجور لایا اور عرض کیا۔ آپ ان کھجورونمین برکت کے واسطے دعا فرمایئے۔ حضور اقدس نے وہ کھجورین مجھسے لیکر دعا فرمائی اور ارشاد فرمایا کہ انکو اپنے توشہ دان مین رکھو جسقدر تمکو ضرورت پیش آوے توشہ دان مین ہاتھہ ڈالکر نکال لیا کرنا لیکن یاد رکھو کھجورونسے بالکل توشہ دان خالی نہ کرنا۔ ابو ہریرہؓ کا بیان ہے کہ مین نے وہ کھجورین ایک چمڑہ کی تھیلی مین ڈال دین اور جب ضرورت ہوتی کھجور نکالتا اور کھاتا اور لوگونکو دیتا۔ یہانتک کہ سیرون اور منون کھجورین نکال نکال کر خدا کی راہ مین محتاجونکو دین اور خود کھائین اور لوگونکو کھلائین مگر وہ کھجورین کم نہوئین اور نہ ختم ہونے آئین وہ تھیلی میرے ساتھہ ہر وقت سفر و حضر مین کمر سے بندھی رہتی تھی۔ جس دن حضرت عثمانؓ شہید ہوے ہین دفعتًہ وہ کھجورین بالکل ختم ہوگئین چنانچہ اسی بارہ مین ابو ہریرہؓ کا شعر ہے۔

لِلنَّاسِ هَمٌّ وَلِيَ الْيَوْمَ هَمَّانِ	هَمُّ الْجِرَابِ وَهَمُّ الشَّيْخِ عُثْمَانَ

آج کے دن سب کو تو ایک ہی غم ہے اور مجھکو دو غمون نے گھیرا ہے۔ تھیلی گم ہوگئی جس سے کھجورین کھاتا تھا جناب عثمانؓ ایسے خلیفہ شہید ہوے۔

صحیح بخاری مین ہے کہ جناب رسول خدا نے چاندی کی مہر بنوائی تھی اور آپ اوسکو پہنے رہتے تھے۔ آپکے بعد جناب صدیقؓ کے ہاتھہ مین رہی اور بعد اونکے حضرت عمرؓ

کے پاس اونکے بعد جناب عثمانؓ کی ہاتہہ آئی - ایک دن جناب عثمانؓ چاہ اریس پر بیٹھے تھے اور مہر اونگلی سے نکالکر ہاتہہ مین لئے ہوے تھے اتفاقاً مہر کنوئین مین جا پڑی - لوگون نے تین دن تک ڈھونڈھی - کنوئین کا پانی نکالڈالا مگر مہر نہ ملی جس تاریخ کو مہر گم ہوئی نبوت کی برکتین جو زمانہ خلافت راشدہ مین باقی تہین گویا وہ اوٹھہ گئین

روایت ہے کہ عامر بن ربیعہ شب بیدار تھے - جس زمانہ مین کہ جناب عثمانؓ محصور تھے یہہ ایک رات کو حسب معمول اوٹھے اور نماز پڑھکر سو رہے - خواب مین دیکھا کہ کوئی انسے کہہ رہا ہے - اوٹھہ - خدا سے دعا مانگ اور اوس سے پناہ طلب کر کہ تجھکو اوس فتنہ سے جس سے اپنے نیک بندونکو بچاتا ہے پناہ دے - عامر اوٹھہ بیٹھے اور نماز پڑھی پہر دعا مانگی - قدرت خدا سے وہ ایسے بیمار ہوے کہ گھر سے اونکا جنازہ ہی باہر نکلا - خداوند کریم نے اونکی دعا قبول فرمائی اور اس پر آشوب وقت مین اونکو شرکت فتنہ و فساد سے محفوظ رکھا -

حضرت عائشہ صدیقہؓ فرماتی ہین کہ جناب رسول خدا نے مرض موت مین ارشاد فرمایا - میرا جی چاہتا ہے کہ میرے پاس میرے یارونمین سے کوئی ہوتا - ہم لوگون نے عرض کیا - کیا ابو بکر صدیقؓ کو بلا دین - آپ خاموش رہے پہر لوگون کہا - کیا عمرؓ کو آپکے پاس بلا دین - حضور نے اسپر بھی سکوت فرمایا - پہر ہم نے دریافت کیا - کیا عثمانؓ کو آپکی خدمت مین حاضر کرین - فرمایا - ہان - لوگ عثمانؓ کو بلا لائے صرف عثمانؓ جناب رسول کے پاس تھے - دونون مین خلوت کر دی گئی اور ہم لوگ علیحدہ ہو گئے - جناب رسول خدا کچھہ فرما رہے تھے - ہم لوگ دور سے دیکھتے تھے کہ عثمانؓ کا چہرہ متغیر ہوتا جاتا ہے - راوی حدیث کہتے ہین کہ ابو سہلہ مولے

عثمان رضؓ نے مجھسے کہا کہ جناب عثمان رضؓ نے بروز شہادت یہ فرمایا۔ جناب رسول خدا نے مجھسے عہد لیا ہے اور مین حضور سے قول کر چکا ہون مین اوسپر قائم ہون اور صبر کرتا ہون" عہد یہی ہو گا کہ باغیون کے کہنے سے خلافت نہ ترک کرنا کیونکہ تم حق پر ہو گے اور وہ ناحق پر۔ تم شہید ہو گے اور قاتل ظالم وجفا کار۔ اپنے بدکردار کی سزا پائین گے۔ اسکی تصریح اکثر احادیث مین بہی آئی ہے۔

احادیث مذکورہ بالا سے جناب عثمانؓ کی خلافت اور آپکی شہادت پوری طور سے ثابت ہے۔ روایات کتب آسمانی اقوال صحابہ کرام سے آپکا خلیفہ برحق ہونا۔ لوگونکا آپ پر ظلم کرنا۔ آپکو خلافت سے علیحدہ کرنے کی تجویز اور اوسپر بلوہ کا قائم ہونا۔ آپکا خلافت پر قائم رہنا یہانتک کہ شہید ہو جانا۔ صاف ظاہر وعیان ہے کسی طرح کا شبہ وشک نہین۔ یہ ضروری بات ہے کہ جو کام اللہ تعالی کے نزدیک مقدر ہوتا ہے پہلے اوسکے اسباب وعلامات ظاہر ہوتے ہین بعد اسکے وہ کام ظہور پذیر ہوتا ہے۔ عادت اللہ اسی طرح جاری ہے اسکے خلاف شاذ ونادر وقوع مین آتا ہے اور یہہ بہی معلوم ہے کہ جملہ امور خیر وشر من جانب اللہ ہین بدون حکم اوسکے کچھہ نہین ہوتا۔ ہان مذہب اہل سنت وجماعت یہ ہے کہ انسان کو عقل وتمیز اختیار فعل وترک عطا ہوا ہے۔ جسکی وجہ سے مکلف ہے اور جزا وسزای اعمال کا مستحق۔ نیک کا بدلا نیک اور بد کا بد ہے مطیع کو جنت عاصی کو دوزخ ہے۔ اور یہہ بہی اسکی مشیت پر ہے کہ چاہے اسکی خلاف کرے۔ کر سکتا ہے کون اُسکو روک سکتا ہے۔ اور اوسنے کمال شفقت ورحمت سے وعدہ فرمایا ہے۔ اور اوسکا وعدہ سچا ہے۔ اور ڈرایا بہی ہے۔ لہذا ہم اوسکے رحم وکرم کے امیدوار۔ اوسکے غضب سے ترسان ولرزان ہین

سر تسلیم خم ہے جو مزاج یار مین آے		اگر بخشے زہے قسمت نہ بخشے تو شکایت کیا

جب یہ معلوم ہوگیا تو جاننا چاہیئے کہ جناب عثمانؓ کی شہادت بمقتضاے حکمت الٰہی عالم اسباب دنیا مین واقع ہوئی۔ اسکا سبب اختلاف کا پیدا ہونا ہے۔ علم خداوندی مین یہہ امر طے ہو چکا تہا کہ لوگ عثمان پر خروج کرینگے۔ وہ حق پر ہونگے اور لوگ ظلماً اونکو شہید کرینگے چنانچہ اسکے متعلق احادیث سے ہم ثبوت دے چکے جناب عثمانؓ کا اس قتل پر راضی رہنا۔ اسکی نبی حضور صلعم سے تاکید ہو چکی۔ متعدد احادیث اس مطلب کو صاف بیان کرتی ہین۔ آپکے خلیفہ ہونے مین شک نہین یہ امر بہی ہر طرح ثابت ہو چکا ہے۔ خلاصہ یہہ کہ آپ مصائب وتکالیف برداشت کرنے پر مامور تہے۔ آپ پر کسی طرح طعن نہین ہوسکتا کہ جان بچانیکو خلافت دے دیتے۔ معاذ اللہ طمع خلافت مین جان گئی۔ اگر کوئی نافہم۔ دشمن ایمان اس قسم کے شکوک کرے محض اوسکی نادانی ہے۔ مرض تعصب مین گرفتار ہے۔ دین وایمان سے علیحدہ۔ طریق اسلام سے دور ہے۔ جناب عثمانؓ اس افترا وبہتان سے بالکل مبرا وپاک ہین آپکا دامن ان عیوب سے صاف وشفاف ہے۔ مسلمان کامل الایمان سے یہہ خیالات وتوہمات شیطانی بہت دور ہین۔ غیر مذہب والا بہی جسکو انصاف پسندی منظور ہے اور چشم بصیرت جسکی پرنور ہے ان بزرگون کی نسبت ایسے گمان کبہی نہین کریگا۔ اقوال صحابہ کرام سے یہہ بات بہی ظاہر ہے کہ بعد شہادت جناب عثمانؓ علی العموم مسلمانونکو آپکی شہادت کا کس درجہ صدمہ ہوا ہے۔ بعض صحابہ جنکو آپکی شہادت کا علم تہا اور اقوال آنحضرت سے جانتے تہے کہ آپ ضرور شہید ہونگے قبل از وقوع واقعہ شہادت لوگونکو منع کرتے اور ڈراتے تہے کہ عنقریب

زمانہ پر آشوب فتنہ وفساد کا ظہور ہوگا۔ لوگ اپنے امام وقت کی طاعت سے باہر ہو جاوینگے
دیکھو ایسے وقت مین اگر ہو سکے تو اپنے امام کی مدد کرنا اور اونکے واسطے جان تک سے
دریغ نہ کرنا اگر یہ نہو سکے تو اپنا ایمان بچانا۔ مخالفین امام کی ہمراہ نہونا کہ دنیا بھی جاسے
دین بھی برباد ہو خسر الدنیا والآخرہ کے مصداق بنو۔

اب ہم انعقاد خلافت کے متعلق مع اوسکے امور مناسب کے لکھتے ہین اور اس
بحث کو ختم کرتے ہین۔

(تعریف خلافت) مسلمانونکی سرداری۔ بذریعہ اشاعت علوم دینی کے دین کا قائم رکھنا
ارکان اسلام کا قائم رکھنا۔ اشاعت اسلام مین کوشش کرنا۔ جہاد اور اوسکے متعلق
امور کا اجرا۔ تقرر قضات۔ اقامت حدود شرعیہ۔ مظلوم کی دادرسی۔ نیک کام کی ہدایت
افعال بد سے روکنا۔ یہہ جملہ امور بطور نیابت جناب رسولخدا انجام دینا۔ اسکو خلافت کہتے ہین
جناب رسولخدا جب مبعوث ہوے خلق خدا کے ساتھہ معاملہ کیا۔ اون مین
اپنے تصرفات جاری فرماے۔ ہر کام کیواسطے اپنی طرف سے ایک نائب مقرر کیا۔
اور ہر معاملہ مین کمال اہتمام کیا۔ جملہ معاملات پر نظر اور غور کرنے سے امور کلیہ و جزئیہ
کی تلاش وجستجو سے سب کا مآل کار دین کی اقامت نکلتی ہے۔ اقامت دین۔ یہہ ایک ایسا
امر کلی عام ہے جسکے متعدد افراد ہین منجملہ اسکے علوم دینی کو ترقی دینا اور اونکو زندہ
کرنا ہے۔ اور یہہ امر تعلیم قرآن وحدیث ووعظ وغیرہ سے حاصل ہوتا ہے۔ ارکان
اسلام روزہ۔ نماز حج۔ زکوٰۃ۔ وغیرہ۔ یہہ کام انجام دینا۔ اسکے متعلق جمعہ وعیدین
مین خود امامت کرنا۔ ہر محلہ مین پنجگانہ نماز پڑھانیکو امام مقرر کرنا۔ مسلمانونسے زکوٰۃ وصول
کرنا تحصیل زکوٰۃ کیواسطے تقرر عامل۔ جناب رسول خدا کا اعلاء کلمۃ اللہ کے واسطے

بلاد کفار پر خود لشکر کشی کرنا یا دیگر صحابہ کو بھیجنا - مقدمات - معاملات مین خود بنفس نفیس فیصلہ کرنا - تصفیہ مقدمات کیواسطے دیگر بلاد و مواضع مین قاضی مفتی مقرر فرمانا - یہہ سب کام جناب رسول خدا نے کیئے اور یہی جملہ امور آپکے بعد خلفاء راشدین کے منصبی کام تھے یہہ جملہ امور عہد خلافت راشدہ مین کامل طور پر انجام پاتے رہے بعد اسکے سستی و کاہلی پیدا ہو چلی اور خلافت کی جگہہ امارت سلطنت حکومت دیگئی

خلیفہ ہونیکی شرائط یہہ ہین کہ مسلمان ہو - عاقل بالغ - مرد - آزاد اور یہہ امور ظاہر ہین متکلم سننے والا دیکھنے والا - یہہ اسواسطے شرط ہین کہ خلیفہ کا کام یہہ ہے کہ دوسرونپر حکم کرے اپنے مطلب کو اپنی زبان سے اچھی طرح بیان کر سکے - مدعی مدعا علیہ کو دیکھے دونون مین باہم امتیاز کرے - اونکا بیان و دعوی سنے اور یہہ کام بدون سلامتی اعضا کے اچھی طرح نہین ہو سکتے - خلیفہ شجاع بہادر دلیر ہو - ضرورت کیوقت رائے ٹھیک دے سکے - جفاکش اور محنتی ہو - آرام طلبی تن آسانی نہ چاہے - عادل ہو یعنی کبیرہ گناہون سے محترز - صغیرہ گناہون پر اصرار کرنے والا نہو - صاحب مروت ہو - مجتہد ہو - اجتہاد کی قوت اور مرتبہ اوس شخص کو حاصل ہوگا جو علم قرآن و حدیث و علم عربی و علم طرایق استنباط مسائل وغیرہ اور جو اسکے متعلق ہین جانتا ہو - یہہ ضرور نہین کہ خلیفہ مجتہد مستقل ہو بلکہ یہہ مراد ہے کہ بزرگان دین کے مذہب و طرایق سے واقف اور ہر مسئلہ کو اوسکی دلیل سے سمجھتا ہو - اگرچہ مقلد ہو مگر علوم مذکورہ سے واقف ہو خط و کتابت بعض کے نزدیک شرط نہین کیونکہ جناب رسول خدا امی تھے مگر اس مسئلہ مین تحقیق یہہ ہے کہ آنحضرتؐ پر قیاس نہ کرنا چاہیئے کیونکہ فی زمانہ بدون تحریر کے بہت بڑا نقصان واقع ہوتا ہے اور کیسا ہی انسان قابل کیون نہو لکھنا نہ جانتا ہو کسقدر

اوسکو احتیاج ہوتی ہے اور لوگونکی نظرونمین کسدرجہ بے اعتبار ہوتا ہے۔

جس شخص مین شرائط مندرجہ بالا پائی جاوین بیشک مستحق خلافت ہے۔ اگر مسلمان اوس شخص کو بالاتفاق خلیفہ کرین خلافت کا اہل ہے دیگر اہل اسلام پر اوسکی اطاعت واجب ہے اور اگر کوئی ایسا شخص خلیفہ کیا جاوے جسمین شرائط مندرجہ نہین اور اہل خلافت نہین توجن لوگون نے خلیفہ کیا گناہ گار ہین اوسکی اطاعت بہی لازم و واجب نہین ہے۔ اگر غیر اہل خلافت زبردستی خلیفہ بن جاوے اور کچہہ لوگ اوسکے ساتہہ اتفاق کرکے اوسکی خلافت گوارا کرین تواس صورت مین احکام جو کہ موافق شرع کے ہین نافذ وجاری ہونگے لیکن حکم خلاف شرع نہ مانا جاویگا۔ حتی الامکان لوگونکو مناسب ہے کہ اوسکی اطاعت کرین اور اوسکو خلافت سے معزول نہ کرین کیونکہ اس صورت مین اختلاف۔ جنگ وحرب وضرب کا خوف ہے۔ حتی الوسع مسلمانونکو اس سے پرہیز واجب ہے۔

جو شخص جامع شرائط خلافت ہو اوسکی خلافت چار طرح سے منعقد ہوتی ہے اور وہ مسلمانونکا خلیفہ اور اونکا حاکم ہوتا ہے۔

طریق اول مسلمانونمین جو لوگ ذی وجاہت وذی مرتبہ ہین جیسے علما۔ قاضی امراے شہر۔ رؤساے ملک وغیرہ۔ یہہ لوگ باتفاق اسکی خلافت منظور کرین اور اوس سے بیعت کرلین۔ جناب فاروق رضکا قول ہے۔ فمن بایع رجلا علی غیر مشورۃ من المسلمین فلا یبایع ھو الذی بایعہ تغرۃ ان یقتلا۔ ترجمہ جس کسی نے بغیر صلاح ومشورہ واتفاق مسلمانوںکے بیعت خلافت لی ایسے شخص کی بیعت نہ کی جاوے اور ایسے بیعت لینے والے اور بیعت کرنیوالیکو خوف ہے کہ دونون

قتل کیئے جاوین۔اس سے ثابت ہوتا ہے کہ بغیر اتفاق عمائد اہل اسلام بیعت منعقد نہو گی اور خوف ہے کہ ایسا خلیفہ اور اوسکے مرید دونون مارے جاوین۔جناب صدیق اکبر کی خلافت اسی قسم کی ہے کہ اکابر مہاجرین وانصار مدینہ نے آپکی خلافت کو منظور کیا اور بطیب خاطر و باتفاق تمام آپسے بیعت کی۔

طریق دوم استخلاف۔خلیفہ عادل جو باتفاق اہل اسلام خلیفہ ہوا ہے اپنی خوشی اور تجویز سے اپنی جگہہ پر دوسرے شخص کو جو کہ اہل خلافت سے ہے جانشین کر دے اور لوگونپر ظاہر کر دے اور سبکو اوسکی اطاعت کی وصیت کر جاوے ایسا شخص خاص ہو جاویگا اور خلافت کا مستحق سمجھا جاویگا۔جملہ مسلمانونکو چاہیئے کہ اسکو خلیفہ کرین چنانچہ جناب فاروق اعظم کی خلافت اسی طریق سے ہے۔حضرت صدیق رض نے قبل وفات لوگونپر ظاہر فرمایا اور آپکی خلافت پر سب کو متفق کر دیا تھا۔

طریق سوم شوریٰ۔خلیفہ اپنی زندگی مین کہہ جاوے کہ میرے بعد خلافت فلان فلان اشخاص مین سے کسیکو ہونا چاہیئے۔خاص ایک کا نام نہ لے بلکہ دس یا پنج اشخاص کو جو قابلیت واہلیت خلافت رکھتے ہون نامزد کر کے کہے کہ انمین سے کسیکو خلیفہ کر دینا۔اس صورت مین جو اہل شوریٰ ہین بعد وفات خلیفہ وقت کی اپنی راے و تجویز سے باتفاق واجتماع ایک کو خلیفہ کر دین اور اوسکے ہاتھہ پر سب بیعت کرین جناب عثمان رض کی خلافت اسی طریق سے ہوئی۔جناب فاروق رض نے چھہ صاحبونکو منتخب فرمایا اور شایع کر دیا کہ انکی راے سے ایک صاحب انھین مین سے خلیفہ کیئے جاوین چنانچہ بعد شہادت جناب فاروق اعظم مجلس شوریٰ منعقد ہوئی اور حضرت عبدالرحمن بن عوف رض منصرم قرار دیئے گیئے اور اونکی تجویز و تشخیص پر سب نے اتفاق

کرکے جناب عثمان رضؓ سے بیعت خلافت کی۔

طریق چہارم استیلاء جب خلیفہ وقت انتقال کرے اور کوئی شخص مدعی خلافت ہو کر بغیر استخلاف و بیعت خلیفہ بن بیٹھے اور کچھہ لوگونکو جمع کرلے۔ جو اسکے ساتھی ہوجاوین خواہ یہہ شخص نیا خلیفہ بزور متسلط ہوجاوے یا اپنی تقریر وجادو بیانی سے عوام کو اپنا مطیع و فرمانبردار بنادے یا روپیہ کے طمع سے لوگ اوسپر گرویدہ ہوجاوین اس صورت مین بہی وہ شخص خلیفہ ہوجاویگا۔ مسلمانونپر واجب ولازم ہے کہ شرع کی موافق احکام اوسکے مانین اور درصورت خلاف شرع اوسکی اطاعت واجب نہین۔ یہہ استیلاء سے خلیفہ دو قسم ہے۔ جو شخص خود خلیفہ بن بیٹھا ہے اگر خلافت کا اہل ہے اور ہر طرح سے شروط خلافت اسمین متحقق ہین اور اوسکی غرض یہہ ہی کہ مسلمانونسے اختلاف و نزاع اوٹھہ جاوے بغیر اسکے کہ کسی فعل حرام کا ارتکاب کرے حکمت عملی و تدابیر مناسب سے دعوی خلافت کرے اور لوگونکو اپنی سے راضی کرے تو اس قسم کی خلافت جائز ہے۔ کوئی مضائقہ نہین نہ کوئی گناہ ہے۔ کیونکہ اسکی نیت رفع فساد و صلاح اہل اسلام ہے اور خود بہی مستحق ہے۔ جناب معاویہ رضؓ کی خلافت بعد جناب علی رضؓ کے حضرت امام حسن رضؓ سے صلح کرکے لے لینا اسی قسم کی ہی دوسری قسم استیلاء یہہ ہے کہ مدعی خلافت نا اہل ہو۔ کسی طرح کا استحقاق خلافت اوسکو نہین اور جنگ وجدال سے لوگونکو مجبور کرکے خود غالب آکر تخت خلافت پر بیٹھہ جاوے۔ یہہ خلافت جائز نہین۔ ایسا فعل کرنیوالا گنہگار ہے۔ تاہم اہل اسلام کو اوسکے احکام جو موافق شرع کے ہین ماننا چاہئین۔ ایسے خلیفہ کی عامل اگر زکوۃ وصول کرلینگے صاحب نصاب کے ذمہ سے زکوۃ ادا ہوجاویگی۔ اوسکے زمانہ کے قاضی جو حکم

کرینگے وہ حکم بہی نافذ ہوجاویگا اگر یہہ خلیفہ جہاد کفار پر کرے مسلمان اوسکے ہمراہ جہاد کرسکتے ہیں۔ یہہ خلافت بضرورت وقت منعقد ہوجاویگی کیونکہ خلیفہ کے معزول کرنے مین مسلمانونکی جانین ہلاک ہونگی۔ قتل وخونریزی کا بازار گرم ہوگا اور پہر انجام کار معلوم نہین کہ کیا ہو مسلمان اپنی مراد کو پہونچین یا نہین۔ اس خلیفہ کو نکال دین یا نہ نکال سکین۔ اسکے بعد دوسرا خلیفہ خدا جانے کیسا ہو ممکن ہے اس سے بہی بدتر ہو۔ پس امید موہوم پر فتنہ وفساد کا مرتکب ہونا جائز نہین ہے۔ عبد الملک بن مروان اور خلفاء بنی عباسیہ مین جو پہلے خلیفہ ہوے اونکی خلافت اسی قسم کی ہوئی۔

خلاصہ یہہ کہ اگر کوئی شخص جامع شرائط خلافت ہوا اور اوس جیسا دوسرا نہو یا اوس زمانہ مین اور بہی لوگ اہل خلافت ہین مگر ایک شخص سب سے افضل ہے ایسے شخص کی خلافت انہین طریق مذکورہ سے ہوسکتی ہے کیونکہ بدون تسلط کے یا بیعت اکابر اہل اسلام کے نزاع وخلاف رفع نہوگا دوسرے مدعی اپنے اپنے دعوی سے باز نہ رہین گے۔

جناب علی مرتضیٰ رضؓ کی خلافت اقسام اربعہ مین سے کس قسم کی ہے اس باب مین علما کے اقوال مختلف ہین۔ اکثر علما کا قول ہے کہ آپکی خلافت بیعت اکابر مہاجرین وانصار مدینہ سے منعقد ہوئی اور آپ خلیفہ ہوگئے۔ اکثر خطوط جناب علی رضؓ کے جو آپنے اہل شام کو لکھے انسے یہہ امر صاف ظاہر ہوتا ہے۔ لہذا آپکی خلافت از قبیل طریق اول خلافت ہے بعض کہتے ہین کہ آپکی خلافت بطریق شوری ہے کیونکہ بعد شہادت جناب فاروق رضؓ مجلس اہل شوری مین یہہ امر طے ہوچکا تہا کہ خلیفہ جناب عثمان رضؓ ہون یا جناب علی رضؓ ہون جب جناب عثمان رضؓ باقی نہ رہے آپ خلافت کے واسطے متعین ہوگئے۔ بعض کا قول ہے کہ

خلافت جناب علیؓ نص سے ثابت ہے اور یہی قول اخیر مختار اور محقق ہے۔ کثرت احادیث فضائل بھی شاہد ہین بلکہ اکثر احادیث سے صریح یہی حکم نکلتا ہے۔ واللہ اعلم بالصواب والیہ مرجع والمآب۔

وجہ لقب ذی النورینؓ

ابن اثیر کا بیان ہے کہ امیر المومنین حضرت عثمانؓ کو ذی النورین کہنے کی وجہ یہہ ہے کہ آنحضرت صلعم کی دو صاحبزادیان بی بی رقیہؓ وام کلثومؓ یکے بعد دیگرے آپکے عقد مین آئی تہین۔ اس مضمون کی حدیث فضائل مین بہی گذر چکی۔ مورخین کا قول ہے کہ یہ ایک ایسی دولت ہے جو کسی پیغمبر کی امت مین سے بجز جناب عثمانؓ کے کسیکو نصیب نہین ہوئی کہ پیغمبر کی دو بیٹیان اوسکے نکاح مین آئی ہون۔

بعض کے نزدیک کثرت شب بیداری اور روزہ رکہنے سے ذی النورین لقب پایا کیونکہ روزہ و نماز دو نور ہین اور قیامت کے دن آپکے دونون جانب دائین بائین نور ہوگا

بعض یہہ سبب بیان کرتے ہین کہ جناب عثمانؓ کا نسب دونون جانب (یعنی پدری و مادری سلسلہ) سے جناب رسول خدا صلعم سے ملتا ہے اور بہت قریب کا رشتہ جناب رسولؐ خدا سے ہوتا ہے کیونکہ جناب عثمانؓ کی نانی بیضا بنت عبد المطلب جناب رسول خداؐ کی پہوپہی ہین اور اونکی بیٹی اروی والدہ جناب عثمان آپکی پہوپہی زاد بہن تو جناب عثمانؓ آنحضرت صلعم کے بہانجہ ہوے اور عفان بن ابی العاص جناب رسول خدا صلعم کے چچازاد بہائی تہے اس طرف سے جناب عثمانؓ بہتیجہ ہوے۔

خصائص واوصاف قبل اسلام

جناب عثمانؓ کی قدرتی طورسے فطرت سلیمہ ایسی واقع ہوئی تھی کہ جسکی وجہ سے قبل از اسلام آپ اکثر امور جاہلیت سے محترز رہے۔ آپنے اسلام سے پیشتر اپنے اوپر شراب حرام کرلی تھی۔ زنا کبھی نہین کیا۔

ایک روایت مین ہے کہ حضرت ابوبکر صدیقؓ اور جناب عثمانؓ دونون نے زمانہ جاہلیت مین شراب حرام کرلی تھی۔ چنانچہ خود جناب عثمانؓ نے بلوہ کے روز مجمع مین لوگونکو سناکر فرمایا کہ مین نے نہ زمانہ جاہلیت مین اور نہ بعد اسلام کے کبھی زنا کیا۔ اسکے جواب مین کسی نے بھی انکار نہ کیا اور نہ آپکے قول کی تردید کرکے آپ کے بیان سے اختلاف کیا۔

فیاضی وسخاوت

زمانہ جاہلیت اور اسلام مین حضرت عثمانؓ کی ثروت قریش مین ایسی نہ تھی کہ جس سے بلاامتیاز ہر صغیر وکبیر غنی وفقیر مستفیض نہ ہوا ہو۔

زمانہ جاہلیت کی آپکی فیاضیان۔ سخاوت۔ صدقات۔ خیرات کا لکھنا ہی فضول ہے اور تلاش کرنیسے اسکا پتہ بہی کم ملیگا۔ لیکن اسلام مین جو جو فیاضیان وسیرچشمی کے کارنمایان آپنے کئے وہ آپکی سخاوت اور دریادلی کی ایک بے مثل نظیر ہے۔

طبری مین لکھا ہے کہ جناب عثمانؓ اپنے زمانہ خلافت مین ہر سال حج کو جاتے تھے اور مقام منا مین آپکا خیمہ نصب ہوتا تھا جب تک آپ حاجیون کو کھانا نہ کھلا لیتے لوٹ کر خیمہ مین نہ آتے تھے یہ جملہ مصارف خاص اپنے مال سے ادا کرتے تھے

بیت المال سے اسکو کچھ تعلق نہ تہا۔

مسجد نبوی کی توسیع وتعمیر بحکم جناب رسولخدا صلعم جناب عثمان رضؓ نے ہی کی۔ یہہ کام بہی آپکے جود وسخا کا ایک نمونہ ہے۔ جب آنحضرت صلعم بدینہ منورہ مین تشریف لاکر سکونت پذیر ہوے ایک چہوٹی سی مسجد بنائی گئی۔ کہجور کے تنے کاٹ کاٹ کر دیوار قائم کی۔ اوسکی تانون وغیرہ کی چہت بنائی۔ جب اسلام نے ترقی کی اور مسلمان روز بروز زیادہ ہوتے گئے مسجد نمازیون کے واسطے ناکافی ہوئی۔ آنحضرت صلعم نے ایک روز کہڑے ہوکر خطبہ پڑہا اور اوسمین بیان فرمایا کہ جو شخص فلان فلان لوگونکے مکانات جو مسجد سے ملحق ہین خرید کر ہماری مسجد مین شامل کردیگا اللہ تعالیٰ اوسکے واسطے جنت مین گہر تیار کریگا اور اوسکو بخش دیگا۔ جناب عثمان رضؓ نے وہ مکانات بیس ہزار یا پچیس ہزار کو خرید کیے اور مسجد مین شامل کردیے۔

آنحضرت صلعم کے عہد مبارک سے جناب فاروق رضؓ کے زمانہ خلافت تک مسجد نبوی کی چہت کہجور کی لکڑیون اور تانونکی ہی تہی۔ صحن خام تہا۔ ایام بارش مین جب مدینہ منورہ مین پانی برستا تہا بارش موقوف ہونے پر بہی مسجد نبوی مین دو ایکدن تک چہت ٹپکتی رہتی تہی جس سے نمازیونکو سخت تکلیف ہوتی تہی۔ عہد خلافت جناب فاروق مین جناب عثمان رضؓ نے حضرت فاروق رضؓ سے مسجد پختہ کرنے اور چہت وصحن پختہ بنوانیکو کہا۔ جناب عمر فاروق رضؓ نے جواب دیا۔ بیت المال مجاہدین اور غازیان اسلام کا حق ہے اور انکے مصارف کے واسطے ہے نہ مسجد کے صحن وچہت پختہ بنوانیکے لیے جس حالت مین کہ مسجد نبوی آنحضرت صلعم اور اونکے خلیفہ کے زمانہ مین تہی مین بہی اوسی حالت پر رکہونگا اگر نمازیونکی تکلیف کا خیال ہے تو اپنے صرف سے

بنوادو" اُسوقت تو جناب عثمان رض بپاس ادب خلیفہ وقت خاموش رہے لیکن جب آپکا دور خلافت آیا تو آپنے اپنے خاص روپیہ سے مسجد نبوی کی چہت۔ صحن اور دیوارین پختہ بنوادین۔

آنحضرت صلعم کے عہد فیض مہد مین صرف ایک کنوان مدینہ منورہ مین بیر رُومہ تہا جسکا پانی تمام اہل مدینہ پیتے تہے۔ یہہ کنوان مسجد قبلتین سے شمال کے جانب تہا اور اسکا مالک ایک یہودی تہا جو قیمت سے پانی دیتا تہا۔ مسلمانونکو سخت تکلیف تہی۔ جو اہل استطاعت تہے وہ تو پانی مول لیکر پی لیتے تہے مگر جو صحابہ غریب و مفلس تہے اونکا گذران کہاری پانی پر تہا۔

آنحضرت صلعم نے ایک روز اسکی بابت خطبہ فرمایا۔ جناب عثمان رض نے پینتیس ۳۵ ہزار کو وہ کنوان خرید کر وقف کر دیا۔

علاوہ اس فیاضی اور سیر چشمی کے صدقات و خیرات مین جناب عثمان رض کا ہاتہہ بدست کہلا ہوا تہا۔ کتب تواریخ سے معلوم ہوتا ہے کہ جود و سخا مین جو مرتبہ جناب عثمان رض کو حاصل ہے کسیکو کم نصیب ہوا ہوگا۔

حضرت ابن عباس رض فرماتے ہین کہ جناب ابو بکر صدیق رض کے عہد خلافت مین ایک سال قحط پڑا۔ جملہ اہل مدینہ تنگ حال ہوے۔ فاقہ پر فاقے ہونے لگے۔ جناب صدیق اکبر رض نے فرمایا "عنقریب تمہارے واسطے کشود کار ہونے والی ہے تم لوگونکو کل شام نہ ہونے پاویگی کہ اللہ تعالیٰ تمہاری تنگی دفع کر دیگا"

دوسرے دن صبحکو ایک شخص خوشخبری لایا اور کہا۔ جناب عثمان رض کے ایک ہزار اونٹ غلہ کے لدے ہوے گیہون اور دیگر اناج سے بہرے ہوی آتے ہین۔

آج صبح کو سوداگر غلہ فروش مدینہ والے حضرت عثمان رضؓ کے گہر گئے اور دستک دی جناب عثمان رضؓ ایک چادر اوڑہے ہوے گہر سے باہر نکل آے اور تاجرونسے پوچہا کہ کیسے آنا ہوا۔ کیا ارادہ ہے۔ سب تاجرون نے بالاتفاق حضرت عثمان کیخدمتمین عرض کیا۔ جناب۔ ہم نے سنا ہے کہ ایک ہزار اونٹ بار گیہون اور غلہ آپکا آیا ہے آپ اوسکو ہمارے ہاتہہ فروخت کرڈالئے تاکہ فقراء مدینہ کی تنگی رفع ہو اور وہ ہم لوگوں سے غلہ خرید کر اپنے کہانے مین صرف کرین۔

جناب عثمان رضؓ نے تاجرونکو گہر کے اندر بلا کر دکہلایا کہ ایک ہزار انبار غلہ کے گہر مین موجود ہین پہر تاجرونسے اس طرح مخاطب ہوے۔

عثمان رضؓ۔ تم لوگ شام کی خرید پر کسقدر نفع مجہکو دوگے۔

تجار۔ دس کے بارہ۔

عثمان رضؓ۔ اتنا نہین۔ کچہہ اور زیادہ دو۔

تجار۔ دس کے چودہ لو۔

عثمان رضؓ۔ اور بڑہو۔

تجار۔ اچہا دس کے پندرہ لو۔

عثمان رضؓ۔ ابہی کچہہ اور بڑہو۔

تجار۔ چونکہ ہم لوگ تجار مدینہ ہین اسواسطے اسقدر بڑہا دیا۔ دوسرا اس سے زیادہ کیا اسقدر بہی نہ دیگا۔

عثمان رضؓ۔ تم مجہکو ایک درم پر دس نفع کے دوگے؟

تجار۔ نہین جو کچہہ کہہ دیا ہے اوس سے زیادہ اور نہ دینگے۔

عثمانؓ۔ اے گروہ تجار۔ تم سب گواہ رہنا کہ یہہ تمام غلہ فقراء مدینہ کے لئے صدقہ ہے اور یہہ سب اونہین لوگونکے واسطے ہے۔

حضرت عبداللہ بن عباسؓ جو اس قصہ کے راوی ہین بیان کرتے ہین کہ جب مین اس شبکو سویا تو مین نے خواب مین دیکھا کہ آنحضرت صلعم ایک گھوڑے پر سوار نورانی لباس زیب بدن فرماے عجلت کے ساتھہ تشریف لئے جاتے ہین۔ مین نے بڑھکر عرض کیا۔ میرے ماں باپ آپ پر قربان ہون مجھے آپکی زیارت کا ازبس اشتیاق تھا۔ آنحضرت صلعم نے فرمایا۔ مجھکو جانیکی عجلت ہے کیونکہ عثمان نے ایک ہزار انبار شتر غلہ خدا کی راہ مین محتاجین و فقراء مدینہ کو صدقہ کیا ہے۔ اللہ جل شانہ نے اوسکو قبول فرمایا ہے اور جنت مین ایک عروس کیساتھہ اونکا عقد کیا ہے۔ مین اونہین کے عقد مین جارہا ہون اللہ اکبر۔ کیا شان تہی۔ اللہ تعالی نے جیسا جناب ذی النورینؓ کو مالدار کیا تہا ویسا ہی اونکو فیاض۔ سیر چشم۔ دریادل بہی بنایا تہا۔ قحط اور اسقدر فیاضی کہ تجار مدینہ دس کے پندرہ دین اور آپ اس نفع کثیر کو قبول نہ فرمادین پہر تمام غلہ فقراء مدینہ پر خدا کی راہ مین تقسیم کر دین۔ کیا کوئی نظیر اسکی مل سکتی ہے۔

عتاق

عتاق کے معنے ہین لونڈی غلام خدا کی راہ مین آزاد کرنا۔ جب سے حضرت عثمانؓ اسلام لائے تہے آپکا معمول تہا کہ ہر جمعہ کو ایک غلام ضرور فی سبیل اللہ آزاد فرمایا کرتے تہے۔ اگر کسی جمعہ کو اتفاقاً غلام آزاد کرنیکی نوبت نہ آتی تو دوسرے جمعہ کو دو غلام آزاد کرتے تہے۔ زمانہ محاصرہ مین بہی جناب عثمانؓ نے بہت سے غلام جو شام سے آئے تہے خدا کیواسطے آزاد کئے۔

سادگی وضع۔ تواضع

جناب عثمانؓ کے مزاج مین باوجود دولت وثروت دنیوی کے بیحد سادگی تھی شرحبیل بن مسلم کا بیان ہے کہ عثمانؓ اپنے مہمانونکی بڑی خاطرداری فرماتے نفیس کھانا کھلایا کرتے تھے۔ آپ خود اکثر اوقات شہد اور زیتون کا تیل کھایا کرتے تھے۔ کبھی کبھی محض بھُنے گوشت اور سرکہ پر اکتفا کر لیتے تھے۔

عبداللہ بن شدّاد کہتے ہین کہ مین نے جناب امیرالمومنین عثمان ذی النورین کو اونکے عہد خلافت مین جمعہ کے دن خطبہ پڑھتے دیکھا ہے۔ آپکا لباس اوسوقت جوزیب بدن تھا صرف چار درم یا پانچ درم کا قیمتی تھا۔ درم تقریبًا ساڑھے تین آنہ کا ہوتا ہے۔

جناب امام حسنؓ ابن علیؓ سے کسی نے سوال کیا کہ جناب عثمانؓ کی چادر کیسی تھی"۔

حسنؓ۔ قطری تھی۔ (ایک قسم کا کپڑا ہے)

سائل۔ اوسکی قیمت کیا تھی۔

حسنؓ۔ آٹھ درم۔

سائل۔ آپ کرتہ کیسا پہنا کرتے تھے۔

حسنؓ۔ سنبلانی۔ (دراز۔ یا منسوب ہے ایک مقام کیطرف جو روم کے نواح مین ہے)

سائل۔ کس قیمت کا تھا۔

حسنؓ۔ آٹھ درم کا۔

پھر جناب حسنؓ نے فرمایا۔ اونکی جوتیان وسط سے کٹی ہوئین اور باریک تسمہ دار تھین۔

نیز بروایت حسنؓ آیا ہے کہ امیرالمومنین جناب عثمانؓ ایک مرتبہ مسجد نبوی مین ایک

چادر اپنے سرہانے رکھے ہوے آرام فرمارہے تھے۔ لوگ مسجد مین آتے جاتی تھے
اور یکے بعد دیگرے آپسے ملتے جاتے تھے۔ جب کوئی آتا آپ اوٹھ کر بیٹھ جاتے
اور جب وہ چلا جاتا آپ پھر لیٹ رہتے تھے۔ اور جب کوئی آپ سے ملنے آتا تو اوٹھکر
بیٹھ جاتے اور اوسکو اپنے برابر بٹھا لیتے تھے۔

ایک روایت مین آیا ہے کہ جناب عثمانؓ اپنے زمانہ خلافت مین اکثر دوپہر کا کھانا
کھا کر مسجد نبوی مین قیلولہ کیا کرتے تھے۔ جب اوٹھتے تھے تو آپکے شانو پر سنگریزو نکے
نشان نمایان ہوتے تھے۔

ابو الفرات کہتے ہین کہ حضرت عثمانؓ کا ایک غلام تھا اوس سے آپ فرما رہی تھے
"مین نے ایک روز تیری گوشمالی کی تھی تو مجھہ سے اوسکا قصاص لے لے" پھر
جناب عثمانؓ نے فرمایا۔ اشلد دیا حبذا القصاص فی الدنیا لا قصاص
فی الآخرۃ۔ ترجمہ۔ زور سے کان دبا۔ دنیا مین بدلہ اور قصاص اچھا ہی نہ آخرت
کا قصاص اور بدلہ۔

سیاست

کتب سیر کے دیکھنے سے معلوم ہوتا ہے اور اوراق گردانی تواریخ سے ثابت ہوتا ہی
کہ جناب عثمان کو امور سیاست (حکمرانی) مین ملکہ کامل اور مہارت تام حاصل تھی۔
اسمین کوئی تعجب ہی نہین کیونکہ آپنے جناب رسول خداؐ کا زمانہ دیکھا۔ جناب صدیق اکبر
کے عہد خلافت کو خوب دیکھا بھالا جناب عمر فاروقؓ کے ساتھہ ساتھہ رہی۔ کثرت
واقعات اور تجربہ اونسے نظر وسیع ہوگئی۔ مدت دراز تک نظم ونسق پر غور کرنے کا موقع
ملا۔ پھر ایسے شخص کو جو ایک مدت دراز تک انہین کامو نین رہا امور سیاست مین مہارت

کامل ہونی ہی چاہیئے۔علی الخصوص جناب عثمان رضؓ ایسے شخص کو اگر ان امورین کمال حاصل ہوا تو کیا عجب ہے۔لیکن چونکہ آپکے عہد خلافت مین مخالفین کی کثرت اور اونکی نکتہ چینی اور زبان درازی عام ہوگئی تہی اور ہر شخص بلا لحاظ مراتب ایک اعتراض کرنے کو مستعد تہا اور ہر عامی شخص قطع نظر اپنے مرتبہ کے منہ زوری پر آمادہ تہا جسکو دیکہو مخالفت پہ تلا ہوا تہا اسوجہ سے جناب عثمان رضؓ کے انتظامات اور امور مصالح مناسب مستتر و مخفی رہ گئے۔آپکو موقع اسکا نہ ملا کہ زبان طاعنین روک کر ادہر متوجہ ہوتے تاہم باوجود ان سب موانع کے جو فتوحات آپکے عہد خلافت مین حاصل ہوئین یہہ آپکے حسن انتظام کی کافی دلیل ہے۔اور ایسے زمانہ پر آشوب مین استقلال و تحمل کو ہاتہہ سے نہ دینا آپ ہی کی ہمت مردانہ کا کام تہا۔

آپنے اپنی عہد خلافت مین روزینہ۔کپڑے۔گہی۔شہد تقسیم کرنیکے دن مقرر کئے تہے۔حضرت حسن بن علی رضؓ کہتے ہین کہ مین نے جناب عثمان رضؓ کے منادی کو دیکہا ہی وہ کہہ رہا تہا۔اے لوگو کل صبح اپنے اپنے وظائف لینے آنا۔صبح کو دیکہا کہ جوق جوق لوگ جاتے تہے اور وظائف لاتے تہے۔پہر شام کو منادی بآواز بلند کہتا تہا۔"کل صبح کو اپنے روزینہ لینے آنا" پہر صبحکو گروہ گروہ جاتے اور پوری طور سے روزینہ لاتے تہے۔پہر مین نے آپکے منادی کو سنا ہے کہ وہ کہہ رہا ہے" کل صبح کو کپڑے لینے آنا" چنانچہ صبح ہوتے ہی لوگ کپڑے لینے جمع ہو جاتے تہے۔اسی طرح گہی اور شہد بہی دوسری صبح کو جا کر لاتے تہے۔

پہلا حادثہ جو آپکے عہد خلافت مین پیش آیا یہہ تہا کہ عبید اللہ بن عمر رضؓ نے ہرمزان عجمی و جفینہ نصرانی وغیرہ کو اس شبہ سے قتل کر ڈالا کہ یہہ لوگ جناب فاروق اعظم رضؓ کی

شہادت مین شریک تہی اور انکے صلاح ومشورہ سے فیروز ابولولو نے جناب فاروق رضہ کو شہید کیا ہے۔

جناب عثمان رضہ کے سامنے جب یہ مقدمہ پیش ہوا آپنے صحابہ سے اس باب مین راے لی۔ کسی نے قصاص تجویز کیا کسی نے کچہہ کہا۔ کوئی قصاص لینے کے خلاف تہا غرضکہ ہر طرف سے کشاکش شروع ہوئی۔ آپنے ایک رقم کثیر اپنی جیب خاص ذاتی مال سے اولیاے مقتول کو خونبہا مین دیکر جس طرح ممکن ہوا اس خصومت وفتنہ کو مسلمانونکے سر سے ٹالا عقل سلیم اور راے مستقیم اس سے بہتر فیصلہ اور کیا کر سکتی ہے جسوقت جناب عثمان رضہ نے فتح افریقہ کا قصد کیا تو بنظر مصالح بعض امور سیاست عمرو بن العاص کو معزول کیا اور بجاے اونکے عبد اللہ بن سعد بن ابی السرح کو مصر کا والی اور حاکم مقرر کیا۔ مال غنیمت سے خمس الخمس دینے کا وعدہ کیا اور اونکو جانب افریقہ روانہ فرمایا۔ لوگون نے اس عزل ونصب کو محل بحث قرار دیکر آپکی راے صائب پر نکتہ گیری کی۔ لیکن جب اس عزل ونصب سے افریقہ واندلس مفتوح ہوگیا تو آپکی راے صائب وتجویز مناسب مین حرف گیری کرنا یا آپکے امور سیاست پر طعن کرنا اپنی ہی سخافت راے ظاہر کرنا ہے۔

جناب عثمان رضہ کے امور سیاست مذہبی کے متعلق یہہ امر تہا کہ بروز جمعہ اذان ثانی مقرر فرمائی۔

بیہقی نے سائب بن یزید سے روایت کی ہے کہ زمانہ آنحضرت صلعم مین اور نیز عہد خلافت جناب ابوبکر صدیق رضہ وعمر فاروق رضہ مین جمعہ کی اذان اوسوقت ہوتی تہی جب امام ممبر پر خطبہ پڑہنے جاتا تہا جناب عثمان رضہ کے دور خلافت مین جب لوگونکی کثرت

ہونے لگی توآپ نے اذان ثانی کا حکم دیا چنانچہ اوسیوقت سے یہہ اذان دیجاتی ہے اور ابتک دستور ہے۔

علامات حرم کی تجدید۔جدہ کو ساحل بحر مقرر کرنا۔امت محمدیہ کو ایک مصحف پر متفق کرنا مسجد نبوی کی تعمیر اور اوسکو پختہ بنوانا۔غرضکہ جناب عثمان رضؓ نے سیاست ملکی و مذہبی مین ایسے ایسے امور نفع رسان اختراع کیئے ہین کہ جسکی نظیر بدقت تلاش وتجسس سے ملیگی۔

طاعات وعبادات جناب عثمان ذی النورین رضؓ

صیام

آپکے روزونکے نسبت مورخین کا قول ہے کہ اکثر اوقات عزیز آپکی روزونمین گذرتی تہی کبھی ایسا ہوتا تہا کہ تمام سال مین آپ متواتر روزہ رکھا کرتے تہے بعض مورخین کا بیان ہے کہ آپ صائم الدہر تہے۔

ایک لونڈی آزاد کردہ جناب عثمان رضؓ سے روایت ہے کہ آپ ہمیشہ روزہ رکھا کرتے تہے اور ایک روایت ہے کہ آپ صائم الدہر قائم اللیل تہے۔شروع رات مین کچھہ دیر استراحت فرماتے باقی تمام رات خدا کی عبادت مین گذار دیتے تہے۔

طہارت و وضو

اس باب مین کمال اہتمام تہا۔جناب رسالتمآب صلعم سے طریق وآداب وضو و فضائل وسنن تعلیم پاے اور جملہ سنن وآداب کا کماینبغی لحاظ رکہا۔

صحیحین مین بروایت مسلم بعد ذکر حدیث کے (جسمین وضو کی کیفیت مذکور ہے) آیا ہے کہ ہمارے علما کہتے ہین۔ یہہ پورا وضو۔ کامل طہارت نماز ادا کرنیکے واسطے ہی۔ جو شخص نمازی کامل وضو کرنا چاہی اسطرح کا وضو مع ترتیب و لحاظ آداب و سنن کرے

حمران بن ابان کہتے ہین کہ مین جناب عثمان رضؓ کے غسل اور وضو کے واسطے پانی تیار رکہتا تہا آپ ہر روز غسل کیا کرتی تہی مگر نہایت آداب کے ساتہہ پانی مین اسراف نہین فرماتے تہے۔ مقدار قلیل بقدر کفایت سے آپکا غسل ہوتا تہا کبہی آپنے ایک وضو سے دو نمازین ادا نہ فرمائین ہر وقت تازہ وضو کرکے نماز ادا فرماتے اور ہر وقت باوضو رہا کرتے تہے۔

جناب رسول خدا صلعم نے تازہ وضو سے نماز پڑہنے کی بڑی فضیلت بیان فرمائی ہے اور وضو پر وضو کرنا نورٌ علی نور ارشاد ہوا ہے۔ جناب رسول خدا صلعم نے اسپر مداومت کی ہے احیاناً ایک وضو سے دو نمازین ادا فرمائین ورنہ ہر وقت تازہ وضو فرماتے تہے۔

نماز

بکمال حضور قلب خشوع و خضوع کے ساتہہ آپکی نماز ہوتی تہی۔ باوجود اس اہتمام تام کے ہر نماز کے بعد بخوف عدم قبول ستر مرتبہ استغفار کیا کرتے تہے۔

فی الواقع عابد کو اپنی عبادت کا نقصان اوسی وقت ظاہر ہوتا ہے جب معبود کی کمال عزت و جبروت اوسکے دل مین متمکن ہوجاتی ہے۔ اوسوقت بمقابلہ جلال و عزت معبود کے اپنی عبادت ہیچ و ناچیز سمجہکر اپنی عبادت سے استغفار کرتا ہے اور جسقدر عابد مشاہدہ کمال مین مستغرق ہوگا اوسیقدر اپنی عبادات کو کم درجہ سمجہے گا لطف

یہہ ہے کہ جس درجہ اپنی عبادت سے نادم ہوکر اوسکے نقصان کا قائل ہوگا اوسیقدر اوسکو ثواب ملیگا اور بخیال عدم قبولیت جب حزن وملال لاحق حال ہوگا آیندہ اور بہی بہت بڑہیگی کہ خشوع وخضوع وحضور قلب زیادہ ہونا چاہیئے۔ پس جس درجہ کا حضور قلب ہوگا اوسیقدر معارف کا فیضان اور اطمینان قلبی فیاض حقیقی کے جانب سے عابد کے دل پر ہوگا اور وہ دل گنجینہ نور ہوجاویگا۔ پہر اوسکو عبادت مین ذوق ولطف حاصل ہوگا۔ اسیواسطے اللہ کے خاص بندے باوجود ضعف بدن وضعف قویٰ کے تمام رات عبادت آلہی مین بسر کرتے ہین اور کسی طرح کا کسل وتکان اونپر ظاہر نہین ہوتا ہے۔

جناب عثمانؓ اکثر اتین مقام ابراہیم مین بحالت نماز صبح کرتے تہے۔ کبہی اول رات چند ساعت استراحت فرمالیتے جیسا کہ اوپر گذرچکا۔

سچ ہے عاشقان خدا اور اوسکے شیدائی بندونکو یاد محبوب حقیقی مین آرام وچین کہان۔

خواب را با دیدۂ عاشق چہ کار		کز غم معشوق باشد بیقرار

نیند وغفلت بے فکرونکو ہے اونکو بجز کہانے پینے اور سونیکے کام ہی کیا ہے۔

خوردن برائے زلیستن وذکر کردنست		تو معتقد کہ زلیستن از بہر خوردنست

اللہ اللہ۔ کسقدر انقلاب ہوگیا ہے۔ بالکل قلب ماہیت ہوگئی ہے۔ آج کیدن جو اپنے آپکو نمازی کہتے ہین اونکی نمازین حقیقت کی سی صورت بہی نہین رکہتی ہین دیگر عبادات مین اخلاص نام کو نہین۔ اسلام کا نام بدنام کرنیوالے ہین۔

سبحہ درکف توبہ برلب دل پراز ذوق گناہ		معصیت را خندہ مے آید بر استغفار ما

برزبان تسبیح و در دل گاؤخر	دیگر	این چنین تسبیح کے دارد اثر

بعینہ اونکے حسب حال ہے۔ نعوذ باللّٰہ من شرور انفسنا و من سیأت اعمالنا۔ نماز عمدہ ترین عبادات ہے اور اعلیٰ درجہ کا قرب نمازی کو اپنے مالک حقیقی کے ساتھہ نماز کے وقت حاصل ہوتا ہے۔

جناب عثمان رضؓ کو ادائے صلوٰۃ مین اہتمام بلیغ تہا اور کیون نہ ہوتا جناب رسولخدا صلعم کے خاص صحابہ مین تہے۔ آنحضرت صلعم کے جملہ حرکات و سکنات۔ عادات و عبادات ہر وقت پیش نظر تہے۔ پہر جناب صدیق اکبرؓ اور جناب فاروق اعظمؓ کے صحبت یافتہ ع آنچہ خوبان کنند خوب آید۔ کا مضمون ہے۔

تلاوت قرآن مجید

جناب عثمانؓ کبہی کبہی ایک رکعت نماز نفل مین تمام قرآن ختم کرتے تہے اور دن مین بہی پڑہا کرتے تہے۔ آپکا طریق تلاوت یہہ تہا کہ رات کو ازبر نوافل مین اور دنکو دیکہکر تلاوت کرتے اگر کوئی آپسے کہتا کہ اسقدر محنت کلام اللہ پڑہنے مین کیون کرتے ہو طاقت انسانی سے زیادہ محنت و مشقت کس لئے ہے تو آپ جواب مین فرماتے کہ جب بادشاہ اپنے احکام بہیجے ہر وقت اونکو پیش نظر رکہنا چاہیئے تاکہ اوسکے احکام سے خبردار ہوکر عمل کرے اور تقصیر سے محترز رہے ورنہ درصورت غفلت اپنے نفس کو بادشاہ کے قہر و غضب کا مستحق بنانا ہے۔

حج و عمرہ

آپکے حج و عمرہ کی تعداد مورخین نے دس تک لکہی ہے۔

غزوات

جملہ غزوات مین علاوہ بدر وبیعۃ الرضوان کے کہ ان دونون مقام سے تخلف بحکم جناب رسولخدا صلعم تہا آپ شریک رہے۔ حضر و سفر مین جناب رسول خدا صلعم کا ساتہہ رہا۔ ان دونون مقام مین اگرچہ آپ نہ تہے مگر آپ کا شمار غیر حاضرین مین نہین ہے کیونکہ بحکم رسولخدا آپ حاضری سے معذور رہین۔

وصل ارحام

قرابت والون۔ ناتہ دارونکے ساتہہ سلوک کرنیمین جناب عثمانؓ کا قدم اپنے اہل زمانہ سے آگے بڑہا ہوا تہا۔ اسمین آپ تمام ہمعصرونسے ممتاز تہے۔

حضرت عائشہ صدیقہؓ فرماتی ہین کہ افسوس لوگون نے جناب عثمانؓ کو قتل کرڈالا اور وہ ایسے شخص تہے کہ اپنے اہل قرابت کے ساتہہ نیک سلوک کرتے تہے اور اپنے پروردگار سے بڑے ڈرنے والے تہے۔

خوف

آپکو خداوند تعالی نے اس وصف مین بہی ممتاز فرمایا تہا۔ مشکوۃ شریف مین ہے کہ جناب عثمانؓ جب کسی قبر پر کہڑے ہوجاتے اس درجہ خوف خدا غالب آتا کہ رونے لگتے اور اسقدر روتے کہ آپکی ریش مبارک تر ہوجاتی۔

کسی نے پوچہا۔ آپکے سامنے جنّت اور دوزخ کا ذکر آتا ہے اور آپ نہین روتے اور قبر کو دیکہتے ہی بے تحاشا روتے ہین اسکا کیا باعث ہے۔ آپنے جواب دیا کہ جناب رسالتمآب صلعم نے فرمایا ہے۔ قبر سفر آخرت کی منزلونمین پہلی منزل ہے اگر اس

منزل سے بآسانی نجات پائی تو اسکے آگے والی اور منزلیں سب سہل ہیں اور اگر خدانخواستہ اسی منزل میں پہنس گیا اور سختی پیش آئی تو آینندہ منازل سخت دشوار گذار کا سامنا ہے اور بڑی مشکل ہے۔

جناب رسولخدا صلعم فرماتے ہین۔ قبر سب مقاموںسے زیادہ خوفناک اور ہول انگیز وحشت خیز مقام ہے۔ اس سے زیادہ ہیبتناک دوسری جگہہ میری نظر سے نہین گذری۔ خدا اپنی پناہ مین رکہے۔

ورع وتقویٰ

آپکا اس درجہ تہا کہ چالیس دن سے زیادہ عرصہ تک آپکو بلوائی گہیرے رہے مگر کوئی کلمہ آپکی زبان مبارک سے ایسا نہ نکلا کہ مخالفین کو آپ پر حجت ہوتا۔

شفقت وحسن معاشرت

آپ رعایا پر ازبس مہربان تہے۔ مروی ہے کہ کچہہ لوگ کسی امر قبیح وناجائز مین مبتلا تہے کسی نے جناب عثمان کو خبر دی کہ آپ تشریف لے چلئے فلان فلان اشخاص اسوقت اس برے کام مین مصروف ہین آپ اونکو پکڑکر شرعی سزا دیجئے۔ جناب عثمان رض تشریف لیگئے۔ اس اثنا مین شاید وہ لوگ خبر آمد جناب عثمان سنکر ادہر اودہر متفرق ہوگئے اور جس برے کام مین مشغول تہے وہ ترک کردیا۔ آپنے وہان پہونچکر ملاحظہ فرمایا اور اوس فعل ناجائز کے علامات وآثار دیکہے مگر اردگرد کوئی فرد بشر نظر نہ آیا۔ آپنے خدا کا شکر ادا فرمایا کہ اون لوگونکو برے کام مین مبتلا نہ دیکہا اور نہ سزا پاتے۔ پہر ایک غلام شکرانہ مین آزاد کیا۔

آپکی عادت مبارک تھی کہ رات کے وقت گھر کے سونے والونکو نہین جگاتے تھے۔ اگر ضرورت پانی وغیرہ کی ہوتی خود لے لیتے سوتے آدمیونکو بخیال تکلیف نہ جگاتے۔ ہان اگر گھر والونمین سے کوئی بیدار ہوتا تو اوس سے پانی وضو۔ طہارت کے واسطے مانگ لیتے تھے۔

صبر

آپکا صبر واستقلال ظاہر ہے۔ بمقابلہ مخالفین محاصرہ مین کسقدر صبر وضبط سے کام لیا یہانتک کہ جان دے دی۔ آپکے غلامون نے چاہا بھی کہ باہر نکلکر آپکی طرف سے لڑین اور مخالفین کی جماعت کو آپسے دفع کرین مگر آپنے سب کو روکا اور لڑنیسے باز رکھا

ایک روایت مین ہے کہ دو وصف جناب عثمان مین ایسے تھے کہ حضرت صدیق اکبر اور عمر فاروق مین بھی وہ وصف نہ تھے۔ ایک صبر اپنی جان پر صبر کیا یہانتک کہ مظلوم شہید ہوئے۔ دوسرے تمام امت محمدی کو ایک قرآن مجید پر جمع کر دیا اور اختلاف بالکل اوٹھا دیا۔ وذالک فضل اللہ یوتیہ من یشاء واللہ ذوالفضل العظیم۔

مقامات عالی

جناب رسولخدا صلعم نے جو اوصاف حمیدہ خصائل نفیسہ خاص جناب عثمان رض کی شانمین ارشاد فرمائے ہین منجملہ اونکے حیا ہے۔

اس باب مین احادیث کثیرہ سابقاً مذکور ہو چکی ہین۔ اعادہ کی ضرورت نہین البتہ معنے حیا کے بیان کرنا ضروری ہین۔ حیا جو اسلام مین محمود اور ایمان کی ایک شاخ کہی جاتی ہے اوس سے مراد یہہ ہے کہ طبیعت انسانی یا دل نور ایمان کا فرمانبردار و مطیع

ہوجاوے۔ اس امر کو جناب نبوی صلعم کے اقوال نے خوب ظاہر کر کے دکھلا دیا ہی اور جناب عثمان میں یہہ معنی علی وجہ الکمال احادیث سے ثابت ہو چکے ہین۔

ہم اسکو کچھہ تشریح کے ساتھہ بیان کرتے ہین۔ انسان مین چند قوتین ہین۔ بعض نفس کی تابع ہین۔ بعض عقل کی تابع۔ قوت سبعیہ اور قوت شہویہ جب غالب ہونگی انسان نفس کا مطیع ہوکر افعال خلاف مقتضاے عقل وشرع کا مرتکب ہوگا۔ اگر نفس مہذب ہے اور نور عقل سے آراستہ وپیراستہ ہو چکا ہی تو وہ نور غالب آکر انسان کو افعال مکروہ اور ناجائز شرعًا وعرفًا سے باز رکھیگا۔ اسکا نام حیا ہے۔

اور یہہ بہی ظاہر ہے کہ جناب عثمانؓ کی اصل فطرت مین صلاحیت تہی جب کسی موقع پر قوت سبعیہ یا قوت شہویہ کا غلبہ ہوا اور اونکے غلبہ وہیجان کے اسباب ظاہر ہونے لگے یا کسی فتنہ وفساد کا آغاز ہوا جناب عثمانؓ نے سلطان عقل سے کام لیا اور قوای عقلی سے مدد لی۔ قواے نفسانی جوکہ قوت سبعیہ وقوت شہویہ ہین مغلوب ہوے اور آپنے بمقتضاے عقل کام کیا۔ یہی حقیقت حیا ہے۔

خلاصہ یہہ کہ جو کام بتقاضاے نفس شہوت پرست ہوا اور وہ عقلًا یا شرعًا مذموم ہو اوس سے باز رہنے کو حیا کہتے ہین۔ اپنے نفس شریر کو اوسکے جوش وخروش سے روک کر اوسکی خواہش پوری نہ کرنا اور اوسکو اوسکے ناجائز ارادونسے باز رکہنا اور غلبہ نور ایمان سے اپنے نفس پر غالب آنا اسی کا نام شارع علیہ السلام نے حیا رکہا ہے احادیث متقدمہ سے جناب عثمانؓ مین یہہ معنے حیا کے بوجہ اتم واکمل پاے جاتے ہین

درجہ **شہادت پانا**۔ اس بارہ مین بہی اکثر احادیث وارد ہوئی ہین جنکو بطور پیشین گوئی کے جناب رسول خدا نے آپ کی شان مین ارشاد فرمایا ہے

چنانچہ بعض احادیث ہم اوپر لکھہ چکے ہین۔

جناب عثمانؓ کا پیغمبر خدا کے ساتھہ جنت مین رفیق ہونا۔ اس باب مین متعدد احادیث آئی ہین جنکا لکھنا خالی از طوالت نہو گا۔

رفیق اوسکو کہتے ہین جو اعمال و اخلاق مین کسیکے موافق ہو۔ اس مقام مین رفیق سے یہہ مراد ہے کہ آنحضرت صلعم کے اعمال حسنہ و اخلاق پسندیدہ و عادات و سیرت کا پیرو ہو اور ہر کام مین جناب رسالتماب سے مشابہت تامہ رکھتا ہو۔ رفیق اور حواری مین فرق ہے۔ رفیق کے معنی تو بیان ہو چکے۔ حواری وہ ہے کہ وقت پڑے اور مصیبت مین مدد و نصرت کرے۔ رفیق کے معنی مین موافقت ملحوظ ہے۔ حواری کے معنے مین نہین اور احادیث سے تو بخوبی ظاہر ہے کہ جناب عثمانؓ اعمال و اخلاق مین جناب رسول خدا صلعم کی بالکل موافق تہی۔ ہر وقت آپکے اتباع اور پیروی کا لحاظ رکہتے تہے جملہ عبادات اور نیز عادات مین جناب رسول خدا صلعم کے ساتھہ مشابہت کامل حاصل کی تہی اور حقیقت آپ شایان۔ رفیقی فی الجنة کے ہین اور حواریت بمعنے نصرت و مدد یہہ بہی جناب عثمان کی ذات مین متحقق ہے۔ حاصل کلام یہہ ہوا کہ رفیق خاص ہے اور حواری عام۔ جو رفیق ہو گا نصرت و مدد بہی کریگا اور حواری کو ضرور نہین کہ بہمہ جہت موافقت بہی کرے۔ ممکن ہے کہ کسیکی نصرت و مدد کرے اور دیگر امور اخلاق وغیرہ مین اوسکے مخالف ہو۔ مثلاً رفیق راہ جو راستہ مین کسیکا ساتہی ہو۔ ضرورت کیوقت ایک دوسرے کے کام آوے۔ رنج و راحت مین شریک حال ہو اور اگر رہزن ایک کو لوٹے دوسرا مدد کرے اور تا امکان خود اپنے رفیق کو بچالے۔ اس صورت مین رفیق بہی ہوا اور حواری بہی اور حواری کا کام صرف مدد دینا اور بچالینا ہے۔ چاہے دونون

کسی طرح کا اختلاف و تباین نہیں ہو۔

جناب عثمانؓ کا خدا اور اوسکے رسول کو دوست رکھنا اور خدا و رسول کا آپکو دوست رکھنا مختلف روایات سے یہہ امر ثابت ہو چکا ہے۔

حضرت ام کلثومؓ زوجہ جناب عثمانؓ سے روایت ہی کہ مین نے ایکدن جناب رسولخدا سے عرض کیا اے رسول خدا۔ میرا شوہر اچھا ہے یا فاطمہؓ کا شوہر آپ یہہ سنکر خاموش رہے پہر فرمایا۔ "تیرا شوہر اون لوگونمین ہے جو اللہ اور اوسکے رسول کو دوست رکھتے ہین اور خدا اور رسول بہی اونکو دوست رکھتے ہین" حضرت ام کلثومؓ یہہ سنکر چل دین جناب رسالتمآبؐ نے فرمایا۔ "ٹہیرو سنتی جاؤ۔ مین نے تمسے ابہی کیا کہا ہے" حضرت ام کلثومؓ نے عرض کیا۔ "آپنے فرمایا ہے کہ تیرا شوہر خدا و رسول کو دوست رکھنے والونمین ہے اور خدا و رسول اوسکو دوست رکھتے ہین" حضور سرورعالم نے فرمایا۔ "ہان یہی کہا تہا اور کچھہ اس سے زیادہ بہی کہتا ہون۔ سنو۔ مین جنت مین داخل ہوا اور مین نے تیری شوہر کا مکان دیکھا بہت نفیس اور عالی مرتبہ تہا۔ میرے کسی صحابی کا گہر ایسا بلند و شاندار نہ تہا" یہہ دولت آپکو بدولت اسکے ہے کہ بلوہ مین صبر و استقامت کے ساتھہ راہ خدا مین شہید ہوے۔

تنبیہہ - اس حدیث سے جناب عثمانؓ کی بزرگی ظاہر ہے۔ باقی رہا یہہ امر کہ جناب علی مرتضیٰؓ پر آپکو فضیلت ہو اس حدیث سے ثابت نہین اور نہ اس سے یہہ مفہوم ہوتا ہی کیونکہ حدیث کا مطلب یہ ہے کہ جناب عثمانؓ اون لوگونمین ہین جو خدا و رسول کے دوست ہین اور خدا و رسول اونکے دوست ہین۔ ہان جناب عثمانؓ کے ساتھہ چند اشخاص اس وصف مین شریک ہین اور ممکن ہے کہ منجملہ اونکے جناب مرتضوی بہی

ہون۔ اسکا کسکو انکار ہے۔ غایت مافی الباب فضیلت جزئی کا ثبوت کسی صحابہ مین اسکا مقتضی یہہ نہین ہوتا کہ دوسرے صحابہ مین وہ وصف بالکل نہو۔ یا دوسرے صحابہ سے افضل ہوجاوے علی ہذا القیاس اس حدیث سے یہی یہی مراد ہے کہ جناب عثمانؓ خدا ورسول کے محبوب اور خدا ورسول اونکے محبوب ہین۔ بالجملہ یہہ مقامات واوصاف حمیدہ جناب عثمانؓ کی ذات پاک مین علی وجہ الکمال راسخ وثابت ہین اور آپ مجموعہ اوصاف ہین گویا یہہ صفات پسندیدہ آپ مین خوب بھر دیئے ہین آپ کے روزانہ حالات واخلاق وعادات ہمارے اس دعوے کے سچے گواہ ہین۔

رہ مدیح درازست وپاے فکرت تنگ		اساس وصف بلند وکمند من کوتاہ .:.

خوارق عادات وکرامات

کرامات آپکی بکثرت ہین۔ مشتے نمونہ از خروارے معدودے چند یہان لکھی جاتی ہین

روایت ہے کہ ایک شخص کسی عورت اجنبیہ کو بنظر شہوت دیکھکر اوسی وقت جناب عثمانؓ کی خدمت مین حاضر ہوا۔ آپنے بمجرد ملاحظہ فرمایا۔ "افسوس۔ میرے پاس لوگ آتے ہین اور اونکی آنکھو مین زنا کا اثر ہوتا ہے" اوس شخص نے تعجب سے کہا "کیا بعد جناب رسالتمآبؐ کے آپ پر وحی نازل ہوتی ہے" فرمایا "نہین۔ بلکہ یہ بات چھپتی نہین اور نور فراست سے مسلمان تاڑجاتا ہے"

نافع روایت کرتے ہین کہ جہجاہ غفاری نے جناب عثمانؓ کا عصاے مبارک ہاتھہ مین لیکر بے ادبانہ اپنے گھٹنے پر رکھکر توڑڈالا تھا۔ اوسکے پاؤن مین زخم ہوگیا

اور اوس نے اسقدر سرایت کی کہ سارا بدن سڑ گل کر بہ گیا۔

ابو قلابہ روایت کرتے ہین کہ مین بمقام شام ایک مکان مین مقیم تہا ناگاہ ایک شخص کے رونے پیٹنے اور غل و شور مچانے کی آواز میرے کان مین آئی۔ وہ چلا چلا کر کہہ رہا تہا۔ "ہاے آگ۔ آگ" مین بغرض دریافت حال اوسکے پاس گیا اور قریب جا کر دیکہا کہ ایک مرد نابینا۔ دونون ہاتہہ اور دونون پائون ٹخنونسے کٹے ہوے اوندہے منہ زمین پر پڑا تہا مین نے اوسکا حال پوچہا۔ اوسنے جواب دیا۔

مین اون لوگونمین سے ہون جو جناب عثمانؓ کے محاصرہ مین شریک اور بلوائیون مین سے تہے۔ جب مین حضرت عثمانؓ کے قتل کرنیکو اونکے پاس پہونچا آپکی بی بی نے شور و غل مچایا۔ مین نے ایک طمانچہ آپکی بیوی کے مارا آپنے میرے حقمین بد دعا کی اور فرمایا "خدا تیرے دونون ہاتہہ اور پائون کاٹے اور آنکہونسے اندہا کرے اور آگ مین ڈالے" جناب عثمانؓ کی یہ بد دعا سنکر میرے بدن مین سخت لرزہ پڑ گیا۔ وہان سے بہاگ کر چلا آیا اور اب اس بدحال مین جو تم دیکہہ رہے ہو مبتلا ہون۔ آپکی پوری بد دعا لگ گئی ہے اب صرف آگ مین جلنا باقی رہگیا ہے۔

ابو قلابہ کہتے ہین۔ مین نے اوسکا سارا حال سنکر کہا۔ کمبخت خدا کی رحمت سے دور ہو

بروایت امام مالک مذکور ہے کہ ایک دفعہ جناب عثمانؓ حش کوکب (کوکب کا باغیچہ) مین داخل ہوے اور فرمایا عنقریب یہان ایک مرد صالح دفن ہوگا چنانچہ سب سے پہلے آپ ہی وہان دفن ہوے۔

یزید بن حبیب روایت کرتے ہین۔ مجہکو تحقیق طور سے معلوم ہوا ہے کہ جو لوگ

حضرت عثمانؓ کے محاصرہ مین اور آپکے قتل مین شریک ہوئے اکثر دیوانہ ہوکر مرے

وعظ وپند وکلمات حکمت آیات

جناب عثمان اپنے عہد خلافت مین اکثر اوقات وعظ فرماتے تھے۔ تہذیب اخلاق کے بارہ مین تاکید بلیغ کرتے۔ نکات دقیقہ ومعارف خفیہ بیان فرماتے جب آپ اپنے وعظ مین فضائل اعمال ذکر فرماتے اور احادیث ترغیب وترہیب بیان کرتے توسامعین کے دلونپر پورا پورا اثر پڑتا تھا منجملہ کلمات موعظت آیات آپکے چند کلمات تبرکاً ہم نقل کرتے ہین جن کے ملاحظہ سے آپکی کمال بلاغت وفصاحت اور جامعیت علوم بخوبی معلوم ہوسکتی ہے۔

تاجروا اللہ تربحوا۔ ترجمہ۔ خداوند تعالی کے ساتھ معاملہ تجارت کرو پورا نفع پاؤ

العبودیۃ محافظۃ الحدود والوفاء بالعھود والرضاء بالموجود والصبر من المفقود۔ ترجمہ۔ حدود شرعیہ کی حفاظت۔ وعدے وفا کرنا۔ جو کچھ پاس موجود ہو اوسپر راضی وشاکر رہنا۔ جو شئے گم ہوجاوے یا پاس نہو اوسپر صبر کرنا۔ یہی عبودیت ہے۔

بادروا اجالکم بخیر ما تقدرون۔ ترجمہ۔ نیک اعمال جنکے کرنے پر قدرت رکھتے ہو اپنی موت آنیسے پہلے کرلو۔

الا انما الدنیا طویت علی الغرور فلا تغرنکم الدنیا ولا یغرنکم باللہ الغرور۔ ترجمہ۔ دنیا کا قیام ودارومدار محض دہوکہ پر ہے (دہوکہ کی ٹٹی سے) ہوشیار رہو تمکو دنیا فریب نہ دے اور خدا کے ڈر سے تمکو شیطان نہ بہلادے

هم الدنیا ظلمة وهم الاخرة نورٌ - ترجمہ - دنیا کا غم تاریکی ہے اور دل کو تیرہ وتاریک کر دیتا ہے اور آخرت کی فکر اور جستجو نور ہے جس سے دل نورانی ہو جاتا ہے۔

الهدیة من العامل اذا عزل کالهدیة منه اذا عمل - ترجمہ - معزول عامل وحاکم پرگنہ وضلع سے ہدیہ وتحفہ قبول کرنا ایسا ہی ہے جیسا کہ اوسکی حکومت وعمل کیوقت کا ہدیہ قبول کیا جاوے - سبب یہ ہے کہ اوسکی کمائی بُری اور اکثر ظلم سے ہے۔

خیر الناس من عصم واعتصم بکتاب الله - ترجمہ - بہترین اشخاص وہ ہے جو خود بُرے کاموں سے بچے اور اللہ کی کتاب اور اوسکے احکام کے ساتھ چنگل مارے اور اوس پر عمل کرے۔

من علامات العارف ان یکون قلبه مع الخوف والرجاء ولسانه مع الحمد والثناء وعیناه مع الحیاء والبکاء وارادته مع الترک والرضاء - ترجمہ - عارف کی علامت یہ ہے کہ دل مین اُسکے خدا کا خوف اور اوسکی نعمتوں کی امید ہو - زبان اوسکی ہمیشہ خدا کی حمد وثنا مین مصروف رہے آنکھین اوسکی شرم وحیا سے نیچی رہین اور خوف خدا سے ہر وقت آنسو آنکھون سے جاری رہین - اوسکا ارادہ خدا کی رضا کا تابع ہو - یعنی جو کام کرے یا ترک کرے اوس مین رضاے مالک ومولا پیش نظر رکھے۔

من علامات المتقی انه یری الناس قد نجوا ویری نفسه قد هلکت - ترجمہ متقی کی علامت یہ ہے کہ تمام جہان کو خیال کرے کہ وہ نجات

پاگیا اور اپنے کو سمجھے اور ڈرتا رہے کہ مین پہنس گیا اور تباہ ہوا۔

من اضیع الاشیاء عمر طویل لا یتنز ود صاحبۃ لسفر الاخرۃ

ترجمہ۔ جس شخص نے اپنی عمر دراز مین سفر آخرت کا توشہ نہ جمع کیا اوسنے بڑی چیز ضائع و برباد کی یعنی اوس شخص نے بہت ہی بڑا نقصان پایا کیونکہ خداوند تعالیٰ نے اوسکو عمر عطا فرمائی جو ایک بڑی نعمت تھی لیکن اوسنے لہو و لعب مین بیکار و رائگان برباد کرڈالی اس سے زیادہ کیا نقصان ہوگا جسکی تلافی کسی طرح ممکن نہین ہے۔

(دوہا)

آگے کے دن پاچھے گئے کہیو نہ ہر سے ہیت	اب پچتائے ہوت کیا جب چڑیان چگ گئین کھیت

من کانت الدنیا سجنۃ فالقبر احنۃ۔ ترجمہ۔ جسکو دنیا مثل قیدخانہ کے گذری (تنگی اور تکلیف مین بسر کی) اوسکو قبر مین راحت و آرام ہے۔

لو طہرت قلوبکم ماشبعت من کلام اللہ۔ ترجمہ۔ اگر تمہارے دل پاک و صاف ہوجاوین تو خداوند تعالیٰ کے کلام سے ہرگز آسودہ نہ ہون بلکہ وہ لذت و لطف دلونکو حاصل ہو کہ تمام عمر کلام الٰہی کے سننے سے سیر نہون۔

یہ کلمات جناب عثمانؓ کی خاص زبان مبارک سے ارشاد ہوئے ہین۔ جو درحقیقت آب زر سے لکھنے کے قابل ہین اور اس لائق ہین کہ سونیسے تولے جاوین اور اکسیر ہدایت ہین۔ جوان پر عمل کرتا ہی دینی و دنیوی برکتونسے مالامال ہی۔ جوان سے دور و بیزار ہی بدنصیب و خراب و خستہ حال ہی۔

نقل احادیث نبوی صلعم

جناب عثمانؓ کی مرویات سے ایکسو چالیس حدیثین کتب معتبرہ احادیث مین منقول ہین اور

آپسے صحابہ کبار اور اونسے تابعین اخیار نے روایت کی ہین۔
جبکہ حافظ چہل احادیث کا وہ ثواب ہے کہ قیامت کے دن جماعت علمائ کرام کے ساتھہ اوٹھیگا تو جس شخص کو ایکسو چالیس حدیثین حفظ ہون اوسکی مرتبہ کا کیا ذکر ہے

اوّلیات جناب عثمان رض

آپنے اپنے عہد خلافت مین مواضع وزمین کا جاگیر مین دینا مقرر فرمایا۔ آپسے پہلے یہہ دستور نہ تہا۔
جانورونکے واسطے چراگاہین علیحدہ متعین ہوئین۔
مسجد پختہ بنانا اور اوسکی آرائش کرنا آپ ہی کی ایجاد ہے۔
مؤذنونکی تنخواہ مقرر فرمائی۔
آپنے مالدار صاحب نصاب کو حکم دیا کہ بطور خود زکوٰۃ ادا کرین۔ آپسے پہلے زکوٰۃ لینے والے مقرر تھے جو خلیفہ کی طرف سے زکوٰۃ مالدارونسے وصول کرلیا کرتے تھے
آپکے عہد مین کوتوال مقرر ہوے۔
مسجد مین حجرہ بنانیکی ابتدا آپ ہی سے ہوئی۔
آپنے سب سے اول ہجرت کی اور مکہ معظمہ سے حبشہ کو تشریف لیگئے۔
آپ ہی نے امت محمدی کو ایک قرآن مجید پر متفق کیا۔
جب دولت دنیوی کا ظہور ہوا اور اہل مدینہ کو ثروت حاصل ہوئی اور عیش طلبی سے موٹے تازے ہو گئے تو کبوتر بازی نے رواج پایا۔ جناب عثمان نے ایک شخص کو قوم بنی لیث سے مقرر فرماکر حکم دیا کہ جہان کہین پر دار کبوتر پاؤ ذبح کر ڈالو یا اونکے پر کاٹدو تا لوگ کبوتر بازی سے باز آئین اور لہو ولعب جو کہ ممنوع شرعی ہے

اوس سے اجتناب کرین اور باز رہین۔

عمل بالحدیث و استنباط مسائل

اتباع سنت نبوی و احیاء سُنن دین محمدی مین اس درجہ اہتمام تہا کہ کسی آداب و سُنن کو (خواہ وہ متعلق بہ عبادات ہون یا متعلق بہ عادات) جناب عثمانؓ حتی الامکان ترک نہ فرماتے۔ عمل بالحدیث اپکا اون روایات سے جو ہم لکھتے ہین معلوم ہوگا۔ نیز قوت اجتہاد و استنباط مسائل بہی احادیث آیندہ سے بخوبی واضح و روشن ہوگی اور آپکا تفقہ فی الدین (دین کی سمجہ) اور غور و خوض بہی کماحقہ ظاہر ہوگا۔

امام احمدؒ بروایت عطا ابن فروخ لکھتے ہین کہ جناب عثمانؓ نے ایک شخص سے قطعہ زمین خرید فرمائی ایجاب و قبول کے بعد عقد بیع تمام ہوگیا اور بائع کو قیمت زمین ادا کردی گئی عقد ہوجانیکے بعد جناب عثمانؓ کچہہ عرصہ تک مالک بائع زمین سے نہ ملے اور نہ زمین مبیعہ پر قبضہ کیا۔ اتفاقاً بائع اثناء راہ مین آپسے ملا اور بطور شکایت کے کہا کہ آپنے زمین خرید لی مگر قبضہ اوس پر ابتک نہین لیا اور نہ مجہسے آپ دوبارہ ملے۔ جناب عثمانؓ نے جواب مین ارشاد فرمایا کہ مین نے اس زمین کے بارہ مین تمسے دہوکا کہایا اور تم نے مجہکو دہوکا دیا جس کسی نے بہی سنا مجہکو ملامت کی اور برا کہا اوس شخص نے کہا کیا اسیواسطے آپ میرے پاس نہین آئے جواب دیا ہان۔ بائع نے کہا۔ آپکو اختیار ہے کہ روپیہ واپس لیجیے چاہے زمین لیجیے جناب عثمانؓ نے فرمایا جناب رسول خدا فرماتے ہین کہ جو شخص بیع و شرا مین سہل و آسانی کے ساتہہ معاملہ کرتا ہو۔ اپنے حق لینے مین دوسرے کے حق دینے مین سختی

نکرتا ہو اوسکو خداوند تعالی جنت مین داخل کریگا۔

جناب عثمان رضی اللہ عنہ نے مسجد نبوی کو بنانا چاہا مگر لوگون نے ناپسند کیا اور مسجد کو اپنی حالت اصلی پر رکھنا چاہا نیز قبل اسکے جناب عمر فاروق کے عہد مین جناب عثمان رض اونکو اس باب مین تحریک کر چکے تھے اور جناب فاروق رض نے جواب دیا تھا کہ مسلمان اپنے پاس سے مال خرچ کر کے بنوا دین۔ عام مسلمانونکو انکار اسوجہ سے اور بھی تھا کہ جناب رسول خدا کے زمانہ کی مسجد ہے حضرات شیخین نے اسمین کچھہ تغیر و تبدل نہین کیا نہی عمارت بنائی جیسے تھی ویسے ہی رہنے دی اب بھی ویسے ہی رہے۔ جناب عثمان رض نے سب صحابہ کے سامنے فرمایا۔ مین نے جناب رسول خدا سے سنا ہے کہ جو اللہ کیواسطے مسجد بنا دیگا خداوند کریم اوسکے عوض مین اوسکے لئے بہشت برین مین گھر مہیا کریگا اور آپنے اس حدیث پر عمل کیا اور مسجد از سر نو اپنے ہی روپیہ سے بنوا دی۔

آگ سے پکے ہوے کھانا کھانیسے وضو جاتیمین صحابہ کرام کو باہم اختلاف تھا بعضونکے نزدیک وضو ٹوٹتا تھا بعض کے نزدیک نہین اور اس باب مین احادیث مختلف وارد ہین۔ جناب عثمان رض نے ظاہر فرمادیا کہ وضو نہین ٹوٹتا امام احمد رح کی روایت مین ہے۔ وہ ایک شیخ بنی ثقیف سے اور وہ اپنے چچا سے نقل کرتے ہین کہ اونکے چچا نے جناب عثمان رض کو دیکھا کہ آپ مسجد نبوی کے دوسرے دروازہ مین تشریف رکھتے تھے۔ آپکے پاس ایک دست بکری کا بھنا ہوا آیا آپنے اسکو دانتوں سے نوچ نوچ کر کھایا پہر مسجد مین جا کر بغیر وضو کئے ہوے نماز پڑھی اور فرمایا۔ مین جناب رسول خدا کی نشستگاہ مین بیٹھا جناب رسول خدا کا کھانا کھایا اور حضور اقدس

ہی کی طرح نماز بہی پڑہی"۔

امام احمدؒ رباح سے روایت کرتے ہین کہ میرے مالک وآقا نے میرا نکاح ایک رومی کی لونڈی سے کردیا۔ مین اوس سے ہم صحبت ہوا۔ اوس سے لڑکا سیاہ فام میری ہمشکل وہمرنگ پیدا ہوا مین نے اوس لڑکے کا نام عبداللہ رکہا۔ پہر دوبارہ اوس لونڈی سے ہم صحبت ہونیکا اتفاق ہوا دوسرا لڑکا ہوا وہ بہی مجہسی صورت وشکل ورنگ مین مشابہ تہا۔ کچہہ دن بعد ایک غلام رومی جسکا یوحنّس نام تہا میری اہلیہ رومی لونڈی پر مائل ہوا اوس لونڈی کو بہی اوسکی طرف رغبت پیدا ہوئی۔ رومی زبان مین دونوںمین بات چیت ہوئی اور موقع پاکر وہ غلام رومی اوس لونڈی سے ہم صحبت ہوا پہر جو لڑکا پیدا ہوا تو سرخ رنگ جیسے گرگٹ۔ مین نے لونڈی سے پوچہا۔ یہہ لڑکا کسکا نطفہ ہے۔ جواب دیا۔ یوحنّس کا جب ہم لوگونمین جہگڑا وفساد پہیلا جناب عثمانؓ کی اجلاس مین نالش دائر کی اور دادخواہ ہوے۔ غلام رومی اور لونڈی دونون نے اقرار کیا۔ جناب عثمانؓ نے فرمایا۔ مین تمہارا ایسا فیصلہ کرتا ہون جیسا فیصلہ جناب رسول خداؐ نے کیا ہے "لڑکا فراش کا یعنے جسکی بیوی ہے اوسکا ہے اور زانی پر حد ہے" یہہ فیصلہ صادر فرما کر جناب عثمانؓ نے دونونکو دُرّے لگاے۔

جناب عثمانؓ نے اپنے اجتہاد اور نیز اتباع سنت کے طواف خانہ کعبہ مین رکن شامی اور رکن عراقی کا بوسہ لینا سنت نہین سمجہا۔

یعلی بن امیہ سے روایت ہی کہ مین نے جناب عثمانؓ کے ہمراہ طواف کیا تو رکن یمانی کا استیلام (بوسہ) ہم لوگون نے کیا۔ نین اوس جانب تہا جو باب خانہ کعبہ سے متصل ہے۔ جب ہم رکن غربی کے پاس جو کہ حجر اسود سے ملحق ہے پہونچے مین نے

جناب عثمانؓ کا ہاتھہ کہینچکر چاہا کہ آپ بہی بوسہ لین لیکن آپنے فرمایا۔ تجہکو کیا ہوا۔ میرا ہاتھہ کیون کہینچتا ہے پہر فرمایا کیا جناب رسول خدا کے ساتھہ تونے طواف نہین کیا (جو تجہکو معلوم نہین کہ ان رکنونکا بوسہ لینا سنت ہے؟) مین نے کہا کیون نہین مین نے بیشک حضور کیساتھہ طواف کیا ہے تو آپنے فرمایا۔ کیا تو نے جناب رسولخدا کو دیکہا ہے کہ ان دونون رکن غربی کا بوسہ لیتے تہے۔ مین نے عرض کیا۔ نہین۔ مین نے نہین دیکہا تو آپنے ارشاد فرمایا۔ کیا تم جناب رسول خدا کی اقتدا نہین کرتے مین نے کہا۔ کرتا کیون نہین۔ فرمایا۔ تو آگے چلو اور ان رکنونکا بوسہ نہ لو۔

جناب عثمانؓ نے فرمایا ہے کہ کسم کا رنگا ہوا کپڑا پہننا مرد کو جائز نہین ہے۔

حضرت ابوہریرہؓ سے روایت ہے کہ ایکدفعہ جناب عثمانؓ مکہ معظمہ مین حج کرنیکو تشریف لیگئے۔ وہان محمد بن جعفر بن ابی طالب کی نئی نئی شادی ہوئی تہی محمد بن جعفرؓ شبکو اپنی بی بی نئی دلہن کے پاس سوئے تہے اسلئے اونکے پاس سے عطر عروس وغیرہ کی خوشبو آتی تہی۔ وہ ایک چادر بہی خالص سرخ رنگ کی کسم کی رنگی ہوئی اوڑہے ہوئے تہے۔ جناب محمد دوسرے لوگونکے ہمراہ بمقام ملل جناب عثمانؓ سے ملے آپنے انکو دیکہتے ہی جہڑکا اور زبان مبارک سے اُف اُف فرمایا (بطور تنبیہ کے) پہر ارشاد فرمایا کہ جناب رسول خدا نے تو کسم کا رنگا ہوا کپڑا مردونکو حرام فرمایا ہے اور تم پہنے ہو۔ جناب علی مرتضیٰؓ بہی وہان موجود تہے۔ فرمانے لگے کہ جناب رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے نہ انکو منع کیا اور نہ تمکو بلکہ مجہکو منع فرمایا ہے۔

امام مالک بروایت مالک بن ابی عامر روایت کرتے ہین کہ جناب عثمانؓ بن عفان اپنے خطبہ مین فرمایا کرتے تہے (اور بہت کم اسکو ترک کیا ہوگا) اگر جمعہ کے

خطبہ مین جب آپ خطبہ پڑہنے کو منبر پر چڑہتے۔ فرماتے۔ فاستمعوا له وانصتوا کان لگاکر سنو اور اگر سن نہ سکتے ہو اور امام سے دور ہو تو خاموش رہو۔ کیونکہ خاموش رہنے والیکو جو بوجہ بُعد کے نہ سنتا ہو اوسیقدر ثواب ہے جسقدر کہ پاس سے سننے والے کو ہوتا ہے۔

جب نماز کو لوگ کہڑے ہوتے اور صف بندی ہو جاتی آپ فرماتے۔ صفین برابر کرو اور مونڈہے سے مونڈہا ملاے رہو کیونکہ صفین برابر اور سیدہی کرنا نماز پورا کرنے مین شمار ہے۔ جب یہہ آپ فرما چکتے تو خاموش ہو جاتے اور منتظر رہتے۔ جب لوگ آکر خبر دیتے کہ صفین درست ہوگئین آپ تکبیر کہتے اور نماز شروع کر دیتے تہے

امام مالکؒ بروایت عبد الرحمن روایت کرتے ہین کہ ایک دفعہ جناب عثمانؓ مسجد مین عشا کی نماز پڑہنے تشریف لاے۔ نمازی اُسوقت تہوڑے آے تہے۔ آپ مسجد کے ایکطرف نمازیونکے انتظار مین لیٹ گئے اور لوگونکے جمع ہو جانے کا انتظار کرتے رہے۔ استے مین عبد الرحمن راوی حدیث آے اور آپکے قریب بیٹہہ گئے آپنے دریافت فرمایا کہ تم کون ہو۔ اونہون نے اپنا نام بتلایا۔ آپنے دریافت کیا۔ تمکو قرآن شریف کسقدر یاد ہے۔ جسقدر اونکو یاد تہا ظاہر کر دیا۔ حضرت عثمانؓ نے فرمایا ”جس شخص نے نماز عشا جماعت سے پڑہی گویا اوسنے نصف شب خدا کی عبادت مین گذاری اور جو شخص صبح کی جماعت مین شریک ہوا گویا وہ تمام شب بیدار رہا“

نیز بروایت امام مالکؒ آیا ہے کہ جناب عثمانؓ کے عہد خلافت مین ایکمرتبہ بعد ظہر کے عید کا چاند دن ہی مین نظر آگیا۔ جناب عثمانؓ نے غروب آفتاب تک روزہ افطار نہ کیا۔ جب افطار کا وقت آیا حسب معمول روزہ کہولا۔ عوام جہال مین مشہور ہے کہ

چاند دیکھکر روزہ رکھنا اور چاند دیکھکر روزہ کھول ڈالنا چاہیئے۔ شاید یہی مسئلہ اوس زمانہ مین بھی ہوگا۔ اس زمانہ مین بھی بعض جاہل اسپر عمل کرتے ہین۔ چونکہ اکثر تیسوین تاریخ رمضان مبارک کو دن رہنے سے چاند نظر آجاتا ہے تو وہ لوگ ناواقف مسائل دینی سے بے علم روزہ افطار کر ڈالتے ہین حالانکہ چاند دیکھکر کھولنے کا مطلب یہہ ہے کہ اب صبح سے روزہ نہوگا جیسا کہ چاند دیکھکر روزہ رکھنا۔ اسکا مطلب یہہ ہی کہ کل صبح سے روزہ ہوگا ورنہ چاند دیکھکر روزہ رکھنا اس سے بھی یہی مراد ہونا چاہیئے کہ جسوقت سے چاند نظر آجاوے اوسیوقت سے روزہ ہے۔ حالانکہ یہہ کوئی نہین کہتا اور نہ کرتا

امام مالکؒ سے روایت ہے کہ عمر بن عبید اللہ نے اَبان بن عثمانؓ کی پاس جو کہ اوسوقت مکہ معظمہ مین سردار حجاج تھے اپنا آدمی بھیجا (وہ زمانہ حج کا تھا اور حاجی اطراف وجوانب کے جمع تھے) اور اوسکی زبانی کہلا بھیجا کہ طلحہ بن عمر کا نکاح شیبہ بن جبیر کی لڑکی کیساتھہ کرنیوالا ہون آپ بھی اس محفل عقد مین تشریف لاکر شرکت فرمائین۔ اَبان محرم تھے۔ عمر بن عبید اللہ بھی احرام مین تھے۔ اَبان نے اوسکے جواب مین اپنے جانیسے انکار کیا اور کہا کہ مین نے جناب عثمان بن عفان سے سنا ہے کہ جناب رسول خدا نے فرمایا ہے ”کوئی حالت احرام مین نہ خود اپنا نکاح کرے اور نہ دوسرے کا نکاح کرا دے نہ اپنے نکاح کا پیغام دوسرے کو بھیجے اور نہ دوسرے کا پیام نکاح اپنے واسطے منظور کرے“

امام مالکؒ بروایت عبد اللہ بن عامر روایت کرتے ہین کہ مین نے جناب عثمانؓ کو کوہ عرج کے پاس دیکھا۔ آپ محرم تھے۔ وہ گرمی کا دن تھا اور شدت گرمی کیوجہ سے ایک تیا درسے سرسے لپیٹے اور منہ ڈہانکے تھے کہ ایک شخص آپکے واسطے شکار کا

گوشت لایا۔ آپنے اپنے اصحاب سے فرمایا تم لوگ کھاؤ۔ لوگون نے دریافت کیا۔ کیا آپ نہ کھائینگے ارشاد ہوا کہ نہین مین تمہاری طرح اور تمہاری ہیئت پر (بغیر احرام کے) نہین ہون اور یہہ شخص میرے واسطے شکار کرکے لایا ہے۔ معلوم ہوا کہ جس طرح محرم کو شکار کرنا یا شکار کا گوشت کھانا درست نہین اسی طرح اوسکے حکم سے یا اوسکے واسطے اگر کوئی شکار کرلاوے وہ بھی ناجائز ہے۔ اسیواسطے جناب عثمانؓ نے خود نوش جان نہ فرمایا اور ہمراہیون کو حکم دیا۔

بروایت قبیصہ امام مالکؒ نقل کرتے ہین کہ ایک شخص نے جناب عثمانؓ سے سوال کیا "اگر کسی کی ملک مین دو لونڈیان ہون جو آپس مین حقیقی بہنین ہون تو وہ دونونکی ساتھہ صحبت کرسکتا ہے"؟ آپنے فرمایا کہ ایک آیت سے حرام ہے اور دوسری آیت سے جائز ہے (آیہ کریمہ او ما ملکت ایمانکم۔ لفظ عام ہے اس سے اجازت نکلتی ہے کہ اگر دو بہنین ایک شخص کی ملک مین ہون دونون سے صحبت کرے دوسری آیت ان تجمعوا بین الاختین۔ یہہ الفاظ بھی عام ہین دو بہنونکا جمع کرنا خواہ نکاح کے ساتھہ خواہ ملک مین دونون ہون اس آیت سے حرمت ثابت ہوتی ہے) اسکے بعد فرمانے لگے کہ مین تو یہہ فعل پسند نہین کرتا۔ سائل جناب عثمانؓ سے اپنے سوال کا جواب پاکر چلا گیا اور ایک دوسرے صحابی سے ملا۔ اونسے بھی یہی سوال کیا۔ انہون نے جواب دیا۔ اگر میری حکومت ہو اور مجھکو معلوم ہو کہ کسی نے ایسا کیا ہے۔ (یعنے دو بہنونکے ساتھہ صحبت کرتا ہے) تو مین ضرور اوس شخص پر حد شرعی جاری کردن ابن شہاب جو اس حدیث کے اسناد مین راوی ہین اونکا قول ہے کہ یہہ دوسرے صحابی جناب علی مرتضیٰؓ ہین۔

ایک روایت ہے کہ جناب عبدالرحمٰن رضؓ بن عوف نے حالت مرض الموت مین اپنی زوجہ کو طلاق بائن دی۔ بعد وفات اونکے یہہ مقدمہ جناب عثمانؓ کے اجلاس مین پیش ہوا۔ جناب عثمانؓ نے اوس عورت کو ترکہ شوہر سے حصہ دلایا حالانکہ عبدالرحمن بن عوف نے بعد انقضائے عدت طلاق انتقال کیا تھا۔

امام مالکؒ محمد بن یحیٰی بن حبان سے روایت کرتے ہین کہ میرے دادا حبّان کی دو بیویان تھین ایک ہاشمیہ دوسرے انصاریہ۔ میرے دادا نے عورت انصاریہ کو طلاق دی۔ اوسکی گود مین بچہ تھا جسکو وہ دودہ پلاتی تھی اس واقعہ کو ایک برس گذر گیا جب میرے دادا حبان نے انتقال کیا تو اوس عورت نے دعویٰ کیا کہ مجھکو میراث ملنا چاہیئے کیونکہ مجھکو حیض نہین آیا ہے اور مین ابتک عدت مین ہون اور قبل گذرنے عدت کے میرا شوہر مرا ہے لہذا مین وارث ہون۔ جب ورثا مین باہم جھگڑا ہوا قضیہ جناب عثمانؓ کے روبرو پیش ہوا۔ آپنے زوجہ انصاریہ کو میراث دلائی۔ عورت ہاشمیہ نے اس فیصلہ پر ناراضی ظاہر کی تو آپنے فرمایا "یہہ فیصلہ تیرے چچا کے لڑکے کی راے سے ہوا ہے (یعنے جناب علی مرتضیٰؓ کی راے اسمین شریک ہے) مین نے محض اپنی راے پر فیصلہ نہین کیا ہے"

امام مالکؒ روایت کرتے ہین کہ ام المومنین ام سلمہؓ کے غلام یا مکاتب نفیع نام کے نکاح مین ایک آزاد عورت تھی۔ اوسنے اپنی زوجہ کو دو طلاقین دین پھر رجوع کرنا چاہا۔ ازواج رسولخدا نے اوس سے کہا کہ عثمانؓ کی خدمت مین حاضر ہوکر دریافت کر۔ وہ غلام بغرض دریافت مسئلہ جناب عثمانؓ کی تلاش مین گیا۔ اثنائے راہ مین آپ زید بن ثابتؓ کا ہاتھہ پکڑے ہوے ملے۔ غلام نے دونون صاحبونکے سامنے یہہ مسئلہ

پیش کیا۔ دونون صاحب بولے۔ "وہ عورت تجھپر حرام ہوگئی۔ وہ عورت تجھپر حرام ہوگئی
اب بدون حلالہ کیئے درست نہین" فقہا مین اختلاف ہے بعض طلاق کے باب
مین زوج کا لحاظ کرتے ہین۔ اگر مرد آزاد ہے تو تین طلاق کا مالک ہی ورنہ دو کا اور
بعضے کہتے ہین کہ عورت لونڈی دو طلاق سے بائن ہوتی ہے اور آزاد تین طلاق سے
زوج کیسا ہی ہو۔ غلام ہو یا آزاد۔

امام مالکؒ روایت کرتے ہین کہ عاص بن ہشام نے جب انتقال کیا تین لڑکے
وارث چھوڑے۔ دو لڑکے ایک مان سے اور ایک ایک سے۔ دونون حقیقی
بہائیون مین سے ایک مرگیا اور مال و غلام آزاد کردہ کثرت سے ترکہ مین چھوڑ مرا۔
حقیقی بہائی جملہ جائداد کا وراثتہً مالک و قابض ہوا پہر یہہ شخص بہی مرگیا اور ایک
بیٹا اور ایک سوتیلا بہائی چہوڑا۔ دونو مین باہمی نزاع واقع ہوا۔ لڑکے نے کہا کہ
مین جملہ جائداد کا جسکا میرا باپ مالک تہا وارث ہون۔ لیکن سوتیلے بہائی نے کہا
کہ تم سب مال کے مالک نہین ہو سکتے۔ البتہ از قسم مال کے مالک ہو مگر ولا موالی
(یعنے جائداد متروکہ۔ غلام آزاد شدہ) کے مالک نہین ہو سکتے اوسکا مالک مین ہی
ہون۔ دونون مین حجت و تکرار ہوتے ہوتے جناب عثمانؓ کی خدمت مین قضیہ
پیش ہوا آپنے ولا موالی بہائی کو دلا دیا اور لڑکے کو دیگر جائداد کا مالک کیا۔

جناب عثمانؓ نے فرمایا ہے کہ ایک دینار دو دینار سے اور ایک درم دو درم سے
ہرگز نہ بیچو۔

ایک عورت نے کسی شخص پر فریب سے اپنا آزاد ہونا ظاہر کیا اور اوس سے نکاح
کرلیا۔ اوس سے اولاد ہوئی پہر معلوم ہوا کہ یہہ لونڈی ہے۔ جناب عثمانؓ نے

حکم دیا کہ لڑکے اپنی طرف سے فدیہ (قیمت) اگر دیدین تو آزاد ہین۔ اس قصہ مین جناب عمر فاروق کا بہی نام ہے کہ یہہ فیصلہ جناب عثمان رض نے کیا یا جناب عمر فاروق رضی اللہ تعالی عنہ نے۔

خطبہ مین فرماتے تہے کہ جس لونڈی کو کچہہ کام دست کاری وغیرہ نہین آتی اوسپر کچہہ روزینہ مزدوری نہ مقرر کرو کیونکہ اگر ایسا کروگے اور وہ کوئی کام جانتی نہین کہ اوسکے ذریعہ سے روزینہ مقررہ کما سکے تو ضرور وہ بذریعہ زنا کے کمائی کریگی اور تمکو لاکر دیگی۔ چہوٹے غلام پر کچہہ نہ مقرر کرو کیونکہ جب وہ کچہہ نہ پاویگا ضرور لوگونکی چیزین چرالاویگا۔ محرمات و امور ممنوعہ سے رو کے رہو۔ کسب حلال سے اپنا رزق مقرر کرو۔

حضرت عثمان رضی اللہ تعالی عنہ کی ہی برکت سے اکثر امور مسنونہ مسلمانونمین رواج پاگئے چنانچہ عبد الرحمن بن یزید کہتے ہین کہ ایک دفعہ جناب عثمان رض نے حج کیا مین بہی حضرت عبد اللہ بن مسعود رض کے ہمراہ تہا۔ اونکے ساتہہ وقوف عرفات کر کے وہانسے واپس ہوے اور مزدلفہ مین آکر مغرب اور عشا دونون عشا کے وقت پڑہین۔ دونون کیواسطے نماز اور اقامت علیحدہ کہی گئی پہر عبد اللہ بن مسعود رض سو رہے جب فجر ہوئی آپنے فجر کی نماز ادا کی اور کہا جناب رسول خدا نے فرمایا ہے کہ یہہ دونون نمازین مغرب و عشا اپنے معمولی وقت اس جگہہ تاخیر کر کے پڑہین کیونکہ لوگون کو مزدلفہ مین آتے آتے دیر ہو جاتی ہے۔ مغرب کا وقت گذر جاتا ہے اور سیاہی خوب پہیل جاتی ہے۔ فجر کی نماز اپنے وقت ہی پر ہوتی ہے جب صبح کی روشنی اچہی طرح پہیل جاوے۔ عبد اللہ بن مسعود رض نے جناب عثمان رض سے کہا کہ اگر امیر المومنین

سنت کی پیروی کرنا چاہتے ہون تو یہانسے اب چل دین۔ حضرت عبداللہ بن مسعودؓ یہہ کلام ختم بہی نہ کرنے پائے تہے کہ جناب عثمانؓ وہانسے چل دیئے۔

جناب عثمانؓ کے عہد خلافت مین سورج گہن واقع ہوا عبداللہؓ بن مسعود آپکی طرفسے مدینہ منورہ مین حاکم تہے۔ جناب عثمانؓ نے سب لوگونکے ساتہہ صلوٰۃ کسوف دو رکعتین پڑہین ہر رکعت مین دو سجدے کیئے اور بعد فراغت نماز اپنے گہر تشریف لیگیئے۔ حضرت عبداللہؓ بن مسعود جناب عائشہ صدیقہؓ کے حجرہ کے پاس بیٹہے اور ہم لوگ بہی عبداللہؓ بن مسعود کے پاس بیٹہ گئے۔ حضرت عبداللہ بن مسعودؓ نے فرمایا جناب رسول خداؐ سورج گہن اور چاند گہن کے وقت نماز پڑہا کرتے تہے۔ جب تم گہن پڑتے دیکہو نماز پڑہنے چل دیا کرو کیونکہ کسوف و خسوف کیوقت اگر بالفرض کچہہ اندیشہ و خوف موافق تمہارے زعم کے ہی تو تم نماز مین مصروف ہوگے اور خدا کی یاد سے غفلت نہوگی اور اگر اس حالت مین کوئی اندیشہ نہین ہے تو بہی تمنے اچہا کام کیا اور نیکی کمائی۔"

قصہ کوتاہ جناب ذوالنورین عثمانؓ کے فضائل و کمالات بیحد و بیشمار ہین۔ آپکے اتباع سنت نبوی کا ثبوت ان احادیث سے بخوبی ہو سکتا ہے۔ آپکے اوصاف و محامد احاطہ دائرہ تحریر سے باہر ہین۔ آپکو جو کمالات ظاہری و باطنی اور فضائل صوری و معنوی عطا ہوی اگر سب مذکور ہون تو ایک دفتر ہو جاوے اور پہر بہی ختم نہون۔

بسیط ساحت قدر تو باغ پر ثمر ست	محیط منبع فضل تو بحر پر گہر ست
ترا چہ حاجت مداح و قصہ خواندن او	کہ انتشر فضل و کمال تو در جہان ثمر ست

مقام مدح تو دل را مقام منفعت ست | محل نقص تو جانرا نشیمن ضرر ست
بہر کجا کہ رسد رفعت تصور عقل | ہنوز پایہ قدرت ازان رفیع تر ست
ہنر چو ساختہ اند ایں طریق مدح ترا | رئیس اہل قلم شد اگرچہ بے ہنر ست

آغاز ۲۴ سنہ ہجری

قصہ شوریٰ بیعت خلافت

ہم اس قصے سے پہلے اگر بطور تمہید جناب عمر فاروق رض کی تجویز در باب خلافت لکھین تو غیر مناسب نہین۔ ناظرین کو بھی پورا قصہ ملاحظہ کرنیسے تمام کیفیت معلوم ہو جاویگی

جب جناب عمر فاروق اعظم رض صدمہ زخم کارد خون آشام سے اپنی حیات مستعار سے مایوس ہوے اور جملہ صحابہ کرام کو بھی امید زندگی قطع ہو گئی تو سب نے چاہا کہ انتظام خلافت آپکی راے مبارک سے اور آپ ہی کے سامنے ہو جاوے تو بہت مناسب ہوگا۔ آپکے بعد خوف ہے کہ صحابہ باہم خلاف کرین اور تخالف راے سے خدانخواستہ آتش فتنہ و فساد برافروختہ ہو کر اسباب اتفاق و اجتماع کو بالکل جلا کر خاک کردے اور جمعیت اسلامی مین تفرقہ ڈالکر باعث خندہ زنی دشمنان اسلام ہو۔
چنانچہ ایک صاحب اس امر کیجانب متوجہ ہوے اور جناب عمر فاروق رض کیخدمت مین حاضر ہو کر عرض کیا۔ خلافت کا مقدمہ ازبس نازک ہے آپکے بعد نزاع و خلاف کا اندیشہ ہے۔ آپ اپنی تجویز سے جسکو لائق و افضل اور قابل برداشت اس بار خلافت کا

سمجھین اوسکو خلیفہ کردین۔ہم لوگ بھی اس فکرِ عظیم سے سبکدوش ہوجاوین اور آپکے بعد کسی طرح فتنہ و فساد بھی نہ پیدا ہو۔ہم سب اوسکی اطاعت کرینگے اور اوسکو اپنا خلیفہ جانین گے۔" جناب فاروق رضؓ نے فرمایا۔مین کسکو خلیفہ کرون۔افسوس حضرت ابوعبیدہؓ امین الامتہ یا حضرت سالم مولیٰ ابی حذیفہ آج زندہ ہوتے تو وہ استحقاق خلافت رکھتے تھے ضرور خلیفہ کردئے جاتے وہ بیشک حکومت اہل اسلام کے قابل تھے اونکے بعد اب میری نظر مین کوئی ایسا نہین ہے۔میرے بعد تم سب کا جسپر اتفاق ہو اوسکو خلیفہ کرلینا اور اسلام کے فوائد پر نظر رکھنا" حاضرین جلسہ سے ایک صاحب بولے۔عبداللہ بن عمر آپکے صاحبزادہ خلیفہ کردئے جاوین وہ اس قابل ہین۔نیز دیانت و تقویٰ۔اعمال صالحہ مین کامل و یکتا ہین۔جناب عمر فاروقؓ اپنی صاحبزادہ کے نام تجویز خلافت سنکر ناخوش ہوے اور فرمایا۔توبہ کرو۔کجا عبداللہ اور کجا خلافت اہل اسلام۔معاذاللہ۔عبداللہ اس لائق ہی؟ عبداللہ اور مسلمانونکی سرداری سبحان اللہ۔ہرکارے و ہر مردے۔جو شخص اپنی عورت کے طلاق پر قادر نہوا اور اوس سے دبتا ہو وہ کیا خاک حکومت کریگا۔گھر کے کام انجام دے نہ سکے مسلمانونکا سردار بنایا جاوے۔واہ رے تیری عقل و تجویز اے۔خوب اچھی طرح سن لے کہ عبداللہ خلافت کا بارِ عظیم اوٹھانیکی قابلیت نہین رکھتا اور نہ اوسمین حکومت کرنیکا مادہ ہی۔مین اوس شخص کو خلیفہ کرتا جو میرے نزدیک مجھسے افضل ہوتا۔قطع نظر اسکے کہ عبداللہ کا اہل ہی یا نہین۔مین کہتا ہون کہ مین نے خلافت کا ذمہ لیا اور میرے سر یہ بار پڑ گیا۔جس طرح مجھسے ہوسکا مین نے انجام دیا۔خدا جانے کسقدر مظالم میری نامۂ اعمال مین لکھے ہونگے۔روز قیامت مین

حاکم حقیقی کے روبرو کہڑا ہونگا۔ اگر اوسنے اپنی رحمت کاملہ سے میری خطائین معاف کردین اور دادخواہونکو مجہسے راضی کر دیا تو اوسکی عنایت اور رحمت ہی اور اگر مین پکڑا گیا اور مجہسے پرسش ہوئی تو خیر صرف مین ہی اپنے خاندانمین پکڑا جاؤن اور میری اولاد اور خاندان کے لوگ اس مواخذہ سے بری رہین۔ اب رہا یہہ کہ کسیکو خلیفہ کر جاؤن یہہ بہی میرے ذمہ واجب نہین جناب رسالتمآبؐ نے کسکو خلیفہ بنایا اور علی الاعلان کسکا نام ظاہر کر دیا کہ میرے بعد فلان شخص خلیفہ ہے سب اوسکی اطاعت کرنا۔ ہان جناب صدیق اکبرؓ نے جو مجہسے افضل تہے مقرر کر دیا تہا۔ مین اونکی نظر مین اسکا اہل تہا لیکن مین کسیکو قابل خلافت نہین دیکہتا۔ خداوند عالم اپنے دین اسلام کا حامی وناصر وحافظ ومددگار ہے اوس نے اپنے دین کی حمایت کی ہی وہ کبہی اوسکو ضایع نہ کریگا بلکہ روز افزون ترقی عطا فرماویگا۔ یہہ کلام جناب فاروق اعظم کا سنکر جملہ حضار مجلس اونکے گہر سے چلیگئے اور اسوقت خلافت کے مقدمہ مین کوئی بات طے نہوئی۔ دوبارہ چند صحابہ پہر تشریف لاے اور اسی معاملہ مین جناب فاروق اعظم سے گفتگو کی اور چاہا کہ آپ کسیکو خلافت کیواسطے نامزد فرمادین۔ جناب فاروقؓ نے فرمایا کہ تم لوگون کا اصرار اس باب مین بڑہتا جاتا ہے اور مین نے اولاً چاہا تہا کہ یہہ بوجہہ اپنے سر نہ لیجاؤن تم لوگ میرے بعد جسکو مناسب سمجہتے خلیفہ کر لیتے مگر اب مجبور ہون۔ تمہاری خواہش اس امر مین حد مبالغہ سے بڑہ گئی ہی لہذا اب مین مناسب جانتا ہون کہ ایک شخص کو جو تم سب سے افضل ولائق ہے خلیفہ کر دون اور تم پر اوسکو سردار کر دون۔ یہ فرماکر آپنے حضرت علی مرتضیٰ ؓ کی جانب اشارہ فرمایا۔ پہر کہنے لگے۔ میرا خیال انکی طرف اس سے پہلے بہی تہا جب تم لوگ اول مرتبہ میرے پاس آے اور مجہسے اس معاملہ مین

گفتگو کی اور مجھسے کچھہ جواب اپنی خواہش کے موافق نہ پاکر واپس گئے۔ مین تمہاری
چلے جانیکے بعد کسیقدر سو گیا۔ خواب مین دیکھا کہ ایک جوان کسی میوے دار باغ مین
ہے اور پختہ و تازہ میوے درختونسے توڑ توڑ کر جمع کر رہا ہے اور زمین پر اونکا ڈھیر
لگا دیا ہے۔ جب مین نیند سے ہوشیار ہوا اس خواب کی تعبیر خود اپنے دل سے یہ
کرلی کہ خداوند تعالے خود اپنے دین کا حامی ہے۔ وہ دین اسلام کو ہمیشہ غالب رکھیگا
کوئی غیر اوسپر غالب نہ آسکیگا۔ اوسکی حفاظت اپنے خاص بندونکے ہاتھہ سے کرائیگا
اسلیئے اب مین خیال کرتا ہون کہ مجھکو کوئی ضرورت نہین جو اس خلافت کا بار جیسا اپنی
زندگی مین اوٹھایا ہے مرتے وقت بھی یہہ بوجھ لیئے جاؤن اور اپنی راے سے کسیکو خلیفہ
کرجاؤن۔ خدانخواستہ اگر میری راے نے کمی کی اور میری تجویز سے جو خلیفہ ہوا اوسنے
امور خلافت مین کوتاہی کی یا خلاف حق کوئی کام اوس سے ہوا تو اسکا وبال میری ہی
گردن پر ہوگا۔ تم لوگ صحابہ کبار مین ہی جنسے آنحضرت صلعم راضی وخوشنود تشریف لیگئے
ہین اور اونکے حقمین قطعی جنتی ہونیکی بشارت دی ہے ایک شخص کو انتخاب کرکے خلیفہ
کرلو اور مجھکو اس بارہ مین معاف رکھو۔ ہان جسکو خلیفہ کرو اوسکی اہلیت اور قابلیت پر
ہر طرح غور کرلو اور جو خلیفہ ہو اوسکے ساتھہ راے و مشورہ مین ہر طرح شریک اور اوسکے
معاون و مددگار رہو۔ حضرات علیؓ۔ عثمانؓ۔ عبدالرحمنؓ بن عوف۔ سعدؓ بن ابی وقاص۔
طلحہؓ۔ زبیرؓ۔ یہہ بزرگوار جناب رسول خدا کے اصحاب کبار اور سب مین ممتاز عشرہ مبشرہ
مین معدود ہین۔ انمین سے جس صاحب پر اتفاق ہو وہ خلیفہ کردئے جاوین اور یہہ
اصحاب اپنی اتفاق راے اور باہمی شوری سے جسکو مستحق سمجھین خلیفہ کرین بعد اس
تقریر کے جلسہ برخاست ہوا اور سب صاحب تشریف لیگئے۔ اس موقع پر جناب عباسؓ

اور حضرت علی مرتضی رضؓ سے یہہ گفتگو ہوئی۔

عباسؓ۔ اے علیؓ۔ میری راے مین تمہاری شرکت ان صحابہ کے ساتھہ حضرت عمرؓ کے پاس آمد و رفت کرنے مین اسوقت مناسب نہین ہے۔ تمکو اُنسے علیحدہ رہنا چاہیئے۔

علیؓ۔ مین آپکی راے پر عمل کرتا اور دل سے مانتا ہون مگر مجبور ہون۔ میری شریک نہونیسے اندیشہ ہے کہ لوگ میری نسبت مخالفت کا اتہام قایم کرکے خلاف راے کا بدنما دھبہ میرے نام پر لگادین۔ مین خود اس معاملہ مین شریک ہونا پسند نہین کرتا۔

عباسؓ۔ کچھہ ہو میری تو راے نہین۔ مجھکو ڈر ہے کہ مبادا اس میل جول مین تم کو کوئی ایسی بات پیش آوے جو تمہارے رنج کا باعث ہو۔ آیندہ تمکو اختیار ہے۔

راقم۔ شائد حضرت عباسؓ کو خیال گذرا ہوگا کہ جناب علی مرتضی چونکہ آنحضرت صلعم کے قریبی رشتہ دار ہین۔ چچازاد بھائی اور داماد۔ انکے آنے جانیسے لوگونکو خیال پیدا ہوگا یہہ خلافت کے خواہان اور اپنے کو حقدار اسکا سمجھکر بار بار حضرت عمرؓ کے پاس آتے ہین تاکہ جناب عمرؓ انکو خلیفہ کردین اور اگر کوئی شخص یہی بات منہ پر کہہ بیٹھتا تو ضرور جناب علی مرتضیؓ کو ناگوار خاطر ہوتا۔ اسواسطے جناب عباسؓ نے نصیحت کی اور آمد و رفت و شرکت سے منع فرمایا۔ حالانکہ اسوقت کی خلافت کوئی آرام و آسائش کے اسباب مین شمار نہین کی جاتی تھی بلکہ یہہ بزرگوار اسکو ناپسند کرتے تھے چنانچہ یہی وجہ ہے کہ

کیا راے ہے۔ مردونسے مشورہ لیکر اسپر ہی اکتفا نہ کی بلکہ پردہ نشین عورتونسے بہی دریافت کرلیا۔ بوڑہے۔ جوان۔ غلام۔ آزاد جو اونکو ملتے گئے درباب خلافت بغیر ذکر کئے نہ رہے جناب عبدالرحمن رض کا قول ہے کہ مین نے خوب اطمینان کرلیا۔ دو شخصونکو بہی مختلف نہ پایا کہ حضرت علی رض پر حضرت عثمان رض کی تقدیم مین اونہون نے باہم اختلاف کیا ہو۔ بہرحال سب کا اتفاق پایا۔ البتہ بعض روایات مین ہے کہ عمار رض اور مقداد رض ان دو صاحبون نے جناب علی مرتضی رض کو ترجیح دی تہی۔

جناب عثمان رض کی جانب لوگونکی توجہ اسوجہ سے اور بہی تہی کہ جناب عثمان رض کے مزاج مین نرمی تہی۔ دین کے کامونمین جو نرم و آسان ہوتا اوسکو اختیار فرماتے اور سخت کامون سے بشرط عدم حرج کنارہ کرتے اور لوگونکو بہی اسی راہ پر چلاتے تہے۔ برخلاف جناب علی مرتضی رض کے کہ اونکے مزاج مین ذرا سختی تہی اور جناب فاروق رض کے قدم بقدم تہے۔ دس برس چند ماہ جناب عمر فاروق رض کی خلافت مین لوگ آپکی راہ پر چلائے گئے اور جناب فاروق کی اطاعت ہر طرح کی۔ اللہ جل شانہ نے اپنے فضل و کرم سے بڑے بڑے ملک مسلمانونکے ہاتہ پر فتح کئے۔ مال غنیمت بہت کچہ ہاتہ آیا۔ اب چاہتے تہے کہ بہ نسبت زمانہ خلافت حضرت فاروق کی کسیقدر تخفیف ہل جاوے اور وہ سختی جو اونکے زمانہ مین تہی مبدل بہ نرمی ہوجاے اسواسطے جناب عثمان رض کے خلیفہ ہونیکو سب لوگ بطیب خاطر پسند کرتے تہے اور یہ بہی خیال تہا کہ اگر جناب علی مرتضی رض خلیفہ ہوے تو جو نرمی و سہولت مطلوب ہے حاصل نہوگی بلکہ جناب مرتضی سب کو وہی سخت راہ چلاوینگے جو زمانہ حضرت عمر فاروق مین تہی اور کیا عجب کہ اس سے بہی زیادہ تشدد ہو۔ اصل سبب ترجیح جناب عثمان رض یہی تہا۔ ورنہ کسیکو جناب علی مرتضی رض کی شکایت نہ تہی نہ اونپر کسی قسم کا طعن کرتے تہے نہ اونکے عادات و اخلاق

لوگونکی نظر ونمین ناپسند تھے۔ نہ آپ سے عدل وانصاف ہونے مین شک تھا۔ نہ آپ کو خلافت کا حقدار سمجھنے مین کوئی عذر وحیلہ تھا۔ معاذ اللہ من ذالک۔ یہی وجہ مناسب ولائق ہے کہ جملہ افعال صحابہ کرام کے اسپر محمول کیئے جاوین کہ اون بزرگونکو کسی قسم کا بغض وعناد باہمی نہ تھا سب ایک دوسرے کو اپنے سے افضل ور بہتر جانتے تھے اور ایک کو دوسرے سے محبت اسلامی اور اخوت دینی کا دعوی تھا اور سب ایک دوسرے کے کام مین جان ومال سے حاضر ہوتے تھے۔ اسی طرح بعض ناظرین کو اس قصہ کے دیکھنے سے خیال گذرتا ہے کہ اصحاب شوری مین سے ہر ایک کو اپنے خلیفہ ہونیکی خواہش وتمنا تھی اور خلافت وحکومت وسرداری دل سے چاہتے تھے۔ اگرچہ یہ خیال صحیح نکلے تو اسکی وجہ یہ ہے کہ صحابہ کبار کو دینی امور مین کمال اہتمام تھا اور اسلام کی ترقی وبہبودی ہر ایک کا مقصود ومطلوب تھی ہر ایک یہی چاہتا تھا کہ جو نیک کام مجھسے ہوسکے اوسمین کوتاہی نکرون منجملہ اعمال صالحہ خلافت کو بھی سمجھتے تھے اور شاید جو صاحب تمنی خلافت ہونگے اونکا یہی گمان ہوگا اور یہی آرزو ہوگی کہ عدل وانصاف خوب کرینگے۔ دین کی اصلاح وخدمت سے سعادت دارین حاصل ہوگی۔ مسلمانونکے کام کرنیکا بڑا اجر وثواب خدا کے گھر پاوینگے صحابہ کرام کی نسبت بیشک ہمارا یہی خیال ہونا چاہیئے۔ جسکے دل مین قوت ایمان ہے اور نور عرفان ہے جب کا قلب معمور ہے کبھی وہم بھی نہین کرسکتا کہ صحابہ کو خلافت کی چاہ دنیا کمانیکی نکر عیش وطرب کی خواہش حظوظ نفسانی حاصل کرنیکی آرزوئین تھین۔ ہرگز نہین۔ ہرگز نہین۔ یہ وساوس شیطانی ضعف ایمان کی نشانی ہین کیونکہ قرآن پاک مین خدائے کریم نے اونکے واسطے گواہی دی ہے۔ اونکی بزرگی وفضائل مین آیات بینات نازل فرمائین اور ظاہر کردیا کہ خدا اونسے راضی وہ اپنے خدا سے خوش ہین احادیث کثیرہ

اونکی خوبیون اور نیک عادات کی شاہد ہین۔ ہر شخص صاحب ایمان کو لازم ہے کہ اونکی نسبت بدگمان نہو۔ اونسے بدگمانی کی سزا اور اونسے کینہ و بغض رکھنے کی جزا سخت ہے اور یہہ وہ گناہ ہے کہ معاف بھی نہوگا۔

خلاصہ یہہ کہ حضرت عبدالرحمن بن عوف رضؓ نے ان تین دن رات مین کمال درجہ کوشش کی۔ راتونکا سونا چھوڑا۔ نوافل نماز پڑہتے رہے اور دعا مانگتے رہے۔ خود کمال فکر و تدبر سے کام لیا۔ چند بار استخارہ کیا۔ ہر ایک صاحب راے صائب سے دریافت کیا۔ آخر الامر کسی کو نہ پایا کہ جناب عثمانؓ کی برابر دوسرے کو خلافت کے باب مین وہ جانتا ہو یا دوسرے کو اونپر ترجیح دیتا ہو۔ جس رات کی صبح کو بیعت منعقد ہوگی اوس رات عبدالرحمن بن عوف مسور بن مخرمہ کے گہر جو انکے حقیقی بھانجہ ہین گیئے اونکو سوتے سے جگایا اور کہا۔ مسور تم سو رہے ہو حالانکہ مجھکو تین راتین گذرین کہ ایک لحظہ بھی آرام سے نہ سویا۔ رات دن اسی خلافت کی فکر مین ہون۔ اب تم اوٹھو۔ زبیر اور سعد کو میرے پاس بلا لاؤ۔ مسور کا قول ہے کہ مین جاکر دونونکو بلا لایا۔ عبدالرحمن رضؓ نے اول زبیر رضؓ سے گفتگو کی۔

عبدالرحمن۔ بنی عبد مناف کو خلافت دیدو اور تعرض نہ کرو۔

زبیر رضؓ۔ مین نے اپنا حصہ اور حق علیؓ کو دیا۔

عبدالرحمن (حضرت سعدؓ سے مخاطب ہوکر) اپنا حصہ اور حق مجھکو دیدو۔

سعد رضؓ۔ اگر تم خلافت قبول کرو تو منظور ہے اور اگر عثمان کے واسطے چاہتے ہو تو علیؓ مجھکو پسندیدہ ہین مین اونکی خلافت بہتر جانتا ہون اور میرے نزدیک تم خود خلافت قبول کرو اور ہم سب کو اس کشاکشی سے راحت دو تاکہ ہم لوگ

اس بار عظیم سے سبکدوش ہوجاوین۔

عبدالرحمن۔ مین پہلے ہی اس خلافت کو چھوڑ چکا ہون اور اگر یہہ بھی نہوتا تاہم اس کو پسند نہ کرتا کیونکہ مین نے ایک خواب دیکھا ہے جسکا نتیجہ یہہ سمجھتا ہون کہ خلافت میرے حق مین بہتر نہوگی۔

سعدرض۔ وہ کیا خواب ہے ذرا ہم بھی تو سنین۔

عبدالرحمن۔ سنو وہ یہہ ہے کہ مین نے ایک باغ سبزہ زار جسمین کثرت سے گھاس ہی دیکھا اوسمین ایک جوان اونٹ قوی ہیکل داخل ہوا اور بہت تیزی سے گویا کہ تیر کی طرح اوس باغ سے گذر گیا اور باغ کے سبزہ اور چارہ پر اصلا التفات نہ کی۔ بعد ازان ویسا ہی دوسرا اونٹ اوسی باغ مین آیا اور پہلے اونٹ کیطرح بغیر توجہ اور توقف اوس باغ سے نکل گیا۔ اوسکے بعد ایک تیسرا اونٹ اپنی مہار کھینچتا ہوا گھسا اور اوسی طرح نکل گیا۔ پھر چوتھا اونٹ اوس باغ مین آیا اور سبزہ اور گھاس کھانے مین مصروف ہوگیا۔ خدا کی قسم یہہ خلافت مین نہین چاہتا اور مین چوتھا اونٹ بننا پسند نہین کرتا اور یہہ ممکن نہین کہ اب جو شخص جناب صدیق اکبرؓ و عمر فاروقؓ کی جگہہ تخت خلافت پر متمکن ہو سب لوگ اوس سے راضی اور خوش ہی رہین۔

اسکے بعد مسور بن مخرمہ کو بھیجا حضرت علیؓ کو طلب کیا۔ دیر تک اونسے باتین ہوتی رہین۔ پھر جناب عثمانؓ کو طلب کرکے اونسے بھی علیحدہ دیر تک گفتگو کرتے رہے یہانتک کہ صبح ہوگئی اوسوقت یہہ باتین ختم ہوئین۔ معلوم نہ ہوا کہ جناب عبدالرحمن بن عوف اور ان دونون صاحبون مین کیا گفتگو ہوئی۔ اس کی خبر کسیکو کچھہ نہین۔

تیسری تاریخ محرم کو بعد نماز فجر مسجد نبوی مین جملہ اہل اسلام واکابر قریش و شرفاء شہر و صحابہ کرام اور جملہ انصار و مہاجرین جمع ہوئے۔ کثرت اژدحام سے تِل دھرنے کی جگہہ نہ رہی۔ حضرت عبدالرحمنؓ بن عوف جناب عثمانؓ اور جناب علی مرتضیٰؑ کو لیکر مسجد مین آئے۔

اوس روز عبدالرحمن بن عوفؓ نے اپنے سر پر وہ عمامہ باندھا جو جناب رسول اللہ صلعم نے اپنے دست مبارک سے باندھ دیا تھا اور ایک تلوار لٹکائی۔

لوگونکی کثرت سے جناب عثمانؓ کو جگہہ نہ ملی۔ آپ شرم وحیا سے لوگونمین گھس کر نہ بیٹھے سب لوگونکے بعد بیٹھ گئے۔ سب سے پہلے عبدالرحمن بن عوف نے منبر پر چڑھکر خطبہ پڑھا۔ خدا کی حمد وثنا کی۔ رسول خدا کی نعت بیان فرمائی۔ پھر کہا "اَیُّھَا النَّاس سب لوگون نے مجھکو اجازت دی ہے کہ کسیکو خلیفہ مقرر کردون لہذا مین نے اپنے نزدیک انتخاب کرلیا ہے اور عنقریب اوسکو ظاہر بھی کردونگا" حضرت عمارؓ اوس مجمع مین سے بولے "اگر تم اختلاف اوٹھانا چاہو تو جناب علی مرتضیٰؑ کو خلافت دو اور اسیوقت انسے بیعت کرلو" مقداد بن اسود نے انکے کلام کی تائید مین کہا "عمار سچ کہتے ہین۔ اگر علی مرتضیٰ خلیفہ ہون تو ہم سب انکے فرمانبردار و مطیع ہین" ابن ابی سرح نے کہا "اگر اختلاف اوٹھانا منظور ہے تو عثمانؓ سے بیعت کرلو" عبداللہ بن ابی ربیعہ نے انکی تائید مین کہا "سچ ہے عثمانؓ سے بیعت کرین ہم سب راضی وخوش ہین" ابن ابی سرح نے تبسم کیا اسپر عمار نے ابن ابی سرح سے کہا "آپ مسلمانونکے خیر خواہ کب سے ہوئے"

اس قیل وقال مین بنی ہاشم اور بنو امیہ باہم حجت وتکرار کرنے لگے۔ حضرت عمار نے کہا "اے لوگو۔ خداوند تعالیٰ شانہ نے ہمکو اپنے نبی کریمؐ کی بدولت عزت دی اور اپنے دین کی برکت سے بزرگی اور فضیلت عطا فرمائی۔ اہل بیت نبوی سے یہہ حکومت باہر نہین

جا سکتی غیر اسکا حقدار نہین" اسپر ایک شخص بنی مخزوم مین سے بولے "اے ابن سُمیّہ۔ تم اور قریش کی امارت کی تجویز؟ ماشاء اللہ"

حضرت سعد بن ابی وقاص نے جب اہل مجلس کا یہہ رنگ دیکھا اونکو خوف پیدا ہوا کہ ڈہنگ بگڑا جاتا ہے اختلاف شروع ہو چکا مبادا شورش بڑہکر فتنہ وفساد پیدا ہو جائے فوراً عبد الرحمن بن عوف سے کہا "اے عبد الرحمن تم اپنے کام سے فراغت کیون نہین کرتے۔ فتنہ وفساد شروع ہونیوالا ہے اب دیر کیون کر رہے ہو" جناب عبد الرحمن بن عوف نے فرمایا "صاحبو مین نے اس باب مین خوب غور وفکر سے کام لیا ہے اور جو مناسب تہا تجویز کر لیا ہے آپ سب صاحب اس معاملہ مین کچہہ نہ کہین مجہکو اپنا کام کرنے دین۔ درصورت دیگر کل کو آپ ہی لوگونپر الزام آویگا"

اب حضرت عبد الرحمن نے جناب علی مرتضیٰ رضؓ کو پاس بلا کر کہا "آپکو خدا کا عہد اور میثاق دیکر کہتا ہون کہ آپ کتاب اللہ اور سنت رسول خدا پر عمل کرینگے اور حضرات شیخین رضؓ کی اتباع ہر امر مین ملحوظ رکہینگے۔" حضرت علی رضؓ نے جواب دیا "مین امید کرتا ہون کہ مین اپنے مبلغ علم وطاقت کے موافق عمل کرونگا" یہہ جواب پاکر اونہون نے حضرت عثمان سے مخاطب ہوکر یہی کلمات کہے۔ جناب عثمان رضؓ نے جواب دیا "ہان مین اقرار کرتا ہون کہ مین ایسا ہی کرونگا۔ انشاء اللہ تعالےٰ"

حضرت عبد الرحمن رضؓ نے یہہ سنتے ہی سقف مسجد کی طرف سر اوٹہایا اور اونکا ہاتہ عثمان رضؓ کے ہاتہہ مین تہا۔ اور یہہ کلمات زبان پر تہے۔ اللھم اسمع واشھد انی قد جعلت ما فی رقبتی من ذلک فی رقبۃ عثمان رضؓ۔ خداوندا۔ گواہ رہنا۔ میری گردن پر جو کچہہ بار تہا وہ مین نے عثمان رضؓ کی گردن پر رکہہ دیا۔ اب مین بری الذمہ ہون۔

یہہ کہکر عبد الرحمن نے بیعت کر لی۔

پہر انکے بعد جملہ صغیر وکبیر حاضرین جلسہ ایک دوسرے کے بعد بیعت کرتے گئے اور جناب عثمانؓ کو چارون طرف سے گہیر لیا۔ عبد الرحمن بن عوفؓ منبر کے اوپر تہے اور جناب عثمانؓ منبر کے نیچے کے درجہ مین تہے۔ جناب علی مرتضیٰؓ نے بہی بیعت کی۔ بعض روایات مین پہلے بیعت کی بعض مین سب کے بعد آپکا بیعت کرنا مذکور ہے مگر صحیح روایت یہہ ہے کہ جناب علی مرتضیٰؓ نے بعد عبد الرحمن بن عوفؓ کے بیعت کی تہی۔

(فتوحات اسلامیہ)

بعد اختتام بیعت عامہ کے حضرت مقدادؓ عبد الرحمن بن عوفؓ سے ملے اور کہا۔

مقداد۔ خدا کی قسم تمنے اوس شخص کو جو حقدار خلافت تہا اور اون لوگونمین سے ہے جو حق کے ساتہہ فیصلہ کرتے ہین اور حق کے ساتہہ عدل کرتے ہین خلافت سے محروم رکہا۔

عبد الرحمن۔ اے مقداد۔ خدا کی قسم مین نے اس مقدمہ مین مسلمانونکی بہتری اور فلاح پر نظر کی اور اپنی تمام کوشش اسی پر صرف کی ہے۔

مقداد۔ اگر تمنے خدا کیواسطے یہہ کیا ہے تو ضرور نیک عمل کا ثواب پاؤ گے۔ سلے

عبد الرحمن۔ یہہ واقعہ بہی ایک نادرات روزگار سے ہے جو بعد وفات رسول خدا آپکے اہل بیت مین واقع ہوا۔ قریش سے مجہکو سخت تعجب ہے کہ اونہون نے ایسے قابل و لائق شخص کو جو باعتبار علم وکمالات و انصاف و دیگر فضائل کے سب سے افضل ہے چہوڑ دیا اور خلافت نہ دی۔ مین جانتا ہون کہ اوس شخص سے بڑہکر کوئی نہین ہے۔ افسوس کوئی یہہ امعین و مددگار نہ تہا۔

عبدالرحمن - اے مقداد - خدا سے ڈرو - ان باتونکو اب جانے دو - مجھکو اندیشہ ہے کہ
تمہارے خیالات کی بدولت اور گفتگو کے باعث آتش فتنہ و فساد نہ مشتعل
ہوجاے اور بنا بنایا کھیل بگڑ جاے -

مقداد بن اسود یا اور صحابہ جو انکے ساتھ تھے اونکا مطلب یہہ تھا کہ جناب علی رض کو
خلافت ملے اور اونکو ترجیح دیجاوے - حضرت عبدالرحمن بن عوف رض نے اپنی جستجو و کوشش
سے یہہ امر ثابت کرلیا کہ جناب عثمان رض کے طرفدار اور انکی خلافت کے خواہشمند باستثنار
بعض صحابہ سب لوگ ہین چنانچہ اونہون نے کثرت جماعت کا لحاظ کرکے جناب عثمان کی
بیعت کی - اگر وہ اوسوقت جلدی کرکے ابتدا سے بیعت نہ کرلیتے تو لوگونمین حجت و تکرار
بڑھ جاتی اور نوبت بجنگ و جدال پہونچ جاتی - مقداد یا دیگر صحابہ کو جناب عثمان رض سے
کوئی رنجش یا کدورت دلی نتھی - ہان اونکی خواہش جناب علی رض کی جانب ضرور تھی - اگر جناب
عثمان رض کی جانب سے کچھہ سوء ظن ہوتا تو یہہ لوگ بیعت نہ کرتے - جناب علی مرتضی رض کی بابت
بعض روایات سے ثابت ہوتا ہے کہ آپکو اپنی نسبت خیال تھا کہ خلافت مجھکو ملیگی اور جناب
عثمان رض کی خلافت سے فی الجملہ آپکو ملال ہوا - ہم سابق مین کہہ چکے ہین کہ صحابہ کرام مین سے
اگر خواہش خلافت کسی صاحب کو تھی تو انصاف و عدل و خدمت اہل اسلام اور مسلمانونکی
اصلاح و ترقی دین محمدی و اعلاے کلمۃ اللہ کی غرض سے تھی نہ خواہش نفسانی و حصول
جاہ و ثروت دنیا کیواسطے - پھر اگر جناب علی رض کو آپکی امید اور خواہش کے خلاف خلافت
نملنے کا ملال ہوا تو بتقاضاے طبیعت تھا اور خلافت ملنے سے جو ثواب اور نیک
اعمال کی جزا ملتی وہ نملنے پر اگر افسوس ہوا تو کیا مضائقہ - لو فرضا آپکی نیت تھی کہ
خلیفہ ہوکر فلان فلان امور و مصالح کا انتظام کرونگا - عدل و انصاف سے خلق اللہ کو

کیا راسے ہے۔ مردونسے مشورہ لیکر اسپر ہی اکتفا نہ کی بلکہ پردہ نشین عورتونسے بہی دریافت کرلیا۔ بوڑہے۔ جوان۔ غلام۔ آزاد جو اونکو ملتے گئیے دربابِ خلافت بلغیر ذکر کئیے نہ سب سے جناب عبدالرحمن رضؓ کا قول ہے کہ مین نے خوب اطمینان کرلیا۔ دو شخصونکو بہی مختلف نہ پایا کہ حضرت علیؓ پر حضرت عثمانؓ کی تقدیم مین اونہون نے باہم اختلاف کیا ہو۔ بہرحال سب کا اتفاق پایا۔ البتہ بعض روایات مین ہے کہ عمارؓ اور مقدادؓ ان دو صاحبون نے جناب علی مرتضیٰؓ کو ترجیح دی تہی۔

جناب عثمانؓ کی جانب لوگونکی توجہ اسوجہ سے اور بہی تہی کہ جناب عثمانؓ کے مزاج مین نرمی تہی۔ دین کے کامونمین جو نرم و آسان ہوتا اوسکو اختیار فرماتے اور سخت کامون سے بشرط عدم حرج کنارہ کرتے اور لوگونکو بہی اسی راہ پر چلاتے تہے۔ برخلاف جناب علی مرتضیٰؓ کے کہ اونکے مزاج مین ذرا سختی تہی اور جناب فاروقؓ کے قدم بقدم تہے۔ دس برس چند ماہ جناب عمر فاروقؓ کی خلافت مین لوگ آپکی راہ پر چلائے گئیے اور جناب فاروق کی اطاعت ہر طرح کی۔ اللہ جل شانہ نے اپنے فضل و کرم سے بڑے بڑے ملک مسلمانونکے ہاتہہ پر فتح کئیے۔ مال غنیمت بہت کچہہ ہاتہہ آیا۔ اب چاہتے تہے کہ بہ نسبت زمانہ خلافت حضرت فاروق کے کسیقدر تخفیف ل جاوے اور وہ سختی جو اونکے زمانہ مین تہی مبدل بہ نرمی ہوجاے اسواسطے جناب عثمانؓ کے خلیفہ ہونیکو سب لوگ بطیب خاطر پسند کرتے تہے اور یہ بہی خیال تہا کہ اگر جناب علی مرتضیٰؓ خلیفہ ہوے تو جو نرمی و سہولت مطلوب ہے حاصل نہو گی بلکہ جناب مرتضیٰ سب کو وہی سخت راہ چلادینگے جو زمانہ حضرت عمر فاروق مین تہی اور کیا عجب کہ اس سے بہی زیادہ تشدد ہو۔ اصل سبب ترجیح جناب عثمانؓ یہی تہا۔ ورنہ کسیکو جناب علی مرتضیٰؓ کی شکایت نہ تہی نہ اونپر کسی قسم کا طعن کرتے تہے نہ اونکے عادات واخلاق

لوگونکی نظر مین ناپسند تھے۔ نہ آپ سے عدل و انصاف ہونے مین شک تھا۔ نہ آپ کو خلافت کا حقدار سمجھنے مین کوئی عذر و حیلہ تھا۔ معاذ اللہ من ذالک۔ یہی وجہ مناسب و لائق ہے کہ جملہ افعال صحابہ کرام کے اسپر محمول کیئے جاوین کہ ان بزرگونکو کسی قسم کا بغض و عناد باہمی نہ تھا سب ایک دوسرے کو اپنے سے افضل و بہتر جانتے تھے اور ایک کو دوسرے سے محبت اسلامی اور اخوت دینی کا دعوی تھا اور سب ایک دوسرے کے کام مین جان و مال سے حاضر ہوتے تھے۔ اسی طرح بعض ناظرین کو اس قصہ کے دیکھنے سے خیال گذرتا ہے کہ اصحاب شوریٰ مین سے ہر ایک کو اپنے خلیفہ ہونیکی خواہش و تمنا تھی اور خلافت و حکومت و سرداری دل سے چاہتے تھے۔ اگر یہہ خیال صحیح نکلے تو اسکی وجہ یہ ہے کہ صحابہ کبار کو دینی امور مین کمال اہتمام تھا اور اسلام کی ترقی و بہبودی ہر ایک کا مقصود و مطلوب تھی ہر ایک یہی چاہتا تھا کہ جو نیک کام مجھسے ہو سکے اسمین کوتاہی نکرون منجملہ اعمال صالحہ خلافت کو بھی سمجھتے تھے اور شاید جو صاحب متمنی خلافت ہونگے اونکا یہی گمان ہوگا اور یہی آرزو ہوگی کہ عدل و انصاف خوب کرینگے۔ دین کی اصلاح و خدمت سے سعادت دارین حاصل ہوگی۔ مسلمانونکے کام کرنیکا بڑا اجر و ثواب خدا کے گھر پاوینگے صحابہ کرام کی نسبت بیشک ہمارا یہی خیال ہونا چاہیئے۔ جسکے دل مین قوت ایمان ہے اور نور عرفان سے جسکا قلب معمور ہے کبھی وہم بھی نہین کرسکتا کہ صحابہ کو خلافت کی چاہ دنیا کمانیکی نیت عیش و طرب کی خواہش حظوظ نفسانی حاصل کرنیکی آرزو ئین تھین۔ ہرگز نہین۔ ہرگز نہین۔ یہہ وساوس شیطانی ضعف ایمان کی نشانی ہین کیونکہ قرآن پاک مین خدائے کریم نے اونکے واسطے گواہی دی ہے۔ اونکی بزرگی و فضائل مین آیات بینات نازل فرمائین اور ظاہر کر دیا کہ خدا اونسے راضی وہ اپنے خدا سے خوش ہین۔ احادیث کثیرہ

اونکی خوبیون اور نیک عادات کی شاہد ہین۔ ہر شخص صاحب ایمان کو لازم ہے کہ اونکی نسبت بدگمان نہو۔ اونسے بدگمانی کی سزا اور اونسے کینہ و بغض رکھنے کی جزا سخت ہے اور یہہ وہ گناہ ہے کہ معاف بہی نہو گا۔

خلاصہ یہہ کہ حضرت عبدالرحمن بن عوف رضؓ نے ان تین دن رات مین کمال درجہ کوشش کی۔ راتونکا سونا چھوڑا۔ نوافل نماز پڑہتے رہے اور دعا مانگتے رہے۔ خود کمال فکر و تدبر سے کام لیا۔ چند بار استخارہ کیا۔ ہر ایک صاحب رائے صائب سے دریافت کیا۔ آخر الامر کسی کو نہ پایا کہ جناب عثمانؓ کی برابر دوسرے کو خلافت کے باب مین وہ جانتا ہو یا دوسرے کو اونپر ترجیح دیتا ہو۔ جس رات کی صبح کو بیعت منعقد ہوگی اوس رات عبدالرحمن بن عوف مسور بن مخرمہ کے گہر جو انکے حقیقی بہانجہ ہین گئے اونکو سوتے سے جگایا اور کہا۔ مسور تم سو رہے ہو حالانکہ مجھکو تین راتین گذرین کہ ایک لحظ بہی آرام سے نہ سویا۔ رات دن اسی خلافت کی فکر مین ہون۔ اب تم اوٹہو۔ زبیر اور سعد کو میرے پاس بلا لاؤ۔ مسور کا قول ہے کہ مین جا کر دونونکو بلا لایا۔ عبدالرحمن رضؓ نے اول زبیر رضؓ سے گفتگو کی۔

عبدالرحمن۔ بنی عبد مناف کو خلافت دیدو اور تعرض نہ کرو۔

زبیر رضؓ۔ مین نے اپنا حصہ اور حق علیؓ کو دیا۔

عبدالرحمن (حضرت سعدؓ سے مخاطب ہوکر) اپنا حصہ اور حق مجھکو دیدو۔

سعد رضؓ۔ اگر تم خلافت قبول کرو تو منظور ہے اور اگر عثمان کے واسطے چاہتے ہو تو علیؓ مجھکو پسندیدہ ہین مین اونکی خلافت بہتر جانتا ہون اور میرے نزدیک تم خود خلافت قبول کرو اور ہم سب کو اس کشاکشی سے راحت دو تاکہ لوگ

اس بار عظیم سے سبکدوش ہوجاوین۔

عبدالرحمن۔ مین پہلے ہی اس خلافت کو چہوڑ چکا ہون اور اگر یہہ بہی نہوتا تاہم اس کو پسند نہ کرتا کیونکہ مین نے ایک خواب دیکہا ہے جسکا نتیجہ یہہ سمجہتا ہون کہ خلافت میرے حق مین بہتر نہوگی۔

سعدرض۔ وہ کیا خواب ہے ذرا ہم بہی تو سنین۔

عبدالرحمن۔ سنو وہ یہہ ہے کہ مین نے ایک باغ سبزہ زار جسمین کثرت سے گہاس ہی دیکہا اوسمین ایک جوان اونٹ قوی ہیکل داخل ہوا اور بہت تیزی سے گویا کہ تیر کی طرح اوس باغ سے گذر گیا اور باغ کے سبزہ اور چارہ پر اصلا التفات نہ کی۔ بعد ازان ویسا ہی دوسرا اونٹ اوسی باغ مین آیا اور پہلے اونٹ کیطرح بغیر توجہ اور توقف اوس باغ سے نکل گیا۔ اوسکے بعد ایک تیسرا اونٹ اپنی مہار کہینچتا ہوا گہسا اور اوسی طرح نکل گیا۔ پہر چوتہا اونٹ اوس باغ مین آیا اور سبزہ اور گہاس کہانے مین مصروف ہوگیا۔ خدا کی قسم یہہ خلافت مین نہین چاہتا اور مین چوتہا اونٹ بننا پسند نہین کرتا اور یہہ ممکن نہین کہ اب جو شخص جناب صدیق اکبرؓ اور عمر فاروقؓ کی جگہہ تخت خلافت پر متمکن ہو سب لوگ اوس سے راضی اور خوش ہی رہین۔

اس کے بعد مسور بن مخرمہ کو بہیجکر حضرت علیؓ کو طلب کیا۔ دیر تک اونسے باتین ہوتی رہین۔ پہر جناب عثمانؓ کو طلب کرکے اونسے بہی علیحدہ دیر تک گفتگو کرتے رہے یہانتک کہ صبح ہوگئی اوسوقت یہہ باتین ختم ہوئین۔ معلوم نہ ہوا کہ جناب عبدالرحمن بن عوف اور ان دونون صاحبون مین کیا گفتگو ہوئی۔ اس کی خبر کسیکو کچہہ نہین۔

تیسری تاریخ محرم کو بعد نماز فجر مسجد نبوی مین جملہ اہل اسلام واکابر قریش وشرفا شہرو صحابہ کرام اور جملہ انصار ومہاجرین جمع ہوے۔ کثرت اژدحام سے تل دہرنے کی جگہہ نہ رہی حضرت عبدالرحمن رضؓ بن عوف جناب عثمانؓ اور جناب علی مرتضیٰؑ کو لیکر مسجد مین آے اوس روز عبدالرحمن بن عوفؓ نے اپنے سر پر وہ عمامہ باندہا جو جناب رسول اللہؐ صلعم نے اپنے دست مبارک سے باندہ دیا تہا اور ایک تلوار لٹکائی۔

لوگونکی کثرت سے جناب عثمانؓ کو جگہہ نہ ملی۔ آپ شرم وحیا سے لوگونمین گہس کر نہ بیٹہے سب لوگونکے بعد بیٹہہ گئے۔ سب سے پہلے عبدالرحمن بن عوف نے منبر پر چڑہکر خطبہ پڑہا۔ خدا کی حمد وثنا کی۔ رسول خدا کی نعت بیان فرمائی۔ پہر کہا "ایُّهَا النَّاس سب لوگون نے مجہکو اجازت دی ہے کہ کسیکو خلیفہ مقرر کردون اسمین مین نے اپنے نزدیک انتخاب کرلیا ہے اور عنقریب اوسکو ظاہر بہی کردونگا" حضرت عمارؓ اوس مجمع مین سے بولے "اگر تم اختلاف اوٹہانا چاہو تو جناب علی مرتضیٰؑ کو خلافت دو اور اسیوقت انسے بیعت کرلو" مقداد بن اسود نے انکے کلام کی تائید مین کہا۔ عمار سچ کہتے ہین۔ اگر علی مرتضیٰ خلیفہ ہون تو ہم سب انکے فرمانبردار ومطیع ہین" ابن ابی سرح نے کہا "اگر اختلاف اوٹہانا منظور ہے تو عثمانؓ سے بیعت کرلو" عبداللہ بن ابی ربیعہ نے انکی تائید مین کہا۔ "سچ ہے عثمانؓ سے بیعت کرنمین ہم سب راضی وخوش ہین" ابن ابی سرح نے تبسم کیا اسپر عمار نے ابن ابی سرح سے کہا "آپ مسلمانونکے خیر خواہ کب سے ہوے"

اس قیل وقال مین بنی ہاشم اور بنو امیہ باہم حجت وتکرار کرنے لگے حضرت عمار نے کہا "اے لوگو۔ خداوند تعالیٰ شانہ نے ہمکو اپنے نبی کریمؐ کی بدولت عزت دی اور اپنے دین کی برکت سے بزرگی اور فضیلت عطا فرمائی۔ اہل بیت نبوی سے یہہ حکومت باہر نہین

جا سکتی غیر اسکا حقدار نہین" اسپر ایک شخص بنی مخزوم مین سے بولے "اے ابن سمیہ۔ تم اور قریش کی امارت کی تجویز ؟ ماشا اللہ"

حضرت سعد بن ابی وقاص نے جب اہل مجلس کا یہہ رنگ دیکھا اونکو خوف پیدا ہوا کہ ڈھنگ بگڑا جاتا ہے اختلاف شروع ہو چکا مبادا شورش بڑہکر فتنہ و فساد پیدا ہو جاے فوراً عبد الرحمن بن عوف سے کہا "اے عبد الرحمن۔ تم اپنے کام سے فراغت کیون نہین کرتے۔ فتنہ و فساد شروع ہونیوالا ہے اب دیر کیون کر رہے ہو" جناب عبد الرحمن بن عوف نے فرمایا "صاحبو مین نے اس باب مین خوب غور و فکر سے کام لیا ہے اور جو مناسب تہا تجویز کر لیا ہی آپ سب صاحب اس معاملہ مین کچہہ نہ کہین مجھکو اپنا کام کرنے دین۔ درصورت دیگر کل کو آپ ہی لوگو نپر الزام آویگا"

اب حضرت عبد الرحمن نے جناب علی مرتضیٰؓ کو پاس بلا کر کہا "آپکو خدا کا عہد اور میثاق دیکر کہتا ہون کہ آپ کتاب اللہ اور سنت رسول خدا پر عمل کرینگے اور حضرات شیخینؓ کی اتباع برابر مین ملحوظ رکہینگے" حضرت علیؓ نے جواب دیا "مین امید کرتا ہون کہ مین اپنے مبلغ علم و طاقت کے موافق عمل کرونگا" یہہ جواب پاکر اونہون نے حضرت عثمان سے مخاطب ہوکر یہی کلمات کہے۔ جناب عثمانؓ نے جواب دیا "ہان مین اقرار کرتا ہون کہ مین ایسا ہی کرونگا۔ انشاء اللہ تعالے"

حضرت عبد الرحمنؓ نے یہہ سنتے ہی سقف مسجد کی طرف سر اوٹہایا اور اونکا ہاتہہ عثمانؓ کے ہاتہہ مین تہا۔ اور یہہ کلمات زبان پر تہے۔ اللھم اسمع واشھد انی قد جعلت ما فی رقبتی من ذلک فی رقبۃ عثمانؓ۔ خداوندا۔ گواہ رہنا۔ میری گردن پر جو کچہہ بار تہا وہ مین نے عثمانؓ کی گردن پر رکہہ دیا۔ اب مین بری الذمہ ہون

یہہ کہکر عبدالرحمٰن نے بیعت کرلی۔

پہر انکے بعد جملہ صغیر وکبیر حاضرین جلسہ ایک دوسرے کے بعد بیعت کرتی گئے اور جناب عثمانؓ کو چارون طرف سے گہیر لیا۔ عبدالرحمٰن بن عوفؓ منبر کے اوپر تھے اور جناب عثمانؓ منبر کے نیچے کے درجہ مین تھے۔ جناب علی مرتضیٰؓ نے بہی بیعت کی۔ بعض روایات مین پہلے بیعت کی بعض مین سب کے بعد آپکا بیعت کرنا مذکور ہے مگر صحیح روایت یہہ ہے کہ جناب علی مرتضیٰؓ نے بعد عبدالرحمٰن بن عوفؓ کے بیعت کی تہی۔

(فتوحات اسلامیہ)

بعد اختتام بیعت عامہ کے حضرت مقدادؓ عبدالرحمٰن بن عوفؓ سے ملے اور کہا۔

مقداد۔ خدا کی قسم تمنے اوس شخص کو جو حقدار خلافت تہا اور اون لوگونمین سی ہے جو حق کے ساتہہ فیصلہ کرتے ہین اور حق کے ساتہہ عدل کرتے ہین خلافت سے محروم رکہا۔

عبدالرحمن۔ اے مقداد۔ خدا کی قسم مین نے اس مقدمہ مین مسلمانونکی بہتری اور فلاح پر نظر کی اور اپنی تمام کوشش اسی پر صرف کی ہے۔

مقداد۔ اگر تمنے خدا کیواسطے یہہ کیا ہے تو ضرور نیک عمل کا ثواب پاؤگے۔ اے عبدالرحمٰن۔ یہہ واقعہ بہی ایک نادرات روزگار سے ہے جو بعد وفات رسولخداؐ آپکے اہل بیت مین واقع ہوا۔ قریش سے مجہکو سخت تعجب ہے کہ اونہون نے ایسے قابل ولایق شخص کو جو باعتبار علم وکمالات وانصاف ودیگر فضائل کے سب سے افضل ہے چہوڑ دیا اور خلافت نہ دی۔ مین جانتا ہون کہ اوس شخص سے بڑہکر کوئی نہین ہے۔ افسوس کوئی میرا معین ومددگار نہ تہا۔

عبدالرحمن - اے مقداد - خدا سے ڈرو - ان باتوں کو اب جانے دو - مجھکو اندیشہ ہے کہ تمہارے خیالات کی بدولت اور گفتگو کے باعث آتش فتنہ وفساد نہ مشتعل ہو جاسے اور بنا بنایا کھیل بگڑ جاوے -

مقداد بن اسود یا اور صحابہ جو انکے ساتھ تھے اونکا مطلب یہہ تھا کہ جناب علیؓ کو خلافت ہو اور اونکو ترجیح دیجاوے - حضرت عبدالرحمن بن عوفؓ نے اپنی جستجو و کوشش سے یہہ امر ثابت کرلیا کہ جناب عثمانؓ کے طرفدار اور انکی خلافت کے خواہشمند بااستثناء بعض صحابہ سب لوگ ہین چنانچہ اونہوں نے کثرت جماعت کا لحاظ کر کے جناب عثمان کی بیعت کی - اگر وہ اوسوقت جلدی کر کے ابتداے بیعت نہ کرلیتے تو لوگونمین حجت و تکرار بڑہ جاتی اور نوبت بہ جنگ وجدال پہونچ جاتی - مقدادؓ یا دیگر صحابہ کو جناب عثمانؓ سے کوئی رنجش یا کدورت دلی نہ تھی - ہان اونکی خواہش جناب علیؓ کی جانب ضرور تھی - اگر جناب عثمانؓ کی جانب سے کچھہ سوءظن ہوتا تو یہہ لوگ بیعت نہ کرتے - جناب علی مرتضیٰؓ کی بابت بعض روایات سے ثابت ہوتا ہے کہ آپکو اپنی نسبت خیال تھا کہ خلافت مجھکو ملیگی اور جناب عثمانؓ کی خلافت سے فی الجملہ آپکو ملال ہوا - ہم سابق مین کہہ چکے ہین کہ صحابہ کرام مین سے اگر خواہش خلافت کسی صاحب کو تھی تو انصاف و عدل و خدمت اہل اسلام اور مسلمانونکی اصلاح - ترقی دین محمدی - اعلاے کلمۃ اللہ کی غرض سے تھی نہ خواہش نفسانی و حصول جاہ و عزت دنیا کیواسطے - پہر اگر جناب علیؓ کو آپ کی امید اور خواہش کے خلاف خلافت نہ ملنے کا ملال ہوا تو بتقاضاے طبیعت تھا اور خلافت ملنے سے جو ثواب اور نیک اعمال کی جزا ملتی اوسکے نہ ملنے پر اگر افسوس ہوا تو کیا مضائقہ - لو فرضاً آپکی نیت تھی کہ خلیفہ ہو کر فلان فلان امور و مصالح کا انتظام کرونگا - عدل و انصاف سے خلق اللہ کو

راضی وخوش رکھونگا تو خدا اسے کریم بادشاہ عادل کا ثواب عطا فرماویگا۔ آپکی خواہش اور طلب اگر تھی تو ان ہی اغراض سے تھی اور ظاہر ہے کہ نیک آدمی کو نیک کام نہ پانیسے ضرور رنج ہوتا ہے۔ جناب علی مرتضیٰؑ کا ملال اسی قسم کا تھا ورنہ دل مین جناب عثمانؓ سے کسی طرح ناخوش نہ تھے اونکو اسکا حقدار سمجھتے تھے چنانچہ جب عبدالرحمن نے آپسے پوچھا کہ اگر آپ خلیفہ نہون تو پھر کسکو خلیفہ کرین آپنے فوراً جناب عثمان کا نام لیا اور فرمایا کہ مین انکی اطاعت کرونگا۔ یہ سب مراتب سابقاً طے ہو چکے تھے۔ باقی رہی ایک بات کہ بیعت سے پہلے عبدالرحمنؓ بن عوف نے اولاً جناب علی مرتضیٰ کو بلایا اور اون سے خلافت کیواسطے کہا کہ پھر جناب عثمانؓ سے بیعت کر لی۔ اوسکی وجہ یہ معلوم ہوتی ہے کہ عبدالرحمنؓ نے خوب تحقیق کر لیا تھا کہ جناب عثمانؓ کی طرف زیادہ لوگ ہین عوام وخواص کی انہین پر نظر پڑتی ہے علاوہ چند اصحاب کے جو جناب علیؓ کے طرفدار ہین جملہ اصحاب بھی حضرت عثمانؓ کیجانب ہین۔ اسپر بھی اونہون نے بیعت کیوقت لوگونکی نظر سے انداز کرنا چاہا کہ آیا جناب علیؓ کیجانب لوگونکی نظر ہے یا جناب عثمان کی بیعت کے خواہان ہین لہذا اولاً حضرت علیؓ کو بلا کر کہا اور لوگونکے رخ سے دریافت کر لیا پھر جناب عثمانؓ کیطرف متوجہ ہوے اور اونسے بیعت کی۔ پھر جناب علی مرتضیٰؓ نے بلا حجت وتکرار بیعت کی اس سے بھی صاف عیان ہے کہ جناب علیؓ کو خلافت کی تمنا بغرض حصول دنیا نہ تھی۔ کیونکہ آپنے اتفاق رائے اہل اسلام کو پسند فرما کر سب کا ساتھ دیا اور آپکی خلافت بدل تسلیم کر لی

جناب شیر خدا کی نسبت احتمال خوف اور دبنے کا بھی کسی طرح اوسوقت نہین ہوسکتا کیونکہ آپکے طرفدار بنی ہاشم اور دیگر اکابر اسلام تھے اگر آپ اس بیعت کا انکار کرتے وہ سب آپکا ساتھ دیتے پھر آپکے ڈر کسکا تھا مگر نہین یہ بات تو تھی ہی نہین پھر آپ

بیعت کرنے مین کسواسطے پس وپیش کرتے۔
ایک دوسری روایت مین اسی قصہ بیعت کے متعلق مذکور ہے کہ جب سب لوگ مسجد نبوی مین جمع ہوچکے تو اول عبدالرحمن رض نے خطبہ پڑہا اور لوگونکو اتفاق اور اجتماع کیجانب نصیحت بلیغ کی بعد ازان جناب عثمان رض نے خطبہ پڑہا اور فرمایا۔

الحمد للہ الذی اتخذ محمداً نبیا وبعثہ رسولا وصدقہ وعدہ ووھب لہ نصرہ علی کل من بعد نسبا او قرب رحما صلی اللہ علیہ جعلنا اللہ لہ تابعین وبامرہ مھتدین فھو لنا نور ونحن بامرہ نقوم عند تفرق الاھواء ومجادلۃ الاعداء جعلنا اللہ بفضلہ ائمۃ وبطاعۃ امراء لا یخرج امرنا منا ولا یدخل علینا غیرنا من سفہ الحق ونکل عن القصد واحر بہا یا ابن عوف ان تترک واجدر بہا ان یکون ان خولف امرک وترک دعاءک فانا اول مجیب وداع الیک وکفیل وبما اقول زعیم واستغفر اللہ لی ولکم۔ ترجمہ۔ سب حمد وثنا اوسی خداے پاک کی ہے جس نے اپنی رحمت کاملہ سے محمد کو نبی کرکے اور اپنا رسول بناکر مبعوث فرمایا۔ خدا نے اپنے رسول سے جو وعدے کئے وہ سب پورے کئے اور اپنے نبی کریم کو سب قریب اور بعید رشتہ دارونپر نصرت دی۔ خدا کی رحمت آپ پر نازل ہو۔ خداوند اہمکو انحضرت صلعم کا پیرو کر اور آپکی راہ پر چلا۔ آپکی ذات بابرکات ہمارے واسطے نور ہدایت ہے اور ہم آپکے حکم پر دوسرے لوگونکے خلاف کرنے کیوقت بھی قائم رہتے ہین اور دشمنونکی خصومت سے آپکے حکم بجالانے سے باز نہین

رہتے۔ خداوند تعالیٰ نے اپنے فضل وکرم سے ہم لوگ صحابہ کرام کو امام و مقتدائے انام بنایا اور آنحضرت صلعم کی اطاعت کی بدولت ہم ہی لوگ سردار ہوئے۔ امر حکومت ہم لوگوں سے باہر نہین جا سکتا۔ بہ بہ غلبہ کرکے غیر قوم والے نہین داخل ہو سکتے مگر ہان اپنی نادانی اور کجروی سے چاہیں اونکا یہہ ارادہ ہو اوراے ابن عوف تمہارے لائق یہہ بات تھی کہ تم خلافت سے علیحدہ ہو گئے اور یہہ مقدمہ ہی ایسا نازک ہے اگر لوگ تمہارے خلاف کرین اور تمہارے کہنے کے مطابق نہ مانین تو عجب نہین مگر مین تو سب لوگوں سے پہلے تمہارے بلانے پر آیا اور جو کچھ مین نے کہا اوس کا ضامن ہون خدائے کریم سے اپنے اور تمہارے سب کے واسطے مغفرت چاہتا ہون۔

جب جناب عثمانؓ اپنا کلام ختم کر چکے حضرت زبیرؓ نے یہ تقریر کی۔ اما بعد فان داعی اللہ لایجھل ومجیبہ لایخذل عند تفرق الاھواء ولی الاعناق ولن یقصر عما قلت الا غوی ولن یترک ما دعوت الیہ الا شقی ولولا حدود اللہ فرضت وفرائض اللہ حدت لکان الموت من الامارۃ نجاۃ والفرار من الولایۃ عصمۃ ولکن للہ علینا اجابۃ الدعوۃ واظہار السنۃ لئلا نموت موتۃ عمیۃ ولا نعمی عمی الجاھلیۃ فانا مجیبک الی ما دعوت و معینک علی ما امرت ولاحول ولاقوۃ الا باللہ واستغفر اللہ لی ولکم۔ ترجمہ۔ اما بعد۔ خدا کیطرف بلانے والا جاہل نہین ہوتا اور اوس کا

اوراوسیکی طرف پہرجاتا ہے۔ مین اپنے اور تمہارے واسطے خداسے بخشش کی دعاکرتا ہون اور تمہاری مخالفت کی اللہ ہی سے پناہ مانگتا ہون۔

جب حضرت سعد مذیہ تقریر ختم کرچکے جناب علی مرتضی رضؓ نے فرمایا۔ الحمد للہ الذی بعث محمد انبیا ولعبثہ النیا رسولا فنحن بیت النبوۃ ومعدن الحکمۃ وامان اھل الارض ونجاۃ لمن طلب۔ لنا حق ان نعطہ وان نمنعہ نرکب اعجاز الابل ولو طال السری۔ لو عھد الینا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم عھد الانفذنا عھدہ ولو قال لنا قولا لجادلنا علیہ حتی نموت۔ لن یسرع احدٌ قبلی الی دعوۃ حق وصلۃ رحم ولا حول ولا قوۃ الا باللہ العلی العظیم۔ اسمعوا کلامی دعوا منطقی عسی ان تروا ھذا الامر بعد ھذا الجمع تقضی فیہ السیوف وتخان فیہ العھود حتی تکونوا جماعۃ ویکون بعضھم ائمۃ لاھل الضلالۃ و شیعۃ لاھل الجھالۃ۔ ترجمہ۔ سب تعریف اوس خداے برحق کو ہی جسنے محمد کو نبی کرکے ہمپر بہیجا۔ ہم نبوت کے گھر حکمت ومعرفت کی کان ہین۔ ساکنان روئے زمین کے باعث امان ہین اور مصیبت سے نجات دیتے ہین اگر کوئی ہم سے کچھ طلب کرے ہمکو ہر طرح حق ہے کہ جاہے اوسکو دین اور جاہے نہ دین۔ اگر ضرورت درپیش آوے تو ہم راتونکو اونٹونکی سواری پر چلے جاوین (یعنے ہم لوگ محنت ومشقت کے عادی ہین وقت بے وقت کونہین دیکھتے) اگر جناب رسول خداؐ ہمسے کچھ قول وقرار فرماجاتے بیشک ہم آپکے بعد اوسکو پورا کرتے اور اگر کوئی بات ہمارے حق مین کہہ جاتے تو ہم ضرور

اوسپر مرتے دم تک لڑتے رہتے۔ ہمسے پہلے کسی نے دعوت اسلام نہین قبول کی اور ہمنے سب سے پہلے اسلام قبول کیا اور صلہ رحمی کی۔ پہرنا اور قوت پانا ممکن نہین مگر خدا ے بزرگ برتر ہی کے ساتھہ ہے۔ میرا کلام سنو اور اسی خوب یاد رکھو۔ وہ زمانہ قریب آنیوالا ہے کہ یہ امر خلافت اس اتفاق کے بعد تلوارونکے زور سے طے ہوگا۔ اسی خلافت کے مقدمہ مین لوگ بدعہدیان کرینگے اور تم لوگ چند فریق ہوجاؤگے آپس کا اتفاق اوٹھہ جاویگا اور بعض لوگ گمراہونکے امام اور جاہلون کے پیرو ہوجاوینگے۔

ان سب بزرگوارونکی تقریرونکی ختم ہونے پر کارروائی بیعت کی شروع ہوئی جیساکہ ہم اوپر ذکر کرآے ہین۔

بیعت عامہ کے بعد اوسی دن طلحہؓ مدینہ منورہ مین تشریف لاے۔ لوگونسے خبر پائی کہ جناب عثمانؓ کے ہاتہوپر سب نے بیعت کرلی۔ طلحہؓ جناب عثمانؓ کی خدمت مین حاضر ہوے حضرت عثمانؓ نے فرمایا کہ تم کو اختیار ہے اگر تم میری بیعت سے انکار کرو تو مین بیعت واپس دون۔

طلحہؓ کیا آپ سچ مچ ایسا کرینگے۔

عثمانؓ ہان مین ایساہی کرونگا۔

طلحہؓ کیا سب لوگ آپسے بیعت کرچکے۔

عثمانؓ ہان۔

طلحہؓ مین اوس سے اختلاف نہین کیا چاہتا جسپر تمام لوگون نے اجتماع کرلیا ہی مین آپکی خلافت پر راضی ہون۔

یہہ کہکر طلحہؓ نے جناب عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی بیعت کرلی (کامل ابن اثیر)

انتخاب اہل شوری مین بعض لوگ یہہ اعتراض کرتے ہین کہ جناب عباسؓ رسولخدا کے عم بزرگوار ہرطرح باعتبار سن ووجاہت ظاہری اس جلسہ مین شرکت کے قابل تھے پہر انکو کیون نہ اصحاب شوری مین داخل کیا۔ علیٰ ہذالقیاس سعید بن زیدؓ عشرہ مبشرہ مین تھے وہ بہی اس سے علیحدہ رکہے گئے۔ دراصل یہہ اعتراض جناب عمر فاروقؓ پر ہے اور ناسمجھی کا اعتراض ہے۔ اسکا جواب بہت آسان اور صاف ہے۔ انتخاب اہل شوری مین جناب فاروقؓ نے اس امر کا لحاظ رکہا تہا کہ جو صحابہ اسلام مین مقدم ہین صرف وہی اس مجلس مین شریک کیے جائین۔ جناب عباسؓ اسلام مین اصحاب شوری سے مؤخر ہین۔ علاوہ اسکے حضرت عباسؓ جناب فاروقؓ کے دوست تھے۔ آپنے بخیال اعتراض مخالفین انکو علیحدہ رکہا۔ جناب سعید بن زیدؓ حضرت فاروقؓ کے چچازاد بہائی ہین۔ انکو بہی اسی خیال سے الگ رکہا تہا کہ کوئی یہہ اعتراض نہ کر بیٹھے کہ عمرؓ اپنے دوستون عزیزونکے ہاتہہ خلافت دی گئے اونہون نے جسکو چاہا خلیفہ بنادیا۔ قطع نظر اسکے خاص سعید بن زیدؓ کے علیحدہ رکہنے کیوجہ یہہ بہی ہے کہ جناب عمر فاروقؓ اپنے کسی عزیز کی خلافت کو پسند نہین فرماتے تھے حتیٰ کہ اپنے بیٹے کیواسطے صاف انکار کیا کہ میرا بیٹا اسکے قابل نہین ہے۔ جناب عبداللہ بن عمرؓ کو صرف اصحاب شوری کے جلسہ مین شرکت کی اجازت تہی وہ بہی محض انکی دلدہی کے واسطے اور بس۔

قتل ہرمزان وجفینہ وفدا جناب عثمانؓ

مدینہ منورہ مین جو عجمی رہتے تہے وہ آپس مین ایک دوسرے سے اکثر ملتے رہتے تہے۔

چنانچہ قبل شہادت جناب عمر فاروق رض ابولولو قاتل جناب فاروق رض ہرمزان کے پاس گیا ہوا تھا اور اوسکے ہاتھہ مین وہی خنجر تہا جس سے حضرت فاروق رض کو بعد ازان قتل کیا ہی ہرمزان ابولولو کے ہاتھہ سے خنجر لیکر دیر تک دیکھتا رہا۔ پہر اوسکو واپس کر دیا۔ اس جلسہ مین جفینہ نصرانی بہی بیٹہا ہوا تہا جفینہ حیرہ کا رہنے والا سعد بن مالک کا ملاقاتی تہا

جناب عمر فاروق رض کے زخمی ہونیکے دوسرے دن عبد الرحمن بن ابی بکر رض نے عبید اللہ بن عمر رض سے بیان کیا کہ یہہ تینون آدمی ابولولو۔ ہرمزان۔ جفینہ ایک جلسہ مین بیٹہے ہوے کچھہ مصلحت کر رہے تہے۔ مجھے دیکھکر متفرق ہو گئے اور خنجر اسکے ہاتھہ سے گر پڑا۔

عبد الرحمن بن ابی بکر رض نے غالباً اوسی دن دیکھا ہوگا جسکا ذکر اوپر گذرا یا شاید دوسری مرتبہ دیکھا ہو۔ بہرحال انکو شک ضرور گذرا اور واقعی حالت بہی انکی مشتبہ ہو گئی حضرت عبید اللہ بن عمر رض کے دل مین اس واقعہ سے ایک خصومت پیدا ہو گئی اور موقع کے منتظر رہے (ابن خلدون) ایک روز موقع پاکر عبید اللہ بن عمر رض نے ہرمزان پر تلوار چلائی وہ زخمی ہوکر گرے اور لا الہ الا اللہ اونکی زبان سے نکلا۔ جفینہ اور ابولولو کو اس سے پہلے قتل کر چکے تہے۔

ہرمزان کے قتل کے وقت سعد بن ابی وقاص آگئے اونہون نے دوڑکر عبید اللہ رض کو گرفتار کر لیا اونسے تلوار لے لی اور اپنے گھر مین قید کر رکہا۔

عبید اللہ بن عمر رض کا قول تہا۔ خدا کی قسم جو جو لوگ میرے باپ کے قتل مین شریک ہین ایک کو بہی زندہ نہ چھوڑونگا۔ اس کلام سے مہاجرین اور انصار پر تعریض کرتے تہے اور اونکے گمان مین جناب عمر فاروق رض کی شہادت مین انمین سے بہی بعض لوگ شریک تہے۔ حالانکہ یہہ محض انکا خیال ہی تہا۔

بعد بیعت جناب عثمانؓ کے سامنے یہہ مقدمہ پیش ہوا حضرت سعدؓ بن ابی وقاص حضرت عبید اللہ بن عمرؓ کو جناب عثمانؓ کے پاس لاے۔جناب عثمانؓ نے صحابہ سے فرمایا کہ اس مقدمہ مین آپ لوگونکی کیا راے ہے۔انہون نے اسلام مین رخنہ اندازی کی اور بلا تحقیق خون کر ڈالے۔جناب علی مرتضیٰؓ نے فرمایا کہ عبید اللہ بن عمرؓ قصاص مین قتل کیئے جاوین مگر حضرت عمروؓ بن العاص نے کہا کہ ہرگز ایسا نہوگا۔کل اسکے باپ مارے گئے آج لڑکا مارا جاے۔آپ مسلمانونکے حاکم ہین اور خداے کریم آپ سے اس مقدمہ مین درگذر فرما دیگا۔جناب عثمانؓ نے اسکے جواب مین ارشاد فرمایا کہ مین انکا ولی ہون اور اسکا خونبہا اپنے پاس سے ادا کرتا ہون۔یہہ فرما کر اپنے مال سے خونبہا ادا کر دیا پہر منبر پر چڑہکر ایک پر اثر تقریر کی (کامل وابن خلدون)

یہہ پہلا واقعہ جناب عثمانؓ کے عہد خلافت مین بیعت کے بعد پیش آیا۔آپ نے کس خوبی سے اسکا فیصلہ کیا۔فریقین کو راضی کر دیا۔کچہہ فتنہ وفساد نہ ہونے پایا۔یہہ آپ کے خوبئ انتظام کا ایک ادنی نمونہ ہے۔

قصہ ہرمزان

یہہ لشکر فارس کا ایک نامی سردار تہے۔جنگ قادسیہ سے بہاگ کر ملک اہواز کے دار السلطنت مین چلے آے اور گرد ونواح کے بلاد پر قبضہ کر کے اہواز تک اپنا تصرف بڑہا لیا تہا یہہ شہر عراق وبصرہ سے ملحق تہے۔ہرمزان ہر طرح انپر قابض ومتصرف تہے چونکہ مسلمانونکا لشکر بصرہ تک بغیر ان ملکون کے فتح کیئے ہوے امن کے ساتہہ پہونچ نہین سکتا تہا اسواسطے جب لشکر اسلام نے بصرہ کا قصد کیا تو ملک اہواز وخوزستان وغیرہ پر فوج کشی کی۔ہرمزان سے مقابلہ ہوا اور لڑائی شروع ہوگئی۔لشکر ہرمزان کو شکست ہوئی اور ہرمزان

اپنی جان بچاکر میدان جنگ سے بھاگ کر کسی طرف چل دیئے۔ لشکر اسلام نے انکا تعاقب کیا
نہر دجیل کے کنارہ پہونچکر عساکر اسلامی تو اسی طرف رہ گیا اور ہرمزان اوس پار ہو گئے۔ آخر
ہرمزان نے اپنے آپکو بمقابلہ اہل اسلام کمزور پاکر دوسرے ہی دن صلح کا پیغام بھیجا۔ اہل اسلام
نے جزیہ لیکر صلح کرلی۔ جن بلاد پر اہل اسلام کا قبضہ ہوگیا تھا باستثنائے اونکے باقی ملک
اہواز ہرمزان کے قبضہ مین رہا۔ جن شہرون پر اسلامی قبضہ ہوا تھا وہان دوسرے اشخاص
مقرر کئے گئے۔

بعد اسکے ہرمزان سے اور سرحدی حاکمون سے سرحد کی بابت اختلاف ہوا سرداران
لشکر اسلام نے ہرمزان کے خلاف فیصلہ کیا۔ اسپر ہرمزان بگڑ گئے اور علانیہ بغاوت پر
کمر باندہی۔ لشکر اسلام سے پہر مقابلہ کیا اور اس واقعہ مین بہی شکست کھا کر رامہرمز کی طرف
بہاگ گئے۔ یہان بہی بہادران اسلام نے پیچھا نہ چھوڑا۔ ہرمزان نے مجبور ہوکر بقیہ بلاد کی
بابت صلح کی درخواست بہیجی۔ جناب عمر فاروق رضؓ نے اس شرط پر مصالحت کرلی کہ جتنی شہرون پر
مسلمانون نے قبضہ کرلیا ہے اوسپر وہ قابض رہین باقی شہرون پر ہرمزان کا قبضہ رہے
بشرطیکہ وہ جزیہ مقررہ ادا کرتا رہے۔

ایک مدت اسی طرح گذری۔ اسی اثنا مین حضرت عمر فاروق رضؓ کو معلوم ہوا کہ رعایائے
اہواز جن مین ہرمزان بہی شامل ہے یزدجرد شاہ فارس سے خفیہ سازش کرکے مسلمانونکی
لڑائی کو فوجین تیار کررہی ہے۔ جناب عمر فاروق رضؓ نے ایک لشکر جرار بسپہ سالاری ابو سبرہ
بن ابی رہم ہرمزان کیطرف روانہ کیا۔ وہ لشکر رامہرمز پہونچنے نہ پایا تہا کہ ہرمزان نے پہلے
ہی سے آگا روک لیا۔ مسلمانون سے مقابلہ ہوا اگرچہ پہلی حملہ مین شکست کھا کر ہرمزان بھاگ
کہڑے ہوے۔

لشکر اسلام نے رامہرمز پر قبضہ کرلیا - ہرمزان بمقام تستر پہونچے اور یہان ایرانی فوجین بھاگ بھاگ کر جمع ہوگئین - لشکر اسلام انکے تعاقب مین تستر پہونچا اور محاصرہ کرلیا اور مہینون اوسکو گھیرے پڑے رہے - روز لڑائی ہوتی تھی بالآخر ایرانیونکو شکست ہوئی لیکن ہرمزان نے شہر مین محصور ہو کر لڑائی جاری رکھی ایکدن ایک شہری نے تیر مین خط باندھکر ابوموسیٰ کی طرف پھینکا جسکا یہ مضمون تھا کہ "اگر مجھکو اور میرے خاندان والونکو آپ امان دین تو مین ایک ایسا راستہ بتادون جس سے آپکا قبضہ تمام شہر پر ہوجاوے" ابوموسیٰ نے منظور کرلیا - وہ شہری ابوموسیٰ کے پاس آیا اور چند آدمیونکو اپنے ہمراہ لیکر نہر جیل کو عبور کرکے تہخانہ کی راہ شہر مین داخل ہوا مسلمانون نے شہر پناہ کے پہاٹک پر پہونچکر محافظین سے لڑائی شروع کردی اور مارتے دہاڑتے پہاٹک تک پہونچگئے اور اللہ اکبر کا نعرہ مارکر کھول دیا - اسلامی فوجین پہلے ہی سے تیار تھین تکبیر کی آواز سنتے ہی شہر مین گھس پڑین - تمام شہر مین ہل چل پڑگئی - ہرمزان نے بھاگ کر قلعہ مین پناہ لی اور یہ شرط پیش کی کہ جناب عمرؓ کے ہاتھ سے جو کچھ میرا فیصلہ ہونا ہوگا ہوجاویگا تم لوگ مجھسے کسی طرح متعرض نہو اور مجھکو مدینہ بھیج دو - حضرت ابوموسیٰ نے یہ شرط منظور کرلی - ہرمزان نے قلعہ کا دروازہ کھول دیا - یہان کی غنیمت مین سے سوارون کے حصہ مین تین تین ہزار اور پیادون کے حصہ مین ایک ایک ہزار روپیہ آے -

ابوسبرہ سردار لشکر نے ہرمزان کو ایک جماعت کے ساتھ جس مین انس بن مالک اور احنف بن قیس بھی تھے مدینہ منورہ روانہ کیا - جب یہ لوگ متصل مدینہ پہونچے - ہرمزان نے تاج مرصع جس مین یاقوت وہیرے لگے تھے - سر پر رکھا - دیبا کی قبا زیب بدن کی حسب دستور ملوک عجم قیمتی بیش بہا جڑاؤ زیورات پہنے - کمر سے مرصع تلوار لگائی -

غرض بہمہ تن شان وشوکت کی تصویر بن کر دار الخلافت مین داخل ہوے۔ تمام مدینہ انکی زرق برق پوشاک کا تماشائی تہا۔

جناب عمر فاروقؓ اوسوقت مسجد نبوی مین تشریف رکہتے تہے۔ ہرمزان اس ٹہاٹہہ سے حاضر خدمت ہوے۔ آپنے شکر خدا ادا کیا اور کہا کہ اسلام کے ذریعہ سے ایسونکو اوسنے زیر کیا بعد ازان ہرمزان سے مخاطب ہو کر فرمایا۔

جناب عمرؓ۔ ہرمزان۔ تمنے بد عہدی کا نتیجہ اور اللہ تعالیٰ کا آخری حکم دیکہا۔

ہرمزان۔ اے عمرؓ جب زمانہ جاہلیت مین ہم اور تم تہے اوسوقت اللہ تعالےٰ نے ہمسے اور تمسے ہاتہہ اوٹہا لیا تہا چونکہ ہم مین قوت زیادہ تہی ہم تمپر غالب آگئے تہے اور اب اللہ تعالیٰ تمہارا ساتہہ دے رہا ہے بس تم ہمپر غالب آگئے۔

جناب عمرؓ۔ اچہا تم نے مکرر سہ کرر بد عہدی کی اب اگر اسکا بدلہ تمسے لیا جاوے تو تمکو کیا عذر ہے اور تمہارا کونسا حیلہ باقی ہے۔

ہرمزان۔ مجہے خوف ہے کہ شاید تم مجہے قبل میرے عذر ظاہر کرنے کے قتل کر ڈالوگے۔

حضرت عمر۔ نہین تم خوف نہ کرو۔

ہرمزان۔ مجہکو پانی پلا دو۔

حضرت عمر۔ اچہا اسکو پانی پلاؤ۔

ہرمزان۔ (ہاتہہ مین پانی کا پیالہ لیکر) میرے دل مین خطرہ گذرتا ہے کہ پانی پینے کی حالت مین تم مجہکو قتل نہ کر ڈالو۔

جناب عمرؓ۔ تم مطلق خوف نہ کرو۔ جب تک تم پانی نہ پی لوگے کسی قسم کے خطرہ مین

نہ ڈالے جاؤ گے۔

ہرمزان۔(پیالہ ہاتھ سے رکھکر) اب میں پانی نہین پیتا اور تم اس شرط پر مجھکو قتل بھی نہین کر سکتے۔ تمنے مجھکو امان دے دی ہے۔

جناب عمرؓ۔(اس مغالطہ پر حیران ہوکر) تو جھوٹ کہتا ہے۔

ہرمزان کچھ جواب نہ دینے پایا تھا کہ حضرت انسؓ بول اوٹھے"اے۔ امیر المومنین یہ سچ کہتا ہے کیونکہ آپنے فرمایا ہے کہ جبتک پورا حال نہ کہہ لوگے کسی قسم کا خوف نہ کرو اور جب تک پانی نہ پی لوگے کسی خطرہ مین نہ ڈالے جاؤ گے" حضرت انس کا یہ کلام سنکر اور لوگون نے بھی اونکی تائید کی۔

جناب عمر فاروق ؓ نے فرمایا" ہرمزان۔ تونے تو مجھے دہوکا دیا ہے مگر مین تجھے فریب نہ دونگا۔ مناسب ہے کہ مسلمان ہوجا" ہرمزان نے عرض کیا کہ حضور مین تو پہلے ہی سے ایمان لا چکا تھا یہ کہکر ہرمزان نے کلمہ پڑھ لیا اور اوسیوقت مسلمان ہو گئے۔ جناب عمر فاروق ؓ بہت خوش ہوے اور مدینہ مین رہنے کیلئے انکو جگہہ دی۔ دو ہزار سالانہ تنخواہ مقرر کردی۔ مہم فارس مین اکثر انسے مشورے لیتے تھے۔ اوسوقت سے ہرمزان نے مدینہ مین بود و باش اختیار کرلی اور آخری دم تک یہین رہے۔

جفینہ عبادی نصرانی خیرہ کا رہنے والا تھا۔ اسکی بیوی نے سعد بن ابی وقاص ؓ کو دودہ پلایا ہے جفینہ اور اوسکے دولڑکو نکو باتہام شرکت ابو لولوء کے عبید اللہ بن عمرؓ نے قتل کر دیا۔ (بلاذری)

ہرمزان کا ذکر حصہ سوم مین آچکا ہے لیکن اونکا قتل چونکہ اس زمانہ مین ایک واقعہ عظیم گذرا ہے اسلیئے ہمنے ضرورتاً یہان بھی لکھدیا ہے۔

اب ہم پہر اصل قصہ کیطرف رجوع ہوتے ہین۔ زیاد بن لبید انصاری شاعر جب عبید اللہ بن عمرؓ کو دیکھتے یہہ اشعار پڑہتے۔

الا یا عبید اللہ مالک مهرب	ولا ملجا من ابن اروی ولا خفر
اصبت دما واللہ فی غیر حله	حراما وقتل الهرمزان له خطر
علی غیر شئی غیر ان قال قائل	اتتهمون الهرمزان علی عمر
فقال سفیه والحوادث جمة	نعم اتهمه قد اشار وقد امر
وکان سلاح العبد فی جوف بیته	یقلبها والامر بالامر یعتبر

ترجمہ۔ اے عبید اللہ تم کہان بہاگ کر جاؤ گے۔ ابن اروی سے تمکو پناہ اور امن ملنا مشکل ہے۔

خدا کی قسم تمنے ناحق خون کیا ہے اور ہرمزان کا قتل کچہہ آسان نہین اوسکا نتیجہ برا ہے

بغیر تحقیق اور ثبوت کے صرف ایک شخص کے کہنے پر تمنے ہرمزان کو قتل کر ڈالا محض ہرمزان پر شبہ سے تہمت لگائی کہ یہہ ہی قاتل عمرؓ ہے۔

کسی نادان نے اس پر آشوب زمانہ مین کہا۔ ہان میرے نزدیک ہرمزان متہم ہے لوگ کہتے ہین۔ حالانکہ ہرمزان بیچارہ اس قتل کے پاس تک نہین اور نہ وہ کسی طرح صلاح و مشورہ مین شریک تہا۔

اوسکے ہتہیار گہر کے اندر رکہے تہے۔ ہان ہتیار رہتے ہین لیکر ضرور دیکہہ رہا تہا اور ایکبات سے دوسری بات کا نتیجہ نکالا ہی جاتا ہے۔

حضرت عبید اللہ بن عمرؓ یہہ اشعار سنکر چڑتے تہے اور انکے چڑانے کو اور ہی پڑہے جاتے تہے۔ حضرت عبید اللہ رضؓ نے حضرت عثمانؓ سے زیاد بن لبید کی شکایت کی۔ آپنے زیاد کو

منع کردیا۔ پہر زیاد بن لبید نے اشعار مندرجہ ذیل کہے اونمین جناب عثمانؓ کی ہجو تھی۔

ابا عمرو عبید اللہ رھن	فلا تشکک بقتل الھرمزان
فانک ان عفوت الجرم عنہ	واسباب الخطا فرسا رھان
اتعفو اذ عفوت بغیر حق	فما لک بالذی تحکی یدان

ترجمہ - اے ابی عمرو (عثمان) عبید اللہ ابہی تک سزا سے خون ناحق مین رہن ہے۔ قتل ہرمزان کا خون اوپر ہی اوپر نہ جاوے گا۔

اگر تمنے جرم قتل سے درگذر کی تو کیا ہوا تمہاری معاف کرنیسے معاف تو نہین ہو سکتا اور اگر تمنے خون ناحق کو معاف ہی کر دیا تو کیا فائدہ ہوا تم اس مقولہ کا (جیسا کروگے ویسا پاؤگے) کیا جواب رکہتے ہو۔ عبید اللہ کو ضرور دنیاہی مین ناحق خون کی سزا مل جاویگی تمہارے بچانے سے بچ نہین سکتا۔

جب حضرت عثمانؓ کو معلوم ہوا کہ زیاد بن لبید شاعر اپنی شعر گوئی سے باز نہین آتے آپنے بلاکر سخت تنبیہ کی اور منع کر دیا کہ آیندہ اس قسم کے اشعار نہ کہنا۔

قمازیان بن ہرمزان کا بیان ہے کہ میرا باپ محض شبہ سے قتل ہوا تہا۔ مجہکو بدلہ لینے کی فکر تہی جب جناب عثمانؓ کی بیعت ہوچکی اور آپ خلیفہ ہوگئے مین نے عبید اللہ کو گرفتار کیا اور اونکو لے چلا۔ سب لوگ میرے موافق تہے اور سب کی خواہش تہی کہ میرے باپ کے قاتل سے قصاص لیا جاوے۔ کوئی مدعی حقدار میرے سوا نہ تہا۔ وہ سب چاہتے تہے کہ مین ولی مقتول ہون مین خود دعوی کرون۔ مجہسے لوگون نے یہ خواہش ظاہر کی مینے جواب دیا مین بیشک ولی مقتول ہون اور مدعی ہوتا ہون۔ میرے اس کہنے سے سب لوگون نے عبید اللہ کو چارون طرف سے گہیر لیا۔ پہر مین نے اونسے کہا۔ کیا تم اپنے غالب آسکتے ہو اور

اپنے دل کا بخار انکو مار کر نکال سکتے ہو۔ اونہون نے جواب دیا کہ ہم کو قدرت نہین۔ تو مینے کہا جو کچھہ ہوا ہو گیا اب انکو جانے بہی دو میرا باپ تو مر ہی گیا انکی جان لینے سے زندہ نہین ہو سکتا پہر کیا نتیجہ۔ انکو تو اپنی زندگی سے پہل اوٹہانے دو۔

گمان مبر کہ تو چون بگذری جہان بگذشت	ہزار شمع بکشتند و انجمن باقی ست ہنوز

یہ کہکر خدا کی راہ مین مین نے عبید اللہ کو چہوڑ دیا اور اونسے کچھہ تعرض نہ کیا۔ لوگون نے میری اس ہمت پر بڑی تعریف کی اور بڑی عزت و تکریم سے اپنے سرون پر بٹہا کر مجھکو میرے گہر تک پہونچا دیا۔

اس روایت سے ثابت ہوتا ہے کہ عبید اللہؓ بغیر فدیہ دیئے چہوڑے گئے اور ولی مقتول نے دعوی خون سے انکو بری کر دیا۔ پہلی روایت اسکے خلاف ہے اوس مین جناب عثمانؓ کا فدیہ دیکر چہوڑنا بیان ہوا ہے۔ دیگر قرائن سے بہی پہلی ہی روایت معتبر و صحیح معلوم ہوتی ہے کیونکہ جب جناب علی مرتضیٰ کرم اللہ وجہہ خلیفہ ہوے آپ نے عبید اللہ بن عمرؓ کو ہرمزان کے قصاص مین قتل کرنا چاہا۔ عبید اللہؓ خوف جان سے شام مین حضرت معاویہؓ کے پاس چلے گئے۔ اگر اولیاء ہرمزان نے خون معاف کیا ہوتا تو پہر جناب علیؓ ہرگز تعرض نہ فرماتے۔

سنہ ۲۴ھ مین جناب عثمانؓ نے حسب وصیت جناب عمر فاروقؓ مغیرہ بن شعبہؓ کو حکومت کوفہ سے معزول کر کے سعد بن ابی وقاصؓ کو گورنر کوفہ کا کیا اور وجہ معزولی اسی جلسہ مین بیان کر دی کہ مین نے مغیرہ کو کسی جرم یا خیانت پہ معزول نہین کیا بلکہ جناب عمر فاروقؓ کی وصیت کے سبب یہ تغیری و معزولی وجود مین آئی ہے۔ سعد بن ابی وقاصؓ کے نسبت جناب فاروقؓ نے فرمایا تہا کہ میرے بعد جو خلیفہ ہو اوسکو وصیت کرتا ہون کہ سعد کو کسی جگہہ کا عامل کر دے

مین نے کسی جرم وخیانت کیوجہ سے سعد کو موقوف نہین کیاہے چنانچہ جناب عثمان رضنے سعدؓ کو عامل وگورنر کوفہ کرکے بہیجدیا۔ یہہ ہی سب سے پہلے عامل آپکے عہد خلافت مین ہوے ہین حضرت سعدؓ ایک برس کچہ ماہ تک اپنے کارمنصبی پر کوفہ مین رہے۔ بعض مورخین کا قول ہے کہ جناب عثمان رضنے ایک برس تک سب عاملونکو بحال رکہا کوئی تبدل و تغیر نہین کیا اور یہ کام بہی حسب وصیت جناب عمرؓ ہوا۔ پہر ایک سال کے بعد مغیرہؓ کو موقوف کرکے سعدؓ کو انکی جگہہ بہیجدیا۔ اس قول کی بنا پر سعدؓ کی حکومت ۲۵ھ مین ہوئی ہے۔

اسی سال ۲۴ھ مین جناب عثمانؓ دیگر اصحاب کے ہمراہ حج کو تشریف لیگئے اور بروایتے آپ خود نہین گئے بلکہ عبدالرحمن بن عوف کو امیرالحاج کرکے مکہ معظمہ بہیجا۔

اسی ۲۴ھ مین عبدالرحمن بن کعب انصاری رضنے وفات پائی۔ یہ منجملہ اون اصحاب ثلثہ کے ہین جو غزوہ تبوک مین شرکت جہاد سے رہگئے اور اونپر عتاب نازل ہوا اور بعد اسکے خداوند کریم نے توبہ قبول فرمائی۔

سراقہ بن مالک بن جعشم مدلجی نے بہی اسی سال انتقال کیا۔ یہہ بہی صحابی تہے۔ بعد ہجرت نبوی اسلام لاے تہے۔

وقائع ۲۵ سنہ ہجری نبوی صلعم

فتوحات عثمانی

جناب عثمان رضکے عہد خلافت مین جو فتوحات ہوئین وہ دو قسم کی ہین۔

قسم اول۔ جناب عمر فاروق رضکے زمانہ مین جو ملک فتح ہوے خواہ بزور شمشیر یا بہ صلح و قبول جزیہ۔ اونمین سے بعد شہادت جناب فاروق رض بعض ممالک مین بدعہدیان پہیل گئین

اون لوگون نے بغاوت پر کمر باندھی۔ راہ ضلالت اختیار کی اور دائرہ اطاعت سے باہر ہو گئے
جیساکہ بعد وفات جناب رسالتمآب صلعم کے شروع خلافت حضرت صدیق اکبرؓ مین بعض
لوگ دین اسلام کو چہوڑ کر مرتد ہو گئے تہے اور بعضون نے زکوٰۃ دینے سے انکار کیا تہا
جناب صدیق اکبرؓ نے اونکی سرکوبی کی اور قرار واقعی گوشمالی دیکر راہ راست پہ لاے۔
اسی طرح جناب عثمانؓ کے آغاز عہد خلافت مین بعض ممالک محروسہ اسلام مین سرکش اور
مفسد لوگونکی بغاوت و شرارت سے جابجا فتنہ و فساد شروع ہو گیا۔ چنانچہ اولاً جناب عثمانؓ نے
اونکی اصلاح کے جانب توجہ فرمائی اور جسنے سر اوٹہایا بہادران اسلام کی تلوار آبدار سے اپنی
شرارت و بدذاتی کا مزہ پایا۔

قسمؔ دوم جو ملک ابتدائً فتح ہوے۔

منجملہ قسم اول کے واقعہ ہمدان ہے۔ ان لوگون نے عہد شکنی کی۔ اطاعت خلیفہ وقت
ترک کی جناب عثمانؓ نے ایک لشکر بسرداری مغیرہ بن شعبہؓ ہمدان کو روانہ کیا اور اونکی
کوشش سے دوبارہ ہمدان فتح ہوا۔ اہل رے نے سر اوٹہایا مگر ابو موسیٰ اشعری اور
براء بن عازب دونون صاحبونکی محنت سے پہر راہ پر آ گئے۔

اہل اسکندریہ۔ انہون نے بہی صلح چہوڑ بغاوت اختیار کی۔ عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ
ایک لشکر غازیان اسلام لیکر گئے اور بعد جنگ کے پہر فتح کر لیا۔

آذربیجان مین کچہ لوگ بگڑے۔ ولید بن عقبہ لشکر جرار لیکر پہونچے۔ لڑائی کے بعد پہر
صلح ہو گئی اور لگے ہاتہہ اسکے ساتہہ چند اور مقامات جو آذربیجان کے متصل تہے اہل اسلام کے
قبضہ مین آ گئے۔ ولید بن عقبہ اور سلمان بن ربیعہ کچہ فوج لیکر جانب ملک ارمینیہ گئے۔ مفسدین
بدنہاد کو سزاے واقعی دیکر بہت کچہ مال و دولت لوٹ لاے۔

عثمان بن ابی العاص نے شہر گازرون اور اوسکے اطراف مین جاکر یہہ ملک صلح سے فتح کیا اور بعد نظم ونسق کے عثمان بن ابی العاص نے ہرم بن حیان کو ایک دستہ لشکر پر سردار کرکے دژ سفید کے جانب روانہ کیا۔ ہرم بن حیّان کی خوبیٔ انتظام وکوشش سے یہہ مضبوط قلعہ بہت جلد فتح ہوگیا۔ (ازالۃ الخفاء)

منجملہ قسم اول فتوحات اسکندریہ کا واقعہ بھی ہے چونکہ یہ شہر بہت پرانا ہے مناسب معلوم ہوتا ہے کہ اسکی بنیاد کا بھی حال ناظرین تاریخ کے سامنے پیش کردین۔ اسلئے علامہ مسعودی کی کتاب سے ہم یہان نقل کرتے ہین وہو ہذا۔

جب اسکندر ذوالقرنین کی سلطنت اور حکومت تمام ملکونمین پہیل گئی چاہا کہ ایک شہر اپنے نام پر آباد کرے۔ اس تلاش مین وہ ملکونکی سیر وسیاحت کرتا رہا اور آب وہوا مین شاداب وخوش منظر کی تلاش جستجو مین بذات خود محنت کی جس مقام پر اب اسکندریہ آباد ہے اس سرزمین پر بھی اوسکا گذر ہوا۔ اس سرزمین مین بہ عماراتی اشیا۔ سنگ خام کے ستون بکثرت نظر آئے معلوم ہوتا تھا کہ کسی شخص نے عمارت بنانیکے واسطے یہہ سامان جمع کیا مگر تعمیر کی نوبت نہ آئی منجملہ انکے ایک بڑا ستون دیکہا جسپر عبارت ذیل بخط قدیم شاہان حمیر وعماد عمات حرفونمین لکھی تھی۔

انا شداد بن عاد بن شداد بن عاد۔ شددتُ بساعدی البلاد۔ وقطعتُ عظیم العماد۔ من الجبال والاطواد۔ وانا بنیت ارم ذات العماد التی لم یُخلق مثلہا فی البلاد۔ اردتُ ان ابنی ھھُنا کارم۔ وانقل الیہا کل ذی اقدام وکرم۔ من جمیع العشائر والامم۔ وذلک اذ لاخوف ولاھرم۔ ولا اھتمام ولاسقم۔ فامابنی ما عجلنی۔ وعما اردت

قطعنی۔ ومع وقوعه طال همّی وشجنی۔ وقل نومی وسکنی۔ فارتحلت
بالامس عن داری۔ لا لقهر ملک جبّار۔ ولا لخوف جیش جرّار
ولا عن رغبته ولا عن صغار لکن لتمام للمقدار وانقطاع الاثار۔ و
سلطان العزیز الجبّار۔ فمن رأی اثری۔ وعرف خبری۔ وطول
عمری۔ ونفاذ بصری۔ وشدة حذری۔ فلا یغتر بالدنیا بعدی
فانها غرّارة غدّارة۔ تاخذ منک ما تعطی۔ وتسترجع ما تولی۔

ترجمہ میں شداد بن عاد بن شداد بن عاد ہون میں نے اپنی قوت بازو اور ہمت سے شہرونکو
پختہ و مضبوط کردیا اور بڑے بڑے بلند و اونچے پہاڑ کاٹ ڈالے اور اونکے پتھر عمارت کے
کام مین صرف کیئے میں نے ارم ذات العماد آباد کیا جسکا مثل و نظیر روئے زمین پر آجتک
نظر نہین آتا میں نے اس مقام پر ایک بڑا شہر اور نفیس عمارت بنانا چاہی تہی (ستون وغیرہ
جو نظر آتے تہے شاید اسی غرض سے جمع کیئے گئے تہے) اور یہہ قصد تہا کہ سنگین عمارتین پختہ
مکانات بنواکر ہر ملک کے نامور و مشہور اہل حرفہ و صناع و دستکار۔ ہر قوم کے شریف و
معزز اشخاص منتخب کرکے اس شہر مین لاکر آباد کرون۔ میرا یہہ ارادہ اوس وقت مین تہا کہ
مین ہر طرح صحیح و تندرست تہا۔ مجھکو کسی قسم کا مرض۔ خوف دشمن ضعف بدن عارض و
لاحق نہ تہا مگر میری موت نے جلدی کی اور مجھکو نہ چھوڑا کہ اپنے اس آخری ارادہ مین کامیاب
ہوتا۔ میرے تمام منصوبے قطع ہوگئے۔ موت کے آثار نمایان ہوتے ہی میرے رنج اور غم
بڑھ گئے خواب نوشین میری آنکھون سے کوچ کرگیا۔ میرا صبر و قرار آرام و چین مجھسے سب
رخصت ہوگئے

کسے کو برلبم آیے چکا ندیست جز دیدن	ز بخت بد شود آن ہم بصد خون جگر حاصل

کل شام کیوقت مین اپنے مکان سے چلا اور اپنی خوشی سے اپنا گھر چھوڑا۔ نہ کسی بادشاہ نے غالب ہوکر مجھکو میری دار السلطنت سے نکالا اور نہ کسی دشمن کے لشکر جرار نے مجھسے میرا گھر چھڑایا اور نہ مین نے کسی اور وجہہ سے ذلت وخواری کے ساتھہ اپنا مکان چھوڑا بلکہ جو میرے مقدر مین تھا اوسکو پورا کرنا بھی ضرور تھا اور جن جن مقامات پر اس اخیر وقت مین جانا میری قسمت مین لکھا تھا وہ بھی پیش آنا لابدی تھا۔ ان سب پر حکم مالک حقیقی اور شہنشاہ تحقیقی کا غالب تھا۔

معلوم شد ز جنبش نبضم کہ یک نفس	در دست اختیار نباشد عنان عمر

جس شخص کو میرے حالات معلوم ہون اور میرے اخبار دریافت کرے۔ میری عمر طویل میری عقل ورای اور میری کمال حزم وہوشیاری پر واقف ہو اوسکو واجب ولازم ہے کہ خبردار وہوشیار رہے اس دنیاے غدارہ ومکارہ۔ بیوفا۔ جفاکار ستمگار عیّارہ کے فریبون مین پہنس کر اپنی عاقبت نہ برباد کرے۔ یہ دنیا پہلے تو تجھکو خوب جی کھول کر دیتی ہے پہر تجھسے سب لیکر تجھکو غریب مفلس ونادار کر دیتی ہے۔

ہرچہ بخشد عالم ناساز مے گیرد ز تو	غیر عبرت ہرچہ گیری باز مے گیرد ز تو

اسی قسم کا اور بھی فقرے نصیحت آمیز دنیا کی بے اعتباری وبے ثباتی کی نسبت مرقوم تھے۔ سکندر اس مضمون کو بغور پڑہتا رہا اور دیر تک اسکے مطالب ومعانی سے عبرت حاصل کی بعد اسکے اپنے لشکر کو اوس جگہہ قیام کا حکم دیا خود بھی قیام کرکے اپنے تمام ممالک محروسہ سے معمار کاریگر صناع جمع کرکے اس شہر کی بنیاد قائم کی اور خود بنفس نفیس اسکے حدود اور طول وعرض کو خط دیکر محدود کر دیا۔

شہر کی تعمیر شروع ہوگئی۔ پتھر کے ستون اور سنگ رخام کے پاے وغیرہ دور دور ملکو نے

آنا شروع ہوئے چونکہ یہہ شہر ساحل بحر پر واقع ہے لہذا بذریعہ کشتی جملہ سامان کا پہونچنا بہت آسانی سے ممکن ہوا۔ صدہا کشتیان جزیرہ صقلیہ۔ بلاد افریقیہ۔ افریطش اور انتہای بحر روم سے اور قرب و نواح بحر اوقیانوس سے تہوڑی ہی مدت مین پہونچ گیئین۔ سنگ خام سنگ مرمر و دیگر انواع و اقسام کے خوشنما و قیمتی پتہر جمع ہوگئے۔ جزیرہ رہوڈس سے جو کہ بمقابلہ اسکندریہ ایک رات کی مسافت پر واقع ہے بہت قسم کا پتہر عمارت اسکندریہ کیواسطے آیا۔

جب یہہ سامان جمع ہوگیا شہر کی بنیاد اور نیو کہودی گئی۔ اسکندر نے چاہا کہ تمام مزدور اور معمار ایک ایک حصہ و قطعہ پر مقرر ہوکر کام کرین اور جسوقت سب نیو کہد کر تیار ہو یکبارگی تمام شہر کی بنیاد ہر طرف سے ایک آن واحد مین رکہی جاوے۔ چونکہ شہر لمبا چوڑا تہا اور سب کاریگرونکا ایک وقت مین بنیاد بہرنا اور اینٹ و چونے وغیرہ کی جڑائی شروع کرنا فی الجملہ دشوار تہا۔ اسکے واسطے یہہ ترکیب کی کہ سکندر نے اپنے خیمہ کے سامنے ایک بڑا سا ستون کہڑا کرکے اوسپر ایک بڑا گہنٹہ لٹکا دیا۔ اسی طرح ہر حصہ اور قطعہ پر جہان جہان معمار و مزدور کام کرتے تہے ایک ایک ستون اور ایک ایک چہوٹا گہنٹہ لٹکایا گیا اور سب گہنٹون کو ایک رسی سے اس طرح ملا دیا کہ بڑے گہنٹے کے بجانیسے سب گہنٹے ایک ساتہہ بجنے لگین پہر سب کاریگرونکو حکم دیا کہ جب گہنٹونکی آواز سنو یکبارگی سب کے سب بنیاد رکہنا شروع کردو ایسا کرنیسے اصل غرض سکندر کی یہہ تہی کہ ساعت سعید و مبارک مین اس شہر کی بنیاد رکہی جاوے۔ جب یہہ اہتمام ہوچکا سکندر ساعت سعید کی سوچ مین سر جہکا کر غور کرنے لگا اور قواعد نجوم سے اوس ساعت کی تعین مین فکر کی۔ حکم خداوند تعالےٰ شانہ تو سب پر غالب ہے اور اوسکا ارادہ سب ارادونپر بالا۔ سکندر اسی سوچ مین سر جہکائے بیٹہا تہا کہ دفعتہً کسیقدر نیند کی غفلت آگئی۔ اسی حال مین ایک کوا ہوا پر اوڑتا ہوا کسی طرف سے

آگیا اور بڑے گھنٹہ کی رسّی پر بیٹھہ گیا۔ کوّے کا بیٹھنا تھا کہ گھنٹہ نے آواز دی اور اس ایک کا گیا بجنا تھا کہ سارے گھنٹے بجنے لگے۔ معمار و مزدور تو حکم پا ہی چکے تھے اور آواز پر کان لگائے تھے یکبارگی سب نے ایک نعرہ مار کر بنیاد رکھہ دی۔ اس شور و غل کی آواز سے سکندر چونک پڑا۔ پوچھا یہ شور کیسا ہے۔ معلوم ہوا کہ نیو رکھہ دی گئی۔ سکندر کو تعجب ہوا اور ایک حیرت آمیز لہجہ مین کہا۔ سبحان اللہ مین نے ایک کام کرنا چاہا مگر خداوند تعالی کی مرضی اوس کے خلاف تھی اور جو خدا چاہتا ہے وہی ہوتا ہے بندہ کے چاہے اور کیئے کچھہ نہین ہوتا۔ مینے چاہا تھا کہ یہ شہر و عمارت مدتون تک آباد رہے مگر خداے کریم نے اسکا جلد فنا ہونا چاہا۔

جب اس شہر کی بنیاد قایم ہوگئی۔ رات کیوقت سمندر مین سے ایک گروہ آبی حیوانات نے نکلکر دم کے دم مین ساری عمارت مسمار کر ڈالی۔ صبح کیوقت سکندر کو معلوم ہوا کہ یہ شہر و عمارت شروع ہوتے ہی ویران ہونے لگا اور خداوند تعالی کے حکم و ارادہ کے آثار ظاہر ہونے لگے۔ اون دریائی جانورون کے نکلنے اور مسمار کرنیسے یہ بدشگونی سمجھی گئی۔ ایطرح روز کا دستور ہوگیا کہ دنکو عمارت بنتی اور رات مین وہ سب جسقدر بنکر تیار ہوتی دریائی جانور اونکے پامال کرنے سے برباد و خراب ہو جاتی۔ آخر سکندر نے محافظ مقرر کیئے کہ اون جانورونکو آنے دین مگر کچھہ حاصل نہوا بالآخر سوچتے سوچتے ایک حیلہ و تدبیر اس بلا کے دفع کرنے کی سوچی اور ایک شب کہ خلوت مین اس کام کے واسطے بہت کچھہ فکر و غور کیا صبح کو بڑہئی وغیرہ بلا کر ایک صندوق دس گز لانبا اور پانچ گز چوڑا بنوایا اور اوس صندوق مین جابجا کھڑکیان کہین اور اونپر شیشے نصب کرائے اس طرح کہ اندر والا باہر کی سب چیزونکو دیکھے اور پانی سے محفوظ رہے۔ اوسکی درزین رال۔ تارکول و دیگر مصالح سے خوب بند کردین تاکہ کسی طرح پانی اندر نہ جاسکے۔ ہوا کی آمد و رفت اس انداز سے رکھی کہ پانی نہ جاسکے

اور اندر والونکا دم نہ گھٹے۔ پہر اوس صندوق مین کئی جگہہ رسّیان باندہین اور سکندر دو شخصونکو لیکر اوس صندوق مین بیٹہا۔ وہ دونون تصویر کشی مین اوستاد کامل تہے۔ جب یہہ تینون اوسکے اندر داخل ہوے صندوق کا منہ بالکل بند کرکے اوسکی درزین بہی خوب استحکام کے ساتہہ بند کر دین۔ بعد ازان دو جہاز بڑے بڑے منگواے اور اوس صندوق کے تلے مین لوہے اور سیسہ کے وزنی لنگر ڈال دئے کیونکہ وہ صندوق ہلکا تہا پانی پر ترتا تہا لنگرونکے ذریعہ سے وہ پانی کے اندر ڈوبنے لگا۔ جس مقام پر پانی بکثرت تہا دونون جہاز وہان لیگئے اور صندوق دونون جہازونکے درمیان مین رہا۔ اوسمین جو رسّیان بندہی ہوئی تہین وہ اہل جہاز کے ہاتہو مین تہین۔ اب صندوق کو پانی مین چہوڑ دیا۔ وہ بوجہ لنگر کے نیچے چلا یہانتک کہ پانی کی تہہ مین جا پہونچا۔ سکندر اور وہ دونون مصور اوسکے ساتہہ اوس صندوق کے اندر تہے۔ قعر دریا مین جو کچہہ جانور وغیرہ تہے شیشون کے ذریعہ سے سب نظر آتے تہے۔ سکندر اور اوسکے ہمراہیون نے قعر دریا مین دیکہا کہ ایک جماعت شیاطین وجنات آدمیونکی طرح کی ہی ہے مگر چہرے اونکے درندہ جانورونکے سے ہین۔ کسیکے ہاتہہ مین کدال ہے اور کسیکے ہاتہہ مین تبر۔ علیٰ ہذا القیاس دیگر آلات تعمیر مکان لئے ہوے پانی کی اندر عمارت بنارہے ہین گویا کہ یہہ اون لوگونکی نقل کرتے ہین جو شہر اسکندریہ بنارہے تہے۔

سکندر نے اپنے ساتہی مصورونکو حکم دیا کہ ان عجیب الہیات مخلوق کی تصویرین کہینچ لو۔ خود بہی اونکی تصویر کشی مین مصروف ہوا۔ یہانتک کہ جب اس کام سے فراغت پائی رسّیان جو صندوق مین بندہی تہین ہلادین۔ اودہر جہاز والونکو خبر ہوئی اونہون نے صندوق نکال لیا۔ اب یہہ تینون شخص صندوق سے باہر آے۔ سکندر جب کنارہ پر

پہونچا لوہارونکو بلاکر وہ تصویرین جو پانی کے اندر خود اوسنے اور اوسکے ساتھی مصورون نے کھینچی تہین دکھلائین اور حکم دیا کہ اسی طرح کے پتلے لوہے اور سیسہ کے تیار کرو۔ لوہارون نے حسب حکم شاہ اسکندر چند روز مین پتلے تیار کیئے اور بادشاہ کو خبر دی۔ سکندر نے وہ پتلے دریا کے کنارہ کنارہ دور تک پہیلا کر نصب کر دئے اور مزدورون و معمارونکو حکم دیا کہ اپنے اپنے کام مین مصروف ہون۔ دن بہر کام ہوتا رہا۔ رات خیریت سے گذری۔ صبح اوٹھکر دیکہا تو اوس شب کو کوئی نقصان نہوا تہا جسقدر شام تک عمارت تیار ہوئی تہی سب باقی رہی۔ معلوم ہوا کہ یہی جانور دریائی رات کو دریا سے نکلکر کہود ڈالتے تہے۔ آج اپنے ہمشکل پتلے دیکہکر ڈرے اور دیوارون و عمارت کے پاس تک نہ آئے بلکہ اوسدن سے پہر کوئی نقصان کسی تعمیر کا شہر مین نہوا۔ اب کیا تہا روز بروز عمارت کی ترقی ہوتی رہی اور نفیس مکانات و سنگین محلات بنتے رہے۔ جب ہر طرح شہر بنکر پورا ہو گیا اسکندر نے حکم دیا کہ اس شہر کے دروازہ پر عبارت ذیل لکہدو۔

هذه الاسكندرية اردت ان ابنيها على الفلاح والنجاح واليمن والسعادة والسرور والثبات فى الدهور۔ ولم يرد البارى عز وجل ملك السموات والارض ومفنى الامم ان نبنيها كذلك فبنيتها و احكمت بنيانها وشيدت سورها۔ واتانى الله من كل شئ علما وحكما وسهل لى وجوه الاسباب فلم يتعذر على فى العالم شئ مما اردته۔ ولا امتنع عنى شئ مما طلبته۔ لطفا من الله عز و جل وصنعا بى وصلاحا لى ولعباده من اهل عصرى۔ والحمد لله رب العلمين لا اله الا الله رب كل شئ۔ ترجمہ۔ یہ شہر اسکندریہ مین نے چاہا تہا کہ اوس

ساعت سعید مین تعمیر ہو جس سے ہمیشہ حوادث ایام سے محفوظ و آفات زمانہ سے مصئون رہی اسکے باشندے خوشی و شادمانی کے ساتھہ اپنے دن گذارین اور برکت۔ سعادت۔ سرور عیش اونکے ساتھہ رہے۔ یہہ شہر ایسا سنگین و پختہ تعمیر ہو کہ مدت مدید اور زمانہ دراز تک قائم رہے مگر میرے ارادہ اور خواہش سے کیا ہوتا ہے خداے عز و جل۔ آسمان و زمین کے بادشاہ استونکے فنا کرنے والے۔ دنیا کے نیست و نابود کرنیوالے نے نہ چاہا کہ مین اسکو اس استحکام کے ساتھہ بنا سکون۔ تاہم اپنے مقدور اور طاقت بھر اسکی پختگی اور سنگینی عمارت اور مضبوطی فصیل شہر مین کوتاہی نہین کی اور خداے کریم و رحیم نے اپنی رحمت کاملہ سے مجھکو میرے اس کام مین ہر طرح آسانی و سہولت عطا فرمائی۔ ہر امر کے اجرا کے اسباب باحسن وجوہ و شائستہ طور سے ظہور پذیر ہوے۔ جو کچھہ مین نے چاہا اوسکی مہربانی سے میسر ہوا۔ اور یہہ اوسکے لطف و مرحمت کے میرے اور اوسکے بندونکے حال پر ہونیکا ثمرہ ہی کہ مجھکو اس شہر کی تعمیر مین کسی قسم کی دقت اور مشکل پیش نہ آئی اور سب تعریف خداے توانا پروردگار عالم کو سزاوار ہے۔

اسکے بعد اسکندر نے وقائع آیندہ اور حوادث جو کچھہ اس شہر مین گذرنیوالے ہونگے اور آبادی اور ویرانی اس شہر کی تا بقاے عالم جیسا کچھہ آفات و مصائب اس کو پیش آوینگے قواعد نجوم سے دریافت کر کے سب کچھہ لکھدیا۔

شہر اسکندریہ کی بنا عجیب طرز پر تھی اور عجب صنعت و لیاقت سے کام لیا تھا کہ دیکھنے والونکی عقل دنگ ہوتی تھی۔ اس شہر کو چند طبقہ پر تعمیر کیا تھا۔ سب کے نیچے پختہ اور سنگین پل باندہا۔ زمین کے اندر سڑکین نکالکر سڑکین اور گلیان نہایت خوشنمائی اور صفائی سے بنائی تھین کہ نظر باریک مین جنکی عمدگی اور نزاکت پر فریفتہ تھی۔ نیچے کے درجو نمین

اسقدر بلندی اور وسعت تہی کہ انسان گہوڑے پر سوار ہوکر ہاتہہ مین نیزہ لیلے ویسے سرنگون اور تہ خانون کے اندر ہوکر تمام شہر مین پہرآوے۔ پلون اور گلی کوچونکی سیر کرے کوئی مقام تنگ و کوتاہ اوسکو نہ ملیگا جہان وہ گذر نہ سکے۔ ہر جگہہ روشنی اور ہوا کیواسطے روشندان تہے جنکے ذریعہ سے باہر بہتیر دونون جگہہ روشنی اور ہوا کا ایک عالم تہا۔

شہر کے مکانات چونکہ سنگ رخام اور سنگ مرمر کے بنے تہے رات کو خود بخود اون مین اسقدر چمک دمک ہوتی تہی کہ چراغ کی ضرورت نہ پڑتی۔ بلا تکلف نیچے طبقہ والے سب کام کرسکتے تہے۔ بازارونکی سڑکین پختہ۔ گلی کوچہ صاف وشفاف۔ شارع عام اور دیگر گلی کوچے مسقف پانی برسے خواہ ہوا چلے یا دہوپ ہو۔ ہر موسم وفصل مین گرمی وسردی سے حفاظت ہو۔ لوگونکو بازار جانا۔ سودا سلف کرنا اور گہر مین بیٹہا رہنا یکسان تہا۔ اپنے گہر مین سایہ مین بیٹہے ہین بازار گئے سایہ سایہ مین چلے گئے اور اسی طرح اپنے گہر واپس آگئے۔

شہر کے گرد سات دیوارین شہر پناہ کے طور پر بنائی تہین جو مختلف رنگا رنگ خوشنما پتہرونسے بنی تہین۔ ایک دیوار سے دوسری دیوار تک فاصلہ یہ تہا کہ دونونکے درمیان خندق حائل تہی۔ اکثر مقامات پر سبز حریر کے ٹکڑے آویزان تہے تاکہ شدت سفیدی عمارات سے اور چمک دمک پتہرون سے دیکہنے والے کی نگاہ کو ضرر نہ پہونچے۔

جب شہر کی عمارت ختم ہوگئی اور لوگ آباد ہونے لگے۔ دریائی بلا و آسیب اور جانور موذی نے شہر والونکو سخت نقصان پہونچا۔ رات کو آرام سے سوے۔ صبح روتے ہوے اوٹہے کوئی کہتا۔ رات کو میرے لڑکے کو کوئی لیگیا۔ کوئی کہتا ہے میرا باپ بوڑہا ضعیف کہو گیا کوئی فریاد کرتا۔ لوگو مین تو لٹ گیا میرا گہر برباد ہوگیا۔ میری مونس جان۔ راحت روح روان اہلیہ کو معلوم نہین پریان اوڑا لے گئین۔ یا جن۔ خدا جانے زمین مین سما گئی

یا آسمان پر اوڑ گئی۔ علیٰ ہٰذا القیاس ہر روز صبح کو ایک عجب ہنگامہ اور کہرام برپا ہوتا۔ اسکندر نے جب یہ حال دیکہا بہت گہبرایا اور خیال کیا کہ یہ شہر اس طرح کیسے آباد رہسکتا ہے کون اپنی جان دینے آویگا۔ جو لوگ آکر بسے ہین وہ بہی رفتہ رفتہ لقمۂ نہنگ اجل ہو نگے باقی ماندہ جان لیکر بہاگ جاوینگے۔ آخر کار وزراے باتدبیر و حکماے روشن ضمیر کی راے سے طلسمات بناے گئے۔ ستونونپر کچہہ صورتین بنا کر نصب کین جنکو مسال کہتے تہے۔ یہ اسوقت تک باقی ہین یہ طلسمی اشکال سروکے درخت کی صورت پر تہین۔ طول اونکا اسّی گز کا تہا۔ ستون تانبے کے تہے اون ستونونکے نیچے مختلف صورتین اور شکلین بنائی گئین اور کچہہ عبارتین بہی اونپر لکہہ دین۔

ان طلسمات کی بنا قواعد نجوم پر تہی اور قرب و بعد درجات فلکی کا لحاظ کرکے بنایا تہا۔ بانیان طلسم کے نزدیک وقت معہود اور مدت معلوم تخمیناً چہہ سو برس گذرنے پر ان طلسمات کے پورے فوائد ظاہر ہوتے ہین اور بہت سے امور جن سے لوگونکو فائدہ ہو اور وہ آسیب بلاؤنسے محفوظ رہین ان طلسمات کے ذریعہ سے ظہور پذیر ہوتے ہین۔ ان ترکیبونسے اہل شہر محفوظ و مامون ہوے اور پہر کسیکو کوئی صدمہ نہ پہونچا۔

منارہ اسکندریہ کے بانی مین اختلاف ہی۔ بعضونکے نزدیک تو اسکندر بن فیلقوس نے بناے شہر سے فارغ ہوکر منارہ بنایا ہے اور بعضونکا قول ہے کہ اس منارہ کو سکندر کے بعد ایک ملکہ نے بنایا ہے۔ اس منارہ سے اسکندریہ پر آنیوالے دشمن کو دور سے دیکہہ سکتے ہین۔ اسی غرض سے یہہ منارہ تعمیر کیا گیا تہا۔

بعض کا قول ہے کہ بادشاہان مصر مین سے دسوان بادشاہ اس منارہ کا بنانیوالا ہے اور بعض مؤرخین کہتے ہین کہ جسنے مدینہ رومیہ بنایا وہی شہر اسکندریہ اور اس منارہ کا بانی ہی

چونکہ سکندر نے تمام روئے زمین پر قبضہ کرلیا تھا اور سب ملک اوسکی تحت حکومت مین آگئے تھے اسکندریہ سکندر کے نام سے مشہور ہوگیا۔ یہ لوگ اپنے اس دعوے کے ثبوت مین بہت کچھ اخبار وحالات نقل کرتے ہین۔

سکندر کے زمانہ مین کبھی کوئی بادشاہ براہ دریا اس شہر پر نہین آیا اور نہ اس کا سکندر کو خوف تھا تاکہ وہ دشمن کے خیال سے منارہ بنواتا۔ اس سے معلوم ہوتا ہے کہ منارہ اسکندر کے بعد کسی دوسرے بادشاہ نے بنایا ہے۔ یہ منارہ پانی کے اندر ہے اس منارہ پر شیشہ کی ایک کرسی ہے اور اوسپر ایک صورت بشکل کیکڑا بنی ہے۔ اوسپر اور بھی مورتین تانبے وغیرہ کی بنی ہوئی ہین۔ اونمین سے ایک صورت بشکل انسان ہے جو داہنے ہاتھ کی انگشت شہادت سے آفتاب کے جانب اشارہ کررہی ہے۔ آفتاب جس رخ ہو۔ افق مین ہو خواہ بلندی پر۔ اوس پتلی کا اشارہ اوسی طرف ہوتا ہے۔ جب آفتاب بلند ہوتا ہے اونگلی کا اشارہ اوسکی جانب ہوتا ہے اور جب سورج مغرب کیجانب جھک جاتا ہے وہ اونگلی بھی اوسکی طرف ہوجاتی ہے اور ہر حالت مین اونگلی کو حرکت ہوتی ہے۔

ایک دوسری پتلی بھی اوسی منارہ پر قائم ہے اور اپنے ہاتھ سے دریا کیجانب اشارہ کررہی ہے جب غنیم ایک رات کی مسافت پر ہو تو وہ پتلی دریا کیطرف اشارہ کرتی ہے اور جب دشمن منارہ کے اسقدر قریب ہوجاوے کہ اوس پتلی پر نگاہ پڑے تو اوسوقت اوس مورت سے ایک ایسی خوفناک اور بلند آواز پیدا ہوتی ہے کہ جو دو تین میل کے فاصلہ سے ہر شخص سن سکتا ہے۔ اوس آواز سے اہل اسکندریہ ہوشیار ہوجاتے ہین کہ کوئی اونکا مخالف آگیا اور وہ خود اپنی آنکھ سے اپنے دشمن کو دیکھ لیتے اور اوسکا تدارک کرلیتے ہین۔

ایک اور تصویر بھی ہے۔ رات دن کے ہر گھنٹہ کے بعد اوس تصویر سے آواز آتی ہے

گویا وہ ایک کلاک ہے اور لطف یہہ کہ ہر گھنٹہ پر آواز جداگانہ۔ خوش آیند اور مرغوب و سریلی ہوتی ہے کہ بلا تکلف سننے والا پہچان سکتا ہے کہ اب فلان گھنٹہ بجا۔

نقل ہے کہ عہد خلافت ولید بن عبدالملک بن مروان مین شاہ روم نے اپنے ایک خاص مصاحب کو کسی سرحدی مقام پر روانہ کیا۔ وہ شخص عقیل و صاحب رائے و تدبیر تہا۔ بڑی شان و شوکت کے ساتہہ چند خدمتگار ہمراہ لیکر روم سے نکلا اور ولید کے پاس آیا اور کہا۔ مین سلطان روم کا مصاحب خاص ہون۔ کسی امر پر بادشاہ مجھسے بدظن ہوگیا ہے اور دشمنون اور مفسدونکی دراندازی اور فتنہ پردازی سے میری جانب سے اوسکا خیال بدل گیا ہی افترا پردازون نے میری شکایت بی اصل و غیر واجبی سے اسدرجہ اوسکے کان بہر دئے ہین کہ اوسنے بلا تحقیق میرے مار ڈالنے کا قصد کر لیا۔ اب مین اپنی جان لیکر آپکے پاس آیا ہون اور دین اسلام اختیار کرنا چاہتا ہون۔ یہہ کہکر وہ شخص ولید کے ہاتہہ پر مسلمان ہوگیا اور ولید کے پاس رتبہ و عزت سے رہنے لگا یہانتک کہ ولید کے دل مین اوسنے جگہہ کر لی کچھہ دن بعد اوسنے ولید کو ایک کتاب دکہائی جسمین خزانے۔ دفینے اور جواہرات کا ذکر تہا اور ہر ایک خزانہ کی کیفیت بشرح و مفصل و مقام دفن اور ذکر تہ خانہ وغیرہ کا بخوبی درج تہا۔ ولید اس کتاب کو دیکھکر حرص مال و جواہرات مین مبتلا ہوکر بیخود ہوگیا۔ مصاحب سے اوسکی کیفیت پوچھی اور خزانہ ملنے کی سبیل نکالنے اور اسکے متعلق مناسب تجویز پیدا کرنے کی خواہش کی۔ مصاحب نے کہا۔ منارہ اسکندریہ کے نیچے تمام روئے زمین کے مال اور خزانے و دفینے موجود ہین کیونکہ سکندر نے جسقدر مال و جواہرات شداد بن عاد کے جو بیشمار تھے پائے اور علاوہ اسکے سلاطین مصر و شام کی دولت جو کچھہ سکندر کے ہاتہہ آئی سب کی سب اس زمین کے نیچے جہان اب منارہ ہے بڑے بڑے تہ خانے سرداب۔ عمارتین پختہ و نفیس

اور گنبددار زمین کے اندر پوشیدہ بنواکر رکھدئے اور اون سب پر ایک منارہ بلند بنوا دیا
جسکا ارتفاع زمین سے ہزار گز ہے۔ پھر ایک بڑا آئینہ اس منارہ کی چوٹی پر نصب کیا اور بہت سے
پتلے اوسکے گرد بٹھادئے۔ آئینہ مین سمندر کے پانی کا عکس کچھہ اس انداز سے پڑتا ہی کہ دوسرے
آئینوالے کیصورت و عکس نمودار ہوجاتا ہے اور اوس آئینہ سے پتلونپر وہ عکس پڑتا ہی بس
اس عکس کے پڑتے ہی شور و غل پیدا ہوجاتاہے اور کچھہ عَلَم اور جھنڈے بھی آئینہ کے گرد ہین
جو اسوقت بلند ہوکر اہل شہر کو اونکے دشمن کی آمد کی خبر دیتے ہین جس سے اہل شہر خبر دار ہوکر
دشمن کے دفع کرنیکی کوشش کرلیتے ہین اسلئے کوئی غیر شخص وہان آج تک نہین پہونچا۔
مصاحب نے کچھہ اس گرماگرمی سے اوس منارہ کی تعریف اور خزانونکا ذکر کیا کہ ولید نادیدہ
مشتاق و شیدا ہوا۔ بلا غور و فکر اور انجام کار کو سوچے سمجھے اپنا لشکر اور اپنے معتمد مصاحب
و خدام اوسکے ساتھہ کرکے اسکندریہ بھیج دیا تاکہ منارہ کھودکر زر و جواہرات جو کچھہ وہان دفن
ہے ولید کے پاس لے آوین۔
مصاحب سلطان روم ان سب کو لیکر اسکندریہ پہونچ گیا۔ ولید کے حکم سے کون انکار
کرسکتا تھا منارہ کھدنا شروع ہوا۔ اہل اسکندریہ نے بہت کچھہ غل و شور مچایا اور گرد و نواح
کے لوگ بھی جمع ہوگئے مگر وہ ایک بھی نہ مانا۔ آخر نصف منارہ گرادیا گیا۔ اب اہل اسکندریہ
و دیگر شہر کے معززین اشخاص نے جمع ہوکر مشورہ کیا کہ ولید کو دھوکا دیکر یہہ منارہ جو قدیم عمارت
و یادگار سلاطین دہر مین سے ہی کھودکر برباد کیا جاتا ہے چلو ولید کو سمجھادین اور اوسکو اس
کام سے باز رکھین۔ ادہر تو وہ لوگ اس ارادہ پر پختہ ہوے اور اودہر مصاحب سلطان روم
جو اپنا کام کرہی چکا تھا اور اوسکا مقصد بھی یہی تھا کہ کسیطرح منارہ گرادیا جاے اور اس کے
اوپر جو کچھہ اسرار طلسمی ہین سب باطل ہوجاوین سوچا کہ اگر ولید اس حال سے واقف ہوگیا

تو مجھکو ہلاک کر ڈالیگا اسواسطے وہ ایک جہاز پر جسکو پیشتر سے تیار کر رکھا تھا سوار ہوا اور رات کو کسیطرف چل دیا۔ منارہ جسقدر کچھ دنیسے باقی بچا تھا وہ رہگیا اور اب تک یعنی سنہ ۳۳۲ھ تک اسی ہیئت پر ہے۔ منارہ کے گرد اقسام و انواع کے جواہرات و قیمتی پتھر پانی مین غرق ہین جنکو غوطہ خور نکال لیتے ہین اور وہ پتھر مہرونکے نگینونکے کام آتے ہین۔

مشہور ہے کہ اسکندر نے اس مقام پر ایک خاص کمرہ نشست کا بنایا تھا۔ اوسمین سامان شراب نوشی کا رہتا تھا جب وہ مرگیا اوسکی والدہ نے وہ سارا سامان بادہ نوشی توڑ کر دریامین ڈال دیا۔ اوسمین ظروف کے یہہ ٹکڑے ابتک غوطہ خور نکال لیتے ہین جو نفیس قیمتی زیورات مین کام آتے ہین۔ بعضونکا یہ قول ہے کہ اسکندر نے انواع و اقسام کے جواہرات اس منارہ کے گرد ڈال دئے تھے تاکہ لوگ ہمیشہ جواہرات کی تلاش مین غوطہ زنی کرتے رہین اور انکی طلب و جستجو مین منارہ کے گرد مخلوق کا ایک اژدحام بنا رہے۔ کیونکہ جواہرات ہر دل عزیز ہین اور ہر شخص کو انکی خواہش و طلب رہتی ہے۔ دریامین رہان خواہ مشکل ہین۔ لوگ اسکی خواہش مین اپنی عمر عزیز کا گرانمایہ حصہ صرف کردیتے ہین اور اسی چاہ مین جانین ڈبوتے ہین اسی حیلہ سے یہ مقام ہمیشہ لوگونسے آباد رہیگا۔ منارہ کے گرد از قسم جواہرات ایک قسم کا پتھر ہے کہ اکثر مصنوعی جواہرات اسی سے تراش کر بنائے جاتے ہین اور اسی سے انگوٹھیون اور مہرونکے نگینے بناتے ہین۔ بالخصوص ایک ایسا جسمین سرخ و زرد رنگ کی جھلک نظر آتی ہے اور ساعت بساعت رنگ برنگ کی اشکال پیدا ہوتی ہین اسی جواہر سے جو منارہ کے گرد دستیاب ہوتے ہین بنایا جاتا ہے اس قسم کے پتھر مین جملہ اقسام رنگ کا نظر آنا بعینہ ایسا ہی ہے جیسا کہ طاؤس کے سینہ کی پرونمین سرخ۔ زرد۔ کاسنی۔ سنہری وغیرہ رنگ نظر آتے ہین۔ بلکہ غور کرنے اور نگاہ تامل سے دیکھنے مین بیشمار رنگ معلوم ہوتے ہین جنکا نام بھی علیحدہ علیحدہ رکھنا دشوار ہے۔ خصوصًا جو بات

ہندوستان کے طاؤس نرین ہے اور جسقدر پر اسکے سینہ اور بازو اور دم کے خوشنما رنگین ہین
دوسرے ملک کے طاؤس مین نہین - ہندوستانسے جو مور دوسرے ملک مین جاتا ہے اور
وہان اوسکی نسل سے جو اور طاؤس پیدا ہوتے ہین وہ قد و قامت مین اور رنگ مین ہندوستانی
طاؤس سے بہت متمائز ہوتے ہین - وہ قد مین بہی چہوٹے ہوتے ہین اور اسقدر رنگین پر اور
بازو اور دم بہی نہین ہوتی - صرف نام کے مور ہوتے ہین جو ہندوستانی مور سے کسیقدر مشابہ
ہوتے ہین - یہ فرق آب وہوا اور زمین کی تاثیر کا ہے - اسکی مثال بالکل اس طرح ہے کہ
ہندوستان سے نارنگی اور ترنج لیجا کر ۳۰۰ھ کے بعد ملک عمان مین بوئی گئین - یہ چیزین وہان
ہوگئین - پہر عمان سے بصرہ - عراق - شام - طرسوس - وغیرہ دیگر ممالک مین انکی پودے گئے
یہانتک کہ طرسوس اور بلاد شام مین کثرت سے نارنگی و ترنج کے درخت باغات مین بلکہ گہرون مین
بہی ہوگئے - علی ہذا القیاس انطاکیہ - فلسطین - مصر وغیرہ مین بہی نارنگی پیدا ہوتی ہے مگر
یہہ رنگ و خوشبو کہان صرف نام کی نارنگی ہے - نہ وہ رنگ خوشنما ہے نہ وہ خوشبو روح فزا ہی
یہہ فرق بہی آب وہوا اور زمین کا ہے - ورنہ تخم وہی درخت وہی -

اور بعض کا قول ہے کہ بعد اسکندر رومی کے جبکہ ملوک مصر نے اسکندریہ پر چڑہائی کی
اوس زمانہ مین جو بادشاہ اسکندریہ کا تہا اوسنے منارہ پر آئینہ نصب کیا تاکہ دشمن آنیوالا
دور سے نظر آوے اور اہل شہر اوسکی آمد سے مطلع ہوجاوین منجملہ صنعت اس منارہ کے
یہہ عجیب بات ہے کہ جو شخص ناواقف اس منارہ کے پاس جانا چاہے راہ بہول جاوے
کچہہ اس انداز کے راستے اور دروازے بکثرت مین اور راہین پیچدار بہول بہلیان بنائی ہین
کہ اجنبی شخص وہان جاکر نکل نہین سکتا ہے -

منقول ہے کہ عہد خلافت خلیفہ مقتدر باللہ مین ملک مغرب کا بادشاہ اسکندریہ مین آیا

اوسکے ہمراہ فوج بہی تہی فوجی اشخاص کی ایک جماعت گہوڑونپر سوار اس منارہ کی سیر کو گئی۔ کوئی اونکے ساتھہ رہبر نہ تہا۔ آخروہ سب کے سب بہت بہٹکتے پہرے۔ کبہی دریامین پہونچ گئے کبہی اندر ہی اندر تہ خانونمین ٹہوکرین کہاتے رہے۔ بالاخر بدقت تمام راہ ملی اور واپس آئے پہربہی اونمین سے کچہہ لوگ گم ہوگئے جنکا پتہ تک نہ لگا کہ کہان گئے۔ (مسعودی)

یہہ شہر اسکندریہ ساحل بحر قلزم پر آباد اور صوبہ مصر مین ہے۔ ۲۱ھ مین بعد فتح قلعہ فسطاط جناب عمرو بن العاص رض اس نواح مین ٹہیرے اور جناب فاروق اعظم کو اطلاع دی کہ فسطاط قلمرو اسلام مین داخل ہوگیا اب آگے اگر اجازت ہو تو اسکندریہ کیطرف بڑہین۔ دربار خلافت سے اجازت ملتے ہی حضرت عمرو بن العاص رض نے غازیان اسلام کو لیکر اسکندریہ کا قصد کیا اور حدود اسکندریہ مین پہونچکر مقوقس والی اسکندریہ کو پیغام جنگ بہیجا اور اسلام لانے یا جزیہ دینے پر مجبور کیا۔ تین ماہ کامل اسکندریہ کا محاصرہ رہا بعدہٗ جنگ سے اسکندریہ فتح ہوا۔ بعد فتح اسکندریہ مقوقس والی اسکندریہ نے بارہ ہزار دینار سالانہ پر صلح کر لی اور یہ رقم دارالخلافت مین پہونچتی رہی تا آنکہ ۲۵ھ عہد خلافت جناب عثمان رض مین نقض عہد کیا۔

ایک روایت مین ہے کہ عمرو بن العاص رض نے جنگ اسکندریہ کی اجازت لیکر مصر پر خارجہ بن حذافہ بن غانم کو حاکم کیا اور خود اسکندریہ کے عازم ہوے۔ اہل روم اور قبط نے لشکر بیشمار جمع کر کے قصد کیا کہ مسلمانونسے فسطاط ہی پر مقابلہ ہو۔ اونکو آگے نہ بڑہنے دین۔ ادہر سے اہل اسلام اودہر سے کفار چل چکے تہے جو بمقام کریون مقابلہ ہوگیا۔ کفار کیطرف اہل سخا۔ بلہیت۔ سلطیس وغیرہ دیگر اقوام تہین۔ اس جنگ مین کفار مغلوب ہوکر بہاگے اور لشکر اسلام سکندریہ تک پہونچ گیا۔ مقوقس اور قبطی قوم اب جنگ سے گریزان اور صلح کیجانب مائل تہی مگر روم کے اوبہارنیسے لڑائی پر مجبور رہوئی۔ اہل اسکندریہ نے یہ کارروائی کی کہ تمام شہر کی عورتون کو

فوجی وردی اور ہتہیاروں سے آراستہ کرکے فصیل شہر پر کہڑا کر دیا۔ اون عورتونکا منہ شہر کے جانب تہا اور پشت باہر کیطرف اہل اسلام کے مقابل اور مرد مسلح مسلمانونکی طرف منہ کرکے صف بستہ کہڑے ہوے۔ غرض اونکی یہ تہی کہ مسلمان کثرت فوج ولشکر دیکہکر ڈر جاوین مگر اہل اسلام اونکی گیدڑ بہبکی سے کب ڈرنیوالے تہے اور اونکے اس ظاہری رعب وداب کی پرواہ کسکو تہی انکی یہہ حرکت پہچان گئے اور حضرت عمرو بن العاص نے کہلا بہیجا۔ واہ۔ اچہا تماشا دکہلایا ہم خوب پہچان گئے اور تمہاری بہدی کارروائی جان گئے۔ ہم پر کثرت لشکر وافواج سے غلبہ پانا یہہ ممکن نہین۔ کیا تمنے ہرقل کی اور ہماری جنگ نہین دیکہی اور اوسکا انجام کار کیا بہول گئے۔ مقوقس نے یہہ تقریر سنکر اپنی قوم سے کہا۔ دیکہو ان لوگونسے نہ لڑو۔ ہمارا بادشاہ انکے مقابلہ مین سرخ رو نہ ہوا اپنا دار السلطنت چہوڑکر قسطنطنیہ مین بہاگ گیا مگر اوسکی فوج نے نہ مانا اور لڑی۔ بالآخر تین ماہ کے محاصرہ کے بعد مسلمانون نے تلوار کے زور سے اسکندریہ پر اپنا قبضہ کرلیا ملک انہین لوگونکے قبضہ مین رکہکر سالانہ جزیہ مقرر کردیا۔ (فتوح البلدان علامہ بلاذریؒ)

نقض وفتح اسکندریہ

جسوقت ہرقل نے اسکندریہ چہوڑکر قسطنطنیہ مین اقامت کی مسلمانون نے اسکندریہ پر بہی قبضہ کرلیا تہا۔ رومی اس امر سے سخت ناخوش تہے اور اونکو خیال تہا کہ اب مسلمان قابض ومتصرف ہوگئے ہمارے ملک وحکومت انکے پاس گئی اب یہہ ہمکو نہ رہنے دینگے۔ اسکندریہ اپنے ہاتہ مین نہین مسلمان اوسکے حاکم ہین۔ رفتہ رفتہ یہ ایک ایک کو نکال باہر کرینگے۔ مال سے وہ لوگ ہرقل کے تابع تہے اور اوسکو اپنا بادشاہ جانتے تہے۔ وہ پردہ خط وکتابت بہی

رکہتے تہے اور یہہ درخواست کی تہی کہ اگر بادشاہ ہماری مدد کو لشکر بہیجے تو ہم مسلمانونکے معاہدہ کو توڑ کر اونسے لڑین اور سب کو اسکندریہ سے نکال دین تاکہ دوبارہ ہماری حکومت قایم ہوجاوے

۲۵ھ سنہ میں ہرقل نے اہل اسکندریہ کی خواہش کے بموجب ایک لشکر بسرداری منویل اسکندریہ کی جانب روانہ کیا۔ یہ لشکر مع اپنے سردار کے ساحل اسکندریہ پر مقیم ہوا۔ رومی لوگ جسقدر اسکندریہ مین رہتے تہے سب کے سب اس لشکر سے مل گئے اور لڑنے اور مرنے تک ساتہہ دینے کا حتمی وعدہ کیا مگر مقوقس نے ساتہہ نہ دیا اپنی صلح پر قایم رہا اور منویل خصی کو اسکندریہ کے اندر داخل ہونے دیا۔

جب رومی لشکر کا قابو نہ چلا مجبور مصر کی جانب رخ کیا مصر مین حضرت عمرو بن العاصؓ کو یہ خبر پہونچی پہلا امان جار و غازیان شجاعت آثار سے لشکر آراستہ کرکے دشمنان خدا کو آگہیرا اور رومی لشکر کو روکا۔ دونون لشکرونمین سخت لڑائی ہوئی۔ لشکر کفار ناہنجار تاب مقابلہ شمشیر غازیان شیر شکار نہ لا سکا میدان جنگ چہوڑ لڑائی سے منہ موڑ۔ اولٹے سیدہے۔ گرتے پڑتے۔ ہزیمت خوردہ شکستہ دل۔ باچشم پُرآب و آہ پر درد بہاگا۔ فوج اسلام نے تعاقب کیا۔ وہ لوگ تو بدحواس تہی ہی اولٹے اسکندریہ ہی کی جانب پہرے۔ عمرو بن العاص اپنا لشکر لئے کُشتونکے پشتے باندہتے ہوے اسکندریہ تک جا پہونچے۔ یہان آنے پر پہر ایک بار مقابلہ ہوا مگر کیا ہوتا ہی فوج کا قدم تو پہلے ہی اوکہڑ گیا تہا ہیبت وخوف اہل اسلام اونکے دلونپر طاری تہا دوبارہ کون اٹہتا سردار لشکر کے ہمت دلانیسے دو چار قدم آگے بڑہے مگر جب مار پڑنے لگی پہر پیچہے بہاگے عین گرمی جنگ مین رومیونکے بیشمار سپاہی کام آئے اور اونکا سپہ سالار منویل خصی جان سے مارا گیا۔ اب کیا ہوتا ہے بے سردار فوج کب لڑ سکتی ہے۔ باقیماندہ فوج نے امان مانگی اور مسلمانونکی فتح ہوئی۔

لڑائی ختم ہونیکے بعد اہل اسکندریہ نے جو اپنی صلح و عہد پر قائم رہے یہہ درخواست پیش کی کہ منویل خصی نے ہم لوگون پر بڑے بڑے ظلم کئے ۔ جب اپنی فوج لیکر یہانسے مصر کو روانہ ہوا ہمارے مال و اسباب نقد و جنس بہت کچہہ جبراً چہین لیگیا ہم لوگ تو آپکے عہد و ذمہ مین ہین ۔ آپسے لڑے ہی نہین ۔ رومی آپکے مخالف تہے جنہون نے اپنے بدکردار کی سزا پائی ہم سے کچہہ تعرض نہ کیا جاے ۔ عمرو بن العاص نے ان لوگونسے شہادتین طلب کین ۔ جس جسنے اپنے اپنے مال و اسباب کو پہچانا اور شہادت سے ثابت کر دیا عمرو بن العاص رض نے اوسکو فوراً واپس کر دیا اور شہر پناہ منہدم کرکے مصر کو واپس آے ۔

اسی سال مین سعد بن ابی وقاص رض کو خبر پہونچی کہ اہل رے بدنیت ہو گئے ۔ عہد توڑنے والے ہین صلح چہوڑ کر آمادہ فتنہ و فساد ہین ۔ آپنے ایک دستہ فوج بہیجکر رے والونکی قرار واقعی گوشمالی کی ۔ وہ لوگ راہ پر آ گئے ۔ بعد ازان ملک دیلم فتح کرکے کوفہ مین واپس آے ۔

عزل سعد رض و ولایت ولید بن عقبہ

اسی سال مین جناب عثمان رض نے سعد بن ابی وقاص کو حکومت کوفہ سے معزول فرمایا اور بجاے اونکے ولید بن عقبہ بن ابی معیط کو حاکم کوفہ کرکے بہیجا ۔ ابی معیط کا نام اَبان بن ابی عمرو ہے اور ابو عمرو کا نام ذکوان بن اُمیہ ہے اور امیہ عبد شمس کا بیٹا ہے ۔ ولید جناب عثمان رض کا بہائی ہے ۔ دونون کی مان ایک ہے ۔ انکی مان کا نام اروی بنت کریز اور اروی کی مان بیضا بنت عبد المطلب تہی ۔ سبب معزولی حضرت سعد رض اس طرح بیان کرتے ہین کہ حضرت سعد رض نے عبد اللہ بن مسعود رض کی معرفت بیت المال سے روپیہ قرض لیا تہا ۔ جب ابن مسعود رض نے تقاضا کیا یہہ ادا نہ کر سکے ۔ ڈہیل ڈہال کرتے رہے ۔ وعدہ پر وعدے ہوا کئے آخر القرض مقراض المحبۃ

قرض محبت کی قینچی ہے۔ دونون مین نوبت سخت کلامی کی پہونچی حضرت سعدنے کہا مین جانتا ہون کہ تم نقصان اوٹھاؤگے اور میرے ہاتھ سے زک پاؤگے تم وہی ابن مسعود ہو نہ ہذیل کے غلام۔ ابن مسعودؓ نے جواب دیا۔ ہان۔ خدا کی قسم مین وہی ابن مسعود ہون مگر تم ابن حُمینہ ہو۔ (شائد ان کی ماں کا نام ہے)۔

ہاشم بن عتبہ بن ابی وقاص سعدؓ کے چچا اسوقت موجود تھے۔ ان دونو نکی حجت وتکرار وسخت کلامی دیکھکر نصیحۃً کہنے لگے۔ تم دونون جناب رسول خدا کے صحابی جلیل القدر۔ عالی مرتبہ۔ اسطرح لڑتے ہو۔ لوگ تمکو دیکھینگے توکیا کہینگے۔ سعد بن ابی وقاصؓ چونکہ تیز مزاج تھے۔ غصہ اونکو جلد آجاتا تھا فوراً بگڑ گئے۔ لگے ہاتھ اوٹھاکر بد دعا دینے۔ "اے خدای قہار۔ زمین وآسمان کے مالک وسردار" بس اتنا ہی کہا تھا کہ عبداللہ بن مسعودؓ نے روک دیا اور کہا خبردار۔ اب آگے اسکے بھلی بات کہنا بُری بات میرے حق مین نہ نکالنا۔ حضرت سعدؓ نے کہا خدا کی قسم اگراس وقت خوف خدا مجھکو نہ آجاتا تو اے ابن مسعود۔ تمپر ایسی بد دعا کرتا کہ کبھی خطا نہ کرتی اور تیر سی تمہارے لگتی۔

عبداللہ بن مسعودؓ اسوقت غصہ ضبط کرکے یہانسے چلے گئے۔ پھر حضرت عبداللہ بن مسعود نے چند اشخاص مقرر کئے کہ جبراً سعدؓ سے روپیہ وصول کرین۔ سعدؓ نے باستعانت دیگر صحابہ پھر مہلت مانگی۔ اوسدن سے دونون مین رنج پڑ گیا۔ اسکا یہ نتیجہ ہوا کہ ایک دوسرے کو بُرائی کے ساتھہ یاد کرتا تھا۔ کچھ لوگ عبداللہ بن مسعود کی طرف تھے اور کچھ سعدؓ کی جانب۔ ایک فریق دوسرے پر لعن وطعن کرتا تھا۔ اسی بنا پر حضرت عبداللہ ابن مسعود اور جناب سعد بن ابی وقاص رضی اللہ تعالےٰ عنہم کے طرفدارون مین باہم عداوت وکدورت پیدا ہوگئی۔ جب دونون سردارون مین رنجش پیدا ہوئی دونون کے طرفدار بھی باہم رنج رکھنے لگے۔

بر ذعہ شہر قبیلہ جسکو خزربی کہتے تھے آباد کیے۔

سد اللبن۔ باب اللان۔ لبسارے ادسد اللبن پر تین سو سا ٹھہ شہر آباد کیے اور ان شہرون
قوم سیاسجہ کو آباد کیا۔ بعد شاہ قباد کے نوشیروان اوسکی جگہہ تخت نشین ہوا۔ اوسنے جسقدر
ملک ارمینیہ کا رم کے قبضہ مین تہا لڑکر فتح کیا اور شہر دبیل آباد کرکے اوسمین قلعہ سنگین تعمیر کراکر
سامان جنگ سے آراستہ کیا۔ علاوہ اسکے دیگر بلاد۔ عمارات نفیس۔ قلعے سنگین تعمیر کرا ے اور ہر ایک
جگہہ اپنی طرف سے ایک ایک نائب مقرر کردیا۔ اوسوقت سے تمام ملک ارمینیہ پر شاہان
فارس قابض ومتصرف رہے جب اسلام نے اپنے نور عالم افروز سے جہان کو نورانی کیا اکثر
قلعے اور شہر اہل کفار ویران ہوگئے اور اون شہرونکے باشندے اپنے اپنے شہر چھوڑکر
دوسرے ملکون مین جا بسے۔

جناب عثمانؓ جس زمانہ مین انتظام کوفہ سے فارغ ہوے اوسی زمانہ مین عتبہ بن فرقد حاکم
آذربائجان کو کسی مصلحت سے ہٹا لیا۔ عتبہ بن فرقد کے ہٹتے ہی اہل آذربائجان باغی ہوگئے۔
ولید بن عقبہ بحکم جناب امیر المومنین عثمانؓ جانب آذربائجان متوجہ ہوے اور لڑائی کیواسطے
ایک لشکر تیار کیا جسکے مقدمۃ الجیش پر عبد اللہ بن شبیل احمسی سردار تھے۔ یہہ اسلامی لشکر
بسرکردگی عبد اللہ بن شبیل جانب آذربائجان روانہ ہوا۔ اولاً اہل موقان و برزند یا ببر و طیلسان
پر شبخون مارا اور بزور شمشیر غازیان اسلام نے یہہ ملک فتح کئے۔ لڑنے والے قید کرلئے گئے۔
اہل آذربائجان یہ رنگ ڈھنگ دیکھکر ڈر گئے۔ مقابلہ مسلمانان شجاعت شعار کی تاب نہ لاسکے
مجبور صلح کی درخواست بہیجی۔ ولید بن عقبہ نے اونکی درخواست منظور کی اور حضرت حذیفہ
کے قرارداد خراج آٹھہ سو درم مقررہ سابق پر صلح کرکے یہہ قم اوسیوقت وصول کرلی۔
ولید بن عقبہ نے بعد صلح آذربائجان متعدد لشکر اطراف وجوانب مین روانہ کئے چنانچہ

سلمان بن ربیعہ باہلی کو بارہ ہزار فوج کا افسر کر کے ارمینیہ کیطرف روانہ کیا حضرت سلمان نے ارمینیہ پہونچکر قتل وخونریزی کا بازار گرم کر دیا اور ایک قیامت برپا کی۔ لوٹ مار کرا ور لوگونکو قید کر کے مظفر ومنصور مال غنیمت سے مالا مال ولید بن عقبہ کو آملے۔

ولید بن عقبہ اس مہم کو سر کر کے اپنے دار الحکومت کوفہ کیجانب لوٹے۔ اثنائے راہ مین جسوقت موصل مین پہونچے جناب عثمانؓ کا فرمان ملا جسمین لکھا تہا۔ "معاویہؓ نے مجھکو اطلاع دی ہے کہ رومیون نے ایک کثیر فوج سے مسلمانان شام پر خروج کیا ہے۔ مین مناسب سمجھتا ہون کہ مسلمانان اہل کوفہ کو اونکی مدد پر بہیجون۔ لہذا تمکو لکہا جاتا ہے کہ جہان تمکو میرا فرمان ملے اوسی مقام سے تقریبًا دس ہزار مردان آزمودہ کار کی جمعیت کسی مرد شریف قوم تجربہ کار کو جو قواعد جنگ سے واقف کار ہو اوس فوج کا سردار کر کے مسلمانونکی مدد کو بہیجدو"۔

ولید بن عقبہ نے تمام لشکر کو یہ خط پڑہکر سنایا اور سلمان بن ربیعہ کو آٹھ ہزار فوج کا سردار کر کے شام کے مسلمانونکی کمک کو روانہ کیا جو اپنی راہ مین سے جہاڑ وجہنکاڑ صاف کرتے شام کی طرف بڑہے اور شام مین پہونچکر بہمراہی حبیب بن مسلمہ جو اوسوقت شامی فوج کے سردار تہے ملک روم پر چڑہائی کی اور جہان موقع پایا شبخون مارا۔ اس فوج ظفر موج نے بہت سے قلعے فتح کئے اور بہت کچھہ مال غنیمت لشکریان اہل اسلام کے ہاتہہ آیا۔

بعض مورخین کا بیان ہے کہ جس نے حبیب بن مسلمہ کی مدد کیواسطے سلمان بن ربیعہ کو بہیجا وہ سعید بن العاص ہین۔ ولید بن عقبہ نہین۔ کیونکہ جناب امیر المومنین عثمان رضہ نے حضرت معاویہؓ کو لکہا تہا کہ اصلاح اہل ارمینیہ کے واسطے حبیب بن مسلمہ کو لشکریان شام کا سردار کر کے ارمینیہ کی جانب روانہ کرو چنانچہ حبیب بن مسلمہ نے جناب معاویہؓ کا حکم پاکر مہم ارمینیہ کا قصد کیا اور مع لشکر وہان پہونچے حبیب بن مسلمہ نے اپنی فوج آراستہ کر کے اہل

قالیقلا کا مقابلہ کیا مگر وہ لوگ مقابلہ کو نہ نکلے اور قلعہ کے دروازے بند کر لئے۔ حبیب بن مسلمہ نے اپنے لشکر سے ہر چہار طرف سے اونکا محاصرہ کر لیا۔ جب اہل شہر تنگ آے اور تکلیفین اوٹھاتے اوٹھاتے ہمت ہار گئے مجبوراً اہل اسلام سے خواہان صلح و امان ہوے۔ حبیب بن مسلمہ نے امان بشرط اخراج قبول کی لیکن جن لوگون نے جزیہ دینا منظور کیا اونکو رہنے دیا۔ باقی اہل شہر کو جلاوطن کر دیا۔ وہ لوگ شہر چھوڑ کر حکومت روم مین جا بسے۔ بعد اس کامیابی کے حضرت حبیب بن مسلمہ قالیقلا مین مع اپنے ہمراہیون کے چند ماہ تک ٹھیرے رہے۔

کہتے ہین کہ بطریق ارمیناقس کی عورت کا نام قالی تھا اوسنے یہہ شہر آباد کیا اور قالی قلا نام رکھا تھا عرب کی زبان مین قالیقلا ہو گیا۔ یعنی تصرف کر کے دو لفظونکو ایک کر دیا اور دونون ملا کر لکھے گئے۔

کچھ عرصے کے بعد حبیب بن مسلمہ کو خبر پہونچی کہ بطریق موریان حاکم ممالک ارمیناقس یا بلاد ملطیہ و سیواس۔ اقصرا۔ قونیہ وغیرہ و دیگر بلاد کا جو خلیج قسطنطنیہ کے قریب ہین جمعیت اسی ہزار فوج انکے مقابلہ کو آرہا ہے۔ جناب حبیب نے حضرت معاویہؓ کو اوسکی آمد سے اطلاع دی اور اون سے فوج مدد کیلئے طلب کی۔ حضرت معاویہؓ نے بحضور جناب عثمانؓ اس واقعہ کی خبر بھیجی اور مدد کی درخواست کی۔ حضرت عثمانؓ نے سعید بن ابی العاص کے نام حکم بھیجا کہ حبیب بن مسلمہ کی مدد کرو۔ اس حکم کی بنا پر سعید بن العاص نے حضرت سلمان کو چھہ ہزار یا آٹھہ ہزار کی جمعیت سے حبیب کی امداد کو روانہ کیا۔

ایک روایت مین ہے کہ جب لشکر روم بمقابلہ حبیب بن مسلمہ آکر ٹھیرا تو قبل اس کے کہ جنگ شروع ہو حبیب بن مسلمہ نے شبخون مارنے کا قصد کیا۔ یہہ خبر انکی بی بی کو بھی پہونچی اونھون نے انسے دریافت کیا "اب تم مجھکو کہان ملوگے" حبیب بن مسلمہ نے جواب دیا۔

موُریان کے خیمہ مین" رات کیوقت حبیب اپنی فوج کو لیکر لشکر روم پر جا پڑے جو ملا اوسکو مار ڈالا۔ لشکر روم مین تہلکہ عظیم پڑگیا۔ سپاہی بہاگ کہڑے ہوے۔ جناب حبیب مارتے کوٹتے موریان کے خیمہ تک جا پہونچے۔ وہان جاکر کیا دیکھتے ہین کہ انکی بی بی انسے پہلے وہان پہونچ گئی ہین باقی رات دونون نے اوس خیمہ مین بسر کی۔ پہر حبیب وسلمان دونون نے اپنے اپنے لشکر لیکر رومیون کا جی توڑ کر مقابلہ کیا۔ رومیونکے چہکّے چہوٹ گئے۔ کمرین ٹوٹ گئین ہمتین پست پڑ گئین شکست پر شکست پائی آخر سبہون نے بہاگ کر جان بچائی۔ کامیابی کے بعد حبیب قالیقلا واپس آے اور وہا نسے آگے بڑہے۔ مقام مربالا مین قیام ہوا۔ وہان انکے پاس خلاط کا بطریق حضرت عیاض بن غنم سے امان نامہ لکہوا کر لایا۔ حبیب نے اوسکو جائز رکہا اور بطریق سے خراج حسب اقرار وصول کر لیا۔ حضرت حبیب چندے خلاط مین اوترے پہر یہانسے بہی آگے بڑہے اثنار راہ مین والی بکس جو کہ مضافات بسفرجان (سیرجان) سے ہے ملا۔ اوسنے بہی صلح کرلی۔ اب یہانسے بہی روانہ ہوے اور ازدشاط (اردستان) پہونچے۔ خود تو نہر دبیل مین قیام کیا مگر اپنا لشکر دبیل پر بہیجا۔ فوج اسلام نے شہر والونکا محاصرہ کر لیا۔ اہل شہر قلعہ بند ہو گئے حبیب بن مسلمہ نے حکم دیا کہ منجنیق (تصریح کے لئے دیکہو حصہ سوم) کے ذریعہ سے اہل دبیل پر پتہرونکی بارش کی جاوے چنانچہ چارونطرف منجنیق قائم کر دیئے گئے۔ جب اہل شہر نے یہہ رنگ دیکہا مال وجان کی خیریت نظر آئی۔ خواہان امان ہوے۔ حبیب نے امان دیکر صلح کر لی۔ پہر حبیب نے اپنی فوج کے چند حصہ کر کے مختلف مقامات قرب وجوار کے فتح کرنیکو روانہ کئے چنانچہ ایک دستہ مقام ذات اللجم کو روانہ کیا۔ یہان معرکہ جنگ ہوا اور مسلمان کامیاب ہوے۔ فتح وظفر اہل اسلام وغازیان حق پرست کے نصیب ہوئی۔

ذات اللجم کی وجہ تسمیہ یہ بیان کرتے ہین کہ قبل اسکے اس مقام کا نام اور کچہہ تہا جب لشکر اسلام

یہان آیا اور رومیون سے مقابلہ ٹھیرا اور ابھی صف بندی ہی ہو رہی تھی۔ دونون طرف کے لشکر آراستگی کر رہے تھے۔ مسلمان لڑائی کے اہتمام مین مصروف تھے اور اپنے اپنے گھوڑونکی لگام لگا رہے تھے کہ اتنے مین رومی فوج نے ہلہ کر دیا اور چارونطرف سے مسلمانونپر ٹوٹ پڑی۔ مسلمان اوسی حالت مین لڑنے لگے اور نہایت بہادری سے رومیونپر حملہ کیا۔ بہت بڑا کشت وخون ہوا۔ رومی لشکر کے بہت سے سپاہی کام آے۔ بالآخر مسلمانون کی فتح ہوئی۔ چونکہ یہہ لڑائی گھوڑونکے لگام چڑہاتے وقت شروع ہوئی تھی لہذا اس مقام کا نام ہی ذات اللجم پڑ گیا۔ ایک سریہ (دستہ فوج) جانب سراج طیر وبغروند روانہ کیا۔ ان دونون شہرونکے حاکمون نے صلح کر لی۔

بعدازان والی بسفرجان (سیرجان) حبیب بن مسلمہ سے آکر ملا اور درباب مصالحت گفتگو کی حبیب بن مسلمہ نے صلح منظور کر لی۔ اسطرح یہہ ملک سیرجان بہی فتح ہو گیا۔

اس ملک کی مہم سے حبیب بن مسلمہ فارغ ہوکر سیحان کو آے۔ یہان کا حاکم خود پرست بادۂ نخوت سے مست تہا۔ شامت اعمال نے صلح نہ کرنے دی۔ لڑائی پر آمادہ ہوا اور فوج لیکر مقابلہ کیا۔ ادہر سے مسلمان خدادوست دشمنان خدا پر حملہ آور ہوے۔ ایک ہی حملہ مین لشکر اعداے روباہ خصال پسپا ہوا شکست خوردہ پیٹھ دیکر بہاگا۔ فتح وظفر غازیان شجاعت نشان کے حصہ مین آئی جسقدر قلعے اونکے تھے سب پر قبضہ کر لیا گیا۔ اس معرکہ کے بعد حبیب بن مسلمہ نے جرزان کا قصد کیا۔ والی جرزان نے صلح کر لی اور جزیہ قبول کیا۔

پہر فوج اسلام تفلیس پہونچی۔ اہل تفلیس نے جزیہ قبول کر کے صلح منظور کی۔ اس کے گرد ونواح مین جسقدر قلعے تھے وہ بہی فتح ہوے اور سب نے اطاعت منظور کی اور جزیہ قبول کیا اس طرح سے تمام علاقہ جرزان کا فتح ہو گیا۔ یہہ بلاد تو حبیب بن مسلمہ نے فتح کیے۔ اب سلمان بن ربیعہ

باہلی کا حال سنئیے کہ انہون نے اڑان پر چڑہائی کی۔ اہل بیلقان نے جزیہ دیکر صلح کر لی اونکے جان ومال اور شہر اونکے ہی قبضہ مین رکہے گئے۔ پہر حضرت سلمان شہر برذعہ مین پہونچے اور شرثور پر لشکر کشی کی۔ اہل شرثور پہلے تو لڑتے رہے بعد ازان اہل بیلقان کی طرح صلح کر لی جناب سلمان شہر مین داخل ہوے اور اپنے لشکر کو قرب وجوار کے قریات وقصبات مین بہیجا اور یہہ تمام حصہ فتح ہو گیا۔

حضرت سلمان نے یہان سے فارغ ہوکر اکراد بلاشجان کو دعوت اسلام کی اونہون نے انکار کیا اور لڑائی پر آمادہ ہوے۔ آخر بعد جنگ کے یہہ ملک بہی فتح ہوا۔ بعضون نے جزیہ دیکر وہین سکونت اختیار کی اور بعضے جلاوطن ہوکر نکل گئے۔

پہر شمکور پر چڑہائی کی گئی۔ یہان لڑائی ہوئی اور مسلمان غالب آے۔ یہہ شہر بہی فتح ہو گیا شمکور ایک قدیم آباد شہر تہا۔ قوم سناوردیہ نے اسکو ویران کر ڈالا تہا۔ یزید بن اسید بروقت والیی ارمینیہ ادہر ہوکر گذرے اور شہر کو ویران پاکر افسوس کیا۔ پہر ۲۴۰ھ مین بغا نامی ایک شخص نے یہہ شہر دوبارہ آباد کیا اور چونکہ یہہ زمانہ خلافت متوکل کا تہا اسواسطے اس شہر کا نام متوکلیہ ہوا۔

اسکے بعد حضرت سلمان نے مجمع ارس اور سکر پر قبضہ کیا۔ والی سکر صلح پر راضی ہوا۔ والی شروان نے بہی صلح کر لی جناب سلمان بن ربیعہ کل بلاد جبال شابران اور مدینۃ الباب تک نہایت آسانی کے ساتہہ قبضہ کرکے واپس ہوے۔

غزوہ امیر معاویہؓ

اسی ۲۵ھ مین حضرت معاویہؓ نے روم پر فوج کشی کی۔ آپنے جماعت کثیر لیکر ادہر کا رخ کیا

یہہ گمان کہ آپ نے جبراً مکان لیکر مسجد مین داخل کیئے کسی طرح ممکن نہین۔ آپکی شان سے اس قسم کا جبر کرنا بالخصوص خانہ خدا کے واسطے بالکل بعید از قیاس ہے"۔

ولایت مصر فتح افریقہ

حضرت عثمانؓ نے ۲۶ھ مین عمرو بن العاصؓ کو جو مصر مین حاکم صیغہ مال تھے اس عہدہ سے معزول کیا اور یہہ کام عبداللہ بن سعد بن ابی سرح کے سپرد کیا گیا۔ ان سے اور عمرو بن العاص سے بگاڑ ہو گیا۔ ایک نے دوسرے کی شکایت حضرت عثمانؓ تک لکھی جناب عثمانؓ نے حضرت عمرو بن العاص کو مصر سے اپنے پاس بلا لیا اور عبداللہ بن ابی سرح کو مالی و جنگی دونون صیغون کی مستقل حکومت عطا فرمائی۔

عبداللہ بن سعد حضرت عثمانؓ کے رضاعی بھائی ہین۔ قریشی اموی نسب ہین۔ جب جناب رسولخدا مکہ معظمہ سے ہجرت کرکے مدینہ منورہ مین تشریف لاے۔ اُبی بن کعبؓ کتابت وحی پہ مامور ہوے۔ اگر کسیوقت یہہ نہوتے اور آنحضرت صلعم کو وحی لکھانے کی ضرورت ہوتی تو زید بن ثابت انصاریؓ بلائے جاتے اور اونکو کتابت وحی کا حکم ہوتا تھا۔ بعد انکے عبداللہ بن سعد بن ابی سرح کاتب وحی مقرر ہوے۔ قریش مین یہہ پہلے کاتب وحی کہے جاتے ہین۔ عبداللہ بن سعد وحی لکھتے وقت آیات قرآنی مین عمداً غلطیان کرتے تھے ظالمین کی جگہہ کافرین کا لفظ۔ سمیعٌ علیمٌ کی جگہہ غفورٌ رحیمٌ لکھا کرتے تھے۔ جب آنحضرت صلعم کو انکی حرکت ناشایستہ معلوم ہوئی انکے قتل کا حکم دیا۔ عبداللہ بن سعد جان کے خوف سے مکہ چلے گئے اور وہان پہونچکر اسلام چھوڑ مرتد ہو گئے۔ یہ قریش سے کہا کرتے تھے "جیسا محمدؐ پر کلام اللہ نازل ہوا ہے مجھپر بھی نازل ہوتا ہے"۔ اور آیتین محرف جنکے الفاظ خود بدل دئے تھے

کفار کو پڑہکر سنایا کرتے تھے۔ خداوند تعالیٰ نے اونکی تردید و تکذیب مین یہہ آیت نازل فرمائی۔ ومن اظلم ممن افتریٰ علی اللہ کذبا او قال اوحی الی ولم یوحی الیہ شیٔ ومن قال سانزل ما انزل اللہ۔ ترجمہ۔ کون زیادہ ظالم ہے اوس شخص سے جس نے اللہ پر جہوٹا بہتان باندہا یا کہا مجہپر وحی آتی ہے حالانکہ اوسپر وحی بالکل نہین آتی اور جسنے کہا کہ مین بہی نازل کرتا ہون جیسا خدا نے نازل کیا۔ جب مکہ فتح ہوا اور کفار مکہ کیساتہہ عبداللہ بن سعد بہی قید ہوکر آنحضرت صلعم کی خدمت مین حاضر آئے آنحضرتؐ نے اونکے قتل کا حکم دیا۔ جناب عثمانؓ نے انکی سفارش کی اور عرض کیا "حضور یہہ میرا رضاعی بہائی ہے اور یہہ مسلمان ہوگیا ہے اسکی جان بخشی فرمائی جاے" تو حضور رحمتہ للعالمین نے انکو چہوڑ دیا۔ (بلاذری)

اس سے پیشتر ۲۱ھ مین عمرو بن العاص نے مصر سے برقہ کا رُخ کیا تہا اور وہان کے رہنے والون نے تیرہ ہزار دینار جزیہ دیکر صلح کر لی تہی۔ بعد مصالحت عمرو بن العاصؓ نے طرابلس پر چڑہائی کی اور کئی مہینے تک اسکا محاصرہ کئے رہے۔ طرابلس کے گرد تین طرف تو پختہ فصیل بنی تہی اور ایک جانب دریا واقع تہا۔ اودہر شہر پناہ نہ تہی۔ مسلمانون نے ہر چہار طرف شہر کے پہر کر راستہ تلاش کیا اور خوب سمجھ لیا کہ شہر والے بہاگ کر کدہر جا سکتے ہین بالآخر ایک روز لشکر اسلام نے شہر پر حملہ کر دیا اور بزور شمشیر شہر مین گہس پڑے۔ مجاہدین جانباز نے اپنی تلوارین سنبہالین اور کفار نابکار کو قتل کرنا شروع کر دیا۔ رومی گہبرا اوٹہے دریا کی طرف کے سوا اور کوئی راہ گریز نہ پائی اولٹے سیدہے سر پر پاؤن رکہکر اپنی اپنی جانین لیکر بہاگے۔ معدودے چند جنکو کشتی ملی وہ تو اپنی جان دریا سے ہلاکت سے بچا لے گئے باقی سب تہ تیغ بیدریغ ہوے۔ مال غنیمت بہت ہاتہہ آیا۔ جو رومی کشتیونکے سہارے

دریا کے اوس پار ہو گئے تھے وہ شہر صبرہ مین جا چھپے مگر موت نے وہان بھی نہ چھوڑا۔ صبح ہوتے ہی مسلمانون نے صبرہ پر بھی دھاوا کردیا اور اوسکو بھی بزور تیغ فتح کرکے طرابلس اور اوسکے مضافات پر پورا پورا قبضہ کرلیا۔

برقہ مین لواتہ یعنی بربر رہتے تھے۔ بیان کیا جاتا ہے کہ بربر بعد قتل کرنے اپنے بادشاہ جالوت کے مغرب کی طرف بھاگ گئے تھے اور نوبیہ و مراقیہ مین پہونچکر متفرق ہو گئے۔ پھر زناتہ و مغیلہ (بربر کے دونون قبیلے) مغرب مین بلاد جبال مین سکونت پذیر ہوے اور لواتہ شہر برقہ مین رہنے لگے۔ اس سے پیشتر زمانہ قدیم مین یہ بنام انطابلس مشہور تھے پھر قوم بربر مقامات مغرب سے دیگر اطراف و جوانب مین منتشر ہوکر سوس تک پہونچ گئی اور قبیلہ ہوازہ شہر لبدہ مین اور نفوسہ شہر صبرہ مین سکونت پذیر ہوے۔ رومی ان شہرون سے جلاء وطن ہوکر نکل گئے۔ ایک مدت تک یہ قبائل بربر خود مختار رہے پھر رومیون کے ماتحت ہوکر خراج گذار بنے۔ جس زمانہ مین حضرت عمرو بن العاص رضؓ نے ان پر چڑھائی کی یہ رومیونکے خراج گذار اور اونکے زیر حکومت تھے۔ جب عمرو بن العاص نے قبضہ کیا جملہ اہل مغرب سے جنمین یہ قبائل مذکور بھی شامل ہین تیرہ ہزار دینار جزیہ وصول کرکے صلح کرلی (ابن خلدون) یہ بیان بطور جملہ معترضہ کے ہے اب ہم اصل واقعہ کیجانب رجوع کرتے ہین

عبداللہ بن ابی سرح مصری فوج کے سردار تھے۔ حضرت عثمان رضؓ نے ۲۵ھ مین انکو غزوہ افریقیہ کے واسطے حکم دیا تھا۔ اسی غرض سے حکومت مصر انکو دی تھی اور یہ شرط کی تھی کہ اگر اللہ تعالی کامیابی و فتح عنایت فرمائیگا تو مال غنیمت کا خمس الخمس (پانچوین حصہ کا پانچوان حصہ) حسن خدمت کے صلہ مین تمکو دیا جائیگا۔ لشکر کے ایک حصہ پر عبداللہ بن نافع بن عبدالقیس سردار تھے۔ دوسرے پر عبداللہ بن نافع بن حارث افسر تھے اور سب کے اوپر عبداللہ بن ابی سرح حاکم تھے

دس ہزار کی جمعیت سے سرداران لشکر اسلامی نے افریقہ کیجانب خروج کیا۔ بروایت ابن اثیر عبداللہ بن ابی سرح اپنے پرگنہ پر رہے اور یہہ لشکر زیر کمان دیگر سرداران اسلام حدود افریقہ مین داخل ہوا۔

اہل افریقہ نے جمعیت عساکر اسلام سے اندیشہ کرکے مصالحت کرلی اور جزیہ قبول کیا چونکہ افریقہ مین آدمیونکی کثرت اور آبادی ترقی پر تھی اہل افریقہ نے مسلمانونکو افریقہ مین داخل نہونے دیا اور چونکہ صلح مین یہہ بھی شرط تھی کہ ہمارے ملک مین کوئی آنے نہ پاوے اسواسطے مسلمانون نے کچھہ تعرض بھی نہ کیا۔ سنہ ۲۶ھ مین جب عبداللہ بن ابی سرح مستقل حاکم مصر کیئے گئے توانہون نے جناب عثمان ذی النورین رضی سے افریقہ مین داخل ہونے کی اجازت چاہی۔

امیرالمومنین جناب عثمان رضی نے ارباب حل وعقد اعیان واشراف صحابہ رضی کو جمع کرکے اس باب مین مشورہ طلب کیا۔ باتفاق جملہ صحابہ کرام ایک لشکر جرار غازیان نامدار کا تیار ہوا جسمین بڑے بڑے صحابہ۔ عبداللہ بن عباس عبداللہ بن عمر۔ عبداللہ بن عمرو بن العاص۔ عبداللہ بن جعفر۔ حسن حسین ودیگر صحابہ (رضی اللہ تعالیٰ عنہم) بھی تھے۔ یہہ لشکر ظفر پیکر مجاہدین اسلام کا عبداللہ بن سعد بن ابی سرح کے ہمراہ ہوا۔ ایک لشکر مجاہدین مصر کا بھی ساتھہ تھا افریقہ کا حاکم جرجیر نامی ایک شخص قیصر روم کی جانب سے تھا۔ طرابلس سے حدود طنجہ تک اوسکی حکومت تھی اور ہرقل کا خراج گذار تھا چونکہ فرعونیت مزاج مین تھی۔ شراب تکبر وخود بینی سے مست تھا۔ اوسنے بھی ایک لاکھہ بیس ہزار سوار کی فوج جمع کی۔

لشکر اسلام بہمہ جہت آمادہ کارزار ہوکر حدود افریقہ مین داخل ہوا۔ بمقام برقہ عقبہ بن نافع اپنا لشکر لیئے اسلامی فوج مین آشامل ہوے اور باتفاق تمام طرابلس کیطرف بڑہے

رومیون نے شہر سے باہر نکلکر میدان مین پڑاو ڈالا اور مسلمانونکا مقابلہ کیا۔ خوب لڑائی ہوئی فوج رومی کو نقصان پہونچا۔ بہت لوگ مارے گئے شکست خوردہ طرابلس کو چہوڑکر بہاگ گئے۔ مسلمانون نے اوسپر اپنا قبضہ کرلیا اور پہر وہانسے آگے بڑہے۔ متعدد فوجین اطراف وجوانب افریقہ مین بطور سریہ کے روانہ کین۔

حاکم افریقہ کو جب لشکر اسلام کی آمد معلوم ہوئی اوسنے شہر سبیطلہ دار السلطنت افریقہ کو چہوڑ ایک شبانہ روز کی مسافت پر اپنا تمام لشکر لا جمع کیا اور مقابلہ مین پڑاو ڈالا۔

عبداللہ بن سعد بن ابی سرح نے سب سے پہلے جرجیر کو پیام دیا کہ اے جرجیر۔ جس دین پر تم قائم ہو وہ فی زمانہ متروک ومنسوخ ہوچکا اب بجاے اوسکے دین محمدی لازم پکڑو۔ خدا کو واحد جانو اور اوسکے سچے رسول محمدؐ پر ایمان لاؤ پہر ہم تم بہائی بہائی ہین ہمکو تمسے کوئی پرخاش نہین اور چونکہ ہمکو حکم ہے کہ پہلے اتمام حجت کرلیا کرین اسلیئے تمکو آگاہ کیئے دیتے ہین پہر شکایت نہ کرنا

ندارد میل طبع روشنم با خود نمائیہا	نیم از برق کمتر لیک رخشیدن نمیدانم

جرجیر نے اوسکی جواب مین کہلا بہیجا۔ بہلا یہ کیونکر ممکن ہے کہ ہم اپنے باپ دادا کے قدیم دین کو چہوڑکر تمہارے کہنے سے ایک بالکل نیا مذہب اختیار کرلین۔

دل از یار کہن برداشتن دشوار مے آید	کشیدن مشکل ست از زخم چندین سالہ پیکانرا

حضرت عبداللہ نے جب جرجیر کا یہ انکار سنا تو فرمایا کہ خیر اگر مذہب اسلام سے انکار ہے تو جزیہ دینا قبول کرو ورنہ پہر تلوار ہمارا تمہارا فیصلہ کریگی۔

جب جرجیر نے یہہ بہی منظور نہ کیا تب مسلمانون نے صف آرائی کی اور نہایت زور شور سے لڑائی شروع کردی۔ لڑائی کا یہہ دستور تہا کہ صبح سے دوپہر تک دونون جانب سے لڑائی ہوا کرتی جب ظہر کی اذان ہوتی لڑائی موقوف کردیتے اور پہر دوسرے دن اسی طرح

دوپہر تک لڑتے۔ اس طرح لڑائی کو چالیس دن گذر گئے مگر کسی جانب فیصلہ نہوا۔ بُعد مسافت کیوجہ سے یہان اہل مدینہ کو بھی کچھہ خبر نہ ہوئی۔ حضرت عثمان رضؓ نے گھبراکر عبداللہ بن زبیرؓ کو ایک دستہ فوج کے ساتھہ بطور کمک کے اور نیز بغرض دریافت حال لشکر اسلام جانب ملک افریقہ روانہ فرمایا۔

حضرت عبداللہ بن زبیرؓ دو واسپہ منزلین کرتے ہوے اپنی فوج کے ساتھہ بعجلت تمام عین جنگ مین پہونچے۔ عساکر اسلامی کو انکے پہونچنے سے نہایت درجہ خوشی ہوئی۔ جوش مسرت مین سب نے تکبیر کے نعرے بلند کئے۔ صدائے تکبیر سے سارا بیابان جنگ گونج اوٹھا۔ جرجیر نے تکبیر کی آواز سنکر سبب دریافت کیا معلوم ہوا کہ ایک تازہ دم فوج مسلمانونکی مدد کو مدینہ منورہ سے ابھی آئی ہے۔ جرجیر یہہ خبر سنکر دم بخود رہگیا۔ حواس اوڑ گئے۔ چہرہ بگڑ گیا۔ کمر ٹوٹ گئی۔ ہمت ہار گیا۔ اپنے واسطے بدشگونی سمجھا۔

عبداللہ بن زبیرؓ دوسرے دن میدان مین آے۔ عبداللہ بن ابی سرح سالار جنگ عساکر اسلامی کو میدان مین نہ پاکر دریافت کیا کہ کہان ہین۔ لوگون نے بیان کیا۔ جرجیر نے منادی کرادی ہے کہ جو شخص عبداللہ بن ابی سرح کا سر کاٹ لائیگا اوس کو اس صلہ مین ایک لاکھہ دینار دونگا۔ مزید بران اپنی بیٹی کا عقد اوسکے ساتھہ کردونگا اس لئے عبداللہ بن ابی سرح خوف جان سے مخفی رہتے ہین اور میدان جنگ مین نہین آتے۔ عبداللہ بن زبیرؓ یہ سنکر عبداللہ بن ابی سرح کے پاس آے اور کہا کہ تم بھی اپنی لشکر مین یہہ منادی کرادو "جو شخص جرجیر کا سر کاٹ لائیگا مین اوسکو مال غنیمت سے ایک لاکھہ دینار دونگا اور جرجیر کی لڑکی سے اوسکا نکاح کرکے تمام ممالک محروسہ جرجیر پر اوسکو حاکم کردونگا"۔ حسب تجویز حضرت عبداللہ بن زبیرؓ یہہ منادی کرادی گئی۔ اسکی خبر جرجیر کے بھی کانون تک پہونچ گئی وہ اور بھی بدحواس ہوگیا

بجز چارہ کار کچھہ نہ تھا۔ پہر عبد اللہ بن زبیرؓ نے سرداران لشکر اسلام سے کہا۔ لڑائی طول ہوتی جاتی ہے ختم ہوتی نظر نہین آتی۔ رومیونکی متواتر اور بے انتہا مدد چلی آتی ہے۔ یہہ لوگ اپنے ملک مین ہین۔ ہرقل انکا طرفدار ہے۔ تمام ملک انہین کا ہے۔ سب مسلمانونکے دشمن خونخوار ہین۔ ہمارا ملک ہمسے بہت دور ہے۔ خبر پہونچتے اور رسد آتے دن گذر جاتے ہین اوسکا تو اب خیال ہی چہوڑدو۔

چو گم کردم دل خود را چہ سود از نالہ و افغان	کہ نتوان یافت این گم گشتہ را با این منادیہا

اسطرح کی جیسی کچھہ ہورہی ہے۔ اسکے واسطے تو مدت دراز چاہیئے۔ ہم لوگ تو خدا کیواسطے لڑنے اور جان دینے نکلے ہین۔ اسطرح کب تک کام چلیگا۔ میرے نزدیک تو یہ مناسب ہے کہ کار آزمودہ اور بہادر سپاہی منتخب کرکے اونکی ایک فوج علیحدہ مرتب کرو اور اونکو پڑاو پر اپنے اپنے خیمونمین رہنے دو۔ باقی فوج لیکر دشمنونکا مقابلہ کرو اور خوب جان لگا کر لڑو جب رومی تھک کر اپنے کیمپ کو واپس جاوین اور اسلامی فوجین بہی اپنے فرودگاہ کے جانب لوٹین اوسوقت وہ کار آزمودہ منتخب دلاوران جانباز اسلام جو خیمون مین آرام کیواسطے بیٹھے ہون شمشیر بکف ہوکر چارون طرف سے غضب آلہی کی طرح رومیونپر لوٹ پڑین۔ چونکہ یہہ لوگ تازہ دم ہونگے خوب دل کہولکر لڑینگے اور رومی تھکے۔ ماندے۔ ہارے۔ دوپہر تک کی لڑائی مین چکنا چور ہونگے۔ انشاء اللہ تعالےٰ ہم ہرطرح رومیونپر غالب آوین گے اور امید قوی ہے کہ اللہ جلشانہ ضرور ہمکو رومیون پر مظفر و منصور کریگا اور جس صورت سے کہ تم لڑرہے ہو اسکو تو ایک عمر نوح چاہیئے۔" یہہ تجویز اعیان صحابہؓ و سرداران لشکر اسلام نے بہت پسند کی اور عبد اللہ بن زبیرؓ کی راے صائب پر سب نے صاد کیا۔

اگلے دن صبح کو ایسا ہی انتظام ہوا۔ لشکر اسلام مین سے بہادر و کار آزمودہ سپاہی

اپنے اپنے خیمون مین ٹہیرے اور اپنے اپنے گھوڑے سب ساز وسامان سے لیس اپنے قریب باندہ لیئے ایک گروہ رومیون سے لڑتا رہا یہانتک کہ دوپہر ہوگئی۔ پہر بہی مسلمانون نے نہ چہوڑا شام تک برابر تلوار چلتی رہی۔ قریب شام فریقین تہک کر ایک دوسیرے علیحدہ ہوے اور اپنے اپنے پڑاو کیجانب چلے۔ حضرت عبد اللہ بن زبیر تو اسی موقع و وقت کے منتظر تہے اونہون نے دستہ فوج کو جو پہلے سے خیمہ مین ٹہیرا دیا گیا تہا اس طرح آراستہ کیا کہ قلب فوج پر عبد اللہ بن سعد بن ابی سرح مامور ہوے۔ میمنہ زیر کمان عبد اللہ بن عمرو بن العاص کیا۔ میسرہ کے نگران خود عبد اللہ بن زبیر بنے اور مقدمہ پر عبد اللہ بن عباس رضؓ کو سردار کیا اسی طرح یہہ لشکر اپنے ہمراہ لیکر رومیون پر ٹوٹ پڑے۔ رومی دن بہر کے لڑے تہکے۔ ماندے خستہ حال اور دلاوران لشکر اسلام تازہ دم خوشحال نتیجہ یہہ ہوا کہ رومی بہاگے اور چاہا کہ خیمون کی پناہ مین جان عزیز بچالین مگر خیمون نے بہی ایسے گاڑہے وقت مین اونکی مدد نہ کی اور نہ پناہ دی مسلمان کب بچا چھوڑنیوالے تہے دلیرانہ اونکے خیمون مین دڑاتے گہس گیے اور اونکو قتل کرنا یا قید کرنا شروع کردیا۔ جو سامنے آگیا تلوار کی گہاٹ اوتار اگیا۔ جو بہاگا لپک کر ایک کے دو کیے۔ جسکو ضعیف وناتوان جانا جان بخشی کی۔ زنجیر احسان سے قید کرلیا۔ غرضکہ یہ معرکہ کارزار سخت ہوا۔ رومی مسلمانونکی تلوار کا لوہا مان گیئے۔ ساری بہادری اور جرأت سپہ گری خاک مین مل گئی۔ تمام شیخت ایک دم مین نکل گئی۔ عین معرکہ جنگ مین عبد اللہ بن زبیرؓ نے جرجیر پر حملہ کیا۔ ایکہی ہاتہہ مین ۔ اوس خود سر کا دہڑ سے الگ ہوکر فرش خاک پر گیند کی طرح لڑہکتا نظر آیا۔

فرش گل پر جو نہ کل ناز سے رکہتے تہے قدم	آج وہ خاک پہ سوتے ہین زمین کے نیچے

سردار کے قتل ہوتے ہی لڑائی کا خاتمہ ہوگیا قیدیون مین جرجیر کی لڑکی بہی گرفتار ہوکر

آئی۔ چونکہ حضرت عبداللہ بن زبیرؓ نے جرجیر کو قتل کیا تھا لہذا حسب اعلان وہ لڑکی اونکو ملی اور مال کثیر بھی حسب وعدہ پایا۔

کامیابی کے بعد عبداللہ بن ابی سرح نے میدان جنگ سے آگے بڑھکر شہر سبیطلہ کا محاصرہ کیا اور تھوڑے ہی دنون کے محاصرہ مین شہر فتح ہوگیا۔ بیحد وشمار مال غنیمت غازیان اسلام کے ہاتھہ آیا۔ سوارونکو تین تین ہزار دینار اور پیادونکو ایک ایک ہزار دینار ملے۔ اس لڑائی کو حرب العبادلہ کہتے ہین۔ کیونکہ اس فوج کے حصونپر جو صاحب متعین تھے اون سب کا ایک ہی نام عبداللہ تھا جیسا کہ ہم اوپر لکھہ آے ہین۔

عساکر اسلامیہ بعد فتح سبیطلہ گرد ونواح کے ممالک مین متفرق ہوگئے اور فتح کرتے ہوے قفصہ کی سرحد تک پہونچ گئے۔ ایک لشکر نے قلعہ اجم کا رُخ کیا۔ یہہ قلعہ نہایت مستحکم تھا اور اہل افریقہ نے لڑائی کا سامان اسمین خوب جمع کیا تھا۔ بہمہ بت آراستہ وپیراستہ تھا۔ لشکر اسلام نے اس قلعہ کا محاصرہ کیا۔ اہل قلعہ طالب امان وصلح ہوے۔ دس لاکھہ پانچسو دینار پر مسلمانون نے صلح کرکے یہہ روپیہ جزیہ کا وصول کرلیا۔

عبداللہ بن زبیرؓ فتح کی خبر لیکر مع خمس مدینہ کو واپس آے۔ یہہ خمس مروان بن الحکم نے پانچ لاکھہ دینار دیکر خرید کیا۔

ایک روایت مین ہے کہ افریقہ کا خمس عبداللہ بن سعد کو جو کہ جنرل فوج افریقہ تھے دیا گیا لیکن اوس روایت گذشتہ سے معلوم ہوتا ہے کہ یہ خمس مروان بن الحکم کو ملا۔ ان دونون مین بظاہر تخالف ہے۔ صحیح روایت اس باب مین یہہ ہے کہ عبداللہ بن ابی سرح کو خمس اوس لڑائی کا دیا گیا جو اول مرتبہ ۲۵ھ مین چڑھائی کی تھی اور بطور مصالحت افریقہ فتح ہوا تھا اور یہہ معرکہ دوبارہ ۲۶ھ مین ہوا ہے اسکا خمس مروان بن الحکم نے خرید کیا۔

اس بنا پر کوئی اختلاف باقی نرہا- جرجیر کی لڑکی کی نسبت بعض مؤرخین کا بیان ہے کہ کسی انصاری صحابی کو دی گئی- اونہون نے اوسکو اونٹ پر سوار کیا- اپنے گہر کو روانہ ہوے اور یہہ شعر رجز مین پڑہتے جاتے تہے-

یا ابنة جرجیر تمشی عقبتک ؛ ان علیک بالحجاز ربتک ؛ لتحملن من قباء قربتک

اے جرجیر کی بیٹی- ابہی تم اپنے ملک کی گہاٹیون مین چل رہی ہو- ملک حجاز مین تمہارے مالک اور سردار ہین- اب تم اپنے قرابت اور ناتہ دارونسے علیحدہ کی جاتی ہو-

حضرت عبداللہ بن زبیرؓ ہی کو اس لڑکی کا ملنا صحیح معلوم ہوتا ہے کیونکہ جرجیر کو انہون نے ہی قتل کیا تہا- البتہ دونون روایتونکی صحت اس طرح پر ممکن ہے کہ اولاً عبداللہ بن زبیرؓ نے اوس لڑکی کو پاکر اپنی خوشی سے انصاری کو دیدیا مگر یہہ صرف احتمال ہے شائد کوئی روایت اس کی مؤید ہو- عبداللہ بن سعد بن ابی سرح بعد فتح ملک افریقیہ مین ایک برس تین مہینے تک مقیم رہے بعد ازان مصر واپس آے- اس معرکہ جنگ مین مین شخص مسلمانونکی طرف کے شہید ہوے- منجملہ اونکے ابو ذویب ہذلی شاعر نے ملک افریقیہ مین انتقال کیا اور وہین دفن ہوے- انا للہ وانا الیہ راجعون-

حضرت عبداللہ بن زبیرؓ جب خبر فتح افریقیہ لیکر مدینہ منورہ مین پہونچے اور جناب عثمانؓ کی خدمت مین حاضر ہوے آپسے سب حال لڑائی کا اور مسلمانونکا فتح پانا بیان کیا خلیفہ برحق اونکی زبانی یہہ احوال سنکر بہت خوش ہوے اور فرمایا- میان صاحبزادہ- کیا تم یہہ حال وہانکا سب لوگونکے سامنے مجمع عام مین بیان کروگے- حضرت ابن زبیرؓ بولے- مین آپکے حکم کی تعمیل کرونگا- لوگونکا خوف و رعب کبتک مانع ہوگا- یہ سنکر جناب عثمانؓ نے کہڑے ہوکر خطبہ پڑہا- حمد و نعت کے بعد فرمایا- اے لوگو- اللہ جل شانہ نے اپنی کمال عنایت سے

ملک افریقیہ تمہارے ہاتھوں فتح کر دیا اور یہ عبداللہ بن زبیرؓ انشاء اللہ تعالےٰ وہاں کا پورا حال تم لوگوں کے سامنے بیان کرینگے۔ جناب ابن زبیرؓ منبر کے ایک طرف بیٹھے تھے کھڑے ہوگئے اور فرمایا۔

الحمد للہ الذی الف بین قلوبنا وجعلنا متحابین بعد البغضۃ۔ الذی لا تجحد نعماؤہ ولا یزول ملکہ۔ لہ الحمد کما حمد نفسہ وکما ھو اھلہ۔ انتخب محمدا صلعم فاختارہ بعلمہ وأئتمنہ علی وحیہ واختار لہ من الناس اعوانا قذف فی قلوبہم تصدیقہ ومحبتہ فامنوا بہ وعزروہ ووقروہ وجاھدوا فی اللہ حق جہادہ فاستشہد اللہ منہم من استشہد علی المنہاج الواضح والبیع الرابح۔ وبقی منہم من بقی لا تاخذہم فی اللہ لومۃ لائم۔ ایہا الناس۔ رحمکم اللہ انا خرجنا للوجہ الذی علمتم۔ فکنا مع وال حافظ حفظ وصیۃ امیر المؤمنین کان لیسیر بنا الابردین۔ ویخفض بنا فی الظہائر ویتخذ اللیل جملا یعجل الرحلۃ من المنزل الجدب۔ ویطیل اللبث فی المنزل الخصب۔ فلم نزل علی احسن حالۃ نعرفہا من ربنا حتے انتہینا الی افریقیۃ۔ فنزلنا منہا حیث یسمعون صہیل الخیل ورغاء الابل وقعقعۃ السلاح۔ فاقمنا ایاما نجم کراعنا ونصلح سلاحنا ثم دعوناہم الی الاسلام والدخول فیہ فابعدوا منہ۔ فسألناہم الجزیۃ عن صغار او الصلح۔ فکانت ھذہ ابعد۔ فاقمنا علیہم ثلاث عشرۃ لیلۃ نتاناھم وتختلف رسلنا الیہم فلما یئس منہم فحمد اللہ واثنی علیہ وذکر فضل الجہاد وما لصاحبہ اذا صبر واحتسب۔ ثم نہضنا الی عدونا وقاتلناہم اشد القتال یومنا ذلک وصبر فیہ الفریقان

فکانت بیننا وبینہم قتلی کثیرۃ ـ واستشہد اللہ فیہم رجالا من المسلمین فبتنا وباتوا ـ وللمسلمین دوی بالقرآن کدوی النحل ـ وبات المشرکون فی خمورہم وملاعبہم ـ فلما اصبحنا اخذنا مصافنا الذی کنا علیہ بالامس فزحف بعضنا علی بعض فافرغ اللہ علینا صبرہ وانزل علینا نصرہ ففتحناہا من اخر النہار فاصبنا غنائم کثیرۃ وفیئا واسعا ـ بلغ فیہ الخمس خمس مائۃ الف فصعق علیہا مروان الحکم ـ فترکت المسلمون فلذ قرت اعینہم واغناہم النفل ـ وانا رسولہم الی امیر المؤمنین بشیر وایاکم بما فتح اللہ من البلاد واذل اہل الشرک ـ فاحمدوا اللہ عباد اللہ علی الائہ وما احل باعدائہ من باسہ الذی لا یردہ عن القوم المجرمین ـ ترجمہ جمیع حمدوستائش اللہ جلشانہ کو سزاوار ہے جنے ہمارے دلونمین الفت پیدا کردی اور ہمکو بغض وعدات کے بعد آپس مین ایک دوسرے کا دوست بنا دیا ـ خدا کی نعمتین انکار کرنے کے قابل نہین ـ اوسکی ملکیت حکومت ہمیشہ رہیگی ـ اوسیکو حمد وثنا ہے جیسی خود اوسنے اپنے واسطے کی اور جس حمد کا وہ مستحق ہے ـ خداوند تعالی نے جناب محمد مصطفے صلی اللہ علیہ وسلم کو انتخاب کیا اوراپنے علم سے آپکو پسند فرمایا ـ اپنی وحی پر آپکو امانت دار جانا ـ لوگونمین سے آپکے واسطے مددگار پسند کئے ـ اونکے دلونمین آپکی تصدیق اور محبت ڈال دی وہ آپ پر ایمان لائے اور آپ کی عزت وتوقیر کی ـ اللہ کی راہ مین جہاد کیا ـ اللہ تعالی نے منجملہ مجاہدین کے بعضونکو شہادت نصیب فرمائی اور وہ راہ صاف اور بیع نفع سند کے ساتھہ درجہ شہادت پر فائز ہوئے اور جو جہاد مین زندہ رہے خدا کے احکام ادا کرنے مین کسیکی ملامت اونکو نہین پہونچتی ـ اے لوگو خدا تمپر رحم فرماوے ـ ہم لوگ جماعت مجاہدین جس غرض سے کہ تم جانتے ہو اپنے گہرونسے

نکلے۔ اپنے سردار وصیت امیر المومنین کے یاد رکہنے والے کیساتھ رہے۔ ہمارے سردار نے ہمارے ساتھ صبح وشام ٹھنڈے وقت سفر کیا۔ دوپہر اور گرمی کے اوقات مین کسی منزل پر اوتر رہتے تھے۔ رات مین آرام کرتے تھے۔ جس منزل مین دانہ چارہ کی کمی ہوتی وہانسے جلد چل دیتے اور جو منزل سرسبز وشاداب ہوتی جانورونکے واسطے دانہ چارہ بکثرت ہوتا وہان زیادہ قیام کرتے۔ یہہ ہمارا سفر اچھی حالت مین طے ہوا یہانتک کہ ہم ملک افریقیہ مین داخل ہوے۔ وہان ہمنے اتنے فاصلہ پر پڑاؤ ڈالا کہ کفار ہمارے گہوڑونکا ہنہنانا۔ اونٹونکا بابلانا۔ ہتہیارونکی کھٹ پٹ کی آواز سنتے تھے۔ ہم وہان اتنے دن ٹہیرے کہ ہمارے جانور تکان سفر سے آسودہ ہوگئے اور ہمنے اپنے آلات حرب کو درست کرلیا۔ پہر ہم نے کفار کو دعوت اسلام دی اور دین اسلام مین داخل ہونیکا پیام بہیجا مگر وہ لوگ قبول اسلام سے دور تہے۔ پہر ہمنے ذلت وخواری کا جزیہ یا صلح کا پیغام دیا۔ یہہ اونسے اور بہی دور تہا۔ پہر ہم تیرہ دن مقیم رہے اور یہہ اونکو مہلت تہی (تاکہ اپنے کام مین خوب غور کرلین) اس عرصہ مین بہی ہمارے قاصد اونکے پاس برابر جاتے رہے۔ جب ہر طرح ہمارے سردار کو اون لوگونکی طرف سے مایوسی ہوگئی تو ایک دن ہمارے سردار کہڑے ہوے اور خطبہ پڑہا۔ خدا کی حمد وثنا اور فضیلت جہاد بیان کی۔ لڑائی مین صبر کرنے والیکے ثواب کا ذکر کیا۔ پہر تمام لشکر دشمن کے مقابلہ کو اوٹھ کہڑا ہوا۔ اونسے دن بہر خوب لڑائی رہی۔ دونوان فریق لڑائی مین جمے رہے اور سختی پر صبر کیا۔ اس جنگ مین دونون طرف کے بہت سے سپاہی کام آے۔ مسلمانونکی ایک جماعت کو خدای بزرگ نے دولت شہادت سے سرفراز فرمایا۔ جب دونون لڑائی مین گذر گیا رات کو دونون لشکر جنگ سے باز رہے۔ مسلمانونکے لشکر مین تمام شب تلاوت قرآن ہوتی رہی اور قرآن شریف پڑہنے کی نرم آواز مثل شہد کی مکہیونکی آواز کے

سنی جاتی تھی۔ لشکر کفار نے شرابخواری اور لہو ولعب مین وہ تمام رات گذاری صبح ہوتے ہی ہم سب نے اوسی میدان جنگ مین جہان گذشتہ روز لڑے تھے صف بندی کی اور پھر ایک ساتھہ دشمن پر حملہ کر دیا۔ آج معرکہ سخت ہوا۔ خداوند تعالی نے ہم لوگونکو صبر عطا فرمایا اور اپنی مدد ونصرت ہمپر نازل کی۔ شام ہوتے ہوتے ہمنے کفار پر فتح پائی۔ مال غنیمت بیشمار اسقدر ہاتھہ آیا کہ خمس اوسکا پانچ لاکھہ کا تھا جسکو مروان نے خرید لیا۔ مین نے مسلمانونکو نہایت خوشی اور فارغ البالی مین چھوڑا اور سب کی طرف سے قاصد ہوکر امیر المؤمنین اور آپ سبکو بشارت فتح پہونچانے چلا آیا۔ مین اب سبکو اوس ملک کی فتح اور کفار کی ہار کبارباد دیتا ہون۔ جملہ حضرات خدا کے خالص بندے اپنے مالک حقیقی کا شکر اور اوسکی حمد وثنا کرین جسنے اپنے بندونکو نعمت فتح وملک ومال عطا کی اور اپنے دشمنونپر وہ سختی وبلا کہ مجرمونکے شایان ہے نازل فرمائی۔

ابن زبیرؓ یہہ بیان ختم کرکے خاموش ہو گئے۔ اونکے والد حضرت زبیرؓ اپنے لائق فرزند ارجمند کی تقریر سے خوش ہوکر اوٹھے اور اونکی پیشانی چومی اور کہا۔ ذریة بعضها من بعض واللہ سمیع علیم۔ یعنی اولاد وذریت ایک دوسرے سے ہوتے ہین اور بزرگونکا اثر چھوٹونمین ضرور رہوتا ہے اے بیٹے تم نے تو یہہ خطبہ ابوبکرؓ کی زبان ہی سے پڑھا (عقد الفرید)

بار دیگر نقض عہد اہل افریقیہ وفتح واصلاح

قبل حکومت اسلامی کے اہل مصر وافریقہ واندلس وغیرہ جملہ ممالک ہرقل شاہ قسطنطنیہ کے باج گذار تھے۔ جب عبداللہ بن ابی سرح نے افریقہ کو فتح کیا اور خراج مقرر کرکے صلح کر لی اور بعد انتظام کے مصر کو واپس گئے ہرقل نے اپنا سردار فوج اہل افریقہ کے پاس بہا خراج مقررہ وصول

کرنے کو بھیجا اور اسکو یہہ حکم دیا کہ جسقدر مال مسلمانونکو دیا ہے اوسیقدر تم بھی اہل افریقہ سے لینا یہہ بطریق فرستادہ ہرقل مقام قرطاجنہ مین آکر مقیم ہوا اور اہل افریقہ کو بلا کر شاہی حکم سنایا اونہون نے خراج دینے سے انکار کیا اور یہہ عذر پیش کیا کہ اس سے قبل جو کچھ بادشاہ نے مقرر کیا تہا ہم بلاعذر ادا کرتے رہے۔ اب اسوقت مسلمانونکا لشکر ہمپر آپڑا اور ہمکو تباہ و برباد کیا گیا بادشاہ نے ہماری کچھہ مدد نہ کی۔ ہمنے مجبور اہل اسلام سے صلح کرلی اور اونکی حمایت مین آگئے۔ اب ہم بادشاہ کو کچھہ نہ دینگے لیکن بطریق نے اونکا یہہ عذر نہ سنا اور جبراً خراج لینا چاہا باہم لڑائی ہوئی۔ بطریق غالب آیا اور اہل افریقہ کو ہزیمت ہوئی۔

اہل افریقہ نے بعد قتل جرجیر ایک شخص کو اپنا بادشاہ بنالیا تہا وہ اس جنگ سے بہاگ کر شام مین امیر معاویہؓ کے پاس چلا گیا۔ یہہ وہ زمانہ تہا جب بعد شہادت جناب علی مرتضیٰ رضؓ لوگون نے حضرت معاویہؓ کی بیعت کرلی تہی۔

حضرت معاویہؓ نے کیفیت حال سنکر ایک لشکر بسرداری معاویہ بن حُدیج سکونی افریقہ کے جانب روانہ کیا۔ ابن حدیج لشکر لیکر اسکندریہ مین پہونچ گئے تہے کہ رومی بادشاہ نے انتقال کیا اور اسکی شہرت تمام ہوگئی۔ ابن حدیج بعد طے منازل افریقہ مین داخل ہوئے اور بمقام قمونیہ پڑاو ڈالا۔ بطریق جو زبردستی یہان کا حاکم بن بیٹہا تہا تیس ہزار فوج سے مقابلہ کو آیا۔ لشکر اسلام سے جنگ عظیم ہوئی۔ رومی لشکر ہزیمت خوردہ بہاگا اور قلعہ جلولا مین پناہ گزین ہوا۔ لشکر اسلام نے چارونطرف سے قلعہ جلولا کا محاصرہ کرکے منجنیق نصب کرا کر اسقدر سنگباری کی۔ ایکطرف کی فصیل گر پڑی۔ پہر کیا تہا۔ اسلامی لشکر نے اللہ اکبر کے نعرے بلند کئے اور شمشیر بکف اندر گہس پڑے۔ خوب تلوار چلی۔ ہزارون مارے گئے اطراف و جوانب کے قلعہ جات کو متعدد لشکر بہیجکر فتح کرلیا۔ جب کل افریقہ نے اطاعت قبول کرلی تو ابن حدیج

یہان سے مصر مین واپس تشریف لے آئے۔

جس زمانہ مین عبداللہ بن سعد افریقہ کو فتح کرکے مصر واپس آئے تھے قسطنطین بن ہرقل چھ سو کشتیان لیکر اسکندریہ پر چڑھ آیا تھا چنانچہ ایکطرف سے اسلامی فوجین براہ دریا عبداللہ بن سعد کے ہمراہ اور دوسری طرف سے حضرت معاویہؓ اپنا شامی لشکر لیکر مقابلہ پر آئے رات جون تون فریقین نے امید و بیم مین کاٹی صبح ہوتے ہی عساکر اسلامی نے صف آرائی کی قسطنطین نے بھی اپنی فوج کو کشتیون سے خشکی پر اُتار کر حملہ کرنے کی غرض سے آگے بڑھایا صبح سے ظہر کیوقت تک لڑائی ہوتی رہی۔ بالآخر قسطنطین زخمی ہوا۔ معدودے چند رومیونکے ہمراہ شکست کہاکر صقلیہ کے طرف چلا گیا اور اون لوگونکو اپنی ہزیمت سے آگاہ کیا اہل صقلیہ اسکی ہزیمت سے ناراض ہوئے قسطنطین کو حمام مین قتل کرڈالا اور قصہ پاک ہوا یہ لڑائی آخر ۳۱ھ مین اور بعضونکے نزدیک ۳۴ھ مین ہوئی تھی۔ (ابن خلدون و ابن اثیر)

یہ دونون واقعہ اگرچہ اس جگہ بے موقع مذکور ہوئے۔ خاص کر پہلا واقعہ افریقہ کی دوبارہ بغاوت اور اوسکی لڑائی کا ذکر بالکل بے محل ہے کیونکہ یہہ واقعہ خلافت عثمانی کے بعد کا ہے اور دوسرا واقعہ اگرچہ چندان بے موقع نہین پہر بھی ۳۱ھ یا ۳۴ھ کا واقعہ ہے اور یہی غزوہ افریقہ واقعات ۲۶ھ مین لکھا ہے۔ اوسکی مناسبت سے تو یہہ دوسرا واقعہ نہین لیکن چونکہ ابن اثیر و ابن خلدون نے یہ دونون واقعہ فتح افریقہ کے بعد لکھے ہین اور ذکر افریقہ کے مناسب بھی ہین لہذا ہمنے بھی ان دونون نامور مورخونکی متابعت سے یہہ دونون واقعے یہان لکھدیے ہین۔

غزوہ اندلس

اسکے چارون طرف بحر محیط ہے۔ اس کے نامی شہر یہ تھے۔ اربونہ۔ ہیکل الزہرہ۔ قرطبہ۔ شاطبہ

طرطوشہ - مرسیہ اور طلیطلہ -

جب مہم افریقہ سر ہوگئی اور جناب عثمان ذی النورین رض اوسکی جانب سے فارغ البال ہوی تو اندلس کے جانب توجہ فرمائی - عبداللہ بن نافع بن حصین اور عبداللہ بن نافع بن عبدالقیس کو لشکر دیکر براہ دریا اندلس کی طرف روانہ کیا - یہہ بہی اعلان کردیا کہ اول ولایت اندلس فتح ہوجای اوسکے بعد قسطنطنیہ کا قصد ہوگا اور یہ فوج جرار اس ملک کے فتح کرنیکو روانہ ہوگی - چنانچہ لشکر اسلام جانب اندلس روانہ ہوا اس لشکر کے ساتھہ قوم بربر کے لوگ بہی تہے - مجاہدین اسلام نے اطراف اندلس پر قبضہ کرلیا اور بہت کچہہ کارنمایاں کئے - فتوحات بیشمار نصیب اہل اسلام ہوئین - مسلمانونکی حکومت مین ایک بڑا حصہ ملک کا ولایت افریقہ کے برابر آگیا اور غازیان اسلام مظفر و منصور واپس آے - اس سفر مین مسلمان قرب و جوار اندلس تک ہی پہونچے - خاص اندلس فتح نہ ہوا بلکہ خلافت ولید بن عبدالملک مین اندلس فتح ہواہے (فتوحات اسلامیہ)

بعد فتح افریقہ عبداللہ بن سعد بن ابی سرح جو کہ افریقہ مین حاکم تہے افریقہ سے تبدیل کردئے گئے اور اپنی جگہہ پر مصر مین واپس آے - اونکی جگہہ عبداللہ بن نافع بن عبدالقیس حاکم افریقہ مقرر ہوے - جسوقت مال غنیمت افریقہ مدینہ منورہ مین پہونچا اور جناب عثمان رض کے ملاحظہ سے گذرا عمرو بن العاص رض بہی اوسوقت موجود تہے - جناب عثمان رض نے عمرو بن العاص رض سے مخاطب ہوکر فرمایا "تمہارے بعد ان اونٹنیون نے دودہ دیا" عمرو بن العاص رض نے کہا ہان - دودہ تو دیا ہے - مگر اونکے بچے تو مر گئے " یعنے اس دودہ کو قیام نہین چندروزہ ہے اس سنہ مین جناب عثمان رض نے حج کیا آپ کے ساتہہ بہت سے لوگ حج مین تہے - عثمان بن ابی العاص نے دوبارہ اصطخر فتح کیا - حضرت معاویہ بن ابی سفیان نے قنسرین پر چڑہائی کی

ابو رمثہ صحابی نے افریقہ میں انتقال کیا۔ ام المومنین حضرت حفصہؓ نے انتقال فرمایا۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔ اور بعض روایات میں ۴۱ھ میں آپکی وفات ہے اور بعض ۴۵ھ بیان کرتے ہین۔

ابو ذویب ہذلی شاعر کی نسبت ایک روایت ہے کہ افریقہ سے مصر آتے ہوے راہ مین انتقال کیا اور بعضے کہتے ہین کہ ملک روم مین وفات پائی اور ایک روایت سابق مین ہم لکھ چکے ہین جسمین افریقہ مین وفات پانا مذکور ہے۔

علامہ ابن اثیر نے یہہ سب واقعات ۲۶ھ مین لکھے ہین ۲۷ھ کا کچھہ ذکر نہین کیا اور نہ اوسمین کوئی واقعہ لکھا۔ البتہ صاحب فتوحات اسلامیہ نے ۲۷ھ مین غزوہ قنسرین لکھا ہی کہ حضرت معاویہؓ نے بعد قتال وجدال کے فتح کیا اور مال غنیمت مسلمانونکے ہاتھہ آیا۔ مگر قنسرین عہد خلافت فاروقی مین جنگ سے فتح ہوچکا ہے۔ شاید جناب عثمانؓ کے عہد مین کچھہ لوگ باغی ہوگئے ہونگے جنکی سرکوبی کو حضرت معاویہؓ نے لشکرکشی کی اور بعد انتظام کے واپس آ

وقائع ۲۸ھ

فتح قبرس

حضرت ابو عبیدہؓ والی شام نے جسوقت اونپر سکرات موت طاری ہوئی اپنے ممالک مفوضہ پر حضرت عیاض بن غنم کو جو اونکے چچازاد اور خالہ زاد بھائی ہوتے تھے اپنا نائب مقرر کیا اور آپ راہی ملک بقا ہوے۔ بعضون نے لکھا ہے کہ ابو عبیدہؓ نے معاذ بن جبلؓ کو اپنا خلیفہ کیا تھا۔ بہرکیف بعد انتقال حضرت ابو عبیدہؓ عیاض بن غنمؓ اونکی جگہہ والی ہوے اور انہون نے سعد بن حذیم جمحی کو اپنا نائب کیا۔ جب عیاض بن غنم نے انتقال کیا تو جناب

امیر المومنین عمر فاروقؓ نے بجای اونکے عمیرؓ بن سعید انصاری کو حاکم کیا اور بعد وفات یزید بن ابی سفیان بجای اونکے حضرت معاویہؓ کو دمشق پر مامور فرمایا حضرت معاویہ دمشق وار دن پر حاکم رہے تا آنکہ جناب عمر فاروقؓ شہید ہو گئے اور یہہ انتظام ایسا ہی رہا۔ عمیر بن سعید حمص و قنسرین کے گورنر رہے۔ پہر جب عمیرؓ نے زمانہ خلافت جناب عثمانؓ مین استعفا داخل کر کے حکومت سے علیحدگی اختیار کی تو حمص و قنسرین حضرت معاویہؓ کے صوبہ مفوضہ مین شامل کر دئے گئے بعد وفات عبدالرحمن بن ابی علقمہ فلسطین کو بھی جناب عثمانؓ نے معاویہ کی سپردگی مین دیدیا۔ رفتہ رفتہ خلافت جناب عثمانؓ کے دوسرے برس تک معاویہؓ کل اضلاع شام کے حاکم ہو گئے۔ حضرت معاویہؓ نے عہد خلافت فاروقی مین چاہا تہا کہ حمص سے قبرس پر فوج کشی کرین چنانچہ جناب عمر فاروقؓ کی خدمت مین لکہا تہا کہ قبرس مقام حمص سے اسقدر قریب ہے کہ اہل حمص قبرس کے کتوں کا بھونکنا اور مرغوں کا بانگ دینا سنتے ہین۔ جناب عمر فاروقؓ نے عمرو بن العاصؓ سے قبرس کی کیفیت اور راستونکی حالت دریافت فرمائی جسکے جواب مین عمرو بن العاص نے لکہا تہا ”مین نے ایک بہت بڑی چیز دیکہی ہے (یعنی کشتی) جس پر چہوٹی مخلوقات سوار ہوتی ہین جہانتک تار نظر کام دیتا ہے آسمان اور پانی کے سوا اور کچہہ نظر نہین آتا۔ اگر پانی ٹہیرا رہے اور موجین نہ اٹہین اسوقت بہی دریا کے سفر کرنے والونکے دل مارے خوف کے بیٹہے جاتے ہین اور اگر دریا طغیانی پر ہو تو عقلین گم ہو جاتی ہین سلامتی کے ساتہہ دریا سے جان بچا لیجانیکا یقین کم ہوتا ہے اور موت کا خوف غالب رہتا ہے اور کشتی پر سوار ہونیوالے کی مثال ایسی ہے۔ گویا ایک چہوٹا سا کیڑا بڑی لکڑی پر ہو اور وہ لکڑی کسی دریا مین پڑی ہو اگر وہ لکڑی کسی طرف جہکتی ہے تو کیڑا ڈوبتا ہے اور اگر لکڑی بہتی بہتی کنارہ پر پہونچ گئی تو کیڑے نے نجات پائی“ جناب عمر فاروقؓ نے اس مضمون سے

مطلع ہوکر معاویہؓ کو لکھا مجھکو قسم ہے اوس ذات وحدہٗ لاشریک لہٗ کی جسنے محمد صلعم کو نبی برحق کرکے مبعوث فرمایا مین اس خونخوار و دشوار گذار راستہ سے کسی مسلمان کو جانیکی اجازت نہین دیتا اور مین نے سنا ہے کہ بحیرہ شام بلند زمین پر واقع ہے اور کثرت طغیانی اور امواج سے بحکم خدای عزوجل ہر روز اپنے کنارہ کی زمین غرق کرتا رہتا ہے پہر مین کسطرح مسلمانون کی فوج کثیر التعداد کو ایک کافر کے مقابلہ پر بہیجون حالانکہ مین قسم خدا کی کہا کرکہتا ہون کہ ایک ادنیٰ مسلمان میرے نزدیک جملہ اہل روم سے محبوب و عزیز ہے۔ آیندہ تم کبہی اس طرف کا رخ بہی نہ کرنا اور نہ مجہسے اس باب مین اجازت طلب کرنا" جب حضرت معاویہؓ کو یہ حکم فاروقی پہونچا اپنے قصد و ارادہ سے باز رہے۔ بعد اسکے شاہ روم اور مسلمانوں سے مراسم صلح پیدا ہوگئے اور اودہر حملہ کرنے کا موقع بہی نہ رہا جب حضرت فاروقؓ شہید ہوگئے اور جناب عثمان ذی النورین تخت خلافت پر متمکن ہوی حضرت معاویہؓ نے پہر براہ دریا جہاد کرنیکی اجازت چاہی۔ جناب عثمانؓ نے اس شرط پر اجازت عطا فرمائی کہ جسکا جی چاہی بطیب خاطر اس جنگ مین شریک ہو جسکو ناپسند ہو نہ جاے اور اوسپر کسی طرح زور و جبر نہ کیا جاے۔

صحابہ رضی اللہ عنہم مین سے ایک گروہ جانے پر خوشی سے راضی ہوا۔ ازانجملہ ابو ذر۔ ابوالدردا۔ شداد بن اوس۔ عبادہ بن صامت اور اونکی بیوی ام حرام بنت ملحان شریک ہوے۔ عبداللہ بن قیس حلیف بنو فزارہ اس لشکر مجاہدین کے سردار مقرر ہوے اور یہ لوگ ملک شام سے اللہ کا نام لیکر قبرس کیطرف روانہ ہوے مصر سے عبداللہ بن سعد بن ابی سرح قبرس مین آکر انسے مل گئی اسطرح سے مجاہدین کی جماعت کثیر ہوگئی۔ اہل قبرس لشکر اسلام اور اوسکی جمعیت اور بہادران و غازیان اسلام کی شجاعت دیکہکر ہراسان ہوے لڑنے لڑنا مصلحت وقت نہ جانا اور مصالحت کا پیغام دیا۔ سرداران اسلام نے صلح منظور کر لی

بشرائط ذیل۔ (۱) سات ہزار دینار سالانہ خراج مسلمانونکو دیا کرینگے اور اسیقدر سالانہ شاہ روم کو بہی دیا کرینگے مسلمانونکو اس سے کچہہ تعرض نہوگا۔ (۲) مسلمان سواے قبرس کے دیگر ممالک کا جو انکے حدین نہین اگر قصد کرین تو اہل قبرس مزاحم نہون گے۔ (۳) اہل قبرس مسلمانونکی طرف سے اونکے دشمن رومیونکی جاسوسی کرینگے۔ اگر وہ ادہر کا قصد کرین تو مسلمانونکو اطلاع دینگے۔ (۴) مسلمانونکو اپنے ملک سے ہوکر اونکے دشمنونکے ملک مین جانیکا راستہ دینگے۔ ان شرطونپر صلح ہوگئی اور لشکر اہل اسلام مظفر و منصور واپس آیا۔

ایک روایت مین ہے کہ اہل اسلام کو قبل اسکے کہ قبرس پہونچین اثنار راہ مین جب ان کی کشتیان دریا مین جاری تہین چند کشتیان نظر پڑین جو حاکم جزیرہ قبرس کی طرف سے قسطنطین بن ہرقل شاہ روم کے واسطے تحف و ہدایا لیجاری تہین۔ اہل اسلام اسکو فتح غیبی سمجہے سب کشتیان لوٹ لین اور وہ سارا مال و متاع قیمتی و گرانبہا انکے قبضہ مین آیا (ازالۃ الخفار)

یہ لڑائی سنہ ۲۶ھ بروایت بعض مورخین سنہ ۲۹ھ اور بروایت بعض دیگر سنہ ۳۳ھ مین ہوئی۔ اس واقعہ مین مال کثیر و غنیمت بیشمار اہل اسلام کے ہاتہہ آئی۔ بعد فتح جزیرہ قبرس لشکر اسلام نے جزیرہ رودوس فتح کیا۔ یہان سے بہی بہت کچہہ مال غنیمت اور قیدی غازیان اسلام کے ہاتہہ آے۔ یہان جسقدر مال بیشمار ملا وہ قریب قریب مال غنیمت جزیرہ قبرس کے تہا۔ سب کا خمس مدینہ منورہ مین جناب عثمان رض کی خدمت مین روانہ کیا گیا۔

یہ سب سے پہلی بحری جنگ جناب عثمان رض کے عہد خلافت مین واقع ہوئی۔ اس سے پہلے کبہی کوئی بحری لڑائی اہل اسلام نہین لڑے۔ خداوند تعالی کو منظور تہا کہ اس لڑائی کی اجازت جناب عثمان رض بنفس نفیس خود دین۔ حضرت معاویہ کا اجازت جنگ بحری طلب کرنا جناب فاروق رض کا انکار و ممانعت پہر جناب معاویہ کا جناب عثمان رض سے اجازت مانگنا اور آپ کا

اجازت دینا اور پہر جنگ کا خاتمہ بخیر ہونا یہہ سب باتین منجملہ مرضیات الٓہی ہین اور خاص یہہ جنگ حضرت عثمانؓ کا ہی حصہ تہا۔ لطف یہ ہے کہ باوجود راہ خطرناک کے کہ اہل اسلام نے کبھی سفر بحری نہین کیا تہا خداوند تعالیٰ نے وہ فتح نمایان اپنے دوستونکو نصیب فرمائی کہ جس سے دشمنونکے چہکے چہوٹ گئے۔ بڑے بڑے بہادرونکے کلیجے ہل گئے۔ سب سے زیادہ لطف وکرم اوس خالق یکتا کا یہہ ہوا کہ ایسی جنگ اور ایسی راہ دشوار گذار مین اوسنے اپنے دوستونکی وہ حفاظت کی کہ کسی کی جان کا تو کیا ذکر نکسیر تک نہ پہوٹی۔ البتہ ام حرام نے جو اس سفر مین اپنے شوہر کے ہمراہ تہین انتقال فرمایا لیکن یہہ واقعہ بہی خشکی پر پہونچکر پیش آیا۔

اس واقعہ کو مورخین نے یون لکہا ہے کہ جب اہل اسلام بعد فتح جزیرہ قبرس واپس ہوے اور مسافت دریا طے ہوگئی تو لوگ اپنا اپنا سامان کشتیون سے اوتارنے اور اونٹون وغیرہ پر رکہنے لگے۔ عبادہ بن صامتؓ بہی سب کے ساتہہ اپنی بیوی ام حرام کو لیکر کشتی سے اوترے اور ان کو ایک گہوڑے پر سوار کیا۔ وہ گہوڑا انکو لیکر بہاگا۔ یہہ گر پڑین۔ سخت چوٹ کہائی جسنے کہ گردن ٹوٹ گئی اور جان سے گذر گئین۔ آنحضرت صلعم نے آپکی بابت پیشین گوئی کی تہی چنانچہ آپکا فرمانا پیش آیا (ابن خلدون)

بخاری شریف مین بروایت انس بن مالک مذکور ہے کہ مجہسے ام حرام نے یہہ حدیث بیان کی کہ ایک مرتبہ جناب رسالتمآب صلعم دن کے وقت میرے گہر سوے۔ جب آپ خواب سے بیدار ہوے تبسم فرمایا۔ مین نے عرض کیا۔ اے رسولخدا۔ آپ کیون ہنستے ہین۔ فرمایا۔ میری امت مین کچہہ لوگ سفر بحری کرینگے اور کشتیونپر سوار ہونگے جیسے بادشاہ لوگ اپنے تختونپر اجلاس کرتے ہین (اسی طرح مجاہدین اسلام خوش وخورم بحری جنگ کو جاوینگے) مین نے عرض کیا اے رسول خدا۔ دعا فرمائیے کہ خدا مجہکو بہی اون لوگون مین کرے۔ آپ نے فرمایا۔ تم بہی انہین مین

ہوگی۔ یہ فرماکر حضور سرور عالم نے پہر استراحت فرمائی کچھہ دیر بعد ہنستے ہوے جاگے
اور وہی کلام سابق آپنے فرمایا۔ ام حرام کہتی ہین مین نے عرض کیا کہ حضور میرے واسطے
دعا فرمایئے۔ خدا مجھکو بہی اونہین لوگونمین کرے۔ حضور نے ارشاد فرمایا۔ اے ام حرام تم تو
پہلے گروہ مین ہوگی۔ راوی کا بیان ہی کہ بعد اسکے حضرت عبادہ بن صامت نے ام حرام سے
نکاح کرلیا اور اپنے ہمراہ اسی دریائی سفر مین لیگئے۔ جہاز سے جب واپس ہوی اور کشتیان
کنارہ پر لگین ام حرام کو ایک سواری پر سوار کیا۔ وہ اوسپر سے گر پڑین اور گردن ٹوٹ گئی
اور اسی صدمہ سے جان سے گئین۔

امام بلاذری نے لکھا ہی کہ ام حرام نے اسی چوٹ کے صدمہ سے قبرس مین انتقال کیا
انکی قبر قبرس مین ہے۔ یہ قبر عورت صالحہ کے نام سے مشہور ہے۔

جبیر بن نفیر جو منجملہ مجاہدین غزوہ قبرس ہین کہتے ہین کہ جب جزیرہ قبرس فتح ہوگیا اور
مال غنیمت اور قیدی جو اطراف و جوانب قبرس سے آئے تھے سب یکجا کئے گئے تو مین نے
ابو درداؓ کی جانب نگاہ کی۔ اونکو روتے ہوی پایا مین نے کہا۔ آج خداے کریم نے اپنے دین
اسلام اور اپنے دوست مسلمانونکو عزت دی۔ یہ خوشی کا دن ہی اور مسلمانونکے واسطے گویا آج
عید ہے اسکے دشمن گویا قیدی بنے ہوے سامنے موجود ہین۔ ایسے وقت مین تمہارے
رونیکا موقع ہے؟ ابو درداؓ نے میرے مونڈہے کو ٹھوک کر کہا۔ اے جبیر۔

چسان بخندہ کشایم دہن کہ ہچون برق	لب شگفتہ بود مشرق زوال قمر

جو لوگ خدا کی نافرمانیان کرتے ہین اونسے ذلیل و خوار زیادہ خدا کے نزدیک کوئی نہین۔ دیکھو
یہی قیدی کہ پہلے یہی لوگ آزاد تہے۔ انکی ہی حکومت تہی۔ ملک تہا۔ خزانہ تہا۔ اپنی ملک کے
بادشاہ تہے مگر اب خدا کی نافرمانی کی بدولت اس گہت کو پہونچ گئے کہ قیدی بنائے گئے

تمہارے سامنے بے بس و ذلیل کھڑے بزبان حال پکار رہے ہین۔

سیاہ بختی ما ہیچ مشک بو دارد	ز دست طالع ناساز خویش رسوائیم

جب قید (جزاے نافرمانی خدا) کسی قوم پر مسلط ہو جاتی ہے وہ قوم ذلیل و خوار ہوتی ہے اور خدا کے نزدیک کوئی عزت اونکی نہین رہتی اور نہ خدا کو اونسے کسی طرح کی غرض اور نہ کوئی مطلب رہتا ہے۔ حضرت ابو درداؓ کا رونا فقط اس بات پر تہا کہ انسان اشرف المخلوقات ہو کر خدا کی نافرمانی کے جرم مین مبتلا ہو کر قیدی بنایا جاتا ہے اور مثل جانوران بے زبان کے بے بس اور لاچار ہو جاتا ہی۔ قیدیونکو دیکھکر انکے حال پر انکو ترس آیا اور یہہ خیال کرکے کہ اگر یہہ لوگ خدا کے احکام مانتے اور اسلام قبول کر لیتے تو پہر اس طرح قید نہوتے آپ رونے لگے۔

فتح قبرس کے بعد عبداللہ بن قیس بلاد سواحل مین مقیم رہے اور زمانہ قیام مین پچاس لڑائیان لڑے۔ ایک مسلمان بہی شہید نہوا۔ ایک روز اتفاقیہ دریا سے خشکی پر اوتر کر بمقام مرقا سرزمین روم مین گئے۔ لوگون نے دفعتہً اپر حملہ کرکے شہید کر ڈالا۔ ملاح بہاگ کر اسلامی لشکر مین آیا اور اس حادثہ کی اطلاع کی۔ سفیان بن عوف اونکے نائب فوج لیکر اہل مرقا پر حملہ آور ہوے ہزارون سے زیادہ اہل مرقا اس لڑائی مین کام آے اور ایک گروہ مسلمانونکا بہی شہید ہوا۔ (ابن خلدون)

علامہ ابن اثیر نے اس قصہ کی بابت یون لکہا ہے کہ بعد فتح قبرس عبداللہ بن قیس سواحل پر مامور رہے اور خشکی و تری مین پچاس لڑائیان ہر موسم مین لڑتے رہے۔ اونکی یہہ دعا تہی کہ خداوندا میرے لشکر کو بچاے رہنا۔ چنانچہ خداوند عالم نے اونکی یہ دعا قبول فرمائی ایک مسلمان بہی کسی لڑائی مین شہید ہونا کیسا زخمی تک تو ہوا نہین اور نہ بحری جنگ مین کسی کی جان گئی یہہ اونکی دعا کی برکت تہی جب خداوند تعالیٰ کو منظور ہوا کہ عبداللہ بن قیس کو صدمہ پہونچے اور اونکی زندگی کے دن پورے ہو گئے تو ایک روز اتفاقیہ کسی کام کو دریا سے باہر گئے اور بمقام

مرقاجو سرحد روم مین واقع ہے پہونچے۔ اونکے ہمراہ صرف ملاح تہا یا شاید ایک دو آدمی اور بہی ہونگے۔ مرقا مین محتاج فقیرون نے انکو گہیر لیا۔ انہون نے صدقہ وخیرات دینا شروع کیا۔ ایک عورت اونہین محتاج لوگونمین سے کسی مجمع مین پہونچی اور ظاہر کیا کہ عبداللہ بن قیس یہان آئے ہین اور غریبونکو خیرات دے رہے ہین۔ چونکہ کفار اونکے جانی دشمن ہو رہے تہے۔ اونکو اپنے گہر مین پاکر بہت خوش ہوے چارون طرف سے دوڑ پڑے اور اونکو گہیر لیا۔ عبداللہ بن قیس تنہا مجمع کفار مین خوب لڑے اور داد شجاعت دی۔ بہتیرونکو مارا۔ بالآخر جام شہادت نوشجان کیا اور اپنے خداے وحدہٗ لاشریک لہ کے پاس جا پہونچے۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔

ملاح بیچارہ اکیلا رہگیا بہاگ کر مسلمانون کو خبر دی اور اس واقعہ المناک کی اطلاع کی۔ سفیان بن عوف نے لشکر لیکر اہل مرقا پر حملہ کیا خوب لڑائی ہوئی۔ سفیان نے عین جنگ مین اپنے ساتہیونکو ڈانٹا۔ دشمنو پر سخت حملہ کرنے کی رغبت دلائی اور غصہ مین آکر اپنے ہمراہیونکو گالیان دینے لگے۔ ایک عورت نے اونکی زبان سے گالیان سنکر کہا۔ عبداللہ لڑتے وقت کسیکو گالیان نہین دیتے تہے بلکہ اونکا اور کچہہ مقولہ اوسوقت ہوتا تہا۔ سفیان نے پوچہا۔ کیا کہتے تہے۔ عورت نے جواب دیا۔ یہہ کہتے تہے۔ الغمرات ثم ینجلین۔ یعنے سختیان پیش آتی ہین مگر سب دفع ہو جاوینگی۔ بس لڑتے وقت یہ کلمات اونکی زبان پر ہوا کرتے تہے۔ سفیان بن عوف کو معلوم ہوا کہ یہی عورت باعث قتل عبداللہ بن قیس ہے فوراً اوسکو گرفتار کر لیا۔ اس معرکہ مین اہل مرقا بہت سے مارے گئے اور مسلمان بہی شہید ہوے۔ عبداللہ بن قیس کی دعا اونکی زندگی تک تہی۔ اونکے بعد ہی مسلمان شہید ہوے۔ جب مسلمانونکو اس معرکہ سے اطمینان ہوا اوس عورت سے جس نے لوگونسے عبداللہ بن قیس کا مرقا مین آنا ظاہر کیا تہا دریافت کیا گیا کہ تونے کس طرح عبداللہ کو پہچانا۔ اوسنے جواب دیا وہ اوسوقت بلباس تاجرانہ تہے جب مین نے اونسے سوال کیا انہون نے

مجھکو دیا اور اسقدر دیا جیسا کچھہ بادشاہ دیتے ہین ہین نے اُنکی سخاوت اور عالی ہمتی سے پہچانا کہ یہہ مسلمانونکے سردار ہین۔ اسی سنہ مین حبیب بن مسلمہ نے مقام سوریہ مضافات روم کو فتح کیا جناب عثمان ذی النورین رضؓ نے نائلہ بنت فرافصہ کے ساتھہ اپنا عقد کیا۔ نائلہ نصرانیہ تہین اسلام قبول کرکے شرف زوجیت جناب عثمانؓ حاصل کیا۔ جناب عثمانؓ نے بمقام زورار (مدینہ منورہ مین ایک محلہ یا بازار ہے) کچھہ عمارت بنائی اور حج خانہ کعبہ ادا فرمایا۔

سنہ ۲۹ ھ

معزولی ابوموسیٰ و امارت ابن عامر

جناب عثمانؓ کی خلافت کو تین برس گذر کر چوتہا سال شروع ہوگیا تہا کہ اہل ایذج (آمد) اور اکراد مین آتش بغاوت پہیل گئی۔ خلیفہ وقت کی اطاعت سے منحرف ہوگئے۔ ابوموسیٰ اشعریؓ والی بصرہ نے بحکم جناب عثمانؓ ان برگشتہ بخت اقوام کی اصلاح کا ارادہ کیا۔ لوگونمین اپنے اس قصد کا اعلان کرکے فضائل جہاد بیان کئے اور پاپیادہ جہاد کی فضیلت ظاہر کی۔ بہت سے اہل اسلام اس جہاد پر آمادہ ہوے۔ جنکے پاس سواریان تہین وہ تو اپنی اپنی سواریون پر تہے اور جو لوگ سواری پر قادر نہ تہے وہ پاپیادہ تیار ہوے اور بعضون نے کہا۔ ابہی ہم منتظر ہین دیکہین کیا انتظام ہوتا ہے اگر ابوموسیٰ اشعری اپنے قول پر عمل کرین اور ہمارے ہمراہ پاپیادہ ہون تو ہم بہی بلا عذر اونکے ساتہہ اور راہ خدا مین جان دینے کو مستعد ہین۔ جب لشکر اہل اسلام تیار ہوا ابوموسیٰؓ نے سامان سفر اپنے محل سے نکالکر چالیس خچرون پر لادا اور خود بہی گہوڑے پر سوار ہوے حالانکہ اس سے قبل لوگون کو پاپیادہ جہاد کرنے پر آمادہ کیا تہا اور عساکر اسلامی نے اسکو بطیب خاطر منظور کر لیا تہا البتہ بعض کو تردد تہا۔ لیکن اسوقت لشکریون نے جب دیکہا کہ خچر سواری کو

موجود ہین تو آپسے تعرض کیا اور گھوڑے کی باگ تھام کر کہا۔ "ہمکو سواریان عنایت ہون یا آپ بھی پیدل چلے جیسا کہ ہم لوگونکو پیادہ جہاد کی رغبت دلائی ہے"۔ ابو موسیٰ رضؓ نے اون لوگونکو بطور چشم نمائی کے جھڑک دیا اور ایک دو کوکوڑے بھی جما دئے۔ لشکری ابو موسیٰ رضؓ سے الگ ہو گئے اور ابو موسیٰؓ روانہ ہوے۔ وہان سے وہ لوگ سیدھے جناب عثمانؓ کے پاس پہونچے اور آپسے ابو موسیٰؓ کی شکایت کی۔ شکایت کرنیوالون اور مخالفین کے سردار غیلان بن خرشنہ تھی۔ دربار خلافت مین باریاب ہوکر شکایت کرنیوالون نے جناب عثمانؓ کی خدمت مین عرض کیا "جس امر کی ہمکو خواہش ہے آپ ہماری خواہش کے موافق کیون کرنے لگے مگر اب ہماری سب کی درخواست ہے آپ ابو موسیٰؓ کو بدل دیجئے"۔ حضرت عثمان نے اون لوگونسے دریافت فرمایا کہ تم کسکو اپنا حاکم بنانا چاہتے ہو۔ اہل بصرہ نے التماس کی۔ غیلان بن خرشنہ حاکم کر دئے جاوین۔ ابو موسیٰ تو تمام ملک ہمارا کہا گئے۔ آپ اپنے لوگونکی پرورش کا خیال رکھتے ہین۔ ادنیٰ شخص کو ذی مرتبہ کر دیتے ہین جسکو فقیر و مفلس اور محتاج پایا۔ سرداری دیکر مالدار و دولتمند کر دیا۔ اے اہل قریش۔ یہہ بوڑھے اشعری کب تک ہمارے ملک اور شہر کو لوٹتے رہینگے۔ جناب عثمانؓ ابو موسیٰؓ کی شکایت اہل بصرہ سے سنکر متنبہ ہوے اور بعد تحقیق حال ابو موسیٰ اشعریؓ کو حکومت بصرہ سے معزول کرکے عبد اللہ بن عامر بن کریز بن ربیعہ بن حبیب بن عبد شمس کو جو آپکے ماموں زاد بھائی تھے بجای اونکے حاکم بصرہ کر دیا۔ ابو موسیٰؓ کو جب اپنی معزولی اور عبد اللہ بن عامر کی تقرری کی خبر پہونچی اہل بصرہ سے کہا۔ "تم لوگ مجھہ بوڑھے آدمی کی حکومت سے ناراض تھے۔ اب تمپر ایک لڑکا کمسن حاکم ہو کر آتا ہے جو نسب مین تو بڑا شریف۔ صحیح الطرفین ہے مگر مزاج مین کمال بیٹیال زیادہ ہے ہر کام پر جلد آمادہ ہو جانیوالا۔ مستعد و چالاک ہے وہ دو لشکرونکا مالک ہوگا"۔ عبد اللہ بن عامر اسوقت پچیس برس کے تھے۔ انکو ابو موسیٰ حاکم بصرہ اور عثمان بن ابی العاص ثقفی والئی عمان و

بحرین دو دونہنکے لشکر دونکی حکومت دیگئی۔ انتظاماً عبید اللہ بن معمر کو خراسان سے تبدیل کرکے مکران کا والی کیا گیا اور خراسان مین بجاے عبید اللہ بن معمر کے عمیر بن عثمان بن سعد متعین کیے گئے۔ سجستان پر عبد اللہ عمیر لیثی ثعلبی حاکم ہوے۔ انہون نے سجستان مین خوب حکومت کی اور کابل تک اپنی حکومت پہونچا دی۔ عمیر نے نہایت تیزی و سختی سے فرغانہ تک قبضہ کرلیا اور کسی شہر و قریہ کو بغیر اصلاح کے باقی نہ چہوڑا۔

مکران مین عبید اللہ بن معمر نے نہایت ہوشیاری سے حکومت کی۔ نہر تک اپنا قبضہ کرلیا عبد الرحمن بن عبیس کرمان کے سردار ہوے اور ملک اہواز و فارس کے جانب ایک گروہ روانہ کیا۔ پہر سجستان سے عبد اللہ بن عمیر موقوف کیے گئے اور عبد اللہ بن عامر اونکی جگہہ بہیجے گئے یہہ ایک سال وہان رہے پہر انکو بہی سجستان سے معزول کرکے عاصم بن عمرو کو والی سجستان کیا پہر کرمان سے عبد الرحمن بن عبیس کو معزول کرکے عدی بن سہیل بن عدی کو اونکی جگہہ مامور کیا عبید اللہ بن معمر مکران سے فارس بہیجے گئے اور اونکی جگہہ عمیر بن عثمان حاکم مکران ہوے۔ بعد ازان اوائل سنہ خلافت عثمانی مین اُمیر بن احمر لیشکری کو خراسان کا اور عبد الرحمن بن عبیس کو کرمان کا والی مقرر کیا اور آخر سنہ خلافت مین سجستان پر عمران بن فضیل کو اور کرمان پر عاصم بن عمرو کو مامور کیا (ابن خلدون)

یہہ بجائی و برطرفی عاملونکی اگرچہ اس سے پیشتر ہوچکی ہے مگر بلحاظ سلسلہ اس موقع پر انکا ذکر مناسب تہا اور مابعد کے وقائع کو انسے ربط بہی ہے اسواسطے ہم نے اس بیان کو اپنی جگہہ سے کسیقدر ہٹا کر لکھا ہے

بغاوت اہل فارس

جب عبد اللہ بن عامر بصرہ مین جاکر مقیم ہوے۔ انکو خبر ملی کہ اہل اصطخر نے بغاوت پر کمر باندہی ہے

یہہ بغرض انتظام کچہہ فوج لیکر اصطخر پہونچے۔ مالک بادشاہ اصطخر نے بغیر لڑے صلح کرلی۔ بعد اسکے عبداللہ بن عامر اپنے دارالامارت کو واپس گئے۔ لیکن اہل فارس کے دلونمین بغاوت نے پورا اثر کرلیا تہا عاملونکی تبدیلی کو اپنے حقمین مفید سمجہے۔ ذریعہ بہتری کا جانکر باہم سازش کرکے پہر بغاوت پر آمادہ ہوگئے۔ کہلم کہلا مقابلہ پر نکل کہڑے ہوے اور لشکر آراستہ و مرتب کرکے اہل اسلام کا مقابلہ کیا۔ عبید اللہ بن معمر جو لڑکا اوس نواح کے حاکم تہے انکی سرکوبی کو اوٹہے۔ شہر اصطخر کے دروازہ پر جانبین مین صف آرائی ہوئی۔ اتفاق کی بات ہے کہ عبید اللہ بن معمر پہلے ہی معرکہ مین شہید ہوگئے اور انکا تمام لشکر بے سردار ہوکر میدان جنگ سے بہاگ نکلا۔

عبداللہ بن عامر کو جب یہہ خبر بصرہ مین پہونچی تو باوجودیکہ آپ کمسن تہے مگر عقل و تمیز مین سر برآوردہ اور مشہور تہے۔ اگر ایسے نہوتے تو جناب عثمانؓ ابوموسیٰ کی جگہہ انکو حاکم نہ کرتے۔ آپنے بہت جلد بصرہ و عمان و بحرین کے لشکر جمع کیئے اور اصطخر پر اہل فارس کی سرکوبی کو بلائے ناگہانی کی طرح بلکہ قضائے مُبرم بنکر پہونچے۔ انکے مقدمۃ الجیش پر عثمان بن العاص میمنہ پر ابوبرزہ اسلمی میسرہ پر معقل بن لیسار اور سوارونکے رسالہ پر عمران بن حصین تہے۔ یہہ سب سردار صحابی ہین یہہ لشکر غازیان و مجاہدان اسلام کا مرتب ہوکر دشمنان خدا کو انکی سرکشی و نافرمانی کا مزا چکہانیکو چلا ہر ایک دلاور نشہ شجاعت سے چور بادہ محبت اسلام سے مخمور تہا۔ سب کے سب اسلام کے عاشق و دلدادہ۔ ہر ایک خدا کی راہ مین کافرونکی جان لینے اور اپنی جان دینے پر آمادہ۔ نہ کسیکو موت کا خوف تہا نہ اپنی جان کا اندیشہ وہ اپنی جانین حافظ حقیقی اور مالک تحقیقی کے ہاتہہ بیچ چکے تہے اور اوسکے عوض مین اونکے دیدے رویت باری اور لقائے الٰہی کے خریدی تہے۔

مقامت دیدہ جایت دل جہان خلوت ہمین محفل	بدل جیب پیام چون اشک گر از دیدہ بار فتم

شوق شہادت ہر ایک کے رگ و پے مین سمایا ہوا تہا۔ اسقدر عجلت تہی کہ دوڑ دوڑ کر موت کو

ڈہونڈہتے تہے۔ وفور اشتیاق سے تلوارونکو گلے لگا لیتے تہے۔ سبکو اعلاء کلمۃ اللہ منظور تہا اسلام کے سچے ہواخواہ تہے ذہن بندہی تہی تو اسیکی۔ دین محمدی کی اشاعت مین زن وفرزند۔ جان ومال کو ہیچ سمجھتے تہے۔ اگر خیال تہا تو بس یہی۔

بہ امکانست وہم غیر گنجد در خیال من	تو ئی منظور اگر چشم تو ئی مسموع اگر گوشم

الغرض یہہ لشکر اسلام بہمہ جہت آراستہ و پیراستہ اصطخر مین داخل ہوا۔ شہر مین ایک تہلکہ پڑ گیا۔ ہر طرف یہی شور وغل تہا "مسلمان آگئے۔ مسلمان آگئے" ایرانی جو بہادر اور دل چلے تہے سنبہلے اور جو بزدل ونامرد تہے آگا پیچہا کرنے لگے۔ بہرحال طرفین سے مقابلہ کی نوبت آئی۔ ایک بہت بڑی خونریز وخوفناک لڑائی ہوئی۔ ہزارون ایرانی مارے گئے۔ فوجین کی فوجین صاف ہوگئین۔ دل کے دل کائی کی طرح پہٹ گئے میدان نبردگاہ ایک تختہ لالہ زار بنا ہوا تہا۔ ہزارون سر کٹے پڑے تہے۔ سیکڑون لاشے پڑے سسکتے دم توڑتے نظر آتے تہے۔ بس ایک خون کا دریا جاری تہا جسمین سر حباب آسا تیرتے پہرتے تہے۔ بالآخر باقی ماندہ ایرانی اپنی جان لیکر بہاگ گئے اور اصطخر پر مسلمانونکا پورا قبضہ اور کامل اقتدار ہوگیا۔ اہل شہر امان طلب ہوے۔ سبکو امان دی گئی۔ جو لوگ شہر چہوڑ کر بہاگ گئے تہے از سر نو آکر آباد ہوے۔

جب اصطخر پر ہر طرح کا تسلط ہوگیا تو لشکر اسلام نے دار الجبرد کا رُخ کیا۔ یہان والے بہی شامت اعمال سے اپنے عہد وپیمان سے برگشتہ ہوگئے تہے۔ بہادران اسلام نے قرار واقعی انکی بہی گوشمالی کی۔ یہہ شہر بہی بہت آسانی سے فتح ہوگیا۔ بعد کامیابی لشکر اسلام نے شہر جور (آردشیر) کا قصد کیا۔

یہان کا حال یہ تہا کہ ہرم بن حیان جور کا محاصرہ کئے ہوے ستہے اور اس محاصرہ کو ایک مدت گذر چکی تہی لیکن فتح نہوتا تہا۔ اس مدت مین اکثر ایسا ہی ہوتا رہا کہ کچہ لوگ

محاصرہ پر رہے اور کچھ حصہ لشکر کا اصطخر کے اطراف میں بغاوت دور کرنیکو چلا گیا اور بعد رفع فساد و اطفاء آتش بغاوت جور کو لوٹ آیا۔

امیر لشکر ہرم بن حیان دن بھر روزہ رکھے دشمنوں سے لڑتے اور شام کو افطار کرکے تمام رات نماز میں مصروف رہتے تھے۔ ایک ہفتہ تک روزہ پر روزہ رکھکر لڑتے رہے۔ بعد ہفتہ کے جب ضعف زیادہ ہو گیا تو خادم سے کہا۔ "تجھکو کیا ہو گیا ہی کہ میں صرف پانی سے افطار کرکے روزہ پر روزہ رکھتا ہوں اور تو مجھکو کھانا نہیں دیتا"۔ خادم نے دست بستہ عرض کیا۔ "میرے امیر میں برابر آپکے کہنے کے مطابق کھانا رکھ جاتا ہوں۔ کبھی میں نے ناغہ نہیں کیا"۔ ہرم بن حیان کو یہ سنکر سخت تعجب ہوا۔ اگلے روز خادم کھانا رکھکر علیحدہ چھپ کر جا بیٹھا۔ دیکھتا کیا ہے کہ ایک کتا شہر کیطرف سے آیا اور کھانا اوٹھا کر شہر کیطرف لیچلا۔ خادم پیچھے ہو لیا۔ رفتہ رفتہ کتا تو ایک بدر رو سے اندر گھس گیا اور خادم نے لوٹ کر ہرم بن حیان کو اس واقعہ سے آگاہ کیا عساکر اسلامی تو راستہ ڈھونڈھتے ہی تھے اس بدرو کو امداد غیبی سمجھکر میں جنگ کے وقت اسی راہ سے شہر میں گھس پڑے اور چشم زدن میں بزور تیغ تمام شہر فتح کر لیا۔ سارے شہر پر لشکر اسلام کا قبضہ ہو گیا۔

عبداللہ بن عامر جور میں قبل فتح پہونچ گئے تھے۔ لیکن اودہر اہل اصطخر میں پھر بغاوت پہوٹ نکلی اس لئے مجبوراً پھر اصطخر واپس گئے اور مدت دراز تک محاصرہ کئے رہے سخت لڑائیاں ہوتی رہیں۔ قلعہ والوں نے سنگباری کی گئی۔ آخر کار بزور شمشیر دوبارہ اصطخر فتح ہوا۔ اس مرتبہ بہی بہت سے ایرانی کام آئے۔ بعد فتح کے خاندانی امرائے شہر اور نامی گرامی سواران فارس کو قتل کر ڈالا کیونکہ انہیں لوگوں نے اصطخر کو بوجہ استحکام و سنگینی قلعہ کے اپنا ملجا و ماوا قرار دیا تھا۔ ادہر اودہر سے بھاگ کر یہیں پناہ گزین ہوئے تھے۔ ان ہی لوگونکی

ذات سے باقی اہل شہر بھی باربار بغاوت کر بیٹھتے تھے۔ غرضکہ ایرانیونکو اس درجہ پامال کیا کہ اسکے بعد انکو ذلت کے سوا عزت نہ حاصل ہوئی۔

بعض مورخین کا بیان ہے کہ ہنوز عبداللہ بن عامر جور تک نہین پہونچے تھے کہ بعد صلح وپیمان اہل اصطخر فوراً اپنے عہد سے پھر گئے۔ عبداللہ بن عامر یہہ خبر پاتے ہی واپس آے اور انکا قلع وقمع کر کے پھر جوُر کی جانب گئے۔ جناب امیرالمومنین حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کو اس فتح نمایان کی بشارت لکھی۔ دارالخلافت مدینہ سے حکم صادر ہوا کہ بلاد فارس پر ہرم بن حیّان یشکری۔ ہرم بن حیان عبسی۔ خرّیت بن راشد اور اوسکے بھائی منجاب بن راشد اور ترجمان ہجیمی کو مامور کرو اور اضلاع خراسان مین احنف بن قیس مرو پر۔ اور حبیب بن قُرّہ یربوعی۔ بلخ پر۔ خالد بن عبداللہ بن زُہیر ہرات پر اُمیر بن احمد یشکری۔ طوس پر قیس بن ہُبیرہ سُلمی۔ نیشاپور پر مقرر و متعین کیئے جاوین۔ پھر بعد چندے کل خراسان کے حاکم قیس بن ہبیرہ کیے گئے۔ سجستان کی حکومت اُمیر بن احمد یشکری کو عطا ہوئی اور بعد قیس کے عبدالرحمٰن بن سمرہ (جو ابن عامر بن کریز کے رشتہ دار تھے) والی خراسان ہوے چنانچہ تا زمان شہادت جناب عثمان رضی اللہ عنہ حضرت عبدالرحمٰن والی خراسان رہے۔

کرمان مین عمران۔ فارس مین عمیر بن عثمان بن مسعود۔ مکران مین ابن کریز قشیری۔ حاکم تھے اور بعد شہادت امیرالمومنین جناب عثمانؓ قیس بن ہبیرہ پر انکے چچا عبداللہ بن حازم نے خروج کیا۔ یہہ قصہ آیندہ بیان ہوگا انشاءاللہ تعالیٰ۔

عہد خلافت عثمانؓ مین قیس بن ہبیرہ نے عبداللہ بن حازم اپنے چچا کو ابن عامر کے پاس کسی کام کو قاصد بنا کر بھیجا۔ ابن عامر عبداللہ بن حازم کی عزت کرتے تھے اور بحرمت تمام پیش آتے تھے۔ عبداللہ بن حازم نے ابن عامر سے کہا۔ حکومت خراسان میرے نام لکھدو اس شرط پر

کہ اگر قیس بن ہبیرہ خراسان سے چلے جاوین توین وہان کا والی ہون۔ ابن عامر نے اونکی خواہش کے بموجب ایک پروانہ اسی مضمونکا لکھہ کر اونکے حوالہ کیا۔ وہ یہہ پروانہ لیکر خراسانین واپس آے اور پروانہ اپنے پاس پوشیدہ رکھا۔

زیادت و تعمیر مسجد نبوی

ماہ ربیع الاول سنہ ۲۹ھ مین جناب عثمانؓ نے مسجد نبوی کے اطراف و حدود مین زیادتی کی۔ ازسرنو عمارت سنگین و پختہ تعمیر فرمائی۔ منقش و پتہر کی دیوارین چونے کا گارا دیکر بنوائین۔ چونا بطن نخل سے منگوایا گیا تہا۔ ستون منقش پتہر کے لگاے۔ چہت مین ساج کی کڑیان ڈالین اور اوسپر پختہ گچ کردی گئی۔ طول مسجد کا ایک سو ساٹہہ گز اور عرض ایکسو پچاس گز کر دیا۔ چہہ دروازے جیسا کہ عہد فاروقی مین تہے قائم رکہے۔

ہم سابق مین لکھہ چکے ہین کہ مسجد نبوی آنحضرت صلعم کے زمانہ مبارک مین کچی بنی تہی کہجور کے تنے کے ستون تہے اور کہجور ہی کی تانونسے چہت پاٹ دی گئی تہی۔ عہد خلافت صدیقی مین بہی مسجد اسی طرح رہی۔ حضرت عمر فاروقؓ نے اپنے عہد خلافت مین کچی اینٹونکی دیوار اور لکڑی کے ستون لگاے اور جناب عثمانؓ نے عمارت خام کہدوا کر ازسرنو پختہ تعمیر کی اور طول و عرض بہی بڑہا دیا۔ مسجد کی تعمیر مین جو کچھہ صرف ہوا حضرت عثمانؓ نے خاص اپنے ہی روپیے سے خرچ کیا جیسا کہ احادیث فضائل مین ہم اوپر لکھہ چکے ہین اور یہی قرین قیاس بہی ہے کیونکہ عہد خلافت فاروقی مین جناب عثمانؓ نے درباب تعمیر مسجد نبوی جناب فاروقؓ کو مشورہ دیا تہا جسکے جواب مین جناب فاروقؓ نے فرمایا تہا۔ بیت المال مسلمانونکی ضروریات رفع کرنیکے ہے مسجد مین خرچ کرنیکو نہین جسکو نمازیونکی تکلیف کا خیال ہو اپنے پاس سے لگاوے

جناب عثمانؓ اوسوقت خاموش رہے اور جب آپکا زمانہ آیا آپنے خاطر خواہ مسجد تعمیر کی اور گذشتہ واقعات پر غور کرنے سے معلوم ہوتا ہے کہ آپنے اپنے ہی روپیہ سے مسجد بنوائی بیت المال مین سے کچھہ نہین لیا۔

اداے رکعت چہارگانہ بمقام مزدلفہ ومنا

اس سال جناب عثمانؓ حج کو تشریف لیگئے۔ آپکا خیمہ بمقام منا نصب ہوا جبتک آپ وہان مقیم رہے پوری نماز پڑہی اور عرفات مین بھی نماز پوری ادا فرمائی۔ سفر مین قصر کرنا جیسا کہ حکم ہے نہین کیا۔ سب سے اول جناب عثمانؓ پر لوگون نے جو اعتراض کیا وہ اسی نماز کی بابت تھا۔ اسمین اکابر صحابہ بھی شریک تھے اور آپکے فعل پر سب نے جرح و قدح کی چنانچہ حضرت علی مرتضیٰؓ آپکے پاس آے اور فرمانے لگے۔

جناب علیؓ۔ آپنے یہہ نئی بات کی۔ آپ سے پہلے کسی زمانہ مین ایسا نہین ہوا آنحضرت صلعم نے ان مقامومین دو رکعت نماز ادا فرمائی۔ آپکے بعد جناب ابوبکر صدیقؓ قصر کرتے رہے۔ جناب عمر فاروقؓ نے بھی دو رکعتین پڑہین کسی نے پوری نماز ادا نہین کی۔ آپ بھی اس سے پہلے چند بار حج کو آے ہین اور ہمیشہ وہی رکعت ادا کرتے رہے ہین۔ اب کیا وجہہ ہے کہ سنت قدیم جناب رسول کریم و حضرات شیخین ترک کی گئی۔

جناب عثمانؓ۔ مین نے اپنی ہی راے سے مناسب وقت سمجھکر یہہ فعل کیا۔

جب حضرت عبدالرحمن بن عوفؓ کو یہہ قصہ معلوم ہوا وہ بھی آپکے پاس دوڑے آے اور کہا

عبدالرحمن۔ کیا آپ نے حضور فخر دوعالم اور جناب ابوبکر صدیقؓ اور جناب فاروقؓ کیساتھہ

ان مقامات مین (ظہر، عصر، عشا) دو رکعتین نہین پڑہین بلکہ خود اس سے پیشتر
جو حج کیئے اونمین بہی دو رکعتین نہین ادا کین ؟-

عثمانؓ - جو کچہہ تم کہتے ہو درست وصحیح ہے - درحقیقت یہان دوہی رکعت پڑہنا چاہیے
اور مین بہی ہمیشہ دوہی رکعت پڑہتا رہا ہون - اس مرتبہ جو چار پڑہین اسکی
وجہہ یہہ ہے - مجہکو خبر ملی ہے کہ بعض اہل یمن اور دیہاتی بدوی لوگ کہتے
ہین کہ مقیم کیواسطے بہی دوہی رکعتین ہین اور اون لوگون کی دلیل وحجت
میرا فعل ہے - جیسا مجہکو دیکہا ویسا ہی کرنے لگے اور میرا فعل اپنے دعوی
اور قول کی دلیل مین پیش کرتے ہین - لہذا مین نے اون لوگونکے دکہلانے
کو اس مرتبہ پوری نماز ادا کی اور مین مکہ معظمہ مین آکر مقیم کے حکم مین ہوجاتا ہون
کیونکہ مین میرے اہل ہین - طائف مین زمین وجائداد وغیرہ ہے - مین نماز
پوری پڑہنے کی دلیل بہی رکہتا ہون اور مجہکو عذر قوی ہے پہر اگر مین نے
چار رکعتین پڑہین تو کونسا قصور کیا اور کیا خلاف سنت وطریق محمدی و
اتباع حضرات شیخین ہوا - پہر مجہپر طعن وتشنیع آپ لوگ کیون کرتے ہین -

عبد الرحمن - یہہ وجہہ اور عذر آپکا قوی وقابل استدلال نہین کیونکہ مکہ معظمہ اب آپکا وطن
نہین رہا - گہربار - بیوی - لڑکے بالے - سب مدینہ مین ہین - جب آپ چاہین
اور جہان لیجانا چاہین آپکے ہمراہ - یہ چہوڑکر ساتہہ ہوجاوین جہان آپ
قیام کرین اور بود وباش اختیار فرماوین وہین اہل وعیال بہی آپکے ساتہہ
رہین - کیونکہ وہ لوگ آپکے تابع ہین - طائف کی بابت جو آپنے کہا اوسکا
جواب یہہ ہے کہ طائف یہان سے تین منزل ہے - بالفرض اگر طائف کو

آپ وطن قرار دین تاہم طائف سے نکلتے ہی مسافر ہوگئے۔ اب کیسے پوری نماز ادا کرسکتے ہین۔ باقی رہا یہہ کہ لوگونکے دکھلانے کو نماز قصر نہین کی۔ یہہ کوئی عذر مقبول نہین۔ جناب رسول خدا نے یہان دو رکعتین پڑہین حالانکہ اسلام مین بہت کم لوگ داخل ہوے تھے اور وحی نازل ہوا کرتی تھی اسلام کے احکام تمام وکمال نازل نہین ہوچکے تھے۔ بعد جناب رسول خدا کے حضرت ابوبکرؓ اور حضرت عمر فاروقؓ نے ان مقامات مین نماز قصر کی مگر انمین سے کسی صاحب کو یہ خیال نہ گذرا اور اب کہ اسلام بحمد اللہ سبحانہٗ ہر طرح قوی اور زبردست ہوگیا اور دین ایک حد پر ٹہیر گیا۔ تبدل وتغیر احکام کا شبہ بہی نہین رہا۔ ہر شخص دینی مسائل سے واقف۔ ہر ایک نماز روزے کے احکام سے ہوشیار ہوگیا تو کیا ایک آپ ہی کا فعل سند ہوسکتا ہے اور راہ مین اور دیہاتی بدوی آپکو دو رکعت پڑہتے دیکھکر مقیم کے واسطے بہی دو ہی رکعت نماز کے قائل ہوجاوینگے۔

عثمانؓ۔ میری راے مین تو ایسا ہی مناسب نظر آیا جیسا کہ مین نے کیا ہے

حضرت عبدالرحمن بن عوفؓ جناب عثمانؓ سے یہہ جواب سنکر اونکے پاس سے چلے آے اور حضرت عبداللہ بن مسعودؓ سے ملاقات ہوئی انہون نے کہا۔

عبداللہ۔ اے ابومحمد۔ جو بات تم جانتے تھے اب بدل گئی۔

عبدالرحمن۔ اب ہمکو کیا کرنا چاہیئے۔

عبداللہ۔ جو تمہاری راے مین آے اور جو مناسب جانو کرو مگر خلاف برا ہے اور اسکا نتیجہ بد ہے۔ مین نے تو اپنے ساتھیونکے ساتھہ چار رکعتین پڑہی ہین۔

عبدالرحمن۔ بخلاف اسکے مین نے مع اپنے ہمراہیون کے دو ہی رکعت پڑہین اب آیندہ سے
چار رکعتین پڑہا کرونگا۔

بعض مورخین کا قول ہی کہ یہہ واقعہ ۳۲ھ کا ہے۔ واللہ اعلم بالصواب۔

۳۰ھ

عزل ولید و ولایت سعید

جناب امیر المومنین عثمانؓ نے اپنے زمانہ خلافت کے دوسرے سال مین ولید بن عقبہ کو بنو تغلب اور جزیرہ کی سرداری سے تبدیل کرکے کوفہ کی گورنری دی تہی۔ ولید پانچ برس تک کوفہ مین رہے۔ اہل کوفہ انسے خوش تھے۔ حکومت و انصاف انکا ایسا تہا کہ کسی ادنی یا اعلی شخص کو کبہی انکی شکایت کا موقع نہ ملا۔

ابو زبید تغلبی کا کچہہ روپیہ اوسکے اعزہ و اقربا پر قرض آتا تہا ولید نے اوسکا حق دلوادیا تہا۔ ابو زبید پہلے نصرانی تہا پہر ولید کے ہاتہہ پر مسلمان ہوگیا اور انسے اسقدر ربط و ضبط بڑہایا کہ اپنے تمام اعزہ و اقارب بنو تغلب سے قطع تعلق کرکے ولید کے ساتہہ کوفہ چلا آیا اور انہین کے ساتہہ رہا کرتا تہا۔ لیکن ابو زبید نے باوجود مسلمان ہوجانیکے شراب ترک نہ کی تہی۔ اب بہی شراب کا عادی تہا۔ بعض عوام الناس اسکی صحبت کی وجہ سے ولید کی نسبت بہی شرابخواری کا الزام لگانے لگے۔ اسی اثنا مین بنی ازد کے چند نوجوانون نے ابن حیسمان خزاعی کے گہر راتکے وقت نقب لگائی چوری کی غرض سے گہر کے اندر گہس پڑے اور لوٹ مار شروع کردی۔ ابن حیسمان جاگ پڑے۔ تلوار لیکر چور دنپر لپکے اور غل و شور مچایا۔ ابو شریح خزاعی پڑوس مین رہتے تہے دراصل یہ مدینہ کے باشندے تہے۔ جہاد کی غرض سے

کوفہ آئے ہوئے تھے۔ غل وشور سنکر اپنے گھر کی چھت پر چڑہ گئے۔ جہانک کر دیکھا تو وہان تلوار چل رہی تھی۔ انہون نے ہر چند منع کیا اور انکو اس حرکت سے باز رکھنا چاہا مگر وہ لوگ نہ مانے اور ابن حیسمان کو قتل کر دیا۔ اس ہنگامہ مین ارد گرد کے لوگ بھی جاگ پڑے تھے جنہون نے چارون طرف سے مکان کو گھیر کر قاتلونکو گرفتار کر لیا۔ اون لوگونمین اشخاص مندرجہ ذیل تھے۔ زہیر بن جندب ازدی۔ مورع ابی مورع اسدی۔ شبیل بن ابی ازدی۔ انکے ماسوا اور بھی تھے۔

مقدمہ ولید بن عقبہ کی روبکاری مین پیش ہوا۔ ابوشریح اور انکے بیٹے نے موقع کی شہادت دی۔ ولید نے بعد ثبوت قتل جناب عثمانؓ کی خدمت مین اس مقدمہ کی اطلاع کی۔ وہان سے حکم ہوا کہ قصاص مین قاتل مارا جاوے۔ باتباع اوسکے ولید نے دارالامارت کے دروازہ پر سزائے قتل دی۔ اس واقعہ سے مقتولین کے خویش واقربا ولید سے عداوت رکھنے لگے۔ وہ لوگ بھی ان لوگونمین شریک ہوگئے جو ولید کو شراب خواری مین متہم کرتے اور انسے پرخاش رکھتے تھے۔

ایک روز ابوزینب اور ابومورع وجندب مخالفین ولید کے پاس ایک شخص نے آکر خبر دی کہ ولید اور ابوزبید شاعر اسوقت دونون خلوت مین بیٹھے شراب اوڑا رہے ہین۔ چونکہ یہ لوگ ہر وقت اسی تاک مین رہتے تھے اور ولید کی عیب جوئی کیا کرتے تھے چل کھڑے ہوئے اور چند اشخاص اہل کوفہ مین سے اپنے ہمراہ لئے۔ جب ولید کے مکان پر پہونچے وہان کوئی علامات شرابخواری کے نہ پائے۔ مخالفین شرمندہ ہوکر واپس آئے۔ ایک دوسرے کو لعنت ملامت کرنے لگا۔ اہل کوفہ نے مخالفین ولید کو بہت کچھ بھلا برا کہا اسوقت تک ولید نے جناب عثمان کو لوگونکے خیالات کی اطلاع نہ کی تھی۔

ایک دن ولید کے مخالفین مجتمع ہوکر عبداللہ بن مسعودؓ کے پاس گئے حضرت عبداللہ بن مسعود آجکل کوفہ مین حاکم صیغہ مال تھے اور لوگونکو قرآن سکھاتے اور کار افتا بھی کرتے تھے۔ اونسے بھی اس واقعہ کو کہا۔ ابن مسعود نے کہا "ہم اوس شخص کی تجسس نہین کرتے جو ہم سے چھپا کر کوئی کام کرے" ولید مخالفین کو ابن مسعود کے اس جواب پر بہت غصہ آیا ابن مسعودؓ بھی اونکے اس بیجا غصہ سے برہم ہوے۔ اسی زمانہ مین ولید بن عقبہ نے ایک ساحر کو ابن مسعود کے پاس بھیجا اور اوسکی بابت فتویٰ طلب کیا۔ ساحر نے ابن مسعود کے سامنے اپنے جرم کا اقرار کیا۔ ابن مسعود نے قتل کا فتویٰ دیا۔ ولید نے ہنوز حد شرعی جاری نہ کی تھی کہ چند لوگ مخالفین ولید سے آگئے اور اونھون نے ساحر کو قتل کر ڈالا۔ ولید نے انکو گرفتار کرا کے قید کر دیا پہر بعد چندے چھوڑ دیا (ابن خلدون و ابن اثیر)

تاریخ مسعودی مین ساحر کا قصہ اس طرح لکھا ہے کہ ولید بن عقبہ سے کسی نے بیان کیا کہ زرارہ نام یہودی نواح بابل کا رہنے والا فنون سحر و شعبدہ بازی مین طاق شہرۂ آفاق ہے اور عجیب و غریب تماشے دکھلاتا ہے۔ ولید نے ساحر کو بلایا۔ اوس نے مسجد کوفہ مین تماشا کرنا شروع کیا۔ بہت سے تماشائیون کا ہجوم ہو گیا۔ ساحر نے تماشہ رات کے وقت کیا اور یہ دکھلایا کہ ایک بڑا ہاتھی گھوڑے پر سوار صحن مسجد مین چل رہا ہے۔ پہر وہ یہودی ایک اونٹنی بن گیا اور رسی پر چلتا نظر آیا۔ پہر لوگون نے دیکھا کہ ایک گدہا اوس یہودی کے منہ مین گھس گیا اور اوسکی دبر سے نکلا۔ بعدہ اوس یہودی نے ایک شخص کا سر دہڑ سے الگ کر دیا اور بعد ازان تلوار اوس پر پہیری وہ آدمی زندہ ہوکر اوٹھ کھڑا ہوا۔

اس تماشہ مین بہت سے اہل کوفہ موجود تھے جن مین جندب بن کعب ازدی بھی تھے۔ تماشہ مین اس قسم کا لہو و لعب و زخرفات اور شعبدہ بازی سحر دیکھکر اعوذ باللہ من الشیطا

الرجیم پڑھتے تھے۔ انکو خوب معلوم ہو گیا کہ یہہ سارا کھیل جادو کا ہے۔ تلوار کھینچکر یہودی کے سر پر وار کیا۔ ایک ہی ہاتھہ مین سر اوڑا دیا اور کہا۔ جاء الحق وزھق الباطل ان الباطل کان زھوقا۔ بعضے کہتے ہین کہ یہہ تماشا دن مین ہوا تھا۔ جندب اوس تماشہ سے نکلکر بازار مین پہونچے۔ ایک صیقل گر سے تلوار لیکر مسجد مین آئے اور یہودی کو جہنم واصل کرکے کہنے لگے۔ اگر تو سچا ہے تو خود زندہ ہو جا۔ ولید کو اونکی یہہ حرکت ناگوار گذری۔ بعوض قصاص یہودی انکو قید کرنا چاہا مگر جندب کے رشتہ دار متعرض ہوے آخر انکو حوالات مین کردیا گیا قصد یہہ تھا کہ دھوکا دیکر مروا ڈالینگے۔ خیر جندب حوالات مین رہے پہرہ والے نے دیکھا کہ یہ شخص شام سے صبح تک عبادت الٰہی مین بسر کرتا ہے۔ انکو دیندار جانکر کہا۔ تم اپنی جان بچا لیجاؤ۔ جندب نے جواب دیا کہ تم میرے عوض مارے جاؤگے۔ پہرہ والے نے کہا۔ خدا کی رضامندی اور اوسکے دوست کے بچانے مین اگر میری جان کام آوے تو کچھہ مضائقہ نہین۔

بصد امید عزم کوئے تو دارند مشتاقان
خداوندا بہ امیدے رسان امیدواران را

جندب رات کو حوالات سے نکل گئے۔ دوسرے دن صبح کے وقت ولید نے جندب کو طلب کیا اور انکے قتل پر مصمم ارادہ کرلیا۔ جب جندب نہ ملے پہرہ والے سے دریافت کیا۔ اوسنے کہا۔ رات کو بھاگ گئے۔ ولید نے اوس بیچارہ کی گردن ماری اور بازار مین لٹکوا دیا۔ ولید کی اس حرکت سے مخالفین کے دلونمین اور بھی آتش بغض وعناد برافروختہ ہوئی۔ ولید نے بھی ان لوگونکی شکایت حضرت عثمان رض کو لکھی۔

اس عرصہ مین ایک گروہ مخالفین ولید مدینہ منورہ مین پہونچا اور جناب عثمان رض سے انکے ظلم و تعدی کی شکایت کرکے انکی معزولی کی درخواست کی جناب عثمان رض نے اونکی شکایت پر

اصلا خیال نہ فرمایا آخر بلا سماعت یہہ لوگ ناکام کوفہ واپس گئے۔

اب مخالفین کی ایک جماعت جنمین جندب اور اونکے احباب بہی تہے ایک جگہہ جمع ہوکر ولید کے بارہ مین صلاح کرنے لگی۔ آخر ایک بات پر اتفاق کرکے اس کام کی اسطرح ابتدا کی کہ ابوزینب ابومورع وغیرہ مع دیگر اشخاص کے ولید کے گہر گئے۔ دیرتک ادہر اودہر کی باتین کرتے رہے۔ اتنی دیرتک یہہ لوگ بیٹھے کہ ولید بن عقبہ کو نیند معلوم ہوئی اور وہ سُو رہے اب ابوزینب نے ولید کی مہر لے لی اور وہان سے چل دئے۔ جب ولید جاگے مہر نہ پائی۔ محل کی عورتوں سے دریافت کیا۔ ایک عورت نے بیان کیا کہ اور سب لوگ تو آپکے پاس سے چلے گئے تہے صرف دو شخص جنکی صورت وشکل اس اس ہیئت کی ہے بیٹھے رہگئے تہے جبکہ آپ سوگئے تہے۔ ولید نے حلیہ وشباہت سے گمان کیا کہ وہ دو شخص ابوزینب اور ابومورع ہین۔ ایک شخص کو اونکی تلاش مین بہیجا مگر اونمین سے ایک بہی نہ ملا۔ ولید کو اونکی جانب یقین کامل ہوگیا کہ یہی دونون مہر لیگئے ہین۔

اودہر ابوزینب اور ابومورع مع دیگر اشخاص کے دوبارہ مدینہ جناب عثمان کیخدمت مین حاضر ہوے اور دونون نے بیان کیا کہ ولید نے شراب پی ہے۔ (شائد مہر بہی پیش کی ہو اور ظاہر کیا ہو کہ نشہ کی حالت مین اونکی انگلی سے اوتاری گئی مگر اونکو خبر تک نہ ہوئی) جناب عثمان رض نے جب دیکہا کہ ولید کی شکایت بڑہتی جاتی ہے آپنے ولید کو کوفہ سے طلب فرمایا جب ولید حاضر ہوے انکا مقدمہ جناب عثمان رض کے اجلاس مین پیش ہوا۔ مدعی اور ابوزینب اور ابومورع گواہ حاضر عدالت ہوے۔ اولاً ولید سے سوال کیا گیا بعدہ گواہونکی باری آئی۔ **عثمان رض** نے گواہون سے (تم دونون اس امر کی شہادت دیتے ہو کہ ولید نے شراب پی۔ اور کیا تم نے بچشم خود شراب پیتے دیکہا ہے یا کسی سے سنا ہے۔

گواہ۔ ہمنے انکو شراب پیتے اپنی آنکھون سے نہین دیکھا۔

عثمان رض۔ پہر تمکو کیسے معلوم ہوا کہ ولید نے شراب پی۔

گواہ۔ ہمارے روبرو ولید نے قے کی اوسمین شراب گری اور انکی ڈاڑہی تر ہوگئی ہمنے انکی ڈاڑہی سے شراب پونچھی۔ بقولے

چارۂ مردم غماز چہ سازد واقف ۔۔۔ سخت رسوا شدم از چشم تر خود چہ کنم

القصہ ولید کی نسبت شراب پینا ثابت ہوا اور وہ اپنی صفائی اور برّیت کا ثبوت نہ دیسکے لہذا انکی نسبت حد قایم کیے جانیکا حکم صادر ہوا۔ جناب عثمان رض نے سعید بن العاص رض کو دُرّہ لگانیکا حکم دیا حضرت علی رض بہی اوسوقت تشریف رکہتے تہے آپنے حکم دیا کہ چادر ولید پر سے اوتار کر دُرّے لگاؤ۔ بعضے کہتے ہین کہ جناب علی رض نے اپنے صاحبزادہ حضرت امام حسن رض کو دُرّے لگانیکا حکم دیا تہا لیکن جب اونہون نے انکار کیا اور کہا۔ ول حارھا من تولی قارھا۔ یعنے خلافت کے نقصان و ضرر کا اوسیکو مالک کیجیے جو اوسکے نفع اور فائدہ کا والی ہے۔ تو عبد اللہ بن جعفر رض نے دُرّے لگاے جب چالیس دُرّے پر پہونچے تو جناب علی رض نے کہا۔ بس اب دُرّہ نہ لگاؤ۔ آنحضرت صلعم اور ابوبکر رض نے چالیس چالیس دُرّے مارنیکا حکم دیا تہا اور جناب عمر رض نے اسّی دُرّے شرابخوار کو مارے تہے اور یہ سب سنت ہے لیکن وہ مجہے زیادہ محبوب ہے۔ (ابن خلدون وابن اثیر)

بعضے اس قصہ کو اسطرح لکہتے ہین کہ ولید بن عقبہ اپنے ہم صحبت احباب کے ساتہہ روزانہ شراب پیا کرتے تہے اور یہ جلسہ شام سے صبح تک رہتا تہا۔ رقص و سرود کی مجلس گرم رہتی اور صدائے نوشا نوش بلند ہوتی تہی۔ مطرب اپنے نغمات دلچسپ سے سامعین کے دلون کو مسرت و فرحت بے اندازہ پہونچاتا تہا۔ یہ بزم عشرت ہر شبکو آراستہ ہوتی تہی۔ ایک شب حسب معمول شراب و کباب و رقص و سرود مین کاٹی جب مؤذن نے فجر کی اذان دی جلسہ برخاست ہوا۔ ولید بن عقبہ

نماز کو مسجد مین گئے۔ صرف کرتہ پہنے تھے اور لباس شب خوابی بدن پر تھا۔ خود امامت کی لوگونکو نماز پڑہائی۔ تمام رات کے جاگے ہوے اوسپر نشہ شراب کا طرّہ۔ دو کی جگہہ چار پڑہائین اور بعد ختم نماز کے کہا۔ کیا تم چاہتے ہو کہ اور بہی پڑہاؤن۔ ایک روایت ہے کہ ولید نے بجاے تسبیح کے سجدہ مین کہا۔ اشرب واسقنی یعنی تم خود پیو اور مجھے بہی پلاؤ۔ سجدہ بہی معمول سے زیادہ لنبا چوڑا کیا۔ اپنی دانست مین گویا جلسہ شراب مین تھے اور ساقی کو ارشاد فرماتے تھے کہ خود تم بہی پیو اور مجھے بہی پلاؤ۔ معقول)

کرتا ہون ایک نماز مین دو دو عبادتین	وہ بت چھپا ہے دل مین خدا ہے زبان پر

نمازی جو صف اول مین تھے اونہون نے یہہ نئی تسبیح سنکر نماز توڑ دی۔ کسی نے کہا تمہارا کیا ارادہ ہے۔ خدا تمکو خیر و نیکی نصیب نہ کرے۔ خدا کی قسم مجھکو سخت تعجب ہے۔ اون لوگو نسے جنہون نے تمکو ہمپر والی وحاکم بنا کر بھیجا۔ اسکے کہنے والے عتّاب بن غیلان ثقفی ہین۔

بعد اس واقعہ کے ولید ایک دن خطبہ جمعہ پڑہنے منبر پر کہڑے ہوے۔ لوگون نے مسجد کے سنگریزون کی بارش انپر شروع کر دی۔ ولید مسجد چہوڑ کر بہاگے اور اپنے محل مین گھس رہے۔ تابّط شرّا جو ایک شاعر گذرا ہے اوسکے اشعار ولید کے ورد زبان تھے۔

ولست بعیداً عن مدامٍ وقینةٍ	ولا بصفا صلد عن الخیر معزل
ولکننی اروی من الخمر ھامتی	وامسی لسلاہ بالساحب المتسلسل

مطلب انکا یہ ہے کہ مین شراب خواری اور راگ سننے سے باز نہ رہونگا اور شراب صافی مین مشغول ہو کر دیا او خیرات کا کش نہونگا۔ ولیکن مین اپنے سر اور دماغ کو شراب سے خوب سیراب کرونگا اور مسلسل بادہ نوشی مین نصیحت تمام کر دونگا۔

گشتہ ام معتکف بہ میخانہ	جان بپاے تو شراب دہم

ولید کے بارہ مین حطیئہ شاعر نے یہہ شعر کہے ہین۔

شہد الحطیئۃ یوم یلقی ربہ	ان الولید احق بالعذر
نادی وقد تمت صلاتہم	أأزیدکم ثملا وما یدری
لیزیدہم اخری ولو قبلوا	لقرنت بین الشفع والوتر
حبسوا عنانک فی الصلوٰۃ ولو	خلوا عنانک لم تزل تجری

حطیئہ جب اپنے پروردگار سے ملیگا ضرور گواہی دیگا کہ ولید کا عذر قابل پذیرائی ہے۔ جب نماز پوری پڑہ چکا نشہ کی حالت مین پکار کر کہا۔ (حالانکہ شراب نے اوسکے ہوش و حواس معطل کردیے تہے اور اوسکو کچہہ خبر نہ تہی کہ وہ کیا کر رہا ہے) کیا اور بہی زیادہ نماز ادا کرون اگر مقتدی قبول کرتے تو وہ چار سے بہی زیادہ پڑہتا اور طاق وجفت باہم ملادیتا۔ ولیکن اے ولید لوگون نے نماز مین تیری باگ روک دی اور اگر تیری باگ چہوڑدیتے تو یقین ہے کہ تو نماز پڑہتا رہتا اور کبہی ختم نہوتی۔

پہلے شعر کا دوسرا مصرع ''ولید کا عذر قابل پذیرائی ہے'' مذاقیہ کلام ہے جیسے استفہام انکاری ہوتا ہے اور مطلب یہہ ہے کہ یہہ عذر قابل سماعت نہین کیونکہ شراب کے نشہ مین جب سدہ بدہ باقی نہین رہی تو ایسی حالت مین جو کچہہ کر گذرے بعید نہین حاصل شعر اول یہہ ہوا کہ مین خدا کے روبرو عرض کرونگا کہ ولید قابل سزا ہے۔ اسکا عذر ہرگز نہ سنا جاوے ولید تو خطبہ چہوڑکر محل چلے گئے یہان نماز یون مین اسکا چرچا پہیلا۔ جو اہل کوفہ ولید کی شرابخواری سے ناواقف تہے وہ بہی آگاہ ہوگئے۔ ابو زینب بن عوف ازدی اور ابو جندب بن زہیر ازدی حاضرین مین تہے اور اشخاص کو لیکر ولید کے محل مین داخل ہوے۔ ولید نشہ شراب مین مست ولایعقل اپنے تخت پر پڑے تہے۔ لوگون نے انکو جگایا مگر وہ ایسے بدمست

نہ تھے کہ جگاے سے جاگ پڑتے - پہر ولید نے اوس حالت نشہ وبیہوشی مین قے کر دی -
اوس مین شراب گری - لوگون نے مہر ولید کی اونگلی سے اوتاری اور فوراً محل سے نکلکر جانب
مدینہ روانہ ہوے - وہان پہونچکر جناب عثمانؓ کی خدمت مین حاضر ہوے اور دونون نے
گواہی دی کہ ولید نے شراب پی جناب عثمانؓ نے سوال کیا - تمکو کس طرح معلوم ہوا کہ ولید نے
شراب پی اور شراب کس چیز کا نام ہے - گواہون نے التماس کی - وہی شراب جسکو ہم لوگ
زمانہ جاہلیت مین پیتے تھے - پہر ان لوگون نے مہر ولید کی نکالکر جناب عثمانؓ کو دکھلائی
اور سارا قصہ بیان کیا جناب عثمانؓ نے ان لوگونکے اس بیان کی کچھہ وقعت نہ کی اور اوسوقت
اونکے اس دعوے کی تردید کی اور فرمایا - تم ہمارے پاس سے چلے جاؤ - جناب عثمان کو انکے
بیان پر پورا یقین نہوا ہوگا یا یہہ کہ اسوقت تنہائی مین یہہ لوگ آپ سے ملے اور شکایت کی -
آپ نے مصلحتہً اسوقت انکو ٹال دیا اور غرض آپکی یہ تہی کہ بعد ثبوت اسکا تدارک کیا جاوے -
یا یہہ بات ہے کہ آپ نے اس مقدمہ کو دیگر اصحاب کبار کی راے سے فیصل کرنا چاہا - ابوزینب
اور ابوجندب جب جناب عثمانؓ کے پاس سے ناکام پہرے حضرت علیؓ کی خدمت مین پہونچے
اور تمام واقعہ بیان کیا - حضرت علی مرتضیٰؑ جناب عثمانؓ کے پاس آے اور فرمایا - آپ نے
گواہون کو ٹال دیا اور حدود شرعی باطل کین حضرت عثمانؓ نے جواب دیا - پہر آپ کی کیا
راے ہے - شیر خدا نے کہا - میری راے تو یہہ ہے کہ آپ ولید بن عقبہ کو طلب کیجیے - یہ لوگ
اونکے سامنے اگر گواہی دین اور ولید اپنی بریت کی دلیل پیش کر سکین تو حد جاری کیجاوے - جناب
عثمانؓ نے ولید کو کوفہ سے طلب فرمایا - جب وہ آگیے مقدمہ پیش ہوا - مدعی - مدعا علیہ گواہ
حاضر عدالت ہوے - گواہون نے ولید کے منہ پر صاف صاف بیان کر دیا - جب ولید اپنے
اوپر سے یہہ الزام دفع نہ کر سکے اور نہ اپنی صفائی مین عذر معقول پیش کیا تو حضرت عثمانؓ نے

دُرّہ اوٹھاکر جناب علیؓ کو دیا اور فرمایا۔ ولید کو دُرّے لگاؤ۔ حضرت علیؓ نے اپنے صاحبزادہ حسنؓ سے فرمایا اے میرے بیٹے۔ تم کھڑے ہو جاؤ اور حد خداوندی قائم کرو جناب حسنؓ نے جواب مین عرض کیا اسیقدر ذلت انکو کافی ہے۔ جب شیر خدا نے دیکھا کہ بخیال قرابت خلیفہ وقت حد قائم کرنے سے انکار کرتے ہین تو خود درہ لیکر کھڑے ہوے جب ولید کے قریب پہونچے اونہون نے آپکو بُرا کہنا شروع کیا۔ عقیل بن ابیطالب اوس مجمع مین موجود تھے بولے۔ اے ابن ابی معیط۔ تو یہ کلام کرتا ہے۔ تجھکو اپنی حقیقت بھی معلوم ہے کہ تو کون ہے۔ تو ایک عجمی صفوریہ کا رہنے والا تیری یہ طاقت کہ علیؓ کی شان مین الفاظ بے ادبانہ اپنی زبان سے نکالے (صفوریہ ایک موضع ہے ملک طبریہ اور نواح اردن مین عکا اور لجون کے درمیان۔ ولید کا باپ اوس گانون کا رہنے والا قوم یہود سے تھا) جناب علیؓ درہ مار رہے تھے مگر ولید زد سے ہٹ جاتے تھے مار نہین کھاتے تھے۔ بالآخر حضرت علیؓ نے ولید کو پکڑکر زمین پر پچھاڑا اور دُرّے لگائے۔ جناب عثمانؓ نے فرمایا۔ آپکو یہ زیبا نہ تھا کہ اس طرح انکو دُرّے لگاتے۔ حضرت اسد اللہ الغالب نے جواب دیا۔ اس سے بھی زیادہ ذلت دیجاویگی اگر آیندہ فسق وفجور مین مبتلا ہوے اور خداوند تعالیٰ کے حقوق نہ ادا کئے۔ (مسعودیؒ)

المختصر اس واقعہ کے بعد جناب امیر المومنین عثمانؓ نے ولید کو گورنری کوفہ سے معزول فرمایا۔ بجاے اونکے سعید بن العاصؓ گورنر کوفہ مقرر کئے گئے۔ انکا نسب یہ ہے سعید بن العاص بن سعید بن العاص بن امیہ بن عبد شمس اموی۔ انہون نے جناب عمر فاروقؓ کی گود مین پرورش پائی اور بروایت ابن خلدون جناب عثمانؓ نے انکی پرورش کی۔ ابتداے سن شعور سے نہایت نیک نامی کے ساتھ شہرت حاصل کی عقل وتمیز مین ممتاز تھے۔ بڑے بڑے کامونکو انجام دیا اس سے اور بھی انکی لیاقت وقابلیت کی شہرت ہوگئی۔ (حقائق الکلام)

بعد فتح شام کے سعیدؓ حضرت معاویہؓ کے پاس شام مین رہے۔ ایک روز جناب عمر فاروقؓ نے اہل قریش کو یاد فرمایا۔ انکا بہی نام آیا معلوم ہوا کہ شام مین ہین۔ آپنے انکو بُلا لیا جب یہ آپکی خدمت مین حاضر ہوے حضرت عمرؓ نے فرمایا۔ مجھکو دریافت ہوا ہے کہ تم مرد صالح اور جفاکش ہو محنتون اور مصیبتونکو جہیلے ہوے۔ تمکو چاہیئے کہ اسی طرح نیک کامون مین ترقی کرتے رہو۔ خداوند تعالیٰ خیر وصلاح تمہارے نصیب فرمائیگا۔ پہر دریافت فرمایا کہ تمہاری شادی ہو گئی اور کوئی بیوی ہے یا نہین۔ سعید نے جواب دیا نہین۔ اسی اثنا مین سفیان بن عوف کی بیوی چند جوان لڑکیان جو اونکی بیٹیان تہین جناب عمرؓ کے پاس لائین اور کہا "ہمارے مرد مر گئے اور یہ بہی ظاہر ہے کہ جب مرد مر جاتے ہین عورتین ضائع و برباد ہوتی ہین۔ آپ ان لڑکیونکو انکے کفو مین بیاہ دین" جناب عمرؓ نے ایک عورت سے سعید کا نکاح کر دیا اور ایک عبدالرحمن بن عوف کو بیاہ دی۔ بعد اسکے مسعود بن نعیم نہشلی کی لڑکیان مدینہ مین آئین اور جناب عمرؓ سے عرض کیا "ہمارے مرد مر گئے اور ہمارے پاس چہوٹے چہوٹے لڑکے رہگئے ہین آپ ہمارا عقد ہمارے کفو مین کر دین" آپنے ایک کا نکاح سعید سے اور ایک کا جبیر بن مطعم سے کر دیا۔ سعید کے چچا اسلام مین معززین اشخاص سے ہین۔ سعید بہی جناب عمرؓ کے عہد مین ایک نامی اہل قریش سمجہے گئے بعد عقد کے یہہ ایک زمانہ تک مدینہ مین رہے۔ سنہ ۳۰ھ مین جناب امیر المومنین عثمانؓ نے انکو کوفہ کا گورنر مقرر کیا۔ سعید پروانہ گورنری لیکر مدینہ سے جانب کوفہ روانہ ہوے۔ انکے ہمراہ اُشتر ابو خشتہ غفاری۔ جندب بن عبداللہ۔ ابن صعب بن جثامہ۔ جو کہ ولید کے مقدمہ مین مدینہ منورہ گئے ہوے تہے کوفہ واپس آے یہہ لوگ پہلے ولید کی اعانت کو گئے تہے لیکن بعد مین اونکے مخالف ہوگئے۔ سعید بن العاص جب کوفہ مین داخل ہوے اور اہل کوفہ کو انکی حکومت کا حال معلوم ہوا کسی شاعر نے یہہ شعر کہے۔

فررت من الولید الی سعید	کاهل الحجر اذ جزعوا فباروا
یلینا من قریش کل عام	امیر محدث او مستشار
لنا نار نخوفها فنخشی	ولیس لهم فلا یخشون نار

مین ولید کے ظلم و بد فراجی و فسق سے بہاگا اور زیر سایہ حکومت سعید پناہ لی جیسا کہ اہل حجر جب گہبراتے ہین جنگل میدان مین نکل جاتے ہین۔ ہمپر ہر سال قریش کی جانب سے ایک سردار نیا ہوکر آتا ہے۔ ہم لوگونکے حق مین (یہہ قریش کی حکومت) ایک آگ ہے جس سے ہم ڈرا کرتے ہین اور قریش کو توکسی آگ کا دغدغہ وخطر نہین وہ کیون ڈرین۔ (ابن اثیر)

جب سعید کوفہ مین داخل ہوے اور خطبہ کا قصد کیا حکم دیا کہ اول ممبر دہویا جاوے کیونکہ ولید ناپاک و نجس تہا یہہ اوسکی نشستگاہ ہی اسکو پاک کرو۔ (مسعودی) لوگون نے ممبر کو دہو دیا۔ سعید نے ممبر پر چڑہکر اوّلاً خدا کی حمد بیان کی پہر کہا۔ خُدا کی قسم مین اپنی خوشی سے یہان کی حکومت پہ نہین آیا بلکہ جبراً بہیجا گیا ہون اور مجہکو مجبوراً آنا پڑا ہے۔ ہوشیار رہو۔ زمانہ فتنہ وفساد کا آگیا۔ فتنہ اپنی دونون آنکہونسے تمہاری طرف ٹکٹکی باندہے تک رہا ہے خدا کی قسم مین فتنہ کے منہ کو لگام دونگا اور اوسکو جڑسے اوکہاڑ ڈالونگا۔ یا مین خود تہک جاؤن اور رہ جاؤن تومجبوری ہی اور مین اپنی جان کو آتش فتنہ فرو کرنے مین لڑا دونگا"

یہہ کہکر ممبر سے اوتر آے۔ کچہہ مدت تک اہل کوفہ کی حالت اور وضع وچال ڈہال پر خوب غور کرتے رہے بعد تحقیق وتفتیش احوال جناب عثمانؓ کو یہہ عرضی لکہی "اہل کوفہ کی حالت سراسر ناقابل اطمینان ہے۔ انکا کارخانہ بالکل درہم برہم ہورہا ہے۔ اشراف گردی ہی رذیلونکا دور دورہ ہے۔ سابقین اسلام شریف قوم مغلوب ہین نئی ترقی والے۔ اہل ردادف و توابع کا اس ملک مین تسلط ہے۔ معززین سابقین اسلام پر اگر کوئی حادثہ گذرے کوئی اونکی

خبر نہین لیتا۔ بیچارے کس مپرسی کیحالت مین رہتے ہین۔"

جب سے کوفہ مین اسلام داخل ہوا اکثر صحابہ کرام نے بود و باش وہانکی اختیار کی۔ خاص شہر کے رہنے والے ان لوگونکی عزت کرتے تھے۔ دیہاتی نومسلم بھی شہر مین آبسے۔ رفتہ رفتہ ہر کام مین ترقی کرتے رہے۔ صحابہ کرام وغیرہ جو صاحب شرافت تھے وہ لوگ سابقین کے لقب سے مشہور تھے غیر قوم جو اسلام اختیار کرکے رہنے لگے یا بدوی لوگ شہری ہوکر رہے وہ رواد ف و توابع کہے جاتے ہین۔ یا علما و جہلا کا فرق سمجھنا چاہیئے۔ علمار دین اشراف مین شمار ہین اور جاہل بازاری۔ کمین رَوادِف و توابع کے نام سے مشہور ہین۔

جناب عثمانؓ نے یہہ عرضی ملاحظہ فرماکر جواب لکھا۔ "اما بعد۔ اہل شرف۔ سابقین اسلام اور جن لوگونکے ہاتھو نپر خداوند تعالی نے یہ ملک فتح کیئے ہین واجب التعظیم ہین۔ انکو ہر طرح فضیلت دیجاے۔ انکے بعد جو لوگ اسلام مین داخل ہوکر وہان رہے ہین اونکا رتبہ قائم کیا جاے اور ہر ایک شخص کا اوسکے قدر و منزلت کے مطابق لحاظ رہے اور اوسکا حق دیا جاے ہان اگر سابقین اسلام مین سے کوئی شخص حق بات چھوڑ دے اور جو اوسکا منصب ہے اوسکے خلاف کرے اور اوسکے تابع اور پیچھے آنیوالے سابقین کے منصب کو ادا کرین تو اوسوقت اوسکی قدامت اور رتبہ کا لحاظ نہ کیا جاے۔ ہر شخص کے رتبہ پر نظر رکھکر موافق اسکے برتاؤ کرنے سے پورا عدل قائم ہوسکتا ہے۔" جب یہہ فرمان سعید بن العاص کے پاس پہونچا جملہ معززین اہل کوفہ کو بلایا۔ اونکے ساتھہ رواد ف و توابع بھی بُلاے گئے۔ مجمع عام مین جناب عثمانؓ کا حکم پڑھکر سنایا اور یہہ بھی کہا "آپ لوگ سب مین ممتاز ہین اور سب کے چہرے ہین اور دستور ہے کہ الوجہ ینبئ عن الجسد یعنی چہرہ تمام بدن کی خبر دیتا ہے۔ ہر حاجتمند کی حاجت ہمارے سامنے پیش کرین اور اسکی بابت جیسی راے سب صاحبونکی ہو ظاہر کرین"

اہل کوفہ اس بات پر راضی نہ ہوے اور یہہ جلسہ بغیر کسی امر مناسب کے طے ہوے برخاست ہوا اور سب لوگ چلے گئے۔ تمام کوفہ مین انہین باتونکا چرچا ہر گلی کوچہ تہا۔ سعید نے یہہ جناب عثمان کو اس حال سے اطلاع دی۔ حضرت ذی النورین نے اصحاب راے۔ اکابر صحابہؓ کو اس امر مین مشورہ و صلاح مناسب کرنے کو جمع کیا۔ اونسے اس بارہ مین راے طلب کی

صحابہؓ۔ اہل کوفہ سے ایسی باتونکی امید نہ رکہیے جسکی قابلیت اونمین نہین کیونکہ جب کوئی شخص ایسا کام کرنا چاہے کہ جسکا وہ اہل نہین تو وہ اوس کام کا بار نہین اوٹہا سکتا ہے۔ اصلاح کیسی اور بگاڑ کر برباد کر دیگا۔

ذی النورینؓ۔ اے اہل مدینہ۔ ہوشیار ہو جاؤ اور مستعد رہو مین دیکھتا ہون کہ فتنہ تمہاری طرف چلکر آ رہا ہے۔ مین چاہتا ہون کہ تمہارے حقوق پورے پورے ادا کر دون۔ تمہارے حقوق ملک عراق سے تمہاری طرف منتقل کر دون جسکا حصہ جائداد عراق مین ہے وہ وہانسے یہان لے آوے۔

صحابہؓ۔ یہہ کیسے ہو سکتا ہے۔ آپ دو ملکونسے کسطرح ہمارے حقوق اور ہماری جائداد ہمکو دلا دینگے۔

ذی النورینؓ۔ تم لوگ اپنی املاک مین سے جو دونون ملکون حجاز و یمن مین ہے یمن و عراق کی جائداد فروخت کر ڈالو اور بعوض اوسکے حجاز مین خرید کر لو۔

صحابہؓ۔ ہم سب کو بطیب خاطر منظور ہے۔

سب نے اس راے پر اتفاق کیا اور بہت خوش ہوے اور جو امر اونکے شان گمان مین بہی نہ تہا وہ خداوند تعالی نے ظاہر فرما دیا اور اوسکی سبیل پیدا کر دی۔ عراق مین جو کچہہ

اونکا تھا اونھون نے فروخت کر ڈالا اور دوسرے ملکون کی جائداد مول لے لی چنانچہ طلحہ مروان۔ اشعث بن قیس اور بہت سے دیگر لوگون نے ہر قبیلہ کے خیبر۔ مکہ۔ طائف کی جائداد دین خرید کرلین۔ یہہ معاملات سب کی رضامندی اور خوشی سے ظہور پذیر ہوی (ابن خلدون و ابن اثیر)

چونکہ لوگونکی املاک اور جائداد باہم متصل تہی اور صحابہ کرام کو بوجہ اپنی جائداد زمین وغیرہ کے اتفاق خلط و ملط عوام اشخاص سے رہا کرتا تہا اور ہر جگہہ ہر قوم کے لوگ رہتے بستی تہے صحابہ کو اونکے ساتھہ معاملات رہا کرتے تہے بالخصوص کوفہ وغیرہ مین جیسا کہ اوپر کے بیان سے ظاہر ہوا۔ اسوجہ سے صحابہ کی عزت و توقیر وہی لوگ کرتے تہے جنکے دلونمین انکی عظمت و جلالت تہی۔ جناب عثمانؓ نے صحابہ اہل مدینہ کو یہ راے دی کہ اپنی اپنی زمین جو دوسرے ملکونمین ہے بیچ ڈالین اور بجاے اوسکے ملک حجاز مین خرید کرلین اسمین یہہ مصلحت تہی کہ صحابہ کو غیر لوگونکے ساتھہ معاملات اور اونسے میل جول کم رہیگا اور جیسا کہ مشہور مقولہ ہے۔ زن۔ زر۔ زمین۔ جو مبدا فساد ہین اس قسم کے تعلقات جو جائداد کے اتصال سے ہین بہت کم ہوجاوینگے اور ہر شخص کا رتبہ و عزت برقرار رہیگی۔

غزوہ طبرستان

عہد خلافت فاروقی ۲۱ھ مین بعد فتح رے اہل دیناوند جزیہ ادا کرنے پر راضی ہوگئے تہے۔ حضرت نعیم نے اپنے بہائی سوید بن مقرن کو بہمراہی ہند بن عمر وجملی قومس پر بہیجا جسکو بغیر لڑے بہڑے انہون نے فتح کرلیا۔ یہ ایک وسیع صوبہ تہا جرجان و طبرستان یہانسے بہت قریب ہین۔ سوید جرجان کیطرف روانہ ہوے جو طبرستان کا نامی شہر ہے وہان کے رئیس نے جزیہ پر رضامندی ظاہر کرکے صلح کرلی جب یہ خبر اہل طبرستان کو پہونچی وہانکا رئیس اصبہبند ڈر گیا

اور پانچ لاکھہ درم جزیہ مقرر کر کے صلح کر لی۔ خود سوید بن مقرن سے ملنے آیا اور طبرستان کی حدود سے دیگر مقامات وانکے استحکام کو دکھلایا۔ ایک زمانہ تک والی طبرستان اپنے پیمان پر قائم رہا پہر عہد شکنی کی (شاید عہد فاروقی تک جزیہ ادا کرتا رہا ہوا ور اب عہد عثمانی مین سرکشی اور بغاوت پر کمر باندہی ہو) رئیس جرجان اور مسلمانونکے درمیان جو صلحنامہ تحریر ہوا اوسمین صاف درج تہا کہ جرجان اور دہستان کے امن کے مسلمان ذمہ دار ہین اور یہان کے اون باشندونسے جو بیرونی حملونکے روکنے مین مسلمانونکو مدد دینگے جزیہ نہ لیا جائیگا۔ ایک مؤرخ کا قول ہے کہ خلافت فاروقی مین جزیہ لیکر طبرستان کو چہوڑ دیا تہا اور وہ ۲۲ھ مین فتح ہوا ہے پہر ۳۰ھ مین سعید بن العاص نے کوفہ سے اوسپر فوجکشی کی فتح سابق کا لحاظ کچہہ نرہا اسواسطے اسکی فتح کو فتوحات عثمانی کے متعلق کر دیا۔

طبرستان کے حدود اربعہ یہہ ہین۔ مشرق مین خراسان وجرجان۔ مغرب مین آذربائجان شمال مین بحر جرجان اور جنوب مین بلاد خیل۔ مشہور شہر اسکے بسطام اور استر آباد ہین ۳۰ھ مین سعید بن العاص نے کوفہ سے لشکر جرار لیکر طبرستان پر چڑہائی کی۔ بعض کا قول ہے کہ اس سے پیشتر طبرستان پر مسلمانونمین سے کسی نے فوج کشی نہین کی سعید بن العاص نے ہی سب سے پہلے طبرستان کا رخ کیا تہا۔ جو روایت اس سے قبل ہم لکھہ چکے ہین کہ عہد فاروقی مین صرف صلح ہوگئی تہی اس بنا پر تخالف روایتین بالکل نہین رہتا سعید بن العاص کے لشکر مین عمائد اسلام صحابہ کرام تشریف رکہتے تہے۔ ازانجملہ جناب حسن حسین۔ ابن عمر۔ ابن زبیر۔ عبد اللہ بن عمرو بن العاص اور حذیفہ بن الیمان رضی اللہ تعالی عنہم تہے۔

مرزبان (حاکم) طوس نے سعید بن العاص اور عبد اللہ بن عامر کو جو حاکم بصرہ تہے قبل اسکے لکہا تہا کہ تم مین سے جسکو قدرت مقابلہ ہو خراسان پر آکر قبضہ کرے چنانچہ اس سنہ مین

ابن عامر بصرہ سے اور سعید کوفہ سے خراسان کا قصد کرکے چلے چونکہ ابن عامر سعید سے پہلے نیشاپور مین پہونچگئے اسوجہ سے سعید ادھر سے رک رہے اور طبرستان کی طرف فوج کشی کی اور بمقام قومس اپنا لشکر ٹھیرایا۔ چونکہ اہل قومس سے حذیفہ بن الیمان نے بعد فتح نہاوند صلح کرلی تھی سعید نے جرجان کا رخ کیا۔ حاکم جرجان نے دولاکھہ جزیہ پر مصالحت کرلی۔ سعید یہہ معاملہ کرکے طمیسہ پر لشکر لاے۔ یہہ مقام جرجان کا خیمہ گاہ اور منجملہ بلاد طبرستان دریا کے کنارہ آباد ہے۔ اہل طمیسہ نے مقابلہ کیا۔ شہر سے نکلکر میدان مین اپنا لشکر جمایا۔ لڑائی شروع ہوگئی۔ لشکر اسلام نے عین جنگ مین نماز کیوقت صلوٰۃ خوف حسب تعلیم حضرت حذیفہ ادا کی اور کفار سے لڑتے رہے۔ سعید نے والی طمیسہ پر تلوار کا وار کیا اور حمائل کا ایک ایسا ہاتھہ جمایا کہ زرہ کو کاٹ کر بغل کے نیچے ہوکر نکل گئی اور مثل خیار تر دو پارہ کردیا لشکر مخالف میدان جنگ سے ہزیمت خوردہ بھاگ کر قلعہ بند ہوا۔ سعید نے محاصرہ کرکے منجنیق نصب کرادین اور سنگباری کا حکم دیا۔ محاصرہ طویل کے بعد اہل طمیسہ نے اس شرط سے امان طلب کی کہ ان مین سے ایک شخص نہ مارا جاوے سعید نے یہہ شرط منظور کرلی۔ اہل طمیسہ نے شہرپناہ کا دروازہ کھول دیا۔ لشکر اسلام شہر مین داخل ہوا بعد اسلام پیش کرنے کے سبھون کو باستثناء ایک شخص کے قتل کا حکم دیا اور جو کچھہ مال ومتاع قلعہ مین پایا لوٹ لیا۔ مہم طمیسہ سے فراغت پاکر سعید نے نامیہ فتح کیا۔ یہ مقام کوئی شہر یا آبادی نہ تھا بلکہ ایک جنگل بیابان تھا۔ اسی مقام مین سعید کے ہمراہیوں مین سے محمد بن الحکم بن ابی عقیل (جد یوسف بن عمرو) نے انتقال کیا۔ پہر سعید دارالخلافہ کوفہ کو واپس آے۔ جب سعید نے اہل جرجان سے مصالحت کرلی اہل جرجان کبھی ایک لاکھہ کبھی دولاکھہ کبھی تین لاکھہ بہی خراج دیتے تھے اور کہتے تھے کہ یہہ صلح ہمنے اپنی خوشی سے کرلی ہے اور کبھی ایسا بہی ہوتا کہ کچھہ نہ دیتے بعد چندے خراج بالکل بند کردیا

اور خود سر و باغی ہو گئے اسوجہ سے خراسان کا راستہ قومس ہو کر خطرناک ہو گیا اور قافلے اوس راستہ ہو کر جانیسے ڈرتے تھے۔ اوسوقت خراسان کا راستہ فارس سے کرمان ہو کر تھا۔ قبل فتح قومس یہی قدیمی راستہ تھا۔ یہ حالت ایک زمانہ تک رہی جب قتیبہ ابن مسلم والی خراسان ہوے تو یزید بن مہلب کو قومس کیطرف روانہ کیا۔ مرزبان قومس اور اہل جرجان نے حسب شرائط صلح سعید بن العاص سے پہر مصالحت کر لی۔ اونہوں نے بحیرہ اور دہستان کو بہی فتح کر لیا۔

جمع قرآن مجید

قبل اسکے حضرت حذیفہ بن الیمان ممالک ارمینیہ مین جبال اللان کے سمت فوج لیکر گئے تھے اور اون اطراف کی مہم سے فارغ ہو کر اسی ۳۰ھ مین جنگ رے سے باب کی لڑائی پر عبدالرحمن بن ربیعہ کی کمک کو بہیجے گئے۔ سعید بن العاص انکے ہمراہ تھے۔ آذربائجان مین پہونچکر سعید بن العاص تو ٹہیر گئے اور حذیفہ عبدالرحمن کے پاس چلے گئے اور اونکے ساتھ رہے بعد انتقال عبدالرحمن حذیفہ واپس ہوے اور آذربائجان ہوتے ہوے سعید کو ساتھ لیکر کوفہ کو چلے اسی دوران مین کہ حذیفہ رض سعید بن العاص رض سے ملے اونسے کہا مین نے اس سفر مین عجیب ماجرا دیکھا ہے اگر لوگونکو اونکے حال پر چہوڑ دو تو تعجب نہین کہ کچھ زمانہ کے بعد قرآن شریف مین بہت کچھ اختلاف پیدا ہو جاوے جسکی اصلاح آیندہ مشکل ہو گی۔ سعید بن العاص نے استفسار کیا کیا ماجرا دیکھا ہے۔ کچھ بیان تو کیجئے۔ حضرت حذیفہ نے جواب دیا کہ مین نے اہل حمص کو دیکھا۔ اونکا مقولہ ہے کہ ہماری قرآن کی قرأت دوسرونکی قرأت سے بہتر ہے کیونکہ ہم نے قرآن مقداد رض سے پڑہا اور اونسے سیکہا ہے۔ دمشق والے کہتے ہین کہ ہم خوب پڑہتے ہین اور ہماری قرأت سب سے افضل و بہتر ہے۔ اہل بصرہ کا قول ہے

کہ ہمنے قرآن ابوموسی سے پڑہا ہے ہمارا مدمقابل کون ہوسکتا ہے۔ انہوں نے ابوموسیٰ کی مصحف کا لباب القلوب نام رکھا ہے۔ اہل کوفہ کا بیان ہے کہ ہمارے قرآن کے معلم ابن مسعود ہین۔ ہماری قرأت صحیح وانسب ہے۔ غرضکہ ایک شہر والے مسلمان دوسرے شہر والونپر لعن طعن کرتے ہین اور آپس مین جھگڑتے ہین اسلیئے میرے نزدیک مناسب ہے کہ قرآن مجید ایک قرات وصورت پر جمع کردیا جاے ورنہ اگر یہی حالت قائم رہی تو آگے چلکر سخت اختلاف واقع ہوجائیگا۔

جب حذیفہؓ کوفہ مین داخل ہوے لوگونکو جمع کرکے اس اختلاف سے ڈرایا اور اپنی رای پیش کی صحابہؓ اور تابعین تو انکا کہنا مان گئے اور سب نے انکے قول پر اتفاق کیا مگر عبداللہ بن مسعودؓ کے مقلد اور پیرو بگڑ گئے اور کہا۔ آپ ہمپر کیا اعتراض کرتے ہین۔ کیا ہماری قرأت ابن مسعود کی قرأت کے موافق نہین۔ اس جواب پر حذیفہ اور انکے موافقین سختی سے پیش آے اور کہا۔ تم نہین سمجھتے۔ دیہاتی گنوار آدمی ہو خاموش رہو۔ تم لوگ خطا پر ہو۔ خدا کی قسم اگر مین زندہ رہا تو جناب عثمانؓ کی خدمت مین حاضر ہوکر اس مقدمہ مین عرض کرونگا ابن مسعودؓ اس جلسہ مین موجود تھے یہ سختی تمام پیش آے۔ اونکی سخت کلامی پر سعید کو غصہ آگیا اور اونکو جواب تلخ دیا غرض سارا جلسہ درہم برہم ہوگیا حضرت حذیفہؓ اس مجلس سے نکل کر براہ راست مدینہ منورہ روانہ ہوے اور جناب عثمانؓ کی خدمت مین پہونچکر سارا قصہ بیان کیا۔ امیرالمومنین نے اکابر صحابہؓ کو جمع کرکے اس باب مین مشورہ طلب کیا۔ سب نے باتفاق آرا حضرت حذیفہؓ کی راے کو پسند کیا۔

جب جناب عثمانؓ نے سب صحابہ کبار کو اس امر پر متفق پایا یہ کام یوں انجام دینے کی کوشش کی جناب ام المومنین حفصہؓ کے پاس سے وہ قرآن منگوایا جو عہد خلافت جناب صدیق اکبر

مین جمع و مرتب کیا گیا تھا جبکہ جنگ یمامہ مین ہزارہا حفاظ شہید ہوے تھے اور اوسوقت عمر فاروقؓ
نے جناب ابوبکر صدیقؓ کو قرآن جمع کرنیکی رائے دی تھی اور یہ خیال دلایا تھا کہ قرآن زیادہ
حفاظ کے شہید و فنا ہوجانیسے فنا نہو جاے۔ اولاً جناب صدیقؓ کو کچھ تردد ہوا اس لئے
اختلاف کیا اور عمر فاروقؓ کو جواب دیا کہ جس کام کو جناب رسول خداؐ نے نہین کیا مین کیسے
کرون۔ لیکن جب اس امر پر غور کر کے بہ تعمق تمام ملاحظہ کیا تو جناب عمرؓ کی رائے بہت پسندیدہ
اور قابل تحسین نظر آئی لہذا اونکی رائے سے اتفاق کر کے زید بن ثابتؓ کو مامور کیا چنانچہ
زید بن ثابتؓ نے کاغذون کے پرزون درختون کے پتون چھالون اور لوگونکے سینون سے
قرآن کو جمع کر کے مرتب کیا۔ یہ مصحف کریم جناب ابوبکرؓ کے پاس رہا۔ پھر جناب فاروقؓ لئے
رہے۔ جب آپ شہید ہوگئے تو ام المومنین جناب حفصہؓ کے پاس رہا۔ حضرت عثمان نے
جب یہ قرآن مجید منگوالیا اور زید بن ثابتؓ۔ عبداللہ بن زبیر۔ سعید بن العاص اور عبدالرحمن
بن حارث بن ہشامؓ کو اسکی نقل وکتابت پر مامور فرمایا اور ارشاد کیا کہ اگر تم لوگ باہم کسی
لفظ مین اختلاف کرو تو اوس صورت مین محاورہ قریش کا لحاظ رکھنا اور اوسی کے موافق
کرلینا کیونکہ قرآن مجید قریش ہی کی زبان مین نازل ہوا ہے۔ ان بزرگون نے ایسا ہی کیا
اور نہایت اہتمام و محنت سے متعدد نسخے قرآن مجید کے لکھکر تیار کئے۔ جب یہ کام ہوچکا اصل
منقول عنہ مصحف جناب ام المومنین حفصہؓ کی خدمت مین واپس دیا گیا اور یہہ متعدد نسخے
تمام بلاد اسلامیہ مین بھیجدئے اور یہ حکم دیا کہ اسی پر اعتماد و بھروسہ کیا جاے جو اسکے خلاف ہو
اوسکو ترک کردین چنانچہ جو نسخے اس مصحف کے خلاف ملے اونکو جلا دیا۔ جملہ اہل اسلام اس کام سے
بہت خوش ہوے اور سب نے اس مصحف عثمانی کو دل سے عزیز سمجھا اور آنکھونسے لگایا
اہل کوفہ کو جب یہ مصحف پہونچا جملہ صحابہ رسول خدا بہت خوش ہوے مگر صرف عبداللہ بن مسعود

گروہ کے لوگون نے اسکے لینے سے انکار کیا۔ وہ اپنی قدیم قرأت پر رہے۔ ایک مدت کے بعد جب جناب علی مرتضیٰ خلیفہ ہوے اور کوفہ مین تشریف لاے تو لوگونین مصحف عثمانی رض کا رواج دیا ایک شخص نے مجمع عام مین کھڑے ہوکر امیر المومنین جناب عثمان رض پر قرآن شریف کے بابت حرف گیری کی۔ حضرت علی مرتضیٰ بہت برہم ہوے اور ڈانٹ کر فرمایا۔ چپ رہ۔ خبردار اب زبان درازی نہ کرنا۔ عثمان رض نے یہہ کام بہت اچھا کیا ہے اگر اوسوقت مین خلیفہ ہوتا تو یہی راہ عثمان رض کی اختیار کرتا۔ (ابن اثیر)

جناب عثمان رض نے قرآن مجید کی ترتیب وجمع مین جو کام کیا ہے اسکے باعث جس اختلاف کے واقع ہونیکا بہت بڑا اندیشہ تہا وہ رفع ہوگیا یہ کام آپکی خصوصیات مین سے ہے۔ خداوند تعالیٰ نے آپکی ذات کے ہی واسطے اوٹھا رکھا تہا۔ امت محمدی کو ایک قرآن پر جمع کرنا یہ آپ ہی کا کام ہے اگر آپ یہ اہتمام نہ فرماتے تو آج کے دن جیسا کہ مذاہب مختلفہ بکثرت پہیلے ہین اور سب اسلام کے مدعی اور اسلام کے خواہ مخواہ ہین اسی طرح قرآن مجید مین بہی بہت کچھہ اختلاف ہوجاتا اور کسیطرح یہ اختلاف نہ مٹ سکتا۔ ہر شخص کے پاس ایک نیا قرآن شریف ہوتا جسکو وہ وحی آسمانی سمجھتا اور دوسرے کو فرضی ومصنوعی جانتا اور جسطرح کتب سماوی زبور۔ توریت وانجیل مین تحریف وتبدیل ہوئی ہے قرآن مجید اور فرقان حمید بہی اس سے نہ بچتا اور جیسے اب یہہ کلام پاک بجنسہ اور تواتر کے ساتہہ ثابت ہے اوس حالت مین ہرگز نہوتا۔ قرآن مجید کے متعلق جناب عثمان رض نے پانچ قسم کی کوشش فرمائی۔

اول۔ لوگونکے پاس جو مصاحف اور اوراق موجود تے جنکو ہر ایک نے اپنی زبان کے موافق لکھہ لیا تہا یا جیسا اپنے اپنے استادونسے سناتہا یاد کرلیا اور اوسی پر پورا اعتماد کیا۔ اس وجہ سے گویا ہر شہر کا قرآن نسخہ ایک جدا تہا۔ جناب عثمان رض نے یہ اختلاف رفع کیا

تمام ممالک محروسہ اسلام مین ایک ایک نقل مصحف فاروقی کی پہونچادی نقل کرتے وقت بہی اختلاف رفع کرکے محاورہ قریش پر ٹہیک کرکے لکہایا۔ اس طرح تمام اہل اسلام مین ایک ہی قرآن شریف ہوگیا۔ جو اسکے خلاف پاے گئے وہ جلادیے گئے۔ دوم آپسے بہت سے تابعین نے قرآن شریف سیکہا اور وہی سلسلہ ابتک قائم رہا۔ مشاہیر قاریون کی قرأت کی سند کسی نہ کسی صحابہ سے ضرور پہونچتی ہے۔

عبداللہ بن کثیر و نافع دونون نے ابی بن کعب سے قرآن پڑہا اور اونسے سنا اور اونکو سنایا عبداللہ بن عامر کو جناب عثمانؓ سے سند ہے۔ عاصم۔ حضرت علیؓ و عبداللہ بن مسعودؓ کے شاگرد ہین حمزہ نے حضرت عثمانؓ و جناب علی مرتضیٰؓ سے پڑہا۔ اور ان سب نے جناب رسول خدا صلعم سے سیکہا سوم جناب عثمانؓ نماز مین قرأت دراز پڑہتے جیسا کہ حضرات ابوبکرؓ و عمرؓ کا دستور تہا کہ مسلمانونکو یاد کرانے کو قرأت طویل کیا کرتے تہے۔

قرافصہ بن عُمیر کہتے ہین کہ حضرت عثمانؓ صبح کی نماز مین سورہ یوسفؑ بہت پڑہا کرتے تہے وہ مجہکو سنتے سنتے یاد ہوگئی۔

چہارم۔ آپ زمانہ نزول قرآن مین کتابت وحی پر مامور رہے اور جس طرز پر زمانہ گذشتہ مین آیات قرآنی لکہی گئی تہین قابل اعتبار ہوئین اور عہد عثمانی مین اوسی طرز قدیم کا لحاظ رکہا گیا۔ پنجم جناب عثمانؓ کو تفسیر قرآن مین یعنی وقت نزول آیات قرآنی کس کے بارہ مین اوترین کمال درجہ ملکہ تہا۔

ابن عباسؓ فرماتے ہین کہ مین نے عثمانؓ سے کہا۔ سورہ انفال از قسم مثانی ہے اور سورہ برارۃ مئین مین ہے (یعنی جسکی دو سو آیتین ہون) آپنے دونونکو ملاکر ایک کردیا اور دونوکے بیچ مین بسم اللہ الرحمن الرحیم جو دو سورتونمین حد فاصل ہے کیون نہ لکہی اور سورہ برارت کو سبع طوال

مین رکھا اسکی وجہ کیا ہے۔ جناب عثمان رضی اللہ عنہ نے جواب دیا۔ جناب رسولخداؐ پر زمانہ نزول وحی گذرتا تھا اور آپ پر برابر سورتین اوترتی رہتی تھین۔ آپکا دستور تھا کہ جب کوئی آیت نازل ہوتی آپ کسیکو بلا کر حکم دیتے کہ یہ آیت فلان سورت مین فلان آیت کے بعد لکھہ دو سورہ انفال مدینہ مین سب سے اول اوتری ہے اور سورہ برارۃ آخر قرآن ہے اور نزول مین سب سے موخر ہے مضمون وقصہ بھی دونون کا یکسان ملتا جلتا ہے۔ جناب رسولخداؐ کی زندگی مین انکے متعلق کچہ استفسار کی نوبت نہین آئی اور نہ آنحضرت صلعم نے بیان فرمایا کہ سورہ برارۃ کس قسم کی سورت ہے لہذا ظاہری مناسبت اور مشابہت سے مین نے دونونکو ملا کر لکھا اور دونونکے درمیان بسم اللہ الرحمن الرحیم حد فاصل نہین لکھی۔ (ازالۃ الخفا)

اب ہم زیادہ وضاحت کی غرض سے صحیح بخاری کی دو حدیثین نقل کرتے ہین جن سے یہہ امر ثابت ہوجاویگا کہ عہد رسالت جناب رسول خدا مین قرآن شریف کی کیا صورت تھی پھر عہد خلافت صدیقی مین کیا لباس کلام ربانی نے پہنا بعد اسکے جناب عثمان غنیؓ نے اس کو کس طرح کی ترتیب دی۔

حدیث اول حضرت زید بن ثابتؓ فرماتے ہین کہ زمانہ جنگ اہل یمامہ و حرب بنی حنیفہ مین جبمین مسیلمہ کذاب مارا گیا ہے ایک دن جناب ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے مجھکو بلایا۔ مین آپکی خدمتمین حاضر ہوا جناب عمر فاروقؓ بھی آپکے پاس تھے حضرت صدیقؓ نے فرمایا۔ عمرؓ میرے پاس آئے اور مجھسے بیان کیا کہ اس جنگ مین قاری وحفاظ قرآن شریف بہت شہید ہوے (جنکی تعداد سات سو تک پہونچی) مین ڈرتا ہون کہ اسی طرح دو چار لڑائیون مین اگر حفاظ شہید ہوگئے تو قرآن شریف کا ایک بہت بڑا حصہ تلف ہوجائیگا۔ میرے نزدیک تو آپ قرآن مجید جمع کرنے کا حکم دیدیجئے۔ مین نے عمرؓ کو جواب دیا جو بات رسول خدا نے نہین کی

وہ تم کیسے کروگے۔ عمرؓ نے کہا واللہ یہہ کام نیک ہی۔ بعد اسکے بہی عمرؓ نے مجہسے جمع قرآن مجید کے بارہ مین بار بار کہا یہانتک کہ اللہ تعالی نے میرا سینہ یہ کام کرنیکو کہولدیا اور مین نے بہی جمع قرآن پاک کو مناسب جانا جیسا کہ عمرؓ نے اسکو نیک کام سمجہا اسلیے اب میری راے ہے اور مین تمسے کہتا ہون کہ تم مرد جوان عاقل ہو۔ ہم کسی طرح تم کو متہم نہین جانتے۔ تم اکثر جناب رسولخداؐ کے زمانہ مین کتابت وحی بہی کرتے رہے ہو۔ تمپر اعتماد کامل ہے اور تم امانت دار ہو۔ تم آیات وسور قرآنی لوگونکے پاس سے تلاش کرکے ایک جگہہ جمع کرکے لکہو۔

حضرت زیدؓ نے عرض کیا۔ خدا کی قسم۔ اگر مجہکو کسی پہاڑ کے پتہر اوٹہانے اور ایک جگہہ سے دوسری جگہہ لیجانیکا حکم کرتے تو یہ کام بہ نسبت جمع قرآن پاک کے بہت آسان ہوتا اور کسی طرح بار نہ گذرتا۔ پہر مین نے عرض کیا۔ جو کام جناب رسول خداؐ نے نہین کیا آپ کیسے کرینگے۔ فرمایا۔ واللہ یہ کام بہت اچہا ہے۔ بعد اسکے جناب صدیقؓ مجہکو جمع قرآن کیواسطے بار بار ارشاد فرماتے رہے اور مین ٹالتا رہا یہانتک کہ میرا سینہ بہی اس کام کے کرنیکو کشادہ ہوگیا جیسا کہ جناب صدیقؓ اور فاروقؓ کے سینے اس کام پر فراخ ہوگئے تہے لہذا مین نے قرآن شریف جمع کرنا شروع کردیا۔ اوسکی تلاش وجستجو مین نہایت محنت واہتمام کیا۔ کہجور کی پتیون سفید پتہر کے ٹکڑون اور لوگونکے سینون سے تلاش کرکے ایک جگہہ کتابی صورت مین کردیا۔ سورہ توبہ کی آخری آیت ابوخزیمہ انصاری کو یاد تہی اونسے لی اونکے سوا دوسرے کو وہ آیت یاد نہ تہی۔ وہ آیت یہ ہے۔ لقد جاءکم رسول من انفسکم تا آخر آیت مین نے یہ آیت سورہ توبہ کے آخر مین لگادی۔

جب تمام قرآن مجید جمع ہوگیا تو یہہ مجموعہ حضرت صدیقؓ کے پاس تاحین حیات اونکے رہا۔ پہر جناب فاروقؓ کی زندگی مین اونکے پاس رہا۔ بعد شہادت جناب فاروقؓ ام المومنین جناب حفصہؓ بنت عمرؓ کے قبضہ مین آیا۔

اس حدیث سے معلوم ہوگیا کہ قرآن شریف عہد رسالت مین ایک جگہہ مجتمع نہ تہا بلکہ مختلف چیزونپر آیات قرآنی وسور فرقانی بلالحاظ ترتیب لکہی تہین۔ پورا دارومدار قرآن شریف کا حفظ ویاد داشت پر تہا۔ حضور سرور عالم کی عادت مبارک تہی کہ جب کوئی آیت نازل ہوتی آپ صحابہ کرام کو سنا دیتے اور یاد کرا دیتے۔ یہہ بہی ارشاد فرما دیتے کہ یہ آیت فلان فلان آیت کے بعد ہے اس آیت کو فلان آیت سے ملا کر پڑہنا چنانچہ صحابہ کرام اوسی طرح یاد کرلیتے تہے۔ جسطرح حضور اقدس صحابہ کو سناتے تہے اسی طرح کاتبان وحی کو جو اس کام پر مامور رہتے تہے ارشاد ہوتا کہ یہ آیت لکہہ لو چنانچہ ارشاد نبوی کی تعمیل ہوتی اور وہ آیت جدید نازل شدہ کسی نہ کسی چیز پر لکہہ لی جاتی تہی۔ اوسوقت کاغذ وغیرہ دستیاب نہ ہوتا تہا درختونکے پتے بلکہ کہجور کی شاخین اس کام کے واسطے موزون سمجہی جاتین یا پتہر کے ٹکڑے کتابت کے کام مین آتے تہے جیسا کہ قدیم زمانہ مین بہوج پتر پر لکہتے تہے اور اب بہی بعض تعویذات ونقوش اسی پر لکہے جاتے ہین الغرض اوسوقت قرآن شریف اونہین آیات وسورتونکا نام تہا جو لوگونکو یاد تہین۔ یہہ مجموعہ آیات وسور جو کاتبان وحی کا لکہا ہوا تہا بلا ترتیب و بلالحاظ تقدیم وتاخیر ایک جگہہ جمع تہا۔ جناب صدیق اکبرؓ کے عہد خلافت مین وہ متفرق آیات کاغذ کے ورقونپر لکہہ لی گئین اور وہ مجموعہ اوراق مصحف کہلایا۔ حضرت زید بن ثابتؓ جو اس کام پر مامور تہے اونہون نے جو آیتین اور سورتین جمع کین یہہ سب لوگونکی یاد سے لکہین اور جو کچہہ لوگونسے سنا اوسکی تصدیق گویا کہ شہادت اونہین ٹکڑون پرچونسے ہوئی جنپر کاتبان وحی نے لکہہ لی تہین۔ لوگونکے سینونسے لینے کا یہی مطلب ہے کہ حفاظ وقاریان زمانہ کی زبان سے سنکر لکہہ لیتے تہے۔ اوسپر بہی یہ اہتمام تہا کہ ایک پر اکتفا نہ کرتے بلکہ متعدد اشخاص معتمد صحابہ کرام سے قسمیہ وحلفیہ اون آیات کی تحقیق کرتے اور گواہونسے تفتیش کرکے ثابت کرلیتے جب لکہتے تہے۔ مثلاً یہ آیت جناب رسول خدا

سے فلان شخص نے سنی اور فلان فلان معتبر اشخاص گواہی دیتے کہ ہان ہم بہی اوسوقت تھے
کمال تحقیق ومبالغہ اور نہایت درجہ احتیاط سے یہ کام کیا گیا۔حضرت زید بن ثابت رضؓ کے
علاوہ دیگر اصحاب کبار حضرت اُبی بن کعب رضؓ۔معاذ بن جبل رضؓ۔ابوالدرداء رضؓ وغیرہم نے جناب
رسولخدا سے قرآن سیکھا اور خوب یاد کرلیا۔بارہا حضور سے سنا اور سنایا۔یہہ لوگ بہی اسوقت
موجود تھے۔حضرت زید بن ثابت رضؓ اس کام کے منصرم تھے اور یہ سب صاحب اونکو مدد دیتے تھے

جس زمانہ مین تالیف اول ہوئی ہے قرآن پاک یقینی اور قطعی طور پر معلوم اور ممتاز تہا۔
کلام ربانی اپنی معجز بیانی سے کلام عباد سے بالکل جدا اور صاف علیحدہ تہا۔کسیکو یہہ وہم بہی نہ تہا
کہ کلام الٰہی مین کوئی شخص اپنی طرف سے چند آیتین بناکر ملا دیگا اور اوسکا کلام اسمین کہپ جاویگا
نہ یہ بات تہی کہ آیات قرآنی مشتبہ ہوگئی ہون۔کسی پاس کچہہ ہون کسی پاس کچہہ اور ایک دوسرے پر
انکار کرتا ہے جسکو جو یاد ہے اوسیکو قرآن جانتا ہے۔مدعی آیات قرآنی کا قول بغیر شہادت
وبیان حلفیہ مقبول نہ ہوتا ہو۔انمین سے کوئی بات نہ تہی کیونکہ صحابہ کرام کو تئیس سال تک
جناب رسول خدا صلعم سے قرآن شریف سنتے اور آنحضرت صلعم کو سناتے اسقدر مہارت حاصل
ہوگئی تہی کہ کسی طرح ان امور مذکورہ کا وہم تک نہوتا تہا اور باوجود اسکے کہ قراء وحفاظ صحابہ کرام
کثیر التعداد شہید ہوگئے تہے پہر بہی اوسوقت تک بہت سے صحابہ موجود تہے۔البتہ خوف تہا تو اس
بات کا کہ آگے چلکر جو لوگ حافظ قرآن ہین وہ نہ رہینگے اور قرآن مجید جو کسی جگہہ یکجا جمع نہین ہوا
ہے اونکے بعد شاید نقصان پذیر ہو اور اسکی کچہہ آیتین کم ہوجاوین۔یہی خوف جناب فاروق رضؓ
کو پیدا ہوا جسکی بابت جناب صدیق رضؓ سے گفتگو کی اور بعد ردوبدل جمع قرآن مجید کی رائی ٹہیر گئی

جناب رسالتمآب صلعم کے عہد مبارک مین کتابت وحی کا دستور تہا اور آیات قرآنی جس طرح ہو
اور جاہے جس چیز پر ہو لکہہ لی جاتی تہین۔لیکن وہ سب پرزے اور پرچے متفرق تہے۔

جناب صدیق رضؓ کے حکم سے سب لکھکر یکجا کر دیئے گئے۔ بعینہ اسکی مثال یہ ہے کہ آیات قرآنی جو
جناب رسول خدا کے گھر مین پرزون۔ پرچون پر لکھی تھین اون سبکو ایک جگہہ ایک تاگے سے سیکر
اکھٹا کر دیا تاکہ کوئی پرچا اونمین سے تلف نہو۔ حضور سرور عالم کے زمانہ مین آیات کے منسوخ
ہونیکا شبہ تھا اسوجہ سے جمع کرنا مناسب نہ تھا جب بعد وفات آنحضرت صلعم نزول قرآن موقوف
ہوگیا اور قرآن شریف مین زیادتی اور کمی کا شبہ نہ رہا تو حضرت صدیق اکبر رضؓ کے زمانہ مین تمام آیتین
اور سورتین یکجا کر دی گئین مگر اونمین ترتیب سور کا لحاظ نہ تھا۔ اب قرآن مجید ایک کتاب کا نام ہو گیا
سورتونمین ترتیب ابھی نہین آئی مگر آیات کی وہی ترتیب تھی جیسا کہ آنحضرت صلعم کے زمانہ مین
حفاظ کو یاد کرا دیا گیا تھا اور یہی طرز کتابت مین رہی۔

حدیث دوم۔ حضرت انس بن مالک رضؓ سے روایت ہے کہ حذیفہ بن یمان رضؓ جنگ اہل شام
و اطراف ارمینیہ و آذربیجان سے فارغ ہوکر مدینہ منورہ مین بحضور جناب عثمان رضؓ آئے۔ اس سفر مین
اونہون نے قرآن شریف کے بابت جابجا لوگونمین اختلاف دیکھا تھا جناب عثمان رضؓ سے
عرض کیا کہ اے امیر المؤمنین۔ امت محمدی کی خبر لیجیے۔ قرآن شریف مین اختلاف و نزاع ہو
چلا ہے۔ ابھی کچھ گیا نہین قبل اسکے کہ یہود و نصاریٰ کی طرح اختلاف کرین انکی اصلاح کر دیجیے گا
حضرت عثمان رضؓ نے ام المؤمنین جناب حفصہؓ کے پاس سے وہ مجموعہ مصحف طلب کر لیا جو
عہد صدیقی مین تالیف ہوا تھا اور اصحاب ذیل کو اس کام کے واسطے منتخب فرمایا۔ زید
بن ثابت۔ عبداللہ بن زبیر۔ سعید بن العاص۔ عبداللہ بن حارث بن ہشام رضی اللہ تعالی
عنہم اجمعین۔

ان بزرگون نے اوس قرآن کی متعدد نقلین کین۔ آپنے ان تین صاحبون قریشی سے
فرمایا کہ تمہارے اور زید بن ثابت کے درمیان جس مقام پر اختلاف ہو تو محاورہ قریش کو

ترجیح دیکر اوسکے مطابق کرنا کیونکہ قرآن شریف اہل قریش کے محاورہ اور زبان کے موافق نازل ہوا ہے
جب قرآن شریف کے متعدد نسخے نقل ہو گئے اصل منقول عنہ جناب حفصہؓ کو واپس کر دی
اور اطراف ممالک محروسہ اہل اسلام مین ایک ایک نسخہ نقل شدہ بہیجدیا۔ انکے سوا جسقدر قرآن
لکھے ہوے ملے اور جس کسی کے پاس پایے سب جلادیئے اور ایک روایت سے اون سب کو
پہاڑ ڈالا۔ ایک آیت سورہ احزاب کے اخیر کی اوس مجموعہ مین لکھی ہوئی نہ ملی۔ زید بن ثابت
کہتے ہین کہ وہ آیت مجھکو یاد تہی جناب رسول خداؐ سے سنا کرتا تہا۔ آخر بعد جستجو و تلاش خزیمہ بن
ثابت انصاری کے پاس ملی وہ آیت یہہ ہے۔ من المومنین رجال صدقوا ما عاھدوا
اللہ۔ اسکو اخیر سورہ احزاب مین ملا کر لکہدیا۔

یہہ تالیف قرآن جناب عثمانؓ کے عہد مین ہوئی۔ یہہ تالیف تیسری مرتبہ کی ہی کیونکہ
قرآن مجید تین مرتبہ جمع ہوا۔ اولاً۔ جناب رسولخداؐ کے وقت مین جمع ہوا اور اوسکی وہی
صورت ہے کہ پرزون اور پرچون پر آیات لکہی گیئن اور اونمین ترتیب کا کچہہ لحاظ نہ تہا۔ ثانیاً
عہد خلافت صدیقی مین جیسا کہ حدیث اول سے ثابت ہوتا ہی اس جمع و تالیف مین دوسری
صورت پیدا ہو گئی۔ ثالثاً جناب عثمانؓ نے صحابہ کبار کو جمع کرکے متعدد نسخے قرآن مجید کے
نقل کرائے اور اس تالیف مین لغت قریش اور اوسکے محاورہ کا لحاظ رکہا۔ بالکل اوسی زبان
اور محاورہ کے مطابق کر دیا۔ علامہ ابن حجرؒ کا قول ہے کہ تالیف و جمع صدیقی و جمع عثمانی مین
یہہ فرق ہے کہ جناب صدیقؓ کے عہد مین اس خوف سے قرآن مجید جمع کیا گیا کہ حفاظ و قاریوں کی
شہادت اور مرنیسے قرآن مجید مین نقص نہ پیدا ہو جاے کیونکہ اوسوقت تک ایک جگہہ ایک
کتاب کی صورت پر نہ تہا اور جناب عثمانؓ نے اختلاف رفع کرنے کی غرض سے یہہ کام کیا کیونکہ
مختلف بلاد و ممالک مین قرآن مجید کو لوگ اپنے اپنے محاورہ اور زبان مین پڑہتے تہے اور

ایک دوسرے پر غلطی کا اتہام لگاتے تھے اور جو اجازت ابتداے زمانہ مین ہر شخص کو تھی کہ اپنی اپنی زبان مین پڑھے اوسکی اب ضرورت بھی نہ رہی - اس وسعت واجازت سے اس زمانہ مین وقوع اختلاف کا بہت بڑا خوف تھا لہذا زبان قریش پر کردینا اور لوگونکے اختلاف اوٹھا دینا ضروری ہوا فی الواقع جناب عثمانؓ کی یہہ سعی وکوشش قابل قدر ہے اور جملہ اہل اسلام کی گردن پر آپکا یہہ احسان ہے - اگر آپ یہہ کوشش نہ فرماتے اس پر آشوب زمانہ مین ایک نسخہ بھی قرآن شریف کا متفق علیہ دو چار شہرون مین معتمد علیہ نہ ملتا - خداوند تعالی نے اپنا وعدہ انا لہ لحافظون - جناب عثمانؓ کے ہاتھہ سے پورا کردیا - عہد عثمانی مین قرآن مجید کے سات نسخے لکھے گئے اور مختلف بلاد اسلام مین تقسیم کردئے گئے مشہور یہہ ہے کہ آپنے پانچ نسخے نقل کراے تھے - اب رہی یہ ترتیب جو فی زمانہ قرآن مجید مین موجود ہے وہی ترتیب عثمانی ہے اسکی بابت علما کا قول ہے کہ ترتیب سورتون اور آیتونکی اجماع صحابہ سے ثابت ہی اور ہر زمانہ مین امت محمدیہ کا اسپر اتفاق رہا ہے اور آج تک کسی نے خلاف نہین کیا لہذا اسکے خلاف پڑھنا نماز مین ہو خواہ خارج نماز کے ناجائز قرار پایا ہے -

قصہ بیر اریس

اسی سنہ مین جناب رسول خدا کی مہر حضرت عثمانؓ کے ہاتھہ سے بیر اریس مین گر پڑی - یہ کنوان مدینہ منورہ سے دو میل کے فاصلہ پر واقع ہے یہ کنوان بہت گہرا نہ تھا اور پانی بھی اسمین کم تھا یہ مسلمانونکے واسطے کہودا گیا تھا - مگر جس وقت یہ مہر اوسمین گری اوسکی تہ کسی نے نہ پائی - جس زمانہ مین شاہان عجم سے خط وکتابت شروع ہوئی ہے لوگون نے جناب رسول خدا کی خدمت مین عرض کیا کہ یہہ لوگ یعنی جس خط پر مہر نہو اوسکا اعتبار نہین کرتے - آنحضرتؐ نے لوہے کی مہر

بنوائی اور اپنی اونگلی مین پہن لی حضرت جبرئیل علیہ السلام نے لوہے کی مہر پہنے دیکھکر آپکو منع کیا۔ آپنے اوتار کر پہینکدی۔ بعد ازان تانبے کی مہر بنوائی وہ بہی اسی طرح حضرت جبریل ؑ کی ممانعت سے اوتار ڈالی پہر چاندی کی مہر بنوائی حضرت جبریل نے جب دیکھا کچھہ اعتراض نہ کیا بلکہ فرمایا کہ پہنے رہین جس کسیکو خط لکھا جاتا اوسپر وہ مہر لگا دیجاتی۔ بعد وفات آنحضرت صلعم وہ مہر جناب ابوبکرؓ کے ہاتھہ مین رہی اور پہر حضرت فاروقؓ کے پاس اور بعد ازان جناب عثمانؓ کے ہاتھہ مین آئی حضرت عثمانؓ اپنے عہد خلافت مین چھہ برس تک وہ مہر پہنے رہے اتفاقاً ایکدن جناب عثمانؓ کنوئین پر بیٹھے تھے۔ اونگلی سے مہر اوتار کر ہاتھہ مین لے لی (اور جیسا کہ عادت ہے کہ ہاتھہ مین چیز ہو تو خواہ مخواہ آدمی اس سے شغل کرتا ہے) اور اوسکو اوچھالنے لگے۔ وہ انگوٹھی ہاتھہ سے نکلکر کنوئین مین جا پڑی۔ لوگ کنوئین مین اوترے اور بہت کچھہ ڈہونڈہا۔ تمام پانی نکال ڈالا مگر وہ مہر ایسی گم ہوئی کہ نام تک باقی نہ رہا جناب عثمانؓ کو اوسکے گم ہونیکا سخت ملال ہوا۔ آپنے اسکے پانے والیکو انعام دینے کا وعدہ کیا مگر بے سود جب اوس سے مایوسی ہوئی ویسی ہی دوسری مہر بنوائی گئی۔ جب آپ شہید ہوے ہین معلوم نہ ہوا کسنے وہ مہر اوتار لی اور کیا ہوئی کچھہ پتہ نہ لگا (ابن اثیر)

آغاز حوادث وفتن

جب خداوند تعالیٰ نے مسلمانونکے ہاتھونپر ملک فتح کیے اور اسلام کے قبضہ مین اکثر ممالک آگئے۔ عرب ماہین بصری۔ کوفہ شام۔ مصر کے باشندونمین رہنے لگے۔ آنحضرت صلعم کے شرف صحبت سے ممتاز اور اونکے پورے پورے مقلد مسلمانون کے ہادی۔ مہاجرین۔ انصار۔ قریش۔ اہل حجاز۔ اور وہ لوگ تھے جو اس دولت عظمیٰ سے فرماز ہوے تھے۔ باقی عرب بنی بکر بن وائل۔

عبدالقیس۔ربیعہ۔ازد۔کندہ تمیم۔قضاعہ۔وغیرہم اس عزت وشرف سے ممتاز نہ تھے کیونکہ ان لوگون آخرالذکر کو صحبت نبوی نصیب نہین ہوئی تھی۔اگر کسیکو انہین سے کچھہ دولت صحبت نصیب بہی ہوئی تو بہت ہی کم البتہ فتوحات مین انہین لوگونکا قدم آگے تہا۔یہ نسبت صحابہ کرام کے انہین لوگون کے ہاتھون اکثر ملک فتح ہوے۔اسوجہ سے یہہ لوگ اپنے کو صحابہ کرام سے افضل جانتے اپنے کو فاتح بلاد کہتے اور اپنے حقوق اونسے اعلی سمجھتے تھے۔زمانہ عام لشکرکشی مین اس امر کا چندان خیال کسی نے نہ کیا لیکن بعد حصول فتوحات وکامیابی کے یہ دیکھکر کہ اونپر مہاجرین وانصار وقریش اور انکے علاوہ دیگر قبائل کے لوگ حکمران ہوتےہین دل ہی دل مین کشیدہ ہونے لگے۔رفتہ رفتہ جناب عثمانؓ کا زمانہ خلافت آگیا۔ان لوگون نے والیان ممالک اسلامیہ پر طعن وتشنیع کرنا شروع کی جناب عثمانؓ کے تعمیل احکام مین سستی اور آپکے انتظامات پر حرف گیری کرنے لگے۔کبہی کسی حاکم کی تبدیلی کی درخواست کرتے۔کبہی کسی عامل کی معزولی کی التجا کرتے غرضکہ ہرطرح پر حضرت عثمانؓ کی مخالفت پر تلے رہنے لگے۔یہ لوگ تودرکنار۔انکی دیکھا دیکھی انکے اتباع سے دیگر اشخاص جو عرب کے علاوہ دوسرے ملکونکے رہنے والے تھے اور اب اسلام نے انکو ایک درجہ ممتاز کردیا تہا ان اعراب کے ساتہہ نکتہ چینی اور حرف گیری مین شریک ہوگئے اور حکام وامراء بلاد پر ظلم وبیجا کارروائیونکے الزامات قائم کرنے لگے۔ایک مدت قلیل ہی مین مدینہ منورہ مین صحابہ کرام کے کانون تک یہہ باتین پہونچ گئین جس سے ان لوگون نے اونکو بہی مشکوک ومشتبہ کردیا اور یہ لوگ اکثر درپردہ اور کبہی علانیہ جناب عثمانؓ اور انکے امراء کی معزولیت کی نسبت گفتگو کرنے لگے۔صحابہ کرام نے اس نقص کے دفع کرنے اور اونکو راہ راست پر لانیکی یہہ فکر کی کہ جو لوگ مخالف تھے اونکو مجبور کیا کہ مختلف ممالک مین مختلف امراء وعمال کے پاس آدمی بہیجکر انکی صحیح صحیح کیفیت دریافت کرائین۔بعد تحقیق وتنقیح تمام

سناسب کارروائی کیجائیگی چنانچہ محمد بن مسلمہ کوفہ کو۔ اسامہ بن زید بصرہ کے جانب عبداللہ بن عمر شام کی طرف عمار بن یاسر بجانب مصر روانہ کئے گئے۔ علاوہ انکے اور لوگ بھی دریافت حال کی غرض سے مختلف شہروں میں بھیجے گئے۔ ان سبھون نے آکر بیان کیا کہ ہمنے کوئی امر نازیبا یا ناسناسب کارروائی نہ تو عمال کی دیکھی اور نہ عوام الناس مین کسی قسم کا چرچا سنا۔ لیکن عمار بن یاسر کو بعض مفسدہ پرداز لوگون نے بلالیا اور اپنی طرف مائل کرلیا۔ وہ بظاہر ان سے مل جل گئے

اخراج ابوذر غفاری رض

امام بخاریؒ بروایت زید بن وہب نقل کرتے ہین کہ مین ربذہ مین پہونچا اور ابوذرؓ سے ملا۔ مین نے انسے پوچھا۔ آپ کس وجہ سے یہان آئے ہین۔ جواب دیا کہ مین شام مین تہا میرے اور معاویہؓ کے درمیان بحث ہوئی کہ آیہ کریمہ۔ الذین یکنزون الذھب والفضۃ ولا ینفقونھا فی سبیل اللہ۔ ترجمہ۔ جو لوگ سونا اور چاندی جمع کرتے ہین اور راہ خدا مین نہین دیتے کسکے بارہ مین ہے۔ معاویہؓ کا قول تہا کہ اہل کتاب کے بارہ مین اوتری اور مین نے کہا نہین بلکہ یہہ عام ہے چاہے مسلمان ہو چاہے اہل کتاب۔ جو شخص روپیہ جمع کر رکھیگا اور راہ خدا کی راہ مین نہ دیگا وہی اس آیت کا مصداق ہے۔ معاویہؓ نے میری شکایت جناب عثمان کو لکہی اونہون نے مجھکو مدینہ منورہ بلالیا۔ لوگون نے چارون طرف سے مجھکو گہیر لیا گویا مین ایک نیا آدمی تہا اس سے قبل مدینہ مین گیا نہ تہا اور نہ کسی نے مجھکو کبہی دیکھا تہا مین نے یہہ حال جناب عثمانؓ سے عرض کیا آپنے فرمایا۔ اگر تم لوگون سے علیحدگی پسند کرتے ہو تو یہان سے قریب کوئی جگہہ تمہارے واسطے متعین کردی جاوے۔ مین نے کہا بہتر ہے اوس روز سے مین یہان آکر مقیم ہوا۔ یہہ تو کوئی ایسی بات بہی نہین خلیفہ کی اطاعت اور

اونکی خوشی ماننا ہرایک کا فرض منصبی ہے۔ خدا کی قسم۔ اگر کسی حبشی غلام کو سردار بنادین تو کیا ہم اوسکی اطاعت نہ کرینگے۔ (ازالۃ الخفار)

حضرت ابوذر غفاری جلیل القدر صحابی ہین۔ حضرت عمرؓ کے زمانہ مین یہہ شام مین چلے آے اور یہان جہاد کی نیت سے قیام کیا۔ حضرت معاویہؓ حاکم شام چونکہ عمارات نفیس و دیگر دنیوی تکلفات مین مصروف تھے ابوذرؓ اکثر اونپر طعن کیا کرتے۔ چونکہ معاویہؓ اونکے مزاج سے واقف تھے ہنسکر ٹال جاتے۔ ابوذرؓ کے مزاج مین نہایت درجہ ورع و تقوی تھا۔ دینی باتون مین تو خیر دنیوی امور مین بھی لوگون سے بسختی و تشدد پیش آتے تھے۔ اونکا یہہ مقولہ تھا کہ کسی شخص کے پاس ایکدن سے زیادہ کھانا نہ ہونا چاہیئے۔ جسکے پاس اس سے زیادہ مال ہوگا وہ قیامت کے دن حسب وعید قرآن مجید۔ الذین یکنزون الذھب والفضۃ الخ۔ عذاب الٰہی مین گرفتار ہوگا۔ (ابن خلدون)

امام بخاریؒ احنف بن قیس سے روایت کرتے ہین۔ احنف کا بیان ہے کہ مین ایکدن جماعت قریش مین بیٹھا تھا ایک صاحب موٹے کپڑے پہنے بہیئت زاہدانہ اوس مجمع مین آے اور سلام برسم اہل اسلام ادا کرکے کہا۔ "مال دار جنکے پاس خزانہ کے خزانے جمع ہین اونکو خوشخبری ہو کہ قیامت کے دن پتھر گرم کرکے یا اونکی چاندی سونے کی سلین آگ مین خوب گرم کرکے اونکے سینہ پر رکھی جاوینگی کہ تمام اعضا کو جلاکر وہ پشت پر نکلین گی اور جب پشت پر رکھینگے تو وہ سینہ پر پہونچینگی۔ یہہ کہکر وہ سب سے الگ ایک ستون سے لگ کر بیٹھ گئے (شاید یہہ مجمع کسی مسجد مین ہوگا) راوی کہتے ہین کہ مین اونکے پیچھے ہولیا اور پاس جاکر بیٹھ گیا مین نہین جانتا تھا کہ یہہ کون شخص ہین۔ مین نے اونسے کہا۔ مجھکو خیال ہے کہ آپکے کلام سے سب لوگ ناخوش ہوے ہین۔

وہی شخص - یہہ لوگ محض بیوقوف - جاہل مطلق ہین - میرے خلیل دوست نے مجھسے فرمایا ہے -

مین - آپکے دوست کون ہین -

وہی شخص - جناب رسولخدا ہین - آپنے ارشاد فرمایا ہے "اے ابوذر کیا تم کوہ اُحُد کو دیکھتے ہو" مجھکو خیال ہوا کہ شائد حضور کسی کام کے واسطے مجھکو بھیجنا چاہتے ہین اور مین نے آفتاب کی طرف دیکھا تو دن بہت کم رہگیا تھا - کہا ہان - مین دیکھتا ہون - فرمایا "اگر کوہ احد سونیکا ہوجاوے اور اسقدر مجھکو ملے توبھی مجھکو بالکل خوش نہ آویگا مگر یہہ کہ اللہ کی راہ مین سب کو خیرات کردون" یہہ لوگ دنیادار نہین سمجھتے ہین اور دنیا جمع کررہے ہین - خدا کی راہ مین خرچ نہین کرتے -

مین - آپ اپنے بھائیون قریش کے پاس کیون نہین جاتے اور اونسے کچھہ لیتے

وہی شخص - خدا کی قسم مین اونسے کبھی دنیا کی ضروریات سے کچھہ سوال نہ کرونگا - نہ کوئی دین کی بات اونسے پوچھونگا - مین اسی طرح اپنے خدا کے پاس چلا جاونگا (ازالۃ الخفاء)

غرضکہ ابوذر غفاری شخص کو لعنت وملامت کیا کرتے تھے - انکا یہہ مطلب تھا کہ اپنے بھائی مسلمان کو جو تمسے محتاج ہے جو کچھہ تمہارے پاس تمہاری ضرورت سے فاضل ہو دیدیا کرو ابھی ان کا قیام شام مین تھا کہ اس اثنا مین ابن سبا بھی شام مین پہونچا اور ابوذر کا یہہ رنگ ڈھنگ دیکھکر اونپر یہہ روشن قا زملا کہ دیکھو معاویہؓ نے مسلمانونکے مال سے اپنا گھر بھر لیا ہے اور جو مال مسلمانونکا بیت المال مین ہے اور اوسمین سب کا حق ہے اوسکو بھی اللہ کا مال

بتلاتے ہین۔ اونکی غرض اس سے یہہ ہے کہ مسلمانونکا نام وحق اس مال پر باقی نہ رہ جاے تاکہ بیفکری کے ساتھہ اوسکو اپنے تصرف مین لائین۔ ابو ذر یہہ سبق پڑھکر معاویہ کے پاس آے اور کہا تم مسلمانونکے مال کو خدا کا مال کیون کہتے ہو۔ امیر معاویہ رضؓ نے کہا۔ اے ابو ذر رحمتیر خدا کی رحمت ہو۔ کیا ہم اللہ کے بندے نہین ہین اور ہمارا یہہ مال کیا خدا کا مال نہین۔ ابو ذر نے جواب دیا۔ ہان درست ہے اور درحقیقت جو تمنے کہا سب ٹھیک ہے مگر اسمین دہوکا پڑتا ہے بندہ کے مال کو تم خدا کا مال نہ کہو۔ حضرت معاویہ رضؓ نے کہا اچھا آیندہ سے ایسا نہ کرونگا اور بندونکے مال کو خدا کا مال نہ کہونگا۔ لیکن جناب ابو ذر رضؓ کو امیر معاویہ رضؓ کے کہنے پر اطمینان نہوا۔ ابن سبا کی پٹی پڑہاے ہوے تہے لوگونکے سامنے حضرت معاویہ رضؓ کی برائیان کرنا اور اون کی عیب گیری اور مذمت نہ چہوڑی۔ پہر ابن سبا ابو الدرداء رضؓ عبادہ بن صامت رضؓ کے پاس آیا اور ان بزرگونکو بہی اپنے دام تزویر مین لانا اور گفتگوے ابلہ فریب سے راہ راست سے بہکانا چاہا۔ جو گفتگو ابو ذر رضؓ سے کی تہی وہی ان لوگون سے بہی کی مگر ان دونون صاحبون نے اوسکو ڈانٹ کر اپنے پاس سے نکال دیا بلکہ حضرت عبادہ بن صامت رضؓ ابن سبا کو پکڑکر امیر معاویہ کی خدمت مین لاے اور کہا۔ واللہ اس شخص نے ابو ذر کو تمہاری مخالفت پر آمادہ کیا ہے اور اسی شخص کی شرارت سے ابو ذر تمہارے پاس آے اور تم سے بحث کر گئے۔

الغرض ابو ذر رضؓ اب علانیہ ہر جگہہ شام مین کہتے پہرتے تہے اور گویا انکا یہی وعظ تہا۔ اُے مالدار دولتمند لوگو۔ فقیرون محتاجونپر خیرات کرو اور اللہ کے عذاب سے ڈرو کہ اوسنے سونا چاندی جمع رکہنے والیکو وعید سخت فرمایا ہے اور عذاب دوزخ سے ڈرایا ہے۔ ایکدن رات کی خوراک سے زیادہ ہرگز نہ رکہو۔ ابو ذر رضؓ نے اس باب مین اسقدر کوشش کی کہ شام کے تمام فقراء و محتاجین اُمراء و رؤسا سے سخت تقاضا کر کر وصول کرنے لگے اور دولتمندونکو

اونکے تقاضاے نا وقت و بے ہنگام سے تکلیف ہونے لگی۔ رفتہ رفتہ جب لوگون نے ابوذر کی شکایتین کرنی شروع کین اور انکی شکایتونکی تعداد حد کثرت تک پہونچ گئی تو ایک شب حضرت معاویہؓ نے ایک ہزار دینار ابوذر کے پاس بہیجے۔ یہہ تو مال رکہنا حرام سمجہتے تہے سب کے سب رات ہی مین خیرات کر ڈالے۔

حضرت معاویہؓ نے نماز صبح کے بعد اوسی شخص کو جو ابوذر کو رات کے وقت دینار دے آیا تہا انکے پاس بہیجا اور اوسکو سمجہا دیا کہ تم ابوذرؓ پاس جاکر کہو "میری جان بچایئے۔ معاویہؓ مجہکو مار ڈالینگے۔ وہ دینار جو شب کو مین آپ کی خدمت مین لایا ہون دہوکے سے آپکے پاس لے آیا تہا معاویہؓ نے دوسرے کے پاس بہیجے تہے اب اگر مین حضرت معاویہؓ سے ظاہر کرونگا تو مجہکو جان سے مار ڈالینگے اور مین غریب مفلس آدمی ہون میرے پاس اسقدر کہان کہ خود دے دون"۔ چنانچہ وہ شخص ابوذرؓ کے پاس آیا اور اسی طرح بیان کیا۔ ابوذرؓ نے کہا "خدا کی قسم تمہارے دینارونمین سے ایک بہی صبح تک میرے پاس نہین رہا۔ البتہ مجہکو تین دنکی مہلت دو اس عرصہ مین جمع کرکے پورے ادا کردونگا"۔ وہ شخص سکہلایا ہوا حضرت معاویہؓ کے پاس واپس گیا اور صورت حال ظاہر کی جناب معاویہؓ کو ابوذرؓ کے قول و فعل کی مطابقت معلوم ہوگئی۔ جناب عثمانؓ کیخدمت مین انکی شکایت لکہی کہ ابوذرؓ نے ناک مین دم کر رکہا ہے۔ انکے تقوی نے عام مین شورش ڈال رکہی ہے۔ اور تمام کیفیت ظاہر کی جناب عثمانؓ نے اسکے جواب مین ارقام فرمایا۔ فتنہ مثل شکاری جانور کی اپنے پنجے اور آنکہین نکالکر جست مارنے پر مستعد ہو رہا ہے۔ خبردار۔ تم وار نہ کرنا اور اوسپر ہاتہہ نہ چلانا۔ ابوذرؓ کو میرے پاس کسیکے ہمراہ بحرمت تمام بہیجدو اور خود تم اور نیز دیگر اشخاص اونسے کسی طرح کا تعرض نہ کرو۔ جناب معاویہؓ نے یہ حکم پاکر ابوذرؓ کو بعزت و حرمت مدینہ منورہ روانہ کیا۔ انکے ہمراہ انکے گہر والے جملہ اہل و عیال بہی تہے

ان لوگونکے پاس ایک تھیلی وزنی تھی کہ ایک آدمی بمشکل لیجا سکتا تھا۔ کسی نے اوس تھیلی کو دیکھکر
کہا۔ ابوذر اللہ والے زائد دنیا سے بیزار تو ہین مگر روپیہ پاس رہتا ہے۔ انکی بیوی نے سنکر کہا
صاحبو۔ اسمین نہ روپیہ ہے نہ اشرفی۔ ہان پیسے ضرور ہین جب انکا وظیفہ مقررہ آتا تھا اُسکے
پیسے گھر کے خرچ کو لا رکھتے تھے وہی پیسے اس تھیلی مین ہین۔ غرض ابوذرؓ جب مدینہ کے قریب پہونچے
اور بمقام کوہ سلع انکا گذر ہوا تو کیا دیکھتے ہین کہ اس پہاڑ تک آبادی ہو گئی ہے۔ جا بجا
لوگونکی نشستگاہین بنی ہین۔ لوگ رہتے بستے ہین۔ کہان وہ ویرانہ کہان یہ آبادی۔ سخت
حیرت ہوئی۔ فرمایا۔ اب اہل مدینہ لوٹ مار کے منتظر ہین۔ عنقریب لوگ مدینہ کو لوٹین گے
اور وہ لڑائی ہوگی جسکا نام عرصہ تک رہیگا۔

القصہ حضرت ابوذرؓ جناب عثمانؓ کی خدمت مین پہونچے۔ آپنے استفسار فرمایا۔ کیا وجہ ہے
کہ اہل شام آپکی شکایت بہت کرتے ہین ابوذرؓ نے تمام واقعات بیان کئے۔ جناب عثمانؓ نے
فرمایا۔ اے ابوذرؓ۔ ہمپر واجب ہے کہ جو ہمارے ذمہ ہو اوسکو ادا کرین اور رعایا کو اونکی حال پر
چھوڑ دین۔ عوام الناس کو زہد و تقویٰ کی سختی کے ساتھہ پابند کرنا دائرہ امکان سے باہر ہے۔
ہان خلاف شریعت وہ کوئی کام نہ کرنے پاوینگے اور مین اونکو حتی الامکان راہ راست پر لانیکی
کوشش کرونگا۔ ابوذرؓ نے التماس کی۔ واللہ مین امراو دولتمندونسے اوسوقت تک راضی
ہونگا جب تک وہ کل مال و اسباب اپنا غریب پڑوسیون۔ اعزہ و اقارب اور دوستون پر
وقف نہ کردین اور اپنے پاس صرف بقدر ضرورت رہنے دین۔ کعب الاحبارؓ بھی اس جلسہ مین
موجود تھے بول اوٹھے جسنے اپنے فرائض ادا کر دیئے اوسنے گویا کل حقوق اللہ کے ادا کر دیئے
یہ سنکر ابوذرؓ نے ایک کر کعبؓ کے ایک عصا مارا کہ اونکا سر زخمی ہو گیا اور اونکو کلمات ناملائم
اور سست الفاظ سے مخاطب کر کے کہا۔ اے یہودی بچہ۔ تو اور اس مسئلہ مین گفتگو کرتا ہے

جناب عثمانؓ کو ابو ذرؓ کی یہ زیادتی سخت ناگوار گذری لیکن حلم و حیا سے کچھہ نہ بولے۔ کعب احبارؓ نے جناب عثمانؓ کو خجل دیکھکر ابو ذرؓ کی خطا معاف کردی۔ (ابن اثیر و ابن خلدون)

ازالۃ الخفا مین ہے کہ جناب عثمان رضؓ نے کعبؓ سے فرمایا۔ عبد الرحمن رضؓ نے انتقال کیا اور مال چھوڑ کر مرے اب انکا مال کیا کرنا چاہیئے۔ کعبؓ نے جواب دیا۔ اگر اس مال مین خدا کا حق پہونچتا ہے اور کسی بندہ کا حق اسمین نہین ہے تو کچھہ گناہ اونپر نہین۔ ابو ذرؓ اس جلسہ مین موجود تھے اور اونکے ہاتھہ مین لکڑی تھی اوٹھا کر کعبؓ کے سر پر ماری اور کہا۔ سنو مین نے جناب رسولخدا سے سنا ہے کہ آپ فرماتے تھے۔ اگر میرے پاس اس پہاڑ کے برابر سونا اور مال و دولت ہو اور سب کو خدا کی راہ مین خرچ کر ڈالون اور بقدر چھہ اوقیہ باقی چھوڑ کر مر جاؤن تو یہہ بھی مجھے پسند نہین۔ یہ کہکر جناب عثمان سے مخاطب ہو کر کہا۔ اے عثمانؓ۔ کیا آپنے یہ حدیث رسولخداؐ سے سنی ہے آپنے فرمایا۔ ہان۔

بعد اسکے جناب عثمان رضؓ نے فرمایا۔ اے ابو ذرؓ۔ خدا سے ڈرو۔ اپنی زبان اور ہاتھہ کو مسلمانونسے روکو سختی خوب نہین۔ شیرین زبانی و دلجوئی کی عادت کرنا چاہیئے اور اگر تمسے اس طرح گذر و بسر لوگونکے ساتھہ ممکن نہین تو خود سب سے علیحدہ ایک کونہ مین بیٹھہ رہو اور سب سے الگ تھلگ اللہ اللہ کرکے باقی زندگی کے دن کاٹ ڈالو۔ ابو ذرؓ نے عرض کیا۔ مناسب ہے مین ایسا ہی کرونگا کیونکہ جناب رسول خدا کی زبان مبارک کا ارشاد ہے "مسکین ابو ذر تنہا جیا۔ تنہا مرا اور تنہا قیامت کو محشور ہوگا" اور نیز حضور کا ارشاد ہے اے ابو ذر جب عمارت مدینہ کوہ سلع تک پہونچے اوسوقت تم مدینہ سے چلے جانا۔ مین دیکھتا ہون کہ اب عمارت اور آبادی اوسی مقام تک پہونچ گئی ہے اور مجھپر واجب ہوگیا ہے کہ آنحضرت صلعم کے ارشاد کی تعمیل کرون۔ جناب عثمان رضؓ نے اونکو مدینہ سے چلے جانے کی اجازت دی اور ساتھہ ہی اسکے

چند اونٹ اور دو خدمتگار بہی ابوذر کو دیئے حضرت ابوذرؓ مع اپنے اہل وعیال کے ربذہ مین آکر مقیم ہوے۔ یہ مقام مدینہ منورہ سے قریب ہے۔ ایک مسجد بہی یہان بنائی۔ جناب عثمانؓ نے اونکے واسطے جاگیر اور روزینہ بہی مقرر فرمایا جو اونکی حین حیات جاری رہا۔ ابوذرؓ مدینہ منورہ مین اکثر آتے جاتے رہتے تہے اس خوف سے کہ گانؤن مین رہتے رہتے دیہاتی گنوار نہ ہوجاوین جس دن ابوذرؓ ربذہ مین پہونچے ایک شخص مجاشع نام صدقات وصول کرنے پر حاکم تہے نماز کے وقت حضرت ابوذرؓ نے اونسے کہا کہ امامت کیجئے۔ اونہون نے انکار کیا اور کہا مین امامت نہین کرتا بلکہ آپ ہی نماز پڑہائین۔ ابوذر نے کہا۔ جناب رسول خدا نے ارشاد فرمایا ہے کہ اگر تمپر غلام ناک کٹا حاکم کر دیا جاوے تو اوسکی بہی اطاعت کرو تو اگرچہ تم غلام ہو مگر تمہاری ناک صحیح وسالم ہے پہر انکار کیون کرتے ہو تمہارے ہوتے مجہکو حق امامت کیطرح نہین۔ (ابن اثیر وابن خلدون)

ایک روایت مین ہے کہ جب ابوذرؓ مدینہ منورہ سے باہر جانے لگے جناب عثمانؓ نے حکم دیا کہ کوئی شخص انکو رخصت کرنے انکے ساتہہ نہ جاے۔ اتفاقاً جناب علیؓ وعمار بن یاسرؓ ابوذرؓ کو پہونچانے مدینہ کے باہر تک گئے۔ مروان بن حکم راہ مین ملے اور دونونکو روک کر کہا۔ ایسی بات آپ کیون کرتے ہین کہ جناب عثمانؓ کے خلاف حکم ہو۔ حضرت علیؓ اور مروان سے اس باب مین گفتگو اور بحث ہوئی۔ حضرت علیؓ نے مروان کے اونٹ کے سر پر ایک کوڑا لگایا۔ مروان نے جاکر جناب عثمانؓ کی خدمت مین شکایت کی جب جناب عثمانؓ اور حضرت علیؓ سے باہم ملاقات ہوئی جناب عثمانؓ نے فرمایا "مروان کو آپسے شکایت ہے کہ آپنے اونکے اونٹ کے سر پر کوڑا مارا ہے" حضرت علیؓ نے جواب دیا۔ "میرا اونٹ آپ کے دروازہ پر کہڑا ہے آپ مروان کو حکم دین کہ میرے اونٹ کے سر پر کوڑا مار دین اور بدلہ لیکر

اپنا جی خوش کر لین" (روضتہ الصفا)

اس روایت سے جناب عثمان رضؓ کا لوگونکو منع کرنا کہ ابو ذر رضؓ کے ساتھہ اونکو رخصت کرنے کو ئی نہ جاے ظاہر ہوتا ہے مگر آپکے برتاؤ اور ظاہری معاملات سے یہہ امر بعید نظر آتا ہے۔ ابوذر رضؓ کی عزت وحرمت کرنا اس روایت کی تکذیب کرتا ہے۔ بر تقدیر صحت ممکن ہے کہ بغرض اظہار تہدید وتنبیہ ہو۔ اب ہمارے بیان سے ظاہر ہو گیا کہ ابو ذر رضؓ کو بمصلحتہ جناب عثمان رضؓ نے ربذہ مین رہنے کا حکم نہین دیا بلکہ خود ابو ذر رضؓ نے خواہش کی۔ لوگونکا یہہ خیال کہ امیر معاویہ نے شام سے نکال دیا اور جناب عثمان رضؓ نے مدینہ سے باہر کیا محض بے اصل وبے بنیاد ہے۔ اصل واقعہ جو کچھہ ہی ہمنے نقل کر دیا۔ لوگون کا زعم وگمان باطل ہے کیونکہ کتب تواریخ ونقل ثقات اسکی شہادت نہین دیتے۔ بفرض تقدیر یہہ واقعہ صحیح بہی مان لیا جاوے تو جناب عثمان رضؓ مسلمانونکے امیر وامام تہے اونکو یہہ حق حاصل تہا کہ مسلمانونکو ادب سکھاتے۔ اگر اونہون نے کسیکو نکال دیا تو کیا بیجا کیا۔ ابو ذر کے مزاج مین کسقدر سختی تہی اور لوگونکے ساتھہ اونکا برتاؤ کسطرح تہا۔ بات بات پر اٹہ بیٹہنا غصہ مین آپے سے باہر ہوجانا جیسا ہمنے اوپر نقل کیا ہے اونکی عادت تہی۔ لوگونمین اونکی ذات سے اور اونکی سخت کلامی سے فتنہ وفساد کا خوف تہا۔ اگر جناب عثمان رضؓ نے رفع فساد کی غرض سے ایسا فعل کیا تو کیا مضائقہ۔ ایسے واقعات کو امام وقت کے حق مین طعن وتشنیع کا سبب ٹہیرانا نہایت مکروہ ونازیبا ہے۔ حضرت ابو ذر غفاری رضؓ نے آخر زندگی تک ربذہ مین قیام کیا اور وہین انتقال فرمایا۔ ربذہ مین اونکی قبر مشہور ہے۔

اس سنہ ۳۰ھ مین جناب عثمان رضؓ نے جمعہ کے روز تیسری اذان زیادہ فرمائی۔ یہ اذان بمقام زورا رہوتی تہی۔ حاطب بن بلتعہ۔ عمرو بن ابی سرح فہری بدری۔ مسعود بن ربیع۔ ان بزرگون نے

انتقال فرمایا۔ ابن ربیعہ بن عمرو قاری نے انتقال کیا۔ یہہ بدر مین شریک ہوے ہین اور انکی عمر ساٹھہ برس سے زیادہ ہوگئی تہی۔ عبداللہ بن کعب بن عمر انصاری نے بہی انتقال کیا یہ بہی جنگ بدر مین شریک ہوے ہین۔ عبداللہ بن مظعونؓ حضرت عثمانؓ کے بہائی اور جبار بن صخر نے اسی سنہ مین انتقال کیا۔ یہ دونون بدری ہین۔

سنہ ۳۱ھ

غزوہ ذات السواری

اسمین مورخین کا اختلاف ہی۔ بعض کا قول ہے کہ یہہ جنگ سنہ ۳۴ھ مین ہوئی اور بعضے کہتے ہین کہ سنہ ۳۱ھ مین واقع ہوئی بہر کیف بعد فتح افریقہ کے یہ واقعہ گذرا ہے جیسا ہم مجملاً اوپر لکہہ آئے ہین اس جنگ کا سبب مورخین اس طرح لکہتے ہین کہ قسطنطین بن شاہ ہرقل قیصر روم کو جب معلوم ہوا کہ مسلمانون نے ملک افریقہ پر قبضہ کرلیا ہے تو اوسنے ایک لشکر عظیم جمع کیا اور چہ سو کشتیان تیار کرکے اپنی فوج کو لیکر بمقابلہ اہل اسلام براہ دریا روانہ ہوا۔ اسوقت ملک شام کے حاکم حضرت معاویہؓ تہے اور بلاد مصر پر عبداللہ بن سعد بن ابی سرح سردار تہے ممالک بحری بہی انکے قبضہ مین تہے۔ قسطنطین خود ادہر سے اپنی فوج لیکر براہ دریا جانب اسکندریہ روانہ ہوا اور تیس ہزار کی جمعیت حضرت معاویہؓ کے مقابلہ کو روانہ کی۔ یہ فوج لشکر معاویہؓ سے بمقام جلولا ملی۔ دونون کا مقابلہ ہوا۔ حضرت معاویہؓ نے اس لشکر کو پامال کردیا اور اونکی جمعیت کو پراگندہ و برباد کرکے خود ایک لشکر لیکر دریا کی راہ سے قسطنطین کے مقابلہ کو روانہ ہوے۔ مصر سے عبداللہ بن سعد با فوج جرار و غازیان شجاعت آثار دریا کی راہ سے ادہر کو چلے۔ یہ دونون لشکر شامی و مصری اثنا راہ مین ملکر منتظر فوج روم تہے۔

اتفاق کی بات کہ ہوا کا رخ اسی طرف تہا جس طرف مسلمان تہے۔ فوج روم بہی آگئی اور دونون طرف کے لشکر عین دریا مین کشتیونکو لنگر کرکے ٹہیر گئے۔ اسوقت ہوا کو بہی سکون تہا۔ باہم یہہ امر طے ہوگیا تہا کہ رات کے وقت جنگ نہو۔ طرفین کی رات امید وبیم کی حالت مین گذری۔ مسلمان اپنے خداے برحق کی عبادت مین مصروف اور قرآن خوانی کرتے رہے۔ نمازین پڑہا کئے دعاے فتح ونصرت مانگتے رہے۔ رومیون نے ناقوس نوازی مین رات گذاری۔

صبح ہوتے ہی دونون طرف کے لشکر اپنی اپنی کشتیان مقابلہ مین لای اور باہم ملا کر باندہ دین اب لڑائی شروع ہوگئی۔ تلوارون خنجرون نے کام دینا شروع کیا۔ بہادران اسلام کو کبہی اس بحری جنگ کا اتفاق نہوا تہا مگر کسی طرح ہراسان وخائف نہ تہے۔ بڑہ بڑہ کر دشمنان خدا پر وہ وہ وار کئے کہ اونکا رخ پہر گیا۔ لشکر اسلام مین سے بہی بہت سے مسلمان شہید ہوے اور رومیو نکے لشکر کی توصفائی ہوگئی۔ بیشمار ہزارون پیدل وسوار طعمہ نہنگ اجل ہوے۔ ہزارون لغیر لڑے کشتیونکے ساتہہ قعر دریا مین اپنی اپنی آبرو لیکر ڈوب مرے۔ مسلمانون نے کشتیان توڑ ڈالین اور اونکو دریا مین غرق کردیا۔ اس جنگ مین مسلمانون نے نہایت جفاکشی کی اور بڑے صبر وتحمل سے تکالیف کو برداشت کیا۔ لطف خداے کریم انکے شامل حال تہا فتح ونصرت نصیب دوستان خدا ہوی۔ ذلت وخواری شکست وبدنامی کے ساتہہ ایک کشتی پہ باقی ماندہ رومی جماعت کے ہمراہ قسطنطین زخمی ہوکر بہاگا اور صقلیہ مین جاکر دم لیا۔ یہہ مقام دریا کے کنارہ پر واقع اور روم کا ماتحت تہا۔ اہل صقلیہ اسکے فرار سے بیزار ہوے اور کہا تونے تمام فوج کٹوا ڈالی۔ مردان کارزار وبہادران واقف کار کو قتل کرا دیا۔ اب اگر مسلمان یہان آکر ہمپر حملہ کرین تو ہمارے پاس کوئی ایسے سپاہی دلاور جانباز نہین رہے کہ ہم اونکے بہروسہ پر مسلمانونکے مقابلہ کو نکل کہڑے ہون۔ تونے تو نام ڈبو دیا۔ تجکو غیرت نہ آئی۔ زر درو جیسا ہم لوگون کے پاس آیا ہے اور

فخریہ اپنی ذلت وخواری بیان کررہا ہے۔

جہازم را تباہ کردی تو اے شاہ		ترا من ناخدا دانستہ بودم	

اسکے بعد غسل کے حیلہ سے اوسکو حمام مین تنہا لیگئے اور اوسی مقام پر اوسکو ٹھنڈا کردیا۔ اوسکے ساتھی جب اوسکی موت سے واقف ہوئے کشتی پر سوار ہوکر قسطنطنیہ بہاگ گئے اور شاہ روم کو اوسکے فرزند کے واقعہ سے خبر دی۔ ، ومیونکو اس شکست فاش سے سخت صدمہ پہونچا۔ اونکو خیال تہا کہ عرب صرف خشکی کے سوار ومرد میدان کارزار ہین جنگ بحری مین بالکل بودے ونا تجربہ کار ہونگے مگر ان بحری لڑائیو نسے اونکا خیال بدل گیا۔ اب اونکو اپنے ملک جانیکا بالخصوص دار السلطنت کا خوف غالب ہوگیا۔ مسلمانونکو اس جنگ بحری مین کامیاب پاکر انکے سب حوصلے پست اور ہمتین شکست ہوگیئن۔ افسوس اگر جناب عثمانؓ کے عہد خلافت مین تغیرات واختلافات عظیم نہ واقع ہوتے تو قسطنطنیہ فتح ہوجانا کون بڑی بات تہی۔ (حقائق الکلام)

چونکہ اس بحری لڑائی مین کشتیان بکثرت تہین اسلئے اسکا نام ہی ذات السواری ہوگیا اور جس مقام پر یہ جنگ ہوئی وہان کا نام بھی یہی مشہور ہوا۔ عبداللہ بن سعد بن ابی سرح والی مصر بعد فتح ذات السواری مین کچہ عرصہ تک مقیم رہے اور بعد انتظام ان ممالک مفتوحہ ومقبوضہ کے اپنے دار الحکومت کو واپس گئے۔ اسی زمانہ مین اس غزوہ سے قبل بعض اصحاب نے جناب عثمانؓ کی طعن وتشنیع مین لب کہولے اور آپکے عیوب اور خطائین نکالنا شروع کین۔ محمد بن ابی حذیفہؓ اور محمد بن ابی بکرؓ سب مین اول ہین جنہون نے حضرت عثمانؓ کے بارہ مین الفاظ ذیل کہے۔

جناب ابو بکر صدیقؓ اور جناب عمر فاروقؓ کے خلاف کارروائیان ہونے لگین۔

عبداللہ بن سعد جسکا خون جناب رسول خداؐ نے مباح فرما دیا تہا اور قرآن شریف نے جسکے کفر پر فتویٰ دیا ایسے شخص کو بلا کر عثمان نے مسلمانون پر سردار کیا۔

جن لوگونکو جناب رسولخداؐ نے نکال دیا (جیسے ولید بن عقبہ) عثمانؓ اونکو بلا بلا کر عہدے اور منصب عطا کرتے ہین -

صحابہ کبارؓ جو کہ جلیل القدر عہدون اور کامون پر آنحضرت صلعم اور حضرات شیخینؓ کے زمانہ مین مامور تھے - (جیسے ابو موسی اشعریؓ) اب وہ موقوف کیئے جاتے ہین اور بجاے اونکے نئے نئے لوگ جیسے سعید بن العاص - ابن عامر - (حضرت عثمانؓ کے رشتہ دار) والی ملک اور سردار ہو رہے ہین - قدامت وشرافت کا لحاظ نہین رہا - رشتہ و قرابت کا اب کام ہے -

اس قسم کی باتین شروع مین خفیہ ہوتی رہین مگر بات چھپاے سے چھپتی نہین خصوصاً

ع نہان کے ماند آن رازے کزو سازند محفلہا - شدہ شدہ یہ باتین عبد اللہ بن سعد کے کانون تک پہونچین اور چونکہ اس قسم کی باتونکی ابتدا قبل اس غزوہ کی ہوئی تھی اہل اسلام روانگی کو آمادہ تھے اور سب کو کشتیان مل گئی تہین اسلیئے عبد اللہ بن سعد امیر لشکر نے حذیفہ اور محمد بن ابی بکرؓ کو کہلا بھیجا کہ آپ دونون صاحب علیحدہ کشتی مین سوار ہون ہمارے ساتھ ایک جگہہ نہ بیٹھین یہہ دونون صاحب دوسری کشتی مین سوار ہوے - انکے ساتھی قوم قبط کی چند لوگ تھے اتفاق کی بات ہے کہ ان دونون صاحبونکو بمقابلہ اور مسلمانونکے کفار کم ملے اور لڑائی کا بہی موقع بہت کم ہاتہہ آیا - لوگون نے انسے دریافت کیا کہ تم اہل اسلام سے الگ تہلگ کیون لڑتے ہو - انہون نے جواب دیا کہ عثمانؓ نے عبد اللہ بن سعد کو عامل کرکے بھیجا ہے اور عثمانؓ نے ایسے ایسے (آپکی نسبت امور خلاف واقع بیان کرکے) کام کیئے ہین - عبد اللہ بن سعد کو اونکی یہہ کارروائی بہی معلوم ہوگئی - اس مرتبہ ان کو بہہ منع کیا اور بہ سختی تمام اور دہمکی کے ساتھہ اس فضول گفتگو سے روکا مگر کہنے والے کب باز آتے ہین - ان دونونکی ایسی گفتگو سے عام لوگونکے دلونپر اثر پڑا اور جو الفاظ نامناسب بہ نسبت خلیفہ کی شان مین

گئے انکو نازیبا تہی وہ بلاتکلف عوام کی زبان پر جاری ہوگئے۔ (ابن اثیر)

فتح خراسان

عہد خلافت فاروقی رضؓ مین ابوموسیٰ اشعری والی بصرہ نے عبداللہ بن بدیل بن ورقار خزاعی کو ایک لشکر کا سردار کرکے خراسان روانہ کیا تھا۔ طبسین تک پہونچے طبسین دو قلعے ہین ایک کا نام طبس ہے۔ دوسرے کا کرین۔ یہہ دونون قلعے خراسان کے دروازے ہین عبداللہ بن بدیل نے اوس نواح مین بہت کچہہ مال غنیمت حاصل کیا۔ اہل طبسین جناب عمر فاروق رضؓ کی خدمت مین حاضر ہوے اور ساٹہہ ہزار یا چہتیر ہزار پر صلح ہوگئی۔ بعض کہتے ہین کہ عبداللہ بن بدیل خود اصفہان گئے تہے اور صلح کرلی تہی۔ (علامہ بلاذری)

زمانہ خلیفہ ثانی مین جب اہل فارس شکست کہا کر بہاگے اور اونکا بادشاہ یزدجرد بعد فتح جلولا رے کے رُے چلا گیا اور مرزبان رُے کی بیوفائی سے رُے سے اصفہان گیا جب وہان بہی فتوحات اسلامی نے اوسکو چین سے نہ بیٹہنے دیا تو کرمان آیا اور پہر وہان سے واپس ہوکر مرو (سرزمین خراسان) مین آکر قیام کیا اور یہہ خیال کرکے کہ عرب کی فتوحات سرحدی مقامات تک پہونچکر ختم ہوجاوینگی اور یہانتک اونکا قدم نہ آویگا آتشکدہ بنواکر آرام سے بسر کرنے لگا اور اسلامی سلطنت کے درہم برہم کرنے کی غرض سے ہرمزان۔ اہل اہواز غیر وزان اور اہل جبال کو مسلمانونکے خلاف بغاوت پر آمادہ کیا۔ یہہ لوگ بدعہدی کرکے مسلمانونکے مقابل آے اور اس خلاف وبغاوت کا ذائقہ بہی چکہہ لیا اور اپنے کئے کی سزا کو پہونچ گئے۔ اس آتش فساد و شرارت عناد اہل فارس و ایران کو بالکلیہ دفع کرنیکی طرف جناب عمر فاروق رضؓ نے توجہ فرمائی اور چاہا کہ مملکت فارس پر عام لشکر کشی ہو اور تمام

بلاد پر اسلامی قبضہ ہو جاوے تاکہ یزدجرد کو کسی شہر مین بھاگ کر جانے اور وہان والونسے مدد لیکر مسلمانون کے مقابلہ کو نکلنے یا وہان والونکو بھڑکا کر مسلمانونسے لڑوا دینے کا موقع نہ رہے۔ اس غرض سے جناب فاروق نے متعدد علم تیار کرکے نامی نامی افسرونکو اطراف بلاد فارس مین روانہ فرمایا۔ منجملہ انکے احنف بن قیس کو خراسان کا علم عنایت ہوا۔ وہ ۱۸ھ یا ۲۲ھ مین خراسان کو چلے اور طبسین ہوکر ہرات پہونچے۔ یہہ مقام جنگ سے فتح کرکے صحار بن فلان عبدی کو اپنا نائب کرکے مروشاہجہان کا رخ کیا۔ یزدجرد شاہ فارس یہان مقیم تھا اور بدالست خود یہہ جگہہ مامون ومحفوظ سمجھکر اپنی اوقات بیفکری سے بسر کرتا تھا۔ جب خبر آمد مسلمانونکی پہونچی۔ مجبور یہانسے مرو روز چلا گیا۔ احنف نے مروشاہجہان پر قبضہ کرکے مرو روز پر لشکرکشی کی۔ یزدجرد مقابلہ نہ کرسکا جی چراکر یہانسے بھی بھاگا اور سیدھا بلخ پہونچا۔ احنف نے مرو روز پر قبضہ کرکے بلخ کا رخ کیا۔ یزدجرد یہانسے بھی فرار اختیار کرکے دریا عبور کر خاقان کی حکومت مین چلا گیا۔ احنف نے موقع مناسب پاکر ہر طرف فوجین بھیجین۔ خراسان کو نیشاپور سے طخارستان تک فتح کرلیا۔ مرو روز کو صدر مقام قرار دیکر طخارستان کی حکومت ربعی بن عامر کو دی۔ احنف کو حکم فاروقی پہونچا کہ جہانتک پہونچ چکے ہو اب وہین بس کرو دریا سے آگے نہ بڑھو۔ ادہر خاقان چین نے اپنے مہمان عزیز یزدجرد کی بڑی خاطرداری کی اور ایک فوج لیکر بغرض امداد اسکے ساتھہ ہوکر خراسان کو روانہ ہوا۔ احنف بعد انتظام ممالک ان دنون بلخ مین مقیم تھے۔ خاقان کی آمد سنکر مرو روز مین پہونچکر بانتظار خاقان وہان مقیم ہوے۔ خاقان بلخ ہوتا ہوا مرو روز پہونچا۔ یزدجرد اس سے علیحدہ ہوکر مروشاہجہان کی طرف بڑھا۔ احنف نے کھلے میدان مین لڑنا مناسب نہ جانا نہر عبور کرکے ایک میدان مین جسکی پشت پر پہاڑ تھا صف آرائی کی۔ مدت تک دونون فوجین ایک دوسرے کے مقابل پڑی

رہیں۔ ایک روز صبح کو احنف میدان جنگ میں گئے۔ اودہر سے ایک پہلوان طبل و علم لئے ہوے
اپنی فوج سے نکلا اور انکے مقابلہ مین ٹھیرا۔ احنف نے اوسپر حملہ کیا اور آخر کار نیزہ کا ایسا وار
اوسپر کیا کہ وہ زمین پر مردہ ہوکر گرا۔ اسکے بعد دو بہادر اور میدان مین آے اور وہ بھی
احنف کے ہاتھ سے مارے گئے۔ پہر خود خاقان چین میدان مین آیا اور اپنے بہادرونکو مقتول
دیکھکر نہایت مغموم ہوا اور اوسیوقت اپنی فوج لیکر واپس چلا گیا۔ یزدجرد کو یہ خبر مروشاہجہاں مین
ملی۔ وہ وہان محاصرہ کئے ہوے تھا فتح سے مایوس ہوکر خزانہ وجواہرات جمع کرکے خاقان کے
پاس چلے جانیکا قصد کیا۔ امراے دربار نے منع کیا اور مسلمانونسے صلح کر لینے کی راے دی
کیونکہ ترکونسے مسلمان ایفاء وعدہ اور پابندی معاہدہ مین اچھے ہین لیکن یزدجرد نے اونکا
کہنا نہ مانا۔ اون لوگون نے بلوہ کردیا اور سب سامان یزدجرد سے چھین لیا۔ وہ بیچارہ بے
سروسامانی کے ساتھہ خاقان چین کے پاس چلا گیا اور آخر عہد فاروقی تک بمقام فرغانہ
دارالسلطنت ترک مین مقیم رہا۔ پہر جب عہد خلافت جناب عثمانؓ مین اہل خراسان نے بغاوت
کی یزدجرد ترکستان سے آکر انہین لوگونمین مل گیا ۳۰ھ مین جب عبداللہ بن عامر بصرہ سے
نکلکر فارس کو دوبارہ فتح کرکے یزدجرد کے تعاقب مین روانہ ہوے اوسوقت یزدجرد جور مین
تہا۔ وہان سے بہاگ کر اردشیر خرہ پہر کرمان پہر خراسان پہر مرو پہونچا اور اوسی اطراف مین
مارا گیا جسکا قصہ تفصیل کے ساتھہ آگے آویگا۔

خراسان کے حدود یہ ہین۔ مشرق مین بعض بلاد توران۔ بدخشان بعض بلاد سیستان
وغیرہ۔ مغرب مین عراق عجم وخوزستان جنوب مین فارس و کرمان اور شمال مین خوارزم و
دہستان مشہور شہر یہ ہین۔ فاریاب۔ نیشاپور۔ طوس۔ اسفرائن۔ سرخس۔ زوزان۔ ہرات
بلخ۔ مرو۔ روذ۔ اور مروشاہجہان۔

بعد شہادت جناب فاروق رضؓ اہل خراسان نے بھی بغاوت پر کمر باندہی۔ عبداللہ بن عامر حاکم بصرہ بعد انتظام ملک فارس اس طرف متوجہ ہوے۔ سرداران لشکر نے بھی جنگ خراسان کی راے دی۔ حبیب بن اوس تمیمی نے کہا۔ اے سردار۔ آپکے سامنے بہت بڑی زمین ہی جسمین سے ایک حصہ قلیل فتح ہوا ہے اور وہ بھی بسبب بغاوت وسرکشی والیان ملک کے قابل جنگ ہوگیا ہے۔ آپ اپنا لشکر آگے بڑہایئے۔ خداوند تعالیٰ ہمارا آپکا یاور ومددگار ہے۔ اوسکے لطف ومہربانی سے یہ مہم بہی سرہو گی۔ عبداللہ بن عامر تو دل مین یہ ٹہیراے ہوی تہے یہ بات پسند نہ آئی کہ اور لوگونکی راے پر عمل کرنا ظاہر کرین اسواسطے حبیب کو جواب دیا۔ کیا تم جانتے ہو کہ ہمکو خراسان کی لڑائی کا حکم نہین ہوا ہے؟ بعض کا قول ہی کہ عبداللہ بن عامر بعد فتح فارس کے بصرہ واپس گئے۔ یہان اصطخر دارالسلطنت فارس پر شریک بن اعور حارثی کو اپنا نائب کر گئے تہے۔ اونہون نے اصطخر مین مسجد بنوائی۔ الغرض جب بصرہ پہونچے تو احنف بن قیس ورحبیب بن اوس انکے پاس آے اور کہا۔ خدا کے فضل وکرم سے آپکے دشمن آپسے گریزان وترسان ہین۔ اسلام کے نام سے اونکے دل ہل جاتے ہین۔ غازیان شجاعت آثار کے اوصاف سنکر بدنمین لرزہ پڑجاتا ہے۔ خدا کا ملک بہت وسیع ہے۔ آپ جہاد کو نکلئے اور دین اسلام کی اشاعت اور اوسکی حمایت مین کوشش کیجیے۔ خداوند تعالےٰ آپکا ناصر ومددگار رہے وہ اپنے دین کو ضرور قوی کرکے عزت دیگا اور سب دینون پر غالب فرماویگا۔ عبداللہ بن عامر کا ارادہ پہلے ہی سے تہا لوگونکے راے دینے اور تحریک سے سامان روانگی کر دیا۔ اپنی جگہہ بصرہ مین زیاد بن عامر کو نایب کیا اور شہر کرمان کا قصد کیا جہان بغاوت کی آگ مشتعل ہو رہی تہی۔

اہل کرمان کی گوشمالی وسرکوبی کو مجاشع بن مسعود سلمی جو صحابی ہین مقرر ہوے۔

سجستان پر ربیع بن زیاد حرثی کو روانہ کیا اور اہل سجستان سے جہاد کرنے کا حکم دیا کیونکہ ان لوگون نے بھی عہد شکنی کی تھی۔ خود فوج جرار لیکر نیشاپور کا رُخ کیا۔ عبداللہ بن عامر کے مقدمتہ الجیش پر احنف بن قیس سردار تھے طبسین والون نے بغیر جنگ صلح کر لی اور جو کچھ زمانہ سابق مین ادا کرتے تھے وہی قایم رکھا طبسین سے خراسان کی راہ ہے اور جو شخص خراسان کا قصد کرے تو پہلے یہی دونون قلعے پڑینگے۔ (ابن اثیر)

احنف بن قیس طبسین سے آگے بڑہے۔ لوگون سے دریافت کیا کہ اب یہانسے قریب کون شہر ہے۔ لوگون نے قوہستان بتلایا۔ احنف کو قوم ہیاطلہ سے مقابلہ کرنا پڑا۔ یہ لوگ ترکی نسل مین اور بعضے کہتے ہین کہ دراصل اہل فارس ہین اس قوم مین فعل لواطت رایج ہو گیا تہا اسواسطے فیروز نے انکو اپنے ملک سے نکال دیا پھر یہ ترک سے مل گئے۔ گرد و نواح قوہستان مین رہتے اور اہل قوہستان کے معاون و مددگار تھے۔ (علامہ بلاذری)

احنف نے انکو شکست دی اور قوہستان پر پہونچکر محاصرہ کر کے سنگباری شروع کر دی۔ اس درمیانمین عبداللہ بن عامر سپہ سالار خود آ گئے۔ اہل قوہستان نے چھ لاکھ درہم سالانہ پر صلح کر لی اور لڑائی کا خاتمہ ہو گیا۔ بعضے کہتے ہین کہ مہم قوہستان پر امیر بن احمر لیشکری سردار کر کے بھیجے گئے تھے۔ ملک قوہستان کو اب بلاد بکر بن وائل کہتے ہین۔

اس معرکہ فتح کے بعد عبداللہ بن عامر نے اعمال نیشاپور پر مختلف فوجین بھیجین چنانچہ رستاق زام۔ باخرز۔ جوین وغیرہ بزور تیغ خونریز فتح ہوے۔ اسود بن کلثوم عدوی۔ نے بیہق (اعمال نیشاپور) پر حملہ کیا۔ اتفاق سے شہر پناہ کی دیوار مین ایک سوراخ ہو گیا تہا جس کی راہ سے اسود شہر مین داخل ہوے۔ انکے ہمراہ چند اشخاص اور بھی پہونچ گئے جنہون نے دشمنان اسلام پر تلوار سنبھالی۔ اہل شہر روزن کو روک کر کھڑے ہو گئے۔ خوب گھمسان کی لڑائی ہوئی

اور اسود اس لڑائی مین شہید ہوے۔ انکے بہائی ادہم بن کلثوم نے علم لشکر کو سنبہال لیا اور نہایت ہمت و شجاعت سے دلیرانہ دشمن کے مقابلہ مین اڑے رہے اور بالآخر بیہق کو فتح کرلیا۔ اسود کی دعا تہی کہ خدا اونکو قیامت کے روز درندونکے پیٹ سے اوٹہاے اسلئے اونکے بہائی نے اونکو دفن نہ کیا اور مسلمان جو انکے ساتہہ شہید ہوے تہے وہ دفن کردئے گئے اس اثنا مین ابن عامر نے پشت اعمال نیشاپور سے اور اسفرائن۔ خواف۔ ارغیان کو فتح کرکے مضافات نیشاپور پر قبضہ کرکے خاص نیشاپور کا قصد کیا اور ایک ماہ کامل نیشاپور کا محاصرہ کئے رہے۔ شہر نیشاپور چار حصون پر منقسم تہا ہر ایک حصہ کا مرزبان فارس کی طرف سے جدا جدا مقرر اور اپنے حصہ مفوضہ پر حکمران تہا انمین سے ایک نے عبداللہ بن عامر کے پاس پیغام بہیجا کہ اگر آپ مجہکو امان دین تو مین آپکے واسطے شہر کا دروازہ کہول دون تاکہ نہایت آسانی سے شہر پر آپکا قبضہ ہوجاوے۔ ابن عامر نے منظور کرلیا۔ رات کے وقت دروازہ کہل گیا۔ چند سپاہی شہر مین داخل ہوے۔ شہر کے تمام دروازے کہول دئے اور لشکر اسلام شہر مین داخل ہوگیا۔

مرزبان اکبر (جو چارونمین بڑا حاکم تہا) یہہ رنگ دیکہکر ہکا بکا۔ سراسیمہ و ششدر مع چند سپاہیونکے قلعہ بند ہوگیا۔ عساکر اسلامی نے قلعہ پر دہاوا کردیا جب قلعہ والون نے دیکہا کہ یہہ سیلاب کسی ڈہب نہ رکیگا بلکہ آناً فاناً سکو نیست و نابود کر ڈالے گا۔ مجاہدین اسلام کی تلوار جب نیام سے باہر آئی دم بہر مین صفین الٹ دیگی۔ ہزارون لاکہو نکے پرے چشم زدن مین صاف ہوجائینگے۔ انسے بجز صلح و آشتی۔ عجز و انکساری۔ اطاعت و فرمانبرداری کے جان بچانا غیر ممکن ہے تو ناچار خواہان امان ہوے اور دس لاکہہ درم سالانہ جزیہ مقرر کرکے صلح کرلی۔ اب تمام نیشاپور مین دین اسلام کی شعاعین پہیل گئین۔

فتح وظفر کے بعد ابن عامر نے اپنی جانب سے قیس بن ہیثم سلمی کو عامل نیشاپور کر دیا اور ایک لشکر نسا اور ابیورد پر بھیجا۔ دوسرا سرخس کو روانہ کیا۔ اہل نسا و ابیورد لشکر اسلام کو دیکھتے ہی جزیہ دینے پر راضی ہوے اور یہ شہر صلح سے فتح ہو گئے۔

جو لشکر سرخس کو بسرداری عبداللہ بن خازم سلمی گیا تھا اوس سے والی سرخس نے مقابلہ کیا دو چار لڑائیون کے بعد سو آدمیونکے امان پر شہر سپرد کر دینے کا اقرار کیا۔ اہل اسلام نے یہ شرط قبول کر لی۔ والی سرخس آدمی شمار کرتے وقت اپنے کو بھول گیا اور سو آدمی گن لیئے۔ سردار عساکر اسلامی نے اوسکو قتل کر کے شہر پر قبضہ کر لیا۔ اسکے بعد مرزبان طوس نے آکر چھ لاکھ درم جزیہ پر مصالحت کر لی۔ (ابن اثیر)

امام بلاذری فرماتے ہین کہ عبداللہ بن خازم جب سرخس پہونچے اولاً اہل سرخس سے لڑائی ہوئی اور مسلمان غالب آے۔ بہزادویہ مرزبان سرخس نے امان طلب کی اور یہ شرط کی کہ سو آدمیونکی جان بخشی کی جاوے اور جو عورتین مسلمانون نے مال غنیمت مین سے لی ہین وہ واپس دی جاوین۔ سردار لشکر اسلام نے یہ شرط منظور کی اور صلح تمام ہوئی۔ سرخس سے ابن خازم نے ایک لشکر بسرداری یزید بن سالم مولی شریک بن اعور کیف وبینہ پر بھیجا۔ یہ دونون مقام بھی جنگ سے فتح ہوے۔ بعد اسکے عبداللہ بن عامر نے ہرات کے جانب ایک لشکر روانہ کیا۔ جسکے سردار بروایت ابن اثیر عبداللہ بن خازم اور بروایت امام بلاذری اوس بن ثعلبہ بن رقّی یا خلید بن عبداللہ ثقفی تھے۔ مرزبان ہرات کو جب خبر آمد لشکر اسلام پہونچی جنگ مین اپنا نقصان سمجھکر صلح کی جانب مائل ہوا اور ابن عامر کے پاس آکر صلح کر لی۔ ہرات بادغیس بوشنج ان تینون مقام پر ایک شخص حاکم تھا۔ انکا دار الحکومت ہرات تھا۔ ایک روایت ہے کہ ابن عامر نے ہرات پر فوج کشی کی اولاً جنگ ہوئی بعدہٗ دس لاکھ درم سالانہ پر صلح ہو گئی۔

عبارت صلحنامہ جو عبد اللہ بن عامر کی طرف سے تھی اور ربیع بن نہشل نے لکھا تھا یہہ ہے۔
بسم اللہ الرحمن الرحیم هذا ما امر به عبد الله بن عامر عظیم هراة وبوشنج و بادغیس- امره بتقوی الله ومناصحة المسلمین واصلاح ما تحت یدیه من الارضین وصالحه عن هراة سهلها وجبلها علی ان یؤدی من الجزیة ما صالحه علیه وان یقسم ذالك علی الارضین عدلا بینهم فمن منع ما علیه فلا عهد له ولا ذمة ترجمہ- یہہ صلحنامہ من جانب عبد اللہ بن عامر حاکم ہرات وبوشنج وبادغیس کے نام ہے- حاکم ہرات کو لازم ہے کہ اللہ تعالی سے ڈرتا رہے اور مسلمانونکے حقمین خیرخواہی مدنظر رکھے اور جسقدر اوسکے تحت حکومت مین زمین ہے اوسکی درستی کرے اور اوسکو آباد کرے- ہرات کی کل زمین نرم ہو خواہ پہاڑی سب پر صلح لی گئی اور یہہ شرط ہے کہ خود حاکم ہرات مال مقررہ صلح کو ادا کرتا رہے اور اپنے ماتحتونسے بقدر حصہ وصول کرلیا کرے جو شخص اپنا حصہ دینے سے انکار کریگا اوسکا عہد وامان نرہیگا اور مسلمانونکے ذمہ سے نکل جاوے گا- جب عہد نامہ لکھہ گیا- عبد اللہ بن عامر نے اپنی مہر کردی اور حاکم ہرات کو دیدیا جب تمام ملک ہرات فتح ہوگیا اور والی ہرات صلح کرکے جزیہ دینے پر راضی اور اسلام کا ہواخواہ وفرمانبردار ہوگیا تو شاہجہان والی مرو بہی آشتی وصلح کا جویان ہوا- عبد اللہ بن عامر کے پاس پیغام صلح بہیجکر دو کرور دس لاکہہ درم پر درخواست صلح کی- ابن عامر نے اسکی درخواست منظور کرلی اور صلح تمام ہوگئی- مقدار جزیہ سالانہ بعضون نے اسکے خلاف بیان کی ہے-

ایک روایت مین ایک کرور درم دو لاکہہ جریب کی پیداوار غلہ مقرر کیا اور ایک روایت مین ایک کرور ایک لاکہہ روپیہ تعداد جزیہ ہے- اہل مرو کے صلحنامہ مین یہ بہی تہا

کہ مسلمانونکو اپنے گھرونمین آسائش سے رہنے دینگے - مال جزیہ خود تقسیم کر دیا کرینگے مسلمانو نکے ذمہ یہہ کام نہوگا وہ خود وصول کر کے ادا کر دیا کرینگے - جملہ بلاد مرو صلح سے فتح ہوا صرف ایک مقام سنج کہ وہ لڑائی سے فتح ہوا ہے اور نیز دو مقام علاقہ ہرات مین طاغون - باغون یہہ بہی جنگ سے فتح ہوے ہین (کامل و فتوح البلدان)

ایک روایت مین ہے کہ ان ملکونکی صلح مال مقررہ پر نہین ہوئی کیونکہ والیان ملک اوسوقت تک نقد روپیہ اپنے پاس نہین رکہتے تہے بلکہ لونڈی - غلام - جانور - مویشی اور دیگر اسباب خانہ داری و آسائش وغیرہ اسیکو مال کہتے تہے چنانچہ حسب دستور زمانہ ابن عامر نے بہی لونڈی و غلام وغیرہ سالانہ ان ملکونسے مقرر کر لئے - یہی خراج زمانہ یزید بن معاویہ تک قائم رہا پہر نقد درم و دینار مقرر ہوگئے - بعد صلح مرو و ہرات کے عبداللہ بن عامر نے احنف بن قیس کو ایک جماعت مجاہدین کا سردار کر کے جانب طخارستان روانہ کیا - اثنار راہ مین رستاق احنف ملا جو بنام سوانجرد مشہور ہے - اس مقام کا نام قصر احنف بہی ہے - یہہ ایک قطعہ عظیم الشان ہے جو رستاق احنف کے نام سے مشہور ہے - اسکو شق الجرذ بہی کہتے ہین - اہل قلعہ جنگ پر آمادہ ہوے اور قلعہ بند ہوکر لڑے - احنف بن قیس نے محاصرہ کیا اور پتہرونکی بارش برسا دی - اہل قلعہ امان طلب ہوے تین کرور درم سالانہ جزیہ دیکر صلح کرنا چاہی - احنف بن قیس نے یہہ شرط کی کہ ہم مین سے ایک شخص تمہارے شہر مین جاوے اور اذان کہکر نماز پڑہ آوے تو ہم تمسے صلح کرین رستاق سوانجرد نے یہ شرط منظور کر لی اور تمام رستاق سے صلح ہوگئی - بعد اسکے احنف بن قیس مرو الروذ پہونچے - یہان لڑائی ٹہیری اور سخت مقابلہ ہوا - احنف بن قیس نے اونکو شکست دی وہ بہاگ کر قلعہ بند ہوے - احنف محاصرہ کر کے اوتر پڑے - مرزبان مرو الروذ باذان والی ہین کا عزیز

تھا۔ اوسنے احنف بن قیس کو لکھا کہ باذان کا اسلام لانا مجھکو صلح کی جانب بلا رہا ہے لہذا مین
خواستگار صلح ہون۔ احنف نے چھہ لاکھہ درم سالانہ پر صلح قبول کرلی۔ ایک روایت مین مقدار
جزیہ ساٹھہ ہزار ہے۔ حضرت احنف نے ایک سریہ اطراف وجوانب مین روانہ کیا تھا اوس نے
رستاق بغ پر قبضہ کرلیا اور جانور۔ مویشی وہانسے ہانک لاے۔ وہان والون نے بھی صلح
کرلی۔ اسکے بعد اہل طخارستان نے جن مین اہل جوزجان۔ طالقان۔ فاریاب اور اسکے نواح
کے لوگ ہین ایک لشکر جمع کرکے اہل اسلام کا مقابلہ کیا۔ لشکر اسلام کے سردار احنف بن قیس
تھے۔ ایک سخت خونریز جنگ ہوئی جسمین بہت سے مردان کار کام آے۔ عین گرمی جنگ مین
شاہ صغانیان نے احنف پر حملہ کیا۔ دونومین نیزہ بازی ہونے لگی۔ احنف نے اوسکا نیزہ
ہوائی کردیا اور اپنے قبضہ مین کرلیا۔ مسلمان خوب جی توڑکر لڑے اور احنف بن قیس کی
جوانمردی وہمت سے بالآخر فوج مخالف پسپا ہوکر شکست خوردہ میدان جنگ سے بھاگ
کھڑی ہوئی۔ مسلمانون نے کفار کا پیچھا نہ چھوڑا کشتونکے پشتے لگاتے چلے گئے۔ دشمنان
خدا اس ذلت وخواری سے قتل ہوے کہ جسکا بیان نہین۔ لشکر اسلام مظفر ومنصور مرو روز
واپس آیا۔ کچھہ لوگ فوج کفار مین سے بھاگے ہوے جوزجان مین چھپ رہے تھے اور بزعم
خود موت سے بھاگ کر جوزجان مین جان بچائی تھی مگر یہان بھی اونکی موت پہونچ گئی۔
احنف نے ایک لشکر بسرداری اقرع بن حابس تمیمی روانہ کیا اور اوسسے کہدیا اے بنی تمیم
ایک دوسرے سے محبت ودوستی رکھو اور پہلے اپنے پیٹون اور شرمگاہونسے جہاد کرو تمہارا
دین درست ہوجاویگا۔ مال غنیمت مین قبل از تقسیم خیانت نکرنا تاکہ جہاد کا کامل ثواب تمکو ملے
اور تمہارا جہاد خاص خداہی کے واسطے ہو۔ اقرع اپنے لشکر کو لیکر جوزجان پہونچے۔ دشمن سے
مقابلہ ہوا۔ ایک لڑائی توخوب ہوئی مگر غلبہ مسلمانون ہی کو رہا۔ دوسرے حملہ مین مشرکین کے

قدم اوکھڑ گئے اور جان لیکر بھاگے۔ مسلمانون کی فتح ہوئی۔ (ابن اثیر و ابن خلدون)
ایک روایت ہے کہ احنف نے اہل مرو روز سے کئی لڑائیاں لڑین مگر فتح نہ پائی۔ ایک روز احنف اپنے لشکر مین ہو کر گذرے۔ ایک سپاہی ہانڈی پکا رہا تھا یا آٹا گوندہ رہا تھا اور اوسی حال مین اوسنے کہا (شاید کسی دوسرے کو سنا کر کہا ہو) امیر کو مناسب ہے کہ ان لوگونسے گھاٹی کے اندر داخل ہو کر مقابلہ کرے کیا عجب کہ اس ترکیب سے باسانی اپر فتح پاوے۔ سپاہی کا کہنا احنف کے دل مین جم گیا۔ دوسرے دن جب اونسے مقابلہ ہوا تو دریاے مرغاب کو اپنے دائین جانب کرکے پہاڑ بائین طرف کر لیا اور یہ وہ راستہ کہ مرغاب اور پہاڑ کے مابین تھا اوسی راستہ سے مقابلہ کیا (مرغاب ایک نہر ہے جو مرو روز مین ظاہر ہوئی ہے پھر ریگستان مین پہونچکر خشک ہو کر مرو شاہ جہان پر نکل کر پھر بہی ہے) حضرت احنف نے اس ترکیب سے باسانی تمام مرو روز کو فتح کر لیا۔ لشکر کفار مع اونکے مددگارون کو شکست کھا کر میدان جنگ سے بھاگا اور قلعہ بند ہو کر طالب امان ہوا۔ احنف نے اونکی صلح قبول کی اور امان دی۔ بعضے کہتے ہین کہ اہل طخارستان نے اہل اسلام کے مقابلہ کی بہت کچھ تیاریان اور سامان کیئے۔ گرد و نواح کے والی ملک متفق ہوے اور اپنی قوتین جمع کرکے چاہا کہ اہل اسلام کو زک دین چنانچہ تیس ہزار کی جمعیت سے نہر مرغاب کے پورب طرف لشکر کفار جمع ہوا۔ احنف بن قیس فوج کفار اور اونکی جمعیت لشکر اور انتظام جنگ بنظر غور دیکھتے ہوے رات کو پوشیدہ ہو کر گذرے۔ ایک خیمہ کے متصل چند اشخاص بیٹھے باتین کر رہے تھے۔ ایک اونمین سے بولا۔ ہمارے سردار کو مناسب ہے کہ کفار کے مقابل بہت مضبوطی اور قوت کے ساتھ ٹھہرے اور جسجگہ مقابلہ ہو جاوے اونکا ساتھ نچھوڑے بلکہ حملہ کرکے دہاوا کردے دوسرا شخص جو کچھ کھانے پکانے مین مصروف تھا کہنے لگا یہہ راے مناسب نہین اور نہ

اس ترکیب سے اونپر غلبہ ہوسکتا ہے بلکہ یہہ ٹھیک ہوگا کہ نہر مرغاب اور پہاڑ کے بیچ مین ہوکر کفار سے مقابلہ کرے۔ احنف نے اپنے لشکر کو اس رائے سے اطلاع دی۔ دوسرے دن سب متفق ہوکر اسی ڈھنگ سے لڑے اور بہت جلد فتحیاب ہوے (علاّمہ بلاذری)

طالقان اور فاریاب کو بہی احنف نے فتح کیا بعضے کہتے ہین کہ انکے فاتح اُمیر بن احمر ہین۔ بعد اسکے احنف نے بلخ پر فوج کشی کی۔ بلخ طخارستان مین ایک نامی شہر ہے۔ اہل بلخ نے چار لاکھ پر اور بروایتے سات لاکھ پر صلح کر لی۔ علامہ بلاذری نے روایت سات لاکھ کو ترجیح دی ہی احنف نے بلخ پر اسید بن متشمس کو مقرر کرکے خود خوارزم کا رُخ کیا۔ شہر خوارزم دریائے جیحون کی کنارہ آباد ہے۔ اہل شہر نے خبر آمد عساکر اسلام سنکر پل توڑ ڈالا کشتیان ہٹادین۔ احنف نے لشکریون سے رائے لی کہ اب کیا کرنا چاہیئے حصین بن منذر نے عمرو بن معدیکرب کا یہہ شعر پڑہکر سنایا۔

اذا لم تستطع امرا فدعہ		وجاوزہ الی ماتستطیع	

ترجمہ۔ جو کام تجہسے ممکن نہو اوسکو چہوڑ کر جو ہوسکتا ہو وہ کر۔ احنف مجبور ہوکر بلخ کو واپس آئے۔ یہان انکے نائب اُسید نے صلح واقرار کے مطابق مال جمع کر رکھا تہا جسکی اطلاع بذریعہ خط ابن عامر کو دی گئی (ابن خلدون)

کہتے ہین کہ جس زمانہ مین احنف خوارزم کے جانب گئے ہوی تہے اور اُسید کو اپنا نائب کرکے بلخ مین چہوڑ گئے تہے اوسی زمانہ مین فارسیونکی عید مہرجان ہوئی۔ اہل بلخ نے اُسید کو بہت کچہہ تحفہ اور ہدیہ بہیجے۔ نقد درم و دینار۔ گہوڑے۔ ظروف۔ کپڑے وغیرہ حسب حیثیت ہر ایک اعلیٰ وادنیٰ نے نذر گذرانی۔ اُسید سمجہے کہ یہ جملہ سامان منجملہ اموال جزیہ ہے اسواسطے اونہون نے کہا ہم نے تو درم و دینار پر صلح کی ہے یہہ سامان کیسا۔ ادن لوگون نے

جواب دیا۔ یہہ مال جزیہ و صلح کا نہین بلکہ یہہ خاص آپکے واسطے تحفہ ہے۔ ہم لوگونمین دستور ہے کہ اس دن خوشی کرتے ہین اور اپنے سردارونکی خدمت مین نفیس اشیا بطور نذر کے پیش کرتے ہین۔ اُسید نے کہا۔ مین اسکو کچھہ نہین جانتا اور شاید یہہ ہمارا حق ہو۔ خیر۔ اسکو ابہی تو رہنے دیتا ہون مگر پہر اسکے بابت سوچ سمجھکر کہونگا۔ اُسید نے وہ مال ہدایا و تحائف مد امانت مین رکھا۔ جب احنف خوارزم سے واپس آے تو اوس مال کے نسبت احنف سے کہا احنف نے اہل بلخ کو بلا کر استفسار کیا۔ اونہونے وہی جواب دیا جو اُسید سے کہا تہا۔ احنف وہ سب مال ابن عامر کے پاس لیگئے اور یہہ بہی ظاہر کردیا کہ ہدیۃً لوگون نے دیا ہے۔ ابن عامر نے احنف سے کہا۔ تم یہہ مال لے لو مگر انہون نے انکار کیا۔ ابن عامر نے وہ بہی مال لے لیا۔ (ابن اثیر)

احنف کو اس مال مین شبہہ ہدیہ کا ہوا جسکے لینے کی عامل کو مذمت آئی ہے اور تقویٰ و احتیاط کا یہی مقتضا ہے ورنہ والیان ملک کو اپنے ماتحتونکا ہدیہ قبول کرنا جائز ہے۔ احادیث مین جو عامل کو ہدیہ قبول کرنے کی ممانعت ہے وہ اس صورت مین ہے کہ جب ہدیہ لینے سے دوسرونکی حق تلفی ہوتی ہو یا کسی وقت مُروّت مین کسی کی طرفداری کا خوف ہو اور اوسکا نتیجہ ابطال حق ہوتا ہو اور اگر اس قسم کا اشتباہ نہو تو مضائقہ نہین۔ ابن عامر نے اسی بنا پر قبول کیا اور احنف نے بنظر احتیاط لینے سے انکار کیا۔

صاحب فتوح البلدان کہتے ہین کہ عبداللہ بن عامر نے نہر جیحون کے اس پار جسقدر ملک تہا فتح کرلیا۔ اوس پار جانے کی نوبت نہ آئی مگر اوس طرف والون نے جب اہل اسلام کی قوت اور فتوحات کو دن دونی ترقی کرتے دیکھا خود بخود طالب صلح ہوے اور بغیر فوج کشی کے اہل اسلام کا قبضہ اُن ممالک پر بہی ہوگیا۔ بعض کہتے ہین کہ خود ابن عامر اوس پار گئے اور ہر ایک

موضع ویرگتہ مین پہونچکر جداگانہ ہر ایک کو صلحنامہ لکھہ دیا اور بعض کا قول ہے کہ وہ لوگ خود انکے پاس آے اور بعد تمام صلح وامان کے جزیہ مین جانور۔ مویشی۔ لونڈی۔ غلام۔ ریشمی کپڑے وغیرہ اہل اسلام کے پاس بہیجدئے۔

مقتل یزدجرد بن شہریار

جب عساکر اسلام نے اہل فارس کو پیہم شکست دی اور آگے بڑہتا گیا اور ایرانی ہر طرح منہزم وشکست خوردہ ہوتی رہے تو رؤسا اہل فارس رستم اور فیروزان کے پاس آے اور اونسے کہا کہ ملک فارس پر مسلمانونکا قبضہ ہوگیا صرف ایک مدائن رہگیا ہے وہ بہی ایک حملہ کا محتاج ہے تم دونونکے اختلاف سے ہمارا قدیم ملک و قدیم مذہب مسلمانونکے ہاتہہ برباد گیا تم دونومین اگر اتفاق ہوجاتا تاہم کچہہ صورت بہبود نظر آتی۔ رستم و فیروزان نے اہالیان فارس کو بہت کچہہ تسلی واطمینان دیکر رخصت کردیا اور خود اس فکر مین ہوے کہ کسکو بادشاہ بناوین۔ بالآخر بعد تلاش بسیار یزدجرد بن شہریار بن کسریٰ پرویز بن ہرمز بن نوشیروان کو جو اپنے ماموںنکے پاس تہا لاے اور سلطنت فارس کا بادشاہ بنایا۔ یزدجرد اکیس برس کی عمر مین تخت نشین ہوا۔ اسنے بہت کچہہ فوجین جمع کین اور مسلمانونکے مقابلہ مین جان لڑا کر کوشش کی مگر ہر معرکہ مین خداوند تعالےٰ نے مسلمانونکے نام فتح وظفر لکہی اور یزدجرد کو شکست پہ شکست ہوتی رہی۔ آخر یزدجرد مدائن سے بہاگ کر حلوان پہونچا۔ یہان بہی جاے امن نہ پاکر اصفہان چلا گیا عساکر اسلامی نے مہم نہاوند سے فارغ ہوکر اصفہان کا رخ کیا۔ یزدجرد یہانسے بہی چل دیا اور اصطخر مین جاکر قلعہ کو خوب آراستہ کرکے قلعہ نشین ہوا عبداللہ بن بدیل اصبہان فتح کرکے اصطخر آے۔ انکے بعد ابوموسیٰ اشعری نے بہی فتح کرنا چاہا مگر ممکن نہ ہوا ان کے بعد

عثمان بن العاص نے اصطخر پر لشکر کشی کی مگر ناکام رہے - جب عبداللہ بن عامر ۲۹ھ مین
بصرہ کے حاکم ہوے - انہون نے تمام بلاد فارس فتح کر لیئے صرف اصطخر اور جور باقی رہگئے
اب یزدجرد نے طبرستان جانیکا قصد کیا کیونکہ اوسکو اس بات کا اندیشہ تہا کہ عبداللہ بن
عامر اگر اب اور بڑہے تو اصطخر ہی ہے میرا اونکا مقابلہ ہوجاویگا اسلئے قبل اسکے کہ وہ
یہان آئین دوسری جگہہ جاے امن تلاش کر لینا چاہیئے - طبرستان خاص اس غرض سے
اور پسند کیا تہا کہ جب وہ اصبہان مین تہا تو حاکم طبرستان نے اسکو اپنے پاس بلایا تہا
اور یہہ ظاہر کیا تہا کہ طبرستان مین قلعہ سنگین ہین اور حفاظت خوب ہوسکتی ہے مگر اتفاق سے
یزدجرد نے اصبہان کا ارادہ ملتوی کر کے کرمان کا رُخ کیا - یہہ واقعہ سنہ ۳۰ھ کا ہے - یزدجرد
تو کرمان چلا گیا اوسکے پیچہے ہی ابن عامر نے مجاشع بن مسعود سلمی اور ہرم بن حیان عبدی کو
ایک لشکر کے ساتہہ روانہ کیا - کرمان تک لشکر اسلام نے اوسکا تعاقب کیا - یزدجرد گہبرا کر
کرمان سے خراسان کیطرف روانہ ہوا - لشکر اسلام اوسکے تعاقب مین تہا - یزدجرد تو نکل گیا
لیکن مجاشع کی ہمراہی اثنا راہ مین کثرت برف باری سے سب کے سب مر گئے - کہتے ہین کہ
سیرجان سے پانچ فرسنگ کے فاصلہ پر رات کیوقت اسقدر برف باری ہوئی کہ بقدر ایک نیزہ کی
بلندی کے برف کا ڈہیر لگ گیا تہا - سارا لشکر اہل اسلام برف مین تباہ ہو گیا صرف مجاشع
اور ایک دوسرا شخص اور تیسری ایک عورت بچ رہی - عورت اس طرح زندہ رہی کہ جب اہل
لشکر پر برف کا اثر ہوا مجاشع نے بہاگنے کا قصد کیا انکے ساتہہ جو شخص تہا اوسکے ساتہہ یہہ
عورت بہی تہی اوس شخص نے کیا حکمت کی کہ جہٹ پٹ ایک اونٹ کا پیٹ چاک کر کے عورت
کو اوسکے اندر کر دیا اور خود مجاشع کے ساتہہ بہاگ گیا - دوسرے دن جب تمازت آفتاب سے
برف کا اثر کم ہوا وہ شخص اس مقام پر آیا عورت کو اونٹ کے پیٹ سے نکالا وہ زندہ تہی - اوسکو

لے گیا۔ اس نواح مین مجاشع نے ایک عمارت تعمیر کی جو قصر مجاشع کے نام سے مشہور ہے یہہ مقام حد کرمان مین ہے جب مجاشع کے تمام ہمراہی صدمہ برف سے مر گیئے۔ لاچار مجاشع عبداللہ بن عامر کے پاس واپس آے اور اس واقعہ سے خبر دی۔

یزدجرد کچہہ دنون کرمان مین رہا۔ ایک دن یزدجرد بیٹھا ہوا تھا اتنے مین حاکم کرمان اسکے پاس آیا۔ یزدجرد شائد کسی سوچ مین تھا یا قصداً ایسا کیا ہو کر اوس سے اصلا ملتفت نہوا۔ حاکم کرمان کو اسکی یہہ حرکت ناگوار گذری۔ اپنے ملازم سے کہا کہ اسکا پانون پکڑ کر کہینچ لے اور یزدجرد کو خطاب کر کے کہا تُم تو ایک گانون اور موضع کی بہی حکومت کے قابل نہین ہو۔ ملک کی حکومت اور بادشاہی تو بڑی چیز ہے۔ اگر خدا نے تمکو اسکا اہل کیا ہوتا تو اس حالت ذلت وخواری پر نہ پہونچ جاتے۔"

نے گل از داغ الم رست نہ بلبل در باغ	ہمہ را نعرہ زنان جامہ دران میداری

یزدجرد یہان سے بہی چلا گیا اور سجستان مین جسکا نام سیستان بہی ہے داخل ہوا۔ وہانکے والی نے بہت عزت وحرمت کی۔ کچہہ مدت تک یزدجرد یہان رہا۔ ایک دن یزدجرد نے والی سجستان سے خراج طلب کیا بس اتنے پر وہ بگڑ گیا۔ بیچارہ یزدجرد یہان سے نکلکر خراسان کی جانب نالان وگریان روانہ ہوا۔

یارب زمانہ مجھکو مٹاتا ہے کس لئے	لوح جہان پہ حرف مکرر نہین ہون مین

جب حدود مرو مین داخل ہوا ماہو یہ حاکم مرو استقبال کر کے لیگیا اور بہت عزت وحرمت سے پیش آیا۔ کچہہ دنون یہان باسائش گذری۔ اس اثنا مین نیزک طرخان یزدجرد کے پاس آیا۔ یزدجرد نے اس کی نہایت عزت وحرمت کی اور باکرام تمام خلعت سے سرفراز فرمایا۔ نیزک اسکے پاس ایک ماہ کامل رہکر اپنے جاے حکومت مین واپس گیا۔ وہان سے

ایک خط یزدجرد کے نام لکھا جسمین یہ مضمون تہا کہ تم اپنی بیٹی میرے نکاح مین دیدو یزدجرد اس خط کو پڑہکر نہایت آشفتہ و برہم ہوا اور اوسکا جواب اسطرح لکھوایا "تم میرے غلام ہوکر یہہ جرأت و حوصلہ رکہتے ہو کہ میری بیٹی کے ساتہہ نکاح کا پیغام دو۔ اپنے رتبہ کو بالکل بہولگئے" پہر یزدجرد نے ماہویہ حاکم مرو سے بذریعہ تحریر مال و خزانہ کا حساب دریافت کیا۔ ماہویہ نے اسکو تو کچہہ جواب نہ دیا نیزک کو اوبہارا۔ اسکے قتل پر اوس سے سازش کرنا چاہی اور یہہ لکہا "یزدجرد تمہارے پاس خراب خستہ حال ہوکر آیا کسی نے تمام ملک فارس مین اوسکی بات تک نہ پوچہی جہان گیا نکالا گیا جس طرف نکل گیا۔ خوار و بے اعتبار سرگردان پہرتا رہا تمنے اسکی خاطر مدارات کی اور اسکا ملک اسکے حوالہ کرنا چاہا۔ اسکا بدلہ جو کچہہ اس نے دیا تم خوب جانتے ہو اور تمہارے خط کے جواب مین جو کچہہ لکہا گیا یہی تمہارے سلوک کا عوض تہا اور تمہارے۔ اوس احسان کا یہی جواب تہا" اس خط و کتابت سے دونومین یزدجرد کے قتل پر اتفاق ہوگیا۔ (علامہ بلاذری)

ایک روایت مین ہے کہ یزدجرد نے جب خراسان مین بہی اپنی جان بچتی نہ دیکہی تو مرو مین چلا آیا اوسکے ہمراہ فرخزاد رستم کا بہائی بہی تہا۔ حاکم مرو کی رائے سے فرخزاد مرو سے عراق واپس گیا۔ مرو سے یزدجرد نے مال و اسباب ترکستان لیجانیکا قصد کیا اور یہہ ارادہ تہا کہ ترکستان جاکر کسی شہر محفوظ مین زندگی بسر کرے۔ ماہویہ نے یزدجرد کو اس ارادہ سے روکا اور مال و اسباب ترکستان لیجانیکی ممانعت کی جب یزدجرد نے اسکا کہنا نہ مانا تو اس نے اس خوف سے کہ اسلامی لشکر مبادا مرو پر بطمع مال و زر آکر قبضہ کرلے ترکونسے سازش کر کے اونکو بلا لیا۔ (ابن خلدون و ابن اثیر)

ترکون نے رات کیوقت ہمراہیان یزدجرد کو ایک سرے سے صاف کر دیا۔ بیچارہ

یزدجرد یکہ و تنہا۔ سراسیمہ و حیران۔ گردش بخت سے نالان۔ لب پر آہ سرد۔ دل پر درد۔ شہر مرو کو روانہ ہوا مگر کسی کمبخت نے اسکے حال زار پر ترس نہ کھایا نہ شہر کے اندر گھسنے دیا نہ دروازہ کھولا۔ یزدجرد چار و ناچار یہان سے بھی بھاگا۔ نصیب نے پیادہ کیا۔ ایران کا شاہزادہ جسکے ساتھ ہزارون سوار و پیادہ چلتے تھے آج اسوقت تنہا مشقت سفر اوٹھا رہا ہے۔ جان کی حفاظت مین کوہ و بیابان۔ دشت و جبل۔ دیہ بدیہ۔ شہر بشہر پھر رہا ہے مگر ایسے گاڑھے وقت مین کوئی نہین پوچھتا اور نہ اسکے ایک دم کھڑے ہوجانیکا روادار ہے عجب انقلاب لیل و نہار ہے۔ جو کل کے روز شاہ ایران تھا آج کس درجہ غریب و لاچار ہے۔

من کیم رسوائے شہر و عاشق دیوانہ ۔ آشنا با ہر غمے و ز خویشتن بیگانہ
گر گیاہ در در دید از دلم گر خار غم ۔ من بحیرت کین ہمہ گل چون دمد از دانہ

الغرض یزدجرد یہان سے ناامید ہوکر دریائے مرغاب کیطرف بھاگا شام کے وقت ایک چکی چلانے والے کے گھر چھپ رہا۔ دن بھر کا خستہ و خراب۔ تھکا ماندہ تھا لیٹتے ہی سو گیا چکی والے نے اوسکی زرق و برق پوشاک دیکھکر قتل کرکے دریا مین ڈال دیا اور وہی مثل ہوئی۔

محبت چاک زد دامان یوسف ۔ زلیخا را عبث بدنام کردند

بعض کا قول ہے کہ ماہویہ مرزبان مرو نے اسکی تلاش مین آدمی مقرر کیے تھے۔ ایک شخص نے خبر دی کہ یزدجرد فلان چکی والے کے گھر مین ہے۔ ماہویہ نے یہ دریافت کرکے کچھ لوگ بھیجدیے۔ اونھون نے چکی والے کے گھر جاکر یزدجرد کو قتل کیا۔ یہ بھی بعض کا قول ہے کہ چکی والے نے بحکم مرزبان مرو مارا ہے۔ بعد قتل یزدجرد مرزبان مرو نے کہا۔ بادشاہ کا قاتل زندہ نہین رہتا ہے۔ لہذا چکی والا بھی مارا گیا۔

خون ناحق کہین چھپتا ہے چھپاے سے امیر | کیون میری لاش پہ بیٹھے ہین وہ دامن ڈالے

بعضے یہ کہتے ہین کہ چکی والا بادشاہ کے سامنے کھانا لایا۔ بادشاہ نے کھانا کھایا اور اوس ملک کے حسب دستورات کو شراب بہی پی یہانتک کہ نشہ شراب مین بیخود ہو گیا۔ اپنے تن بدن کی سُدہ بدہ نہین رہی۔ اوسی حالت نشہ مین یزدجرد نے اپنا تاج نکالکر سر پر کھا۔ چکی والے نے تاج کی چمک دمک جو دیکھی اوسکے دل مین طمع پیدا ہوئی۔ تاج کے قیمتی موتی اور نفیس بیش بہا پوشاک نے یزدجرد کے قتل پر آمادہ کیا۔ اوسنے چکی کا پاٹ یزدجرد کے سر پر گرا دیا اور دبا کر قتل کر ڈالا۔ تاج لے لیا اور کپڑے اوتار کر پانی مین ڈال دیا۔ جب ماہویہ کو خبر پہونچی چکی والے اور اوسکے اہل و عیال کو قصاص یزدجرد مین قتل کر کے تاج و لباس شاہی اوس سے لے لیا۔

ہلاک قاتل خویشم کہ وقت کشتن من | بخاک پاک شہیدان خود تیمم کرد

بعضے کہتے ہین کہ یزدجرد بخوف ماہویہ مرو کے بہاگ کر اس چکی والے کے گہر چھپ رہا اور پانی مین اوتر کر بیٹھ رہا۔ لوگ اسکی تلاش مین پہونچے اور چکی والے سے دریافت کیا۔ اوسنے ہر چند کہا کہ میرے گہر سے ابہی چلا گیا مگر لوگون نے اعتبار نہ کر کے خانہ تلاشی لی اور چکی کے نیچے پانی مین یزدجرد کو پایا۔ یزدجرد نے کہا میری جان چھوڑ دو اور میرا تاج میری پیٹی اور میری مُہر لے لو۔ لوگون نے یہہ سب مال لیکر محتاج و مفلس کر دیا۔ یزدجرد نے کہا میرے پاس اب کچھ باقی نہین رہا۔ کچھ نقد مجھکو دو تاکہ میرے حوائج ضروری کے کام آوے۔ ایک شخص نے چار درم یزدجرد کو دئے۔ یزدجرد نے ہنسکر کہا کسی نے مجھسے کہا تھا کہ تو ایک وقت مین ایسا مفلس و غریب ہو جاویگا کہ چار درم کو محتاج ہوگا۔ پہر یزدجرد اس چکی والیکے گہر سے جان بچا کر نکل بہاگا مگر ماہویہ کے دو آدمی جو اسکی تلاش مین تھے مل گئے۔

اونهون نے نہ چھوڑا اور چارون طرف سے گھیر کر گرفتار کرلیا - یزدجرد نے کہا - مجھکو جان سے نہ مارو - مجھکو بادشاہ عرب کے پاس لیچلو مین تمہارے اور اپنے واسطے صلح کرا دونگا - اس روز روز کی جنگ و خونریزی سے سب لوگ محفوظ رہوگے - اوسکی یہہ بات کسی نے نہ مانی اور غریب یزدجرد کے گلے مین تانت کی پہانسی دیکر مار ڈالا اور کپڑے لیکر اوسکو دریا مین بہا دیا - افسوس صد افسوس -

نہ دشمنے سر نعشم نہ آشناے ہست		عجیب واقعۂ و طرفہ ماجراے ہست

بعد قتل یزدجرد فیروز اوسکا بیٹا ملک ترکستان کو چلا گیا - ترکون نے اوسکا نکاح کردیا اور یہہ اونہین لوگون مین رہا - (فتوح البلدان)

بعضے کہتے ہین کہ اہل مرو نے ترکون سے سازش نہین کی تہی بلکہ جب ہمراہیان یزدجرد کو اہل مرو نے قتل کرنا چاہا یزدجرد اپنی جان لیکر بہاگا اور ایک چکی چلانے والے کے گہر مین پناہ گزین ہوا - اوسنے اسکو مار کر دریا مین ڈال دیا تہا - اہل مرو یزدجرد کی تلاش مین اس مکان کی طرف ہوکر نکلے اور مکان کے مالک کو گرفتار کرکے تشدد کیا - مارا پیٹا - مالک مکان نے قتل یزدجرد سے اقرار کیا - ان لوگون نے اوسکو مع بال بچون کے مار ڈالا - یزدجرد کی لاش دریا سے نکالکر تابوت مین رکہہ کر اصطخر مین لاے اور ناؤس (عبادت خانہ کفار) مین لیجا کر دفن کردی - (ابن خلدون)

بعض مؤرخین واقعہ قتل یزدجرد اس طرح نقل کرتے ہین کہ یزدجرد بعد واقعہ نہاوند اصفہان مین بہاگ آیا اور یہان بود و باش اختیار کی اصفہان مین ایک رئیس مطیار نامی جسکی اہل عرب بہی عزت کرتے تہے رہتا تہا وہ ایک روز یزدجرد کی ملاقات کو گیا اور دربان سے کہا - مین تمہارے سردار سے ملنا چاہتا ہون میرے آنے کی اطلاع کردو - دربان نے ایک معمولی

شخص سمجھکر کچھہ پرواہ نہ کی بلکہ بری طرح جھڑک دیا۔ مطیار نے دربان کو خوب مارا پیٹا یہانتک کہ سر زخمی کر دیا۔ دربان خون آلودہ یزدجرد کے پاس پہونچا اور سارا قصہ بیان کیا۔ یزدجرد نے سمجھہ لیا کہ اب رنگ دگرگون ہے اصفہان سے ری کو چلا گیا۔

فکر بہبود خود اے دل ز در دیگر کن ؎ درد عاشق نشود بہ بمدا واے حکیم ؎

اثنا راہ مین والی طبرستان نے حاضر ہو کر عرض کیا۔ میرا ملک موجود ہے آپ شوق سے اسپر حکمرانی اور اسکی حفاظت کیجئے لیکن یزدجرد نے حکومت منظور نہ کی اور فوراً یہانسے بھی کوچ کر کے سجستان کی طرف چل کھڑا ہوا۔ وہان سے ایک ہزار سوار جمع کر کے مرو مین آپہونچا اور بعض کا قول ہے کہ چار برس تک فارس مین رہا پھر وہانسے کرمان آیا۔ دو تین برس یہان رہا۔ کرمان کے زمیندار دھقان سے کچھہ روپیہ طلب کیا جب اوسنے انکار کیا اور اپنے ملک سے نکال دیا تو سجستان چلا آیا اور پانچ برس تک ٹھیرا رہا۔ بعدہٗ خراسان کی جانب اور وہانسے مرو کی طرف آیا اور یہہ قصد کیا کہ مرو مین لشکر جمع کر کے مسلمانونسے پھر مقابلہ کرے (کیون نہو۔ شہزادہ ہین۔ رسّی جل گئی مگر اینٹھن نہ گئی) فرخ زاد برادر رستم اور دھقانونکے لڑکے جو بطور اول (اگلے زمانہ مین دستور تھا کہ فاتح جس ملک کو فتح کرتے وہانکے رئیس و حاکم کے خاندانی معزز چند اشخاص کو اپنے دار السلطنت مین اپنے پاس رکھتے تھے زمانہ حال کی اصطلاح مین انکو یرغمال سمجھنا چاہیئے) اسکے پاس حالت سلطنت مین رہا کرتے تھے ہمراہ تھے۔ یزدجرد نے سلاطین چین و فرغانہ و کابل و خزر سے مدد طلب کی اور مرو مین داخل ہونا چاہا لیکن مرو کے حاکم ابو براز ماہویہ نامی نے اپنے بیٹے براز کو انتظام و حفاظت مرو سپرد کی اور کہا۔ دیکھو خبردار۔ یزدجرد شہر مین نہ آنے پاوے۔ ایک روز یزدجرد گھوڑے پر سوار ہو کر شہر کے چار و نظرف پھرا مگر کسی نے دروازہ نہ کھولا۔ براز کے باپ ماہویہ نے اپنے لڑکے سے کہا کہ دروازہ کھولدے

زبان سے تو یہہ کہا اور ہاتھہ کے اشارہ سے منع کیا کہ دروازہ نہ کھولنا۔ یہہ حرکت یزدجرد کے ملازمین مین سے ایک نے دیکھلی اور یزدجرد کو ہوشیار کر دیا۔

بعضے کہتے ہین کہ یزدجرد نے مرد کی حکومت ماہویہ سے لیکر اپنے بھتیجہ سنجان کو دینا چاہی لیکن ماہویہ اس ارادہ سے مطلع ہوگیا اور اوسنے بجاے خود اپنی حکومت قائم رکھنے کی کوشش کی اور یزدجرد کے قتل کی فکر کرنے لگا چنانچہ نیزک طرخان کو ایک ہزار درم یومیہ پر بلا بھیجا تاکہ یزدجرد کے قتل مین دونون کوئی مناسب راے نکالین اور بعد قتل یزدجرد عرب سے صلح کرلین۔ بعد طے مشورہ نیزک نے یزدجرد کو لکھہ بھیجا کہ مجھکو تمسے عرب کے بارہ مین کچھہ باتین کرنی ہین اسلئے تن تنہا اپنے لشکر و فرخ زاد سے علیحدہ ہوکر میرے ملنے کو آو۔ یزدجرد نے اپنے ہمراہیون اور فرخ زاد سپہ سالار سے مشورہ طلب کیا۔ فرخ زاد نے تنہا ملنے سے روکا۔ سنجان نے بھی کہا مین مناسب نہین سمجھتا کہ آپ اپنے لشکر اور ہمراہیون اور فرخ زاد سے علیحدہ ہوکر کہین جاوین۔ ماہویہ تو گھات مین تھا ہی اور یہ تمام کارروائی اسیکی تھی کہنے لگا نہین کچھہ حرج نہین۔ آپ بلا خوف و خطر نیزک سے ملین آپ کو اوسکی ملاقات سے بہت کچھہ نفع حاصل ہوگا اور آپ اوس سے ملکر بہت خوش ہونگے۔ یزدجرد اسکے کہنے مین آگیا اور نیزک طرخان کے پاس تنہا جانے پر آمادہ ہوا۔ فرخ زاد یہہ معلوم کرکے ازبس غمگین ہوا۔ کمال رنج سے اپنے جیب و گریبان کو پھاڑ ڈالا اور کہا۔ افسوس تم لوگ شاہ ایران کے قاتل ہوتے ہو۔ اسپر بھی یزدجرد متنبہ نہوا اور نیزک طرخان کی ملاقات کو گیا۔ اوسنے شاہ ایران کے استقبال مین بہت کچھہ اہتمام کیا۔ فوجی باجونکے ساتھہ بڑی عزت و تکریم کے ساتھہ اسے اپنے لشکر مین لیگیا۔ محبت و اخلاص کی باتین کرنے لگا۔ اثناء کلام مین بولا اگر آپ اپنی لڑکی سے میرا بیاہ کردین تو مین دل و جان سے آپکی مدد کرون۔ یزدجرد اس کلمہ سے

سخت طیش مین آیا اور بے ساختہ نیزک طرخان کو گالی دے بیٹھا۔ نیزک نے یزدجرد کے سپر ایک گرز مارا مگر یزدجرد وار خالی دیکر بھاگا اور ایک چکی چلانے والے کے گھر مین جا کر چھپ رہا۔ اسکی فوج کے لوگ اکثر مارے گئے۔ یزدجرد تین روز تک بے آب و دانہ اوسکے گھر چھپا رہا چوتھے روز چکی والا کھانا سامنے لایا۔ یزدجرد نے کہا مین بلا راگ باجہ کے کھانا نہین کھاتا چکی والے کے پاس ایک شخص تھا جو کچھہ گانا جانتا تھا وہ گاتا رہا اور یزدجرد نے کھانا کھایا طرخان اسکی تلاش مین تھا اور اسکے لوگ چارون طرف ڈھونڈھتے پھرتے تھے۔ اتفاقاً اس گوّیے سے ملاقات کی اور اوسکے ذریعہ سے کچھہ سُراغ پاکر طرخان کو اطلاع دی۔ اوسنے چکی والے کا گھر گھیر لیا۔ بہت کچھہ تلاش کیا یزدجرد کا پتہ نہ پایا۔ چکی والے نے صاف انکار کیا۔ لوگ ڈھونڈھکر واپس جا رہے تھے کہ ایک شخص نے کہا۔ مجھکو مشک کی خوشبو آرہی ہے۔ یہ کہکر ادھر اودھر غور سے دیکھنے لگا۔ آخر یزدجرد کے کپڑے کا کونا نظر آیا۔ یزدجرد پانی مین پوشیدہ تھا اوسکا دامن پانی سے باہر تھا۔ لوگ دوڑ پڑے اور اوسکو نکالا۔ یزدجرد نے اون لوگونسے کہا۔ مجھکو قتل نہ کرو اور جو کچھہ میرے پاس کپڑے اور تاج و کمربند وغیرہ ہے سب لےلو اور مجھکو چھوڑ دو۔ جسنے گرفتار کیا تھا کہا۔ مجھکو چار درم حوالہ کرو اور اپنا راستہ لو۔ بیچارہ شاہ یزدجرد کے پاس اس حالت مین نقد روپیہ پیسہ کہان تھا مجبور رہگیا اور کہا۔ نقد تو میرے پاس نہین مگر میری مہر بیش بہا ہے اسکو لےلو۔ اوس نے انکار کیا۔ یزدجرد نے کہا۔ مجھے لوگون نے خبر دی تھی کہ ایک وقت تو چار درم کا محتاج ہوگا۔ وہ وقت اب مین دیکھہ رہا ہون کہ یہی ہے۔

اب لوگ شاہ یزدجرد مظلوم کے قتل پر آمادہ ہوے۔ بیچارہ عالم مایوسی مین اپنے قاتل کی طرف متوجہ ہوکر کہنے لگا۔

تھم تھم کے وار کر کہ مرا دم نہ جاے	جب مین نہین تو لذت زخم جگر کہان

افسوس صد افسوس مین نے اپنے دین کی کتابون مین دیکھا ہے کہ بادشاہ کا قاتل دنیا ہی مین آگ سے جلا کر خاک سیاہ کیا جاویگا۔ اے کمبخت بدنصیبو مجھکو قتل نہ کرو۔ مجھکو زندہ وسلامت اپنے سردار کے پاس لیچلو یا عرب کے بادشاہ کے پاس بھیجدو۔ وہ لوگ بادشاہ کو قتل نہین کرتے مگر اون سخت دل ظالمون نے غریب کی آہ وزاری و بیکسی پر اصلا خیال نہ کیا اول اوسکا لباس اور تاج وغیرہ اُتار لیا پھر کمان کے رودہ سے پھانسی ڈال گلا دبا کر مارڈالا اور دریا مین ڈال دیا۔ اُسقف مرو نے دریا سے نکالکر تابوت مین کرکے دفن کر دیا۔ (ابن اثیر)

حقائق الکلام مین اس طرح لکھا ہے کہ جس زمانہ مین جناب عمر فاروق رضؓ شہید ہوے ہین یزدجرد نے موقع پا کر ایک لشکر ایرانی جانب اردشیر خرہ مین جمع کیا۔ قصد یہ تھا کہ سامان جنگ مہیا ہو جاوے اور کسی طرح تاب مقابلہ حاصل ہو تو مسلمانون سے پھر لڑائی کی ٹھیرے۔ یزدجرد اسی کوشش مین تھا کہ عبداللہ بن عامر نے مجاشع نام ایک سردار کو فوج دیکر یزدجرد کے مقابلہ پر بھیجا۔ یہہ بیچارہ تاب مقابلہ نہ لاکر ایک طرف بھاگ گیا۔ مجاشع نے مع اپنے لشکر کے اسکا تعاقب کیا۔ موسم سرما کی وجہ سے مسلمانونکو سخت نقصان پہونچا اور بجز مجاشع کے سب کے سب تباہ وہلاک ہوے۔ یزدجرد کی فوج فیروزی اپنے بادشاہ کا ساتھ چھوڑ دیا اور اہل اسلام کی اطاعت قبول کر لی۔ اب ملک فارس مین اسکا کوئی رفیق حال نہ رہا۔ سب اس سے باغی ہو گئے۔ بیچارہ یزدجرد زندگی سے ہاتھ دھو کر ذلت وخواری کے ساتھہ ادھر ادھر پریشان وسرگردان مارا مارا بھاگا بھاگا پھرتا تھا۔ یہہ شعر اوسکے حسب حال تھا۔

دلم شد است ازین دار ایچنان بیزار	کہ ان بزرگ جہان ہمیسرو دیار بیار

اس عالم مایوسی مین مرو مین داخل ہوا اور چکی والے نے بطمع تاج ولباس شاہی اسکو ہلاک کیا۔ لوگون نے اسکی لاش ایک پہاڑ کے درّہ مین پائی۔

بعض روایتون مین یہ قصہ یون درج ہے کہ یزدجرد عرب کے پہونچنے سے پہلے کرمان چھوڑکر مرو کی جانب روانہ ہوا اور چار ہزار کی جمعیت سے طبسین و قوہستان کیطرف بڑہا جب قریب مرو کے پہونچا دو سپہ سالار فارس کے اسکو ملے۔ وہ دونون باہم عداوت رکھتے تھے ایک کا نام براز۔ دوسرے کا سنجان تہا۔ براز نے یزدجرد سے ملکر سنجان کی شکایت کی اور اوسکی طرف سے یزدجرد کو بدظن کرکے اوسکے قتل پر مستعد کردیا۔ یزدجرد نے یہہ واقعہ اور اپنا ارادہ سنجان کی نسبت اپنی کسی بیوی سے ظاہر کیا۔ رفتہ رفتہ یہہ خبر سنجان کو پہونچ گئی۔ اوسنے یزدجرد کے قتل پر کمر باندہی اور یزدجرد کے محل پر چڑہ دوڑا۔ براز یہہ رنگ بے رنگ دیکھکر سراسیمہ ہوا اور اپنی جان لیکر کسی جانب چل دیا۔ یزدجرد پر بہی خوف غالب ہوا وہ بہی یہانسے بہاگا۔ دو فرسخ کے فاصلہ پر مرو سے ایک جگہہ مین چکی تہی یزدجرد اوس چکی والیکے گہر مین گہس گیا اور اوس سے پناہ طلب کی چکی والے نے اسکو کہانا کہلا پلاکر تسلی و اطمینان دلایا اور چار درم طلب کئے۔ یزدجرد نے کہا۔ میرے پاس روپیہ پیسہ نہین ہے لیکن یہہ میری پیٹی لے اور اپنے کام مین خرچ کر۔ چکی والے نے کہا مجھکو تو درہم کی ضرورت ہی اور تم مجھکو پیٹی دیتے ہو۔ چکی چلانے والے نے اسکے لباس سے اسکو جہوٹا سمجھکر اسکے مارنے کا ارادہ کرلیا۔ رات کو جب یزدجرد سو رہا چکی والے نے اوسکو کسولے سے قتل کرکے جو کچہہ کپڑے وغیرہ اوسکے پاس تہے لے لئے اور لاش کو اوسیکے پاجامہ مین باندہکر دریا مین ڈالدیا۔

یزدجرد کے قتل کی خبر مرو کے پادری کو پہونچی اوسنے تمام عیسائیونکو جمع کیا اور کہا۔ صاحبو شہریار کا بیٹا اور ملکہ شیرین کا پوتا قتل ہوگیا سلکہ شیرین کے احسانات ہم لوگون کی

گردان پر بہت پچھہ ہین اور ہم لوگ عیسائی اس بادشاہ کے دادا نوشیروان کی عہد سلطنت مین نہایت عزت کے ساتھہ رہے ہین اب اسکے احسانات کا یہی عوض ہوسکتا ہے کہ ہم شاہ یزدجرد کے مرنے کا غم اور ماتم کرین اور ایک مقبرہ عظیم الشان بناکر اوسمین اسکی لاش دفن کردین۔ سب عیسائیون نے اسکے قول کو تسلیم کیا۔ ایک خوبصورت و نفیس مقبرہ بناکر یزدجرد کی لاش اوسمین دفن کردی۔ افسوس صد افسوس۔

اونچے اونچے مکان تھے جنکے بڑے	آج ہین گور تنگ مین وہ پڑے ؛؛

یزدجرد کی حکومت بیس برس تک ہی ازانجملہ سولہ[16] برس عرب کی لڑائیونمین صرف ہوے ایک دم کو آرام و آسائش نصیب نہوئی رات دن سرگردانی و پریشانی مین رہا۔ صرف چار برس عیش و عشرت سے گذرے۔ یزدجرد اردشیر بن بابک کی اولاد مین سب سے اخیر بادشاہ ہوا ہے۔ اسکے مرنے سے ملوک ساسانیہ کی حکومت ختم ہوگئی اور عرب کے واسطے اب کوئی مزاحم سلطنت باقی نہ رہا۔

نہ گور سکندر نہ ہے قبر دارا ؛؛	مٹے نامیونکے نشان کیسے کیسے ؛؛

بیچارہ یزدجرد نے اپنے جین حیات خاندان سلطنت فارس کو ویران اور اسکے ملکو نپر دوسرونکا قبضہ دیکھہ لیا اور مرتے دم تو نہایت تکلیف او مصیبت اوٹھائی اور اسی حالت مین دنیا سے کوچ کیا۔ عبرت! عبرت!!

کل ہوس اس طرح سے ترغیب دیتی تھی مجھے	خوب ملک روس ہی۔ اور سرزمین طوس ہے
گر میسر ہو تو کیا عشرت سے کیجے زندگی	اس طرف آواز طبل ابد ہر صداے کوس ہے
سنتے ہی عبرت یہ بولی اک تماشا مین تجھے	چل دکھاؤن تو جو قید آزمین محبوس ہے
لیگئی یکبارگی گور غریبان کی طرف	جس جگہہ جان تمنا سو طرح مایوس ہے

مرقدین دو تین بتلا کے لگی کہنے مجھے پوچھہ لو انسے کہ جاہ و حشمت دنیا سے آج	یہ سکندر ہی یہ داراہے یہ کیکاؤس ہے کچھہ ہی انکے ساتھہ غیر از حسرت و افسوس ہے

یزدجرد نے جس زمانہ مین کہ مرو مین مقیم تہا ایک عورت سے تعلق کر لیا تھا - وہ عورت حاملہ ہوئی اور بعد قتل یزدجرد کے بچہ ذاہب الشق پیدا ہوا - جسکا ایک جانب کا دھڑ بیکار تہا - اسکا نام مخدج رکہا گیا اور اسکا سلسلۂ اولاد خراسان مین پہیل گیا - منجملہ اونکے دو لڑکیان مخدج بن یزدجرد کی قتیبہ نے جسوقت صغد فتح کیا گرفتار کین - وہ لڑکیان حجاج کے پاس بہیجی گئین - حجاج نے اون دونونکو یا اونمین سے ایک کو ولید کے پاس بہیجدیا - وہ ولید کی تصرف مین آئی اور اوسکے بطن سے یزید ناقص بن ولید پیدا ہوا - (ابن اثیر)

فتح کرمان

عہد خلافت فاروقی مین سہیل بن عدی نے کرمان پر فوج کشی کی تہی - اوس فوج کے ہراول پر بشیر بن عمر عجلی افسر تہے - یہ لشکر کرمان پر حملہ آور ہوا اور عبداللہ بن عبداللہ بن عتبان بہی ایک جماعت مجاہدین کے ساتہہ آکر شریک جنگ ہوے - کرمان والون نے قفص وغیرہ سے مدد طلب کر کے مقابلہ کیا - مسلمانون نے چارون طرف سے گھیر کر مارنا شروع کر دیا - اثناء جنگ مین کرمان کا مرزبان بشیر بن عمر افسر ہراول فوج کے ہاتہہ سے مارا گیا اور کرمان فتح ہو گیا - اب مسلمانونکو آگے روک ٹوک نہی دور تک بڑہے چلے گئے - بیشمار اونٹ اور بکریان غنیمت مین ہاتہہ آئین - بعض کا قول ہے کہ فاتح کرمان عبداللہ بن بدیل بن ورقاء خزاعی ہین - بہرحال بعد فتح کے اہل کرمان نے صلح کر لی تہی اور اپنے عہد پر تا زمانہ خلافت جناب عثمانؓ قائم رہے پہر شامت اعمال نے بہکایا عہد و پیمان توڑ کر بغاوت پر آمادہ

ہوئے۔ جب عبداللہ بن عامر بلاد خراسان کی طرف متوجہ ہوئے مجاشع بن مسعود سلمی کو مہم کرمان پر روانہ کیا تھا اثنار راہ مین مجاشع نے ہمید کو لڑکر فتح کیا۔ اہل کرمان طالب امان ہوئے جزیہ دینا قبول کیا چنانچہ اونسے صلح کرلی گئی۔ مجاشع نے ایک محل یہان بنوایا جو اونکے نام سے مشہور ہے۔ پھر سیرجان پر پہونچے۔ یہہ شہر کرمان کے علاقہ مین ہے۔ مجاشع یہان چند روز ٹھیرے۔ اہل شہر قلعہ بند ہوکر لڑتے رہے۔ اہل اسلام نے نہایت قوت دلیرانہ اور ہمت مردانہ سے اون کو پست کردیا۔ بالآخر شہر پر اسلامی قبضہ ہوگیا۔ مجاشع نے اکثر باشندگان شہر کو جلا وطن کیا۔ بعد اسکے جیرفت پر لڑائی ہوئی اور وہ بہی فتح ہوکر کرمان کے علاقہ مین ملا دیا گیا۔ پہر لشکر اسلام اطراف وجوانب کو پامال کرتا ہوا قفص مین داخل ہوا۔ یہان ایرانیون نے بہت بڑا مجمع کر رکہا تہا۔ اطراف بلاد سے جو ایرانی جلا وطن ہوئے وہ یہان آکر مقیم ہوتے گئے یہانتک کہ ایک مجموعی قوت پیدا کرکے حاکمانہ طرز سے بسر کرتے تہے۔ انکا عساکر اسلام سے مقابلہ ہوا۔ ایرانیون نے اپنی پوری طاقت صرف کرکے مسلمانونکا حملہ روکا مگر شیران بیشۂ شجاعت کا مقابلہ کون کرسکتا ہے ہزیمت خوردہ میدان جنگ سے بہاگے۔ اکثر ایرانی کشتیون پر سوار ہوکر مکران وسجستان چلے گئے۔ ہزارون اثنار دار وگیر مین مارے گئے۔ شہر قفص پر مسلمانونکا پورا قبضہ ہوگیا اون کے کل مکانات واراضی اسلام کے تحت مین آگئے۔ مسلمانون نے اون زمینونکو آباد کیا۔ پانی کے واسطے کاریزین (فارس مین آبپاشی کی غرض سے بطور کنوئین کے ہوتے ہین) کہودین اور وہ زمین عشری شمار کی گئی۔ (ابن اثیر وابن خلدون)

فتح سیستان

یہہ ملک عاصم بن عمرو نے فتح کیا تہا عہد خلافت جناب فاروق مین عاصم بن عمرو فوج لیکر

گئے۔ والی سیستان نے مقابلہ کیا۔ کچھہ دیر لڑائی کے بعد بھاگ کھڑا ہوا لشکر اسلام آگے بڑہا چلا گیا اور زرنج پر پہونچکر محاصرہ کیا جو سیستان کا دوسرا مقام اور مشہور شہر ہے۔ بعد چندی اہل شہر نے صلح کی درخواست کی اور صلح کر لی گئی۔ ابتک یہ لوگ صلح پر قائم رہے لیکن عہد خلافت عثمانی مین باغی ہو گئے۔

جس زمانہ مین عبد اللہ بن عامر مہم خراسان پر روانہ ہوے ہین تو ربیع بن زیاد حارثی کو سیستان کی لڑائی پر مامور کیا تھا۔ ربیع بن زیاد نے نہایت تیزی سے قطع مسافت کی اور جنگل و بیابان پچہتر فرسخ چند مدت مین طے کر کے قلعہ زالق پر حملہ کر دیا۔ زالق و سیستان مین صرف پانچ فرسخ کی مسافت ہے۔ یہہ ایک مضبوط قلعہ ہے۔ ربیع نے عین عید مہرجان کے دن اس قلعہ پر حملہ کیا اور وہانکے حاکم کو گرفتار کر لیا۔ اوسنے فارس کی طرح مصالحت کر لی۔ ایک برچھا زمین مین گاڑ دیا اور اوسکے گرد سونے چاندی کا ڈھیر لگا کر اپنی جان کے بدلے مین فدیہ دیا۔ یہان کی مہم سے فارغ ہو کر ربیع مقام کرکویہ کو صلح سے فتح کرتے ہوے زرنج پہونچکے اور شہر روشت مین جو متصل زرنج ہے اوتر پڑے۔ یہان کفار سے جنگ ہوئی۔ اس جنگ مین کچھہ مسلمان شہید ہوے۔ کفار بھاگ گئے۔ اونکی فوج کے بہت سے سپاہی مارے گئے۔ پھر ربیع ناشرود پر پہونچے اور اوسکو فتح کر کے شرواز پر قبضہ کرتے ہوے اہل زرنج سے مقابلہ کیا۔ اہل زرنج نے اوّلاً میدان مین نکلکر مسلمانونکا مقابلہ کیا اور بڑے اہتمام کے ساتھہ لڑائی ہوئی آخر مسلمانون نے انکو بھی شکست دیکر پیچھے ہٹا دیا۔ اہل زرنج قلعہ بند ہوے۔ ربیع محاصرہ کر کے اوتر پڑے۔ مرزبان زرنج نے صلح کی درخواست کی اور صلح کی گفتگو کرنیکو امان حاصل کر کے لشکر اہل اسلام مین خود حاضر ہوا۔ ربیع نے ایک مقتول پر بیٹھکر دوسرے مقتول کا تکیہ لگایا اسی طرح انکے اور ساتھیون نے بھی کیا مرزبان زرنج یہہ رنگ دیکھکر رعب مین آگیا ایک ہزار

لونڈی اور ایک ہزار جام ذہب دیکر صلح کر لی۔ لشکر اسلام شہر مین داخل ہوا۔ ربیع دوسرے دن یہانسے وادی سنارود کی طرف روانہ ہوے اثنار راہ مین وہ قریہ ملا جہان رستم پہلوان نے اپنا گھوڑا باندہا تہا۔ اہل قریہ نے تعرض کیا۔ لڑائی ہوئی۔ خداوند تعالےٰ نے مسلمانونکو فتح عنایت کی۔ ربیع لوٹ کر زرنج واپس آے۔ ایک برس کے قیام کے بعد ایک شخص کو قوم بنی حارث بن کعب سے اپنا نائب کر کے ابن عامر کے پاس چلے گئے۔ انکے بعد اوس عامل کو اہل زرنج نے نکال دیا اور خراج مقررہ نہ دیا۔ ربیع ڈیڑہ برس تک عامل رہے۔ انہون نے اس مدت مین چالیس ہزار مشرکین کو قید کیا۔ انکی کاتب ومحرر یشی حضرت حسن بصریؒ تہے۔ بعد اسکے عبداللہ بن عامر نے ربیع کی جگہ عبدالرحمٰن بن سمُرہ کو والی سیستان مقرر کر کے روانہ کیا عبدالرحمٰن نے زرنج کا محاصرہ کیا اور ایک زمانہ دراز تک اہل زرنج محصور رہے آخر کار مجبور ہو کر دولاکہ درم اور دولاکہ لونڈیان سالانہ جزیہ دینے پر راضی ہوے اور صلح کر لی۔ عبدالرحمٰن رفتہ رفتہ زرنج اور کش (سرحد ہند) کے درمیان جو ملک تہے اونپر قبضہ کرتے گئے۔ کسی شہر کو لڑائی سے فتح کیا۔ کسی سے صلح کر لی۔

اطراف رخج پر اور داوسکے اور دوار کے درمیانی ممالک پر بہی قبضہ کر لیا۔ شہر دوار مین پہونچکر جبل زور مین کفار کا محاصرہ کیا۔ عبدالرحمٰن کے لشکر مین اسوقت آٹہ ہزار سپاہی تہے ساکنان جبل زور مصالحت پر آمادہ ہوے۔ عبدالرحمٰن نے اونکی صلح منظور کر لی۔ ان اطراف مین جو مال غنیمت آیا اور تقسیم ہوا تو ہر شخص کے حصہ مین چار ہزار درم آے (علامہ بلاذری)

بعد صلح کے عبدالرحمٰن شہر مین داخل ہوے اور زور کے بتخانہ مین گئے (ابن اثیر نے زوز لکہا ہے مگر قاموس مین زور ہے) زور ایک بت کا نام تہا اور اسیکے نام پر یہہ شہر آباد تہا۔ وہ بت سونے کا تہا اور آنکہین اوسکی یاقوت کی تہین۔ عبدالرحمٰن نے اوسکی آنکہین نکال لین

اور ہاتھہ کاٹ کر مرزبان سے مخاطب ہو کر بولے مجھکو اس سونے چاندی یا جواہرات سے کوئی غرض نہین ہے۔ تو یہہ سب لے۔ مین نے یہہ فعل محض اسلیئے کیا ہے تاکہ تجھپر یہہ امر ظاہر ہوجاے کہ یہہ نہ نقصان پہونچا سکتا ہے نہ نفع۔

اس مہم سے فارغ ہو کر عبدالرحمن نے بلاد غزنہ کا رخ کیا۔ کابل و زابلستان بعد جنگ کے بصلح داماں فتح ہوے پہر عبدالرحمن بخیریت تمام منصور زرنج کو واپس آے اور وہین قیام کیا۔ جس زمانہ مین جناب عثمان رض کی حکومت مین ایک قسم کا اضطراب پیدا ہوا عبدالرحمن نے زرنج پر امیر بن احمر کو اپنا نائب مقرر کیا اور خود مدینہ منورہ آے۔ انکا زرنج سے باہر نکلنا تہا کہ اہل زرنج نے پہر عہد شکنی کی اور امیر بن احمر کو اپنے شہر سے نکال دیا۔ پہر یہہ شہر عہد خلافت جناب علی مرتضیٰ رض مین فتح ہوا۔

جنگ کابل مین اسلامی لشکر کے افسر اعلیٰ عبدالرحمن بن سمرہ تہے اور مقدمۃ الجیش عباد بن حصین کی ماتحتی مین تہا۔ مدتون محاصرہ کیے ہوے منجنیقون سے سنگباری کرتے رہے لیکن کسی طرح کابل فتح نہوتا تہا۔ سنگباری اسقدر کی گئی کہ ایک بہت بڑا راستہ ہو گیا۔ عباد بن حصین رات بہر لڑتے رہے دشمنان خدا اس راستہ کو بند نکر سکے صبح کیوقت اہل شہر ہاتہیون کا ایک جہنڈ لیکر بقصد مقابلہ نکلے۔ عبداللہ بن خازم سلمی نے مردانہ وار بڑہکر ہاتہی پر حملہ کیا۔ ہاتہی نے انکو اپنی سونڈ مین دبا لیا۔ انہون نے تلوار کا ایک ایسا ہاتہہ مارا کہ ہاتہی کی سونڈ کٹکر علیحدہ گر گئی۔ سوار فیل نشین نے نیزہ چلایا۔ عبداللہ نے وار خالی دیا اور سوار نیچے آرہا تو عبداللہ بن خازم نے تکبیر کا نعرہ بلند کیا جسکو تمام عساکر اسلامی نے سنکر ایک ساتہہ نعرہ مارا مخالفین مین ایک ہلچل سی پڑ گئی بدحواسی کے عالم مین ایسے بہاگے کہ راستہ بند کر سکے لشکر اسلامی اڑتا بہڑتا شہر مین داخل ہو گیا۔ ابو مخنف کہتے ہین کہ جس نے ہاتہی کو مارا وہ مہلب ہین

عبداللہ بن خازم نہین۔ امام حسن بصریؒ کہا کرتے تھے۔ مجھکو گمان تہا کہ کوئی آدمی ہزار شخصونکا مقابلہ نہین کرسکتا مگر مین نے عباد بن حصین کو بچشم خود دیکھا کہ تنہا ایک فوج کا مقابلہ کیا اور رات بہر لڑتے رہے۔ غرض حضرت عبدالرحمن کابل فتح کرکے وادی نسل طے کرتے ہوے خواش۔ تور زان لبست کی طرف آے اور رنبد و شمشیران ملکونکو فتح کرکے رزان کا رخ کیا۔ اہل رزان بہاگ گئے اور انکا قبضہ ہوگیا۔ پہر خشک کے جانب روانہ ہوے۔ وہان والون سے صلح کرکے رخج کو گئے۔ اہل رخج سے جنگ ہوئی اور اہل اسلام مظفر و منصور یہان سے زابلستان کو گئے اور اوسکو بہی لڑکر فتح کیا۔ اس اثنا مین اہل کابل نے پہر بدعہدی کی عبدالرحمن نے پہونچکر پہر گوشمالی قرار واقعی دی۔ بعضے کہتے ہین کہ یہ واقعہ عہد خلافت جناب علیؓ کا ہے چنانچہ علامہ بلاذریؒ کی روایت سے اسکی تائید ہوتی ہے۔

حضرت عبدالرحمن بن سمرہؓ صحابی ہین انسے جناب رسول خداؐ نے فرمایا تہا تم امارت کو ہرگز نہ چاہنا اور نہ اوسکی تمنا کرنا اگر بلا طلب و سوال تمکو مل جاے تو قبول کرلینا خداوند تعالیٰ تمہاری اعانت کریگا اور اگر اپنی خواہش و طلب سے امارت پاؤگے تو تمپر سارا بار ہوگا۔ تم بیانو تمہارا کام جانے اور آنحضرتؐ نے یہہ بہی ارشاد فرمایا ہے جب تم کسی کام پر قسم کہاؤ تو بہتر کام اختیار کرو اگرچہ قسم ٹوٹتی ہو کچہہ مضائقہ نہین وہ کام کرو اور کفارہ قسم کا ادا کردو حضرت عبدالرحمن عہد خلافت امیر معاویہؓ مین بہی بصرہ کے والی رہے ہین۔ کابل سے یہہ اپنے ساتہہ جو غلام قیدی لاے تہے اونمین کچہہ معمار بہی تہے۔ جنہون نے بصرہ مین عبدالرحمن کے محل دار الخلافت کے اندر ایک مسجد بنائی جو کابل کی مسجد کی نقل تہی حضرت عبدالرحمن نے ۵۰ھ مین بمقام بصرہ وفات پائی۔

جب حضرت عبداللہ بن عامر کے ہاتہون فارس خراسان۔ کرمان۔ سیستان وغیرہ دوبارہ

کامیابی کے ساتھ فتح ہوے لوگون نے کہا جسقدر فتوحات تمہارے قوت بازو سے ظہور مین آئین اسقدر فتح اور کسیکو نصیب نہین ہوئی۔ ابن عامر نے فرمایا بے شک۔ اللہ جل شانہ کا شکر ہے کہ اوسنے مجھ ایسے ناچیز بندہ کے ہاتھہ سے اس قدر شہر فتح کرا دیئے مین اس شکریہ مین اپنے مقام اقامت سے احرام باندھ کر حج کو جاؤنگا چنانچہ خراسان پر قیس ابن ہشیم کو مامور کرکے نیشاپور سے احرام باندھکر اول مدینہ منورہ مین جناب عثمان رض کے پاس آئے اور پھر حج ادا کیا قیس بن ہشیم بعد روانگی ابن عامر طخارستان کی جانب گئے اور اسکے اطراف کے تمام شہر بلا کسی روک ٹوک کے اپنے قبضہ مین کر لئے۔ اتفاق کی بات ہے کہ جہان جہان یہہ گئے لوگون نے بغیر لڑے بھڑے صلح کر لی اور انکے مطیع ہوگئے۔ البتہ اہل سنجان بر سر مقابلہ آے اور بعد کملی لڑائی کے قلعہ بند ہوے بالآخر قیس نے بزور تیغ اوسکو بھی فتح کر لیا۔ (ابن خلدون وابن اثیر)

اس سنہ مین جناب عثمان رض حج کو تشریف لیگئے۔ اسی سنہ مین فتح خراسان کامل ہوگئی اسی سنہ مین ابو الدرداء انصاری بدری نے وفات پائی اور بعضو نکے نزدیک ۳۲ھ مین انتقال کیا۔

ابو طلحہ زید بن سہل انصاری نے بعمر ستر سال بمقام جزیرہ وفات پائی۔ آپ بیعۃ العقبہ مین شریک تھے بعدہ جنگ بدر اور دیگر غزوات مین حضور سرور کائنات صلعم کے ہمراہ موجود رہے آپ اکثر روزے رکہا کرتے تھے (شواہد الاصفیا نسخہ قلمی مصنفہ علامہ محمد ہاشم بن قاسم نعمانی ہروی بدخشانی) اور بعض کہتے ہین کہ ۳۲ھ مین رحلت کی اور ایک روایت مین ۶۱ھ ہے

ابو اُسید ساعدی نے انتقال کیا بعضو نکے نزدیک ۶۰ھ مین رحلت کی۔ اس قول کے مطابق ابو اُسید بدریو نمین سب کے بعد انتقال کرنے والے ہین۔

ابوسفیان بن حارث بن عبد المطلب بن ہاشم اور اونکے بہائی طفیل نے انتقال کیا
اور ایک روایت سے ابوسفیان کا انتقال سنہ ۲۰ھ مین ہوا ہے۔

ابوسفیان رضی بن حرب اموی نے بعمر اٹہاسی سال انتقال کیا۔ انکے فضائل مین سے
یہہ حدیث ہے۔

خود حضرت ابوسفیان رضی سے روایت ہے کہ مین نے جناب رسولخدا سے عرض کیا۔ اے
رسول اللہ تین سوال میرے ہین آپ قبول فرمائین۔ اول۔ میری لڑکی ام حبیبہ کو جو اسوقت
عرب کی عورتون مین حسینہ وجمیلہ ہے اپنی زوجیت مین قبول فرمایئے رسول مقبول نے فرمایا
مجہکو قبول ہے۔ دوم۔ میرا بیٹا معاویہ آپکا کاتب اور منشی ہو جاوے۔ آپنے فرمایا۔ بہتر ہے
مین نے منظور کیا۔ سوم۔ آپ مجہکو کسی فوج پر سردار کرکے بہیجدیجئے تا کہ کفار سے لڑون جیسا
کہ حالت کفر مین مسلمانون سے لڑتا رہا۔ آپنے فرمایا یہہ بہی منظور ہے۔ راوی کا بیان ہے
کہ ابوسفیان جو کچہہ چاہتے آنحضرت صلعم سے مانگ لیتے کیونکہ آپنے ہر سوال کے جواب مین
نعم فرمایا۔ حضرت ابوسفیان رضی نابینا ہو گئے تہے۔ ایک آنکہہ آپکی جنگ طائف مین گئی اور دوسری
جنگ یرموک مین۔ آپکے دو لڑکے اور ایک لڑکی ہین۔ حضرت ام المومنین ام حبیبہ رضی۔ حضرت
یزید رضی جنکو حضرت ابوبکر رضی نے شام پر بہیجا تہا حضرت معاویہ رضی جو حضرت عمر رضی اور حضرت عثمان رضی کے
زمانہ مین حاکم شام رہے ہین۔

حکم بن ابی العاص اموی نے اسی اسلہ ھ مین انتقال کیا۔ یہ مروان کے والد اور جناب
عثمان رضی کے قریبی رشتہ دار تہے۔ انکی عادت تہی کہ جناب رسول خدا صلعم کے راز اور مسلمانونکے خفیہ
امور کی اطلاع کفار قریش کو پہونچایا کرتے تہے۔ انکو آنحضرت صلعم نے نکال دیا تہا اور طائف
مین رہا کرتے تہے۔ جب جناب عثمان رضی خلیفہ ہوے آپنے حکم بن ابی العاص کو مدینہ منورہ مین

بلا لیا جب لوگ معترض ہوے تو فرمایا میں نے جناب رسولخدا صلعم سے انکی سفارش کی تہی اور آپنے مجہسے وعدہ فرمایا تہا کہ اونکو مدینہ میں آنیکی اجازت دونگا مگر اس کا موقع نہوا چونکہ حضور رحمۃ للعالمین سے گونہ اجازت مل چکی تہی میں نے انکو بلا لیا ہے۔ (تاریخ امام یافعی رح نسخہ قلمی بتاریخ خمیس)

سنہ ۳۲ھ

غزوہ سرحد قسطنطنیہ

اس سنہ میں جناب معاویہ رض نے قسطنطنیہ پر فوج کشی کی مگر صرف اسکی حدود و اطراف ہی تک پہونچ پاے کچہہ قریات وقصبات پر لڑائی ہوئی۔ بہت سے کفار قتل کیے اور تاخت وتاراج کرکے بعضے دیہات کے لوگونکو قیدی بنا لیا اور مظفر ومنصور بہت کچہہ مال غنیمت لیکر واپس آے۔ اس جہاد میں حضرت معاویہ رض کے ساتہہ انکی بی بی عاتکہ بنت قرظہ اور بعض کے نزدیک فاختہ تہیں۔

غزوہ بلاد ترک و شہادت عبدالرحمن بن ربیعہ

عہد خلافت فاروقی میں حضرت عبدالرحمن بن ربیعہ حدود ارمینیہ پر باب تک حکمران تہے۔ دربار خلافت سے انکو ترکو نپر حملہ کرنے کا حکم ہوا چنانچہ وہ باب سے بلنجر کی طرف روانہ ہوے بلنجر ریاست خزر کا دار السلطنت تہا۔ یہہ واقعہ سنہ ۲۱ھ کا ہے حضرت عبدالرحمن بن ربیعہ اپنے لشکر کو لیکر ترکونکی حد میں چلے۔ بلنجر کے قریب پہونچکر ترکونسے مقابلہ ہوگیا۔ وہ شہر چہوڑکر بہاگ گئے اور لشکر اسلام مال غنیمت لیکے واپس چلا آیا اوسوقت سے خلافت عثمانی تک برابر ترکونپر

حملے ہوتے رہے یہانتک کہ ترکی قوم عاجز آگئی جب ترکون کو ہر طرح شکست پر شکست ہوتی رہی اور کسی طرح مسلمانونکے مقابل اُنکا قدم نہ جم سکا تو بہت حیران ہوے اور آپس مین کہتے تھے۔کیا وجہ ہے کہ مسلمان باوجود قلت جماعت کے ہمیشہ ہر قوم پر غالب ہی رہتے ہین اور ہمارے مقابلہ مین تو شیران بیشۂ شجاعت اور نہنگان بحر دغا و بصالت روباہ خصلت ہین ہماری تلوار کی دہوم روے زمین پر ہے۔وہ کون ہے جو ہمارے نام سے کانپ نہین جاتا اور ایسی کونسی قوم ہے جو ہمارے میل و محبت و اطاعت مین اپنی بہبود و فلاح تصور نہین کرتی۔

ہم وہ ہین آتش قدم جس سے پگہلتے ہین پہاڑ	موج ہوجاتا ہے جو آتا ہے پتھر زیر پا

معلوم ہوتا ہے کہ مسلمانونکے ساتھہ فرشتے ملکر لڑتے ہین اور اونکے دشمنونکو قتل کر ڈالتے ہین اسیواسطے مسلمانونمین سے معرکہ جنگ مین ایک کی لاش بہی تو نظر نہین آتی۔درحقیقت ایسا ہی کچہہ اتفاق ہوا کہ ہر مرتبہ ترکون ہی کی فوج مین مقتول نظر آے اور مسلمانونکی طرف ایک بہی شہید نہوا۔اس خیال سے ترک اور بہی مسلمانونکے نام سے ڈرنے لگے۔آخر اس بارہ مین باہم مشورہ کیا۔ایک نے کہا۔اب کے امتحان کرلو چنانچہ ترکونکی ایک جماعت کمینگاہ مین چہپکر بیٹھہ رہی اودہر سے فوج اسلامی نکل رہی تہی کہ ترکون نے تیراندازی کی جس سے دو ایک مسلمان شہید ہوگئے۔ترکون کو اس سے ایک جوش پیدا ہوگیا اور دلونمین جو خوف مسلمانونکا سمایا ہوا تہا وہ نکل گیا۔گئی ہوئی قوت پہر عود کر آئی۔ٹوٹی ہوئی ہمتین پہر بندھ گیئن۔ ۳۲ھ مین اہل خزر اور ترک باہم متفق ہوگئے اور ایک لشکر جرار تیار کرکے مجموعی قوت کے ساتھہ اہل اسلام کے مقابلہ کی دل مین پختہ نیت کرلی۔

جناب عثمانؓ نے قبل اسکے عبدالرحمن بن ربیعہ کو جبکہ وہ باب پر حکمران تہے لکھا تہا کہ

عام رعایا کو اندرونی مفسدہ پردازون و دشمنون نے بہکا دیا ہے۔ مخالفت کی پوشیدہ آگ سب کے دلونمین روشن ہوگئی ہے عنقریب ہے کہ وہ ظاہر ہوکر اپنا اثر خراب اور نتیجہ مضرت رسان دکھلائے لہذا ایسے وقت مین مسلمانونکو خصوصًا فوج مجاہدین کو نہایت احتیاط وہوشیاری سے رکھنا چاہیئے مبادا اونکو کچھ صدمہ پہونچے یا رعایا کی سازش سے لشکر غازیان اسلام تباہ و برباد ہو۔

حضرت عبدالرحمن کے دل مین تو ترکونکی لڑائی کی ہوس جم گئی تھی اور پختہ ارادہ قائم ہوچکا تھا انہون نے چندان خیال نہ کیا۔ ترکونکے حال سے بہی خوب واقف ہوچکے تھے اور یہہ بہی سمجھے ہوئے تھے کہ ترکی بہت خوف زدہ ہین اس خیال سے اور بہی اونکو جرأت آگے آگے لئے جارہی تہی حتٰی کہ بمقام بلنجر دونون جانب سے دونون فوجین برسر مقابلہ آئین۔ ترکونکو واقعہ گذشتہ سے دلیری پیدا ہوگئی تھی نہایت تیزی اور سختی سے لڑائی شروع کردی حضرت عبدالرحمن بن ربیعہ اس جنگ مین شہید ہوگئے اور بہی بہت سے مسلمانون نے جام شہادت پیکر حیات ابدی حاصل کی۔

زدست و بازوان کشتہ تو شد معلوم	کہ بعد کشتہ شدن ہم ترا تنہا باقیست

حضرت عبدالرحمن کا نام ذوالنون بہی تھا۔ انکی تلوار کا بہی یہی نام تھا۔ ترکون نے جب انکو شہید کیا تو انکی لاش کو ایک تابوت مین اپنے پاس بہت حفاظت کے ساتھ تبرک سمجھکر رکھہ چھوڑا۔ مدت تک اوس لاش کے طفیل دعا استسقا مانگا کرتے تھے۔ انکے شہید ہونیسے لشکر اسلام بغیر سردار رہ گیا اور دو حصونپر منقسم ہوکر ایک توباب کے جانب روانہ ہوا۔ اس گروہ کو حضرت سلمان بن ربیعہ برادر عبدالرحمن بن ربیعہ ایک فوج کے ساتھہ ملے۔ انکو بحکم جناب عثمان غنیؓ سعید بن العاص نے کوفہ سے مسلمانونکی مدد کیلیئے بہیجا تھا۔ حضرت سلمان نے

اپنے بھائی کی شہادت سنکر نشان فوج خود لیا اور اس ہزیمت خوردہ حصہ کو اپنے ساتھہ لے لیا جسکی وجہ سے یہہ حصہ ترکون کے ہاتھہ سے بچ گیا۔ دوسرا حصہ جو رزمگاہ سے بھاگا تو اوسنے جیلان وجرجان کا رخ کیا تھا۔ اس حصہ مین حضرت سلمان فارسیؓ اور ابو ہریرہؓ بھی تھے۔ اس واقعہ بلنجر مین جو لشکر حضرت عبد الرحمن بن ربیعہ کے ساتھہ تھا اوسمین منجملہ مجاہدین یہ لوگ مندرجہ ذیل بھی شریک تھے۔ یزید بن معاویہ نخعی۔ علقمہ بن قیس۔ معضد شیبانی۔ ابو مفزر تمیمی یہہ چارون ایک خیمہ مین ایک ساتھہ رہا کرتے تھے۔ عمرو بن عقبہ۔ خالد بن ربیعہ جلحال بن دری قرثع۔ یہہ چارون دوسرے خیمہ مین ٹھیرا کرتے تھے۔ ان لوگونکے خیمے پڑاؤ پر قریب قریب نصب ہوتے تھے۔ یہہ لوگ اس لڑائی سے قبل آپسمین دلیری وبہادری کی باتین کیا کرتے تھے اور شہادت کے متمنی تھے۔ حسب اتفاق ایسا ہی ہوا جیسا کہ انکی گفتگوے مندرجہ ذیل سے معلوم ہوگا قرثع کہا کرتے تھے "خون کے سرخ چھینٹے سفید کپڑے پر کیا ہی خوشنما معلوم ہوتے ہین" عمرو بن عتبہ ایک سفید قبا پہنے تھے اوسپر نظر کرکے کہا "خون کے سرخ چھینٹے تجپر کیا ہی بھلے معلوم ہونگے" یزید بن معاویہ نخعی نے خواب دیکھا تھا کہ ایک شخص نفیس چادر لایا اور اوسمین انکو لپیٹ کر قبر مین دفن کردیا۔ یہہ اوس حالت مین قبر کے اندر نہایت حسین وخوبصورت معلوم ہوتے تھے اسی معرکہ بلنجر مین کسی نے پتھر مارا وہ انکے سر پر آکر لگا۔ سر پھوٹ گیا اور خون نکلکر کپڑون پر پڑا کہ چادر رنگین ہوگئی۔ گویا کہ نقش ونگار اوسپر بنے ہین اور اسی صدمہ مین وفات پائی۔ قدرت خداوندی ہے کہ اوسی وضع وہیئت سے جیسا کہ خواب مین دیکھا تھا دفن کئے گئے۔ ہوبہو انکے خواب کی تعبیر پوری ہوئی۔ اسی لڑائی مین معضد نے علقمہ سے کہا "اپنی چادر مجھکو دو مین سر پر اوسکا عمامہ باندھونگا" چنانچہ چادر لیکر سر پر باندھی۔ برج بلنجر مین گئے۔ لوگون سے لڑے اور بہتونکو مارا۔ اتفاقیہ ایک

پتھر انکے سر پر آکر لگا جسکے صدمہ سے سر پھٹ گیا اور اوسی زخم سے شہید ہوے۔ لوگون نے انکو یزید کے پہلو مین دفن کر دیا۔ علقمہ نے اپنی چادر جو معضد کے سر پر بندہی تھی اور خون کے دہبے اوسمین تھے لے لی اوسکو خوب دہویا مگر خون کے دہبے نہ گئے۔ وہ جمعہ کے دن اوس چادر کو تبرکاً اوڑہکر نماز مین جاتے اور کہا کرتے تھے کہ میری اس چادر مین معضد کے خون کی نشانی ہے اسواسطے مین جمعہ کے دن اسکو اوڑہ لیا کرتا ہون۔

عمرو بن عتبہ کے بھی لڑائی مین زخم کاری آیا اور انکی قبا رنگین ہوگئی جیسا کہ خواہش کی تھی اور اسی زخم مہلک سے شہید ہو گئے۔

قرثع بھی اسی لڑائی مین زخمی ہوے اور انکی قبا رنگین ہوئی اور شہید ہوے۔ قرثع اور یزید نخعی کوفی ہین (التقریب التہذیب)۔

جناب عثمانؓ کو ان لوگونکے خیالات اور حالات کی جب اطلاع ہوئی آپنے فرمایا۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔ کیا اہل کوفہ بدعہدی کرکے بیعت فسخ کر دینگے انکے دلی خیالات کسقدر بدل گئے ہین۔ وہ رات دن خونریزی کے جویان اور فساد کے خواہان رہتے ہین۔ خداوندا۔ تو اونسے درگذر کر اور اپنے انکا لطف و کرم سے اونکے حال پر توجہ فرما (جناب عثمانؓ نے انکے خیالات بد اور انکے حسب منشاء واقعات پیش آنیسے استنباط کیا کہ یہہ لوگ مفسد ہین انکے دلمین اسی قسم کے خیالات اور منصوبے رہا کرتے ہین۔ کیونکہ جہاد مین نیت ترقی دین اسلام ہونا چاہیئے۔ اگر خوش نصیبی سے شہید ہوگیا زہے سعادت قبل اسکے ایسے خیالات آنا اس امر پر دلیل ہے کہ یہہ لوگ محض جنگ و پیکار کے خواہان وجویان تھے اور ہر وقت انکی نظر و نمین ایسی ہی صورتین پہرا کرتی تھین۔ معلوم ہوتا ہے کہ واقعہ بلنجر مین جو لشکر تھا اوسمین کوفی بھی شریک تھے اور جناب عثمانؓ تو اہل کوفہ کی شرارت

سے پہلے ہی واقف تھی) چونکہ سلمان بن ربیعہ کو سعید بن العاص نے بحکم جناب عثمانؓ روانہ کیا تھا انکے ہمراہ شکست خوردہ لشکر اسلام باب پر پہونچا۔ اب سلمان بن ربیعہ بجاے عبدالرحمن بن ربیعہ کے باب کے حاکم ہوے اور بحکم جناب عثمانؓ اہل شام کا ایک لشکر بسرداری حبیب بن مسلمہ سلمان کے ہمراہ ہوا۔ دوسرا لشکر کوفہ کا جسکے سردار حضرت حذیفہؓ بن یمان تھے یہ بھی سلمان بن ربیعہ کے ساتھ کیا گیا اور ان دونوں لشکروں کے افسر اعلیٰ اور گورنر علاقہ باب سلمان بن ربیعہ کیے گئے۔ جب لشکر شامی اور کوفی یکجا ہوے دونوں لشکر مین آتش مخالفت شعلہ افگن ہوئی اور ایک دوسرے کے دشمن ہو گئے۔ اہل شام نے کہا۔ ہم سلمان کو جو سب کے سردار ہین قتل کر ڈالینگے کوفیون نے کہا۔ ہم حبیب بن مسلمہ کو جو لشکر شامی کے افسر ہین خوب مارینگے اور اونکو سرداری سے معزول کرکے قید کردینگے اور اگر تم متعرض ہوگے تو ہماری تمہاری تلوار چل جائیگی اور ایسی ہی خونریزی ہوگی (حبیب کو یہ منظور تھا کہ جس طرح سے وہ سردار لشکر ہو کر آے تھے اسی طرح باب کی بھی حکومت انکو ملے اور یہ سلمان کی ماتحتی مین نہ رہین اسی بات پر کوفیون اور شامیون مین اختلاف ہوا) حضرت حذیفہ بن یمان اس نواح مین تین مرتبہ لڑے تیسری جنگ اوس زمانہ مین واقع ہوئی ہے جو زمانہ جناب عثمانؓ کی شہادت کا تھا جب جناب عثمانؓ شہید ہوے ہین حذیفہ بن یمان اکثر یہ دعا مانگا کرتے تھے۔ خداوندا۔ قاتلین جناب عثمانؓ اور اونکے بدگویون پر لعنت کر اور اپنا غضب و قہر نازل فرما۔ خداوندا۔ تو خوب جانتا ہے اور دلونکے ارادے اور نیتون سے تو آگاہ ہے کہ ہماری نیت جناب عثمانؓ سے مقابلہ کرنے مین اور اونکے احکام کی تعمیل مین سستی و تاخیر کرنے مین محض اونکو تنبیہ کرنے کی غرض سے تھی اور آپ بھی اکثر اوقات ہم لوگونکو تنبیہ فرمایا کرتے تھے۔ ہم لوگون کا یہ

ارادہ نہ تہا کہ آپکی جان کو صدمہ پہونچے مگر عوام نے ہمارے اونکے معاملات اور ظاہری برتاؤ کو فتنہ و فساد کی راہ کر لی۔ خداوندا۔ تو اون لوگونکو بہی اپنے غضب کی تلوار سے مار اور جیساکہ اون لوگون نے جناب عثمانؓ کے خون مین اپنے ہاتہہ رنگے ہین اونکے خون مین بہی تلوارین رنگین ہون۔

خروج قارن

آخر ۳۲ھ مین اطراف خراسان سے پہر ترکون نے یورش کی۔ اہل بادغیس۔ ہرات۔ قوہستان انکے ساتہہ مدد کو تیار ہوے اور چالیس ہزار سپاہی میدان کارزار مین جمع ہوگئے۔ ترک کا بادشاہ قارن یہہ فوج لیکر خراسان کی طرف بڑہا۔ اس زمانہ مین خراسان کے حاکم قیس بن ہُبیرہ سلمی تہے جب عبداللہ بن عامر حج خانہ کعبہ کو جانے لگے اپنی جگہہ انکو مقرر کر گئے تہے قیس بن ہبیرہ کے ہمراہ اونکے چچازاد بہائی عبداللہ بن خازم بہی تہے۔ سابق مین عبداللہ بن خازم نے ابن عامر سے کہہ کر یہہ مضمون لکہا لیا تہا "جب خراسان سے قیس علیحدہ ہون تو اوسوقت ابن خازم اوسکے والی ہون"۔ یہہ عہدنامہ لکہواکر اپنے پاس رکہہ لیا۔ جس زمانہ مین ترکی فوجین حدود خراسان مین آگئین تو قیس نے عبداللہ بن خازم سے کہا۔ تمہاری کیا راے ہے۔ ابن خازم نے جواب دیا۔ میرے نزدیک آپ خراسان سے علیحدہ ہوکر چلے جائین کیونکہ مین اسکا امیر ہون۔ ابن عامر نے اسکی ولایت کی سند مجہے عطا کی ہے یہہ کہکر ابن عامر کا پروانہ دکہایا۔ قیس خاموش ہوکر ابن خازم کے پاس سے چلے آے بعضے کہتے ہین کہ عبداللہ بن خازم نے مشورہ دیا تہا کہ ترکون کا لشکر زیادہ ہے اور ہم لوگ تہوڑے۔ بہتر ہوگا کہ تم خود ابن عامر کے پاس جاکر فوج مدد کو لے آؤ۔ جب قیس اودہر

روانہ ہوئی عبداللہ بن خازم نے اونکی عدم موجودگی مین تمام لشکر کو وہ سند دکھلائی جس مین لکھا تہا کہ بحالت غیر موجودگی قیس کے عبداللہ بن خازم امیر خراسان سمجھے جائین۔

ایک روایت مین ہے کہ قیس نے ابن خازم سے دریافت کیا۔ آپ کیا راے دیتے ہین۔ ترکون نے سر اوٹھایا ہے۔ اونکی تعداد کثیر ہے اور اہل اسلام اونکے مقابلہ مین بہت ہی کم ہین۔ حضرت عبداللہ بن خازم نے کہا۔ میرے نزدیک تو آپ ملک چھوڑ کر چلے جاوین کیونکہ عبداللہ بن عامر نے مجھکو یہ پروانہ لکھدیا ہے کہ جب خراسان مین جنگ ہوا وسوقت تم امیر خراسان ہوجاتا۔ پہر سند لکھی ہوئی اُکالکر دکہائی جو آپ ہی ابن عامر کی طرف سے لکھہ لی تہی قیس جھگڑنا مناسب نہ سمجھے۔ حکومت خراسان بخوشی خاطر عبداللہ بن خازم کے سپرد کردی اور خود ابن عامر کے پاس چلے گئے۔

عبداللہ بن عامر نے جب انکو دیکہا اور انکے حالات سے خبر پائی کہا۔ یہہ کیا کیا تم ملک کو ویران و برباد کرکے میرے پاس کیون چلے آے۔ اسکے جواب مین قیس نے کہا کہ عبداللہ کے پاس آپکی خاص دستخطی اور مہری سند موجود تہی اس لئے اونہون نے مجہسے امارت لے لی۔ المختصر قیس تو ابن عامر کے پاس رہے اور عبداللہ بن خازم خراسان کے امیر و سردار بنکر چار ہزار فوج لیکر ترکون کے مقابلہ پر نکلے۔ کہان ترکونکی جماعت چالیس ہزار اور کہان ابن خازم کی فوج چار ہزار۔ یہ انکی شجاعت اور ہمت ہی تہی اور مسلمانونکی دلیری اور شوق شہادت تہا کہ دشمنونکی کثیر التعداد لشکر کا اصلا خوف وہراس نہ کیا۔

غرض دونون لشکر میدان جنگ مین۔ ایک دوسری کے مقابل ہوے اور میدان جنگ چھوڑکر دونون طرف سے اپنے اپنے پڑاو پر ٹہیرے۔ رات نے دونون لشکر ونکو آرام کر لینے کا موقع دیا۔ عبداللہ بن خازم نے کیا ترکیب سوچی کہ اپنے لشکر مین سے چھہ سو مردان جنگ آ-

دیدۂ کارزار آزمودہ منتخب کیئے۔ اونکے نیزونکو روئی اور پرانے کپڑے سے لپیٹ کر
تیل وچربی سے تر کرکے روشن کر دیا اور بقدر ضرورت چربی اور تیل اوربھی ہمراہ کیا۔
ان شعلون کی روشنی مین اس جماعت کو لیکر ترکون پر شبخون مارا۔ اس لشکر کے مقدمۃ الجیش
پر خود ابن خازم تھے۔ آدہی رات کو یہ لشکر شعلین جلاتا ہوا قارن کے لشکر پر جا گرا اور
تلوارین کہینچ کہینچ کر مارنا شروع کر دیا۔ سارے ترک خواب غفلت مین مست و سرشار تھے
اونکو کیا خبر تھی کہ رات کے وقت آفت آسمانی و بلاے ناگہانی قضاے مُبرم کو ساتھہ
لیئے ہوے نازل ہوگی اور ایک دم مین اون خفتہ بخت کم نصیبونکو ہمیشہ کے واسطے
سلادے گی۔ اونکو کیا معلوم تہا کہ اب کے سوے قیامت ہی کو اوٹہینگے۔ اس حالت
سراسیمگی مین بالکل نہ سنبھلنے پاے جو جس حال مین سو رہا تہا اوٹہتے ہی جو کچہہ ہاتہہ مین آگیا
لیکر لڑنے اور مفت جان دینے لگا۔ یہہ بہی نہ معلوم تہا کہ ہماری تلوار دوستونکو صاف
کر رہی ہے یا دشمنونکے گلونکو کاٹ رہی ہے۔ آخر قوم ترک مین ہلچل پڑ گئی۔ اہل اسلام نے
وہ جنگ مغلوبہ کی کہ کشتونکے پشتے لگ گیئے خون کا دریا روان ہوگیا۔ نبردگاہ ایک
تختہ لالہ زار بن گیا۔ ترک اچانک اس ہنگامہ سے گہبرا گیئے۔ اونہون نے دیکہا کہ آگ
مثل دریا موجزن ہے کبہی اوپر چڑہتی ہے اور کبہی نیچے اوترآتی ہے۔ گاہے دائین
گاہے بائین۔ ایک وضع پر قرار نہین۔ اونکی بالکل سمجہہ مین نہ آیا کہ یہ کیا بلا ہے۔ دہشت زدہ
ہوکر ہمت ہار دی۔ عبداللہ بن خازم کی تدبیر نے حواس باختہ کر دیا۔ اس ہنگامہ قتل و
غارت مین مجاہدین اسلام اپنے اپنے کام مین برابر مصروف رہے۔ ابن خازم بہی اپنا
مقدمۃ الجیش لیئے ہوے بالکل ترکون مین گہس گیئے اور تلوارونکی باڑہ پر جو رکہا تو ترکونکی
چہکے چہوٹ گیئے۔ قارن اور انکا بادشاہ مارا گیا۔ فوج ترک بے سر ہوکر بہاگ نکلی۔ چار ہزار

اہل اسلام نے چالیس ہزار ترک کو شکست دی۔ مسلمانون نے بھاگے ہوے ترکونکا پیچھا نہ چھوڑا اور تنگ مارتے چلے گئے۔ ہزارون قتل کرڈالے اور ہزارون قید کر لئے۔ بیشمار مال غنیمت اہل اسلام کے ہاتھہ آیا۔ بعد فتح وظفر عبداللہ بن خازم نے ابن عامر کو اس فتح کی خوشخبری دی۔ ابن عامر انکے اس کارنمایان سے بہت خوش ہوے۔ حالانکہ یہہ چالاکی سے قیس کو نکالکر خود سردار بن گئے تھے مگر اس کامیابی کی بدولت ابن عامر نے انکو مستقل کردیا اور حکومت خراسان عطا کی۔ ابن خازم حکومت خراسان پر تا واقعہ جمل عہد خلافت مرتضوی تک قایم رہے۔ اوس زمانہ مین ابن خازم بصرہ چلے آے اور وہان واقعہ ابن حضرمی مین موجود تھے۔

ایک روایت ہے کہ جب قارن لشکر لیکر مسلمانونکے مقابلہ کو نکلا ہے تو قیس نے ابن خازم سے کہا۔ قارن کے مقابلہ مین کیا کرنا چاہیئے۔ ابن خازم نے کہا۔ میری نزدیک تمہارے پاس اسقدر فوج ولشکر نہین کہ قارن کا مقابلہ کرسکو مین اس صورت مین یہہ مناسب سمجھتا ہون کہ تم خود ابن عامر کے پاس چلے جاؤ اور اونکو دشمن کے لشکر اور اوسکی کثرت تعداد سے خبر دو۔ ہم اس عرصہ تک قلعہ بند ہوکر ترکون سے لڑتے رہین اور اپنی حفاظت کرین۔ جب تم فوج لیکر آؤ اوسوقت قلعہ سے نکلکر تمہارے ساتھہ ہوکر اونسے لڑین۔ قیس انکے فقرہ مین آگئے اور ابن عامر کی جانب روانہ ہوے۔ انکا ادہر جانا ہوا کہ اودہر ابن خازم نے سند نکالکر لوگونکو دکھلائی اور کہا۔ مجھکو ابن عامر نے یہان کا حاکم کردیا ہے۔ اہل بصرہ ابن خازم کی لڑائی کے بعد بلاد خراسان مین اون لوگون سے جو اسلام نہ لاے تھے برابر جہاد کرتے رہے اور بغاوت فرو کرنے کو اپنا مذہبی شعار سمجھا کیے۔ (ابن خلدون)

نقض فارس مین ہم سابقاً لکہہ آے ہین کہ عبد اللہ بن خازم قیس کے چچیرے بہائی ہین۔ابن خازم نے عبد اللہ ابن عامر سے سند لکہوالی تہی جسکا یہ مضمون تہا کہ درصورت نہونے قیس کے ابن خازم حاکم خراسان سمجہے جاوین اور جملہ کاروبار حکومت انکے تعلق ہو۔یہہ روایت ابن اثیر کی ہے۔لیکن اسجگہ ابن اثیر کی روایت سے ثابت ہوتا ہے کہ ابن خازم نے بطور خود سند جعلی بنالی تہی۔نیز ابن اثیر کی روایت سابق سے معلوم ہوتا ہے کہ یہہ واقعہ خلافت عثمانی کے بعد کا ہے کیونکہ وہان یہہ بہی لکہا ہے کہ جب عثمانؓ شہید ہوے ابن خازم نے سند نکالکر دکہائی۔اسکی توجیہ یہ ہوسکتی ہے کہ بعضونکے نزدیک یہہ واقعہ خلافت عثمانی کے بعد کا ہے۔علامہ ابن اثیر نے جسطرح اور مورخین کے اقوال نقل کئے ہین یہ قول بہی نقل کردیا اور جوانکے نزدیک محقق وثابت تہا وہ بہی لکہا یعنی عہد خلافت عثمانی کے واقعات مین ذکر کیا۔سند کی نسبت ایک جگہہ یہہ لکہنا کہ خود بنالی تہی اور ایک جگہہ ظاہر کرنا کہ ابن عامر سے لکہوالی تہی صریح مخالفت ہے اور دونون کلام مین تضاد۔اسکا دفعیہ اس طرح ہوسکتا ہے کہ ابن عامر کی اس کارروائی مین چالا کی ضرور تہی لہذا یہہ کہنا کہ سند خود لکہہ لی تہی مجازاً درست ہے مگر یہہ تاویل فن تاریخ مین مستحسن نہین معلوم ہوتی۔اگر ان دو روایتونمین سے ایک کی غلطی کا ثبوت ہوجاوے توکچہہ مشکل نہین ہے مگر بغیر ثبوت اس امر کا دعوی بہی زیبا نہین بظاہر اسقدر معلوم ہوتا ہے کہ سند لکہوالی تہی اور اب موقع پاکر پیش کی چونکہ سند کا حال کسی کو معلوم نہ تہا اسواسطے لوگونکو یہی خیال ہوا کہ سند جعلی بنالی گئی ہے۔واللہ اعلم۔

خروج قارن ابن خلدون اور صاحب فتوحات اسلامیہ کے نزدیک بہی واقعات خلافت عثمانی سے ہے۔

وفات حضرت ابوذر غفاریؓ

بگذار تا بگریم چون ابر در بہاران	کز سنگ گریہ خیزد روز وداع یاران

افسوس۔ زندگانی دنیا سراب نما ہے۔ حیات دار ناپائدار حباب آسا ہے۔ کسی نے خوب کہا ہے۔

ہستیم جملہ خیال ست بہ تمثال سراب	بالیقین من نیم و وہم و گمانم باقیست

اس سرائے فانی مین کسیکو قرار نہین کوئی چل بسا کوئی کمربستہ۔ آمادہ سفر۔ روانگی کو تیار ہے صبح اچہے بہلے چلتے پہرتے تہے شام ہوتے پائی کہ جہان گذران سے سفر کر گئے ملک جاودان مین پہونچ گئے۔ دنیا کی جس چیز کو دیکہو یہی حال ہے۔ کل جو باغ موسم بہار کی پرورش سے رشک گلزار فرخار تہا۔ آج دستبرد صرصر خزان سے پامال ہے۔ جو گلشن موسم گل مین ہرا نا سوسن وسنبل تہا تختہ تختہ مین بیلا چنبیلی۔ کہلا ہوا تہا۔ بلبلونکا شاخ گل پر ہجوم نغمہ طائران خوش الحان کا شور وغل تہا۔ آج باد فنا کے ہاتہہ سے صحرائے پُر خار ہے بجائے گلاب کے ببول خار دار ہے۔ بلبل کی جگہہ بوم شوم کا نشیمن ہی۔ یا تو ہر تختہ تختہ کشمیر زار تہا۔ یا اب گلشن جا بجا تودہ خاک گلخن ہے۔

چمن کے تخت پر اک دن شئہ گل کا تجمل تہا	عجب کچہہ چہچہے تہی ہر جگہہ اک شور تہا غل تہا
خزان کے دن جو جا دیکہا نہ تہا جز خار گلشن مین	بتاتا باغبان رو رو یہان غنچہ یہان گل تہا

اسلام کا سدا بہار باغ پر فضا جسکو قدرت کے ہاتہون نے آباد کیا۔ اسلام کی سیچے ہوا خواہ باغبانون نے اسکی تختہ بندی کی اور اس باغ کی نشو ونما مین اپنی عزیز جانین کہپا دین سچ تو یہہ ہی کہ بہادران اسلام کی جانبازی ہی کا نتیجہ ہے کہ آج اس باغ پُر بہار کی خوشبو تمام

عالم مین پہیلی ہے اور ہر ایک کو اپنی جانفزا بہار کی طرف کہینچ رہی ہے - خداوند تعالی نے اپنے رسول پاک صلعم کے ہاتہہ پر اس دین کی تکمیل کر دی تہی اور تمغہ الیوم اکملت لکم دینکم عنایت فرمایا تہا - آپکے بعد صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کی جانفشانی اور جانسوزی سے کلمہ لاالہ الا اللہ محمد رسول اللہ اکناف عالم اور اطراف جہان مین پہونچ گیا اور انہین بزرگونکی کوشش سے اسلام نے وہ مضبوط جڑ پکڑی کہ تا قیام قیامت کوئی آفت ارضی و سماوی اسکو صدمہ نہین پہونچا سکتی - اس ۳۲ھ مین کچہہ ایسی صرصر نکبت بادفنا چل گئی کہ بڑے بڑے جلیل القدر - نامور و مشہور صحابی دفعتہً ایک ہی برس کے اندر دنیا سے کوچ کر گئے - درحقیقت اسلام کے حق مین یہہ سال نہایت سخت گذرا اگر اس سال کا نام عام الحزن رکہین روا ہے اور اگر اسکو عام البکا کہین سزاوار ہے - اسی ۳۲ھ مین حضرت ابوذر غفاری رضی اللہ تعالی عنہ نے وفات پائی -

مروی ہے کہ جس دن آپ انتقال فرمانیلگے اپنی صاحبزادی سے کہا اے بیٹی - دیکہہ تو کیا کوئی میرے پاس آ رہا ہے - صاحبزادی نے عرض کیا کوئی نہین - آپ نے فرمایا - ابہی میرا وقت نہین آیا ہے - پہر فرمایا - اے بیٹی - ایک بکری ذبح کرکے اوسکا گوشت پکا رکہو مین اب دنیا سے کوچ کرتا ہون - میرے گور و کفن مین کچہہ بندگان خدا نیک مرد تشریف لادینگے جسوقت وہ میرے دفن سے فارغ ہو جاوین اونسے کہنا - ابوذر آپ صاحبونکو قسم دی گئے ہین کہ بغیر کچہہ کہائے یہان سے نہ جاوین - صاحبزادی نے حکم کی تعمیل کی - بکری ذبح کرکے اوسکا گوشت صاف کیا - پکا کر تیار کر لیا اور حضرت ابوذر کو اطلاع کی - آپنے دریافت کیا - اب پہر تو دیکہو - کیا کوئی شخص آتا ہوا نظر پڑتا ہے - اس مرتبہ آپکی بیٹی نے کہا - ہان - ایک جماعت آ رہی ہے - حضرت ابوذر رضہ نے فرمایا میرا منہ قبلہ کی طرف کر دو - بیٹی نے قبلہ رو کر دیا

اوسوقت آپنے بسم اللّٰه وباللّٰه وعلیٰ ملة رسول اللّٰه صلی اللّٰه علیہ وسلم پڑہا اور رحلت فرمائی۔ صاحبزادی باہر نکلین اور آنیوالونکا استقبال کرکے کہا خدا آپ سب صاحبونپر رحم فرماے۔ ابوذر کے پاس تشریف لے چلیئے۔ لوگون نے دریافت کیا۔ کہان ہین بیٹی نے اشارہ سے بتلایا کہ وہ ہین۔ اہل جماعت بولے۔ اللّٰه تعالےٰ نے ہمکو اس وقت بہیجدیا اور انکی تجہیز وتکفین مین شریک ہونے کا ثواب عنایت فرمایا۔

آنیوالی جماعت مین یہہ لوگ تہے۔ عبداللّٰه بن مسعودؓ۔ ابو مفرز تمیمی۔ بکر بن عبداللّٰه تمیمی اسود بن یزید۔ علقمہ بن قیس نخعی۔ مالک اشتر نخعی۔ جلحال ضبی۔ حارث بن سوید۔ عمرو بن عتبہ سُلمی۔ ابن ربیعہ سلمی۔ ابو رافع مزنی۔ سوید بن شعبہ تمیمی۔ یزید بن معاویہ نخعی۔ قرثع ضبی کے بہائی۔ معضد شیبانی کے بہائی۔

پہر ان سب صاحبون نے اونکو غسل دیا۔ کفن پہنایا اور بمقام ربذہ دفن کردیا جب واپس ہونیکا ارادہ کیا حضرت ابوذرؓ کی صاحبزادی نے عرض کیا کہ ابوذرؓ آپ لوگون کی خدمت مین بعد سلام کے عرض کرگئے ہین اور آپ لوگونکو قسم دلائی ہے کہ بدون کہانا کہائے ہوے کوئی صاحب نہ جاوین۔ یہ سنکر سب لوگون نے کہانا کہایا۔ بروقت واپسی حضرت ابوذرؓ کے اہل وعیال کوبہی یہ لوگ مکہ مین لیتے آے اور حضرت عثمانؓ کو وفات ابوذرؓ سے اطلاع دی۔ آپنے ابوذرؓ کی صاحبزادی پر شفقت مبذول فرمائی اور اپنے ہی گہر مین رکہہ لیا اور فرمایا خداوند کریم ابوذرؓ پر رحم فرماے اور اونکا ربذہ مین قیام کرنا بخش دے۔

ایک روایت مین ہے کہ جب لوگ ابوذر کے گہر مین داخل ہوے۔ خوشبوے مشک سونگہہ کر دریافت کیا کہ یہہ خوشبو کیسی ہے صاحبزادی نے کہا کہ جب اونکی موت کا وقت قریب آیا اور سکرات موت ظاہر ہونے لگی مجہکو حکم کیا کہ مردہ کے پاس لوگ آتے ہین۔

اونکو بدبو ناگوار ہوگی تو یہان نہ ٹہیرینگے اور بغیر کہانا کہاے چلے جائینگے۔ تو کسیقدر مشک پانی مین گہولکر اس گہر مین اچہی طرح چہڑک دے تا کہ گہر بس جاوے اور کسی قسم کی بدبو نہ رہے۔

بعضے کہتے ہین کہ حضرت ابن مسعودؓ حضرت ابوذر غفاریؓ کے اہل وعیال کو اپنے ہمراہ مکہ معظمہ نہین لیگئے بلکہ اس دفعہ اونکو چہوڑ گئے اور خود جناب عثمانؓ کیخدمت مین بمقام مکہ معظمہ حاضر ہوکر ابوذرؓ کے مرنے کی خبر کی جناب عثمانؓ جب مکہ معظمہ سے واپس ہوے اور مدینہ منورہ کو آنے لگے تو براہ ربذہ ہوکر اور حضرت ابوذرؓ کے اہل وعیال کو اپنے ساتہہ مدینہ منورہ لیتے آے حضرت ابوذرؓ اسلام مین سابق ہین چار صاحبون کے بعد پانچوین آپ مسلمان ہوے ہین یہہ مسلمان ہوکر اپنے وطن چلے گئے تہے اور بعد ہجرت نبوی کے مدینہ منورہ مین تشریف لاے۔ صحابہ کرام مین معزز اور بڑے عالم ہین۔ انکا زہد وتقویٰ مشہور ہے۔ انکو چار سو دینار سالانہ بیت المال سے ملتا تہا جو سب راہ خدا مین خرچ کر ڈالتے تہے۔ جناب رسول خداؐ نے انکی شان مین فرمایا ہے۔ "آسمان کے نیچے اور زمین کے اوپر کوئی بہی ابوذر سا سچا نہین ہے"۔ انکے فضائل بیشمار ہین۔ آپنے وقت اظہار اسلام کے بہت تکلیفین کفار سے اوٹہائی تہین۔

وفات حضرت عبدالرحمن بن عوفؓ

ابو محمد عبدالرحمن بن عوف زہری قرشی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے پچہتر برس کے سن مین انتقال فرمایا۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔ آپنے بہی جانب حبشہ ہجرت کی تہی اور آنحضرتؐ کے ساتہہ سب غزوات مین شریک رہے۔ غزوہ تبوک مین حضور سرور عالم صلعم نے آپکے پیچہے

نماز پڑہی ہے (مشاہد الاصفیا نسخہ قلمی)

اسلام آپکا قدیم ہے۔ آٹھوین نمبر مین آپ مسلمان ہوے ہین۔ آپ جلیل القدر صحابی اور عشرہ مبشرہ مین ہین آپکا نسب یہہ ہے۔ عبدالرحمٰن بن عوف بن عبد عوف بن عبدالحارث بن زہرہ بن کلاب۔ جاہلیت مین آپکا نام عبد عمرو تہا۔ بعض کے نزدیک عبدالحارث یا عبدالکعبہ ہے۔ حلیہ مبارک یہ ہے۔ دراز قد۔ بدن کی جلد بہت پتلی اور نازک تہی۔ رنگ سرخ سفید۔ آنکہین بڑی بڑی۔ چہرہ خوشنما۔ نقشہ خوبصورت۔ ناک پتلی خوبصورت خمدار جیسے طوطے کی چونچ۔ اگلے دانت آپکے کسی صدمہ سے گر گئے تہے۔ بال سفید تہے مہندی یا وسمہ کا خضاب نہ تہا۔ ہاتہہ کی ہتہیلیان پر گوشت تہین آپ فربہ اندام تہے۔ جنگ احد مین آپکے پانون پر ضرب پہونچی اور اسی جنگ مین بیس زخم آپنے کہاے تہے چند زخم پاے مبارک مین تہے جنکی وجہ سے لنگڑے ہو گئے تہے۔

جناب فاروق اعظم نے جو لشکر جنگ جابیہ کیلئے روانہ کیا تہا اوسکے مقدمۃ الجیش پر آپ سردار تہے۔ قدس آپنے فتح کیا ہے۔ آپکی سخاوت مشہور ہے۔ خداوند تعالیٰ نے عالی ہمتی اور فراخ حوصلہ کے ساتہہ فراغ دستی اور دنیوی مال و دولت بہی عطا کی تہی خدا کی راہ مین خیرات کرنا غربا و مساکین کو دینا آپکی ایک طبعی بات تہی۔ آپ نے ایک مرتبہ اپنی جائداد زمین، چالیس ہزار دینار کو بیچکر سب قیمت راہ خدا مین لٹادی ایک پیسہ پاس نہ رکہا۔ ایک بار نوسو اونٹ آپکے شام سے آے تہے جن پر انواع و اقسام کا سامان تہا۔ آپ نے سب کے سب خدا کی راہ مین خیرات کر دئے۔ ایکدفعہ پانچ سو عربی گہوڑے مجاہدین اسلام کے واسطے وقف کئے۔ آپکی زندگی کے یہہ خیرات و صدقات تہے اور جب آپنے انتقال کیا بیشمار مال ترکہ مین چہوڑا جو سولہ (۱۶) حصو نپر تقسیم ہوا ہر حصہ مین آٹہہ آٹہہ لاکہہ دینار آے۔ آپنے

قبل وفات وصیت کی تھی کہ اہل بدرین سے جو اب باقی رہ گئی ہین انکو چار سو دینار فی کس دیا جاے چنانچہ یہہ وصیت پوری کی گئی - اہل بدرین سے اوسوقت سو آدمی بقید حیات تھے - فی کس چار سو دینار دئے گئے جنکی تعداد چالیس ہزار ہوتی ہے - جناب عمر فاروق رضؓ نے اصحاب شوریٰ مین آپکو مقرر کیا تھا - جناب عثمان رضؓ کی خلافت مین آپ ہی کی کمال کوشش اور جانفشانی اور نہایت احتیاط وعقل وتمیز نے کام دیا کہ بدون اختلاف وحجت سب نے جناب عثمان رضؓ سے بیعت کر لی - (تاریخ خمیس)

قصہ عبید اللہ بن معمرؓ

آخر عہد خلافت جناب فاروق اعظم رضؓ ۲۳ھ مین عثمان بن ابی العاص ثقفی فتح اصطخر پر مامور ہوے ایک لشکر کے ساتھہ بمقام جور اہل اصطخر اور جور کا مقابلہ ہوا ایرانی شکست کھا کر بھاگ گے ہربذ رئیس جور نے جزیہ پر صلح کر لی اور معاہدہ لکھا گیا - اسمین اصطخر بھی شامل کر لیا گیا بعدہ شہرک مرزبان فارس نے بغاوت کی اور یہہ زمانہ ابتداے خلافت عثمانی تھا - تمام ممالک مفتوحہ قبضہ سے نکل گئے - عثمان بن ابی العاص نے اپنے بیٹے کو اس مہم پر روانہ کیا اور انکے ساتھہ عبید اللہ بن معمر کو کر دیا کہ جو لشکر بصرہ کے سردار اور مدد کے واسطے اپنا لشکر لیکر آے تھے لعد معرکہ عظیم شہرک اور اوسکا بیٹا دونون مارے گئے اور ایرانی لشکر بھاگکر سابور مین قلعہ بند ہوا - ایک روایت مین حکم بن ابی العاص اس معرکہ مین سردار لشکر تھے - جب ایرانی شکست خوردہ قلعہ بند ہوے عساکر اسلامی نے محاصرہ کیا - ایرانی صلح پر آمادہ ہوے اور جزیہ مقرر کر کے صلح کر لی - اب عساکر اسلامی نے اصطخر کا رُخ کیا - اس اثنا مین جناب عمر رضؓ شہید ہو گئے اور جناب عثمان رضؓ خلیفہ ہوے آپ نے

عثمان بن ابی العاص کو امارت سے معزول کر کے بجاے انکے عبید اللہ بن معمر کو اس علاقہ کا حاکم کیا۔ انہون نے اصطخر کا محاصرہ کیا۔ ایک روز انکو خبر پہونچی کہ ارزنبان حاکم اصطخر دہوکے مین لشکر اسلام پر تاخت کرنیوالا ہے۔ آپنے اپنے اصحاب سے کہا۔ مین چاہتا ہون کہ آج یاروں دوستونکی دعوت کرون۔ گاے ذبح ہوا اور گوشت پکے سب صاحب کہاوین۔ گاے کی ہڈی میرے پاس جو بڑا پیالہ ہے اوسمین رکہی جاوین اور سب احباب خوب لطف سے نوشجان فرمائین چنانچہ کہانے پینے کا سامان ہوا اور سب لوگ کہانیمین مصروف ہو گئے۔ عبید اللہ بڑے شہ زور تہے بڑی بڑی ہڈیان جو کلہاڑی سے توڑی جاتین ہیہ اونکو اپنے ہاتہہ سے توڑ پہوڑ اونکا گودا نکال لیتے تہے اسی عرصہ مین ارزنبان آپہونچا۔ عبید اللہ کے قدمونپر گر پڑا اور کہا۔ مین آپکی پناہ مین ہوتا ہون۔ آپنے اوسکو امان دی اور تسلی وتشفی کی۔ ہنوز آپ اوسکی طرف متوجہ تہے کہ ناگہان ایک تیر منجنیق سے آکر الیسا لگا کہ آپ گر پڑے اور شہید ہو گئے۔ مرتے وقت آپنے وصیت کی کہ محاصرہ نچھوڑنا انشاء اللہ تعالےٰ عنقریب تم اصطخر فتح کرلوگے چنانچہ لشکر اسلام اہل اصطخر سے لڑتا رہا اور بہت ایرانیونکو قتل کر کے اصطخر فتح کرلیا۔ لبعض روایت مین عبید اللہ بن معمر سنہ ۲۹ مین شہید ہوے ہین۔ (ابن اثیر)

لیکن علامہ یافعیؒ وغیرہ نے انکا کچہہ حال اسی سنہ ۳۲ھ مین لکہا ہے ہم وہ مضمون بجنسہ نقل کرتے ہین شیخ حافظ ابو عبد اللہ محمد بن عمران بن موسیٰ مرزبانی اپنی کتاب مقتبس مین لکہتے ہین کہ عبید اللہ بن معمر تیمی چالیس برس کی عمر مین علاقہ اصطخر مین بعہد خلافت جناب عثمانؓ شہید ہوے ہین مگر کسی نے سنہ وفات آپکا نہین لکہا ہے۔ انکی سخاوت اور رحم دلی کی ایک حکایت ہم نقل کرتے ہین۔ حضرت عبید اللہ بن معمر نے بیس ہزار دینار مین

ایک خوبصورت۔نازنین۔مہ جبین لونڈی خرید کی جس کا نام کاملہ تھا اور جو درحقیقت اسم بامسمیٰ
تھی۔گانے مین مشاق۔فن موسیقی سے واقف۔ساز نوازی مین کامل طرہ یہ کہ لکھی پڑھی۔
شعرگوئی مین طاق۔فن خط وکتابت مین شہرہ آفاق۔قرآن شریف بانواع قرارت خوب یاد۔
کھانا پکانیکا اچھا سلیقہ اور دیگر امور خانہ داری اور ضروری کامون مین نہایت صاحب
تمیز تھی۔یہ لونڈی ایک جوان کی ملک مین تھی جس نے اپنے ہی واسطے تعلیم دی تھی
اور اسکی تعلیم مین زر کثیر خرچ کیا تھا۔وہ جوان اس لونڈی کے حسن وجمال اور دیگر کمالات کا
عاشق وشیفتہ تھا۔ایک دم اپنی نگاہون سے اوسکا جدا ہونا پسند نہ تھا۔اوسکی خاطر و دلجوئی
اور خوشی مین جو کچھہ پاس تھا رفتہ رفتہ سب خرچ کر ڈالا اور محتاج ہوگیا کوڑی پاس نہ رہی
اب ادھر اودھر یار دوستون۔عزیزون سے سوال کی نوبت آئی اور نہایت عسرت سے
دونونکی گذر ہونے لگی۔ایک دن اوس لونڈی نے کہا۔اے یار عزیز واے آقاے
باتمیز۔مین تمکو اس تکلیف وتنگی مین دیکھنا نہین چاہتی ہون کیا کرون مجبور ہون۔دل سے
تمنا ہے کہ خدا کرے وہ دن اگلے عیش وعشرت کے تمکو پھر نصیب ہون۔اس حالت
ناداری ومفلسی مین مناسب وقت یہی ہے کہ تم مجھکو بلا تکلف فروخت کر ڈالو۔

اگرچہ طبیعت کو ہوگا قلق	ٹھہرتے ٹھہرتے ٹھہر جائیگی

اور میری قیمت سے اپنی حالت درست کر ڈالو۔یہہ فقر وفاقہ جو آے دن سر پہ
کھڑا رہتا ہے ضرور میری قیمت سے دفع ہو جائیگا بلکہ عجب نہین کہ تم کو غنا و فراغت حاصل ہو
جوان یہ کلام دردانجام سنکر بولا۔اے یار جانی۔یہ مجھہ تفتہ جگر سے کبھی نہوگا کہ تجھکو اپنی
آنکھون سے ایکدم بھی اوجھل ہونے دون۔جو کچھہ مصیبت مجھپر پڑیگی سب بھگت لونگا
اور جبتک تو میری آنکھون کے سامنے ہے اوسکو عین راحت سمجھونگا۔

مخوان زدیرم بکعبہ زاہد کہ دل بر داز کف من آنجا ۔۔۔ بنالہ مطرب بعشوہ ساقی بخندہ ساغر بگریہ مینا

کنیز نے اپنے آقا سے جو یہ کلام محبت التیام مسموع کیا با دل داغدار و چشم اشکبار گویا ہوئی کہ ای مایہ زندگانی - اب بجز اسکے چارہ کار نہین یہ روز روز کی مصیبت اب دیکھی نہین جاتی - خدا پر شاکر رہو شاید پھر کبھی وہ ارحم الراحمین ہمارے اور تمہاری حال پر رحم فرماوی اور یہی دن نصیب ہون

اے خوشا آن دم کہ بروے تو نظر باز کنم ۔۔۔ خویش را گرم نیازت کنم و ناز کنم

جوان یہ جواب لونڈی کی زبان سے سنکر چار و ناچار مصلحت وقت سمجھکر راضی ہوا اور اوسکو عبید اللہ بن معمر کے پاس لیگیا - انہون نے اوسکو بہت پسند کیا اور بیس ہزار دینار دیکر خرید لیا جوان نے قیمت پائی اور چلنے لگا وقت رخصت نگاہ حسرت آمیز سے ایک نے دوسرے کو دیکھا اول لونڈی نے چند شعر پڑہے جنکا صرف ترجمہ ہم لکھے دیتے ہین -

محبت اینچنین عاشق نوازی اینچنین باید ۔۔۔ زدی کشتی بخاک رہ نشاندی تاختی رفتی

تجھکو یہ مال جو میری قیمت مین پایا ہی مبارک ہو اسکو اپنے عیش و عشرت مین خرچ کر - مجھکو کیا حاصل ہوا تیری جدائی اور غم فراق کے سوا اور کیا ہاتھ لگا مین وقت رخصت کے اپنے جی کو سمجھاتی ہون اور اوس سے کہتی ہون حالانکہ وہ نہایت رنج و غم مین ہے - اب تو دوست تیرا جدا ہو گیا ہی اس حالت مین تو صبر ہی سے کام لے چاہے کم صبر کر چاہی زیادہ جب انسان کو کوئی حیلہ اور کوئی سبیل نہ باقی رہی اور بجز صبر کے دوسری ترکیب نہ بن پڑے تو اس حالت مین صبر ہی کرے -

تپیدن گریہ کردن رفتن از خود مردن از حسرت ۔۔۔ کم ست افسوس عمر و کار ہا بسیار عاشق را

جوان نے ان اشعار کا جواب اس طرح دیا -

من کیستم عنان دل از دست دادہ ۔۔۔ از دست دل براہ غم از پا فتادہ
دیوانہ وار در کمر کوہ گشتہ مر ۔۔۔ بے اختیار سر بہ بیابان نہادہ

تیری محبت اور عشق مین اگر زمانہ نے مجھکو بیکار کرکے خانہ نشین نہ کر دیا ہوتا اور میرے پاس کچھہ بہی از قسم قوت لایموت موجود رہتا تو میری اور تیری درمیان مین بجز موت کے اور کوئی دوسری چیز جدائی کرنے والی نہ تھی یعنی تیرے فراق مین درد وغم کے ساتھہ زندگی بسر کرونگا اور اپنی دل غمگین سے تیرے ہی خیال مین باتین کرکے باقی دن کاٹونگا۔

تپیدن سوختن بر خاک و خون غلطیدن و مردن	بحمد اللہ کہ در عاشقی تدبیرہا دارد

اب تو رخصتی سلام ہے اور مین تجھسے جدا ہوتا ہون۔ تیری زیارت اور تیرا وصل نصیب ہونا محال ہی۔ ہان اگر ابن معمر چاہے تو کچھہ مشکل نہین۔ ابن معمر یہ دردناک کلام سنکر کہنے لگے۔ اے عزیز لونڈی کا ہاتھہ پکڑ اور اپنے گہر لیجا۔ جوان لونڈی کو لیکر خوش خوش چلدیا۔ (تاریخ امام یافعیؒ قلمی و مستطرف وعقد الفرید)

وفات ابو درداء انصاریؓ

یہہ بہی جلیل القدر صحابی ہین اسی ۳۲ھ مین وفات پائی حکیم الامۃ انکا خطاب اور نام عویمر بن زید ہے۔ آپ شامیونمین بڑی عالم ہین آپکا اسلام بعد بدر کی ہے۔ جناب رسول خدا صلعم نے انمین اور سلمان فارسیؓ مین بہائی چارہ کرادیا تہا۔ آپ دمشق مین قاضی رہی ہین۔ انکے فضائل اور محامد مشہور ومعروف ہین۔ حضرت معاویہؓ انکا بہت ادب کرتے اور انسے ڈرتے رہتے تھے۔

ایک مرتبہ ابو درداء کی بیوی نے کہا کہ آج میرے پاس کچھہ کہانے کو نہین ہے حضرت سلمان فارسی رضؓ نے یہہ سنکر کہا۔ اے ام درداء۔ ہمارے سب کے سامنے ایک گہاٹی دشوار گذار ہے اور راہ پرخار ہے اوسپر سے وہی لوگ گذر سکین گے جو ہلکے

بوجہ سے لدے ہونگے بخلاف اسکے بھاری بوجہ والے پہنسکر رہجاوینگے۔

ایک مرتبہ حضرت سلمان فارسیؓ حضرت ابو درداء کے گھر مین گئے انکی بیوی کو دیکھا کہ خراب کپڑے پہنے متبذل حالت مین ہین آپ نے دریافت کیا۔ تمہارا کیا حال ہے اس طرح بری حیثیت سے خراب وضع سے کیون ہو۔ ابو درداء کی بیوی نے جواب دیا تمہارے بھائی کو دنیا کی کسی چیز کی ضرورت نہین ہے پہر اونکے سامنے چاہے زینت وسنگہار سے رہون چاہے بُری طرح۔ حضرت سلمانؓ نے حضرت ابو درداء کو نصیحت کی اور کہا۔ تمپر تمہارے خدا کا حق ہے اور تمہاری زوجہ کا حق ہے۔ تمہارے مہمان کا حق ہے اور تمہاری جان کا تمپر حق ہے۔ لہذا ہر حقدار کو اوس کا حق دیتے رہا کرو

وفات حضرت عباسؓ بن عبد المطلب

اسی ۳۲ھ مین آپنے چھیاسی برس اور ایک روایت سے اٹھاسی یا ستاسی سال کی عمر مین وفات پائی آپ آنحضرت صلعم سے تین برس بڑے تھے۔ آپکے مناقب بیشمار ہین۔ یہہ کیا کم بزرگی وشرافت ہے کہ جناب رسول خدا صلعم کے عم بزرگوار ہین۔ خلفاء بنی عباسیہ آپ ہی کی اولاد ہین۔ جناب فاروقؓ نے اپنے عہد خلافت مین جب قحط پڑا ہے آپ کو شفیع کر کے بارش کی دعا مانگی اور خداوند تعالی نے مسلمانوں کی دعا قبول فرمائی اور پانی برسایا۔

جنگ حُنین کے روز جبکہ مسلمانونکو ہزیمت ہوئی اور ایک گروہ اہل اسلام بھاگ گیا جناب رسول خدا ایک خچر پر سوار تھے حضرت عباسؓ اور حضرت ابوسفیان بن حارث آپ کے خچر کے ارد گرد ایک صاحب لگام تھامے دوسرے صاحب کاب پکڑے تھے

آنحضرت صلعم نے جناب عباسؓ سے فرمایا۔ اے چچا۔ آپ لوگونکو پکار دین اصحاب شجرہ اور انصار کو اطلاع دیدین کہ مین بخیریت زندہ ہون۔ حضرت عباسؓ نے اونکو پکار کر کہا آپکی آواز سے بہاگنے والے رک گئے۔ حضرت عباسؓ کی آواز بہت بلند تہی۔ انکے غلام آٹھ میل فاصلہ پر جنگل مین ہوتے تہے اور آپ پچہلی رات اونکو کوہ سلع پر سے آواز دیتے تو آپکی آواز غلامونکو پہونچ جاتی تہی۔ (تاریخ امام یافعیؒ)

ایک روایت مین ہے کہ حضرت عباسؓ نے شہادت جناب عثمانؓ سے دو برس پہلے بمقام مدینہ منورہ اٹھاسی یا اٹھاسی برس کی عمر مین وفات پائی۔ تاریخ وفات مین اختلاف ہے۔ ایک روایت مین روز جمعہ بارہ ۱۲ رجب ہے اور ایک مین چودہ ۱۴ رجب اور بعض کہتے ہین کہ ماہ رمضان مبارک مین انتقال فرمایا ہے۔ سنہ وفات مین بہی مورخین کے اقوال مختلف ہین بعضے ۳۱ھ کہتے ہین مگر روایت معتبر و صحیح ۳۲ھ ہے۔ حضرت عباسؓ کو بتیس ۳۲ سال اسلام مین گذرے۔ آپ نابینا ہوگئے تہے۔ مقام جنت البقیع مین آپ دفن ہوے۔ آپکے صاحبزادہ حضرت عبداللہؓ نے آپکو قبر مین اوتارا۔ جناب رسالتمآب صلعم اور حضرات خلفاء اربعہ رضی اللہ عنہم آپ کی بہت عزت و حرمت کرتے تہے۔ (تاریخ خمیس)

وفات حضرت عبداللہؓ بن مسعود

اسی ۳۲ھ مین جناب رسول خداؐ کے صحابی اور آپکے خادم کفش بردار جناب عبداللہ بن مسعود ہذلی رضی اللہ عنہ راہی ملک بقا ہوے۔ منجملہ آپکے مناقب و فضائل کے جناب رسول خداؐ نے فرمایا ہے۔ قرآن شریف چار شخصون سے سیکہو۔ اون چار مین آپکا ہی نام لیا۔ آپ اور آپکی والدہ ماجدہ ہر وقت جناب رسول خداؐ کے گہر مین رہا کرتے تہے۔

ہر اجنبی شخص ان دونون صاحبونکو آنحضرت صلعم کے گھر والونمین سے سمجھتا تہا۔ آپ کو قرآن شریف خوب یاد تہا اور اوسکے قواعد قرأت وغیرہ سے بخوبی واقف تہے خود جناب رسول خداؐ نے بنفس نفیس ستر سورتین انکو یاد کرائی تہین۔ حضرت عبداللہ بن مسعودؓ کا قول تہا اُصحاب رسول خداؐ خوب جانتے ہین کہ مین سب مین زیادہ کتاب خدا کا عالم ہون اگر مجھکو معلوم ہوجاوے کہ کوئی شخص مجھسے زیادہ قرآن شریف کا جاننے والا ہے تو مین سفر کرکے اوسکے پاس جاؤن اور اوس سے قرآن مجید سیکھون اور پڑھون"۔ راوی روایت ہذا کا بیان ہے کہ مین اصحاب کبار کے جلسہ مین تہا اور حضرت عبداللہ بن مسعود کا یہہ قول دعوی کے ساتہہ سب نے سنا مگر مین نے کسی کو نہ سنا کہ اوسنے انکے اس دعوے کی تردید یا انکے تحریہ کلام پر طعن و تشنیع کی ہو۔

علماء کرام کا قول ہے کہ اگر انسان مین فضیلت علم یا کمال دیگر ہوا اور اوس کو کسی حاجت وغرض سے نہ ازراہ تکبر وریا لوگون پر ظاہر کرے تو مضائقہ نہین۔ حضرت ابن مسعود کے قول سے یہہ مستنبط ہوتا ہے۔ جنگ بدر مین جب ابوجہل زخمون سے چور ہوگیا اور کسیقدر سانس باقی تہی تو حضرت ابن مسعود اوسکا سر کاٹ کر جناب رسول خداؐ کی خدمت مین لائے۔ کہتے ہین کہ جب آپنے ابوجہل کے سینہ پر چڑھکر سر کاٹنا چاہا ابوجہل نے کہا۔ کہ اُے بکریان چرانے والے۔ تو بڑی سخت جگہہ اور بلندی پر چڑھ گیا یعنی ابوجہل سردار قوم کا سینہ تو ایسا نہ تہا کہ تجھہ سا شخص اوسپر چڑہتا۔ آپ کوفہ مین بیت المال پر حاکم (افسر مال) تہے۔ مسائل مشکلہ مین علماء حجاز وشام وعراق آپسے راے لیتے تہے آپ مسائل دینی مین فتوی دیا کرتے تہے۔ آپ ہی کی شان مین بعض صحابہؓ نے فرمایا ہے جبتک یہہ عالم دانا تم مین ہین ہمسے سوال کرنے کی اور مسائل پوچھنے کی تم لوگون کو

ضرورت نہین" آپ سے ایک گروہ صحابہ وتابعین نے علم دین حاصل کیا ہے۔ آپ آخر عمر مین کوفہ سے مدینہ منورہ تشریف لائے اور مدینہ ہی مین وفات پائی۔ جناب عثمان نے اور بقول بعض مورخین عمار بن یاسر نے آپکے جنازہ کی نماز پڑہائی۔ آپ لپستہ قد تھے آپنے نوے ہزار دینار نقد ترکہ مین چھوڑے۔ آپکی مرویات سے احادیث کی تعداد آٹھ سو چالیس تک پہونچتی ہے۔ (تاریخ امام یافعی قلمی وتاریخ خمیس)

مروی ہے کہ آپنے کچھ اوپر ساٹھ برس کی عمر مین انتقال کیا۔ آپکا اسلام چھٹے نمبر پر ہے آپ ہی مہاجرین حبشہ مین تھے۔ حضور سرورکائنات کی نعلین مبارک اور مسواک آپکے پاس رہتی تھی۔ آپ تمام لڑائیو نمین شریک رہے ہین۔ مدفن آپکا بقیع مین ہے۔ (مشاہد الاصفیا نسخہ قلمی)

فضائل حضرت عبداللہؓ بن مسعود مع کلام زہد نظام

آپ جلیل القدر صحابی ہین۔ جناب رسول خداؐ نے انکو بشارت عظیمہ دین اور اپنے بعد اپنی امت پر درباب تعلیم قرآن۔ فقہ۔ وعظ ونصیحت جانشین کیا۔ جناب رسول خداؐ کی صحبت سفروحضر مین اختیار کی اور ہمیشہ آپکے ہمراہ رکاب رہے۔ صحابہ مین انکا صاحب مسواک صاحب مطہرہ لقب تہا۔ آنحضرت صلعم کی مسواک انکے پاس رہتی اور آپکے وضو کا پانی آپ ہی وضو کیوقت تیار رکھتے تھے۔ آنحضرت صلعم نے انکو جنت کی بشارت دی ہے۔ وہ حدیث ابن عبدالبر نے بطریق سفیان ثوریؒ نقل کی ہے کہ آنحضرت صلعم نے ارشاد فرمایا۔ قرآن ان چار شخصو نسے سیکھو۔ پہلے انہین کا نام لیا بعد اور صحابہ کا ذکر کیا۔ انکی شان مین یہ بہی اقوال نبوی ہین۔ ابن ام عبد یعنی ابن مسعودؓ کے زمانہ کو مضبوط پکڑو۔

یعنی انسے جو کچھہ حاصل کرنا ہو سیکھہ لو۔ جبتک ابن ام عبد تمسے راضی ہین مین بھی راضی ہون اگر یہہ ناراض ہین تو مین بھی ناراض ہون۔ اے ابن مسعودؓ تم ان لوگونمین ہوا ور اس آیت کے مصداق ہو۔ لیس علی الذین اٰمنوا وعملوا الصٰلحٰت جناح فیما طعموا" ترجمہ۔ جو لوگ ایمان لاے اور عمل اچھے کئے اونپر گناہ نہین اوس چیز مین کہ وہ کھائین

حضرت حذیفہؓ نے ابن مسعودؓ کی بزرگی کی شہادت دی ہے۔ عبدالرحمن سے روایت ہے کہ مین نے حذیفہؓ سے کہا۔ جناب رسول خدا کے عادات۔ سیرت و شکل کے قریب کوئی شخص ہو تو مجھکو بتلائیے تاکہ اوسکی صحبت سے فیض و برکت حاصل کرین۔ حذیفہ نے جواب دیا۔ بعد جناب رسالتمآبؐ کے آپسے عادات و شکل و شباہت و سیرت مین مشابہ مجھکو ابن مسعود کے سوا کوئی دوسرا شخص نظر نہین آتا۔

جناب عمرؓ نے اہل کوفہ کو جو فرمان لکھا تھا اوسمین ابن مسعودؓ کی تعریف و توصیف مین یہہ فقرے تھے۔ "مین عمار ابن یاسرؓ کو تمپر امیر کرکے بھیجتا ہون اور عبداللہؓ بن مسعود اونکے ساتھہ ہین یہہ اونکے وزیر ناصح اور معلم و استاد شفیق ہین۔ یہہ دونون صاحب جناب رسول خداؐ کے صحابہ مین شریف اور بزرگ اور اہل بدر سے ہین۔ تم لوگ انکی پیروی کرنا اور انکا کہنا بگوش قبول سننا۔ مین نے عبداللہ بن مسعودؓ کو خاص تم لوگونکے واسطے پسند کیا ہے مجھکو جو کچھہ انکی صحبت سے حاصل ہوتا تھا اوس کا خیال نہ کیا اور تمہارے پاس بھیجدیا ہے۔" حضرت عمرؓ نے انکے حق مین فرمایا ہے۔ ابن مسعود علم سے بھرے ہوے ظرف ہین۔ باوجود فضل صحبت جناب رسول خداؐ کے حضرت ابن مسعودؓ صحبت فاروقی مین رہے صحبت فاروقی کا اثر اپنے اندر مشاہدہ کیا اور جناب فاروقؓ کی شان مین یہ کلمات فرمائے گئے "اگر جناب عمرؓ کا علم ایک پلہ مین رکھین اور تمام قبائل عرب کا علم دوسرے پلہ مین

تو آپ ہی کا پلہ بھاری رہیگا۔ افسوس حضرت عمر فاروق رضؓ کی وفات سے نو حصہ علم اوٹھہ گیا اب ایک دسوان حصہ رہگیا ہے ایک بار کی نشست جو مجھکو جناب فاروق رضؓ کی صحبت مین نصیب ہوئی ہے وہ میرے ایک سال کے اعمال حسنہ سے بڑھ کر ہے۔ اگر تمام لوگ آسان راستہ نشیب الاچلین اور عمر رضؓ گھاٹی کا راستہ چلین تو مین اونہین کے راستہ پر چلونگا۔ روایت ہے کہ جب عتبہ بن مسعود رضؓ نے وفات پائی حضرت عبداللہ بن مسعود اپنے بھائی کے غم مین بہت روے۔ لوگون نے کہا۔ آپ روتے ہین۔ جواب دیا۔ میرا بھائی تھا۔ جناب رسول خدا کی صحبت مین میرے ساتھ رہنے والا تھا۔ باستثنا جناب فاروق رضؓ سب لوگونسے زیادہ مجھکو محبوب تھا۔

حضرت عبداللہ بن مسعود رضؓ کے چند اصحاب صحبت یافتہ ہین جو اسی لقب یعنی اصحاب عبداللہ بن مسعود سے مشہور ہین۔ ان بزرگونکی وضع بالکل ایسی تھی گویا عبداللہ بن مسعود ہین اونمین سے نامی حضرات یہ ہین۔ حضرت علقمہ بن قیس۔ اسود بن یزید نخعی۔ عمرو بن میمون اودی ربیع بن خثیم۔ قدس سرہم۔ حضرات ابراہیم نخعی۔ ابواسحق سبیعی۔ اعمش۔ منصور قدس سرہم بھی انکے اصحاب مین سے ہین۔ یہہ بزرگان دین حامل دین رسول مبین و ناقل احادیث رسول کریم صلعم ہین۔ حضرت سفیان ثوری قدس سرہ کو ان اصحاب سے صحبت دراز رہی اور طریق تصوف و سلوک ان بزرگونسے حاصل کیا۔ اسی طرح حضرت فضیل بن عیاض قدس سرہ کو بزرگان موصوف سے صحبت ہے۔

حضرت سفیان ثوری قدس سرہ سے ایک جماعت نے سلسلہ طریقت حاصل کیا اور آپکی اثر صحبت سے مرجع انام و مشہور خاص و عام ہوے۔ انمین سے نامور یہہ حضرات ہین حضرت داؤد بن نصر طائی۔ ابراہیم بن ادہم بلخی قدس سرہما۔ حضرت داؤد قدس سرہ سے

حضرت معروف کرخی کو صحبت ہے اور اونسے سری سقطی قدس سرہ کو اور آپسے حضرت جنید بغدادی قدس سرہ العزیز کو سلسلہ پہونچا یہ سلسلہ جنیدیہ مشہور و معروف ہے۔

اب ہم حضرت عبداللہ بن مسعود کے اقوال کا جو بنام زہدیات عبداللہ بن مسعودؓ مشہور ہین صرف ترجمہ نقل کرتے ہین جن سے آپکا کمال زہد و تقویٰ ظاہر ہوتا ہے۔

انسان کے عالم ہونے مین اوسکو کافی ہے کہ خدا کا خوف رکھے اور جاہل بننے کو یہی کافی ہے کہ اپنے عمل پر عجب و تکبر کرے۔

جس نے آخرت طلب کی دنیا کا نقصان پایا اور جسنے دنیا چاہی آخرت کا نقصان اوٹھایا۔ اے قوم۔ باقی کی طلب مین فانی کا نقصان گوارا کر۔

جو اپنا خزانہ آسمان مین اسواسطے رکھے کہ اوسکو کیڑا نہ کہاے اور نہ چوری جاے تو ایسا ہی کرے کیونکہ اوسکا دل اوسکی خزانہ کے ساتہہ ہے مطلب اسکا یہہ ہے کہ خیر و خیرات قبول ہوکر جناب باری مین محفوظ رہتی ہے۔

اپنے صاحبزادہ عبدالرحمٰن کو وصیت فرمائی کہ مین تمکو خدا سے ڈرنے کی وصیت کرتا ہون۔ (اپنے گہر والونمین اس طرح گذر کرو کہ) تم کو تمہارا گہر وسعت دے۔ (تمہاری بدخلقی اور سخت مزاجی سے تمپر تمہارا گہر تنگ نہ ہو جاوے) اپنی خطاؤنپر خدا کی درگاہ مین رویا کرو۔

مین اس امر کو دوست رکہتا ہون کہ مجھکو یہہ معلوم ہو جاے کہ خدا نے میری گناہون سے کوئی گناہ معاف کر دیا پہر مجھکو پرواہ نہین کہ کس ابن آدم نے مجھکو جنا اور مین کس سے پیدا ہوا یعنی شرافت نسب کچھہ کام نہ آویگی اپنے اعمال سے سابقہ پڑیگا۔

جنت اعمال شاقہ سے جو نفس پر گران ہین ڈہانکی گئی اور دوزخ نفسانی خواہشونسے

گھیری گئی لہذا جو شخص شہوات نفسانی کے پاس گیا دوزخ مین پڑا۔

حقیر اعمال حسنہ کی مثال اون لوگونکی سی ہے جو کسی منزل مین اوترے اور اونکے پاس گوشت تھا مگر لکڑی ایندہن نہ تھا کہ وہ گوشت پکاتے۔ بالآخر وہ لکڑیان چننے لگے اور اسقدر جمع کرلین کہ جس سے گوشت پکالیا۔ مطلب یہہ ہے کہ تھوڑی نیکی کو حقیر سمجھکر اوس سے باز نہ رہے۔

لوگونکی اچھائی برائی پر تعجب نہ کرو اور نہ اسکا کچھہ اعتبار ہے کیونکہ ایک ہی شخص تم کو آج برا معلوم ہوا اور کل اچھا معلوم ہوگا اور آج اچھا ہے کل برا ہوجاویگا۔ اللہ کے بندے ہر روز بدلتے رہتے ہین۔ (یعنی ابھی نیکی کی پھر بری کام مین مبتلا ہوے) اور خداوند تعالی قیامت کے دن گناہ بخش دیگا۔

جس دن خدا کے پاس بندہ جاویگا خداوند تعالی اوسکی مان سے زیادہ اپنے بندہ پر رحم کریگا جیسے کسی کی مان اپنے عزیز دلبند فرزند کے واسطے سایہ دار جگہہ مین نرم بچھونا بچھا رکھے اور اپنے بیٹے کو دیکھتے ہی جھٹ پٹ اوٹھکر اپنے ہاتھہ سے بچھونا صاف کردے اور ٹٹول کر خوب دیکھہ لے اگر سانپ بچھو ہوگا تو اوسکو کاٹے گا اور اگر کانٹا ہو تو اوسکے بچے چبھے گا اور اوسکا فرزند محفوظ رہیگا۔ جب خدا اس سے زیادہ مہربان ہے تو پھر گناہ بندو کیون نہ معاف فرمائیگا۔

مجھکو یہہ محبوب ہے کہ دنیا سے بالکل الگ ہون اور ہر وقت سفر آخرت کے لئے تیار رہے خدا سے ڈرنا اسی قدر علم کافی ہے اور دہوکے مین پڑجانا جہالت کیلیے یہی بہت ہے قسم اوس ذات پاک کی جسکے سوا کوئی معبود برحق نہین۔ اگر بندہ صبح و شام اسلام پر ہو تو دنیا کی دولت سے کچھہ اوسکا نقصان نہین۔ ابن مسعود کے یارون نے چادرین ابھی چھین

اب وہ شخص شرم کرے کہ کم درجہ کے کپڑے یا چادر حقیر کم قیمت اوڑہے - پس ابو عبدالرحمن (یعنی مین) نے ایک عبا مین صبح کی پہر دوسری صبح بہی وہی عبا تہی پہر تیسرے دن بہی وہی کپڑا تہا یعنی مجھکو شرم کرنے کی ضرورت نہین کیونکہ مین حقیر کم درجہ کا کپڑا پہنے رہا مگر مجہہ مین کوئی تغیر نہین ہوا اگر لباس فاخرہ ہوتا تو کیا مین اور کچہہ ہو جاتا - مجھکو تمسے اس بات کا خوف نہین کہ بہول چوک سے گناہ کر بیٹہو کیونکہ ایسا ہو ہی جاتا ہے اس سے کون بچا ہے ولیکن خوف ہے تو اسکا کہ قصداً گناہ مین مبتلا نہو جاؤ - مجھکو یہہ ڈر نہین کہ تم اپنے اعمال کم سمجہو - ڈر ہے تو یہہ کہ انکو بہت سمجہو کہ جس سے اندیشہ خود بینی و تکبر کا ہے -

وسوسے دل سے نکال ڈالو کیونکہ (انکا انجام) گناہ ہے - مرد مومن گناہ کو ایسا جانتا ہے اور اوس سے ایسا ڈرتا ہے گویا ایک بڑا پتھر ہے جو اوسپر گرا چاہتا ہے منافق گناہ کو ایسا کم قدر سمجہتا ہے جیسے مکہی اوسکی ناک پر بیٹہی تہی وہ اوڑ گئی -

بہلی بات کہو - اسمین مشہور ہو جاؤ گے اور کار خیر کرو اوسکے اہل ہو جاؤ اور جلد باز بدی پہیلانے والے - راز کی باتین ظاہر کرنے والے نہ ہونا -

اگر دوزخ اور جنت کے درمیان مجھکو کہڑا کر کے پوچہین کہ تجھکو اختیار دیا جاتا ہے ان دونوںمین سے جسکو تو پسند کرتا ہو اوسمین داخل کیا جاوے یا راکہہ ہونا منظور ہو تو راکہہ کر دیا جاوے تو مین راکہہ ہونا پسند کرون - اگر نو برائیون کے مقابلہ مین ایک نیکی دیکر مجہسے صلح کیجاوے تو مین ضرور پسند کر لون -

مرد مومن کی شان ہے کہ الفت کرتا ہو اور جو شخص نہ خود محبت کرتا ہو اور نہ لوگونکو اوس سے الفت ہو اوس مین خیر نہین ہے - اللہ تعالیٰ جسکو محبوب کہتا ہے اوسکو بہی

دنیا دیتا ہے اور جسکو محبوب نہین رکھتا اوسکو بھی مگر ایمان اوسیکو دیتا ہے جو اوس کا محبوب ہے پس جسکو اللہ دوست رکھتا ہے اوسکو ایمان عطا کرتا ہے۔

قیامت کے روز سب لوگ تین دفترونپر پیش ہونگے ایک دفتر نیکیونکا۔ دوسرا نعمتونکا تیسرا برائیونکا۔ نیکیونکے دفتر کا مقابلہ نعمتونکے دفتر سے ہوگا پس نعمتین بڑہ رہین گی اور نیک اعمال کم پڑینگے۔ اعمال بد باقی رہ جاوینگے اونکی مقابل کوئی چیز نہو گی وہ اللہ تعالے کی مشیت پر رہین گے۔ اگر خدا چاہیگا تو بعوض گناہونکے بندہ کو عذاب دیگا اور اگر چاہیگا تو اپنے رحم وکرم سے درگذر فرمائے گا۔

علم حاصل کرو علم حاصل کرو اور جب علم سیکھہ لو تو عمل کرو۔

وضع وصورت ایک دوسرے سے مشابہ نہین ہوتی تاوقتیکہ دلونمین باہم مشابہت نہ پیدا ہوجاے۔

اعلی تواضع یہہ ہے کہ مجلس مین شرف اور عزت کے مقام سے کم درجہ کی جگہہ پر راضی ہو اور جس سے ملے پہلے خود سلام کرے۔

تم لوگ روزے زیادہ رکہتے ہو اور نمازین بکثرت پڑہا کرتے ہو اور جہاد بھی بہت کیا کرتے ہو مگر آنحضرتؐ کے صحابی تم لوگون سے بہتر تہے۔ لوگون نے پوچہا اسکی کیا وجہ ہی۔ فرمایا۔ اون لوگونکو دنیا سے بے پروائی اور آخرت سے رغبت تہی۔

تمہارے دل ظروف ہین انکو قرآن سے بہر دو اور غیر قرآن سے اور شغل مین نہ لگاؤ

قسم اوس معبود برحق کی کہ جسکے سوا قابل عبادت دوسرا نہین۔ آج میرے گہر مین کچہہ نہین۔ تمام گہر والے اللہ سے امید رکہتے ہین کہ اونکو خیر وبرکت عطا فرماے یا اونپر سے برائی دفع کرے۔ خبردار رہو اللہ تعالی خوب جانتا ہے کہ عبداللہ نے کسیا تہہ کسیکو شریک نہین کرتا

حضرت ابن مسعودؓ اپنے خطبہ مین یہہ کلمات پڑہا کرتے تھے۔
سچی بات خدا کا کلام ہے۔ مضبوط قابل اعتماد کلمہ تقویٰ ہے۔ بہترین مذاہب ملت ابراہیم ہے۔ سب قصوںمین اچھا قصہ یہہ قرآن ہے۔ سب طریقونمین اچھا طریقہ سنت محمدی صلعم ہے۔ اور خدا کا ذکر سب باتونمین بزرگ ہے۔ امر عزیمت بہترین امور ہے۔ امور بدعت سب مین بُری ہین۔ احسن طریق انبیاء کرام کا طریقہ ہے۔ بزرگ موت شہیدونکا قتل ہونا ہے۔ سخت ترین گمراہی جو ہدایت وراہ یابی کے بعد ہو جو علم نفع دے وہ بہتر ہے۔ جس طریق پر لوگ چلین وہ بہتر ہے۔ بُری کورچشمی نفس کی کوری ہے۔ اوپر والا ہاتہہ نیچے والے ہاتہہ سے اچھا ہے۔ کم ہو مگر کافی ہو وہ بہتر ہے اوس چیز سے کہ زیادہ ہو اور غافل کردے۔ بری تنہائی موت آنے کے وقت ہے۔ بُری ندامت قیامت کے دن کی ندامت ہے۔ بعضے وہ ہین کہ نماز آخر وقت یا بعد وقت نکل جانیکے ادا کرتے ہین۔ بعضے وہ ہین جو خدا کو خلوص دل سے نہین یاد کرتے۔ جھوٹی زبان بڑی خطا کار ہے۔ جی کا غنا اور مالداری بہتر مالداری ہے۔ شک کرنا علامات کفر سے ہے۔ خیانت دوزخ کی حرارت کا سبب ہے۔ خوف خدا حکمت کی عمدہ بات ہے۔ مال بے زکوٰۃ باعث داغ دوزخ ہے شعر شیطان کا باجا ہے۔ شراب تمام گناہ جمع کرنیوالی ہے۔ عورتین شیطان کی رسیان ہین جوانی دیوانگی کی شاخ ہے۔ بُری کمائی سود کی کمائی ہے۔ برا کہانا یتیم کا مال کہا ڈالنا ہے۔ نیکبخت وہ ہے جو غیر کو دیکہہ کر نصیحت مانے۔ جس عمل پر خاتمہ ہو وہی قابو کا اور کام کا ہے۔ بدترین روایات جھوٹا خواب بیان کرنا ہے۔ مسلمان کو گالی دینا فسق اور اوس سے لڑنا کفر ہے۔ اور اوسکا گوشت کہانا یعنی غیبت کرنا

گناہ ہے اوسکے مال کی حرمت مثل اوسکے خون کی حرمت کے ہے۔ جو اللہ پر حملہ کرے اوسکو جھٹلائیگا۔ جو خدا سے مغفرت چاہے اوسے بخش دیگا۔ جو سوال سے مڑ کا خدا اوسکو روکیگا یعنی محتاج نہ کریگا۔ جس نے غصہ روکا خدا اوسکو اجر دیگا جس نے مصیبت پر صبر کیا خدا نیک عوض دیگا۔ جس نے کوئی عمل بغرض ریا کیا اللہ اوسکا ریا ظاہر کردیگا۔

رات کی نماز (تہجد وغیرہ) کی فضیلت دن کی نماز پر ایسی ہے جیسے پوشیدہ صدقہ کی بزرگی ظاہر صدقہ وخیرات پر۔ (دن کی نماز سے ماسوا فرائض پنجگانہ مراد ہے)

جو شخص نماز کی اطاعت کرے اوسیکو نفع دیتی ہے۔ پھر یہ آیت پڑھی "بیشک نماز گناہون اور بُرے کامون سے باز رکھتی ہے اور خدا کا ذکر بہت بڑا ہے"۔ خدا کا یاد کرنا اپنے بندہ کو یہہ بڑا ہے اس سے کہ بندہ اپنے پروردگار کو یاد کرے۔

مرد کے بدبخت ہونے یا محرومی کو اسیقدر کافی ہے کہ رات گذارے اس حال مین کہ شیطان اوسکے کان مین پیشاب کر گیا ہو۔ پھر وہ اسی حال مین صبح کرے اور خدا کو یاد نہ کیا ہو۔ اس قول مین حدیث نبوی کیطرف اشارہ ہی جسکا مضمون یہہ ہے کہ جس نے رات سو کر کاٹی اور خدا کا ذکر ایک ساعت بھی نہ کیا تو شیطان اوسکے کان مین پیشاب کر جاتا ہے۔

ہر شخص اس حال مین صبح کرتا ہے کہ وہ مہمان ہوتا ہے اور مال اوسکا اوس کے پاس عاریت کا مال ہے پس مہمان تو کوچ کرنے والا ہے اور مال عاریت واپس ہونی والی چیز ہے۔

جسکو دنیا مین فراخی عیش ہے اوسکے واسطے آخرت مین بہی فراخی وکشادگی ہے
اور جسکو دنیا مین تنگی رزق ہے اوسکو وہان بہی تنگی ہے - یہہ قول بظاہر اون احادیث
کے خلاف ہے جن سے فقر کی فضیلت ثابت ہوتی ہے البتہ اسکا مطلب علی العموم
مراد نہو تو کچہہ تخالف نہ ہوگا کیونکہ ظاہر ہے کہ مرد مسلمان ایماندار جسکو خدا نے مال
دنیا عطا فرمایا ہے جسقدر خدا کی راہ مین دے گا اوسیقدر اوسکے مرتبے وہان
بلند وعالی ہونگے - مرد مفلس بیچارہ جس نے تنگی وفاقو نسے بسر کی اور زندگی بہزار
عسرت ومشقت کاٹی اگر وہان اوسکا چہٹکارا ہوگیا تو بہی غنیمت ہے - گناہونکی سزا مین
مواخذہ سے بچ گیا تو شکر گذار ہوگا اوس بیچارہ کو درجہ نصیب ہونا کجا - اگرچہ فی نفسہ
جنت کی نعمتین مہیا ہونگی مگر بمقابلہ اس غنی مالدار کے وہ غریب تنگ حال ہے -
مرنیوالا خود آرام پاتا ہے یا لوگ اوس سے آرام پاتے ہین - اس مضمون کی حدیث
بہی ہے - مطلب یہ ہے کہ دنیا سے کوچ کرنے والا اگر مرد مومن ہے تو دنیا کی
تکلیفونسے نجات پاکر دار آخرت کے آرام وعیش پاتا ہے اور اگر بدکار شریر ہے تو
اوسکے مرنیسے اور دنیا والے اوسکی شرارت وایذا رسانی سے آرام پاتے ہین -
مین ایسے شخص کو برا سمجہتا ہون جو بالکل فارغ نکما ہو نہ دنیا کے کام کرتا ہو نہ
آخرت کے واسطے اعمال نیک کرے - یعنی انسان کو بیفکر - غافل - فارغ - نہ رہنا چاہئے
دنیا یا دین کی کچہہ فکر ضرور رکہے - تمام ہوے اقوال حضرت ابن مسعود کے -
سنہ مذکور مین حضرت کعب احبار رضی اللہ عنہ نے بمقام حمص وفات پائی - انکا
نسب یہ ہے - کعب احبار بن تابع بن ہینوع - کنیت انکی ابو اسحاق ہے - آپ حمیری
ہین - آپ اصل مین یہودی تہے اور اپنے مذہب کے عالم کتب سماوی سے واقف

اپنی قوم مین معزز و نامور شخصون مین تھے۔ انھون نے زمانہ جناب رسول خداؐ کا پایا مگر اوسوقت اسلام نہ لاے بعد وفات کے خلافت صدیقی یا خلافت فاروقی مین مسلمان ہوے۔ آپ صوبہ یمن کے باشندہ تھے اپنا وطن چھوڑکر مدینہ منورہ آے یہانسے شام کو چلے گئے اور حمص مین تاحین حیات رہے۔ (تاریخ خمیس)

اسی ۳۲ھ مین حضرت عبداللہ بن زید بن عبد ربہ نے انتقال فرمایا۔ انھون نے خواب مین اذان دیکھی تھی اور کلمات اذان خواب ہی مین یاد کر لئے تھے اور جناب رسول خدا کی خدمت مین عرض کئے۔ انکی تائید اور صحابہ نے بھی کی اور بعضون نے اسی طرح کا خواب دیکھنا بھی بیان کیا اسکے بعد بحکم نبوی پنجگانہ نماز کیواسطے اذان مقرر ہوئی۔ (ابن اثیر)

سنہ ۳۳ھ

اس سنہ مین جناب معاویہ رضؓ نے حصن المراۃ پر لشکرکشی کی۔ یہ مقام مضافات روم مین متصل ملطیہ کے واقع ہے۔

اہل افریقہ نے پھر اسی سنہ مین بغاوت کی اور عبداللہ بن سعد نے اونپر لشکرکشی کرکے اونکی بدعہدی کا مزہ چکھایا۔

احنفؓ جانب خراسان روانہ ہوے اور مرو روذ۔ مرو شاہجہان کو فتح کرلیا۔

ایک روایت مین ہے کہ عبداللہ بن عامر اسی سنہ مین نیشاپور گیۓ اور اوسکو فتح کیا۔

آغاز فتنہ و فساد و اخراج اہل کوفہ جانب شام و حمص

جناب عثمان رضؓ کے عہد خلافت مین جو حوادث واقع ہوے اونمین سے ایک

ولید بن عقبہ کی معزولی ہے جسکا بیان سابق مین گذر چکا ہے کہ وہ بجرم شرابخواری معزول کیئے گئے اور اونکی جگہہ سعید بن العاص مامور ہوے۔ حضرت سعید نے کوفہ پہونچکر رؤسائے شہر اور اہل قادسیہ سے ایسے مراسم بڑہائے کہ مالک بن کعب ارجبی۔ اسود بن یزید علقمہ بن قیس نخعی۔ ثابت بن قیس ہمدانی۔ جندب بن زہیر غامدی۔ جندب بن کعب ازدی۔ عروہ بن جعد۔ عمرو بن حمق خزاعی۔ صعصعہ و زید پسران صوحان۔ ابن الکوا۔ کمیل بن زیاد۔ عمیر بن صنابی۔ طلیحہ بن خویلد۔ وغیرہم راتون کو لوگونکے انساب اور عرب و اسلام کے ایام واخبار کے تذکرے اور باہم ہنسی مذاق کرنے کیلئے سعید کی صحبت مین حاضر ہوا کرتے تھے۔ اکثر ہنسی مذاق ہوتے ہوتے نوبت طعن و تشنیع وسخت کلامی کی پہونچ جاتی تہی۔ ایک روز اتفاق سے سعید نے اثنار کلام مین کہا۔ یہہ ملک قریش کا باغ ہے۔ اشتر نخعی نے جواب دیا۔ جس سواد کو اللہ تعالےٰ نے ہماری تلوارونکے زور سے عنایت فرمایا ہے آپ اوسکو اپنا اور اپنی قوم کا باغ و سیرگاہ خیال کرتے ہین؟ اشتر کے اس کلام سے اور حاضرین جلسہ بہی کچہ کہنے لگے۔ عبدالرحمن اسدی (سعید بن العاص کے پولیس افسر) نے ان لوگونکو فضول بکواس و شوروغل سے روکا اور سختی سے پیش آے۔ اہل جلسہ اونپر ٹوٹ پڑے اور اسقدر مارا کہ وہ بیہوش ہوگئے۔ اس واقعہ کے بعد سعید نے دربان مقرر کردیا اور وہ رات کی نشست اور جلسہ قصہ وحکایات موقوف ہوگیا۔ لوگون مین اسبات سے ناراضگی پیدا ہوئی۔ جہان کہین راستہ بازار مین ان لوگونمین سے دوچار آدمی جمع ہوجاتے جناب عثمانؓ اور سعید کی برائیان اور عیب گوئی کرتے عوام اور بازاریونکا ایک گروہ انکے پاس جمع ہوجاتا تہا۔ حضرت سعید اور اکثر اہل کوفہ نے جوانکے موافق تھے اس گروہ کے شہر بدر کرنکی

بابت جناب عثمانؓ کی خدمت مین لکھا۔ وہان سے حکم آیا کہ انکو معاویہ کے پاس شام مین بھیجدو۔ جناب معاویہؓ کو یہہ لکھا گیا کہ چند لوگ جو فتنہ و فساد کے لئے مخلوق ہوے ہین تمھارے پاس بھیجے جاتے ہین تم انکی نگرانی اور اصلاح کرو۔ اگر وہ اصلاح پذیر ہو جاوین تو فہو المراد انکو اپنے پاس رکھنا اور اگر وہ تمکو عاجز کردین اور نیکروی نہ اختیار کرین تو انکو میرے پاس بھیجدینا۔ سعید نے یہہ حکم پاکران مفسدونکو جانب شام روانہ کردیا۔ یہہ لوگ حضرت معاویہؓ کی خدمت مین پہونچے۔ آپ نہایت اعزاز و حرمت سے پیش آے اور جو وظائف و تنخواہین انکو عراق مین ملتی تہین جاری رکھین۔ دو وقت اپنے ساتھہ دسترخوان پر بیٹھا کر کھانا کھلاتے تھے اور ہر طرح انکی خاطر و تواضع کرتے تاکہ یہ لوگ راہ راست پر آجاوین اور کجروی و گمراہی کو ترک کردین۔ بعد اسکے جناب معاویہؓ نے انکو بہت کچہہ سمجھایا مگر وہ راہ راست پر نہ آسے آخر نا امید ہو کر آپنے انکو شام سے چلے جانے کو کہا۔ یہ لوگ بقصد جزیرہ روانہ ہوے۔ راہ مین حمص پر گذر ہوا حضرت عبدالرحمن بن خالدؓ بن ولید نے انکو اپنی محفل مین بلایا اور انکے ساتھہ ایسا برتاؤ کیا کہ یہہ لوگ انسے ڈرنے لگے اور خواہش کی کہ ہم اپنے اقوال سے رجوع کرتے ہین اور اللہ تعالیٰ کے سامنے توبہ کرتے ہین۔ عبدالرحمن رضؓ نے انکو اجازت دی کہ جہان چاہین وہان رہین۔ (ابن خلدون)

ایک روایت مین قصہ سعید و اہل کوفہ اس طرح مذکور ہے کہ ۳۰ھ مین کسی بات پر سعید بن العاص و مالک اشتر نخعی سے حجت و تکرار ہوئی۔ نوبت یہان تک پہونچی کہ سعید نے مالک کو عین مجلس مین اسقدر گھونسے اور مکے اور لاتین مارین کہ وہ بیہوش ہو گئے اسی حال مین لوگ انکو گہر اوٹھا لیگئے اور سعید کی یہہ حرکت جملہ اشراف و اعیان کوفہ کو

ناگوار گذری اور دن بدن سعید کی طرف سے کشیدہ خاطر ہوتے گئے اور اونکی طرف سے برائیان اونکے دلونمین جم گئین - دراصل واقعہ یہہ ہے کہ ولید بن عقبہ نے کچھ اس طرح سے اہل کوفہ کو ملار کہا تہا کہ سب لوگ خواہ مخواہ اونکے گرویدہ و دوست جان نثار ہوگئے - ولید کی معزولی اور سعید کی تقرری یہہ ایک ایسا امر تہا کہ جس کو اہل کوفہ نے بطیب خاطر گوارا نہ کیا تہا - ولید مین اگر نقص تہا تو یہی کہ علت شرابخواری مین بدنام ہوگئے تہے جسکی وجہ سے محتاط اور اہل تقویٰ لوگونکو انسے نفرت ہوگئی تہی باقی عوام رعایا انکے اخلاق و عادات اور حسن سلوک سے راضی و خوشنود تہی قبل اسکے کہ ولید بن عقبہ شرابخواری کی علت مین بدنام ہون جملہ رؤسا کوفہ انکے پاس آتے جاتے تہے - ایک مدت تک نہایت بے تکلفی سے یہ مراسم دوستانہ رہے - ولید نے اذن عام دیدیا تہا - جو شخص جسوقت چاہتا انسے ملتا اور اپنی حاجت و مراد پاتا تہا - سعید نے کوفہ مین پہونچتے ہی اول منبر کو دہلوایا اور ولید کو مجمع عام مین برا کہا - لوگ جو ولید کے دوست تہے وہ اس حرکت پر ناخوش ہوے - ابتدای خصومت یہی ہوئی سعید چونکہ نہایت محتاط تہے مقدمات و معاملات مین کسیکی طرفداری نہ کرتے تہے اور حق پر فیصلہ کیا کرتے تہے اسلئے انہون نے اپنے محل پر پہرہ قائم کر دیا کہ کوئی بلا اجازت انسے نہ مل سکتا تہا - عام طور پر لوگونسے ملنا بہی اختیار نہ کیا - اسوجہ سے اعیان کوفہ اور بہی سعید سے دلی کدورت رکہنے لگے اوسپر طرہ یہہ ہوا کہ مالک اشتر کو عام جلسہ مین ذلت دی - سرداران کوفہ کو اور بہی زیادہ رنجش سعید سے ہوگئی - منجملہ اکابر کوفہ ثابت بن قیس نخعی - زید بن صوحان عبدی - جندب بن کعب ازدی - عروہ بن جعد - عمرو بن الحمق خزاعی - مجلسونمین برملا سعید کو برے الفاظ سے یاد کرتے تہے اور لوگونکی نظرونمین اونکو خوار و ذلیل کرتے تہے -

بعض اوقات سعید کے ساتھہ جناب عثمانؓ کی شان مین بھی بے ادبانہ پیش آتی تھے۔ ہر شب
ان لوگونکا ایک جگہہ جماؤ ہوتا تھا اور اوس مجمع مین بجز اہانت سعید و بے ادبی جناب
عثمانؓ اور کچھہ تذکرہ نہ تھا۔ ایک شب سعید کو خبر لگی کہ فلان مقام پر فلان فلان اشخاص
اوباشانہ وضع مین فضول بکواس مین مبتلا ہین۔ سعید نے اپنے اردلی کے چوبدار کو
اوس مجمع مین بہیجا تاکہ اوس جلسہ کو درہم برہم کر آوے۔ چوبدار بے دھڑک مجمع مین گہس
گیا۔ اشراف کوفہ اوسکی اس جرأت اور بلا اجازت آنے پر ناخوش ہوے اور اپنے نوکرونکو
حکم دیا کہ چوبدار کو قرار واقعی سزا دیکر نکال دین۔ نوکر چاکر اپنے آقاؤن کا حکم بجا لاے
اور چوبدار کی خوب مرمت کی یہان تک کہ وہ دیر تک بیہوش پڑا رہا جب ذرا سنبھلا
گرتا پڑتا سعید تک پہونچا اور تمام حال بیان کیا۔ سعید نے اہل کوفہ کی شکایت مین عرضی
بخدمت جناب عثمانؓ روانہ کی اور اوسمین یہہ سب واقعات لکھہ دئے۔ وہان سے حکم
ہوا کہ جو لوگ مجرم و خطاکار ہین اونکو فوج شام مین بھرتی کردو وہ چاہے پسند کرین
یا ناپسند جبراً فوج شام مین بھیجدو۔ حضرت سعید نے حکم کی تعمیل کی اور رؤسا نامی اہل کوفہ
کو لشکر شام مین نامزد کرکے حضرت معاویہؓ کے پاس بھیجدیا۔ چونکہ اہل کوفہ بانی فساد تھی
یہان حضرت معاویہؓ سے بھی بگاڑ ہوا اور انسے بالمشافہ گفتگو خلاف رتبہ منصب اپنے
کرنے لگے۔ حضرت معاویہؓ نے انکی شکایت مین جناب عثمانؓ کو لکھا۔ "اہل کوفہ عجب طرح کی
آدمی ہین نہ انکا کوئی مذہب ہے نہ انمین مروت۔ انکے ساتھہ گذر کرنا بہت مشکل ہے۔
آیندہ حضور کا حکم جیسا ارشاد ہو ہمکو اوسکی تعمیل مین دریغ نہین" جناب عثمانؓ نے جواب
اسکے حضرت معاویہ کو لکھا۔ "اہل کوفہ کو بمقام حمص عبدالرحمن بن خالد کے پاس بھیجدو۔
وہ حکمت عملی سے انکو درست کر دینگے اور یہہ لوگ راہ پر آجاوینگے" حضرت معاویہؓ نے

یہ حکم پاکر سرداران کوفہ کو عبد الرحمن کے پاس روانہ کیا اور اپنا پیچھا چھوڑایا۔ اب یہہ لوگ مسافت طے کرکے حمص پہونچے مگر عبد الرحمن رض نے ایک ماہ تک کسیکو اپنے پاس آنے دیا نہ کسی سے کوئی بات نصیحۃً کہی اور جناب عثمان رض کو لکھا۔ ان من لا یصلحہ الخیر یصلحہ اللّٰہ۔ جسکو نیکی و بھلائی درست نہ کرے اوسکی اصلاح بدی اور برائی ہی سے ہوگی۔

ہرکجا داغ بایدت فرمود	چون تو مرہم نہی ندارد سود

اگر ارشاد عالی ہو تو مین کوفیونکے ساتھہ ویسا برتاؤ کرون جسکے لائق یہہ لوگ ہین۔ جناب عثمان رض نے جواب دیا۔ جس طرح ممکن ہو انکو درست کرو۔ یہہ حکم پاکر حضرت عبد الرحمن نے بعد ایک ماہ کے رؤسا کوفہ کو اپنے دربار مین بُلایا مگر بیٹھنے کی اجازت نہ دی اور نہ کسی سے ایک بات تک کی۔ مالک اشتر اور اونکے یار و اصحاب کچھہ دیر تک عبد الرحمن کے سامنے کہڑے رہے پھر اپنے اپنے مقام پر واپس آے۔ روزانہ انکی حاضر باشی کا یہی طریق رہا۔ بالآخر جب اہل کوفہ تنگ آگئے عبد الرحمن سے اجازت چاہی کہ حمص سے باہر ہو آئین۔ حضرت عبد الرحمن نے سب کو رخصت کیا۔ تمام اہل کوفہ حمص سے کوفہ چلے آے۔ صرف مالک اشتر حمص مین مقیم رہے۔ (روضۃ الصفا)

بعض مورخین نے قصہ ہذا کو کسیقدر تغیر و اختلاف سے اس طرح بیان کیا ہے کہ جب سعید بن العاص بجاے ولید بن عقبہ کے حاکم ہوکر کوفہ مین آے تو انہون نے سب سے اول جو کام کیا وہ یہہ ہے کہ ممبر کو دُہلوایا کیونکہ یہہ شرابی کی نشست گاہ ہے۔ اسپر چند اشخاص بنی امیہ مین سے جو ولید کے طرفدار تھے متعرض ہوے مگر سعید نے کسیکا کہنا نہ مانا۔ سعید نے شریف اور ممتاز و معززین اشخاص کو اپنے دربار مین دخل دیا۔ انکی

درباری لوگوںمین سے اہل قادسیہ اور قرار کوفہ ہین۔ یہہ لوگ انکے ہم صحبت اور راے ومشورہ مین شریک تھے اور انکو اجازت عام تھی کہ وقت بیوقت جب چاہین سعید سے ملین۔ انکے علاوہ دیگر اشخاص سے دربار عام کے وقت ملاقات کرتے تھے۔ ولید کے زمانہ مین دار الخلافت پر کوئی پہرا چوکی نہ تہا جسوقت جسکا جی چاہتا اونسے ملتا۔ سعید نے اسکے خلاف کیا۔ علاوہ دربار کے اوقات کے باستثنار خواص اور کوئی بلا اجازت انسے نہ مل سکتا تہا۔

ایک روز کا واقعہ ہے کہ سعید کی صحبت مین چند اشخاص موجود تھے جنمین حبیش پدر عبد الرحمن اسدی بہی تہا ادہر ادہر کی باتین ہوتی رہین۔ حبیش بولے۔ طلحہ بن عبید اللہ بڑی خوبی کے آدمی ہین اور بڑے سخی ہین۔

سعید بن العاص۔ وہ اچہے تو نہین مگر ہان قابلیت اور لیاقت اسکی ہے کہ اچہے ہو جاوین۔ واللہ اگر مجہکو اونکی طرح فراغت ہوتی تو آپ لوگ دیکہتے کہ کس لطف وعیش سے زندگی بسر کرتا۔

عبد الرحمن بن حبیش۔ (حاضرین مین یہ جوان کم سن تھے۔ خوشامدانہ سعید کیجانب مخاطب ہوکر) واللہ میری تو یہی خواہش و آرزو ہے کہ تمام ملک و دولت آپ ہی کو ملجاوے اور شاہان عجم کا ملک جو فرات کے کنارہ اور کوفہ کے متصل ہے سب پر آپ مالک و متصرف ہو جاوین۔

جملہ حاضرین۔ خدا کرے تمہارا مُنہ پہوٹے ایسی بات کہتے ہو اور ہم سبکو غم مین ڈالتے ہو۔

حبیش پدر عبد الرحمن۔ صاحبو۔ یہہ نادان لڑکا ہے اسکی بات کا آپ لوگ خیال نکرین۔

حاضرین۔ یہہ تو سعید کے واسطے سارے ملک کی تمنا اور خواہش کرتا ہے۔

حبیش۔ آپ لوگون کے واسطے اوس سے دوچند کی خواہش رکھتا ہے۔

اتنے مین اشتر۔ جندب۔ ابن ذی الحنکہ۔ صعصعہ۔ ابن الکواء۔ کمیل۔ عمیر۔ یہہ سب لوگ عبدالرحمن پر ٹوٹ پڑے اور چارون طرف سے لات مکے اوس بیچارہ پر پڑنے لگے۔ حبیش اپنے بیٹے کی حمایت کو اوٹھے۔ باپ بیٹے دونون اسقدر پیٹے گئے کہ بیہوش ہو گئے۔ سعید لوگونکو منع کرتے اور قسمین دلاتے تھے کہ اس حرکت سے باز رہین مگر کسی نے انکا کہا نہ مانا جب تلک کہ عبدالرحمن اور اونکے باپ کو ادہموا نہ کر دیا۔ اس ہنگامہ کی خبر بنو اسد کو پہونچی۔ سب کے سب دوڑ پڑے۔ انہین طلحہؓ بہی تھے اور محل کو گھیر لیا قریب تہا کشت وخون کا بازار گرم ہو اور تلوار حکم بنکر فیصلہ کرے کہ سعید بن العاص نے لوگونکو بہت کچہہ فہمائش کی اور کہا۔ ''اے لوگو۔ خداوند تعالیٰ نے تمکو آرام وعافیت نصیب فرمائی ہے اگر باہم نزاع وفساد کروگے واللہ باللہ یہہ نعمت تم سے سلب کر لی جائیگی،، غرضکہ سعید کے دباؤ اور زبانی نصیحت وفہمائش سے لوگ فتنہ وفساد سے باز رہے وہ دونون باپ بیٹے جب ہوش مین آے کہنے لگے کہ ہم آپکی طرف سے لڑے اور یہہ نوبت ہماری ہوئی۔ سعید نے کہا خبردار اب کبہی ہمارے پاس نہ آنا اپنی زبان روکے رہنا اور خبردار خبردار لوگونکو اس قسم کی باتین کرکے نہ لگاڑنا۔ یہ دونون اپنے گہر چلے گئے اور انکے طرفدار انکے ساتہہ ہوکر سعید کی برائیان کرنے لگے اور جناب عثمانؓ کی شان مین بہی الفاظ رکیک اور نامناسب کہنے لگے۔

بعد اسکے اشتر نخعی والا قصہ کسیقدر اختلاف کے ساتہہ جسمین کچہہ وضاحت بہی ہے اس طرح بیان کیا ہے کہ سعید بن العاص رات کو جلسہ صحبت کرتے تہے اس جلسہ مین

معززین اہل کوفہ آتے تھے اور سب قسم کی باتین ہوا کرتی تہین۔ ایک شب کا واقعہ ہے
کہ منجملہ دیگر شرفار کوفہ مالک بن کعب۔ اسود بن یزید نخعی۔ علقمہ بن قیس نخعی۔ مالک اشتر وغیرہ
بہی تھے اور ہر طرح کی گفتگو ہو رہی تھی اثنار کلام مین سعید بن العاص بولے۔ یہہ ملک
تو ہم لوگون اہل قریش کا باغ و نزہت گاہ ہے۔ اشتر نخعی نے کہا۔ کیا آپکا خیال ہے کہ
جو ملک خداوند تعالٰے نے ہمارے ہاتھون ہماری تلوارونکے زور سے۔ ہم لوگونکی
محنت و جانفشانی سے فتح کرایا ہے وہ آپکا باغ اور آپکی قوم کی سیرگاہ ہے۔ نہین کبہی نہین
ہم لوگون نے جب اپنی جانین کہپادین تب جاکر یہہ ملک مسلمانونکے ہاتہہ آے ہین۔
حاضرین جلسہ مین سے دیگر اشخاص بہی انکے اس بیان کے مؤید ہوے یہانتک کہ
غل و شور بلند ہوا۔ عبدالرحمن اسدی سے جو سعید کے کوتوال تھے ضبط نہوا۔ علاوہ
برین نوعمر۔ جوان آدمی تھے غصہ مین آکر بول اوٹھے "آپ لوگ خلاف ادب اپنے امیر
کی بات کا جواب دیتے ہین اور کچہہ بہی اونکا پاس و لحاظ نہین کرتے" عبدالرحمن کا یہہ
کہنا تہا کہ لوگون نے ہنگامہ قایم کر دیا۔ اشتر نخعی نے اپنے ساتھیونکو للکار کر کہا "خبردار
یہی موقع ہے۔ ایسے وقت یہہ شخص تم لوگون کے ہاتہہ سے بے داغ بچکر نہ نکلنے پاوے"
انکا یہہ کہنا تہا کہ لوگ عبدالرحمن پر ٹوٹ پڑے اور اونپر چارون طرف کی مار پڑنے لگی
یہانتک کہ وہ بیہوش ہو گئے۔ جب لوگون نے چھوڑا۔ پہر اونکا پانون پکڑکر محفل سے
باہر لے آے اور پانی چہڑکا۔ دیر کے بعد اونکے ہوش و حواس درست ہوے۔ سعید نے
اوس جلسہ مین لوگونسے کہہ دیا کہ خبردار آج سے کوئی میرے یہان نہ آے۔ دوسرے
دن سے رات کی نشست اور یہہ جلسہ بالکل موقوف کر دیا۔ اسکے بعد یہہ لوگ اپنے اپنے
گہرونپر راتونکو نشست کرتے اور جلسے کیا کرتے تھے۔ اون جلسونمین جناب عثمانؓ اور سعید کی

بُرائیان ہوا کرتی تہین اسکے سوا کچہہ اور تذکرہ نہ ہوتا تہا۔ رفتہ رفتہ ان لوگونکی ایک مجدا کمیٹی ہوگئی اور روز بروز لوگ اس مین شرکت کرنے لگے۔ حضرت سعید بن العاص نے یہہ حال جناب عثمان رض کی خدمت مین لکہہ بہیجا۔ بعض اشراف کوفہ کی طرف سے بہی جو سعید کے موافق تہے ایک معروضہ جناب عثمان رض کیخدمت مین گیا۔ جناب عثمان رض نے حکم دیا کہ جو لوگ مفسد و فتنہ پرداز ہین کوفہ سے نکال دئے جاوین اور ان لوگونکو بمقام شام معاویہ رض کے پاس بہیجدو۔ ایک پروانہ حضرت معاویہ رض کے نام اس مضمون کا روانہ فرمایا۔ اہل کوفہ جو کہ سراسر فتنہ و فساد ہین جنکے تمام افعال شرارت آمیز اور حرکات فتنہ انگیز ہین تمہاری پاس آتے ہین تم انپر بزور حکومت اپنا رعب قایم کرو اور حرکات ناشائستہ اور مسلمانون مین نزاع و خلاف ڈالنے سے منع کرو اگر راہ راست پر آجاوین اور اپنے حرکات سے باز رہین تو فبہا انکے ساتہہ حسن سلوک پیش آؤ ورنہ میرے پاس روانہ کردینا۔

حضرت سعید نے ایک جلسہ عام کرکے حکم جناب امیر المومنین عثمان رض سے تمام اہل کوفہ کو اطلاع دی اور ان سب کو شام مین بہیجدیا۔ جناب معاویہ رض نے انکو کنیسہ مریم مین اوتارا اور علی قدر مراتب جسقدر جسکا وظیفہ روزینہ عراق مین مقرر تہا یہان بہی جاری رکہا۔ ہر طرح انکے رتبہ و عزت کا پاس بلحوظ خاطر تہا صبح و شام حضرت معاویہ رض ان لوگونکے ساتہہ کہانا کہاتے اور مراتب دلجوئی اور خاطر داری مین کسی طرح کوتاہی نہ کرتے تہے۔ اس طرح کچہہ دن گذر گئے۔ ایک روز جناب معاویہ رض نے ان لوگونسے نصیحۃً کہا۔ تم لوگ قوم عرب ہو۔ خدا نے تمکو بزرگ کیا ہے۔ تمہاری زبان سب بانون مین فصیح ہے۔ خدائے تعالیٰ نے تمکو ایک بڑا گروہ بنادیا۔ اسلام کی دولت سب پر غالب آئی۔ اسکے بدولت تمنے شرافت پائی اور تمام قومونپر غلبہ حاصل کیا۔ اونکی زمین و جائداد تمہارے قبضہ و قدرت مین آگئی۔

جبکہ اللہ تعالیٰ نے تمکو محض اپنے کرم سے یہہ عزت و وجاہت و شرافت نسب عطا فرمائی تو ایسی حالت مین تم لوگونسے کوئی بات خلاف وضع اہل مروت و شرافت ظاہر ہونا نہایت ہی بدنما ہے مین نے سنا ہے کہ تم لوگ قریش کو بُرا کہتے ہو اور اونکی بزرگی و فضیلت کا تمکو انکار ہے حالانکہ قریش ہی کی بدولت یہہ ساری عزت و شرافت تمنے پائی ہے اگر آج قریش تمہارے ناصر و مددگار نہ ہوتے تو تم بالکل خوار و بے اعتبار دنیا مین نظر آتے۔ تمہارے امام تمہارے واسطے سپر ہین۔ وقت پر تمہاری جان و مال و آبرو کے محافظ ہین۔ تمکو اپنے اماموں کے خلاف نہ کرنا چاہیئے۔ وہ لوگ تمہارے ظلم و جفا کی برداشت اور تمہاری ایذا پر تحمل کرتے ہین سارا بوجہہ تم لوگونکے سر پر اوٹھاتے ہین۔ واللہ باللہ اگر تم اس سے باز آؤ گے تو تمہارے حق مین بہتر ہوگا ورنہ یاد رکھو کہ اسکا نتیجہ اچھا نہین۔ خدا ئے حکیم۔ دانا و بینا۔ منتقم حقیقی ہے۔ تمکو تمہارے اس کفران نعمت کی سزا دے گا اور سخت مصیبت مین ڈالیگا اور انکی جگہہ کوئی ایسا حاکم مسلط کریگا جو تمکو تمہاری ان نافرمانیوں اور سرکشی کا مزہ خوب چکھائیگا اور تم اوسکے برداشت کرنی پر مجبور ہوگے حالانکہ وہ تمہارے حق مین بہتر اور پسندیدہ نہ ہوگا۔ تمہاری بدولت جو تمام غریب و بیکس رعایا پر مصیبت و بلا نازل ہوگی اوسکا بہل یہان زندگانی دنیا مین بہی اور بعد موت کے بہی دار الجزا مین بخوبی پاؤ گے۔

چراغمرے بغفلت میگذاری	بیا حافظ بہ پند تلخ کن گوش

اس تقریر نصیحت آمیز کے جواب مین کوفیون نے جو کچہہ کہا یہہ تہا جو ایک شخص صعصعہ نامی نے اونمین سے دیا۔ آپنے قریش کا نام لیا تو کیا مضائقہ ہے تمام اہل عرب قریش تو ہین نہین بلکہ انکے سوا اور قبائل بہی نامی و مشہور ہین۔ زمانہ جاہلیت مین بہی انسے بڑہکر اور قبائل

شہ زور اور قوی گذرے ہین۔ ہمکو قریش کا کیا خوف ہے ہم لوگ کچھہ انسے کمزور ہین یا کسی بات مین کم ہین؟ باقی رہا یہہ امر کہ اسوقت قریش مین امارت ہے اور وہ ہمارے جای پناہ وسپر ہین اسکی بہی ہمکو پرواہ نہین۔ اگر امین شکستگی آجائیگی تو ہمارا کیا بگڑیگا۔ ہم خود سینہ سپر ہوجاوینگے حکومت وریاست ہماری ہی ہوگی۔ دوسری قوم اس امر مین ہماری مزاحم نہوگی

ندارم منت از کس منتِ بازوئے خود دارم		چو مروارید آب روئی خود در جوئے خود دارم

حضرت معاویہ نے یہ سنکر فرمایا۔ اب مجھکو معلوم ہوگیا حقیقت حال ظاہر ہوگئی اور جس وجہ سے تم بہک گئے ہو وہ مین خوب سمجھہ گیا۔

کلفت طبع ندارند نہان صاف دلان		درد در شیشۂ شفاف نمایان باشد

یہہ تمہاری نافہمی اور تمہاری کم عقلی ہے جو تم کو برباد کردیگی۔ تم تو اپنی قوم مین بڑے گویا عقیل خطیب ہو۔ پہر ایسی بات کہتے ہو مجھکو تمہاری اس سمجھہ بوجھہ پر سخت تعجب ہے اس وقت کی تمہاری گفتگو بالکل عقل کے خلاف ہے۔ مین تو اسلام کی عظمت وجلالت بیان کرتا ہون اور تم اوسکے مقابل مین زمانہ جاہلیت کا ذکر کرتے ہو۔ واہ واہ۔ اچھی عقل وتمیز ہے۔ خوب نام ڈبویا۔ اب کان لگاکر میری بات سنو اور میرا کہا مانو اور سمجھو۔

در آفت خانۂ دنیا لباس خاکساری کن		زمین بودن سپر باشد بلائے آسمانی را

جن لوگون نے تم کو بڑا سمجھا یا عزت وعظمت دی ہے وہ قوم خوار ورسوا ہوگی۔ مجھکو گمان ہے کہ تمہارے نزدیک قریش کی یہ عزت زمانہ جاہلیت اور اسلام مین محض خداداد ہے انکو ذاتی شرافت باعتبار کثرت جماعت کے یا قوت شجاعت کے نہین۔ مین تسلیم کرتا ہون مگر صرف اسقدر نہین جیسا کہ تمہارا خیال ہے بلکہ قریش قوم عرب مین حسب ونسب کے اعتبار سے ممتاز ہین مروت ومردانگی مین کامل ہین۔ باقی رہی انکی شجاعت۔ یہ بہی

ظاہر ہے کہ انمین روزخانہ جنگیان رہتی تہین اور ایک دوسرے کے خون کے پیاسے رہا کرتے تہے۔ اللہ تعالی نے دین اسلام کی برکت سے اسلامی اخوت اور ہمدردی انمین پیدا کرکے سب کو ایک کردیا اور بمقام حرم مین انکو ٹہکانا دیا اور یہہ ہر طرح محفوظ رہے جبکہ انکے گرد ونواح مین لوٹ مار کا وہ بازار گرم تہا کہ الامان والحفیظ۔ کوئی عربی یا عجمی حبشی یا ترکی ایسا ہے جسکو اللہ تعالی نے یہہ کرامتین عطا فرمائی ہون کسی شخص نے اس بزرگ قوم کو ذلت وخواری دینا چاہا مگر کہ وہ اپنے بغض وعداوت رکہنے اور انکی بدولت اپنی سزا کو پہونچ گیا ہوگا کسی نے قریش کے ساتہہ مکر وفریب نہ کیا ہوگا مگر خدائے قادر وتوانا نے اوسکو اوسکے منہ کے بل ضرور زمین پر ڈالا ہوگا جب خداوند تعالی نے چاہا کہ اوسکے دین برحق کے پیرو دنیا کی خواری اور ذلت اور آخرت کی رسوائی اور فضیحت سے محفوظ رہین تو اوس رحیم وکریم نے اپنی کمال رحمت وشفقت سے اپنی مخلوقات مین سے بہتر وپسندیدہ شخص کو انتخاب کیا اور اوسکے یار واصحاب بہی پیدا کیے وہ شخص بہی قریش مین ہوا (یعنی جناب رسالتمآب صلعم) اور اس ملک وسلطنت اسلامی کی بنا اسی قوم قریش پر کی اور خلافت بہی انہین مین رکہی۔ اب قریش کے سوا کون اسکا اہل ہے اور کس کا منہ ہے جو خلافت کی خواہش مین ایک کلمہ بہی زبان سے نکالے خداوند تعالی نے قریش کو زمانہ جاہلیت مین محفوظ رکہا اور اونکو ہر طرح عزت دی اب تمہارا خیال ہے کہ وہ خدا کے دین پر ہوکر عزت والے نہ رہینگے۔ افسوس ہے تمپر اور تمہارے ساتہیون ہواخواہون پر جو قریش کو اپنے سے کم اور ذلیل سمجہتے ہو اور اے صعصعہ۔ تمہاری حقیقت تو سب پر ظاہر ہے کون نہین جانتا کہ تمہارا قریہ اور بستی سب آبادیون مین بدتر ہے۔ اوسکے گہر نہایت سڑے ہوے بدبودار ہین۔ اوس ملک کی

نہرین اور نالے نہایت نشیب مین اور عمیق واقع ہوے ہین - تمہارے گانون کے
ہمسایہ نہایت ہی خراب اور شریر ہین اونین کوئی شریف نام کو نہین اور اون ملکو نکے
رہنے والون پر ہمیشہ لعنت برستی رہی اور قوم عرب مین سب سے بڑے لقب تمہاری قوم
کو ملے - تم لوگونکی خویشی اور پیوندی بہی کمینی قوم مین ہے - تمکو عربی کہنا بہی نازیبا
ہے تم تو فارس کے پڑوسی ہو اور اونہین کے مطیع و فرمانبردار - جب تمکو دعوت اسلام
پہونچی تم بحرین مین کب تھے کہ اہل بحرین کے ساتھہ قبول دعوت مین شریک ہوتے -
تم تو اپنی قوم مین بہی ذلیل وخوار رہے - آب آج کے دن اسلام نے تمکو مرد میدان بنا دیا
اور انسانون مین شمار کرا دیا تو لگے اونہین لوگون پر حملہ کرنے جنکی بدولت اسلام نصیب ہوا -
اب اسلام کا دعوی کر کے خدا کے دین مین کجروی اختیار کرتے ہو اور ذلت وخواری
کے خواہان ہو - قریش کو تمہاری اس شرارت سے کچھہ نقصان نہین - نہ تمہاری توہین
کرنے سے قریش کی اہانت ہو سکتی ہے - قریش کے ذمہ جو کچھہ ہے اوسکے ادا کرنے
اور پہونچانے سے تم ہرگز اونکو روک نہین سکتے - شیطان تمسے غافل نہین تمہاری
تاک مین لگا ہے جب تمکو شر مین مبتلا پایا تمہارے بدولت اور لوگونکو بہی بہکایا - اب
وہ تمکو پچھاڑنے ہی والا ہے یہہ بات بہی یاد رکھو کہ برائی کر کے نیکی نہ پاؤگے - برے
کام سے برا ہی نتیجہ پیدا ہوگا بلکہ اوس سے بہی بدتر اور خوارتر ثمرہ پاؤگے -

گندم از گندم بروید جو ز جو	از مکافات عمل غافل مشو

حضرت معاویہؓ کوفیون کو یہہ گفتگوئے نصیحت آمیز سنا کر اونکے پاس سے چلے گئے
حضرت معاویہؓ کی اس تقریر سے اتنا اثر تو ضرور ہوا کہ ان سب کی ہمتین پست پڑ گئین اور
دل مین اپنے قصور پر معترف ہوئے اسکے بعد پہر معاویہؓ انسے ملے اور کہا مین تمکو اجازت دیتا ہون

کہ جہان تمہارا جی چاہے چلے جاؤ تم لوگونسے کسیکا نہ نفع ہے نہ نقصان بلکہ تمہارا ہی فائدہ ہے۔ تمہاری نجات اسمین ہے کہ جماعت مسلمانونکے خلاف ایک قدم نہ چلو اور عوام الناس کو دیکھکر اترانجاؤ۔ کیونکہ نیک اور پسندیدہ لوگ اتراتے نہین۔

ہنرے دیگران ندیدن عیب		دیدن عیب خویشتن ہنر است	

اب تم جس طرف تمہارا دل چاہے چلے جاؤ۔ مین جناب عثمانؓ کی خدمت مین تم لوگونکے بارہ مین لکھہ دونگا۔ کوفی یہہ کلام جناب معاویہؓ کا سنکر شام سے چلے جانے پر آمادہ ہوے اور سامان سفر درست کرکے حضرت معاویہؓ سے رخصت ہوکر چل دیے آپنے پھر اونکو بلا کر کہا مین تمسے پھر دوبارہ کہتا ہون کہ جناب رسول خدا صلعم گناہ صغیرہ وکبیرہ سے معصوم تھے خطا پر قائم نہین رہتے تھے اونہون نے مجھکو حاکم بنایا۔ بعد آپکے جناب ابوبکر صدیقؓ خلیفہ ہوے اونکے عہد مین بھی حاکم رہا پھر جناب عمرؓ خلیفہ ہوے اونہون نے بھی مجھکو حکومت پر قائم رکھا اب جناب عثمانؓ کا زمانہ آیا ہے اونکے وقت مین بھی مین حاکم ہون اور جس صاحب نے مجھکو حکومت دی وہ صاحب مجھسے راضی وخوش رہے۔ جناب رسول خداؐ نے عمل اور حکومت کے واسطے نیک اشخاص مسلمانونمین سے تلاش کرکے مقرر فرمائے اور خداوند تعالیٰ کو ہر طرح غلبہ ہے اور عوض لینے پر قادر ہے۔ جو خدا سے داؤن چلتا ہے خدا اوس سے داؤن کرتا ہے۔ جو تمہارے دل مین نہین اوسکے خلاف ظاہر نہ کرو کیونکہ خداوند تعالیٰ بغیر امتحان لئے تم کو نہ چھوڑے گا اور تمہارے دلی اسرار لوگونپر ظاہر کردے گا۔ بعد اسکے کوفی حضرت معاویہؓ سے رخصت ہوے اور باہم یہ صلاح ہوئی کہ اگر اب کوفہ چلین گے تو مخالفونکو ہمپر ہنسی کا موقع ملیگا اسلئے مناسب یہ ہے کہ کسی جزیرہ کو چلین۔

جناب معاویہ رضؓ نے حضرت عثمان غنیؓ کی خدمت مین اطلاعاً لکھہ بہیجا کہ میرے پاس کوفہ سے ایسے لوگ آے ہین جنکو عقل بالکل نہین جنکا کوئی دین و مذہب نہین۔ عدل و انصاف سے بہاگتے ہین کسی عمل سے خدا کا قرب اور اوسکی رضا نہین چاہتے۔ کوئی دعوی اونکا مدلل حجت کے ساتھہ نہین ہوتا۔ بس انکی نیت یہی ہے کہ لوگو مین فتنہ و فساد پہیل جاے اور اہل ذمہ کے مال خود کہا کر صاف کر ڈالین۔ خداوند تعالی ان لوگونکو ضرور آزمائیگا پہر انکو خوار و ذلیل بہی کریگا۔

حمص مین حضرت عبدالرحمن بن خالد بن الولید حاکم تہے انکو فیمونکی خبر لگی کہ کوفہ سے حضرت معاویہ رضؓ کے پاس آے اور اب وہان سے بہی نکلکر دوسری جگہہ جانیوالے ہین انہون نے ان سب کو اپنے پاس بلالیا اور کہا۔ اے شیطان کے بہکانے کے آلات تمکو نہ مرحبا کہونگا اور نہ دعا نیک دونگا شیطان بیچارہ تو تمہارے آگے پریشان ہے اور تم خوش دل فراغ خاطر ہو۔ عبدالرحمن اگر تمکو ادب نہ دے تو خدا کے گہر نقصان پاوے اے لوگو۔ تم کیا بلا ہو اہل عرب ہو یا عجم۔ جو کچہہ معاویہؓ کو تمنے جواب دیا مجہکو وہ جواب نہ دینا مین خالد بن ولید کا بیٹا ہون۔ مین اوس شخص کا بیٹا ہون جسکو اہل عجم مان گئے اور اپنے سے زیادہ سخت سمجہا مین ردّت فنا کرنے والے کا بیٹا ہون۔ خدا کی قسم۔ اے صُعصعہ۔ اگر مجہکو معلوم ہو کہ میرے ہمراہیو مین سے کسی نے تمہاری ناک کچل ڈالی پہر تمکو غوطہ دیا۔ مین تمکو بہت دور اوڑا کر پہونچا دونگا۔ اور گہرے خندق مین گرا دونگا صعصعہ کو خطاب کرکے جو کہا اسکا مطلب یہہ تہا کہ اگر میرے ہمراہیون کے ساتھہ بہی تمنے کوئی بات خلاف ادب کی اور میرے ہمراہی نے اگرچہ اوسکا بدلہ تمسے لے لیا تاہم مین تمہارے ساتھہ سختی سے پیش آونگا۔

حضرت عبدالرحمن نے ایک ماہ کامل ان لوگونکو ٹہیرایا۔ جب خود کسی جگہہ باہر سوار ہوکر جاتے ان لوگونکو پیادہ یا اپنے ساتھہ لیجاتے۔ جب صعصعہ انکے روبرو آتے اونسے کہتے۔ اے ابن الخطیہ۔ کیا تم جانتے ہو کہ جسکو نیکی اور بھلائی نہ درست کرے اوس کی اصلاح برائی کے ساتھہ ہوتی ہے۔ کیا سبب ہے۔ کہ جو تمہاری وہ باتین جو سعید ور معاویہ کے حق مین تم کہتے تہے مین نہین سنتا۔ وہ لوگ جواب مین کہتے۔ ہم اپنے افعال سے توبہ کرتے ہین اور خدا کی طرف رجوع لاتے ہین ہم اپنے قصور سے باز آے آپ بہی ہمارا قصور معاف فرمایئے۔ آخر کو قی حضرت عبدالرحمن کے برتاؤ سے خوب ٹھیک ہوگئے یہانتک کہ عاجز آکر اپنی تقصیرات کا خود اعتراف کیا۔ معافی چاہی اور اکثر اوقات خواستگار عفو رہے یہان تک کہ عبدالرحمن نے کہا۔ تاب اللہ علیکم۔ خدا تمپر اپنی رحمت کے ساتھہ رجوع کرے۔ بعد اسکے اشتر نخعی کو جناب عثمان رض کی خدمت مین روانہ کیا۔ اشتر جناب عثمان رض کے سامنے اپنے افعال سے تائب و نادم ہوکر آے آپنے فرمایا۔ جہان تمہارا جی چاہے جاؤ۔ اشتر نے کہا۔ مین عبدالرحمن بن خالد کے پاس جاؤنگا۔ ارشاد ہوا تمکو اختیار ہے۔ اشتر مدینہ منورہ سے بمقام حمص عبدالرحمن کے پاس چلے آے۔

ایک روایت مین ہے کہ جب امیر معاویہ رض نے اہل کوفہ کو دوسرے دن بلاکر نصیحت کی تو یہہ بہی کہا قسم خدا کی مین نے تمسے وہ بات کی جو اولا اپنے نفس اور اپنے گھر والونکے واسطے گوارا کرلی ہے مین یہہ خوب جانتا ہون کہ میرے باپ ابوسفیان قریش مین شریف تہے اور شریف کے بیٹے تہے مگر جو شرافت خداوند تعالی نے اپنے نبی صلعم کو دی ور قریش مین سے اونکو منتخب کرلیا اور قوم قریش مین اونکو کریم وسخی اور بزرگ کیا وہ بات دوسرونمین کہان اور مین خیال کرتا ہون کہ اگر ابوسفیان کے اور لوگ نسل مین ہوتی

تو بڑے عاقل وہوشیار ہوتے اور یہہ بات دوسرے خاندان مین نہین صعصعہ نے کہا یہہ بات تو آپنے غلط کہی۔ انسانو مین تو ایک فرد انسانی وہی ہے جسکو خود خداوند تعالیٰ نے اپنی قدرت کے ہاتھون سے پیدا کیا اور اپنی روح اوسمین پہونکی پہر فرشتونکو حکم کیا کہ اوسکو سجدہ کرین اور لوگو مین تو نیک بہی ہین بد بہی ہین۔ احمق اور ہوشیار بہی ہین پہر حضرت معاویہؓ اس رات انکے پاس سے چلے گئے جب دوسری شب کو آے دیر تک اون سے باتین کین اور کہا۔

معاویہؓ۔ اے قوم۔ خیر و نیکی کی طرف رجوع کرو۔ گفتگوے لاحاصل سے خاموش رہو۔ اپنے دلو مین فکر و غور کرو اور جو امر تمہارے اور تمہارے اہل کیلیے مفید ہو اور سب مسلمانونکو فائدہ پہونچادے اوسکو تلاش کرو۔

صعصعہ۔ آپ اسکے اہل نہین ہین اور نہ آپ مین کوئی ایسی بزرگی ہے کہ ہم خواہ مخواہ حق و ناحق آپکی پیروی کرین۔ چاہے آپکی اطاعت مین خدا کی نافرمانی لازم آوے۔

معاویہؓ۔ کیا مین نے سب سے پیشتر تمکو خدا سے ڈرنے اور اوسکے رسول صلعم کی اطاعت کرنے کا حکم نہین کیا اور یہہ نہین کہا کہ سب ملکر خدا کی رسی کو مضبوط پکڑے رہو ایک دوسرے سے جدا ہوکر پہوٹ نہ ڈالو۔

اہل کوفہ۔ آپنے فرقت اور نفاق کی ہدایت کی اور جناب رسول خدا کے خلاف راستہ پر چلانا چاہا۔

معاویہؓ۔ اچہا اسکو جانے دو اب مین تمکو حکم کرتا ہون اگر اس سے پیشتر جب تم کہتی ہوگیا ہی تو اوس سے توبہ کرتا ہون اور اب تمکو خدا کے تقوے اور اوسکی

اطاعت کا حکم اور اوسکے رسول کی پیروی کی ہدایت کرتا ہون اور کہتا ہون کہ جماعت اہل اسلام کو لازم پکڑو اپنے اماموں کی عزت و توقیر کرو اور نیک کام جس پر تم قدرت رکھتے ہو اپنے اماموں سرداروں کو بتلاؤ۔

صعصعہ۔ اچھا ہم لوگ آپ ہی سے کہتے ہین کہ آپ حکومت سے علیحدہ ہوجاوین کیونکہ مسلمانوں مین اور بھی آپ سے زیادہ حقدار اسکے موجود ہین اور وہ ایسے لوگ ہین کہ آپ سے پہلے اسلام لائے اور اونکے باپ آپ کے باپ سے پیشتر مسلمان ہوے۔

معاویہ۔ خدا کی قسم مجھکو اسلام مین قدامت حاصل ہے میرے سوا اور لوگ بھی اس درجہ کے ہین لیکن فی زمانہ اب کوئی مجھسے زیادہ قوی اس کام مین نہین ہے یہ بات مین اپنی زبان سے بلا دلیل نہین کہتا بلکہ جناب عمرؓ نے میری لیاقت اور قابلیت کو خوب دیکھ لیا ہے اگر وہ مجھسے زیادہ لائق دوسرے کو پاتے تو اوسی کو حکومت سپرد کرتے مین نے کوئی امر ناجائز ایسا نہین کیا ہے جسکی وجہ سے قابل عزل ہون اگر درحقیقت مجھسے کوئی قصور سرزد ہوتا تو امیر المومنین مجھکو حکم کرتے مین اس حکومت سے علیحدہ ہوجاتا۔ تم اس قسم کی گفتگو سے باز رہو۔ یہ وسواس شیطانی اور خطرات نفسانی ہین۔ مین اپنی جان کی قسم کھاتا ہون کہ اگر تم لوگونکی راے پر حکومت و ریاست کے کام طے ہون اور تمہاری مرضی کے موافق کارروائی ہو تو مسلمانونکے کام ایک دن رات بھی نہ چل سکین۔ اب تمکو مناسب ہے کہ نیک راہ طلب کرو اور نیک بات کہو۔ اللہ تعالیٰ

کی پکڑا اور اوسکے حیلے پوشیدہ ہین مین ڈرتا ہون کہ مبادا تم لوگ شیطان کی اطاعت کیوجہ سے خدا کی معصیت مین مبتلا ہو جاؤ اور یہ اتباع شیطانی اور وبال معصیت خداوندی تمکو ذلت وخواری کے گھر مین کھینچ لیجاوے اور دونون جہان مین رسوا وخوار ہو۔

یہ سنکر اہل کوفہ حضرت معاویہؓ پر ٹوٹ پڑے کسی نے اونکی ڈاڑھی لی اور کسی نے سر پکڑ لیا حضرت معاویہؓ نے کہا۔ دیکھو۔ آدمی بنو۔ مجھکو چھوڑ دو۔ یہ کوفہ نہین ہے بلکہ شام ہے۔ یہان والے اگر یہ گستاخی تمہاری میرے ساتھہ دیکھہ لین گے تو مین اونکو تم سے کسی طرح نہ روک سکونگا وہ یقیناً تم سب کو ایک دم مین ہلاک کر ڈالین گے مجھکو اپنی جان کی قسم ہے کہ تمہارے سب کام برائی مین ایک دوسرے سے ملتے جلتے ہین (بقول شخصے اونٹ رے اونٹ تیری کون کل سیدھی) یہ کہکر حضرت معاویہؓ اونکے پاس سے چلے گئے اور جناب عثمانؓ کیخدمت مین دوسرا خط مثل خط سابق لکھکر روانہ کیا۔ جناب عثمانؓ نے ارقام فرمایا کہ اہل کوفہ کو سعید بن العاص کے پاس بھیجدو۔ یہ حکم پاکر وہ لوگ کوفہ واپس گئے۔ اب کیا تھا اونکی زبانین خوب چلتی تھین بجز عیب گوئی اور برائیون کے کچھہ ذکر ہی نہ تھا۔ سعید بن العاص ان لوگون سے تنگ آگئے اور جناب عثمان کو انکی شکایت پھر لکھی۔ آپنے حکم دیا کہ اہل کوفہ عبدالرحمن بن خالد کے پاس حمص بھیجے جاوین۔ سعید نے انکو عبدالرحمن کے پاس بھیجدیا۔ عبدالرحمن نے اونکو اپنے پاس ٹھیرایا اور ہر ایک کا وظیفہ مقررہ جاری رکھا۔ اہل کوفہ مین سے جو لوگ عبدالرحمن کے پاس حمص مین گئے یہہ ہین۔ مالک اشتر نخعی۔ ثابت بن قیس ہمدانی۔ کمیل بن زیاد۔ زید بن صوحان۔ زید کے بھائی صعصعہ۔ جندب بن زہیر غامدی۔ جندب بن

کعب ازدی - عروہ بن جعد - عمرو بن حمق خزاعی - ابن الکواء - کہتے ہین کہ حضرت معاویہ رضی نے ابن الکواء سے سوال کیا - مین کیسا ہون - اونہون نے جواب دیا - آپ بعید الثری کثیر المرعیٰ ہین یعنی آپ مالدار ہین مگر لوگون کو آپکے مال سے فائدہ کم پہونچتا ہے - فوراً بات کی تہ تک پہونچ جانے والے - دیر تک غور و فکر کرنے والے - بردباری آپ پر غالب ہے - آپ ارکان اسلام کے ایک رکن ہین آپکی ذات سے راہ خوفناک مسدود ہے " یہ سنکر حضرت معاویہؓ نے دریافت کیا - اس زمانہ کے لوگون اور رہر شہر والونکے حال سے مجھکو خبر دو کیونکہ تم اپنے یار و نمین عقلمند معلوم ہوتے ہو ابن الکواء نے عرض کیا - اہل مدینہ شر و فساد کے بڑے حریص ہین اور سب سے زیادہ عاجز و لاچار فساد کے وقت یہی لوگ ہین - اہل کوفہ دفعتہً بلا تامل و فکر ہر ایک کام پر جھک پڑتے ہین اور متفرق ہوکر اوس سے ہٹتے ہین - اہل مصر بڑے شریر و بدذات مگر اسکے ساتھہ ہی سب سے پہلے نادم بہی ہو جاتے ہین اور اہل شام سب مین اچھے ہین جو انکو نیک راہ بتلاوے اوسکے تابعدار ہین اور جو برُی راہ چلانا چاہی اوس سے بیزار (ابن اثیر)

حوادث بصرہ و اخراج عامر بن عبد قیس جانب شام

مدینہ مین ایک شخص حمران بن ابان نامی رہتے تھے - انہون نے ایک عورت سے اوسکی عدت مین نکاح کرلیا تہا جناب عثمانؓ کو جب خبر لگی آپ نے اوس عورت اور حمران مین تفریق کرادی اور حمران پر شرعی حد قائم کرکے شہر بدر اور جلا وطن کردیا اور مدینہ منورہ سے نکالکر بصرہ مین بہیجدیا - حمران نے بصرہ مین پہونچکر ابن عامر کی صحبت اختیار

کی۔ بصرہ مین عامر بن عبدقیس نام ایک بزرگ بڑے عابد وزاہد۔ تارک الدنیا رہتے تھے۔ لوگ انکی عزت وحرمت بہت کرتے تھے۔ ایک روز عبداللہ بن عامر مع اپنے رفقاواحباب کے ان بزرگ کی زیارت کو چلے۔ حمران بھی ہمراہ تھے۔ انہون نے کہا مین پیشتر عامر بن عبدقیس کے پاس پہونچکر آپ لوگونکی آمد کی اطلاع دیتاہون۔ یہ کہکر سب سے پہلے اونکے پاس پہونچے اور حجرہ مین داخل ہوے۔ وہ اوس وقت تلاوت قرآن مجید مین مصروف تھے۔ حمران نے کہا۔ امیر بصرہ آپکی ملاقات کو آتے ہین مین مناسب سمجھا کہ اونکے آنیکی اطلاع آپکو پہلے سے دیدون۔ عامر بن عبدقیس نے انکے کہنے کی کچھہ پرواہ نہ کی اور تلاوت مین مصروف رہے۔ حمران یہان سے اوٹھکر واپس جاتے تھے کہ دروازہ ہی پر عبداللہ بن عامر مل گئے۔ حمران نے شکایتہً کہا۔ (چونکہ عامر نے انکے آنیکی کچھہ پرواہ نہ کی اور نہ انسے مخاطب ہوے اسواسطے انہون نے برا مانا اور محض جھوٹی شکایت انکی عبداللہ بن عامر سے کی) عامر بن عبدقیس آپ لوگونکی کچھہ عزت نہین سمجھتے اور قریش کو اپنے سے افضل واشرف نہین جانتے۔ ابن عامر یہ سنتے ہوے عامر بن عبدقیس کے حجرہ عبادت خانہ مین داخل ہوے عامر نے قرآن شریف گردان دیا اور ابن عامر سے باتین کرنے لگے۔ ابن عامر و دیگر رفقا نے اس طرح عامر سے گفتگو کی۔

ابن عامر۔ آپ ہمارے پاس ہمارے مکان پر کبھی تشریف نہین لاتے اور ہمکو اسقدر فرصت نہین کہ آپکی خدمت مین ہمیشہ حاضر ہوا کرین

سعد بن ابی الفرجار۔ آپ کو شرافت اور عزت محبوب ہے۔

ابن عامر۔ توکیا آپ کو کسی جگہہ کا عامل وحاکم کردین جس سے آپکی بزرگی

اور عزت کو اور ترقی ہو

حصین بن الحر۔ آپ کو حکومت پسند ہے۔

ابن عامر۔ آپکا ارشاد ہو تو آپکا نکاح کسی عورت نیک بخت سے کردین۔

ربیعہ بن عسل۔ ہان یہہ تو خوب ہے کیونکہ آپ کو عورتین مرغوب ہین۔

ابن عامر۔ حمران کہتے ہین کہ آپکے نزدیک آل ابراہیم (قریش) کی کوئی عزت نہین اور آپ اپنے سے بڑھکر اونکو نہین جانتے۔

عامر نے قرآن مجید کہولا۔ شروع مین یہہ آیت نکلی۔ ان اللہ اصطفیٰ آدم و نوحا وآل ابراہیم وآل عمران علی العٰلمین۔ ترجمہ۔ اللہ تعالی نے آدم کو اور اولاد ابراہیم کو اور اولاد عمران کو تمام عالم کے لوگونمین برگزیدہ ومنتخب فرمایا اور کچھہ جواب عامر بن عبد قیس نے نہ دیا اب یہہ لوگ واپس گئے۔

عامر بن عبد قیس سے جو یہہ گفتگو مرقومہ بالا ہوئی اونکی حالت۔ گذران۔ وضع۔ عبادت۔ ریاضت۔ مجاہدہ کے اعتبار سے مذاقیہ تہی کیونکہ اونکو نہ ریاست کی چاہ تہی نہ دولت دنیوی کی پرواہ۔ نہ عورت کی خواہش تہی نہ شرافت کی طلب وہ ایک عابد وزاہد تہے۔ رات دن خدا کی عبادت سے سروکار تہا اسیواسطے اونہون نے کسی ایک فقرہ کا جواب نہ دیا بجز آخری سوال کے جسکے جواب مین قرآن مجید کہولکر آیت سے جواب دیا اور جملہ حاضرین جواب خاطر خواہ پاکر ساکت ہو گئے۔ اسکے بعد حمران نے بہت کچھہ شکایت اور چغلخوری عامر کی ابن عامر سے کی مگر ایک بہی پیش نہ گئی۔ اس قصہ کے بعد حمران عرصہ تک بصرہ مین مقیم رہے پہر جناب عثمان رضہ نے

انکو مدینہ آنے کی اجازت دی۔ وہ بصرہ سے مدینہ منورہ آے انکے ساتھہ چند اشخاص اوربھی تھے جنہون نے عامر بن عبد قیس کی برائیان اور عیب لوگونمین ظاہر کئے۔ جو اقوال شکایت مین وہ بیان کرتے تھے اونمین سے یہ بھی تھے کہ عامر بن عبد قیس نکاح کو جو سنت نبوی ہے جائز نہین رکھتے۔ گوشت نہین کھاتے۔ نماز جمعہ مین نہین آتے۔

حمران کا قصہ جسمین نکاح کا ذکر ہے اوس سے معلوم ہوتا ہے کہ یہہ چندان محتاط نہ تھے اور انکے مزاج مین شر و فساد تہا۔ عامر بن قیس جو کہ ایک مرد باخدا تھے اور کسی سے تعلق نہ رکھتے تھے۔ خواہ مخواہ انکی شکایت حمران کرتے تھے۔ بعض اشخاص کی طبیعت مین یہہ بات ہوتی ہے کہ بلاغرض و بلامطلب لوگونکی برائی اور بدگوئی مین مبتلا رہتے ہین حمران بہی اسی قسم کے لوگونمین تھے۔

جب مدینہ منورہ مین عامر بن عبد قیس کی برائیان ہر گلی کوچہ مین الم نشرح ہوگئین ہر کس و ناکس کی زبان پر انہین کا ذکر تہا اور انہین کی عیب گیری سے کام تہا تو جناب عثمان رضؓ نے عامر کو حضرت معاویہؓ کے پاس شام مین چلے جانیکا حکم دیا تاکہ وہان جانیسے حقیقت حال صاف و واضح طور سے عیان ہوجاے اور اونکے طاعنین و مخالفین کی زبان بندی ہو۔ عامر بن عبد قیس یہہ حکم پاتے ہی شام کو روانہ ہوے اور جناب معاویہ کی خدمت مین پہونچے اتفاق کی بات ہے کہ عامر انکے پاس ایسے وقت مین پہونچے کہ حضرت معاویہؓ کہانا کہا رہے تھے۔ ثرید اونکے سامنے رکہا تہا۔ عامر نے پہونچتے ہی سلام کے بعد بسم اللہ کرکے ثرید پر ہاتہہ ڈالا اور خوب بے تکلف کہایا۔ روٹی کے ٹکڑے گوشت کے شوربہ مین توڑ کر ملادیتے ہین اوسکو

ثرید کہتے ہین۔ یہہ کہانا عرب مین بہت مرغوب تہا۔ دعوتون۔ شادی بیاہ کی تقریبونمین
ثرید بناتے تہے۔ اس ملک مین دستور نہین البتہ پنجاب کے اطراف مین جو بعض ملک
سرحدی ہین وہان اسکا رواج ہے۔

جناب معاویہؓ کو انکے ثرید کہانے سے معلوم ہوگیا کہ گوشت نہ کہانے کی اپنر
جہوٹی تہمت ہے۔ بعد ازان عامر حضرت معاویہؓ کے پاس ٹہیرے اور اونہون نے
باحترام تمام انکو رکہا اور انکے اخراج کی وجہ انسے دریافت کی۔ اتہون نے اس کا
جواب شافی دیا اور کہا۔ مجہپر لوگون نے افتراپردازی کی ہے۔ درحقیقت مین اون
الزامات سے بری ہون جو میرے ذمہ لگاے جاتے ہین۔ مین جمعہ کی نماز کو بلاناغہ
جاتا ہون۔ ہان سب کے بعد جاتا ہون اور اخیر صف مین شریک ہوکر نماز ادا کرکے
سب سے پہلے اپنے گہر واپس آتا ہون۔ اب فرمایئے اس مین کیا عیب ہے۔ نکاح کی بابت
مجہپر الزام لگانا یہہ بہی محض افترا ہے۔ نہ میرا یہہ عقیدہ ہے اور نہ قول ہے۔ ابہی اسی
زمانہ مین جبکہ بصرہ سے روانہ ہوکر آپکے پاس آیا ہون میرے پاس پیغام نکاح آیا تہا
اگر ادہر نہ آتا تو کیا عجب ہے کہ نکاح کرلیتا۔ گوشت کہانے کو تو آپنے خود ملاحظہ فرما لیا
اسکے بابت عرض کرنے کی اب کوئی ضرورت نہین البتہ قصاب کے ہاتہہ کا ذبیحہ مین نہین
کہاتا کیونکہ ایک مرتبہ مین نے بچشم خود دیکہا کہ ایک قسائی بکری کو مذبح کی جانب کہینچکر
لیگیا۔ بکری کو پچہاڑکر اوسکے گلے پر چہری رکہکر ریتنے لگا اور بجاے نام خدا کے
اوسکی زبان پر نفاق۔ نفاق۔ تہا اسی حال مین بیچاری بکری کو ذبح کر ڈالا اب
فرمایئے ایسا ذبیحہ شرعاً درست ہے اور اوسکا کہانا حلال ہی یا حرام۔ جب سے مین نے
یہہ حال دیکہا ہے گوشت ترک کردیا۔ اگر کسی جگہہ سمجہتا ہون اور یقین ہوتا ہے کہ یہہ

ذبیحہ شرعی قواعد کے موافق ہے گوشت کہانیسے پرہیز نہین کرتا۔حضرت معاویہ رضؓ کو عامر بن عبد قیس کے اس بیان سے اونکی صداقت وبرائت پورے طور پر معلوم ہو گئی آپنے فرمایا اب آپ اپنے مکان کو واپس جاوین۔عامر بن عبد قیس نے جواب دیا۔ مین اپنے شہر مین اب نہ جاؤنگا جس مین میری آبرو ریزی ہوئی اور وہان کی باشندون نے میری عزت خاک مین ملائی۔بعد اسکے عامر بن عبد قیس بلاد سواحل شام مین رہا کرتے تھے اور حضرت معاویہ رضؓ سے اکثر ملتے رہتے تھے۔حضرت معاویہ رضؓ انکی عزت وحرمت کرتے اور اکثر اوقات انسے کہتے تھے آپ کو کسی چیز کی ضرورت ہو تو فرمائیے۔وہ جواب دیتے تھے۔مجھکو کسی چیز کی ضرورت نہین جب حضرت معاویہ رضؓ نے کمال مبالغہ سے اس امر کی خواہش کی کہ کوئی کام جو ضروری ہو ظاہر کرین تو اونھون نے یہ کہا۔اس ملک مین سردی زیادہ ہوتی ہے اگر آپ سے ہوسکے تو بصرہ کی کچھ گرمی اور حرارت مجھکو لادیجئے کیونکہ سردی کی شکایت زیادہ ہے خصوصًا روزہ کی حالت مین اور بہی سردی اپنا اثر کرتی ہے۔اگر بصرہ کی گرمی ہوتی تو کسیقدر اس سردی کی خفت ہو جاتی۔

عامر بن عبد قیس نے انہین ملکو مین قیام کیا اور وہین زمانہ وفات تک عبادت وذکر الٰہی مین مصروف رہے۔(ابن خلدون وابن اثیر)

دوبارہ نقض عہد اہل قبرس

غزوہ قبرس کے بابت مورخین مین باہم اختلاف ہے بعض کے نزدیک سنہ ۳۳ھ کا واقعہ ہے اور بعض سنہ ۲۸ھ مین بیان کرتے ہین مگر صحیح یہ معلوم ہوتا ہے کہ غزوہ قبرس سنہ ۲۸ھ مین

ہوا ہے جسکو ہم واقعات ۲۸ھ مین لکھہ آے ہین ۔ ۳۳ھ مین دوبارہ نقض عہد کیوجہ سے
یہہ واقعہ پیش آیا جسکی تفصیل یہہ ہے کہ اہل قبرس نے ۳۲ھ مین رومیونکو مدد دی اور
سامان جنگ بحری از قسم جہاز وغیرہ اونکو اپنے پاس سے فراہم کر دیا جب اہل اسلام کو
خبر ہوئی تو ۳۳ھ مین جناب معاویہؓ ایک لشکر جرار و جماعت دلاوران خونخوار و غازیان
نامدار لیکر اس مہم کو سر کرنے روانہ ہوے اور قبرس پہونچکر تلوار شرربار سے مفسدونکو
سیدھا کیا ۔ بعد کشت و خون بیشمار و تاخت و تاراج وہ لوگ امان طلب ہوے ۔ اہل
اسلام نے اونکی جان بخشی کی اور صلح و جزیہ مقررہ سابق پر عہد و پیمان لیکر اونکا ملک
اونکے حوالہ کیا ۔ بارہ ہزار جوانان کارزار کا ایک کمپ قبرس مین رکھا تاکہ بار دیگر یہہ
لوگ بدعہدی نہ کرین اور سر اوٹھاتے ہی اپنی بدذاتی و شرارت کا ذائقہ چکھین ۔ یہہ
کمپ وہان مقیم رہا ۔ مسجدین تعمیر کین ۔ شہر آباد کیے ۔ (ابن اثیر)

اسی ۳۳ھ مین جناب عثمان غنیؓ نے حج کیا اور آپ امیر حاج تھے ۔

حضرت مقداد بن اسودؓ کندی نے بعمر ستر سال وفات پائی آپ سابق الاسلام ہین
صحابہ کرام مین فاضل اور بزرگ مرتبہ ہین جمیع غزوات مین شریک تھے ۔ آپنے مرتے
وقت یہہ وصیت کی تہی کہ میرے جنازہ پر حضرت زبیرؓ نماز پڑہین ۔ طفیلؓ اور حصینؓ
پسران حارث بن عبد المطلب بن ہاشم بن عبد مناف نے انتقال کیا یہہ دونو صاحب
جنگ بدر و جنگ احد مین شریک ہوے ہین ۔ ایک روایت مین یہ دونون ۳۱ھ مین
اور بعض کے نزدیک ۳۲ھ مین راہی ملک بقا ہوے ۔ (ابن اثیر)

۳۴ھ

بعض مورخین کا قول ہے کہ غزوہ سواری اس سنہ مین ہوا ہے اس کا ذکر سابق مین

گذر چکا ہے۔ اس سنین مخالفین جناب امیر المومنین عثمان رضؓ نے آپ سے خط وکتابت کی اور جو عیوب و نقائص آپکی ذات بابرکات پر قائم کئے اونکے بابت مناظرہ کر کے جواب شافی طلب کیا۔ اس کا قصہ ہم آگے بیان کرتے ہین۔

واقعہ یوم جرعہ

جبکہ چارون طرف سے امراء و عمال اور جناب امیر المومنین عثمان رضؓ پر طعن و تشنیع کی بارش ہونے لگی علی الخصوص سعید بن العاص بوجہ خصومت اہل کوفہ ان لوگون سے تنگ آے تو بقصد مدینہ منورہ اپنے صوبہ مفوضہ کا اس طرح انتظام کیا کہ اشعث بن قیس کو آذربیجان پر حاکم کیا۔ رے کی ولایت سعد بن قیس کے حوالہ کی۔ ہمدان کا والی نسیر عجلی کو کیا۔ اصفہان کے سردار سائب بن اقرع ہوے۔ موصل پر حکیم بن سلام کو۔ ماہ پر مالک بن حبیب کو۔ قرقیسیا پر جریر بن عبد اللہ کو۔ حکومت باب پر سلمان بن ربیعہ کو اور حلوان پر عتیبہ بن نہاس کو روانہ کیا۔ صیغہ جنگ کے اختیارات قعقاعؓ بن عمرو کو دیئے اس انتظام کے بعد یہ لوگ تو اپنی اپنے ممالک مفوضہ و پرگنات حکومت کیطرف چلی گئی اور سعید بن العاص نے کوفہ مین عمرو بن حریث کو اپنا نایب مقرر کر کے خود مدینہ منورہ کا راستہ لیا۔ جس وقت کوفہ سے یہہ بزرگوار اپنے اپنے جاے حکومت کو چلے گئے اور کوفہ خالی ہوگیا مفسد و بد ذات شریر کمینونکو موقع ہاتھہ آیا۔ طعنہ زنون اور مخالفونکی زبان دراز ہوگئی۔ بے روک ٹوک جناب عثمان رضی اللہ عنہ اور آپکے عمال کو علانیہ سخت وسست کلمات نا ملائم کہنے لگے۔ یزید بن قیس جو مخالفین مین ایک نامور شخص تھا اوس نے خوب زور پکڑا اور بقصد خلع خلافت جناب عثمانؓ خروج کیا۔ اسکے ہمراہ ایک گروہ اون لوگونکا تھا جو ابن سبا کے مقلد تھے اور در پردہ اوسکی محبت و دوستی کا

دم بھرتے اور اوس سے خط وکتابت رکھتے تھے - اس گروہ کے علاوہ اور لوگ بھی اوباش کوفہ واطراف کوفہ یزید کے ساتھہ ہوے اور اب کھلم کھلا سب کے سب خلیفہ وقت سے بغاوت پر آمادہ ہوے سب نے دل مین ٹھان لی کہ مدینہ منورہ پہونچکر زبردستی جناب عثمان رض کو خلافت سے معزول کر کے کسی دوسرے شخص کو خاطر خواہ اپنے خلیفہ بناوین حضرت قعقاع رض بن عمر و بخشی فوج نے پہونچکر اس ہنگامہ کو فرد اور آتش فتنہ وفساد کو سرد کرنا چاہا - یزید کو اس حرکت ناشایستہ اور فعل نالائق سے روکا - بہت کچھہ سمجھایا اور دھمکایا ڈرایا - یزید نے جواب دیا مین نے کسی اور قصد سے خروج نہین کیا نہ میرا اور کچھہ مقصود ہے - ہم لوگون کو صرف سعید سے کچھہ شکایتین پیدا ہوگئی ہین اور اونکی معزولی کے خواستگار ہین - دربار خلافت مین یہی استغاثہ پیش کرینگے - حضرت قعقاع نے فرمایا کہ اگر صرف اسیقدر تمہارا مدعا ہے تو خیر مضائقہ نہین جس طرف جاتے ہو جاؤ - خلیفہ وقت سے عرض معروض کر وا اپنا انصاف چاہو - یہہ کہکر قعقاع رض نے یزید کو چھوڑ دیا - یزید بے دھڑک اپنے کام کے پورا کرنے مین فکرین اور کوششین کرنے لگا چنانچہ اس نے اون اہل کوفہ کو جو یہانسے نکالے گئے تھے اور کچھہ انمین سے تمام وحمص مین رہ گئے تھے اپنے ارادہ سے مطلع کیا اور ان لوگون اور نیز اہل بصرہ سے خط وکتابت کی - مالک اشتر نخعی کو چونکہ سعید بن العاص سے سابق مین کدورت ہو چکی تھی اس ہنگامہ کی اطلاع پاتے ہی فوراً کوفہ مین داخل ہوے - انکے ہمراہیون مین سے جو لوگ بمقام حمص حضرت عبدالرحمن بن خالد رض کے پاس مقیم تھے وہ بھی رفتہ رفتہ سب کے سب کوفہ مین جمع ہوگئے اور یہ انجمن فساد اچھے اچھے اہل الرائے اور ممبرونسے جو کچھہ نقص رکھتی تھی وہ دفع کر کے کامل ومکمل ہوگئی - اس پچھلی جماعت مین سب سے پہلے اشتر کوفہ مین

داخل ہوے۔ انکے ہمراہی تو قریب کوفہ کے ٹھیر گئے اور یہہ ان سے پہلے چل دیئے اور جمعہ کے دن دروازہ مسجد پر کھڑے ہوکر بآواز بلند کہا ۔ مین تمہارے پاس جناب امیر المومنین عثمان رض کی خدمت سے آتا ہون ۔ تمہارے سردار سعید بن العاص مدینہ منورہ مین جناب عثمان رض کے پاس ہین ۔ وہ پہر تمپر سردار ہوکر آوینگے ۔ تمہارے بال بچون پر حاکم ہونگے اور تم مین جو لوگ شریر اور مفسد ہین اونکی سرکوبی کرکے طرح طرح کی مصیبتون مین مبتلا کرینگے ۔ وہ تمہارا الملک اپنا باغ سمجھتے ہین اور اپنی سیرگاہ جانتے ہین ۔ کوفہ کے معزز ین اشخاص اور سعید بن العاص کے طرفدارون نے اشتر کو اس تقریر فتنہ انگیز سے روکا لیکن اس سے کچھ حاصل نہوا ۔

یزید بن قیس نے مسجد سے نکلتے ہی بآواز بلند کہا ۔ یزید ایک جماعت کے ساتھ سعید بن العاص کو روکنے اور اونکو کوفہ مین نہ آنے دینے کیلئے جاتا ہے جسکا جی چاہے اوسکے ساتھ اس کام مین شریک ہو ۔ یہہ آواز تھی یا صدائے ناگہانی ۔ خدا جانے اس آواز مین کیا جذب مقناطیسی اور قوت برقی تھی کہ عوام الناس سب کے سب اس آواز کی طرف متوجہ ہوے اور ایک انبوہ یزید کے ساتھ ہولیا ۔ صرف معدودے چند شرفا و اکابر کوفہ اور جو اہل الرائے و صاحب عقل و تمیز اوس وقت مسجد مین تھے رہ گئے اور آن واحد مین مسجد خالی ہوگئی ۔ ان بزرگون نے ہرچند وعظ و پند کی اور گروہ مخالفین کو کجروی و بغاوت کے بدنتیجہ اور برے انجام و اثر سے ڈرایا مگر سب بے سود تھا کسی ایک نے اصلا سماعت نہ کی سب کے سب یزید کے ہمراہ ہوکر نکل کھڑے ہوے ۔ عمرو بن حریث جو کہ سعید کی جانب سے اسوقت خلیفہ تھے یہہ حال دیکھکر ممبر پر چڑہ گئے خطبہ شروع کیا ۔ حمد خدا و نعت رسول اللہ کے بعد لوگونکو اتفاق کی نصیحت اور نفاق چھوڑنیکی

تاکید کی امیر کی اطاعت کا حکم دیا۔ مگر اس حالت شور و شر مین انکا کہنا کیا اثر کرتا ایک نے بہی انکے حکم کی تعمیل نہ کی۔ جو دل مین ٹہیرا چکے تہے اوسکو پورا کرنے کی طرف بڑہے۔ قعقاعؓ منتظم فوج نے عمرو بن حریث سے کہا۔ بہلا آپ اس سیلاب فتنہ و فساد کو جواب جاری ہو چکا ہے اور حالت جوش و خروش مین رواں ہو گیا ہے روکا چاہتے ہین۔ یہہ کسیطرح رُکنے کا نہین۔ آپ صبر کرین۔ یہہ لوگ بغیر فساد کئے نہ رُکین گے اور واللہ باللہ اس شور و شر کو چمکدار تیرونکی بہالین ہی روکین گی۔ قریب ہے کہ یہ لوگ مفسدان بدطینت اپنے کردار بد کی قرار واقعی سزا پاکر خود بخود دسیاہ ہوکر عاجز و تباہ ہو نگے اوسوقت سارا فساد خاک مین مل جاویگا اور یہہ لوگ گوشمالی پاکر ذلت و خواری کے ساتہہ اس نعمت و دولت کے خواستگار ہونگے اور جو فراغ بالی اور عیش آج انکو نصیب ہے اسکی پہر تمنا کرینگے۔ خداوند تعالی جملہ دولت و مال انکے کفران نعمت کے پاداش مین انسے سلب کرلیگا اور پہر انکو نہ دیگا۔ آپ صبر کیجئے اور تماشا دیکھئے۔

نصیبون مین جو لکہی ہے بُرائی وہ نجائیگی	اگر گڑینگے در پر کعبہ کے نقش جبین برسون

عمرو بن حریث لاچار ممبر سے اوتر آئے اور اپنے گہر کو روانہ ہوئے۔ یزید بن قیس سردار جماعت اہل فساد اپنے تابعین کو لیکر قادسیہ کے قریب بمقام جرعہ سعید کو روکنے کی غرض سے اوتر پڑا۔ اس جماعت مین اشتر بہی تہے اور یزید کے صلاح و مشورہ مین ہر طرح شریک تہے۔

علامہ مسعودیؒ اس قصہ کو اس طرح لکہتے ہین کہ جب سعید بن العاص و مالک اشتر نخعی سے بگاڑ ہوا۔ اشتر پچاس شخص کوفہ سے اپنے ساتہہ لیکر مدینہ منورہ پہونچے اور جناب عثمانؓ کی خدمت مین حاضر ہوکر سعید کی برائیان اور اونکی معزولی کی نسبت درخواست

کی اور بانتظار صدور حکم حسب منشاء خود عرصہ تک مدینہ منورہ مین مقیم رہے ۔ چونکہ اس قسم کی شکایتین اکثر عمال کی دربار خلافت مین روزانہ گذرا کرتی تہین روبکاری جناب عثمان رضؓ سے اہل کوفہ کو کچھہ حکم نہ ملا اور دربارہ سعید حکم جدید صادر نہ ہوا ۔ اسی اثنا مین والیان و حکام اپنے اپنے علاقونسے مدینہ منورہ مین آئے ۔ منجملہ اونکے عبداللہ بن سعد بن ابی سرح والی مصر ۔ حضرت معاویہؓ حاکم شام ۔ عبداللہ بن عامر سردار بصرہ ۔ یہہ سب صاحب تشریف لائے ۔ سعید بن العاص تو پہلے ہی سے موجود تہے ۔ یہہ والیان ملک مدت تک مدینہ مین ٹہیرے رہے اور اس عرصہ مین ان صاحبونکو واپسی کا بہی حکم نہ ہوا ۔ جناب عثمانؓ کو سعید بن العاص کے بارہ مین تردد تہا آپ اہل کوفہ کی زیادتی و شرارت سے بخوبی آگاہ تہے اور بلاقصور انکو حکومت کوفہ سے معزول کرنا بہی نہ چاہتے تہے اسی تردد مین کچھہ دن گذر گئے ۔ اطراف و جوانب سے طرح طرح کی شکایتین آنے لگین اب ضرور ہوا کہ سب حکام اپنے اپنے علاقونپر واپس جاوین ۔ آخر الامر جناب عثمان رضؓ نے ایک جلسہ کیا ۔ اوسمین جملہ حکام و والیان ممالک کو بلایا اور اونسے دربارہ عزل و نصب حکام رائے طلب کی ۔

حضرت معاویہؓ نے کہا ۔ میری ماتحت رعایا اور لشکر سب مجھسے راضی و خوشنود ہین ۔

عبداللہ بن عامر ۔ (سعید کی جانب روئے سخن کرکے) بولے جو شخص انسے پہلے کوفہ مین تہا اگر وہ آپکو کافی تہا تو جو شخص میری جگہہ پر مجھہ سے پہلے تہا وہ بہی کافی ہوگا ۔ مطلب یہہ ہے کہ رعایا کی بہبود و فلاح پر نظر کرکے والی و حاکم کی بحالی و برطرفی کی جاتی ہے سعید کو جو بجائے ولید کے بہیجا تو کیا وجہ تہی ۔ لوگ اونکے شاکی ہوے اونکی شرانجواری ثابت ہوئی لہذا وہ برخاست کردیئے گئے اور اونکی جگہہ سعید مقرر ہوی ۔ علی ہذا القیاس

اب ہی تحقیقات سے جو امر ثابت ہو کرنا چاہیئے۔ عبداللہ بن ابی سرح کہنے لگے۔ عام لوگونکی دلجوئی اور اصلاح فساد کی غرض سے ایک کی برطرفی دوسرے کی بحالی مین چندان وقت نہین ہے۔ سعید بن العاص گویا ہوے۔ اگر آپ اہل کوفہ کی راے پر چلین گے تو گویا اہل کوفہ نے جسکو چاہا والی بنا لیا اور جسکو چاہا اپنے ملک کی حکومت سے نکال دیا۔ وہ لوگ نہایت درجہ مفسد و شریر ہین۔ اہل کوفہ مسجد و نین گروہ گروہ ہو کر بیٹھتے ہین۔ وہان بجز گفتگوے لاحاصل اور فضول بکواس کے اور تذکرہ نہین ہوتا۔ اسپر ہی قناعت نہین کرتے۔ ایسی باتین ہوتی ہین جن سے آتش فتنہ و فساد روز بروز دو بالا ہو۔ وہ لوگ محض بیکار عیش طلبی مین اوقات ضائع کرتے ہین۔ دل بہلانے کو خوش گپّیان کرکے دن کاٹتے ہین۔

ترستے ہین قیامت کے غضب کے اتدن فقری	ہی جب بات نکلیگی اسی محفل سے نکلے گی

وہ لوگ تو اس قابل ہین کہ کہین جنگ پر بھیج دیئے جاوین۔ ہر ایک کی یہی خواہش رہے کہ میدان کارزار ہو۔ دشمنونسے مقابلہ ہو اور گھوڑے کی پیٹھ پر ہی جان دین۔ الغرض بعد اس جلسہ کے سب حکام و والیان ملک اپنے اپنے علاقہ کو رخصت ہوے۔ سعید بن العاص کو کوفہ جانیکی اجازت ملی۔ اشتر یہہ حالات دریافت کرکے مع اپنے ہمراہیوں کے قبل اسکے کہ سعید مدینہ منورہ سے روانہ ہون کوفہ پہونچے۔ تلوار گلے مین ڈالکر جامع مسجد کوفہ مین داخل ہوے اور ممبر پر چڑھکر باواز بلند کہا۔ ایہا السامعین۔ سعید بن العاص حاکم کوفہ پھر یہان آتے ہین۔ اگرچہ تم لوگ اونکے عادات و اطوار سے ناخوش ہو مگر وہ یہان کی حکومت سے معزول نہین ہوے بلکہ برخلاف تمہاری خواہش کے وہ تمپر سردار رہینگے۔ تمہارے واسطے امیرالمومنین جناب عثمانؓ کا یہہ حکم ہوا ہے کہ افواج اسلام مین

بھرتی کیئے جاوٗ اور لڑائیون پر بھیجے جاوٗ۔ اگر تم لوگ میرے ساتھہ متفق ہو تو مین سعید کو کوفہ آنے سے روک سکتا ہون۔ دس ہزار اہل کوفہ نے اشتر نخعی سے بیعت کر لی اور سعید کے نکالنے پر متفق ہو گئے۔ اسکے بعد اشتر اپنے ہمراہیون سے علیحدہ ہو کر مدینہ روانہ ہوے۔ اودہر سے سعید بن العاص کوفہ آتے تھے اثنار راہ مین بمقام واقصہ سعید اور اشتر مین باہم ملاقات ہوئی۔ اشتر نے سعید سے سب حالات اہل کوفہ بیان کرکے کہا "اہل کوفہ آپکے بالکل مخالف ہین اور کسی طرح آپکی امارت پسند نہین کرتے ایک جماعت کثیر اس پر آمادہ ہی کہ آپ کو کوفہ کے اندر قدم نہ دہرنے دین" یہ سنکر سعید اسی مقام سے مدینہ جناب عثمانؓ کی خدمت مین واپس گئے اور سب حال جو زبانی اشتر کے سنا تہا بیان کیا۔

اب ہم اوپر سے پہر بیان کرتے ہین کہ یزید بن قیس مع اپنے حوارئین وانصار کے بمقام جرعہ مقیم تھے اور سعید بن العاص بعزم کوفہ مدینہ منورہ سے روانہ ہو چکے تھے۔ اونکو یہہ خبر نہ تہی کہ اونکے واسطے اسقدر ہنگامہ برپا ہوا ہے اور ایک جماعت کثیر راہ مین روکنے کیواسطے پڑی ہے۔ جب یہہ بمقام جرعہ پہونچے یزید کے لوگون نے انسے کہا "آپ لوٹ جاوین ہمکو آپکی ضرورت نہین ہی" حضرت سعید نے فرمایا "اس مجمع کی ضرورت ہی کیا تہی میرے روکنے کے واسطے صرف ایک آدمی جناب عثمانؓ کی خدمت مین بہیدیتے مین رک جاتا۔ ہزارون مرد دانا وعاقل کا ایک مرد کے واسطے جمع ہونا اور راہ روکنے کے واسطے پڑاوٗ ڈالنا اسکی کیا حاجت تہی" حضرت سعید کا ایک غلام اونٹ پر سوار تہا وہ غضبناک ہو کر بولا "یہہ ممکن نہین ہے کہ سعید لوٹ جاوین" اشتر نے یہہ سنتے ہی غلام کا پانٗون پکڑکر اونٹ سے گھسیٹ لیا اور ایک ہی وار تلوار مین ٹھنڈا کر دیا پہر کہا "جاوٗ عثمانؓ سے کہدینا کہ ابو موسیٰ اشعری کو کوفہ مین بہیجدین" سعید مدینہ منورہ واپس

آے اور امیر المومنین جناب عثمان رضؓ کیخدمتمین واقعہ جرعہ عرض کیا اور یہہ بہی کہا۔ اہل کوفہ ابو موسیٰ اشعری کی امارت چاہتے ہین۔ جناب عثمان رضؓ نے حسب خواہش اہل کوفہ ابو موسیٰ اشعری رضؓ کو امیر کوفہ کر کے روانہ فرمایا اور اہل کوفہ کو یہہ خط لکہا۔ اما بعد تم لوگ جسکو چاہتے تہے مین نے اوسیکو تمہارا امیر مقرر کیا ہے۔ تم لوگ سعید سے کشیدہ خاطر تہے انکی امارت نہین چاہتے تہے اسوجہ سے مین نے بجاے اونکے ابو موسیٰ اشعری رضؓ کو روانہ کیا ہے۔ واللہ مین اپنے فرائض کو نہایت خوبی سے ادا کرتا اور تمہاری زیادتیون پر صبر وتحمل اور تمہاری اصلاح کی کوشش حتی الامکان کرتا رہونگا۔ جو خواہش تمہاری ہوگی (بشرطیکہ اوسکے پورا کرنے مین خدا کی معصیت نہو) مین پوری کرونگا جس امر سے تم ناخوش ہو (بشرطیکہ اوسکے دفع کرنے مین خدا کا گنہگار نہون) اوسکو مین تمسے دور کردونگا۔ ہر کام مین تمہاری موافق رہونگا اور تمہارے سوال وخواہشین پوری کرتا رہونگا یہانتک کہ کوئی حجت تمکو خدا کے نزدیک باقی نہ رہ جاوے اور مین تمہاری ان زیادتیون پر صبر کرتا رہونگا تاکہ تم اپنی مرادات دلی پر فائز ہو اور جو کچہہ تمہاری تمنا ہے وہ کر گذرو۔

صبر بر جور رقیبت چہ کنم گر نکنم	عاشقان را نبود چارہ بجز مسکینی

قصہ مختصر حضرت ابو موسیٰ اشعری رضؓ کوفہ مین پہونچے۔ بروز جمعہ لوگونکو جمع کر کے خود ممبر پر چڑہے اور خطبہ پڑہا جس مین جماعت مسلمین کے لزوم اور امیر المومنین جناب عثمان رضؓ کی اطاعت کی تاکید تہی۔ سب لوگون نے سمعا وطاعۃ قبول کیا۔ کوفہ کے گردونواح مین جو امیر تہے وہ کوفہ مین آے جریر قرقیسا سے اور عتیبہ بن نہاس حلوان سے واپس آے۔ ان امرا وحکام کو جمع کر کے ابو موسیٰ رضؓ نے وعظ ونصیحت کی اور لزوم جماعت اور جناب عثمان رضؓ کی طاعت کی بہت کچہہ تاکید فرمائی۔ سب نے انکا فرمانا بجان ودل قبول کیا

بعد اسکے نواح کوفہ کے اور سردار بھی آے اور ابوموسیٰ رضہ سے ملکر اپنے اپنے علاقہ پر واپس گئے
ان دوروایتون مین کسیقدر فرق ہے - پہلی روایت مین اس گروہ کوفہ کے سرغنہ
یزید ہین اور بموجب روایت علامہ مسعودیؒ سردار گروہ مفسدان اشتر نخعی ہین - پہلی
روایت مین اشتر کی معیت بھی مذکور ہے - اگرچہ علامہ مسعودیؒ نے یزید کا نام نہین
لیا ہے مگر تاریخ علامہ ابن خلدون و ابن اثیر مین یزید ہی کا نام ہے - بہرحال اس جماعت
مین اشتر کا ہونا یقیناً ثابت ہے اور انکی کارگذاری اور لوگونکو آمادہ کرنا بھی بخوبی
ظاہر ہوتا ہے اور اسقدر اختلاف روایتین اصل مدعیٰ کو مضر نہین کیونکہ ہوسکتا ہے کہ
سردار جماعت مفسدان یزید ہون اور اونکے نائب اشتر نخعی - دوسرا اختلاف مقام ملاقات
سعید مین ہے - علامہ مسعودیؒ لکھتے ہین کہ واقصہ مین سعید اور اشتر ملے اور دوسرے
مورخ مقام جرعہ ذکر کرتے ہین - کیا عجب کہ یہہ دونون مقام ایک دوسرے کے متصل
ہون - بہرحال اصل واقعہ قریب قریب ایک ہی مضمون سے جملہ مورخین بیان فرماتے ہین

دل شہیر نہ منت کش فراغ آمد ۔۔۔ خوشم بہ عشق اگر درد رفت داغ آمد

بعض مورخین اسطرح ذکر کرتے ہین کہ کوفہ کے لوگون نے جمع ہوکر یہہ راے قائم کی کہ
کوئی شخص متدین صالح متقی - امیرالمومنین جناب عثمانؓ کی خدمت مین جاوے اور آپکو
عمال و حکام والیان ملک کی زیادتیون پر نصیحت کرے - چنانچہ بالاتفاق ان لوگون نے
عامر بن عبداللہ تمیمی عنبری کو جو بنام عامر بن عبد قیس مشہور تھے خوب سمجھا کر اور اپنے
مطالب و اغراض اونکے ذہن نشین کرکے بمقام مدینہ منورہ جناب عثمانؓ کی خدمت بابرکت
مین روانہ کیا - چونکہ یہہ ایک نیک آدمی سادہ مزاج دنیا کے مکر و فریب سے ناواقف تھے
لوگونکی کہنے سننے مین آگئے اور مدینہ منورہ پہونچکر مسجد نبوی مین سب لوگون کے

روبرو جناب عثمان رضؓ کو مخاطب کر کے کہا "اے عثمان رضؓ مسلمانون نے بالاتفاق آپکے
افعال پر خوب غور کر کے نظر کی۔ آپنے بڑے بڑے ناروا کام کیے ہین۔ آپ اللہ تعالیٰ کے
غضب سے ڈریئے اور توبہ کیجیئے اور اپنے افعال کی اصلاح فرمایئے" چونکہ عامر نے
سب کے سامنے نہایت گستاخی اور بیباکی سے اپنی درجہ و مرتبہ اور جناب امیرالمؤمنین
عثمان رضؓ کی شان و مراتب کو قطع نظر کر کے اس قسم کے الفاظ ناملائم و نامناسب کہی لہذا
اسکی سزا اونکو ملنی ضرور تہی مگر جناب عثمان رضؓ نے صرف انکو زبانی یہ جواب دیا اور کمال
حلم ذاتی سے انکی بے ادبی معاف کر کے فرمایا "ایہا الناس تم لوگ سنتے ہو یہ کیا
کہہ رہے ہین۔ انکو دیکھو کیا ہو گیا ہے۔ یہ تو بڑے مقدس۔ زاہد۔ متورع۔ عابد۔ عالم۔
دیندار ہین۔ لوگ انکو نیک مرد پرہیزگار سمجھتے ہین اور یہہ مجھسے بالمواجہ ایسی باتین
ناملائم کر رہے ہین۔ واللہ باللہ یہہ شخص عقل سے خالی ہے۔ یہہ اللہ تعالیٰ کو نہین جانتا
کہ کیا اور کہان ہے" عامر نے کہا۔ ٹھیک ہے مین اللہ تعالیٰ کو نہین جانتا ہون مگر
واللہ باللہ یہہ خوب جانتا ہون کہ اللہ جل شانہ منتقم حقیقی ہے۔ وہ ظالمونکی گھات مین
رہتا ہے۔ ظالمو پر قابو پانے والا ہے اور اونکے اعمال بد کی سزا بے واقعی دیتا ہی
بعد اسکے عامر چل دیتے۔ جناب عثمان رضؓ نے اس واقعہ کے بعد جناب معاویہؓ عبداللہ بن
ابی سرحؓ سعید بن العاص رضؓ عبداللہ بن عامرؓ عمرو بن العاصؓ عبداللہ بن سعدؓ ان بزرگونکو
طلب فرمایا جب یہہ صاحب تشریف لاے۔ جناب عثمان رضؓ نے ان سب کو ایک جلسہ
مین جمع کر کے ارشاد فرمایا۔

امیرالمومنین رضؓ۔ ہر شخص کے مشیر۔ وزیر۔ ناصح اور خیرخواہ ہوتے ہین۔ آپ لوگ
میرے وزیر باتدبیر۔ میرے مشیر۔ میرے ناصح خیر طلب اور میرے

معتمد علیہ ہین آپ پر مجھکو پورا اطمینان ہی کہ آپ لوگ نیک نیتی سے
رای دینگے۔ آپ ورلوگونکا برتاو میرے ساتھہ دیکھتے ہین کہ کیسا ہی
طرح طرح کی الزام مجھپر لگای جاتی ہین۔ میرے عمال کی معزولی کے طالب
ہین اور جسکو وہ لوگ دوست و مرغوب رکھتے ہین مجھے بہی اوسکا
پابند ہونا اور اوسکی طرف رجوع کرنا چاہتے ہین۔ آپ سب صاحب
غور کرکے بتلائین کہ کیا کیا جاے جس سے یہہ شورش عام رفع ہو
اور آتش فساد سرد و دفع۔

باآنکہ در ہوایش خاکم بگرد رفتہ		اوراہنوز از من بر دل غبار ماندہ

ابن عامرؓ۔ میرے نزدیک اس گروہ بانیان فساد کو جہاد و جنگ کفار مین
مصروف کر دیجیے تاکہ وہ آپ کو چہوڑ کر ادہر مشغول ہو جاوین اور
ساری ہمت اور فکر انکی اپنی جان اور لڑائی کے سامان مین اور
گھوڑے کی خدمت اور اوسکے دانہ چارہ کی فکر اور اوسکی لید
اوٹھانیکی محنت و مشقت مین صرف ہو اگر کبہی دم بہر کو مہلت بہی
پاوین اور اپنے تن بدن کا ہوش آوے تو اپنی پوستین کی جوُن
نکالنے مین وہ وقت کٹ جاوے کیونکہ جب یہہ فارغ بیٹھینگے
اور پیٹ بہر کر کہانا کہاوینگے تو طرح طرح کے خیالات پیدا کرکے
اپنے دلی مشغلے کیواسطے آے دن ایک نہ ایک فتنہ اوٹھاتے رہینگے

بود کج بحشیمون حرف غلط بر صفحہ مجالس		نخیز دگر بہ تحریک زبان بردار از تیغش

سعیدؓ مین آپسے یہہ مرض سخت دفع کیئے دیتا ہون۔ میری راے مین

یہہ آتا ہے کہ جو آپکے مخالف ہین اونکے سردارونکی معقول گرفت کی جاوے اور وہ ہلاک کردیئے جاوین یہہ بات توظاہر ہی کہ ہر قوم کا ایک سردار ہوتا ہے اور جب سردار ہلاک و تباہ ہوجاتا ہی تو اوسکے تابع متفرق ہوجاتے ہین۔ پس جسوقت سردار و سرغنہ نہ رہین گے اونکے توابع و پیرو بہی متفرق ہوجاوین گے اور اونکے جرگے مین خود بخود پہوٹ پہیل جاویگی اور ہمارا مدعا بلا تکلف حاصل ہوگا۔

گرچہ راہیست پر از بیم زما تا در او		رفتن آسان بود ار واقف منزل باشی

امیرالمومنین رضہ یہ رائے تو ضرور مناسب وقت ہے لیکن اسپر عمل کرنا کسیقدر مشکل ہے اور اسمین بہت کچہ دشواریان پیش آوینگی۔

امیر معاویہ رضہ۔ امیرالمومنین۔ آپ اس کام کو امرائے لشکر کے سپرد فرمائیے۔ ہر شخص اپنے ملک و پرگنہ کا انتظام کرلیگا مین شام کوان مفسدون بدذاتونسے صاف کرونگا۔ آپ مدینہ کو سنبہالئے۔

ابن سعد رضہ یہ لوگ لالچی بندے ہین۔ درم و دینار کے غلام ہین۔ انکو مال و زر دیکر اپنا بنالیجیے۔ اس سے زیادہ تالیف قلوب اور کسی صورت سے ممکن نہین۔

دشمن خونخوار را کوتہ باحسان ساز دست		ہیچ زنجیرے بہ از سیری نباشد شیر را

ابن العاص رضہ اے امیرالمومنین۔ آپنے لوگونکی گردنونپر تمام بنی امیہ اپنے قرابتدارونکو حاکم بناکر سوار کردیا اور وہ لوگ بہی آپ ایسا قوی

بازو پاکر زبان درازی کرنے لگے۔ جو کچھ آپنے فرمایا وہی ان
لوگون نے اپنی رعایا سے کہا۔ آپ خود گمراہ ہوی اور
سرداروںکو بھی گمراہ کیا اب آپکو لازم ہے کہ راہ راست پر آیئے یا
خلافت ترک کیجیے اگر آپکو خلع خلافت سے انکار رہے تو فتنہ وفساد کے
واسطے آمادہ وتیار ہو جایئے اور اس راہ دشوار مین قدم بڑہایئے

امیر المومنین رض۔ تم کیا جانو۔ ان باتونسے اور تمسے کیا علاقہ۔ تم مین امور خلافت
سمجھنے کا مادّہ کب ہی۔ جاؤ الگ بیٹھو اپنی پوستین کے جون نکالو
کیا یہ گفتگو تمہاری مذاقیہ ہے یا دراصل سچ مچ کہہ رہے ہو۔

حضرت عمرو بن العاص رض خاموش ہو کر علیحدہ بیٹھ رہے۔ جب جلسہ برخاست ہوا صرف
یہی دونون صاحب رہ گئے۔ عمرو بن العاص رض نے جناب عثمان رض کی خدمت مین عرض کیا۔
آپ کو قسم خدا کی اے امیر المومنین۔ میری گستاخی معاف فرمایئے۔ میرے دل مین آپکی
بہت کچھ عزت وحرمت ہے۔ اسوقت جیسا مین نے ظاہر کیا ہے بالکل خلاف واقع کے
ہے لیکن مجھکو اسوقت خیال گذرا کہ ضرور دروازہ پر پوشیدہ کوئی شخص ہمارے خلاف
ہوگا جو ہمارے اس جلسہ کی باتین اور ہماری تجویزین ہمارے مخالفین تک پہونچا دیگا
اور پھر وہ لوگ جو اپنی جماعت مین کوئی مشورہ وصلاح کرینگے اوسکی خبر ہمکو نہ ہوگی۔ لہذا
مین یہہ چال چلا کہ آپ سب صاحبونکے خلاف دو چار فقرے چھوڑ دیئے تاکہ جو شخص
اور صاحبونکی گفتگو مخالفین تک پہونچاویگا وہ میری تقریر بھی اون تک پہونچا دیگا
اور وہ لوگ مجھکو اپنا طرفدار سمجھکر اپنی رائے وجلسہ مین شریک کر لینگے اس حیلہ وتدبیر سے
مجھکو اون لوگونکے خیالات وقتاً فوقتاً معلوم ہوتے رہینگے جو آپکی خدمت مین عرض

گرتا ہونگا اور حتی الامکان آپکی ذات عالی سے شر و فساد دفع کرونگا۔ یہ مشورہ ختم ہونیکے بعد جناب عثمان رضؓ نے سب صاحبونکو اونکے صوبجات کیطرف واپس کیا اور یہہ حکم دیا کہ جو لوگ فساد کے بانی مبانی ہین اونکو جہاد مین مصروف کرین تاکہ اس شغل مین وہ لوگ اور خیالات سے باز رہین۔ آپنے یہی ارادہ مصمم فرمایا کہ لوگونکو نقد زر و مال بھی عطا فرماوین تاکہ آپکی اطاعت دل وجان سے کرین۔ پھر سعیدؓ کو کوفہ کی جانب روانہ فرمایا یہہ مدینہ منورہ سے چلکر بمقام جرعہ پہونچے لوگ انکے مزاحم ہوے کوفہ جانے سے روکا اور یہہ پھر مدینہ واپس آے۔ ابو ثور ہمدانی کہتے ہین کہ جس دن یہہ واقعہ جرعہ پیش آیا مین حذیفہؓ اور ابو مسعودؓ انصاری کے ساتھ مسجد کوفہ مین بیٹھا تھا۔ حضرت ابو مسعودؓ بولے میرا خیال ہی کہ اہل فساد کا مجمع بغیر فتنہ برپا کئے اور قتل وخونریزی کے واپس نہ ہوگا۔ حضرت حذیفہؓ نے فرمایا۔ جو کچھ آج کے دن ہونیوالا ہے مین اوسکو اوس وقت سے بخوبی جانتا ہون جبکہ جناب رسول خدا صلعم دنیا مین بحالت حیات تشریف رکھتے تھے مگر آج کے دن تو مطلقاً خونریزی نہوگی۔ ہم لوگ اسی تردد مین تھے جو معلوم ہوا کہ سعیدؓ جناب عثمانؓ کی خدمت مین واپس گئے اور کسی طرح جنگ وجدال نہوئی۔ بعد اسکے ابو موسیٰ اشعریؓ امیر کوفہ ہوکر تشریف لاے اور حذیفہؓ بن یمان بحکم امیر المومنین جناب عثمانؓ باب کے حدود مین جہاد کو روانہ ہوے۔ حضرت سعید بن العاصؓ ۳۰ھ مین بجاے ولید بن عقبہ حاکم کوفہ ہوے اور ۳۴ھ مین اہل کوفہ کی ناراضی سے روکے گئے اور انکی جگہ ابو موسیٰ اشعریؓ جو سابق مین والی بصرہ تھے گورنری کوفہ پر بھیجے گئے

مشورہ اصحاب کبارؓ درباب دفع فساد

اس اثنا مین عبداللہ بن سبا سردار قوم شیعہ کے مقلدین اطراف وبلاد مین منتشر ہوگئے

چارون طرف علانیہ طعن و تشنیع کا بازار گرم ہوگیا۔ روزانہ متواتر خبرین اسکی مدینہ مین پہونچنے لگین۔ مدینہ مین بھی جو فتنہ و فساد کے خواہان تھے اور اس قسم کی باتون سے انکو دلچسپی تھی اونمین بھی سرگوشیان شروع ہوگیئن۔ اونھون نے بھی جناب عثمان رضؓ اور آپکے عُمّال پر زبان طعن دراز کی۔ اہل مدینہ مین سے ایک جماعت صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اور دیگر اہل صلاح جو فساد سے دور بھاگتے تھے ہر طرح کوششین کرتے اور لوگونکو روکتے تھے کہ یہ آتش نہفتہ برافروختہ نہ ہونے پاے مگر کوئی اثر معتدبہ اسپر مرتب نہ دیکھا۔ بالآخر دوسرے شہرونمین جو صحابہ کرام مقیم تھے انکو اس ہنگامہ کی اطلاع دی۔ اونسے خط و کتابت کی اور یہ لکھا کہ مدینہ منورہ مین آپ لوگ آجاوین۔ گروہ مخالفین نے بہت سر اوٹھایا ہے قریب ہے کہ نوبت جنگ و جدال پہونچ جاوے۔ جناب عثمان رضؓ پر ہر چہار طرف سے لوگونکی یورش ہے اور آپکی برائیان کرنا انکا شیوہ ہوگیا ہے۔ اکابر مدینہ خاموش ہین۔ نہ وہ فساد کو روکتے ہین اور نہ فساد کی سعی و کوشش مین شامل ہین البتہ ایک گروہ صحابہ کا جن مین زید بن ثابت۔ ابو اسید ساعدی۔ کعب بن مالک۔ حسان بن ثابت رضی اللہ عنہم ہین لوگونکو طعن و تشنیع۔ بدزبانی۔ بدکلامی سے روکتے ہین مگر کوئی نتیجہ مفید نظر نہین آتا۔ یہ خبر سنکر لوگ اطراف بلاد سے مدینہ منورہ مین جمع ہوے اور ایک جماعت کثیر کہ اونمین ایک گروہ عوام کا بھی تھا جناب علی مرتضی رضؓ کی خدمت مین حاضر ہوے اور جناب عثمان رضؓ کی شکایت اور بنا مخالفت بیان کی۔

جناب شیر خدا علی مرتضی رضؓ لوگونکے کہنے سے امیر المومنین جناب عثمان رضؓ کے پاس گئے اور لوگونکے خیالات اور اونکی شکایات و اسباب مخالفت بیان کرکے جناب عمر فاروق کے عادات و خصائل اور عُمّال کے حقمین اونکی سخت گیری و نرمی کو ظاہر کیا اور آپ کو

انجام کار اور جن خطرات کا اندیشہ تہا اوس سے مطلع کیا۔ یہ بہی جناب عثمان رضہ سے کہا

حضرت علی رضہ

لوگ میرے پاس آئے ہین اور آپ کی بابت انہون نے مجھسے گفتگو کی ہے بخدا مین نہین سمجھتا کہ آپ سے کیا کہون اور نہ مین کسی چیز کو جانتا ہون جسکو آپ نہ جانتے ہون اور نہ مین آپ کو کوئی امر ایسا بتلا سکتا ہون جسکو آپ خود نہ سمجھے ہون بیشک آپ وہی جانتے ہین جو کچھہ مین جانتا ہون۔ ہمکو کسی امر مین سبقت نہین حاصل ہوئی جس سے آپکو آگاہ کرین اور نہ کوئی خبر ہمکو تنہا معلوم ہوئی ہے جو ہم آپ کو بتلائین اور نہ ہم کسی امر مین باستثنای آپکے مخصوص کیے گئے ہین۔ آپنے جناب رسولخدا کو دیکھا اور حضور کی صحبت بابرکت نصیب ہوئی۔ آنحضرت صلعم سے آپنے بہی سنا ہے اور آنحضرت کی دامادی کی فضیلت حاصل ہوئی ہی نہ ابن ابی قحافہ رضہ آپ سے عملاً اولی تہے نہ ابن الخطاب رضہ آپ سے نیکی مین بہتر تہے اور آپ از روے قرابت آنحضرت صلعم سے بہت قریب ہین اور آپ کو آنحضرت صلعم کی شرافت دامادی عطا ہوئی جو اون دونون صاحبونکو نہین اور نہ دونون صاحبونکو کسی امر مین آپ پر سبقت حاصل ہے پس اللہ اللہ آپ اپنی بابت غور کرکے دیکھیے بخدا آپ بے بصیرتی سے نہین دیکھتے اور نہ جہالت کیوجہ سے آپ نہین جانتے کیونکہ بے شک و بے شبہ راستہ واضح و ظاہر ہے اور بیشک اعلام دین قائم ہین۔ خوب سوچ سمجھہ لیجیے اور اچھی طرح غور و خوض کریجیے اے عثمان رضہ۔ بیشک اللہ جل شانہ کے بندون مین سب سے افضل امام

عادل ہے جو خود ہدایت پاوے اور دوسرونکو ہدایت دے پس
اوسنے سنت معلومہ کو قائم کیا اور بدعت متروکہ کو مردہ کیا بخدا
یہہ دونون امر (سنت و بدعت) کھلے ہین اور بے شک سنتین قائم
ہین اونکے لیئے علامات واضح ہین اور بیشک بدعتین بہی قائم ہین اور
اونکی نشانیان بہی صاف عیان ہین اور بیشک اللہ کے نزدیک
امام ظالم شریر لوگونمین سے ہے جو خود گمراہ ہوا اور لوگونکو گمراہ کیا۔ پس
اوسنے سنت معلومہ کو مردہ کیا اور بدعت متروکہ کو زندہ کیا (اور ان
دونونکی مثالظاہر ہے) مین آپکو اللہ تعالی کے سطوت (حملے) اور انتقام
سے ڈراتا ہون کیونکہ اللہ تعالی کا عذاب نہایت شدید و دردناک
ہے اور مین آپ کو اس سے ڈراتا ہون کہ آپ اس امت کے امام مقتو
ل ہون کہ آپکے قتل کے سبب سے اس امت پر قتل و قتال کا دروازہ
قیامت تک کو کہل جاوے (اور پہر تا قیام قیامت بند نہو) اور
اس امت پر اسکے واقعات ملتبس و مشتبہ ہوجاوینگے اور وہ لوگ
اس قتل و قتال مین ایک گروہ کرکے چہوڑدیئے جاوینگے جو حق کو بوجہ
غالب ہوجانے باطل کے نہ دیکہہ سکین گے (اور باہم امتیاز نہ کر سکین
گے) اور اس مباحث مین خلط ملط بیحد ہوگا اور بہکتے پہرینگے اور
اضطراب و اختلاف صدہا قسم کے اس مین پیدا ہوجاوینگے۔

جناب عثمان رض۔ مین خوب سمجہا۔ آپ کا فرمانا بہت درست ہے۔ بخدا لوگ بہی ایسا ہی
کہتے ہین مگر خدا کی قسم کہا کر کہتا ہون کہ اگر آپ میری جگہہ اس امر

خلافت پر ہوتے مین کبہی آپکے ان کامون پر حرف گیری نہ کرتا۔ نہ کبہی آپ پر عیب گیری کرتا اگر آپ صلہ رحمی کرتے۔ کسی امر خلل پذیر کی درستی فرماتے۔ شئے ضائع ہونے والی کو اوسکے ٹہکانے لگاتے اور جس طرح جناب عمر فاروق رض والی وحاکم مقرر کرتے تہے آپ بہی ویسے ہی لوگونکو یا اونہین اشخاص کو امارت دیتے۔ اے علی شیر خدا رض مین آپکو قسم دلاتا ہون۔ کیا آپکو نہین معلوم کہ مغیرہ بن شعبہ حضرت عمر فاروق کے وقت مین تہے اور حضرت فاروق رض نے اونکو والی وحاکم کیا۔ مین نے بہی اونکو والی کیا تو اسمین کیا قصور ہوا۔ عبداللہ بن عامر کو اگر مین نے بپاس قرابت ورشتہ داری حاکم کیا تو اسمین کیا قباحت ہوئی۔

جناب علی رض - بیشک جناب عمر رض نے مغیرہ بن شعبہ کو حکومت دی اور بعض اہل قرابت بہی آپکے عہد مین والی وحاکم تہے مگر جناب عمر رض جسکو مقرر فرماتے تہے اوسکی گوشمالی پر ہر وقت آمادہ رہتے تہے۔ ذرا ذرا سی بات پر نہایت سختی سے برتاؤ کرتے تہے اور آپ اپنے عمال کے ساتہہ نرمی کا برتاؤ کرتے ہین اور اونکی زیادتیون پر طرح دیجاتے ہین

جناب عثمان رض - یہ لوگ آپکے بہی تو اقربا وعزیز ہین۔ کچہہ تنہا میرے عزیز نہین جو مجہپر یہ الزام قائم ہو رہا ہے۔

حضرت علی رض - ہان بیشک ان لوگونکی قرابت اور ناتا مجہسے قریب ہے مگر فضیلت انکی سوا اورون مین ہے۔

جناب عثمان رضؓ- جناب عمر رضؓ نے معاویہ رضؓ کو والی کیا تہا یا نہین اور یہہ اوسیوقت سے حاکم ہین - مین نے بہی انکو بحال رکہا -

جناب علی رضؓ- مین آپ کو قسم دلاتا ہون - کیا آپکو یاد نہین کہ معاویہ رضؓ حضرت عمر رضؓ سے کسقدر دبتے تہے اور جسقدر یرفا غلام حضرت عمر رضؓ کا آپ سے نہ ڈرتا ہوگا اوس سے زیادہ معاویہ رضؓ حضرت فاروق رضؓ کا خوف رکہتے تہے -

جناب عثمان- ہان یہ تو آپ سچ فرماتے ہین - بیشک جناب فاروق رضؓ کی سیاست ایسی ہی تہی -

جناب علی رضؓ- معاویہ رضؓ بلا مشورہ و بلا اجازت آپکے جو چاہتے ہین کر گذرتے ہین اور حکم احکام اپنی راے سے جاری کرکے تظاہر کرتے ہین کہ یہ امیر المؤمنین عثمان رضؓ کا حکم ہے اور آپ جان بہی جاتے ہین مگر کچہہ اسکا خیال نہین کرتے اور نہ اونکو اس قسم کی کارروائی سے روکتے ہین -

جناب علی مرتضی رضؓ تہوڑی دیر تک اسی قسم کی باتین کرکے اوٹہکر چلے گئے - اونکے تشریف لیجانے کے بعد ہی جناب عثمان رضؓ مسجد مین تشریف لاے - لوگونکو جمع کرکے ممبر پر بیٹہے اور یہ خطبہ پڑہا - اما بعد - ہر شے کی آفت ہے اور ہر کام کی تباہی اور زیان ہے اس امت محمدی صلعم کی آفت اور اس نعمت کا زیان اور بربادی عیب کرنیوالی لوگ اور طعنہ زن گروہ ہین - جو امر تمہارا محبوب و مرغوب ہے تمکو ظاہر کرکے دکہلاتے ہین اور جس چیز کو تم ناپسند کرتے ہو وہ تمسے پوشیدہ رکہتے ہین - بظاہر تمہاری فائدہ کی بات کہتے ہین - انکی مثال بالکل شترمرغ کی سی ہے - جماعت شترمرغ سے ایک آگے بڑہکر جب کسی دور کے گہاٹ اور پانی کی جگہہ کو پسند کرتا ہے اور وہان پہونچکر آواز

دیتا ہے تو سب کے سب ویسکی آواز پر اوسکے پیچھے ہو لیتے ہین - وہ پانی نہین پیتے مگر
گندہ خراب کر دیتے ہین اور پانی پیتے واپس نہین ہوتے مگر مجتمع ہو کر اونکا پیشرو
ان سب کے واسطے کہڑا رہتا ہے اور جماعت شتر مرغ اور سب کاموں سے تنگ رہتی ہی
اے گروہ تم آگاہ ہو جاؤ - جن کاموں کا تمنے جناب عمر فاروق کے عہد مین اقرار کیا
اور انکو پسند کیا اب تم اونہین کاموں کو میرے حق مین عیب سمجھتے ہو مگر اصل بات یہ ہی
کہ ابن الخطاب رضؓ نے تم سب کو اپنے پاؤن سے خوب پامال کیا تہا اور اپنے ہاتہ سے
تمکو خوب مارا تہا - اپنی زبان سے بہی تمہارے ساتہہ سختی سے پیش آے پس تم لوگ
چار و ناچار طوعاً و کرہاً اونکے مطیع و فرمانبردار ہو گئے اور مین برخلاف جناب فاروق
کے تمہارے ساتہہ بہ نرمی پیش آیا - تم لوگونکو اپنے سر پر چڑہا لیا - اپنی مونڈہو نپر
بٹہایا اور اپنی زبان سخت کلامی سے روکی - پس تم لوگ دلیر ہو گئے اور شوخی کرنے
لگے - خبردار ہو جاؤ - مین باعتبار جماعت مددگار ونکے غالب ہون میرے ناصر اور
معین قریب ہین اور شمار مین زیادہ ہین - مین اسکا بہی مستحق ہون کہ اگر زبان سی کہدون
آؤ - سب میری مدد کو دوڑ پڑین - بخدا اب مین نے تمکو اپنے موافقین کی تعداد سنادی
تمہارے ساتہہ بہت کچہہ فضل و احسان کیا - اب مین نے تمہارے واسطے اپنی دانت
تیز کر لئے ہین اور تمنے اپنی حرکات نالائم سے مجہکو میرے اخلاق و عادات سے الگ
کر دیا ہی وہ خلق و عادت بمجبوری مجہکو اختیار کرنا پڑی جسکو مین اچہا نہین جانتا اور
تم لوگونکی بدولت وہ گفتگو کی کہ جو کبہی میری زبان سے نہ نکلی تہی -

درد من عشق است و درمانش بغیر از صبر نیست	چون کنم گر زر در مشکل تر بود درمان من

اب تم کو مناسب ہے کہ اپنی زبانونکو روکو - اپنے والیان و سرداران ملک کی عیب گیری

اور طعنہ زنی سے باز رہو کیونکہ مین نے تم لوگونکے ساتھ گفتگو کرنے سے ایسے شخص کو روک دیا ہے جو اگر بیجا سے میرے تمسے کلام کرتا تو تم بغیر میری اسوقت کی گفتگو کے اوسکی گفتگو سے راضی ہوجاتے خبردار ہوجاؤ۔ تمہارے حقوق کسی طرح ضائع نہونگے بخدائے لایزال۔ جو مجھسے پہلے گذرے اور جس حدتک وہ پہونچ گئے مین نے اوس حدتک پہونچنے مین قصور نہین کیا مگر اصل بات یہ ہی کہ تم لوگون نے اونکے خلاف نکیا تہا اور نہ تمکو اونکے خلاف کی جرأت تہی۔ اتنے مین مروان بن الحکم نے کہڑے ہوکر کہا اگر تم چاہو تو ہم فیصلہ کردین۔ اگر تم راضی نہین ہوتے اور کجروی سے باز نہین آتے تو اب ہمارے اور تمہارے درمیان مین تلوار ہی فیصلہ کردیگی۔ قول شاعر ہمارے تمہارے حسب حال ہے۔

فرشنا لکم اعراضنا فنبتت لکم	مغارسکم تنبون فی دمن الثریٰ

ہم نے اپنی آبرو تمہارے واسطے فرش کردی مگر جیسے کچھ تمنے درخت زمین مین اگائے تہے ویسے ہی نکلے اور جیسی تمہاری نیت تہی اوسکا پہل اور نتیجہ ظہور پذیر ہوا

ہوس دارم کہ دو زم چاک دل از تار گیسویت	ولے چندین گرہ دارد کہ در سوزن نمے آید

جناب عثمان رضی نے مروان سے فرمایا کہ تم خاموش رہو۔ مجھکو اور میرے ساتھیونکو اسی طرح رہنے دو۔ تمہارے بات چیت کرنیکا موقع نہین اور نہ تم اس معاملہ مین دخل دو۔ مین نے تمکو پہلے ہی منع کردیا تہا کہ میرے اسکے بیچ مین مت بولنا۔ مروان خاموش ہورہے اور جناب عثمان رض منبر سے اوتر آے۔ آپکے اس خطبہ سے اور بہی لوگون مین برافروختگی پیدا ہوئی اور اونکی آتش نہفتہ اور بہی بہڑک اوٹھی۔ اونکی شدت وتیزی آپکے معاملہ مین ہرگز کم نہ ہوئی۔ (ابن اثیر)

اس عرصہ مین جناب علی مرتضیٰؓ علیل ہو گئے۔ ایک روز بعد نماز عصر جناب عثمانؓ مروان کو اپنے ساتھہ لیکر جناب علیؓ کی عیادت کو تشریف لیگئے اور فرمایا۔

اما واللّٰہ لولا ما اری منک ما کنت اتکلم بہ۔ واللّٰہ ما ادری ای یومیک احبّ الیّ او ابغض۔ ایوم حیاتک او یوم موتک۔ امّا واللّٰہ لئن بقیت لا اعدم شامتا یعدک کھفا۔ ویتخذک عضدا۔ ولئن متّ لافجعن بک فحظی منک حظ الوالد المشفق من الولد العاق ان عاش عقہ وان مات فجعہ۔ فلیتک جعلت لنا من امرک علما نقف علیہ ونعرفہ اما صدیق سالم واما عدو معاف ولم تجعلنی کالمختنق بین السماء والارض لا یرقی بید ولا یھبط برجل۔ اما واللّٰہ لئن قتلتک لا اصیب منک خلفا ولئن قتلتنی لا تصیب منی خلفا۔ وما احبّ ان ابقی اجلک۔ ترجمہ۔ بخدا اگر مجھکو یہہ حال آپکا معلوم ہوتا تو مین آپسے وہ کلام ہرگز نہ کرتا جو میرا قصد تھا۔ خدا کی قسم۔ آپکے دو دن۔ موت۔ حیات مین سے کون سا دن میرے نزدیک محبوب ہے اور کون سا دن مین برا جانتا ہون۔ بخدا۔ اگر آپ زندہ رہی تو مین اپنے ملامت کرنیوالے کو جو میرا قوت بازو اور جا پناہ بھی ہو گم نہ کرونگا۔ (یعنی آپکا برا کہنا میرے حق مین مفید ہے کیونکہ آپ دشمنی سے برا نہین کہتے بلکہ بتقاضاء کمال محبت وہمدردی آپکی نصیحت ہے) اور اگر (خدانخواستہ) اس مرض مین آپ نے انتقال فرمایا تو مجھکو بڑا ہی صدمہ ہوگا۔ میری آپکی وہ نسبت ہے جو پدر غمخوار کو اپنے فرزند نافرمان سے ہوتی ہے۔ اگر لڑکا زندہ رہتا ہے تو باپ کی نافرمانی کرتا ہے (اور اسکا صدمہ باپ کو دیتا ہے) اور اگر وہ بیٹا مرجاوے تو اپنے باپ مہربان کو

اپنے غم مین مبتلا کریگا۔ غرضکہ باپ کو کسی طرح چین نہین۔ کاش مجھکو آپ اپنے حال سے مطلع کرتے۔ یا دوست صلح جو یا دشمن بدخو۔ (مجھکو ان دو مین سے ایک تصور کیجیے) اور مجھکو اسطرح نہ چھوڑیئے کہ آسمان اور زمین کے مابین پہانسی دیکر لٹکا دیا جاوے نہ اوپر ہاتہہ کے ذریعہ سے چڑہ سکتا ہے اور نہ زمین پر ہی اوتر سکتا ہے۔ واللہ باللہ (بالفرض) اگر مین آپکو قتل کر ڈالون تو آپکا جانشین آپ کا ثانی نہ پاؤنگا اور اگر آپ مجھکو قتل کر ڈالین تو آپکو بہی میری عوض مجھ جیسا نہ ملیگا مجھے تو آپکے بعد زندگی خوش نہین۔

مروان بولے۔ خدا کی قسم لوگ ہمکو آسانی سے نہین پا سکتے جب تک کہ ہمارے نیزے اونکے سر نہ توڑین اور ہماری تلوارین اونکو نہ کاٹ ڈالین۔ پہر اسکے بعد عیش و زندگی کا کیا مزہ ہے۔ جناب عثمان رضؓ نے مروان کے سینہ پر ہاتہہ مار کر کہا تو ہماری بات مین کیون دخل دیتا ہے۔ حضرت علی رضؓ نے جواب دیا۔ واللہ مین آپ لوگونکے جواب دینے کی فکر مین ہون لیکن مین وہی کہتا ہون جو حضرت یعقوب علیہ السلام نے فرمایا۔ فصبر جمیل واللہ المستعان علی ما تصفون۔ پس صبر ہی بہتر ہے اور اللہ تعالی مددگار ہی اوسپر کہ تم بیان کرتے ہو۔ (عقد الفرید)

یہ واقعہ ۳۵ھ مین بعد واقعہ جرعہ کے ہوا ہے اور یہی جناب امیر المؤمنین عثمان رضؓ کی شہادت کا مقدمہ تہا۔ ناظرین! اوپر کی وہ طولانی تقریر جو مکالمہ مین ہم لکہ آئے ہین اور جناب علی مرتضی رضؓ کی جانب منسوب ہے آپکی زبان کی نہین معلوم ہوتی کیونکہ اسمین بعض فقرے ایسے ہین جن سے ہر بصر ذی عقل و تمیز کہہ سکتا ہے کہ جناب اسد اللہ رضؓ نے اپنی زبان مبارک سے ایسے الفاظ کبہی ارشاد نہ فرمائے ہونگے۔ جناب ابوبکر صدیق رضؓ کو جناب علی بن ابی طالب اور کل صحابہ کرام رضؓ جناب رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد سب سے

افضل جانتے تھے۔ جناب فاروق رضہ کی بہی عزت و توقیر سب لوگ کیا کرتے تھے۔ ان دونون بزرگونکو بوجہ عدم دامادی جناب رسول خدا صلعم مفضول عالیا اور جناب عثمان رضہ کو بوجہ اسکے کہ آپ داماد آنحضرت صلعم ہین افضل سمہنا اور جناب علی مرتضی رضہ کا جناب عثمان رضہ سے یہہ کہنا کہ وہ دونون صاحب آپ سے کسی بات مین نہین بڑہے تہے۔ ایک ایسا امر ہے جسکو عقل سلیم جناب علی رضہ کی طرف کسی طرح منسوب کرنا جایز نہین رکہتی۔ کوئی مسلمان یہہ عقیدہ نہین رکہتا کہ جناب علی رضہ اور جناب عثمان رضہ کی عزت و فضیلت اسوجہ سے ہے کہ یہہ دونون صاحب آنحضرت صلعم کے داماد تہے بلکہ ان دونون صاحبونکو بوجہ سابق الاسلام ہونے اور اعمال خیر کرنے اور جملہ مشاہد مین حاضر ہونے اور آنحضرت صلعم کی بشارت جنت دینے کے باعث سے عزت و فضیلت ہے۔ ان صاحبونکو آنحضرت صلعم کی صرف داماد ہونیکی وجہ سے افضل کہنا دراصل انکی ناقدردانی اور منقصت شان کرنی ہے ہان شرافت و عزت اس حیثیت سے بہی ہے مگر یہ نہین کہ حضرات شیخین رضہ سے افضل ہوجاوین اور یہہ وہم کرنا کہ جناب علی رضہ نے یہہ کلمات جناب عثمان رضہ کی شان مین بطور نداق کے اور بنانیکے طرز پر کہے تہے تو یہہ بہی جناب علی مرتضی رضہ کی شان کے خلاف اور آپکے مرتبہ سے بعید ہے خصوصاً مقام نصیحت و مشورہ مین اور یہہ ایک ایسی بات ہے کہ کوئی ادنی مسلمان جناب علی رضہ کے حق مین کہنا کیا دل مین خیال لانا بہی پسند نہین کریگا۔

اس ۲۴ھ مین جناب عثمان رضہ نے لوگونکے ساتھہ حج کیا۔

اصحاب ذیل نے وفات پائی۔ کعب احبار بن مانع۔ آپ عہد خلافت فاروقی مین اسلام لائے ہین۔ عاقل بن بکیر بدری۔ ابوعبس عبدالرحمن بن جبر انصاری بدری۔ مسطح بن اثاثہ مطلبی۔ انہون نے ستاون برس کے سن مین انتقال کیا۔ ایک روایت مین ہے

کہ یہہ جنگ صفین مین حضرت علیؓ کے ساتھہ تھے۔ یہہ بھی بدر مین شریک ہوے ہین عبادہ بن صامت انصاری نے بمقام رملہ یا قدس وفات پائی یہہ وہان کے قاضی تھے۔ یہہ بیعت عقبہ مین موجود تھے اور جنگ بدر و جمیع غزوات مین شریک ہوے ہین۔ یہہ گروہ نقبا مین ہین۔ اسی سنہ مین حضرت ابو طلحہ انصاریؓ نے باختلاف روایات وفات پائی لیلۃ العقبہ مین یہہ بھی نقیب تھے۔ انکی شان مین جناب رسول خداؐ نے فرمایا ہے۔ "لشکر مین ابو طلحہ کی آواز ایک جماعت سے بہتر ہے"

فراخی دولت و ترقی نعمت و ثروت

عہد عثمانی مین ممالک دور و دراز فتح ہوے مال و جاہ دنیوی کی وسعت ہوئی اور صحابہ کرامؓ غنی و مالدار ہو گئے۔ اہل مدینہ اور دیگر بلاد کے باشندونکے پاس فتوحات و غنائم ملک سے بہت کچھہ روپیہ جمع ہوا۔ شہر آباد۔ باشندے فارغ البال دلشاد عیش و نشاط مین مصروف۔ اسباب سرور مین مشغول ہوے۔ ایک ایک گھوڑا لاکھہ لاکھہ روپیہ مین فروخت ہوتا تھا۔ زمین اور باغات اس قدر گران ہوے کہ خاص مدینہ منورہ مین ایک ایک باغ کی قیمت چار چار لاکھہ تک پہونچ گئی۔ لوگون نے عمارات عالیشان۔ مکانات بلند بنائے خاص کر مدینہ اسوقت خوب رونق و آبادی پر تھا۔ لوگ گھر بیٹھے آرام سے چین کرتے تھے۔ ملکو انکی جائداد کی آمدنی آتی تھی فرہ سے بیفکری کے عالم مین دار الامان قبۃ الاسلام مین بیٹھے عیش کرتے تھے۔ عوام الناس اس نعمت و ثروت کے درجہ پر پہونچکر بہک گئے اور بزرگونکی شان مین نکتہ چینی اور عیب گیری کا شیوہ اختیار کیا۔ حضرت عثمانؓ تو ہمیشہ سے مالدار تھے۔ جناب رسول خداؐ کے زمانہ ہی سے مالدار صحابہ مین آپکا شمار تھا اب کثرت فتوحات سے

اور بہی آپکے مال کو ترقی ہوئی اور ہزارون لونڈی غلام آپکے پاس ہو گئے۔ مفسدین بدعاقبت نے منجملہ اور عیوب کے آپکی ذات پاک مین یہہ عیب بہی نکالا کہ آپ خلافت کے لائق نہین رہے دولت دنیا مین مبتلا ہین۔ اپنے اعزہ واقربا کو ملکونکی حکومت وسرداری دیتے ہین اور جس کام کے وہ اہل نہین ہین اونکے سپرد فرماتے ہین بالآخر آپکی معزولی کا قصد کیا اور ایک ہنگامہ عظیم برپا ہوا۔ (تاریخ خمیس)

چونکہ جناب عثمان رضؓ کی طبیعت مین سخاوت وکرم خلقی تہا۔ دولت دنیوی کے ساتہہ خداوند تعالی نے آپکو حوصلہ عالی اور ہمت بہی بلند عطا فرمائی تہی۔ آپکی بخشش ہر قریب وبعید عزیز و بیگانہ پر یکسان تہی آپکے عمال بہی آپکے طریقہ پر چلے اور آپکی پیروی اختیار کی جناب عثمان رضؓ نے اپنے عہد خلافت مین شہر مدینہ منورہ کے اندر ایک محل عالیشان تعمیر فرمایا جسکی عمارت پتہر اور چونے کی تہی۔ اوسکے دروازے ساج اور عرعر کی لکڑی کے تہے۔ علاوہ اسکے بہت سی زمین وجائداد اور باغات مدینہ منورہ کے متصل جناب عثمان رضؓ کی ملکیت مین تہے جس دن آپ شہید ہوے ہین آپکے خزانچی کے پاس ڈیڑہ لاکہہ دینار اور دس لاکہہ درم نقد تہے۔ انکے علاوہ وادی القری اور اطراف حنین مین ایک لاکہہ قیمت کی جائداد وزمین تہی۔ مزید بران گہوڑے اور اونٹ بکثرت تہے۔ آپکے عہد مین اکثر صحابہ کبار رضؓ نے بہت کچہہ جائدادین خریدکین۔ مکانات وعمارات عالیشان تعمیر کئے۔ منجملہ اونکے حضرت زبیر بن العوام رضؓ ہین۔ انہون نے بمقام بصرہ اپنا مکان بنایا اور عمارت پختہ ونفیس اس درجہ مستحکم تیار کی کہ سنہ ۳۳۲ھ تک وہ قائم تہی۔ تاجرون۔ مسافرون اور دور کے ملکونسے آنیوالونکے لئے فرودگاہ اور آسائش کے واسطے ایک عالیشان مسافرخانہ تہا بصرہ کے علاوہ حضرت زبیر رضؓ نے مصر اور کوفہ اور اسکندریہ مین بہی متعدد مکانات تعمیر کئے

جو ۳۳۲ھ تک قائم اور انکے نام سے مشہور و معروف تھے۔ باوجود ان مصارف اور جائداد غیر منقولہ کے جب حضرت زبیرؓ نے وفات پائی پچاس ہزار دینار نقد ترکہ مین چھوڑے اور ایک ہزار غلام۔ ایک ہزار لونڈیان۔ ایک ہزار گھوڑے۔ مختلف مقامات مین زمین۔ انکی وفات کے بعد ترکہ مین انکی اولاد کو ملا۔

عبید اللہ تیمی کا مکان کوفہ مین بمقام کناس بنام دار الطلحتین مشہور و معروف عمارت ہے انکی روزانہ آمدنی عراق کی ایک ہزار دینار تھی اور بعض کہتے ہین کہ اس سے زائد تھی۔ اطراف سراۃ مین اس سے بھی زیادہ آمدنی تھی۔ عبید اللہ تیمی نے مدینہ منورہ مین ایک مکان سنگین پختہ اینٹ اور چونہ کا تعمیر کیا اور لکڑی ساج کی اوسمین صرف کی۔

اسی طرح حضرت عبد الرحمن بن عوفؓ نے اپنا گھر بنایا تھا۔ یہ مکان نہایت فراخ اور وسیع تھا۔ اسکے متعلق ایک بڑا اصطبل بھی تھا جسمین سو گھوڑے بندھے رہتے تھے انکے پاس سو اونٹ تھے۔ دس ہزار بکریان۔ بعد وفات انکے مال متروکہ کا ایک چوتھائی حصہ چوراسی ہزار کا تھا حضرت سعد بن ابی وقاصؓ نے اپنا مکان عقیق مین تعمیر فرمایا جسکو بہت بلند کیا اور اوسکا صحن نہایت فراخ رکھا۔ اوسکے اوپر کے درجہ مین ہوا اور روشنی کے واسطے بہت سی کھڑکیان رکھین۔ حضرت زید بن ثابتؓ نے جب انتقال فرمایا تو اسقدر مال چھوڑا کہ سونے چاندی کے ڈھیر ونکو کدال سے کاٹ کاٹ کر الگ کرتے تھے یہ مال علاوہ اوس جائداد کے تھا جسکی قیمت ایک لاکھ دینار تھی۔ ان بزرگون کے علاوہ حضرت مقدادؓ نے بمقام جُرف نواح مدینہ منورہ مین ایک عمارت عالیشان تعمیر کی جسکی دیوارین اندر باہر دونون طرف سے چونے کی ریختہ اور ریختہ استرکاری کی ہوئی تھین حضرت یعلی بن امیہؓ کا ترکہ بعد وفات پانچ لاکھ نقد دینار تھے اور اونکا قرض جو دوسرونکے

خزانہ تہا اور چاندی اور زمین وغیرہ اسقدر چہوڑی جنکی قیمت ایک لاکہہ دینار تہی۔ علی ہذا القیاس اس باب مین بہت کچہہ قصے وحکایات ہین اور جسقدر ترقی دنیوی عہد عثمانی مین ہوئی اوسکی عشر عشیر بہی عہد فاروقی مین نہ تہی برعکس اسکے جناب فاروق رضہ کے عہد مین ایک بندہا ہوا خرچ تہا اور اسیقدر آمدنی بہی تہی۔ عہد فاروقی کا ایک قصہ نقل ہوتا ہے کہ جناب فاروق رضہ حج کو تشریف لیگئے۔ آپ کے آنے جانے مین مدینہ منورہ تک کل سولہ دینار صرف ہوئے آپنے اپنے صاحبزادہ سے ارشاد فرمایا کہ اس سفر مین ہمنے بڑا اسراف کیا۔ اسقدر روپیہ صرف کر دیا۔ ۲۱ھ عہد فاروقی مین حضرت سعد بن ابی وقاص رضہ کی شکایت جناب عمر فاروق رضہ کے گوش مبارک تک پہونچی آپنے بغرض تحقیقات حال حضرت محمد بن مسلمہ انصاری کو روانہ فرمایا۔ سعد رضہ والی کوفہ تہے۔ محمد بن مسلمہ رضہ نے لوگونکو کوفہ کی مسجد مین جمع کر کے ہر ایک سے سعد بن ابی وقاص رضہ کی نسبت اور انکے چال چلن اور لوگونکے ساتہہ برتاو کی کیفیت دریافت کی۔ بعضون نے انکی تعریف کی اور بعضون نے برائی۔ محمد بن مسلمہ کوفہ سے واپس آئے اور جناب عمر رضہ سے یہہ کیفیت ظاہر کی۔ آپنے بنظر احتیاط سعد رضہ کو حکومت کوفہ سے معزول فرمایا اور پہر کوفہ مین عمار بن یاسر رضہ کو سرحدی حکومت پر عثمان بن حنیف رضہ کو خراج پر اور عبداللہ بن مسعود رضہ کو حاکم مال مقرر فرمایا اور نیز عبداللہ بن مسعود رضہ کو حکم دیا کہ لوگونکو قرآن شریف پڑہاوین اور علوم دین کی تعلیم دین۔ یہہ تینون صاحب جو کوفہ مین مختلف صیغونکے افسر تہے انکا روزینہ اس طرح مقرر فرمایا کہ ایک بکری تینون صاحبونکے واسطے روزانہ خوراک مین مقرر کی۔ نصف بکری تو عمار بن یاسر رضہ کو اور باقی نصف عبداللہ بن مسعود رضہ اور عثمان بن حنیف رضہ کو۔ عہد فاروقی اور اوسکی آمدنی ومصارف اور عہد عثمانی کے فتوحات اور اوسکے اخراجات کا موازنہ کسی طرح نہین ہوسکتا۔ (مروج الذہب)

قصہ کوتاہ صحابہ کرامؓ توکسی طرح شر وفساد مین شریک نہ تہے کیونکہ انکے نفوس بوجہ
اثر صحبت آنحضرت صلعم کے پاک صاف تہے۔ انکے دلونمین کدورت وبغض نے اپنی
بُرے اثر کی سیاہی وتیرگی سے زنگ نہ جمنے دیا تہا۔ یہہ بزرگوار بمقتضاے رُحَمَاءُ بَیْنَہُمْ
باہم ایک دوسرے کے ساتہہ رحمدلی اور محبت سے پیش آنیوالے تہے حتی الامکان
لوگونکو ضلالت سے بچاتے اور گمراہی ونفاق سے ڈراتے تہے۔ ان صاحبونکی ہمہ تن
یہی کوشش تہی کہ امت محمدی مین اصلاح ہو باہم اتفاق سے رہین۔ باہمی رنجش وفساد اور
بغض وعناد سے بازآئین۔ ہان یہہ کام اونہین لوگونکا تہا جو مختلف قومونکے تہے اور بزور
شمشیر یا بطمع جاہ ومنصب بطیع اسلام ہوکر امرا وحکام ووالیان ملک کی خوشامدین کرتے
اور اپنے نفع کی غرض سے حکام کے دوست بنکر اونکے بعض امور سیاست مین اپنی رائین
ومشورے ملاتے رہتے تہے اسوجہ سے اگر بعض اوقات اون عمال وحکام سے بمقتضاے
بشریت امور سیاست مین کسی قسم کا ادنی ظلم بہی ہوجاتا تو پہر یہی لوگ انپر عیب گیری کرتی
تہے جیساکہ اہل کوفہ کے قصہ سے سابق مین معلوم ہواکہ اولاً اون لوگون نے ولیدبن
عقبہ سے دوستانہ برتاؤ کیا پہر جب اونپر تہمت شرابخواری لگی بہت سے لوگ علیحدہ
ہوگئے اور ایک جماعت جنکو اونکی ذات سے نفع پہونچتا تہا اونکی علیحدگی سے رنجیدہ
ہوکر حضرت سعید بن العاص سے خواہمخواہ کا بغض رکہنے لگی پہر انسے بہی میل جول بڑہایا
اور محبت وارتباط پیدا کیا کہ انکو جلسے گرم ہوتے رہے بالآخر انسے بہی بگڑے
اور انکو کوفہ کی امارت سے نکلوا کرہی چہوڑا۔ دراصل ان لوگونکے فساد کی ترقی کا باعث
جناب عثمانؓ کی غمخواری اور حلم وتحمل تہا۔ آپ کی بدرجہ غایت نیک مزاجی اور بردباری سے
گروہ بدشعار مفسدان تباہ کارکو دن دونی قوت بڑہتی گئی۔ امور سیاست مین بصلق

درشتی و نرمی بہم در بہ است		چو رگ زن کہ فصاد و مرہم نہ است	

دونون اجزا سے کام لینا چاہیئے جیسا کہ معدلت فاروقی مین اسکے آثار کثیر پایے
جاتے ہین جناب عثمان رضی نے خود اپنے خطبہ مین فرمایا کہ مین نے تمہارے ساتھ نرمی
کی تم میری گردن پر چڑھ گئے مین نے تمہاری سخت گیری نہ کی تمکو جرات بڑھتی گئی۔ درحقیقت
بمضمون - گربہ کشتن روز اول - اگر یہہ لوگ پہلے ہی حملہ مین روک دیئے جاتے تو یہہ
انجام نہ ہوتا - مگر کیسے نہ ہوتا کان امر اللہ مقدورا - خدا کے کام اور اوسکی احکام
بے پورے ہوے نہین رہ سکتے روز ازل مین مقدر ہو چکا تہا کہ جناب عثمان مظلوم
شہید ہونگے کار د ظلم سے ذبح کئے جاوینگے اسکے یہی اسباب تے جو عالم اسباب دنیا مین
ظہور پذیر ہوے - باقی رہا یہہ شبہہ کہ اسوقت مدینہ منورہ مین جناب علی رضی اور دیگر اصحاب کبار
رضی اللہ عنہم موجود تہے ان بزرگونمین سے کوئی بہی نہ بولا - اس آتش فساد کو کسی صاحب
نے اپنی تدبیر سے سرد نہ فرمایا - کیا ان بزرگون سے کوئی صاحب مفسدونکے شریک
تہے جو خاموش الگ بیٹھے رہے اور تماشا دیکہا کئے - حضرت معاویہ رضی شام مین والی تہے
اونسے بہی کچہہ نہ بن پڑا ایسی ذرا سنبھل جاتی ورا سی ڈانٹ مین مفسدین خانہ خراب کی ہمت پست
ہو جاتی ایک دنی چشم نمائی مین تو یہہ لوگ راہ راست پر آجاتے - کیا کچہہ انکی سازش تہی
حاشا و کلا - ان بزرگان دین و ہادیان امت محمدی کی نسبت یہہ خیال و وہم شیطانی زیبا
نہین - جناب علی مرتضیٰ رضی کو اس سے کیا فائدہ حاصل ہوا - انکو کیا خلافت کی پرواہ تہی
بالفرض اگر اسکی خواہش بہی تہی تو آپکو بہی تو احادیث نبوی سے معلوم تہا کہ جناب عثمان رضی
کو اہل بلوی و فساد شہید کرینگے - جہان اتنی مدت خلافت نہ ملی اور کچہہ عرصہ تک نہ سہی
آپ ایسا کیون کرتے - برخلاف اسکے واقعات کے دیکھنے سے معلوم ہوتا ہے کہ

اس بلوہ مین خاص جناب علی رضؓ نے اپنے صاحبزادون حضرات حسنینؓ کو جناب عثمان کی حفاظت کیلئے آپکے مکان پر بھیجا اور یہ دونون حضرات مجمع بلوائیان کو متفرق اور منتشر کرتے رہے۔ علاوہ برین ایک ادنیٰ مسلمان بھی اپنے امام برحق اور خلیفہ مطلق کی نسبت اس قسم کی کارروائی جائز نہین رکھتا۔ جناب اسد اللہ الغالب علی ابن ابی طالب کی شان پاک مین یہ گمان بدکرنا سراسر انصاف سے دور اور سرتاپا قصور ہے اسی طرح حضرت معاویہ کی نسبت اس قسم کا شک وشبہ کرنا بھی کوتاہی عقل کی نشانی اور ضعف ایمان کی علامت ہے۔ اولاً توجناب معاویہ کو خلافت عثمانی مین ہر طرح کی آزادی تھی برائے نام کی افسری وماتحتی تھی جو چاہتے تھے کرتے تھے امیر المؤمنین جناب ذی النورین نے کبھی کسی کارروائی پر حرف گیری نہ فرمائی اور نہ انسے بازپرس کی۔ ثانیاً عہد فاروقی سے اس عہد مین دائرہ حکومت جناب معاویہ بہت وسیع ہوگیا تھا تمام ملک شام انکے زیرنگین تھا۔ رعایا برایا۔ اہل افواج وعساکر سب انکے مطیع وفرمانبردار اور انسے راضی وخوش تھے۔ یہ آزادی کے ساتھہ گویا مستقل حاکم تھے پھر انکو کیا پڑی تھی کہ خواہ مخواہ خلافت کی خواہش کرتے اور لامحالہ بارعظیم اپنے سرپر لینے کی فکر مین اپنے خلیفہ وقت کی جان کے خواہان ہوتے۔ معاذ اللہ ثم معاذ اللہ۔ اب رہی یہ بات کہ مدد کیون نہ کی اسکی بابت آگے چلکر بیان ہوگا کہ جناب معاویہ نے حضرت خلافت پناہ کو رائے دی تھی کہ آپ میرے ساتھہ شام مین چلکر رہین مگر خلافت مآب نے اسکو منظور نفرمایا۔

واقعات ۳۵ ہجری

فتوحات عثمانی کا سلسلہ تو اس سنہ سے پہلے ہی ختم ہوچکا ہے جو بڑا حادثہ اس

سنہ کا ہے وہ آپکی شہادت ہے۔ دیگر واقعات یا فتوحات آخری جو اس سنہ مین ہوے
وہ یہہ ہین۔ صاحب تاریخ جنابی لکھتے ہین کہ گورنر صوبہ مصر امیر عبد اللہ بن ابی سرح بغرض
غزوہ قسطنطنیہ بمقام اسکندریہ سے براہ دریا ایک لشکر ظفر پیکر مجاہدین حق گزین کا اپنے
ہمراہ لیکر روانہ ہوے۔ اثنار راہ مین شاہ روم ایک ہزار جہازون کا بیڑہ جن پر سامان
جنگی و سپاہیان فوجی تھے لئے ہوے مسلمانونکو مل گیا۔ اسکو مسلمانونکے ارادہ کی
خبر ہوگئی تھی لہذا راہ روکنے کو ادہر کا قصد کیا۔ اہل اسلام کے ساتھہ صرف سو جہاز
اور اسیقدر سامان جنگی تہا۔ یہہ دونون لشکر بمقام اسکلہ قنکہ نواح مغرب الطاکیہ مین
ایک دوسرے کے مقابل ہوے۔ شاہ روم نے قبل روانگی اپنے دار السلطنت
مین ایک خواب دیکہا تہا جسکی تعبیر معبّرون نے الفاظ خواب سے مستنبط کرکے یہ بیان
کی تہی "مسلمانونپر تو غلبہ پانے کی تمنا مت کر" مگر شاہ روم نے کچھہ پرواہ نہ کی اور بوجہ
نخوت و غرور کے مقتضاے خواب پر اصلا ملتفت نہوا۔ اللہ جل شانہ نے اوسکے
تکبر و خود پسندی کا اوسکو مزہ چکہا دیا اور اس لڑائی کا یہہ انجام ہوا کہ اہل اسلام مظفر و
منصور ہوے۔ کفار ناہنجار خوار و بے اعتبار ہزیمت خوردہ پیٹہہ دکہلا کر میدان جنگ
سے بہاگ نکلے۔ دلاوران اسلام و نہنگان بحر بسالت نے اونکو تلوار پر رکھہ لیا۔
بہت سے مارے گئے اور بہتیرے جان عزیز کے بچانیکی فکر مین بہلگے بالآخر دریا مین
اپنی آبرو ڈبو کر پانی کر دی اور ہمیشہ کیلئے اس دنیاے ناپائدار کی کشاکش سے
نجات پا کر ٹہنڈے ٹہنڈے پانی کی راہ دوزخ کی آگ مین پہونچ گئے۔ ایک گروہ
رو ہیونکا اہل اسلام نے قیدی بنا لیا۔ اس جنگ مین اہل اسلام نے بہت سا مال
بہی کفار کے جہازونکا غنیمت مین پایا۔

فتح کے بعد اہل اسلام مظفر و کامیاب خوش حال باقبال - فارغ البال - دولت و مال غنیمت سے مالامال جزیرہ رہوڈس مین واپس آے اور اس جزیرہ کو شبخون مارکر فتح کرلیا - ہر شخص پر جزیہ مقرر کرکے امان دیکر جان بخشی کی - زنجیر احسان کا قیدی بنالیا - (فتوحات اسلامیہ) اسی ۳۵ھ مین قسطنطین ہرقل ملک روم کا بیٹا ایک ہزار جنگی جہازون کا بیڑہ اسباب و سامان جنگ سے آراستہ بہادران صف شکن کی جمعیت لیکر بقصد اہل اسلام اپنے دارالسلطنت سے روانہ ہوا - خداوند تعالیٰ جل شانہ نے اپنے دوستون اہل اسلام کو اس موذی خودسر کے شر سے اس طرح بچالیا کہ اس گروہ کفار پر باد فنا مسلط کی - دریا مین طوفان اوٹھا تیز ہوا نے جہازونکو ایک دم مین تہ وبالا کرکے سبکو غرق بحر فنا کردیا - صرف قسطنطین زندہ بچا - روتا دہوتا - تباہ حال خستہ و پریشان بمقام صقلیہ پہونچا - اہل صقلیہ نے اسکو دیکھکر کہا "کمبخت - ناشدنی تو نے سارا لشکر غرقاب کردیا - بہیا خود زندہ رہا پہر اس بہیائی کے قربان کہ ہوچون پر تاؤ دیتا اپنی منحوس صورت دکھانے ہمکو چلا آیا" بعد ازان اون لوگون نے اوسکو حمام مین لیجاکر قتل کرڈالا اور قصہ پاک ہوا -

میخواست تلافی کند آزردہ ترم کرد	عذر ستمے خواست کہ خون درجگرم کرد

یہ روایت ابوجعفر کی ہے - غزوہ سواری ۳۱ھ مین بہی آیا ہے اور بعضونکے نزدیک اسی ۳۵ھ مین ہوا - مگر یہہ دونون ایک نہین ہوسکتے کیونکہ غزوہ سواری مین رومیون اور مسلمانونمین جنگ ہوئی - یہان لڑائی کی نوبت نہین آئی بلکہ جہاز تباہ ہوگئے - اگر جہاز ڈوبنے کا ذکر اس قصہ مین نہ ہوتا تو غزوہ سواری اور یہہ واقعہ دونون ایک ہی سمجہے جاتے لیکن اب بہی بڑا خلجان باقی رہا قسطنطین وہان بہی حمام مین قتل ہوا اور اس قصہ مین بہی مارا گیا - اسکی توجیہ اس طرح ہوسکتی ہے کہ غزوہ سواری ۳۱ھ مین ہے اور قسطنطین بعد

شکست صقلیہ مین قتل نہین ہوا بلکہ ۳۵ھ مین بعد تباہی لشکر و غرق بیڑہ جہاز صقلیہ پہونچا اور وہان مارا گیا یا یہ کہا جاوے کہ یہہ دونون واقعے ایک ہی ہین یعنی غزوہ سواری ۳۵ھ مین ہوا جیسا کہ بعض کا قول ہے۔ باقی رہا یہہ شبہ کہ غزوہ سواری مین جہاز کہان ڈوبے اوسکا جواب یہہ ہے۔ ممکن ہے کہ کچھہ جہاز ڈوب گئے اور کچھہ باقی رہ گئے۔ واللہ اعلم بالصواب۔

آپکے عہد خلافت مین اصحاب ذیل نے وفات پائی۔ ہم بلا لحاظ ترتیب سنہ لکھتے ہین۔ اوس[1] بن خولی انصاری۔ جلاس[2] بن سوید انصاری۔ اولاً یہہ آنحضرت صلعم کے زمانہ مین منافق تھے بعدہ توبہ کی اور اچھے لوگو نمین ہوے۔ حارث[3] بن نوفل بن حارث بن عبد المطلب جنکا لقب ببّہ تہا۔ حکم[4] بن ابی العاص مروان کے والد اور جناب عثمان رض کے چچا۔ انہون نے ۳۱ھ مین وفات پائی۔ حبّان[5] بن منقذ والد یحیٰی بن حبان۔ عبد اللہ[6] بن قیس بن خالد انصاری۔ ایک روایت مین یہہ غزوہ احد مین شہید ہوے ہین۔ قطبہ[7] بن عامر انصاری بدری۔ بیعۃ العقبیٰ مین شریک ہوے ہین۔ زید[8] بن خارجہ بن زید انصاری۔ یہ وہ شخص ہین جو بعد موت کے بولے تھے۔ اخیر عہد خلافت مین معبد[9] بن عباس بن عبد المطلب بمقام افریقیہ مارے گئے۔ معیقب[10] بن ابی فاطمہ جو مہاجرین حبشہ سے ہین اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم کی مہر مبارک جنکے پاس رہتی تہی اور ایک روایت مین جناب معیقب رضی اللہ عنہ نے ۴۰ھ عہد خلافت مرتضوی مین انتقال فرمایا ہے۔ مطیع[11] بن اسود عدوی آپ بروز فتح مکہ اسلام لاے ہین۔ نعیم[12] بن مسعود اشجعی رض۔ بعضے کہتے ہین کہ جنگ جمل مین مجاشع بن مسعود کے ہمراہ قتل ہوے۔ عبد اللہ[13] بن حذافہ سہمی بدری۔ یہہ خوش مزاج آدمی تھے عبد اللہ[14] بن ابی ربیعہ مخزومی۔ عمر شاعر کے باپ۔ زمانہ محاصرہ جناب عثمان مین یہ یمن سے

آپکی مدد کو آتے تھے اثنار راہ مین سواری پر سے گر کر مر گئے - ابو رافع مولی رسولخدا
اور بعض روایت مین خلافت مرتضوی مین انتقال کیا مگر صحیح روایت اولی ہے - ابو سبرہ
بن ابی رہم عامری - بدری - اولاد عامر بن لوئی سے ہین - ہاشم بن عتبہ بن ربیعہ - جناب
معاویہ رضہ کے ماموں - آپ بروز فتح مکہ مسلمان ہوے اور بڑے نیک شخص تھے - حضرت
ابو درداء رضہ نے ۳۲ھ مین وفات پائی اور ایک روایت مین بعد خلافت عثمانی کے انتقال
فرمایا مگر روایت اول صحیح ہے - (ابن اثیر) انکے علاوہ بعض بزرگونکا ذکر اوپر آچکا ہے -

۳۵ھ مین عامر بن ربیعہ رضہ نے وفات پائی - (تاریخ یافعی)

اسی ۳۵ھ مین بروایت صاحب مشاہد الاصفیا اصحاب ذیل نے وفات پائی - ابو عبد اللہ
حذیفہ رضہ بن یمان عبسی جلیل القدر صحابی صاحب سر رسول خدا ہین - اسلام آپکا قدیم ہے -
یہ اپنے صاحبزادہ کے ہمراہ زمانہ جنگ بدر مین مدینہ منورہ ہجرت کر کے آے - دونون
باپ بیٹے غزوہ احد مین شریک ہوے ہین - حضرت حذیفہ رضہ نے مدائن مین وفات پائی
حضرت سلمان فارسی رضہ - غزوہ خندق اور اوسکے مابعد دیگر غزوات مین حاضر تھے - آپ
منجملہ اون صحابہ کے ہین جنکے واسطے جنت کا مشتاق ہونا ظاہر ہوا ہے - عہد فاروقی مین
مدائن کے حاکم ہوے - آپکے سنہ وفات مین اور بھی روایات ہین - ایک روایت مین
۴۰ھ و ۵۰ھ کے مابین انتقال فرمایا - رضی اللہ تعالی عنہم ورضوا عنہ -

اسمار عمال در ۳۵ھ وقت شہادت جناب عثمان

ضلع یا صوبہ	عہدہ	نام مع مختصر حالات
مکہ معظمہ	عامل یا والی	عبد اللہ بن حضرمی بصری -

ضلع یا صوبہ	عہدہ	نام مع مختصر حالات
طائف	والی یا عامل	قاسم بن ربیعہ ثقفی۔ دراصل قاسم بن عبداللہ بن ربیعہ ہین مگر دادا کی طرف منسوب ہین۔
صنعاء	؍؍	یعلی بن منیہ یا یعلی بن امیہ مشہور صحابی ہین خلافت صدیقی مین خولان کے والی تھے اور عہد فاروقی مین حاکم یمن رہے۔
جند	؍؍	عبداللہ بن ربیعہ۔ بروایت امام یافعیؒ اسی سنہ مین انکی وفات ہوئی۔
بصرہ	والی	عبداللہ بن عامر۔ بصرہ ہی چلے آئے تھے اور جناب عثمان رضؓ نے انکی جگہہ کوئی اور عامل مقرر نہین فرمایا۔
شام	گورنر صوبہ	حضرت امیر معاویہ بن ابی سفیان رضؓ آپکے عامل پرگنہ جات اصحاب ذیل تھے۔ عبدالرحمن بن خالد حاکم حمص حبیب بن مسلمہ فہری عامل قنسرین۔ ابوالاعور سلمی۔ سردار اردن۔ علقمہ بن حکیم کنانی حاکم فلسطین عبداللہ بن قیس فزاری منتظم سواحل بحر۔ ابوالدرداء حاکم محکمہ قضا۔
کوفہ	؍؍	مختلف خدمتون پر اصحاب ذیل ہین۔ امامت نماز پر ابوموسی اشعریؓ خراج سواد پر۔ جابر بن فلان مزنی۔ اور سماک انصاری۔ خراج کوفہ اور جنگی انتظام پر قعقاع بن عمرو۔
قرقیسیا	؍؍	جریرؓ بن عبداللہ بن جابر بجلی مشہور صحابی ہین۔
آذربیجان	؍؍	اشعثؓ بن قیس کندی۔ کنیت انکی ابومحمد ہے صحابی ہین۔
حلوان	؍؍	عتیبہ بن نہاس۔

ماہ	والی یا حاکم	مالک بن حبیب۔
ہمدان	”	نُسیر بن دُعلوق ثوری کوفی۔
رے	”	سعید بن قیس۔
اصفہان	”	سائب بن اقرع۔
ماسبندان	گورنر	خنیس۔
مدینہ منورہ	”	افسر بیت المال عقبہ بن عامر۔ افسر محکمہ قضا زید بن ثابت رضؓ

مصر مین اسوقت محمد بن ابی حذیفہ ازخود مسلط ہوگئے تھے اس طرح کہ بلوائیان مصر کے ساتھ محمد بن ابی بکرؓ مدینہ منورہ روانہ ہوے اور محمد بن ابی حذیفہ مصر مین مقیم رہے۔ اوسی زمانہ مین عبد اللہ بن سعد گورنر مصر مدینہ چلے گئے۔ موقع پاکر محمد بن ابی حذیفہ نے مصر پر قبضہ کرلیا۔ ابھی عبد اللہ رملہ تک پہونچے تھے کہ یہہ حال سنکر واپس ہوے اور فلسطین مین قیام کیا۔ اس عرصہ مین جناب عثمانؓ شہید ہوگئے۔

کاتب مشہور تو مروان ہے اور ایک روایت مین حمران بن ابان ہے جسکو بعلت اظہار راز آپنے شہر بدر کردیا تھا۔ اسکا قصہ ہم اوپر لکھہ آئے ہین۔

قاضی کعب بن ثور۔ عثمان بن قیس بن ابی العاص۔ (آپکے چچیرے بھائی۔)

حاجب۔ حمران آپکا غلام آزاد کردہ اور افسر پولیس یا حاکم فوجداری۔ عبید اللہ بن معبد تیمی تھے۔ خاص آپکی مہر پر آمنت باللہ مخلصا یا آمنت بالذی خلق فسوّی کندہ تھا۔ آپکے ہاتھہ مین جناب رسول خداؐ کی مہر رہتی تھی۔ جملہ فرامین وپروانجات پر وہی مہر مبارک لگائی جاتی تھی یہانتک کہ بیر اریس مین گر پڑی۔

ہم مناسب سمجھتے ہین کہ قبل تحریر واقعہ شہادت کے جو شکوک اور طعن والزامات جناب

امیر المومنین ذی النورین رضی اللہ تعالیٰ عنہ پر لوگون نے کیئے ہین ذکر کرین اور اونکی جوابات بہی دین۔

ردّ طعان از جناب امیر المومنین ذی النورین عثمان رضی اللہ تعالےٰ عنہ

طعن اول در باب عزل و نصب عمال

جناب عثمان رضؓ نے اپنے عہد خلافت مین صحابہ کرامؓ کو جو عہد رسالت اور خلافت شیخین مین والی ملک رہے موقوف کر دیا اور اونکی جگہہ نوعمر آدمی خاندان بنی اُمیہ سے حاکم کیئے منجملہ اونکے حضرت ابو موسیٰ اشعریؓ ہین آپ بصرہ مین والی تہے۔ جناب عثمان رضؓ نے انکو معزول کیا اور بجاے انکے عبداللہ بن عامر کو والی بصرہ کیا۔ حضرت عمرو بن العاصؓ کو مصر سے معزول کر کے اونکی جگہہ عبداللہ بن ابی سرح رضؓ کو حاکم کیا۔ یہہ عبداللہ وہی شخص ہین جو جناب رسول خداؐ کے زمانہ مین مرتد ہو گئے تہے۔

حضرت عمار بن یاسر و مغیرہ بن شعبہؓ کوفہ مین تہے۔ ان دونون صاحبونکو معزول کر کے مدینہ منورہ طلب کر لیا۔ (خمیس)

جناب عثمان رضؓ نے مسلمانون پر ایسے شخصونکو حاکم و امیر کیا جو ظالم و جابر اور خائن تہے امور شنیعہ و افعال بد کے مرتکب ہوتے تہے۔ جیسے ولید بن عقبہ کہ شراب خوار بدمست تہے اور حالت مستی و نشہ شراب مین امامت کرتے اور لوگونکو نماز پڑہاتے تہے چنانچہ ایک دن صبح کی نماز مین چار رکعت پڑہ گئے اور کہا۔ کیا اور زیادہ پڑہاؤن۔ آپنے حضرت معاویہؓ کو چار صوبے شام کے عطا کیئے اور اسقدر اونکو زور دیا اور سر پر چڑہا لیا کہ حضرت علی رضؓ کے عہد خلافت مین جو کچہہ کارروائیان انہون نے کین مخفی نہین ہین۔ مروان کو

اپنا وزیر و میرمنشی بنایا۔ مروان نے محمد بن ابی بکر کے حقمین صریح دغابازی کی اور انکے
خطمین بجاے لفظ اقبلوہ کے اقتلوہ لکھدیا۔ باوصف اطلاع کے اپنے عمال کے
حالات پر آپنے سکوت کرکے اونکی معزولی مین سستی و کاہلی کی یہانتک کہ لوگ عمال
کے ہاتہون تنگ آگئے اور آپسے سخت نفرت کرنے لگے پہر اون عمال کی برطرفی سے
کوئی فائدہ نہ حاصل ہوا آپکی اس طرح دہی کا یہہ نتیجہ ہوا کہ نوبت فساد و قتل کی پہونچی۔
جو شخص ایسا بد تدبیر و ضعیف الراے ہو اور امانت دار کو خائن سے اور عادل کو ظالم
سے جدا کرکے اونمین تمیز نہ کرسکتا ہو۔ آدمی کی شناخت کا ملکہ اوسکو نہ ہو۔ ایسا شخص
کب امامت کے قابل ہے اور اوسکو مسلمانونکی حکومت کس طرح زیبا ہے۔ (تحفہ اثنا عشریہ)

جواب ۔حضرت ابو موسیٰ کو مصلحتہً معزول کیا کیونکہ اسوقت اگر انکو معزول نہ کرتے تو
بصرہ اور کوفہ کے باشندونمین اختلاف و نزاع واقع ہوتا اور اسکا نتیجہ یہہ ہوتا کہ دونون
شہر کے لشکرونمین نوبت جنگ و جدال پہونچ جاتی۔ اسکا قصہ یہہ ہے کہ عہد خلافت
فاروقی مین ابو موسیٰ اشعری رضؓ نے جناب عمر فاروق رضؓ سے مدد طلب کی آپنے حکم دیا کہ
فوج کوفہ انکی مدد کرے چنانچہ جب لشکر کوفہ بصرہ مین پہونچا ابو موسیٰ رضؓ نے اپنی فوج کے
ہمراہ اس لشکر کو رامہرمز پر بہیجا۔ یہہ دونون لشکر وہان گئے اور رامہرمز کو فتح کرکے عورتون
اور لڑکونکو قید کرلاے۔ آپنے اپنے لشکر کی تعریف کی اور فتح رامہرمز کو جانب لشکر کوفہ
منسوب کرنا ناپسند کرکے چاہا کہ فقط لشکر کوفہ کو مال غنیمت نہ دین اور بصرہ کو جس نے
بارہا اس جنگ مین محنت و مشقت اوٹہائی ہے بالکلیہ محروم نہ چہوڑین۔ اہل کوفہ سے
کہا ہمین نے تو اہل رامہرمز کو امان دی تہی اور اوسکی مدت چہ مہینے دے چکا تہا تم انکو
کیون قید کرلاے ہمین نے صرف ڈرانے کی غرض سے یہ لشکر بہیجا تہا۔ ان قیدیون کو

انکے شہر مین پہونچا آو" اس بات پر دونون لشکرونمین اختلاف واقع ہوا۔ سرداران لشکر کوفہ نے جناب فاروق رضؓ کی خدمت مین ابوموسیٰ رضؓ کی شکایت لکھبھیجی۔ دربار خلافت سے بنام صحابہ کرام جو فوج ابوموسیٰ مین سردار تھے حکم ہوا کہ ابوموسیٰ اشعری رضؓ سے قسم لو اگر وہ قسم کھالین کہ مین نے اہل رامہرمز کو امان اور اونکو مہلت بہی دی تہی تو لونڈی غلام واپس کردئیے جاوین۔ انکے لشکر مین اوسوقت یہہ بزرگ سردار تھے۔ برا بن عازب۔ حذیفہ بن یمان۔ عمران بن حصین۔ انس بن مالک۔ سعید بن عمرو وغیرہم رضوان اللہ علیہم حسب حکم فاروقی یہہ صحابہؓ ابوموسیٰ رضؓ کے پاس آے اور حکم فاروقی سنایا۔ ابوموسیٰ رضؓ نے قسم کہالی۔ قیدی واپس کردئے گئے اور اونکی میعاد گذرنیکا انتظار رہا مگر لشکریان کوفہ کے دلونمین ابوموسیٰ کی جانب سے کدورت آگئی اس فیصلہ کا مرافعہ دربار خلافت مین پہر ہوا اور یہہ حجت نکالی گئی کہ اگر ابوموسیٰ رضؓ نے امان دی ہوتی تو یہہ بات مشہور ہوجاتی مخفی نہ رہتی۔ اسپر جناب فاروق رضؓ نے ابوموسیٰ رضؓ کو مدینہ منورہ مین طلب کرکے انسے درباب قسم استفسار فرمایا۔ ابوموسیٰ رضؓ نے جواب دیا کہ مین نے سچی قسم کہائی ہے۔ جناب فاروق اعظم نے فرمایا اگر یہی سچ ہے کہ تمنے انکو امان دیکر مدت بہی دی تہی تو پہر لشکر کیون بہیجا اور ناحق خونریزی روا رکہی خیر۔ اب تم قسم کہا چکے ہو۔ اس معاملہ کو مین خدا کے حوالہ کرتا ہون۔ تم اپنی دار الحکومت مین واپس جاؤ۔ اسوقت ہماری نظر مین کوئی ایسا شخص نہین ہے جو تمہاری جگہہ جا کر کام کرے ورنہ ہم تمکو معزول کرکے بصرہ کی حکومت پر دوسرے شخص کو بہیجتے۔ جب زمانہ فاروقی گذر گیا اور دور خلافت عثمانی آیا جناب عثمان کے پاس پہر ابوموسیٰ رضؓ کی شکایت پہونچی۔ آپ اصل واقعہ سے تو واقف تھے ہی بصرہ اور کوفہ کے لشکرونکے باہمی رنج وملال دفع کرنے کو ابوموسیٰ رضؓ کو بصرہ سے طلب کرلیا اور بجاے اونکے عبداللہ بن عامر بن کریز کو

والی کوفہ کر کے بھیجا جو جوانوں مین کریم النفس اور سادات قریش مین سے ہین جب یہہ بچہ شیر خوار تھے اور جناب رسول خدا صلعم کے پاس انکو لیگئے ہین تو آنحضرت صلعم نے آب دہن مبارک اپنا انکو پلایا۔ اب دیکھنا چاہیئے کہ حضرت عبداللہ بن عامر نے خلافت عثمانی مین کیا کیا کارنمایان کیئے۔ فتوحات مین انکا قدم بڑہتا ہی گیا۔

حضرت عمرو بن العاص رض کی معزولی کی وجہ یہہ ہے کہ عہد فاروقی مین جب اہل مصر نے انکی شکایت کی اور انکی شکایتین متواتر دربار خلافت مین پہونچین تو جناب فاروق رض نے انکو معزول کر دیا جب یہہ حاضر ہوے اور اپنی تقصیرات سے نادم ہوکر معافی چاہی پہر جناب فاروق رض نے انکو حاکم کر دیا۔ جناب عثمان رض نے بہی رعایا کی شکایات انکی نسبت سنکر انکو موقوف کیا پہر اسمین کونسی قباحت اور کون موجب طعن ہے اور اہل شیعہ کے نزدیک تو جناب فاروق کا اسلام (معاذاللہ) منافقانہ تہا جناب عثمان رض نے تو اس معزولی مین کوئی خطا نہین کی۔ اگر خطا کی تو جناب فاروق رض نے پہر جناب عثمان رض پر اعتراض کیون ہے۔

عبداللہ بن ابی سرح کو جناب عثمان رض نے قابل امارت سمجھا کیونکہ یہہ تائب ہوکر پہر اسلام لاے تھے۔ انکے افعال و اعمال بہی صلاح پذیر ہوگئے تھے لہذا جناب عثمان رض نے انکی اہلیت و قابلیت پر توجہ فرما کر امارت عطا فرمائی آپکی تجویز و تشخیص بہی عین صواب تھی کیونکہ انکی امارت کے آثار و علامات محمود نظر آے۔ انکے لشکر اور انکی ماتحتی مین صحابہ کرام کی جماعت اور اونکی اولاد مین سے جیسے عقبہ بن عامر رض۔ عبدالرحمن بن ابی بکر رض۔ عبداللہ بن عمرو رض بن العاص۔ ایسے ایسے معزز اشخاص تھے اور انکے ساتھہ ہوکر راہ خدا مین جہاد کرتے رہے اور انکی اطاعت پورے طور سے کی اور ان بزرگون نے عبداللہ بن

ابی سرح کو امور حکومت وسیاست مین عمرو بن العاص سے افضل واعلیٰ مانا۔

حضرت عمار بن یاسر رضؓ کو حضرت عثمان رضؓ نے معزول نہین کیا۔ یہہ آپ پر محض افترا وبہتان ہے بلکہ انکو جناب فاروق رضؓ نے موقوف کیا تہا۔ انکی معزولی کا قصہ یہہ ہے کہ عمار بن یاسر رضؓ کوفہ کے والی تہے۔ اہل کوفہ نے جناب فاروق رضؓ کی خدمت مین انکی شکایت لکہی۔ آپنے انکی شکایت پر غور کر کے فرمایا۔ کون ایسا ہے جو اہل کوفہ کو شکایت کرنے سے روکے یہہ لوگ عجب بدبلا ہین۔ انکو کسی کل چین وقرار نہین۔ اگر مین کسی متقی پرہیزگار کو انپر سردار وحاکم کر کے بہیجتا ہون تو اوسکو یہہ مانتے نہین اور اپنی حرکات سے اوسکو سست وضعیف کر دیتے ہین اور اگر کسی قوی اور سخت آدمی کو کوفہ کا حاکم کرتا ہون تو اوسکے ساتہہ بدکلامی سے پیش آتے ہین۔ بعد اسکے آپنے عمار کو معزول کر کے مغیرہ بن شعبہ کو حاکم کوفہ کر کے روانہ فرمایا۔ پہر جب حضرت عثمان رضؓ کا دور خلافت آیا اہل کوفہ نے حسب عادت قدیم اپنے پہر شکایت کی اور انکی نسبت یہہ الزام قائم کیا کہ مغیرہ رشوت لیتے ہین اور مقدمات مین ناحق فیصلہ کرتے ہین۔ اس صورت مین جناب عثمان رضؓ نے مغیرہ بن شعبہ رضؓ کو معزول کرنا ہی مناسب جانا اگرچہ اہل کوفہ کی یہہ نری افترا پردازی تہی۔ معترضین سے تعجب ہے کہ جب مغیرہ رضؓ کو خود کافر کہتے ہین تو پہر جناب عثمان رضؓ پر انکی معزولی کا طعن محض بیجا ونا روا ہے۔ انکو تو اور خوش ہونا چاہیئے اور جناب عثمان رضؓ کی مدح وثنا کرنا لازم ہے کیونکہ آپنے بزعم انکے ایک کافر کو حکومت سے معزول کیا۔

ہمنے وجوہ معزولی بیان کر دیئے اور جواب شافی دیدیا۔ علاوہ اسکے ہم کہتے ہین کہ جناب عثمان رضؓ سے پیشتر حضرات شیخین رضؓ اور آپکے بعد جناب علی مرتضیٰ رضؓ اپنے اپنے عہد خلافت مین جسکو اپنے نزدیک شایان امارت سمجہتے تہے حکومت دیتے تہے اور جس کو

اس قابل نہ سمجھتے معزول کرتے تھے۔ قدیم سے یہی دستور تھا اور بعد مین بھی یہی طریقہ جاری رہا۔ عزل و نصب عُمّال مین خلیفہ وقت کی راے کافی تھی اہمین کوئی حرف گیری کا موقع نہین۔ دیکھو جناب فاروق رضؓ نے جناب خالد بن ولید رضؓ کو شام سے معزول کیا اور اونکی جگہہ حضرت ابو عبیدہ رضؓ کو حاکم کیا۔ عمار رضؓ کو کوفہ سے معطل کیا اونکی جگہہ مغیرہ رضؓ کو بھیجدیا۔ اسی طرح جناب علی مرتضیٰ رضؓ نے قیس بن سعد کو امارت مصر سے علیحدہ کرکے اشتر نخعی کو مصر کا حاکم کیا۔ حضرت معاویہؓ کو جناب عمر فاروق رضؓ نے عامل کیا تھا۔ انہون نے جزیرہ اور دیگر بلاد حدود روم تک فتح کیا اور بعد خلافت فاروقی کے جزیرہ قبرس بھی فتح کرلیا اور ایک ہزار غلام قیدی بنا لئے اور بیشمار نقد و اصناف مال لوٹ مین حاصل کیا۔ انکے عادات و خصال محمود و مرغوب تھے۔ انکی رعایا اور لشکر سب انسے راضی و خوشنود رہے جناب عثمان رضؓ نے بھی انکو انکی امارت و حکومت پر قائم رکھا (تاریخ خمیس)

امام کا منصبی کام اور اوسکو سزاوار یہہ ہے کہ جسکو جس کام کے لائق جانے وہ کام اوسکے سپرد کردے۔ علم غیب امام کے واسطے اہل سنت کے نزدیک شرط نہین ہان حضرات شیعہ کے نزدیک امام کا غیب دان ہونا ضرور ہے۔ جناب عثمان رضؓ نے جسکو اپنے علم و تجربہ سے نیک جانا۔ کام کے لائق سمجھا۔ امین و عادل معلوم کرلیا اور اوسکو ہر طرح اپنا مطیع و فرمانبردار پہچان لیا تو ریاست و امارت اوسکو دی۔ تاریخی واقعات پر نظر کرنیسے معلوم ہوتا ہے کہ آپکے عمال آپکی اطاعت مین۔ فوج کشی اور ملک گیری مین چستی و چالاکی مین۔ عدم آرام طلبی عدم کاہلی مین ہر ایک بے مثل و نادر زمانہ تھے۔ ادنی سی بات ہے صرف ایک ہی امر پر قیاس کرنے سے عقدہ کھلا جاتا ہے کہ جانب مغرب اندلس تک اسلام کی حد پہونچ گئی۔ جانب مشرق کابل۔ بلخ۔ روم تک پھیل گیا۔ رومیونکے ساتھہ خشکی

اور دریا کی لڑائیان لڑکر اونکے چھکے چھڑا دیئے اور اونپر غالب آے۔ عراق۔ عجم۔
خراسان کو جو ہمیشہ عہد خلافت فاروقی مین جاے فتنہ و فساد تھے اس طرح صاف کیا
اور خس و خاشاک سے پاک کیا کہ کسیکو سر ہلانے کی مجال نہ رہی۔ خیال شرارت تک صفحہ
سینہ سے بالکل محو و نابود ہوگیا۔ پھر اگر ان عمال و حکام سے بعض امور مین برخلاف
ظن و گمان جناب عثمان رضؓ کچھہ قصور ظاہر ہوا تو آپکا کیا قصور ہے۔ اگر آپنے عمال کی
شکایت سنکر سکوت بھی فرمایا تو محض اس غرض سے تھا کہ امر واقعی ثابت ہوجاے تاکہ
اوسکا تدارک مناسب ہو۔ سکوت کرنے اور فوراً گرفت نہ کرنے کی وجہہ یہہ تھی کہ عمال
کے دشمن بہت ہوتے ہین کیونکہ جسکے خلاف مرضی کارروائی ہوئی وہی ناخوش ہوا
اور لگا دشمنی کرنے۔ زبان خلق خدا بالخصوص رعایا کی زبان عمال کے حقمین بے طرح
روان ہوتی ہے۔ اسواسطے عمال کی بحالی و برطرفی مین عجلت کرنا باعث خرابی ملک و
سلطنت ہے۔ جب جناب عثمان رضؓ کو خیانت و برائی عامل کی بطور تحقیق و قرار واقعی
ثابت ہوگئی فوراً آپنے اونکو موقوف کردیا۔ الحاصل جناب عثمان رضؓ کی حسن تدابیر مین
کسی قسم کا شبہ و شک نہین۔ آپکے جو ذمہ تھا آپنے اوسکو ادا کیا۔ البتہ آپ کی تدبیر
تقدیر الٰہی کے موافق نہ تھی لہذا باب فتنہ و فساد کے بند کرنے مین آپ عاجز رہے
اسمین آپکا کوئی قصور نہین۔ جناب عثمان رضؓ اور جناب علی رضؓ دونون صاحبونکا ایک ہی
حال ہے۔ قدم بقدم سر مو فرق نہین۔ ہرچند جناب علی رضؓ عمدہ تدابیر اور مشوری انتظام
امور ریاست و خلافت مین کرتے رہے لیکن چونکہ تقدیر موافق نہ تھی کوئی تدبیر پیش نہ گئی
اور امور ریاست خلل پذیر ہوتے رہے۔ عمال و حکام کے بارہ مین بھی دونون
صاحبونکا حال یکسان ہے۔ صرف اسقدر فرق ہے کہ جناب عثمان رضؓ کے عمال آپکے

مطیع وفرمانبردار تھے آپکی محبت ووفاداری کادم بھرتے تھے۔ اچھے اچھے کام سرانجام
دیتے تھے۔ مال غنیمت اورخمس ہمیشہ پے درپے دارالخلافت کو بھیجا کرتے تھے جس کی
بدولت تمام اہل اسلام مالدار ہوگئے اور عیش وعشرت مین بیفکری کے ساتھہ دن گذارنے
لگے اور آخرکار یہی فزونی عیش وآرام سبب گمراہی وفساد ہوا اور اپنے امام برحق پر خروج
کیا۔ جناب علی مرتضی رضکے عمال آپکے بالکل خلاف تھے۔ آپکی اطاعت سے باہر۔ جو کام
اونکے متعلق ہوتا ابتر وخراب کرتے اپنے ہی اعمال کی شامت مین ہر طرف سے شکست
خوردہ ذلیل وخوار ہوکر خیانت وروسیاہی لیکر بھاگتے پھرتے تھے۔ باقی رہا یہ کہ
جناب عثمان رضنے اپنے اعزہ واقربا کو والی ملک کیا تھا تو جناب علی مرتضی رضکے عمال
بھی آپکے اقارب تھے دوسرونکو کیا دیکھنا اور اونپر اس معاملہ مین عیب گیری کرنا
کیا ضرور ہے۔ دیکھو نہج البلاغۃ جو حضرات شیعہ کے نزدیک اصح کتب سے ہے اور بڑی معتبر
اوسمین جناب علی رضکا خط جو اپنے عزیز چچازاد بھائی کو لکھا ہے قابل ملاحظہ ہے۔ عبارت
اوسکی بعینہ رقم ہوتی ہے۔ یہہ نامہ آپکا مشہور اور اکثر کتب نامیہ مین مسطور ہے۔

امابعد۔ فانی اشرکتک فی امانتی۔ وجعلتک شعاری وبطانتی ولم
یکن فی اهلی رجل اوثق منک فی نفسی لمواساتی وموازرتی واداء الامانة
الی۔ ترجمہ۔ مین نے تمکو اپنی امانت مین شریک کیا اپنے ظاہر وباطن پر آگاہ
کیا۔ مین اپنے نزدیک اپنے تمام گھر والون مین سے تمپر بھروسہ رکھتا تھا اور اپنا خیرخواہ
اور قابل صلاح ومشورہ اور اہل امانت سمجھتا تھا۔ اس عبارت پر غور کرو اور جناب علی رض
کا حسن ظن اوس روسیاہ کے حق مین دیکھو کہ کس درجہ تھا۔ آگے چلکر فرماتے ہین۔
فلما رأیت الزمان علی ابن عمک قد کلب۔ والعدو قد حرب و

وامانۃ الناس قد خربت ۔ وھذہ الامۃ قد فتکت وشغرت ۔ قلبت
لابن عمک ظھر المجن ففارقتہ مع المفارقین ۔ وخذلتہ مع الخاذلین
وخنتہ مع الخائنین ۔ فلا ابن عمک واسیت ۔ ولا الامانۃ ادّیت
وکان لم یکن اللہ ترید بجہادک وکان لم یکن علی بیّنۃ من ربک
وکانک فکید ھذہ الامۃ عن دنیاھم ۔ وتنوی غرّتھم عن فیئہم
فلما لکنتک الشدۃ فی خیانۃ الامۃ اسرعت الکرۃ ۔ وعاجلت
الوثبۃ واختطفت ماقدرت علیہ من اموالھم المصونۃ لارامہم
وایتامہم اختطاف الذئب الازل دامیۃ المعز الکسیرۃ ۔ فیحملہ الی الحجاز
رحیب الصدر یحملہ غیر متأثم من اخذہ ۔ کانک لاربالک ۔ احرز
تراثک من ابیک وامّک ۔ فسبحان اللہ اوما تؤمن باللہ اوما
تخاف من نقاش الحساب ۔ ایھا المعدود من کان عندنا من ذوی
الالباب کیف یشبع طعاماً وشراباً وانت تعلم انک تاکل حراماً وتشرب
حراماً وتبتاع الاماء وتنکح النّساء من اموال الیتامیٰ والمساکین
والمؤمنین والمجاھدین الذین افاء اللہ علیہم ھذہ الاموال واحضر
لھم ھذہ البلاد ۔ فاتق اللہ ۔ واردد ھٰؤلاء القوم اموالھم فانک
ان لم تفعل فامکننی منک ۔ لاعذرنّ الی اللہ فیک ولاضربنک
بسیفی الذی ماضربتُ بہ احد الّا دخل النّار ۔ ترجمہ ۔ جب تونے زمانہ کو
دیکھا کہ تیرے ابن عم پر غضبناک ہوا اور دشمن آمادہ جنگ ہوا اور لوگونکی امانت داری
خراب وبرباد گئی اور اس امت کو شکستگی آگئی اور قابل اصلاح نہ رہی تونے اپنے چچا کے

لڑکے پر ڈہال کی پشت کر دی اور جدا ہو جانیوالی جماعت کیساتہہ تو ہی اپنے بہائی سے
جدا ہو گیا اور ذلیل کرنیوالونمین ملکر تو ہی ذلیل کرتا ہے اور خائنون کے ساتہہ ہو کر
تو ہی خیانت کرنے لگا۔ تو نے اپنے بہائی کی غمخواری نکی اور نہ امانت واخوت برادری
کو ادا کیا اور تو بیخوف وخطر ہوا گویا تو نے اپنے جہاد مین خدا کا ارادہ نہین کیا اور خدا کی
راہ واضح پر تو نہ تہا۔ تو اس امت کو انکی دنیا مین دینا چاہتا ہے اور اونکو غفلت مین ڈالکر
اونکا مال اڑانیکی فکر مین ہے۔ جب تجھکو اس امت کی خیانت کرنیکی پوری طاقت اور قوت
ہوگئی تو نے بہت جلد اپنے حملہ کر دیا اور نہایت عجلت کے ساتہہ اپنے کو دیڑا جیسے بہیڑیا
زخمی بکری بدحال خون آلودہ۔ استخوان شکستہ اوٹہالیجاتا ہے اسیطرح تو وہ مال جو یتیمون
اور بیواؤن کا حق ہے کہلے خزانہ ملک حجاز کو لیے جاتا ہے۔ بہیڑیے کو بکری کے
پکڑنے اور چیر پہاڑ کر کہا لینے مین کچہہ بہی تکلف اور اصلا خیال گناہ نہ تہا۔ تیری وہ
حرکتین ہین کہ گویا تو بغیر باپ کے ہوا ہے اور تو نے اپنے والدین کی میراث حاصل
کی سبحان اللہ۔ تو اسقدر رنڈ رہو گیا ہے۔ کیا تو معاد اور جزاے قیامت کے ذریعہ ایمان
نہین لایا۔ کیا تو حساب لکہنے والے سے نہین ڈرتا۔ اے مرد کم عقل تجھکو تو مین نے
اہل عقل سے شمار کیا تہا تو کس طرح پیٹ بہر کر کہاتا پیتا ہے حالانکہ تجھکو علم ہے کہ جو کچہہ
تو کہاتا پیتا ہے وہ حرام ہے تو یتیمون ومسکینون۔ مسلمانون اور مجاہدون کے مال سے
جو خدا نے اونکو عطا فرمایا ہے اور اوسنے یہ ملک اور زمین لوگونکے واسطے سرسبز وشاداب
کیے ہین لونڈیان خریدتا اور عورتونسے نکاح کرتا ہے۔ اے ظالم خدا سے ڈر اور اونکا
مال اونکے حوالہ کر خبردار اگر تو ایسا نکرے گا اور اپنی حرکات ناشایستہ سے باز نرہیگا تو
یاد رکہیو خداے عزوجل نے مجھکو تجہپر ہر طرح کی قدرت دی ہے۔ مین خدا کے روبرو تیری

تقدمہ مین عذر کر لونگا - یعنی میرا عذر بارگاہ ایزدی مین تجھکو تعذیہ دینے کا قابل سماعت ہوگا کیونکہ تو سخت ظالم و بدکردار ہے تیرا قتل کرنا گناہ ہوگا اور تجھکو اس تلوار سے ٹھنڈا کردونگا یہہ وہ تلوار ہے جس سے مین نے جسکو بھی قتل کیا وہ سیدہا دوزخ کو گیا -

اس خط کے تمام مضمون پر بغور تامل نظر کرنا چاہیئے تا کہ خباثت و خیانت عامل روسیاہ بدبخت کی معلوم ہو - اس قسم کی خباثت و خیانت جناب عثمان رضؓ کے کسی عامل کی کسی سے منقول نہین بالخصوص لوگونکے مال کہا جانا اور اپنے خلیفہ عزیز سے بہاگنا اور اوسپر برسر پرخاش ہونا - جناب علی رضؓ کے عاملونمین ایک اور شخص منذر بن جارود عبدی نام تہا جو نہایت درجہ خائن - بے اعتبار - زر دوستکار تہا جناب اسد اللہ نے اوسکو بہی ایک پندنامہ لکہا ہی جسکا ترجمہ کتب معتبرہ شیعہ سے منقول ہوتا ہے تیرے باپ کی نیکی و صلاحیت نے تیرے بارہ مین مجہکو فریب مین ڈالا - تیرا یہہ خیال کہ تو اپنے باپ کی راہ پر ہے اور اوسکے طریق پر چلتا ہی غلط ہے - تو تو اونہین فعلونمین مبتلا ہے جنکی بابت مجہے شکایت پہونچی ہے - اپنے نفس کی خواہش مین خبردار فرمانبرداری واطاعت سے باز نہ رہنا اور اپنی آخرت کو سرکشی و گمراہی ڈہونڈہ کر تباہ نہ کرنا - کیا تو اپنی آخرت برباد کر کے اپنی دنیا کو آباد کریگا اور اپنے دین کو قطع کر کے اپنی لغزش اور خطاؤنسے پیوند دیگا - گروہ پر شکوہ اہل سنت و جماعت کے نزدیک جناب عثمان رضؓ اور جناب علی رضؓ مین اس باب مین کوئی فرق نہین ہے - دونون صاحبون کے ذمہ حقوق خلافت تہے - دونون حضرات نے ادا کیئے اور اپنے حسن ظن پر عمل کر کے جسکو اپنی راے و تجویز سے اہل عمل جانا عامل و حاکم کیا -

علم غیب خاصہ خداوند تعالیٰ ہے حضرات پیغمبر علیہم السلام کو بہی حال ظاہر پر نظر کرنیکا حکم تہا لہذا وہ بہی اہل نفاق کے ظاہری احوال پر فریفتہ ہوگیئے اور جبتک وحی آلہی سے

اونکا حال معلوم نہوا اونکو دیندار سمجھتے رہے - قولہ تعالیٰ و یمحص اللہ الذین آمنوا -
و قولہ تعالیٰ - ما کان اللہ لیذر المؤمنین علیٰ ما انتم علیہ حتیٰ یمیز الخبیث
من الطیب - شاہد مدعا ہین - امام کیواسطے غیب دان ہونا ضرور نہین تا کہ اپنے گمان و
ظن مین خطا نہ کرے اور جو جس شخص سے ہونیوالا ہے جان لے - بس اوسکا کام تو صرف
اسقدر ہے کہ اپنے حسن ظن سے عمال کے چال وچلن کو خوب دیکھہ بہال کر امارت
اونکے حوالہ کرے - اگر اسکی تشخیص نے غلطی کی اور وہ عامل نا اہل نکلا اور اوسنے ناحق
کارروائیان کین امام وقت اس مواخذہ سے بری ہے اور اوسپر حرف گیری کرنا اور طعن و
لعن سے پیش آنا ناجائز ہے - البتہ جب تحقیقات سے عمال کی بداطواری ثابت ہوجاوے
پہر اونکو عمل پر قائم رکہنا سراسر جور و بعید از عدل و انصاف ہے - ایسا تو نہ جناب عثمان رضنے
کیا اور نہ جناب علی رضسے ثابت ہوا ہے - اہل شیعہ کے نزدیک اس مسئلہ مین بڑا فرق ہے
وہ کہتے ہین کہ مثلاً جناب امیر المومنین علی ع کو قبل از ظہور خیانت عامل یہہ علم تہا کہ فلان خائن
ہے اور وہ ضرور خیانت کریگا انکے نزدیک احوال زمانہ استقبال و ماضی امام کو معلوم ہوتا ہے
اور یہہ مسئلہ انکے نزدیک متفق علیہ ہے - محمد بن یعقوب کلینی اور انکے دوسرے علمانے
اس مسئلہ کو روایات مختلفہ اور طرق متعددہ سے ثابت کیا ہے پس بربناے مذہب شیعہ
جناب علی ع انکے نزدیک دیدہ و دانستہ مفسدون اور خائنونکو والی مسلمانان کرتے رہے
اور وہ عمال بدخصال مسلمانونکے حقوق اور اونکے مال کہا پی کر صاف کر ڈالتے اور جب
اونسے ان معاملات مین بازپرس کیجاتی بہاگ جاتے تہے - جناب علی ع کی جانب سے بجز
پندنامہ - وعظ نصیحت کے اسکا مناسب تدارک نہ ہوسکتا تہا اور چونکہ جناب عثمان رض
امام برحق نہ تہے براہ نادانی و جہالت اپنے حسن ظن سے عاملونکو کام سپرد کرتے اور جب

اونسے خیانت صادر ہوتی آپ اپنے کئیے پر نادم و پشیمان ہوتے تھے۔ واہ صاحب واہ
کیا اچھا مسئلہ نکالا جس سے اپنے امام برحق کو خطا کار ٹھیرایا۔ یہہ آپ ہی لوگونکی جرأت و
ہمت ہے۔ آفرین و صد آفرین۔ اب جناب علی مرتضیٰ رض کے دوسرے عامل کا قصہ سنئے
آپکی ذات بابرکات تو مجمع کمالات و منبع حقائق ہے اور آپکی محبت و اطاعت باعث ترقی
نور عرفان اور علامت دین و ایمان ہے دیکھیے باوصف اسکے آپکے خاندان والونکے ساتھ
اوس عامل بدکردار نے کیا سلوک کیا۔ وہ عامل مردود بارگاہ خدا ولد الزنا زیاد بہیا ہے
یہہ مردک عہد خلافت مرتضوی مین تمام صوبہ فارس کا حکمران تہا۔ ملک شیراز بہی اسکے
تحت حکومت مین تہا۔ یہہ بہیا اپنے ولد الزنا ہونے پر فخر کرتا اور اوسکو بلند آواز سے
کہتا تہا اور اپنی والدہ ماجدہ پر کہ ایک لونڈی سمیہ نام تہی زنا کی گواہی دیتا تہا۔ اسکی
حکایت یہہ ہے کہ حضرت ابوسفیان رض جناب معاویہ رض کے والد نے زمانہ جاہلیت مین ایک
کنیز سمیہ نامی سے جو حارث ثقفی طبیب کی لونڈی تہی تعلق و رسم الفت پیدا کی۔ رات دن
اوسکے پاس انکی آمد و رفت لگی رہتی اور خواہش نفسانی و مرادات دلی خاطر خواہ اس سے
پوری ہوتی رہین اوسی زمانہ مین اوس کنیز کے لڑکا پیدا ہوا وہ صاحبزادۂ بدنہاد یہی زیاد
ہین۔ چونکہ وہ عورت حارث کی مملوکہ کنیز تہی اور اوسکا نکاح بہی حارث نے اپنے غلام سے
کر دیا تہا اوس لڑکے کا لڑکپن مین عبد الحارث لقب پڑ گیا جیسا کہ عرب مین دستور تہا کہ
لونڈی کی اولاد اسکے آقا کے غلام کے لقب سے مشہور ہوتی۔ جب وہ بڑا ہوا اور سن تمیز کو
پہونچا۔ آثار نجابت و بلاغت۔ خوش تقریری۔ لسانی کے ظاہر ہوے اور لوگونمین ہوشیار
ذہین محقیل مشہور ہوا۔ زیرکی و فطانت مین شہرۂ آفاق۔ چالاکی و ہوشیاری مین طاق تہا اور
کیون نہ ہوتا آخر نطفہ تو شریف کا تہا اگرچہ حرامی سہی۔ ایک روز جناب عمرو بن العاص نے کہا

اگر یہہ غلام قریش کے خاندان مین ہوتا تو تمام عرب کو اپنے عصا سے ایک راہ پر چلاتا۔ ابوسفیان
وہان موجود تھے۔ بولے۔ واللہ مین اوس شخص کو خوب پہچانتا ہون جسنے اسکو اسکی مان کے
پیٹ مین ڈالا ہے۔ جناب علیؓ بھی وہان تشریف رکھتے تھے فرمایا۔ اے ابوسفیان
وہ کون شخص ہے ابوسفیانؓ نے جواب دیا۔ جناب۔ وہ شخص مین ہی ہون۔ حضرت علیؓ
نے یہہ سنکر فرمایا۔ اب چپ رہو اور اس ذکر کو جانے دو۔ ابوسفیانؓ نے کہا خبردار رہو اے
علی۔ اگر مجھکو کسی شخص کا خوف نہوتا کہ مجھکو وہ دشمنو مین دیکھیگا تو صخر بن حرب ضرور اس
شخص کا پوشیدہ بہید ظاہر کر دیتا اور یہہ گفتگو بکم و کاست ٹھیک ٹھیک ہوتی میرے
اور ثقیف کے معاملات دوستانہ اور سلوک باہمی مدت دراز تک رہے ہین اور مین نے اپنے
دل کا ثمرہ اوسکے پاس چھوڑ رکھا ہے۔

زیاد نے اس قصہ کو سن لیا تھا۔ بیحیائی سے لوگونکے سامنے علانیہ فخریہ کہتا پھرتا
تھا کہ وہ دراصل نطفۂ ابوسفیان اور نسل قریش سے ہے۔ جناب علیؓ نے اسکو ہوشیار
کارگذار سمجھکر فارس کا حاکم کیا۔ اسنے انتظام ملک و رفع فساد خوب کیا اور کارنمایان
و تدابیر نیک قابل تحسین و آفرین اس سے ظاہر ہوئین اور خوبی انتظام مین یہ مشہور و معروف
ہو گیا۔ جناب معاویہؓ نے خفیہ اس سے خط و کتابت کی اور چاہا کہ اسکو اس بات کی طمع
دیکر کہ وہ ابوسفیان کا نطفہ ہے اپنا بھائی بنا لینگے اپنا رفیق بنا لین اور جناب علیؓ سے
علیحدہ کر لین کیونکہ ایسے سردار خوش تدبیر کا جسکے تابع ایک جماعت بھی ہو اور ایسے چلتے
پرزہ کا اپنے حریف سے الگ ہو جانا غنیمت ہے۔ جناب معاویہؓ نے زیاد سے پختہ
وعدہ کیا کہ تم میرے پاس چلے آؤ مین تمکو اولاد ابوسفیان سے قرار دیکر اپنا بھائی بنا لونگا
کیونکہ دراصل تو ابوسفیان ہی کا نطفہ ہے اور سرداری و شرافت و زیرکی کے آثار

چہرہ لبشرہ سے صاف عیان وآشکار ہین۔جناب علی مرتضیٰ ؑ کو جب اس خط وکتابت ومراسلت خفیہ کی اطلاع ہوئی آپ نے زیاد کو یہ خط ارقام فرمایا۔مجھکو معلوم ہوا ہے کہ معاویہ رضؓ نے تجھکو خط لکھکر بہکانا چاہا ہے۔تیری عقل کو بہلاتا ہے اور تیری تیزی وچالاکی کو کند کرنا چاہتا ہے خبردار اوسکی چالاکیون سے ڈرتا رہنا۔وہ مثل ایک شیطان کے ہے کہ مرد کے آگے پیچھے۔دائین۔بائین۔سے آجاتا ہے تاکہ اچانک غفلت مین آکر اوسکو بیخبری مین لوٹ لیجاوے۔پہر مین کہتا ہون اوس سے ڈرتا رہ۔خبردار اوس سے حذر کر جناب فاروق رضؓ کے زمانہ مین ابوسفیان رضؓ نے جو کچہ باتین کی ہین تو اون باتو نپر جاکر معاویہ رضؓ کے دم مین نہ آجانا اور اوسکا مطیع نہ ہوجانا۔ابوسفیان کے بیان پر عمل کرنا وہ ایک نفسانی خواہش اور شیطان کی گہات تہی جسمین وہ مبتلا ہوے۔اوس فعل سے نہ تو نسب ثابت ہوتا ہی اور نہ میراث کا استحقاق حاصل ہوتا ہے۔اس تعلق ناجائز کا کوئی ثمرہ نہین اور یہہ رشتہ لگانا اور تعلق ڈہونڈہنا مثل اوس شخص کے ہے جو کسی سے مصروف ہونا چاہے اور وہ اوسکو اپنے سے دفع کرے۔یا کوئی چیز معلق لٹکادی جاوے کہ وہ تذبذب کی حالت مین ہو نہ ادہر نہ اودہر۔یہہ خط زیاد کے پاس پہونچا مگر قربان اس بیحیائی کے کہ اس کو پڑہکر بہت خوش ہوا اور فخریہ یہہ کلمات اپنی زبان سے کہے۔ ورب الکعبۃ اشھد لی ابوالحسن بانی انا ابن ابی سفیان۔برب کعبہ ابوالحسن جناب علی رضؓ گواہ ہین کہ مین ابوسفیان کا بیٹا ہون۔یہہ زیاد کی کمال بیحیائی تہی کہ آپکی تحریر اپنے ثبوت نسب کی دستاویز بنائی۔زیاد تا زمانہ شہادت جناب علی مرتضیٰ بہرحال آپکا تابع فرمان رہا اور ہر امر مین ظاہرداری کرتا رہا بعد شہادت جناب اسد اللہ الغالب رضؓ جب حضرت امام حسن رضؓ نے خلافت وسلطنت جناب معاویہ رضؓ کو سپرد فرمائی اور آپ اس سے

کنارہ گزین ہوے تو حضرت معاویہؓ کو موقع ہاتھہ آیا۔ چونکہ زیاد سردار عظیم الشان تھا اور اسکے ساتھہ ایک گروہ اسکے موافق اور مطیع تھا۔ خود بھی مدبر۔ خوش تدبیر شجاع۔ زیرک و دانا تھا اور بادشاہونکو ایسے شخص کی ضرورت رہاہی کرتی ہے حضرت معاویہؓ نے اسکے ملانے مین کوشش واقعی کی۔ انکی غرض یہہ تھی کہ یہہ کام کا آدمی ہے جس طرح جناب علیؓ کے وقت مین خدمات شایستہ اور نمود و شہرت کے کام کرتا رہا ہے میری رفاقت مین بھی اپنی ذاتی لیاقت وکمال ہوشیاری سے مشکل مہمات مین سرگرم رہے۔ صرف وہی ایک بات ہے جو ابوسفیانؓ نے حضرت عمرو بن العاصؓ اور جناب علیؓ کے روبرو کہی تھی زیاد کے بہکانے کے واسطے اپنا بھائی ہونیکا اقرار کرلیا اور ۴۴ھ سے کاغذات وغیرہ مین زیاد بن ابی سفیان لکھا گیا۔ عام منادی کرادی گئی کہ سب لوگ زیاد بن ابوسفیان کہا کرین۔ اب شرارت اس زیاد کی ملاحظہ ہو۔ بعد جناب علیؓ کے سب سے پہلا کام اوسنے یہہ کیا کہ جناب علی مرتضیٰؓ کی اولاد کے ساتھہ عداوت کی۔ جناب امام حسنؓ کے حیات مین تو کسیقدر انکی مروت کرتا تھا مگر آپکے بعد جب منجانب امیر معاویہؓ والی عراق ہوا اور کوفہ مین اسکا پورا پورا تصرف و تسلط ہوگیا تو سب سے بیشتر سعید بن شریح کے درپے ہوا جو جناب علی مرتضیٰؓ کے خالص محب اور سچے مخلص تھے اور خاندان اہل بیت کے جان نثار و ہواخواہ تھے۔ انپر جھوٹے الزام لگا کر چاہا کہ انکا گھربار ضبط کرلے۔ سعید اسکی نیت اور ارادہ سے مطلع ہوکر کوفہ چھوڑ کر بھاگے اور رسیدہ مدینہ منورہ جناب امام حسینؓ کی خدمت مین پہونچکر آپکے دامن حمایت مین آگئے۔ کوفہ چھوڑتے ہی انکا گھر زیاد نے ضبط کرلیا اور جو کچھہ نقد وجنس ہاتھہ آیا سب پر قبضہ جما لیا۔ مال و اسباب لیکر مکان مسمار کرادیا۔ جب یہہ خبر وحشت اثر جناب امام حسینؓ کو پہونچی آپ نے اس خیال سے

کہ زیاد قدیم خانہ زاد ہے جناب علیؓ کا ساختہ پرداختہ اور آپکا نمک پروردہ ہی کہانتک بیحیائی کریگا اور بیوفائی اور نالائقی کے ساتھہ پیش آویگا ایک خط سعید بن شریح کی سفارش مین زیاد کے نام لکھا جسکے یہہ الفاظ ہین "یہہ خط حسینؓ بن علیؓ کی جانب سے ہے بنام زیاد۔ تونے ایک مرد مسلمان کے ساتھہ بدسلوکی کی اوسکا گہر کہود ڈالا اور اوسکا مال و اسباب ضبط کرلیا۔ جسوقت یہہ میرا خط تیرے پاس پہونچے فوراً اوسکا گہر بنوادے اور اوسکا مال و اسباب سب واپس کردے۔ وہ میری پناہ مین آیا ہے میری سفارش اوسکے بارہ مین قبول کر"۔ اوس کافر نعمت ناحق شناس نے آپکے خط کے جواب مین یہہ الفاظ لکھے "یہہ خط زیاد بن ابی سفیان کی طرف سے حسین بن فاطمہؓ کے نام ہے۔ اما بعد۔ تمہارا خط میرے پاس آیا اوسمین تمنے اپنے نام سے شروع کیا ہے اور اپنا نام میرے نام سے پہلے لکھا ہے حالانکہ تم طالب حاجت ہو اور مین سلطان تم رعیت ہو مین بادشاہ۔ یہہ خط تمہارا میرے نام ایک فاسق کی سفارش مین ہے اوسکو جگہہ نہ دیگا مگر فاسق جو ویسا ہی ہو اور وہ فاسق سے بہی بدتر ہے جبکہ تمہارے پاس آیا۔ تمنے اوسکو اپنی پدرائے اور اپنی رضامندی سے اپنے پاس ٹہیرایا ہے خدا کی قسم مجہسے پہلے کسیکا ہاتہہ اوسپر نہ پہونچیگا اگرچہ وہ تمہاری گوشت اور پوست کے درمیان ہو۔ محبوب ترین گوشت مین وہ گوشت جسکو مین کہاؤن البتہ وہی گوشت ہے جسمین تم ہو۔ سعید بن شریح کو اوس شخص کے سپرد کردو جو تمسے زیادہ اوس کا حقدار ہے اگر مین چاہونگا اوسکا قصور معاف کردونگا یہہ تمہاری سفارش قبول کرکے نہین بلکہ اپنی خوشی سے اور اگر چاہون اوسکو مار ڈالون اور اوسکا قتل کرنا نہ ہوگا مگر اسوجہ سے کہ وہ تمہارے باپ سے محبت رکہتا ہے"۔ جب یہ ناپاک خط

جسکے لکھنے والے کی جزا و سزا خدا کے انصاف پر ہے۔ جناب امام حسین رضؓ کی خدمت مین پہونچا آپ نے بجنسہ جناب معاویہ رضؓ کے پاس اپنے خط کے ساتھہ ملفوف کرکے روانہ کردیا اور لکھا کہ مین نے زیاد کو اس قسم کا مضمون سعید بن شریح کی سفارش مین لکھا تھا۔ اوسکے جواب مین اوسنے یہہ خط بہیجا ہے۔ آپ ہی ملاحظہ کرین۔ جناب معاویہ رضؓ زیاد کا خط دیکھتے ہی آگ بگولہ ہوگئے اور خاص اپنے ہاتھہ سے زیاد کو یہہ خط لکھا۔ یہہ خط معاویہ رضؓ کیجانب سے زیاد کے نام ہے۔ امابعد حسین بن علی رضؓ نے تیرا خط اونکے خط کے جواب مین جوکہ درباب ابن شریح اونہون نے تجھکو لکھا تھا میرے پاس بہیجا۔ مین نے اوسکا مضمون پڑہا۔ مین خوب جانتا ہون (تو چونکہ دوغلا ہے لہذا) تیری راے وعقل بہی دوعقلونمین سے ہے۔ ایک راے ابوسفیان کی دوسری راے سُمَیّہ کی ابوسفیان کی راے تو حلم اور عالی ہمتی ہے اور سُمَیّہ کی راے ظاہر ہے جیسی وہ تہی اور جیسی کہ لونڈیونکی عقل ہوتی ہے ویسی ہی اوسکی راے وتدبیر ہوگی۔ اسی راے وتدبیر سے تو نے جناب حسین رضؓ کو خط لکھا ہے۔ تو اونکے باپ کو گالی دیتا اور اونپر فسق کی تعریض کرتا ہے۔ مین اپنی زندگی کی قسم کہا کر کہتا ہون کہ حسین تو نہین البتہ تو ہی فسق وفجور کے قریب ہے۔ اور تیرا باپ غلام جسکی طرف تو دراصل منسوب ہے حسین رضؓ کے باپ کے مقابلہ مین فاسق وبدکار ہوگا۔ اگر حسین رضؓ نے اپنے کو تجہسے بڑا جان کر اپنا نام شروع خط مین لکھا تو کیا مضائقہ اس سے تیری کوئی ہتک نہین ہوئی۔ حسین رضؓ کی سفارش تو نے قبول نہ کی بلکہ اپنے سے اولیٰ وافضل کے حوالہ کی لہذا مین حکم دیتا ہون کہ جسوقت میرا خط تیرے پاس پہونچے۔ جو کچھہ مال واسباب نقد وجنس سعید بن شریح کا تو نے ضبط کرلیا ہے فوراً چہوڑدے۔ اوسکا گہر اپنے روپیہ سے بنوادے کسی طرح کا تعرض اوس سے نہ کر اور جو کچھہ مال وعیال اوسکا ہے سب ایس

کردے۔ مین نے حسینؓ کو لکھہ دیا ہے وہ ابن شریح کو اس حال سے خبر دینگے۔ ابن شریح چاہے مدینہ مین رہے اور اگر منظور ہو تو اپنے گھر واپس آوے۔ تجھکو کسی طرح اوسپر زیادتی کرنے اور دباؤ ڈالنے کی مجال نہین ہے۔ نہ ہاتھہ سے نہ زبان سے اور تو نے جناب حسینؓ کے نام خط لکھا اونکو اونکی مان کی جانب منسوب کیا اور باپ کی نسبت اوڑادی حسینؓ کو اوے کمبخت۔ تو نہین جانتا۔ وہ ایسے شخص ہین کہ اونکی نسبت بری اور گندہ بات نہ کہنی چاہیئے۔ کیا تو اونکے باپ کو ذلیل سمجھتا ہے۔ تو جانتا ہے کہ وہ کون ہین۔ جناب علی بن ابی طالب۔ اونکو اونکی والدہ ماجدہ کی جانب منسوب کرنے مین کسی طرح کا عار نہین۔ والدہ اونکی کون ہین۔ جناب فاطمہ زہرا بنت رسول خدا صلعم ہین پس یہہ تو اونکا بڑا فخر ہے اگر تجھکو عقل ہے"۔

زیاد کی شرارت وخیانت کا اظہار اور اسکی ناپاک اولاد کی بدذاتی۔ خاندان جناب علیؓ سے عداوت وبغض۔ بالعموم سب مسلمانوں کے حق مین کینہ علی الخصوص عبید اللہ قاتل حضرت امام حسینؓ کی شرارت۔ زبان قلم سے ممکن نہین کہ لکھے اور حد بیان سے باہر ہے حضرات شیعہ کے نزدیک اس مسئلہ مین بڑی مشکل درپیش ہے اور کوئی جواب اونسے بن نہین پڑتا۔ کیونکہ زیاد ولد الزنا تھا اور شیعہ کے مذہب مین جو شخص نطفہ حرام ہو وہ نجس العین ہے باوجود اسکے جناب علی مرتضی رضؓ نے اوسکو فارس اور مسلمانون کے لشکر کا افسر وحاکم کیا تھا۔ زیاد اپنے عہد حکومت مین نماز پنجگانہ جمعہ۔ عیدین۔ مین امامت کرتا تھا جیسا کہ اوسکے ذمہ واجب تھا۔ یہی حرامی ولد الزنا پیش امام ہوتا اور تمام مسلمانون اور خلق خدا کی نمازین تباہ کرتا رہا۔ کتب امامیہ مین بہ تصریح مذکور ہے کہ ولد الزنا کی امامت سے نماز نہین ہوتی۔ دیگر عمال کے عزل ونصب کی بابت یہہ جواب ہے کہ معزولی۔

برطرفی - تقرری - بحالی - یہہ سب امام کا فرض منصبی ہے جو امام کی راے مین مستحسن ہو اور عامہ خلائق کے حق مین مفید سمجھے وہ کرے - امام پر واجب نہین کہ عمال سابق کو بحال رکھے ورنہ امام کی ذلت وحقارت کا خوف ہے کیونکہ ہر ایک عامل سابق کو یہی زور ہوگا کہ مجھکو خلیفہ وقت کسی طرح موقوف نہین کرسکتا اور اس زعم پر جو کچھ چاہیگا کر گذریگا - البتہ بلا وجہ وبے قصور عامل کو معزول کرنا نہ چاہیئے - جناب عثمان رضؓ نے اپنے عہد مین عمال سابق مین سے بلا وجہ کسیکو موقوف نہین کیا بلکہ وجہ معقول اور حجت ملزم کیساتھہ برطرف کیا ہے کتب تواریخ مین مفصلاً وجوہ اسکے مرقوم ہین جنکے دیکھنے سے آپکی حسن تدبیر اور راے صائب ظاہر ہوتی ہے - فی الواقع جن صاحبونکو آپنے معزول کیا اور جنکو اپنے عہد خلافت مین مامور کیا انکے عزل ونصب مین بڑے بڑے ملکی انتظام وفتوحات بیشمار حاصل ہوے - خلافت کا رنگ ہی بدل گیا عساکر اسلامی کی افزونی ہوئی - قلمرو وحکومت اسلام نے نہایت درجہ وسعت حاصل کی طول وعرض مین اسلامی سلطنت اس قدر بڑھ گئی کہ عہد شاہان عجم وروم مین بہی کسی نے خواب مین یہ ترقی نہ دیکھی ہوگی قسطنطنیہ سے عدن تک عرض اور اندلس سے بلخ وکابل تک طول ولایت اسلام پہونچ گیا - اسکی کیا وجہ تہی - یہہ ترقی جناب عثمان رضؓ ہی کی خوبی انتظام سے ہوئی - قاتلان جناب عثمان رضؓ اگر دس بارہ سال اور صبر کرتے اور خاموش بیٹھے رہتے تو سند - ہند - ترک چین مین بہی مثل ایران وخراسان کے نعرہ یا علی یا علی سُن لیتے - بدبخت جفا کار یہہ نہ سمجھے کہ جناب عثمان رضؓ نے اگرچہ بنی امیہ کو مسلط کیا اور اونکے ہاتہون سب کام لئے مگر آخر محمدؐ وعلیؑ کا نام تو ہوا خراسان کے فاتح کون ہین یہی عبداللہ بن عامر بن کریز ہی تو ہین مشہد - سبزوار - نیشاپور مین ابتک نعرہ حیدری کے سوا اور آواز کان مین نہین پڑتی - یہہ کسکی بدولت ہے

ہوتے ہین دوسرے اصول خوارج پر چسپان ہین مگر کتب اہل سنت مین دونون قسم کے طعن باہم مخلوط مذکور ہین شیعہ بہی بغرض اسکے کہ مطاعن کی تعداد اور شمار بہت ہو دونون قسم کے مطاعن بلا امتیاز و فرق کے ذکر کرتے ہین۔ اسوجہ سے اکثر طعن جو کتب شیعہ واہل سنت مین مذکور ہین اصول شیعہ اور اونکے مذہب کی رو سے سراسر غلط ہین حضرت ابو موسیٰ کی معزولی کا طعن بہی اسی قسم کا ہے۔ حضرت عمرو بن العاص کے عزل کا طعن نہ تو مذہب شیعہ پر منطبق ہے اور نہ اصول خوارج پر چسپان ہوتا ہے کیونکہ یہ دونون فریق عمرو بن العاص کو کافر کہتے ہین۔ اسوقت اگرچہ عمرو بن العاص سے کلمات کفر صادر نہ ہوے تہے لیکن آخر کو بزعم شیعہ کافر و مرتد ہوگئے۔ انکی معزولی محض جناب عثمان کی کرامات سمجہنا چاہیے یعنی حضرت معاویہ کے مقدمہ مین موافق خیال شیعہ انکو بہی موقوف کرنا ضرور تہا کیونکہ جناب علی مرتضیٰ امام برحق سے معاویہ لڑے اور انپر خروج کیا لہذا جناب عثمان نے عمرو بن العاص کی معزولی سے یہہ امر ثابت کردیا کہ آپکو علم غیب تہا۔ عبداللہ بن سعد بن ابی سرح کی نسبت بربناے مذہب شیعہ آپنے قبل تقرری انکے جان لیا تہا کہ یہ کار نمایان کرینگے۔ چنانچہ ایسا ہی ظہور پذیر ہوا۔ اہل تاریخ کا بیان ہے کہ عبداللہ بن ابی سرح کی سرداری و حکومت مین پچیس لاکہہ اشرفی نقد مال غنیمت ہاتہہ آیا جس کا خمس بیت المال کو روانہ کیا گیا۔ دیگر اسباب پوشاک و لباس و مویشی وغیرہ کا شمار نہین۔ جب فتنہ شہادت جناب عثمان آغاز تہا یہہ سرداری سے دست بردار ہوے اور طرفین سے الگ رہکر کہا ”مین نے خدا سے عہد کیا ہے کہ کفار کی لڑائی کے بعد مسلمانون سے نہ لڑونگا“

پر فتنہ شد جہان و پر آشوب شد زمان	ما از میان رسیدہ کنارے گرفتہ ایم

اب رہا صحابہ کی معزولی اور اونکی جگہہ دوسرونکو مقرر کرنا۔ یہہ بات تو جناب علی مرتضی رض کے عہد خلافت مین ہوتی رہی۔ اکثر عمال صحابہ کو آپنے موقوف کیا۔ دیکھو جناب علی مرتضی نے حضرت عمر بن ابی سلیمان رض پسر ام المومنین ام سلمۃ رض کو جو جناب رسول خدا صلعم کے ربیب تھے اور آپکی جانب سے بحرین کے صوبہ دار تھے بے تقصیر و بیوجہ معزول فرمایا اور اونکی جگہہ نعمان بن عجلان دورقی کو جو صحابی نہ تھے مقرر کیا۔ یہہ عمر بن ابی سلیمان کے مقابلہ مین باعتبار علم و تقوی۔ عدل و دیانت کے نہایت کم درجہ تھے۔ اونکے عشر عشیر کو بھی نہ پہونچتے تھے۔ خود جناب علی رض کے عزل نامہ مین جو عمر بن ابی سلیمان رض کے نام لکھا تھا موجود ہے اور اوسکی نقل نہج البلاغۃ مین مسطور ہے۔ حضرت قیس بن سعد بن عبادۃ رض آنحضرت صلعم کے نشان بردار اور جلیل القدر صحابی ہین۔ انکے باپ بھی صحابی تھے۔ انکو مصر سے معزول فرمایا اور انکی جگہہ مالک اشتر کو جو نہ صحابی ہین نہ صحابی کے بیٹے حاکم مصر کر دیا۔ یہہ مالک اشتر وہی بزرگ ہین جنکی ذات سے فتنہ و فساد کی ابتدا ہوئی اور جناب عثمان رض شہید ہوے اور یہہ بھی یقیناً معلوم تھا کہ جب مالک اشتر مصر مین پہونچینگے جناب معاویہ رض خاموش نہ رہینگے بلکہ مصر پر لشکر کشی کرینگے اور جنگ عظیم واقع ہوگی مگر اوسوقت کسی مصلحت ملکی سے اس اندیشہ پر عمل نہ کیا گیا۔ پس جس طرح سے کہ جناب علی رض اس عزل و نصب مین طعن نہین جناب عثمان رض کے عزل و نصب عمال پر بھی طعن کرنا سراسر انصاف کا خون کرنا ہے۔ (تحفہ اثنا عشریہ)

سینہا فان رامسخر مکنی ہشیار باش		تندہ بر آئینہ کردن نشیمند خود بود

اگر تمام وقائع و قصص عزل و نصب عمال بنظر تعمق و تامل ملاحظہ ہون تو جناب ذی النورین عثمان رض کی حسن رای اور خوبی انتظام مثل روز روشن کے ظاہر و ہویدا ہوگی اور نگاہ

انصاف پسندی و اختیار آپکے امور انتظامیہ پر سو بار مرحبا و آفرین کہیگی کیونکہ یہہ معزولی اور برطرفی عمال جو آپسے ظہور پذیر ہوئی کسی غرض مناسب و انتظام موزون کے باعث ہوئی۔ کسی موقع پر آپنے آتش فتنہ و فساد کو فرد کیا۔ کسی جگہہ اختلاف رعایا و افواج کو مٹایا کسی بحالی و برطرفی کا نتیجہ فتح اقلیم و سرکوبی کفار بدکار پیدا ہوا۔

طعن دوم در اسراف بیت المال و طلبیدن حکم بن العاص بمدینہ منورہ

جناب عثمان رض بیت المال مین اسراف و بیجا خرچ کرتے تھے۔ کہتے ہین کہ آپنے حکم بن العاص پدر مروان کو طائف سے مدینہ منورہ مین طلب کرلیا حالانکہ آنحضرت نے انکو نکال دیا تھا اور اسپر ہی اکتفا نہ کی بلکہ ایک لاکہہ درم بیت المال مین سے حکم کے حوالہ کردیئے اور حکم کے بیٹے حارث کو حکم دیا کہ آمدنی بازار مدینہ خود لیا کرین۔ جناب عثمان رض نے مروان کو خمس افریقیہ بخش دیا حالانکہ یہہ حق بیت المال کا ہے۔ عبداللہ بن خالد بن اسید بن ابی العیص آپکے پاس آے۔ آپنے تین لاکہہ درم انکے حوالہ کیئے۔

حضرت ابوموسی رض سے مروی ہے کہ عہد فاروقی مین جب مین اپنے علاقہ سے مال غنیمت مین زیور یا نقد جو کچہہ لیکر جناب فاروق رض کی خدمت مین حاضر ہوتا آپ فوراً اوسکو مسلمانون پر تقسیم فرما دیتے یہانتک کہ ایک حبہ بہی باقی نہ رکھتے تھے لیکن جب عثمان خلیفہ ہوے تو مین جو کچہہ نقد و جنس آپکے پاس لاتا آپ وہ سب مال اپنی عورتون کے پاس بہیجدیا کرتے تھے۔ ایک مرتبہ مجھسے ضبط نہوسکا اور جناب عثمان کی یہ کارروائی دیکہکر رونے لگا۔ میری آنکہون سے بے اختیار آنسو جاری ہوگئے۔ آپنے پوچہا۔ خیر تو ہے کیون روتے ہو۔ مین نے عرض کیا کہ مجھکو جناب فاروق کا عہد یاد آیا۔ وہ

تو یہ مال مسلمانونکو دے دیتے تھے اور آپ نے اپنے گھر بھیجدیا۔ آپنے یہ سنکر فرمایا۔ خدا عمرؓ پر رحم فرماوے وہ اچھے اور نیک تھے اور مین بھی اچھا ہون اور ہر ایک کو وہی ملیگا جو کمائی کی۔ مین نے التماس کی کہ جناب فاروقؓ اگر اپنے کسی بچہ کے ہاتھہ مین درم دیکھتے تو اوس سے لیکر بیت المال مین داخل فرماتے اور مسلمانونکو درمیان تقسیم کردیتے تھے۔ اب مین آپکو دیکھتا ہون کہ سونے کی انگوٹھی یاقوت اور موتیون سے جڑاؤ آپکی صاحبزادی کے پاس ہے۔ ایک صاحبزادی کو آپنے دو بیش بہا موتی دیدیئے ہین۔ خلیفہ برحق نے ارشاد کیا۔ جناب عمرؓ نے اپنی راے پر عمل کیا اور خیر وبھلائی لینے مین قصور نہین کیا۔ مین اپنی راے پر عمل کرتا ہون اور خیر مین کوتاہی نہ کرونگا۔ خدا تعالے نے مجھکو اہل قرابت کے ساتھہ سلوک کرنیکا حکم فرمایا ہے۔ مین اونکے ساتھہ نیکی کرتا حسن سلوک سے پیش آتا اور صلہ رحمی کرتا ہون۔

جناب عثمانؓ نے اپنے مکانات مین بیت المال کا بہت سا روپیہ صرف کیا۔ عمارات عالیشان تعمیر کین۔ اپنے اور اپنی اولاد کے واسطے مکانات بنواے جنمین بیت المال کی رقم صرف کی۔ عبداللہ بن ارقم اور معیقب نے جو عہد فاروقی سے بیت المال کے خزانچی اور محافظ تھے جب دیکھا کہ عثمانؓ بیت المال کو صرف کئے ڈالتے ہین اپنی بدنامی سے ڈرے اور استعفا دیکر الگ ہو گئے آپنے انکا استعفا منظور کیا اور زید بن ثابتؓ کو خزانچی مقرر کرکے کنجیان اپنے قبضہ مین رکھین۔ ایک دن بیت المال مین کچھہ نقد فاضل بچا تھا اوسکی نسبت حضرت زید سے فرمایا کہ تم لے لو اور اپنے صرف مین لاؤ۔ حضرت زید بن ثابت نے وہ روپیہ لے لیا۔ وہ نقد ایک لاکھہ درم سے زائد تھا (خمیس وتحفہ)

جواب طعن دوم - اکثر قصے اسراف بیت المال کی نسبت محض گڑھے ہوئے ہین جنکی کچھ بھی اصل نہین - کتب معتبرہ مین کسی ایک کا بھی پتہ نشان نہین - اگر کوئی واقعہ انمین سے سچ بھی ہے تو جناب عثمان رضؓ کی طرف سے عذر معقول ہی ہے - حکم کو آپنے از خود اپنی رای سے نہین بلا لیا بلکہ آپ نے آنحضرت صلعم سے حکم کی سفارش کی تہی - حضور سرور عالم نے اجازت دی مگر عہد نبوی مین اسکا موقع نہ آیا - عہد صدیقی مین جناب صدیق رضؓ سے آپنے کہا کہ حکم کو مدینہ آنیکی اجازت دیجیے - جناب صدیق رضؓ نے فرمایا مین کس طرح اوسکو یہان آنے دون جسکو جناب رسول خدا صلعم نے نکالا ہو - جناب عثمان رضؓ نے کہا کہ مین جناب رسول خدا صلعم سے اسکی اجازت لے چکا ہون - حضرت صدیق رضؓ نے فرمایا - مین نے جناب رسالتمآب سے اسکی بابت کچھ نہین سنا صرف آپکی کہنے پر کیسے عمل کرون کوئی اور شہادت پیش کیجیے - چونکہ جناب عثمان رضؓ کے پاس شہادت نہ تہی لہذا خاموش رہے - پہر عہد خلافت فاروقی مین یہی مقدمہ پیش ہوا - جناب فاروق رضؓ نے بہی شہادت طلب کی - جب آپ خود خلیفہ ہوے حکم کو مدینہ منورہ مین بلا لیا - اس مسئلہ مین اکثر فقہا کا قول ہے اور یہی جناب عثمان کا مذہب ہے کہ اگر امام کسی امر مین علم رکہتا ہو اور شہادت موجود نہ ہو تو وہ اپنے علم پر قطعی فیصلہ کر سکتا ہے - حکم کو بیت المال سے روپیہ دینا پایہ ثبوت کو نہین پہونچا - حکم کو جو آپنے مدینہ آنیکی اجازت دی تہی یہ بہی اوسوقت جب حکم نے اپنے اعمال بد سے توبہ کر لی اور جس فعل پر وہ جلاوطن کیے گئے تہے اوس سے نادم ہوے - تائب کی اعانت کرنا محمود ہے مذموم نہین - صحیح قصہ یہ ہے کہ آپنے اپنے ذاتی مال مین سے حکم اور اونکے بیٹے حارث کو ایک لاکہہ درم دیئے ہین اور حارث کو اپنی بیٹی بہی نکاح مین دی - یہہ صلہ رحم ہے اسمین کیا قباحت ہے - جناب عثمان رضؓ کی ثروت

ومالداری عیان ہے اگر آپنے اپنے کسی عزیز کو لاکھ۔ دو لاکھہ عطا فرمایا تو کسیکا کیا اجارہ ہے۔ (تاریخ خمیس)

حضور سرور عالم نے حکم کو اس علت مین نکالا تھا کہ وہ منافقوں سے دوستی رکھتے اور مسلمانون مین باہم فتنہ انگیزی کیا کرتے تھے۔ بعد وفات آنحضرت صلعم وخلافت حضرات شیخین رض اسلام قوی ہوگیا۔ کفر زائل۔ نفاق باطل ہوا۔ کافر ومنافق کا نام تک بلاد حجاز مین خاصکر حرمین شریفین مین نرہا۔ قاعدہ مقررہ ہے کہ علت کے جانیسے حکم جو اوسکا معلول ہے وہ بھی دفع ہوجاتا ہے۔ حکم کے اخراج کا حکم بھی باقی نرہا۔ اب رہا یہہ سوال کہ حضرات شیخین رض نے حکم کو اجازت نہ دی۔ جناب عثمان رض نے کیون بلالیا اسکا جواب یہہ ہے کہ اوسوقت تک احتمال فتنہ وفساد کا باقی تھا کیونکہ حکم خاندان بنی امیہ سے تھا اور حضرات شیخین قبیلہ تیم اور بنی عدی مین سے۔ ان صاحبونکو یہ اندیشہ تھا کہ مبادا حکم پھر شرارت کرے اور مسلمانون مین فساد پھیلادے۔ ہان جب دور خلافت عثمانی ہوا آپکو یہ خوف نہ رہا کیونکہ حکم آپکا برادر زادہ تھا۔ آپکو ہر طرح اوسپر اطمینان ہوگیا تھا لہذا آپنے بخیال صلہ رحمی مدینہ منورہ مین بلالیا۔ خود جناب عثمان رض سے لوگون نے اس بارہ مین سوال کیا کہ حکم کو کیون مدینہ مین بلایا ہے تو آپنے جواب شافی دیا اور فرمایا کہ مین نے آنحضرت صلعم سے مرض الموت مین اسکے آنیکی اجازت حاصل کرلی تھی جب حضرت صدیق رض خلیفہ ہوے مین نے آپسے کہا آپنے دوسرا شاہد طلب کیا۔ مین خاموش رہا۔ پھر جناب فاروق رض کے وقت بھی ایسا ہی ہوا۔ جب مین خود خلیفہ ہوا مین نے اپنے علم پر عمل کیا۔ یہ بھی بروایات معتبر ثابت ہوگیا ہی کہ حکم نے اخیر عمر مین نفاق وفساد سے توبہ کرلی تھی۔ بعد توبہ کے پھر کوئی

حرکت اس قسم کی انسے صادر نہین ہوئی - علاوہ اسکے جب یہ مدینہ مین آے ہین ضعیف و ناتوان ہو گئے تھے بڑہاپے سے انکے اعضا و قوی بالکل بیکار ہو چکے تھے - فتنہ و فساد کا احتمال تک انکی ذات سے نہ تہا - لعینہ یہہ مثال سمجھنا چاہئیے کہ بوڑہی کلان سال عورت اجنبیہ کیجانب نظر کرنا درست ہے - اسی طرح حلم کا حال تہا کہ کسیطرح انمین دم وخم نہ رہا تہا - حلم کو روپیہ دینا بیت المال سے ثابت نہین - یہہ آپ پر سراسر بہتان اور صریح افترا پردازی ہے - آپکی مالداری و ثروت خلافت کے پہلے اور آخر عہد خلافت مین مخفی نہین - جبکہ ہر طرف سے اموال بیشمار آتے اور سب پر تقسیم ہوتے تھے تمام صحابہؓ دولتمند وغنی ہو گئے - جو فقراے مہاجرین کہ آنحضرتؐ کے عہد مین نہایت تنگی و فقر مین مبتلا تھے اسوقت اونکے پاس بہی وہ دولت و مال کی کثرت ہوگئی کہ ایک ایک صحابی اسی اسی ہزار درم زکوٰۃ مین نکالنے لگا - جناب علی مرتضیٰؓ بہی مالدار ہو گئے تھے - عمارات - باغات - زمین - سب کچھہ خداوند تعالی نے عطا کیا اس زمانہ کی فراخی و وسعت مال و زرعیان و آشکارا ہے - جناب عثمانؓ سابق مین بہی مالدار تھے - آپ تجارت کیا کرتے تھے جسکے ذریعہ سے خداوند تعالی نے دولتمند کر دیا زمانہ خلافت مین اور بہی مال و دولت افزون ہوئی جیسی کچھہ آپکی دولتمندی تہی اسیقدر آپکے اخراجات وسیع تھے - آپکا خرچ اپنے اہل قرابت ہی پر منحصر نہ تہا بلکہ راہ خدا مین اور محتاجونکو بہی دینا - غلام آزاد کرنا اور دوسرے نیک کامونمین صرف کرنا عادت شریف مین داخل تہا - ایک غلام ہر جمعہ کو آزاد کرنیکا معمول تہا - روزمرہ تمام مہاجرین و انصار کی دعوت کیا کرتے - غذاے مکلف و نفیس کہانے پکواتے اور سب کو کہلاتے تھے - آپکے خرچ اخراجات اور جود و سخاوت کے قصے کتب تواریخ مین بکثرت درج ہین

خدا کی راہ مین خیرات کرنا کسیکے نزدیک اسراف نہین - لا سرف فی الخیر یعنی خیر و نیکی مین اسراف نہین - صحیح حدیث ہے - اپنے عزیز و قریب کے دینے مین دونا ثواب ہے صحیح حدیث مین وارد ہے کہ صدقہ کرنا مسکین پر ایک صدقہ کا ثواب ہے اور قریب رشتہ دار کو دینا دوہرا ثواب ہے - ایک صدقہ کا دوسرے صلہ رحم کا - قرآن مجید مین بہی اقارب کا ذکر اولاً ہے اور انکو اورون پر مقدم کیا ہے - قولہ تعالیٰ واتی المال علیٰ حبہ ذوی القربیٰ والیتامیٰ والمساکین وابن السبیل - ترجمہ - اور خدا کی محبت پر مال دیا کرو قرابت والون یتیمون مسکینون - مسافرونکو - امام احمد سالم بن ابی الجعد سے روایت کرتے ہین کہ جناب عثمان رضہ نے جماعت صحابہ کرام کو جنمین عمار بن یاسر بہی تہے اپنے پاس بلاکر فرمایا - مین آپ سب صاحبون سے ایک سوال کرتا ہون - ٹہیک ٹہیک جواب دیجیے گا - آپ کو خدا کی قسم دلاتا ہون - کیا جناب رسولخدا بخشش وعطا مین قریش کو اور لوگونپر ترجیح دیتے تہے اور بنی ہاشم کو دیگر قبائل قریش پر - یا نہین" تمام صحابہ خاموش رہے - جناب عثمان رضہ نے فرمایا - اگر میرے ہاتہہ مین جنت کی کنجی ہو تو مین ضرور بنی امیہ مین سے ایک کو بہی باہر نہ چہوڑون سب کو بہشت مین لیجاؤن -

لاریب جناب عثمان رضہ بڑے فیاض - سیر چشم تہے مگر اونکے یہ سب اخراجات بیت المال سے سمجہنا محض تعصب اور سراسر دشمنی و عناد ہے - جناب عثمان رضہ سے لوگون نے پوچہا - کیا آپ بیت المال مین سے صرف کرتے ہین - آپنے جواب دیا - خلافت سے پہلے میری مالداری سب پر ظاہر ہے اور جسقدر مین خرچ کرتا تہا یہہ بہی معلوم ہے پہر دیدہ و دانستہ ایسے شبہے بیجا اور دور از عدالت و تقویٰ میری نسبت کیون کرتے ہو اب ہم اصل قصہ کا ذکر کرتے ہین - معترض نے سراسر غلطی کی - قصہ دوسرا ہے -

یہہ لوگ اپنے طور پر خلط ملط کر کے کچھہ کا کچھہ بیان کرتے ہین اس قصہ کی روایات ہین کسی ایک مین بہی تو بیت المال کا ذکر تک نہین - اسراف وخرچ بیجا کیا - وہ قصہ یہ ہے کہ جناب عثمان رضؓ نے اپنے صاحبزادہ کا نکاح حارث بن حکم کی لڑکی سے کیا اور اپنے ذاتی مال مین سے ایک لاکہہ درم حارث کو بہیجا - یہہ نقد ہدیہ تہا جسکو زمانہ حال کے دستور کے بموجب رسم ساچق کہنا چاہیئے اور آپنے اپنی صاحبزادی جنکا نام اُم اَبان تہا مروان بن حکم کی نکاح مین دین اونکے جہیز مین بہی ایک لاکہہ درم دیئے - یہ درم آپ کے خاص مال مین سے تہے نہ بیت المال سے - یہ درم دینا بطور صلہ رحم کے ہے جسکو عوام وخواص اچہا جانتے ہین اور عند اللہ اور عند الناس خوبی اور نیکی مین شمار ہوتا ہے آپنے خمس افریقیہ جو بیت المال کا حق تہا مروان کو دیا - یہ بہی غلط مشہور ہے - اصل قصہ اسکا اس طرح ہے کہ جناب عثمان رضؓ نے عبد اللہ بن سعد بن ابی سرح کو ایک لاکہہ لشکر سوار و پیادہ کی جمعیت سے واسطے فتح ملک مغرب کے روانہ فرمایا - متصل شہر افریقیہ کے جو پایہ تخت ملک مغرب ہے لڑائی ہوئی - مسلمانون کو بہت کوشش اور محنت کے بعد فتح نصیب ہوئی اموال غنائم بیشمار حاصل ہوے - ابن ابی سرح نے خمس غنائم مال نقد کا جو بقدر پانچ لاکہہ اشرفی کے اوس ملک اور اوس وقت کے حساب سے ہوا مدینہ منورہ مین بہیجدیا - یہ خمس صرف نقدی کا تہا - باقی رہا خمس از قسم لباس - اسباب خانگی جانور مویشی اور دیگر سامان وغیرہ - وہ بوجہ بعد مسافت افریقیہ ہی مین رہگیا - چونکہ افریقیہ اور مدینہ منورہ مین چار مہینے کی راہ ہے اس اسباب کی باربرداری مین مبلغ کثیر صرف ہوتا - علاوہ اسکے باربرداری مین محنت ومشقت اور بڑی زحمت کا سامنا تہا اسواسطے عبد اللہ بن ابی سرح نے یہہ باقی حصہ خمس کا فروخت کر ڈالا - مروان بن حکم نے جو اسوقت

اسی لشکر مین تہا ایک لاکہہ درم مین خرید لیا زیادہ قیمت تو اس حصّہ کی مروان نے ادا کر دی
جو مدینہ منورہ بہیجدی گئی کچہ قیمت رہگئی جسکی بابت مروان نے کہا کہ مین مدینہ منورہ مین
جناب عثمانؓ کی خدمت مین ادا کر دونگا۔ چند دن بعد مروان نقد خمس لیکر مدینہ کو روانہ
ہوا۔ مدینہ منورہ مین بسبب اس مہم دشوار گذار کے اور بعد مسافت و درازی مدت جنگ اور
مسلمانونکی آمد و رفت کی راہ بند ہو جانے سے تمام اہل مدینہ نہایت تردد و انتشار مین
پریشان خاطر و مضطر تہے۔ کسی کا بہائی اس لڑائی مین تہا۔ کسیکا لڑکا۔ کسیکا باپ یا اور
قریبی رشتہ دار۔ خصوصًا عورتین اپنے عزیزون اور شوہرونکے خیال سے اور بہی بدحواس
تہین کیسکے حال کی اصلا خبر نہ تہی۔ مجملاً یہ زبان زد خاص و عام تہا کہ یہ جنگ بے طرح ہے
غنیم پر زور ہے۔ لڑائیان سخت ہو رہی ہین۔ آدمی بہت شہید ہوے۔ ان باتون کے
سننے سے اور بہی سبکو تشویش تہی اور عجب بے آرامی مین گذرتی تہی کہ اس اثنا مین دفعتہً
مروان نقد کثیر لیے ہوے مدینہ منورہ مین پہونچ گیا اور اہل مدینہ کو مبارکباد ی فتح کی پہونچائی
سب کے عزیز و اقربا کی خیریت جدا جدا سنائی۔ اہل لشکر کے خطوط انکے گہر والونکو دیئے۔ اس دن
مدینہ مین ایک عید تہی۔ چہوٹے بڑے سب خوش۔ فرحت و سرور سے دل شاد تہی۔ سب
مروان کی تعریفین کرتے اور اوسکے حقمین دعائین دیتے تہے۔ اسوقت تک مروان سے کوئی
ایسی کارروائی ظہور پذیر نہوئی تہی جسکے باعث سے اسکی اس دن کی نیکی کا شمار نہ ہوتا۔
جناب عثمانؓ نے اس بشارت کے انعام مین کہ اہل مدینہ کو نوید فتح سے خوش کیا اور اس صلہ مین
کہ اسقدر مال کثیر باوصف بعد مسافت و راہ خطرناک کے بجنسہ بیت المال مین داخل کیا جو کچہ
بقیہ قیمت خمس مویشی اور دیگر اسباب کی مروان کے ذمہ تہی معاف فرمادی۔ امام کو جائز ہے
کہ خوشخبری پہونچانے والے اور جاسوسون اور اسی قسم کے دوسرے اشخاص کو جو

باعث تقویت مجاہدون کے دل کے ہون اور اونکے گہروالے۔ پس ماندے۔ اہل و عیال کے موجب اطمینان خاطر ہون بیت المال سے کچہہ رقم بطور انعام کے دے اور جبکہ یہہ کام گروہ صحابہ رضہ کے سامنے اور جمیع اہل مدینہ کے روبرو ہوا اور کسی نے انکار نہین کیا تو ہرگز محل طعن و تشنیع نہین ہو سکتا۔

عبداللہ بن خالد بن اَسِید کو تین لاکہہ درم انعام دینا بالکل غلط ہے۔ کتب تواریخ معتبر مین صرف اسقدر مذکور ہے کہ یہہ روپیہ انکو بیت المال سے آپنے قرض دیا تہا اور اسکی بابت اونسے دستاویز لکہوالی تہی اور وہ روپیہ عبداللہ بن خالد نے بیت المال مین داخل کردیا۔ اہل مصر کے جواب مین جو وقت محاصرہ کے اونہون نے آپ پر یہہ اعتراض کیا تہا خود آپنے یہی جواب پیش کیا۔ حارث بن حکم والا اعتراض کہ جناب عثمان رضہ نے انکو مدینہ منورہ کے بازار۔ گنج۔ منڈی وغیرہ کی آمدنی عطا فرمائی۔ یہہ بہی غلط واقعہ ہے۔ اس بارہ مین صحیح یہ ہے کہ آپنے حارث کو داروغہ او رمنتظم بازار و مقامات غلہ وغیرہ کا کیا تہا اور دو درم روزانہ انکی تنخواہ مقرر فرمائی۔ بازار والونسے کہہ دیا تہا اگر تمکو معلوم ہو کہ حارث نے کچہہ آمدنی بازار سے چوری کی فوراً اونسے لے لینا غرض اس سے یہہ تہی کہ روزانہ نرخ کی خبر آپکو ہوتی رہے اور لوگ دغابازی فریب خیانت۔ لین دین مین نہ کرنے پاوین۔ ترازو۔ پیمانے۔ بانٹ۔ تول ناپ کے آلات۔ کم و بیش نہون۔ حارث نے دو تین دن یہہ کام کیا ہوگا کہ اہل شہر انکی شکایت کرنے لگے اور جناب عثمان رضہ تک انکی زیادتی و جبر کی شکایتین پہونچین۔ اہل شہر نے جناب عثمان رضہ کے روبرو بیان کیا کہ جسقدر کہجور کی گہٹلیان بازار مین بکنے آتی ہین حارث خود اپنے اونٹونکے واسطے خرید لیتے ہین دوسرونکو ایک گہٹلی بہی نصیب

نہین ہوتی۔ تمام شہر کے اونٹ بے دانہ رہتے ہین۔ جناب عثمان رضؓ نے اوسیوقت حارث کو سخت و سست کہکر معزول کر دیا اور اہل شہر کو تسلی دیکر واپس کیا۔ انصاف شرط ہے۔ اس کارروائی مین آپ پر کیا الزام ہے۔ یہہ تو عین انصاف ہی کہ باوجود قریب رشتہ کے اونکی شکایت سنتے ہی فوراً موقوف کر دیا اور کچھہ بہی رشتہ ناتہ کا لحاظ نہ کیا۔ ابن ارقم اور معیقبؓ کی وجہ معزولی مین بہی سراسر کذب وبہتان کا دخل ہی۔ صحیح یہ ہے کہ ان دونون صاحبون نے بوجہ پیرانہ سالی کے جبکہ خدمت داروغگی بیت المال ادا کرنے مین قاصر و عاجز ہوے اس کام سے استعفا دیا۔ آپنے اونکی درخواست منظور فرمائی اور وہ دونون صاحب علیحدہ ہوگئے۔ پہر آپنے یہہ خطبہ پڑہا۔ اَی لوگو۔ عبداللہ بن ارقمؓ زمانہ ابوبکر وعمرؓ سے آج تک تمہارے خزانہ (بیت المال) پر داروغہ ہی اب وہ بوڑہے اور ضعیف ہوگئی ہہنے اونکی جگہہ پر زید بن ثابتؓ کو مقرر کر دیا۔" جناب عثمانؓ کا بیت المال مین سے روپیہ لیکر عمارات۔ مکانات و باغات مین صرف کرنا بہی سراسر جہوٹ۔ افترا و بہتان ہے۔ حقیقت اسکی یہہ ہی کہ جناب عثمانؓ کو مال بڑہانیکی ایسی کچھہ تدبیرین آتی تہین کہ کسیکو آپکے بعد یہہ بات نصیب نہ ہوئی کہ وجہ حلال سے کمال عزت وحرمت کے ساتہہ بے محنت ومشقت اس قدر مال کثیر تجارت کے ذریعہ سے کمائے اور وہ سب خدا کی رضامندی خیرات وصدقات مین خرچ کر ڈالے۔ یہہ امر آپکے خصوصیات سے تہا۔ نعم المال الصالح للرجل الصالح۔ کیا خوب مال پاک مرد صالح کا مال۔ آپکے حقمین بلاکم وکاست ہے۔ قبل خلافت آپکے کسب مال کے متعدد طریقے تہے۔ انواع واقسام کی تجارت آپ کیا کرتے تہے۔ آپکی ہر تجارت مین نفع معتدبہ اور برکت ہوتی۔ خلافت کے بعد آپنے یہہ ڈہنگ اختیار کیا اور نئی تدبیر نکالی

کہ جسجگہہ زمین افتادہ۔ بنجر۔ غیر آباد پڑی پائی۔ خواہ سواد عراق مین یا ملک حجاز مین جس
سرزمین مین ہوئی اوسکو آباد کرنے اور کاشت و تردد کی جانب توجہ فرمائی۔ اپنے خاص
آدمی غلام۔ موالی اوس زمین پر مقرر فرمائے۔ اسباب و آلات زراعت اونکے حوالہ کئے
اور زمین کو آباد کرایا۔ ان نوکرون غلامونکا خرچ اوسی زمین کی پیداوار پر تہا۔ یہ لوگ
کھیتی مین مصروف ہوتے۔ باغ لگاتے۔ میوہ دار درخت نصب کرتے۔ پانی کیضرورت
ہوتی تو کنوئین کہودتے۔ نہرین جاری کرتے۔ غرضکہ ہر طرح آبادی زمین مین مشغول
رہتے تھے۔ رفتہ رفتہ زمین عرب جو بالکل بے رونق تہی آپکے عہد خلافت مین آپ ہی کے
حسن انتظام و خوبی تدبیر سے خطۂ مازندران و تختۂ کشمیر و کوکن ہوگئی۔ زمینونکی آبادی سے
ایک اور فائدہ یہ ہوا کہ زراعت کے شغل مین بہت سے آپکے غلام جنگلونمین رہنے لگے
اور وہ ملک ویران جہان مسافر کو ایک قدم چلنا دشوار تہا اور جہان چور۔ لوٹیرے
ڈاکو۔ رہزن۔ آئے دن لوٹ مار کیا کرتے تھے بالکل پاک و صاف ہوگیا۔ راہ چلنے
والیکو نہ چور کا کھٹکا رہا نہ رہزن کا اندیشہ۔ انکے علاوہ جانور درندے شیر۔ چیتے
گینڈے قریب قریب نابید و معدوم ہوگئے۔ مسافر راہگیر اونکے خوف سے بہی
محفوظ ہوگئے۔ جابجا مسافرونکے ٹہیرنے کے مقامات۔ اونکے جانورونکے واسطے
دانہ و چارہ کا معقول انتظام۔ جب اس طرح کی سہولت سفر مین ہوگئی تو مسافر اور سوداگر
اطمینان کے ساتہہ سفر کرنے لگے۔ دور دور ملکونکے اسباب مختلف ولایتونکے
سامان۔ تحفہ و نفیس چیزین۔ ایک ملک سے دوسرے ملک کو۔ ایک ولایت سے
دوسری ولایت کو بآسانی پہونچتی تہین۔ آپکے عہد مبارک مین یہہ دو کام عجیب اور
عامہ خلائق کے مفید ہوئے۔ اول زراعت کی ترقی۔ دوم تجارت کی کثرت و فزونی

اس ملک عرب کے اعتبار سے تو یہ کام آپکی کرامات و خوارق عادات سے ہین۔

جناب رسالتمآب صلعم نے بطریق پیشین گوئی ارشاد فرمایا تہا۔ لا تقوم الساعۃ حتی تعود ارض العرب مروجا وانہارا۔ یعنی قیامت نہ ہوگی تاوقتیکہ زمین عرب مین باغات پر فضا اور نہرین جاری نہ ہوجاوین۔

دوسری حدیث بروایت عدی بن حاتم اس طرح ہے۔ ان طالت بک حیوۃ لترین الظعنیۃ تسافر من حیرۃ النعمان الی الکعبۃ لا تخاف احدا الا اللہ اے عدی۔ اگر تم زندہ رہوگے تو دیکہ لوگے کہ شتر سوار حیرہ نعمان سے کعبہ تک سفر کریگا اور راہ مین سبکا ڈر نہوگا صرف خدا سے ڈریگا۔ یہہ زمانہ آپ ہی کا عہد خلافت ہے۔ افزونی خزائن وکثرت مال وثروت اور تکلفات کا عہد عثمانی مین ہونا احادیث مین بطور پیشین گوئی کے آیا ہے اور جناب رسولخدا صلعم نے نہایت خوشی سے یہہ واقعات ارشاد فرماے ہین۔

جناب عثمان رض کو دیکہکر اکثر صحابہ نے بہی زمین آباد کرنیکی طرف توجہ فرمائی چنانچہ جناب علی رض نے گرد ونواح ینبوع وفدک وزہرہ اور دیگر مقامات مین زمین آباد کرکے امیتی کی اور حضرت طلحہ رض نے غابہ مین۔ حضرت زبیر رض نے جرف۔ ذی خشب وراوسکے اطراف مین یہی کام شروع کیا۔ ماسوی انکے اور صحابہ کرام رض بہی ادہر متوجہ ہوے۔ رفتہ رفتہ تمام ویران زمین سب بلاد کی خصوصًا زمین حجاز نہایت درجہ آباد وشاداب ہوگئی۔ اگر چند سال اور بہی جناب عثمان رض کا زمانہ اسی طرح رہتا تو تمام جنگل اور ویرانے نمونہ بہشت شداد سیر گاہ فضلاے شیراز۔ لالہ زار سرزمین ہرات۔ ہوجاتے۔ چپہ چپہ رشک کشمیر بن جاتا۔ ویران وغیر آباد زمین کا آباد کرنا اور کاشت وتردد سے اوسکی تعمیر کرنا امام کی اجازت سے ہر شخص کو جائز ہے۔ خود امام کے حقمین کیون نہ درست ہوگا اور اس زمین کی پیداوار

آمدنی کے حلال و جائز ہونے مین کیا شک و شبہ ہے۔ صحیح روایات سے ثابت اور معتبر کتب تواریخ مین مذکور ہے کہ زمین کی آبادی۔ تعمیر باغات۔ نہرونکی کہدائی مین جو کچھہ صرف ہوتا جناب عثمان رضؓ اپنے ذاتی مال مین سے خرچ کرتے تھے اور بمضمون ع۔ کہ زر زر کشد در جہان گنج گنج۔ آپکی آمدنی اور محاصل پیداواری زراعت وغیرہ دن دونی ترقی پر تھے۔ اوہی محاصل زمین سے دوسری زمین غیر آباد آباد دکیجاتی تھی۔ شاذونادر کوئی شخص اہل مدینہ مین ایسا ہوگا جسنے آپکے عہد مین کہیتی نہ کی ہو اور کوئی باغ نہ لگایا ہو

حضرت زید بن ثابتؓ کو بقیہ بیت المال دینا۔ اس قصہ مین بہی جہوٹ سچ باہم ملادیا ہی اس باب مین صحیح روایت یہ ہے کہ ایک دن جناب عثمان رضؓ نے حکم دیا کہ بیت المال کا روپیہ مساکین اور مستحق اشخاص کو دیا جاوے۔ بموجب حکم آپ کے روپیہ محتاجونکو تقسیم کردیا گیا۔ ایک ہزار درم باقی رہ گئے مگر مستحق کوئی نہ رہا۔ یہ درم آپنے زید بن ثابت رضؓ کے حوالہ کئے اور فرمایا کہ اپنی رائے و تجویز سے جسجگہ مناسب سمجہین مسلمانونکے کام مین صرف کرین حضرت زید بن ثابت رضؓ نے وہ روپیہ مسجد نبوی کی مرمت مین خرچ کردیا۔ یہ روایت طبری مین مذکور اور دیگر کتب معتبرۂ اہل سنت مین مسطور ہے۔ معترضین تو اعتراض و طعن پر تلے رہتے ہین جسجگہ آپکے نام کے ساتھہ مال کا ذکر اور اہل قرابت کے دینے کا بیان دیکھہ پایا اور مسلمانونکو انعام و اکرام دینا یا مسجد نبوی اور دیگر مقامات متبرکہ کی تعمیر مین صرف کرنا نظر سے گذرا بس جہٹ پٹ چلا اوٹھتے ہین اور پکار پکار کر کہتے ہین کہ یہ سب بیت المال مین سے خرچ کیا گیا۔ بہلا اس بدظنی کا علاج ہی کیا ہے۔

حضرت ابوموسیٰ اشعریؓ کا قصہ اور جناب عثمان رضؓ سے اونکی گفتگو۔ یہ بہی بالکل بے اصل ہے۔ اسکے راوی ابن اسحٰق ہین۔ وہ ایک شخص مجہول الاسم سے جو ابوموسیٰ رضؓ سے

نقل کرتا ہے روایت کرتے ہین پس روایت مجہول قابل استدلال نہین قطع نظر اس کے ابوموسی اشعری رضکو آپ نے اخیر عہد خلافت مین والی کوفہ کر کے سعید بن العاص کی جگہ پر بہیجا تہا۔ آپکے عہد مین یہہ کب آے اور کب مال لاے اور کس وقت آپ سے یہہ گفتگو ہوئی ہے۔ ابوموسی تو اولا بصرہ کے حاکم تہے۔ انکو بصرہ سے موقوف کر کے عبداللہ بن عامر کو انکی جگہہ بہیجا اور یہہ کسی دوسری جگہہ بہیجے گئے یہانتک کہ اہل کوفہ سعید سے ناراض ہوے اور ابوموسی کی خواہش کی۔ (تاریخ خمیس وصواعق محرقہ)

طعن سوم درباب اہانت صحابہ کرام رض

حضرت عبداللہ بن مسعود رضا اور حضرت ابی بن کعب رض کا سالانہ عہد فاروقی سے مقرر تہا جناب عثمان رض نے بلاوجہ بند کر دیا۔ حضرت ابوذر غفاری رض کو مدینہ منورہ سے نکال دیا اور بمقام ربذہ اونکو قیام کا حکم دیا۔ وہ تا آخر حیات ربذہ مین مقیم رہے اور وہین انتقال کیا۔ انتقال کیوقت ابوذر رض نے حضرت زبیر رض کو وصیت کی تہی کہ جب مین مرجاؤن تم نماز پڑہانا اور دفن کر دینا مگر جناب عثمان رض کو میرے مرنے کی خبر نہ دینا نہ اونکی شرکت کا انتظار کرنا۔ بعد وفات ابوذر رض کے انکے ورثار کو پانچ برس کی سالانہ تنخواہ جناب عثمان رض نے جب وہ مدینہ مین آپکے پاس آے عطا کی۔ (خمیس)

جناب عبادہ بن صامت رض نے حضرت معاویہ رض کو امر دین کی بابت نصیحت کی تہی اسلیے آپ عبادہ رض پر خفا ہوے اور سخت عتاب فرمایا۔ حضرت عبدالرحمن بن عوف رض کو جو آپکی خلافت کے بانی مبانی اور منصرم تہے منافق کہا۔

حضرت عمار بن یاسر رض کو اسقدر مارا کہ صدمہ ضرب سے اونکے انثیین ورم کر آے اور وہ

عارضۂ فسق مین مبتلا ہوے کعب بن عبدہ بہزی کو ایک حق بات کہنے پر لوگونکے روبرو ذلیل کیا۔

یہہ بزرگوار جلیل القدر صحابی ہین۔ انکی عزت وحرمت اہل سنت کے نزدیک واجب ہے جو شخص ان بزرگونکی اہانت کرے اوسکی دیانت وتقوی قابل طعن ومحل تشنیع ہی جب اہل سنت کے نزدیک ایسی شخص کی دیانت قابل اعتبار نہ ہوئی تو وہ شخص کب امامت کے لائق ہوگا۔

ان قصونکی تفصیل اس طرح ہے کہ حضرت ابوذر غفاری رض شام مین تھے یہہ اکثر جناب عثمان رض پر اعتراض کیا کرتے اور علانیہ وبرملا لوگونکے سامنے آپکی نسبت عیوب ونقائص قائم کرکے بیان کیا کرتے تھے جناب معاویہ رض نے انکی شکایت دربار خلافت کو لکھی کہ ابوذر رض آپکو لوگونکی نظر مین حقیر کرتے ہین اور لوگونکو آپکی اطاعت سے باہر کر رہے ہین۔ اس کا تدارک مناسب جلد فرمایئے۔ جناب عثمان رض نے اسکے جواب مین حضرت معاویہ رض کو لکھا۔ اشخصہ الی علی مرکب وعر وسائق عنیف۔ ابوذر رض کو ایک اونٹ پر جسکی پیٹھ بالکل ننگی ہو سوار کرو جسکو ایک شخص سختی سے چلاتا جاے اور اس طرح میرے پاس بھیجو حسب حکم جناب عثمان رض شام سے حضرت معاویہ رض نے اسی ہیئت پر ابوذر رض کو مدینہ منورہ روانہ کیا جب جناب عثمان رض کی خدمت مین پہونچے آپنے اپنے روبرو طلب فرماکر اونپر عتاب کیا اور فرمایا تم لوگونکو مجھپر کسواسطے شوخ ودلیر کرتے اور میری اطاعت وفرمانبرداری سے نکالتے ہو۔ ابوذر رض نے جواب دیا مین نے جناب رسول خدا صلعم سے سُنا ہے کہ جب اولاد حکم بن ابی العاص تیس مرد ہو جاوینگے تو وہ لوگ خدا کے مال کو اپنا مال قرار دیکر اوسمین مالکانہ تصرف کرینگے۔ تمام بندگان خدا کو اپنا لونڈی۔ غلام جانینگے

دین اسلام مین حیلہ و مکر سے دخل کرینگے جب اس نوبت کو پہونچین گے اوس وقت خداوند تعالیٰ کا غضب دنیر نازل ہوگا اور خداوند کریم اپنے بندونکو انکی شر و آفت سے خلاص کریگا۔ جناب عثمان رضؓ نے حاضرین صحابہ سے مخاطب ہوکر فرمایا آپ صاحبون مین کسی نے یہ حدیث جناب رسول خداؐ کی زبان مبارک سے سنی ہے۔

صحابہ کرام رضؓ نے ایک زبان ہوکر کہا۔ یہ حدیث کسی نے نہین سُنی اب جناب عثمانؓ نے حضرت علیؑ کو بلاکر اونسے بھی پوچھا۔ اونھون نے جواب دیا۔ مین نے یہ حدیث تو جناب رسول خداؐ کی زبان مبارک سے نہین سنی مگر اور حدیث سنی ہے جو یہ ہے۔ ما اظلت الخضراء ولا اقلت الغبراء اصدق لھجۃ من ابی ذرؓ۔ یعنی زمین کے اوپر آسمان کے نیچے ابوذر سے زیادہ سچا کوئی نہین ہے۔ جناب عثمانؓ نہایت غصہ مین آئے اور ابو ذرؓ کو حکم دیا کہ اس شہر سے نکل جاو چنانچہ وہ ربذہ مین جاکر مقیم ہوئے اور وہین انتقال کیا۔

حضرت عبادہ بن صامتؓ کا قصہ یہ ہے کہ یہ شام مین تھے۔ لشکر امیر معاویہ رضؓ مین انھون نے دیکھا کہ اونٹونکی قطار جارہی ہے اور اون اونٹونپر شراب مشکونمین بھری لدی ہے۔ عبادہ رضؓ نے پوچھا۔ یہہ کیا ہے۔ لوگون نے جواب دیا۔ یہہ شراب ہے جو جناب معاویہ رضؓ نے فروخت کیواسطے بھیجی ہے۔ عبادہؓ اوٹھے اور چھری لیکر سب مشکون او ریکھالونکو چاک کردیا۔ شراب زمین پر بہ گئی۔ اسکے بعد عبادہؓ تمام شہر شام کے باشندونسے یہہ ماجرا کہتے پھرے۔ اور جناب عثمان و معاویہ رضؓ کے اس فعل بد کی اطلاع دی۔ جناب معاویہ رضؓ نے انکی شکایت جناب عثمانؓ کو لکھی او خط مین یہہ بھی لکھا کہ عبادہؓ کو اپنی خدمت مین بلا لیجیے انکے یہان رہنے سے لشکر اور ملک مین فساد پھیلنے کا اندیشہ ہے

جناب عثمان رضؓ نے عبادہ رضؓ کو اپنے پاس طلب کر کے سخت عتاب کیا اور فرمایا۔ تم ہمارے اور معاویہ رضؓ کے فعل پر کیون انکار کرتے ہو۔ اپنے حاکم اور سردار کی اطاعت واجب نہین جانتے ہو۔ حضرت عبادہ رضؓ نے کہا۔ مین نے جناب رسول خدا صلعم سے یہہ حدیث سنی ہی لاطاعۃ لمخلوق فی معصیۃ اللہ۔ کسی مخلوق کی اطاعت جس سے نافرمانی خدا لازم آوے درست نہین ہے۔

حضرت عبداللہ بن مسعود رضؓ کو جب معزول کر کے انکی جگہہ ولید بن عقبہ کو حاکم کوفہ کیا تو ابن مسعود رضؓ ولید کی تعدی وظلم دیکھکر نہایت ناخوش ہوے۔ لوگو نمین جناب عثمان رضؓ کی عیب بیان کرنے لگے اور اونکو مسجد کوفہ مین جمع کر کے آپکی شکایتین کرتے اور عیب سناتے اور وعظ ونصیحت مین یہی کہتے تھے "اے لوگو۔ اگر نیک کام کی ہدایت بُری کام کی ممانعت نہ کروگے تو خداوند تعالی تمپر غصہ ہوگا اور ظالم وبد لوگو نکو تمپر مسلط کریگا۔ نیکونکی دعا قبول نہوگی"۔ ابن مسعود رضؓ کا کوفہ مین یہی معمول رہا۔ اسی اثنا مین ابن مسعود رضؓ کو خبر پہونچی کہ ابوذر رضؓ نکالے گئے بس سپا او ربہی بگڑ گئے مجمع عام مین خطبہ پڑہا اور یہہ آیت پڑہی جسمین جناب عثمان رضؓ کیجانب اشارہ کیا۔ ثم انتم ھٰولاء تقتلون انفسکم وتخرجون فریقا من دیارکم۔ ترجمہ۔ پہر تم اے لوگو۔ اپنی جانونکو قتل کرتے ہو اور ایک گروہ کو اپنے گہرونسے نکالدیتے ہو۔ ولید نے یہہ قصے ابن مسعود رضؓ کے جناب عثمان رضؓ کو لکھبہیجے۔ آپنے ابن مسعود رضؓ کو مدینہ منورہ طلب کیا۔ جب یہہ مسجد مین داخل ہوے جناب عثمان رضؓ نے ایک حبشی غلام کو حکم کیا کہ ابن مسعود رضؓ کو خوب مارے۔ غلام نے اونکو مار پیٹ کر مسجد سے نکالدیا۔ قرآن مجید اونسے چہین کر جلا دیا۔ انکو اون ہی کے گہر مین قید کیا اور حکم دیا کہ گہر سے باہر نکلنے پاوین۔ اونکا سالانہ چار سال تک بند رکہا یہانتک کہ اسی حالت مین

اونھون نے وفات پائی۔ وفات کے وقت زبیرؓ کو وصیت کی کہ جنازہ کی نماز خود پڑہائین یہ بھی کہا کہ عثمانؓ میرے جنازہ پر نماز نہ پڑہین۔ اونکی علالت مین جناب عثمانؓ عیادت کو تشریف لیگئے اور فرمایا۔ اے ابن مسعودؓ۔ میرے حق مین خدا سے دعاء مغفرت کرو۔ ابن مسعودؓ نے کہا۔ بار خدایا۔ تو غفور کریم ہے لیکن جب تک عثمانؓ سے میرا بدلہ نہ لے لینا انکا قصور نہ معاف فرمانا۔ جب جملہ صحابہ کرامؓ جناب عثمانؓ سے ناراض و بیزار اور آپ کے معاملات سے دل سے ناخوش ہوے تو عبد الرحمن بن عوفؓ کو جو آپکی خلافت کے مہتم اور جنکی کمال کوشش اور ہوشیاری سے آپکو خلافت ملی سب سے برا کہنا شروع کیا کہ اچھے شخص کو خلیفہ کیا جس نے اپنی ضعف رای سے تمام ملک مین فساد و بدنظمی پھیلا دی۔ عبد الرحمنؓ اپنے کیئے پر نادم ہوے اور عذر کیا اور کہا مین نہین جانتا تھا کہ یہ ایسے نکلین گے۔ بیشک میرے انتخاب مین خطا ہوئی۔ آپ سب صاحبونکو اختیار ہے کہ جا ہے انکو کہین چاہے خلافت سے معزول کرکے دوسرے لائق شخص کو خلیفہ کرلین۔ یہہ مقولہ لوگون نے جناب عثمانؓ تک پہونچا دیا۔ آپ نے فرمایا۔ عبد الرحمنؓ منافق ہین جو چاہتے ہین بلا تکلف کہہ گذرتے ہین۔ عبد الرحمنؓ کو بھی یہہ کلمہ آپکا پہونچ گیا۔ اونھون نے قسم کھائی اور کہا کہ تا زیست عثمانؓ سے بات نہ کرونگا۔ اسکے بعد عبد الرحمنؓ نے آپسے ملنا ترک کردیا اور اسی حال مین وفات پائی۔ اب اگر عبد الرحمنؓ در حقیقت منافق تھے تو اس صورت مین انکی بیعت جناب عثمانؓ سے صحیح نہوئی اور اگر منافق نہ تھے تو جناب عثمانؓ انکو نفاق کی تہمت لگانے سے خود فاسق ہوگئے اور فاسق امامت کے قابل نہین۔

قصہ عمار بن یاسرؓ کے مارنے کا اس طرح ہے کہ قریب پچاس صحابہؓ کے ایک جلسہ مین جمع ہوے اور باتفاق سب صاحبونکے ایک خط مین جناب عثمانؓ کی برائیان لکھکر وہ خط

عمارؓ کو دیکر کہا گیا کہ یہہ خط جناب عثمانؓ کو پہونچادو۔ شائد اپنے عیبونپر مطلع ہوکر متنبہ ہون اور آیندہ کوان برُے کامونسے باز آئین۔ اوس خط مین یہہ بہی لکہا تہا۔ اُن بدعات سے آپکو باز رہنا چاہئے ورنہ آپکو معزول کرکے دوسرا خلیفہ مقرر کیا جاویگا۔ عمارؓ یہہ خط لیکر جناب عثمانؓ کی خدمت مین گئے اور خط آپکے ہاتہہ مین دیا۔ آپنے خط پڑہکر زمین پر پہینکدیا۔ عمارؓ نے کہا۔ اس خط کی حقارت نہ کیجئے۔ یہہ صحابہ کرامؓ کا لکہا ہوا ہے اور آپکے پاس بہیجا گیا ہے۔ قسم خدا کی مین براہ نصیحت وخیر خواہی یہہ خط لیکر آپکی خدمت مین حاضر ہوا ہون۔ مجہاو آپکی نسبت بڑا اندیشہ ہے۔

جناب عثمانؓ نے یہہ سنکر کہا کہ تم سراسر جہوٹ بکتے ہو۔ یہہ کہکر اپنے غلامونکو حکم دیا کہ عمار کو مارین۔ غلامون نے اسقدر مار پیٹ کی کہ عمارؓ بیہوش ہوکر زمین پر گر پڑے بعد اسکے جناب عثمانؓ نے خود اوٹہکر اسقدر عمارؓ کے پیٹ پر اور زیر ناف لاتین لگائین کہ اونکے انثیین ورم کر گئے اور بیچارہ عارضہ فتق مین مبتلا ہوئے۔ صدمہ ضرب سے بیہوشی نے وہ غلبہ کیا کہ چار وقت کی نمازونکا وقت گذر گیا لیکن اونکو ہوش نہ آیا۔ جب غشی و بیہوشی سے افاقہ ہوا نمازین قضا پڑہین۔ اول جس نے بوجہ مرض فتق کے پائجامہ پہنا یہی عمارؓ ہین۔ اس واقعہ کی خبر بنو مخزوم عمارؓ کے اہل قرابت کو جب پہونچی سب بگڑ بیٹہے اور کہا۔ اگر عمارؓ اس مرض فتق مین مرگئے تو انکے عوض مین ہم خاندان بنی اُمیّہ مین سے کسی ایک بڑے شخص کو قتل کرینگے۔ اس واقعہ کے بعد عمار بن یاسرؓ خانہ نشین رہے اوسوقت تک کہ جناب مرتضیٰؓ خلیفہ ہوئے

قصہ کعب بن عبدہ نہدی کا اس طرح نقل کرتے ہین کہ ایک جماعت اہل کوفہ نے باتفاق اہی جناب عثمانؓ کی خدمت مین ایک خط لکہا جس مین آپکی بدعتین اور برائیان درج تہین۔

آخر خط مین یہہ بہی لکہا تہا کہ اگر آپ ان بدعتون سے باز آئین تو بہتر ہے ورنہ ہم لوگ آپکی اطاعت سے علیحدہ ہوجاوینگے۔ آپ کو اطلاع دے دیگئی۔ یہ خط کسی قافلہ والیکو جو مدینہ منورہ جارہا تہا دیدیا۔ کعب بن عبدہ نے بہی دوسرا خط اسکے علاوہ لکہا جسکے الفاظ بہت سخت تہے۔ یہہ خط بہی اوسی قاصد کے حوالہ کیا گیا۔ نامہ برنے دونون خط جناب عثمان کیخدمت مین گذرانے آپ کعب بن عبدہ کا خط پڑہکر نہایت غضبناک ہوے اور سعید بن العاص والی کوفہ کے نام ایک خط لکہا جسکا مضمون یہ تہا۔ کعب بن عبدہ کو کوفہ سے شہر بدر کردو اور کوہستان کیجانب نکالدو۔ یہ حکم پاکر سعید بن العاص کعب کے گہر گئے۔ اونکے کپڑے اوتار کر بیس کوڑے مارے پہر شہر بدر کردیا اور کوہستان کیطرف بہیجدیا۔

سعید بن العاص نے اشتر نخعی کی بہی اہانت کی اور انکی آبرو خاک مین ملادی۔ یہ قصہ اوپر آچکا ہے واقعات ۳۳ھ مین اعادہ کی ضرورت نہین۔

جواب طعن سوم۔ اجمالی جواب اسکا یہ ہے کہ انمین سے اکثر صحابہؓ بزعم شیعہ واجب القتل تہے اور کچہہ انکی بزرگی وحرمت نہ تہی۔ کیونکہ بقول حضرات شیعہ حدیث پیغمبر خدا کو ان لوگون نے دیدہ و دانستہ مخفی رکہا اور سچی شہادت دبنے سے سکوت کیا اہل بیت خاندان جناب رسول خداؐ کا حق ظالمونکو مدد و تقویت دیکر تلف کیا۔ ایسے لوگونکے حق مین جناب علی مرتضیٰؓ ضرور کوئی سزا مقرر فرماتے مگر انسے پہلے جناب عثمان رضؓ نے انکو کسیقدر سزا دی۔ انکی اہانت و ذلت کی۔ آپ مستحق مدح وثنا ہین۔ آپ پر طعن کیسا۔ اگرچہ ابوذرؓ و عمارؓ اہل شیعہ کے نزدیک اس گروہ مستحق سزا سے مستثنیٰ اور اس جماعت سے علیحدہ ہین اور قابل اخراج و اہانت نہین لیکن تقیہ جو انکے ذمہ واجب تہا اور صحیح حدیث سے

ثابت ہے ان دونون نے ترک کیا۔ وہ حدیث یہہ ہے۔ التقیۃ دینی و دین آبائی۔ ترجمہ۔ تقیہ میرا دین اور میرے بزرگ باپ دادا کا مذہب ہے۔ ان دونون نے ایک اجب ترک کیا اور اس باب مین جناب علیؓ کی اقتدا نہ کی۔ انکو لازم تہا کہ تقیہ کرکے جناب عثمانؓ کے جملہ افعال ناشائستہ گوارا کرتے اور خاموش رہتے۔ ان دونون کی بیوفائی بہی ثابت ہوتی ہے کیونکہ نفسانیت سے جناب عثمانؓ پر انکار کیا اور ان کے مقابلہ کو اوٹہہ کہڑے ہوے۔ آخر الامر نکالے گئے۔ مار کہائی۔ ذلیل ہوی۔ جناب عثمانؓ کے حق مین تو بڑے خیرخواہ بن کر اونکے ناصح مشفق بنے جسکے عوض خوب مرمت انکی ہوئی اور جسوقت ابوبکرؓ کا زمانہ تہا کسیکے منہ سے جناب علیؓ کے حقمین اظہار نص امامت کے بارہ مین ایک کلمہ بہی نہ نکلا۔ سب کے سب منہ بند کئے بیٹہے رہے۔ اتنا بہی کسیکی پہوٹے منہ سے نہ نکلا کہ صاحبو یہ کیا غضب کرتے ہو۔ خلافت کسکا حق ہے اور دیئے کسکو ہو۔ جناب علی مرتضی شیر خدا جناب رسول خداؐ کے چچازاد بہائی اور اونکے داماد کو جو ہرطرح مستحق خلافت ہین محروم کرتے ہو اور غیر شخص کو جو کسیطرح اسکے حقدار نہین خلیفہ بنا رہے ہو۔ اچہا ہوا یہہ بیوفا لوگ اپنی سزا کو پہونچ گئے۔ خوب ہوا جناب عثمانؓ نے انکو مار ذلیل کیا اور نکالدیا۔ جناب عثمانؓ کا خدا بہلا کرے۔ آپنے اچہا کام کیا۔ یہ تو کوئی بات آپ پر طعن و تشنیع کے لائق نہین بلکہ آپ ہرطرح مستحق مدح و ثنا ہین کیونکہ آپنے ابوذرؓ و عمارؓ کو ترک تقیہ اور علانیہ آپسے مقابلہ کرنے پر سزا دی۔

دوسرا جواب یہہ ہے کہ خلافت و امامت کا معاملہ بڑا نازک ہے اسکی حفاظت مین اس قسم کی حرمت و بزرگی کا پاس و لحاظ کرنا اور امر خلافت مین خلل انداز و معارض شخص کی دلیری و گستاخی پر طرح دے جانا مناسب و زیبا نہین۔ جناب علی مرتضیٰؓ کو بہی

اونکی عہد خلافت مین اسی قسم کے معاملات پیش آے ۔ آپنے حفظ مرتبہ خلافت کا لحاظ فرمایا اور کچہہ پاس و ادب ام المومنین جناب عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کا نہ کیا ۔ حضرت طلحہ و زبیر رض کے ساتہہ جو معزز صحابی اور اسلام مین سابق تہے ۔ کیا برتاو کیا خصوصًا زبیر رض جناب رسول خدا صلعم کے پہوپی زاد بہائی بہی تہے کچہہ انکا بہی خیال نفرمایا اور خلافت کے مقابلہ مین اونکو قتل کیا کیونکہ آپکو خلافت کے مرتبہ کا رکہنا ضرور تہا ۔ باوجودیکہ آپ یقینًا جانتے تہے کہ یہہ تینون صاحب آپکی جان کے خواہان نہین فقط جناب عثمان رض کے قاتلونکو چاہتے تہے اور طالب قصاص تہے ۔ مگر اسقدر فوج کثیر اور جماعت عظیم کا جدا ہوجانا خلافت و حکومت کے حق مین باعث خلل تہا ۔ خلیفہ وقت کے احکام مین سستی پیدا ہوتی تہی لہذا آپ ان صاحبون سے لڑے اور پاس قرابت و صحبت جناب رسول خدا صلعم کا طلحہ و زبیر کے حق مین اور لحاظ شرف زوجیت جناب ام المومنین عائشہ رض کا ہرگز نہ فرمایا ۔ یہی وہ ابوموسیٰ اشعری رض ہین کہ جناب مرتضیٰ رض کے عہد خلافت مین جنہون نے کوفہ کو آپ کی رفاقت و اطاعت سے روکا ۔ آپ نے اونکو بزور سیاست معزول کرکے اشتر نخعی کو حاکم کوفہ کیا ۔ اشتر کی ہاتہون ابوموسیٰ رض کا گہر جلکر خاک سیاہ ہوگیا ۔ سارا سامان خانگی لٹ گیا اور جناب علی مرتضیٰ رض نے ابوموسیٰ رض پر جو کچہہ کیا گیا جائز و روا رکہا ۔ دونون فریق سُنی و شیعہ کی کتب تواریخ موجود ہین اگر کسیکو شک ہو اوٹہا کر دیکہہ لے ۔ اس بیان سے سرمو فرق نہ پائیگا ۔ اس تقریر سے معلوم ہوا کہ خلافت کی مصلحت دوسری مصلحتون پر بالا و مقدم ہے ۔ دوسرے مصالح جزئیہ اسکے مقابل مین اگر فوت ہوجاوین توچندان پرواہ نہین ۔ ہان مصلحت خلافت ہاتہہ سے نہ جانے پاے ۔ جناب عثمان رض نے اگر بنظر مصلحت خلافت صحابہ رسول خدا مین سے دوچار کو ڈرایا ۔ دہمکایا ۔ اہانت کی توکیا قیامت ہوگئی ۔ قتل سے توکمتر درجہ ہے

جناب عائشہ صدیقہ رضہ کی جو اہانت بعد جنگ جمل کے ہوئی تاریخ دان پر مخفی نہین - یہ قتل و خونریزی گروہ مسلمانان و اہانت ام المومنین جناب علی مرتضیٰ کی ہی خلافت مین ہوئی (معاذ اللہ) ہم طعن کے طور پر نہین کہتے بلکہ اون واقعات کو جو خلافت مرتضوی مین پیش آئے ہین منصف مزاج اور انصاف پرست کے روبرو پیش کرتے ہین -

طعن سوم کا یہ جواب تو حسب مذاق شیعہ ہے - اہل سنت وجماعت نے بطور خود روایات صحیحہ سے جو تحقیق کیا ہے وہ جواب وہی جو ہم مبحث فضائل مین لکھہ آئے ہین کہ جناب عثمان کو اپنے مظلوم شہید ہونے کا علم الیقینی حاصل تہا اور اس واقعہ خاص مین قطعی احادیث اور آنحضرت صلعم کی وصیتین جناب عثمان رضہ کے پاس موجود تہین اور آپ اون وصایا پر قائم رہے جب آپنے دیکہا کہ بعض صحابہ بہی جماعت منافقین ومخالفین کے ساتہہ خلع ونزع خلافت مین ایک زبان ہین تو آپنے چاہا کہ یہہ فتنہ حتی الامکان فرو ہو - اون صحابہ کو کسیقدر چشم نمائی کی تاکہ شرکت صحابہ سے فتنہ قوی نہ ہوجاے اور بدمعاش - کمینے - فتنہ پرداز صحابہ کی شرکت اور مدد سے قوی بازو نہ ہوجائین اور آپ کو خاموش رہنا بہی زیبا نہ تہا کیونکہ آنیوالی بلا و مصیبت کے دفع کرنیکو حیلے اور تدابیر کرنا کچہہ توکل ورضا و تسلیم کی منافی نہین بلکہ ہر شخص کا فرض منصبی ہے کہ حتی الامکان اپنی جان کی حفاظت مین غفلت نہ کرے علاوہ اسکے بربنای مذہب اہل سنت وجماعت گناہونسے پاک و معصوم ہونا انبیاء کرام علیہم السلام کا خاصہ ہی انکے نزدیک صحابہ معصوم نہین - شرف صحبت نبوی ہونا اور چیز ہی عصمت اور چیز - اسیواسطے بعض صحابہ سے بہی بہ تقاضای بشریت و باغوای شیطانی کبیرہ گناہ صادر ہوے اور اوسکی حد شرعی بہی اونپر قائم کی گئی چنانچہ جناب علی مرتضیٰ رضہ اور حضرات شیخین رضہ نے بعضے صحابہ کو حد لگائی ہے - قصہ ابو شحمہ مشہور ہی اور جناب فاروق رضہ کا

حد زنا اونپر قائم کرنا معلوم - خود آنحضرت صلعم کے زمانہ مین حضور اقدس نے مسطحؓ صحابی اہل بدر حسان بن ثابتؓ پر مقدمہ تہمت جناب عائشہ صدیقہ مین حد تہمت جاری کی - کعب بن مالکؓ - مرارہ بن ربیعؓ - ہلال بن امیہؓ - ان صحابہ مین سے دو صاحب غزوہ بدر مین شریک ہوے ہین - ان تینون صاحبونکو غزوہ تبوک سے غیر حاضری کی سزا مین پچاس روز تک شہر او راونکے گہربار سے نکال دیا اور وہ بیچارے جنگل پہاڑون مین روتے پہرتے تہے جنکا قصہ قرآن مجید مین موجود ہے - آنحضرت صلعم نے ماعزؓ اسلمی کو حد زنا مین سنگسار فرمایا - علاوہ انکے اکثر اشخاص کو تعزیر دی اور بعضونپر حد شراب پینے کی جاری فرمائی ہر شخص کو تعزیر و سزا اوسکے منصب و مرتبہ کے لحاظ سے ہوتی ہے چنانچہ حضرت عثمانؓ نے بہی چند اصحاب کو صرف زبانی تنبیہ کی چشم نمائی فرمائی تاکہ منافقین اور بدمعاشونکے ساتہہ سے پرہیز کرین اور اونکے ساتہہ بلوہ مین شریک نہون - الحمد للہ کہ آپکی یہ تنبیہ کام کر گئی صحابہ کرام مین سے ایک بہی بلوہ مین شریک اور آپکے قتل مین آلودہ دامن نہوا - صرف آپکی شہادت مین وہی لوگ شریک تہے جو شریر اور بدمعاش اوباش کے لقب سے مشہور و معروف تہے چونکہ جناب عثمانؓ زبان مبارک جناب رسالتماب صلعم سے اپنی شہادت کی خبر سن چکے تہے اور یقین کامل تہا کہ درجہ شہادت پر فائز ہونگے لہذا آپ راضی برضای مولی ہے اور اس گروہ کو اپنے سے بالکلیہ دفع نہ کرکے نہایت جوانمردی سے صبر و شکر کے ساتہہ جان خدائے جان آفرین کے حوالہ کی - اسیواسطے آپنے جن لوگون کو گوشمالی دی اور چشم نمائی کی اور اونکے حرکات نامناسب کی سزا دی بعد مین اون لوگونسے عذر خواہی کی اور معافی چاہی - اگر نظر تعمق اور چشم بصیرت سے غور کرکے دیکہا جاے تو جناب عثمانؓ کا حال بعینہ جناب علی مرتضیؓ کا سا حال ہے بال برابر فرق نہین

اہل سنت وجماعت کے نزدیک تو آپ کی کیفیت قدم بقدم جناب علی مرتضی رضی ہے۔ جناب رسول خدا نے جناب شیر خدا سے ارشاد فرمایا۔ اُے علی رض۔ میرے بعد میری امت تم پر اتفاق نہ کریگی اور تمکو لڑائیاں پیش آوینگی اور عہد شکن۔ ظالمون۔ دین سے نکل جانے والون سے لڑوگے۔ جسوقت امیر المومنین حیدر کرار صاحب ذوالفقار مسند خلافت پر متمکن ہوے آپنے حتی الامکان دفعیہ فتنہ وفساد۔ مخالفین کی درازی وشرارت مین کوشش کی اور حضرات طلحہ۔ زبیر۔ ام المومنین عائشہ صدیقہ۔ ابوموسیٰ اشعری رضوان اللہ علیہم اور دیگر صحابہ کرام آپکے خلاف ہوکر جنگ وجدال وقتل وقتال پر مستعد ہوے مگر آپنے کچھہ پرواہ نہ کی چنانچہ ان صاحبون سے معرکہ ہاے عظیم پیش آے اور مسلمانون مین بازار کشت وخون گرم ہوا لیکن کچھہ فائدہ نہ ہوا تقدیر موافق تدبیر کے نہ پلٹی۔ امور خلافت انتظام پذیر نہوے پس جس صورت مین جناب رسول خدا کا فرمانا ان دونون بزرگون کے حقمین یقینی وقطعی تہا اور مقدرات الٰہی پیش آنے والے تہے تو ایسے وقت صحبت نبوی کا ادب اور قرابت ورشتہ داری کا لحاظ رکہکر آنحضرت صلعم کے حکم کو فوت کرنیکا کون موقع اور کسطرح گنجائش تہی مثل مشہور ہے۔ الامر فوق الادب۔ تعمیل حکم مین ادب کا لحاظ نہین ہوتا۔

یہ جواب توطعن سوم کا اجمالی تہا اب تفصیل وار ہر ایک اعتراض کا جواب ملاحظہ ہو۔ مطاعن مین جو کچھہ قصے ہم لکہہ آے ہین یہہ سب یار لوگونکے گڑہے اور بناے ہوے ہین محض انکی اختراع اور افترا پردازی ہے۔ کتب معتبرہ تواریخ مین ان قصونکا کہین نام ونشان نہین۔ ہم ہر ایک صحابی کا قصہ جو دراصل پیش آیا اور کتب تواریخ مین مذکور ہے بلا کم وکاست نقل کرتے ہین جسکے دیکہنے سے خود بخود اعتراضات دفع ہوجاوینگے۔

قصہ اخراج ابوذر حسب روایت ابن سیرین رح ودیگر ثقات تابعین اس طرح ہے کہ ابوذر رض

دراصل کہرے وتند مزاج تہے انکی طبیعت مین سختی- زبان مین درشتی- سخت کلامی کی عادت تہی- ایک مرتبہ جناب رسول خداؐ کے حضور مین حضرت بلالؓ موذن سے اولجہہ پڑے- اونکی مان کا نام لیکر اونپر کچہہ طعن کی آنحضرت صلعم نے ابو ذرؓ کو اس زبان درازی پر جہڑک دیا اور فرمایا- اعیرتہ یا مہ انک امرء فیک جاھلیۃ- تم نے بلال کو اونکی مان کے نام سے شرمندہ کیا تم مین ابہی تک جاہلیت کی بو باقی ہے- عہد نبوی کے بعد یہہ شام کے لشکر مین چلے گئے اور یہان اقامت اختیار کی- جسوقت عہد عثمانی مین دولت وثروت ومال وحشمت اہل اسلام کے ہاتہہ آئی اور جملہ مہاجرین وانصار کے پاس لاکہون روپیہ ہوگیا تو ابو ذرؓ نے سب مالدار ونکے حق مین زبان درازی اور طعن وتشنیع شروع کردی- سب سے اول جناب معاویہؓ سے گفتگو اور مباحثہ کیا جسکا ذکر اوپر آچکا ہی اور بالآخر ربذہ مین جاکر مقیم ہوے اور تا زندگی جناب عثمان کے مطیع وفرمانبردار رہے- ننگی پیٹہہ کے اونٹ پر سوار کرکے تشہیر کرنا بالکل من گہڑت ہے جو اصل قصہ حضرت ابو ذر کا تہا وہ صفحہ ۲۵۲ مین گذر چکا اہل فساد براہ بغض وعناد واقعی قصہ کو تحریف کرکے ایک کا سر دوسری کی دم ملا کر نئی صورت تراش لیتے ہین اور اس خیالی پیکر اور وہمی تصویر کو جو روح تحقق ووقوع سے بالکل خالی ہے اپنا معبود مسجود بنا لیتے ہین اتعبدون ما تنحتون- کیا تم اون کی عبادت کرتے ہو جنکو خود اپنے ہاتہون سے تراش لیتے ہو- انکے حسب حال ہے-

قصہ حضرت عبادہ بن صامتؓ کا تو بالکل غلط اور انکی جودت طبع کا تراشا ہوا سراسر افترا وبہتان ہے- نہ اونکی شکایت جناب معاویہؓ نے لکہی نہ انکو جناب عثمانؓ نے مدینہ منورہ طلب فرمایا- کسی تاریخ مین اس قصہ کا ذکر نہین- البتہ تواریخ معتبرہ مین عبادہؓ کا قصہ اسطرح مذکور ہے کہ جب امیر معاویہؓ نے جانب جزیرہ قبرس لشکر کشی کی ہے تو عبادہ بن صامتؓ

بہی انکے ساتہہ تہے - اس غزوہ کی فضیلت اور اسمین جو شریک ہو کر لڑے اون کے واسطے وعدہ مغفرت جناب رسول خدا کی زبان مبارک سے خود حضرت عبادہؓ اور انکی بیوی ام حرامؓ بنت ملحان نے سنا تہا چنانچہ یہ دونون میان بیوی اس بحری غزوہ مین تہے - جب یہہ جزیرہ فتح ہوا اور بہت سا مال غنیمت مسلمانون کے ہاتہہ آیا جناب معاویہؓ نے ایک خمس جدا کرکے مدینہ منورہ بہیجدیا اور باقی اہل لشکر کو تقسیم کرنے بیٹہے - چند صحابہؓ علیحدہ بیٹہہ گئے تاکہ تقسیم کو دیکہین کہ مطابق سنت نبوی ہوتی ہے یا نہین - اس جماعت مین یہ اصحاب تہے - عبادہ بن صامت - شداد بن اوس فہری - ابو الدرداء - واثلہ بن اسقع ابو امامہ باہلی - عبد اللہ بن بشر مازنی - رضی اللہ تعالے عنہم اجمعین - اسی حالت مین دو شخص اہل لشکر مین سے دو نفیس خچر لیجاتے ہوے نظر آے - عبادہ بن صامتؓ نے اونسے پوچہا کہ ان خچرونکو کہان لئے جاتے ہو اور یہ کس کام کے ہین - سپاہیون نے کہا کہ امیر معاویہؓ نے ہمکو بخش دیئے ہین - ہم انپر سوار ہو کر حج کو جاوینگے - حضرت عبادہ نے فرمایا کہ انکا لینا تمکو حلال نہین ہے اور جناب معاویہؓ کو انکا دینا بہی درست نہین - وہ دونون سپاہی خچرونکو امیر معاویہؓ کی خدمت مین واپس لیگئے اور کہا - عبادہ بن صامتؓ فرماتے ہین کہ یہ خچر لینا ہمکو درست نہین - ہم کیونکر لین اور حج کسطرح ادا کرین - جناب معاویہؓ نے عبادہؓ کو اپنے حضور مین طلب فرمایا اور صورت مسئلہ دریافت کی - عبادہؓ نے جواب دیا مین نے جناب رسول خداؐ سے بروز غزوہ حنین یہ حدیث سنی ہے - اصحاب کبارؓ آپسے درباب مال غنیمت گفتگو کر رہے تہے - آپنے اونٹ کی پشم لیکر فرمایا جو کچہہ خداوند تعالے نے تم لوگونکو اموال غنیمت سے عطا فرمایا ہے اوسمین بجز خمس کے میرا حق اس پشم کی برابر بہی نہین ہے اور وہ خمس بہی تم ہی لوگونکو واپس کردونگا - اے معاویہؓ خدا سے ڈرو -

مال غنیمت بطور مسنون اوسکے طریق پر تقسیم کردو اور کسیکو اوسکے حق سے زیادہ نہ دو۔جناب معاویہؓ نے فرمایا۔آپ اس مال کو بطور خود تقسیم کردین اور مجھکو اس بار عظیم سے سبکدوش فرماٰئین۔آپکا بڑا احسان مجھپر ہوگا۔یہہ کہکر جناب معاویہؓ اوٹھہ کھڑے ہوے اور عبادہ بن صامتؓ کو ہتمم تقسیم مال کردیا۔ابوامامہؓ اور ابوالدرداءؓ انکے مددگار و شریک ہوے۔تاآخر خلافت عثمانی یہہ صاحب اس کام پر مامور رہے۔حضرت عبادہ بن صامتؓ نے ملک شام مین وفات پائی۔بیت المقدس مین انکا مدفن ہے۔وہ تاحیات جناب معاویہؓ سے علیحدہ نہین ہوی اور مدینہ منورہ مین بہی نہ آے۔یہان سے معلوم ہوگیا کہ انکا قصہ مذکورہ بالا سرتاپا غلط ہی

حضرت ابن مسعودؓ کی ناراضی کی وجہ جو بیان کی گئی ہے وہ بہی غلط اور بہتان ہے۔معتبر کتب تواریخ مین کہین اسکا نام ونشان نہین۔

صحیح اس باب مین یہہ ہے کہ جب جناب عثمانؓ نے لوگونکو قرآن شریف مین مختلف پایا اور اس درجہ اختلاف نظر آیا کہ اکثر عوام وہ الفاظ جو دراصل قرآن شریف کے الفاظ نہ تہے پڑہتے تہے اور جب کوئی اونپر اعتراض کرتا تو اختلاف قرآت کا حیلہ کرتے تہے۔حذیفہ بن یمانؓ اور دیگر صحابہ کرامؓ کے مشورہ سے جن مین جناب علی مرتضیٰؓ بہی شریک ہین آپنے چاہا کہ جملہ اہل اسلام عرب وعجم کے باشندے ایک قرآن پہ متفق ہوجاوین اور سب کا قرآن ایک ہی الفاظ متفقہ پر ہوجاے۔کوئی اس سے خلاف نہ کرے چنانچہ آپنے ایساہی کیا۔سب صحابہؓ تو آپکے قرآن شریف سے راضی اور خوش ہوے صرف عبداللہ بن مسعودؓ اور ابی بن کعبؓ نے اپنے قرآنونمین جو شاذ قرآتین لکہی تہین اور بعضی عبارتین دعاے قنوت کی اور بعض مضامین تفسیر آیات کی جو قرآن شریف پڑہتے وقت جناب رسول خدا نے معانی بیان فرمای تہے یہہ بہی ان صاحبون نے لکہہ لئے تہے اور سبکو قرآن شریف سمجہتے تہے انکے نکالنے سے

ان دونون نے انکار کیا چونکہ ان الفاظ دعائیہ یا تفسیر آیات کو قرآن شریف مین رکھنے سے
دین مین آیندہ فتنہ عظیم پیدا ہوتا اور جس غرض سے جناب عثمان رضی نے کوشش کی تہی وہ غرض
نہ حاصل ہوتی لہذا ان دونون صاحبونکے قرآن بحیثیت مذکورہ باقی رکھنا خلاف مصلحت
اور بمقام اندیشہ فساد تہا اور نفس قرآن شریف مین اختلاف واقع ہوتا اور آگے چلکر کسی
زمانہ مین قباحتین بےشمار پیدا ہوجاتین - اسلیے جناب عثمان رضی نے ان دونون سے انکی
قرآن لینے چاہے - آپکے غلامونسے اور انسے حجت وتکرار ہوئی اور ابن مسعود رضی کو غلامونکے
ہاتہ سے اس چہینا جہپٹی مین صدمہ پہونچا اور کچہہ چوٹ بہی آگئی - ابی بن کعب رضی نے بلا مزاحمت
اپنا قرآن شریف حوالہ کردیا - ان سے کسیطرح کے تہتک کی نوبت نہ پہونچی اور نہ بعد مین انکو
کوئی کدورت آپسے رہی - البتہ ابن مسعود رضی ناراض ہوگیے اور جناب عثمان رضی سے رنجش رکہی
اسکے بعد آپنے ابن مسعود رضی سے عذر خواہی کی اور انکو راضی کرنا چاہا - اگر ابن مسعود رضی آپسے راضی
نہ ہوے تو جناب عثمان رضی کا کیا قصور ہے اور آپ کو ملامت کرنا محض زبردستی ہے - البتہ
ابن مسعود رضی نے جناب عثمان رضی کی عذر خواہی پر توجہ نہ کی اور آپسے راضی نہ ہوے یہ انکی زیادتی
تہی جسوقت ابن مسعود رضی بیمار ہوے جناب عثمان رضی اونکے گہر تشریف لیگیے اور اونسے اپنا
قصور معاف کرنیکی درخواست کی اور جو کچہہ انکا وظیفہ مقرر تہا وہ بہی انکے سامنے رکہہ دیا
مگر ابن مسعود رضی ناراض ہی رہے اور کہا - مین یہ آپکا عطیہ نہین لیتا - جب مین محتاج تہا اوسوقت
تو دیا نہین اب مرتے وقت جبکہ مین اس جہان کی مال ودولت سے غنی ہون اور سفر آخرت
درپیش ہے آپ مجہکو میرا وظیفہ دیتے ہین اب لیکر کیا کرونگا - جناب ذی النورین نے فرمایا کہ
اے - ابن مسعود آپ یہہ روپیہ قبول فرماوین اور اپنی صاحبزادیونکے حوالہ کرین - اونکے کام
آویگا - حضرت ابن مسعود رضی نے کہا - مین نے اپنی لڑکیونکو ہرشب سورہ واقعہ پڑہنے کی تعلیم

کی ہے۔ جناب رسول خدا کی زبان مبارک سے اس سورت کی فضیلت اور اسکے پڑہنے کا ثواب مین نے سنا ہے۔ حضور نے ارشاد فرمایا ہے کہ جو شخص ہر شب کو سورہ واقعہ پڑہتا رہیگا کبھی فاقہ مین مبتلا نہ ہوگا۔ جناب عثمانؓ انکے پاس سے اوٹھکر ام المومنین حضرت ام حبیبہؓ کے پاس تشریف لیگیے اور اونسے استدعا کی کہ ابن مسعودؓ کو آپکی جانب سے راضی کرا دین چنانچہ جناب ام حبیبہؓ نے آپکی بابت ابن مسعودؓ سے چند بار کہلا بہیجا۔ اسکے بعد دوبارہ آپ ابن مسعودؓ کے پاس تشریف لیگیے اور فرمایا کہ اے عبداللہ۔ آپ بہی حضرت یوسف علیہ السلام کیطرح جو کلمات اونہون نے اپنے بہائیونکے حقمین فرماے تہے میرے حق مین ارشاد فرمائین۔ لا تثریب علیکم الیوم یغفر اللہ لکم وھو ارحم الراحمین۔ آج تمپر کچہہ ملامت نہین اللہ تمہاری مغفرت فرماے وہ تمام رحم کرنیوالونمین بڑا رحیم ہے۔ مگر اسکا بہی جواب ابن مسعودؓ نے کچہہ نہ دیا اور خاموش رہے۔ پس جناب عثمانؓ کی طرف سے ابن مسعودؓ کے راضی کرنے اور اپنا قصور معاف کرانے مین کوئی کمی وکوتاہی نہ ہوئی۔ آپنے اس مین انتہاے درجہ تک کوشش کی اور بری الذمہ ہوگیے۔ اب آپ پر بالکل الزام نہ رہا۔ بالفرض آپکی خطا بہی تہی تو آپنے ابن مسعودؓ کے سامنے اعتراف قصور کیا اور معافی چاہی۔ توبہ واستغفار کیا بلکہ ایسے شخص کے روبرو عذر گناہ کیا جس نے قبول نہ کیا حالانکہ خدا بے رحیم فرماتا ہے انہ یقبل التوبۃ عن عبادہ۔ آپکے اس فعل مین لوگونکو ترغیب دینا بہی مقصود تہا کہ اسی طرح کسی کی خطا اور قصور اگر سرزد ہو تو معاف کرانا چاہیے۔ ایک روایت سے یہہ بہی ثابت ہے کہ ابن مسعودؓ نے آپکا قصور معاف کردیا اور آپ سے راضی ہوگیے۔ شقیق بن سلمہ بن سعید جو ابن مسعود کے دوست ہین کہتے ہین کہ مین ابن مسعودؓ کی عیادت کو اونکے مرض موت مین گیا۔ اونکے پاس چند لوگ بیٹھے تہے جو حضرت عثمانؓ کی شان مین کچہہ کہہ رہے تہے

اونہون نے سنکر کہا۔ خبردار۔ جناب عثمان کے قتل کا ارادہ نہ کرنا۔ اگر تم اونکو مار ڈالوگے تو اونکا مثل دوسرا نہ پاؤگے۔ (خمیس و تحفہ)

اس قول سے معلوم ہوا کہ حضرت ابن مسعودؓ کو جناب عثمان رضؓ سے جو رنج و کدورت تھی وہ اس قسم کی شکر رنجی تھی جو آپس مین بھائیون اور برابر والونمین ہوجایا کرتی ہے نہ یہ کہ ابن مسعود آپکی خلافت کے منکر ہون یا آپکی بے لیاقتی کے قائل تھے۔ اس قسم کا باہمی ملال اکثر ہوہی جاتا ہے خصوصًا سیاست و انتظام ملکی مین تو اس سے چارہ ہی نہین اگر اس خفیف بات کو جس سے کسی فرد بشر کو مفر نہین طعن مین شمار کرین تو معترضین کو بڑی مشکل پیش آویگی اور اونکو بھاگنے کی بھی راہ نہ ملیگی۔ جناب علی مرتضیٰ رضؓ نے اپنے حقیقی بھائی عقیلؓ کو چھوڑ دیا۔ اونکا وظیفہ بند کر دیا اور اسقدر تنگ کیا کہ وہ بعد جنگ صفین کے حضرت معاویہ رضؓ کے پاس چلے گئے۔

ابوایوب انصاریؓ کو جو جلیل القدر صحابی ہین معزول فرمایا۔ اونپر سختی کی۔ اونسے کلام ترک کیا۔ اونکا وظیفہ مقررہ موقوف فرمایا۔ یہانتک نوبت پہونچی کہ ابوایوبؓ تنگ آکر مدینہ منورہ چھوڑ ملک شام مین جناب معاویہ رضؓ کے پاس چلے گئے۔ حضرت عقیل اور ابوایوب رضؓ ابوذر اور ابن مسعودؓ سے مرتبہ مین کچھہ کم نہین۔ اگر جناب عثمانؓ مورد طعن ہین تو جناب علی مرتضیٰؓ بھی اسمین آپکے شریک حال ہین۔ الحفیظ والامان۔ خدا کی پناہ۔ جناب رسولخدا کے داماد ونکو طعن کے ساتھہ یاد کرنا یا یہ خیال بد دل مین لانا مرد مومن کی شان سے دور ہے۔ یہ فہم کا قصور ہے جو ایسے امور کو منجملہ اسباب طعن تصور کرے ع سخن شناس نۂ دلبرا خطا اینجاست۔ ان حضرات کو اس سے مطلب نہین کہ بات کیا ہے اور ہم کس کو کہہ رہے ہین۔ تعصب اور بغض بیجا اس درجہ غالب آگیا ہے کہ اپنی بھی خبر نہ رہی۔ حضرات

شیخین تو بزعم انکے غاصب۔ ظالم وجابر ہین۔ آپ کی عداوت نے اوبہی بو کہلا دیا۔ دامادون تک کو نہ چہوڑا۔ اونپر بہی بوچہار شروع کردی۔ یہہ انکی ہنسی دل لگی ہے۔

لگے منہ بہی چڑانے دیتے دیتے گالیان صاحب	زبان بگڑی تو بگڑی تہی خبر لیجے دہن بگڑا

حضرت عبدالرحمن بن عوف رضی اللہ عنہ والا قصہ بہی بے اصل ہے۔ انہون نے تو صحابہ کرام سے قبل بیعت جناب عثمان رضی راے لیکر اور سب کو آپ پر متفق پاکر آپکی خلافت مناسب سمجھکر بیعت کی تہی۔ اگر بالفرض بعد کو نادم ہوتے تو ضرور تصریح کے ساتہہ کہہ دیتے اور جبکہ بقول اہل شیعہ معززین صحابہ آپکی خلافت سے خوش نہ تہے تو اسوقت عبدالرحمن کو کسکا ڈر تہا حق بات ظاہر کرنے مین کبہی دریغ نہ کرتے۔ لوگ تو انکے تابع تہے کہلم کہلا جناب عثمان رضی کو خلافت سے علیحدہ کرکے اپنی مرضی کے موافق دوسرے کو خلیفہ بنا لیتے نفاق یا تقیہ کی تہمت حضرت عبدالرحمن رضی کی نسبت قائم کرنا سراسر جہالت وعداوت ہے جناب عبدالرحمن رضی جلیل القدر صحابی ہین۔ انکو جنت کی بشارت ہے۔ ان دونون صاحبونکے بارہ مین اسقدر ضرور صحیح طور سے ثابت ہوا ہے کہ جناب رسول خدا صلعم نے حضرت عثمان رضی اور جناب عبدالرحمن بن عوف رضی کے درمیان بہائی چارہ کرا دیا تہا اس وجہ سے عبدالرحمن رضی جناب عثمان رضی سے اکثر مذاق ودل لگی کیا کرتے تہے چونکہ آپکے مزاج مین حیا وشرم غالب تہی ایک روز آپنے تنگ ہوکر فرمایا۔ اے ابن عوف رضی مجہکو خوف ہی کہ تم میرے خون سے بہی دل لگی کروگے (یعنی ہنسی مذاق مین میرا خون کروگے) یہہ کوئی بات موجب طعن وتشنیع نہین اس قسم کی گفتگو تو اکثر یارون۔ دوستون۔ ہمصحبتون مین ہوا ہی کرتی ہے۔ اسکا اثر کسی طرف دل مین نہین رہتا۔ اگر فوری رنجش یا ادنی کدورت ہوئی تو ایک لحظہ کے بعد دفع ہو جاتی ہے۔ جناب علی مرتضی رضی سے بہی اس قسم کا مزاح اور خوش طبعی اکثر لوگون سے

ہوا کرتا تھا چنانچہ دار قطنی بروایت زیاد بن عبداللہ نخعی روایت کرتے ہین کہ ہم لوگ کوفہ کی جامع مسجد مین جناب علیؓ کے پاس بیٹھے ہوے تھے کہ آپکے پاس مؤذن نے آکر کہا۔ اے امیرالمومنین۔ نماز عصر تیار ہے۔ آپنے فرمایا۔ بیٹھ جا۔ مؤذن بیٹھ گیا۔ پھر دوبارہ آپسے نماز کے واسطے کہا۔ آپنے فرمایا۔ یہہ کتا ہمکو طریق سنت کی تعلیم دیتا ہے۔ دیکھیے۔ آپکا یہ فقرہ نداقیہ تھا

حضرت عمارؓ کا قصہ جس طرح یہہ لوگ نقل کرتے ہین بالکل غلط ہے۔ موافق روایات صحیحہ کے وہ قصہ اس طرح ہے کہ ایک روز عمارؓ اور سعد بن ابی وقاصؓ مسجد نبوی مین آئے اور ایک شخص کی معرفت جناب عثمانؓ کی خدمت مین اطلاع دی کہ ہم مسجد مین ہین آپ سے کچھ باتین آپ ہی کے متعلق اور آپکی شکایت کے بابت کرنی ہین۔ آپ تھوڑی دیر کے واسطے تشریف لائین۔ جناب عثمانؓ نے اپنے غلام کی زبانی جواب کہلا بھیجا۔ آج مجھکو ضروری کام درپیش ہین اسوقت آپسے نہین مل سکتا۔ فلان روز آپ آئین اطمینان سے آپکی باتین سنونگا اور جو آپکو کہنا ہو کہہ لیجیے گا۔ حضرت سعدؓ تو یہہ جواب پاکر چل دیے مگر عمارؓ نے دوبارہ آدمی بھیجکر درخواست کی کہ آج ہی آئیے۔ آپنے وہی عذر سابق کیا۔ عمارؓ نے پھر آدمی بھیجا۔ آپنے پھر عذر کیا۔ آپکے غلامون نے عمار کو مار پیٹ کر مسجد سے کھینچکر باہر کر دیا اور کہا۔ اذن لینے کی حد شرع مین تین ہے تم شرعی حد سے بڑھ گئے لہذا تمہاری تعزیر ضرور ہوئی۔ جناب عثمانؓ یہہ حال سنکر دوڑتے ہوے مسجد مین تشریف لائے اور عمارؓ کو بلوا کر آپنے قسم کھائی اور فرمایا۔ "میرے کہنے سے یہ کام نہین ہوا ہے۔ آپ میری جانب سے کدورت نہ رکھیے گا" پھر آپنے غلام کو جس نے مارا تھا خوب تنبیہ کی بعد اسکے آپنے عمارؓ کی طرف اپنا ہاتھہ دراز کر کے فرمایا۔ لو مین حاضر ہون اپنا بدلہ مجسے لے لو حضرت عمارؓ نے آپکے ہاتھہ کو بوسہ دیا اور راضی ہو کر واپس گئے اور پھر کسی طرح آپسے رنجش نہ رکھی بلکہ عمارؓ ان لوگونکے شریک تھے جو آپکے محاصرین کو

روکتے اور فتنہ و فساد سے منع کرتے تھے جب لوگون نے جناب عثمان رضؓ پر پانی بند کر دیا تو عمارؓ نے اوس مجمع مین آکر باواز بلند کہا "سبحان اللہ جس شخص نے چاہ رومہ خرید کر راہ خدا مین وقف کر دیا ہوا وسی پر تم لوگون نے آج پانی بند کر دیا ہے" پہر جناب علیؓ کے پاس دوڑے گئے اور انہی دونون کی کوشش سے ایک پکہال پانی جناب عثمانؓ کے پاس پہونچایا گیا۔ دیکھو جناب عمارؓ کی محبت اور عقیدت۔ انکے نسبت اس قسم کی باتین تراش کر جناب عثمان رضؓ پر طعن کرنا یہہ تو وہی مثل ہے کہ مدعی و مدعا علیہ تو راضی ہین مگر قاضی صاحب راضی نہین ہوتے۔

کعب بن عبدہ نہدیؓ کا قصہ ناتمام چھوڑا آدہا ذکر کر کے اعتراض جڑ دیا اور باقی قصہ رہنے دیا۔ انکا باقی قصہ یہہ ہے کہ جب جناب عثمانؓ کو کعبؓ کی مار کی خبر پہونچی آپ نے سعید بن العاص کو اس تشدد پر نہایت ملامت لکہی اور یہہ حکم دیا کہ کعبؓ کو بحرمت و عزت تمام میرے پاس روانہ کرو جسوقت کعبؓ آپکی خدمت مین پہونچے آپ نے فرمایا۔ اے کعب۔ تمنے سختی سے مجھکو خط لکہا۔ اوسمین الفاظ نہایت کریہ و نامناسب تہے۔ شورہ دینے کا طریق اور نصیحت کا انداز یہہ نہین ہے۔ اپنے مسلمان بہائی کو اس طرح نہین لکہتے نہ اوسکو ایسے الفاظ مین نصیحت کرتے ہین بلکہ نصیحت نرمی و سہولت کے لفظون مین لکہنا چاہیئے تہی نہ درشتی و سختی سے۔ علی الخصوص اپنے رئیسون۔ امامون اور خلیفہ وقت کو۔ دیکھو۔ فرعون جو قطعًا بدبخت و کافر تہا خداوند تعالی نے اوسکے حق مین اپنے اولوالعزم پیغمبر جناب موسیٰ و ہارون علیہم السلام کو ادب تعلیم فرمایا اور ارشاد کیا۔ فقولا لہٗ قولًا لینا۔ فرعون سے نرمی کے ساتہہ گفتگو کرنا۔ مین نے سعید بن العاص کو تمہارے مارنے پیٹنے کو ہرگز نہین لکہا۔ صرف اسقدر لکہا تہا کہ شہر بدر کر دو۔ اونہون نے اپنی طرف سے بلا اجازت میرے تم پر یہہ سختی کی۔ اب مین اپنے بدن سے کرتا اوتارتا ہون اور چابک لاتا ہون تم مجھسے اپنا بدلہ لے لو

کعبؓ نے عرض کیا کہ جب آپ اس درجہ انصاف فرماتے ہین تو مین نے بہی اپنے حق سے درگذر کی۔ درحقیقت مجہسے ہی خطا ہوئی آپکو سخت و درشت الفاظ لکہے جو کسی طرح مجہکو زیبا نہ تہا۔ اسکے بعد کعبؓ آپکی خدمت مین رہے اور آپکے خاص مصاحبون مین ہو گئے۔

اللہ اللہ۔ جناب عثمانؓ کا حلم و تواضع عجز و انکساری۔ خدا ترسی خلیفہٴ وقت ہوکر ادنی سی بات پر پہر اوس شخص کے سامنے جو آپکے مرتبہ و عزت کا خیال نہ کرکے گستاخانہ الفاظ لکہے۔ اپنی ندامت ظاہر کرنا اور بدلہ دینے پر راضی ہونا۔ اوس سے بعاجزی و خوشامد خواستگار عفو تقصیر ہونا۔ ادہر آپکی تو یہہ بزرگی اور یہہ حال اور دہر طاعنین بداعمال کی زبان درازیان۔ خداوندا! تو ہی دانا و بینا ہے اور تو ہی منتقم حقیقی ہے ایسے پاک نفس بزرگ کی نسبت تو اسلام کا مدعی کوئی کلمہ سوء ادبی کا نکالنے کی جرأت نہ کریگا مگر شاباش اون حضرات کو جو بے محابا کیا کیا کچہہ افترا پردازی کرتے ہین اور پہر اسلام کا دعوی۔

مالک اشتر کا قصہ البتہ صحیح ہے۔ اوسکا جواب یہہ ہے کہ اشتر نہ صحابی تہے نہ صحابی زادہ بلکہ کوفہ کے ایک بدمعاش چہٹے ہوے لُچے گنڈے تہے۔ انکو خلیفہٴ وقت کا بالکل پاس ادب نہ تہا۔ عام بازاری اشخاص کو جناب عثمان کے عامل کی اہانت پر بہکایا کرتے تہے۔ ایسے شخص کے حرکات نامناسب سے درگذر کرنا حاکم وقت کی شان کے خلاف ہے اور امور سیاست کے نامناسب کیونکہ اس طرح دہی مین بالانجام فساد عظیم ہوتا ہے۔ یہہ اشتر نخعی وہی ہین جنکی ذات سے فتنہ و فساد کی ابتدا ہوئی اور جناب عثمانؓ کی شہادت کی نوبت پہونچی پہر بہی اس شخص کو صبر نہ آیا اور بغیر شرارت کے نہ بیٹہا گیا۔ حضرات طلحہ و زبیرؓ کو اونکے قتل سے ڈرایا۔ یہہ دونون صاحب مدینہ منورہ سے مکہ معظمہ تشریف لیگئے اور جناب ام المومنین عائشہ کو اپنی پشت پناہ و سپر بنایا۔ آخر کار جدال و قتال کی نوبت آئی اور اشتر کی ان نالائق

حرکتوں سے جناب علیؓ کی خلافت مین بدنظمی آگئی۔ اشتر آپ سے بھی مخالف تھے۔ ہمیشہ آپ پر
بھی حکومت جتلایا کرتے اور پورے طور سے آپکی بھی اطاعت نہ کرتے تھے۔ یہہ سب
حالات کتب تواریخ مین مذکور ہین جسکو شک ہو دیکھہ لے۔ جب جناب عثمان رضؓ نے اشتر
اور انکے یارون کی خواہش کے بموجب ابو موسیٰؓ کو والی کوفہ کیا اور حذیفہ بن یمان کو
محکمہ خراج کا افسر کرکے روانہ فرمایا اشتر پھر بھی صبر کرکے خاموش نہ رہے اور کوفہ کے
بدمعاش گروہ کو لیکر آپکے سر پر چڑھ آئے۔ مصریونکو بھی اپنا رفیق کرلیا۔ آخر نتیجہ یہ ہوا کہ
آپ شہید ہو گئے بلکہ بعض روایات سے ثابت ہے کہ خود اشتر نخعی نے آپکو شہید کیا۔
آپکی شہادت قیامت تک فتنہ و فساد کا سبب ہوئی۔ اشتر جیسا شخص تو قابل قتل تھا
تاکہ سارا فساد مٹ جاتا ایسے کو نکالدینا اور اوسکی ذلت واہانت کرنا کون ایسی بات ہے
جو محل طعن قرار دی جاے۔ یہہ بھی جناب عثمانؓ کا کمال حلم وحیا کا اثر ہے کہ آپنے اسکے
قتل سے درگذر فرمائی اور صرف اسیقدر پر قناعت کی۔

طعن چہارم متضمن بر عدم اقامت وطرح دہی حدود شرعیہ

جناب عثمان رضؓ نے عبید اللہ بن عمرؓ سے قصاص قتل نہین لیا۔ اسکا قصہ یہہ ہے کہ ہرمزان
اہواز کا بادشاہ جو عہد خلافت فاروقی مین مسلمان ہوکر مدینہ منورہ مین مقیم ہوا تھا اسکو
عبید اللہ بن عمرؓ نے محض اس تہمت اور شک پر کہ ہرمزان جناب عمر فاروق رضؓ کے قتل مین شریک
تھا قتل کر ڈالا۔ تحقیقات کے بعد معلوم ہوا کہ ہرمزان پر تہمت بیجا تھی ناحق مارا گیا۔
ابو لولو کی ایک لڑکی کمسن نابالغہ کو بھی عبید اللہ بن عمرؓ نے قتل کیا۔
جفینہ نصرانی کو بھی بہ تہمت شرکت قتل کیا۔ جملہ صحابہ جمع ہوکر جناب عثمان رضؓ کے پاس آئے

اور کہا کہ عبید اللہ سے قصاص لینا چاہیے۔ جناب علی مرتضی رضؓ نے بھی یہی مشورہ دیا مگر آپنے قصاص نہ لیا بلکہ بیت المال سے اولیاء مقتولین کو دیت ادا کر دی اور قصاص موقوف رکھا حالانکہ قصاص قرآن شریف کا حکم ہے اور جو شخص خدا کی کتاب کا حکم جاری نہ کرے امامت کے قابل نہین۔

ولید بن عقبہ نے شراب پی اور آپنے حد شراب اوس پر جاری نہ فرمائی۔

جواب۔ جمہور علماے شیعہ کے نزدیک ابولولو کی لڑکی کے قتل مین قصاص نہین کیونکہ وہ مجوسی تہا اور قتل مجوسی مین قصاص نہین۔ علی ہذا القیاس جفینہ نصرانی تہا حیرہ کا باشندہ اوسکے قتل سے بہی قصاص نہین مسئلہ یہہ ہے کہ مابین مسلمان اور کافر قصاص نہین لیا جاتا حدیث صحیح مین وارد ہے کہ مسلمان بعوض کافر کے نہ قتل کیا جاوے۔ اب رہا ہرمزان جو بظاہر مسلمان تہا اوسکے قتل سے قصاص لینا چاہیے۔ اسکا جواب اہل سنت وجماعت نے تین طرح دیا ہے۔

اول۔ ہرمزان کا اسلام لاکر مدینہ مین قیام پذیر ہونا اور در پردہ مسلمانونکی زک دینے اور اونکی بیخ کنی کی فکر اور تدبیر مین رہنا بالخصوص جناب امیر المومنین فاروقؓ کی شہادت مین آمر ہونا اور ابولولو وجفینہ کا شریک وہمراز ہونا جیسا کہ وقت تحقیقات حضرت عبید اللہ بن عمرؓ کے بیان اور گواہون کی شہادت سے ثابت ہے اور جسکو ہم شروع خلافت عثمانی مین واقعہ قتل ہرمزان وجفینہ مین بالتصریح لکہہ آے ہین بخوبی تحقق ہوگیا اور جناب عثمانؓ کی نزدیک قتل کا حکم دینے والا بہی قاتل کے حکم مین ہے اور اوس سے بہی قصاص لینا چاہیے جیسا کہ مذہب امام شافعیؒ اور امام مالکؒ اور اکثر آئمہ کا ہے اسیواسطے جناب عثمان رضؓ نے عبید اللہ بن عمرؓ سے قصاص لینے مین توقف کیا یہہ حکم تو عام اشخاص کا ہے اور خلفا ورؤسا کے

باب مین اگر ایسا اتفاق ہو تو قتل کا حکم دینے والا بھی بطور سیاست ضرور قتل کیا جاوے گا۔
دوم۔ عبید اللہ بن عمرؓ کو اگر قصاص مین قتل کرتے تو اسوقت بڑا فتنہ برپا ہوتا۔ بنو تیم و بنو عدی ضرور مانع ہوتے۔ بلکہ بنو امیہ۔ بنو جمح۔ بنو سہم یہ قبائل بھی عبید اللہؓ کے طرفدار اور لڑنے پر تیار تھے اور کہتے تھے کہ اگر عثمانؓ عبید اللہ کو قصاص مین قتل کرنا چاہینگے تو خانہ جنگی ہوجاویگی ہم لوگ اپنی جانین دینگے اور حتی الامکان عبید اللہ کو بچائینگے۔ اگر جناب عثمانؓ عبید اللہؓ کے قتل کا ارادہ کرتے تو تمام خاندان قریش اور شرفاء عرب انکے ساتھ ہوکر غدر کردیتے اور وہ قتل و خونریزی ہوتی جسکا دفعیہ کسیکے امکان مین نہ تھا۔ آپنے انجام کار پر نظر فرمائی اور بغرض دفع فتنہ و فساد قصاص سے درگذر کرنا پڑا۔ ورثاء مقتول کو راضی کرلیا۔ اس صورت مین آپکا انتظام اور حسن تدبیر قابل تحسین و آفرین ہے اس سے اچھی تدبیر اور کیا ہوسکتی تھی۔ قاتلان جناب عثمانؓ کی بابت کیا جواب ہے جبکہ جناب امیر المومنین علیؓ نے اونسے قصاص نہین لیا بلکہ دیت بھی ورثاء عثمانؓ کو آپنے نہین دی اور آپکے وارثونکو راضی بھی نہ کیا۔ جناب عثمانؓ نے تو ہرمزان کے وارثونکو راضی کرکے مال کثیر خونبہا مین عنایت کیا کہ کسی کو شکایت نہ رہی اور آپکے عدل و انصاف کے ثناخوان ہوے اگر بخوف فتنہ ترک قصاص درحقیقت جاے طعن ہے تو جناب امیر المومنین علیؓ کے حق مین خوارج کے اس طعن کا کیا جواب دیا جائیگا۔ اگر جواب ہے تو یہی ہے کہ دونون صورتونمین دونون صاحبونکو خوف فتنہ تھا لہذا قصاص ترک کیا بلکہ جناب عثمانؓ کے حق مین کوئی اعتراض نہ رہا کیونکہ آپنے ہرمزان کے وارثونکو راضی کرلیا۔

سوم۔ بعض حنفیہ اس طرح جواب دیتے ہین کہ تمام اہل تواریخ واکابر تاریخ دان اور محمد بن جریر طبری بتصریح تمام لکھتے ہین کہ تمام وارث ہرمزان کے مدینہ مین موجود نہ تھے بلکہ

بعضے وارث فارس مین تھے اور کچھ یہان۔امیر المومنین جناب عثمان رضؓ نے جب فارس والے وارثونکو طلب فرمایا تو چونکہ وہ لوگ خوف زدہ تھے مدینہ منورہ مین حاضر نہوی اور قصاص لینے مین سب وارثونکا حاضر ہوکر دعوی کرنا ضرور ہے اسلیئے صورت موجودہ مین آپکو قصاص لینا کسی طرح درست نہ تھا اور بجز دیت دینے کے دوسری سبیل بھی نہ تھی۔ دیت بھی بیت المال سے نہین۔ نہ قاتل کے مال ورا وسکے عصبات سے دے سکتے تھے کیونکہ کتب حنفیہ مین موجود ہے کہ جو شخص امام عادل کے قتل مین مدد دے چاہے وہ خود مرتکب قتل نہوا ہو وہ مدد دینے والا واجب القتل ہے۔ہرمزان کی مدد وامانت قتل ثابت ہو چکی تھی یہ تو واجب القتل تھا اسکے قاتل سے نہ قصاص ہے نہ دیت۔جب دیت بھی نہین تو قاتل کے عاقلہ (عصبات) کیون یہہ بار اوٹھاوینگے۔اب رہا۔ہرمزان بظاہر مسلمان تھا۔کلمہ گواہل قبلہ تھا۔اسکا خون سفت جاتا تھا لہذا بنظر احتیاط اور کمال سخا آپنے بیت المال سے دیت ادا فرمائی۔ایسی صورتونمین ایسا ہی ہوتا ہی کیونکہ بیت المال سب مسلمانونکی حوائج دفع کرنیکا ضامن ہے اور تاریخ کامل مین ہے کہ جناب عثمان رضؓ نے اپنے ذاتی مال سے یہ دیت عطا کی۔ہرمزان کے بعض وارثونکا مدینہ منورہ مین نہ حاضر ہونا۔خود اہل شیعہ کی تواریخ سے ثابت ہے کچھ ہماری ہی کتابونمین نہین بلکہ شریف مرتضی کی کتاب اور دوسری امامیہ کتابونمین موجود ہے جسکو شک ہو دیکھہ لے۔

ولید پر حد شراب نہ جاری کرنیکا محض بہتان ہے اور یہہ روایت بالکل غلط ہی کتب معتبرہ مین موجود ہے۔صاحب استیعاب بحوالہ علامہ طبریؒ نقل کرتے ہین کہ ولید پر ایک گروہ اہل کوفہ نے براہ بغض وحسد دعوی کیا اور جھوٹی گواہی دی کہ ولید نے قے کی جسمین شراب گری چنانچہ ہم اس قصہ کو بحث عزل ولید مین لکھہ آے ہین اور بعضے اس طعن کی

تقریر اس طرح کرتے ہین کہ جناب عثمان رضؓ نے ولید پر حد شراب قائم کرنے مین تاخیر کی یہانتک کہ اس باب مین قیل و قال کی نوبت پہونچی پھر آپنے بمجبوری حد قائم کی۔ اسکا جواب یہ ہے کہ جناب عثمان رضؓ نے ولید بن عقبہ پر حد شراب جاری کرنے مین بغرض تحقیق حال اور ثبوت کامل فی الجملہ تامل کیا جسپر لوگون مین گفتگو ہونے لگی جب آپکو بخوبی ثابت ہوگیا کہ بیشک ولید نے شراب پی ہے آپنے دُرّے مارنیکا حکم دیا۔ حدود قائم کرنے مین جناب سالتمآب صلعم سے بھی تاخیر اور تامل منقول ہے چنانچہ آنحضرت صلعم نے ماعز رضؓ کے سنگسار کرنے مین توقف کیا یہانتک کہ تمام شبہے دفع ہوگئے اور یقین کامل سے انکا زنا حسب اقرار انکے ثابت ہوا۔

جناب عمر رضؓ نے بھی قدامہ بن مظعون پر حد شراب قائم کرنے مین تاتحقیق کامل تاخیر کی ہی۔ حضرت امام بخاریؒ بروایت عروہ نقل کرتے ہین کہ عبید اللہ بن عدی بن خیار سے مسور بن مخرمہ اور عبدالرحمن بن اسود نے کہا "تم جناب عثمان رضؓ کی خدمت مین جاکر ولید کے بارہ مین کیون نہین گفتگو کرتے۔ لوگ اس مقدمہ مین بہت کچھ غل و شور کر رہے ہین"۔

عبید اللہ راوی قصہ کہتے ہین کہ مین ان صاحبونکے کہنے سے جناب عثمان رضؓ کی خدمتمین گیا۔ آپ نماز پڑہنے مسجد مین تشریف لائے۔ مین نے عرض کیا مجھکو آپ سے کچھ کام ہے اور وہ کام آپ ہی کے نفع کی بات ہے جناب عثمان رضؓ نے فرمایا۔ اے شخص کیا تجھسے خیرخواہی کی اپنے حق مین امید کرون اور ایک روایت مین یہہ ہے۔ مین تیرے شر کی خدا سی پناہ مانگتا ہون۔ آپنے پناہ اسواسطے مانگی کہ مبادا وہ کوئی ایسا سوال کرین کہ اسکے جواب مین آپ انکار کرنے پر مجبور ہون اور اس سے سائل کی دلشکنی ہو۔ (فتح الباری شرح بخاری)

راوی کا بیان ہے کہ مین اونہین لوگونکے پاس واپس چلا آیا۔ اسکے بعد جناب عثمان رضؓ کا آدمی میرے بلانے کو پہونچا۔ مین دوبارہ آپکی خدمت مین حاضر ہوا اور عرض کیا۔ خدا سے

پاک نے جناب محمد صلعم کو حق کے ساتھہ بہیجا- اونپر اپنی کتاب نازل فرمائی- آپ اون صاحبونمین ہین جنہون نے اللہ اور اوسکے رسول صلعم کی دعوت کو قبول کیا- آپ نے دو ہجرتین کین اور جناب رسول خدا صلعم کی صحبت مین رہے اور حضور اقدس کی سیرت اور عادت ملاحظہ فرمائی- لوگ ولید کے بارہ مین آپکو بہت کچھہ کہہ رہے ہین جناب عثمانؓ نے استفسار فرمایا- کیا تم نے جناب رسالتمآب صلعم کو دیکھا ہے- انہون نے جواب دیا دیکھا تو نہین مگر مجھکو آنحضرت صلعم کے حالات بخوبی معلوم ہین اور مجھہ تک سب خبرین پہونچ گئی ہین جیسا کہ کنواری لڑکی کو اوسکے پردہ مین سب خبرین پہونچ جاتی ہین- یہ سنکر جناب عثمانؓ نے فرمایا- اما بعد- خداوند تعالی نے آنحضرت صلعم کو دین حق کیساتھہ بہیجا اور مین اون لوگونمین ہون جو خدا اور اوسکے رسول کے بلانے کو مان گئے- جو کچھہ آنحضرت صلعم لیکر آئے مین اوسپر ایمان لایا- دو ہجرتین بہی کین جیسا کہ تم کہتے ہو اور جناب رسول خدا صلعم کی صحبت مین بہی رہا اور آپسے بیعت کی- بخدا ئے لایزال مین نے کبہی آنحضرت صلعم کی نافرمانی نہ کی اور نہ کبہی آپسے کہوٹ کہپٹ کا قصد کیا مین ہر طرح مطیع رہا ہون یہانتک کہ آنحضرت صلعم کو خدائے پاک نے اپنے پاس بلا لیا- آپکے بعد جناب ابوبکرؓ خلیفہ ہوئے مین اوسیطرح آپکا بہی فرمانبردار رہا- پہر جناب عمرؓ کے عہد مین بہی یہی دستور اپنا رکہا- اب مین خود خلیفہ ہوا ہون- کیا میرا حق کچھہ نہین جیسا کہ اون بزرگونکا حق و مرتبہ تہا- عبید اللہ نے عرض کیا- کیون نہین- آپ ہمارے خلیفہ- آپ ہمارے سردار ہین- آپ کا حق ہمپر بہت کچھہ ہے جناب عثمانؓ فرمانے لگے- پہر یہہ کیا باتین ہین جو تم لوگونسے مجھکو پہونچ رہی ہین- ولید کا ذکر جو تم نے کیا مین بہت جلد اوسکے بارہ مین حق کے ساتھہ عمل کرونگا- انشاءاللہ تعالے پہر آپنے جناب علیؓ کو طلب فرما کر حکم دیا کہ ولید کو دُرّے مارے جاوین- پس ونکو اسّی

درّے مارے گئے۔ (ازالۃ الخفاء)

حد شراب مین ولید کو چالیس درّے مارے جانیکی روایت جو سابق مین گذری وہ متعدد روایات سے ثابت ہے۔ زیادہ تفصیل اسکی کتاب الحدود کتب فقہ مین مذکور ہے یہہ مقام تحقیق نہین۔

طعن پنجم۔ فرار از جنگ اُحُد و غیر حاضری از بیعۃ الرضوان

جناب عثمانؓ جنگ احد مین بہاگے اور لڑائی سے بہاگنا گناہ کبیرہ ہے۔ آپ جنگ بدر اور بیعۃ الرضوان مین غیر حاضر تہے اور اس بیعت کی فضیلت نص صریح سے ثابت ہے۔

جواب۔ جناب عثمانؓ تنہا نہین بہاگے بلکہ روز احد مین تمام صحابی بہاگ گئے تہے بجز تیس صاحبون کے جناب رسول خداؐ کے پاس کوئی نہ رہا۔ اکیلے جناب عثمانؓ پر طعن بیجا ہے قطع نظر اسکے جب خداوند تعالی نے اس گناہ کبیرہ کو معاف کیا اور آیات قرآنی درباب عفو تقصیر نازل فرمائین تو کسی صاحب پر طعن تشنیع باقی نہ رہی۔ بالفرض اگر جناب عثمانؓ نہ بہاگتے تو کیا معترضین اونکی تعریف کرتے یا شاباش دیتے۔ جناب ابوبکر و عمرؓ یہ دونون صاحب تو نہین بہاگے اور جناب پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت مین ثابت و قائم رہے پہر یہہ بزرگوار کب انکی زبان ملامت بیان سے چہوٹے۔

تیرہ کس اصحاب کبار مہاجرین باقی انصار رضوان اللہ علیہم اجمعین مجموعی تیس صاحب یاران باوقار جناب احمد مختار صلعم کے اس جنگ مین حضورؐ کے ہمراہ قائم رہے۔ انمین سے کون ایسا ہے جسکو معترضین برا نہ کہتے ہون اور نشانہ تیر ملامت نہ بنایا ہو۔ اصحاب مہاجرین مین تو جناب ابوبکر صدیق۔ عمر فاروق۔ طلحہ۔ زبیر۔ عبدالرحمن بن عوف۔ سعد

بن ابی وقاص۔ رضوان اللہ علیہم ہین۔ یہہ سب اہل شیعہ کے نزدیک مطعون وملعون ہین۔ معاذ اللہ من ہذہ العقیدۃ الفاسدہ۔ باقی یاران انصار اونکا حال بہی ظاہر ہے کہ وہ بہی انکی زبان سے نہ بچے۔ اہل سنت وجماعت کے نزدیک ان صحابہ کبار کا بہاگنا اگرحد گناہ مین شمار ہو تو انتہا یہہ ہے کہ یہہ بزرگوار مرتکب گناہ کبیرہ ہوے جو توبہ سے معاف ہوا اور ما بعد خداے رحیم کی مغفرت اور وعدہ سے یقیناً اس گناہ کا اثر مٹ گیا اور جناب عثمانؓ کی لیاقت امامت مین کچہہ قباحت لازم نہ آئی۔ اگر کتب تواریخ وسیر مین پورے واقعہ کو از اول تا آخر دیکہو اور غور کرو تو بہاگنے والے معذور سمجہے جاوینگے کیونکہ وقت شہرت خبر قتل سردار اور تباہی لشکر کے ایسی صورت مین لڑنے والونکا ثابت رہنا اور لشکریونکا پابرجا ہونا ایک امر دشوار اور سخت مشکل ہے۔ اس امر کی تصدیق وہی خوب کرسکتا ہے جسکو کبہی جنگ مین ایسا موقع پیش آیا ہو بہلا وہ کیا جانین جو گہر مین بیٹہے شہاب کے چھینٹے اوڑایا کرتے ہین عقل دوربین اس امر کو بلا تردد تسلیم کرتی ہے جسکے بعد پہر کوئی شک وشبہ نہین رہتا۔ جناب عثمانؓ کا غزوہ بدر مین شریک نہ ہونے کا عذر قوی ہے جناب علی مرتضیٰؓ بہی تو غزوہ تبوک مین نہ تہے۔ آنحضرت صلعم نے خبرگیری ونگرانی اہل وعیال کیواسطے انکو مامور فرما دیا تہا پہر وہ کیسے مستثنیٰ ہو سکتے ہین۔ اس قسم کی غیرحاضری کو غیرحاضری نہ کہنا چاہئے بلکہ یہہ حاضر ہونیسے بہتر ہے کیونکہ جناب رسولؐ خدا کے ارشاد کی تعمیل ہے۔ اسیواسطے آنحضرت صلعم نے فرمایا ”عثمانؓ کو بدر مین شریک ہونیوالونکا ثواب ہے اور حصہ بہی ہے“ جیسا کہ ہم اس قصہ کو بحث فضائل مین حضرت ابن عمرؓ کے قول سے نقل کر آے ہین۔ اس بیعت مین جناب عثمانؓ کا حاضر نہونا اسیواسطے ہے کہ بیعۃ الرضوان توآپ کی موت کی ہی خبر سنکر ہوئی ہے۔ اوسوقت توآپ مردہ تصور کئے گئے تہے پہر

آپکا بیعت مین سب کے ساتھہ حاضر ہونا کس طرح ممکن تہا۔ اگر آپ اسوقت لشکر مین ہوتے تو
یہہ بیعت ہی کیون ہوتی۔ باوجود اسکے پہر بہی آنحضرت صلعم جب سب سے بیعت لے چکے
اپنا داہنا ہاتھہ اپنے بائین ہاتھہ پر مار کر فرمایا۔ ھذہ لا ین عثمان۔ یعنی یہہ ہاتھہ عثمان رض
کا ہاتھہ ہے۔ دوسری روایت مین یہہ لفظ ہین۔ ھذہ لا لعثمان یعنی یہ بیعت عثمان رض
کی طرف سے ہے۔ جس کسیکا آنحضرت صلعم کی مانند نائب موجود ہوا وسکے نہ حاضر ہونے سے
کیا نقصان ہے۔ (تحفہ)

طعن ششم۔ تغییر سنت نبوی صلعم

جناب عثمان رض نے سنت نبوی مین تبدیل و تغییر کر دیا او مسئلہ متفق علیہ کے خلاف کیا آپ
بمقام منیٰ جسجگہ حاجی قیام کرتے ہین۔ دسوین تاریخ ذی الحجہ سے چودہوین تک چار رکعتین پڑہتے
رہے حالانکہ جناب رسول خدا ہمیشہ حالت سفر مین خصوصًا اس مقام مین فرض چار رکعت کی
جگہہ دو رکعت پڑہتے تہے۔ جناب صدیق رض اور فاروق رض نے بہی قصر کیا اور جملہ صحابہ کرام کا
اسپر عمل رہا جناب عثمان رض بہی اس بات کو بخوبی جانتے تہے مگر دیدہ و دانستہ آپنے نماز قصر نہ کی
چنانچہ جملہ صحابہ کرام نے آپکے اس فعل پر انکار کیا اور آپسے بحث کی۔ یہہ ترک قصر آپنے اپنی
خلافت کے نصف زمانہ گذرنے کے بعد نصف اخیر خلافت مین کیا۔ اول خلافت مین حسب
معمول مقررہ قصر فرماتے رہے۔

جواب۔ حضرت امام شافعی رح نے اپنی کتابو نمین اس بحث کو خوب تحقیق سے لکہا ہے۔ ماحصل
اس مقام مین یہہ ہے کہ مسافر کو نماز قصر کرنا سنت ہے اور پوری پڑہنا جائز۔ (اگرچہ احناف
کے نزدیک قصر پڑہنا اولیٰ وافضل ہے) جناب عثمان رض۔ ام المومنین عائشہ صدیقہ رض مسو

بن مخرمہ عبدالرحمن بن اسود بن عبدیغوث۔ سعید بن المسیب رضی اللہ عنہم کے نزدیک نماز پوری پڑہنا جائز ہے اور یہی ظاہر آیات قرآنی واحادیث نبوی سے ثابت ہوتا ہے۔ جناب عائشہ کا قول ہے کہ جناب رسول خدا نے دونوں طرح کیا۔ آپنے سفر مین نماز کبھی پوری پڑہی اور کبھی قصر کی۔ امام شافعیؒ یہ اقوال نقل کرکے فرماتے ہین کہ ظاہر مذہب ابن مسعود اور ابن عمرؓ کا یہی ہے۔ ابن مسعودؓ نے جناب عثمان کے پیچھے بمقام منیٰ چار رکعت پڑہین۔ لوگون نے اونپر اعتراض کیا اور کہا۔ آپ تو ہم سے کہتے تھے کہ جناب رسول خداؐ نے اور جناب ابوبکر و عمرؓ نے دو رکعتین پڑہی ہین۔ ابن مسعودؓ نے جواب دیا۔ ہان یہ مین نے تمسے کہا ولیکن عثمانؓ ہمارے امام ہین کیا ہم انکے خلاف کرین اور خلاف تو بُرا ہی ہے۔

نافع کا قول ہے کہ ابن عمرؓ بمقام منیٰ امام کے پیچھے چار رکعت پڑہا کرتے تھے اور جب تنہا پڑہتے تو دو ہی رکعت پڑہتے تھے۔

امام شافعیؒ نے آپکی نماز پورا پڑہنے کی یہی وجہ لکہی ہے یعنی چار رکعت پڑہنا درست ہے بعض علما نے اور بہی دو جواب دیئے ہین۔

جواب اول۔ ایوب بروایت زہری روایت کرتے ہین کہ جناب عثمانؓ نے منیٰ مین نماز بخیال اعراب (دیہاتی لوگون) کے چار رکعت پڑہی۔ کیونکہ اعراب اس سال کثرت سے آئے تھے آپنے انکے دکہلانے کو چار پڑہین تاکہ وہ جانین کہ اصل چار ہی رکعت فرض ہین (آپکو یہ خیال پیدا ہوا کہ دور دور ملک کے لوگ آئے ہوئے ہین شاید یہ دو رکعت پڑہتے دیکہکر اعتقاد کرلین کہ ظہر و عصر مین دو ہی فرض ہین اس وہم کے دفع کرنیکو آپنے چار رکعت ادا کین۔)

جواب دوم۔ یونس زہری سے روایت کرتے ہین کہ جناب عثمانؓ نے علاقہ طائف مین

جائداد خرید کی اور آپنے قیام طائف کا ارادہ کر لیا تھا لہذا آپ مقیم ہوی چنانچہ چار رکعت پڑھین مغیرہ ابراہیم سے روایت کرتے ہین کہ چونکہ آپنے طائف کو اپنا وطن بنا لیا تھا لہذا نماز پوری پڑہی یہہ دونون جواب وجہ اول کے کچھ مخالف نہین کیونکہ تقریر جواب یون ہو سکتی ہے کہ نماز پوری ادا کرنا جائز ہے اور قصر سنت۔ آپنے جائز کو سنت پر ترجیح دی اور اس ترجیح کیوجہ قصہ اعراب ہے اور چونکہ قصر کی شرط سفر ہے اور بوجہ اقامت اور وطن ہو جانے طائف کے شرط قصر یعنی سفر مشکوک تھا لہذا پوری نماز پڑہنا اولی وانسب ہوا۔ (ازالۃ الخفاء)

بعض روایات سے ثابت ہوتا ہے کہ طائف والا عذر خود جناب عثمان رض نے پیش کیا جبکہ صحابہ نے آپ پر اعتراض کیا ہے۔ اگرچہ اس عذر کو بعض صحابہ نے نہین مانا۔ پس اس صورت مین جو جواب اولا مذکور ہوا وہی درست ہے اور اسپر کوئی شبہ وارد نہین ہوتا کیونکہ آپنے اس مسئلہ مین ظاہر کتاب و سنت پر عمل کیا لہذا کوئی جاے طعن نہین ہے۔

دربارہ عدم قصر جناب عثمان رض کے روبرو صحابہ نے گفتگو کی تہی اور آپکا حال اونکو معلوم نہ تہا جب آپنے ظاہر فرمایا کہ مین نے مکہ مین نکاح کر لیا ہے اور مین گہربار والا ہو گیا ہون اور میرا قصد بہی ہے کہ مکہ مین سکونت اختیار کرون۔ اب مین مسافر نہین رہا کہ سفر کی نماز پڑہون اور مقیم کو باتفاق علما قصر جائز نہین اسیواسطے مین پوری نماز پڑہتا ہون تو صحابہ یہہ تقریر آپکی زبان سے سنکر خاموش رہے اور پہر آپ پر کسی نے طعن نہین کیا۔ یہہ جواب جناب عثمان رض کا امام احمد رح۔ امام طحاوی رح۔ ابو بکر بن شیبہ رح۔ ابن عبد البر رح اپنی کتابون مین لکہتے ہین۔ اوسکے الفاظ یہہ ہین۔ ان عثمان رض صلی بالناس اربعا فانکر الناس علیه فقال ایها الناس انی تاهلت بمکة منذ قدمت وانی سمعت رسول الله صلی الله علیه وسلم من تاهل ببلدة فلیصل صلوٰة المقیم فیها۔ اخرجه احمد

عن عبد اللہ بن عبد الرحمٰن بن ابی ذباب عن ابیہ - ترجمہ - جناب عثمان رضؓ نے بمقام منیٰ لوگونکو چار رکعت نماز پڑہائی - جب لوگون نے آپ پر انکار کیا آپنے فرمایا مین جب سے مکہ مین آیا یہان گھر کر لیا ہے اور مین نے آنحضرت صلعم سے سنا ہے کہ آپنے فرمایا - جو شخص کسی شہر مین اپنا گھر کر لے تو وہان جا کر مقیم کی نماز پڑھے - اس حدیث کو امام احمد روایت کرتے ہین وہ عبد اللہ سے وہ اپنے باپ عبد الرحمٰن سے - اس صورت مین آپ پر کوئی اعتراض نہین کیونکہ مکہ مین آکر آپ مقیم ہو گئے - اب باتفاق علما آپکو پوری نماز ادا کرنا واجب ہوا -

طعن ہفتم منع از تمتع حج

جناب عثمان رضؓ نے تمتع حج سے منع فرمایا حالانکہ جناب رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے خود تمتع کیا اور صحابہ کرام کو اجازت دی - تمتع اس کا نام ہے کہ حج کے مہینون مین میقات احرام سے نیت عمرہ کر کے احرام باندہے اور مکہ معظمہ پہونچکر ارکان عمرہ ادا کر کے حج کا احرام دوبارہ باندہے اور ارکان حج ادا کرے -

جواب - جناب عثمان رضؓ نے خود اسکا جواب ارشاد فرمایا ہے - حضرت امام احمدؒ روایت کرتے ہین کہ جناب عثمان رضؓ مدینہ منورہ سے بہ نیت حج روانہ ہوے - آپکے ہمراہ اور بہی صحابہ کبار تھے جنمین جناب علی رضؓ بہی تھے - اثناء راہ مین کسی نے حضرت علی رضؓ سے کہا - عثمان رضؓ تمتع سے منع کرتے ہین - فرمایا جب عثمان رضؓ کوچ کرین تم سب بہی روانہ ہونا - میقات احرام سے حضرت علی رضؓ اور اونکے اصحاب نے احرام عمرہ باندہا - (جسکو تمتع کہتے ہین) مگر حضرت عثمان رضؓ نے حضرت علی رضؓ کے اس فعل پر کچھ اعتراض نہ کیا - جناب علی رضؓ نے فرمایا - مجھکو خبر تہی کہ آپ تمتع کرنیکو منع کرتے ہین حضرت عثمان رضؓ نے فرمایا - ہان حضرت علی رضؓ نے کہا - کیا آپنے نہین سنا ہے

کہ خود جناب رسولخدا ؐ نے تمتع کیا۔ جواب ملا۔ ہان مجھکو معلوم ہے۔

دوسری روایت حضرت قتادہ رضؓ سے اس طرح ہے کہ وہ عبداللہ بن شقیق سے روایت کرتے ہین کہ جناب عثمان رضؓ تمتع یا متعہ فی الحج سے منع کرتے تھے اور جناب علی رضؓ لبیک تمتع کی کہتے اور اوسکا احرام باندہے تھے۔ جناب عثمان رضؓ نے کچھہ حضرت علی رضؓ سے کہا جسکا جواب آپنے اس طرح دیا۔ آپ خوب جانتے ہین کہ یہہ فعل جناب رسول خداؐ نے خود کیا ہے۔ جناب عثمان رضؓ نے کہا۔ ہان مین جانتا ہون کہ حضور نے تمتع کیا ہے مگر ہمکو اوسوقت خوف تھا شعبہ کہتے ہین کہ مین نے قتادہ سے دریافت کیا۔ وہ خوف کیا تھا۔ اونہون نے کہا اسکا مطلب مین خود نہین سمجھا۔ تمتع حج کی ممانعت جناب عمر رضؓ کے کلام سے بہی ثابت ہوتی ہے۔ بروایت امام احمد بن حنبل ؒ جابر رضؓ سے وارد ہے کہ ہم لوگون نے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ہمراہ تمتع کیا اور ابوبکر رضؓ کے ساتھہ بہی کیا جب عہد فاروقی ہوا حضرت فاروق رضؓ نے خطبہ پڑہا اور فرمایا قرآن وہی ہے جو سابق مین تہا کچھہ تغیر نہین ہوا۔ رسول خدا بہی وہی ہین جو پہلے تھے آپکے افعال واقوال پر جس طرح اوّلاً عمل واجب تہا اب بہی ویسا ہی ہے کسی بات مین فرق نہین ہوا۔ عہد آنحضرت صلعم مین دو متعے تہے ایک متعہ حج دوسرا متعہ عورتونکے ساتھہ کرنا۔ مطلب یہہ ہے کہ اب یہہ دونون موقوف ہوگئے۔ آپکے عہد مین کسی مصلحت سے اجازت دی گئی۔ اب وہ مصلحت وغرض نہین رہی لہذا یہہ دونون متعہ ممنوع ہوے (ازالۃ الخفا)

اس مسئلہ مین جناب فاروق رضؓ پر سخت اختلاف صحابہ ہوا ہے اور آپکا بہی اس مسئلہ مین یہی مذہب تہا جو جناب عثمان رضؓ کا قول ہے۔ حاصل مطلب یہہ ہے کہ حج تین طرح کرتے ہین اور تینون طرح پر مسنون ہے مگر اونمین سے بعض طریق افضل ہے اور اوسکا ثواب بہی زیادہ ہے۔ ہم مجملاً اقسام حج ذکر کرتے ہین تاکہ جواب سمجھنا آسان ہو۔ اقسام حج یہہ ہین۔ افراد۔

تمتع - قران - افراد اسکو کہتے ہین کہ محض بہ نیت حج احرام باندہکر جاوے اور تا اداے حج محرم رہے اور بعد اداے ارکان حج احرام سے باہر آوے - تمتع یا متعۃ الحج اسکا نام ہے کہ میقات سے بہ نیت عمرہ احرام باندہے اور مکہ معظمہ مین پہونچکر طواف و افعال عمرہ ادا کرکے احرام سے باہر ہوجاوے پہر حج کے واسطے دوسرا احرام باندہکر ارکان حج ادا کرے تمتع کا رواج زیادہ ہے اور اس مین لوگونکو آسانی بہی ہے - قران مین حج اور عمرہ دونون کا ایک ساتہہ احرام ہوتا ہے اور دونون سے ایک ہی ساتہہ مین فارغ ہونا ہوتا ہے - ان اقسام کے متعلق کتب فقہ مین بہت کچہہ بیان ہے یہان ہمنے بقدر ضرورت لکہدیا - جناب عمر فاروق ان اقسام مین سے افراد کو بہتر جانتے تہے اور تمتع اور قران کو بہی جائز سمجہتے تہے - منع کرنا آپکا نہ اس وجہ سے ہے کہ یہہ دونون قسم منع ہین بلکہ اس نظر سے کہ افراد افضل ہے لوگ افضل عبادت کے عادی ہوں - جناب عثمان رض کا بہی یہی مذہب تہا اور آپکی ممانعت کا بہی یہی منشا تہا کہ لوگ افراد کو اختیار کرین - اس مقام مین تحقیق یہہ ہے کہ لفظ تمتع مشترک ہے - اسکے چند معانی ہین جنمین اسکا استعمال رائج و معروف ہے - تمتع کے یہہ معنی بہی ہین کہ حج چہوڑکر عمرہ کرلے بشرطیکہ قربانی اپنے ساتہہ نہ لے گیا ہو - ابن عباس رض کا یہی مذہب ہے، وہ اسکو تمتع کہتے ہین اس طرح کرنا خاص حجۃ الوداع مین تہا اور اسکی وجہ یہہ ہوئی کہ لوگ زمانہ حج مین عمرہ کرنا بُرا سمجہتے تہے خصوصًا زمانہ جاہلیت مین تو یہہ فعل نہایت ہی درجہ بُرا تہا - جناب رسول خدا صلعم نے اس بارہ مین فرمایا کہ جو ہدی (قربانی) نہ لایا ہو وہ افعال عمرہ ادا کرکے فارغ ہوجاوے اور مین تو قربانی ساتہہ لایا ہون - جناب رسول خدا نے رسم جاہلیت باطل کرنے کو یہہ حکم دیا تہا کہ جو لوگ حج کرنے آے ہین اور قربانی ساتہہ نہین لاے وہ عمرہ کرلین کچہہ گناہ نہین مگر یہہ حکم خاص اسی سال حجۃ الوداع تک رہا آیندہ کیلیئے حج کی نیت سے احرام باندہکر عمرہ کرلینا اور حج

ترک کرنا منع ہوگیا۔ جناب عمرؓ اور جناب عثمانؓ نے جو ممانعت تمتع سے فرمائی وہ یہی تمتع ہی
اور اوپر روایت مین گذرا ہے (کہ ہم کو خوف تہا) اس خوف کا مطلب یہہ ہے کہ مسلمان بہی
بوجہ عادت قدیم جاہلیت کے ایام حج مین عمرہ کرنا برا جانتے تہے کیونکہ اوسوقت تک عادات
وحرکات جاہلیت کے لوگونکے دلونمین کچہہ کچہہ باقی تہے اسیواسطے جناب عثمانؓ نے فرمایا
کہ ہم خوف کرتے تہے اور اب وہ خوف نہین رہا لہذا جو فعل افضل واشرف ہے وہ کرنا چاہئے۔
دوسرے معنی تمتع کے یہہ ہین کہ طواف قدوم کو قبل طواف زیارت کے ادا کرنا اور سعی بین
الصفا والمروہ طواف زیارت سے قبل کرنا اور سعی قبل طواف زیارت مین صورت عمرہ
پیدا ہوجاویگی اور یہہ سعی قبل طواف متفق علیہ ہے۔ طواف قدوم باشندگان مکہ کے علاوہ
اور ملک والونکے واسطے ہے جب مکہ مین داخل ہون پہلے طواف کرین۔ طواف زیارت ہی
سے اکثر تاریخ دسوین یا اسکے بعد قربانی کے ایام مین ہوتا ہے۔

تیسرے معنی تمتع کے یہہ ہین کہ حج کے مہینونمین (جو ماہ شوال۔ ذیقعدہ۔ عشرہ ذی الحجہ
ہین) عمرہ ادا کرنا پہر احرام سے باہر آکر اوسی ایک سفر مین (قبل اسکے کہ اپنے وطن کو واپس آ)
مکہ معظمہ ہی مین احرام حج باندہ کر ارکان حج ادا کرنا امیر المومنین جناب عمر فاروق اور جناب
عثمان رضی اللہ عنہما حج اور عمرہ کے درمیان فاصلہ کرنا ہر ایک کو علیحدہ سفر سے علیحدہ
زمانونمین ادا کرنا افضل وبہتر جانتے اور اس تمتع کو مفضول سمجہتے تہے مگر جواز کے قائل تہے
امام احمدؒ حضرت عبداللہ بن زبیرؓ سے نقل کرتے ہین کہ ہم جناب عثمانؓ کے ہمراہ بمقام
جحفہ مقیم تہے۔ آپکے پاس ایک جماعت اہل شام کی موجود تہی۔ انمین حبیب بن مسلمہ فہری بہی
تہے۔ آپکے روبرو ذکر تمتع حج کا ہو رہا تہا۔ آپنے فرمایا۔ کامل حج اور پورا عمرہ (باعتبار ثواب
وفضیلت کے) تو یہہ ہی کہ یہہ دونون حج کے مہینونمین نہون۔ اگر تم لوگ عمرہ موخر کرتے یہانتک

کہ عمرہ کیواسطے دوسرا سفر کرکے آتے اور خانہ کعبہ کی دوبار زیارت کرتے تو یہ افضل ہوتا کیونکہ اللہ تعالیٰ نے نیکی کرنیکی بہت گنجائش رکھی ہے۔ (عمرہ سال بھر تک ہوسکتا ہے اوسکے واسطے کوئی مخصوص دن نہین) حضرت علیؓ جنگل مین اپنے اونٹ چرارہے تھے جناب عثمانؓ کی یہہ بات اون تک پہونچی تو وہ آپکے پاس آئے اور فرمایا۔ کیا آپ اس سنت نبوی کو جو جناب رسول خداؐ نے اپنی امت مرحومہ کیواسطے جاری فرمائی اور خدا کی رخصت اور اجازت کو جو اوسنے اپنے بندونکو دی ہے تنگ کرنا چاہتے اور مسلمانونکو اوس سے منع فرماتے ہین حالانکہ یہہ رخصت واجازت (تمتع) حاجتمند اور مکہ معظمہ سے دور کے رہنے والونکے واسطے ہے۔ یہہ کہکر جناب علیؓ نے حج اور عمرہ دونونکا احرام باندہ لیا اور لبیک دونونکا نام لیکر پکار کر کہا۔ جناب عثمانؓ نے لوگونسے مخاطب ہوکر فرمایا۔ کیا مین نے تمکو تمتع سے منع کیا تہا ؟ مینے منع نہین کیا بلکہ مین نے اپنی راے سے جو طریق افضل اور زیادہ ثواب الاتہا بیان کردیا۔ جو شخص چاہے اوسپر عمل کرے اور جو چاہے اوس کو ترک کرے"

حضرت امام شافعیؒ اور سفیان ثوریؒ۔ اسحٰق بن راہویہ و دیگر فقہا کے نزدیک بھی افراد تمتع اور قران سے افضل ہے۔ اسکی افضلیت پر یہہ آیت دلیل لاتے ہین۔ اتموا الحج والعمرۃ للہ۔ یعنی حج اور عمرہ کو تمام کرو اور تمام کرنے کی تفسیر مین علما کا یہ بیان ہے کہ دونوکا احرام اپنے گہر سے باندہے یعنی علیحدہ علیحدہ سفر مین مختلف اوقات مین حج اور عمرہ ادا کرنا بہتر ہے۔ اس آیت سے فضیلت افراد نکلتی ہے۔ آگے چلکر فرمایا۔ فمن تمتع بالعمرۃ الی الحج فما استیسر من الھدی۔ ترجمہ۔ اور جو شخص فائدہ اوٹہاوے عمرہ سے ساتہہ حج کے پس جو کچھہ میسر ہو قربانی سے۔ یعنی جو شخص تمتع کرے تو اوسپر قربانی

واجب ہے۔ اس آیت سے تمتع کرنیوالے پر قربانی کرنا ضرور رہوا۔ مفرد کے واسطے قربانی ضرور نہین۔ لہذا صاف معلوم ہوا کہ تمتع مین نقصان ہے نہ افراد مین کیونکہ قربانی کا واجب ہونا واسطے رفع نقص کے ہے اور یہہ بہی تتبع احکام شرعیہ سے معلوم ہوا کہ حج مین قربانی واجب نہین ہوتی مگر کسی قصور سے اور باوجود اسکے تمتع و قران کا جواز شرعًا ثابت ہے۔ احادیث سے آنحضرت صلعم کا افراد کو تمتع و قران پر اختیار کرنا ثابت ہوتا ہے جو صریح دلیل افضلیت افراد ہے۔ آنحضرت صلعم نے حجۃ الوداع مین افراد کیا۔ عمرہ جعرانہ مین صرف عمرہ ادا کیا۔ اس عمرہ کو جب آنحضرت صلعم نے ادا فرمایا زمانہ حج کا تہا اور فرصت بہی تہی آپ چاہتے تو حج بہی کر لیتے مگر آپ صرف عمرہ کر کے مدینہ منورہ واپس تشریف لیگئے۔

دلیل عقلی بہی افضلیت افراد کی شاہد ہے اور حج و عمرہ کا علیحدہ علیحدہ سفر کرنا عقلًا بہتر معلوم ہوتا ہے کیونکہ جب دونون کا احرام۔ دونون کا سفر جدا جدا ہوگا بیشک ثواب بہی دوتا ملیگا۔ اسکے نظائر اور اعمال مین ملاحظہ ہون۔ جیسے ہر نماز کے واسطے تازہ وضو۔ ہر نماز کے واسطے بار بار مسجد جانا۔

ایک متعۃ الحج یہہ بہی ہے کہ بے عذر محرم حج افعال عمرہ ادا کر کے احرام سے خارج ہو۔ یہہ متعۃ الحج اور تمتع اس طرح باتفاق اہل سنت حرام ہے۔ یہہ محض ایک مرتبہ حجۃ الوداع مین آنحضرت صلعم کے حکم سے ہوا ہے وہ بہی کسی مصلحت سے پہر منع ہوگیا اس مصلحت کا ذکر سابق مین گذرا کہ بغرض رفع رسم جاہلیت آنحضرت صلعم نے صحابہ کو عمرہ کرنے کا حکم دیا تہا۔

صحیح مسلم مین ہے کہ متعۃ الحج خاص آنحضرت صلعم کے صحابہ کیواسطے تہا اور امام نسائی نے بروایت حارث بن بلال نقل کرتے ہین کہ مینے عرض کیا۔ یا رسول اللہ۔ کیا حج فسخ کردینا ہم لوگو کے واسطے خاص ہے یا سب مسلمانونکو اجازت ہے۔ آپ نے فرمایا۔ عام نہین بلکہ خاص ہے۔

امام نوویؒ شرح مسلم مین لکھتے ہین۔ مازری کا قول ہے کہ جس متعہ حج کو جناب عمرؓ نے منع فرمایا لوگونکو اسکے تعین مین اختلاف ہے۔ قاضی عیاضؒ کہتے ہین کہ ظاہر حدیث جابرؓ و عمران وابی موسیٰ سے یہہ امر ثابت ہوتا ہے کہ جس متعہ مین اختلاف ہے وہ یہہ ہے کہ حج کو فسخ کرکے عمرہ ادا کرے اور اسی متعہ حج پر جناب عمرؓ لوگونکو مارتے اور اسکے کرنے سے منع کرتے تھے۔ محض تمتع یعنی ایام حج مین عمرہ کرنیکو منع نہین فرماتے تھے۔

طعن ہشتم۔ درباب خوردن گوشت صید در حالت احرام

جناب عثمانؓ نے محرم کیلیئے شکار کا گوشت کہانا جائز رکہا۔ جب صحابہؓ نے آپ پر انکار کیا تو آپنے بحث کی حالانکہ محرم کو یہہ گوشت کہانا درست نہین ہے۔

جواب آپنے محرم کیلیئے وہ گوشت کہانا جائز رکہا جو کسی غیر محرم نے بطور خود بلا اسکے کہ محرم کیواسطے یا اسکے اشارہ سے یا اسکے حکم سے شکار کیا ہو۔ ایسا شکار محرم کو کہانا مضائقہ نہین۔ ہم اصل قصہ نقل کرتے ہین جس سے اصلی کیفیت معلوم ہو اور آپ پر سے الزام دفع ہو جاوے۔ امام احمدؒ عبداللہ بن حارثؓ سے روایت کرتے ہین کہ حارث کے باپ جناب عثمانؓ کے عہد خلافت مین مکہ معظمہ مین کسی کام پر مامور تھے۔ جناب عثمان مکہ معظمہ نیت حج تشریف لاے تھے عبداللہ بن حارث راوی کا قول ہے کہ مین آپکی آمد سنکر بغرض استقبال روانہ ہوا۔ آپ بمقام قُدَید فروکش تھے مین آپسے اوسی مقام پر ملا۔ اہل قریہ نے ایک چکور شکار کی تھی۔ جسکے اسکا گوشت نمک و پانی ڈالکر پکایا۔ گوشت کو خوب گلا کر اوس کو ہڈیونسے صاف کیا اور ثرید بنانے کے قابل پکایا پہر ہم وہ گوشت جناب عثمانؓ کیخدمت مین لیگئے۔ آپکے پاس اور بہی اصحاب تھے۔ وہ لوگ اوسکے کہانیسے رُکے۔ جناب عثمانؓ نے

فرمایا۔ وہ شکار جسکو ہم نے نہ خود شکار کیا نہ اوسکے شکار کرنیکا حکم دیا بلکہ اور لوگون نے
اپنے واسطے شکار کیا ہوا ور وہ لوگ احرام مین نہ ہون اور ہمکو کھلائین تو کیا مضائقہ۔ پھر آپنے
فرمایا اس مسئلہ اور ایسے شکار کی بابت کسکو گفتگو ہے۔ لوگون نے کہا حضرت علیؓ کو اِمین
کلام ہے۔ آپنے جناب علیؓ کو طلب فرمایا۔ آپ تشریف لائے۔ راوی کا بیان ہے کہ میری
نظر مین اسوقت جناب علیؓ کا تشریف لانا پھر رہا ہے۔ آپ اپنے دونون ہاتھون سے
درخت کے پتونکو صاف کرتے جاتے تھے۔ جناب عثمان رضؓنے فرمایا شکار کا گوشت جس کو
کوئی شخص غیر محرم بغیر ہمارے حکم اور اشارہ کے محض اپنے ہی واسطے شکار کرکے لاوے
اور ہمکو کھلاوے تو کیا مضائقہ۔ ہم اوسکو کھا سکتے ہین اور ہمارے واسطے اوسکا کھانا
حلال ہے یا نہین حضرت شیر خدا غضبناک ہوکر بولے مین اون لوگونکو قسم دلاتا ہون
جو جناب رسول خداؐ کی خدمت مین حاضر تھے جبکہ آپکے پاس گورخر کی ران لیکر لوگ آئے
تھے اور آنحضرت صلعم نے فرمایا تھا کہ ہم لوگ حالت احرام مین ہین۔ یہہ گوشت اون لوگونکو
کھلاؤ جو حالت احرام مین نہین ہین جناب علیؓ سے یہہ حدیث سنکر بارہ شخصون نے صحابہ
مین سے گواہی دی اور کہا کہ ہم اوسوقت موجود تھے اور ہمنے آنحضرت صلعم کا فرمانا سنا ہے
پھر جناب علیؓ نے فرمایا مین قسم دلاتا ہون اوسکو جو آنحضرت صلعم کے پاس اوسوقت تھا جبکہ
آپکے پاس لوگ شتر مرغ کے انڈے لائے ہین اور آپنے فرمایا کہ ہم لوگ احرام باندھے
ہین اور لوگونکو یہہ کھلادو۔ یہہ قول سنکر بارہ صحابہؓ سے کم اصحاب نے گواہی دی۔ راوی کا
قول ہے کہ جناب عثمانؓ کھانے پر سے اوٹھے اور اپنے کجاوہ مین تشریف لیگئے۔ اوس
منزل کے باشندون نے وہ کھانا کھایا۔ جناب علیؓ کے نزدیک محرم کو شکار کھانا کسی طرح
جائز نہین اور آپکی دلیل حدیث مذکورہ بالا ہے مگر آئمہ اربعہ بالاتفاق موافق مذہب جناب

عثمان رضہ کے شکار موصوف محرم کیواسطے حلال جانتے ہین۔ امام شافعی رح نے اس بحث کو بسط کی ساتھہ اپنی کتاب مین ارقام فرمایا ہے۔ حدیث ابی قتادہ انکی دلیل ہے اور حدیث صعب ابن جثامہ کا جواب دیا ہے۔ ہم دونون حدیثون کا ترجمہ لکھتے ہین۔

ابو قتادہ رضہ سے روایت ہی کہ مین ہمراہ رکاب جناب رسول خدا کے (واقعہ حدیبیہ مین مکہ معظمہ کو) روانہ ہوا۔ اثنای راہ مین اپنے چند دوستون کے ساتہہ آنحضرت صلعم کی ہمراہی سے چھوٹ رہا۔ میرے ہمراہی سب محرم تھے فقط مین محرم نہ تہا۔ میرے یارون نے ایک گورخر کو دیکہا مگر میری نگاہ اوسپر نہین پڑی۔ اون لوگون نے مجھکو چھوڑ دیا یہانتک کہ مین نے گورخر دیکہہ لیا۔ مین اپنے گھوڑے پر بغرض شکار سوار ہوا۔ مین نے اون لوگون سے اپنا کوڑا مانگا مگر کسی نے نہ دیا آخر مین نے خود کوڑا لے لیا اور گورخر پر حملہ کیا (اوسکو شکار کرکے ذبح کیا اور پکایا) خود کہایا اور میری یارون نے بہی کہایا پہر کہا کرپچہتاے (کیونکہ وہ سب محرم تھے) جب جناب رسول خدا سے ملے تو مسئلہ دریافت کیا۔ آنحضرت صلعم نے فرمایا۔ کیا تمہارے پاس کچہہ گوشت اوسمین کا باقی ہے۔ ہم سب نے عرض کیا۔ ایک ران ہمارے پاس ہی۔ آپنے وہ ران (پکواکر) نوش جان فرمائی۔

دوسری روایت مین یہہ ہی کہ جب لوگون نے آپسے اس بارہ مین دریافت کیا۔ آپنے فرمایا۔ کیا تم مین سے کسی نے اوسکے شکار کا حکم دیا تہا یا اوسکو اشارہ سے بتلایا تہا۔ لوگون نے کہا نہین۔ آپنے فرمایا۔ توجو کچہہ اب باقی ہے وہ بہی کہاؤ۔ یہہ حدیث امام بخاری رح و مسلم رح نے روایت کی ہی۔ یہی حدیث آئمہ اربعہ کی دلیل ہے کہ اگر بغیر حکم و اشارہ محرم کی غیر محرم شکار کرے اور محرم کیواسطے ہی شکار نہ کیا ہو۔ تو محرم کو وہ شکار کہانا درست ہے۔

صعب بن جثامہ سے روایت ہے کہ مین جناب رسول خدا کے واسطے گورخر ہدیہ لیگیا۔ آپ

(محرم تھے اور) بمقام اَبواریا وَدّان ٹھیرے ہوئے تھے۔ آپنے اوسکے قبول کرنیسے انکار فرمایا پھر جب میرے چہرہ سے آثار ملال ملاحظہ فرمائے تو ارشاد کیا۔ ہم نے اسوجہ سے اسکو پھیر دیا کہ ہم سب حالت احرام مین ہین۔ یہہ حدیث بھی امام بخاریؒ ومسلمؒ نے روایت کی ہے۔ اس حدیث سے مطلقاً حرمت شکار کی محرم کیواسطے ثابت ہوتی ہے عام اس سے کہ محرم کیواسطے یا اوسکے کہنے سے شکار کیا ہو یا بغیر اسکے کہے دونون صورت مین حرام ہے۔

علامہ طیبیؒ شارح مشکوٰۃ شریف فرماتے ہین ظاہر حدیث سے دلیل ہے کہ محرم کو زندہ شکار بطور ہدیہ کسی سے قبول کرنا جائز نہین اور گوشت شکار کا اگر کوئی ہدیہ مین لاوے وہ قبول کرنا درست ہے (کیونکہ حدیث مین گورخر کا لفظ آیا ہے اس سے معلوم ہوا کہ وہ زندہ تھا لہذا آپنے قبول نہ فرمایا) بعض کہتے ہین کہ گوشت گورخر کا لاے تھے اور آپنے بخیال اسکے کہ آپ ہی کے واسطے شکار کیا ہے قبول نہ فرمایا اور یہی جواب اس حدیث سے مناسب ہے اسکی تائید حدیث ابی قتادہ اور حدیث جابر سے ہوتی ہے۔ (مرقاۃ شرح مشکوٰۃ)

حدیث ابی قتادہ تو ابھی گذری جابر کی حدیث یہہ ہے۔ جابرؓ روایت کرتے ہین کہ جناب رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہے۔ اوس شکار کا گوشت کہانا حالت احرام مین تمکو حلال ہے جسکو نہ تم نے شکار کیا ہو اور نہ تمہارے واسطے شکار کیا گیا ہو۔ یہ حدیث امام ابوداؤدؒ۔ ترمذیؒ نسائیؒ نے روایت کی ہے۔

طعن نہم قُرق وضبط نمودن چراگاہ مدینہ در بازار وکشتی ہا

جناب عثمان غنیؓ نے چراگاہ نقیع جو کہ متصل مدینہ منورہ تھی قُرق کر لی۔ اس چراگاہ مین عام لوگونکے جانور چرا کرتے تھے۔ آپنے سب کے مویشی روک دیئے اور رفتہ رفتہ اور زمین بھی جو اسکے متصل

تہی اسی چراگاہ ورثہ مین داخل کرلی جسکی وجہ سے سب مسلمانونکو تکلیف ہوئی اور انکو مویشی اور جانورونکو سخت نقصان پہونچا حالانکہ بموجب فرمان جناب رسول خدا۔ پانی۔ گہاس۔ آگ ان تین چیزونمین تمام مسلمان شریک ہین سب کا حق اس چراگاہ مین تہا۔ خاص اپنے واسطے کرلینا درست نہین۔ آپنے عام ممانعت کرادی کہ کوئی شخص کہجور کی گہٹلیان نہ خریدے۔ جب آپکا گماشتہ دار دغا اپنی ضرورت کے قابل خرید چکے پہر اور لوگ مول لین۔ اس حکم سے بہی بڑا نقصان ہوا تمام لوگونکے اونٹ بہوکے رہنے لگے۔ دریا مین عام مسلمانونکی۔ تمام سوداگرونکے جہاز جایا کرتے تہے آپنے حکم دیدیا کہ کسیکا جہاز مال تجارت لیکر دریا مین نہ جاوے۔ آپ ہی کا مال جائیگا۔ اس ممانعت سے بہی عام تجار کا جو نقصان ہوا ظاہر ہے۔

جواب۔ چراگاہ نقیع قرق کرکے خالصہ کرلینا درست ہے اور اسکا جواب بہی خود جناب عثمان رضؓ نے دیا ہے اور صحابہ کرام کو ذہن نشین کردیا کہ جناب رسول خداؐ نے فرمایا ہے۔ لا حمی الا للہ ولرسولہ۔ چراگاہ خاص اللہ اور اوسکے رسولؐ ہی کے واسطے ہے۔ مین نے صدقہ اور بیت المال کے اونٹونکے واسطے اور جہاد کے گہوڑونکے لئے یہہ چراگاہ بنائی ہی اور اسی قسم کے جانورونکا رمنہ کرلیا ہے۔ آنحضرت صلعم نے بہی جہاد کے گہوڑون اور صدقہ کے اونٹونکے واسطے چراگاہ خاص مقرر فرمائی تہی۔ صحابہ نے جواب دیا کہ آنحضرت صلعم نے تو تہوڑی سی زمین چراگاہ کیواسطے مقرر فرمائی تہی لیکن آپنے اسپر دونی چوگنی چراگاہ مین شامل کرلی حضرت امیر المومنین نے فرمایا کہ اوسوقت کے بیت المال کو اسوقت کے بیت المال پر قیاس کرکے دیکہو کسقدر زیادہ ہوگیا ہے اسیقدر چراگاہ ہونا چاہیے۔ اوس زمانہ سے اس زمانہ مین جانور صدقہ وجہاد کے لعنایت ایزدی کہین زیادہ ہوگئے ہین۔ آپکے اس بیان کو جملہ صحابہ رضؓ نے تسلیم کرلیا اور کسی نے پہر اعتراض نہ کیا۔

بازار والا قصہ غلط ہے۔ ہان اسقدر صحیح ہے کہ دو تین روز حارث بن حکم داروغہ بازار رہے تھے۔ انہون نے اپنی طرف سے یہ کام کیا کہ کھجور کی گٹھلی خود خریدین دوسرونکو نہ لینے دین۔ جناب عثمان رض کے پاس جب شکایت پہونچی تو آپنے حارث کو موقوف کر دیا۔ کشتیونکی بابت یہہ جواب ہے کہ وہ کشتیان آپکی تھین۔ سابق مین یہہ دستور تھا کہ آپکی کشتیونپر آپ کا مال اور دیگر تاجرونکا مال جاتا آتا تھا اوسوقت کشتیان کم تھین لہذا آپکی اجازت سے اور سوداگر بہی اپنا مال لیجایا کرتے تھے جب کاروبار تجارت کو ترقی ہوئی اور تاجرون نے بہی اپنی کشتیان تیار کرالین تو آپنے اپنی کشتیونپر دوسرے تاجرونکو مال لیجانیسے منع فرمایا نہ یہہ کہ دوسرے تاجرونکو اونکی کشتیان سمندر مین لیجانیکی ممانعت کی۔ آپ کی جانب سے عام تبرع واحسان تہا کہ دوسرے لوگ بہی اپنا تجارتی سامان لیجایا کرتے تھے اگر آپنے اپنی کشتیونپر دوسرونکا مال لیجانا جائز نہ رکہا اور اونکو ممانعت کر دی تو یہہ فعل آپکا قابل ملامت کسی طرح نہین۔ باقی رہا آپ کا دوسرے تاجرونکو تجارت سے روکنا اور اونکی کشتیان دریا مین لیجانے سے منع کرنا یہہ کسی معتبر تاریخ مین نہین بلکہ محض افترا ہے۔ (تحفہ)

طعن دہم عطاء جاگیرات بہ یاران خود

جناب عثمان رض نے اپنے یارون مصاحبونکو بیت المال کی زمین سے بہت سی جاگیرین دین جو کہ بیت المال مین سب مسلمانونکا حق ہے آپنے اونکی حق تلفی کی۔

جواب۔ یہہ طعن بہی سراسر غلط اور خلاف واقع ہے۔ اصل یہہ ہی کہ جناب عثمان غیر آباد زمین کو آباد کرتے تھے چنانچہ بہت حصے دور دور ملکونکے آباد ہو گئے جسکا تفصیلی حال ہم اوپر لکھہ آئے ہین جب آپکی توجہ آبادی زمین کیجانب ہوئی تو آپنے اور لوگونکو بہی اجازت

دی کہ زمین آباد کرین اور جس مقام پر افتادہ زمین قابل زراعت ہو کاشت و تردد کر کے اوسکو سرسبز کرین۔ آپنے جو زمین دی وہ اسی قسم کی تہی۔ آباد و مزروعہ زمین کسیکو جاگیر مین نہین دی کتب تواریخ موجود ہین جنکے دیکہنے سے حقیقت حال بخوبی ظاہر ہوتی ہے۔ افتادہ زمین جسکو عربی مین مَوات کہتے ہین اوسکا یہ حکم ہے کہ امام کی اجازت سے جو آباد کرے اوس کی مِلک ہو جائیگی۔ افتادہ زمین آباد کرنے مین بہت فوائد ہین۔ ملک کی آبادی۔ کثرت محصول کیونکہ جسقدر پیداوار کی زیادتی ہوگی اوسیقدر عشر و خراج بیت المال مین زیادہ آوے گا۔ عوام الناس کے رزق کی افزونی اس سی ہے اور اس مین کیا فائدہ کہ ہزارون بیگہہ زمین خراب۔ بیکار و بے مصرف پڑی رہے نہ سرکاری محصول کا فائدہ ہو نہ کسی شخص کے کام آوے۔ زمین کی آبادی سے ملک کی ترقی ہوتی ہے۔ جا بجا کہیتی باڑی ہونے سے رہزن۔ لوٹیرے۔ مفسدونسے ملک کو امن ہو جاتا ہے۔ اہل سیر و تواریخ نے یہہ بہی لکہا ہے کہ اشراف یمن خانہ بدوش کا ایک گروہ آپ کی خدمت مین حاضر ہوا اور عرض کیا۔ "ہم جہاد کی غرض سی اپنے گہر۔ زمین۔ کہیت۔ اپنے ملک مین سب کچہہ چہوڑ آئے ہین اگر ہم کو سرحد کفار کے قریب جہان جہاد کرنیکا موقع ملے زمین عنایت ہو تو ہم وہان سکونت کرین اور زراعت وغیرہ سے اپنی معاش حاصل کرین۔ باری باری ہم لوگ جہاد مین شریک ہوتے رہینگے اور جس لشکر مین ضرورت ہوا کریگی اوسمین شامل ہو کر راہ خدا مین کافرون سے لڑینگے"۔ جناب عثمان رضؓ نے ان لوگونکو فارس کے مقابلہ مین متصل سرحد کی زمین عنایت فرمائی اور یہہ لوگ وہان آباد ہوے۔ چونکہ صوبہ فارس کے لوگ پر زور اور وہانکے زمیندار سرکش تہے لہذا ان لوگون کے آباد کرنے مین اوس صوبہ والونپر فی الجملہ دباؤ پڑا۔ اہل یمن کو انکی زمینونکے بالعوض یہہ زمین ہر ایک کو جدا جدا عنایت فرمائی۔ بعض صحابہ رضؓ نے بہی

اپنی اپنی زمین بدل لی حضرت طلحہؓ کی زمین حضرموت مین تہی وہ زمین اونسے لیکر اوسکی عوض اہل یمن کی زمین اونکو دی۔ اشعث بن قیس کی زمین کندہ مین تہی اونسے یہہ زمین لے لی اور اوسکے معاوضہ مین دوسری جگہہ زمین انکو ملی۔ یہہ ردوبدل زمینونکا آپس کی خوشی اور رضامندی سے ہوا جناب عثمانؓ نے کسی پر زور ڈالکر یا جبر کرکے یہہ کام نہین کیا۔ اس صورت مین آپ پر طعن کا کیا موقع ہے۔

طعن یازدہم۔ رضامندی صحابہ کرام بقتل جناب عثمانؓ

تمام صحابہ کرام جناب عثمان کے قتل پر راضی تہے اور دل مین سب آپ سے بیزار رہتے تہے۔ آپکی ہجو ومذمت کیا کرتے تہے جب آپ شہید ہوے تین دن تک آپ بے گور وکفن پڑے رہے اور کسی نے آپکو دفن نہ کیا۔

جواب۔ یہہ صریح کذب وبہتان ہے۔ ناسمجھ لڑکے تک بہی اسکو نہین ماننے۔ خدا کے لئے آنکہین کہولو ہوش مین آؤ۔ بہلا یہہ تو کہو کہ حضرات طلحہ۔ زبیر۔ عائشہ صدیقہ۔ معاویہ عمرو بن العاص رضی اللہ عنہم کون سے عثمانؓ کا قصاص طلب کرتے تہے اور کس بنا پر لڑے اور ہزارون مسلمانونکا خون ہوا۔ وہ عثمانؓ یہی تو ہین۔ یا کسی فرضی۔ خیالی۔ نموہومی عثمان کے عوض کشت وخون ہوا ہے۔ کتب تواریخ موجود ہین جن سے صاف معلوم ہوتا ہی کہ صحابہ کرام نے بلوہ دفع کرنے مین کسی طرح قصور نہ کیا۔ حتی الامکان زبانی کلمہ وکلام سے بلوائیونکو سمجہایا جب کسی طوران لوگونکے سمجہہ مین نہ آیا تو صحابہ کرام نے جناب عثمانؓ سے اس جماعت اہل فساد سے لڑنے کی اجازت چاہی مگر افسوس۔ جناب عثمانؓ کسی طرح لڑائی پر راضی نہوسے جب صحابہ کرام ہر طرح ہارے تہک کر خاموش بیٹہہ رہے۔ پہر بہی آپ کو پانی پہونچایا اور

آپ پر سے سختی دفع کرنے کی کوشش اور حیلہ وتدابیر سے اخیر وقت تک غافل نہ رہے۔ اسی بلوہ کے زمانہ مین حضرت زید بن ثابت رضی جماعت انصار کے ساتھ جناب عثمان رضی کی خدمت مین آے اور سب نے عرض کیا۔ "اگر آپ اجازت دین تو ہم خدا کے انصار دوبارہ ہوجاوین" یعنی ایک مرتبہ تو جناب رسولخدا کے زمانہ مین آنحضرت صلعم کی نصرت ومدد کر چکے ہین اس وقت آپ کی مدد کرین۔ حضرت عبداللہ بن عمر رضی مہاجرین کے ہمراہ آپکے پاس آے اور کہا۔ "جو لوگ آپ پر بلوہ کر کے آے ہین وہ وہی تو ہین جو ہماری تلوارونکی مار سے سیدھے ہوے اور اسلام قبول کیا اور ابتک وہ مار بھوے نہین جب یاد آتی ہے پاخانہ خطا ہوجاتا ہے یہہ سب مشیخت اور بلند پروازی انکو اسوجہ سے ہے کہ کلمہ گو ہین اور آپکو کلمہ کا پاس ہے اگر حکم ہو توان لوگونکو انکے گذشتہ حالات وواقعات یاد دلاکر بھولی ہوئی باتین جتلا کر راہ راست پر لاوین اور تلوار کے زور سے انکا سارا کس بل۔ ہیکڑی نکال دین"۔

تاب عدو نہین کہ یہان پاؤن رکھ سکے	آتا ہے سوے بیشۂ شیران شغال کب

جناب عثمان رضی نے فرمایا۔ "صاحبو۔ خدا کے لیئے یہہ بات نہ کہو۔ فقط ایک میری جان بچانے کی خاطر اسلام مین تلوارکشی اور خونریزی نہ کرو"۔

اگراز اہل ایمانی مہیا باش آفت را	کہ دندان میگزد پیوستہ انگشت شہادت را

خود جناب عثمان رضی کی غلام اس کثرت سے تھے کہ اگر آپ اپنے غلامونکو اجازت دیتے تو ایک دم مین اس گروہ اشرار کو انکی سرکشی وبدذاتی کا مزہ مل جاتا۔ سب غلام مسلح ہو کر آپکی خدمت مین حاضر ہوے اور عرض کیا۔ "حضور۔ ہم وہی لوگ ہین کہ خراسان سے افریقیہ تک ہمارا مقابل کوئی نہ تھا۔ ہماری تلوار کا وہ خوف تھا کہ سب مثل بید کے کانپتے تھے ہمارے نام سے بہادران جنگ آزمودہ ڈرتے تھے آپکے حکم کی دیر ہے ابھی

اس مغرور جماعت کی قلعی کہل جاے۔ انکو انکی شرارت کا تماشا دکھلا دین۔ ایک دم مین تو یہہ مجمع کائی کی طرح پہٹ جائیگا جسوقت ہماری تلوارین بجلیان بنکر انپر گرینگی انکا خرمن وجود آن واحد مین جلکر خاک سیاہ ہو جاویگا۔ یہہ لوگ زبانی وعظ و نصیحت۔ کلام و فہمائش سے اثر پذیر نہین ہوے اور نہ کسی کے کہنے کا انکو کچہہ خیال ہوا۔ بس انکو اس غرور نے دلیر کر دیا کہ ہم کلمہ گو ہین۔ مسلمان ہین۔ ہمکو کون مار یگا۔ اب یہہ راہ پر نہ آوینگے اور آپ کی بات اور صحابہ کرام کا کلام ہرگز نہ سنین گے اور ذرہ برابر بہی تو اسکی قدر نہین کرتے۔ حضور حکم دیدین اب یارا ے ضبط نہین بس حد ہو چکی۔

چند بسینہ در نہم آہ جگر شگاف را	ضبط چہ سان کند کسے خنجر خوش غلاف را

جناب عثمان رضنے ارشاد فرمایا "تم لوگونکو اگر میری خوشی منظور ہے اور میرا حق ادا کرنا چاہتے ہو تو ہتہیار اپنے بدن سے کہول ڈالو اور خاموش ہوکر اپنے گہر وںمین بیٹہے رہو۔ جو تم مین سے ہتہیار کہول ڈالے مین نے اوسکو آزاد کیا واللہ اگر مین قبل خونریزی اہل اسلام مارا جاؤن تو مجہکو محبوب ہے اس سے کہ بعد قتل و ہلاک گروہ اہل اسلام کے قتل ہون کیونکہ شہادت تو میرے مقدر مین ہے۔ ہر حال مین ہونیوالی ہے کسی طرح اس سے مفر نہین۔ جناب رسول خدا صلعم نے خود اسکی بشارت دی ہے۔ اگر تم لوگ لڑوگے پہر بہی مین قتل ہونگا اس سے کیا حاصل کہ مسلمانونمین باہم قتل و خون بہی ہوا ور مطلب بہی حاصل نہو لہذا یہی مناسب ہے کہ راضی برضا ے مولیٰ یہہ سب مصیبت سہکر صبر و شکر کے ساتہ اس دنیا سے کوچ کرون "

نام من بندۂ عشق است و نشانم داغ ست	روز محشر ہمین نام و نشان برخیزم

کتب تواریخ شیعہ و سنی مین مذکور ہے کہ جناب علی مرتضیٰ رضنے اپنے صاحبزادون حضرات حسنین

اور اپنے بھتیجوں حضرت جعفرؓ کے صاحبزادوں اور اپنے غلام قنبر کو اور حضرت طلحہ و زبیرؓ نے اپنے اپنے صاحبزادوں کو جناب عثمانؓ کے دروازہ پر حفاظت کے واسطے مقرر کر دیا اور فرما دیا تھا کہ بلوائیوں کو روکیں اور گھر کے اندر نہ جانے دیں چنانچہ یہہ حضرات بلوائیوں کے مقابل ٹہیرے رہے اور جب وہ لوگ ہجوم کرتے یہہ لوگ پتھروں لاٹھیوں سے اونکو مار مار کر دفع کرتے تھے یہانتک کہ حضرت امام حسنؓ خون سے تر بتر ہو گئے۔ محمد بن طلحہؓ اور قنبر کے سر زخم کاری آیا مگر لوگوں کو دروازہ سے مکان کے اندر گھسنے نہ دیا۔

گو صورت غربال ہے پر سینہ سپر ہے
اے تیر نظر حوصلہ دیکھا میرے دلکا

نہج البلاغہ ہماری اس بیان کی گواہ ہے۔ مؤرخ شیعہ جناب امیر المومنین علیؓ سے روایت کرتے ہیں آپنے فرمایا۔ واللہ قد دفعت عنه۔ بخدائے لایزال میں نے جناب عثمانؓ سے یہہ ہنگامہ دفع کیا۔ نہج البلاغت کی شرح لکھنے والے بالاتفاق جناب علیؓ کی مدد و نصرت اور حضرت عثمانؓ سے ہجوم بلوائیان دفع کرنیکی بابت روایات کثیرہ سے ثابت کرتے ہیں کہ جب جناب علیؓ زمانہ بلوہ میں جناب عثمانؓ کے گھر تشریف لاتے بلوائیوں کو چابک مار مار کر آپکے دروازہ سے دور کرتے تھے اور زبانی لعنت و ملامت سے اونکو تنبیہ فرماتے تھے۔

مرد مومن پاک کا کام نہیں کہ جناب علیؓ کا یہہ معاملہ اور آپکی گفتگو بلوائیوں کو زجر و تنبیہہ۔ لعنت و ملامت۔ یہ جملہ امور آپکی ظاہرداری اور دنیا سازی پر محمول کرے اور یہہ خیال کرے کہ آپ دل سے تو بیزار اور جناب عثمانؓ سے ناراض تھے۔ حاشا و کلا۔ معاذ اللہ استغفر اللہ۔ یہ طرز و روش منافقانہ جناب علی مرتضیٰ اسد اللہؓ کی نسبت۔ ہاں جو منافق ہے وہ اپنے نفس خبیث پر قیاس کر کے آنجناب کی نسبت یہی رائے قایم کریگا۔ المرء یقیس علی نفسه۔ انسان اپنے نفس پر قیاس کرتا ہے۔ بدآدمی کی نظر ہمیشہ بدی کی طرف

جاتی ہے اور نیک نیکی کا جویان و متلاشی رہتا ہے جناب علیؓ کی ذات پاک مین نفاق و
تقیہ کا گمان ہے ع چو کفر از کعبہ برخیزد کجا ماند مسلمانی - توبہ - توبہ - کبرت کلمۃ تخرج
من افواھھم - یہہ بڑی بات اونکے منہ سے کیسے نکلتی ہے - جان نثاران و شیعان علی
ہو کر اپنے امام کی نسبت ایسا خیال باطل کرین یہہ اونہین کی جراءت و بہادری ہے
آفرین صد آفرین -

طاعت پیر مغان جوی از ہمہ بیگانہ باش	اول از بتخانہ بودی آخر از بیت خانہ باش

ہم تسلیم کرتے ہین کہ اسوقت جناب علیؓ نے جو کچہہ فرمایا گیا منافقانہ نہ تہا مگر اور جو
روایات جو معتبر و مشہور ہین اونکا کیا جواب ہے - کیا اب بہی نفاق تہا اور بعد شہادت جناب
عثمانؓ بہی آپکو خوف تہا - جو تقیہ کی آڑ مین طریق نفاق سے کنارہ گزین نہ ہو سکے - یارو
خدا سے ڈرو - کچہہ تو انصاف کرو - جناب علیؓ نے جو خطبے بمقام کوفہ بعد شہادت جناب
عثمانؓ پڑہے ہین اونمین آپنے قسمیہ فرمایا کہ جناب عثمانؓ کے قاتلونکو مین بہت روکتا اور
دفع کرتا رہا - آپنے بمقام کوفہ ایک خطبہ کے ضمن مین باواز بلند فرمایا - میری اور عثمانؓ کی
مثال اون تین بیلون کی سی ہے جو ایک جنگل مین رہا کرتے تہے - اونکے ساتہہ اوسی جنگل
مین ایک شیر بہی رہتا تہا تینون بیل تین رنگ کے تہے ایک سفید دوسرا سرخ تیسرا سیاہ
چونکہ وہ تینون بیل متفق تہے لہذا شیر کا قابو کسی ایک پر بہی نہ چلتا تہا - ایک روز شیر نے
سرخ بیل اور سیاہ بیل سے کہا - اس جنگل مین ہم سب پر کوئی راہ نہین پا سکتا مگر اس بیل سفید
کیوجہ سے - کیونکہ اسکا رنگ مشہور و معروف ہے - میرا اور تم دونونکا رنگ یکسان ہے اگر تم
دونون اس سفید بیل کو کہا لینے دو تو مین اسکو کہا ڈالون اور یہہ جنگل تمہارے لیئے
خالص ہو جاوے - دونون بیلون نے کہا - اچہا سفید بیل کو کہا ڈالو اور خوف نکالیو

نذر ہو جاؤں) شیر نے سفید بیل کو چیر پھاڑ کر کھا ڈالا جب چند دن گذر گئے شیر نے سرخ بیل سے کہا۔ میرا رنگ تیرے رنگ سے ملتا ہے (جو تجھکو دیکھیگا شیر تصور کریگا البتہ یہ سیاہ بیل ہے تیرے رنگ کے مخالف ہے) تو مجھکو اجازت دے تو اسکو بھی کھا جاؤن۔ اوسنے کہا۔ بہتر ہے۔ پھر شیر سرخ بیل سے کہنے لگا۔ اب تو مین تجھے بھی کھاؤنگا۔ بیل نے کہا۔ ذری مجھکو مہلت دو مین تین بار پکار کر کچھ کہدون۔ شیر نے کہا اچھا۔ پکار دے۔ بیل نے تین بار پکار کر کہا مین تو اوسی دن کھا لیا گیا جس دن سفید بیل کھایا گیا تھا" یہ قصہ بیان کر کے جناب امیر المومنین علیؓ نے باواز بلند فرمایا افسوس جس دن عثمان قتل ہوے مین اوسی دن سے سُست وضعیف ہو گیا۔ اس قصہ کی شہرت اور تواتر اس حد تک پہونچی ہے کہ شیعہ وسنی دونو نکی کتابو نمین موجود ہے اور کسی فریق کو جاے انکار نہین۔

حضرت عبد اللہؓ بن سلام ہر روز صبح کو بلوائیو نکے مجمع مین جا کر فرماتے "جناب عثمانؓ کے قتل سے ہاتھہ اوٹھاؤ آپکے قتل ہوتے ہی تمام فتنے وفساد اوٹھہ کھڑے ہونگے"۔

حذیفہ بن یمانؓ لوگونکو ہمیشہ جناب عثمانؓ کے قتل سے ڈراتے اور کہتے تھے کہ آپکا قتل موجب فتنہ وفساد عظیم ہے۔

جناب عثمانؓ کے دفن مین تاخیر کی یہہ وجہ ہے کہ بعد شہادت آپکے مدینہ منورہ مین ایک غدر تھا۔ ہر شخص بجاے خود اپنی جان سے خائف ولرزان تھا۔ لوگونکو اپنا ہوش نہ تھا سبکو اپنی اپنی پڑی تھی۔ بلوائیون اور بدمعاشون نے عجب آفت برپا کر رکھی تھی۔ صحابہ کرام کو ڈراتے دھمکاتے تھے سب لوگ تو اس حالت مین گرفتار تھے آپکی تجہیز وتکفین کی فکر کون کرتا۔ بالآخر رات کے وقت جب بلوائیون کی طرف سے فی الجملہ اطمینان ہوا آپ دفن کیے گئے جسکا مفصل حال ذکر مدفن مین ہے۔ فرشتے آپکے جنازہ پر تھے اور نماز مین

شریک ہوے چنانچہ حافظ دمشقی نے روایت کی ہے کہ آنحضرت صلعم نے فرمایا "جس دن عثمانؓ شہید ہونگے آدمیونکے عوض آسمانی فرشتے اونکے جنازہ پر نماز پڑہین گے" راوی کا قول ہے کہ مین نے عرض کیا۔ اے رسول خدا کے۔ کیا یہہ بات خاص عثمانؓ کے واسطے ہی یا عام شہیدونکے لیے۔ آپنے فرمایا۔ خاص عثمانؓ کے واسطے۔

اس روایت کی تائید مین دوسری روایت اور بہی ہے جو ابن ضحاک سہیم بن خنیس سے روایت کرتے ہین سہیم خود اس واقعہ شہادت جناب عثمان مین موجود تہے۔ اونکا بیان ہی کہ جب وہ دن جسمین جناب عثمانؓ شہید ہوے ہین گذر گیا اور شام ہوئی تو مین نے لوگونسی کہا کہ اگر صبح تک جناب عثمانؓ دفن نہوے تو خوف ہے کہ مفسدین اشرار مبادا آپکی نعش مبارک کے ساتہہ کسی طرح بے ادبی کے ساتہہ پیش آوین لہذا اسی وقت شب مین دفن کردینا مناسب ہے۔ اس امر پر اتفاق کر کے ہم لوگ آپکا جنازہ رات کو لیکر بقیع الغرقد کو چلے۔ چونکہ رات کا وقت تہا تاریکی مین ہمنے یہہ کام خاطر خواہ کرلیا اور کوئی ہم سے متعرض نہوا ہم آپکا جنازہ لیے جاتے تہے کہ اثنار راہ مین پیچہے سے سیاہی معلوم ہوئی اور اوس نے ہم کو ڈہانک لیا۔ ہم لوگونکو سخت خوف نے آگہیرا اور قریب تہا کہ ڈر کر متفرق بہاگ جاوین ناگاہ ایک آواز سنی کہ کوئی کہہ رہا ہے "تم لوگ گہبراؤ ڈرو نہین ہم اس جنازہ کی شرکت کو آے ہین" سہیم ابن خنیس راوی کہتے ہین کہ وہ فرشتے تہے۔ ابن خنیس کا صحابہؓ کی ذم وہجو کرنا یہہ محض بہتان ہے۔ یہہ شخص معتبر قابل وثوق ہین۔

اب اہل بیت کی روایت اسی باب مین سنو حضرت ابن عباسؓ فرماتے ہین کہ مین نے جناب رسول خدا صلعم کو خواب مین دیکہا۔ آپ ایک گہوڑے پر سوار ہین اور سر مبارک پر نورانی عمامہ بندہا ہے۔ ہاتہہ مین فردوس کی ایک چہڑی ہے۔ مین نے عرض کیا۔ اے رسول اللہ صلعم

ہین تو آپکے دیدار کا مشتاق تہا اور آپ ایسی عجلت مین ہین - آپ یہ سنکر میری طرف متوجہ ہوے اور تبسم کرکے فرمایا - آج عثمان بن عفان جنت مین ہمارے پاس دولہا بنے ہین - اونکا نکاح ہو گیا اسوقت اونکے ولیمہ کی دعوت ہے لہذا مین بغرض شرکت دعوت جلدی جاتا ہون - اس کو حسین بن عبداللہ بناز فقیہ اور ابو شجاع شیرویہ دیلمی روایت کرتے ہین - دیلمی کا مشاہیر محدثین مین شمار ہے - شیعہ بہی انکو معتبر جانتے ہین - کتاب منتقی مین بروایت ابن عباسؓ اسی سند سے اس خواب کو لکہا ہے -

دوسرا خواب جناب امام حسنؓ سے منقول و مشہور ہے اور بروایت معتبر دیلمی نے منتقی مین نقل کیا ہے جسکو ہم فضائل مین لکہہ آے ہین اور ایک روایت قرہ بن خالد سے بہی اوپر گذر چکی ہے محمد بن حنفیہ سے روایت ہے کہ جناب علیؓ نے بروز جنگ جمل فرمایا - خداوندا - قاتلین عثمانؓ پر لعنت نازل فرما! - جہان کہین وہ ہون " یہہ بہی بالتصحیح ہم لکہہ آے ہین -

بروایت بالا وارد ہے کہ جناب علیؓ کو خبر ہوئی کہ ام المومنین جناب عائشہ صدیقہؓ قاتلین عثمانؓ پر لعنت کرہی ہین - آپنے اپنے دونون ہاتہہ دعا کے واسطے بلند کیے یہانتک کہ منہ کے مقابل ہوے پہر فرمایا - انا نلعن قتلۃ عثمان لعنھم اللہ فی السھل والجبل - مرتین او ثلثا - اسی سند سے دوسری روایت سے آیا ہے کہ جناب علیؓ کے سامنے حضرت عثمانؓ کی شہادت کا ذکر آیا آپ رونے لگے یہانتک کہ آنسوؤن سے ڈاڑہی تر ہو گئی - جندب کہتے ہین کہ مین حذیفہ کے پاس گیا - اونہون نے دریافت کیا کہ اس شخص کی کیا خبر ہے مین نے کہا مین جانتا ہون کہ لوگ انکو قتل کر ڈالینگے - آپ اس بارہ مین کیا کہتے ہین - جواب دیا - اگر عثمان کو قتل کرینگے تو آپ جنت مین جاوینگے اور قاتلونکو دوزخ نصیب ہوگی - اہل بیت کے اقوال آپکی قاتلونکی بابت یہ ہین حذیفہ بن یمان کو شیعہ بہی مانتے ہین اونکی روایات پر اعتبار کرتے ہین کیونکہ حدیث

مین آیا ہی ماحل ثلم حذیفۃ فصد قوہ۔ اگر تمام صحابہ و تابعین سے جو کچھہ اقوال درباب شہادت حضرت عثمانؓ اور آپکی قاتلون کے حق مین منقول ہین ذکر کیے جاوین تو ایک دفتر ہو جاے روایات مشہورہ و متعددہ و معتبرہ سے ثابت ہوتا ہے کہ تین روز تک آپکی لاش پڑا رہنا محض غلط ہے بلکہ کتب تواریخ مین اسکی تکذیب ہے کیونکہ باتفاق جملہ مورخین آپکی شہادت بتاریخ اٹھارہ ذیحجہ روز جمعہ بعد عصر کے ہوئی اور شب شنبہ مین بمقام بقیع دفن ہوے (تحفہ اثناعشریہ) اور اس مین کسی طرح شک نہین پس آپکی شہادت دن مین قبل مغرب ہے اور رات کو کسیوقت دفن ہوے تین دن کیسے شاید تین پہر گذرے ہون اور یہہ کچھہ تاخیر مین داخل نہین خصوصاً ایسے ہنگامہ و غدر مین تو آپکی تجہیز و تکفین بہت جلد ہوئی۔

طعن دوازدہم متعلق بہ قرآن مجید متضمن مباحث متعددہ

اوّل۔ جو قرآن مجید بالفعل مروج ہے اسکو خلیفہ ثالثؓ نے اپنے عہد خلافت مین جمع کیا ہی اور پیشتر جو عہد خلیفہ اول مین جمع کیا گیا تہا وہ قرآن مجید عبداللہ بن مسعودؓ وغیرہ نے جمع کیا تہا جسکو عثمانؓ محرق القرآن نے آگ مین جلوا دیا اور اوسکی خاکستر تک خاک مین ملا دی چنانچہ مشکوۃ شریف مین زید بن ثابت کی ایک روایت طولانی سے قصہ جمع قرآن ثابت ہے اوسکے آخر مین یہہ بہی ہے کہ جب عہد خلیفہ اول مین قرآن شریف مرتب ہو گیا تو مین حیات خلیفہ اول تک اونکے پاس رہا پہر خلیفہ ثانی کے پاس تہا اور اونکے بعد بی بی حفصہؓ کے پاس رہا۔ ماحصل اس اعتراض کا یہہ ہی کہ جناب عثمانؓ نے قرآن شریف مین تصرف کیا اور یہہ قرآن جو اب مروج ہے یہہ وہ قرآن بجنسہ نہین جو عہد رسالت اور عہد خلیفہ اول و دوم مین تہا۔ تالیف قرآن شریف مین زید بن ثابت کی حدیث پیش کی ہے۔

جواب- قرآن شریف جلانے کا جواب شافی ہمارے گذشتہ مضامین سے جو دباب جمع قرآن مجید ہم لکھ آئے ہین صاف ظاہر ہے کہ بعد نقل قرآن شریف لوگونکے پاس جو مختلف قرآن مجید تھے جنمین روایات شاذہ وغیرہ تہین آپنے جلوا دیئے کیونکہ جب ایک نسخہ اوس قرآن شریف سے جو عہد خلافت حضرت صدیق رضؓ مین بزمانہ جنگ یمامہ پرزہ پرزون - پرچون اور زبانی حافظوں سے مرتب ہوا تہا اور وہ بجنسہ آپکے پاس رہا پہر حضرت فاروق رضؓ کے پاس بعد آپکے ام المومنین جناب حفصہ رضؓ کے پاس تہا اور اسی قرآن کو اصل منقول عنہ قرار دیکر اوس سے ایک نسخہ نقل ہوا پہر اوسکی متعدد نقلین تمام بلاد مین بہجوا دین اور جن لوگونکے پاس قرآن شریف جنمین بعض آیات مشکوک بہی تہین نکلے وہ منگوا لیئے تو اب ان نسخونکی ضرورت نہ رہی اور انکے باقی رکھنے سے خوف تہا کہ کسی وقت لوگ پہر اختلاف کرین لہذا انکا جلا دینا ہی مناسب تہا - آپ پر یہہ الزام کہ اصل قرآن مجید جلا دیا محض زبردستی اور تعصب کا ہے بر تقدیر تسلیم اس امر کے کہ آپنے وہی قرآن مجید جلا دیا جسکو حضرات طاعنین کہتے ہین تو ہمارا اونسے یہہ سوال ہے کہ ان حضرات کے نزدیک خلیفہ اول نے جو قرآن جمع کیا وہ قابل اعتبار ہے یا نہین اگر قابل اعتبار ہے تو صاحب حق الیقین کی اس عبارت کا مطلب کیا ہے "آنحضرت (یعنی جناب امیرؓ) در خانہ نشست و مشغول بجمع کردن قرآن شد و از خانہ بیرون نیامد تا ہمہ را جمع نکرد و بمسجد آمد عمر گفت کہ احتیاج بقرآن تو ندارم حضرت فرمود کہ دیگر این قرآن رانخواہد دید تا مہدی از فرزندان من ظاہر گرداند و بخانہ برگشت" اگر آپ خلیفہ اول کے جمع کردہ قرآن کو مانتے ہین تو یہہ عبارت مرقومہ بالا محض منگہڑت ہے اور مولف کتاب کی افترا پردازی کیونکہ بجز اس کتاب کے کسی روایت سے ثابت نہین ہوتا کہ جناب علی رضؓ نے کوئی قرآن شریف جمع کیا ہے اور جن روایات مین آپکی نسبت جمع کرنا آیا ہے - اوس سے حفظ کرنا مراد ہے یعنی آپ ہی منجملہ

اون حضرات کے ہین جنہون نے پورا کلام مجید یاد کیا اور اس مین کس کو کلام ہے اور اگر آپ اس قرآن کو قابل اعتبار نہین سمجھتے تو بموجب اعتراف صاحب مجمع البیان - ان القرآن کان علی عهد رسول الله صلعم مجموعاً مؤلفاً علی ما هو علیه الآن یعنی یہہ قرآن عہد رسالت مین جمع اور ترتیب کے ساتھہ ایسا ہی تہا جیسا کہ اسوقت ہے - نہ جناب صدیق اکبر نے قرآن شریف جمع کیا اور لکہایا اور نہ عہد عثمانی مین مرتب ہوا تو اس صورت مین جناب عثمان سے محرق القرآن نہ ٹہیرے - حدیث سے ہمکو کب انکار ہے بلکہ یہی حدیث تو ہماری دلیل ہے اور اس سے یہہ بات بہی نکلتی ہے جو ہمارے مفید مطلب ہے کہ کتابت قرآن بدعت نہین ہے بلکہ خود آنحضرت صلعم نے لکہنے کا حکم دیا تہا اور وہ پرچون پرزون مین لکہا ہوا منتشر تہا نہ اوسمین ترتیب تہی نہ وہ ایک مصحف مین تہا -

اس مقام مین بعض شراح مشکوٰۃ لکہتے ہین کہ اوس مجموعہ مین کچہہ آیات منسوخ التلاوت اور کچہہ منسوخ الحکم بہی داخل تہین اسیواسطے ایک مصحف مین یا یون کہیئے ایک جلد مین جمع نہوا کیونکہ اوس زمانہ تک وہی احتمال نسخ وابدال کا باقی تہا پہر جب زمانہ وحی کا منقطع ہوا تو حقتعالے نے موافق اپنے سچے وعدے انا له لحافظون - کے خلفاء راشدین کو جمع کرنیکا الہام کیا چنانچہ آنحضرت کے بعد اسکی ابتدا حضرت صدیق اکبر رضہ سے بمشورہ حضرت عمر رضہ ہوا اور انتہا اس کام کی حضرت عثمان رضہ پر بمشورت جناب علی رضہ قرار پائی - لیکن عہد خلافت حضرات شیخین رضہ مین بسبب کثرت حرب وجہاد اور تیاری وروانگی افواج اور دیگر مہمات ضروریہ کے اگرچہ ایک مصحف مین جمع ہوا لیکن بدستور نامرتب رہا اور جناب ختنین رضہ کے وقت ایک مصحف مین جمع بہی ہوا اور ترتیب بہی پایا - یہ ترتیب مطابق لوح محفوظ کی ہے اصلا کمی وبیشی کو دخل نہین اسواسطے کہ ہرسال حضرت جبرئیل علیہ السلام رمضان مبارک مین تشریف لاتے اور اسی ترتیب پر آنحضرت صلعم کے

ہمراہ بطور مدارست (دور) تلاوت فرماتے تھے یہانتک کہ عام رحلت مین آیہ - انہ لکتاب عزیز لا یاتیہ الباطل من بین یدیہ ولا من خلفہ تنزیل من حکیم حمید کو دو مرتبہ لاے ہین اور وہی ترتیب حضرت رسول خدا صلعم کی تعلیم سے بہت سے صحابیونکو یاد تھی اوسیکے موافق جناب عثمان صاحب الحیار دالایمان کے عہد مین بلا کم و کاست قرآن مرتب ہوا اور اب یہ وہی قرآن بعینہ ہے سر مو فرق نہین - اسمین حضرات شیعہ کو بھی محال انکار نہین کیونکہ فاضل طبرسی مجمع البیان مین اس بات کی یون تصدیق کرتے ہین "سید مرتضیٰ علی بن حسین موسوی نے ذکر کیا کہ عہد آنحضرت صلعم مین قرآن جمع اور ترتیب کے ساتھ اسی طور پر تھا جیسا کہ اب ہے - اس دعوی پر دلیل یہہ ہے کہ آنحضرت صلعم کیوقت قرآن پڑھا جاتا اور یاد کیا جاتا تھا تمام و کمال اور ایک جماعت صحابہ کی اسکے یاد کرنے پر معین تھی اور حضرت کے سامنے پڑھا جاتا تھا اور ایک جماعت صحابہ نے جیسے ابن مسعود اور ابی بن کعب وغیرہ آنحضرت صلعم سے بارہا قرآن سنا اور اول سے آخر تک پڑھا - ادنی تامل سے معلوم ہوتا ہے کہ یہہ سب باتین قرآن کے مجموع و مرتب ہونے پر دلالت کرتی ہین اور اسپر کہ قرآن پراگندہ نہ تھا اور ذکر کیا ہے کہ جس امامیہ یا حشویہ نے اسمین خلاف کیا اوسکا اعتبار نہین - وہ خلاف اون لوگونکا ہے جنہون نے اخبار ضعیفہ نقل کئے اور اونکو صحیح سمجھے - پس معلوم یقینی کو چھوڑ کر اونکا قول معتبر نہو گا" اب حضرات طاعنین کو مجال گفتگو نہ رہی - جناب علی رضہ کی نسبت قرآن چھپانیکا الزام اور جناب عثمان رضہ کی بابت قرآن جلانیکا اعتراض وطعن باقی نہ رہا -

خمیازہ دو کان شیشہ گر سنگست		عدو شود سبب خیر گر خدا خواہد	

عبارت مذکورہ بالا اگرچہ ہماری روایات کے خلاف ہے کیونکہ صاحب مجمع البیان کا دعوی ہے

کہ قرآن شریف باین ہئیت کذائی جیسا کہ اب ہے آنحضرت صلعم کے وقت مین جمع ہو گیا تہا اگر اسکا یہہ مطلب ہے کہ لکہہ گیا تہا تو یہہ بات غلط ہے اگر یہہ مراد ہے کہ لوگونکے سینونمین جمع تہا تو البتہ تسلیم ہے مگر ہمکو اس قیل و قال کی ضرورت نہین۔ ہمارا تو یہہ مدعا تہا کہ یہہ قرآن مجید وہی ہے جو آنحضرت صلعم کے وقت مین تہا اوسمین سے کچہہ قطع و بُرید نہین ہوئی اور اس مدعا کی تائید عبارت مجمع البیان سے ہوتی ہے وہو المراد۔

دوم۔ روایت انس بن مالک مین مذکور ہے کہ جناب عثمان نے اوس صحیفہ کو حضرت حفصہؓ کے پاس سے منگوا لیا اور وعدہ کیا کہ بعد نقل لینے کے اسکو واپس کر دونگا جب جناب عثمان رضؓ نے قرآن کو جمع کرا لیا تو اوس صحیفہ کو حفصہ رضؓ کے پاس بہیجدیا اور اپنے قرآن کا ایک ایک نسخہ اطراف ممالک مین روانہ کیا اور حکم کیا کہ سواے اس قرآن کے اور جو کچہہ صحیفے یا مصحف ہین اونکو جلا دین شیخ عبد الحق دہلوی نے لکہا ہے کہ اس حدیث سے ظاہر ہوتا ہے کہ جو صحف نزدیک حفصہ رضؓ کے تہے بعد واپس کرنیکے وہ بہی جلا دیے گئے۔

جواب۔ روایت انس بن مالک سے جو حدیث منقول ہے ہم اوسکو باب جمع قرآن مجید مین مفصل لکہہ چکے ہین ضرورت اعادہ نہین۔ اوس روایت مین یہہ لفظ بہی ہے کہ ماسوا کو علی اختلاف الروایتین جلانے یا پہاڑنے کا حکم دیا۔ مرقات شرح مشکوۃ مین ہے کہ مراد ماسوا سے منسوخ التلاوت ہے۔

علامہ سجستانیؒ کا قول ہے کہ جناب عثمان رضؓ نے سات مصحف لکہواے تہے۔ وہ اسطرح تقسیم ہوے۔ ایک مکہ معظمہ مین۔ ایک مدینہ منورہ مین۔ باقی پانچ شام۔ یمن۔ بحرین۔ بصرہ اور کوفہ بہیجے گئے۔ حضرت علی مرتضیٰ شیر خدا اکثر فرمایا کرتے تہے۔ واللہ عثمان نے کیا خوب کام کیا اگر اونسے یہہ کام انصرام نہ ہوتا تو مین سرانجام دیتا۔ پس اس حدیث انس اور اسکی

شرحون سے ثابت ہوا کہ یہ امر جلیل الشان بہترین حسنات جناب عثمان رضؓ سے ہے اور وہ ہرگز محرق القرآن نہین بلکہ محرق ماسوی القرآن ہین کہ جو باعث اختلاف تہا۔اب بہی مخالفین زبان طعن نہ روکین تو اسکا علاج ہی کیا ہے۔یہی داغ تو دشمنونکے دلونپر ہی کہ من بعد انکے دخل وتصرف کی گنجائش نہ رہی اور مثل توریت وانجیل نسخے مختلف قرآن شریف کے ہاتہہ نہ آے کہ کچہہ داؤ چلتا۔شیخ محدث دہلوی ؒ کی عبارت سے یہہ نہین ظاہر ہوتا کہ جناب حفصہ رضؓ کے صحیفہ کو جناب عثمان رضؓ نے جلایا بلکہ مرقات مین لکہا ہے کہ جب مروان حاکم مدینہ کا ہوا تو اوسنے بعد انتقال امیر المؤمنین حفصہ رضؓ کے اونکا مصحف خوف اختلاف سے جلوایا کیونکہ وہ قرآن شریف بے ترتیب محض تہا جب قرآن جمع کردہ جناب عثمان رضؓ لشہادت امام الائمہ فخر صحت کو پہونچا اور اسیواسطے ملا صادق کلینی نے بہی باعلاے ندا پکار دیا کہ۔ ویظہر القرآن بہذا الترتیب عند ظہور الامام الثانی عشر ویشتہر بہ۔یعنی قرآن اسی ترتیب معروف ومشہور سے بارہوین امام مہدی رضؓ امام آخر الزمان کے وقت ظاہر ہوگا اور اسی ترتیب سے مشہور ہی ہوگا۔تو اب مروان پر بہی جگہہ تشنیع وبہتان کی نہ رہی گو اور فعل اوسکے شنیع ہوا کرین اب یہان کسیکو پانون پہیلانیکی جگہہ نہ رہی۔باقی یہہ کہ ع تو لشنوی یا نشنوی من گفتگوے میکنم۔ امر آخر ہے آمین اختیار باقی ہے۔

سوم۔فخر رازی ؒ نے نہایت العقول مین لکہا ہے کہ جلاڈالنا باقی مصاحف کا درحقیقت نہایت تعظیم تہی کہ مبادا کوئی پرزہ اومین سے زمین پر گر پڑے تو باعث اہانت وسبکی کا ہوگا۔سبحان اللہ۔جلانا قرآن کا تو تعظیم تہا اور گرنا اوسکا زمین پر باعث تحقیر کا ہوا حالانکہ جلال الدین سیوطی ؒ نے کتاب اتقان مین قاضی حسین سے نقل کیا ہے کہ اوسنے کہا جلانا قرآن کا خلاف احترام ہے اور جو چیز خلاف احترام ہو وہ اہانت اور استخفاف ہے۔

جواب جس مصحف مین نفع متصور نہو جیسا کہ اکثر بچونکے پڑہنے سے پہٹ کر پرزہ پرزہ

ہوجاتا ہے۔ یا کرم خوردہ یا دیمک خوردہ ہوگیا کہ کسیطرح پڑہنے مین نہین آتا اور رجا بجا الفاظ
اوڑ گئے ہون) اوسکے ضائع کرنے مین علما کا اختلاف ہے۔ بعض کہتے ہین جلا دینا چاہیئے اور
بعضونکے نزدیک دہو ڈالنا چاہیئے لیکن محققین تفصیل کرتے ہین کہ جو قرآن من حیث انہ قرآن
ہے جیسے یہہ قرآن مروج الآن اوسکا جلانا بہتر نہین ہے۔ کیونکہ اسمین گونہ اہانت ہے بلکہ دہوکر
اسکے غسالہ (پانی) کو کسی مقام پاک مین ڈال دین یا وہ پانی پی لین کہ ہر مرض کی دوا اور
ہر درد کی شفا ہے اور جو قرآن من حیث انہ قرآن نہین جیسے مصاحف محرقہ جناب عثمان رضؓ
اوسکا دہونا بہتر نہین کیونکہ احتمال حرفونکے رہ جانے کا ہے بلکہ اوسکو جلا ڈالنا چاہیئے
تا اثر اختلاف کا بالکل باقی نہ رہے جیسا جناب عثمان رضؓ نے کیا۔ پس قول امام رازی رحؒ کا
ناظر ہے اس معنی کیطرف اور قول قاضی کا ناظر ہے اوس معنی کی طرف اس تقریر پر تعارض
بین القولین اوٹھہ گیا اور رازی قاضی سے راضی ہوگئے۔ اب حقیقت مین جلانا ایسے قرآن کا
جس سے اختلاف اور تکفیر بَیْنَہُمْ ہو باعث بڑی تعظیم کا ہے۔ اگر یہہ امر باعث اہانت ہوتا تو
کوئی صحابی جلانے نہ دیتا۔ جناب عثمان رضؓ نے جیسے بمشورہ صدہا صحابہ کرام کے کہ بہترین انمین تہا
جناب علی مرتضی رضؓ تہے قرآن صحیح کو جمع کیا ویسا ہی بصوابدید انہین بزرگوار کے جلوایا۔ اس
صورت مین اگر جناب عثمان رضؓ مورد طعن کیک ہین تو جناب علی رضؓ اور دیگر صحابہ بہی اسمین شریک
ہین اور یہہ جو کہا کہ سبحان اللہ قرآن کا جلانا تعظیم ٹہیرا اور گرنا اوسکا زمین پر باعث تحقیر کا
ہوا۔ اس سے یہہ ثابت ہوتا ہے کہ گرنا قرآن کا زمین پر اور پاؤنمین روندنا معترض صاحب
کے نزدیک باعث تحقیر نہین حالانکہ جلانا اور پاؤن کے نیچے لانا صورت تحقیر مین دونون
برابر ہین کوئی انمین مابہ الامتیاز نہین۔ ہم تسلیم کرتے ہین کہ جلانا باعث تحقیر و اہانت ہے
لیکن اور کی ہہیلی پر ہہنسنا اور اپنا ٹینٹ نہ دیکہنا انصاف کے گلے پر چہری چلانا ہے

فاضل کلینی بروایت زید بن جہم ہلالی امام جعفر صادق ؑ سے نقل کرتے ہین کہ امام جعفر صادق ؑ نے یہہ آیت پڑہی۔ ولا تکونوا کالتی نقضت غزلہا من بعد قوۃ انکاثا تتخذون ایمانکم دخلا بینکم ان یکونوا ائمۃ ھی ازکی من ائمتکم۔ فقلت جعلت فداک ائمۃ قال ای واللہ۔ قلت انما یقرء اربی۔ قال وما اربی واومی بیدہ فطرحہا۔ قرآن شریف مین۔ تکونوا کی جگہہ تکون ہے اور ائمۃ کی جگہہ امۃ ہے اور ازکی کی جگہہ اربی ہے۔ راوی کا قول ہے کہ مین نے کہا۔ مین آپ پر قربان۔ کیا ائمۃ ہے فرمایا ہان قسم خدا کی۔ مین نے کہا۔ لوگ تو اربی پڑہتے ہین آپنے ازکی پڑہا۔ فرمایا۔ اربی کا کیا مطلب۔ یہہ کہکر قرآن شریف اہانت کے ساتہہ آپنے زمین پر پہینکدیا۔ اب فرمایئے کہ قرآن صحیح باتفاق فریقین واجب التعظیم اور قابل عمل ہے اوسکا زمین پر دے مارنا اور اہانت سے پہینکنا اہانت ہے یا ناسوی القرآن کا جلانا علاوہ اسکے قرآن کی عظمت اور اوسکا ادب تو یہہ ہے کہ اسکو ناپاک لوگونسے دور رکہے نجاسات اور گندہ مقامات مین کسی جگہہ نہ پڑے۔ اسکی تلاوت کو زندگی مین باعث برکت اور مرنیکے بعد سبب مغفرت سمجہے۔ الحمد للہ ہم کو تو یہہ نصیب ہے۔ صاحب استبصار فرماتے ہین لا بأس ان تتلوا الحائض والجنب القرآن۔ عورت حیض والی اور مرد ناپاک جس پر غسل واجب ہے قرآن پڑہین تو مضائقہ نہین اور آپکے یہان یہہ ادب ہے۔ کتاب من لا یحضرہ الفقیہ مین جو منجملہ کتب معتبرہ شیعہ ہے لکہا ہے کہ جاے ضرور مین بقدر آیت الکرسی قرآن کا پڑہنا درست ہے۔ یہ قرآن کی تعظیم ہے۔ عوام بلکہ خواص نے قرآن کی عوض موت وحیات مین ضمیر اور دبیر کے مرثیونپر اکتفا کی اب ارشاد فرمایئے کہ تعظیم کون کر رہا ہے اور تحقیر کون

تا زم کہ از رقیبان دامن کشان گذشتم	گو مشت خاک ما ہم بربا د رفتہ باشد

چہارم - حضرات سنیہ کا اس مقدمہ مین کیا اعتقاد ہے کہ جو مصاحف عہد شیخین مین لکھے گئے اور وہ قرآن جو ابن مسعودؓ وغیرہ اصحاب نے جمع کئے تہے اور عثمانؓ نے اون سبکو جلادیا منزّل من اللہ تہے یا نہ تہے - اگر کہو کہ منزل من اللہ اور واجب العمل تہے تو پہر کیون جلا ڈالے گئے اور اونمین کتنی آیتین تہین اور اونمین کیا مذکور تہا اور اون مصاحف محرقہ اور اس قرآن مروج مین کتنا ایر پہیر تہا - اگر کہتے ہو کہ ایسا اختلاف تہا جیسا کہ اختلاف قرأتون مین قرا سبعہ یا عشرہ کے ہے تو یہ نہین ہو سکتا کیونکہ ایسا اختلاف تو اب بہی موجود ہے اگر یہی اختلاف تہا تو اوسکو کیون جلادیا اور اس قرآن کو کیون نہ جلایا - اس سے معلوم ہوتا ہے کہ اختلاف بہت تہا اور بڑا ایر پہیر تہا - پہر بتاؤ کہ وہ قرآن کہان گئے اگر موجود نہین تو آیہ کریمہ انا لہ لحافظون - کس طرح صادق ہو گی اور دوسری آیت - لا یاتیہ الباطل من بین یدیہ ولا من خلفہ تنزیل من حکیم حمید - بنا بر مزعوم اہل سنت کے کس طرح صحیح ہو گی کیونکہ وہ قرآن اب نہین رہا نہ خدا نے حفاظت کی اور نہ وہ قرآن غلبہ باطل سے محفوظ رہ سکا -

جواب - مصاحف محرقہ اگرچہ منزل من اللہ تہے لیکن بسبب بے ترتیبی اور انتشار اور خلط قرآت شاذہ اور آیات منسوخہ اور بعض الفاظ تفاسیر کے علی الخصوص بجہت داخل ہونے دعاء قنوت اور خارج ہونے معوذتین کے کہ اس خروج کا شیعہ بہی انکار نہین کرتے تمام وکمال واجب العمل نہ تہے اسیواسطے جلائے گئے کہ یہود ونصاریٰ کی طرح اختلاف نہ پڑے اور اون مصاحف مین آیات متفقہ علیہا اتنی ہی تہین جتنی اب ہین اور مذکور اونمین یہی تہا جو اب ہے اور مصاحف محرقہ اور مروجہ مین سوائے اون باتونکے جو مذکور ہوئین کچہہ ایر پہیر نہین اختلاف بہت کم تہا اور ایر پہیر کان لم یکن - وہ نامرتب تہا یہ مرتب ہے - بموجب آیہ کریمہ انا لہ لحافظون

کے دنیا مین اسکے ہزارون حافظ موجود اور موافق آیہ لا یاتیہ الباطل کے ہر ملکون کیا
بلکہ ہر قریونمین نقلین اوسکی مشہور۔ تلاوت سے کرورون پیر و جوان شاد۔ لاکھون ابجد خوانونکو
جا بجا سے زبانی یاد۔ قرآن مجید صحیفہ علیؓ یا مصحف فاطمہؓ نہین کہ برخلاف لطف و صلح غار سر من
رای مین مستور رہے اور نہ تہذیب طوسی یا کافی کلینی ہے کہ برعکس ہدایت و ارشاد صندوق
تقیہ مین مہجور رہے صاحبو۔ یہہ کلام اللہ الملک الجبار ہے جسکی شعاع عالمتاب سے چشم باطن خیرہ
اور جسکی رشد و ہدایت ظاہر کالشمس فی نصف النہار ہے۔ یہہ اپنے محبون مخلصونکے سینونمین
محفوظ اور اونکا مددگار ہے۔ جو بدعقیدہ ہین اور اس سے بغض رکھتے ہین اونکے پاس جانے سے
اسکو عار ہے۔ یہہ بہی معجزہ کلام الٰہی قدیم زمانہ سے یادگار ہے جسکا دل نورانی ہے وہان
اسکو قرار ہے۔ جو تیرہ درون ہین اونکے سینونسے اسکو فرار ہے۔

جمالِ شاہد قرآن نقاب انگاہ بکشاید	کہ دار الملک ایمان را بیابد خالی از غوغا

نتیجہ۔ اگر یہہ کہتے ہو کہ مصاحف محرقہ منزل من اللہ نہ تہے اور یہی قرآن مروج منزل من اللہ
ہے تو عہد حضرات شیخین اور اوائل عہد جناب عثمانؓ مین کون سا قرآن تہا۔ کس پر عمل کیا جاتا تہا
تراویحون مین کونسا قرآن پڑہا جاتا تہا جمع کرنیوالی اون مصاحف کے باعتقاد حضرات
سنیہ مومن تہے یا منافق۔ اگر مومن تہے تو مومن کا کام یہہ نہین کہ کوئی نیا قرآن بنالیوے
اور کہے کہ یہہ منزل من اللہ ہے۔ اگر وہ اصحاب جنہون نے پہلے قرآن جمع کیا تہا وہ منافق تہے
اور اونکا جمع کیا ہوا غلط تہا تو مقام تعجب ہے کہ شیخین نے اپنے وقت مین اون منافقو
نکے نہ جلوا دیا۔ اوسکو مقبول رکہا۔ احکام شرع اوس سے نکالے۔ نمازونمین اوسے پڑہا کیے
اور وہ لوگ بہی تو اصحاب تہے۔ پہر حدیث اصحابی کالنجوم بایہم اقتدیتم اہتدیتم
تمکو یاد ہے یا بالکل فراموش ہوگئی۔

جواب - عہد حضرات شیخین رضؓ اور اوائل عہد جناب عثمانؓ مین اوس قرآن محرق کے پڑھنے کی کیا حاجت تھی ہزار دن کو قرآن اسی ترتیب سے یاد تھا جو اب ہے اور حضرت رسول خدا صلعم حضرت جبریل علیہ السلام سے ہر سال دورہ ختم قرآن کیا کرتے تھے اور اسی یاد پر عمل کیا جاتا تھا اور تراویحون مین پڑھا جاتا تھا جمع کرنے والے اون مصحفونکے بیشک مومن تھے اگر کسیکو کچھ شبہ قرأت شاذہ وغیرہ مین پڑا تو عندالاجماع وہ ہرگز اپنے شبہہ پر نہ اڑا کیونکہ مومن کا کام نہین کہ نیا قرآن بناوے حضرات شیخین رضؓ نے جو اپنے عہد مین جمع کروایا بسبب محاربات کفار اور دفع خصوم اور مشاغل لبسیار کے فرصت ترتیب کی نہ ملی اسی باعث نامرتب جمع رہا احکام شرع کے نکالنے اور نمازونمین پڑھنا کچھ قرآن محرق پر موقوف تھا بلکہ ہزارونکو یاد تھا اوسی بموجب نمازونمین پڑھا جاتا تھا اور احکام شرعی اوسی زبانی یادکردہ قرآن سے نکالتے تھے - حدیث صحابی کالنجوم ہمکو خوب یاد ہے اور جو عبداللہ جیسا کہ اونھون نے کہا اور کیا ہم اونکی اقتدا کرتے ہین ہان آپ لوگونکو البتہ یہہ حدیث فراموش ہوگئی کہ اونکی اقتدا سے دور اور بجز دوچار صحابیونکے سب سے نفور ہو -

ششم - جناب رسول خداؐ نے جو اپنی اُمت کو وصیت کی تھی کہ مین تم مین کتاب اللہ اور اہلبیت اپنے چھوڑتا ہون اور یہہ دونون جدا نہونگے تاوقتیکہ میرے پاس حوض کوثر پر وارد ہون - اس کتاب اللہ سے کونسا کلام اللہ مراد ہے اگر یہی قرآن ہے جو عہد عثمانی مین مرتب و مروج ہوا تو یہہ اوس وقت کہان تھا اور جو قرآن جلائے گئے وہ منزل من اللہ نہ تھے تو یہہ اہلبیت اور قرآن مین عہد عثمانی تک جدائی لازم آتی ہے شاید اس حدیث مین اتنا فقرہ رہگیا کہ عہد عثمانی سے انمین آپس مین جدائی نہ ہوگی تا ورود حوض کوثر - مگر توجیہہ اس فقرہ شریفہ کی کہ مین چھوڑتا ہون تم مین کتاب اللہ و اہلبیت کو کس طرح ہوسکتی ہے

کیونکہ اس فقرہ سے صاف ظاہر ہے کہ اوس وقت کلام اللہ موجود تہا۔
جواب۔ سبحان اللہ حدیث وصیت کو خوب سمجھے۔ اگر اسکے یہی معنی ہین تو مذہب شیعہ کی نسبت انقلاب عظیم ہوگا کیونکہ باعتراف معترض اور بنا بر تصریح صاحب حق الیقین کے ثابت ہے کہ قرآن کامل جسکو جناب علی رضؓ نے جمع کیا تہا امام غائب کے پاس غائب ہے جب وہ ظہور فرماوینگے تو یہہ بہی نکلیگا اس صورت مین جب تک کہ جناب علی رضؓ نے جمع نہ کیا تہا اور جبکہ جمع کر کے غائب کر دیا تو اس مابین مین اور بعد غائب کر دینے کے گیارہوین امام تک بہی جدائی لازم آئی کیونکہ آئمہ ہدیٰ تو اسی قرآن کو پڑہتے پڑہاتے لکہتے لکہاتے آئے ہرگز قرآن مفقود کا انکے پاس اثر بہی موجود نہ تہا تا بحدیکہ بنا بر مزعوم شیعہ حضرت امام حسن عسکریؓ کی تفسیر اسی قرآن موجودہ پر ہے۔ اب کسنے اپنے پائون پر تیشہ مارا اور کس نے ثقلین (قرآن واہلبیت) مین تفرقہ ڈالا۔ شاید اس مین یہہ فقرہ رہگیا ہوگا کہ عہد امام غائب سے اسمین جدائی نہوگی تا ورود حوض کوثر۔ مگر توجیہ عبارت شریفہ کی (مین چہوڑتا ہون تم مین کتاب اللہ اور اہل بیت) کس طرح ممکن ہوگی اسواسطے کہ کتاب اللہ کا ظہور اوسوقت مسلم ہو تو بیچ کے اہلبیت اوسوقت کہان ہونگے۔ وہ زمانہ تو بالکل قریب قیامت کے ہوگا۔ اسوقت کے اہلبیت بغیر اوس قرآن کے رہ گئے۔

ہفتم۔ ابن عبد البر مالکی نے کتاب استیعاب مین محمد بن سیرین سے روایت لکہی ہے کہ جب لوگون نے ابوبکرؓ سے بیعت کی تو حضرت علی رضؓ نے بیعت مین تاخیر کی اور اپنے گہر مین بیٹہہ رہے۔ ابوبکرؓ نے کہلا بہیجا کہ تمنے کیون دیر کی آیا میری بیعت سے یا میری امارت خلافت سے تمکو کراہیت ہے، آپنے جواب دیا۔ آپکی بیعت سے کراہیت تو نہین مگر مین نے قسم کہائی ہے کہ جبتک قرآن کو جمع نہ کرلونگا سوائے وقت نماز کے اپنی ردا کو نہ اوڑہونگا۔ ابن سیرین

کہتے ہین مجھکو یہ روایت صحیح ثابت ہوا ہے کہ جناب علی رضؓ نے قرآن شریف جمع کیا موافق اوسکے کہ نازل ہوا تھا اور اگر ہاتھ آتا وہ قرآن تو البتہ اوس سے علم کثیر حاصل ہوتا۔ اسی روایت کے قریب المعنی دوسری روایت عبد الرزاق کے اسناد سے اوسی کتاب مین مذکور ہے

جواب - ملا علی قاری رحؒ نے مرقات مین لکھا ہے کہ یہ خبر ضعیف ہے اسواسطے کہ بسند حسن ثابت ہے کہ جناب علیؓ فرماتے تھے۔ اعظم الناس فی المصاحف اجرًا ابو بکر رحمۃ اللّٰہ علی ابی بکر ہو اول من جمع کتاب اللّٰہ۔ قرآن شریف کے مقدمہ مین ابو بکرؓ کو بڑا اجر ہی خدا رحمت کرے ابو بکرؓ پر کہ اول قرآن کو اونہون نے جمع کیا۔ اب اس خبر صحیح کو خبر ضعیف محمد بن سیرین کی عارض نہو گی۔ معارضہ مین شرط ہے کہ متعارضان ضعف اور قوت مین برابر ہون پھر اسی کتاب مین مذکور ہے کہ بر تقدیر صحت مراد جمع سے حفظ بتمامہ ہی یا جمع بانفرادہ۔ لیکن جمع ابو بکرؓ کا اجماعی ہے کہ احتمال زیادتی و نقصان معتدین کا نہین رکھتا اور اسی جہت سے جناب علی رضؓ نے حضرت ابو بکرؓ کی جمع و تالیف کو پسند اور کلمہ دعا سے خورسند کیا۔

ہشتم - اب ہم پوچھتے ہین کہ وہ قرآن جمع کردہ جناب علیؓ کیا ہوا اور کہان غائب ہوا اور کوئی اوسکا حافظ بھی ہے اور اوسکے علم کثیر کا عالم بھی ہے یا نہین۔ اگر عالم یا حافظ اوس قرآن کا ہے تو کہان کس ملک مین اور کس شہر مین مقیم ہے۔

جواب - یہ سوال ہے فرع صحت روایت ابن سیرین کا اور جب وہ روایت مخدوش ٹھہری تو اس سوال کی بھی گنجایش نہ رہی بلکہ سائل پر اعتراض اولٹ کر پڑیگا اور اوس سے پوچھا جاویگا کہ بزعم شیعہ قرآن جمع کردہ جناب علیؓ کا وجود ہے تو یہ قرآن حاضر اوس قرآن غائب کا عین ہے یا غیر۔ اگر عین ہے تو پھر ناقص ہونیکی کوئی وجہ نہین۔ پھر امام جعفر صادق رضؓ نے اسکو زمین پر کیون پھینک مارا۔ جدائی اسمین اور اہلبیت مین کہان لازم آئی اور اگر یہ قرآن

غیر ہے تو پہر نماز ونمین کیون پڑہتے ہو اور اسپر عمل کسواسطے ہے۔ اوس قرآن کو کیون نہین ڈہونڈہتے۔ آئمہ نے کیون اوسکو ظاہر نہ کیا اور بے نشان رکہا۔ قرآن پڑہتے پڑہانے کو آیا تہا یا رکہنے چہپانیکو۔ اس صورت مین چہپانا اور جلانا دونون برابر ہین۔

نہم ۔ تحقیق یہہ ہے کہ یہہ قرآن مروج اور جتنے قرآن کہ جلادیئے گئے سب منزل من اللہ واجب التعظیم قابل تکریم ہین اہانت واستخفاف انکا گناہ کبیرہ اور احراق انکا باعث احتراق بنار جحیم ہے۔

جواب ۔ الحمد للہ کہ اب اوپر آئے مگر انصاف شرط ہے۔ قرآن کو پاخانہ مین پڑہنا کیا تعظیم اسی کا نام ہے حضرت امام جعفر صادق ؓ نے اسی قرآن مرتب اور صحیح کو براہ اہانت زمین پر پہینک مارا یا وہ دوسرا قرآن تہا۔ خواجہ طوسی نے سُنیونکا مدرسہ جلوا دیا جو کہ خالی قرآن متعددہ سے نہ تہا۔ اب فرمائیے تعظیم کون کرتا ہے اگر یہہ باتین موجب اہانت واستخفاف کی ہین تو اب کون مرتکب گناہ کبیرہ کا ہوا اور نار جحیم کسکا خطیرہ اور اگر یہہ باتین اہانت و استخفاف کی نہیں تو قرآن غیر مرتب اور مشکوک فیہ کو بنظر رفع فساد کے جلانا اور یہود و نصاریٰ کا سا اختلاف مٹانا باوجودیکہ اہانت واستخفاف کا نام نہو کیا مقام الزام ہے

دہم ۔ بنا بر روایات سبعہ احرف کے جو اختلافات اونمین تہے وہ از جملہ ساتون حرفون مین کے تہے کہ قرآن مجید اونپر نازل ہوا چنانچہ مشکوۃ مین لکہا ہے کہ خلیفہ ثانی نے خود فرمایا ہے مین نے ہشام بن حکیم بن حزام کو کلام اللہ پڑہتے سُنا کہ وہ سورہ فرقان کو برخلاف اسکے کہ مین پڑہتا تہا پڑہ رہے تہے۔ قریب تہا کہ مین اوسیوقت اونسے بلط جاون لیکن مین نے اونکو چہوڑ دیا یہانتک کہ قرأت ختم کی۔ پہر مین چادر اونکے گلے مین ڈالکر کہینچتا اور گہسیٹتا ہوا جناب رسالتمآب صلعم کے پاس لیگیا اور کہا کہ مین نے انکو سورہ فرقان پڑہتے سُنا

مگر جس طرح آپنے مجھکو تعلیم فرمائی ہے یہ اوسکے خلاف پڑہ رہے تہے۔ آنحضرت صلعم نے مجھسے فرمایا کہ چھوڑ دے۔ بعد ازان ہشام سے فرمایا۔ پڑہو۔ کسطرح پڑہتے ہو۔ اونہون نے اوسی طور پڑہا جیسا مین نے پہلے سنا تہا۔ آنحضرت صلعم نے فرمایا کہ اسی طور سے یہہ سورہ نازل کیا گیا ہے پہر مجھسے فرمایا تم بہی پڑہو مین نے بہی پڑہا۔ فرمایا اسیطرح سے نازل ہوا ہے مین اوسوقت حیران ہوا۔ آپنے فرمایا کہ یہہ قرآن نازل کیا گیا ہے سات حرفون پر پس جسطرح میسر ہو پڑہو۔

جواب۔ سبعہ احرف کی تفسیر مین علما کا اختلاف ہے بعضے کہتے ہین کہ سات لغت مراد ہین۔ وہ سات لغت یہہ ہین۔ قریش۔ طے۔ ہوازن۔ ہذیل۔ یمن۔ ثقیف۔ بنی تمیم۔ لیکن قریش بہ نسبت اور زبانونکے بہت فصیح ہے اسیواسطے اول قرآن اسی زبان پر اوترا۔ یہہ توسع کیلیے چند دن تک اور زبانونمین بہی اجازت رہی۔ بعضے کہتے ہین کہ مراد اس سے سات قرأت مشہورہ ہین کہ سب متواتر ہین اور سبھون پر حکم قرآن کا ثابت ہے اپر صحت نماز حرمت مس جنب و حائض وغیرہ مترتب ہے۔ بعضے اور کچہہ بہی مراد لیتے ہین مگر انحصار صحت کا انہین دونون پر ہے۔ یہہ اختلاف لغات سبعہ کا انہین قرأت سبعہ کی طرف رجوع کرتا ہے جس کی تفصیل مشکوٰۃ شریف مین بروایت ابن شہاب کے موجود ہے۔ اونکا قول ہے کہ یہہ سات حرف یا لغات مآل کار مین ایک ہین حلال و حرام مین اختلاف نہین ہوتا۔

ملا علی قاری اور شیخ عبد الحق محدث دہلوی اسکے تحت مین افادہ فرماتے ہین یعنی مرجع ہر ایک کا ایک معنی کی طرف ہے اگرچہ لفظ مین اختلاف ہو اسواسطے کہ لغات سبعہ در اصل قرأت سبعہ مین اختلاف نہین ہوتا اور اگر اس طرح اختلاف ہو کہ مثبت منفی ہوجاوے اور حلال حرام۔ یا بالعکس تو یہہ قرآن مین درست نہین کہ یہہ موجب اختلاف کثیر کو ہے۔

حالانکہ خداوندپاک فرماتا ہے۔ ولو کان من عند غیر اللہ لوجدوا فیہ اختلافاً کثیراً۔ اور ہر گاہ یہہ قرآن من عند اللہ ہے تو اختلاف کثیر کو اسمین راہ نہین۔ اب اگر کچھ شک باقی رہا ہو تو عبارت مجمع البیان ملاحظہ ہو کہ وہ کیسی تائید کر رہی ہے۔

یازدھم مخفی نہ رہے کہ یہہ سات حرف غیر قراتون قرا سبعہ کے تھے کہ وہ حروف باقی نہ رہے اور یہہ باقی ہین۔ مانند قرأت ابی بن کعبؓ اور ابن عباسؓ کے کہ آیہ متعہ کو اسطرح پڑھا ہے۔ فما استمتعتم بہ منھن الی اجل مسمی فاتوھن اجورھن فریضۃ کہ اس قرأت مین الی اجل مسمی زائد ہے جو دیگر قراتون مین نہین چنانچہ تفسیر کبیر مین مذکور ہے اور ابن اثیر جزری نے بھی اقرار اسکا کیا ہے کہ سبعہ احرف سوا قرأت سبعہ کے ہین۔

جواب۔ جو لوگ قائل ہین کہ سبعہ احرف غیر قرأت سبعہ سے مراد و نکی غیر لغات سبعہ نہین اور نہ لغات متناقضہ مراد لے سکتے ہین کیونکہ بر تقدیر اول یعنی غیر لغات سبعہ عدم اتمام کلمۃ اللہ لازم آتا ہے اور یہہ بدلیل آیہ کریمہ۔ وتمت کلمۃ ربک صدقا وعدلا لا جائز نہین اور بر تقدیر ثانی یعنی لغات متناقضہ تبدیل کلام مثبت بہ منفی یا استحالہ حلال بحرام وحرام بحلال ناگزیر ہے اور یہہ موجب اختلاف کثیر ہے قطع نظر اہل سنت شیعہ بھی اسکو روا نہین رکھتے چنانچہ صاحب خلاصۃ المنہاج تحت آیہ کریمہ۔ لا مبدل لکلماتہ وھو السمیع العلیم۔ کے لکھے ہین "ہیچکس نیست کہ تبدیل دہندہ باشد مر اخبار واحکام اورا چنانچہ تبدیل دادند توریت را زیرا کہ حقتعالی محافظت قرآن فرمودہ است" پس معلوم ہوا کہ سبعہ احرف سے وہی لغات سبعہ مراد ہین جنکا مذکور ہو چکا اب انکا باقی نرہنا ممنوع ہی کیونکہ مرجع کل لغات کا واحد ہے جیسے مرجع کل قرأت کا واحد بلکہ یہہ لغات سبعہ ضمن مین انہین قرأت سبعہ کے ہین چنانچہ بعضے شراح مشکوٰۃ شریف نے جابجا تصریح کی ہی۔ اب لغات

اور قرآت متواترہ یہی ہین جو اس قرآن مین موجود ہین اور جو انکے سوا ہے وہ شاذ ہے یا منسوخ خصوصًا وہ قرأت کہ جنمین اختلاف کثیر اور حلت و حرمت کا تفاوت فاحش ہو تو وہ مردود ہے جیسے قرآت الیٰ اجل مسمیٰ بعد فما استمتعتم بہ منھن۔ کہ شیعہ اس سے اباحت متعہ کی نکالتے ہین حالانکہ قیود ثلاثہ مکذب اس قرآت کے ہین۔ پہر متعہ کیسا۔ تفصیل اوسکی یہہ ہے کہ حقتعالے نے پہلے اون عورتونکو ذکر فرمایا جنسے نکاح حرام ہے۔ اس طرح پر وحرمت علیکم امہا تکم تا والمحصنات من النساء الا ما ملکت ایمانکم کتاب اللہ علیکم بعد اسکے اون عورتونکا ذکر چہیڑا جنسے نکاح حلال ہے۔ اس طرح پر۔ واحل لکم ما وراء ذالکم ان تبتغوا باموالکم غیر مسافحین فما استمتعتم بہ منھن فاتوھن اجورھن فریضۃ۔ ولا جناح علیکم فیما تراضیتم من بعد الفریضۃ ان اللہ کان علیما حکیما۔ مگر تین قیدونکے ساتھ۔ ایک ان تبتغوا باموالکم یعنی مال دنیا قبول کرو مہر اور نفقہ مین۔ دوسری۔ محصنین غیر مسافحین یعنی قید مین لانیکی غرض ہو مستی نکالنے کو نہو یہان تک کہ وہ عورت ہمیشہ کو اوس مرد کی ہوجائے اوسکے چہوڑے بغیر طلاق دیئے بغیر نہ چہوٹے۔ یعنی مدت کا ذکر نہ آوے کہ مہینہ تک یا برس تک تیسری قید سورۂ مائدہ مین ہے اور یہان بہی لونڈیونکے نکاح مین ہے۔ ولا متخذ ات اخدان کہ پوشیدہ اور مخفی یاری نہ ہو۔ لوگ شاہد ہون کم از کم دو مرد۔ یا ایک مرد دو عورت۔ اس آیت سے صاف معلوم ہوگیا کہ نکاح عورتون سے جو حلال ہین مشروط بشرائط ثلثہ ہے۔ مہر مقرر کرنا۔ بہ نیت دوام نکاح کرنا۔ علانیہ لوگونکے سامنے عام مجلس مین نکاح منعقد ہونا اور مجموعہ شرائط ہذا غیر منکوحہ اور غیر ملک یمین مین مفقود ہے۔ کیونکہ تحلیل اور اعارۃ کی صورت مین تو محض سوداے مفت ہے یا حلواے بے دود۔ صورت متعہ مین احصان نہین۔ ممتوعہ کا یہی معمول ہے کہ ہر ماہ با یارے و ہر سال در کنارے۔ بلکہ اگر اسکے سیاق مین

غور کیا جاوے تو صاف صاف متعہ کی حرمت نکلتی ہے کیونکہ اگر متعہ حلال و مباح رہتا تو لونڈیونکے نکاح کو بعد نکاح حرّہ کے بلفظ ومن لم یستطع منکم طولاً الآیہ با این تشدد و تقیید والزام قیود کیون ارشاد فرماتے۔ علاوہ اسکے آیہ کریمہ الا علی ازواجہم او ما ملکت ایمانہم فانہم غیر ملومین۔ فمن ابتغی وراء ذلک فاولئک ہم العادون۔ صاف دو قسم کی مباشرت پر ناطق ہے ایک بی بی سے دوسری لونڈی سے اور جو سوا ان دو قسمونکے ہے وہ موجب نافرمانی خدا ہے) کھلی دلیل حرمت متعہ پر ہے کیونکہ ظاہر ہے کہ زن ممتوعہ ان دونون قسمونسے باہر ہے۔ نہ وہ زوجہ ہو سکتی ہے نہ لونڈی ہے اسواسطے کہ لوازم زوجیت مثل طلاق وایلا وغیرہا کے متعہ مین ایک قلم نہین۔ حالانکہ مقررات فن سے ہے کہ جب کوئی شئے ثابت ہوتی ہے اوسکے لوازم بھی ثابت ہوتے ہین۔ اسیواسطے امام رازی نے بطریق تنزل کے فرمایا (کہ یہ قرأت (الی اجل مسمی والی) بر تقدیر ثبوت کے صرف اس امر پر دلالت کرتی ہے کہ متعہ کسی زمانہ مین مشروع تھا اور ہمکو اسکا انکار نہین۔ ہمارا تو یہہ دعوی ہے کہ متعہ منسوخ ہوگیا) اور یہہ قرأت شاذہ غیر معتبر ہے بلکہ یون کہنا چاہیئے کہ یہہ فقرہ الی اجل مسمی منسوخ الحکم والتلاوت ہے۔ امام رازی کا قول اباحت متعہ کی دلیل کسی طور نہین ہوسکتا۔ مستدل نے اپنے بچاؤ کے واسطے مطلقاً بے قید تفسیر کبیر پر حوالہ کیا اور غلط اس فقرہ کو قرآن مین پڑھا۔

گر تو قرآن بدین نمط خوانی ؎		ببری رونق مسلمانی ؎	

پس معلوم ہوا کہ یہہ متعہ زنان حرام ہے اور یہہ قرأت الی اجل مسمی کی غلط۔ ہرگز ابن عباسؓ وغیرہ سے ثابت نہین۔ یار لوگون نے اپنی لذات نفسانی اور مزہ اوڑانیکو بنائی ہے اور خلاف سیاق وسباق قرآنی اسکو دلیل متعہ کی ٹھیرائی ہے۔

؎

دوازدھم- اگر قرأت الی اجل مسمی کی قرأت شاذہ ہے تو اوسکا جواب یہہ ہے کہ یہہ قرأت شاذہ نہین بلکہ یہہ قرأت بوجہ اسکے کہ بہت قرآن جلا ڈالے گئے شاذ ہوگیی کیونکہ جب تمام قرآن جل گئے اور صرف ایک قرآن رہگیا تو جو قرأت اسکے سوا ہوگی وہ شاذ کہی جاویگی اگر وہ سب قرآن آج موجود ہوتے تو کاہے کو شاذ ہوتی- یہہ قرأت تو تفاسیر اہلبیت سے ثابت ہے اور موافق حدیث ثقلین کی جدائی قرآن کی اونسے محال ہے-

جواب- واہ صاحب سمجھے تو خوب- اجی حضرت کدہر کہو گئے اتنا نہ سمجھے کہ اگر یہ قرأت شاذ نہو تو اہلبیت اور قرآن مین جدائی لازم آتی ہے کیونکہ آج کل تو یہی قرآن مروج ہے اور اس مین یہہ قرأت نہین اور جدائی دونون مین تو بزعم آپکے محال ہے پس لامحالہ اقرار کرنا ہوا کہ یہہ قرأت شاذہ غیر معتبرہ ہے وہو المطلوب-

شاید اسیواسطے ملا فتح اللہ نے تفسیر منہج الصادقین مین تحت آیہ کریمہ فما استمتعتم کے شاذ ہونیکا انکار نہ کیا بلکہ لمعہ سے یہہ عبارت نقل کی- کہ گفتہ است و در قرأت شاذہ نقل از عبداللہ بن عباس و عبداللہ بن مسعود و ابی بن کعب و غیر ایشان چنین وارد است کہ فما استمتعتم بہ منہن الی اجل مسمی- معہذا بہ تصریح صاحب مجمع البیان و ملا صادق شارح کلینی کے طے ہو چکا ہے کہ یہہ قرآن موجودہ بے شبہہ وہی قرآن ہے جو حضرت صلعم کے وقت مین تہا اور امام مہدی ؑ کے عہد مین ہوگا- پہر اوسمین کہان یہہ فقرہ الی اجل مسمی کا تہا کہ جلانے کی وجہ سے شاذ ہوگیا- اسکو شاذ نہ کہنے کے کیا معنی- باتفاق شیعہ واجب العمل تو یہی قرآن موجود ہے اور جو خبر اسکے ظاہر کے مخالف ہے شاذ ہے اور متروک ہے- صاحب تہذیب باب من احل اللہ نکاحہ مین بعد ذکر حدیث جمیل بن دراج اور حماد بن عثمان اور منصور بن حازم کے جو ابو عبداللہ سے مروی ہے کہہ رہے ہین

کہ یہ دونون خبرین شاذ وارد ہوئین مخالف ہین ظاہر کتاب اللہ کے اور جو مخالف قرآن کی ہو اوسپر عمل درست نہین۔اب فرمایئے کہ یہہ قرأت شاذہ متروک العمل ہے یا نہین اگر نہین تو ملا فتح اللہ۔صاحب مجمع البیان۔ملا صادق کو جواب دیجئے۔

سیزدہم۔الحاصل قرآن مروج بلاشبہہ منزل من اللہ اور واجب العمل ہے۔باقی رہی یہ بات کہ کچھ کم و کاست اسمین ہوا یا نہین۔سو روایات و احادیث شیعہ و سُنی سے قرآن کا نقصان فی الجملہ ثابت ہوتا ہے لیکن نہ ایسا نقصان کہ مانع و منافی عمل کا اس قرآن موجود پر ہو اسی لئے حضرات اہلبیت کا بھی عمل اسی قرآن مروج پر تھا اور حکم عمل کرنیکا اسپر ہمکو بھی ہے البتہ ہمارے بعض قدماے علمانے قرآن کے نقصان کا بھی انکار کیا ہے مگر یقین اسپر کہ نقصان کچھ اس مین نہین ہوا۔ہے مشکل ہے لیکن زیادتی کسی آیت کی تو البتہ نہین ہوئی ہی

جواب۔بیشک قرآن مروج کے حق ہونے اور منزل من اللہ ہونیمین کسیکو شک نہین انکار اسکا کفر و ضلال ہے۔اب رہا کمی وبیشی کی نسبت اہل سنت وجماعت کے نزدیک تو روایات معتبرہ اور احادیث صحیحہ سے قطعاً یہہ امر طے ہو چکا ہے اور اونکی روایات سے حال بخوبی معلوم ہو گیا ہے کہ شائبہ نقصان کا اونکی کتب سے ثابت نہین نہ صراحۃً نہ اشارۃً۔اب انکو تبرو رانکے سر باندھنا گویا اس پردہ مین اپنا عیب چھپانا ہے۔محققین امامیہ درباب قرآن مروج اس طرح کہتے ہین شیخ ابوجعفر کتاب الاعتقادات مین یہہ مضمون لکھتے ہین کہ جو شخص ہماری جانب نسبت کرتا ہے کہ قرآن زیادہ تھا اس قرآن موجود سے تو وہ جھوٹا ہے۔مصائب النواصب مین مرقوم ہے کہ جو شیعہ کی جانب منسوب ہے کہ شیعہ قرآن مین تغیر کے قائل ہین سو یہہ قول جمہور امامیہ کا نہین اسکے قائل گروہ قلیل ہین جنکا شیعہ کے نزدیک اعتبار نہین۔اب فرمایئے کہ ان دونون شاہدین عادلین کی شہادت سے کون جھوٹا اور بے اعتبار اور کون جیتا کون

ہارا اور بموجب تصریح صاحب البیان کون حشویہ ٹھیرتا ہے۔ شاید اسی ڈر سے خواجہ طوسی نے الزام نقصان قرآن سے تجرید کو مجرد کیا۔

طرفہ یہہ ہے کہ اس قرآن کو ناقص بہی بتاتے جاتے ہین اور عمل کرنے کو بہی کہتے ہین یہہ نہ معلوم ہوا کہ قرآن ناقص بتانا کس راہ سے ہے۔ اگر یہہ سبب ہے کہ فضائل امیر المومنین علیؓ اور مناقب اہل بیت طاہرین اسمین نہین۔ تو سورہ ہل اتیٰ اور آیہ تطہیر کس کے حق مین ہے ہان اخبار خلافت خلفاء راشدین اور فضائل ازواج مطہرات سید المرسلین خصوصاً فضیلت جناب صدیقہؓ اور تائیدات مذہب اہل سنت کی بہی اسمین مذکور ہین اور ذکر تقیہ۔ ماجرای غصب کلثوم۔ قصہ آزردگی جناب زہراء بتولؓ۔ رسن بگلو ہونا جناب شیر خدا کا۔ بیکسی اہلبیت و مضامین حق الیقین کے کہ حضرت پیغمبر خدا صلعم نے جناب زہرا اور حضرت علی مرتضیٰؑ کو فرمایا کہ پدرت فداے تو باد۔ و برادر عمت قربان تو باد۔۔ اور بندشین مرثیہ ضمیر و دبیر کی اسمین نہین یہہ اسباب نقصان کے البتہ ہوسکتے ہین۔ کہین بصحت ثابت نہین ہوتا کہ جناب امیر المومنین یا بقیہ آئمہ طاہرین نے اس قرآن کو ناقص بتایا ہو یا اپنی اولاد امجاد کو نہ پڑہایا ہو۔ سب اسیکو لکہتے پڑہتے آے اور سر آنکہون پر رکہتے رہے۔ اگر یہہ قرآن ناقص تہا تو جناب امیرؓ نے قرآن کامل کیون نہ پہیلایا اب بات بنانی غیرت مٹانی ہے۔ فی الحقیقت اعتقاد نقصان قرآن کا مثل اعتقاد اون لوگون کے ہے جو خدا اور رسول سے لاچار ہو کر بعضی الوہیت جناب علیؓ کے قائل ہوے اور بعضون نے آپکی نبوت کا دعویٰ کیا چنانچہ اسکا بیان بجای خود مذکور ہے۔

چہار دہم۔ اب یہہ سوال کہ حضرت علیؓ کا جمع کردہ یہی قرآن ہے۔ تو بر تقدیر اسکے جناب عثمانؓ نے جسقدر محنت و مشقت قرآن جمع کرانے اور احراق باقی مصاحف مین کی بالکل

برباد ہو جاتی اسکو سُنی کیون گوارا کرینگے اور وہ قرآن جو حضرت علی رضؓ نے موافق تنزیل کے جمع فرمایا تہا وہ آپ ہی کے پاس اور آپکی اولاد طیبین طاہرین کے پاس موجود و مخزون رہا اور اب حضرت صاحب الامر کے پاس موجود ہے۔ جسوقت صاحب الامرؑ کا ظہور و خروج ہوگا وہ قرآن بہی ظاہر ہوگا۔

جواب۔ یہہ سوال تو ظاہر البعید نہین معلوم ہوتا کیونکہ جب باعتراف ثقات تمام آئمہ ہُدیٰ اور اونکی اولاد امجاد اسی قرآن کو پڑہتے لکہتے آے مگر بشہادت طبرسی اور شیخ طوسی حضرات حشویہ جب اس نقصان کے قائل ہوے تو سائل کو شبہہ ہوا کہ یہہ وہی قرآن ہے جو حضرت علی رضؓ نے جمع کیا تہا یا اور ہے اگر وہی ہے تو فہو المراد ونعم الوفاق اور اگر وہ نہین تو آپنے قرآن کو کیون چہپایا اور اسکو پڑہا یا۔ سبحان اللہ۔ پڑہنے پڑہانیکو یہہ قرآن اور رکہنے چہپانیکو وہ قرآن۔ ہم تو جملہ بزرگان دین حامل دین متین اور جناب امیر المومنین علی مرتضیٰ شیر خدا رضؓ کی نسبت نہایت ادب و تعظیم سے پیش آتے ہین اور اون حضرات کے حق مین اس قسم کے الزام حق پوشی و قرآن چہپانیکا قائم نہین کرتے۔ اگر دیدہ انصاف بین سے دیکہا جاوے تو صاف ظاہر ہو جائیگا کہ انہین حضرات کے ذریعہ سے ہمکو جملہ احکام دینی پہونچے۔ یہہ لوگ امانتدار خدا و رسول تہے جنہون نے وہ امانت بجنسہ پہونچا دی۔ پہر انکے حق مین ایسی بات کہنا جو انکی امانت مین قادح ہو بڑی جرأت و دلیری ہے خدا اس سے بچاے۔ حق تو یہہ ہے کہ جس قرآن کو حضرت عثمان رضؓ نے جمع کیا اسی کو جناب علی مرتضیٰ رضؓ نے قبول کیا اور فرمایا۔ اگر عثمان نہ جمع کرتے تو مین جمع کرتا۔ جمع قرآن مین سب پر جناب عثمان رضؓ کا احسان ہے۔ جو اس احسان کو نہ مانے وہ احسان فراموش ہے اور بار ایمان سے سبکدوش۔ سابقا یہہ بہی گذر چکا ہے کہ جمع کرنا جناب علی رضؓ کا قرآن کو ثابت نہین۔ نہ سُنی کے

یہان نہ شیعہ کے یہان لیں اونکی اولاد کے پاس خصوصًا صاحب الامر کے پاس کیونکر موجود
ہے۔ سلا صادق بیشیک اس مقدمہ مین صادق ہین کاذب نہین کلینی کی شرح مین بتصریح لکھہ
گئے کہ یظہر القرآن بھذا الترتیب عند ظہور الامام الثانی عشر ویشہر بہ
یعنی یہی قرآن شریف حضرت امام آخر الزمان کے وقت مین ظہور پذیر ہوگا اور مروج ومشہور
یہی رہیگا۔ اب اہل سنت وجماعت کا اعتقاد یہی ظاہر ہوگیا کہ سب کے نزدیک بالاتفاق سلف
سے خلف تک یہی قرآن جو مروج ہے حق ہے کسی طرح شک وشبہہ نہین ذٰلک الکتاب
لاریب فیہ۔ جسقدر حضرت خاتم النبیین سید المرسلین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہ واصحابہ
اجمعین الیٰ یوم الدین پر نازل ہوا بے کم وکاست موجود ہے۔ کیا مجال کسی کی کہ ایک
حرف بڑہا سکے۔ قل لئن اجتمعت الجن والانس علیٰ ان یاتوا بمثل ھذا القرآن
لا یاتون بمثلہ ولو کان بعضھم لبعض ظہیرًا۔ ترجمہ۔ کہہ اے نبی صلعم۔ اگر
جمع ہون آدمی اور جن اسپر کہ لاوین ایسا قرآن نہ لاسکینگے ایسا اگرچہ مدد کرین ایک کی ایک
یا کچھہ گھٹا سکے۔ انا نحن نزلنا الذکر وانا لہ لحافظون۔ ہمنے اوتاری نصیحت اور
ہم اسکے نگہبان ہین کہ اسمین تبدل وتغیر ونقصان نہین ہونے دیتے۔ وتمت کلمۃ ربک صدقا
وعدلا لا مبدل لکلماتہ وھو السمیع العلیم۔ یعنی تیرے رب کی بات پوری اور
سچ ہے کوئی اوسکے کلام کا بدلنے والا نہین اور وہی سنتا جانتا ہے۔ یہ کلام الٰہی قدیم ہے
اور معجز۔ اسکے معجزونمیں ایک یہ بہی ہے کہ منافق کو یاد نہین ہوتا۔ ان المنافقین فی الدرک
الاسفل من النار ولن تجد لھم نصیرًا۔ یعنی منافق سب سے نیچے درجہ مین آگ کے
ہین اور ہرگز تو اونکا کوئی مددگار نہ پاویگا۔ باقی عقیدون کی حقیقت کتب عقائد اہل
سنت مین تفصیل مذکور ہے جسکو منظور ہو دیکہہ لے۔ واللہ یھدی من یشآء الیٰ

صراطِ مستقیم۔ والیہ المرجع والمآب۔

آمدن مفسدان بمدینہ منورہ

۳۵ھ میں کوفہ سے مالک بن اشتر نخعی کی جماعت جس کی تعداد دو سوتھی اور ایک سو پچاس آدمی بصرہ والے اور چھہ سو اہل مصر۔ اس گروہ کے ساتھہ باتفاق تمام مدینہ منورہ مین داخل ہوے سب کا ارادہ یہہ تہا کہ جناب عثمانؓ کو خلافت سے معزول کر کے دوسرا خلیفہ مقرر کرین۔ جسوقت جناب عثمانؓ کو ان لوگونکی آمد اور انکا قصد معلوم ہوا آپنے مغیرہ بن شعبہؓ اور عمرو بن العاصؓ کو اس گروہ مفسدین کے پاس بہیجا۔ یہہ دونون صاحب انسے ملے حکم خدا اور سنت نبوی پر عمل کرنیکی ہدایت کی اور شر و فساد سے منع کیا۔ مگر یہہ فرقہ بدانجام اپنی شرارت سے باز نہ آیا اور ان دونونکو بُری طرح جواب دیا۔ مجبور دونون واپس آے اور جناب عثمانؓ کیخدمت مین سب حال ظاہر کیا۔ اب جناب علیؓ انکی فہمائش کو تشریف لے گئے آپ کو بھی وہی جواب دیا گیا مگر آپنے پہر سمجہایا اور فرمایا "تم لوگ کجروی چھوڑو راہ راست پر آؤ۔ جو کچہہ تم کو شکایتین ہین پیش کرو مین اونکا انتظام کر دونگا اور ضامن ہوتا ہون کہ تمہارے حسب خاطر تمہاری خواہشین پوری کی جائینگی"۔ بارے آپکی فہمائش سے ان لوگون نے جناب عثمانؓ کی خدمت مین ایک عرضی لکہی جسمین جو کچہہ شکایتین عمال کی جانب سے تہین سب درج کین اور یہہ خواہش کی کہ ہمیر انصاف کیا جاوے اور بموجب حکم خدا و رسولؐ کے ہمارے حقمین فیصلہ ہو۔ ہم راضی ہین۔ حضرت علیؓ ضامن ہوتے ہین کہ ہماری شکایتین رفع کر دینگے۔ مصریونکی صرف یہہ درخواست تہی کہ عبداللہ بن ابی سرح ولایت مصر سے معزول کئے جاوین اور محمد بن ابی بکرؓ اونکی جگہہ والی مصر ہون۔ چنانچہ جناب عثمانؓ نے اونکی درخواست منظور فرمائی اور سب لوگ اپنے اپنے ملک کو واپس گئے

ہم اس اجمال کی تفصیل۔ روضۃ الصفا سے اس طرح نقل کرتے ہین کہ ماہ ربیع الاول ۳۵ھ
مین ہر شہر کے بیکار و نکمے اشخاص کچہ تہ کچہ شکایت اپنے والی وحاکم کی لیکر مدینہ منورہ مین
جمع ہوے۔ ان لوگونکی ایک جماعت معتد بہ تہی۔ اہل مدینہ نے انسے دریافت کیا کہ
تم لوگ فوج کی فوج یہان کیون آسے ہو۔ جواب دیا کہ یہان آنا ہمارا اس غرض سے ہوا
ہے کہ جناب عثمان رض کی خدمت مین آپکے عمال وحکام کی جو ہم لوگونپر ظلم وتعدی کر رہے ہین
شکایت کرین اور آپسے عادل منصف حکام کی درخواست کرین۔ جناب عثمان رض کو جب
معلوم ہوا تو آپنے یہہ دریافت کرنا چاہا کہ اس گروہ مین اہل مدینہ سے بہی کوئی شریک
ہے یا نہین لہذا الغرض دریافت حال دو معتمد خاص اپنے اس کام پر مقرر فرمائے اور
حکم دیا کہ ان لوگونسے ملکر کسی ڈہب سے حقیقت حال معلوم کرین اور اطلاع دین۔ یہ دونون
معتمد اس جماعت سے ملے اور حکمت عملی سے دریافت کرکے خبر لاے کہ عمار بن یاسر اور
ورقا بن رافع انصاری اس جماعت کے ہم داستان وہم زبان ہین جب جناب عثمان رض کو
حقیقت حال واضح طور سے معلوم ہو گئی آپنے حکم دیا کہ اشراف مہاجرین وانصار و دیگر
اہل اسلام عمائد وشرفاء مدینہ مسجد نبوی مین تشریف لاوین چنانچہ سب صاحب مسجد مین
جمع ہوے جناب عثمان مسجد مین تشریف لاے اور بعد حمد ونعت کے فرمایا۔ اے
حضرات۔ ایک جماعت اطراف وبلاد سے اس شہر مین وارد ہوئی ہے۔ خلاصہ کلام اونکا
یہہ ہی کہ اگر عثمان رض از خود بخوشی خاطر خلافت سے دست بردار ہون تو بہتر ورنہ ہم اونکو قتل
کرینگے۔ اکابر مہاجرین وانصار نے جواب دیا۔ یہہ لوگ واجب القتل ہین کیونکہ ہمنے جناب
رسالتمآب صلعم سے سنا ہے کہ جو کوئی شخص اطاعت امام وقت سے علیحدہ ہو کر اوسکے خلاف
اور عداوت مین لوگونکو اپنی طرف بلاوی اور خود امام بنکر امام وقت کی مخالفت کرنیکا

قصد کرے تو ایسے شخص پر خدا کی لعنت ہے اور مسلمانون پر واجب ہے کہ اوس شخص کو قتل کردین - امیر المومنین نے فرمایا - میری نسبت ان لوگون نے جو الزام قائم کیے ہین اور جنکی وجہ سے مجھکو معزول کرنا چاہتے ہین اونمین سے یہہ ہی کہ مین نے منی مین نماز پوری پڑہی مگر جناب رسولخدا اور حضرات شیخین رض قصر پڑہتے تہے - میرا جواب یہہ ہی کہ میرے اہل وعیال مکہ مین ہین مین وہان جاکر مقیم ہوگیا لہذا مجھکو قصر کرنا لازم نہین - ان صاحبونکے اہل وعیال مکہ مین نہ تہے لہذا نماز قصر پڑہی - دوسرا الزام یہہ ہی کہ مین نے قرآن جلادیئے - اسکا جواب یہہ ہے کہ بغرض رفع اختلاف اور دفع اختلاط کلام الٰہی کلام خلق سے یہہ کام مین نے کیا - اسی طرح سب الزامون اور اعتراضون کے جواب آپنے بیان فرمائے یہہ ارشاد کیا مین اہی ان لوگونکے خونمین اپنا ہاتہہ آلودہ نہین کرتا تاوقتیکہ علانیہ مخالفت انکی نہ ظاہر ہووے اوسوقت جیسی رائے آپ لوگونکی ہوگی کیا جاوے گا -

اس جلسہ مین سبکو معلوم ہوگیا کہ جناب عثمان رض کی نسبت جو عیب لگائے جاتے ہین آپ اون سب سے مبرا و پاک ہین - اس جلسہ کی خبر اور جو کچہہ گفتگو اس موقع پر پیش آئی اہل فساد کو پہونچی - اونہون نے باہم مشورہ کیا کہ اب کیا کرنا چاہیئے - بالآخر یہہ رائے قرار پائی کہ اہل مدینہ جناب عثمان رض کے دوست و ہواخواہ ہین ہم لوگ ایک جماعت قلیل انکا کچہہ نہین کرسکتے نہ ہمارے پاس سامان جنگ ہے اور نہ ہمارے ساتہہ فوج - انکا مقابلہ کرنا اپنی جان دینا ہے لہذا مناسب یہہ ہے کہ اسوقت ہم لوگ اپنے اپنے شہرونکو واپس جاوین اور پہر سازو سامان سے لیس ہوکر مدینہ کا قصد کرین - اس رائے پر سب نے اتفاق کیا اور واپس گئے

ایک روایت ہے کہ اسی زمانہ مین بنو ہذیل - بنو مخزوم - بنی غفار - بوجہ اسکے کہ عبداللہ بن مسعود رض ہذلی اور ابوذر غفاری اور عمار بن یاسر رض کو جناب عثمان رض سے فی الجملہ ملال تہا

حضرت عثمانؓ سے کدورت رکھنے لگے - اسی عرصہ مین مصر کے باشندے جنکی ایک جماعت تھی مصر سے
مدینہ منورہ مین آئی - اہل مصر کو اپنے حاکم عبداللہ بن ابی سرح سے شکایت تھی چنانچہ جناب
عثمانؓ کیخدمت مین دادخواہ ہوے - آپنے بنابر شکایت اہل مصر عبداللہ بن ابی سرح کے نام
پروانہ بہیجا جسمین اونکو نصیحت تھی اور اہل مصر کے معاملات مین سختی کرنیکی ممانعت اور تنبیہ
تھی - یہہ بہی حکم تہا کہ مظلومونکی فریادرسی کرو - ابن ابی سرح نے ان لوگون پر تشدد کیا اور
بزور سیاست اپنا دباؤ و رعب ڈالنا چاہا اور بعض کو تادیباً زدوکوب بہی کیا اسپر اہل
مصر اور بہی برافروختہ و کشیدہ خاطر ہوے - اسکا نتیجہ یہہ ہوا کہ روساء مصر جیسے علقمہ -
عبدالرحمن بن عدیس - کنانہ بن بشر لیثی - سودان بن حمران سکونی - ایک ہزار سوار شجاع و
جنگ آزمودہ کو ہمراہ لیکر مدینہ روانہ ہوے - محمد بن ابوبکرؓ و محمد بن حذیفہؓ بہی اس لشکر مین تھے
کوفہ سے مالک اشتر نخعی - زیاد بن نصر حارثی - عبداللہ بن ہشیم - یزید بن صوحان کرلکے ساتھ
اہل بصرہ بہی تھے اور ایک جماعت کثیر تھی مصری جماعت سے راہ مین مل گئے اور ایک جرار لشکر
ہوکر مسافت طے کرتے منزل بمنزل قیام کرتے نواح مدینہ منورہ مین داخل ہوے اور باہر
شہر سے پڑاؤ ڈالا - اہل بصرہ طلحہؓ کی خواہش رکھتے تھے - کوفی زبیرؓ کو پسند کرتے تھے - مصری
جناب علیؓ کے گرویدہ تھے - اس جماعت انتشار کے سردار صحابہ کرام سے ملے اور جناب
عثمانؓ کے عمال کی شکایتین اور مظالم بیان کرکے دادخواہ ہوے - سب کے کہنے سے جناب
علی مرتضیٰؓ اکابر صحابہ داعیان مہاجرین و انصار کے ہمراہ جناب عثمانؓ کے پاس تشریف
لیگئے اور کہا - روساء مصر حکام کے ظلم و تعدی سے ناخوش ہوکر یہان آے ہین - اب
مناسب ہے کہ وہان کے حکام تبدیل کردئے جائین اور بجاے اونکے اور اشخاص نیک
دل نیک مزاج مقرر ہون - ایک روایت یہہ ہی کہ جب اہل خروج مدینہ منورہ کے باہر اوترے

رات کے وقت اپنا قاصد جناب علیؓ کے پاس بھیجا اور اپنے آنیکا سبب اور اپنا ارادہ ظاہر کیا
جناب عثمانؓ کو بھی ان لوگونکی آمد معلوم ہوگئی تھی آپ بھی بغرض مشورہ جناب علیؓ کے گھر
تشریف لیگئے اور فرمایا۔ میری آپکی قریب رشتہ داری ہے اور میرے حق آپ پر بہت
ہین۔ یہہ لوگ آپکی عزت و قدر کرتے ہین اور آپکا کہنا مانتے ہین۔ آپ جانتے ہین کہ مجہہ بیگناہ
کے قتل پر انہون نے بیڑہ اوٹھایا ہے۔ آپ کو لازم ہے کہ کوشش کرکے ان لوگونکو میرے
مرنے تک اور میرے گہر نہ جانے دیجیے کیونکہ انکے میرے گہر پر جانے سے اور لوگون کو بھی
جراَت ہوگی اور انکی دیکہا دیکہی عوام الناس دلیر ہوجائین گے۔ جناب علیؓ نے جواب دیا
مین نے آپکو بارہا نصیحت کی اور وہ راہ بتائی کہ جس سے یہہ آتش فتنہ بالکل دب جاتی
مگر افسوس آپنے میرے کہنے پر مطلق عمل نہ کیا۔ میرے روبرو تو آپ سب باتین منظور کرلیتے
ہین مگر میرے بعد اور لوگونکے کہنے سننے مین آکر سب باتین بہول جاتے ہین۔ امیر المومنین نے
کہا۔ اے ابوالحسن۔ اب مین پکا وعدہ کرتا ہون کہ جو کچہہ آپ کہینگے تہ دل سے منظور کرلونگا
اور آیندہ انشاء اللہ تعالیٰ کبھی آپکے خلاف کوئی کام نہ کرونگا۔ یہہ سنکر حضرت علیؓ اکابر
مہاجرین و انصار کو لیکر اہل فساد کے پڑاؤ پر تشریف لیگئے اور اونکے سردارونسے مل کر
اس طرح گفتگو کی کہ وہ لوگ فتنہ و فساد سے باز آے اور خلیفہ وقت کی اطاعت پر قایم
رہے۔ بعد اسکے آپ واپس آے اور جناب عثمانؓ کو اس حال سے اطلاع کی۔ جناب عثمانؓ
نے روساء مصر کو طلب فرمایا اور ایک جلسہ عام مین سب کو جمع کرکے منبر پر تشریف لیگئے
اور سب کے روبرو عذر خواہی کی اور سبکو تسلی اور دلدہی کرکے آپ رونے لگے۔ خلیفۃ المسلمین
کے رونیسے حاضرین مجلس کو بھی رقت طاری ہوئی اوس مجمع مین کوئی ایسا نہ تہا جس کی
آنکھونسے آنسو نہ جاری ہون۔ پہر جناب عثمانؓ اپنے دولتخانہ کو تشریف لیگئے اس جلسہ مین

جسقدر مخالف تھے کچھ ایسا اثر اونکے دلونپر پڑا کہ آپکی جانب سے بالکل رنج و ملال جاتا رہا اور آپکی طرف حسن ظن اور اعتقاد نیک جیسا کہ امام وقت سے رعایا کو ہونا چاہیئے پیدا ہو گیا دوسرے وقت گروہ مخالفین آپکے مکان پر جمع ہوئے اس غرض سے کہ آپکی تعریف و شکریہ ادا کرکے رخصت ہون۔ اسوقت مروان بن حکم گھرمین آپکے پاس تھا آپکو بہت کچھ ملامت کرکے بولا۔ گروہ مخالفین آپکے خلاف کی اصلا قوت نہ رکہتے تھے عقل و تدبیر کے نزدیک انکا کام کچھ بڑا نہ تھا ابو طالب کے لڑکے نے البتہ بڑا دیا ہوئی کا بہالا کر دکھایا۔ اس مین غرض یہہ تھی کہ آپ پر احسان کا چھپر دہرین اور لوگونمین اپنا نام کرین اور کسیوقت کہین کہ مین نے آپکے مخالفونکو راضی کرکے دفع کیا لہذا ضرور ہوا کہ اس قضیہ کے کچھ حال لوگونکے سامنے بیان کئے جاوین تاکہ لوگونکو معلوم ہو جاوے کہ دراصل بات کیا تھی اور بڑہکر کہانتک پہونچی۔ اسکے ضمن مین اور بہی فائدے حاصل ہونگے۔ مروان یہہ کہکر گھر سے باہر نکلا۔ دروازہ پر لوگونکا مجمع دیکھکر انکو گالیان دینی شروع کردین اور بہت کچھ سخت و درشت الفاظ کہکر لوگونکو منتشر کر دیا۔ بنا بنایا کام مروان کی شرارت سے بگڑ گیا۔ لوگ آئے تو تھے خوش اور اچھے ارادہ سے اب یہانسے ناراض۔ دلونمین آتش کدورت مشتعل واپس گئے۔ مروان کی اس کاروائی سے اکابر شہر اور عوام الناس بن ناخوش ہوئے

دوسری روایت اس طرح ہے کہ جب اہل مصر و کوفہ جناب عثمانؓ کی مخالفت پر قصد مصمم کرکے مدینہ منورہ مین جمع ہوئے جناب عثمانؓ نے جناب علی مرتضیٰؓ اور جناب طلحہ و زبیرؓ کو بلا کر کہا۔ اب خلافت مین تزلزل واقع ہو گیا ہے۔ آپ لوگ اگر میرے کسی کام سے ناخوش و رنجیدہ ہین تو مین کوشش کرونگا کہ آیندہ آپ کو مجھسے کوئی شکایت باقی نہ رہے مجھکو امید ہے کہ آپ اس شر و فساد کو اہل شہر کے سر سے دفع کرینگے۔ آپ لوگ اس طمع سے

کہ شاید خلافت آپ مین سے کسیکو مل جاوے خاموش بیٹھے رہین اور اس آتش فساد کو آب تدبیر سے فرونہ کرین میری اعانت مین کوتاہی نہ فرما دینگے۔ کیونکہ بر تقدیر اسکے کہ آپ بطمع خلافت خاموش رہین ہو سکتا ہے کہ آپ کا مدعا و تمنا حاصل نہو یا درصورت حصول میری طرح امر خلافت آپکے واسطے بھی پائیدار نہو۔

جناب علیؓ۔ آپ کو ان کامون سے کیا مطلب۔

راقم۔ جناب علیؓ کے اس کلمہ اور آیندہ فقرونسے فی الجملہ ناراضی کا شائبہ پیدا ہوتا ہے مگر یہہ بات محض دوستانہ و برادرانہ طریق سے ہے نہ کہ معاذاللہ دلی کدورت و نفسانیت سے علی ہذالقیاس اورجگہہ بھی باہمی گفتگو کی موقعونمین یہہ خیال پیدا ہوتا ہے لیکن بات یہی ہے جو ہمنے بیان کی۔

جناب عثمانؓ۔ ایک نصیحت و ملامت کا وقت نہین ہے۔ آپ مجھکو ملامت نہ کیجئے اور تدبیر کار پر غور فرمایئے۔

جناب علیؓ۔ آپنے برخلاف حضرات شیخینؓ بیت المال مین تصرف کیا اپنے عزیزونکو بیشمار روپیہ دیا۔

جناب عثمانؓ۔ ان حضرات نے اپنون اور عزیزونکی رعایت اور اونکے حقوق پر نظر نہ کی اور مین نے غریب فقرا اہل قرابت کو بیت المال سے کچھہ دیا تاکہ محتاجونکا حق ادا ہو اور نیز صلہ رحمی ہو۔

جناب علیؓ۔ ایک ہزار سے زیادہ ایک شخص کو نہ دینا چاہیئے حالانکہ آپنے رقم کثیر بے تعداد عبداللہ بن خالد۔ مروان بن حکم کو بیت المال سے دی۔

راقم۔ بیت المال سے دینا صاحب روضۃ الصفا لکھہ رہے ہین تحقیق یہہ ہے کہ

حضرت عثمان غنی نے اپنے ذاتی مال سے دی ہے۔

جناب عثمانؓ۔ اگر یہہ بات آپ لوگونکو ناگوار ہے تو وہ روپیہ مین اپنے پاس سے بیت المال مین داخل کر دونگا۔

صاحبان۔ اگر آپ ایسا کرینگے تو ہم لوگ جان و دل سے آپکے معین و مددگار رہین۔

جناب عثمان (بعد اس تخلیہ و گفتگو کے دوسرے روز جملہ اصحاب کبار رسول اکرم صلعم و اشراف مدینہ منورہ کو جمع کر کے) اطراف بلاد سے لوگ میری معزولی کے واسطے جمع ہوکر یہان آے ہین۔ وہ یہہ بھی کہتے ہین کہ اگر عثمان راضی خوشی خلافت سے دست بردار نہونگے تو ہم اونکو قتل کر ڈالینگے۔ اب آپ حضرات اس مقدمہ مین کیا راے دیتے ہین۔

جملہ حاضرین (یک زبان ہوکر) ان مخالفونکو قتل کرنا چاہیے کیونکہ انکا خون مباح ہوگیا۔ انہون نے امام وقت کی اطاعت سے خروج کیا اور باغی ہوگئے۔

جناب عثمان۔ یہہ ٹھیک ہے مگر محض ان لوگونکے اس دعوے اور قول پر لڑنا مناسب نہین تاوقتیکہ لڑائی مین انہین کی طرف سے پہل نہو مین نے اسوقت آپ کو اسواسطے تکلیف دی ہے کہ مخالفین نے جو کچھہ الزامات اور عیب میری نسبت قائم کیے ہین مین اونکے جوابات آپکے روبرو بیان کرون۔

جملہ حاضرین۔ خون اہل فتنہ کا مباح ہی اس کام مین تاخیر واجب نہین۔

اس جلسہ کی خبر جب گروہ مخالفین کو پہونچی اور اکابر اہل مدینہ کی راے و تجویز اپنی نسبت سُنی سب نے خائف ہوکر کہا۔ ہم لوگونکو تاب و طاقت اہل مدینہ سے لڑنے بھڑنے کی

نہین۔مناسب وقت یہی ہے کہ اسوقت اپنے اپنے گہروالپس جاوین اور پہر موقع مناسب سے اپنے ساتہہ سامان جنگ فراہم کرکے یہان آوین اور عثمانؓ کا کام تمام کرین۔اس امر پر سب نے اتفاق کیا اور اپنے اپنے ملک کو پلٹ گئے۔یہہ بات ٹھہر گئی کہ ماہ شوال مین سب لوگ مدینہ منورہ مین جمع ہون۔

صاحب روضۃ الصفا نے پہلا قصہ اور یہہ دونون جدا جدا بیان کیے ہین جن سے بادی النظر مین معلوم ہوتا ہے کہ لوگ علحدہ علحدہ آے مگر سیاق عبارت اور جملہ مضامین پر غور کرنے سے معلوم ہوتا ہے کہ یہہ لوگ ایکساتہہ آے اور پہر واپس گئے

شیوع اخبار وحشت آثار و مشورہ اصحاب کبار و عمال با وقار

اسی ۳۵ھ مین اہل فساد مصر یونکا جماو ذی خشب مین ہوا اور اہل عراق ذی المروہ مین جمع ہوے۔یہہ مجمع بغرض خروج ہوا۔اسکا سبب اہل تاریخ یہہ بیان کرتے ہین کہ عبداللہ بن سبا جو سابق مین یہودی تہا اور جناب عثمان رضؓ کے عہد مین بطمع دنیا مسلمان ہوا مدینہ منورہ سے نکلکر ملک حجاز مین گہوما اور وہان عوام الناس کے عقائد فاسد کرنے مین کوشش کی۔جب ملک حجاز مین اپنا کام کر چکا بصرہ پہونچا۔وہانسے کوفہ ہوتا ہوا شام مین داخل ہوا۔یہان بہی اپنا جال پہیلایا مگر کوئی اوسکے دام مین نہ آیا بلکہ اہل شام نے اوسکی شرارت و بدذاتی سے آگاہ ہوکر اپنے ملک سے اوسکو نکال دیا۔اب ابن سبا ملک شام سے نکلکر مصر مین آیا اور یہان مقیم ہوا مصریونسے ربط و ضبط پیدا کیا اور ان لوگونکو اس طرح مسائل اعتقادیہ سمجہائے کہ تعجب ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا دنیا مین دوبارہ آنا مانتے ہو اور جناب رسول خدا ؐ کے جو افضل المرسلین و اشرف النبیین ہین پہر آنیسے انکار کرتے ہو

لوگونکو اس طرح اس مسئلہ مین بہکایا اور سمجھایا کہ وہ رجعت کے قائل ہو گئے۔ جب اس قول کو عوام نے مان لیا تو اوسنے خلافت کے مسئلہ پر یہہ بحث کی۔ ہر ایک نبی کا وصی ہوتا ہے۔ جناب احمد مجتبیٰ محمد مصطفےٰ صلعم کے وصی جناب علی مرتضیٰ رض ہین۔ بہلا اوس شخص سے بڑہکر ظالم کون ہوگا جسنے جناب رسول خدا کی وصیت جائز نہ رکھی اور آپکے وصی پر غلبہ کرکے خود خلافت غصب کرلی عثمان نے ناحق خلافت کو لیا۔ انکو کسی طرح خلافت نہین پہونچتی خلافت تو جناب علیؑ کا حق ہے۔ اب تم سب خلافت کے باب مین اوٹھہ کہڑے ہو۔ تمہارے سردار غاصب جابر ہین تم اونپر طعن کرو۔ اونکو نیک راہ چلنے اور حکم خدا ماننے اور بُرے کامو نسے باز رہنے کی ہدایت کرو۔ اس کام کی توجہہ سب لوگونکو دلاؤ کہ سب ملکر حقدار خلافت وصی رسول اللہ صلعم کو خلافت دین"

خلافت عثمانی کو چہہ سال نہایت امن وامان سے گذرے اور اس قلیل مدت مین جسقدر فتوحات حاصل ہوے کسی عالی ہمت بادشاہ کو نہ نصیب ہوے ہونگے ساتوان سال خلافت کا تہا کہ عبداللہ بن سبا نے خروج کیا اور یہان تک زور پکڑا کہ آخر سنہ خلافت مین جوکچہہ واقعہ پیش آیا اسیکی اندرونی آتش زنی کا نتیجہ ہے اسکا حال اس طرح ہے کہ عبداللہ بن سبا معروف بہ ابن السودا پیشتر یہودی تہا زمانہ خلافت امیرالمومنین حضرت عثمان مین بطمع مال وزر مدینہ آکر مسلمان ہوگیا مگر سچا اور پکا دیندار نہ ہوا تہا۔ یہ درپردہ دعوی محبت اہل بیت مین جناب عثمان وحضرات شیخین کے فرضی عیوب اور نقائص لوگونکو دکہلاتا اور عوام الناس کو اسی قسم کی تعلیم دیتا رہا۔ اول اول یہ بصرہ جاکر مقیم ہوا۔ جب بصرہ والے اسکی خباثت سے آگاہ ہوے اسکو نکال باہر کیا یہ کوفہ پہونچا جب وہان سے بہی شہر بدر کیا گیا شام مین آیا اور پہر شام سے جلاوطن ہونے پر مصر پہونچا حضرت عثمان رض پر

اکثر طعن وتشنیع کرتا اہلبیت کی خفیہ طور سے دعوت دیتا اور کہتا تھا کہ محمدؐ پھر واپس آوینگے جیسے کہ حضرت عیسیٰؑ حضرت علیؓ وصی رسول اللہ ہین عثمانؓ اور انسے پیشتر ابوبکرؓ وعمرؓ نے جبراً غصباً خلافت لے لی ہے غرضکہ لوگونکو اسی قسم کی تعلیم دیتا اور حضرت عثمان اور آپکے عمال کے خلاف عوام الناس کو برانگیختہ کرتا تھا تاآنکہ بعض شہرونمین اکثر جہلا ان باتون کیطرف گرویدہ ہوگئے اور ایک دوسرے سے خط وکتابت کرنے لگے اس گروہ کے ساتھ خالد ابن ملجم۔ سودان بن حمران۔ کنانہ بن بشر وغیرہ تھے انھین لوگون نے حضرت عمار بن یاسر کو مصر مین روک لیا اور مدینہ نہ جانے دیا (ابن خلدون)

عبداللہ بن عامر کی حکومت بصرہ کو تین برس گذرے تھے جو انکو خبر لگی کہ ایک شخص عبداللہ بن سبا حکیم بن جبلہ عبدی کے پاس باہر سے آکر مقیم ہوا ہے اور اوسکے پاس ایک گروہ کی آمدورفت ہے اوسنے چند مسائل عقائد اہلسنت کے خلاف اپنے پاس آنے جانیوالونپر پیش کیے ہین اور وہ لوگ اوسکے مقلد بھی ہوگئے ہین اسلیئے ابن عامر نے اوسکو اپنے پاس بلاکر دریافت کیا تم کون ہو اور کہان سے آئے ہو۔ عبداللہ نے جواب دیا مین ایک شخص اہل کتاب ہون اسلام کی رغبت اور محبت یہان لے آئی ہے۔ ابن عامر نے فرمایا مجھکو تمہاری خبر لگی ہے۔ تم مسلمانونمین فساد پھیلاتے اور اونکے عقائد خراب کرنے کی کوشش کرتے ہو ایسے شخص کا یہان رہنا ٹھیک نہین لہذا تم ہمارے شہر اور ہماری ولایت سے نکلجاؤ۔ ابن سبا بصرہ سے نکلکر کوفہ پہنچا اور پھر مصر۔ ایک روایت مین ہے کہ حکیم بن جبلہ نے خود جب اسکے عقائد پر مطلع ہوا اسکو اپنے گھر سے نکالدیا تھا۔ عبداللہ بن سبا موجد مذہب شیعی ہے۔ بصرہ مین اس مذہب کی ابتدا اور بنا اسی کی ذات سے ہے۔ اس مذہب کا پیشرو اور امام یہی شخص ہے مصر مین آکر اسنے یہ کام کیا کہ اپنے اون احباب سے جو بصرہ کوفہ مین اسکے

مقلد ہو گئے تہے خط وکتابت شروع کی۔ اون لوگونکی آمد و رفت بہی خفیہ اسکے پاس رہتی تہی
چونکہ ابن سبا ان شہرونمین جنکا ہمنے ذکر کیا ہو آیا تہا اور ہر جگہ اسکے دو چار مقلد ہو گئے
تہے اونسے خط وکتابت کرتا رہا اور خفیہ طور سے اپنے پیرو اس کام کے واسطے تمام ملکونمین
پہیلا دیئے۔ وہ عوام الناس کو نئے عقیدہ کی تعلیم دیتے تہے۔ اسکے خطوط سے اونکو اور بہی
تقویت ہوتی تہی۔ رفتہ رفتہ ابن سبا کے ہم عقیدہ اور اسکے پیرو ایک معتدبہ جماعت
ہو گئی جو ملکون ملکون جاتی یا بذریعہ خط وکتابت لوگونکو اس فاسد عقیدہ اور طریق جدید
کی طرف بلاتی تہی۔ اب حکام و والیان ملک کی شکایتین اور اونکے عیب تحریر کے ذریعہ
ایک ملک سے دوسرے ملک کو پہونچنے لگے۔ ایک اہل شہر دوسرے اہل شہر کو اپنے ملک کے
حاکم کے عیب اور شکایت لکہہ لکہہ بہیجتا تہا یہان تک کہ تمام ممالک محروسہ اسلام مین بد
امنی کے آثار نمایان ہو چلے اور عام دلونمین شورش و فساد پیدا ہو گیا۔ شدہ شدہ
مدینہ منورہ مین بہی تمام عمال کی برائیان اور شکایتین اور اونکے ظلم و جبر کی غلط حکایات
ہر کس و ناکس کی زبان پر تہین۔ تمام روئے زمین قریب و بعید مین یہہ خبرین پہیل گئین۔
ہر شہر کے باشندے دوسرے شہر کے حالات سنکر کہتے تہے کہ ہم تو اچہے حال مین ہین شکر خدا
کہ جس مصیبت مین فلان شہر والے مبتلا ہین ہم اوس سے محفوظ ہین اہل مدینہ کا بہی یہی
قول تہا جب تمام ملکونکی خبرین سنتے اور اپنے کو ہر طرح عافیت مین پاتے تو کہتے ہم سب سے
اچہے ہین اور جس مصیبت مین اور لوگ مبتلا ہین الحمد للہ کہ ہم ہر قرین عافیت ہین۔ جب
یہہ نوبت پہونچ گئی کہ اطراف و جوانب ممالک مین جناب عثمان رضی اللہ عنہ اور آپکے عمال پر علانیہ
طعن و تشنیع کا شیوع زیادہ ہوا اور مخالفین نے نہایت سرگرمی و مستعدی سے باہم
خط وکتابت سے اور بہی اس آگ کو بہڑکایا اور ان واقعات کی پیہم خبرین مدینہ منورہ مین

پہونچنے لگیں اوسوقت اکابر اہل مدینہ مجتمع ہوکر امیر المومنین جناب عثمانؓ کی خدمت مین حاضر ہوے۔ آپکو ان واقعات سے مطلع کیا لیکن اس سے ناواقف پاکر عرض کیا۔ اُے امیر المومنین۔ کیا آپکے پاس بہی وہ خبرین آئی ہین جو ہم لوگ روزانہ سُن رہے ہین۔ جناب عثمانؓ نے جواب دیا "میرے پاس تو کوئی خبر وحشتناک نہین آئی البتہ ہر جگہہ کی عافیت وسلامتی سنتا ہون۔ تم لوگ میرے شریک حال ہو۔ ہر راحت ورنج مین میرے ساتھہ ہو مسلمانونکے ٹئیس ارباب رائے ہو اس معاملہ مین جیسی کچہ تمہاری رائے ہو ظاہر کرو مین اوسپر عمل کرونگا" اہل مدینہ واکابر صحابہؓ نے بالاتفاق کہا "چند معتبر ومعتمد اشخاص کو اسلامی ممالک مین خبر لانیکے لئے روانہ فرمایئے تاکہ واقعی حالات ان ملکون کے آپکو معلوم ہون پہر ویسا انتظام کیا جاے" جناب عثمانؓ نے ان بزرگونکی رائے قبول فرمائی اور محمد بن مسلمہ کوفہ کی طرف۔ اسامہ بن زید بصرہ۔ عبد اللہ بن عمرؓ شام کو اور انکے سوا اور دیگر اصحاب معتمدین وثقات مختلف ممالک اسلامیہ کیجانب روانہ کیے گئے۔ یہہ لوگ ان ملکونمین پہونچے۔ خفیہ او رظاہر ہر طرح خوب تحقیقات کی۔ بعد چند روز کے واپس آے اور سب کے سامنے بیان کیا کہ ہم نے نہ تو عمالؔ والیان ملک کی کوئی بُرائی دیکہی اور نہ عوام وخواص کو انکی شکایت کرتے پایا۔

درحقیقت شکایت تو تہی نہین محض ابن سبا اور اوسکے بدذات مریدونکی کارروائی تہی کہ جہوٹی خبرین تمام عالم مین مشتہر کردین جن کی کچہ اصل نہ تہی اور تحقیقات سے بہی جناب عثمانؓ اور آپکے عمال کی بریت ہر طرح ثابت ہوئی۔

یہہ لوگ جو ملکونمین حال دریافت کرنے گئے تہے سب واپس آگئے صرف عمار بن یاسر نے جو مصر کی جانب روانہ ہوے تہے واپسی مین تاخیر کی۔ انکو ابن سبا اور اوسکے ہمراہیون

خالد بن ملجم - سودان بن حمران - کنانہ بن بشر نے اپنی طرف مائل کر کے اپنا ہم صفیر بنا لیا جیسا کہ ہم اوپر لکھہ آے ہین - عمار بن یاسر کی واپسی مین جب زیادہ تاخیر ہوئی تو اہل مدینہ نے خیال کیا کہ انکو لوگون نے دہوکا دیا ہے اسی اثنا مین عبداللہ بن سعد عامل مصر کا خط پہونچا جسکا مضمون یہہ تہا " عمار بن یاسر کو لوگون نے ملا لیا ہے وہ اونکے دم مین آگئے انکے بہکانیوالے یہہ لوگ ہین عبداللہ بن سودا معروف بابن سبا - خالد بن ملجم - سودان بن حمران - کنانہ بن بشر - عمار اب اس گروہ کے موافق ہین اورانہین سے سازباز رکہتے ہین " بعد اس خط کے عمار بن یاسر بہی مصر سے واپس آے اور جیسا کہ اور صاحبون نے ہر طرح کا امن و اطمینان ظاہر کیا تہا انہون نے بہی ویسا ہی حال بیان کیا (تاریخ بدائع)

اسکے بعد جناب عثمان نے دو گشتی فرمان تمام ممالک محروسہ مین روانہ فرمائے ایک عام رعایا کے نام اس مضمون کا مجہے اطلاع ہوئی ہے کہ میرے عمال سے عام رعایا کو کچہہ نقصان پہونچا ہے وہ رعایا کو ناحق مارتے اور انکے خلاف مرتبہ بدزبانی کرتے ہین اور رعایا انکی شاکی ہے اسوجہ سے مین نے اپنے تمام عمال کو حکم دیا ہے کہ وہ سب موسم حج مین میرے پاس حاضر ہون جن اشخاص کو میرے عمال سے نقصان پہونچا ہو یا کسی کا حق کسی عامل نے غصب کر لیا ہو اوسکو چاہیے کہ وہ موسم حج مین آکر مجہسے یا میرے عامل سے اپنا حق لے اور اوسکی تصدیق کرا ے اور ثبوت دے - فان اللہ یجزی المتصدقین
یہہ فرمان عالی شان ہر شہر ہر قصبہ ہر قریہ مین متعدد نقلین ہوکر پہونچا - جس نے یہہ مضمون پڑہا رو دیا اور جناب عثمانؓ کے حق مین دعا کی اور آپکے اس عدل و انصاف کی تعریف کی - دوسرا فرمان خاص حکام و والیان ملک کے نام مشعر طلبی اونکے تہا - چنانچہ موسم حج مین عبداللہ بن عامر - عبداللہ بن سعد بن ابی سرح - معاویہؓ - سعید بن العاصؓ - عمرو

بن العاص - یہہ دونون عامل سابق ہی معاویہؓ کے ہمراہ آپکی خدمت مین آے آپنے ان سب سے فرمایا - افسوس ہے کہ تم لوگونکی شکایتین اور ایذا رسانی کی خبرین مجھہ تک پہونچی ہین - بخدا مجھکو خوف ہے کہ شکایت کرنیوالے اپنی شکایت مین سچے ہون - اس کا اثر و نتیجہ یہہ جو کچھہ ہوگا میرے ہی حق مین ہوگا -

جملہ عمال - کیا آپنے لوگونکو اس امر کے دریافت کرنیکو نہین بھیجا تھا - کیا ان لوگون نے آکر آپسے کچھہ نہین کہا - کیا آپکے قاصدون نے یہ نہین ظاہر کیا کہ ہم لوگونکی کوئی برائی نہین دیکھی - واللہ باللہ - شکایت کرنیوالے ہرگز سچے نہین - ہم لوگونکو اس شکایت کی اطلاع تک نہین ہے - نہ اسکی کچھہ اصلیت ہے اور نہ آپکو اسکا خیال کرنا چاہئے -

جناب عثمانؓ - پھر اسکے انسداد مین آپ سب کی کیا راے ہے -

سعید بن العاص - یہہ امر مصنوعی ہے لوگونمین خفیہ اس قسم کی باتین ہوا کرتی ہین شدہ شدہ عوام الناس کے کانون تک پہونچکر مشہور ہو جاتی ہین - شریر آدمیونکی یہہ حرکت ہے - اسکا علاج یہی ہے کہ جو لوگ اسکی بانی مبانی ہین اور جو اس قسم کی باتین فتنہ انگیز نکالتے ہین وہ لوگ مار ڈالے جاوین اور فساد کی جڑ باقی نہ رکھی جاوے -

عبداللہ بن سعدؓ - تحقیقات سے جیسے الزام نکلے ویسا اوسکے حق مین کیجیے - جسکے ذمہ جسکا حق ثابت ہو اوسکو دلوا دیجیے اور حالت موجودہ پر چھوڑنا خوب نہین -

امیر معاویہؓ - آپنے مجھکو حاکم کیا - مین نے اپنی تجویز سے جنکو اپنے علاقہ پر مامور

کیا ہے اونکی کوئی شکایت مجھہ تک نہین آئی اور یہہ دونون شخص
اپنے اپنے علاقہ کا حال خوب جانتے ہین۔

راقم - امیر معاویہ رضی نے سعید بن العاص اور عمرو بن العاص کو اپنے صوبہ مین کسی مقام پر اپنی طرف سے مامور کیا ہوگا اسلئے اس کلام سے کہ یہ دونون اپنے اپنے علاقہ کا حال خوب جانتے ہین ، ہمارے خیال کی تائید ہو سکتی ہے۔

عمرو بن العاص رض - میرے خیال مین آپنے نرمی اختیار کی اور عوام کو سہولت و آسانی کا عادی کر دیا۔ عہد فاروقی مین جو کسیقدر نرمی اور آسانی تھی اُس سے زیادہ آپ یہ نرمی و سہولت پیش آئے لہذا عوام الناس دلیر ہو گئے۔ اب مین مناسب سمجھتا ہون کہ آپ حضرات شیخین کا طریقہ اختیار فرماوین۔ نرمی کی جگہہ نرمی اور سختی کی جگہہ سختی سے کام لین۔

جناب عثمان رض - جو کچھہ آپ سب صاحبون نے اپنی اپنی رائین بیان کین اور مجھکو مشورہ دیا مین نے سُنا اور خوب سمجھہ لیا۔ مگر ہر امر کا ایک طریق ہے اور ہر کام کا موقع۔ یہہ امر (فتنہ و فساد) ضرور ہونیوالا ہی کسیطرح مفر نہین جسکا خوف ہے وہی امت کو پیش آنیوالا ہے۔ جو دروازہ امت محمدی پر ابتک بند تھا وہ اب عنقریب کھلنے والا ہے ہم اوسکو آسانی اور نرمی سے روکنا چاہتے ہین۔ البتہ حدود شرعی مین کسیکی رو رعایت نہ کرینگے ہم یہہ نہین چاہتا کہ کسی کا الزام فتنہ و فساد کا دروازہ کھلنے کی بابت میرے ذمہ باقی رہ جاوے کہ کل کو کوئی

یہہ نہ کہے کہ عثمانؓ کی غفلت سے فساد پہیل گیا اللہ تعالی عالم غیوب
دانا و بینا ہے وہ خوب جانتا ہے کہ مین نے لوگونکے ساتہہ نیکی
اور بہلائی کرنے مین قصور نہین کیا مگر اب کیا کرون جو بات میرے
امکان مین نہین اوسمین کچہہ نہین کرسکتا اب فتنہ کی چکی چلنے
والی ہے پس زہے نصیب عثمان کا کہ چکی کو حرکت نہ دے
اور دنیا سے کوچ کرے۔ آپ سب لوگونکو تسکین دین اور اونکے
حقوق ادا کرین۔ اگر خدا کے حقوق پیش آوین تو اون کے ادا
کرنے مین خبردار ہرگز سستی و کاہلی نہ کرنا۔
یہہ فرما کر جناب عثمانؓ مدینہ منورہ کو روانہ ہوے۔ حضرت معاویہؓ و دیگر امرا و عمال
کو بہی اپنے ہمراہ لے لیا۔ اثنائے راہ مین حضرت عثمانؓ کا شتربان یہہ اشعار پڑہتا جاتا تہا

قد علمت ضوامر المطی	وضمرات عوج القسی
ان الامیر بعدہ علیؓ	وفی الزبیر خلف رضی

ترجمہ۔ دبلے پتلے تیز رفتار اونٹون اور ٹیڑہی کمانونکے نازک اور سبک
تیرونکو معلوم ہوگیا ہے کہ امیر بعد آپ کے (یعنی حضرت عثمانؓ کے) علیؓ ہین
زبیرؓ بہی جانشین پسندیدہ ہین۔
حضرت کعبؓ نے للکار کر کہا کیا جہوٹ بک رہا ہے۔ بلکہ انکے بعد سفید خچر کے سوار
یعنی معاویہؓ والی ہونگے۔ انکے اس فقرہ سے حضرت معاویہؓ کے دل مین طمع خلافت
پیدا ہوئی اور روضۃ الصفا مین ہے کہ جناب معاویہؓ نے کعب احبارؓ سے ان ایام مین
دریافت کیا کہ جناب عثمانؓ کے بعد کون صاحب خلیفہ ہین اگر مجہکو معلوم ہو جاے

تو اول ہی سے اونکی خدمت مین حاضر ہون۔ کعب احبار نے جواب دیا بعد قتال و جدال بسیار آخر کار آپ ہی کی حکومت ہوگی۔ انکے اس کلام سے معاویہؓ کے دل مین تمنای خلافت پیدا ہوگئی ورنہ اس سے قبل حضرت معاویہؓ اپنے کو اس بڑے درجہ کا مستحق نہ جانتے تھے۔

جسوقت جناب عثمانؓ حج سے فارغ ہوکر مدینہ منورہ مین داخل ہوئے آپنے ایک روز جناب علیؓ طلحہؓ زبیرؓ کو بلایا۔ معاویہؓ بھی اسوقت آپکے پاس تھے حضرت معاویہؓ نے کھڑے ہوکر بعد حمد و نعت کے کہا۔

امیر معاویہ۔ آپ لوگ جناب رسول خداؐ کے اصحاب باصفا۔ برگزیدہ خلق خدا۔ ارباب حل و عقد۔ اس امت کے والی و سرپرست ہین۔ آپنے اپنے دوست کو بلا رو رعایت خلافت کے واسطے منتخب کیا۔ اب وہ بوڑھے ہوگئے۔ اونکی جوانی اور ہمت کے دن گذر گئے۔ اگر آپ انکے زیادہ ضعیف اور بیکار ہونیکے منتظر ہین تو عنقریب وہ ایسے ہی ہوجاوینگے مجھکو امید ہے کہ اللہ تعالیٰ اونکی عمر مین برکت دے اور اس بزرگی پر پہنچین اب انکی حق مین طرح طرح کی باتین مشہور ہو رہی ہین۔ ان باتونکے برے نتیجہ کا اثر مبادا آپ لوگونپر عائد ہو لہذا اگر آپ لوگون نے اس امر مین کچھہ فیصلہ کیا ہے تو لیجیے یہہ میرا ہاتھہ ہے مین موجود ہون۔ دوسرے لوگونکو ہرگز اس خلافت کی طمع نہ دلوائیے۔ اگر بالفرض کوئی طامع امارت ہوکر اسکو طلب کرے تو واللہ آپ لوگ سوائے پیٹھہ پھیر کر بھاگنے کے اوس سے اور کچھہ نہ دیکھین گے۔

جناب علی رضؓ (غصہ مین) تمکو اس کام کی کیا فکر۔ تم خاموش رہو۔

راقم چونکہ جناب معاویہ رضؓ نے دعوے کے ساتھہ کہا کہ دوسرا خلافت کے قابل نہین اور نہ کسی دوسرے سے یہہ کام چل سکتا ہے البتہ مین اس قابل ہون بار خلافت اوٹھا ونگا اور خوش اسلوبی سے انجام دونگا تو جناب علیؓ کو اونکا یہہ کلمہ ناگوار گذرا اور جھڑک دیا۔

جناب معاویہؓ آپ غصہ نہون میری بات کا جواب دین۔

جناب عثمانؓ۔ جناب عمر فاروق رضؓ نے کیا آپ صاحبونکو انتخاب خلیفہ کیواسطے مقرر نہین کیا تھا اور آپنے میرے بڑہاپے مین علی الخصوص جبکہ میری وفات کا وقت قریب آیا ہے اپنے اس دوست کو خلیفہ کیا۔ اب مجھسے آپ لوگ کیون اعراض کرتے ہین۔ کیا یہہ تغیر و تلون اور آثار کشیدگی خاطر جو آپ لوگونکے چہرہ سے عیان ہین آپکے شایان ہین نہین نہین۔ آپ لوگ مجھسے بیزار نہون } آپ کی اس گفتگو سے فی الجملہ جناب علی رضؓ ترش ہوے اور جواب رنجش آمیز دیا لیکن جناب عثمان رضؓ نے پہر اس طرح گفتگو شروع کی (بدایع) جناب علی رضؓ سے مخاطب ہوکر } مین اپنا حال در خلافت کے متعلق آپ سب صاحبون سے عرض کرتا ہون کہ مجہہ سے پیشتر جو دو بزرگ اس خلافت پر تہے اونہون نے بنظر ثواب اپنے نفسون پر سختی و تنگی گوارا کی اور اپنے اعزہ و اقارب کو بہی حکومت سے الگ کہا۔ حالانکہ جناب رسالتمآب صلعم اپنے قرابت دارون عزیزونکا لحاظ فرماتے اور اونکو دیتے تہے میرے اعزہ و اقارب عیالدار۔ غریب اور قلیل

معاش والے ہین یہ مین نے اپنا ہاتھہ ان لوگونکے واسطے کہولدیا اور امارت و حکومت اسی غرض سے انکو دی اگر آپ انمین غلطی دیکھین تو انکو حکومت سے معزول کردین مین آپکے حکم کے تابع ہون۔

حاضرین۔ آپنے حق قرابت ادا کیا اور صلہ رحمی کی یہہ تو اچھا کیا مگر عبداللہ بن خالد بن اسید کو پچاس ہزار اور مروان کو پندرہ ہزار بیت المال سے مفت دے دیا۔

عثمان رض۔ مین نے یہہ رقم ان دونوکو ضرور دی ہے مگر قرضاً اور مین اونسے واپس لینے والا ہون۔

آپنے دونون سے وہ رقمین وصول کرلین اور سب صاحب بخوشی خاطر آپکے پاس سے اوٹھکر چلے گئے۔ انکے چلے جانیکے بعد حضرت معاویہ رض نے جناب عثمان رض سے کہا۔

معاویہ رض۔ امیر المومنین۔ آپ میرا معروضہ لطیب خاطر منظور فرماوین اس سے پہلے کہ لوگ آپ پر حملہ کرین جسکا آپ تحمل نہ کرسکین اور خدانخواستہ نصیب اعدا اوسکا اثر آپ کی ذات پر پڑے۔ مناسب ہوگا کہ آپ میرے ساتھہ شام تشریف لے چلین کیونکہ اہل شام میرے مطیع ہین اونکی مجال نہین کہ آپ کی نسبت کوئی خیال بد دل مین لاسکین۔

عثمان رض۔ مین جوار و قرب رسول خدا کسی معاوضہ مین نہین چھوڑ سکتا۔ اگرچہ اس مین میری گردن قلم ہوجاوے۔

جگر پر درد و دل پر خون توان بود	تو جانی بی تو یک دم چون توان بود

معاویہ رض۔ یہہ منظور نہین تو اچھا ایک لشکر جرار اہل شام کا آپ کی محافظت کو بھیجے

دیتا ہون جو آپکے پاس ٹہیرا رہے اور وقت پر کام آوے۔

عثمانرضؓ۔ مین آنحضرت صلعم کے پڑوسیونکو تنگی مین نہ ڈالونگا۔

معاویہرضؓ۔ آپ میرا معروضہ قبول نہین فرماتے۔ واللہ مفسدین ضرور شرا وٹھائینگے۔ لڑینگے اور آپ دہوکا کھائین گے۔

عثمانرضؓ۔ حسبی اللہ ونعم الوکیل۔ خدا مجھکو کافی اور اچھا کارساز ہے۔

یہہ فرماکر خاموش ہورہے اور جناب معاویہؓ رخصت ہوکر چلے گئے۔ جب جناب معاویہؓ بقصد سفر شام آمادہ ہوکر روانہ ہوے تو جماعت مہاجرین پر ہوکر گذری۔ جناب علی مرتضیٰ حضرت طلحہؓ حضرت زبیرؓ۔ اوس مجمع مین نظر آے۔ آپ وہان ٹہیر گئے اور ان صاحبونسے کہا۔ حکومت ایک ایسی چیز ہے جسپر قدیم زمانہ سے لوگ لڑتے مرتے چلے آے ہین جب خداوند تعالیٰ نے جناب رسول اللہ کو مبعوث فرمایا۔ دین اسلام کا روشن آفتاب چمکا اور اپنی شعاعون سے ظلمتکدہ کفرستان کو نورانی کردیا تو لوگون نے اسلام قبول کیا۔ اوسوقت قدامت اور سابقیت اسلام کا لحاظ کیا گیا۔ شرافت علم واجتہاد کا پاس رکھا گیا اور ابتک یہی طریقہ جاری ہے اگر لوگ طریق جاری ومسنون پر قائم رہین اور اوسپر عمل کرین تو فہو المراد یہہ دولت خلافت انہین بزرگونمین رہیگی اور باقی لوگ انکے تابع اور اگر بزور غلبہ خلافت درپردہ طالب دینا ہوے تو یقین لایئے کہ یہہ نعمت اونسے سلب کرلیجاویگی اور حکومت وریاست خداوند تعالیٰ دوسرونکو دے دیگا۔ خداوند تعالیٰ حاکم حقیقی تبدیل وتغیر پر ہرطرح قادر وتوانا ہے اوسکو کچہہ مشکل نہین مین آپ لوگونمین ایک بوڑہے بڑے کو چہوڑے جاتا ہون آپ انکے ساتہہ خیرخواہی کرین اور ہرطرح انکے شریک حال رہین۔ آپکو اس کام کے عوض سعادت نصیب ہوگی

یہہ نصیحت کرکے آپ رخصت ہوکر شام کو سدہارے۔ انکی روانگی کے بعد جناب علی مرتضی رضہ
نے فرمایا مین اس مین تو خیر و نیکی دیکہتا ہون۔ زبیرؓ بولے۔ واللہ اسوقت کے سوا تو کبہی
ہمارے اور آپکے دل مین انکی عظمت وعزت نہ تہی۔ (ابن اثیر و ابن خلدون)

اس اثنا مین جو لوگ شریر و مفسد جناب عثمان رضہ کے دشمن تہے اور مدینہ مین سب کے
ساتہہ ملے جلے رہتے تہے اور بظاہر آپکی دوستی کا دم بہرتے مگر دل مین کدورت رکہتے
تہے۔ اونہون نے امرا و عمال کا چلا جانا اور مدینہ منورہ کا خالی ہوجانا غنیمت جانا
اپنے ہم خیال اہل بغی و عناد کو جو اطراف ممالک مین تہے خطوط لکہے جنکا یہہ مضمون ہی
بہائیو۔ اگرچہ تم باہر جہاد پر گئے ہو مگر جہاد تو مدینہ ہی مین ہے تمکو چاہیئے کہ جلد یہان
پہونچ جاؤ۔ (بدائع) یہہ لوگ توابع ابن سبا و احباب اہل کوفہ و مصر و بصرہ تہے۔

ان واقعات کے بیان مین مورخین نے عجب خلط ملط کردیا ہے۔ ابن اثیر کے بیان سے
یہہ معلوم ہوتا ہے کہ اس ۳۵ھ مین جناب عثمان رضہ نے حج کیا اور آپکے عمال سے ملاقات و
گفتگو بمقام مکہ معظمہ ہوئی جیسا کہ ہم لکہہ آئے ہین مگر اسی سنہ مین آپکی شہادت اور آپکا
محصور ہونا کہ وہ محاصرہ چالیس روز تک رہا ہے اور بروایت واقدیؒ اونچاس دن اور
ایک روایت مین دو ماہ بیس دن ہے اس امر کا مقتضی ہے کہ یہہ واقعہ قبل ۳۵ھ کا ہے
اور عجب نہین کہ ۳۴ھ مین آپنے عام رعایا اور خواص امرا و عمال کو موسم حج مین بلایا ہو
کیونکہ ۳۴ھ مین آپکا حج کرنا بروایت ابن اثیر ثابت ہے۔ ابن خلدون بغیر ذکر سنہ کے یہ
واقعات مسلسل ذکر کررہے ہین انکے بیان سے ہی آپکا حج کرنا اور عمال کا مکہ معظمہ مین
جمع ہونا معلوم ہوتا ہے مگر بیان بالکل مبہم ہے۔ آگے چلکر آویگا کہ اس سال مین جب
وقت حج قریب آگیا تو جناب عثمان رضہ نے حضرت عبداللہ بن عباس رضہ کو امیر الحاج مقرر فرماکر

مکہ معظمہ روانہ فرمایا کیونکہ آپ محصور تھے۔ اس بیان سے آپکا اس سال حج کو تشریف لے جانا روایۃً بھی ثابت ہوتا ہے۔

صاحب روضۃ الصفا ان دونوں مورخوں کے خلاف دوسرے طرز پر چلے ہین۔ انکی روایت سے جیسا ہم اوپر لکھ آئے ہین بلوائیون کا مدینہ منورہ مین دوبار آنا ثابت ہے ایک ماہ ربیع الاول مین۔ دوسرا ماہ شوال مین جو باتفاق مورخین ہے اور انہون نے عمال کی طلبی کا قصہ قبل ۳۵ھ کے لکھا ہے جس سے ہماری رائے کی تائید ہوتی ہے

روانگی اہل مصر و کوفہ و بصرہ برای حصار

گروہ مخالفین و منحرفین جناب عثمان رضؓ نے باہم عہد و پیمان کر لیا تھا کہ جس وقت امرا و عمال مدینہ منورہ سے روانہ ہوں اور میدان صاف ہو تو انکی غیبت مین امیر المومنین جناب عثمانؓ پر دفعۃً سب کے سب حملہ کر دینگے لیکن اتفاق سے جب امرا و عمال کی روانگی کے بعد مخالفین جناب عثمانؓ حملہ نہ کر سکے تو ایک دوسرے سے خط و کتابت کرنیلگے بذریعہ خط و کتابت یہہ طے کر لیا کہ ایک دن مقررہ پر سب کو مدینہ منورہ مین جمع ہو جانا چاہیئے الغرض مصری جماعت بہ تعداد پانچسو اور ایک روایت مین ایک ہزار تھی بعزم فساد مصر سے مدینہ کو روانہ ہوئی۔ اس جماعت مین عبد الرحمن بن عدیس بلوی اور اشخاص ذیل تھے کنانہ بن بشر لیثی۔ سودان بن حمران سکونی۔ قتیرہ بن فلان سکونی۔ بسرگروہی غافقی بن حرب عکی۔ بلوائیان کوفہ زید بن صوحان عبدی۔ اشتر نخعی۔ زیاد بن نضر حارثی۔ عبد اللہ بن اصم عامری کے ہمراہ بہ تعداد بلوائیان مذکورہ بالا کوفہ سے چلے۔ اسیقدر تعداد مین بلوائیان بصرہ۔ حکیم بن جبلہ عبدی۔ ذریح بن عباد۔ بشر بن شریح قیسی۔ ابن المحترش کیساتھ

بسر کروگی حرقوص بن زہیر سعدی۔ باظہار ارادہ حج ماہ شوال ۳۵ھ مین مدینہ منورہ روانہ ہوے۔ تعداد بلوائیان علی اختلاف الروایتین ڈیڑہ ہزار یا تین ہزار تہی۔ بروایت روضۃ الصفا اہل مصر چار فرقہ تہے اور ہر فرقہ پر ایک سردار تہا علیٰ ہذا القیاس اہل بصرہ وکوفہ بہی چار چار لشکر تہے اور ہر ایک کا علیحدہ سردار تہا۔ سب کا ایک ارادہ ایک نیت تہی کہ جناب عثمانؓ کو معزول کرکے دوسرا خلیفہ مقرر کرین۔ یہہ گروہ اشرار تہا اور یہہ انکے سردار بدکردار تہے۔

عقد الفرید مین صرف چار سردار باغیان مذکور ہین جنکے نام یہہ ہین۔ عبد الرحمن بن عدیس تنوخی۔ حکیم بن جبلہ عبدی۔ اشتر نخعی۔ یہہ تین تو اوپر گذرے چوتہا عبد اللہ بن فدیک خزاعی تہا۔ شائد اس گروہ مین جو سردار معزز تہے اور اہل الراے ہین جنکا شمار تہا یہی چار ہونگے۔ باقی سردار جو دوسری روایات مین مذکور ہین وہ انسے کم درجہ کے ہونگے اسوجہ سے انکا نام نہین لیا۔ اسکے بعد صاحب عقد الفرید لکہتے ہین کہ انکے ہمراہ اہل مدینہ سے مہاجرین وانصار شریک ہوے اور محاصرہ کیا۔ مگر یہہ روایت کتب معتبرہ اہل تواریخ کے خلاف ہے۔ ابن اثیر کے بیان سے صرف اہل کوفہ۔ بصرہ۔ مصر کی جماعت نے محاصرہ کیا ہے۔ مہاجرین و انصار کا نام نہین ہے۔ بہرکیف یہہ لوگ مدینہ منورہ سے تین منزل مسافت پر پہونچے۔ یہان انکے تین گروہ ہوگئے اور تین تیرہ ہوکر چند لوگ اہل بصرہ مین سے آگے بڑہکر ذوخشب مین آٹہیرے۔ ان لوگونکی طبیعتین حضرت طلحہؓ کی طرف مائل تہین۔ کچہہ لوگ بلوائیان کوفہ کے اپنی جماعت سے علیحدہ ہوکر اعوص مین آکر مقیم ہوے۔ ان لوگونکا رجحان حضرت زبیرؓ بن عوام کیجانب تہا۔ انکے ساتہہ کچہہ اہل مصر بہی اس مقام مین سکونت پذیر ہوے مگر مصریونکا رخ جناب علیؓ کی طرف تہا اور عام

بلوائی ذو المروہ مین ٹھیرے رہے۔ زیاد بن نضر۔ عبداللہ بن اصم جو ممتاز اشخاص
مین تھے مصریون اور بصریون کے درمیان منتظم اور ادھر کی اودھر پہونچانے والے
تھے۔ دونون نے بلوائیون سے مخاطب ہوکر کہا۔ تم لوگ عجلت نہ کرنا اپنے مقام سے
نہ ٹلنا جبتک ہم تمہارے واسطے مدینہ مین داخل ہوکر جا ے قیام نہ تجویز کرلین ہمکو یہہ
خبر پہونچی ہے کہ اہل مدینہ نے بہی لشکر آرائی کی ہے اور ہم سے مقابلہ کرنیکا قصد ہے۔
اگر یہہ روایت صحیح ہے اور وہ ہم سے لڑنا حلال جانتے ہین اور ہمکو باغی قرار دیاہی اور
ہمارے ارادہ سے خبردار ہوگئے ہین۔ تو خدا کی قسم ہمارا سارا کہیل بگڑ جاویگا اور ہم
اونکا کچھہ نہ کرسکین گے۔ لیکن اگر یہہ خبر غلط اور یارون کی گپ ہے تو ہم واپس آکر ولیسا تم
لوگونسے ظاہر کرینگے۔ بلوائیون نے کہا۔ آپ دونون صاحب جاوین ہم تا واپسی آپکے
اپنے مقام سے نہ ٹلینگے چنانچہ ان دونون نے مدینہ منورہ کا راستہ لیا۔ زیاد۔ عبداللہ
مدینہ منورہ مین پہونچکر حضرات اُمّہات مومنینؓ اور جناب علیؓ و طلحہؓ و زبیرؓ سے ملے اور
ان بزرگونسے ظاہر کیا ہم لوگ بارادہ حج آے ہین اور بعض عمال کی شکایت بہی لاے
ہین۔ آپ ہم لوگونکو شہر مین داخل ہونیکی اجازت دیجیے۔ ان بزرگون نے زیاد و عبداللہ
کو روکا اور یہہ دونون اپنے گروہ مین واپس آے۔ یہان سرداران بلوائیان کوفہ و بصرہ
و مصر کو مجتمع کرکے یہہ مشورہ کیا کہ ہر فریق جدا جدا اپنے اپنے معتقد علیہ کے پاس جا کر
بمکر و حیلہ جس طرح ممکن ہو اپنا ہمصفیر بناے اور اونکو گانٹھہ لے۔ اس ترکیب سے
ہم لوگ اپنے مطلب کو پہونچین گے اور جو قصد ہی بلا تردد حاصل کرلینگے۔ چنانچہ چند
مصری جناب علیؓ کی خدمت مین حاضر ہوے۔ آپ اسوقت لشکر مین مقام اَحجارُ الزّیت پر
مقیم تھے یہہ لشکر آپنے باجازت جناب عثمانؓ دار الخلافت کی حفاظت کے واسطے اس مقام پر

اپنی نگرانی سے جمع کیا تھا (بدائع) اسوقت آپ تلوار لٹکائے ہوئے تھے اور اپنے صاحبزادہ
جناب امام حسنؓ کو جناب عثمانؓ کے پاس آپکی مدد کیواسطے اور اون لوگونکے منتشر کرنے کو
جو آپکے پاس بقصد بلوہ مجتمع ہورہے تھے بھیجدیا تھا۔ مصریون نے جناب علیؓ سے عرض
کیا کہ ہم عثمانؓ کی امارت سے بیزار ہین۔ آپ ہم سے بیعت لے لیجئے ابھی ہم لوگ واپس چلے
جاتے ہین۔ جناب علی مرتضیٰؓ غصہ سے کانپ کر اور چلاّ کر فرمانیلگے۔ بیشک اس حدیث کو
صالحین جانتے ہین کہ لشکر ذو مروہ۔ ذوخشب۔ اعوص آنحضرت صلعم کے ارشاد کے
مطابق ملعون ہین۔ بصری حضرت طلحہؓ کے پاس گئے اور اونسے بھی ایسی ہی مکر آمیز گفتگو
کی۔ اونہون نے بھی ڈانٹ بتائی اور للکار کر بھگا دیا۔ حضرت طلحہؓ نے خود اپنے دو صاحبزادونکو
جناب عثمان کے پاس آپ کی مدد کو بھیجا تھا۔ کوفی حضرت زبیرؓ سے ملے اور انسے بھی کید
وجعلسازی کی باتین ایسی ہی کچھ کہین۔ آپنے بھی مُنھ تکار دیا اور وہ ڈپٹ بتائی کہ انکے
پاس سے بھی بھاگتے ہی نظر آئے۔ حضرت زبیرؓ نے بھی اپنے صاحبزادہ عبداللہؓ کو جناب
عثمانؓ کیخدمت مین آپکی حفاظت کو بھیجدیا تھا۔ جب ان روباہ خصال فرقونکی اس حیلہ و
جعل سے دال نہ گلی اور پیٹھے مُنہ ذلیل وخوار ہوکر یہان سے اپنے اپنے لشکر کو چلے آئے
تو یہان پہونچکر یہہ مشورہ کیا کہ رات کے وقت جب اہل مدینہ غفلت مین ہون سب کے سب
دفعتہً مدینہ مین چلکر جناب عثمانؓ کا محاصرہ کرلین۔ چنانچہ انکے جاتے ہی اہل مدینہ کو فی الجملہ
اطمینان ہوگیا اور سب متفرق ہوکر چلے گئے (ابن اثیر وابن خلدون)

راقم۔ بیان مذکورہ بالا سے جناب علیؓ اور طلحہؓ وزبیرؓ کا اس گروہ اشرار سے علیحدہ
ہونا اور انسے کسی طرح سازش نہ رکھنا بلکہ اس گروہ کو فساد سے منع کرنا اور
درپے اصلاح ہونا بخوبی عیان ہے۔ اگر ان صاحبونمین سے کسیکو جناب عثمانؓ

کیجانب سے کدورت ہوتی تو یہ وہ موقع تہا کہ علانیہ مخالفت ظاہر کرتے اور اپنے معتقدین کے شریک ہوجاتے۔ واقعی حقیقت تو یہ ہے۔ اب اگر اس کے خلاف کسی روایت سے ظاہر ہو تو راوی کے تعصب و ضعف روایت پر حمل کرنا چاہیئے۔

روایت ہے کہ جبوقت بلوائیان مصر نے قریب مدینہ منورہ پہونچکر بمقام ذوخشب قیام کیا اس ارادہ سے کہ اگر جناب عثمان رضؓ خلافت چہوڑ دین یا اپنے عمال کو یک قلم موقوف کرکے انکی شکایات رفع کردین تو فہوالمراد ورنہ آپکو شہید کرڈالین۔ جناب عثمان رضؓ انکے اس ارادہ سے مطلع ہوے۔ حضرت علی رضؓ کے مکان پر تشریف لاے اور فرمایا۔

عثمان رضؓ بہائی صاحب آپ خوب جانتے ہین کہ میرے آپکے قرابت قریبہ ہے۔ آپ میرا حق بہت کچھہ ہے۔ دیکھیے۔ یہ بلوائی آے ہین اور عجب نہین کہ کل تک میرے سر پر آجاوین۔ لوگونکے نزدیک آپکی قدر و حرمت ہے اور آپکو بنگاہ عزت و توقیر دیکھتے ہین۔ آپکا کہنا مانتے ہین اسلیے مین چاہتا ہون کہ آپ ان لوگونکے پاس تشریف لیجاوین اور انکو مجھسے دفع کرین کیونکہ اگر یہ لوگ اگر میرا مکان گھیر لینگے تو میری اہانت و رسوائی کا باعث ہوگا اور انکو دیکھکر اور لوگونکو بہی جرأت و حوصلہ بڑہ جاویگا لہذا جس طرح ممکن ہو انکو واپس کردیجیے۔

علی رضؓ مین کس طرح ان لوگونکو آپسے دفع کرون۔ آپ کب میرا کہنا مانتے ہین۔

عثمان رضؓ آپکے کہے پر چلونگا اور جو راے دیجیے گا اوسکی تعمیل کرونگا۔

علی رضؓ مین نے اس سے پیشتر آپسے بارہا کہا اور اسی بابت سمجہایا لیکن آپنے

میرا کہنا نہ مانا۔ میرے سامنے تو منظور کر لیا مگر بعد کو پھر گئے اور اپنے وعدے پر
قائم نہ رہے۔ اپنے ہمنشینون مروان۔ معاویہ۔ ابن عامر۔ ابن ابی سرح اور سعید
کے کہنے پر عمل کرتے رہے۔ یہہ ساری کارگذاری مروان اور آپکے ہمنشینون
کی ہے۔ آپنے ان لوگونکا کہنا مانا اور میری راے کے خلاف کیا۔ بھلا
اب مین کس طرح اور کس بنا پر ان لوگونکو واپس کرون اور انکو کیونکر سمجھاؤن

عثمانؓ۔ اب جیسا آپ کہین گے ویسا ہی کرونگا اور ان لوگونکے کہنے پر مطلقاً عمل
نہ کرونگا۔

اس گفتگو اور قول و قرار کے بعد جناب علیؓ تیس اصحاب کبار مہاجرین و انصار کو
لیکر سوار ہوے اور بلوائیون کی طرف کوچ کیا۔ اس جماعت مین اصحاب ذیل تھے سعید
بن زید۔ ابوجہم عدوی۔ جبیر بن مطعم۔ حکیم بن حزام۔ مروان۔ سعید بن العاص۔ عبدالرحمن
بن عتاب بن اسید۔ انصار مین سے۔ ابو اسید ساعدی۔ ابوحمید۔ زید بن ثابت۔ حسان
بن ثابت۔ کعب بن مالک۔ عرب مین سے نیار بن مکرز وغیرہم رضی اللہ عنہم۔ بلوائیان
مصر کے پاس پہونچکر جناب علیؓ اور محمد بن مسلمہؓ نے انسے گفتگو کی اور خوب سمجھایا۔ بارے
انکی فہمائش و نصیحت سے مصری راہ راست پر آے اور دونون صاحبونکا کہنا بگوش
دل سُنکر اوسکو قبول کیا اور مصر کی طرف واپس ہوے۔ ابن عُدیس بلوی نے محمد بن
مسلمہ سے کہا "مین تم سے کچھہ کہنے کو لوٹا چاہتا ہون" مگر محمد بن مسلمہ نے کہا۔ خدا سے ڈرو
کیا تم اپنے امام اور سردار سے منحرف ہوکر لوٹا چاہتے ہو کیونکہ اب ہم سے وعدہ ہو چکا ہے
کہ کوئی انمین سے نہ لوٹے گا اور کسی طرح کا نزاع و فساد نہ کرے گا۔ ابن عدیس نے کہا
انشاء اللہ تعالی ہم ایسا ہی کرینگے۔ یہہ کہکر ابن عدیس اپنے گروہ مین چلا گیا۔ جناب علیؓ

اپنے ہمراہیوں کے ساتھ مدینہ منورہ واپس آئے اور جناب عثمان رضؓ کے پاس آکر مصریونکے واپس جانے کی اطلاع کی۔ (ابن اثیر)

ایک روایت اہل مصر کی نسبت اس طرح ہے کہ جس زمانہ مین مصری مدینہ منورہ آئے ہین جناب عثمان رضؓ کو اونکے آنیسے پیشتر خبر ہو چکی تھی لہذا آپنے اون لوگونکا مدینہ مین آنا اور علانیہ آپسے گفتگو کرنا مناسب نہ سمجھکر یہہ ارادہ کیا کہ مدینہ سے باہر کسی مقام پر اون لوگونسے مل لینا چاہیئے اور اونکی خاطر خواہ انتظام کر دیا جاوے چنانچہ آپ اس ارادہ سے باہر تشریف لیگئے۔ ایک گانون مین قیام فرمایا۔ جب اہل مصر اس گانون مین پہونچے اونکو آپکے اس گانون مین موجود ہونے کی اطلاع ہوئی وہ ٹھہر گئے اور جس مکان مین آپ مقیم تھے وہان آئے اور آپسے کہا کہ قرآن شریف منگوائیے۔ جب قرآن شریف آگیا کہا۔ ساتوین سورت یعنی سورۂ یونس نکالیئے اور پڑہیئے۔ آپنے سورۂ یونس نکالی اور پڑہنا شروع کی۔ جب اس آیت پر قل ارئیتم ما انزل اللہ لکم من رزق فجعلتم منہ حراما وحلالا ط قل اللہ اذن لکم ام علی اللہ تفترون۔ مصری کہنے لگے۔ اس آیت سے چراگاہ مقرر کرنیکی ممانعت نکلتی ہے۔ آپنے کیون چراگاہ مقرر فرمائی۔ کیا کوئی خاص خدا کا پروانہ آپکے پاس آگیا ہے یا آپ اللہ پر افترا کرتے ہین۔ جناب عثمان نے فرمایا۔ اسکا مطلب اور شان نزول مین بیان کرتا ہون۔ یہہ فلان فلان مقدمہ مین نازل ہوئی ہے۔ باقی رہا چراگاہ کا جواب وہ مجھسے سُنو۔ کچھ یہہ میری ایجاد نہین مجھسے پہلے جناب عمر فاروق رضؓ نے چراگاہ مقرر کر دی اور خاص زکوٰۃ کے اونٹونکے چرنے کے واسطے زمین علیحدہ کرکے اور لوگونکو اوس زمین پر اپنے اونٹ چرانے سے منع فرمایا۔ جب میرا عہد خلافت ہوا۔ خدا نے فتوحات زیادہ کئیے۔ زکوٰۃ کا مال کثرت سے آنے لگا

جانور بھی زیادہ ہو گئے۔ چراگاہ سابق ناکافی سمجھکر مین نے اور زمین اوس مین شامل
کی۔ یہہ کون بات محل اعتراض ہے۔ یہہ فرماکر آپ آگے پڑھنے لگے۔ مصری ہر آیت
پر ٹوکتے اور آپ پر اعتراض کرتے تھے۔ آپ ہر آیت کا مطلب و رشان نزول بیان
فرماکر اونکو جواب شافی دیتے تھے بعد اسکے مصریون نے چند اعتراض آپ پر پیش کیے
آپنے اونکو تسلیم کیا اور اقرار کیا کہ بیشک مجھسے خطا ہوئی۔ مین خدا سے مغفرت چاہتا
ہون اور توبہ کرتا ہون آیندہ یہہ کام نکرونگا۔ پھر اون لوگون نے آپسے چند شرائط
لکھوائے۔ آپنے اونکی خاطر سے لکھدیئے۔ آپنے بھی اونسے یہہ شرط لی کہ جبتک حسب
وعدہ مین اپنی شرطون پر قائم رہون میری اطاعت سے باہر نہ ہونا۔ پھر آپنے فرمایا۔
تم اور کیا چاہتے ہو۔ اونھون نے کہا۔ اہل مدینہ کو تنخواہ و سالانہ مفت نہ دیا جاوے
کیونکہ بیت المال اون لوگونکا حق ہے جو کافرونسے لڑے اور اونسے بزور شمشیر مال
حاصل کیا ہے۔ یا اصحاب رسول خدا حقدار ہین اونکو ملنا چاہیئے۔ آپنے اونکا یہہ کہنا بھی
منظور فرمایا۔ پھر وہ لوگ آپکے ساتھہ مدینہ مین آے اور آپسے ہر طرح راضی تھے۔ یہان
آپنے لوگونکو جمع کرکے خطبہ دیا اور اوسمین بیان فرمایا۔ واللہ اہل مصر سے بہتر کوئی
آنیوالا میرے پاس نہین آیا۔ انکی بدولت مین نے اپنی خطاؤنسے توبہ کی۔ اہل مدینہ
خبردار ہو جاوین جسکی زمین ہو وہ کاشتکاری مین بسر کرے اور جسکے پاس جانور
ہون وہ اونسے اپنی معیشت و گذران کا سامان کرے۔ بیت المال سے مفت کسیکو
کچھہ نہ ملیگا۔ یہہ مال اونھین صاحبونکا ہے اور وہی حقدار ہین جنھون نے معرکون مین
جہاد کیے اور تلوار چلائی اور یا اصحاب رسول خدا بوجہ شرافت کے مستحق ہین انکا
وظیفہ مقرر رہیگا۔ اہل مدینہ اس فقرہ سے ناخوش ہوے اور کہا۔ بنی امیہ کی یہ چال و

مکر ہے۔ بعد اسکے مصری راضی خوشی واپس گئے۔ (ازالۃ الخفاء)

جب مصری واپس گئے اوسکے دوسرے دن صبح ہوتے ہی مروان نے جناب عثمانؓ کیخدمتمین حاضر ہوکر عرض کیا۔ امیر المومنین آپ لوگونکو مجتمع کرکے خطبہ دیجئے اور یہہ ظاہر فرمائیے کہ اہل مصر واپس گئے اور جوکچہہ ان لوگونکو شکایتین تہین اورجس بناپر وہ یہان آئے تہے وہ سب جہوٹی تہین تحقیق کرنے سے اونکی غلطی ثابت ہوئی آپ یہہ کام اس سے پہلے کرلین کہ لوگ اور ملکون کے آئین اور ایسے ہی واقعات آپکے پیش کرین جنکی برداشت آپ نہ کرسکین۔ جناب عثمانؓ مروان کے کہنے سے خطبہ کہنے کو کہڑے ہوے۔ جیسے ہی چند الفاظ آپکی زبان سے نکلے تہے کہ چارون طرف سے آواز آنے لگی اتق اللہ یا عثمان وتب الی اللہ۔ اے عثمانؓ اللہ سے ڈرو اور اوسی کی طرف رجوع کرو۔ ایک طرف سے عمرو بن العاص نے کہا۔ اے عثمان۔ خدا سے ڈرو کیونکہ تم نے بڑے کامونکا بار اوٹہایا ہے اور تمہارے ساتہہ ہم بہی اوسمین پہنسے ہین لہذا تم اور ہم دونون خدا کی درگاہ مین توبہ کرین۔ امیر المومنین جناب عثمانؓ نے ہاتہہ اوٹہاکر فرمایا۔ اللہم انی تائب۔ خداوندا مین توبہ کرتا ہون۔ اسکے بعد عمرو بن العاصؓ فلسطین کی طرف چلے گئے اور وہان اپنے قصر مین مقیم رہے۔ بعد چندے جناب عثمانؓ کے حصار وشہادت کی خبر مشہور ہوئی۔ بعضون نے کہا ہے کہ جب جناب علیؓ مصریونکو فہمائش کرکے واپس ہوے جناب عثمانؓ کے پاس آئے اور آپسے کہا۔ آپ لوگونمین جاکر اونسے بات چیت کرین اور اپنے دلی خیالات اون لوگون پر ظاہر کرین۔ اپنے حالات پر خدا کو گواہ کرکے اون لوگونکو سنایئے تاکہ آپکے حالات اونکو معلوم ہوجاوین قبل اسکے کہ اور مفسدین دوسرے شہرون سے آئین۔ یہہ جلسہ

مسجد مین ہوا اور بر سر منبر اپنی اون تقصیرات کا جو آپ سے وقوع پذیر ہوئی ہین سب کے روبرو اعتراف کر کے آیندہ کیواسطے تدارک مناسب و راطمینان عوام کر دیجیے۔ ہر خاص و عام کی دلداری اور تسکین قلوب کیلئے چند کلمات ایسے بیان کیجیے جو مشتمل بر وعدہای اکرام و انعام ہون تاکہ یہہ خبر منتشر ہو کر خلقت آپکی جانب بالطبع مائل اور ایسے دلی الفت و انس کرنے لگے ورنہ درصورت عدم اعتراف تقصیرات و قطع اُمید آیندہ اندیشہ فساد ہے کیونکہ تمام بلاد مین ایک شورش ہو رہی ہے اور سب آپکی مخالفت پر کمر بستہ ہین۔ مجھکو ابھی اطمینان نہین ہوا مین ڈر رہا ہون کہ کہین اہل بصرہ و کوفہ اسیطرح آکر آمادہ فساد نہ ہون اور آپ مجھسے یہہ کہین کہ اے علی مفسدون کے پاس جاؤ اور انکو سمجھاؤ۔ اگر مین جانے مین تامل کرونگا تو آپ کہینگے کہ حق قرابت قطع کرتے ہو اور میرا حق خفیف سمجھتے ہو۔ یہہ سنکر جناب عثمانؓ باہر تشریف لائے خطبہ دیا۔ لوگونکو روبرو توبہ کی اور حمد و نعت کے بعد ارشاد فرمایا مین پہلا شخص ہون جس نے از خود نصیحت قبول کی مین اللہ تعالیٰ سے معافی چاہتا ہون اوس سے جو مین نے کیا ہے اور اوسی کیطرف رجوع کرتا ہون اور جو کچھہ کیا اوس سے علیحدہ ہو کر توبہ کرتا ہون۔ جب مین خطبہ سے فارغ ہون تو تمہارے شرفا آئین اور مجھکو رائے دین قسم خدا کی اگر مجھکو راستی غلام کر دیگی تو مین غلامون ہی کی طرح مطیع رہونگا اور غلامون ہی کیطرح راستی کی اطاعت کرونگا اور اللہ کے سوا اور طرف راستہ نہین۔ بخدا مین تم سبکو رضامند کرونگا۔ مروان اور اوسکے ساتھیونسے علیحدہ رہونگا اور تم سے کچھہ پوشیدہ نہ رکھونگا۔ یہہ فرما کر آپ خود بھی روے اور حاضرین کو بھی رولایا یہانتک وہ روے کہ اونکی ڈاڑھیان آنسوؤن سے تر ہوگیئن۔ (ابن اثیر)

جناب عثمانؓ اسقدر بیان فرماکر منبر سے اوترآے اور اپنے گھر چلے گئے۔ پھر جناب
علی رضؓ نے اس مجمع مین کھڑے ہوکر فرمایا۔ اے یارو۔ امیر المومنین عثمانؓ کو جو کہنا واجب
تھا اور جوان پر حق تھا وہ انہون نے صاف صاف بیان کر دیا اب ان پر کسی قسم کا
الزام باقی نہین رہا۔ آپ سب لوگونکو چاہیئے کہ ظاہر و باطن انکی اطاعت قبول کرین
کسی طرح انکے خلاف نہ کرین اور انکو اپنا خلیفہ اور سردار برحق مانین۔ (روضۃ الصفا)
خطبہ دیگر جب آپ اپنے مکان پر پہونچے تو چند آدمیونکو بنی امیہ مین سے جو خطبہ
مین حاضر نہ تھے جنمین مروان اور سعید بھی تھے اپنے مکان مین پایا۔ جب آپ بیٹھ گئے
مروان بولا۔ اے امیر المومنین۔ مجھکو کچھ کہنا ہے اگر ارشاد ہو عرض کرون قبل اسکے
کہ آپ کچھ فرماوین۔ آپکی بی بی نائلہ بنت فرافصہ بول اوٹھین بس تم خاموش رہو۔
تمکو دخل دینا ان معاملات مین زیبا نہین مروان بولا۔ تم اور ہمکو ٹوکو اور بات نہ کرنے
دو۔ خدا کی شان۔ تمہاری کیا ہستی ہے واللہ تمہارے باپ کو جو مر گئے مین وضو کرنے
تک کا بھی تو سلیقہ نہ تھا۔ بی بی نائلہ نے کہا۔ اے مروان۔ اپنی زبان بند کرو۔ زیادہ
حد سے نہ بڑھو۔ میرے باپ کا ذکر جانے دو وہ تو مر گئے۔ تم اونپر جھوٹ بہتان لگاتے
ہو۔ ہان تمہارے باپ زندہ البتہ ایسے ہین کہ اپنی جان تک نہین بچا سکتے۔ واللہ۔ اگر
تمہارے باپ انکے (جناب عثمانؓ کی طرف اشارہ کرکے) چچا نہ ہوتے اور اون کے بُرا
کہنے مین انکو رنج نہ ہوتا تو مین تمہارے باپ کا کچا چٹھا کہہ ڈالتی جسمین ذرا بھی جھوٹ نہ ہوتا
مروان۔ (بی بی نائلہ سے پیچھا چھوڑا کر جناب عثمان رضؓ سے) کہنے لگا۔ مجھکو کچھ عرض کرنا ہی
آپنے فرمایا کہو کیا کہتے ہو۔ مروان نے عرض کیا۔ میرے والدین آپ پر فدا ہون۔ اس
خطبہ کیلیئے جو آپنے اسوقت مجمع عام مین فرمایا ہے میری پہلے ہی سے رائے تھی اور مین نے

آپ سے پہلے ہی عرض کیا تھا مگر اوسوقت آپنے پسند نہ فرمایا اور مین نے ترغیب دی تھی لیکن آپنے کچھہ توجہ نہ فرمائی۔ اب اسوقت آپکا یہہ کلام بے وقت ہوا۔ گناہ پر قائم رہنا مگر دل مین نادم ہونا اوس توبہ سے اچھا ہے جو دل سے نہ ہو بلکہ خوف دلانے سے ہو آپ چاہتے تو صرف توبہ کر لیتے مگر اپنی خطاؤنکا اقرار برملا سب کے سامنے نہ کرتے۔ اب کیا ہو سکتا ہے جو کچھہ ہونا تھا ہو چکا۔ مروان کے ساتھہ اور دیگر اشخاص بنی اُمیّہ نے بھی جو وہان تھے آپکو اس خطبہ دینے پر ملامت کی۔ آپکی بیوی نائلہ نے ہر چند سب کو جھڑکا لیکن اونھون نے کچھہ خیال نہ کیا برابر جناب عثمانؓ کو توبہ کرنے اور خطبہ دینے پر نصیحت وملامت کرتے رہے۔ اس عرصہ مین چند لوگ دروازہ پر آکر مجتمع ہو گئے۔ آپنے مروان سے فرمایا۔ تم جاکر ان لوگونسے بات چیت کرو۔ مجھکو انکے سامنے جاتے شرم آتی ہے۔ مروان نے دروازہ پر آکر دیکھا تو لوگونکی بھیڑ لگی تھی ایک دوسرے پر چڑھے آتے تھے۔ مروان نے نکلکر کہا۔ تمکو کیا ہو گیا ہے۔ تمہاری کیا حالت ہے۔ تم کیون جمع ہوے ہو۔ کیا لوٹ مار کی غرض سے آے ہو۔ تمہارے منہ جھلس جاوین۔ ارے کمبختو۔ کس کا قصد کیا ہے اور کس پر چڑھائی ہے۔ کیا تم اس ارادہ سے ہمپر چڑھکر آے ہو کہ ہمارا ملک ہم سے چھین لو خبردار۔ ہمارے پاس سے چلے جاؤ اور کبھی یہہ قصد نہ کرنا۔ واللہ اگر تم نے کسی قسم کا قصد کیا تو ہم تم پر ایسا بوجھہ ڈالینگے جسکو تم نہ اوٹھا سکوگے اور پھر اپنی خراب راے پر پچھتاؤگے۔ جاؤ اپنے اپنے مکانات کی طرف لوٹ جاؤ۔ بخدا جو ہمارے قبضہ مین ہے اوس سے ہم تم سے کسی طرح مغلوب نہین ہین۔ مروان کے اس کلام سے سارا مجمع تتر بتر ہو گیا۔ کچھہ لوگ اونمین سے جناب علیؓ کی خدمت مین حاضر ہوے اور مروان کی اس کارروائی اور گفتگو سے خبر دی۔ آپ یہہ سُنکر سخت ناراض ہوے اور عبدالرحمن بن اسود بن

عبد یغوث سے مخاطب ہو کر فرمایا۔ کیا تم نے کل عثمانؓ کا خطبہ اور آج مروان کا کلام سنا ہے۔ اے اللہ کے بندو۔ اے مسلمانو۔ مجھکو تدبیر بتلاؤ عجب ضغطہ مین پڑا ہون جب مین گھر بیٹھ رہتا ہون تو عثمانؓ کہتے ہین کہ تم نے مجھے چھوڑ دیا میری قرابت وحق کا کچھ بھی پاس نہ کیا۔ لیکن جب اونکے واسطے کوشش کرتا ہون اور کسی کام مین دخل دیتا ہون تو مروان کے کہنے سننے سے لڑکونکے کھیل کی طرح اولٹ پلٹ دیتے ہین۔ مروان انپر ایسا حاوی ہو رہا ہے کہ جس راہ چاہتا ہے چلاتا ہے۔ تعجب ہے کہ باوجود مُسن ہونے اور آنحضرت صلعم کی صحبت سے مشرف ہونے کے مروان کے اس طرح قابو مین ہین کہ جس کل وہ چاہے چلاے اور یہہ دم نہین مارتے یہہ فرماکر جناب شیر خدا طیش مین آکر غضبناک حالت مین اوٹھے اور سیدھے جناب عثمانؓ کے پاس جاکر مروان کے کہنے پر عمل کرنے اور اوسکی راے اختیار کرنے پر بہت کچھہ نصیحت اور ملامت کی اور فرمایا۔ مروان نے آپکو بگاڑا اور اوسکے کہنے سے آپ تباہ ہوے۔ اوسنے آپکو دین وعقل سے برگشتہ کر دیا۔ اوسکی اور آپکی مثال بالکل سواری کے اونٹ کی سی ہے کہ سوار جدہر چاہے لیجاے وہ اوسکے ساتھہ ہی اوسکا مطیع۔ واللہ مروان کی عقل وسمجھ نہ تو اوسکے دین کے حق مین اور نہ خاص اوسکی جان کے بارہ مین ٹھیک ہے۔ بخدا وہ آپکو بری جگہہ لیجاکر چھوڑ دیگا۔ بخدا اب آج سے مین آپ کے پاس نہ آؤنگا اور نہ کبھی آپکے کام مین دخل دونگا اور نہ کبھی نصیحت کرونگا۔ مروان آپ کی راے پر مسلط ہو گیا ہے اور وہ آپکی تمام شرافت زائل کیا چاہتا ہے۔

تو بخویشتن چہ کردی کہ بما کنی نظیری	بخدا کہ لازم آمد ز تو احتراز کردن

یہہ کہکر جناب علیؓ تشریف لیگئے انکے جانیکے بعد آپکی بیوی نائلہ آئین اور کہا۔ مین نے جناب علیؓ کی گفتگو سب سنی۔ اب وہ آپکے پاس نہ آوینگے وہ آپسے ناراض ہو گئے ہین

کیونکہ آپنے مروان کا کہا مانا۔ مروان جہان چاہیگا آپکو لے جاویگا۔ امیر المومنین نے پوچھا پہر اب مین کیا کرون۔ نائلہ نے جواب دیا۔ آپ خدا سے ڈرین۔ حضرات شیخین کا طریقہ اختیار کرین کیونکہ مروان کی اطاعت مین سراسر آپکا نقصان ہے۔ وہ آپکو ہلاک کردیگا لوگونکے نزدیک مروان کی نہ قدر ہے نہ کچہ عزت۔ نہ اسکا کسیکو ڈر و خوف ہے اور نہ لوگ اس سے محبت کرتے ہین۔ اسیکی بدولت لوگون نے آپکو بہی چہوڑ رکہا ہے۔ اب آپکو مناسب ہے کہ جناب علیؓ کو بلائیے اونسے معذرت کیجیے اور اونسے رای لیجیے کیونکہ وہ آپکے قرابت دار عزیز ہین وہ آپ کا کہنا مانینگے۔ آپنے غضب کیا کہ مروان بے عقل و نادان کے کہنے سے جناب علیؓ جیسے محب۔ مخلص و وفادار۔ بہبودی خواہ بصلح۔ خیر طلب پہر آپکے عزیز قرابت دار۔ ذی مرتبہ شخص کو اپنے پاس سے ناخوش اور افسوس ناک حالت مین چلا جانے دیا۔ اب وہ کبہی آپکے پاس نہ آوینگے۔

بی بی نائلہ کی صلاح سے آپنے جناب علیؓ کے پاس آدمی بہیجکر اونکو طلب کیا مگر آپ تشریف نہ لاے۔ یہہ جواب دیا۔ عثمانؓ کو مین خوب جتا کر آیا ہون کہ مین اب آپکے گہر نہ آؤنگا۔ مروان نے جب سنا کہ بی بی نائلہ میری نسبت جناب عثمانؓ کو سمجہا رہی ہین اور میری شکایت کر رہی ہین وہ دوڑا آیا اور آپکے سامنے بیٹہ کر نائلہ کی طرف متوجہ ہوا اور کہا۔ اے فرافصہ کی بیٹی۔ جناب عثمان رضؓ نے کہا خبردار انسے کوئی بات نہ کرنا۔ خدا کرے تمہارا منہ کالا ہو۔ نائلہ ہی میری دوست اور خیر خواہ ہے۔ یہہ سنکر مروان باز رہا۔ جناب عثمانؓ رات کے وقت جناب علیؓ کے مکان پر تشریف لیگئے اور بعد اظہار عذر بسیار فرمایا۔ اب مین کبہی آپکے خلاف نہ کرونگا اور جو کچہ راے دیجیے گا اوسی پر عمل پیرا ہونگا۔ حضرت علی مرتضیٰ نے فرمایا۔ بڑے افسوس کا مقام ہے کہ کل

آپ نے آنحضرت صلعم کے ممبر پر چڑہکر کیا کہا تہا اور توبہ استغفار کی مگر اسکے بعد
جب آپ گہر مین آے تو مروان نے آپکے دروازہ پر کہڑے ہوکر لوگونکو گالیان دین
اور ایذا پہونچائی۔جناب عثمان رضنے جواب دیا۔مین تسلیم کرتا ہون۔میری معذرت
قبول کیجئے۔مین اقرار کرتا ہون کہ آیندہ آپکی راے پر عمل کرونگا واقعی مین سخت
خفیف ہوا اور لوگونکو مجہہ پر جرأت ہوئی۔جناب علی رضنے فرمایا۔واللہ مین لوگون کو
نہایت آسانی سے دور کر دونگا اور حتی الامکان آپکی حفاظت کرونگا مگر افسوس۔
جب مین آپکی بہلائی اور خیر خواہی مین کچہہ کرتا ہون تو دوسرے وقت مروان پہونچکر
اوسکے خلاف پر آپکو اوبہارتا ہے بس آپ اوسکے کہنے پر عمل کرنے لگتے ہین اور میرے
قول کو بہول جاتے ہین پہر سارا کہیل بنا بنایا بگڑ جاتا ہے۔
بعضون کا قول ہے کہ جب جناب عثمان رض محصور ہوے ہین تو جناب علی خیبر مین تہے
جب آپ مدینہ مین آے تو لوگونکو حضرت طلحہ رض کے پاس مجتمع پایا۔جناب عثمان رض انکے
مکان پر تشریف لیگئے اور فرمایا۔اے علی رض میرے حق آپ پر بہت کچہہ ہین۔اسلام کا حق
ہے۔بہائی ہونیکا حق ہے۔قرابت داری کا حق ہے۔ہم حلف ہونیکا حق ہے اور
بفرض تقدیر اگر جاہلیت کا زمانہ ہوتا تو بہی بنی عبد مناف کیلیے یہہ امر باعث
ننگ تہا کہ بنو تیم انکے قبضہ سے حکومت چہینے۔جناب علی رضنے کہا۔ابہی حال معلوم
ہوا جاتا ہے مین بغرض دریافت حالات جاتا ہون۔یہہ کہکر آپ مسجد مین آے۔وہان
اُسامہ موجود تہے آپنے انکا ہاتہہ اپنے ہاتہہ مین لیا اور انکے ساتہہ طلحہ رض کے پاس
تشریف لیگئے۔اسوقت طلحہ رض گہر مین تہا تہے (مشہور ہے کہ ایک جماعت مفسدین
طلحہ رض کے پاس آمد و رفت رکہتی تہی اور لوگونکا خیال تہا کہ مفسدین کے مددگار اور

مشیر کار طلحہؓ ہین-) آپنے فرمایا- اے طلحہ یہہ کیا معاملہ ہے- طلحہؓ نے کہا- یا ابا الحسن ابلغ مامسن الحزام الطبیین- کیا بعد اسکے کہ تنگ ڈھیلا ہوکر چہاتیون سے لگ گیا- اے ابوالحسن- جناب علیؓ طلحہؓ کے پاس سے بیت المال کی طرف آئے اُسکے کہلوانیکو کنجی طلب کی جب کنجیان نہ ملین تو آپنے قفل توڑکر لوگونکو جسقدر رہنا سب تہا تقسیم کیا- لوگ طلحہؓ کے پاس سے چلے آے اور روپیہ لینے لگے- طلحہ صرف اکیلے رہ گئے- جناب عثمانؓ کو اس سے بہت مسرت ہوئی- بعد اسکے طلحہؓ جناب عثمانؓ کے پاس آے اور کہا- اے امیرالمومنین مین نے کچہہ چاہا تہا مگر خدا نے اوسکے خلاف کیا- آپنے فرمایا- تم تائب نہین ہوے بلکہ مغلوب ہوکر آے ہو- اے طلحہ خدا تمکو کافی ہے وہی تمکو سمجہہ لیگا- (ابن اثیر و ابن خلدون)"

ہم اوپر لکہہ آے ہین کہ عمروبن العاصؓ مدینہ چہوڑکر اس ہنگامہ مین فلسطین چلے گئے تہے- اونکا قول ہے کہ مین عثمانؓ کے مخالف ہوگیا اور جس کسی سے ملتا انکی مخالفت پہراو بہارتا یہان تک کہ بکریونکے چرواہے سے بہی یہی کہتا-

ایک روز کا ذکر ہے کہ عمروبن العاص بمقام فلسطین اپنے محل مین تہے- انکے پاس انکے دو بیٹے اور محمد بن عبداللہ- سلامہ بن روح جذامی- بہی تہے- اس درمیان مین ایک سوار مدینہ سے انکے پاس ہوکر گذرا- انہون نے مدینہ کا حال دریافت کیا اور جناب عثمانؓ کی بابت استفسار فرمایا- اوسنے کہا- آپ محصور ہین- بلوائیونکی یورش ہے- عمروبن العاصؓ نے کہا- اب داغ دینے کی تیاری ہے لوہا آگ پر گرم ہورہا ہی وہ سوار چلا گیا پہر دوسرا سوار اودہر سے نکلا- اوس سے بہی دریافت کیا- اوسنے کہا- جناب عثمانؓ شہید ہوے- عمروبن العاصؓ بولے- بہلا مین جس زخم کو ذرا بہی چہیڑدون

پہر وہ کیسے نہ زور کرے۔ سلامہ بن روح نے کہا۔ اے اہل قریش تمہارے اور عرب کے
بیچ مین ایک دروازہ بند تہا جسکو تم نے توڑ دیا۔ دیکھو۔ اب روز کی لڑائیان اور فساد اوٹہہ
کہڑے ہوے حضرت عمرو بن العاص بولے۔ ہم نے تو حق کو جہوٹ کے محاصرہ اور قیدسے
نکالنا چاہا تہا تاکہ سب لوگ راہ حق اور سیدہے راستہ پر آجاوین۔ (ابن اثیر)

اولاً اس روایت مین کلام ہے معلوم نہین کس درجہ کی ہے بر تقدیر صحت ہم کہتے ہین
کہ عمرو بن العاص کو جناب عثمانؓ سے خصومت اور دلی رنجش سابق سے تہی یعنی جبوقت
انکو حکومت مصر سے معزول کیا اور عبداللہ بن ابی سرح کو انکی جگہہ مامور کیا گیا۔ اگر ان سے
ایسی حرکت صادر ہوئی تو تعجب کیا۔ اسی قسم کی ایک روایت اور بہی ہے کہ اس
ہنگامہ مین اہل مدینہ صحابہ وغیرہم نے اطراف بلاد مین خطوط اس مضمون کے لکہہ بہیجے کہ
اگر جہاد کرنا ہو تو یہان مدینہ پہونچو تمہارے خلیفہ نے دین محمدی کو بگاڑ رکہا ہے۔ آؤ
اور اسکی اصلاح کرو۔ اوپر کے بیانات اس روایت کی تردید و تکذیب کرتے ہین صحابہ کرام
کی مدد و نصرت اور بلوائیونکو دفع کرنا صاف کہہ رہا ہے کہ یہہ روایت بالکل پایہ اعتبار سے
ساقط ہے۔ ہم تسلیم کرتے ہین کہ یہہ روایت صحیح ہے مگر دراصل خط لکہنے والے صحابہ نہ تہے
بلکہ اونکی طرف سے اور اونکے نام سے مفسدین اشرار تابعان ابن سبا نے یہ کارروائی کی
ہو تو کیا عجب۔ ہم اوپر لکہہ آسے ہین کہ ابن سبا کی شرارت سے تمام ملکونمین جناب عثمانؓ
اور آپکی عمال کے ظلم و تعدی کی خبرین مشہور ہوگئی تہین جو عند التحقیق بالکل بے اصل
اور غلط نکلین ممکن ہے کہ مدینہ منورہ مین بہی ابن سبا کے توابع موجود ہون اور جسطرح
اور شہرونکی نسبت افواہین اوڑائین اہل مدینہ و صحابہؓ کی نسبت بہی یہہ خبرین مشہور
کردین۔ بر تقدیر صحت روایت ہذا اکابر صحابہ کرام جیسے جناب علیؓ طلحہؓ زبیرؓ وغیرہم

وامہات مومنین رضی اللہ عنہن کی نسبت نفاق یا تقیہ کا گمان کیا بلکہ پورا ثبوت ہوتا ہے
کیا حضرت علیؓ و دیگر صحابہ کا گروہ مخالفین کو سمجھانا اور دفع کرنا منافقانہ تھا۔حاشا
وکلا۔استغفراللہ۔ہم یہہ اعتقاد نہ رکھین گے اور نہ اپنے بزرگان دین ومقتدایان
اسلام کی نسبت نفاق وتقیہ جائز رکھہ سکتے ہین۔بعضون کا قول ہے کہ قبل زمانہ
محاصرۂ جناب عثمانؓ محمد بن ابی بکرؓ اور محمد بن ابی حذیفہ مصر مین لوگونکو جناب عثمانؓ
کی مخالفت پر اوبہار رہے تہے جب ماہ رجب مین باغیان مصر بسرداری عبدالرحمن بن
عدیس بلوی بظاہر حج وعمرہ کرنیکو اور درحقیقت بارادۂ قتل جناب عثمانؓ یا خلع خلافت
آپکے مصر سے نکلے اور جانب مدینہ روانہ ہوے توجو کوئی انسے پوچہتا کہ تم لوگ فوج کی
فوج کہان جاتے ہو تو یہہ کہتے حج کا ارادہ ہے مگر پہلے مدینہ منورہ واسطے زیارت مسجد
نبوی اور روضہ پاک کے جاوینگے۔اسی جماعت مین محمد بن ابی بکرؓ بہی تہے۔محمد بن حذیفہ
مصر مین ٹہیرے رہے۔بعد روانگی ان لوگونکے عبداللہ بن سعد بن ابی سرح حاکم مصر نے
دربار خلافت مین یہہ اطلاع کی کہ اہل مصر بظاہر حج وعمرہ کے نام سے نکلے ہین اور مدینہ منورہ
کو باظہار نیت زیارت آتے ہین مگر درحقیقت انکی نیت فاسد ہے اور انکا ارادہ کچہہ
اور ہے۔دربیدہ وہ آپکی خلع خلافت یا دشمنان جناب کے قتل کا قصد ہے۔جناب عثمانؓ
کو جب یہہ حال معلوم ہوا آپنے اہل مدینہ کو جمع کرکے یہہ خطبہ پڑہا۔افسوس۔اہل مصر نے
بہت جلد فتنہ برپا کردیا۔یہہ سمجہتے ہین کہ مین عرصہ دراز تک زندہ رہونگا۔بخدا سے
لایزال۔اگر مین انکو چہوڑکر مرجاؤنگا تو میرے بعد یہی لوگ تمنا کرینگے کہ کاش بعوض
ہردن کے ایک ایک برس میری عمر کے دن بڑہ جاتے اور مین ان لوگونمین تا زمانہ
دراز زندہ رہتا۔کیونکہ میرے بعد ان پر سخت حوادث کا اثر پہونچیگا۔خون کی ندیان

بہینگی۔ بازارقتل گرم ہوگا۔ فتنہ وفساد کا شیوع ہوگا۔ ظاہر داری وخود پسندی پہیل جاویگی۔ احکام خدامین تغیر وتبدل پیدا ہوجاویگا۔ جسوقت ابن ابی سرح حسب طلب جناب عثمانؓ بعد روانگی مصریان مدینہ کو چلے گئے اور مصر خالی ہوگیا۔ تو محمد بن حذیفہ جواسی تاک مین رہگئے تہے موقع پاکر حکومت مصر پر مسلط ہوگئے اور تمام شہر کو اپنا مطیع کرلیا۔ عبداللہ بن سعد بن ابی سرح ابہی ایلہ تک پہونچے تہے کہ انکو محمد بن حذیفہ کے مصر پر مسلط ہوجانیکی خبر پہونچی اور یہہ بہی معلوم ہوا کہ مصریون نے مدینہ پہونچکر جناب عثمانؓ کا محاصرہ کرلیا ہے۔ مجبور مصر واپس گئے مگر یہان تو ہر طرح محمد بن ابی حذیفہ کی حکومت جم گئی تہی اور اونکا اوکہڑنا مشکل تہا اہل شہر بہی سب انکے فدار تہے۔ عبداللہ بن سعد شہر مین نہ گہسنے پاے۔ تمام اہل شہر انکے فراحم ہوے اب یہہ مصر سے فلسطین آکر مقیم ہوے یہانتک کہ جناب عثمانؓ شہید ہوگئے۔

محمد بن ابی بکر کی مخالفت قبل واقعہ خط کے سمجہی نہین جاتی۔ اسوقت تک تو انکو جناب عثمان رضہ سے بظاہر کوئی مخاصمت نہ تہی البتہ جب مصری خط پاکر دوبارہ لوٹے ہین اوسوقت سے بنا رمخالفت قائم ہوئی ہے۔ شاید بہ طمع حکومت یہہ کارروائی انہون نے کی ہو۔ انکا مصر مین قیام کرنا اور مصریونکے ساتہہ آنا تو ثابت ہی۔ ابن اثیر نے یہہ روایت بہ لفظ (قیل) سے جو ضعف روایت کا لفظ ہے نقل کی ہے۔

استغاثہ مصریان وماموری محمد بن ابی بکرؓ بر حکومت مصر

ہم سابق مین لکہہ آے ہین کہ جناب علی مرتضیٰؑ اور دیگر صحابہ کبارؓ کی سعی وکوشش ووعظ ونصیحت اور فہمائش سے گروہ اشرار مدینہ منورہ سے چلے گئے۔ مصریون نے یہہ

شکایت پیش کی تہی کہ عبداللہ بن سعد گورنر مصر ہم لوگوں پر سختی اور ظلم کرتے ہین لہذا ہم چاہتے ہین کہ اونکی جگہہ دوسرا شخص مصر کی حکومت پر بہیجا جاوے تاکہ ہماری فریاد سنے اور ہماری حق رسی کرے - جناب علی رضؓ نے اونکو اطمینان دلایا تہا کہ تمہاری مرضی کے موافق ایسا ہی کیا جاویگا چنانچہ مصری بہی واپس گئے تہے (دیگر روایات پر غور کرنے سے معلوم ہوتا ہے کہ اہل مصر کا اس مرتبہ آنا ماہ رجب مین ہوا ہے - شوال مین دوبارہ بطور استغاثہ کے آے ہین اور پہر محمد بن ابی بکرؓ کے ہمراہ واپس ہوکر راستہ سے پلٹ آے اور محاصرہ کیا) انکے جانیکے بعد جناب عثمان رضؓ نے عبداللہ بن سعد حاکم مصر کو پروانہ لکہا جسمین اونکے مظالم کی شکایت اور عتاب آمیز کلمات تہے - اسکا نتیجہ یہہ ہوا کہ عبداللہ بن سعد نے ان لوگون پر اور بہی سختی کی اور اس جرم پر کہ یہہ لوگ دارالخلافت تک انکی شکایت لے گئے بعضون کو جیلخانہ بہیج دیا اور بعضونکو اسقدر مارا کہ اس صدمہ سے مرگئے - اس جابرانہ کارروائی اور خون ناحق سے اہل مصر سخت برافروختہ ہوے اور سات سو آدمی مصر سے استغاثہ کے واسطے مدینہ منورہ مین آکر مسجد نبوی مین اوترے - شرفاے مدینہ واکابر صحابہؓ کیخدمت مین حاضر ہوکر تمام ماجرا عرض کیا اور کہا ہم اس مرتبہ اس غرض سے آے ہین کہ عبداللہ بن سعد گورنر مصر کے ظلم برداشت کرنیکی اب ہمکو تاب نہین رہی - کہان تک ظلم وستم سہین - ہم فریادی دادخواہ ہین - عبداللہ بن سعد کو مصر کی حکومت سے معزول کرکے دوسرا حاکم مصلح انکی جگہہ اس منصب پر مقرر کیا جاے اور خون ناحق کا قصاص انسے لیا جاے - آپ سب صاحب ہمارے واسطے خلیفہ کے حضور مین سفارش کرین - جناب علیؓ یہہ کیفیت سنکر امیرالمومنین جناب عثمانؓ کے پاس تشریف لاے اور فرمایا - آپنے عبداللہ بن سعد کے ظلم اور ناحق خونریزی کے قصے سنے - لوگ انکے فریادی آے ہین - اب اگر عبداللہ بن سعد

اس عہدہ سے معزول نہ کیے جائینگے تو کوئی دم مین فتنہ عظیم برپا ہوگا۔ اب نصیحت اور زبانی فہمائش سے کام نہین چلتا۔ بہتر ہے کہ عمال کی تبدیلی بغرض رفاہ عام و دفع شورش عوام مناسب طور سے کر دیجیے۔ یہی پیغام طلحہؓ بن عبداللہ اور جناب ام المومنین عائشہ صدیقہ رضؓ نے آپکے پاس بہیجا۔ جناب عثمان رضؓ نے اسکے جواب مین فرمایا جس شخص کی نسبت اصحاب کی رائے ہو اور مصری لوگ جسکو پسند کرین اوسکو عبداللہ بن سعد کی جگہہ مامور کر دون۔ سبہون نے محمد بن ابی بکرؓ کو اس کام کے واسطے انتخاب کیا۔ جناب عثمان رضؓ نے حسب خواہش مصریان وبموجب رائے اصحاب باصفا کے محمد بن ابی بکر کے نام گورنری مصر کا فرمان لکھہ دیا اور ایک گروہ مہاجرین وانصار کو انکے ہمراہ مصر کیطرف روانہ فرمایا تاکہ اس جماعت کی اتفاق رائے سے عبداللہ بن سعد کا مقدمہ اور دعوے خون ناحق کا فیصلہ بموجب عدالت وقانون شرعی طے کر دین۔

القصہ محمد بن ابی بکرؓ اور اہل مصر سب کے سب راضی خوشی مدینہ منورہ سے روانہ ہوئے یہہ لوگ تین منزل مدینہ سے گئے ہونگے کہ انکو ایک حبشی غلام ملا۔ وہ نہایت مضطر وبدحواس سراسیمہ وحیران۔ ایک صدقہ کے اونٹ پر سوار نظر آیا اور بروایت خمیس جناب عثمانؓ کا وہ اونٹ تہا جو نہایت تیزی سے مسافت طے کر رہا تہا۔ ان لوگون نے اوسکو متوحش پاکر دریافت کیا (بروایت ابن اثیر اس غلام کا نام ابوالاعور سلمی ہے) تو کون ہے۔ تیرا کیا حال ہے اور تجہپر کیا حادثہ گذرا کہ اس طرح پریشان ہے۔ کیا کسی کے ڈر سے بہاگا جاتا ہے یا کوئی ایسا کام ضروری درپیش ہے جسکی وجہ سے یہہ عجلت اور وحشت ہے غلام حبشی نے کہا کہ مین امیر المومنین کا غلام ہون مجہکو عامل مصر کے پاس بہیجا ہے۔ ایک شخص ہمراہیان محمد بن ابی بکر رضؓ نے کہا کہ مصر کے حاکم وعامل تو یہ ہین جو ہمارے ساتہہ مصر ہی کو

جارہے ہین-غلام نے جواب دیا کہ مجھکو انسے کچہہ غرض نہین نہ انکے پاس جاتا ہون-لوگون نے اوسکو جانے دیا اور محمد بن ابی بکرؓ سے سارا قصہ آکر بیان کیا-اونہون نے اوس غلام کو پکڑ بلوایا اور دریافت کیا-

محمد- توکون ہے-

غلام-مین غلام ہون-(پہر حیلہ وحوالہ کرنے لگا-کبہی کہتا مین امیر المومنین کا غلام ہون کبہی اپنے کو مروان کا غلام تبلاتا)

محمد- تجھکو کہان اور کسکے پاس بہیجا ہے-

غلام- عامل مصر کے پاس-

محمد- کس کام کو بہیجا ہے-

غلام- پیغام لئے جاتا ہون-

محمد- تجھکو کوئی خط عامل مصر کے نام دیکر بہیجا ہے-

غلام-نہین خط کوئی نہین ہے صرف زبانی پیغام دیا ہے-

لوگونکو اسکے کلام مذبذب سے اسکی نسبت شک گذرا اور اسکی تلاشی لی-اسکے کپڑے سامان سب ڈہونڈہا مگر خط کا پتہ نہ چلا-آخرکار اسکے پاس ایک پانی کی چہاگل تہی جو بالکل خشک تہی ایک شخص نے اوسکو اوٹہا کر ہلایا تو کچہہ آواز کہڑکہڑاہٹ کی سُنی گئی-چارونطرف ہلا ڈالا کر دیکہا مگر کوئی چیز اوسمین سے نکلی-جب اوسکو چیر ڈالا تو اوسمین سے ایک خط نکلا جو جناب عثمانؓ کی طرف سے عبداللہ بن سعد گورنر مصر کے نام تہا-محمد بن ابی بکرؓ نے اپنے ہمراہیون مہاجرین وانصار وغیرہم کو بلا کر سب کے روبرو وہ خط کہولا-اوسمین یہہ عبارت تہی-اذا اتاک محمد وفلان وفلان-فاحتل لقتلھم وابطل کتابہ

وقف علی عملک حتی یاتیک امری ان شاء اللہ تعالی۔ ترجمہ۔ جب تمہارے پاس محمد بن ابی بکرؓ اور فلان فلان اشخاص پہونچین توکسی حیلہ وتدبیر سے ان سبکو قتل کرڈالنا۔ محمد کے پاس جو فرمان ہے اوسکا اعتبار نہ کرنا اور تم اپنے کام وحکومت پر قائم رہنا جبتک کہ میرا حکم ثانی تمکو پہونچے۔

بروایت ابن اثیر اوس خط مین یہہ مضمون تہا عبدالرحمن بن عدیس اور عمرو بن الحمق و عروہ بن بیاع کو دُرے لگانا اور لوگونکے سر و داڑہی مونڈکر قید کرنا۔ بعضونکو سولی دینے کا بہی حکم تہا اور ایک روایت مین یہہ مضمون تہا کہ یہہ لوگ قتل کیے جاوین یا انکے ہاتہہ پاؤن کاٹ کر چہوڑ دیا جاوے۔ جب یہہ خط پڑہا گیا لوگون مین ایک غل و شور پیدا ہوا سب کے سب گہبرا گئے۔ پہر وہ خط ایک لفافہ مین کرکے بند کر دیا گیا جملہ ہمراہیان محمد بن ابی بکرؓ کی مہرین لگادی گیئن اور ایک معتبر شخص کے پاس کہا دیا پہر سب لوگ اوس غلام کو ساتہہ لیکر مدینہ واپس ہوے۔ (تاریخ خمیس)

محاصرہ

جناب علی مرتضیٰؓ و دیگر صحابہ کرام وشرفاء مدینہ منورہ کی حسن تدبیر سے فی الجملہ آتش فساد سرد ہوئی تہی اور مصریونکے واپس جانے سے کسیقدر اطمینان ہوا تہا کہ پہر وہ پوشیدہ آگ بہڑک اوٹہی مفسدین اشرار کی زبان طعن کچہہ رُکی تہی کہ پہر از سر نو بدگوئی اور شرارت کا موقع ملگیا۔ ابہی باغیان پر دغا بالکل دفع نہین ہوے تہے کہ پہر حجت و دلیل کے ساتہہ مجتمع ہوگئے۔ مصریون نے کیا سر اوٹہایا کہ کوفی و بصری بہی انکے ہمداستان وہم زبان اور ہم خیال بن گئے۔ مصریونکی واپسی کچہہ ایسی صورت مین ہوئی کہ تمام گروہ بلوائیان اہل کوفہ و بصرہ انکے ساتہہ ہوگیا اور انہون نے

کہلم کہلا البغاوت وفساد ظاہر کر دیا اور علانیہ لڑنے مرنے پر مستعد ہو گئے۔ اہل مدینہ جو جای پناہ اور محفوظ جگہہ مین لعیش وآرام بفکری کے ساتہہ گذر کرتے تہے اسوقت اونکی پریشانی واضطراب کا کیا پوچہنا عورتون اور بچونکی بدحواسی کا کیا ذکر۔ جوان جوان مرد میدان اس موقعہ پر بجز خانہ نشینی کے کچہہ نہ کر سکتے تہے۔ سخت مشکل یہ تہی کہ مسلمانونسے مقابلہ تہا ادہر مسلمان اودہر مسلمان۔ دونون کلمہ گو۔ دونون ایک مذہب۔ فرق ہے تو اتنا کہ ایک جانب مطیع وفرمانبردار ہین دوسری جانب باغی۔ شریر۔ آمادہ پیکار۔ امام وقت سے منحرف اپنے امام کے خون کے طالب وخواستگار ہین۔ اوسپر طرہ یہہ کہ خلیفہ رحم دل امیر المومنین جناب عثمانؓ کی طرف سے سخت ممانعت کہ خبردار کوئی تلوار نہ چلاے۔ مرد جانبازون کو یہہ غم اور بہی نشتر بر جگر تہا۔ منچلے سپاہی افسوس کے ساتہہ ہاتہہ ملتے تہے۔ اللہ اللہ ابہی کل کی بات ہے کہ یہی مدینہ جو عدل فاروقی اور بذل وجود عثمانی سے نہایت درجہ کی تہذیب پاکر اور دنیوی مال وجاہ سے آسودہ خاطر ہوکر اعلیٰ درجہ کی ترقی کا ایک نمونہ بن گیا تہا اور دن رات مزہ سے شہر والے چین کرتے تہے آج وہی مدینہ ہے کہ جسکے در و دیوار سے خوف وہراس ظاہر ہے۔ گہر مین بیٹہے ڈر رہے ہین۔ نہ اپنی جانونپر اطمینان ہے نہ مالونپر نہ آبرو بچنے کی امید۔ سب کی زبانونپر الحفیظ والامان ہے۔

نے جاے درون رفتن ونے پای برون شد	درماندۂ این دائرہ ام ہمچو جبل الحبل

یہہ حال تو اوسوقت کا ہے جب جماعت مفسدین نے تمام مدینہ مین غدر برپا کر دیا تہا اور جناب عثمانؓ کے مکان کا محاصرہ کر لیا تہا اس سے پہلے جسوقت مصریونکو جناب علیؓ نے سمجہا بوجہا کر واپس کیا تہا تو اوسروز اہل مدینہ اطمینان سے اپنے اپنے گہرونمین سکونت گزین تہے۔ رات کے وقت اہل مدینہ کو کسی امر کی اطلاع نہ ہوئی لیکن تکبیر کی آواز

اطراف مدینہ مین گونج رہی تہی۔ صبح ہوتے دیکہا تو امیر المومنین جناب عثمانؓ کا مکان محاصرہ مین تہا۔ بلوائیون نے اسکو چارون طرف سے گہیر لیا تہا اور یہہ منادی کرادی تہی کہ جو شخص اپنا ہاتہہ لڑائی سے روکے گا وہ مامون ومحفوظ رہیگا۔

اب بلوائیون نے ڈیرہ ڈال دیا۔ رات دن کا حصار تہا اس عرصہ مین چند ایام تک جناب عثمانؓ لوگونکو نماز پڑہاتے رہے اور بلوائی بہی آپکے پیچہے نماز پڑہتے رہے۔ اہل مدینہ اپنی اپنے مکانومین گوشہ نشین ہوے۔ بلوائیون نے جناب عثمانؓ سے کسیکو بات چیت کرنیسے نہ روکا مدینہ مین بالکل بے امنی تہے۔ ہر شخص بجاے خود اپنی جان ومال وآبرو پر خائف وترسان ولرزان تہا۔ گہر سے باہر نکلتے ڈرتے تہے عجیب مخمصہ مین گرفتار تہے۔ محاصرین کی تعداد بروایت امام یافعیؒ چار ہزار ہے اور بعض روایات سے ثابت ہوتا ہے کہ مصری کوفی۔ بصری چار چار ہزار جملہ بارہ ہزار تہے۔ جب محاصرین نے ہر چہار طرف سے گہیر لیا جناب علیؓ مع دیگر اصحاب ورؤسا مدینہ کے ان بلوائیونکے پاس تشریف لاے اور فرمایا تمکو کس چیز نے چلے جانے کے بعد واپس بُلا لیا۔ محاصرین نے کہا۔ ہم نے ایک خط ایک قاصد کے ہاتہہ سے پایا ہے جسمین ہمارے قتل کا حکم تہا۔ اسی طرح حضرت طلحہؓ سے بصریون نے اور حضرت زبیرؓ سے کوفیون نے کہا۔ ہر ایک ان بلوائیون مین سے کہہ رہا تہا کہ ہم اپنے بہائیونکی مدد کرنے کو آے ہین۔ جناب علی مرتضیٰؓ نے بلوائیون کو مخاطب کرکے فرمایا۔ تمکو یہہ کیسے معلوم ہوا کہ اہل مصر کیساتہہ یہ واقعہ پیش آیا ہے کیونکہ تم لوگ تو اتنی منزلونکی مسافت پر تہے۔ ایک ہی وقت معین پر کیسے واپس ہوے۔ تعجب ہے کہ تم سبکو باوجود بعد مسافت ایک ہی وقت اطلاع ہوگئی اور سب کے سب ایک ساتہہ چڑہ آے۔ بخدا۔ یہ امر روز روشن سے زیادہ ظاہر ہے کہ تمہاری طبیعتین ہنوز صاف نہین اور ہمارا

سمجھانا تمکو کارگر نہین ہوا۔ محاصرین نے جواب دیا کہ آپ جو چاہے خیال کرین ہمکو اس شخص کی خلافت کی کوئی ضرورت نہین ہے۔ یہہ خلافت سے الگ ہو جاوے۔

حضرت عثمان رضؓ نے والیان ممالک اسلامیہ کے نام متعدد فرامین بھیجے۔ اونکو ان واقعات سے مطلع کیا۔ اہل مدینہ کی پریشانی ظاہر کی اور مدد و نصرت کی ترغیب دی۔ جہان جہان آپکے فرمان پہونچے لوگ روانگی پر آمادہ ہوے۔ شام سے حضرت معاویہؓ نے حبیب بن مسلمہ فہری کو۔ مصر سے عبداللہ بن ابی سرح نے معاویہ بن حدیج کو روانہ کیا اور کوفہ سے قعقاع بن عمرو روانہ ہوے۔ کوفہ مین اسوقت صحابہ رضی اللہ عنہم مین سے عقبہ بن عامر۔ عبداللہ بن ابی اوفی۔ حنظلہ کاتب وحی رضوان اللہ علیہم اور تابعین مین سے مسروق۔ اسود۔ شریح۔ عبداللہ بن حکیم وغیرہم اور بصرہ مین جماعت صحابہ کرام سے عمران بن حصین۔ انس بن مالک ہشام بن عامر رضی اللہ عنہم۔ تابعین مین سے کعب بن سور۔ ہرم بن حیان نے اور اسی طرح شام اور مصر مین بہی صحابہ و تابعین کے ایک گروہ نے مسلمانون کو اہل مدینہ کی اعانت پر اوبھارا اور نصرت و مدد کی تحریص و ترغیب دی۔ بلوائیون کے آنے کے بعد جو پہلا جمعہ ہوا اس مین امیر المومنین جناب عثمان رضؓ نے نماز پڑہائی اور بعد نماز کے خطبہ پڑہنے کیلئے آپ منبر پر تشریف لیگئے اور فرمایا۔ اے گروہ مخالفین غضب خدا سے ڈرو اور مخالفت سے باز آؤ۔ قسم خدا کی اہل مدینہ خوب جانتے ہین کہ تم لوگ مطابق ارشاد جناب رسولؐ خدا کے ملعون ہو۔ پس اپنے گناہ اور خطائین نیک کام کرکے محو کرڈالو۔ اس مجمع مین سے محمد بن مسلمہ رضؓ کہڑے ہو گئے اور کہا۔ انا اشھد بذلک۔ حکیم بن جبلہ نے انکو بٹھلالیا۔ پہر زید بن ثابت اوٹھے انکو محمد بن ابی قتیرہ نے بٹھلالیا۔ پہر بلوائیون نے ہجوم کرکے ممبر کا قصد کیا لیکن لوگون نے کنکریان مارکر اونکو مسجد سے نکالدیا مگر وہ

پہر بھی شرارت سے باز نہ آے اور جناب عثمانؓ پر پتھر پہینکے جسکے صدمہ سے آپ بیہوش ہوکر ممبر سے گر پڑے۔ سعد بن ابی وقاص حسین بن علی۔ زید بن ثابت۔ ابو ہریرہ۔ رضی اللہ عنہم اہل مدینہ کیطرف سے لڑنے لگے۔ کچھہ لوگ موقع پاکر جناب عثمانؓ کو حالت غشی مین گھر پر اوٹھا لاے۔ تھوڑی دیر کے بعد جب آپکو غشی سے افاقہ ہوا تو اون صاحبونکو لڑائی سے روک کر واپس بُلا بہیجا اور اونکو لڑائی ترک کردینے کی قسم دلائی۔ اسی مجمع بلوائیان مین جہجاہ غفاری بہی تہا۔ جب آپ بیہوش ہوکر گرے تو اسنے عصا لیکر توڑ ڈالا اور کمال بیباکی سے کہا کہ آپکو بالو کے ٹیلہ میں دبا دین۔ جناب علی وطلحہ وزبیر رضی اللہ عنہم آپکی عیادت کو تشریف لاے۔ اوسوقت چند لوگ بنی امیہ کے آپکے پاس بیٹھے تہے جنمین مروان بہی تہا ان لوگون نے جناب علیؓ سے کہا۔ آپنے ہم لوگونکو ہلاک کر ڈالا اور یہہ سب کارروائی آپ ہی کی ہے۔ واللہ اگر آپ اپنے مقصود ومطلوب کو پہونچ گئے تو آپ تمام دنیا سارے جہان کو اپنا مطیع وفرمانبردار کر لینگے جناب علیؓ نے اسکا کچھہ جواب نہ دیا اور غصہ ہوکر اوٹھہ چلے آے طلحہ وزبیرؓ بہی اپنے اپنے مکان کو واپس گئے۔ اس واقعہ سے تیس دن بعد تک جناب عثمانؓ نماز پڑہاتے رہے۔ بعد ازان بلوائیون نے آپکو مسجد آنے اور نماز پڑہانے سے روک دیا اور بلوائیونکا سردار غافقی بن حرب عکّی لوگونکو نماز پڑہانے لگا اہل مدینہ اپنے اپنے مکانات وباغات مین مسلح ہوکر عزلت گزین ہو گئے اگر کوئی کسی ضرورت سے باہر نکلتا تو مسلح ہوکر تلوار ہاتھہ مین لیکر جاتا آتا۔ اس درجہ بدامنی اور خوف طاری ہوگیا کہ راہ چلنا اور گہر سے نکلنا دشوار تہا۔ حصار چالیس روز تک قائم رہا جو انسے تعرض کرتا ہتہیار ونکے ساتھہ اوس سے پیش آتے۔

بعضے کہتے ہین کہ زمانہ حصار مین جناب امیر المومنین عثمانؓ نے حضرت ابو ایوب

انصاری کو نماز پڑہانیکا حکم دیا تہا چنانچہ چند روز تک انہون نے نماز پڑہائی۔ پہر بعد انکے
جناب علی مرتضیٰؓ امامت کرتے رہے اور بعضون کا یہہ بیان ہے کہ حالت حصار مین جناب
علیؓ نے سہیلؓ بن حنیف کو نماز پڑہانیکا حکم دیا تہا چنانچہ عشرہ ذیحجہ تک یہ امامت کرتے رہے
پہر عید کی نماز پڑہائی اور چند نمازون مین امامت کی یہانتک کہ جناب عثمانؓ شہید ہوگئے
اور ایک روایت مین یون ہے کہ جس دن جناب عثمانؓ کو بلوائیون نے مسجد مین آنے
اور نماز پڑہانیسے روکا تو سعد قرظ موذن جناب علیؓ کی خدمت مین آئے اور کہا۔ نماز کون
پڑہائے۔ جناب علیؓ نے فرمایا۔ خالد بن زید کو بلاؤ۔ جب وہ آئے آپنے اونکو امامت
کرنیکا حکم دیا۔ اوس دن لوگونکو معلوم ہوا کہ ابو ایوبؓ انصاری کا نام خالد بن زید ہے
اس سے بیشتر انکا نام معلوم نہ تہا۔ اس روز سے حضرت ابو ایوب انصاری نماز پڑہاتی
رہے اور بعض کہتے ہین کہ سہیل بن حنیفؓ بحکم جناب علیؓ اول ذیحجہ سے عید تک نماز پڑہاتی
رہے اور عید کی نماز خود جناب علیؓ نے پڑہائی اور بعد ازان تا روز شہادت جناب عثمانؓ
آپ ہی نماز پڑہاتے رہے۔ بعض موٴرخین مصریون کے قصہ کو اس طرح لکہتے ہین کہ جب
محمد بن ابی بکرؓ مع اپنے ہمراہیان کے مدینہ منورہ مین واپس آئے تو محمد بن مسلمہ انکے پاس
سبب واپسی دریافت کرنیکو آئے اور پوچہا۔ تم لوگ تو چلے گئے تہے پہر کیون لوٹ
آئے۔ انہون نے غلام کا ملنا اور اوسکے پاس سے خط کا پانا تمام قصہ اول سے آخر تک
بیان کیا اور کہا کہ ہم لوگ جناب علیؓ کی خدمت مین حاضر ہوئے تہے اور یہہ حال عرض
کر چکے ہین اونہون نے وعدہ کیا ہے کہ جناب عثمانؓ سے اس خط و غلام کے بارہ مین
گفتگو کرینگے۔ ہم نے سعد بن ابی وقاصؓ اور سعید بن زید سے بہی اس معاملہ مین کہا
تہا مگر ان دونون صاحبون نے جواب دیا کہ ہم اس معاملہ مین کسی طرف کچہہ نہ کہین گے

[سعد بن ابی وقاص رضؓ بعد واقعہ شہادت جناب عثمانؓ کسی جنگ مین شریک نہین ہوے
(مستطرف)] اب آپ سے التجا ہے کہ جناب علیؓ کو لیکر ہمارے ساتھہ جناب عثمانؓ کیخدمتمین
بعد ظہر کے چلین اور ہمارے واسطے گفتگو کرین اور ایک روایت مین ہے کہ مصریون نے
جماعت صحابہ کرام کو جمع کرکے سب کے سامنے خط کھولا۔ سب کے روبرو وہ خط پڑہا گیا۔
صحابہ کرام خط کا مضمون سُنکر نہایت درجہ متاسف ہوے اور جسنے یہہ قصہ سُنا جناب
عثمانؓ سے بدظن ہوا۔ محمد بن مسلمہ نے ان سے وعدہ کیا۔ جناب علیؓ کے پاس آے اور
اونکو لیکر جناب عثمانؓ کے پاس پہونچے اوس خط اور غلام اور اونٹ کو بہی لیتے گئے اور
مصریون کے آنیکی اجازت چاہی چنانچہ سرغنہ جماعت مصریان حاضر دربار خلافت ہوے
مگر بکمال تمرّد و سرکشی۔ آپکو سلام خلافت تک نہ کیا نہ امیر المومنین کے لقب سے خطاب کیا
مروان بن حکم اسوقت آپکے پاس تہا بولا آپ مجھکو اجازت دیجیے کہ مین مصریون سے
کلام کرون۔ آپنے فرمایا کمبخت تو خاموش رہ۔ خدا تیرا منہ بند کرے۔ تو اس کام کے
لائق نہین خبردار میرے معاملات مین ہرگز دخل نہ دینا۔ تو اسیوقت میرے گہر سے
نکل جا۔ مروان آپکی خفگی سُنکر اوٹہا چلا گیا۔ پہر جناب علیؓ اور محمد بن مسلمہ نے اس طرح گفتگو
کی۔ یہہ آپ کا غلام ہے؟ بجواب اثبات مین پاکر پوچہا گیا کہ یہہ اونٹ کس کا ہی امیر المومنین
نے فرمایا کہ یہہ بہی میرا ہے حضرت علیؓ نے فرمایا اور یہہ خط کسکے ہاتہہ کا لکہا ہوا ہے حضرت
عثمانؓ نے جواب دیا کہ بخدا یہہ خط مین نے نہین لکہا نہ اسکے کاتب کو مین جانتا ہون۔
نہ مین نے یہہ خط لکہایا نہ مجھکو اسکا علم ہے کہ کب لکہا گیا اور نہ اس غلام کو مین نے مصر روانہ
کیا۔ حضرت علیؓ اور محمد بن مسلمہ و دیگر صحابہ نے جناب عثمانؓ کی قسم پر اعتبار کیا اور آپ کو
معذور رکہا مگر اتنا کہا کہ یہ کام مروان کا ہے اور یہہ خط بہی اسکے خط سے ملتا ہے بیشک

مروان ہی نے آپ کی طرف سے لکھا ہے۔ مروان کو ہمارے حوالہ کیجئے۔ جناب عثمان رضؓ نے
جواب دیا کہ مروان کو مین نہین دے سکتا۔ مجھکو اندیشہ ہے کہ مبادا اسکو کاتب خط قرار
دیکر بلا تحقیق قتل کر ڈالین۔ درحقیقت وہ کاتب نہو بلکہ کسی دوسرے نے لکھکر میری
مہر لگا دی ہو اور میرے غلام کو بھی اس مین فریب دیا ہو۔ یہ گفتگو درپیش تھی کہ مروان
بھی آپہونچا اور اپنی نسبت الزام قائم ہوتے سنکر بولا۔ اگر مین اس امر کا مرتکب و رباعث
ہوتا تو غلام کو دریا کی راہ نہ بھیجتا تاکہ محمد بن ابی بکرؓ اور اونکے ہمراہیون سے پیشتر ہی
مصر پہونچ جاتا۔ راستہ مین بھی گرفتار نہ ہوتا۔ الغرض بعد تحقیقات کے یہہ امر ثابت ہو گیا
کہ یہہ کارروائی مروان ہی کی ہے اور خط بھی اسکے خط سے ملتا ہے۔ مصریون نے یہ
درخواست کی کہ آپ مروان کو ہمارے حوالہ کر دین۔ جناب عثمانؓ کو اندیشہ تھا کہ مروان
مفت قتل ہوگا لہذا دینے سے انکار کیا۔ باوجودیکہ مروان اسوقت گھر مین موجود تھا
اسپر مصری اور بھی غضبناک ہوئے (خمیس و صواعق محرقہ) ہنوز یہ قضیہ طے نہوا تھا
کہ بلوائیان مصر کا ایک گروہ اور آن پہونچا۔ ابن عدیس نے سب سے آگے بڑھکر عبد اللہ بن
سعد گورنر مصر کی بدنظمی۔ اہل اسلام اور اہل ذمہ کے ساتھہ اونکے برتاو۔ اموال غنیمت
سے خود رقمین لے لینا اور مصر مین جو جو خرابیان اور بدعتین انکے عہد حکومت مین پیدا
ہوئین ظاہر کرکے کہا جب کبھی عبد اللہ بن سعد پر اعتراض کیا جاتا ہے تو وہ کہتا ہی
کہ امیر المومنین عثمان رضؓ نے ایسا ہی لکھا ہے ہم لوگ مصر سے تو اسی ارادہ پر آئی تھے
کہ آپ کو قتل کرینگے مگر حضرت علیؓ اور محمد بن مسلمہ نے ہمکو اس کام سے روکا اور وعدہ
فرمایا کہ تمہاری شکایتین ہم رفع کرا دینگے۔ ہم ان صاحبون کے کہنے سے مصر کو واپس
ہوئے۔ اثنائے راہ مین (بمقام ثوبیب) ہمکو آپکا غلام ملا جسکے پاس آپکا خط نکلا اور جسمین

آپکی مہر بھی ہے۔ اوس خط مین آپنے عبداللہ بن سعد گورنر مصر کو لکھا ہے کہ ہم لوگون کو دُرّے مارین اور ہماری ڈاڑہی و سر مونڈکر قید خانہ مین ڈال دین۔

عثمانؓ۔ (قسم کہاکر) مجھکو اسکی مطلقاً خبر نہین۔ نہ مینے خود لکھا اور نہ کسی سے لکھایا۔

علیؓ۔ بیشک آپکا فرمانا درست ہے۔

محمدؓ۔ بلاشک صحیح ہے۔

مصری۔ بہلا آپنے نہین لکھا تو پہر کس نے لکھا۔

عثمانؓ۔ مجھکو اسکی کیا خبر۔

مصری۔ جاے تعجب ہے کہ اس قسم کے خطوط تمہاری مہر سے لکھے جاوین اور تمہارا غلام صدقہ کے اونٹ پر سوار ہوکر خط لیجاوے اور تمکو خبر تک نہو۔

عثمانؓ۔ ہان۔ درحقیقت ایسا ہی ہوا ہے۔

مصری۔ دو حال سے خالی نہین یا تم جہوٹے ہو یا سچے۔ اگر جہوٹے ہو تو خلافت کے قابل نہین تم سے خلافت لے لینا چاہیئے کیونکہ جہوٹے کو مسلمانون کا والی بنانا جائز نہین قطع نظر اسکے تمنے ہم لوگونکو ناحق مارنے اور سزا دینے کو اپنے عامل کے خط مین لکھا اور اگر تم اپنے بیان مین سچے ہو اور درحقیقت اس غلام کے بہیجنے اور خط لکھنے کا تم کو علم نہین تب بہی خلافت کے لائق نہین رہے۔ کیونکہ تمہاری ضعف سیاست و غفلت اس درجہ تک پہونچ گئی کہ تمہاری بغیر اجازت و اطلاع کے جسکا جو جی چاہتا ہے کر گذرتا ہے۔ تمہارے عاملونکی خیانت اور بدطینتی اس حد تک طشت ازبام ہوگئی ہے کہ ہر اعلیٰ و ادنیٰ کے کان سنتے سنتے بہر گئے اور تمہارے کان پر جُون نہ رینگی ایسی

حالت مین ہم زمام امور خلافت ایسے شخص کے ہاتھہ مین جسکی ضعیف راے وانتظام ملکی اور غفلت کے باعث اوسکے عمال خود رائی اور آزادی سے جو چاہین کرین اور اوسکو اصلاح پر واہ نہو نہین رکہتے۔ اب تم اپنی خوشی سے خلافت چہوڑ کر الگ ہوجاؤ۔ جسطرح خداوند تعالی نے تمکو خلیفہ کیا تہا جبتک تم مین قابلیت رہی خلیفہ رہے اب اس کام کے قابل نہین لہذا ازخود خلافت سے دست بردار ہو۔

عثمانؓ۔ مین اوس لباس کو نہین اوتارا چاہتا جسکو اللہ تعالے نے مجھکو پہنایا ہے ہان یہہ ہوگا کہ اگر مجہسے غلطی ہوگئی تو مین توبہ کرونگا اور اپنی راے سے رجوع کرونگا۔

مصری اگر یہ تقصیر تمسے اول بار ہوئی ہوتی تو ہم تمہاری توبہ قبول کرتے اور اوسپر اعتبار کرتے۔ لیکن ہم تو بارہا دیکہہ چکے اور آزما چکے کہ تم توبہ کرتے ہو اور پہر وہی کام کرنے لگتے ہو۔

زبانسے گر کیا بہی تمنے وعدہ تو یقین کسکو		نگاہین صاف کہتی ہین کہ دیکہو یون مکرتی ہین

اب ہمپر فرض ہے کہ تمسے خلافت چہین لین یا تمکو قتل کر ڈالین۔ بغیر ان دو کامون سے ایک کئے ہم واپس نہ جاوینگے۔ اگر تمہارے دوستون اور مددگارون سے کوئی ہمارا مزاحم ہوگا تو ہم اوس سے لڑینگے اور جبتک ہم زندہ ہین لڑے جائینگے پس یا تم تک پہونچین گے یا مرجائینگے۔

عثمانؓ۔ خلافت چہوڑنے کی توامید مجہسے ہرگز نہ رکہو کیونکہ جان دینا منظور ہے مگر خلافت نہ چہوڑونگا اور جو تم یہہ کہتے ہو کہ میرے دوستونسے لڑوگے تو

اس سے اطمینان رکھو کوئی تمہارے پاس نہ پہونچنے پاویگا کیونکہ مین کسی سے تمہارے ساتھہ لڑنے کو نہین کہتا بلکہ منع کرتا ہون۔ اگر کوئی اٹھے تو اپنی خوشی سے لڑیگا میری اجازت اور میہ احکم نہین۔ اگر مین تمسے لڑنا چاہتا تو ذراسے اشارہ مین تمام ممالک کی فوجین جمع ہو جاتین اور تمکو اسوقت اس عوے اور جرات کے ساتھہ میرے مقابلہ مین گفتگو کرنیکی ہمت نہ پڑتی اگر مجھکو اپنی جان کا خوف ہوتا تو مین مدینہ چھوڑ کر دوسرے شہر مین چلا جاتا اور تمہارے شر سے محفوظ رہتا۔

بہ رغبتے کہ خورم خون کسے شراب نخورد		چنان خورم دل تو در اگہ کس کباب نخورد

اس فقرہ کے تمام ہوتے ہی چارون طرف سے شور وغل کی آواز آنے لگی جسکے جو جی مین آتا تھا بک رہا تھا۔ جناب علیؓ اوٹھے اور ربلوا ئیونکو جناب امیر المومنین عثمان رضؓ کے پاس سے نکالکر اپنے مکان کو چلے آے۔

جناب علیؓ کے اوٹھتے ہی اور صحابہ کرام بھی اپنے اپنے گھر چل دیئے مگر اس واقعہ سے سبکو بدرجہ کمال رنج وغم تھا اور غصہ مین بھرے تھے۔ یہہ تو سب صاحبونکو یقین تھا کہ جناب عثمان رضؓ نے قسم جھوٹی نہین کھائی اور درحقیقت خط کے مقدمہ مین آپنے جو کچھہ بیان کیا سب صحیح اور سچ ہے۔ (خمیس) (مگر پھر مروان کے دینے مین آپنے کیون انکار کیا مفت مین اوسکی طرفداری کیوجہ سے بدنام ہین اور فتنہ وفساد کو ترقی ہوتی جاتی ہے) بعضے اشخاص یہہ کہتے تھے کہ اگرچہ عثمان رضؓ اس خط کے معاملہ مین سچے ہین مگر ہمارے دل سے شک نہ رفع ہوگا تا وقتیکہ آپ مروان کو نہ دیدین۔ ہم اوس سے دریافت کرین اور کرید کے پوچھین اور خط کے بابت تنقیح کرین۔ جناب عثمان رضؓ سے تو یہہ امر بعید ہے کہ

صحابہ کے قتل کا حکم دین۔ ادہر تو محمد بن ابی بکر کو مصر روانہ کرین اور دہر ان کے قتل کا حکم نامہ لکھیجین۔ بالفرض تحقیقات سے اگر ثابت ہو جاوے کہ آپنے یہہ فعل کیا ہے تو آپ مستحق خلع خلافت ہین اور اگر آپ کی برائت ثابت ہوا اور مروان کی شرارت تو مروان کے حق مین جو مناسب ہوگا کرینگے۔ (صواعق محرقہ) اور ایک روایت مین ہے کہ جب مصریون نے خط کا قضیہ آپکے روبرو پیش کیا۔ آپنے فرمایا۔ دو باتون سے ایک کرو۔ دو مسلمان مجہپر گواہی دین کہ یہہ خط مین ہی نے لکھا ہے تو مین ملزم اور خطاوار ہون اور اگر کوئی گواہ نہ پیش کرو تو میری قسم کا اعتبار کرو۔ مین خدا کی قسم کہا کر کہتا ہون کہ یہہ خط نہ مین نے لکھا ہے اور نہ لکھوایا ہے اور یہہ بہی تم خوب جانتے ہو کہ خط دوسرے کی طرف سے لکھا جاسکتا ہے اور مُہر بہی ایک مہر کی مثل کندہ ہو سکتی ہے۔ مصریون نے آپکے جواب کو تسلیم کیا۔ مگر براہ بغض وعناد کہا۔ کچہہ ہو اب تو تمہارا خون اللہ نے حلال کر دیا ہے (ازالۃ الخفا)

جب سب صاحب جناب عثمان رضؓ کے پاس سے تشریف لیگئے مصریون نے آپکے مکان کا محاصرہ کرلیا۔ (ابن اثیر)

القصہ جب امیر المومنین عثمان رضؓ نے مروان کے دینے سے انکار کیا تو جملہ صحابہ رضؓ آپکے پاس سے چلے گئے اور یہہ خبر اطراف مین مشہور ہوگئی۔ عوام جناب عثمانؓ کو برا کہتے تہے کوفہ اور بصرہ کے مفسد اور فتنہ انگیز اس موقع کے منتظر اور خدا سے متوقع اور خواستگار تہے ہی اس خبر کے سنتے ہی بقصد یورش و قتل جناب عثمانؓ دوڑ پڑے اور مصریونکے ساتہہ شریک ہوگئے۔ یہہ لوگ کچہہ دور تو تہے ہی نہین بمقام ذوخشب اور ذو مروہ ان لوگونکا پڑاؤ تہا۔ آن کی آن مین شہر مدینہ تمام بلوائیون سے بہر گیا اور چارون طرف غدر شروع ہوگیا۔ ان ہی ایام محاصرہ مین دربار خلافت سے جناب معاویہؓ اور ابن عامر کے نام

بطلب امداد فرمان روانہ ہوی۔ چنانچہ یزید بن اسدی قسری خالد بن عبداللہ کی داد اہل شام کا ایک گروہ لیکر روانہ ہوی جب یہہ لشکر شامی وادی القری مین پہونچا جناب عثمان رض کی شہادت سنکر شام کو واپس گیا۔ بعضی کہتے ہین کہ شام سے حبیب بن مسلمہ فہری اور بصرہ سے مجاشع بن مسعود سلمی ایک جماعت معتدبہ لیکر واسطے مدد اہل مدینہ و جناب عثمان رض کے روانہ ہوی تھے جب یہہ لوگ ربذہ مین پہونچے اور انکا مقدمۃ الجیش مقام صرار متصل مدینہ منورہ پہونچا تو آپ کی شہادت کا حال سنکر دونون فریق واپس گئے۔ مدت محاصرہ مین اختلاف ہے ایک روایت مین اونچاس دن اور بعضونکے نزدیک دو ماہ بیس دن ہین مگر بروایت معتبرہ مدت حصار چالیس دن ہے۔ شائد اس اختلاف کی یہہ وجہ ہے کہ بلوائیون کا اجتماع اخیر ماہ شوال سے ہوا ہے جیسا کہ حیوۃ الحیوان اور تاریخ خمیس کی ایک روایت سے ثابت ہوتا ہے کہ حصار سلخ شوال یعنی آخر تاریخ ماہ شوال چاندرات کے دن سے شروع ہوا اس حساب سے اٹھارہ ذیحجہ تک اونچاس دن ہوتے ہین اور جو مدت حصار دو ماہ بیس دن کہتے ہین انکے نزدیک ابتدا حصار شروع ماہ شوال سے ہونا چاہیئے۔ کیا عجب جوان کے نزدیک شہادت اٹھائیس ذیحجہ کو ہوئی ہو جیسا ہم آگے بیان کرینگے۔ جو لوگ چالیس دن کہتے ہین اور اٹھارہ ذیحجہ تاریخ شہادت قرار دیتے ہین اونکے نزدیک ابتداے حصار آٹھہ ذیقعدہ سے ہونا چاہیئے۔ قصہ مختصر پھر بلوائیون نے سختی شروع کی اور جناب عثمان پر پانی بند کر دیا۔ جب جناب علی ع کو یہ خبر پہونچی آپ سخت ناراض ہوے اور کسی حیلہ و تدبیر سے آپکے پاس چند مشکین پانی بھجوا دیا۔ جناب عثمان رض نے اپنے مشیرون سے اس معاملہ مین راے لی۔ اونہون نے یہہ راے دی کہ جناب علی مرتضیٰ ع کو طلب کیجیے اور اون سے فرمایئے کہ اس گروہ اشرار کو فہمائش کرین اور اونسے وعدہ کیا جای کہ تمہاری رضامندی کا

لحاظ ہوگا اور تمہاری شکایات دور کردی جاوینگی۔اس وعدہ و اقرار مین کچہ روز ٹل جاوینگے شاید اس مدت مین آپکی مدد کو ممالک اسلامیہ سے کچہ فوج آجاے پہران باغیونکا پورا تدارک ہوجاویگا۔جناب عثمان رضنے فرمایا کہ یہہ لوگ بر سر فساد ہین بغیر اپنے ارادہ کو پورا کئے باز نرہین گے اور کوئی عذر وحیلہ نہ سنین گے مین نے پہلی مرتبہ بہی تو ان سے وعدہ کیا تہا مگر پورا نہوا اب کیون ماننے لگے۔مروان نے جواب دیا کہ اسوقت یہہ لوگ جو کہین اسکو مان لیجیے اور وعدہ کر لیجیے اور انکو لیت ولعل مین رکہیے مصلحت وقت یہی ہے۔انسے صاف صاف کہہ دیجیے کہ انکی مرضی کے موافق عمال کی بحالی اور معزولی کردیجائیگی۔پہر جیسا مناسب ہوگا کیجیے گا۔یہہ لوگ باغی ہین۔انکے قول وقرار کا اعتبار ہی کیا۔ہمکو تو اسوقت حکمت عملی سے انکے شر وفساد کو ٹالنا ہے۔القصہ جناب عثمان رضنے حضرت علی مرتضی کو طلب کیا جب وہ تشریف لاے آپنے فرمایا۔آپ بلوائیونکا ہجوم اور انکی تعدی ملاحظہ فرماتے ہین۔مجہکو انپر اطمینان نہین۔یہہ لوگ میرے خون کے پیاسے ہین۔آپ یہہ بلا میرے سر سے دفع کیجیے۔جو کچہ انکی خواہش ہوگی مین کرونگا اور انکے جو کچہ حقوق عمالونپر اور مجہپر ہونگے رتی رتی ادا کرونگا۔جناب علی رضنے فرمایا کہ یہہ لوگ آپکے انصاف وعدل کے خواہان ہین۔انکو آپکی خونریزی سے مطلب نہین۔یہہ آپکے راضی کرنے سے راضی ہوجاوینگے آپنے پہلے بہی تو انسے قول وقرار کیا تہا مگر آج تک ایفاے عہد نہ کیا۔اب مجہکو نہ بہیجیے کیونکہ مین اونسے اونکے حقوق پانے اور پوری کامیابی کا پختہ وعدہ کرونگا اور آپکو وعدہ پورا کرنا ہوگا۔جناب عثمان رضنے جواب دیا کہ آپ اونسے حتمی وعدہ کر آیئے۔بخدا۔اب مین جو آپ فرماوینگے اوسپر عمل کرونگا اور جو شرط آپکے اور اونکے درمیان ٹہر جاویگی مین ضرور پوری کرونگا۔

جناب علیؓ بلوائیونکے پاس تشریف لیگئے اور اونکو مخاطب کرکے فرمایا تم لوگونکا منشا کیا ہے جس امر کی بابت تمہاری درخواست ہوئی وہ منظور کیا گیا۔ آیندہ بھی تمہارے رحم دل خلیفہ تمپر انصاف کرینگے۔ وہ فرماتے ہین کہ مین اپنی ذات سے جو بے عنوانی ہوئی ہے اوسکا انصاف کرونگا۔ اب تم کس واسطے فساد پر آمادہ ہو۔ بلوائی کہنے لگے کہ ہمکو یہی قبول ومنظور ہے ہم یہی چاہتے ہین۔ ہم مظلوم وداد خواہ ہین ہمارا انصاف کردین مگر آپ پکا وعدہ کرین اور خلیفہ کیجانب سے یقین کامل دلائین اور کوئی میعاد مقرر فرمائین کیونکہ زبانی قول کا اعتبار کہان تک کرین۔ خالی باتون سے کیا کام نکلتا ہے اوسپر عمل ہی ہونا چاہیئے۔

تیرے اقرار مین انکار تیری ہان مین نہین	عہد مین عہد یہ پیمان کسی پیمان مین نہین

جناب علیؓ یہہ جواب پاکر آپکے پاس واپس آئے اور سب کیفیت بیان کی جناب عثمانؓ نے کہا کہ میرے اونکے درمیان ایک مدت مقرر ہو جاوے کہ اس مدت مین جو کچھہ ان کی خواہش ہوگی پوری کی جاویگی۔ ایک دن مین یہہ کام طے نہین ہو سکتے۔ اونکے حسب خواہش جملہ امور سرانجام ہونا دشوار ہین۔ جناب علیؓ نے فرمایا کہ مدینہ مین جو کام ہو سکتا ہے اوسکے واسطے تو میعاد کی ضرورت نہین یہہ کام تو آپ آج ہی کر سکتے ہین باقی مدینہ سے باہر جو کام ہے اوسکے واسطے البتہ آپکے حکم پہونچنے کی مدت درکار ہے۔ جناب عثمانؓ نے کہا۔ ہان اور کیا۔ خاص مدینہ کے متعلق جو کام ہین اونکے واسطے تین دن کی مدت مجھکو دیجیئے مین اس عرصہ مین یہان کے متعلق جو شکایت اونکو ہوگی رفع کردونگا حضرت علی مرتضیؓ نے منظور کیا اور ایک عہدنامہ بلوائیونکو لکھہ کردیا جس مین اقرار تھا کہ تین دن کے اندر اون کی مرضی کے موافق عمال کی تقرری اور معزولی عمل مین آویگی اور اونکی شکایت رفع کردی جاویگی اور جو امر اونکے نقصان کا باعث ہوگا اور جس سے وہ

ناخوش ہین اوسکی بابت مناسب انتظام کیا جاویگا۔جناب علی رضؓ نے بلوائیون کو پھر سمجھا دیا کہ اب تمہارے حسب خواہش انتظام مناسب ہوجاویگا۔بلوائی اس اقرار نامہ سے بلا جنگ و جدل مکان کا محاصرہ کئے ہوے رُکے رہے جناب عثمانؓ موقع پاکر تیاری سامان جنگ کی طرف متوجہ ہوے اور ہتھیار وغیرہ درست کرکے ایک لشکر جمع کرلیا۔

راقم۔جناب عثمانؓ کا بقصد مقابلہ بلوائیان لشکر فراہم کرنا بذات خود اگرچہ علامہ ابن اثیر نے لکھا ہے مگر دیگر روایات سے ثابت نہین ہوتا کیونکہ آپنے خود بلوائیون سے فرمایا ہے کہ اگر مین چاہتا تو ایک لشکر عظیم تمہارے واسطے جمع کررکھتا۔علاوہ اسکے آپکا دیگر صحابہ اور اہل مدینہ کو ان بلوائیون کی لڑائی سے روکنا جیسا کہ آگے چلکر خود ابن اثیرہی کی روایت سے معلوم ہوگا اس روایت کی صحت کا قادح ہے البتہ دیگر روایات سے ثابت ہوتا ہے کہ ایک لشکر بغرض تنبیہ مفسدان بمقام احجار الزیت جناب علی رضؓ نے ٹھیرایا تھا۔اگر اس روایت سے یہی لشکر مراد ہو تو مضائقہ نہین اور چونکہ یہہ لشکر جناب عثمانؓ کی اجازت سے بہ نگرانی جناب علیؓ مقام مذکور پر ٹھیرا تھا لہذا اسکا آپکی جانب نسبت کرنا درست ہے۔

جب تین روز میعاد وعدے ختم ہوگئے اور جناب عثمان رضؓ نے کسیوجہ سے کسی قسم کا تغیر و تبدل نہ کیا تو اب بلوائیون نے پھر غدر مچایا اور چارون طرف سے یورش کرکے جناب عثمانؓ کے مکان کا قصد کیا۔عمرو بن حزم انصاری نے بمقام ذی خشب جاکر اون اہل فساد کو بھی جو وہان مقیم تھے اطلاع کردی اور سب مدینہ مین آن پہونچے سب کا آپ سے یہی سوال تھا کہ عمال قدیم کو معزول کرین اور جدید عمال منصف مزاج رعایا پرور اونکی جگہہ مامور فرماوین۔یہ بھی کہا جاتا ہے کہ بلوائیون کا یہہ قول تھا کہ یا تو منصب

خلافت سے علیحدہ ہوجایئے یا مروان کو ہمارے حوالہ کیجئے مگر جناب عثمان رض نے صاف انکار کیا اور فرمایا۔ جسکو تم پسند کرو وہ تمہارا حاکم ہو اور جس سے تم ناراض ہو وہ معزول کیا جاوے۔ یہہ تو نہو گا۔ تم جو چاہو کرو۔ تمکو اختیار ہے۔ بلوائی بولے۔ خدا کی قسم تمکو ایسا ہی کرنا ہوگا جیسا ہم کہہ رہے ہین ورنہ خلافت چھوڑ دو اور حکومت سے ہاتھ اوٹھاؤ۔ نہین تو ہم تم کو قتل کرینگے۔ جناب عثمان رض نے فرمایا کہ جو لباس خداوند تعالے نے مجھکو پہنایا ہے مین آپ سے اوسکو ہرگز نہ اوتارونگا۔

خواہ بدگوئید خوبان خواہ دشنامم دہید		ما دعا گوے شمائیم و ثنا خوان شما

آخر کار بلوائیون نے برہم ہوکر چارون طرف سے سخت محاصرہ کرلیا۔ جناب عثمان رض نے حضرات علی رض زبیر رض طلحہ رض کو بلوا بھیجا۔ جب یہہ حضرات اور انکے ہمراہ دیگر اکابر مدینہ منورہ تشریف لاے تو جناب عثمان رض گھر سے باہر نکلے اور سب لوگون سے فرمایا۔ سب صاحب بیٹھہ جاوین چنانچہ بلوائی اور غیر بلوائی۔ کوئی گھر کے چبوترونپر کوئی مکانون کی محرابونمین جس نے جہان جگہہ پائی بیٹھہ گیا۔ آپنے فرمایا۔ اے اہل مدینہ مین تمکو خدا کے سپرد کرتا ہون اور تم سے ہمیشہ کیواسطے رخصت ہوتا ہون اور خدا سے دعا کرتا ہون کہ میرے بعد تمپر کسی اچھے کو خلیفہ بناے۔ تمکو مین اللہ تعالے کی قسم دلاتا ہون کیا تم جانتے ہو کہ جناب عمر رض کی شہادت کے وقت تمنے اللہ تعالے سے دعا مانگی تہی کہ اللہ تعالے تمہارے لئے کسیکو اچھا خلیفہ منتخب کردے اور تم سب مین جو بہتر ہو اوسپر تمکو مجتمع فرماوے۔ کیا تم کہہ سکتے ہو کہ خداوند عالم نے تمہاری دعا قبول نہین فرمائی۔ درحالیکہ تم حق پر تہے خدا کے نزدیک ذلیل و بیقدر ہوگئے۔ کیا کہوگے خدا کے نزدیک اوسکے دین کی قدر نہین رہی اسواسطے اوسنے کچھہ پرواہ نہ کی جو چاہے اوسکے دین کا والی ہوجاوے اور حال یہ کہ دیندار

ابہی تک متفرق نہین ہوے کیا کہہ سکتے ہو کہ یہہ خلافت مشورہ سے نہین ہوئی اور امت نے
مکابرہ کر کے ولی کر دیا۔ پس خدا نے یہہ کام امت کے سپرد کر دیا جبکہ وہ نافرمانی کرنے لگے
اور امامت کے مقدمہ مین مشورہ ترک کیا۔ کیا تم کہتے ہو کہ خداوند تعالیٰ نے بغیر میرے انجام
کار کو جانے یہہ کام مجہکو عطا کیا۔ مین تمکو قسم دلاتا ہون۔ کیا تم جانتے ہو میرے سابق
اسلام ہونے اور دین کی قدامت کا حق و شرافت اون لوگون پر جو میرے بعد اسلام لائ
ہین۔ تم میرے حقمین اس بزرگی و فضیلت کا اعتراف کرو۔ پس درگذر کرو اور میرے قتل
سے باز آؤ کیونکہ تین شخصون کے سوا اور کسی کا قتل کرنا جائز نہین ہے۔ ایک مرد زانی
محصن دوسرا مرتد جو اسلام کے بعد کافر ہو گیا ہو تیسرا ناحق خون کرنیوالا۔ کیونکہ اگر
مجہکو ناحق ناروا قتل کروگے تو تلوار اپنی گردنون پر رکہہ لوگے پہر اللہ تعالیٰ تم سے
اختلاف کو کبہی نہ اوٹہائیگا۔

رہیگا خنجر پہ تیرے دہبہ کہ تو نے بیجرم مجہکو مارا	یہ داغ کا خون ہی ستمگر چہٹیگا ہرگز نہ رنگ ہو کر

بلوائیون نے تمام تقریر اول سے آخر تک سُنی اوسکے بعد جواب دیا۔ جو تمنے بعد جناب
عمر فاروقؓ کے لوگونکا خدا سے دعا مانگنا اور اچہا خلیفہ طلب کرنا بیان کیا یہہ سب
ٹہیک ہے مگر اصل بات یہ ہے کہ خداوند تعالےٰ نے جو کچہ اسمین کیا اچہا کیا اوسکا فعل
خالی حکمت سے نہین ہوتا۔ لیکن تمکو خداوند تعالےٰ نے ایک بلاے بے درمان بنایا
ہے جسمین اوسنے اپنے بندونکو مبتلا کیا ہے۔ حق شرافت و قدامت و سابقیت اسلام جو
تمنے ذکر کی وہ صحیح ہے اور تم ضرور اسکے مستحق تہے اور قابل عزت و حرمت اور بیشک
تم مین لیاقت اور اہلیت خلافت کی تہی لیکن تم نے وہ باتین ایجاد کین جسکو تم ہی خوب
سمجہتے ہو اور جس کی وجہ سے ہم حق قائم کرنے کے لیئے ہی اب تمکو نہین چہوڑ سکتے اس

خیال ہے کہ سبادا آگے چلکر آیندہ سال تک اور فتنہ وفساد برپا ہو- باقی رہا تمہارا حصر کرنا کہ تین ہی آدمیونکو قتل کرنا چاہیئے- اسکا یہہ جواب ہی کہ ہم اللہ کی کتاب مین سوائے ان تین آدمیون کے اور لوگون کا قتل کرنا بھی جائز دیکھتے ہین- ازانجملہ وہ شخص ہے جو دنیا مین باعث فساد ہو یا بغاوت پر لڑے اور حق کو چھوڑ دے یا وہ شخص کہ حق و راستی کو منع کرے اور اوسپر مکابرہ کرکے ناحق ونار والڑے- ان لوگونکو قتل کرنا بھی جائز ہے- تمنے بیشک بغاوت کی اور حق کو منع کیا- اوسکے آگے آے اور اوسپر مکابرہ کیا اور جسپر ظلم کیا اوسکو اپنے نفس سے بدلہ نہ دیا اور جو لوگ فساد وفتنہ کے باعث ہین اونکے طرفدار ہوے اور بلاشبہہ تمنے امارت کا زور ودباؤ ہمپر ڈالا- پس اگر تم کہو کہ ہم تمسے مکابرہ نہین کرتے تو جو لوگ تمپر چڑہ آے ہین اسیواسطے تو آے ہین اور جو تمسے لڑے اور لڑنیکو آتے ہین وہ تمہاری امارت کیوجہ سے لڑتے ہین- اگر تم اسوقت خلافت چھوڑ دو تو بھی وہ لوگ واپس جاوین اور تمسے کسی طرح کا تعرض نہ کرین-

ایک روایت مین ہے کہ جناب عثمان رضنے بلوائیونسے فرمایا- اگر تمہارے نزدیک یہ حق ہو کہ مجھکو قبر مین رکھو تو اپنا ارادہ پورا کرلو-

ذبح کرنیکو میرے پوچھتے کیا ہو تکبیر	تم چھری پھیری دو نام خدا کا لیکر

اس کا جواب کسی نے نہ دیا پھر آپنے فرمایا- اگر مین نے ظلم کیا ہے تو خدا سے مغفرت چاہتا ہون اور جو میرے اوپر ظلم ہوتا ہے اوس سے درگذر کرکے معاف کرتا ہون (عقد الفرید)

جو کیا مین نے کیا کسنے تیری ساتھہ سلوک	جو ہوا مجھپہ ہوا ہے ستم ایسا کس پہ

جناب عثمان رض بلوائیونکا یہہ کلام سخت سنکر خاموش ہوگئے اور گھر کے اندر بیٹھہ رہے

اسکے بعد گھر سے نہ نکلے اور اہل مدینہ کو واپس جانے اور بلوائیون سے ترک قتال پر قسم دیکر واپس کیا چنانچہ سب لوگ واپس گئے مگر حضرات امام حسن بن علیؓ۔ محمد بن طلحہؓ۔ عبداللہ بن عباسؓ۔ عبداللہ بن زبیرؓ اور دیگر صحابہ کرام آپکے دروازہ سے نہ ہٹے اور بلوائیون کے مقابلہ مین قائم رہے۔ (ابن اثیر وابن خلدون)

زمانہ محاصرہ مین حضرت زید بن ثابتؓ ایک جماعت انصار کے ساتھ جناب عثمانؓ کے پاس آئے اور کہا۔ امیر المومنین۔ آپ ہمکو اجازت دین تاکہ اس گروہ اشرار سے لڑین آپ کی مدد و نصرت کرین اللہ تعالےٰ اور اوسکے دین متین کی اعانت دوبارہ کرین اور دوبارہ انصار اللہ کا لقب حاصل کرین ایک مرتبہ تو جناب رسول خدا کے ساتھ دشمنان خدا پر جہاد کیا آج آپکے دشمنونسے لڑین اور آپکی نصرت کا ثواب کمائین۔ جناب عثمانؓ نے جواب دیا کہ مجھکو اسکی حاجت نہین۔ آپ سب صاحب واپس جاوین۔

روایت ہے کہ اگر جناب عثمانؓ جنگ کا حکم دیتے تو بلوائیون کی مجال نہ تھی کہ آپکو ذرا بھی ایذا پہونچا سکتے۔ اگر اہل مدینہ صرف اپنی چادرون ہی سے آپکی حفاظت کرتے تو بھی آپ دشمنونکے ہاتھ سے مامون ومحفوظ رہتے لیکن جناب عثمانؓ نے سب صاحبونکو خدا کی قسم دلائی اور فرمایا۔ خبردار۔ میرے باب مین ایک شاخ حجام (سینگی جس سے حجام خون کھینچتا ہے) بھر کر بھی خون نہ گرنے پاوے۔ راوی کا بیان ہے مین دیکھتا تھا کہ جب بلوائی ہجوم کرکے آپکے مکان پر چڑھ آتے تو حضرت عبداللہ بن زبیرؓ ایک چھوٹے سے لشکر کو لیکر اونپر حملہ کرتے اور دور تک بھگا دیتے تھے اور اگر چاہتے تو انکو قتل بھی کرتے اور سعید بن اسود بختری بھی اپنی تلوار کی دھار بچا کر دھمکانے کے طور پر لوگونکو تلوار سے مار مار کر بھگاتے تھے اگر چاہتے تو قتل ہی کر ڈالتے مگر جناب عثمانؓ کی قسم مانع ومزاحم تھی۔

انہین دنون مین مغیرہ بن شعبہؓ جناب عثمانؓ کی خدمت مین حاضر ہوے اور کہا - امیر المومنین - آپ مسلمانونکے سردار ہین اور اونکے امام ومقتدی - آپ پر حوادث زمانہ کا نزول ہے اور اس وقت جس حالت مین آپ مبتلا ہین آپ ہی خوب جانتے ہین - مین آپسے عرض کرتا ہون کہ تین کامونسے ایک کیجئے - ا میدان مین نکلکر گروہ بلوائیان پر دغا سے لڑئیے آپکے ساتھہ بہت لوگ ہوجاوینگے - تمام اہل مدینہ آپکے طرفدار ہین - معاونین وناصرین کی معتدبہ جماعت اور کافی تعداد ہوجاویگی - یہہ لوگ باطل پر ہین اور آپ حق پر لہذا انسے لڑنا اور انکو قتل کرنا جائز ہے - ۲ اگر لڑنا آپکو پسند نہین اور خونریزی گوارا نہین تو مکان کی پشت مین دروازہ توڑکر آپ خفیہ اونٹ تیز رفتار پر سوار ہوکر مکہ معظمہ چلے جائیے ان کو خبر بہی نہ ہوگی اور وہان یہہ لوگ بخیال حرمت خانہ کعبہ نہ پہونچین گے - ۳ اگر ان دونون باتون مین سے کسیکو بہی پسند نہین کرتے تو تیسری صورت یہ ہے کہ آپ ملک شام مین جناب معاویہؓ کے پاس چلے جاوین مگر حضرت عثمان نے اسکا جواب یہ دیا کہ ان بلوائیون کے مقابلہ مین نکلکر لڑنا مجہسے نہوگا - جناب رسول خدا کے بعد اوّل وہ شخص جسکی ذات سے مسلمانونکے خون کی ندیان بہنے لگین مین ہرگز نہ بنونگا - مکہ معظمہ مین اگر چلا جاؤن تو یہ لوگ وہان بہی میرا پیچہا کرینگے اور میرے خون سے باز نہ آوینگے - یہہ بہی مین نکرونگا کیونکہ جناب رسول خدا نے فرمایا ہے [ایک شخص قریشی مکہ مین بدعت والحاد کریگا - (جسکی وجہ سے حرم مین خونریزی ہوگی) جسقدر اس فتنہ مین شریک ہونیوالون پر عذاب ہوگا اوسکا نصف اس اکیلے کی گردن پر رہیگا] مین نہین چاہتا کہ وہ شخص مین ہی ہون - اب رہا شام مین جانا اور معاویہؓ کے پاس پناہ گزین ہونا - یہہ بہی مجہکو گوارا نہین - مین دار ہجرت اور جناب رسول خدا کی مجاورت ہرگز ترک نکرونگا - (ازالۃ الخفاء)

طمع فاتحہ از خلق نداریم نیاز	عشق من از پس من فاتحہ خوانم باقیست

مدت حصار چالیس دن تہی - بلوائیان مصر و کوفہ و بصرہ اس زمانہ تک آپ کے مکان کا محاصرہ کئیے رہے - حصار کو اٹھارہ دن گذرے تھے جو دیگر بلاد کے قافلون سے بلوائیونکو خبر پہونچی کہ عساکر اسلامی ممالک اسلامیہ سے آرہے ہین - اس خبر کے سنتے ہی بلوائیون مین کھلبلی مچ گئی - ایک دوسرے کو جرأت وہمت دلانے لگے تاکہ جلد جو کام کرنا ہے اوس سے فراغت کرلین چنانچہ بلوائیون نے محاصرہ مین سختی شروع کردی اور لوگونکو امیر المومنین جناب عثمان رضؓ کے پاس آنے جانیسے روک دیا - پانی کہانا بالکل بند کردیا - آپنے دروازہ پر جاکر پکار کر فرمایا - کیا تم لوگون مین حضرت علیؓ ہین - جواب ملا - نہین - پہر آپنے فرمایا - کیا سعدؓ ہین - جواب ملا - وہ بہی نہین - پہر آپنے فرمایا - کیا کوئی تم لوگون مین ایسا ہے جو مجھکو پانی پلادے - مگر افسوس کمبخت ظالم بلوائیون نے کچھہ سماعت نہ کی - البتہ جناب علیؓ کو کسیکی زبانی یہہ خبر پہونچی - آپنے تین مشکین شیرین پانی کی بھرواکر بھیجین - بلوائی مزاحم ہوے - بارے بہزار خرابی پانی آپ تک پہونچایا گیا جسکے لیجانے مین چند غلام بنی ہاشم اور بنی امیہ جو پانی لیگئے تھے زخمی ہوے - (خمیس)

ایک روایت مین ہے کہ آپنے جناب علی - طلحہ - زبیر اور امہات المومنین رضی اللہ عنہم کے پاس خفیہ کہلا بھیجا کہ مجھکو پانی کی سخت تکلیف ہے - بلوائیون نے پانی بند کردیا ہے اگر آپ پانی پہونچا سکین تو دریغ نہ کرین -

یک قطرہ خون نماند کنون در بدن مرا	واقف دل و جگر ہمہ یک جا گریستم

اس دردناک خبر کے سنتے ہی جناب علیؓ اور ام المومنین ام حبیبہؓ پانی پہونچانے پر مستعد ہوے - حضرت علیؓ علی الصبح سوار ہوکر اس گروہ اشقیا و انبوہ پرجفا کے

مجمع مین پہونچے اور نہایت غیظ وغضب مین فرمایا۔ اے گروہ بلوائیان پرجفا واے جماعت باغیان سراسر دغا۔ تمہارا یہہ فعل نہ مسلمانونکے فعل سے مشابہ ہے نہ کافرون سے خبردار اس شخص کا پانی دانہ بند مت کرو۔ رومی اور ایرانی جو بلاشک وشبہ کافر ہین وہ بہی ایسا ظلم نہین کرتے۔ وہ تو اپنے قیدیون تک کو کہلاتے پلاتے ہین مگر سخت افسوس کا مقام ہی کہ تم اپنے امام برحق اور خلیفہ مطلق پر یہہ ستم روا رکہتے ہو اور روز جزا سے نہین ڈرتے

شکست شیشۂ دل را نگو صدائی نیست	کہ این صدا بقیامت بلند خواہد شد

بلوائی کہنے لگے۔ بخدا ایسا تھوگا۔ پانی کی نعمت سے تو ضرور محروم رکہے جائینگے۔ حضرت علی کرم اللہ وجہہ انکے اس سخت جواب سے نہایت آزردہ خاطر ہوے۔ عمامہ مبارک سے اوتار کر جناب عثمان رضؓ کے گہر مین پہینکدیا تاکہ معلوم ہوجاے کہ علیؓ آے تہے مگر بلوائیون کی تعدی کے باعث ناکام واپس گئے۔ بعد ازان جناب علیؓ تشریف لیگئے۔ جناب ام المومنین ام حبیبہؓ بہی کچہہ کہانا پانی لیکر اپنے خچر پر سوار ہوکر تشریف لائین۔ بلوائیون نے روکا۔ خچر کے مُنہ پر مارا۔ آپنے ارشاد فرمایا۔ مین اس شخص کے پاس اس غرض سے جاتی ہون کہ بنی امیہ کی جوامانتین انکے پاس ہین وہ انسے لے آؤن ایسا نہ ہو کہ بیوہ اور یتیمون کا مال ضائع ہوجاے۔ بلوائیون نے کہا کہ تم جہوٹی ہو تم عثمان تک ہرگز نہین جاسکتین۔ مگر ام المومنین جناب ام حبیبہؓ نے خچر آگے بڑہایا بلوائیون نے خچر کو مارا اور اوسکی لگام تلوار سے کاٹ دی۔ خچر بہاگا۔ جناب ام المومنین گرتے گرتے بچ گئین۔ اہل مدینہ دوڑ پڑے۔ آپکو سنبہال لیا اور آہستہ آہستہ گہر واپس لاے۔ (ابن اثیر)

العظمۃ للہ۔ ان بلوائیونکی قساوت قلبی۔ بیرحمی۔ کس درجہ بڑہ گئی تہی کہ جو کفار

اپنے قیدیون پر ظلم وستم نہین کرتے وہ انہون نے اپنے امام برحق خلیفہ مظلوم پر جائز رکہا افسوس۔ انکو کیا ہوگیا تہا۔ انکی عقلین اور ہوش وحواس کدہر گم ہوگئے تہے۔ انکو ذرہ برابر بہی کچہ اپنی عاقبت کا خوف وخطر نہ رہا۔ خداے جبّار وقہار کی پکڑ سے ایسے غافل وبدست ہوگئے تہے کیا روز قیامت کا خیال انکے دلونسے بالکل جاتا رہا تہا۔ وائے صد وائے۔ کیا انکو اسوقت یہہ ڈر نہ تہا کہ ایک دن حاکم حقیقی اور عادل ومنصف شاہنشاہ دوجہان کے سامنے کہڑے ہونگے اور اوسکی روبکاری مین ہمارا مقدمہ پیش ہوگا۔ اوسوقت وہ حاکم مطلق شان قہاری مین ہوگا۔ دوسری طرف ہمارا مظلوم خلیفہ دادخواہ۔ خون ناحق اور ظلم بیجا کا فریادی پیراہن خون آلودہ پہنے خدا کی بارگاہ مین مدعی ہوگا۔ اوسوقت کیا جواب دینگے اور اوس مہلکہ مین کیا صورت نجات ہوگی حیف صد حیف۔ ذرا تو ڈرتے۔ کاش۔ اسقدر ظلم وتعدی نہ کرتے خلیفہ تشنہ لب کو آب شیرین نہ سہی کہاری پانی ہی پلاتے۔ کیا یہ نہ جانتے تہے کہ

سخت گیری با گرفتاران ندارد عافیت	نیست از زندان رہائی زین سبب زنجیر را

دراصل ان کی شامت اعمال نے انکو اندہا کردیا تہا۔ انکو نیک وبد کا اصلا خیال نہ رہا تہا۔ بغض وحسد کے ہاتون یہ دیوانے ہوگئے تہے۔ تعصب نے انکی آنکہون پر پٹی باندہ دی تہی اسیوجہ سے جناب علیؑ کی وعظ ونصیحت اور باربار کی فہمائش ان پر اصلا کارگر نہ ہوئی۔ انکو یہہ بہی نہ سوجہا کہ ام المومنین سے کیا کہہ رہے ہین اور انکا درجہ اور عزت کس مرتبہ کی ہے۔ آپکو جہٹلایا اور مجمع عام مین آپکے ساتہہ کس بے ادبی سے پیش آے جسکے بیان کرنے سے بہی سننے والونکو عبرت ہوتی ہے۔ پناہ بخدا۔

کس بہروسہ پہ کرین تجہسے وفا کی امید	کونسے ڈہنگ تیرے جان حزین اچہے ہین

اس واقعہ کے بعد جناب امیرالمومنین عثمانؓ ایک روز اپنے مکان کی چہت پر آکر کہڑے ہوے اور بلوائیونکو جمع کرکے اون کو سلام کیا۔ راوی کا بیان ہے کہ مین نے کسی سے جواب سلام کا نہین سُنا شائد دل ہین جواب دیا ہو بعد اسکے آپنے اپنے حقوق اور سابقین مین ہونا ظاہر کیا پہر فرمایا۔ اے لوگو مین تمکو اللہ تعالے کی قسم دلاتا ہون کیا تم جانتے ہو یا نہین کہ مدینہ مین صرف ایک کنوان (بیر رومہ) تہا جسکا پانی شیرین تہا بلاقیمت وہ پانی کسیکو نہ ملتا تہا۔ دولتمند خرید کر پیتے تہے مگر فقیر ومحتاج محروم رہتے تہے۔ اوسکو مین نے اپنے مال سے خرید کے وقف کر دیا تاکہ تمام مسلمان اوس سے مستفیض ہون۔ اوسکو مین نے اپنی ملک مین نہ رہنے دیا بلکہ اور مسلمانونکے ساتہہ مین نے اپنے کو بہی اسکا مستحق رکہا اور جسطرح سب مسلمان اوس سے پانی پیتے تہے مین بہی پی لیتا تہا۔ بلوائیون نے جواب دیا۔ ہان یہہ سچ ہے اور ہم بہی جانتے ہین۔ آپنے فرمایا پہر تم کیون مجہکو اس کنوئین کے پانی سے روکتے ہو۔ مین بمجبوری دریا کے پانی سے روزہ افطار کرتا ہون۔ بلوائیون نے اسکا کچہہ جواب نہ دیا۔ پہر آپنے فرمایا۔ تمکو مین خدا کی قسم دلاتا ہون۔ کیا تم جانتے ہو کہ مسجد مین لوگون کی گنجائش نہ ہوتی تہی نمازی تکلیف پاتے تہے مین نے اسقدر زمین اپنے مال سے خرید کر صحن مسجد کو بڑہا دیا ہے بلوائی بولے۔ یہہ سب سچ ہے۔ آپنے فرمایا۔ کیا تم کہہ سکتے ہو کہ مجہسے پہلے کبہی کوئی اور شخص بہی اس نماز پڑہنے سے منع کیا گیا ہے۔ بلوائیون نے جواب دیا نہین۔ کوئی نماز پڑہنے سے نہین روکا گیا۔ آپنے فرمایا۔ پہر تم مجہکو نماز پڑہنے سے کیون روکتے ہو۔ بلوائیون نے اسکا بہی کچہہ جواب نہ دیا۔ آپنے ارشاد فرمایا۔ تمکو قسم خدا کی سچ کہنا۔ کیا آنحضرت صلعم نے میرے حق مین (اپنے فضائل بیان کرکے) ایسا نہین فرمایا

ایک روایت مین یہہ ہے کہ آپنے قرآن شریف اور کتابت وحی کی نسبت فرمایا تہا کہ کیا مین نے فلان فلان سورتین نہین لکہین۔ (ازالۃ الخفا)

بلوائیون کے دل پر آپکے اس کلام کا کچہہ خفیف سا اثر پیدا ہوا جس سے یہ لوگ جناب عثمان رضؓ کی ایذا رسانی کے خیال سے درگذر کرنے پر آمادہ ہوے اور ایک دوسرے سے کہنے لگے۔ بہائی جانے دو۔ جناب امیر المومنین رضؓ کے قتل سے ہاتہہ اوٹہاؤ بیشک ایسے بزرگ کا قتل باعث بربادی آخرت اور برگشتگی قسمت ہے۔ چلو اپنے اپنے ملک کو واپس چلین۔ تمام بلوائیون مین اسی قسم کا چرچا ہونے لگا اور سب مین مشہور ہوگیا کہ بلوائی اب شرارت و سرکشی سے باز آے اور کوئی دم مین غدر رفع ہوا جاتا ہے مالک اشتر نخعی نے جب یہہ رنگ دیکہا تو دل مین کہنے لگا کہ معاملہ پلٹا جاتا ہے ہم چاہتے تہے کچہہ اور رنگ یہان تو اب ہمارے خلاف خواہش آثار پیدا ہو چلے۔ آخر سوچ سمجہکر اوسی دن یا اوسکے دوسرے دن اشتر بدشعار ظالمونکا سردار کہڑا ہوکر بآواز بلند اپنی فوج مین پکارا۔ یارو۔ یہہ تمام وعظ و نصیحت سراسر مکر و حیلہ ہے تمہارے پہانسنے کو یہہ دام تزویر پہیلایا گیا ہے خبردار ہوشیار رہنا۔ ہرگز انکے دم مین نہ آنا جس کام کو آے ہو کر گذرو پہر موقع نہ پاؤگے پچتاؤگے۔ اشتر کی اس تقریر سے لوگ پہر بہک گئے اور بنا بنایا کام بگڑ گیا۔ وثاب مولی جناب فاروق رضؓ جو بعد آزاد ہونیکے جناب عثمان رضؓ کی خدمت مین رہے اور جنکے حلق مین نیزہ کے زخم کے دو نشان تہے جو یوم شہادت جناب عثمان رضؓ کہاے تہے اور جو داغ جانیکے نشان معلوم ہوتی تہے بیان کرتے ہین کہ جناب امیر المومنین عثمان رضؓ نے مجہکو اشتر کے پاس بہیجکر اوسکو بلوایا جب اشتر آپکی خدمت مین حاضر ہوا آپنے فرمایا۔ اے اشتر۔ تم لوگ مجہسے کیا چاہتے ہو۔

اشتر کہنے لگا تین باتون مین ایک بات پسند کر لیجیے یہہ آپکو اختیار دیا جاتا ہے۔ انمین سے ایک نہ ایک ضرور ہوگی۔ خلافت کے باب مین لوگونسے کہدیجیئے کہ مین اسکو چھوڑتا ہون جسکو چاہو دو۔ یا جو تقصیرات اور جرائم آپنے کیئے ہین اونکا قصاص خود نفس نفیس بذات خاص دیجیئے۔ اگر ان دونون کامونسے انکار ہے تو اپنے قتل پر آمادہ ہو جیئے۔ جناب عثمان رضؓ نے فرمایا۔ بغیر یہہ امور ہوے کوئی اور چارہ کار نہین اور یہ باتین ضرور شدنی ہین؟ اشتر بولا۔ بیشک۔ ضرور ہونے والی ہین کسی طرح آپ کو ان تین سے مفر نہین جناب عثمان رضؓ نے فرمایا۔ خلافت تو مین چھوڑنے کا نہین کیونکہ خدائے عزوجل نے جو لباس مجھکو پہنایا ہے مین اوسکو ہرگز نہ اوتارونگا۔ مجھکو یہہ گوارا اور محبوب ہے کہ میری گردن ماری جاے مگر خلافت امت محمدی کو ترک نہ کرون۔

اگر میل غزاداری بیاؤ قتل محیی کن	بخون آنچنین ناحق تامل بیش ازین تا کے

اور ایک روایت مین اسقدر اور زیادہ ہے کہ اگر مین از خود خلافت سے دست بردار ہون تو میرے بعد یہی طریق جاری ہو جاویگا جس خلیفہ سے لوگ ناخوش ہوے اوسکو الگ کر دیا اور اوسکی جگہہ جسکو پسند کیا خلیفہ بنا لیا۔ (عقد الفرید)

اب رہی دوسری بات کہ مین تقصیرون کا عوض اپنے نفس سے دون۔ مین خوب جانتا ہون کہ میرے دونون دوست حضرات شیخین رضؓ میرے سامنے اپنے نفس سے قصاص و بدلا دیا کرتے تھے مگر میرا بدن ضعیف اس بار گران اور اس سزا کا متحمل نہین ہو سکتا یہہ دونون کام تو مجھسے نہونگے اب امر آخری یعنی میرا قتل۔ سو اسکی بابت خوب یاد رکھو کہ اگر لوگ مجھکو قتل کرینگے تو بخدا کبھی وہ آپس مین محبت و الفت نہ رکھین گے اور کبھی میرے بعد کسی اپنے دشمن سے نہ لڑین گے بلکہ آپس ہی مین تلوار چلتی رہیگی

اشتر او ٹہلکر چلا گیا۔ ہم لوگون نے خیال کیا کہ شاید یہہ لوگ راضی ہو گئے اور مخالفت ترک کر دینگے۔ ایک روز پھر آپ مکان کی چہت پر چڑہے اور جماعت محاصرین کو خطاب کر کے فرمایا۔ میرے سامنے کسی شخص کو لاؤ مین اوس سے قرآن پڑہوا ونگا۔ لوگون نے صعصعہ بن صوحان کو آگے کیا۔ وہ جوان نوعمر تہا۔ آپ نے فرمایا۔ کیا تم کو اس نوجوان کے سوا دوسرا شخص نہین ملا جو اسکو میرے سامنے لاے۔ یہ کہکر فرمایا۔ قرآن پڑہو۔ اوسنے یہہ آیت پڑہی۔ اذن للذین یقاتلون بانھم ظلموا وان اللہ علی نصرھم لقدیر۔ ترجمہ۔ جن لوگون سے لڑائی کیجاتی ہے اونکو اذن دیا گیا ہے کہ وہ بہی لڑین اور اللہ تعالے اونکی مدد پر قادر رہے۔ جناب عثمان رضؓ نے فرمایا۔ تم جہوٹے ہو یہہ آیت نہ تمہارے حق مین ہے اور نہ تمہارے یارون ہواخواہونکے حق مین بلکہ میرے اور میرے دوستون کے حق مین ہے اور ہمارے حسب حال ہے۔ پہر جناب عثمان رضؓ نے یہی آیت الی اللہ عاقبۃ الامور تک پڑہی۔ (ازالتہ الخفا)

زمانہ شدت و سختی حصار مین ایک دن جناب علی مرتضی اسد اللہ رضؓ جناب رسول خدا صلعم کا عمامہ مبارک زیب سر فرماکر اور ہتیارونسے آراستہ۔ تلوار گلے مین لٹکا کر بغرض مدد و نصرت جناب عثمان رضؓ اپنے گہر سے نکلے۔ آپکے دونون صاحبزادے جناب امام حسن حسین رضی اللہ عنہما آپ کے آگے آگے تہے۔ حضرت عبداللہ بن عمر رضؓ اور ایک گروہ مہاجرین و انصار آپ کے ہمراہ تہا۔ سب صاحبون نے جناب عثمان رضؓ کے مکان پر پہونچکر بلوائیون کو ڈانٹا اور اونپر حملہ کیا وہ گروہ بدافعال روباہ خصال ان شیرون کے مقابلہ مین کب ٹہر سکتے تہے ایک ہی حملہ مین بہاگے اور متفرق ہو گئے۔ سب صاحب جناب عثمان رضؓ کے مکان مین داخل ہوے جناب علی رضؓ نے فرمایا۔ السلام علیک

یا امیر المومنین۔ جناب رسول خدا نے اسلام کی ترقی او رکمال بغیر لڑے اور جنگ کئے حاصل نہین کیا۔ آپ خوب جانتے ہین کہ آپنے سرکشون کے ساتھہ کسطرح جہاد کئے۔ بخداے عزوجل مین یقیناً کہتا ہون کہ یہہ فرقہ اشرار آپ کی جان کے خواہان ہین اور خدا نہ کرے ایک روز آپکے دشمنونکو قتل کرینگے۔ یہہ لوگ باغی ہین اور آپ پر خروج کیا ہے اطاعت سے الگ ہوگئے ہین یہہ جان کے دشمن ہوکر سر پر چڑہ آے ہین اس صورت مین مناسب ہے کہ آپ ہم لوگونکو اجازت دین کہ ہم ان بیحیاؤن سے لڑین۔ انکی ساری بغاوت وسرکشی آنًا فانًا مین خاک مین ملادین اور جسطرح یہ ہمارے خون کے پیاسے ہین ہم بہی اپنی پیاسی تلوارونکو انکے خون سے سیراب کرین۔ جناب عثمان رضؓ نے جواب دیا۔ جو صاحب خدا کا حق اپنے اوپر جانتے ہین اور میرا حق مانتے ہین مین اون صاحبونکو خدا کی قسم دلاتا ہون کہ خدا کے واسطے شاخ حجام بہر کربہی خون زمین پر اس گروہ مین سے کسیکا یا اپنا میرے سبب سے نہ گراوین۔ جناب علی رضؓ نے مکرر یہی کہا اور اجازت دینے پر اصرار کیا مگر جناب عثمان رضؓ نے نہ مانا برابر انکار ہی کرتے رہے۔ مجبور جناب علی رضؓ بادل پرغم وچشم پرنم گہر سے باہر آے۔ یہہ الفاظ آپکی زبان پاک پر تہے۔ بارخدایا تو دانا وبینا ہے کہ ہم نے اپنی کوشش پوری کی آیندہ مجبوری ہے۔ (خمیس وحیوۃ الحیوان)

یہہ فرماتے ہوے مسجد مین داخل ہوے۔ یہہ وقت نماز کا تہا لوگون نے آپسے کہا۔ اے ابو الحسن امامت کیجیے اور لوگونکو نماز پڑہایئے۔ آپنے فرمایا۔ مین تمکو نماز نہین پڑہاتا ہمارے امام محصور ہین۔ مین اکیلا نماز پڑہ لونگا۔

حضرت ابوہریرہ رضؓ کہتے ہین کہ مین بہی جناب عثمان رضؓ کے ہمراہ آپکے گہر مین محصور تہا۔

بلوائیون کا تیر ہمارے ساتھیون مین سے ایک شخص کے آکر لگا جسکے صدمہ سے وہ شہید ہوگیا مین نے آپ کی خدمت مین عرض کیا۔ اے امیر المومنین۔ اب ہمکو بھی بلوائیون پر حملہ کرنا جائز ہوگیا کیونکہ انہون نے ہمارے ایک آدمی کو مار ڈالا۔ حضور اب ہمکو اجازت دین تاکہ میدان مین نکلکر ان سرکشون سے لڑین اور انکو بھی مارین۔ جناب عثمان رضؓ نے فرمایا۔ اے ابو ہریرہؓ مین تمکو خدا کی قسم دیتا ہون۔ اپنی تلوار پھینک دو اور خبردار لڑائی کا قصد ہرگز نہ کرنا۔ وہ لوگ صرف میری جان کے خواہان ہین اور مین عنقریب سب مسلمانون کی طرف سے اپنی جان دونگا۔ ابو ہریرہؓ فرماتے ہین مین نے جناب عثمانؓ کی قسم دلانے سے تلوار پھینک دی۔ اوس دن سے آج کا دن ہے جو مجھے خبر نہین کہ میری تلوار کیا ہوئی اور کدھر گئی۔ (خمیس)

نافع سے روایت ہے کہ حضرت عبداللہ بن عمرؓ بروز شہادت جناب عثمانؓ زرہ پہنکر اور تلوار گلے مین لٹکا کر بلوائیون کے مقابلہ پر تیار ہوے۔ جناب عثمانؓ نے انکو قسم دیکر فرمایا۔ خدا کے واسطے مت لڑو اور اپنے ہتھیار کھولکر یہان رکھہ دو۔ ابن عمرؓ آپکے قسم دینے سے مجبور رہے۔

حضرت سلیط کہتے ہین کہ افسوس جناب عثمان رضؓ نے ہمکو لڑائی سے روک دیا ورنہ ہم بلوائیون کو مار کر اپنے شہر کے حدود سے باہر نکال دیتے۔ (عقد الفرید)

جناب عثمان رضؓ کے محافظین اور آپسے بلوائیونکو دفع کرنے والے یہہ اصحاب ہین عبداللہ بن عمر۔ عبداللہ بن سلام۔ عبداللہ بن زبیر۔ امام حسن و امام حسین بن علی۔ زید بن ثابت رضی اللہ عنہم مروان بن الحکم۔ مغیرہ بن اخنس۔ انکے علاوہ اور ایک جماعت اہل مدینہ سے تھی جنکی تعداد ایک روایت مین چھہ سو ہے۔ جناب علی رضؓ نے اپنے دونون صاحبزادونکو

اپنے غلام قنبر کے ہمراہ آپ کی حفاظت کیواسطے بہیجدیا تہا اور تاکید کی تہی کہ خبردار کسیکو جناب عثمان رض کے گہر مین نہ گہسنے دینا۔ (خمیس)

انہین ایام مین ام المومنین جناب عائشہ صدیقہ رض بقصد حج مدینہ منورہ سے نکلین اور اپنے بہائی محمد کو ہمراہی کی غرض سے بلایا۔ محمد نے ساتہہ جانے سے انکار کیا اور جواب دیا۔ بخدا میرے امکان اور طاقت مین جہان تک ہے مین ان لوگونکو (یعنی جناب عثمان کے طرفدارونکو) جو کرنا چاہتے ہین اوس سے محروم رکہونگا اور یہ توام المومنین ہین سب انکے محرم ہین جسکو چاہین اپنے ہمراہ لیجاوین۔ حنظلہ رض کاتب وحی نے یہہ سنکر کہا۔ سبحان اللہ۔ تمکو ام المومنین اپنی ہمراہی کے لئے بلاتی ہین۔ تم اونکے ساتہہ توجاتے نہین مگر سفہاء عرب گرگ سیرت کا اتباع کرتے ہو۔ جو تمہارے شایان شان نہین تم ایسے کام کے درپے ہو جو قطعًا ناجائز وحرام ہے۔ بفرض محال اگر اسکا آخری نتیجہ یہہ ہوا کہ امیر المومنین عثمان رض مغلوب ہوگئے تو تم پر بنو عبد مناف متولی و متسلط ہوجاوینگے اور جو طمع تمکو حصول خلافت و سرداری کی ہے وہ ہرگز حاصل نہوگی بمفت مظلمہ مین گرفتار رہوگے اور دنیا بہی نہ پاؤ گے۔ اسکا جواب محمد بن ابی بکر نے کچھہ نہ دیا۔ حضرت حنظلہ رض کوفہ واپس گئے اور چند اشعار پڑہے جنکا ترجمہ درج ہے

ترجمہ۔ مجہکو سخت تعجب ہے کہ لوگ جس کام مین پڑے ہین اور خلافت کے زوال کا قصد کر رہے ہین اور یہہ نہین سمجھتے کہ اگر خلافت زائل ہوجاویگی توتمام خیر و برکت اون سے دور ہوجاویگی۔ بعد زوال خلافت ان لوگونپر ذلت وخواری سوار ہوجاویگی اور بالآخر اس کا نتیجہ یہہ ہاتہہ آویگا کہ یہہ لوگ مثل یہود ونصاریٰ کے راہ حق سے دور ہوکر گمراہ ہوجاوینگے

اور وادیٔ ضلالت مین بہٹکتے پہرینگے۔

جو واقعات جناب علیؓ اور ام المومنین حضرت ام حبیبہؓ کو پیش آے اوسکی اطلاع حضرت طلحہ و زبیرؓ کو ہوگئی۔ ان بزرگون نے اپنے اپنے دروازہ بند کرلیے نہ کسی سے ملتے تہے اور نہ باہر آتے تہے۔ ایک روایت مین ہے کہ حضرت زبیرؓ قبل شہادت مدینہ سے باہر کہین چلے گئے تہے۔ آل حزم بعد محاصرہ اور پانی بند ہونیکے موقع پاکر پوشیدہ جناب عثمانؓ کو پانی پہونچاتے رہے۔ حضرت عبداللہ بن عباسؓ دیگر اصحاب کے ساتہہ آپکے دروازہ پر بغرض مدافعت بلوائیان بیٹہے رہتے تہے اور دروازہ سے نہ ٹلتے تہے۔ جناب عثمانؓ نے ابن عباسؓ کو بلاکر فرمایا کہ آپ امیر حاج ہوکر مکہ معظمہ تشریف لیجاییٔے اور لوگونکے ہمراہ حج ادا کیجیے۔ ابن عباسؓ نے کہا مجھکو ان بلوائیون سے جہاد کرنا اور آپکے دروازہ پر بیٹہا رہنا حج سے زیادہ محبوب ہے۔

ہمان بخاک نشینم ز کلفت دوران	ہزار مرتبہ گر چون غبار برخیزم

جناب عثمانؓ نے اونکو قسم دیکر مجبور کیا چنانچہ ابن عباسؓ امیر حاج ہوکر مکہ معظمہ روانہ ہوے۔

جب بلوائیون نے دیکہا کہ حجاج جناب عثمانؓ کے ہی طرف مائل ہوتے ہین اور آپ ہی کے مقرر کئے ہوے امیر کے ساتہہ حج کو جاتے ہین اور اطراف و جوانب سے بہی جو لوگ آتے ہین وہ آپ ہی کا دم بہرتے ہین اور اب حج سے فارغ ہوتے ہی مدینہ مین سب آن پہونچین گے اور ہمارے مقابل ہین آکر جم جاوینگے۔ اس سے قبل ممالک اسلامیہ سے عساکر اسلامیہ کی آمد بہی سُن چکے تہے تو گہبرا گئے۔ آپس مین کہنے لگے کہ مبادا جیسی خبر اوڑی ہے اور جو ہمارا خیال ہے اگر انکی مدد کو لشکر آگیے یا لوگ حج سے

فارغ ہوکر مدینہ مین جمع ہوگئے تو اوسوقت ہمارے منصوبے سب خاک مین ملجاوینگے اس سے یہی مناسب ہے کہ ابھی موقعہ ہے جو کچھ کرنا ہے کرگذرو اور جناب عثمانؓ کو قتل کر ڈالو۔ بغیر اسکے ہماری گلوخلاصی ممکن نہین کیونکہ اطراف وجوانب مین سب لوگ ہمارے دشمن ہوگئے ہین۔ بعد قتل جناب عثمانؓ اگر لوگ جمع بھی ہوجاوینگے تو سب انکے قتل سے پریشان اور دوسرے خلیفہ کے اہتمام مین مصروف ہونگے اور اس ہلڑ مین ہم لوگ باطمینان نکل جاوینگے کوئی ہمکو نہ پاویگا۔ یہہ مشورہ کرکے اور جناب عثمانؓ کے قتل کو اس مہلکہ سے اپنی نجات کا ذریعہ تصور کرکے سبھون نے دفعتہً یورش کرکے دروازہ کھولنے کا قصد کردیا۔

حضرات حسنین۔ ابن زبیر۔ محمد بن طلحہؓ۔ سعید بن العاصؓ۔ مروان اور دیگر اصحاب صحابہ کبار کے بیٹے اور انکے ماسوا جو صاحب دروازہ پر تھے سب نے تلوارین نکال لین اور بلوائیون کو دروازہ کھولنے سے روکا اور لڑکر اونکو پیچھے ہٹا دیا۔ جناب عثمانؓ نے انکو لڑنے سے روکا۔ قسم دیکر جدال وقتال سے منع فرمایا اور ارشاد کیا کہ آپ لوگون نے جو حق نصرت آپکے ذمہ تھا بخوبی ادا کردیا۔ اب للہ لڑائی سے ہاتھ روکئے اور گھر کے اندر تشریف لائیے۔ یہہ حضرات باز نہ آے۔ پھر جناب عثمانؓ نے دروازہ کھولکر سب صاحبونکو بمنت وسماجت قسم دیکر اپنے پاس بلالیا اور دروازہ اندر سے بند کرلیا گیا۔ بلوائیون نے دروازہ پر ہجوم کردیا اور سب کے سب ڈٹ گئے اتنے مین ایک شخص قبیلہ اسلم سے نیار بن عیاض نام جو صحابی تھے مگر باغواے نفس شریر بلوائیون کے شریک تھے دروازہ پر آے اور جناب عثمانؓ کو آواز دی۔ آپ نے بخیال اسکے کہ یہہ صحابی ہین میرے قاتلون کے گروہ سے الگ ہوجاوین اور انکی

شرکت سے بیزار ہون۔ اونکو قسم دیکر فرمایا کہ خدا کے واسطے تم ان لوگونسے علیحدہ ہو جاؤ۔
آپ انکو اس بارہ مین تاکید کر رہے تھے کہ گھر کے اندر سے کثیر بن صلت کندی نے
بلوائیونپر تیر چلایا وہ انہین کے آکر لگا جس کے صدمہ سے یہہ مر گیئے۔ بلوائیون نے کہا
انکے قاتل کو ہمارے حوالہ کرو تاکہ قصاص مین قتل کرین۔ جناب عثمانؓ نے کہا جس
شخص نے میری مدد کی اور میری نصرت مین کسیکو مار ڈالا مین کیسے اوس شخص کو تمہارے
حوالہ کرون درحالیکہ تم میرے قتل کے درپے ہو۔ بلوائی یہہ جواب پاکر اور بہی
برہم ہوے۔ غصہ مین آکر چاہا کہ گھر کے اندر گھس آوین۔ دروازہ پر بہی اب کوئی انکا
مزاحم نہ تھا مگر دروازہ بند پایا جھنجھلا کر دروازہ مین آگ لگا دی۔ سائبان مع دروازہ
کے سب جلکر خاک سیاہ ہو گیا۔ راستہ کھل گیا بلوائی بیخوف وخطر گھر کے اندر داخل
ہوے۔ اوسوقت امیر المومنین جناب عثمانؓ نماز پڑہ رہے تھے اور سورہ طٰہٰ
شروع کی تھی۔ حاضرین مکان آپکے پیچھے نماز مین شریک تھے۔ کسی نے بلوائیون کو نہ روکا اور
نہ انکے کسی فعل پر کوئی مزاحم ہوا۔ آپنے باطمینان تمام نہایت خضوع وخشوع وحضور
قلب سے برعایت تعدیل ارکان نماز ادا کی۔ بلوائیون کے آنے کی آہٹ اور ان کی
بات چیت اور باہم گفتگو سے کسیطرح آپکو نماز کے اندر اضطراب پیدا نہین ہوا جب
آپ نماز سے فارغ ہوے تو بلوائی چلے گیئے تھے پہر آپنے تلاوت قرآن مجید شروع کر دی
جسوقت آیہ کریمہ الذین قال لہم الناس ان الناس قد جمعوا لکم فاخشوہم
فزادہم ایمانا وقالوا حسبنا اللہ ونعم الوکیل۔ ترجمہ۔ وہ لوگ جنکو
لوگون نے کہا کہ تمہارے واسطے لوگ جمع ہوے ہین تم اونسے ڈرو۔ اونکا ایمان
بڑہ جاتا ہے اور (اونکے جواب مین) کہتے ہین (کچہہ پرواہ نہین) خدا ہمکو کافی ہے اور

بہتر کارساز ہے۔ یہ پہونچے حاضرین سے مخاطب ہوکر فرمایا۔ آنحضرت صلعم نے مجہ سے اقرار لیا ہے اور مین اوسپر صابر ہون۔ بلوائیون نے جو دروازہ جلایا ہے اس سے بڑہکر کام اونکو مطلوب ہے (اور وہ میرا قتل ہے)

اسکے بعد جناب عثمان رضؓ نے سب صاحبونکو لڑائی سے روک دیا اور جناب امام حسنؓ سے فرمایا۔ تمہاری وجہ سے تمہارے باپ علیؓ سخت تشویش وتردد مین ہونگے (باغیونکے مجمع مین خدانا کردہ تمکو کچہ صدمہ پہونچے تو مجہکو ندامت ہوگی) لہذا مین تمکو خدا کی قسم دیتا ہون کہ تم اپنے گہر چلے جاؤ۔ ہرچند آپنے ان صاحبونکو منع فرمایا مگر کسی نے نہ مانا آپکے واسطے جان دینے کو مستعد ہوگئے اور برابر بلوائیون سے لڑتے رہے۔

مغیرہ بن اخنس بن شریق جو حج کرکے سب سے پیشتر بغرض نصرت جناب عثمانؓ ایک گروہ کے ساتہ مدینہ مین آگئے تہے اور اسوقت آپکے گہر مین تہے۔ اپنے ہمراہیونکو لیکر بلوائیونکے مقابلہ مین نکل کہڑے ہوے۔ یہہ اشعار رجزیہ پڑہتے تہے۔

قد علمت ذات القرون المیل	والحلی والانامل الطفول
لنصدقن بیعتی خلیلی	بصارم ذی رونق مصقول

لا استقیل اذا قلت قیلی

ترجمہ۔ بڑی بڑی زلفون والی عورتین اور زیور اور نازک اونگلی والی عورتین خوب جانتی ہین کہ ہم بذریعہ تلوار تیز اور شفاف کے آج کے دن اپنے دوست کی بیعت کو سچا کردکہاوینگے اور ہم لڑائی سے مُنہ نہ موڑینگے اگرچہ ہم سے کہا جاوے کہ لوٹ آؤ۔

حضرت امام حسن بن علیؓ یہہ رجز کہتے ہوے نکلے۔

لا دینھم دینی ولا انا منھم	حتی اسیرھم الی طمار تمام

ترجمہ۔ اونکا دین میرا دین نہین اور نہ مین اون لوگونسے خوش و راضی ہونگا یہانتک کہ اونکو بلندی تمام تک نہ پہونچا دون (تمام ایک گھاس ہے مطلب یہہ ہوا کہ اونکو پست کردون اور زمین سے ملا دون)

محمد بن طلحہؓ کی زبان پر یہہ شعر تہا۔

انا ابن من حامی علیہ باحد	ورد احزابا علی رغم سعد

ترجمہ۔ مین بیٹا اوس شخص کا ہون جسنے آنحضرت صلعم کی جنگ احد مین حمایت وحفاظت کی اور گروہ کفار کو برخلاف خواہش سعد پہیر دیا۔

سعیدؓ بن العاص کے ورد زبان یہہ شعر تہے۔۔

صبرنا غداۃ الدار والموت واقف	باسیافنا دون ابن اروی نضارب
وکنا غداۃ الروع فی الدار نصرۃ	نشافھم بالضرب والموت نائب

ترجمہ۔ محاصرہ کے دن بمقابلہ باغیان پر جفا ہم صبر کرکے جمے رہے اور ہم اپنی تلوارین لیکر جناب عثمانؓ کے آگے لڑرہے تہے اور موت نظر کے سامنے کہڑی تہی اور ہم اوس ہولناک دن مین صبح سے آپ کے گہر مین آپ کی مدد کررہے تہے اور بلوائیون کا مقابلہ کرکے اونکو مارتے تہے اور موت متوجہ تہی۔

حضرت ابوہریرہؓ جب میدان مین نکلے تو یہہ کہتے جاتے تہے۔آج کے دن اپنے خلیفہ کی اعانت مین بلوائیونکا مارنا جائز ہے اور بآواز بلند یہہ آیت پڑہتے تہے۔

یا قوم مالی ادعوکم الی النجاۃ وتدعوننی الی النار۔ ترجمہ۔ اے میری قوم

مجھکو کیا ہوا ہے کہ مین تمکو راہ نجات کی طرف بلاتا ہون اور تم مجھکو آگ کی طرف بلاتے ہو۔ آخر مین حضرت عبداللہ بن زبیر نکلے۔ بعد اسکے مروان نکلا۔ یہ شعر رجز کے بزبان تہے

لقد علمت ذات القرون المیل	والکف والانامل الطفول
انی اروع اول الرعیل	لغارۃ مثل القطا الشلیل

ترجمہ۔ بڑی زلفون والی اور نازک پنجہ اور انگلیون والی عورتین خوب جان گئی ہین کہ گھوڑون پر سوار جماعت جو لوٹنے مارنے جاتی ہے اوسمین مین پہلا شخص ہوتا ہون کہ لوگونکو گھبرا دیتا ہون اور وہ مثل سنگخوارہ عندو کے بدحواس ہوجاتے ہین۔

مروان کے مقابلہ مین ایک شخص قبیلہ بنی لیث سے بیاع نام نکلا۔ مروان نے ایک ہاتھہ تلوار کا اوسپر چھوڑا اوسنے مروان کے ایک ہاتھہ ایسا گردن پر مارا کہ اسکی گردن کی رگ کٹ گئی اس ضرب سے مروان مرا تو نہین مگر گردن لوٹ گئی اور تا بزیست درست نہ ہوئی۔ پھر عبید بن رفاعہ زرقی نے مروان پر حملہ کیا اور چاہا کہ اوس کا کام تمام کرے کہ فاطمہ ابراہیم بن عدی کی والدہ جسنے مروان اور عبید دونونکو دودہ پلایا تہا دونون کے درمیان حائل ہوگئی اور عبید سے کہا۔ اگر تم اسکو مارنا چاہتے ہو تو یہہ مرچکا ہے۔ گردن لوٹ گئی اب کیا خاک بچے گا۔ اگر اسکے گوشت اور ہڈیونسے کھیلنا اور اسکا قیمہ کرنا منظور ہے تو یہہ نہایت ہی برا ہے۔ عبید مروان کے قتل سے باز رہا۔ فاطمہ مروان کو اپنے گہر اوٹھا لیگئی۔ اس حیلہ سے مروان کی جان بچی۔ مروان کے لڑکون نے جب انکا دور خلافت ہوا ہے فاطمہ کے ساتھہ بعوض جان بچانیکے اچھا سلوک کیا اور فاطمہ کے بیٹے ابراہیم کو کسی جگہہ کا حاکم کردیا۔ (ابن اثیر)

ایک روایت مین ہے کہ جب بلوائیون نے دروازہ جلادیا تو مروان کوٹھے پر تھا۔ یہہ پانسو غلام مسلح لیکر کوٹھے پر سے اوترا اور دروازہ پر صف بندی کرکے بلوائیونسے لڑنے لگا جناب عثمان رضؓ نے مروان کو پکارا کہ مت لڑو کیونکہ میرا وقت اب قریب آگیا ہے شبکو جناب رسول خدا کو خواب مین دیکھا۔ مین نے آپ سے شکایت کی کہ آپ کی امت نے ایسا ایسا ظلم مجہپر کر رکھا ہے۔ آپنے فرمایا۔ غم مت کرو آج روزہ میرے پاس افطار کروگے اور سب مصیبتون سے نجات ہوجاویگی۔ مروان نے کہا۔ آپکے بعد ہمکو زندگی کا کیا مزہ ہے لہذا آپ کی حمایت مین جان دینا اچھا ہے۔ اس عرصہ مین بلوائی ہجوم کرکی آن پہونچے اور دروازہ پر وہ لڑائی ہوئی کہ الامان۔ پانسو غلامون نے جماعت کثیر بلوائیون سے مقابلہ کیا اور داد شجاعت دی۔ اسقدر طرفین کے لوگ قتل ہوے کہ خون کا دریا دارالخلافت کے دروازہ پر بہ نکلا۔ جناب عثمانؓ برابر ممانعت فرمارہے تھے اور رہ رہ کر یہی ارشاد تھا کہ تم لوگ نہ لڑو اور نکل جاؤ انکو میرے پاس آنے دو اور جو چاہین کرنے دو۔ (آپ کی قسم دینے سے جس غلام نے ہتھیار رکھہ دیئے اور لڑائی سے باز رہا آپنے اوسکو آزاد کیا۔ چنانچہ ایک جماعت غلامونکی آپکی تنبیہ سے چلی گئی)

مروان نے کہا۔ قسم خدا کی جبتک میرے بدن مین جان ہے کسی ایک کو آپکی پاس نہ آنے دونگا۔ الغرض اس جماعت سے کوئی میدان چھوڑکر نہ نکلا یہان تک کہ سب قتل ہوگئے۔ بہت ہی کم بچے۔ مروان نے بہت سے بلوائیونکو قتل کیا۔ جب وہ خود زخمی ہوا پانوں کٹ گیا۔ رگ گردن کٹ گئی تو لوگ اسکو پیٹھہ پر لادکر میدان سے اوٹھا لیگئے جو لوگ اس لڑائی مین زندہ رہے اونمین بھی کوئی ایسا نہ تھا جسکے خون نہ جاری ہوا ہو (کذا فی الطبری بنقول از قرۃ العینین مؤلفہ مولوی عبدالرب صاحب واعظ دہلوی مرحوم)

مغیرہ بن اخنس کو ایک شخص نے قتل کیا۔ لوگونکو انکے قتل کا افسوس ہوا اور
انکا ذکر کر رہے تھے کہ قاتل نے انکا نام سُنکر انا للہ وانا الیہ راجعون کہا عبدالرحمن بن
عدیس سُنکر بولا کیا ہوا جواب دیا مین نے خواب دیکھا تھا کہ ہاتف کہہ رہا ہے مغیرہ بن
اخنس کے قاتل کو دوزخ کی بشارت ہو۔ افسوس مین خود ہی انکے قتل کے گناہ مین مبتلا ہوا
روایت ہے کہ جناب عثمانؓ ابتداے محاصرہ اور شہادت تک برابر روزہ رکھتے
رہے۔ جیسا خود آپکے وعظ سے جو چھت پر چڑھ کر بیان فرمایا تھا ظاہر ہوتا ہے (کہ مین
کھاری پانی سے روزہ افطار کرتا ہون) پنجشنبہ کو وقت افطار پانی نہ تھا لہذا آپنے
روزہ افطار نہ کیا اسی حال مین رات گذاری۔ رات کو آپ کی بیوی نائلہ ہر چند پانی
تلاش کرتی رہین مگر نہ دستیاب ہوا۔ اخیر رات کو بی بی نائلہ ایک ہمسایہ کی چھت پر
کو دین اور بدقت تمام ایک پیالہ آب شیرین کا بہم پہونچا کر جناب عثمانؓ کیخدمت مین
لائین مگر افسوس کہ صبح صادق ہوگئی تھی آپنے وہ پانی نہ پیا۔ بی بی نائلہ بولین۔ آپنے
افطار کے وقت پانی نہین پیا اور کچھ کھانا بھی نوش جان نہ فرمایا آج روزہ نہ رکھیے
جناب عثمانؓ نے جواب دیا۔ مین نے آج کی شب جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو خواب
مین دیکھا حضور نے ارشاد فرمایا۔ اے عثمانؓ تم آج کا روزہ ہمارے پاس آکر افطار
کرو گے۔ الغرض آپنے روزہ کی نیت کر لی اور یہ روز جمعہ تھا کہ بلوائیون نے آپکا دروازہ
جلا دیا اور بالاتفاق ارادہ کیا کہ آج آپ کو شہید کر ڈالین۔ دروازہ پر حضرات حسنینؓ
وغیرہم بلوائیون کے مقابل لڑ رہے تھے اور اونکو دروازہ تک نہین آنے دیتے تھے۔
بلوائیون نے دفعتہً تیرونکی بارش کر دی یکبارگی صدہا تیران صاحبو نپر برس پڑے
جناب امام حسنؓ زخمی ہوے۔ خون سے نہا گئے۔ محمد بن طلحہؓ نے زخم کھاے قنبر جناب علیؓ

کے غلام کا سر پھٹ گیا۔ بلوائیون نے جب امام حسنؑ کو زخمی دیکھا اور خون مین تر بتر پایا گھبرا گئے۔ بعضون نے تو اپنا سر پیٹ لیا۔ ایک بولا غضب ہو گیا اب کوئی دم مین اونٹی لینے کے دینے پڑینگے۔ حضرت امام حسنؑ کو دیکھو۔ انکا کیا حال ہے۔ خون مین ڈوبے ہوے ہین۔ زخمون سے چور ہین۔ ابھی بنو ہاشم۔ بنو امیہ کو خبر ہو تو آفت برپا ہو جاے رسول خدا کے نواسہ۔ شیر خدا کے بیٹے کو زخمی دیکھہ لین تو تمکو بچایا چھڑانا مشکل پڑے اب بھی موقع ہے جو کرنا ہے کر گذرو۔ ان لوگونکو تو ادہر مصروف رہنے دو اور آؤ کچھہ لوگ مکان کے پیچھے چلکر کسی حیلہ و تدبیر سے مکان کے اندر داخل ہون۔ (خمیس)

یہہ صلاح کرکے سب لوگ تو ادہر دروازہ پر حملہ کرتے رہے اور ایک گروہ بلوائیونکا آپکے مکان کی پشت پر پہونچا اور عمرو بن حزم کے گھر سے سیڑہی لگا کر اور بروایتے پشت مکان مین نقب لگا کر اوسکی راہ سے گھر مین گھس پڑا۔ سارا مکان انہین لوگون سے بھر گیا۔ (ابن اثیر)

اور ایک روایت مین ہے کہ محمد بن حزم انصاری کے مکان سے داخل ہوے چنانچہ احوص شاعر نے اس باب مین جو شعر کہے ہین اونکا ماحصل یہہ ہے کہ حزمی پر اگر قابو چل جاے تو ہرگز ترس نہ کہانا اگرچہ اوسکو آگ مین پڑا پاؤ۔ کبھی رحم نہ کہانا اوسکی سازش سے بلوائی بمقام ذی خشب مروان کے مقابل ہوے اور جناب عثمان کو گھر مین گھسکر قتل کیا۔ (عقد الفرید)

حضرات حسنینؑ اور انکے ساتھہ ایک جماعت تو دروازہ روکے ہوے تہی اور باقی آپکے مددگار غلام وغیرہ مکان کی چھت پر تہے اور اوپر سے بلوائیون پر تیر چلا رہے تہے۔ نیچے کے درجہ مین صرف جناب عثمانؓ اور ایک آپ کی بیوی نائلہ تہین۔ بلوائی

اس آہستگی سے گھر مین آگئے کہ کسیکو ہرگز خبر نہ ہوئی اور نہ کسیکو یہہ خیال تہا کہ بلوائی دوسری راہ سے مکان مین پہونچنے کا قصد کرینگے۔ آپ کی بیوی نائلہ بہت کچھہ شور وغل کرتی رہین مگر اس ہنگامہ مین کون سنتا۔ وہ آپ کو تنہا چھوڑ کر یہی یہان سے نہ ہٹ سکین تاکہ دروازہ پر جا کر یا چہت پر آکر لوگونکو اطلاع کرتین۔ (خمیس)

شہادت جناب امیر المومنین عثمان رضی اللہ عنہ

رخصت نالہ مجھے دے کہ مبادا ظالم	تیرے چہرہ سے ہو ظاہر غم پنہان میرا

صاحبو۔ اب آگے ان بلوائیونکی زیادتی اور بے ادبی۔ گستاخی۔ نامردی کلبیان کس زبان سے ہو۔ قلم کو تاب وتوان نہین۔ دل قابو مین نہین۔ جگر خون ہو کر دیدۂ خونبار سے روان ہے۔ ہاتہہ نے جواب دیا قلم چہوٹا جاتا ہے۔ سینہ چاک ہے۔ ایک ہاتہہ سے دل تہام لیا ہے دوسرے ہاتہہ سے بہزار کوشش قلم کو تہامتا ہون مگر مشکل و سخت مشکل ہے کہ اس واقعہ جانکاہ اور اس سانحہ ہوش ربا کا نقشہ ناظرین کے پیش نظر کرون۔ جسکے بغیر چارہ نہین در و دیوار سے حسرت برستی تہی۔ زمین و آسمان شجر و حجر بزبان حال گرم فغان تہے۔

چہ دلتنگی ست اے ظالم چہ بیرحمی چہ بیدردی	زدی لبتی شکستی خون ناحق ریختی رفتی

افسوس۔ اے بلوائیو خدا سے ڈرو۔ دیکہو کیا کر رہے ہو اب بہی سنبہلو ہوش مین آؤ اور توبہ کرو۔ امام برحق کے قتل ناحق سے ہاتہہ اوٹہاؤ۔ خدائے رحیم و کریم تمہاری اس گستاخی کو معاف فرماویگا۔ تمکو خدا کے گہر جانا اور اوسکو منہ دکہانا ہے۔ ہمکو یہہ حیرت ہے کہ تم اپنے مالک حقیقی منتقم تحقیقی قہار جبار سے کیون اسقدر نڈر ہوگئے

کیا تمہارے دل پتھر سے بھی زیادہ سخت ہو گئے ہین - وان من الحجارۃ لما یتفجر
منہ الانہار وان منہا لما یشقق فیخرج منہ الماء وان منہا لما یھبط من
خشیۃ اللہ - ترجمہ - بعضے پتھر وہ ہین کہ جن سے نہرین جاری ہوتی ہین اور
بعضے ایسے ہین کہ خودبخود شق ہو جاتے ہین اور اونسے پانی بہ نکلتا ہے اور بعض
پتھر وہ ہین کہ خوف خدا سے گر پڑتے ہین مگر تمہارے دل کیا ہین - معلوم ہوتا ہے کہ
فولاد کے بنے ہین - لیکن وہ بھی تو آگ کی گرمی سے نرم ہو جاتا ہے حیف صد حیف
تمہارے دل خدا جانے کس چیز کے بنے ہین کہ کوئی وعظ و نصیحت - خوف خدا -
دنیا و عقبیٰ کی سزا کا ڈر مطلقاً اونمین اثر نہین کرتا - کیا تم سمجھے ہو کہ خدا تمہارے
افعال نہین دیکھتا ہرگز نہین - وما اللہ بغافل عما تعملون - کیا اوسکی رحیمی و کریمی
پر تمکو غرہ ہے اور اوسکی شان قہاری و جباری کو بھول گئے - یہان تو یہ بلوائیونکا
ہنگامہ ہے اور انکا قصد و ارادہ جان لینے کا ہے مگر وہان ہمارے خلیفہ برحق
صاحب حیا و ایمان امیر المومنین ذی النورین جناب عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ کا
صبر و استقلال - تحمل و عدم اضمحلال قابل تعریف ہے کہ آپنے رسول خدا کی وصیت
کو کس طرح نباہا - ان خلیلی عہد الی وانا صابر علیہ پر پورا عمل کر کے دکھلا دیا
لباس خلافت جو عطیہ پروردگار تھا حسب فرمودۂ نبی مختار مرتے دم تک نہ اوتارا
یہہ آپ ہی کی شان تھی اور آپ ہی کے نور عرفان و روشنی ایمان کا اثر تھا جس نے
اس مہلکہ مین آپ کو ثابت قدم رکھا اور کیون نہ ہوتا آپکے واسطے تو شوق شہادت
نے یہہ تمام مصائب و تکالیف دنیوی شیرین کر دیئے تھے تلخی مصیبت کو آپ حلاوت
جانفزا سمجھتے تھے - دنیائے دو روزہ کی تکلیف ناپائدار نظرون مین ہیچ تھی - صبر

جو بصورت صبر (ایلوا) ہے بلکہ درحقیقت اس سے بہی زیادہ تلخ ہے - آپ اس مین مرد میدان رہے ظلم وجفا کا تحمل جو خاصۂ انبیاء کرام ہے بہ برکت صحبت حضور نبوی آپنے معتد بہ حاصل کیا اور اس مین آپنے اپنے کو ایک نمونہ ثابت کر دکہایا - اگر آپ چاہتے تو ادنی اشارہ مین آپکے مددگار وانصار اس فرقۂ اشرار کو تلوار کی گہاٹ اوتارتے اور یہہ لوگ اپنے بدکرداری کی سزا قرار واقعی پاتے مگر نہین - خلیفۂ رحمدل نے رحم سے کام لیا - مدینہ منورہ کی حرمت اور مسلمانونکی جانونکی قدر کی - رضای مولی مین ہمہ تن سر تسلیم خم کر دیا اور اوسکی مرضی وخوشی کے تابع ہوکر اپنی جان اوسی کے حوالہ کی -

ہلاک جرأت پروانہ ام کہ در رہ عشق	فنای خویش بشمع وچراغ مے جوید

اب ہم صبر اور اوسکے فضائل ور اقسام ومدارج ذکر کرتے ہین - صبر کے معنی تو معلوم ومشہور ہین محتاج بیان نہین - صبر کے بہت اقسام ہین - ایک صبر تو وہ ہے جو بندے کے کسب واختیار مین ہے - دوسری قسم وہ ہے جو بندہ کے کسب واختیار سے باہر ہے قسم اول دو طرح پہ ہے - خدا کے احکام بجالانے مین جو تکلیف گذرے اوسکو برداشت کرنا - جیسے نماز - روزہ حج - زکوٰۃ وغیرہ - جو باتین شرعًا ممنوع ہین اونسے باز رہنا - قسم دوم - جو بندہ کے اختیار مین نہین اوسپر صبر کرنا - اوسکی مثال تقدیرات الٰہی - مرض - فقروفاقہ - موت - انکی تکالیف ومشقت برداشت کرنا - پہر صبر کے چار اقسام ہین - اول احکام خداوندی بجالانا - امور منہیہ سے باز رہنا - دوم مسرت وسرور چلے جانے پر یا کسی آنے والی مصیبت کے اندیشہ سے غم نہ کرنا - سوم - جو شئے مرغوب خاطر ہے اوسکا انتظار کرنا یا کسی امر شدنی تکلیف آیندہ کا خوف رکھنا - چہارم - آئی ہوئی مصیبت یا امر خوفناک پر تحمل وبرداشت کرنا -

جملہ اقسام صبر ہر مذہب ہر ملت مین - کیا مؤمن کیا کافر سب کے نزدیک محمود ہین

چند اقوال مطلق صبر کی فضیلت مین نقل ہوتے ہین - اکثم بن صیفی کا قول ہے - جسنے صبر کیا فتح پائی - (یعنی مصیبت پر صبر کرنے سے بالآخر مصیبت و رنج دفع ہوکر آرام و راحت نصیب ہوگی یا اگر اس صدمہ مین جان گئی تاہم مصیبت کا خاتمہ ہوگیا اور صبر کا ثواب پایا) حدیث شریف مین ہے - صبر باعث روشنی ہے اور اسکے ذریعے سے امید کشود کار ہے - صبر سختیون کا پردہ پوش ہے - بڑی اور مشکل کامون مین اس سے مدد ملتی ہے - حضرت ابن عباسؓ کا قول ہے - بہترین اسباب - شدت مصیبت کے وقت صبر کرنا ہے - جناب عمر فاروقؓ فرماتے ہین - اگر صبر و شکر مجسم بصورت سواری ظاہر ہون تو مین دونون مین سے جسپر چاہے سوار ہون مجھکو اور کسی کی پرواہ نہوگی -

صبر کے چار اقسام جو مذکور ہوے اونکے فضائل ہم لکھتے ہین -

فضائل قسم اول یعنی احکام خدا بجالانا - منہیات سے باز رہنا - اس صبر کی بدولت فرائض ادا ہوتے ہین - امور مسنون پورے طور سے تعمیل پذیر ہوتے ہین آیہ کریمہ انما یوفی الصابرون اجرہم بغیر حساب یعنی صبر کرنے والونکو اجر بیحساب ملیگا - جناب علیؓ فرماتے ہین - صبر کا قرب و اتصال ایمان سے ایسا ہے جیسا انسان کے دھڑ سے سر حضرت جنید بغدادیؒ فرماتے ہین - دنیا سے کوچ کرنا مسلمان کے نزدیک آسان و سہل ہے اور خدا کی طلب مین دنیا ترک کرنا سخت مشکل ہے خواہش نفسانی چھوڑ خدا کی طرف رجوع کرنا سہل ہے اور اللہ تعالی کی محبت مین اور اوسکے ساتھہ صبر کرنا امر دشوار ہے کسی نے حضرت جنیدؒ سے صبر کے معنی پوچھے - جواب دیا تلخی مزہ لیکر پینا اور چہرہ پر شکن نہ آنا حضرت خواصؒ کا قول ہے - احکام خدا

ورسول پر قایم رہنا صبر اسی کا نام ہے۔ عمر بن عبد العزیزؒ نے حضرت قاسمؓ ابن محمد سے وصیت کی خواہش کی۔ فرمایا مصیبت و تلخی و تکلیف کی جگہہ صبر کرو۔ حضرت حسن بصریؒ فرماتے ہین صبر دو طرح ہے مصیبت کے وقت صبر کرنا۔ ممنوعات شرعیہ سے باز رہنا دوسرا صبر اعلیٰ و افضل ہے (کیونکہ اس مین نفس کشی ہے) صبر حالت خوف و امید مین مختلف ہوتا ہے کیونکہ جس شے کا خوف ہوتا ہے انسان اوس سے بھاگتا ہے اور اوسکے علیحدہ ہونے مین صبر کرتا ہے اور جو شئے مطلوب ہے اوسکی طلب مین تکلیف ومحنت گوارا کرنا اور بامید کامیابی جان لڑا دینا ہی صبر ہے۔

فضائل قسم ثانی۔ اگر تم سے کوئی چیز گم ہو جاوے یا مصیبت کا پیش آوے اس مین جو صبر ہوگا تو اوس سے گونہ راحت و فرحت حاصل ہوگی۔ ثواب علیحدہ ہے اب دو حال سے خالی نہین۔ اگر گم شدہ چیز پر یا آنے والی مصیبت پر صبر کیا اور رنج وغم کو دل سے الگ رکھا بلکہ دل سے شکر خدا کرتا رہا تو جزع و فزع مین جو تکلیف ہوتی ہے اوس سے راحت پائی اور اگر صبر نہ کیا تو گھبرانے اور رونے پیٹنے سے گئی ہوئی چیز واپس نہوگی۔ مفت کا ثواب بھی ہاتھہ سے کھویا بلکہ اولٹا گناہ اپنے سر لیا جناب علیؓ نے اشعث بن قیس سے اونکے بیٹے کے مرنے پر تعزیۃً فرمایا۔ اگر تم غم و رنج کروگے تو یہ مقتضاے محبت رشتہ قرابت ہے اور اگر صبر سے کام لوگے تو خدا کے نزدیک ثواب ہے اور دنیا مین اپنے بیٹے کا بدلا پاؤگے۔ اس صورت مین اجر صبر کیون ہاتھہ سے دو کیونکہ جو ہونیوالا تھا ہو چکا اب رونے دھونے سے کیا نتیجہ اسی مضمونکو ابو تمام شاعر نے نظم کیا ہے جسکا ترجمہ یہ ہے۔

جناب علیؓ نے اشعث سے تعزیت مین فرمایا۔ آپکو خوف تھا کہ صدمہ رنج سے

وہ گناہ مین نہ مبتلا ہون۔ اگر مصیبت پر ثواب کی نیت سے صبر کروگے تو خدا کے نزدیک اجر عظیم پاؤگے اور مثل بے زبان جانورون کے غم وغصہ کرنے کے بعد تسلی ہو ہی جاویگی۔ ہمکو خدا نے مرد بنایا اور مشقت اور تکلیف برداشت کرنیکی ہدایت فرمائی اور رونے پیٹنے کو تو یہ بیوہ عورتین ہین۔

قدما کا قول ہے صبر شوق مین۔ صبر خوف مین۔ صبر زہد مین۔ صبر انتظار موت مین۔ جو جنت کا مشتاق ہے وہ خواہش نفسانی پر صبر کرتا ہے۔ جو دوزخ سے خائف ہے وہ حرام کامون سے باز رہتا ہے جو دنیا کی طرف مائل نہین وہ مصیبت کو کچھ سمجھتا ہی نہین۔ جو موت کو ہر وقت پیش نظر رکھتا ہے وہ گناہون سے کنارہ کش ہوتا ہے۔

قسم ثالث۔ خوفناک پیش آنے والی مصیبت کے اندیشہ و تردد سے اگر صبر کرکے راضی برضا رسولی ہوکر خاموش بیٹھہ رہے تو اس صبر کی برکت سے عجب نہین کہ وہ مصیبت ٹل جاوے اور صبر کا ثواب پاوے اور جو شئے مرغوب و مطلوب ہے اسکے طفیل مین مل جاوے۔ آنحضرت صلعم فرماتے ہین۔ اگر گرفتار مصیبت بامید دفع صبر کرے تو اوسکو ثواب عبادت ہے۔ جب کسی آفت سماوی یا ارضی کا خوف ہو ایسی حالت مین صبر کرنیسے فی الحال راحت ہوتی ہے اور خدا سے امید اور حسن ظن رکھنا باعث ثواب عظیم ہے۔ جزع و فزع مین بخیال مصیبت آیندہ ابھی سے غم مین پڑنا اور اپنے بدن کو گھلانا۔ خدا کے ساتھہ بدگمان ہونا۔ گنہگار بننا اور مستحق عذاب ہونا ہے

قسم رابع۔ آئی ہوئی مصیبت پر صبر کرنا۔ اس حالت مین اگر صبر و استقلال سے کام لے اور ہوش وحواس درست رکھے۔ تو دفع مصیبت کے اسباب و حیلے پیدا کرسکتا ہے اور دشمن کی تدبیرون اور مکر کا جواب مناسب دے سکتا ہے۔ اس

صبر کی فضیلت مین یہہ آیات کریمہ وارد ہین۔ وتمت کلمۃ ربك علی بنی اسرائیل بما صبروا۔ بنی اسرائیل پر انکے صبر کرنے سے خدا کی بات پوری ہوگئی۔ واصبر وما صبرك الا باللہ۔ اور صبر کر اور صبر تو اللہ ہی کے ساتھ ہے۔ واصبر علی ما اصابك ان ذلك من عزم الامور۔ اور مصیبت پر صبر کر۔ البتہ صبر بڑے کام و نسے ہے۔

اسی لفظ صبر سے یہہ الفاظ ماخوذ ہین۔ مُتَصَبِّر۔ بہ تکلف صبر کرنیوالا جو مصیبتون مین صبر کرے ایسا شخص کبھی صبر کر لیتا ہے اور کبھی صبر سے عاجز ہو جاتا ہے۔ صابر۔ وہ شخص ہے جو نہ شکوہ کرے اور نہ صبر کرنے سے تھکے۔ صبار۔ وہ شخص ہے کہ اگر تمام دنیا کی بلائین اور مصیبتین اسپر آپڑین یہہ بکشادہ پیشانی برداشت کرے۔ زبان سے شکوہ و شکایت کا ایک حرف بھی نہ نکالے اگرچہ بتقاضاے بشریت تکلیفو نسے ضعیف و ناتوان ہوجاے۔ صبور۔ وہ شخص ہے جو ان مقامات پر ثابت ہو۔ (سراج الملوک علامہ طرطوشیؒ)

جناب عثمان رضؓ نے بیشک درجہ انتہاے صبر اختیار فرمایا اور آپ مستحق خطاب صبار و صبور کے ہوے۔

بی بی نائلہ کی پریشانی کس طرح رقم ہوسکتی ہے۔

کلیجہ تھام لوگے جب سنوگے		نہ سنوا سے خدا شیون کسی کا	

جس کے سر کا تاج برباد ہونے والا ہو۔ جسکے سردار و مالک خانمان و حاکم دل وجان پر صرصر فنا کا جھونکا چل گیا ہوا اور ایک دم مین شجر حیات تبر جفا سے قلم ہونے والا ہو جس کی آسائش دنیوی و راحت زندگانی کے باغ پُر بہار کو دست ظلم خزان تاراج

کر رہا ہو۔ جسکے خلیفہ ایسے شوہر پہ خنجر ظلم چلنے والا ہو۔ جسکے پیارے خاوند کے قتل کا سامان ہو۔ جسکے دلدار و دلبر ناز بردار زوج کے گلے کو ظالم کاٹنے والے ہون۔ جسکے دل وجان کے مالک مظلوم کو بیدردقسائی ذبح کرنا چاہتے ہون اور جسکو یہہ خوف لگا ہو کہ وہ اپنے پیارے اور عزیز والی وارث کو ابھی تہوڑی دیر مین زمین پر بسمل تڑپتا دیکھیگی۔ جسکے پیش نگاہ ہو کہ ابھی یہہ سر جو اوسکے زانو پر ہے کچھ دیر بعد خاک و خون مین پڑا ہوگا اور با وصف اسکے وہ مجبور و لاچار اور بیبس و بے قابو ہو۔ کسیطرح حفاظت وحمایت نہ کرسکتی ہو۔ بہلا ایسی عورت کے رنج وغم واندوہ وبیم کی کیا انتہا ہوگی۔ کون اندازہ کرسکتا ہے اور کس زبان سے بیان ہو سکتا ہے۔ بس وہ جانی یا اوسکا دل۔

گویم بخود کہ در ازل این شد نصیب من	تاکہ خوریم غم پئے تسکین درد خویش

آہ۔ یہ واقعہ شہادت بہی مجہہ ہی کو لکہنا ہے۔ مجبور با دل بریان وچشم گریان قلم شکستہ پا سے یہہ میدان وحشتناک وبیابان المناک طے کرتا ہون۔

پنبہ برگوش نہادم بہ شنیدن رفتم	دیدہ را پردۂ خود کردہ بدیدن رفتم

اس داستان خون فشان اور قصۂ پرغصہ کو ارباب تاریخ اسطرح بیان کرتے ہین کہ جب بلوائی آپکے حرم سرا مین داخل ہوے تو ایک شخص کو آپکے قتل کے واسطے بہیجا۔ اوس نے آپکے سامنے آکر کہا۔ اگر تم اب بہی خلافت سے دست بردار ہو تو ہم تمکو چہوڑ دینگے۔ خلیفۂ مظلوم وبیکس نے جواب دیا۔ کمبخت دور رہو۔ کیا بکتا ہے خدا کی قسم مین نے کبہی نہ زمانہ جاہلیت مین نہ اسلام مین زنا کیا۔ نہ کبہی گایا نہ اسکی خواہش کی اور جسوقت سے جناب رسول خداؐ کے ہاتہہ پر بیعت کی۔ کبہی یہہ سیدہا ہاتہہ

اپنی شرمگاہ پر نہین رکھا۔ مین مرتے دم تک خدا کا عطیہ لباس خلافت نہ اوتارونگا اور اسی لباس کے ساتھہ اپنے خدا کے پاس جاؤنگا۔ وہ اہل سعادت کو عزت دیگا اور اہل شقاوت کو ذلیل وخوار کرے گا۔ (ابن اثیر)

ایک روایت یہہ ہے کہ وہ شخص جو آپکے پاس آیا ابوثور فہری تہا۔ اوسکا بیان ہے کہ آپنے فرمایا۔ مجھکو خداوند تعالے نے دس فضائل عطا فرمائے ہین۔ اسلام مین چوتہا شخص ہون۔ جناب رسول خدا نے اپنی ایک بیٹی میرے نکاح مین دی۔ جب وہ مرگیئن دوسری بیٹی سے میرا نکاح کردیا۔ (چار باتین وہ بیان فرمائین جو ابن اثیر کی روایت مین درج ہین۔ باقی یہ ہین) ہر جمعہ کو ایک غلام راہ خدا مین آزاد کرتا رہا اگر کسی جمعہ کو اتفاقاً ناغہ ہوگیا تو اوسکے بعد آزاد کیا۔ جملہ غلامونکی تعداد جنکو مین نے آزاد کیا دو ہزار چار سو کے قریب ہے۔ مین نے کبھی چوری نہین کی۔ جناب رسول خدا کے عہد مین قرآن جمع کیا (یاد کیا یا کتابت کی) (صواعق محرقہ)

وہ شخص آپسے یہہ کلام سُنکر بلاتعرض واپس گیا۔ لوگون نے پوچھا تو نے کیا کیا جواب دیا۔ بغیر قتل آپ کی خلافت نہین مل سکتی۔ آپ خوشی سے خلافت ترک نکرینگے اور آپکو قتل کرنا ہمارے حق مین حلال نہین۔

اب دوسرا شخص قبیلہ بنی لیث کا آپکے قتل کو آیا۔ وہ بھی درباب خلع خلافت آپسے گفتگو کرنے لگا۔ آپنے اوس سے فرمایا کہ تو میرا قاتل نہین ہے۔ جناب رسولخدا نے تیرے حق مین دعا فرمائی ہے کہ تو ایسے مقامات اور محل فتنہ وفساد وقتل ناحق سے محفوظ رہے۔ تو ہرگز ایسے افعال مین مبتلا ہوکر ضائع نہ ہوگا اور جناب رسول خدا کی دعا کی برکت سے خدا تجھکو بچاتا رہیگا۔ وہ شخص بہی واپس گیا اور مجمع بلوائیان سے بالکل

علانیہ ہوگیا۔ پہر ایک شخص قریشی آیا۔ آپنے اوس سے فرمایا۔ آنحضرت صلعم نے تیرے واسطے دعاے مغفرت کی ہے تو خون حرام اور ناحق کا ہرگز مرتکب نہ ہونا۔ وہ بہی آپکی نصیحت سنکر اس مجمع اشرار سے کنارہ کش ہوا اور اپنے گہر چلا گیا۔

عبداللہ بن سلام دروازہ پر لوگون کو آپکے قتل سے روک رہے تہے اور وعظ و نصیحت سے چاہتے تہے کہ کسی طرح انکے دلونکا زنگ دور ہو۔ انکی آنکہین کہلجائین اور یہ اپنے اعمال قبیحہ پر متنبہ ہوکر اس حرکت سے باز رہین۔ آپنے مجمع بلوائیان مین جاکر باواز بلند فرمایا۔ اے گروہ بلوائیان پر جفا شتر کینہ۔ بدطینت۔ بہائم سیرت۔ اپنے حرکات ناشائستہ سے باز آؤ قتل امام برحق سے ہاتہہ اوٹہاؤ۔ خدا کے غضب کی تلوار کو جو ابہی تک نیام مین ہے مت نکالو اور شمشیر قہر ملک جبار کو اپنے اوپر نہ چلنے دو۔ خدا کی قسم۔ اگر تم وہ تلوار نیام سے کہینچ لوگے تو پہر روک نہ سکوگے اور تاقیام قیامت پہر وہ تلوار نیام مین نہ جاویگی بلکہ تمہارے ہی اندر برابر چلتی رہیگی۔ اے کمبختو۔ تم نہین سمجہتے کہ آج کے دن تمہاری حکومت اور سلطنت فقط دُرّہ کے زور سے ہے۔ اگر تم جناب عثمانؓ کو قتل کر ڈالوگے تو یہہ امر سیاست بغیر تلوار کے قائم نہ رہ سکیگا۔ اے ظالمو۔ تم نہین دیکہتے کہ تمہارا شہر مدینہ فرشتونسے بہرا پڑا ہے۔ اگر تم اپنے خلیفہ مظلوم کو قتل کروگے تو فرشتے مدینہ چہوڑ کر چل دینگے اور جو خیر و برکت آج ہے وہ تمکو پہر تاقیامت نصیب نہ ہوگی۔

بقتلم چون کشند شمشیر نے از بیم جان ترسم	اگہ طفل ست و چو بیند کشتہ ام ترسد ازان ترسم

بلوائیونکی تو عقل و ادراک اسوقت گم تہی بحر ضلالت و بغاوت مین سرتاپا غرق تہے انکے دلونسے مادۂ قبولِ حق کا اثر تک اوٹہہ گیا تہا۔ آپکا کہنا ایک نہ مانا بلکہ جہلاکر

بکمال گستاخی جواب دیا۔ اے یہودی بچہ۔ تجھکو کیا پڑی چل اپنی راہ لے ہماری کام مین دخل نہ دے۔ حضرت عبداللہ بن سلام نے جب دیکھا کہ یہہ قوم ناعاقبت اندیش راہ حق سے بہت دور ہے اب وعظ وپند کا موقع نہین رہا مجبور واپس تشریف لیگئے۔

آستین شکر آلود مگس ران نشود	وعظ من گرد فشانندۂ عصیان نشود

گروہ بلوائیان آپکے مکان مین اسی فکر مین تہا کہ جلد کام تمام کیا جاے۔ کئی اشخاص باری باری گئے اور واپس آے۔ ان سب کے بعد محمد بن ابی بکرؓ پہونچے۔ آپ اوسوقت تلاوت قرآن مجید مین مصروف تہے انکو دیکھکر نہایت نرمی سے فرمایا اے محمد بن ابی بکرؓ کیون میری جان کے پیچھے پڑے ہو۔ کیا خدا پر غضب وغصہ کرتے ہو۔ مین نے تمہارا کون سا ایسا جرم کیا ہے جسکی پاداش مین مجھکو واجب القتل ٹہیراتے ہو۔ کیا مین نے کوئی تمہارا حق ضبط کرلیا ہے جسپر یہہ کینہ وحسد ہے۔ علامہ ابن اثیر نے لکھا ہے کہ محمد بن ابی بکرؓ نے آپکی ریش مبارک پکڑلی اور اوسکو ہلایا۔ وثاب غلام جناب فاروقؓ جو حضرت عثمانؓ کی خدمت مین رہا کرتے تہے اوسوقت موجود تہے کہتے ہین کہ مین نے آپکے دانت بجنے کی آواز سنی (ازالۃ الخفا) اور کہا۔ خدا تم کو رسوا کرے۔ ای نعثل {نعثل بمعنی موٹا بہدا (کنایۃً احمق) اور نعثل بمعنی بوڑہا احمق۔ ایک یہودی مدینہ مین تہا اوسکا نام ہے تشبیہاً جناب عثمانؓ کو کہتے تہے۔ (قاموس)} جناب عثمانؓ نے فرمایا۔ مین نعثل نہین بلکہ امیر المومنین عثمان ہون۔ محمد بن ابی بکرؓ نے کہا۔ تمکو معاویہؓ اور ابن عامر اور فلان فلان شخصون نے نہ بچایا اور اس گاڑہے وقت مین کوئی تمہارے کام نہ آیا۔ اس بڑہاپے مین بہی تمکو خلافت کی ہوس باقی ہے۔ امیر المومنین نے ارشاد کیا۔ اے بہتیجہ۔ اگر اوسوقت تمہارے باپ زندہ

ہوتے تو میرے اس بڑہاپے کی قدر کرتے اور کبھی میری ڈاڑہی نہ پکڑتے (ابن اثیر) اور ایک روایت مین یہہ ہے۔ اے میرے بھتیجہ میری ڈاڑہی چھوڑ دے۔ قسم خدا کی یہہ ڈاڑہی تیرے باپ کے نزدیک بڑی عزت دار تھی۔ اگر تیرا باپ تجھکو اسوقت دیکھتا تو ہرگز تیرے اس فعل پر راضی وخوش نہ ہوتا۔ (خمیس) یہ سنکر محمد بن ابی بکرؓ نے کہا اگر میرا باپ زندہ ہوتا اور تمکو یہہ کام کرتے دیکھتا تو وہ ان کامونکو کبھی پسند نہ کرتا اور مجھہ سے زیادہ سختی سے تمہاری یہہ ڈاڑہی پکڑتا۔ جناب عثمان رضؓ نے اسکے جواب مین فرمایا۔ مین تمپر خدائے قادر وتوانا سے مدد چاہتا ہون اور اوسکی اعانت کا خواستگار ہون۔

نیاز خویش ہلالی بخلق عرض مکن		خوش آنکہ روی بدرگاہ بے نیاز کنی

محمد بن ابی بکرؓ یہہ سنکر شرما گئے اور ڈاڑہی چھوڑ کر چلے آے۔ بعضے کہتے ہین کہ انکے ہاتہہ مین ایک تیر تہا اوس سے آپکی پیشانی پر زخم لگا دیا مگر روایت اولی صحیح ہے۔ غرضکہ محمد بن ابی بکرؓ بلا تعرض آپ کی خدمت سے چلے گئے۔ ایک روایت یہ بھی ہے کہ محمد بن ابی بکرؓ کا ہاتہہ کانپنے لگا اور جناب عثمان رضؓ کے فرمانے سے اونپر خوف خدا نے غلبہ کیا یہان تک کہ رو دیئے۔ اپنی حرکت پر توبہ کی۔ وہان سے نکل آے اور کہا خدا کی قسم اب مین نہ مارونگا نہ مارنے دونگا۔

ندیدم باریاب آستان عفو طاعت را		درجرأت زدم منت کش تقصیر گردیدم

انکے بعد ایک اور شخص آیا۔ جناب عثمانؓ تلاوت قرآن مجید مین مشغول تہے آپنے فرمایا۔ میرے تیرے درمیان مین قرآن شریف ہے۔ وہ شخص بھی چلا گیا بعد ازان ایک اور شخص آیا جسکا نام موت اسود تہا۔ اوسنے آتے ہی آپکا گلا گھونٹا پہر

واپس جاکر لوگونسے کہا- واللہ مین نے عثمانؓ کے حلق سے زیادہ کوئی نرم چیز نہین دیکھی- مین نے اونکا گلا گھونٹا بخدا اونکا دم رُکنے لگا یہان تک کہ اونکی جان بدن مین اس طرح روان تھی جیسے زخمی سانپ لہراتا ہے اور اوسکو مرتے وقت حرکت ہوتی ہے- پھر ایک اور شخص آیا- آپ نے اوس سے بھی فرمایا کہ میرے تیرے درمیان کتاب اللہ ہے مگر اوس نامرد نے کچھہ خیال نہ کیا تلوار کا ہاتھہ آپ پر چھوڑ ہی دیا- آپ نے ہاتھہ پر روکا جس سے دست مبارک کٹ گیا یا کٹ کر جدا ہو گیا- (شک اوسی) پھر آپ نے فرمایا- بخدا اے لاینزال- یہہ وہ پہلا ہاتھہ ہے جسنے سُوَر مفصل کلام ربانی لکھی ہین- (ازالۃ الخفا)

جب بلوائیون نے دیکھا کہ جو جاتا ہے وہ حضور خلیفہ کے رعب داب مین آکر ناکام واپس آتا ہے تو بالآخر ایک گروہ کمینونکا بھیجا گیا جس مین قتیرہ- سودان بن حمران غافقی تھے- غافقی نے لوہے سے آپ پر حملہ کیا اور نالائق نامرد نے کلام ربانی پر ایک لات ماری- قرآن شریف چکر کھا کر جناب عثمانؓ کی گود مین گرا- آیہ کریمہ- فسیکفیکہم اللہ وھو السمیع العلیم (ترجمہ- قریب تیری طرف سے کافی ہوگا اونکو اللہ تعالےٰ اور وہ سننے والا جاننے والا ہے) پر خون کا قطرہ گرا- حضرت ابن عباسؓ سے مروی ہے کہ جناب رسول خداؐ نے جناب عثمانؓ سے فرمایا- تم مظلوم شہید ہوگے اور تمہارے خون کا قطرہ آیہ کریمہ- فسیکفیکہم اللہ وھو السمیع العلیم پر گریگا حضرت ابن عباسؓ کا قول ہے کہ خون کا نشان ابتک قرآن مجید مین ہے- (خمیس)-

دراقم مشہور ہے کہ یہہ قرآن شریف ابتک مدینہ منورہ مین موجود اور بنام مصحف

مصحف امام معروف ہے) پہر سودان سیاہ باطن نے تلوار چلائی۔ بی بی نائلہ آپ پر جہک پڑین اور تلوار کو ہاتہہ پر روکا۔ اونکی اونگلیان کٹ گیئن۔ پہر اوس مرد کنے دوسرا وار کیا جسکے صدمہ سے روح مقدس جناب امیر المومنین عثمان بن عفان رضی اللہ تعالیٰ عنہ ندا ملاء اعلیٰ۔ یَا اَیَّتُہَا النَّفۡسُ الۡمُطۡمَئِنَّۃُ ارۡجِعِیۡۤ اِلٰی رَبِّکِ رَاضِیَۃً مَّرۡضِیَّۃً فَادۡخُلِیۡ فِیۡ عِبٰدِیۡ وَادۡخُلِیۡ جَنَّتِیۡ۔ سنکر لبیک کہتی ہوئی جسد عنصری سے پرواز کرکے جنت الفردوس مین پہونچی اور آپ جام شہادت نوش فرماکر شہید ہوگئے۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔

اے نور دیدہ رفتی وبے نور دیدہ ماند	مژگان چو آشیانہ مرغ پریدہ ماند

حضرات ناظرین! مین نے اپنے دل پر جبر کرکے نہایت ضبط وتحمل سے یہ چند سطور لکہی ہین۔ میرے امکان مین نہین کہ اس نمونہ محشر کا واقعہ بالخصوص اسوقت کی بیتابی وبیچینی جو گذری اوسکا حسرتناک سین آپکو دکہلا سکون ہیچ تو یہ ہے کہ خداوند تعالےٰ رحیم کریم ہے۔ سبقت رحمتی علی غضبی (میری رحمت وشفقت میرے غضب سے بڑہگئی ہے) اوسکی شان ہے ورنہ اس گروہ اشرار کو زمین نگل جاتی۔ آسمان انپر پہٹ پڑتا۔ فلک سے انگارے برستے اورانکے وجود نامحمود کو نیست ونابود کردیتی۔ جو کچہ آفت ارضی وسماوی انپر آجاتی کچہ بعید نہ تہا۔ واے صد واے۔ اس گروہ اشقیا نے اپنے سر کے تاج کو دست ظلم سے کسطح خاک پر ڈال کر برباد کیا۔ اپنے خلیفہ مظلوم کو کس بیدریغی کے ساتہہ خنجر بیداد سے قتل کیا ہے ہے۔ انکا امام۔ انکا سردار۔ انکا حاکم۔ انکا سرپرست۔ انکا مہربان جو باوصف قدرت وامکان کے انکی زیادتیان اور جور وجفا ؤنکو کس تحمل سے

سہتا ہا اُسپر انکو ذرہ برابر بھی رحم نہ آیا۔ کسیکا کیا بگڑا خود دیہہ ہی لوگ دنیا مین تا قیام قیامت مطعون خلائق رہے اور دار مکافات مین دیکھین گے کہ انکی دنیا کی کمائی کیا رنگ لائی اور کیا نفع دیا۔ یہہ دار دنیا جو دراصل مزرعۃ الآخرۃ ہے اس کھیت مین انہون نے کیا بویا اور انکی کھیتی کیا برگ و ثمر لائی اور انکے کیا ہاتھ آیا۔ ابھی کیا ہے غفلت کے پردے پڑے ہین۔

بروز حشر شود ہمچو صبح معلوم ست	کہ باکہ باختۂ عشق در شب دیجور

امیر المومنین جناب عثمانؓ کا تو کچھ نقصان نہ ہوا۔ دنیوی فضیلت آپکی ظاہر ہے اور آخرت کے مدارج جو آپکو نصیب ہونگے یہہ شرف شہادت اوسپر مستزاد ہوگا

رنجہ کردی ساعد و خون ہا کی ریختی	تا قیامت شرمسار دست و بازوے توام

آپ پر جو ظلم و ستم ہوا وہ تھوڑی دیر کا تھا اور جو تکلیف و مصیبت تھی وہ گذر گئی۔

پنداشت ستمگر کہ جفا بر ما کرد	بر گردن او بماند و بر ما بگذشت

اب آپ کے واسطے روحؐ و ریحان و جنت نعیم ہے۔

دیکھا ہی ایسا صابر کوئی بھی اس جہان مین	تلوار آ دی سر پہ ہو ذکر جان جان مین
بھوکا ہو سارے دن کا پیاسا ہو رات بہر کا	ہو صبح شغل قرآن اور فکر ندر جان مین

عدی بن حاتم سے روایت ہے کہ جب آپ کی روح پر فتوح طائر گلزار جنان ہوئی تو آپکے مکان مین یہ آوازین سب نے سنین مگر کہنے والا نظر نہین آیا۔ البشر یا ابن عفان بروح و ریحان و برب غیر غضبان البشر یا ابن عفان بغفران و رضوان ترجمہ۔ اے ابن عفان تمکو باغ جنت اور خوشبودار پھولونکی بشارت ہوا اور اپنے

پروردگار سے ملو جو نہایت درجہ تم سے خوش ہے۔ اے ابن عفان تمکو مغفرت و رضائے خداوندی کی بشارت ہو۔ (شواہد النبوۃ نسخہ قلمی)

وذی النورین والبرھان والحلم والندیٰ قنوت اللہ یاجی والعیون مسامرٌ	خشوع وللقراٰن تال مجمع بلذۃ عیش بالتہجد مولع

ترجمہ۔ جناب عثمانؓ ذی النورین ہین اور صاحب برہان وحلم وسخاوت۔ صاحب خشوع جامع قرآن اور اوسکی تلاوت کرنے والے ہین۔ آپ اندھیری راتون مین عبادت الٰہی کرتے اور تہجد مین مشغول رہتے اوسوقت کہ اور لوگونکی آنکھین دنیوی عیش ولذات مین جاگتی ہوتین۔

والصائم المحمود مشھد لا اشرار قوم من الاراذل فی دمہ	عثمان ذی النورین فی قتلہ جاروا فی مصحف ظل للفجار فجار سائلا

عثمانؓ روزہ دار شب بیدار تھے۔ آپکی شہادت محمود ہی ایسے بزرگ کے قتل مین ظلم کیا۔ وہ لوگ بڑی قوم کمینہ تھی۔ ان بدکارونکی شرارت سے آپکا خون قرآن پر بہنے لگا۔ (تاریخ یافعیؒ)

روایت ہے کہ جب آپ زخمی ہوے۔ بی بی نائلہ نے آپکا سر مبارک اپنے زانو پر رکھہ لیا اور بچانے کی غرض سے آپ پر جھک گئین۔ ایک شوخ دیدہ بیباک نے انکی طرف دیکھہ کر کہا۔ دیکھو یہہ عورت کیسی موٹی ہے اسکے سُرین کسقدر بڑے بڑے ہین۔ راوی کا قول ہے کہ مین نے یہہ بات سنکر اپنے دل مین کہا۔ یہہ کمبخت دنیا کے کُتے ہین آپ کے قتل سے انکا مطلب صرف حصول دنیا ہی۔ (ازالۃ الخفاء)

دوسری روایت مین یہہ ہے کہ بعد شہادت آپ کے بی بی نائلہ اپنی چادر وغیرہ آپ کو اوڑہا کر پاس بیٹھہ گئین کہ ایک نابکار مردک آیا جسکے ہاتھہ مین ننگی تلوار تھی

اوسنے کہا خدا کی قسم مین عثمانؓ کی ناک کاٹونگا۔ یہہ کہکر بی بی نائلہ سے مزاحمت کرنے لگا۔ اونہون نے اوسکی تلوار کی باڑ پکڑلی مگر اونکا ہاتہہ کٹ گیا۔ بی بی نائلہ نے رباح آپکے غلام کو جسکے ہاتہہ مین جناب عثمانؓ کی تلوارتہی پکارا اور کہا مجہکو اس نالائق کے شر سے بچا اور میری مدد کر۔ رباح نے لپک کر ایک ہاتہہ تلوار کا ایسا مارا کہ وہ نامرد جہنم واصل ہوا۔ (خمیس)

اوپر کی روایت سے واضح ہے کہ آپکا قاتل سودان ہے مگر بعضے کہتے ہین کہ جسنے آپکے قتل کا بیڑہ اوٹہایا وہ کنانہ بن بشر تجیبی ہے۔ الغرض سودان سیاہ رو جب آپکو قتل کرچکا تو اوسکو بہی آپکے ایک غلام نے ایک ہی ہاتہہ مین جہنم رسید کیا۔ (ابن اثیر) بلوائیونکا آپکے مکان مین داخل ہونا اور آپکو شہید کرنا کچہہ ایسی عجلت کے ساتہہ اور تہوڑے وقت مین ہوا کہ دروازہ والونکو خبر نہونے پائی اور نہ اون لوگونکو جو چہت پر تہے اطلاع ہوئی اتفاقاً جو دوچار غلام آگئے تو وہ بہی بعد شہادت کے ان بلوائیون سے مصروف ہوگئے جیسا واقعات اور روایات کے دیکہنے سے معلوم ہوتا ہے۔ بعد شہادت جناب عثمانؓ آپکے غلامون نے قاتلین سے مقابلہ کیا جس مین بعض غلام اور بعض بلوائی کام آے۔ جس غلام نے سودان کو قتل کیا تہا اوسکو قتیرہ نے مار ڈالا۔ دوسرے غلام نے قتیرہ کو بہی واصل جہنم کیا۔ پہر بلوائی ہجوم کرکے گہر لوٹنے لگے اور جو کچہہ کپڑے زیور رہا تہہ آیا لوٹ لیا۔ کلثوم تجیبی نے بی بی نائلہ کی چادر چہین لی۔ ایک غلام نے پہونچکر کلثوم کو ایک ہی وار مین ختم کردیا۔ بدنہاد جب گہر کا مال واسباب لوٹ چکے عمرو بن الحمق نے آپکے سینہ بے کینہ پر براہ بغض وعناد نہایت نامردی سے نو نیزے مار کر کہا۔ اِن مین سے تین نیزے تو مین نے

اللہ کے واسطے مارے ہین اور یہہ اسوجہ سے کہ میرے دل مین اسکی طرف سے غبار تہا (واہ رے مردک اچہا غبار نکالا) بعد اسکے بلوائیون نے آپکا سر کاٹنا چاہا۔ نائلہ ام البنین۔ چلاکر لاش پر گر پڑین اور اپنے منہ پیٹنے لگین۔ ابن عدیس نے کہا کہ جانے دو سر نہ کاٹو سر سے ہمکو سروکار نہین۔ پہ عمیر بن ضابی آپ پر کودا کمبخت ظالم نے آپکے نازک بدن پر ٹہوکرین مارین جس سے چند پسلیان ٹوٹ گئین ٹہوکرین لگاتے وقت یہہ کہتا جاتا تہا۔ تمنے میرے باپ کو قید کیا تہا جو بیچارہ قید ہی مین مرگیا۔ (ابن اثیر و ابن خلدون)

بعضے کہتے ہین کہ آپ کے قتل مین دو شخص شریک ہوے۔ ابو عمرو بن بدیل خزاعی۔ اسنے چوڑے۔ تیر کے پہل سے آپکی شہ رگ گردن کاٹ دی اور کنانہ بن بشر تجیبی نے تلوار سے شہید کیا۔ آپ کے قاتل کی تعیین مین کہ جسکے زخم سے آپ شہید ہوے مورخین مین باہم اختلاف ہے بعضے کہتے ہین کہ آپکا قاتل رومان بن سرحان کنجی آنکہہ والا پستہ قد قبیلہ مراد سے ہے بعضے سودان بن حمران کو بعضے رومان یمامی کو۔ بعض رومان بنی اسد کو بتلاتے ہین۔ بعض کا خیال ہے کہ اسود تجیبی باشندہ مصر ہے۔ بعض کے نزدیک جبلہ بن ایہم ایک مصری شخص ہے بعض سودان بن رومان مرادی کو کہتے ہین اور بعضے کہتے ہین کہ تجیبی اور محمد بن ابی حذیفہ ہین مگر محمد بن ابی حذیفہ کا ذکر صرف ایک روایت مین ہے جو دیگر روایات کے مقابلہ مین درجہ اعتبار سے ساقط ہے۔ اس مین شک نہین کہ یہہ سب لوگ گروہ بلوائیوں مین سے تہے مگر قاتل ایک یا دو شخص ہونگے اسکے تعیین مین اختلاف کثیر ہے۔ ازالۃ الخفاء مین جو روایت وثاب سے مروی ہے اوسمین قاتل کا نام نہین ہے بلکہ مبہم ہے کہ چند

لوگ داخل ہوے اور آپکو شہید کیا۔ دوسری روایت مین صرف کنانہ بن بشر تجیبی ہے۔ تیسری روایت مین ابن بدیل اور تجیبی دو شخص ہین۔ ابن اثیر نے یہی دو شخص لکھے ہین غافقی اور سودان بن حمران اور یہہ روایت اولی ہے۔ دوسری روایت سے جو بلفظ قیل صیغہ ضعف کی دلیل ہے کنانہ بن بشر تجیبی ثابت ہوتا ہے۔ تاریخ خمیس مین ہے کہ جب محمد بن ابی بکرؓ جناب عثمانؓ کے پاس سے چلے گئے تو رومان بن سرحان ایک شخص پستہ قد ازرق چشم قبیلہ مراد کا آپکے پاس آیا۔ خنجر اسکے ہاتھہ مین تہا۔ آپ سے کہا۔ اے نعثل تم کس دین پر ہو۔ آپنے فرمایا مین نعثل نہین لیکن عثمان بن عفان ہون۔ میرا دین وملت دین ابراہیمی ہے اور مین مشرکون مین نہین اوس مردک نے کہا تم جہوٹے ہو۔ یہہ کہکر آپ کی داہنی کنپٹی پر خنجر مارا جس سے آپ زخمی ہوکر گر پڑے۔

بلوائی گہر لوٹ کر جس درجہ مین آپ شہید پڑے تہے اوسکو بند کرکے گہر سے نکل گئے اور پکار کر کہا۔ چلو بیت المال لوٹین مگر خبردار سب ایک ساتہہ چلنا کوئی پہلے نہ لوٹ لے۔ محافظین بیت المال نے جب انکا یہہ قصد دیکہا سمجہے کہ یہہ لوگ طالب دنیا ہین۔ انکے ہاتہہ سے جان بچانا ضرور ہے لہذا یہہ لوگ چل دیئے۔ بلوائیون نے بیت المال پر قبضہ کرلیا۔ بیت المال مین اسوقت صرف دو گہیٹے تہے انکو لوٹ لیا کہتے ہین کہ بلوائی آپ کو شہید کرکے نادم ہوے۔ (ابن اثیر) آپ کی شہادت تاریخ اٹھارہوین یوم جمعہ ۳۵ھ ہجری کو ہوئی۔ (ابن اثیر وابن خلدون)

وقت کی تصریح کسی مؤرخ نے نہین کی البتہ شاہ عبد العزیز صاحب دہلوی رحمۃ اللہ علیہ تحفہ اثنا عشریہ مین لکہتے ہین کہ عصر اور مغرب کے بیچ مین جناب عثمانؓ

شہید ہوئے ہین۔ دیگر اقوال تاریخ و سنہ مین ہم آگے ذکر کرینگے۔ ہم لکھہ آئے ہین
کہ جسوقت بلوائی آپکے قتل کی غرض سے مکان مین داخل ہوئے اوسوقت صرف
نائلہ آپکے پاس تہین۔ اونہون نے نہار شور کیا چلائین پکارین مگر اس ہنگامہ مین
کسی نے نہ سنا۔ آپ کو اتنا موقع اور فرصت نہ ملی جو خود کوٹھے یا دروازہ پر جاکر
بلوائیون کے آنیکی اطلاع کرآتین۔ علاوہ اسکے ایسے وقت مین آپ کو تنہا چھوڑکر
جانا بھی مشکل تھا۔ جب بلوائی اپنا کام کرکے گھر سے نکل گئے بی بی نائلہ کوٹھے پر
چڑہین اور پکار کر کہا۔ لوگو دوڑو۔ جناب امیر المومنین عثمان رضی اللہ عنہ شہید ہوگئے
ظالمون نے گھر مین گھسکر آپکا کام تمام کردیا اس آواز کے سنتے ہی چارون طرف سے
لوگ دوڑ پڑے اور آناً فاناً تمام شہر مین اس واقعہ جانکاہ کی خبر ہوگئی۔ حضرات حسنینؓ
اور دیگر اصحاب جو دروازہ پر بلوائیون سے لڑ رہے تھے اور بدانست خود انکو
مکان مین داخل ہونے اور قتل کرنے سے روک رہے تھے یہہ آواز سنتے ہی سب کے
سب مکان مین داخل ہوئے۔ آپ کو خنجر بیداد سے مذبوح پایا۔ سخت افسوس و حسرت
کے ساتھہ لاش کے گرد ہجوم کرلیا۔ اسوقت کی حالت عجب حسرتناک اور ہول انگیز
تھی۔ کوئی ایسا نہ تھا جو آپکے مظلوم شہید ہونے پر نہ روتا ہوگا۔ حضرات حسنینؓ اور
انکے ہمراہی وفور غم سے بدحواس تھے۔ گلی کوچہ مین صدائے واویلاہ وامصیبتاہ بلند تھی
ہر شخص کی زبان پر یہی تھا "افسوس خلیفہ برحق مظلوم وناحق قتل کیے گئے" جب
اس سانحہ ہوش ربا کی خبر جناب علیؓ۔ طلحہؓ۔ زبیرؓ۔ اور دیگر اکابر صحابہ واعیان
مدینہ کو ہوئی آپکے گھر کی طرف بتعجیل تمام دوڑ پڑے سب کی زبان پر کلمہ انا للہ
وانا الیہ راجعون تھا۔ جناب عثمان کی لاشہ کو دیکھکر حضرت علیؓ بیخود ہوگئے

کثرت رنج والم سے حال زبون ہوگیا۔سب کی عقلین گم تہین اور خونناب جگر چشم گریان سے جاری تہا۔جناب علیؓ کمال غیظ وغضب مین تہے۔اپنے صاحبزادون سی فرمایا تُم لوگ دروازہ پر تہے اور جناب امیرالمومنین عثمانؓ شہید ہوگئے؟ یہہ غفلت۔ تمکو تو حفاظت کے لئے بہیجا تہا۔ایسی ہی حفاظت کیا کرتے ہین؟" یہ فرماکر اوسی عالم غضب مین آپنے جناب امام حسنؓ کے منہ پر طمانچہ مارا اور جناب امام حسینؓ کے سینہ پر ایک گہونسا۔محمد بن طلحہ اور عبداللہ بن زبیر کو بہت سخت وسست کہا پہر غضبناک گہر سے باہر نکلے۔طلحہؓ اثنار راہ مین ملے۔آپ کو خیال تہا کہ طلحہؓ نے خلیفہ کے قتل مین اعانت کی ہے۔

طلحہؓ۔اے ابوالحسن۔آپنے حسن وحسین کو کیون مارا۔

علیؓ۔امیرالمومنین جیسے بزرگ اور مقدس صحابی بدری جسنے جناب سرور کائنات خاتم النبیین شفیع المذنبین کی شرف صحبت کی دولت لازوال حاصل کی قریب کے رشتہ دار۔دو صاحبزادیان آنحضرت صلعم کی جنکے نکاح مین آئین بے اثبات حجت شرعی مظلوم مقتول ہون حالانکہ یہہ لوگ دروازہ پر موجود تہے۔انسے حفاظت نہ ہوسکی وہ اس طرح شہید ہوگئے۔

طلحہؓ۔اگر جناب عثمانؓ مروان کو حوالہ کردیتے تو یہہ نوبت نہ پہونچتی۔

علیؓ۔اگر مروان کو دے دیتے تو لوگ بلاتحقیق اوسکو مار ڈالتے۔

علیؓ۔(بی بی نائلہ کے پاس جاکر) امیرالمومنین جناب عثمانؓ کو کس شخص نے قتل کیا۔

نائلہؓ۔مین اون لوگونکو نہین جانتی البتہ اگر اب دیکہون تو پہچان لون۔اسقدر کہہ سکتی ہون کہ قاتل دو شخص تہے جنکے ہمراہ محمد بن ابی بکرؓ بہی آئے تہے

اور محمد بن ابی بکرؓ اور جناب عثمانؓ سے جو گفتگو ہوئی تھی کہہ سنائی۔

علیؓ۔ (محمد بن ابی بکرؓ کو طلب فرما کر) بی بی نائلہ کہتی ہین کہ تم قتل مین شریک تھے

محمد۔ بی بی نائلہ سچ کہتی ہین۔ مین ضرور آیا۔ اور بخدا اونکے قتل کا ارادہ کرکے آیا تھا مگر جناب عثمانؓ نے میرے باپ کو یاد دلایا لہذا مین نادم ہوکر چلا گیا اور مین اب توبہ کرتا ہون اور جو کچھ بے ادبی جناب عثمانؓ کیخدمتمین مجھسے سرزد ہوئی اوس سے نادم ہون۔ خدا کی قسم مین نے نہ آپکو قتل کیا اور نہ آپکو پکڑا۔

نائلہؓ۔ محمد بن ابی بکرؓ سچی ہین۔ درحقیقت یہہ چلے گئے مگر دونون قاتلونکو انہون نے بلالیا تھا۔

(آخری فقرہ بی بی نائلہ کی زیادتی ہے) پھر جناب علیؓ نے مروان کو طلب کیا وہ نہ ملا معلوم ہوا کہ اپنے بیٹے کو لیکر بھاگ گیا۔ (صواعق۔ عقد الفرید خمیس)

جناب عثمانؓ کے سنہ شہادت مین تو اختلاف نہین بالاتفاق ۳۵ھ ہے البتہ ابن اثیر کی ایک روایت مین ۳۶ھ ہے مگر وہ روایت شاذ معلوم ہوتی ہے اور ماہ ذیحجہ مین آپکی شہادت متفق علیہ ہے کسی نے اس مین خلاف نہین کیا ہان تاریخ شہادت مین اقوال مختلف ہین۔

علامہ واقدیؒ کا بیان ہے کہ آٹھہ یا سات تاریخ ماہ ذیحجہ یوم جمعہ کو شہادت ہوئی۔ ابو عثمان نہدی کا قول ہے کہ وسط ایام تشریق (یعنی نو سے بارہ تک) مین یہہ واقعہ پیش آیا۔ بعض اٹھائیس ذیحجہ یوم جمعہ کہتے ہین۔ یہہ روایت بھی واقدیؒ سے ہے۔ بعض کا قول ہے کہ تاریخ بارہ یا تیرہ ماہ ذیحجہ یوم جمعہ ہے۔ ابن اسحٰق کہتے ہین

گیارہ برس گیارہ مہینے بائیس دن - شہادت جناب عمر فاروق رض کے بعد آپ شہید ہوے ہین اور پچیس برس بعد وفات آنحضرت صلعم کے یہہ واقعہ پیش آیا- بدہ کا دن تھا اور یوم شنبہ کو بعد ظہر دفن ہوے- ہمنے جو تاریخ اور دن اوپر لکھا ہے وہ بروایت ابن اثیر و ابن خلدون ہے جو متفق علیہ اکابر اہل تاریخ اور روایت مشہور و معروف ہے-

مدفن و اسامی شرکا نماز جنازہ و وقت دفن رض

جب صحابہ کرام کو اس سانحہ ہوشربا اور واقعہ عبرت افزا کے صدمہ سے فی الجملہ سکون ہوا اور گریہ و زاری سے بالآخر صبر و شکیبائی اختیار کی تو حکیم بن حزام قرشی- جبیر بن مطعم جناب علی کرم اللہ وجہہ کیخدمت مین آے اور دربارہ تجہیز و تکفین جناب عثمان رض آپ سے گفتگو کی- آپنے اجازت دی چنانچہ وقت شب مابین مغرب و عشا آپکا جنازہ لیکر نکلے حضرات زبیر رض- امام حسن رض- ابوجہم رض بن حذیفہ- مروان ہمراہ جنازہ تھے (مروان کی شرکت سمجھہ مین نہین آتی اولاً تو وہ خود معرکہ مین الیسا زخمی ہوا تھا کہ لوگ اوسکو اوٹھا کر لیگئے اسقدر جلد اچھا ہو جانا کسیقدر بعید معلوم ہوتا ہے علاوہ اسکے ایک روایت سے یہ ظاہر ہوتا ہے کہ مروان اپنے لڑکے کو لیکر مدینہ سے نکل گیا تھا) بلوائیون نے راہ روکی دفن کرنے اور نماز جنازہ پڑہنے سے تعرض کیا اور راہ مین پتھر لیکر بیٹھے- جناب علی رض نے یہہ خبر پاکر کچھہ لوگ بھیجدیئے تاکہ بلوائیونکو مار کر دفع کرین- الغرض جبیر بن مطعم نے نماز پڑہائی اور بعضے کہتے ہین کہ حکیم بن حزام نے نماز پڑہائی تھی اور جنۃ البقیع کے باہر حش کوکب مین دفن کیا- بنابراس روایت کے آپ شب شنبہ کو دفن ہوے اور یہی قول معتبر ہے

اور ایک روایت مین ہے کہ آپکے جنازہ کے ساتہہ حضرت علیؓ۔ طلحہؓ۔ زید بن ثابت
کعب بن مالک اور دیگر صحابہ کبار بہی تہے۔ آپ کو غسل نہین دیا گیا اور نہ دوسرا کفن
پہنایا بلکہ اوسی لباس خون آلودہ مین جو زیب بدن تہا حسب دستور شہدار دفن ہوے
بعضے کہتے ہین کہ آپ جنۃ البقیع کے اوس حصہ مین جو حش کوکب کے متصل ہے مدفون ہوے
ہین۔ یہہ مقام حش کوکب اوسوقت جنۃ البقیع سے علیحدہ اور احاطہ بقیع سے باہر تہا
جب حضرت معاویہؓ کا زمانہ ہوا دیوار حائل توڑواکر حش کوکب کو بقیع مین داخل کردیا
اور عام مسلمانونکو اس حصہ مین قبرین بنانے اور دفن ہونے کی اجازت دی چنانچہ
جناب عثمانؓ کی قبر کے گرد مسلمانون کی بہت سی قبرین ہوگئین اور رفتہ رفتہ یہہ حصہ
جنۃ البقیع سے ملکر ایک ہوگیا اور اب دونون مین کوئی فرق نہ رہا اور بعضے کہتے ہین
کہ جناب عثمانؓ تین روز تک بے گور و کفن پڑے رہے بعد اسکے دفن ہوے ہین۔
(ابن اثیرؒ و ابن خلدونؒ)

تاریخ اور وقت دفن مین قول محقق مبحث مطاعن عثمانی مین ہم ذکر کر چکے ہین اور
آپکے جنازہ پر فرشتونکا آنا بہی بیان کر آے ہین۔ اس جگہہ ضرورت اعادہ کی نہین۔
اب ہم اور اقوال دیگر کتب تواریخ سے نقل کرتے ہین۔ ریاض النضرۃ مین ہے کہ جس دن
جناب عثمانؓ شہید ہوے لوگونکو دن مین موقع تجہیز و تکفین کا ملا نہین اسواسطے وہ
دن اسی طرح گذر گیا البتہ جب رات کا وقت آیا تو لوگون نے آپ کو ایک دروازہ کی
کواڑ پر رکہکر اُٹہایا اور قبرستان لے چلے۔ راہ مین بلوائی متعرض ہوے اور دفن
کرنے سے روکا۔ بالآخر ایک قبر مین جو پہلے سے کہدی ہوئی تیار رہی تہی دفن کردیا
امام واقدیؒ وغیرہ یہہ کہتے ہین کہ آپکو ایک تختہ پر رکہکر لے گئے ہین۔ جبیر بن مطعم نے

نماز پڑہائی انکے علاوہ تین آدمی اور کل چار شخص نماز اور دفن مین شریک ہوے۔
بعض کہتے ہین کہ مسورؓ بن مخرمہ نے نماز پڑہائی۔ بعض روایات مین حکیم بن حزامؓ
اور ایک روایت مین حضرت زبیرؓ نے حسب وصیت جناب عثمانؓ نماز پڑہائی ہے اور
بعض روایات سے آپکے صاحبزادہ عمرو بن عثمان نے نماز پڑہائی۔

حکیم بن حزامؓ کا نسب یہ ہے۔ حکیم بن حزام بن خویلد بن اسد بن عبد العزی
اسدی مکی۔ کنیت آپ کی ابو خالد ہے۔ ام المومنین جناب خدیجہؓ کے بھتیجے ہین۔ بروز
فتح مکہ اسلام لائے اور شرف صحبت نبوی سے فیضیاب ہوے۔ جسوقت آپ اسلام لائے
آپکا سن چہہتر برس کا تہا۔ ۴۵ھ یا اسکے بعد تک زندہ رہے۔ آپ علم نسب کے عالم
تہے (تقریب التہذیب)

آپ کا اسلام بہت اچہا ہوا۔ اسلام مین نیک کامونکی عادت تہی۔ روایت ہے کہ
آپ سو غلام راہ خدا مین عرفہ کے دن (نوین تاریخ ذیحجہ کو) آزاد فرماتے تہے اور
دسوین ذیحجہ کو سو اونٹ قربان کرتے تہے۔ آپ بحالت طواف بیت اللہ مین یہ فرماتے
تہے۔ لا الہ الا اللہ وحدہ لا شریک لہ نعم الرب فنعم الا اللہ احبہ
واخشاہ۔ ترجمہ۔ نہین کوئی معبود برحق مگر خدا ے وحدہ لاشریک ہے اچہا
پروردگار اچہا معبود ہے مین اوسیکو چاہتا ہون اور اوسی سے ڈرتا ہون (استیعاب)

بروایت امام واقدی حضرت عثمانؓ شب شنبہ کو بمقام حش کوکب مدفون ہوے اور
آپ کی قبر (بخوف اہل فتنہ) زمین کے برابر کر دی گئی۔ کوکب ایک انصاری کا نام
ہے یہ زمین اوسکی تہی جناب عثمانؓ نے اوس سے خرید لی تہی۔ سب سے پہلے آپ ہی کی
قبر اس زمین مین بنی ہے۔

جناب صبحی پاشا لکھتے ہین کہ اولاً آپ حش کوکب مین دفن کیئے گیے بعد اشاعت ان بحکم جناب علیؓ آپکا جسم مبارک حش کوکب سے نکالکر بمقام جنۃ البقیع مین دفن کیا گیا۔ مگر دفن کرنیکے بعد پہر قبر سے نکالنے اور دوسری جگہہ دفن کرنے کی کوئی وجہ دریافت نہین ہوتی اور اس کتاب کے سوا دوسری کتب تواریخ معتبرہ مین بہی یہہ روایت نظر نہین آتی لہذا روایۃً ودرایۃً روایت ہذا پایہ اعتبار سے ساقط ہے۔

ایک روایت مین ہے کہ آپکے دفن مین پانچ یا چہہ اشخاص تہے۔ جبیر بن مطعم حکیم بن حزام۔ یسار بن مکرم تو مردون مین سے اور عورتون مین سے نائلہ بنت فرافصہ۔ ام البنین بنت عقبہ جناب عثمانؓ کی بیویان۔ یسار اور جبیر دونون قبر مین اوترے اور حکیم۔ نائلہ۔ ام البنین نے اوپر سے آپ کو لٹکا دیا اور بعد دفن کے قبر مخفی کردی۔ امام حسنؓ فرماتے ہین مین آپکے دفن مین شریک تہا۔ آپ خون آلودہ کپڑونکے ساتہہ دفن کیئے گیے۔ ایک روایت مین ہے کہ آپ تین روز تک دفن نہ ہوسکے پہر رات کے وقت بارہ شخص آئے۔ منجملہ اونکے کچہہ عورتین تہین اور حویطب بن عبدالعزیٰ حکیم بن حزام۔ عبداللہ بن زبیر ہین۔ آپکو دروازہ کے کواڑ پر لے گیے۔ جب قبرستان مین پہونچے تو کچہہ لوگ وہان موجود تہے اونہون نے دفن سے روکا اور کہا خدا کی قسم ہم صبح لوگون سے کہہ دینگے کہ یہان دفن ہوے ہین۔ بالآخر یہان سے جنازہ اوٹہا اور حش کوکب مین پہونچے۔ قبر کہودی۔ بی بی عائشہ بنت جناب عثمانؓ کے ہاتہہ مین چراغ تہا جب آپ کو دفن کرنیلگے عائشہ چلاکر رونے لگین۔ ابن زبیرؓ نے منع کیا اور کہا۔ بخدا اگر تم خاموش نہ رہوگی تو مین تمہارے سر پر مارونگا۔ وہ بیچاری چپ ہورہین پہر آپکو دفن کردیا۔ (خمیس و عقد الفرید)

عمر۔ مدت خلافت و بیان اقوال درین باب

وقت شہادت جناب عثمانؓ بیاسی [۸۲] برس کے تھے اور ایک روایت سے اٹھاسی [۸۸] اور ایک سے نوے [۹۰] برس اور بعض روایت مین چھہتر [۷۶] برس کا سن تھا۔ بعضے چھیاسی [۸۶] برس کہتے ہین۔

بروایت ابن اسحق اسی [۸۰] برس و بروایت دیگر آئمہ جنکو معتبر کہنا چاہیے پچانوے [۹۵] سال کے تھے۔ امام واقدیؒ بروایت ابی یقظان کہتے ہین کہ آپ بیاسی [۸۲] برس زندہ رہے مدت خلافت آپ کی بارہ دن کم بارہ برس ہے۔ بعض آٹھہ دن کم بارہ برس کہتے ہین۔ (ابن اثیر)

روایت اولی قرین قیاس ہے کیونکہ تیسری محرم ۲۴؁ھ کو آپ کی بیعت خلافت ہوئی۔ ہمارے نزدیک تین دن کا لحاظ نہ کرکے پہلی تاریخ پہلا روز خلافت کا قرار دیا اور روز شہادت یوم جمعہ اٹھارہ ذیحجہ ۳۵؁ھ ہے بارہ دن سال مین سے کم ہوگئے لہذا مدت خلافت بارہ دن کم بارہ برس ہوے۔ دوسری روایت مین آٹھہ دن کم بارہ برس شائد اس لحاظ سے ہون کہ آپ کی خلافت کی ابتدا روز شہادت جناب فاروقؓ سے قرار دی جاوے۔ بروایت ابن اسحق مدت خلافت بارہ برس ہے اور ایک روایت مین گیارہ برس گیارہ ماہ چودہ دن۔

دُوَل الاسلام مین لکھا ہے کہ آپ کی خلافت بارہ برس رہی۔ بعد شہادت آپکی اختلاف واقع ہوا۔ آپکے خون کا بدلہ لینے مین باہم مسلمانون مین لڑائی ہوئی جس مین اسی ہزار مسلمان قتل ہوے۔ آپ عام الفیل کے چھٹے برس بمقام طائف پیدا ہوے ۲۹ ذیحجہ بروز دوشنبہ ۲۳؁ہجری کو مسجد نبوی مین بیعت خلافت ہوئی اور ماہ ذیحجہ

۳۵ھ ہجری مین شہادت پائی۔
جناب عثمانؓ آنحضرت صلعم سے کچھ کم چھ برس چھوٹے تھے۔جناب سرور کائنات کی عمر شریف بروایت مشہور تریسٹھ برس کی ہوئی اور ۱۱ھ مین وفات نبوی ہے اوسوقت جناب عثمانؓ کا سن ستاون برس کا تھا بعد وفات آنحضرت صلعم آپ چوبیس برس زندہ رہے یہہ مجموعہ اکاسی ۸۱ برس ہوے۔کسر ماہ وایام ملاکر آپ کی عمر بیاسی ۸۲ برس کی ہوئی جیسا پہلی روایت ابن اثیر سے ظاہر ہے۔

انجام قاتلان خون آشام و بے ادبان ناکام

روایت ہے کہ منجملہ قاتلین جناب عثمانؓ۔عمرو بن بدیل خزاعی اور تجیبی آپکو شہید کرکے دیگر قاتلین کے ہمراہ بہاگے اور اپنی جان بچاتے ہوے مدینہ سے نکلکر شام کی طرف روانہ ہوے۔لوگون کے خوف اور پکڑنے والونکے ڈر سے دن مین یہہ لوگ کسی جنگل و بیابان مین چھپ رہتے اور رات کو سفر کرتے تھے یہانتک کہ شام اور مصر کے مابین پہونچے حسب عادت دنکو ایک غار مین جاے محفوظ سمجھکر چھپ رہے۔قضا کار کسی نبطی اوس جوار کے باشندہ کا اس غار کے قریب گذر ہوا اور اتفاقًا وہ شخص استراحت کی غرض سے کچھ دیر ٹھہر گیا۔اوسکے ساتھ گدہا تھا۔گدہے کی ناک مین مکھیان گھس گئین۔وہ گبہرا کر بہاگا اور اسی غار مین جہان یہہ چھپے بیٹھے تھے گھس آیا۔اوسکا مالک اسکی تلاش و جستجو مین ڈھونڈھتا ہوا ادہر آنکلا۔غار مین اپنا گدہا پاکر اوسکے پکڑنے کے واسطے یہہ بھی غار مین چلا گیا۔وہان ان لوگونکو پوشیدہ پاکر اسکو کچھہ شک گذرا۔اوسوقت تو اپنا گدہا لیکر غار سے چلا آیا یہہ اس نواح کے عامل کو جو من جانب حضرت معاویہؓ مامور تھا انکے

فارین ہونیکی خبر دی- عامل نے ان لوگونکو پکڑوا کر جناب معاویہؓ کے پاس چالان کردیا آپ نے بعد تحقیقات کے ان قاتلونکی گردن ماردی- (ازالۃ الخفاء)

حکایت- ایک بزرگ فرماتے ہین کہ مین خانہ کعبہ کا طواف کر رہا تھا- اوسی حال مین ایک مرد نابینا کو طواف کرتے دیکھا- وہ یہہ کہہ رہا تھا- خداوندا- مجھکو بخش دے- اگرچہ مجھکو گمان تو نہین کہ تو مجھے بخشیگا مگر تو رحیم و کریم ہے میری خطاؤنسے درگذر فرمادے تو کیا عجب ہے مین نے کہا- بھائی وہ کون سا ایسا گناہ ہے جس سے تو اسقدر ہراسان ہے- بھلا مجھسے تو بیان کر- نابینا نے کہا- میرا قصہ پُردرد ہے- مین اپنی شامت اعمال کا کیا تذکرہ آپکو سناؤن- مجھہ کمبخت و بدقسمت کی عجب عبرت آمیز داستان ہے ذرا سنو جس گروہ نے جناب عثمانؓ کا محاصرہ کیا تھا مین بھی اوسمین شریک تھا اور مین نے اپنے ایک دوست کے ساتھہ قسم کھائی تہی کہ اگر عثمانؓ شہید ہون تو ہم اونکے منہ پر ضرور طمانچہ مارینگے چنانچہ جسوقت آپ شہید ہوے مین اپنے اوسی دوست کے ہمراہ گھر مین داخل ہوا- نائلہ خاتون آپکی زوجہ آپکا سر مبارک اپنی گود مین رکھے بیٹھی تہین- میرے دوست نے کہا کہ ذرا انکا منہ کھول دو اونہون نے جواب دیا- اس سے تیرا کیا مطلب ہے- دوست نے کہا- ہم دونون نے قسم کھائی ہے کہ انکے ننگے منہ پر طمانچہ مارینگے اسواسطے تم انکا منہ کھول دو ہم دونون ایک ایک طمانچہ لگالین تاکہ ہماری قسم پوری ہوجاے بی بی نائلہ نے کہا- خدا سے ڈرو جناب عثمانؓ کی بزرگی اور آپکی فضیلت صحبت نبوی پر نظر کرو آپکی دو صاحبزادیان انکے نکاح مین آئین اور آپکے دیگر فضائل بیان کئے- میرا دوست تو شرمندہ ہوکر واپس گیا مگر میرے سر پر شامت اعمال سوار تہی اور شیطان بہکا رہا تھا مین نے بی بی نائلہ کے کہنے پر اصلا توجہ نہ کی اور آپکا منہ کھول کر طمانچہ ماردیا-

بی بی نائلہ نے مجھکو بددعا دی اور کہا۔ خدا تیرا گناہ کبھی نہ بخشیگا اور دنیا ہی مین تجھکو تیری اس بے ادبی و گستاخی کی سزا مل جاویگی۔ خداوند! اسکا ہاتھہ خشک کردے اور اسکو اندہا کردے۔ مین خدا کی قسم کہاتا ہون کہ مین گھر سے باہر نکلنے نپایا تہا کہ بی بی نائلہ کی بددعا اور میری گستاخی کی سزا مین میرا ہاتھہ خشک و بیکار اور آنکھونسے اندہا ہوگیا اور مجھکو گمان ہے کہ خداوند تعالے میرا گناہ ہی نہ بخشیگا۔ (شواہد النبوۃ)

ہمنے بطور نمونہ دو قصہ لکھے ہین بعض روایات بحث فضائل مین ہم لکھہ آے ہین اونسے اور نیز دیگر روایات سے معلوم ہوتا ہے کہ آپکے قاتلین اور محاصرین سے کوئی ایسا نہ تہا جسنے دنیا ہی مین اپنے اس کام کی سزا نہ پائی ہوا ور بے داغ بچ گیا ہو بعض مجنون ہوکر مرے بعضے مرض جذام مین مبتلا ہوے بعضے آگ مین جل کر خاک سیاہ ہوگئے۔ یہہ عذاب تو دنیا ے دو روزہ کا ہے۔ و ان عذاب الاٰخرۃ لشدید۔ عذاب آخرت درپیش ہے اسکی شدت و سختی کا کیا پوچہنا فی الحقیقت کاربد کا نتیجہ دنیا ہی مین مل جاتا ہے! اور پہر خون ناحق کا وبال علی الخصوص جناب عثمانؓ ایسے عادل۔ باذل۔ باحیا۔ متواضع خاشع۔ حلیم المزاج کو ظلم اور جبر سے قتل کرنا۔ پہر ظلم کیسا۔ بہوکے پیاسے۔ روزے پر روزہ۔ تلاوت کلام ربانی مین مشغول۔ اس حالت مین آپکو ذبح کرنا۔ کلام آلہی کی اہانت کہ لات مارکر پہینکدینا اور آپکے خون سے اوسکو رنگین بنانا۔ یہہ کیا ادنی گناہ ہے اور یہہ کچھہ ایسی خفیف بات ہے کہ اگر دنیا مین یہہ لوگ بچ گئے تو آخرت مین بہی بلا پرسش و بازپرس سے چھوٹ جاوین؟ پہر جسوقت جناب عثمان ذی النورینؓ پیراہن خون آلود تہا مین لئے دادخواہ عرش کا پایہ پکڑے کہڑے ہون تو کیا غضب آلہی اوسوقت

اپنے نازل نہوگا۔ ہان یہہ بات جدا ہے کہ جناب عثمان رضؓ نے جسطرح یہان صبر و تحمل فرمایا اور انکی ایذا و ظلم پر برداشت کی وہان بہی اپنی رحمدلی اور نیک مزاجی سے دعوی چہوڑ دین اور ان لوگونکی زیادتی سے درگذر فرماوین۔ مگر صاحبو معاملہ مشکل ہے۔ خدا جانے کیا پیش آوے۔ کام تو برا ہی کیا ہے۔ اگر اس حادثہ سے فرش زمین تہ ہوکر تحت الثری کو چلا جاتا تو روا تہا۔ گنبد گردون گردان پہٹ پڑتا تو کیا عجب تہا۔ حضرت ابن عباس رضؓ فرماتے ہین کہ اگر آسمان اس غم مین خون روتا تو بہت کم تہا۔ (عقد الفرید)

زین آتش اگر خشک شود بحر رواست	ور گریہ شود ترزرخ ایام سزاست
آنہا کہ جفاے بیوفایان شنوند	گر زین ستم و جفا نہ گریند خطاست

صاحبو! جناب سرور کائنات خلاصہ موجودات رسول خدا محمد مصطفی صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات کے بعد یہہ روز شہادت جناب ذی النورین رضؓ اہل مدینہ پر نہایت سخت تہا۔ یون تو بعد آنحضرت صلعم کے جناب صدیق اکبر رضؓ سا غمخوار امت محمدی اور جناب فاروق رضؓ سا پیشوا اور رہبر اسلام کا غمگسار۔ عادل رعیت پرور۔ کہان پاسے۔ یہہ حضرات دین اسلام کے پشت و پناہ و خیر خواہ امت تہے ان بزرگون نے اپنی ذات طلب مرضیات الٰہی مین وقف کردی تہی۔ دین اسلام کو ایک شاہراہ عام بنا دیا تہا کہ طالب حق بے کہٹکے آنکہ بند کئے سیدہا چلا جاے کبہی گمراہ نہو۔ ان حضرات کی ذات بابرکات امت مرحومہ کے حق مین ایک نعمت خداداد تہی۔ اس نعمت کے زوال پر تمام عمر رونا سزاوار ہے۔ ان دونون صاحبونکے بعد جناب خلیفہ ثالث ذی النورین رضؓ نے غمگین اور غمزدہ امت کے آنسو پونچہے اور اپنے نبی کی پیاری امت کے

ساتھ اس طرح پیش آے جیسا مہربان باپ یا دل سے چاہنے والی مان ہو۔ آپ کے بذل وسخا۔ جود وعطا سے امت ان بزرگو نکا صدمہ بھول گیٔ اور آپکی غمخواری و شفقت دیکھکر سب کے دلونسے رنج وغم دفع ہوگیا۔ جناب فاروق رضؓ کی شہادت کے وقت جو دعا اچھے جانشین اور رحمدل خلیفہ کے واسطے مانگی گیٔ تھی وہ خداوند تعالیٰ نے قبول فرمائی اور جناب عثمان رضؓ جیسے مہربان خلیفہ کو اپنے نبی کی امت مرحومہ مین مقرر فرمایا مگر افسوس دنیا کی ہر چیز بے ثبات و ناپائدار ہے اسکی کوئی نعمت ہمیشہ وبرقرار رہنے والی نہین۔ ابھی کچھہ ہی دن گذرے تھے جو یہ لوگ اگلی نعمتونکے زوال کا غم بھولے تھے کہ اس واقعہ جانکاہ نے پھر زخم دل ہرے کردیئے۔ جراحات جگر از سر نو تازہ ہوگئے۔ چوٹون پر چوٹ کھائی۔ زخم پر زخم لگا۔ بھلا اس غم واندوہ کا اندازہ کون کرسکتا ہے۔

چین لے درد تجھے بھی کسی پہلو مین نہین	پہلے تھی دل مین کھٹک اب تو ہر رگ مین کسک

پھر اتنے ہی پر کفایت نہین جناب عثمان رضؓ کی شہادت کیا تھی کہ جنگ وجدال کا دروازہ کھل گیا۔ شر وفساد عالمگیر ہوگیا۔ خدا کی تلوار نیام سے نکل آئی جس سے پناہ ممکن نہین اور نہ پھر اسکے نیام مین جانیکی تا قیامت امید باقی رہی۔

بخاری شریف مین بروایت حذیفہ مروی ہے کہ جناب عمر رضؓ کے پاس چند صحابہ کرام جنمین حذیفہ بھی تھے بیٹھے تھے۔ آپنے فرمایا۔ کسیکو فتنہ کی بابت حدیث یاد ہو تو بیان کرے حذیفہ کہتے ہین کہ مین نے چند فتنے ذکر کئے۔ آپنے فرمایا مین یہہ نہین پوچھتا بلکہ اُس فتنہ عظیم کا جو مثل موج دریا کے پھیلجاویگا ذکر کرو۔ مین نے عرض کیا۔ آپ کو اُس فتنہ سے کچھہ صدمہ نہ پہونچیگا آپ غم نہ فرماوین۔ آپکے اور اوس فتنہ کے درمیان

ابھی دروازہ بند ہے۔جناب عمرؓ نے فرمایا۔کیا وہ دروازہ کھلیگا یا ٹوٹ جاویگا مین نے کہا ٹوٹ جاویگا۔آپ نے فرمایا۔تو پھر کبھی بند نہوگا وہی فتنہ ہے یعنے جناب عثمانؓ کی شہادت۔لوگون اور فتنہ کے درمیان وجود عمر فاروقؓ حائل ہے اور یہی زمانہ گویا بند دروازہ ہے یعنی جب تک جناب فاروقؓ کا زمانہ رہیگا فتنہ نہ ہوگا۔دروازہ ٹوٹنے کا مطلب یہہ ہے کہ بعد آپکے جب دروازہ شکست ہو کر ظہور فتنہ ہوگا پھر اس فتنہ کے سکون کی امید نہین ہے۔اسیواسطے جناب عمرؓ نے سوال کیا۔دروازہ کھلیگا یا ٹوٹیگا۔کھلنے کیصورت مین توقع ہے کہ پھر بند ہو جاوے اور ٹوٹنے کی حالت مین جب دروازہ کا وجود ہی نہین رہا تو بند ہونا کیسا۔تسکین فتنہ کی کوئی امید نہ رہیگی۔تسکین فتنہ کو دروازہ بند ہو جانیکے ساتھہ تشبیہ دی اور عدم امید سکون فتنہ کو دروازہ ٹوٹنے کے ساتھہ تعبیر کیا۔حاصل کلام یہہ ہوا کہ فتنہ اوسوقت تک گویا ایک مکان مین مقید تھا اور اوسکا دروازہ بند تھا بعد جناب عمرؓ کے اوس مکان کا دروازہ ٹوٹ گیا اور فتنہ نکل پڑا چونکہ دروازہ شکست ہو گیا ہے اب بند ہونیکی امید بھی نہ رہی۔اس معنی کو خود جناب عثمانؓ نے اپنے کلام سے واضح کر دیا ہے۔

امام مالکؒ بروایت ابی عون انصاری نقل کرتے ہین کہ جناب عثمانؓ نے ابن مسعودؓ سے فرمایا۔تمہاری شکایتین جو مجھکو پہونچی ہین کیا تم اونسے باز نہ رہوگے۔ابن مسعودؓ نے عذر کیا۔پھر جناب عثمانؓ نے فرمایا۔مین نے جناب رسول خداؐ سے سنا ہے اور مجھکو خوب یاد ہے کہ عنقریب ایک امیر قتل کیا جاوے گا۔درحقیقت وہ امیر مقتول مین ہی ہون۔جناب عمرؓ مقتول نہین اونکو صرف ایک شخص نے قتل کیا مگر میرے قتل پر ایک جماعت کثیر متفق ہوگی۔(ازالۃ الخفاء)

الغرض یہ سانحہ جانگداز امت مرحومہ پر سخت ترین مصائب ہوا جسکے ہوتے ہی ہمیشہ کیلئے اطمینان و فراغ خاطر اور عیش و آرام کوچ کر گیا۔ وللہ المستعان وعلیہ التکلان۔ اب ہم یہہ مضمون دعائیہ فقرہ پر ختم کرتے ہین۔ اللھم افرغ شآبیب مغفرتك ورحمتك علی تربة سیدنا امیرالمومنین صاحب الحیاء والایمان ذی النورین عثمان بن عفان ما دام تعاقب الملوان برحمتك یا حنّان یا منّان۔

مراثی

اہل مدینہ سے کون ایسا ہوگا جسکو اس واقعہ جانکاہ اور سانحہ ہوش ربا سے صدمہ عظیم اور رنج و غم نہ ہوا ہو اور آپکے جنازہ پر نہ رویا ہو۔ آپکے غم مین کون ایسی آنکھ ہوگی جو ابر نیسان کی طرح زار زار گریان نہ ہوئی ہو۔ کون ایسا سنگین دل ہوگا جسکے سینہ سے آہ شرربار کا نعرہ نکلکر نہ بلند ہوا ہو۔ یہہ وہ مصیبت ہے کہ اگر زمین کا سینہ شق ہو کر تمام عالم مین طوفان ہو جاے تو کم ہے۔ آسمان خون روے تو بعید نہین۔ اب ہم چند مرثیون کا صرف ترجمہ لکھے دیتے ہین۔

مرثیہ حضرت حسان بن ثابت انصاری رض

تمنے کفار اور دشمنان خدا کی لڑائی اور جہاد ترک کیا اور آنحضرت صلعم کی قبر شریف کے پاس ہم سے لڑے :: تمنے یہہ بُری راہ اختیار کی و مسلمانونکے طریقہ کو چھوڑ دیا اور یہہ برا کام تو بدکار عمداً امر بد کے مرتکب ہونیوالے کا ہے :: اب تم مدینہ کو آؤ تو ہم تمہارے سردارون کی خوب میہمانی

بجلائین اور مدینہ کے گرد جو اینٹین پتہر پڑے ہین اونسے تم کو دفع کرین ؏
اگرتم بغور تامل کرو اور اپنے دل مین سوچو تو تمہارا یہہ سفر اپنے خلیفہ امیر کے
قتل کرنے مین راہ راست سے دور ہوا ور تم نے راہ راست نہ پائی ؏
اصحاب رسول خدا بروز شہادت قربانیون کی طرح مسجد کے دروازہ
پر ذبح پڑے تہے جناب ابو عمرو عثمان رض کی مصیبت پر روتا ہون جو
بقیع غرقد مین لیٹے ہوے ہین ـ

ایضاً

اگرتم جناب عثمان رض کے خالی گہر کی طرف ہو کر گذرو تو دروازہ جلا ہوا
اور گرا ہوا ویران پاوٴگے ؏ ایک زمانہ وہ تہا کہ طالب مال وزر اس
گہر مین اپنی مراد پاتا تہا اور اسی گہر کی طرف بزرگی شرافت عزت کا
میلان تہا ؏ اے لوگو اپنے دلونکی بات ظاہر کردو خدا کے نزدیک
صدق اور کذب دونون برابر نہین ہین ؏

ایضاً

جو موت کا طالب ہو اور خالص موت اوسکو خوش ہو تو جناب عثمان رض
کے مکان کے دروازہ پر آکر دیکہہ لے ؏ اگرتم بروز شہادت خلیفہ اللہ کی
عزت اور مرتبہ پر نظر کرتے تو کیون ایسے بڑے کام مین مبتلا ہوتے ؏
آپ صبر کرکے مقتول ہوے میری مان اور اوسکی تمام اولاد آپ پر سے
قربان ہو ـ صبر ہی مکروہ حالت مین کبہی نفع دیتا ہے ؏ ہم اہل شام ـ
اونکے امیر اور اپنے بہائی مسلمانون سے اونکی نصرت پر راضی ہین ـ

(بطور انکار ہے یعنی ہم اونسے راضی نہین باوجودیکہ یہہ خیر خواہ تہے آپکی مدد کو نہ آسے) ٭ مین تو ضرور ان لوگونکی نسبت اتہام لگاونگا جبتک زندہ ہون اور میرا نام حسان ہے اگرچہ وہ لوگ غایب ہون یا حاضر٭ بہت جلد اپنے ملکون مین سُن لینگے۔ اللہ اکبر اے قاتلین عثمان رض ٭ جس شخص کے سر پر سفید بال (یعنی اسلام مین عمر گذاری اور بوڑہے ہوی) اور پیشانی پر سجدے کے نشان تہے اور راتین تسبیح و تہلیل و تلاوت قرآن مین گذارتا تہا ایسے بزرگ شخص کو قربانی بناکر ذبح کر ڈالا (ابن اثیر)

مرثیہ کعب رض بن مالک

جناب عثمان رض نے دروازہ بند کرلیا اور لڑائی سے ہاتہہ روک لئے اور یقین کیا کہ اللہ تعالےٰ بلوائیون کے فعل سے غافل نہین ہے ٭ اور آپنے اپنے گہر والونسے فرمایا انکو نہ قتل کرو جو شخص نہ لڑے اللہ اوس سے معاف فرماے ٭ مین اللہ کو اون لوگونپر کافی جانتا ہون اونکی یہہ عداوت اور بغض آپکے سلوک کرنے اور رلانے کے بعد اونسے اللہ خود سمجہہ لیگا ٭ اور مین دیکہہ رہا ہون کہ خیر نے ان کی طرف پیٹہہ پہیر لی اور انسے چلی گئی جیسے بگولونکی ہوا ایک دم مین چلی جاتی ہے ٭

مرثیہ بی بی نائلہ زوجہ جناب عثمان رض

لوگو نکو تین دن کے بعد تجیبی کے مقتول کی خبر دے دو اور مین کیسے

نہ روؤں حالانکہ میری تمام قریب رشتہ دار جناب عثمانؓ کے احسان وسخاوت
گم ہو جانے پر رو رہے ہیں۔ (علامہ مسعودیؒ)

حسانؓ کے تیسرے مرثیہ کا ایک شعر اور بھی ہے۔ بروایت ابن اثیر وہ شعر کسی شامی نے اپنی طرف سے اضافہ کیا ہے اور علامہ مسعودی وہ شعر بھی حسان کی طرف منسوب کرتے ہیں۔ اسکی وجہ یہ بیان کی ہے کہ جناب عثمانؓ حسانؓ کے ساتھ سلوک کیا کرتے تھے اور حسانؓ دل سے آپ کی طرف مائل تھے وہ یہ ہے۔

کاش مجھکو معلوم ہو جاتا اور پرند مجھکو خبر دیتا کہ جناب علیؓ اور جناب
عثمانؓ کے مابین کیا عداوت ورنجش تھی۔

اسی مضمون کے اور اشعار بھی ہیں۔ بروایت مسعودیؒ حسانؓ کے اور بروایت صاحب عقد الفرید ایک شامی نے کہے ہیں اونکا ترجمہ بھی ہم لکھتے ہیں۔

جناب عثمانؓ کو ذلیل وخوار کیا انصار نے جب آپکی موت قریب ہوئی اور
آپکے دوست اور والی تمام انصار تھے ٭ آپ کو بلوائیوں میں تنہا مصیبت
وبلا کے حوالہ کر دیا انکے اس علیحدہ ہو جانے میں تمام مخلوق کے حق میں
عار وننگ ہے ٭ اوسوقت اہل حیا کہاں چلے گئے تھے جب آپ پر پانی
بند کیا گیا۔ (ہائے وہ کیا سختی وبیکسی کا موقع تھا) آپ پر آنکھیں اور کان
فدا ہوں ٭ زبیرؓ اور طلحہؓ کی طرف سے کون عذر کر سکتا ہے انہیں
دونوں نے تو اس فتنہ کو ابھارا جسکے بگولے اوڑ رہے تھے ٭ جسطرح کہ
بلوائی راہ حق سے بھٹک گئے یہود بھی تو بہک گئے ہیں اور اپنے علماء
واحبار کی ملمع سازی سے راہ راست چھوڑ دی ٭ پھر محمد بن ابی بکرؓ اور

اونکے پیچھے پیچھے عمارؓ علانیہ جناب عثمان رضؓ کے پاس پہونچ گئے اور جناب علی رضؓ اپنے گھرمین بیٹھے رہے لوگونسے حال دریافت کرتے رہتے تھے اور آپکے پاس شرفا اور نیک لوگ تھے ۔ وہ آپ امر خلافت کا انتظار کر رہے تھے اور امیدوار تھے کہ تقدیر خداوندی انکو خلافت عطا کرے ۔ مین زیادہ گوئی بری سمجھتا ہون زیادتی گفتگومین عیب ہے ۔

شاعر نے ان اشعار مین انصار پر اور جناب علی رضؓ پر طعن کی ہے اور ثابت کیا ہے کہ جناب عثمانؓ کی شہادت انصار کی وجہ سے ہوئی پھر جناب علی رضؓ کی نسبت یہ الزام قائم کرتا ہے کہ آپ بہی مدد و نصرت سے علیحدہ رہے گھرمین بیٹھے رہے اور منتظر تھے کہ آپ کی شہادت کی خبر سنین اور سند خلافت پر متمکن ہون اور اگر آپ چاہتے تو کبھی بلوائی آپ کی شہادت کا موقع نہ پاتے ۔ ہم اوپر بیان کر آئے ہین کہ جناب علی رضؓ اور اکابر مہاجرینؓ و انصار گروہ کے گروہ جناب عثمان رضؓ کے در دولت پر آئے اور سب نے درخواست کی کہ آپ کی طرف سے دشمنونکا مقابلہ کرین مگر آپ نے قسمین دے دیکر سب کو روکا ۔ بمقابلہ روایات تواریخ معتبرہ شاعرون کے اشعار کا کچھ اعتبار نہین ہے ۔ اسی قسم کا ایک خط ہم نقل کرتے ہین شاعر نے تو وہی چار شعر کہے ہین اس خط کے دیکھنے سے اور بہی استعجاب ہوتا ہے مگر اسکا بہی جواب وہی ہے جو ان اشعار کا ہے ۔

بعد شہادت جناب عثمانؓ آپ کی بیوی نائلہ نے آپکا پیراہن خون آلودہ مع خط کے نعمان بن بشیر کے ہاتھہ جناب معاویہ رضؓ کے پاس بھیجا ہے ۔ اس خط کا ترجمہ یہ ہے ۔

از جانب نائلہ بنت فرافصہ بخدمت امیر معاویہ بن ابی سفیان رضؓ ۔ اما بعد ۔

مین آپکو خدای رحیم و کریم کی طرف بلاتی ہون جسنے آپ کو اپنی نعمتین عطا فرمائین ۔

اسلام کی تعلیم دی - گمراہی سے نکالکر راہ راست دکھلائی - دشمنان خدا پر فتح
وظفر مرحمت کی اور اپنی پوری نعمتین ظاہر وباطن عطا کین مین آپکو خدا کی قسم
دلاتی ہون - خدا اور اوسکے خلیفہ کا حق یاد دلاتی ہون - خدا کیواسطے
خلیفہ مظلوم کی نصرت کیجیے (یعنی اب اونکے خون کا عوض لیجیے) خداوند تعالے
فرماتا ہے - اگر دو گروہ مسلمانونکے باہم جنگ وقتال کرین تو تا امکان دونوین
صلح کرادو اور اگر ایک کی زیادتی ہو تو اوس سے لڑو یہانتک کہ کجروی
چھوڑ کر راہ حق کی طرف رجوع کرے - جناب عثمانؓ پر باغیون نے چڑھائی کی
اگر جناب عثمانؓ کا حق اور کچھہ آپ پر نہ تھا تو اتنا تو ضرور تھا جسقدر کہ ہر مسلمان
پر اوسکے امام کا حق ہوتا ہے اور اس دینی حق کی وجہ سے ہر مسلمان پر
اپنے امام کی اطاعت ونصرت واجب ہوتی ہے - پھر جبکہ آپ جناب عثمانؓ
کے قدامت اسلام - بلا وصبر مین استقلال وتحمل کو بخوبی جانتے ہین اور یہہ
بہی مانتے ہین کہ اونہون نے اللہ تعالی کا دین برحق قبول کیا اور اوسکی
کتاب کو مانا اور اوسکے رسولؐ کی تابعداری کی اللہ جل شانہ نے کچھہ تو
اونکی قدر وعزت جانی جو اونکو انتخاب کیا اور دنیا وآخرت کی شرافت وفضیلت
عطا فرمائی - اب مین آپکا تمام حال اور سارا قصہ جو میری آنکھون کے روبرو
گذرا بیان کرتی ہون کہ اہل مدینہ نے آپکا مکان گھیر لیا - رات دن برابر
آٹھون پہر آپ پر پہرہ رہتا تھا - ہر وقت ننگی تلوارین لئے دروازہ پر کھڑے
رہتے تھے - جن اشیا پر وہ قادر تھے وہ سب روک دین یہانتک کہ پانی بہی
بالکل بند کر دیا - آپ پر یہہ ظلم وستم اسی طرح پچاس دن برابر رہا اور محاصرہ

رات دن قائم رہا۔ اہل مصر سے جب انکے ظلم کی شکایت کی جاتی تو وہ لوگ
جناب علی۔ طلحہ۔ زبیر۔ محمد بن ابی بکر۔ عمار بن یاسر رضی اللہ عنہم کا نام لیتے اور
یہی کہتے کہ ہم تو انہیں لوگونکے بلانے سے آے ہین چنانچہ انہیں لوگون نے
آپکے قتل کا حکم دے دیا۔ محاصرین کے ساتھہ دیگر قبائل عرب سے خزاعہ۔ سعد
بن بکر۔ ہذیل۔ جُہینہ۔ یعنی مدینہ والے تھے۔ یہہ لوگ آپکے قتل پر نہایت
درجہ مستعد و کمربستہ تھے اور سب سے زیادہ یہی لوگ آپ پر سختی کرتے تھے۔ پہر
آپ پر تیرون اور پتھرون کی بوچھار کی گئی یہانتک کہ آپکے گھر والون سے
تین شخص زخمی ہوے۔ اسوقت آپکے خُدام اور معاونین نے آپسے اجازت
چاہی کہ بلوائیون کے مقابلہ کو نکلین مگر آپنے منع فرمایا اور یہہ حکم دیا کہ
بلوائیون کے تیر اونہین لوگونکو واپس کر دو۔ اسپر بہی بلوائی نہ مانے بلکہ
انکی جرأت اور قتل کے ارادے کو اور بہی پختگی ہوتی گئی۔ بعد ازان بلوائیون
نے گھر کا دروازہ جلا دیا۔ پہر آپکے چند اصحاب آپکے مکان پر آے اور کہا
یہہ لوگ انصاف کے خواستگار اور عدل کے طالب ہین۔ آپ مسجد مین تشریف
لائیے۔ یہہ لوگ آپ کی خدمتمین حاضر ہوکر زبانی عرض کرینگے۔ آپ حسب
خواہش اصحاب ایک ساعت مسجد مین بیٹھے مگر ہر طرف سے لوگون کے ہتھیار
آپ پر چلنے کو تیار تھے۔ آپنے یہہ رنگ دیکھکر فرمایا مین آج کے دن کسیکو
عدل خواہ نہین دیکھتا۔ یہہ فرماکر گہر مین تشریف لے آے۔ آپکے احباب و
اصحاب ایک ایسا گروہ تہا جنمین اکثر بے ہتھیار تھے۔ آپنے اپنی زرع پہن لی اور
اپنے ہمراہیون سے فرمایا۔ اگر تم لوگ اسوقت میرے پاس نہ ہوتے تو مین

آج ذریع نہ پہنتا۔ پھر ایک گروہ اہل فساد آپ پر چڑھ آیا۔ ابن زبیر نے انسے
کلام کیا اور ان لوگونسے عہد وپیمان لیا اور خدا کی قسم لی کہ یہہ لوگ
جناب عثمانؓ کے پاس جاوینگے اور آپ سے گفتگو کرکے واپس آوینگے اور
کسی طرح آپ کے حقمین برائی نہ کرینگے اور نہ بدی کے ساتھہ پیش آوینگے
یہہ عہدنامہ انسے لکھوا کر جناب عثمانؓ کے پاس بھجوا دیا۔ آپکو انکی طرف سے
فی الجملہ اطمینان ہوا ہتھیار بدن سے کھول ڈالے۔ پھر دفعتہً چند لوگ
گھرمین داخل ہوے جنکے آگے آگے محمد بن ابی بکرؓ تھے۔ محمد بن ابی بکرؓ نے
جناب عثمانؓ کی ڈاڑھی پکڑکر آپکے لقب (یعنی نعثل) سے پکارا۔ آپ نے
فرمایا مین تو خدا کا بندہ ہون اور اوسکا خلیفہ عثمان ہون۔ پھر ان لوگون
نے آپکے سر پر تین زخم کاری لگاے۔ آپکے سینہ کو چھیدا اور تین برچھے
مارے۔ آپ کی پیشانی پر ایسا زخم شدید پہونچا یا کہ ہڈی تک پہونچ گیا۔
پھر مجھسے ضبط نہ ہوسکا بیخود ہوکر آپ پر گر پڑی۔ آپ کو زخمی تو کر ہی چکے
تھے مگر اسوقت تک جان باقی تھی۔ اب ان لوگون نے آپکا سر کاٹنا چاہا
اور یہہ ارادہ کیا کہ سر کاٹ کر لیجاوین۔ پھر میرے پاس شیبہ کی لڑکی آئی
اور میرے ساتھہ وہ بھی آپ پر گر پڑی۔ قاتلون نے صرف آپکے قتل پر
کفایت نہ کی بلکہ ہم دونون کو بھی خوب کچلا اور پیرونسے روند ڈالا۔ ہمارے
زیور اوتار لیئے۔ افسوس صد افسوس۔ امیر المومنین کی عزت وحرمت
بڑی ہے مگر قاتلون نے کچھہ پروانہ کی آپ کو گھرمین گھسکر مجبور ومظلوم
کرکے بستر پر قتل کیا۔ مین جناب عثمانؓ کا پیراہن خون آلود آپکے پاس

بیجتی ہون - واللہ باللہ - قاتل کے گنہگار ہونے مین تو شبہہ نہین مگر جو لوگ ذلت و رسوائی کے باعث ہین وہ بہی ضرور گنہگار ہین - گروہ پر دغا دیکہین گے کہ اللہ تعالی کے غضب سے بچکر کہان جاتے ہین اور مین تو اپنے مالک حقیقی خداوند تعالی سے شکایت کرتی ہون اور ان ظالمون کے ظلم کی دادخواہ ہون - اللہ کے خالص بندونکو اپنا درد دکہہ رو رو کر سناتی ہون -

خداوند کریم جناب عثمان رض پر رحم فرماے اور آپکے قاتلونپر لعنت اور اپنی پہٹکار نازل کرے - دنیا ہی مین اونکو ذلت و خواری نصیب ہو - انکو سزا دینے سے آپکے دوستونکی آنکہین اور کلیجے ٹہنڈے ہون -

اہل شام نے جب یہہ خط سنا سب نے قسم کہائی کہ ہمپر پانی حرام ہے جب تک جناب علی رض کو قتل نہ کرلین اور جناب عثمان رض کے قاتلون اور دشمنون کو نیست و نابود نہ کر ڈالین فرزدق شاعر نے مرثیہ مین چند شعر کہے ہین اور اہل مدینہ کی طرف اشارہ کیا ہے -

خلافت اہل مدینہ سے کوچ کر کے چلی گئی کیونکہ یہہ لوگ بے راہ چلے اور انکو چہوڑ اپنے اہل اور وارث کے پاس پہونچ گئی کیونکہ اللہ تعالے نے دیکہہ لیا کہ انہون نے جناب عثمان رض کی بیحرمتی کی اور آپکا خون ظلم اور گناہ سے بہایا اور نہ جانا کہ یہہ خون کس مرتبہ کا تہا - قاتلون نے راہ حق چہوڑ کر آپ کی خونریزی کی (عقد الفرید)

اس خط کے ایک ایک فقرہ پر نظر کرنے سے معلوم ہوتا ہے کہ یہہ خط بالکل مصنوعی نائلہ کی جانب سے گڑہ لیا گیا ہے - جس شخص کو ادنی بصیرت ہے وہ فوراً کہہ دیگا کہ سراسر واقع کے خلاف ہے اسکا مضمون صاف صاف لفظون مین کہہ رہا ہے کہ جناب عثمان رض

کے قاتل یہی اہل مدینہ بالخصوص اکابر صحابہ و شرفاء مدینہ ہین۔ بہلا کس طرح عقل تسلیم کر سکتی ہے کہ صحابہ کرامؓ جناب عثمانؓ ایسے ذی مرتبہ صاحب حیا و ایمان کے در پردہ دشمن جان تہے اور بظاہر دوست و ہوا خواہ اور جان قربان کرنے والے۔ پہر روایات معتبرہ کے بالکل خلاف۔ کیا ہر کتابی روایت بلا تحقیق قابل استدلال ہے۔ اہل سنت و جماعت کے نام سے بہت سی روایتین موضوع اسلام کے دشمن ظاہر کر کے دکہلاتے ہین اور معارضۃً ہم پر پیش کرتے ہین مگر خدا بہلا کرے ہمارے علما کا جو روایت صحیح کو سقیم سے موضوع کو غیر موضوع سے جدا کر کے دونو مین فرق بین ظاہر کر دیتے ہین۔ ہم اسکو بہی مانتے ہین کہ در حقیقت یہہ خطبہ بی بی نائلہ نے لکہا ہے۔ تو کیا ایک عورت غمزدہ جسکو فور غم سے اپنے نیک و بد کا ہوش نہ ہو۔ جسکی نظر مین دوست بہی دشمن ہو گئے ہون اور وہ اسی رنج و افسوس کے عالم مین اپنا دکہہ بہرا فسانہ۔ اپنی مصیبت کا قصہ۔ اپنے دل کی جلتی ہوئی آگ کو کسی اپنے ہمدرد کے سامنے پیش کر کے اپنے درد کی دوا اپنے مرض غم کے علاج کی خواہان ہو اور وہ جو کچہہ چاہے حالت رنج و مایوسی مین بک جاوے اوسکی سب گفتگو قابل اعتبار ہوگی یا کہہ سکتے ہین کہ اسنے رنج و غم کی حالت مین بلکہ زیادہ بہی بیان کیا ہے۔ ہم سابق مین لکہہ آے ہین کہ ابن سبا اور اوسکے معتقدین مریدین نے ہر جگہہ جناب عثمانؓ کے عمال کی شکایتین پہیلا دی تہین حتی کہ اہل مدینہ کی طرف سے بہی مصنوعی و جعلی خطوط اطراف ممالک اسلامیہ مین اس مضمون کے شایع کر دیئے تہے کہ خلیفہ وقت نے فساد برپا کر رکہا ہے۔ آؤ جہاد خود مدینہ ہی مین ہے کیا اس خط کے نسبت خیال نہین ہو سکتا کہ انہین اشرار کی شعبدہ بازی ہے جس مین چنگی ڈال جمالو الگ کہڑی۔ سارا فساد انہین کا ہے۔ اس گروہ کی مفسدہ پردازی

کی شہادت اور ہمارے اس خیال کی تائید تاریخی حالات اور اس گروہ کے عادات دیکھنے سے بخوبی ہوسکتی ہے۔ ہر مسلمان کی نسبت حسن ظن رکھنا ہمکو واجب ہے بالخصوص صحابہ کرام کی محبت اور انکی دلی تعظیم اور انکے طعن ولعن سے زبان روکنا یہہ تو ہمارا وہ عقیدہ ہے جسکے ذریعہ سے ہم مخالف فرقہ سے بالکل ممتاز ہین۔ کیا ہم اس قسم کے خطوط اور شاعرانہ کلام دیکھکر صراط مستقیم سے بہک جاوینگے۔ ہرگز نہین۔ اب ہم چند روایات اور عقد الفرید سے اسی قسم کی نقل کرتے ہین ناظرین ان روایات کو بھی اسی نظر سے دیکھین جس نظر سے کہ خط بی بی نائلہ کا اور شاعرونکے بعض مرثیہ دیکھہ آے ہین ایک شخص قبیلہ بنی لیث کی کہتے ہین کہ مین مدینہ جارہا تہا راہ مین زبیرؓ مجھکو ملے۔ مینے کہا اے ابو عبداللہ کیا حال ہے۔ جواب دیا مین مطلوب مغلوب ہون میرا بیٹا مجھپر غالب آیا اور گناہ میری طلب مین ہے۔ (اسکا مطلب یہہ معلوم ہوتا ہے کہ چونکہ حضرت زبیرؓ کی نسبت بھی لوگ قتل مین سعی کرنیکا الزام لگاتے ہین اور انکے صاحبزادہ نے جناب عثمانؓ کی مدد کی لہذا حاصل یہہ ہے کہ مین تو گناہ مین مبتلا ہوا اور میرا بیٹا ثواب حاصل کرنے مین مجھپر غالب آیا۔ یہہ بھی مطلب ہوسکتا ہے کہ مین مفت مین مطعون ہوا حالانکہ کسی طرح اس کام مین نہ تہا۔) راوی کا بیان ہے کہ پھر مین مدینہ پہونچکر حضرت سعد بن ابی وقاصؓ کی خدمت مین حاضر ہوا اور دریافت کیا۔ اے ابو اسحق۔ جناب عثمانؓ کا قاتل کون ہے۔ جواب دیا۔ آپ کو ایک ایسی تلوار نے قتل کیا جسکو عائشہؓ نے کھینچا۔ طلحہؓ نے باڑ پر رکھا اور علیؓ نے زہر مین بجھائی۔ پھر مین نے پوچھا زبیرؓ کدھر تھے۔ ہاتھہ سے تو اشارہ کردیا مگر زبان سے خاموش رہے۔

اس روایت کی تکذیب خود جناب عائشہ صدیقہؓ کے قول سے ہوتی ہے۔ جناب

عائشہ رض فرماتی تہین - خدا کرے مُذمّم قتل ہو اوسنے عثمان رض کے خون مین سعی کی - ابن بدیل کا خون زمین پر جاری ہو - اعین بن تمیم پر گہر بیٹھے ذلت وخواری سوار ہو - اشتر کو خدا کا تیر لگے - راوی کا قول ہے کہ جناب ام المومنین رض کی دعا مثل تیر قضا تہی کوئی انمین سے ایسا نہ تہا جسکو آپ کی بد دعا نہ لگی ہو -

راقم - اگر آپ خود ساعی ہوتین تو بد دعا نہ کرتین - اپنے بہائی محمد بن ابی بکر رض کا اونکی کوشش کی وجہ سے نام بدل کر مذمم (جسکے معنی ہین بُرا مذموم) رکھدیا اور اونکو بد دعا دی -

حسان بن ثابت رض نے جناب علی رض سے کہا - آپ کہتے ہین کہ مین نے عثمان رض کو قتل تو نہین کیا - ہان ذلیل و رسوا ضرور کیا ہے اور نہ اونکے قتل کا حکم دیا اور نہ لوگونکو اس سے منع کیا - تو آپ قاتل نہین خاذل تو ضرور ہین اور خاذل (ذلت دینے والا) گناہ مین قاتل کا شریک ہے اور ایسے موقع پر جبکہ لوگونکو کسی مسلمان کو قتل کرتے دیکہے اور اونکو باز نہ رکہے بلکہ چپ خاموش بیٹہا رہے تو ایسا شخص بہی قاتل کا شریک ہے -

کعب بن جعیل تغلبی نے جو بروز جنگ صفین جناب امیر معاویہ رض کے ہمراہ تہا جناب علی رض کی شان مین یہی مضمون اشعار مین نظم کیا ہے جنکا ترجمہ یہہ ہے -

جناب علی رض مین کوئی امر قابل اعتراض و گفتگو نہین - ہان اتنا ضرور ہے کہ وہ
محدث (بدعتی اشخاص) کو پناہ دیتے ہین اور گنہگار ونکو پسند کرتے ہین اور
جناب عثمان رض کے قاتلو نسے قصاص رفع کرتے ہین -

جب آپسے دوبارہ قصاص سوال کیا جاتا ہے تو آپ مُنہ پہیر لیتے ہین اور
سوال کرنیوالو نکو کوئی جواب شافی نہین دیتے - آپ کا یہ حال ہے کہ نہ اس
کام سے راضی اور نہ اُس سے خوش آپ نہ منع کرنیوالونمین ہین اور نہ حکم دینے والونمین

ان روایتونکا جواب ہم جناب عائشہ صدیقہؓ اور جناب علی مرتضیٰ رضؓ کے کلام سے دیتے ہین اور عقد الفرید ہی سے نقل کرتے ہین۔ روایت ہے کہ جب بلوائی مدینہ منورہ مین آکر جمع ہوے تو بعض انمین سے جناب علیؓ کی خدمت مین حاضر ہوے اور کہا۔ اب آپ تیار ہون اور ہمارے ساتھہ اس شخص کے قتل وایذا کو چلین۔ آپنے فرمایا۔ خدا کی قسم مین تمہارا ساتھہ ندونگا۔ بلوائیون نے کہا۔ پہر ہمکو کس واسطے خط بہیجکر یہان بلالیا۔ فرمایا۔ بخدا ے لایزال۔ مین نے کوئی خط تمہارے نام کبہی نہین لکہا۔ یہہ جواب پاکر بلوائی ایک دوسرے کا منہ تکنے لگے اور جناب علیؓ مدینہ منورہ سے باہر اپنی زمین و دیہات پر چلے گئے۔ بروایت سروق مروی ہے کہ جناب ام المومنین عائشہ صدیقہ رضؓ فرماتی ہین۔ تم لوگون نے عثمانؓ کا خون پی لیا اور اونکو مثل کپڑے پاک و صاف کے جسکا میل دہو ڈالا گیا ہوا اور وہ صاف نکل آیا ہو کر دیا۔ (یعنی اگر بتقاضای بشریت اونسے کوئی گناہ بہی صادر ہوا تو تمہارے اس ظلم و ستم سے وہ سب معاف ہوگیا اور وہ گناہونکی آلودگی سے پاک و صاف گئے) پہر تم نے اونکے ساتھہ دشمنی کرکے اون کو ناحق قتل کیا۔ حضرت عائشہ رضؓ کا یہ کلام سنکر مروان بول اوٹھا۔ یہہ تو آپ ہی کی کارستانی تہی۔ لوگونکو خط لکہہ لکہہ کر بلایا۔ آپکے حکم سے انہون نے اپنے امام برحق پر خروج کیا۔ جناب ام المومنین رضؓ نے فرمایا۔ قسم اوس ذات وحدہ کی جسپر مومن ایمان لاے اور کافرون نے انکار کیا۔ اسوقت تک مین نے کبہی سفیدی پر سیاہی سے ایک حرف بہی کسیکو نہین لکہا۔ جناب ام المومنین صدیقہؓ کے اس قول سے لوگونکو اعتقاد ہوگیا کہ جناب ام المومنین اور جناب علی مرتضیٰ شیر خدا رضؓ کی طرف سے خطوط لکہکر اطراف و ممالک اسلامیہ مین بہیجے گئے ہین جیسا کہ ایک خط غلام کے پاس سے عامل مصر کے نام برآمد ہوا اور اسی قسم کی خطو

کتابت باعث شورش فتنہ ہوئی۔ (عقد الفرید جلد ثانی)

راقم۔ اگر بنظر تحقیق دیکھا جاوے تو جسقدر روایات اس باب مین ایسی ہین جن سے صحابہ کرام کی شرکت یا انکی سعی جناب عثمانؓ کے قتل مین مفہوم ہوتی ہے وہ اکثر موضوع نکلین گی الا روایات چند منجملا انکے محمد بن ابی بکرؓ کی شرکت۔ جسکا اونہون نے خود اقرار کیا اور نادم ہوکر توبہ کی حضرت طلحہؓ کی نسبت بھی اقوال ہین۔ علامہ ابن اثیر کی روایات سے اس فتنہ مین اونکی سازش پائی جاتی ہے مگر ہم کہتے ہین کہ اونکا دلی منشا یہہ نہ تھا کہ جناب عثمانؓ کو کسی قسم کا صدمہ پہونچے۔ ممکن ہے کہ اونکے پاس لوگ بغرض دادخواہی اور جناب عثمانؓ سے سفارش چاہنے کو گئے ہون۔ یہہ ہفت مین لوگونکی آمد و شد سے بدنام ہوگئے ہم آگے چلکر انشاء اللہ تعالیٰ اس باب مین لکھین گے جس سے صحابہ کرام کی بریت اور اس فتنہ سے علیحدگی کما حقہ ظاہر ہوگی اور اوپر بھی لکھہ آے ہین کہ حضرت طلحہؓ کے صاحبزادہ حضرات حسنینؓ کے ہمراہ جناب عثمانؓ کے دروازہ پر بلوائیون سے لڑتے رہے۔ جناب علیؓ کا مدد و نصرت کو آنا اور جناب عثمانؓ کے انکار سے مجبور واپس جانا اوپر کی روایت سے بخوبی ثابت ہوگیا ہے ایک دوسری روایت ہم اور بیان کرتے ہین۔

معبد خزاعی کہتے ہین کہ مین جناب علیؓ سے بعد واقعہ جمل کے ملا۔ مین نے کہا مین آپسے دربارہ جناب عثمانؓ کچھہ سوال کرنا چاہتا ہون اگر جواب شافی دیجئیگا تو مین جانونگا کہ آپ بری ہین اور روز قیامت بھی اس مواخذہ سے انشاء اللہ تعالیٰ پاک رہین گے آپنے فرمایا۔ جو چاہو پوچھو۔ مین نے کہا۔ کیا وجہ ہے کہ جناب عثمانؓ شہید کئے گئے اور آپ بیٹھے دیکھتے رہے کچھہ بھی مدد نہ کی۔ جواب دیا۔ جناب عثمانؓ ہمارے امام تھے اور آپنے لڑائی سے منع فرمایا تھا۔ آپکا یہہ ارشاد تھا۔ جسنے اپنی تلوار نیام سے کھینچی وہ ہماری جماعت سے

باہر ہے'' اس صورت مین اگر ہم آپ کی مدد و نصرت مین بلوائیون سے لڑتے تو اپنے امام کی مخالفت مین گنہگار ہوتے۔ یہی وجہ تھی کہ مجبوراً مین خاموش بیٹھا رہا۔ پہر مین نے کہا جناب عثمان رضؓ کیون صبر و تسلیم اختیار کرکے شہید ہو گئے اور اپنے سے دشمنونکو دفع کیون نہ کیا۔ آپ کو کیا مرتبہ ملا۔ جواب دیا۔ آپکو وہ مرتبہ ملا جو حضرت آدم علیہ السلام کے بیٹے ہابیل کو ملا جنکو ظلم سے اونکے بھائی نے مار ڈالا تھا۔ اونہون نے مارتے وقت بھائی سے کہا۔ اگر تو اپنا ہاتھ میرے قتل کو دراز کریگا تو مین اپنا ہاتھ ہرگز تیرے قتل پر نہ اوٹھاؤنگا۔ مین تو اللہ کے غضب سے ڈرتا ہون۔ (یعنی جناب عثمان رضؓ نے مرتبہ شہادت اور صبر اور مظلومیت کا پایا اسیواسطے آپ دوسرونکو روکتے تھے اور آپ بالکل تابع تسلیم و رضا تھے لہذا نصرت و مدد سے انکار کیا)

دیگر اقوال سے بھی جناب علی رضؓ اور طلحہ و زبیر رضؓ اور جناب عائشہ رضؓ کی برأت بخوبی واضح ہوتی ہے۔ ملاحظہ کیجئے۔ عبدالملک بن مروان نے اپنے عہد خلافت مین نافع بن علقمہ بن صفوان کو مکہ معظمہ کا حاکم کیا حسب دستور امرا و عمال نافع نے ایک روز منبر پر خطبہ پڑہا۔ اوس خطبہ مین حضرات طلحہ و زبیر رضؓ کی شان مین برا کہا۔ ابان جناب عثمان رضؓ کے صاحبزادہ منبر کے نیچے بیٹھے تھے۔ نافع جب خطبہ سے فارغ ہو کر منبر سے اوترے ابان سے کہا مین نے جناب عثمان رضؓ کے بدخواہونکو برا کہکر آپ کو خوش کیا۔ ابان بولے مین خوش نہین ہوا بلکہ آپنے برا کیا۔ میرے گمان مین یہہ دونون صاحب قتل و ایذا سے بری و پاک ہین۔ اسحٰق بن عیسیٰ کا قول۔ ہے۔ مین علی رضؓ کو خدا کی پناہ مین کرتا ہون کہ اونہون نے عثمان رضؓ کو قتل کیا ہو اور جناب عثمان رضؓ بھی خدا کی پناہ مین ہین کہ حضرت علی رضؓ نے اونکو قتل نہین کیا۔ اسحٰق بن عیسیٰ کا یہہ قول اسطرح ہے جیسا آنحضرت صلعم

فرمایا ہے کہ قیامت مین سخت تر عذاب اوس شخص کو ہوگا جس نے کسی نبی کو قتل کیا یا کسی نبی نے اوسکو قتل کیا ہو۔

عثمان بن حبیب کہتے ہین کہ مین ایک مجمع مین تہا جس مین حضرت علی مرتضیٰ عمارؓ مالک اشتر صعصعہ بہی تہے۔ باتون باتون مین جناب عثمانؓ کا ذکر آیا۔ عمارؓ آپ کو برا کہنے لگے۔ اشتر نے بہی انکی پیروی کی۔ جناب علیؓ کا چہرہ مارے غصہ کے تمتما اوٹہا۔ پہر صعصعہ نے کہا کیا حرج ہے اگر کوئی کہے کہ جناب عثمانؓ اول شخص ہین جسنے اپنی خلافت مین اپنے عزیزون کو حکومت و اختیارات دیئے اور اول وہ شخص ہین جس سے امت محمدی مین تفریق پڑی جناب علیؓ نے فرمایا۔ اے ابو یقظان خاموش رہو۔ جناب عثمانؓ کی فضائل اور سوابق اسلامی اسقدر ہین کہ اللہ تعالیٰ کبہی اونکو عذاب نہ دیگا۔ واقعہ جمل مین حضرت علی مرتضیٰؓ کا قاتلین عثمان پر لعنت کرنا دوسری جگہہ مذکور ہوچکا ہے۔ اب ہم ایک روایت نقل کرتے ہین جسمین جناب امام حسنؓ کی تقریر بمقابلہ اصحاب بنی امیہ مذکور ہے اس روایت کی نسبت ہم کوئی فیصلہ قطعی نہین کرسکتے ناظرین انصاف بین خود فیصلہ کر لینگے۔

روایت ہے کہ ایک مرتبہ جناب امیر معاویہؓ کے پاس عمرو بن العاصؓ ولید بن عقبہ بن ابی معیط۔ مغیرہ بن شعبہ۔ عقبہ بن ابو سفیانؓ بیٹہے ہوے تہے اوسوقت جناب عثمانؓ کا بہی ذکر اور آپ کی شہادت کے متعلق گفتگو ہورہی تہی۔ صاحبان مذکورہ بالا نے جناب معاویہؓ سے کہا۔ اسوقت جناب امام حسنؓ کو بلوایئے۔ آپنے کہا۔ کیون۔ کہا۔ ہم جناب امام حسنؓ کو ملامت کرینگے اور ان سے اقرار کرا لینگے کہ انکے باپ نے جناب عثمانؓ کو قتل کیا ہے۔ حضرت معاویہؓ نے فرمایا۔ تم لوگ کبہی اونسے بازی نہ لیجاؤ گے اور جناب امام حسنؓ کے مقابلہ مین تمہاری بات کوئی نہ مانیگا۔ سب لوگ اونکے آگے تم کو ہر طرح جہوٹا بناوینگے

جناب امام حسنؓ اپنی بلاغت وفصاحت ذاتی سے تمہاری باتونکا وہ جواب دینگے جسکو
سب لوگ تسلیم کر لینگے الا یہہ لوگ نہ مانے اور جناب امیر معاویہؓ سے کہا آپ اونکو ذرا
بلائیے تو سہی۔ آپ الگ رہین۔ ہم سمجھہ لینگے۔ الغرض جناب معاویہؓ انکے اصرار سے لاچار
ہوے اور جناب امام حسنؓ کی خدمت مین آدمی بھیجکر طلب کیا۔ جب امام حسنؓ تشریف لائے
امیر معاویہؓ نے کہا کہ مینے آپ کو نہین بلایا بلکہ یہہ حضرات جو بیٹھے ہوے ہین آپکے بلانے
والے ہین۔ یہہ لوگ جو کچھہ سوال کرین آپ بلاخوف وبغیر لحاظ میرے انکو جواب دیجیے
آپنے فرمایا۔ ان لوگونکو جو کچھہ کہنا ہو کہین ہم سنتے ہین اور جواب معقول دینگے۔ الغرض
سب سے اول عمرو بن العاصؓ کھڑے ہوے۔ بعد حمد وثنا کے کہا۔ اے حسن۔ آپ جانتے
ہین کہ سب سے اول آپکے والد بزرگوار نے فتنہ برانگیختہ کیا اور ملک وخلافت طلب کی مگر
دیکھیے انجام کیا ہوا۔ اللہ تعالی نے کیسا بدلا اونسے دنیا ہی مین لے لیا۔ پھر ولید بن
عقبہ بن ابی معیط کھڑے ہوے اور حمد وثنا کے بعد کہا۔ اے بنی ہاشم۔ جناب عثمانؓ
تمہارے داماد تھے۔ تم لوگ اونکے خسر تھے۔ جناب عثمانؓ تمہاری قدر ومنزلت کرتے
رہے اور کسی طرح تمہاری عزت وحرمت مین کمی نہ کی مگر تمنے یہہ قدر کی کہ اونسے باغی ہوے
اور اونپر بلوہ کر کے ظلم وستم کے ساتھہ قتل کیا۔ اے حسن۔ ہمنے تمہارے باپ کو قتل کرنا
چاہا تھا مگر اللہ تعالی نے خود اونکو دوسرونکے ہاتھہ سے قتل کرادیا اور ہمکو بچالیا۔ اگر
ہم لوگ جناب عثمانؓ کے قصاص مین اونکو قتل کرتے تو کچھہ گناہ ہم پر نہ تھا۔ پھر عقبہ بن
ابی سفیان کھڑے ہوے اور کہا۔ اے حسنؓ۔ آپ اس بات کو سمجھہ لیجیے کہ آپکے والد
بزرگوار حضرت علیؓ جناب عثمانؓ سے باغی ہو گئے۔ اونکو حسد وبغض سے قتل کیا بطمع ملک
دنیا وحب ریاست اس گناہ عظیم کے مرتکب ہوے اور جناب عثمانؓ کی امارت اور خلافت

اونکو قتل کر کے چھین لی۔ ہم نے تو تمہارے باپ کے قتل کا ارادہ کیا تھا مگر اللہ تعالیٰ نے
خود اونکو قتل کیا"۔ ان سب کے بعد مغیرہ بن شعبہ اوٹھے۔ انکی ساری تقریر از اول تا آخر
جناب علیؓ کی برائیون اور جناب عثمانؓ کی تعظیم اور عزت سے بھری تھی۔ یہہ لوگ جب
اپنی اپنی کہہ چکے تو جناب امام حسنؓ لخت جگر فاطمہ زہرا رضی اللہ عنہا کھڑے ہوے اور
حمد و ثنا خدائے عز و جل کے بعد فرمایا "اے معاویہؓ مین پہلے تم سے شروع کرتا ہون
پھر ان لوگونکو جواب دونگا۔ سنو۔ ان لوگون نے مجھکو گالی نہین دی نہ برا کہا بلکہ تم نے
گالیان دین اور میرے جد بزرگوار رسول خداؐ سے بغض۔ عداوت۔ مخالفت۔ جو تمکو
ہے وہ ظاہر کر دی" پھر آپ حاضرین جلسہ کی طرف متوجہ ہوے اور فرمایا "مین تم سب کو
خدا کی قسم دلاتا ہون سچ سچ کہنا۔ کیا تم نہین جانتے کہ جس شخص کو ان لوگون نے گالیان
دین وہ اسلام مین پہلا شخص تھا جو اللہ تعالیٰ پر ایمان لایا۔ بیت المقدس اور خانہ کعبہ کی
طرف نماز پڑہی حالانکہ تم اے معاویہؓ اوس دن کافر و مشرک تھے۔ جنگ بدر مین میرا باپ
علم بردار لشکر اسلام تھا اور اے معاویہ تمہارے ہاتھہ مین مشرکون کا جھنڈا تھا۔ مین سب
صاحبونکو خدا کی قسم دلاتا ہون۔ آپ لوگ جانتے ہین یا نہین کہ معاویہؓ میرے نانا کے
زمانہ مین خطوط اور فرامین لکھا کرتے تھے۔ ایک دن جناب رسالت مآبؐ نے معاویہؓ کو
خط لکھنے کے واسطے بلایا۔ یہہ کھانا کھا رہے تھے جو شخص بلانے آیا تھا اوسنے واپس جا کر
عرض کیا کہ معاویہؓ کھانا کھا رہے ہین۔ آنحضرتؐ نے اسکو دوبارہ بھیجا۔ اوسنے پھر یہی آکر
عرض کیا۔ تیسری بار گیا پھر بھی یہی ظاہر کیا۔ آنحضرت صلعم نے فرمایا۔ خداوندا کبھی معاویہؓ
کا پیٹ نہ بھرے۔ اے معاویہؓ۔ کیا تمکو اپنے پیٹ کی خبر نہین کہ کسقدر کھا جاتے ہو اور
سیری نہین ہوتی [حضرت معاویہؓ دن رات مین سات مرتبہ یا اس سے کم و بیش کھانا کھاتے تھے

اور انکا قول تہا کہ آنحضرت صلعم کی دعا مجھکو لگ گئی ہے (فتوح البلدان) اور مستطرف
مین لکھا ہے کہ امیر معاویہ روزانہ ایک سو رطل دمشقی وزن مین کہانا کہاتے تہی] مین تم سبکو
خدا کی قسم دلاتا ہون - کیا تمکو معلوم نہین کہ ایک مرتبہ معاویہؓ کے باپ ایک اونٹ پر
سوار تہے اور یہ اونٹ کی مہار پکڑے آگے آگے تہے - اونٹ کے پیچہے انکے بہائی
عقبہ بن ابوسفیانؓ تہے جو اوسکو ہانکتے جاتے تہے - جناب رسول خداؐ نے ان لوگون کو
اس حال مین دیکہکر فرمایا - خدا لعنت کرے اس اونٹ پر اور جو اسپر سوار ہے اوسپر اور جو اسکو
کہینچ رہا ہے اور اسکو ہانک رہا ہے اون پر بہی خدا کی لعنت ہو - اے معاویہؓ یہہ سب تو
تمہارے حق مین ہے - اب اے عمرو بن العاص - تمہاری باری ہے - تم کون ہو تمکو
اپنی اصلیت کی بہی خبر ہے ؟ - تم وہی تو ہو کہ تمہارے بارہ مین پانچ اشخاص قریش نے
جہگڑا کیا تہا اور جو انمین باعتبار حسب و منصب کے نہایت ہی بُرا اور حقیر تہا اوسکی مشابہت
سے تمہارے باب مین فیصلہ ہوا اور تم اوسکی طرف منسوب ہوے - پہر تم قوم قریش مین
کہڑے ہوے اور کہا - میرے دشمن محمد صلعم ہین - پہر خداوند کریم نے اپنے نبیؐ کی تسلی کے
لئے سورہ کوثر نازل فرمائی جسمین - ان شانئک ھو الابتر - موجود ہے - پہر بہی تم
باز نہ آے اور جناب رسول خداؐ کی ہجو مین تیس شعر کہے - وہ شعر سُنکر حضور سردار دو عالم
نے فرمایا - خدایا - مین شعر نہین کہتا لیکن ہر شعر کے بدلے عمرو بن العاص پر لعنت بہیجتا ہون
باوجود ان سب شرارتون کے تم نجاشی بادشاہ حبشہ کے پاس گئے اور جو کچہہ وہان افترا
پردازی کی ظاہر ہے تم ہی خوب جانتے ہو مگر اللہ تعالیٰ نے تمکو وہان بہی جہٹلایا اور تم
ناکام و نامراد وہانسے واپس آے - تم تو ہمیشہ سے حالت جاہلیت اور زمانہ اسلام مین
بنی ہاشم کے دشمن رہے ہو اسلیئے مین تمہارے اس بغض و حسد پر ملامت نہین کرتا - پہر

جناب امام حسنؓ ولید بن عقبہ سے مخاطب ہوے اور فرمایا۔ اسے ابن ابی معیط۔ جناب علیؓ کو گالی دینے اور برا کہنے پر مین تمکو کیا ملامت کرون۔ اوہنون نے شراب کی حد تمپر اسّی درے لگاے اور حسب ارشاد جناب جد عالی مقدار میرے والد ماجد نے تمہارے باپ کو قتل کیا اور نانا جان نے بحکم خالق زمین وآسمان تمہارے باپ کو قتل کرایا تہا۔ جب تمہارا باپ مارے جانے کیلئے کہڑا کیا گیا تو اوسنے نہایت مایوسی کے ساتہ چہوٹے لڑکے کی طرف اشارہ کرکے کہا۔ اے محمدؐ اس بچہ کا کون ہے۔ آنحضرت صلعم نے فرمایا اسکے واسطے آگ ہے۔ سنو۔ تم لوگونکے حق مین نانا جان کے نزدیک آگ تہی اور بابا جان کے نزدیک تلوار اور کوڑا تہا۔ اے عقبہ۔ تم کسیکو قتل کرنے سے کیا ڈراتے ہو۔ پہر آپ مغیرہ بن شعبہ سے متوجہ ہوے اور فرمایا۔ اے قوم ثقیف کے کانے۔ تمہارا منہ اور علیؓ کو برا کہو۔ تم کس بنا پر اونکو گالیان دیتے اور برا کہتے ہو۔ کیا جناب رسول خدا سے اونکا رشتہ وقرابت دوری کی ہے یا اونکے احکام جابرانہ تہے یا دنیا کی رغبت اونکو تہی۔ اگر ان باتونمین سے کسی پر اونکو برا کہتے ہو تو تم جہوٹے ہو اور سب لوگ تمکو جہوٹا کرینگے اور جو تم کہتے ہو کہ علیؓ نے عثمانؓ کو قتل کیا تو تم اسمین بہی جہوٹے ہو اور سب تم کو جہٹلا دینگے اب رہا تمہارا ڈرانا اور دہمکانا تو اسکا اثر ہمپر بالکل نہین۔ ہم تمہاری حقیقت ہی کیا سمجہتے ہین۔ تمہاری تو یہہ مثل ہے کہ ایک مچہر کسی کہجور کے درخت پر بیٹہا۔ جب اوڑنے لگا تو کہجور سے کہا دیکہو سنبہلے رہنا مین اوڑتا ہون (ایسا نہو کہ میرے پرونکی ہوا سے تمکو صدمہ پہونچے) کہجور نے (ہنسکر) کہا مجہکو تمہارا آنا تو معلوم ہوا نہین پہر تمہارا اوڑنا میرا کیا بگاڑ سکتا ہے۔ ہمکو تمہاری عداوت ودشمنی کی تو پرواہ نہین پہر تمہاری گالی اور بدگوئی سے ہمارا کیا نقصان ہے۔ یہہ فرماکر جناب امام حسنؓ تشریف لیگئے۔ اسکے

چلے جانیکے بعد جناب معاویہ رضؓنے فرمایا۔ تم لوگون نے دیکہہ لیا۔ میرا کہنا نہ مانا۔ کیا مین نے
تمسے نہ کہا تہا کہ ان حضرات سے تم بازی نہ لیجا سکوگے۔ خدا کی قسم جب تک وہ تقریر
کرتے رہے مین بالکل اندہا ہوگیا تہا کچہہ نظر نہین آتا تہا۔ تم لوگون مین درحقیقت خیر وصلاح
بالکل نہین (ثمرات الاوراق مطبوعہ مصر)۔

جناب امام حسن رضؓ نے جن امور کی نسبت اشارہ فرمایا ہے اونکا بیان کرنا ضرور ہے
لہذا ہم مجملاً لکہتے ہین۔ زمانہ جاہلیت مین اور بعد اسلام کے جو عزت خداوند تعالےٰ نے
قریش کو دی وہ کسی اور قوم کو نہ تہی پہر قریش مین خاندان بنی ہاشم جملہ قبائل قریش
سے ممتاز تہا۔ یہہ تو دستور قدیم ہے کہ نامور اور مشہور شخص یا خاندان کے دشمن بہی زیادہ
ہوتے ہین اور خاص آپس والے ہی عداوت رکہتے ہین حضور سرور کائنات صلعم موجودات
کی ذات بابرکات سے جو شرف بنی ہاشم کو افزون ہوا یہہ بہی معلوم ہے۔ جب اسلام کا
آغاز تہا اور علانیہ شعائر اسلام ادا نہو سکتے تہے تو دشمنان دین کے خوف سے مسلمانونکی
تعداد قلیل نہایت درجہ ایذا پاتی رہی۔ اوسوقت رسول کریم اور اپکے اصحاب کے
دشمن اسی خاندان قریش کے لوگ زیادہ تہے جنہین بنی امیہ بہی شریک تہے چنانچہ کتب
سیر مین انکی عداوت بالتفصیل مذکور ہے۔ اسی عداوت کی طرف جناب امام حسن رضؓ نے
اشارہ فرمایا۔ حضرت معاویہؓ کو مخاطب کرکے جو آپنے فرمایا اوسمین تو کوئی مضمون ایسا
نہین جسکی وضاحت کیجاوے البتہ عمرو بن العاص کے بارہ مین چند امور قابل بیان
ہین جناب امام حسن رضؓ نے عمرو بن العاص رضؓ سے فرمایا۔ (تم وہ شخص ہو کہ تمہارے بارہ مین
پانچ شخصون نے جہگڑا کیا) اصل یہہ ہے کہ زمانہ جاہلیت مین دستور تہا کہ ایک عورت کو
چار چار یا پانچ پانچ اشخاص اپنے تصرف مین رکہتے تہے اور باری باری سے مباشرت

کرتے تھے۔اسی طرح نان ونفقہ سب پر تقسیم ہوتا تھا جب عورت کے حمل رہ جاتا اور بچہ پیدا ہوتا تو اوسوقت جھگڑا پڑتا۔ ہر ایک مدعی ہوتا اس صورت مین یا تو عورت کے قول پر راضی ہوتے جسکا لڑکا وہ کہدیتی اوسکا لڑکا ہوتا یا اسکا فیصلہ اس طرح ہوتا کہ عرب مین چند لوگ ایسے تھے جو فن قیافہ مین کامل مہارت رکھتے تھے اون کا یہہ کام تھا کہ وہ لڑکے کی صورت دیکھکر جسکے مشابہ پاتے اوسکو دلا دیتے تھے۔ ایسا ہی کچھ عمرو بن العاص رض کی پیدائش کے وقت پیش آیا۔ اس قصہ کو مستطرف مین اس طرح لکھا ہی کہ حضرت عمرو بن العاص کی والدہ کا نام نابغہ ہے وہ بیٹی حرملہ بن عزۃ کی ہے۔ زمانہ جاہلیت کی کسی جنگ مین قید ہوکر آئی اور سوق عکاظ مین فروخت ہوئی۔ عبداللہ بن جدعان نے اوسکو مول لیا اور عاص بن وائل کو ہبہ کر دیا۔ بعضے کہتے ہین کہ بلا نکاح عبداللہ بن جدعان کے پاس تہی اور اوسکے تصرف مین رہی۔ ابولہب۔ امیہ بن خلف ابوسفیان بن حرب۔ عاص بن وائل بہی ایک ہی مہینہ مین اوس سے ہمصحبت ہوے جب عمرو رض پیدا ہوے ان پانچون آدمیون نے دعوی کیا ہر ایک کہتا تھا کہ میرا نطفہ ہے اور میرا بیٹا ہے مجھکو ملنا چاہیئے۔ نابغہ نے فیصلہ کر دیا کہ یہہ لڑکا عاص کا نطفہ ہی عاص اوس عورت کو نان ونفقہ دیا کرتا تھا اسوجہ سے اسکا نام ہوا اور اسکی طرف عمرو منسوب ہوے۔ اسی قصہ کی طرف جناب امام حسن رض اشارہ فرماتے ہین۔

نجاشی شاہ حبشہ کے پاس عمرو بن العاص کا جانا اور وہان جو معاملہ پیش آیا اسکا حال حصہ اول مین آچکا ہے ہان اس قصہ مین جو افترا پردازی کا ذکر ہے اوسکو ہم یہان لکھتے ہین۔ قریش نے جو لوگ حبشہ جانیکے لیے منتخب کیے تھے وہ عمرو بن العاص اور عمارہ بن ولید تھے۔ اثنا راہ مین دونون نے شراب پی اور نشہ شراب مین کسیی بات پر

تکرار ہوگئی۔ عمارہ نے حضرت عمرو بن العاص کو کشتی سے دریا مین ڈہکیلنا چاہا لیکن لوگ بیچ مین آگئے جس سے یہہ بچ گئے مگر انکے دل مین عمارہ کیطرف سے کینہ جاگزین ہوگیا جسکا نتیجہ یہہ ہوا کہ انہون نے عمارہ کو نجاشی کے ہاتھہ سے قتل کرا دیا۔ اسکا حال اسطرح ہے کہ جب یہہ دونون دربار نجاشی مین آنے جانے لگے تو ایک روز حسب عادت یہہ دونون دربار مین بیٹھے تھے ایک جوان کنیز حسین و خوبصورت مملوکہ شاہی بہی اوسجگہہ موجود تہی۔ عمارہ بہی جوان خوبرو۔ اوٹہتی جوانی۔ شباب کا زور۔ دیدار و حسین مرد تہا چونکہ حسن مین ایک جذب مقناطیسی ہے اور جسکو یہہ دولت نصیب ہوتی ہے کیسی ہی پارسا نگاہین ہون ضرور اوسکی طرف اوٹہہ جاتی ہین۔ وہ لونڈی بار بار دزدیدہ نگاہ سے عمارہ کو دیکہتی تہی۔

یوسف از کنعان بسودائے زلیخا میرود		بر نمے آید غرور حسن با تسکین عشق

عمرو بن العاص تاڑ گئے اور دل مین عمارہ کے پہانسنے کی تدبیر اس سے بہتر اور نہ سوجہی۔ غرض جب یہہ دونون اپنے جائے قیام پر واپس آئے عمارہ سے کہا۔ نجاشی کی لونڈی تمپر فریفتہ ہو رہی ہے۔ اوس سے دوستی پیدا کرو۔ شائد اس تدبیر سے جو کام ہم کرنا چاہتے ہین آسان ہو جاوے۔ اگر اوس لونڈی سے تم محبت کر لوگے تو ہرطرح تمہاری معین و کفیل ہوگی۔ اب اوس سے سلسلہ جنبانی کرو اور بات چیت کر کے بادشاہی عطر طلب کرو۔ وہ تمکو دیدیگی اور اس حیلہ و تدبیر سے تمکو موقع اظہار محبت مل جاویگا۔ عمارہ تو بیخبر تہا وہ کیا جانتا تہا کہ لونڈی سے ملنا اور عطر لینا میرے حقمین سم قاتل ہوگا بے دہڑک دوسرے روز لونڈی سے ملا اور گفتگوے محبت آمیز اور اظہار تعشق کر کے عطر کی فرمائش کی لونڈی نے شاہی عطر اپنے نئے دوست کو عنایت

کیا۔ وہ عطر کسی ترکیب سے عمرو بن العاص رض نے اپنے قبضہ مین کر لیا اور تنہا نجاشی پاس جاکر کہا "میرا رفیق عمارہ آپکی کنیز پر مائل ہوا ہے اور وہ بھی اوسپر فریفتہ ہے۔ جانبین سے عشق و محبت کا اظہار ہے۔ لونڈی نے خاص شاہی عطر اپنے یار کو دیا ہے۔ لیجئے یہہ وہی عطر ہے" یہہ کہکر عطر پیش کیا۔ نجاشی یہہ قصہ سُنکر ازبس غضبناک ہوا کمال غیظ سے چاہا کہ فوراً عمارہ کو قتل کرے لیکن پھر سوچا کہ یہہ شخص ہمارے ملک مین ہماری اجازت وامن سے آیا ہے علانیہ اسکا قتل کرنا خوب نہین کسی حیلہ سے سزا دینی چاہیئے لہذا چند لوگ جادوگر عمارہ پر مقرر کر دئیے کہ کسی حکمت سے اسکے احلیل مین پارہ بھردین اون لوگون نے شاہی حکم کی تعمیل کی۔ عمارہ عمرو بن العاص رض کے فقرہ مین آکر خود اپنی جان کا خواہان ہوا اور پارہ کی تکلیف سے بدحواس لوگون سے متنفر ہوکر بھاگا اور جنگلون بیابانون مین وحشیان صحرا کے ساتھ اپنا مسکن بنایا۔ اسکے ہمراہی اسکی تلاش مین سرگردان و حیران پھر رہے تھے۔ ایک مقام پر پکڑ پایا اور مقید کر کے لے گئے عمارہ اسی قید کی حالت مین جہنم واصل ہوا۔ (معارج النبوۃ)

باقی مضامین ظاہر ہین۔ اب ہم اصل روایت کی طرف رجوع کرتے ہین۔ اولاً تو اس قصہ کا وہی جواب ہے جو دیگر روایات کا ہے بر تقدیر صحت روایت ہم کہتے ہین کہ جناب علی پر طعن کرنیوالے اکثر اصحاب بنی امیہ تھے جو آپکو منجملہ قاتلین جناب عثمان رض شمار کرتے تھے اور یہہ خیال تھا کہ جناب علی اپنی خلافت کے خواہان ہین۔ اس قسم کے خیالات ہمیشہ اونکی نسبت ہوہی جاتے ہین۔ چونکہ بنی ہاشم اور بنی امیہ مین ہمیشہ سے لاگ ڈانٹ چلی آئی ہے اگر ایسے موقع پر ایک دوسرے کو کچھ کہین تو کیا بعید ہے مگر وہ حضرات باہم جسطرح ایک دوسرے کو کہتے تھے ویسے ہی حق بات سُنکر دب بھی جاتے

تے چنانچہ جناب امام حسنؓ کی تقریر سے سب ساکت ہو گئے اور پہر کسی نے دم نہ مارا۔
البتہ اس قسم کے واقعات سے عام لوگ اگر دلیر ہو جاوین مثلاً بنی ہاشم کے اتباع انکی
محبت مین بنی امیہ کو برا کہنے لگین تو یہہ انکے شایان نہین۔ بڑے لوگونمین باہم اگر
سخت کلامی ہو تو ہوا نکے اتباع اگر بزرگون پر طعن کرین تو بیشک بدنما ہوگا
علی ہذا القیاس ہمکو اس قسم کے واقعات پر نظر ڈالنے سے کسی جانب فیصلہ کرنا اور
ایک فریق کی نسبت تذلیل و تکذیب کی رائے قایم کرنا جائز نہین۔ ہم دونون فریق
کو بنظر عزت دیکھین گے اور دونون کا شرف صحابیت ملحوظ رکھکر اپنی زبان سے
ان حضرات کی نسبت کلمات ادب نکالین گے۔ حضرت عمرو بن العاص کا قصہ جو ہمنے
نقل کیا ہے وہ قبل اسلام کے گذرا ہے اور اسلام نے تمام گناہ حالت کفر کے نیست و
نابود کر دیئے ہین۔

محاکمہ

روایات و بیانات گذشتہ سے بخوبی ظاہر ہوتا ہے کہ جو شبہات لاطائل اور ظن فاسد
بعض مورخین کی روایات سے درباب شرکت بعض صحابہ کبار جناب عثمانؓ کی شہادت
مین یا آپ کی عدم نصرت مین پیدا ہوتے ہین ہرگز قابل اعتبار اور لائق التفات
نہین ہین۔ اگرچہ جناب عثمانؓ پیرانہ سالی مین تخت خلافت پر متمکن ہوے۔ آپنے مراتب
عالی اور مناصب بزرگ اور امور حکومت کو اپنے اعزہ و اقربا کے سپرد کیا۔ بلاد اسلامیہ
مین آپ ہی کے رشتہ دار بنی امیہ عمال اور حکام ہو گئے۔ مگر ان مین بعض حضرات وہ
بھی ہین جو جناب رسول خدا کے عہد مبارک مین امارت اور حکومت پر رہے اور اکثر
حضرات شیخین کے عہد خلافت مین بوجہ اپنی لیاقت اور عقل و تمیز کے بڑے بڑے

کام انجام دیتے رہے-جناب عثمان رضؓ نے بھی ان لوگونکو عامل وحاکم ممالک اسلامیہ کیا اور خدمات لائقہ اور مناصب عالیہ انھین لوگونکو دیئے-ان لوگونکی کوشش اور بیدار مغزی حسن انتظام-محنت وجانفشانی کی نتایج اور فتوحات بیشمار جسقدر حاصل ہوے وہ اظہر من الشمس ہین-جناب عثمان کی تجویز وتشخیص اور تدبیر ملکی حضرت عبداللہ بن عامر کو اس خدمت کے واسطے انتخاب کرنے مین کس درجہ ظاہر ہوتی ہے اور جو کچہہ ابن عامرؓ کی اہلیت-کارگذاری عقل ودانائی محنت وجانفشانی-جانکاہی کا ثمرہ ترقی ملک وفتوحات وتوسیع حدود اسلامیہ مین ظہور پذیر ہوا وہ بھی مثل روز روشن عیان ہے-یہہ سب کچہہ تو تہا مگر بنی ہاشم کو بنی امیہ کی ترقی ناگوار تہی-بنی ہاشم انکو اس اعلیٰ مدارج ومناصب پر دیکھکر کیا خوش ہوتے تہے ہرگز نہین بلکہ یہہ لوگ بنی ہاشم کی آنکھون مین کھٹکتے تہے-اسکی وجہ یہہ ہے کہ جب نیّر اسلام طلوع ہوا ہے تو بنی ہاشم کو بنی امیہ کے ہاتہون بالخصوص ابوسفیانؓ وغیرہ سے جو صدمات پہونچے اور جو تکالیف ان سے پائین اسکی وجہ سے بنی ہاشم کو انسے دلی کدورت تہی اب انکی ترقی اور اسلام مین ناموری وشہرت پانا کس طرح گوارا ہوتا-(اور یہہ طبعی بات ہے جس سے انسان مجبور رہے) اسلام نے بذریعہ اخوت سب کو ایک درجہ کا کردیا تہا البتہ خاندان قریش جیسا زمانہ جاہلیت مین معزز سمجہا جاتا تہا اسلام نے بھی اسکی قدر بحال رکہی بلکہ اور بھی عزت افزون ہوئی-بنی امیہ بھی بدولت اسلام کے عزت کی نگاہ سے دیکھے جاتے تہے-عہد عثمانی مین تو انکی اور بھی عزت ہونے لگی جسقدر عہد رسالت بعید ہوتا گیا اوسیقدر بنی امیہ کی عزت ومنزلت جس درجہ پر کہ زمانہ جاہلیت مین تہی اوسیکی جانب رجوع کرتی گئی جسکی وجہ سے فتنہ وفساد کا شیوع ہو چلا-(خلاصہ یہ کہ

کہ دیگر اقوام عرب وغیر عرب جب اسلام مین آے اور اخوت اسلامی سے ایک درجہ پر رکہے گئے ملکی فتوحات مین دیگر اقوام کا قدم آگے تہا اسوجہ سے یہہ لوگ اپنی کو افضل سمجہتے تہے اور یہہ دعوی تہا کہ یہہ ملک ہماری ہی تلوارون نے فتح کیے ہین۔ دراصل ہمارے ہی ملک ہین۔ بنی امیہ کو کرسی صدارت پر دیکہکر ان لوگونکے حوصلے بڑہ گئے اور سارے فساد کی بنا یہی ہے) صحابہ کبار جیسے جناب حیدر کرار رض طلحہ رض زبیر رض اس فتنہ کے فرو کرنے مین بجان و دل ساعی ہوے۔ اگرچہ اہل غرض کے مطالب دلی حاصل نہ ہوے مگر ان حضرات کی کوششین بہی چندان کارآمد نہ ہوئین اور آتش فتنہ فساد سرد نہ ہوئی۔ (دوسری وجہ یہہ بہی پیش آئی کہ جو کام باتفاق راے ایک گروہ کے ہوتا ہے اور سب تہ دل سے کوشش کرتے ہین ضرور وہ بخیر تمام انجام پذیر ہوتا ہے) گروہ صحابہ مین یہی دو چار حضرات معززین باقی رہ گئے تہے اور اکثر صحابہ کرام عہد فاروقی مین جنگ عراق عجم وعرب وبلاد سوریہ اور دیگر معرکون مین کام آچکے تہے اور کچہہ طاعون عمواس مین راہی ملک بقا ہوگئے تہے۔ اگر ان بزرگونمین سے کچہہ لوگ زندہ ہوتے تو شائد انکی نیک تدبیر اور گفتگوے صلاح آمیز سے بگڑے ہوی فریق درست ہوجاتے۔ ملک اور قوم کا تو یہہ حال تہا اوپر سے شاعرونکی چرب بیانی اور طلاقت لسانی تہی جو بذریعہ مرثیون اور اشعار کے بنی امیہ کی غیرت کو جوش دلاتی اور اونکو تہور اور شجاعت پر ابہارتی تہی بنی امیہ اپنے مخالف گروہ سے بدلا لینے مین زیادہ تیز ہمت ہوتے تہے۔ اسکے ساتہہ ہی شاعرون کی جادو بیانی نے جناب علی رض کی بے پروائی اور جناب عثمان رض کی مدد ونصرت سے بے اعتنائی خوب خوب ظاہر کر دکہائی۔ (یہی سبب ہوا کہ جناب علی رض اور دیگر حضرات صحابہ رض۔ طلحہ رض زبیر رض کیجانب

عام خیالات مین یہہ بات جم گئی کہ یہہ لوگ خلیفہ برحق کی مدد سے کنارہ کش بلکہ اسکے بدخواہ ہین، لیکن روایات گذشتہ واخبار سابقہ سے اس بدگمانی کی تائید کسی طرح نہین ہوتی بلکہ یہہ امر محقق ہے کہ جناب علیؓ روز ظہور فتنہ و آمد بلوائیان سے نہایت خود فساد رفع کرنے اور اہل فساد کے دفع کرنے مین نہایت کوشش کے ساتھہ مصروف ہی۔ گفتگوی شایستہ اور تقریر معقول سے مصری بلوائیون کو واپس کردیا تھا۔ جناب علیؓ تو بنفس نفیس بلوائیونکی فہمایش مین سرگرم تھے اور اپنے لخت جگر۔ نور بصر۔ فرزند سعادتمند جناب امام حسنؓ کو جناب ابن عباسؓ اور دیگر ابناے صحابہ کبار کے ہمراہ دار الخلافت کی حفاظت اور جناب عثمان کی حمایت کو متعین فرمادیا تھا اور گروہ بلوائیون کی مقابل جو خط کا بہانہ لیکر در دولت جناب عثمانؓ کو گھیرے ہوے تھے اونکو بھیج دیا تھا چنانچہ ان بزرگون نے اشرار بدبخت تبہ کار کے مقابلہ اور جنگ مین کمال عالی ہمتی اور شجاعت و مردانگی سے کام لیا جناب عثمانؓ پر جان قربان کرنے مین برابر قائم رہے اور اپنے پانون مضبوط جمادیئے حتیٰ کہ جناب عثمانؓ کثرت باغیان اشرار اور قلت جماعت معاونین شجاعت آثار سے گھبرائے اور انکا مقابلہ اوس لشکر بیشمار سے دشوار تصور فرماکر بنظر کمال شفقت و وفور رحمت بہ الحاح و منت تمام ان حضرات کو واپس جانیکے لئے ارشاد کیا۔ جناب امام حسنؓ سے اس طرح فرمایا۔ صاحبزادہ مین خوب جانتا ہون کہ تمہارے پدر بزرگوار کا دل تمہارے واسطے کس درجہ بیقرار ہوگا۔ دشمنونکی فوج بے تعداد اور تم تنہا صرف دوچار یار احباب ساتھہ انکے مقابل ٹھیرے ہو۔ خدا کے واسطے مجھکو چھوڑکر اپنے باپ کے پاس چلے جاؤ۔ اونکے متفکر او مضطرب قلب کو تسکین دو

بلای من شد آن بالا خدا را پیش من منشین | نمی خواہم کہ پیش دیگران آید بلاے من

جناب امام حسن رضؓ نے جواب دیا "خدا کی قسم جب تک آپ پر قربان نہو جاؤن یہہ دروازہ نہ چھوڑونگا"

مین بہلا سعر کہ عشق سے ٹل جاؤنگا	طبع معشوق نہین ہون کہ بدل جاؤنگا

جناب عثمان رضؓ کو حضرت امام حسن رضؓ کی مشقت اور تکلیف گوارا نہ ہوئی۔ دروازہ کہول دیا اور آپ کو مع آپکے رفیقونکے گہر کے اندر کرلیا۔ جب بلوائیون سے دروازہ نہ ٹوٹ سکا غضبناک ہوکر آگ لگادی۔ جناب امام حسن رضؓ اپنے ہمراہیونکے ساتہہ بلوائیونکے دفع کرنے مین مصروف تہے کہ وہ پشت دولتخانہ سے اندر گہس آے اور آپکو شہید کیا اب بنگاہ غور وتعمق ملاحظہ ہو کہ جناب علی رضؓ نے بذات خاص اگرچہ اسوقت بلوائیونکو دفع نہین کیا مگر باوجود اسکے آپکے جگرپارہ فرزند ارجمند جناب امام حسن رضؓ نے ہمت اور کوشش مین دریغ نہ فرمایا۔ اگر جناب عثمان رضؓ حضرت علی رضؓ کی نصیحت اور راے پر عمل فرماتے اور مروان اور دوسرے عزیز واقربا کے کہنے پر نہ چلتے تو جناب علی رضؓ بذات خاص اسوقت آپکے دروازہ پر ہوتے اور رفع فساد مین دل وجان سے کوشش کرتے (یا جناب عثمان رضؓ اجازت دیتے تو جناب علی مرتضیٰ رضؓ فرقہ اشرار کو انکی بغاوت کا مزہ چکہاتے) ان حضرات کی مدد ونصرت۔ جناب عثمان رضؓ کی حمایت مین جان تک سے دریغ نہ کرنا۔ آپکے روز اسلام سے تا یوم بیعت خلافت اور اوسکے بعد تا زیست آپکے ساتہہ ہرطرح محبت واخلاص کا برتاؤ رکہنا ظاہر وعیان ہے مخفی ونہان نہین۔ خلاصہ یہہ کہ جناب عثمان رضؓ اوّلاً تو پیرانہ سال اسّی برس سے متجاوز تہے ثانیاً اوصاف حلم وحیا سے متصف تہے (جسکی وجہ سے لوگونکو جرأت بڑہتی گئی) لہذا بلوائیونکو دفع نہ کرسکے۔ (تاریخ بدائع)

اس بیان سے کما ینبغی ہمارے دعوی کی تائید ہوتی ہے اور اس امر کا پورا ثبوت

ملتا ہی کہ یہ اہل فساد کی شر انگیزی کا نتیجہ ہے جو حضرات صحابہ کبار کی نسبت عدم نصرت
جناب عثمانؓ کا ظن فاسد او روہم کاذب پیدا کر رہا ہے۔اب صحابہ کرام کی مدد و اعانت
اور جناب عثمانؓ کے ساتھہ محبت اور اخوت و ہمدردی بخوبی ثابت ہوگئی۔یہہ بھی روایات
سابقہ سے معلوم ہوگیا کہ حضرات مہاجرین و انصار سب کے سب آپکی مدد پر تیار اور آپکے
مخالفین سے لڑنیکو آمادہ ہوکر آئ اور اجازت نہ پانے بلکہ قسم دلانے سے مجبور ہوکر واپس گئے
اب اگر بعض روایات سے اسکے خلاف ظاہر ہو تو برتقدیر صحت روایات و تسلیم اقوال کے
ہمارے بیان آیندہ سے جواب شافی اسکا ظاہر ہوگا۔

ہر فرد انسانی کی طبعی اور خلقی بات ہے کہ اپنے مد مقابل ہمسر او رہمعصر کو بنگاہ حسد
دیکھتا ہے پہر اگر کوئی اپنے جنس مین برابر والا کسی دنیوی جاہ و جلال۔ دولت و مال مین
سربرآوردہ و نامور ہوجاے یا کسی قسم کی حکومت۔ خلافت و امارت پر پہونچے تو
اوسکے دوسرے بہائی برادر۔خویش و اقربا اوسکے ساتھہ دلی محبت اور ہمدردی سے
پیش نہ آوینگے بلکہ دل سے زوال نعمت کے خواہان رہینگے۔چاہے اوسکے تنزل سے انکو
ترقی نہ نصیب ہو مگر وہ عادت اور طبیعت انسانی سے مجبور ہین۔خواہ مخواہ انکے دل
مین ہوس و حرص دنیا جانشین ہوکر اپنے بہائی ذی مرتبہ کی طرف سے کشیدہ خاطر کہینگی
بالفرض وہ شخص حوادث زمانہ مین مبتلا ہو تو یہہ لوگ اوسکی مدد و نصرت و حمایت سے
دست کش ہونگے بلکہ انکی خواہش دلی اور رضامندی اسکی ذلت و خواری مین ہوگی
زمانہ حضرت آدمؑ سے لیکر اسوقت تک ہر جگہہ ہر ملک ہر قوم مین ایسا ہی نظر آتا ہے
(سلاطین سابقہ او رامراء زمانہ ماضیہ کے حالات کتب تواریخ مین دیکھنے سے اسکی
نظائر و مثالین بیشمار نظر سے گذرینگی) یہہ بات تو انسان کی طبیعت اور خلقت مین

داخل اور اوسکی گہٹی مین پڑی ہے مگر صحابہ کرام مین بالخصوص حضرات عشرہ مبشرہ رضی اللہ عنہم مین جنکی شان مین جناب فاروق اعظم رض کا یہہ قول ہے کہ جناب سالتماب صلعم ان لوگونسے راضی وخوش تشریف لیگئے۔ اس طبعی امر کے خلاف ظاہر ہوتا ہے۔ توفیق و تائید آلہی سے اور بہ برکت صحبت آنحضرت صلعم یہہ بزرگوار اس قسم کے خیالات سے محفوظ و مامون رہے اور خلیفہ وقت کی اطاعت مین بجان و دل مصروف تہے کبہی زوال منصب خلافت کا خیال انکے پاک نفوس مین نہ گذرا۔ ظاہر و باطن سے ہرطرح معین و مددگار فرمانبردار و جان نثار رہے۔ اگر کسی صاحب مین ہمارے دعوے کے خلاف نظر آوے تو وہ از قبیل انقباض خاطر ہے جو امر خلقی کا ادنی اثر ہے اور جسپر ہر فرد بشر مجبور ہے یہی انقباض خاطر ہے جو بعض حضرات کی عدم نصرت وکم التفاتی کا سبب ہوا اور یہی قوی سبب ہے کہ جناب عثمان رض پر سے حوادث و مصائب دفع نہ ہوسکے اور آپ امور خلافت اجرا کرنے مین اس بات پر مجبور ہوے کہ خاندان بنی امیہ کے نوجوان لائق اشخاص کو حکومت و امارت ممالک اسلامیہ پر مامور فرمایا۔ (اگرچہ اسمین پاس قرابت اور لحاظ صلہ رحمی بہی تہا۔ چاہے اس ضرورت ومجبوری سے آپ کا یہہ فعل محل گفتگو اور جاے اعتراض اکابر صحابہ ہو مگر اس کا یہہ نتیجہ نہ سمجہنا چاہیئے کہ آپسے سب صاحب بیزار ہوگئے اور آپکو دشمنونکے قبضہ مین چہوڑ دیا کیونکہ اوپر کی تقریر سے یہہ اشتباہ بالکلیہ دفع ہوتا ہے علاوہ اسکے روایات صحیحہ سے جو درباب مدد و نصرت صحابہ کرام اوپر گذر چکین اور تقریر محاکمہ مذکورہ سے اس وہم کی بنیاد قطع ہوتی ہے) دیکہو۔ اگر ایک شخص کے دو چار بیویان ہون تو ونمین باہم کسقدر سوتیا ڈاہ ہوتی ہے۔ ایک دوسرے کی دشمن جانی خون کی پیاسی رہتی ہے۔ کہلم کہلا عداوت اور بغض کا اظہار باہمی کینہ

حسد رکھنا کس درجہ ہوتا ہے مگر امہات مومنین ازواج مطہرات جناب نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والتسلیمات کو خداوند تعالےٰ نے اس بلا سے کس درجہ محفوظ رکھا۔ تاہم امر خلقی سے مجبور تھین اور انقباض خاطر اور غیرت طبعی کے آثار کسی کسی وقت ظاہر ہو ہی جاتے تھے اور اس سے کہان تک انسان بچ سکتا ہے۔ جناب رسول خدا نے فرمایا ہے۔ جب شیطان اہل عرب کے کافر ہونے سے مایوس ہو گیا تو اونکو باہمی خانہ جنگیو نمین لگا دیا۔ اسی طرح جب مرد با ایمان کے گمراہ ہونے کی اوسکو امید باقی نہ رہی تو اوسکے دل مین وسوسے ڈالنا اور خطرات نفسانی پیدا کرنا شروع کیا اور یہہ وسواس نفس تو صریح ایمان کی علامت ہے۔ (کیونکہ چور خالی مکان مین نہین گہستا جہان اسباب نقد وجنس دیکھتا ہے وہان جاتا ہے تو خطرات شیطانی بہی اوسی دل مین گذرینگے جسمین ایمان کا سکان ہوا ور جس دل مین ایمان کا گذر نہین وہان خطرات نفسانی کا بہی دخل نہین) اکثر روایات سے ظاہر ہے کہ بوجہ انقباض خاطر ہمدردی و نصرت بعض صاحبون نے نہ کی مگر یہہ وہی لوگ ہین جو جناب سرورعالم کی بشارت اور سوابق اسلامیہ۔ (جناب عثمانؓ کے حق مین) بہول گئے۔ بمضمون حفظت شیئا وغابت عنك اشیاء کوئی کوئی بات یاد رہی اور بہت کچہہ بہول گئے۔ ایسے لوگونکی عادت ہے کہ ادنیٰ درجہ کی لغزش کو ایک کی جگہہ دس ظاہر کرتے ہین اور خفیف بات بڑہا کر اوسکو محمل فاسد پر حمل کرتے ہین۔ (ظاہر ہے کہ یہہ لوگ جماعت صحابہ مین نہ تھے کیونکہ اونکی شان عالی ہے اونکے نفوس پاک اور خیالات نفیس ہین) اور جو حضرات جناب رسول خدا کی بشارات اور حضرات صحابہؓ کے سوابق اسلامیہ اور شرف صحبت کو یاد رکہتے ہین اگر کسی صاحب سے بمقتضاے بشریت کوئی امر خلاف اونکے رتبہ کے سرزد ہوا تو ایک کی جگہہ ایک ہی

بلکہ نصف پر قناعت کرکے ظاہر کرتے ہین اور پہر اوسکا عذر بہی بیان کردیتے ہین -
(یہہ حضرات صحابہ کرام کی شان ہے) ذٰلِكَ فَضْلُ اللّٰهِ يُؤْتِيهِ مَنْ يَّشَاءُ وَاللّٰهُ
ذُوالْفَضْلِ الْعَظِيْمِ - (اور جبکہ صحابہ کرام کی بزرگی وفضیلت معلوم ہوگئی اور یہہ بہی
بیان مذکورہ بالا سے ظاہر ہوا کہ اونمین بغض وعناد باہمی نہ تہا اگر احیانًا بسبب نقاضٔ
خاطر کے کچہہ شکر رنجی ہوجاتی تہی تو اوسکا اثر دلون مین قائم نہ ہونے دیتے تہے بلکہ
بالمشافہہ بہت جلد دلی کدورت زبانسے بیان کرکے ایک دوسرے سے صفائی کرلیتے تہے
چنانچہ سندًا ہم یہہ قصہ پیش کرتے ہین ناظرین باتمکین بچشم قبول ملاحظہ فرماوین -)
ابو صالح ذکوان صہیب جناب عباس رض کے غلام سے ناقل ہین صہیب کا قول ہی
کہ مجہکو میرے آقای نامدار جناب عباس رض عم بزرگوار نبی مختار نے جناب عثمان رض کے بلانیکو
بہیجا مین آپکی خدمت مین حاضر ہوا - جناب عثمان رض اوسوقت اپنے یار واحباب کی دعوت
مین مصروف تہے - دن کا کہانا یارونکو کہلارہے تہے - میرے بلاتے ہی آپ میرے
ساتہہ جناب عباس رض کے پاس چلے آے اور آتے ہی یہہ دعائیہ کلمہ فرمایا "خدا کری آپکی
ذات فلاح یاب ہوا اے ابی الفضل" جناب عباس رض نے جواب دیا "اے امیرالمومنین
خدا آپ کوبہی خوش رکہے" پہر جناب عثمان رض نے فرمایا - جسوقت آپکا آدمی میرے بلانیکو
پہونچا مین یارونکو کہانا کہلارہا تہا بس اونکو کہانا دیکر فورًا ہی آپکے پاس چلا آیا (جناب
علی رض اور جناب عثمان رض مین کچہہ رنج ہوگیا تہا حضرت عباس رض جانتے ستہے اور دونون مین
صفائی کرا دینا چاہتے تہے -) جناب عباس رض نے فرمایا "امیرالمومنین - مجہکو خبر پہونچی ہے
کہ آپکو جناب علی رض اور اونکے طرفدارون کی نسبت کچہہ شکایت ہے اور آپ ناخوش ہین
مین آپسے التجا کرتا ہون کہ باہمی رنج وملال میری خاطر سے دفع کردیجیئے اور آپس مین

میل و اتفاق رکھیئے" جناب عثمان نے فرمایا "جو لوگ آپکے دوست ہین مین اونمین سب سے
زیادہ آپکی محبت کا دعویٰ رکھتا ہون اور آپکی سفارش قبول کرتا ہون۔ اگر جناب علی چاہتے
تو وہی ہر کام مین نظر آتے مگر اونھون نے نہ مانا اور خود رائی کی" پھر جناب عباس رضہ
نے حضرت علیؓ کو بلایا اور اونسے فرمایا "مین جناب عثمان رضہ کے معاملہ مین آپسے خدائے
کریم کو یاد دلاکر کہتا ہون کہ آپ اپنے چچازاد اور پھوپھی زاد بھائی اور اپنے دینی بھائی
اور اپنے ساتھی جناب رسول خدا کے شرف صحبت مین شریک۔ ان سب پر فضیلت
یہہ کہ آپکے خلیفہ جنکی آپنے بیعت کی۔ جناب عثمان رضہ کے حقوق مذکورہ مین نظر فرمایئے"
جناب علی رضہ نے فرمایا۔ (بیشک مین مانتا ہون مگر) "خدا کی قسم دنیوی معاملات مین تو
مین انکا فرمانبردار رہون اگر فرماوین تو مین اپنا سارا گھر بار چھوڑ کر نکل جاؤن لیکن
خدا کا حکم بجالانے مین ذرہ برابر بھی سستی اور کاہلی روا نہ رکھونگا" راوی کا قول ہے
کہ یہہ روایت صحیح الاسناد ہے اور مین نے خوب یاد کرلی ہے بارہا اپنے اوستاد شیخ کو
سُنائی۔ (ازالۃ الخفا)

درحقیقت جناب شاہ ولی اللہ صاحب دہلوی رحمۃ اللہ علیہ نے وہ بات بیان
فرمائی ہے کہ جس سے تمام شُبہات دفع ہوگئے۔ مرد حق شناس کیواسطے اس سے زیادہ
دلیل روشن و حجت کی اب ضرورت باقی نہین رہی۔ شاہ صاحبؒ کا خلاصہ کلام یہ ہے
کہ صحابہ کرام بغض و حسد و نفاق و دلی کدورت سے پاک و مبرا تھے۔ اگر ان حضرات مین سے
کسی کی نسبت عدم اعانت و نصرت جناب عثمان رضہ کا شائبہ بھی ہے تو وہ محض انقباض
خاطر کا نتیجہ ہے اور روایات سابقہ سے صحابہ کرام رض کی مستعدی اور جناب عثمان رضہ کی
مدد و نصرت کو آنا اور آپ کی ممانعت سے مجبور و خاموش رہنا بخوبی ظاہر ہوچکا ہے

جناب علیؓ اور جناب عثمانؓ کا ذکر جو آخر مین لاے ہین اوس سے یہہ امر ثابت کیا ہے کہ اگر حضرات صحابہ کرام مین کسی قسم کی شکر رنجی ہو جاتی تہی تو وہ دین کے معاملات مین ہوتی تہی مثلاً اگر کسی معاملہ مین جناب عثمانؓ نے بغرض تحقیق نفس معاملہ حکم دینے مین گونہ تاخیر کی تو اوسپر اور صحابہ کرام اس خیال سے کہ امر دین کے اجرا کرنے مین تامل نہ کرنا چاہیے کشیدہ خاطر ہو جاتے تہے۔ جناب عثمانؓ کے تاخیر کرنیکی وجہ موجہ ہوتی تہی صحابہ کرام کا اعتراض بہی بیجا نہ ہوتا تہا جیساکہ ولید بن عقبہ کی بابت اوپر گذر چکا ہے۔ یا عمال کی بحالی و برطرفی ادنی ادنی شکایات پر کرنا۔ اسکو جناب عثمانؓ بوجہ رحمدلی اور نیک مزاجی اپنی کے جائز نہ رکہتے تہے۔ اسوجہ سے عوام مین شورش پیدا ہوتی اور رشدہ شدہ صحابہ تک یہہ باتین پہونچتین جسکی وجہ سے یہہ حضرات آپسے شکایت کرتے اور آپ اونکی راے کے موافق انتظام فرماتے تہے پہر کوئی شکایت باقی نہ رہتی تہی مگر ان جزئی امور کا اثر اون پاک دلونمین مستقر و مستحکم نہ ہوتا تہا بلکہ فوری جوش اسلامی وحمیت دینی کے باعث کسیقدر کبیدہ خاطر ہوتے پہر صاف ہو جاتے تہے۔ دین اسلام نے علی العموم سب مسلمانونکو تعلیم دی ہے کہ آپس مین مسلمان ایک دوسرے سے میل ومحبت رکہین ہر ایک مسلمان اپنے بہائی مسلمان سے صاف دل رہے۔ اگر حیاناً کسی کو کسی سے رنج پہونچے تو برملا دوسرے شخص کے روبرو ظاہر کر دے تاکہ دونون کے دل صاف ہو جائین۔ صحابہ کرام جنکے نفوس مزکّٰی اور شرف صحبت رسول پاک سے مہذب ومجلّٰی ہین انکی شان اور مرتبہ تو نہایت اعلی ہے۔ انکے دل تو نہایت درجہ صاف ہین انکا نفس امارہ مغلوب ہے انکو دولت صحبت نبوی سے مرتبہ نفس مطمئنہ حاصل ہے۔ انکی نسبت باہمی بغض وحسد کا گمان کرنا نہایت درجہ کوتاہ بینی اور اپنی عاقبت کی تباہی وبربادی ہے

علی الخصوص حضرات عشرۂ مبشرۂ - یا انکے علاوہ اور جنکو آنحضرت صلعم نے جنتی ہونے کی بشارت دی ہے انکی شان و مرتبہ کا کیا پوچھنا پھر انکی نسبت انکے خلاف مرتبہ کوئی لفظ بے ادبی کا زبان سے نکالنا یا دل مین انکی جانب سے سوءظن رکھنا سراسر اپنے دین و ایمان کا زیان ہے ان حضرات مین باہم جو کچھہ منازعات و مخاصمات واقع ہوے ہین اونکو نیک محمل پر رکھنا چاہیئے اور ان معاملات مین گفتگو کرنا بھی مناسب نہین - خداوند تعالے نے ان حضرات کو بزرگ کیا - انکے خون پاک کیئے - ہمکو بھی اپنی زبان انکی برائی سے روکنا لازم و واجب ہے - بعض لوگ کہہ بیٹھتے ہین کہ صحابہ معصوم تو تھے نہین اگر اونسے غلطی یا گناہ ہوگیا ہو تو حرج ہی کیا - آخر کو وہ بھی بشر تھے فرشتے تو نہ تھے یا انبیاے کرام کی طرح کچھہ معصوم نہ تھے - ہماری راے مین یہہ الفاظ بھی ہماری زبان سے نکلنا خلاف ادب مین داخل ہے اور ہم اس کو سوء اعتقادی مین شمار کرتے ہین - ہم تسلیم کرتے ہین کہ صحابہ معصوم نہ تھے مگر اونکا مرتبہ ہماری زبان کو روکتا ہے کہ خبردار اونکی نسبت اس قسم کا وہم بھی نہ کر - یہی پاس ادب ہے کہ ہمکو فرقہ تبرائی سے ممتاز و ممیز کر رہا ہے -

اخبار سیر و عادات جناب عثمان رض متعلق بہ نظام ملکی

مبحث فضائل مین ضمناً بعض سیر و عادات ہم لکھہ آے ہین اب انکے علاوہ اس مقام پر ہم اور کچھہ لکھتے ہین حسن بصری رح فرماتے ہین - ایک مرتبہ اتفاقاً میرا گذر مسجد نبوی مین ہوا اوسوقت جناب عثمان رض وہان تشریف رکھتے تھے - آپنے چادر مبارک کو مثل تکیہ کے بنا لیا تھا اور اوس سے ٹیک لگاے بیٹھے تھے اس اثنا مین دو شخص قوم کی سقہ (بہشتی)

اپنا مقدمہ لیکر حاضر ہوے۔ ان دونون مین کسی بات پر جھگڑا تھا۔ آپنے دونون کا بیان سنکر دونون مین فیصلہ کر دیا اور وہ دونون راضی خوشی واپس گئے۔

شعبیؒ سے روایت ہے کہ جناب عمرؓ اہل قریش کو امارت وحکومت کم دیتے تھے اونکے واسطے آپکا حکم تھا کہ مدینہ ہی مین رہین باہر نہ جانے پاوین۔ اس حکم کے اجرا مین بعض وقات آپکو قریش سے رنج بھی پہونچتا تھا مگر آپکا قول تھا۔ "مجھکو تم لوگونکے بلاد اسلامیہ مین منتشر ہونے اور جابجا پھیل جانے سے امت محمدی مین بہت بڑا خوف ہے"۔ اگر قریش مین سے کوئی شخص آپسے جہاد مین جانے کی اجازت چاہتا تو آپ یہہ جواب دیتے "جناب رسول خداؐ کے ساتھہ جو کچھہ جہاد تم کر چکے ہو بس تمکو وہی کافی ہین اور اسیقدر ثواب فضیلت تمہارے حق مین بہت ہے۔ اب اسوقت تمہارے واسطے اسی مین بہتری ہے کہ تم دنیا کو نہ دیکھو اور نہ وہ تمکو دیکھے"۔ یہہ حکم آپکا مہاجرین کے واسطے مخصوص تھا باقی عام اہل مکہ کو اجازت تھی جہان جسکا جی چاہے رہے۔

جناب فاروقؓ کے بعد جب جناب عثمانؓ تخت خلافت پر جلوہ فرما ہوی آپنے مہاجرین کو اجازت دی اور جہان جسکا جی چاہا چلے گئے یہان تک کہ آپکے عہد مین تمام ممالک اسلامیہ مین یہہ بزرگوار پہونچے اور جس مقام پر یہہ پہونچے وہان کے لوگ انکی طرف عزت وحرمت کے ساتھہ ملتفت ہوے۔ اس آزادی سے مہاجرین کے نزدیک جناب عثمانؓ بہ نسبت جناب عمرؓ کے زیادہ تر محبوب ہو گئے۔ جناب عثمانؓ کا دستور تھا کہ اپنے عہد خلافت مین ہر سال لوگونکے ساتھہ حج کو تشریف لیجاتے تھے۔ امہات مومنینؓ کو بھی اپنے ہمراہ لیجاتے رہے جیسا جناب عمرؓ کا دستور تھا کہ امہات مومنین کے ساتھہ حج ادا کیا کرتے تھے۔

علی الخصوص حضرات عشرہ مبشرہؓ - یا انکے علاوہ اور جنکو آنحضرت صلعم نے جنتی ہونے کی بشارت دی ہے - انکی شان و مرتبہ کا کیا پوچھنا پھر انکی نسبت انکے خلاف مرتبہ کوئی لفظ بے ادبی کا زبان سے نکالنا یا دل مین انکی جانب سے سوء ظن رکھنا سراسر اپنے دین و ایمان کا زیان ہے - ان حضرات مین باہم جو کچھہ منازعات و مخاصمات واقع ہوے ہین اونکو نیک محمل پر رکھنا چاہیئے اور ان معاملات مین گفتگو کرنا بھی مناسب نہین - خداوند تعالے نے ان حضرات کو بزرگ کیا - انکے خون پاک کئے - ہمکو بھی اپنی زبان انکی برائی سے روکنا لازم و واجب ہے - بعض لوگ کہہ بیٹھتے ہین کہ صحابہ معصوم تو نہین اگر اونسے غلطی یا گناہ ہو گیا ہو تو حرج ہی کیا - آخر کو وہ بھی بشر تھے فرشتے تو نہ تھے یا انبیاے کرام کی طرح کچھہ معصوم نہ تھے - ہماری راے مین یہہ الفاظ بھی ہماری زبان سے نکلنا خلاف ادب مین داخل ہے اور ہم اس کو سوء اعتقادی مین شمار کرتے ہین - ہم تسلیم کرتے ہین کہ صحابہ معصوم نہ تھے مگر اونکا مرتبہ ہماری زبان کو روکتا ہے کہ خبردار اونکی نسبت اس قسم کا وہم بھی نہ کر - یہی پاس ادب ہے کہ ہمکو فرقہ تبرائی سے ممتاز و ممیز کر رہا ہے -

اخبار سیر و عادات جناب عثمانؓ متعلق بہ نظم ملکی

مبحث فضائل مین ضمناً بعض سیر و عادات ہم لکھہ آے ہین اب انکے علاوہ اس مقام پر ہم اور کچھہ لکھتے ہین حسن بصریؒ فرماتے ہین - ایک مرتبہ اتفاقاً میرا گذر مسجد نبوی مین ہوا اوسوقت جناب عثمانؓ وہان تشریف رکھتے تھے - آپنے چادر مبارک کو مثل تکیہ کے بنا لیا تھا اور اوس سے ٹیک لگاے بیٹھے تھے اس اثنا مین دو شخص قوم کے سقہ (بہشتی)

اپنا مقدمہ لیکر حاضر ہوے۔ ان دونون مین کسی بات پر جھگڑا تھا۔ آپنے دونون کا بیان سنکر دونون مین فیصلہ کردیا اور وہ دونون راضی خوشی واپس گئے۔

شعبیؒ سے روایت ہے کہ جناب عمرؓ اہل قریش کو امارت وحکومت کم دیتے تھے اونکے واسطے آپکا حکم تھا کہ مدینہ ہی مین رہین باہر نہ جانے پاوین۔ اس حکم کے اجراءمین بعض اوقات آپکو قریش سے رنج بھی پہونچتا تھا مگر آپکا قول تھا "مجھکو تم لوگونکے بلاد اسلامیہ مین منتشر ہونے اور جابجا پھیل جانے سے امت محمدی مین بہت بڑا خوف ہے"۔ اگر قریش مین سے کوئی شخص آپسے جہاد مین جانے کی اجازت چاہتا تو آپ یہ جواب دیتے "وہ جناب رسول خداؐ کے ساتھہ جو کچھہ جہاد تم کرچکے ہو بس تمکو وہی کافی ہین اور اسیقدر ثواب وفضیلت تمہارے حق مین بہت ہے۔ اب اسوقت تمہارے واسطے اسی مین بہتری ہے کہ تم دنیا کو نہ دیکھو اور نہ وہ تمکو دیکھے"۔ یہہ حکم آپکا مہاجرین کے واسطے مخصوص تھا باقی عام اہل مکہ کو اجازت تھی جہان جسکا جی چاہے رہے۔

جناب فاروقؓ کے بعد جب جناب عثمانؓ تخت خلافت پر جلوہ فرما ہوئے آپنے مہاجرین کو اجازت دی اور جہان جسکا جی چاہا چلے گئے یہان تک کہ آپکے عہد مین تمام ممالک اسلامیہ مین یہہ بزرگوار پہونچے اور جس مقام پر یہہ پہونچے وہان کے لوگ انکی طرف عزت وحرمت کے ساتھہ ملتفت ہوے۔ اس آزادی سے مہاجرین کے نزدیک جناب عثمانؓ بہ نسبت جناب عمرؓ کے زیادہ تر محبوب ہوگئے۔ جناب عثمانؓ کا دستور تھا کہ اپنے عہد خلافت مین ہر سال لوگونکے ساتھ حج کو تشریف لیجاتے تھے۔ امہات مومنینؓ کو بھی اپنے ہمراہ لیجاتے رہے جیسا جناب عمرؓ کا دستور تھا کہ امہات مومنین کے ساتھہ حج ادا کیا کرتے تھے۔

جناب عثمان رضؓ نے ممالک محروسہ مین عام حکم جاری کر دیا تہا کہ جملہ عمال ہوسم حج مین مجھکو بمقام مکہ معظمہ ملا کرین اور جس شخص کو کسی عامل سے یا کسی دوسرے سے ظلم پہونچا ہو وہ بہی اسی زمانہ مین آکر ملے عمال کو سخت تاکید تہی کہ رعایا کو نیک کامونکی ہدایت اور بری باتون سے ممانعت کرو۔ اگر کوئی قوی شخص کسی بیچارہ غریب ضعیف پر ظلم کریگا تو مین مظلوم کا طرفدار رہون ظالم سے اوسکو حق دلاؤنگا۔

آپ کے عہد مین جب دنیوی ترقی خوب ہوئی اور چارون طرف سے دولت بحساب آنے لگی۔ تو لوگ عیش و آرام مین منہمک ہوے۔ لہو ولعب کی جانب طبیعتین مائل ہوئین۔ سب سے اول بیکاری مین دل بہلانیکا شغلہ کبوتر بازی غلیل بازی تہی جسمین شوقین مزاج مبتلا ہوے۔ جناب عثمان رضؓ نے اس بیکار و لغو کہیل کے انسداد کیجانب توجہ فرمائی۔ آپ کی خلافت کو آٹہوان سال تہا کہ آپنے ایک شخص کو قبیلہ بنی لیث سے اس کام پر مقرر فرمایا کہ جس گہر مین پر دار کبوتر دیکہو فوراً اونکے پر قینچی سے کتر ڈالو۔ جسکے ہاتہہ مین غلیل پاؤ فوراً چہین کر توڑ ڈالو۔

کسی نے سعیدؓ بن المسیب سے سوال کیا۔ محمد بن ابی حذیفہ کو کیا سوجہی کہ جناب عثمان رضؓ ایسے بزرگ۔ رحمدل خلیفہ حق پرست سے باغی ہو گئے اور مصریونکے ساتہہ ہو کر آپ پر خروج کیا۔ سعیدؓ نے جواب دیا۔ جناب عثمان رضؓ کی عادت تہی کہ اپنے خاندان کے یتیم لاوارث بچونکی پرورش فرماتے اور سارا بار اونکا اوٹہاتے تہے۔ محمد بن حذیفہ کو بہی آپنے اپنے بچونکی طرح پالا اور پرورش کیا۔ تمام بار اُنکا اوٹہایا یہانتک کہ یہہ بڑے ہو گئے۔ آپ ہی کے گہر مین رہتے تہے اور انکے جملہ اخراجات کے آپ متکفل تہے ایک روز محمد بن حذیفہ نے کہا "مجھکو کسی جگہہ عامل کر دیجیے" آپ نے فرمایا۔ اے

میرے بیٹے۔ اگرمین اسکو پسند کرتا تو بغیر تمہاری استدعا کی تمکو عامل کر دیتا۔" اونہون نے کہا "اچھا آپ مجھکو اجازت دین تاکہ مین کہین باہر نکلون اور کچھ کمائی کرون۔" آپنے فرمایا "جہان تمہارا جی چاہے شوق سے جاؤ۔" جب یہہ جانیکو آمادہ ہوے آپنے سامان سفر اپنے پاس سے درست کر دیا۔ سواری عنایت فرمائی اور کچھ نقد بھی دیکر رخصت کیا۔ محمد بن ابی حذیفہ آپکو چھوڑ کر مصر پہونچے اور آپ کے مخالفین کے ساتھہ ہو گئے۔

عمار بن یاسرؓ اور عباس بن عتبہ بن ابی لہب دونوں مین کچھہ رنجش تھی۔ ایکمرتبہ دونون مین تکرار ہوئی اور گالی گلوچ تک نوبت پہونچی۔ جناب عثمانؓ کے سامنے یہہ مقدمہ پیش ہوا آپنے دونوکو سزادی۔ ان دونونکی لڑائی کا یہہ نتیجہ ہوا کہ دونونکے خاندان والے باہم عداوت رکھتے تھے۔

کسی شخص نے جناب عباسؓ بن عبدالمطلب کی توہین کی۔ جناب عثمانؓ نے اُس شخص کو تعزیراً مارا اور فرمایا۔ رسول مقبول تو اپنے عم بزرگوار کی تعظیم فرماوین اور مین اونکی اہانت اور ذلت کو خفیف سمجھکر خاموش رہون اور ذلیل کرنے والے کو کوئی سزا نہ دون۔ کیا یہی انصاف اور شریفونکی قدر دانی ہے جس شخص نے عم بزرگوار جناب رسول خداؐ کی بیحرمتی کی اور اس پر راضی ہوا۔ اوسنے آنحضرت صلعم کی مخالفت کی۔ آپکا یہہ فعل لوگون نے بہت پسند کیا۔

سالم بن عبداللہ سے کسی نے سوال کیا۔ محمد بن ابی بکرؓ کسواسطے جناب عثمانؓ سے برگشتہ ہوے۔ جواب دیا غضب نفسانی اور طمع دنیوی نے انکو راہ حق سے پھیر دیا۔ اسلام مین انکا مرتبہ کسقدر عالی تھا۔ برے لوگونکے فریب دینے مین آگئے اور طمع دامنگیر ہوئی۔ محمد بن ابی بکرؓ آپنے عزیز دنکے ساتھہ بحسن سلوک پیش آتے تھے

اس قسم کے آدمی اکثر مقروض بہی ہوجاتے ہین۔ کسی وجہ سے انکے ذمہ کوئی حق ثابت ہوا جناب عثمان رضنے وہ حق انسے وصول کیا۔ بس یہہ وجہہ ہوئی کہ آپسے عداوت کہنے لگے۔ کچہہ لوگونکا بہکانا باعث طمع امارت ہوا۔ کچہہ دلی کدورت اوسکی ساتہہ مل گئی اچہا خاصہ نام محمد تہا نفس شریر کے ہاتہون مذمم لقب ہوگیا۔

کعب بن ذی حنکہ نہدی نام ایک شخص کوفہ مین شعبدہ باز تہا۔ جناب عثمان رض کو جب اسکی خبر پہونچی آپنے ولید بن عقبہ کو جو اوسوقت عامل کوفہ تہے فرمان لکہا کہ کعب کو سزا دیکر شہر بدر کردو۔ ولید نے آپکے حکم کی تعمیل کی اور کعب کو سزا دیکر شہر سے نکال دینا وند بہیجدیا۔ کعب بہی گروہ بلوائیان مین تہا اور جناب عثمان رض کی ہجو مین چند شعر کہے۔ جنکا ماحصل یہہ ہے۔

اپنی جان کی قسم۔ اگر تمنے مجہکو میرے گہر سے نکال دیا تو کیا حاصل ہوا میری زلتون اور خطاؤنسے جو باز رہنے کی طمع کرتے ہو وہ لاحاصل ہے اے عثمان رض تمنے حق کی طرف میرے رجوع ہونیکی امید کی تم اسی امید مین عمر بہر دہوکے مین پڑے رہوگے۔ میرا یہ دیس مین رہنا اور تکلیف سفر اوٹہانا اور خدا کو برا کہنا یہہ تو بہت کم ہے۔ البتہ دینا وند مین تیرے رات دن بددعا کرتا رہتا ہون۔

کوفہ مین ایک شخص ضابی بن حرث برجمی تہا جس زمانہ مین حکومت ولید بن عقبہ کوفہ مین تہی اسنے انصار سے ایک کتا شکاری جسکا نام فرحان تہا اور ہرن کو شکار کرتا تہا عاریۃً مانگا۔ وہ کتا ضابی کے پاس رہا۔ اسنے عند الطلب انصار کو واپس نہ دیا۔ جب آسانی و نرمی سے کام نہ نکلا تو انصار نے جبراً قہراً ضابی سے اپنا کتا

چھین لیا۔ ضابی کا کچھہ اوربس تو چلا نہین۔ کرتا ہی کیا اکیلا ایک قوم کا مقابلہ کرنا بہی غیر ممکن تہا۔ اپنے دل کی آگ کو زبانی ہجو و مذمت سے نکالا۔ انصار نے ہتک حرمت کا دعویٰ کیا اور جناب عثمان رضؓ کے دربار مین نالش کی۔ آپنے ضابی کو تعزیر دیکر قید خانہ بہیجدیا۔ وہ قید خانہ ہی مین مرگیا۔ حالت قید مین ضابی نے جناب عثمان رضؓ کی شان مین کچھہ شعر کہے جس مین آپ کے قتل ہونے کی تمنا ظاہر کی ہے۔

مین نے ارادہ کیا تہا مگر نکر سکا اور تمنا رہ گئی کہ کاش عثمانؓ کی بیویونکو

مین بیوہ کر دیتا اور وہ اونپر روتین۔ کم کہنے والیان ہین جو کہتی ہون

کہ افسوس ضابی قید مین مرگیا اور کوئی اوسکے خون کا جھگڑنیوالا نہین

کہ عثمان رضؓ سے بدلہ لے۔

یہہ قصہ تو ضابی کا ہے اسی کی وجہہ سے اوسکا بیٹا عُمیر آپکا دشمن ہوگیا اور کمیل بن زیاد کو ہمراہ لیکر بقصد قتل جناب عثمان رضؓ مدینہ منورہ مین آیا۔ کمیل نے آپکے قتل سے انکار کیا مگر عمیر نے موقع پاکر جرأت کی اور آپ پر حملہ کیا۔ آپنے وار خالی دیکر عمیر کے منہہ پر ایک ہاتہہ مارا جسکے صدمہ سے وہ چوتڑ و نکے بل زمین پر گر پڑا اور کہنے لگا۔ اے امیر المومنین۔ آپنے مجھکو مارا اور تکلیف دی۔ آپنے فرمایا۔ کیا تو نے میرے قتل کا قصد نہین کیا تہا۔ اوسنے کہا۔ خدا کی قسم۔ میرا یہہ قصد نہین تہا۔ جناب عثمان رضؓ نے بکمال شفقت و رحمدلی فرمایا "اگر یہہ بات نہ تہی تو مجہسے بدلہ لے" عمیر نے کہا "غیر جانے دیجیے مین معاف کرتا ہون"

یہہ قصہ واقعہ شہادت سے پہلے کا ہے اور یہہ عمیر بن ضابی وہی شخص ہے جسکا نام پہلے آچکا ہے اور جسنے بعد شہادت آپکے جسم مبارک پر لاتین مارین اور یہہ کہا

کہ تم نے میرے باپ کو قید کر کے مار ڈالا۔ عمیر او رکمیل دونون حجاج کے زمانہ تک زندہ رہے اور اوسنے دونونکو قتل کیا ہے۔

روایت ہے کہ حضرت طلحہ رض نے جناب عثمان رض سے پچاس ہزار درم قرض لئے تھے ایک روز طلحہ رض نے فرمایا۔ آپکا روپیہ سب موجود ہے لے لیجئے۔ ارشاد ہوا۔ وہ تمہارا ہی ہے اور تمہاری مروت کے عوض مین تمکو دیتا ہون۔

علامہ اصمعیؒ کہتے ہین کہ عبداللہ بن عامر رض نے اپنی طرف سے قطن بن عبد عوف کو ایک لشکر مجاہدین کا سردار کر کے مہم کرمان پر بھیجا۔ اثنار راہ مین ایک مقام پر ندی حائل ہوئی جو سیلاب کی وجہ سے خوب طغیانی پر تھی اور راستہ بغیر عبور کے دوسرا نہ تھا۔ کسی کی ہمت نہ پڑتی تھی کہ چڑھی ندی مین گھس پڑے اور اپنی جان ھلکہ مین ڈالے قطن نے لشکر کا رخ دیکھا اور اونکی ہمتین پست دیکھکر خوف کھایا کہ اگر ہمارے پہونچنے مین تاخیر ہوئی تو دشمن ہاتھ سے نکل جائیگا۔ بالآخر سوچ سمجھکر کہا "یارو۔ جو اس بہتے پانی سے اوس پار ہو جاوے اوسکو ایکہزار درم انعام دونگا" اس فقرہ کے سنتے ہی سب کے سب بہ طمع انعام ایک دم مین اوس پار ہو گئے اس لشکر مین چار ہزار سپاہی تھے۔ قطن بن عبد عوف نے حسب وعدہ فی کس ایک ہزار درم دیئے جسکی کل میزان چالیس لاکھ ہوئی۔ ابن عامر نے اس رقم کثیر کو بیت المال سے دینے مین انکار کیا اور جناب عثمان رض کی خدمت مین بغرض صدور حکم مناسب اطلاع کی۔ آپنے حکم دیا کہ یہ رقم بیت المال سے ادا کیجائے کیونکہ فی سبیل اللہ مجاہدین کی اعانت مین صرف کرنا ہے۔ اسوقت سے انعام کا نام جائزہ مقرر ہو گیا۔

جناب عثمان رض نے بعض صحابہ کرام کو زمین جاگیر مین عطا فرمائی چنانچہ عبداللہ بن مسعود رض کو

نہرین مین زمین دی۔ حضرت عمار بن یاسر کو استینیا مین اور سعد بن مالک کو قریہ ہرمزان عطا کیا۔ (کتاب الخراج)

قصہ نصاری نجران

حضور سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے عہد مبارک مین یہہ لوگ مطیع ہوے اور جزیہ دینا قبول کیا اور اپنے ملک مین رہے۔ انسے عہدنامہ لکھوالیا گیا اور انکو بھی لکھہ دیا گیا۔ خلافت صدیقی مین بھی انکے ساتھہ وہی معاملات مقررہ رہے۔ جب جناب فاروق اعظم سریر خلافت پر متمکن ہوے آپکو معلوم ہوا کہ ان لوگون نے گھوڑے جمع کیے ہین اور اپنے ملک مین ہتھیار وغیرہ بھی رکھنے لگے ہین آپکو اندیشہ ہوا کہ شاید یہ کسی وقت زور پکڑکر مسلمانونکے مقابل اوٹھہ کھڑے ہون لہذا انکو انکے ملک سے دور کردینا چاہیئے یہہ خیال فرماکر آپنے ملک یمن سے جو انکا وطن قدیم تھا انکو نکال دیا اور بمقام نجران عراق ان لوگونکو آباد کیا۔ یہہ ملک عراق مین جا بسے۔ چونکہ وطن اصلی ہرشخص کو مالوف بالطبع ہے۔ اسی غرض سے عہد خلافت عثمان مین اہل نجران آپ کی خدمت مین حاضر ہوے آپنے بھی انکو عراق مین رکھا اور انکی خواہش کی طرف توجہ نہ فرمائی۔ کوفہ مین ولید بن عقبہ عامل تھے آپنے اونکو اہل نجران کے بابت یہہ فرمان لکھا "یہہ فرمان امیر المومنین عثمان رض کی جانب سے بنام ولید بن عقبہ کے ہے۔ خدا کی سلامتی تمپر ہو۔ اللہ تعالے کی حمد کرتا ہون ایسا اللہ کہ کوئی معبود اوسکے سوا نہین۔ (امابعد) سرداران اہل نجران اور انکے علما عراق کے باشندے میرے پاس آے اور انہون نے مجھسے شکایت کی اور حضرت عمر رض کا عہدنامہ دکھلایا۔ مین نے انکا حال معلوم کیا اور جو تکلیف و ایذا مسلمانون سے (درباب وصول جزیہ) انکو پہونچی وہ بھی دریافت ہوئی اب مین نے

انکے جزیہ مین تخفیف کردی ہے تیس حُلّہ سالانہ انکے جزیہ سے معاف کردیئے اور خدا کی راہ مین چھوڑ دیئے۔ جو زمین عراق مین جناب عمرؓ نے بعوض انکی زمین یمین والی کے انکو ہمیشہ کے واسطے عطا کی ہے مین بھی دیتا ہون اور تم کو انکے ساتھہ نیکی سے پیش آنیکی نصیحت کرتا ہون یہہ لوگ ذمی ہین اور ہمارے عہد وپناہ مین ہین مین انکو پہلے سے بھی خوب جانتا ہون۔ جناب عمرؓ کا لکھا ہوا عہدنامہ انکے پاس سے لیکر دیکھہ لو اور اوسکے بموجب کارروائی کرو جسقدر زمین وغیرہ اوسمین لکھی ہو یا جو شرائط اوسمین درج ہون اوسپر عمل کرو۔ وہ کاغذ پڑھکر پھر انکو واپس کردینا۔ والسلام۔"

نصف ماہ شعبان ۲۷ھ مین یہہ حکمنامہ حمران بن ابان نے لکھا۔ (کتاب الخراج)

حمران بن ابان آپکے کاتب تھے۔ انکی نسبت ایک روایت اس طرح ہے کہ ایکمرتبہ جناب عثمانؓ علیل ہوے اور حالت مرض مین آپنے حمران سے ارشاد کیا "میری طرف سے بطور وصیت لکھو کہ عبدالرحمنؓ بن عوفؓ میرے بعد خلافت پر مقرر کیے جاوین" حمران حضرت عبدالرحمن بن عوف سے ملے اور اونکو مبارکباد دی۔ عبدالرحمنؓ نے کہا۔ یہہ مبارکباد کیسی۔ حمران نے حال بیان کیا۔ عبدالرحمن بن عوفؓ آپکے پاس آئے اور حمران کی زبانی جو سنا تھا ظاہر کیا۔ چونکہ یہہ امر مخفی قابل اظہار نہ تھا حمران نے اپنی نادانی سے ظاہر کردیا۔ جناب عثمانؓ حمران سے بہت ناخوش ہوے اور قسم کہائی کہ حمران کو اپنے ساتھہ نہ رکھینگے اور انکو بصرہ نکال دیا۔ تاوقت شہادت آپکے یہہ بصرہ ہی مین رہے۔ (سراج الملوک)

انتظامات ملکی اور جملہ نظم ونسق آپکے عہد خلافت مین اصول مقررہ عہد خلافت فاروقی پر تھے۔ شائد کسی جزئی امر مین کچھہ تبدل وتغیر ہوا ہو ورنہ مالی وملکی قواعد

اور قوانین وہی ہے جو عہد فاروقی مین مقرر ہوے تھے۔

منجملہ عدل و انصاف آپکے منقول ہے کہ اہل کوفہ کو آپنے لکھہ بھیجا تھا جس کسی کا کوئی حق مجھپر ہو درم یا دینار میری ذمہ ہو یا کسیکو میرے ہاتھہ سے کوئی صدمہ پہونچا ہو وہ وہان آکر اپنا حق مجھسے وصول کرلے یا معاف کردے۔

راوی کا بیان ہی کہ جب یہہ فرمان آپکا اہل کوفہ کو پہونچا جسنے سنا آپکے عدل و انصاف پر رو دیا اور سبنے کہا کہ ہم اپنے حق معاف کرتے ہین۔ (عقد الفرید)

مشہور ہے کہ جناب عثمانؓ کو شعر گوئی کا شوق نہ تھا لیکن بعضے یہہ دو شعر آپکی طرف منسوب کرتے ہین۔

غنی النفس یغنی النفس حتی یکفها	وان عضها حتی یضر بها الفقر
وما عسرة فاصبر لها ان تتابعت	بباقیة الا سیتبعها یسر

جسکا جی غنی ہے وہ شخص اپنے جی کو ہر طرح روک سکتا ہے کیسی ہی تکلیف اور فقر مین مبتلا ہو مگر دلی غنا اوسکو سوال نہ کرنے دیگی اور کوئی تنگی (فقر و فاقہ) باقی نہین رہتی اگرچہ پیہم یکے بعد دیگرے انسان پر آوین بالآخر تکلیف کے بعد راحت تنگی و عسر کے بعد یسر و فراخی ضرور آتی ہے۔ (زہر الآداب)

بعض روایات سے معلوم ہوتا ہے کہ آپ یہہ دو شعر اکثر پڑہا کرتے تھے اور آپکے سوا ان شعرونکا کہنے والا کوئی معلوم نہین ہوتا وہ شعر یہہ ہین۔

تفنی اللذاذة ممن نال صفوتها	من الحرام ویبقی الاثم والعار
یلقی عواقب سوء من مغبتها	لا خیر فی لذة بعدها النار

حرام کی لذت اور مزہ جو شخص مرتکب حرام ہو اوس سے تھوڑی دیر مین

فنا اور نابود ہو جاتے ہین اور گناہ۔ عار و ندامت باقی رہتے ہین۔ وہ شخص لذت چلے جانے کے بعد انجام و نتیجہ بد کو پاتا ہے۔ ایسی لذت مین کیا خیر و برکت ہے جسکے بعد آتش دوزخ ہو۔ (مروج الذہب)

قطعہ تاریخ رحلت امیر المومنین جناب عثمان رضی اللہ تعالی عنہ

چونکہ او دال خیر و احسان بود	در سن دال رحلتش فرمود
سال نقلش بگو بدرد و الم	کہ وفا و حیا شد از عالم

تردید رائے صاحب الفاروق درباب قصہ بی بی شہربانو

ہمسے چند احباب نے کہا کہ بی بی شہربانو کا حال اس عہد مین کہین نہین آیا وہ لکھنا چاہیے کیونکہ شمس العلما جناب مولوی شبلی صاحب نے لکھا ہے کہ بی بی شہربانو کا عہد فاروقی مین اپنی بہنون کے ساتھہ گرفتار ہو کر آنا بالکل غلط مشہور ہو گیا ہے۔ یہہ اگر آئی ہونگی تو عہد عثمانی مین۔ ہم پہلے عبارت الفاروق نقل کرتے ہین پہر اوسکا جواب دیتے ہین (عام طور پر یہہ مشہور ہے کہ جب فارس فتح ہوا تو یزدگرد شہنشاہ فارس کی بیٹیان گرفتار ہو کر مدینہ مین آئین حضرت عمرؓ نے عام لونڈیونکی طرح بازار مین اونکے بیچنے کا حکم دیا لیکن حضرت علیؓ نے منع کیا کہ خاندان شاہی کے ساتھہ ایسا سلوک جائز نہین۔ ان لڑکیون کی قیمت کا اندازہ کرایا جاے پہر یہہ لڑکیان کسی کے اہتمام اور سپردگی مین دی جائین اور اوس سے انکی قیمت اعلیٰ سے اعلیٰ شرح پر لی جاے چنانچہ حضرت علیؓ نے خود انکو اپنے اہتمام مین لیا اور ایک امام حسینؓ کو ایک محمد بن

ابی بکرؓ کو۔ ایک عبد اللہ بن عمرؓ کو عنایت کی۔ اس غلط قصہ کی حقیقت یہہ ہے کہ علامہ زمخشری نے جنکو فن تاریخ سے کچھہ واسطہ نہین ربیع الابرار مین لکھا اور ابن خلکان نے امام زین العابدینؓ کے حال مین یہہ روایت اوسکے حوالہ سے نقل کر دی لیکن یہہ محض غلط ہے۔ اولاً تو زمخشری کے سوا طبری۔ ابن اثیر۔ یعقوبی۔ بلاذری۔ ابن قتیبہ وغیرہ کسی نے اس واقعہ کو نہین لکھا اور زمخشری کا فن تاریخ مین جو پایہ ہے وہ ظاہر ہے۔ علاوہ اسکے تاریخی قراین اسکے بالکل خلاف ہین۔ حضرت عمرؓ کے عہد مین یزدگرد اور خاندان شاہی پر مسلمانونکو مطلق قابو حاصل نہین ہوا۔ مداین کے معرکہ مین یزدگرد مع تمام اہل وعیال کے دارالسلطنت سے نکلا اور حلوان پہنچا جب مسلمان حلوان پر بڑہے تو وہ اصفہان بہاگ گیا اور پہر کرمان وغیرہ مین ٹکراتا پہرا۔ مرو مین پہونچکر ۳۱ھ مین جو حضرت عثمانؓ کی خلافت کا زمانہ ہے مارا گیا۔ اوسکے آل اولاد اگر گرفتار ہوے ہونگے تو اوسیوقت مجھکو شبہہ ہے کہ زمخشری کو یہہ بہی معلوم تہا یا نہین کہ یزدگرد کا قتل کس عہد مین واقع ہوا۔ انتہی ۲

مشہور مورخین جس واقعہ کی نسبت خاموش ہون تو کیا اونکی خاموشی اوس واقعہ کی تکذیب کی دلیل ہوسکتی ہے ابن اثیر۔ طبری وغیرہ نے اس قصہ کو نہین ذکر کیا لیکن اسکی تردید بہی تو اونسے منقول نہین۔ بہت سی روایات ایسی ہین کہ مورخ دیدہ ودانستہ اونکو ترک کر دیتا ہے نہ اس خیال سے کہ وہ روایات ضعیف ہین بلکہ وجہہ یہہ ہوتی ہے کہ جن اصول پر بنار روایت اوسنے رکہی ہے وہ اوسکے مطابق نہین جو کتاب وہ لکھہ رہا ہے اور جو التزام اوسنے کیا ہے اوسمین وہ روایت درج نہین کرتا اگرچہ اوس روایت کو تسلیم کرتا ہے اور اوسکی صحت کا قائل ہے۔

اسکی مثال بعینہ نقل احادیث کی مثال ہے۔ ایک ہی حدیث کو جسے ثقات نقل کر رہے ہین مثلاً امام مسلمؒ نے بہی وہ حدیث اپنی جامع مین نقل کی ہے لیکن بوجہ فقدان بعض شروط امام بخاریؒ اوسکو نقل نہین کرتے۔ توکیا اس صورت مین وہ حدیث صحیح نہین رہیگی یا قابل احتجاج نہوگی۔ البتہ جس حدیث کو دونون صاحبون نے نقل کیا ہے اوسکا پایہ بلند ہوگا بہ نسبت اوس حدیث کے جسکو ایک ہی صاحب نقل کر رہے ہین علیٰ ہذا القیاس ہم کہتے ہین کہ یہہ قصہ ابن اثیر وغیرہ کی نظر سے گذرا اور اسکی صحت کو اونہون نے تسلیم کیا لیکن اپنی کتاب مین کیون نہ ذکر کیا اسکا جواب یہہ ہے کہ جو التزام شروط راویان اخبار کی بابت ان نامی مورخون نے کیا ہے وہ شرائط اس قصہ کے ناقلین مین مفقود تہے اور اگر وہ اس قصہ کی غلطی کا گمان کرتے تب بہی ضرور نقل کرتے اور اپنی رائے ظاہر کر دیتے۔ زمخشریؒ فن تاریخ مین کسی درجہ کے ہون ابن خلکان رحؒ نے اونکی روایت تسلیم کی کیا عجب کہ ابن خلکان کو اور طرق سے اس قصہ کی تصدیق ہوگئی ہو۔ صاحب تاریخ خمیس نے زمخشری کو مانا اور جیسطرح ابن خلکان نے یہہ روایت قبول کی صاحب خمیس بہی نقل کرتے ہین جلد دوم صفحہ ۲۱۹ مطبوعہ مصر ۱۳۰۲ھ ملاحظہ ہو اور جلد دوم مستطرف صفحہ ۶۵ مطبوعہ مصر ۱۳۱۴ھ مین بہی یہہ قصہ عہد فاروقی مین لکہا ہے۔ تاریخی قرائن اس قصہ کی صداقت کے موید ہین کیونکہ جسوقت یزدگرد دارالسلطنت سے بہاگا ہے کس پریشانی و بدحواسی مین تہا یہانتک کہ خزانہ و دیگر سامان کچہہ ساتہہ نہ لیجا سکا۔ مسلمانون نے جہان سب سامان پر قبضہ کیا اوسکے ساتہہ ہی اوسکی آل اولاد کو بہی گرفتار کر لیا۔ قرینہ تو یہی ہے کہ یکہ و تنہا اپنی جان لیکر بہاگا ہوگا۔ ایسے وقت تو نفسی نفسی کا موقع ہوتا ہے بال بچون۔

جورو لڑکون کا چھوٹ جانا بعید نہین - جناب عثمانؓ کی خلافت مین نیز دگرد کی بیٹیونکا
گرفتار ہوکر آنا یہہ محض راے ہے اور اپنی تجویز وتخمین ہے - واقعات عہد عثمانی مین
طبری - ابن اثیر وغیرہ کسی نے نہین لکھا ورنہ جھگڑا ہی کیا تہا - علامہ زمخشری کسی
درجہ کا سہی جب وہ کوئی روایت نقل کرے اور دوسرے مورخون سے اوس روایت
کی تکذیب منقول نہو تواس صورت مین زمخشری کا قول مانا جاویگا یا ہماری آپکی
راے پر فیصلہ ہوگا؟ محض گمان پر حکم لگا دینا مقبول نہین - اگر کسی ضعیف روایت
سے بہی یہہ ثابت ہوجاوے کہ یہہ قصہ عہد عثمانی کا ہے تاہم قرائن عقلی اوس روایت
کے ضعف کو دفع کرکے موید ہوسکتے ہین - پہر اسکے آگے مولف صاحب ممدوح
لکھتے ہین - (اسکے علاوہ جس وقت کا یہہ واقعہ بیان کیا جاتا ہے اوسوقت حضرت
امام حسینؓ کی عمر بارہ برس کی تہی کیونکہ جناب ممدوح ہجرت کے پانچوین سال پیدا
ہوے اور فارس ۱۷ھ مین فتح ہوا اسلیے یہہ امر بہی کسی قدر مستبعد ہے کہ حضرت
علیؓ نے انکی نابالغی مین اوسپر اس قسم کی عنایت کی ہوگی)

یہہ کس روایت سے معلوم ہوا کہ بی بی شہربانو جوان بیس پچیس سال کی تہین
ممکن ہے کہ وہ بہی آٹھ دس برس کی ہون اور جناب علیؓ نے بوجہ ہمسنی یہہ تجویز فرمائی
ہو - پہر اوس زمانہ کے قوی پر لحاظ وغور کرکے دیکہا جاوے تو بارہ برس کا لڑکا اوس
زمانہ کا اس زمانہ کے اٹھارہ بیس برس والیکے مقابل سمجہنا چاہیے اور یہہ کیسے معلوم
ہوا کہ اوسی وقت جناب امام حسینؓ کے سپرد بہی کردی گئین - ہوسکتا ہے کہ اوسوقت
جناب علیؓ کی سپردگی مین رہین اور بعد بلوغ جناب امام حسینؓ کو دی گئین یہہ فرماتے
ہین - (اسکے علاوہ ایک شہنشاہ کی اولاد کی قیمت نہایت گران قرار پائی ہوگی

اورحضرت علیؑ نہایت زاہدانہ اورفقیرانہ زندگی بسر کرتے تہے۔غرض کسی حیثیت سے
اس واقعہ کی صحت پر گمان نہین ہوسکتا) بی بی شہربانو اورانکی بہنون کی قیمت
کی تعداد کسی روایت سے ثابت کرنا چاہیئے پہر یہہ دعوی زیباہے کہ جناب علیؑ اسقدر
قیمت نہین دے سکتے تہے اوریہہ بہی توجناب علیؑ کی رائے تہی کہ یہہ لڑکیان
بازارمین فروخت ہونے کو نہ بہیجی جائین۔کیامعلوم کہ وہ تینون بہنین بعد کو
فروخت ہوئی ہون یاجناب عمرفاروق رضؓ نے بلاقیمت تینون صاحبونکو عنایت
فرمائین۔قرینہ تو یہی ہے کہ جب بازارمین فروخت نہین ہوئین تو بلاقیمت دی گئین
تاکہ خاندان شاہی کی عزت برقرار رہے اوربکنے کا نام جوگونہ معیوب نظرآتاہے
انکے اوپر نہ آوے۔بر تقدیر فروخت ہونیکے کیاجناب علی مرتضیٰ کو فارس کی اموال
غنیمت اورخزانہ کسریٰ اورفرش بہار سے کچہہ حصہ نہ ملا جوآپ کی مفلسی و ناداری کہودیتا
اورآپ بی بی شہربانو کو خرید سکتے۔اسکے بعد لکہاہے۔(حضرت عمرؓ کی تاریخ مین
اس قسم کا واقعہ جومسلم طور پر ثابت ہے اوسمین وہی برتاؤ کیاگیا جوتہذیب و انسانیت کا
مقتضیٰ تہا اورجوآج بہی تمام مہذب ملکونمین جاری ہے۔) اس سے بڑہکر تہذیب و
انسانیت اورکیا ہوگی کہ دارالحرب سے قید ہوکر جولونڈی و غلام آے خاندان
شاہی کی حرمت بحال رکہہ کر اونکو خاندان رسالت سے پیوند کردیا اوران عورتونکو
جناب علی شیرخدا ایسے کی بہو ہونے کی عزت دی۔یہہ کیاتہذیب اورانسانیت مین
داخل نہین۔اس موقعہ پر مولانا شبلی صاحب کو لازم تہاکہ اگراس قصہ سے تعرض
کیاتہاتو اولاً یہہ ثابت کیاہوتاکہ یہہ قصہ عہد عثمانی کا ہے۔اسکی نسبت توصرف
اپنی رائے ظاہر فرمائی۔مشہور قصہ کو غلط بتادیا اوراوسکی غلطی کے قرائن عقلی

بیان کیئے - یہہ قرائن اوسوقت ضرور کام آتے جب کسی روایت سے بہی عہد عثمانی کی واقعات مین ہونے کا گمان ہوسکتا ورنہ اس صورت مین خالی تردید وتغلیط سے تو طالب دلیل اور معارض ساکت نہین ہوسکتا -

ازواج واولاد جناب ذی النورین رض

امیر المومنین جناب عثمان ذی النورین رض نے زمانہ جاہلیت واسلام مین آٹھہ بیویان کین - ان مین سے دو جناب رسول خدا کی صاحبزادیان بی بی رقیہ رض وام کلثوم رض ہین پہلے آپکا عقد بی بی رقیہ رض سے ہوا -

حضرت رقیہ رض کے باب مین اختلاف ہے کہ آنحضرت صلعم کی صاحبزادیون مین آپ بڑی ہین یا حضرت زینب رض قول صحیح یہہ ہے کہ جناب زینب رض سب مین بڑی تہین جسوقت بی بی رقیہ رض پیدا ہوئین - آنحضرت صلعم تینتیس ۳۳ برس کے تہے یعنی ۳۳ واقعہ اصحاب فیل زمانہ جاہلیت مین پیدا ہوئین - (روضتہ الاحباب)

اولاً جناب رقیہ اور ام کلثوم رض دونون صاحبزادیون کے عقد ہوچکے تہے - بی بی رقیہ رض کا نکاح عتبہ بن ابی لہب سے اور بی بی ام کلثوم رض کا نکاح عتیبہ بن ابی لہب سے ہوا تہا - بعض روایت سے یہہ معلوم ہوتا ہے کہ حضرت رقیہ رض عتیبہ کے نکاح مین تہین اوراسی روایت کو روضتہ الاحباب مین مشہور لکہا ہے اور قصہ شیر کا بہی اوسی کی نسبت نقل کیا ہے - خمیس مین اس طرح ہے کہ عتبہ کا نکاح حضرت رقیہ رض سے ہوا اور عتیبہ کا عقد حضرت ام کلثوم رض سے اور شیر کے پہاڑنے کا قصہ عتیبہ کے نسبت لکہا ہے بعد نقل قصہ لکہتے ہین کہ شیر نے کسکو پہاڑا اسمین اختلاف ہے بعض عتبہ کو کہتے ہین

اور بعض عتیبہ کے نسبت یہہ قصہ نقل کرتے ہین اور قاضی عیاض کے حوالے سے عُتبہ کا مقتول ہوتا بیان کیا ہے۔ شواہد النبوۃ مین یہہ قصہ شہیر والا عتبہ کی نسبت بیان کیا گیا ہے مگر عتبہ مین شک کے ساتھہ لکھتے ہین کہ زوج رقیہؓ ہے یا ام کلثومؓ۔ شواہد النبوۃ مین وہ قصہ اس طرح ہے کہ ام المومنین جناب خدیجہؓ نے اپنے حین حیات بی بی زینبؓ کا عقد اپنے بھانجے ابو العاص کے ساتھہ کر دیا تھا اور جناب رسولؐ خدا نے بی بی رقیہؓ کا عقد عتبہ بن ابی لہب سے کیا تھا۔ جب قریش نے آنحضرت صلعم سے عداوت برملا شروع کر دی اور ہر طرح ایذا و تکلیف دینے پر آمادہ ہوے تو قریش نے ابو العاص اور عتبہ سے کہا کہ محمدؐ کی صاحبزادیونکو تم دونون چھوڑ دو محمدؐ کو اس سے صدمہ و غم ہوگا تم دونون کے نکاح قریش کی لڑکیون کے ساتھہ حسب پسند خاطر تمہارے کر دینگے ابو العاص نے جواب دیا۔ مین تو اپنی بیوی کو نہ چھوڑونگا اور قریش کی کوئی لڑکی بھی اسکی برابر میری نظر مین نہین۔ آنحضرت صلعم نے انکی گفتگو سنکر انکی تعریف فرمائی اور بہت خوش ہوے۔ عتبہ طلاق دینے اور چھوڑنے پر راضی ہوگیا مگر قریش سے یہہ وعدہ لے لیا کہ سعید بن ابی العاص کی لڑکی مجھکو دو تو مین محمدؐ کی بیٹی کو چھوڑ دون چنانچہ قریش نے سعید بن ابی العاص کی لڑکی سے عتبہ کا نکاح کر دیا بدبخت عتبہ کا صرف نکاح بی بی رقیہؓ سے ہوا تھا اور ابھی نوبت رخصت نہ آئی تھی کہ وہ نالائق آنحضرت صلعم کی خدمت مین حاضر ہوا اور بکمال گستاخی اور جرأت و بیحیائی آپکے سامنے کہا کہ تمہارا داماد تمپر ایمان نہین لایا یہہ کہکر اپنے ناپاک منہ سے آنحضرت صلعم کی طرف تھوک دیا اور آپ کی صاحبزادی کو طلاق دیکر چلتا ہوا جناب رسالتمآب صلعم اوسکی اس حرکت ناشائستہ سے از بس ناخوش ہوے۔

اوسکے حق مین بد دعا فرمائی اور ارشاد کیا۔ اللھم سلط علیہ کلبا من کلابک
خداوندا! تو اپنے کتو مین سے کوئی کتا اسپر مسلط فرما۔ ابوطالب اوس وقت موجود
تہے جناب رسالتمآبؐ کی بد دعا سنکر عتبہ سے کہا۔ اے بہتیجے تو کسی حیلہ سے آنحضرت
کی بد دعا سے نہین بچ سکتا اور بعضے کہتے ہین کہ ابوطالب نے آنحضرت صلعم سے
کہا۔ اے بہتیجے تمکو اس بد دعا کرنے سے کیا فائدہ ہوا۔ الغرض عتبہ اپنے باپکے
پاس گیا اور آنحضرت صلعم کا بد دعا کرنا ظاہر کیا۔ قریش کو آنحضرت صلعم کی دعا کا
تو عقیدت تہا ہی وہ بہی بدرجہ غایت غمگین اور متردد ہوئے۔ اس کے چند ہی روز
بعد قریش بقصد تجارت شام کو روانہ ہوئے عتبہ بہی ہمراہ تہا۔ رات کے وقت ایک
منزل پر اوترے۔ اوس مقام مین ایک راہب رہتا تہا اوسنے کہا۔ ذرا ہوشیاری
سے سونا۔ اس ملک مین درندے بکثرت ہین۔ ابولہب نے اپنے ساتھیون سے کہا۔
محمدؐ کی دعا سے مجھکو اطمینان نہین جی مین ڈر رہا ہون۔ تمام سامان تلے اوپر رکھکر
اونچا ڈہیر کر دو تاکہ عتبہ اوسپر لیٹے چنانچہ ایسا ہی کیا گیا۔ عتبہ اوس ڈہیر پر سویا اور
سب لوگ اوسکے گرد اپنی دانست مین پوری حفاظت کرکے لیٹے حتی الامکان
اپنا اطمینان کر لیا اور حفاظت مین کوئی دقیقہ فروگذاشت نہ کیا لیکن حفظ حافظ
حقیقی اسکے ساتھ نہ تہی کوئی نتیجہ مفید نہ حاصل ہوا۔

بے عنایات حق و خاصان حق	گر ملک باشد سیاہستش ورق

خداوند تعالے نے اپنر خواب مسلط فرمایا اور سب کے سب بیخبر سو گئے۔ آدہی
رات گذرنے پر ایک شیر آیا۔ پہلے تو اوسنے ہر ایک کو سونگہا پہر جست کرکے عتبہ
پر پہونچا اور ایک ہی طمانچہ مین اسکا پیٹ چاک کر دیا۔ عتبہ ایک چیخ کے ساتھ

دوزخ کو روانہ ہوا خس کم جہان پاک۔

یہہ پہلا نکاح جناب عثمانؓ کا بی بی رقیہؓ سے ہوا اور جناب رسولؐ خدا نے بحکم خدا یہہ عقد کیا۔ یہہ نکاح آپکا قبل اسلام کے ہوا ہے جیسا کہ ہم بحث فضائل مین بالتصریح لکھہ آئے ہین اور بعض کہتے ہین کہ بعد اسلام کے یہہ عقد ہوا۔ تاریخ خمیس مین جس مقام پر آنحضرت صلعم کی اولاد کا ذکر ہے یہہ مرقوم ہے کہ رقیہ ام کلثوم سے بڑی تہین حضرت عثمانؓ کا نکاح اول بعد اونکے اسلام کے ہوا۔ اسکی صحت اور تائید مین اور بہی واقعات ہین جن سے اس نکاح کا بعد اسلام ہونا متیقن ہے اور یہی صحیح ہے خمیس و روضۃ الاحباب اور دیگر روایات سے ثابت ہے کہ جب آیہ کریمہ وانذر عشیرتک الاقربین نازل ہوئی اور آنحضرت صلعم نے دعوت اسلام شروع کی اور قریش کو جمع فرما کر دین اسلام کی طرف بلایا تو اوس مجمع مین ابولہب بہی تہا۔ اوسنے کہا۔ تبالک الھذا دعوتنا۔ کیا اسیواسطے تم نے ہم سبکو بلایا۔ تم کو ہلاکی ہو۔ ابولہب کی شان مین سورہ تبت یدا نازل ہوئی اسپر اور بہی برافروختہ ہوا اور اپنے بیٹے سے کہا محمدؐ کی لڑکی کو طلاق دے ورنہ مین تجہسے بیزار رہون چنانچہ وہ آنحضرت صلعم کی خدمت مین حاضر ہوا اور جیسا کہ اوپر گذرا بکمال بے ادبی پیش آیا۔ اس بیان سے معلوم ہوتا ہے کہ بعد نبوت کے جناب رقیہؓ کو طلاق دی گئی۔ یہہ نکاح ۴ھ نبوت مین ہوا ہی اور سنہ یکم نبوت مین جناب عثمانؓ اسلام لا چکے ہین۔ یہہ واقعات اسی امر کے موجح ہین کہ نکاح بہی بعد اسلام جناب عثمانؓ کے ہوا۔ دوسرا قرینہ اور یہی ہے کہ بی بی رقیہؓ کا صرف عقد ہوا تہا اور اپنے شوہر اول کے گہر رخصت ہوکر نہین گئی تہین کہ اوسنے طلاق دی۔ یہہ جناب عثمانؓ سے عقد ہوا۔ جسطرح ابولہب کے بیٹے کے ہاتہہ سے جو کافر تہا

خداوند تعالیٰ نے انکو محفوظ رکہا۔ اسیطرح جناب عثمان غنی عبدہی حالت جاہلیت مین نہوا ہوگا

جس وقت کفار کی ایذارسانی حد سے گذر گئی تو ایک جماعت اصحاب کبار نے

حبشہ کو ہجرت کرگئی جنمین اصحاب ذیل تہے۔ جناب عثمان ۔ بی بی رقیہ بنت رسولخدا

ابوحذیفہ بن عتبہ بن ربیعہ بن عبد شمس اور انکی بیوی سہلہ بنت سہیل بن عمرو۔ محمد بن

ابی حذیفہ حبشہ ہی مین پیدا ہوے۔ زبیر بن عوام۔ مصعب بن عمیر بن ہاشم۔ عبدالرحمٰن

بن عوف۔ ابوسلمہ بن عبدالاسد بن ہلال بن عبداللہ بن عمرو بن مخزوم۔ انکے ساتہ

انکی بیوی حضرت ام سلمہ بہی تہین۔ عثمان بن مظعون۔ عامر بن ربیعہ انکے ہمراہ انکی

بیوی لیلیٰ بنت ابی حثمہ بہی تہین۔ ابوسبرہ بن ابی رہم۔ سہیل بن بیضا۔ اس جماعت

مہاجرین کے سردار عثمان بن مظعون تہے اور بعضے کہتے ہین کہ جناب عثمان تہے بعض

روایات مین گیارہ مرد اور چار عورتین ہین۔ ہجرت ثانیہ مین حضرت جعفر بن ابی طالب

مع اپنی بی بی اسماء بنت عمیس کے تشریف لیگئے۔ عبداللہ بن جعفر حبشہ ہی مین پیدا

ہوے ہین۔ پہر رفتہ رفتہ اور اصحاب کبار کوئی تنہا۔ کوئی مع اپنے اہل کے حبشہ پہونچے

وہ اصحاب یہہ ہین عمرو بن سعید بن العاص بن امیہ اور اونکی زوجہ فاطمہ بنت صفوان

خالد بن سعید بن العاص اور اونکی بیوی ملیح بن عمرو خزاعی۔ سعید بن خالد حبشہ مین

تولد ہوے۔ عبداللہ بن جحش۔ عبیداللہ بن جحش اور انکی بیوی ام حبیبہ بنت ابی سفیان

قیس بن عبداللہ قبیلہ بنی اسد سے اور اونکی بیوی برکتہ بن یسار۔ معیقب بن

ابی فاطمہ۔ عتبہ بن غزوان۔ طلیب بن عمیر۔ جہم بن قیس اور اونکی بیوی ام حرملہ بنت

عبدالاسود۔ عمرو بن جہم۔ خزیمہ بنت جہم۔ وغیرہم۔ (سیرت ابن ہشام)

ماہ رجب ۵ نبوت مین ہجرت حبشہ اولیٰ ہے۔ اسی سنہ مین بعد ہجرت صحابہ

آنحضرت صلعم ایذا رسانی کفار قریش سے تنگ ہوکر دار ارقم مین جو صفا پر واقع تہا اونتالیس صحابہ کے ساتہہ ایک ماہ کامل پوشیدہ و مخفی رہے - ارقم کا اسلام بہی اس شعبہ مین ہے - یہہ مکان ارقم نے اپنے بیٹے کو دیدیا تہا - یہہ مکان متبرک جگہہ سمجہا جاتا تہا چنانچہ خلیفہ منصور نے بہت کچہہ مال دیکر ارقم کے صاحبزادہ سے یہہ گہر مول لیا خلیفہ مہدی نے یہی گہر خیزران (اپنی معشوقہ) کو دیا اوسوقت سے اس کا نام دار خیزران ہوگیا - (خمیس)

روایت ہے کہ جسوقت مہاجرین قریش سے مخفی ہوکر جانب حبشہ روانہ ہوی اور جب قریب ساحل دریا پہونچے تو معاویہ بن نوفل دؤلی ان حضرات کو ملا - دریافت کیا تم لوگ اس ہیأت وجماعت سے کدہر جاتے ہو - مہاجرین نے ظاہر کیا کہ تاجر دنکے جہاز کچہہ ٹوٹے ہوے فروخت ہوتے ہین اونکی خرید کا ارادہ ہے ساحل تک جاوینگے نوفل نبیت عمرہ مکہ معظمہ کو آتا تہا جب مکہ معظمہ مین داخل ہوا قریش سے یہہ حال ظاہر کیا - قریش نے کہا - جہاز خریدنے نہین گئے بلکہ ہمارے ڈر سے حبشہ بہاگ گئے ہین چنانچہ چند لوگ قریش نے انکے تعاقب مین روانہ کیے - مہاجرین کو حسن اتفاق سے دو جہاز حبشہ جانیوالے تیار ملے یہہ سب صاحب بخیریت تمام اوسمین بیٹہ گئے اور جہاز روانہ ہوے - انکے تعاقب مین جو لوگ کنارہ پر پہونچے اونکو معلوم ہوا کہ جہاز چہوٹ گئے آخر ناکام واپس آے - (خمیس و معارج النبوۃ)

اس مقام پر کچہہ حال مختصر شاہ نجاشی ملک حبشہ کا لکہنا مناسب معلوم ہوتا ہے نجاشی ملک حبشہ کا لقب ہے جیسے قیصر شاہ روم - کسریٰ شاہ ایران - خاقان شاہ چین نجاشی کا نام اصحمہ ہے اسکے باپ کا نام ابجر ہے متاخرین نجاشی کو ابجری کہتے ہین -

یہہ اپنے باپ کا ایک ہی اکلوتا بیٹا تہا۔ اس کا ایک چچا تہا جس کے بارہ لڑکے تھے۔ اہل حبشہ نے یہہ خیال کیا کہ اصحمہ کے باپ کے بجز اس ایک لڑکے کے اور اولاد نہین اور اسکے چچا کے بارہ لڑکے ہین اگر سلطنت اس کو ملے تو عرصہ تک اسیکے خاندان مین رہیگی اور غیر شخص قابو نہ پاویگا۔ یہہ تجویز کرکے کسی حکمت سے اصحمہ کے باپ کو مار ڈالا اور اوسکے بہائی کو جسکے بارہ لڑکے تہے تخت نشین کیا۔ نجاشی اپنے چچا کی اطاعت مین رہتا تہا اور رہر امر مین اوسکا معین و مشیر کار اور معتمد علیہ تہا۔ چونکہ نجاشی عقل و تدبیر اور عدل و انصاف مین بدرجہ کمال مشہور تہا لہذا جملہ امور سلطنت مین اپنے چچا کے زمانہ سے دخیل و متصرف ہوگیا۔ جو لوگ نجاشی کے باپ کے قتل مین شریک تہے نجاشی کی ترقی اور آئین سلطنت مین ہوشیاری اور حسن انتظام دیکہکر اپنے دل مین سوچے کہ یہہ لڑکا ہوشیار ہے آثار جہانداری اسکے چہرہ سے عیان ہین مبادا اپنے چچا کے بعد یہی بادشاہ ہوا اور ہم لوگونکی طرف سے عداوت قدیم ظاہر کرکے ہمارے اعمال بد کی سزا مین اور اپنے باپ کے قصاص مین ہم لوگونکو قتل کروا ڈالے لہذا ابہی سے اسکی فکر اور اسکے دفعیہ کی تدبیر ضرور ہے۔ یہہ سوچکر نجاشی کے چچا سے کہا "آپکے بہتیجہ کے تیور بیڈہب نظر آتے ہین اسکے باپ کے حق مین جو معاملہ ہمنے کیا۔ اوس سے سخت خائف و لرزان ہین اسکو بہی قتل کیجیے یا اپنے ملک سے نکال دیجیے تاکہ آپکا ملک قائم رہے اور اسکے شر سے سلطنت محفوظ و مصئون رہے"۔ نجاشی کے چچا نے جواب دیا۔ یہہ تو مشکل ہے کہ کل اس کا باپ مارا گیا اور آج تم اسکو قتل کرو البتہ اگر تمہاری خوشی اسکی علیحدہ کرنے مین ہے تو کسیکے ہاتہہ فروخت کر ڈالو۔ الغرض اراکین سلطنت نے نجاشی کو سوداگرونکے ہاتہہ فروخت کیا اور چہہ سو درم قیمت وصول کی

اور نجاشی کو تاجرون کے حوالہ کیا۔انہون نے اسکو کشتی مین بٹھالیا۔منتظر تھے کہ
ہوا موافق چلے تو لنگر اوٹھاوین۔صبح کو یہہ معاملہ فروخت ہوا بعد دوپہر کے پانی برسا
نجاشی کا چچا اراکین و عمائد سلطنت کے ساتھہ سیر کرنے جنگل کو نکل گیا۔ابر آسمان پر تھا
اور ترشح ہو رہا تھا کہ آسمان سے بجلی گری اور بادشاہ کو جلاکر راکھہ کر دیا۔اراکین سلطنت
اس حادثہ سے سخت پریشان ہوے نجاشی کے چچازاد بھائیون مین سے کسیکو بھی لائق
سلطنت نہ پاکر مجبور یہی سوچے کہ نجاشی سلطنت کے لائق ہے اوسیکو بادشاہ کردو۔
بالآخر نجاشی کی تلاش مین دریا کے کنارہ گئے۔جہاز کا ابھی تک لنگر نہین اوٹھا تھا
اور ایک روایت مین جہاز روانہ ہوگیا تھا اور بحکم خدا سے پھر کنارہ آلگا تھا بہرکیف
اعیان سلطنت نے نجاشی کو سوداگرون سے واپس لیا اور اوسیوقت تاج شاہی سرپر
پہنا دیا اور بعزت تمام لاکر تخت سلطنت پر بٹھایا۔دوسرے روز علی الصباح سوداگر
نجاشی کی قیمت واپس لینے آے۔امراو وزرار سلطنت نے کچھہ ڈھیل ڈھال کی سوداگر
دربار شاہی مین مستغیث ہوے۔نجاشی نے حکم دیا کہ قیمت واپس کرو یا غلام اونکے
حوالہ کرو۔اگرچہ غلام اسوقت تخت سلطنت پر متمکن ہو۔لاچار قیمت واپس کی اور نجاشی
کے کمال انصاف کے معترف ہوے۔نجاشی کے عدل و انصاف کا یہہ ادنیٰ نمونہ ہے
جو بادشاہت کے دوسرے ہی دن پیش آیا۔نجاشی کا قول تھا کہ خداوند تعالےٰ نے
لوگون سے رشوت قبول نہ فرماکر مجھکو سلطنت عنایت کی۔(خمیس و معارج النبوۃ)
جب مہاجرین حبشہ سفر کو آمادہ ہوے جناب عثمان رضؓ نے تنہا قصد سفر کیا آنحضرت
صلعم نے فرمایا کہ اپنی بیوی کو ساتھہ لیتے جاؤ تاکہ وہان تمکو تنہائی مین وحشت نہو چنانچہ
بی بی رقیہؓ کو ساتھہ لیگئے۔بی بی رقیہؓ کو حسن خداداد عطا ہوا تھا۔جب مہاجر حبشہ مین

پہونچے تو حیوۃ الحیوان مین لکھا ہے کہ لوگ حضرت رقیہؓ کے دیکھنے کو جمع ہو جاتے اور
آپکی صورت دیکھکر تعجب کرتے تھے۔ آپ کو ناگوار گذرتا تھا۔ آپنے اون لوگونپر بد دعا
فرمائی چنانچہ وہ ہلاک ہو گئے۔ اصحاب رسول خدا نجاشی کے پاس نہایت عزت وحرمت
سے رہے۔ جب قریش کے قاصد مہاجرین کو واپس لینے کی غرض سے حبشہ پہونچے اور
بعد سوال وجواب مہاجرین کے نجاشی نے اونکو ناکام واپس کیا تو مہاجرین سے کہا۔
تم لوگ میرے ملک مین اور میرے امن مین آئے ہو۔ جو شخص تمکو ایذا پہونچائیگا سزا
پائیگا۔ مین تم لوگونمین سے کسی ایک کی بھی تکلیف وایذا نہ گوارا کرونگا اگرچہ مجھکو سونیکے
پہاڑ اسکے معاوضہ پر ملتے ہون ہرگز نہ قبول کرونگا۔" پھر قریش کے ہدایا اور تحفے
واپس کردیئے اور کہا۔ مجھکو تمہارے ان تحفونکی کوئی حاجت نہین۔ جب خدا نے مجھکو
ملک عنایت کیا میری طرف سے رشوت نہین قبول کی۔ جب مین بادشاہ نہ تھا کسی نے
میرا ساتھہ نہ دیا اور نہ اطاعت کی اب مین ان لوگونکا کہنا کیون مانون"۔ ایک مرتبہ
نجاشی نے مہاجرین سے کہا۔ تمکو یہان والے تکلیف تو نہین دیتے۔ جواب ملا۔ البتہ
بعض لوگ ستاتے ہین۔ نجاشی نے حکم دیا کہ منادی کردو۔ "جو شخص مہاجرین مین سے کسیکو
ایذا وتکلیف دیگا یا کسی سے تعرض کریگا اوسپر چار درم جرمانہ ہوگا" پھر مہاجرین سے
پوچھا۔ اب آپ لوگ راضی ہین۔ کہا نہین۔ حکم دیا کہ عام منادی کردو۔ خبردار کوئی
ان لوگون سے تعرض نہ کرے اگر کسیکی شکایت سنی جاویگی تو آٹھہ درم اوسپر جرمانہ ہونگے
سنہ ۹ ھ مین نجاشی نے انتقال فرمایا۔ جناب رسول خدا نے اصحاب کرام کو خبر دی
اور نماز جنازہ چار تکبیرون کے ساتھہ پڑھی گئی۔ اس نماز کی توجیہ مین اس طرح روایت
آئی ہے کہ صحابہ کرام کی نظرونسے پردہ اوٹھہ گیا تھا سب نے دیکھا کہ نجاشی کا جنازہ

سامنے نظر آتا ہے لہذا نماز ادا کی۔صلوٰۃ علی الغائب کو نو صحابہؓ روایت کرتے ہین۔
ابوہریرہؓ۔ ابن عباسؓ۔ انسؓ۔ بریدہؓ۔ زید بن ثابتؓ۔ عامر بن ربیعہؓ۔ ابوقتادہؓ۔
سہیل بن حنیفؓ۔ عبادہ بن صامت رضی اللہ عنہم اور بعض اور بہی بیان کرتے ہین۔
یزید بن ثابتؓ۔عقبہ بن عامرؓ۔ ابوسعید خدریؓ۔ سعید بن المسیبؓ۔

اس مسئلہ مین تحقیق یہہ ہے کہ جو میت نظر سے غائب اور دوسرے ملک مین ہو اوسکی جنازہ کی نماز مین اختلاف ہی صحابہ کرام اکثر مدینہ منورہ سی باہر فوت ہوی کسی پہ آنحضرت نے نماز نہین پڑہی صرف نجاشی پر نماز پڑہی۔ اس مسئلہ مین تین قول ہین۔قول اول یہہ ہے کہ آنحضرت صلعم کے اس فعل سے صلوٰۃ علی الغائب ادا کرنا مسنون ہوا۔یہی مذہب امام شافعیؒ کا ہے اور امام احمدؒ سے دو قول مروی ہین۔ایک قول مین سنت ہے۔قول ثانی۔ امام ابوحنیفہؒ اور امام مالکؒ کے نزدیک خصوصیات نبوی سے ہے دوسری کو جائز نہین۔قول ثالث۔ اصحاب امام حنیفہؒ و امام مالکؒ فرماتے ہین ممکن ہے کہ آنحضرت صلعم نے نجاشی کا جنازہ دیکہکر نماز ادا فرمائی اور آپ کے حق مین یہہ امر بعید نہین۔ صحابہ کرام رضؓ کو اگرچہ جنازہ نظر نہین آیا لیکن یہہ تابع اور مقتدی آنحضرت صلعم تہے اس کی وجہہ اسطرح منقول ہے کہ آنحضرت صلعم سے بجز اس واقعہ خاص کے دوسرے غائب مردونکی نماز ادا کرنا ثابت نہین۔نہ قبل اس واقعہ کے اور نہ بعد اسکے۔اگر ثابت ہے تو ترک صلوٰۃ علی الغائب اور جسطرح آپکا فعل امت کے واسطے مسنون ہے علی ہذا القیاس جس فعل کو آنحضرت صلعم نے ترک کیا امت کے حق مین اوسکا ترک کرنا بہی مسنون ہے اب بہی اگر کسیکو نور باطن اور کشف روحانی کے بدولت کسی مقام دو رو دراز پر جنازہ نظر آسے تو اوسکے واسطے بہی یہی حکم ہے کہ نماز جنازہ پڑہے۔پس اس تقریر سے معلوم ہوا

کہ جنازہ غائب کی نماز منجملہ خصوصیات آنحضرتؐ ہے۔ ایک روایت سے ظاہر ہوتا ہی کہ معاویہ بن معاویہ لیثی نے کسی مقام پر مدینہ منورہ سے باہر انتقال کیا آنحضرتؐ نے اونکے جنازہ کی نماز ادا فرمائی شیخ الاسلام ابن تیمیہؒ نے اس طرح فیصلہ کیا ہے کہ اگر کوئی شخص ایسی جگہہ مرا جہان مسلمان نہین ہین تو نماز جنازہ غائب جائز ہے۔ اگر دار الاسلام کا واقعہ ہے تو کوئی ضرورت نہین کیونکہ اور مسلمانون نے نماز پڑہ لی فرض کفایہ ادا ہوگیا۔ آنحضرتؐ نے غائب پر نماز پڑہی اور ترک کی اور دونون فعل مسنون ہین۔ (زاد المعاد ابن قیم)

قصہ مختصر ہجرت جانب حبشہ دو بار ہوئی۔ اول مرتبہ ماہ رجب ۵ھ نبوت مین جناب عثمان غنیؓ نے بہمراہی بی بی رقیہؓ مع دیگر اصحاب کبار ہجرت فرمائی۔ ماہ شوال مین خبر مصالحت سنکر واپس آے یہان اس خبر کی غلطی معلوم ہونے پر متردد ہوے اور بمجبوری قریش کی امان مین مقیم ہوے چنانچہ حضرت عثمانؓ اور بی بی رقیہؓ سعید بن العاص کی امان مین رہے۔ بار دوم ہجرت اس طرح ہوئی کہ بعد چندے قریش نے پھر ایذا رسانی پر کمر باندہی آنحضرتؐ نے پھر ہجرت کرنے کی اجازت دی چنانچہ اس مرتبہ ایک سو تین صحابہ نے ہجرت کی منجملہ ان کے اسّی مرد۔ اکیس ۲۱ عورتین اور دو بچے تھے۔

منقول ہے کہ جب مہاجرین بعد ہجرت اولی مکہ واپس آے تو حبشہ کی حالات اور وہانکی آب و ہوا اور رغذاے لطیف کی حکایات بیان کرتے تھے۔ جناب عثمان نے خدمت نبوی مین عرض کیا۔ اے رسولخدا۔ ملک حبشہ عمدہ تجارتگاہ ہی۔ ہر قسم کی تجارت وہان ہوتی ہے اور نفع خاطر خواہ حاصل ہوتا ہی۔ مینے اس عرصہ مین بہت کچہہ تجارت مین نفع پایا۔ مسلمانونکے حق مین حبشہ سے بڑہکر کوئی سرزمین نہین۔ جبتک خداوند تعالی خدام والا کو ہجرت کا حکم کرے اور دار ہجرت معین فرماے مسلمانونکے واسطے وہی ملک اچھا ہے۔

نجاشی نے ہم لوگوں پر ازبس عنایات شاہانہ کئے اور ہر طرح خاطرداری و تواضع مین مصروف ہا۔
حضور سرور کائنات نے فرمایا۔ ارجعوا الیہا علی برکۃ اللہ۔ عرض کیا۔ اگر آپ ہمارے ساتھ
تشریف لے چلین تو یقیناً وہ لوگ مطیع اسلام ہون کیونکہ اہل کتاب ہین ارشاد ہوا کہ مجکو ابھی
ہجرت کا حکم نہین ہوا تمہارے لئے اجازت ہے۔
قصہ کوتاہ۔ ہجرت اولی مین جناب رقیہؓ حاملہ تہین۔ وہ حمل ساقط ہوگیا۔ (روضۃ الاحباب)
پہر حبشہ مین ایک ورلڑکا پیدا ہوا جسکا نام عبداللہ رکہا گیا۔ اسی کے نام سے آپکی کنیت
ابوعبداللہ ہے یہہ لڑکا چھہ برس کا ہوکر ماہ جمادی الاولی ۴ھ مین بمقام مدینہ منورہ
انتقال کرگیا۔ جناب عثمانؓ اوسکی قبر مین اوترے اور دفن کیا ایک روایت مین یہہ بچہ
شیرخوار تہا اور بحالت رضاعت مین وفات پائی۔ جناب رقیہؓ کے اور اولاد نہین ہوئی
اور نہ کوئی سلسلہ آیندہ چلا ۲ھ مین بوقت جنگ بدر بی بی رقیہؓ بعارضہ چیچک علیل
تہین جناب عثمانؓ کو آنحضرتؐ انکی تیمارداری کیواسطے چھوڑ گئے تہے ہنوز حضور جنگ
سے تشریف نہ لائے تہے کہ جناب رقیہؓ نے انتقال فرمایا۔ زید بن حارثہ بشارت فتح لیکر جسوقت
مدینہ پہونچے جناب عثمانؓ اونکو دفن کر رہے تہے۔ ایک برس دس ماہ بعد ان آنحضرتؐ
کے مدینہ منورہ مین تشریف لانیکے بعد یہہ واقعہ ہوا ہے۔ ابن عباسؓ سے مروی ہے
کہ جب صحابہ کرام نے حضور صلعم کو بی بی رقیہؓ کی وفات کی تعزیت کی ہے تو آنحضرت
صلعم نے فرمایا۔ الحمد للہ دفن بنات من المکرمات۔ جناب رقیہؓ نے تقریباً اکیس
برس کی عمر مین وفات پائی۔
دوسری بیوی حضرت ام کلثومؓ بی بی رقیہؓ کی بہن ہین آپ کنیت ہی سے مشہور
ہین۔ آپ جناب فاطمہ زہراؓ سے یقیناً بڑی ہین مگر اس مین اختلاف ہے کہ رقیہؓ سے بڑی ہین

یا چھوٹی۔ روضۃ الاحباب مین ہے کہ آپکا نام آمنہ ہے۔ آپکا سنہ ولادت کتب ارباب سیر وتواریخ مین نظر سے نہین گذرا۔ شاید یہی وجہ ہی کہ حضرت رقیہؓ اور ام کلثومؓ کے باب مین اختلاف ہے۔ حضرت ام کلثومؓ کا عقد اوّلاً عتیبہ بن ابی لہب سے ہوا تھا اور یہہ عقد قبل زمانہ نبوت ہوا ہے۔ حضرت سعید بن المسیب سے روایت ہے کہ جس زمانہ مین حضرت رقیہؓ نے انتقال فرمایا۔ ام المومنین جناب حفصہؓ بنت عمر فاروقؓ کے شوہر رحلت کر چکے تھے جناب فاروقؓ کو اپنی صاحبزادی کے عقد ثانی کا خیال تھا چنانچہ حضرت عثمانؓ سے اثناء راہ مین اتفاقیہ ملاقات ہوئی انسے ذکر کیا اور فرمایا۔ کیا تمکو حفصہ کی خواہش ہے۔ چونکہ جناب عثمانؓ قبل اسکے جناب سرور کائنات کی زبان مبارک سے حضرت حفصہؓ کا ذکر سُن چکے تھے لہذا جناب عمرؓ کے اس فقرہ کا جواب نہ دیا۔ جناب عمرؓ نے حضور نبوی مین یہہ واقعہ عرض کیا۔ حضورؐ نے فرمایا۔ کیا تمہاری واسطے اس سے بہتر سبیل بتلاؤن مین حفصہؓ سے نکاح کر لون اور عثمان کا عقد ام کلثوم سے جو حفصہ سے بہتر ہی کر دون اور ربعی بن خراش سے اس طرح روایت ہے کہ جناب عثمانؓ نے حضرت عمرؓ کو اونکی بیٹی حفصہ کیواسطے پیغام بھیجا۔ جناب فاروقؓ نے انکار کر دیا۔ یہہ خبر آنحضرت صلعم کو پہونچی۔ آپنے ارشاد فرمایا۔ اے عمر مین تمکو تمہاری بیٹی کیواسطے وہ زوج بتلا دون جو عثمانؓ سے بہتر ہے اور عثمانؓ کے واسطے ایسی زوجہ تجویز کر دون جو تمہاری لڑکی سے اچھی ہو۔ عرض کیا۔ ہان۔ فرمایا تم اپنی بیٹی کا نکاح مجھسے کر دو اور مین اپنی لڑکی کا عقد عثمانؓ کے ساتھہ کر دون۔ اسی نیک و مناسب تجویز کی طرف اشارہ کر کے ام المومنین عائشہ صدیقہؓ نے فرمایا ہے "جس کام کے ہونے کا سان گمان تک نہو ایسے کام کی امید زیادہ رکھو بہ نسبت اوس کام کے جسکی امید تم کو ہے کیونکہ حضرت موسیٰ کلیم اللہؑ آگ کی تلاش مین نکلے تھے اور نبوت مل گئی"۔

جناب عثمانؓ سے مروی ہے کہ جب بی بی رقیہؓ نے انتقال کیا مجھکو بڑا صدمہ ہوا اس رنج وغم مین بہت رویا۔ (ایکمرتبہ) حضورؐ نے مجھکو روتے دیکھا بکمال شفقت ومہربانی فرمایا۔ تم کیون روتے ہو مینے عرض کیا حضور اقدس کی غلامی ودامادی کا رشتہ منقطع ہونے کا سخت افسوس ہی۔ فرمایا جبرئیلؑ حکم خداوندی لاے ہین کہ مین تمہارے ساتھہ رقیہؓ کی بہن کا عقد کردون اور جو مہر اوسکا تہا اوسی مہر پر تمہاری حوالہ کرون یہہ نکاح جناب عثمانؓ کا بی بی ام کلثومؓ کے ساتھہ ۳ھ مین ہوا ہے۔ نکاح کے بعد دونون صاحب نہایت محبت و الفت سے رہے چونکہ دنیوی عیش وآرام اوراسی طرح تکالیف ومصائب علی الخصوص راحت ومسرت کا زمانہ توبہت ہی جلد گذرجاتا ہے جناب ام کلثومؓ نے بہی ۹ھ مین انتقال فرمایا۔ آنحضرتؐ نے نماز جنازہ پڑہائی اور جناب علیؓ وفضلؓ واسامہؓ قبر مین اوترے اور آپکو دفن کیا اور ایک روایت مین ہی کہ حضرت ابوطلحہؓ بہی آنحضرتؐ سے اجازت لیکر قبر مین اوترے۔ مروی ہے کہ جب بی بی ام کلثومؓ نے انتقال فرمایا جناب عثمانؓ نے بہت غم کیا۔ آنحضرتؐ نے فرمایا۔ اے عثمانؓ۔ اگر میری تیسری لڑکی ہوتی تو تم سے عقد کردیتا۔

جناب ام کلثومؓ کی تجہیز وتکفین کا حال روایات معتبرہ سے اسطرح منقول ہی کہ حضرت اسماء بنت عمیسؓ اور حضرت صفیہ بنت عبدالمطلب نے آپکو غسل دیا۔ اسوقت ام عطیہؓ بہی موجود تھین انہین کی روایت سے آنحضرت صلعم کا ارشاد فرمانا درباب غسل منقول ہے وہ یہہ ہے کہ ام کلثومؓ کو تین بار یا پانچ یا سات بار پانی ڈالو اور اگر اس سے زائد ضرورت دیکھو تو زیادہ مین بہی مضائقہ نہین جس پانی سے غسل دو اوس مین بیری کی پتی ڈالدو اور اخیر مرتبہ اوس پانی سے غسل دو جسمین کافور ملایا ہو جب غسل سے فراغت ہوجاے مجھکو اطلاع دینا۔ ام عطیہ کہتی ہین کہ جب ہم غسل دے چکے آنحضرت صلعم کو مطلع کیا۔

حضور اقدس نے اپنی ازار (تہ بند) عنایت فرمائی اور حکم دیا کہ یہ کپڑا کفن کے اندر رکھنا۔ ام عطیہؓ کا بیان ہے کہ پھر ہمنے حضرت ام کلثوم کے بالونکے تین حصہ کرکے سر کے پیچھے کر دیئے یہ حدیث امام بخاریؒ و مسلمؒ نے روایت کی ہے۔ نیز بخاری شریف مین بروایت انسؓ وارد ہے کہ مین جناب ام کلثوم کے جنازہ کے ساتھہ تہا۔ رسول اللہ قبر کے کنارہ بیٹھ گئے۔ مینے دیکھا کہ آپ کی دونون آنکھوں سے آنسو روان تہے۔ آپنے فرمایا "تم لوگون مین کوئی ایسا بہی ہے جو شب گذشتہ اپنی اہلیہ کے ساتھہ ہم صحبت نہ ہوا ہو" حضرت ابو طلحہؓ بولے ہاں حضور مین ہون"۔ ارشاد فرمایا "اچھا تم قبر مین اوترو" حضرت ابو طلحہؓ قبر مین اوترے۔

اس حدیث کے بعض مضامین توضیح طلب ہین۔ آنحضرت نے فرمایا۔ (تم مین کوئی ایسا ہے جو شب کو اپنی اہلیہ سے ہم صحبت نہوا ہو) اس مین یہ سر ہی کہ جس شب کو جناب ام کلثوم نے رحلت فرمائی جناب عثمانؓ نے اپنی کسی لونڈی سے صحبت کی تہی۔ آنحضرت صلعم کو فی الجملہ یہ فعل ناپسند ہوا لہذا اشارۃً ممانعت فرمائی آپکی طرف سے یہ عذر ہے کہ آپ کو یہ گمان نہ تہا کہ اوسی شب مین بی بی ام کلثومؓ انتقال فرمائین گی کیونکہ عرصے سے علیل تہین بظاہر ایسی حالت بہی نہ ہوگی۔ (کرمانی)

اس حدیث کے متعلق ایک شبہ بہی وارد ہوتا ہے کہ عورت میت کے دفن کرنیمین اوسکے محرم حقیقی رشتہ دار اور شوہر بمقابلہ غیر شخص کے مستحق ہین۔ پھر باوجود آنحضرت صلعم جو بی بی ام کلثومؓ کے والد بزرگوار تہے اور جناب عثمانؓ کے جو شوہر تہے حضرت ابو طلحہؓ اور دیگر حضرات جو اجنبی اور غیر محرم تہے کیون اس کام مین شریک ہوے جواب یہ ہے کہ جس طرح جناب عثمانؓ کو عذر تہا آنحضرت کو بہی عذر ہوگا اور حضور کو منظور یہی ہوا

کہ وہ شخص قبر مین اوترے جو اوس رات کو اپنی اہلیہ سے ہم بستر نہوا ہو (شرح مشکوٰۃ از شیخ عبد الحق محدث دہلوی)

کار پاکان را قیاس از خود مگیر		در نبشتن ہر دو آمد شیر و شیر

جناب ام کلثوم رض کے کوئی اولاد نہین ہوئی بعضے کہتے ہین کہ اولاد ہوئی مگر بچپن مین فوت ہوگئی جناب عثمان رض کی اولاد کا سلسلہ ان دونون بیویون سے نہین چلا۔

تیسری بیوی فاختہ بنت غزوان ہین۔ انسے عبد اللہ اصغر پیدا ہوئے لیکن عالم طفلی ہی مین مر گئے۔

چوتھی ام عمرو بنت جندب بن عمرو بن حممہ دوسیہ ہین انکا نام معلوم نہین کنیت سے مشہور ہین۔ انکے بطن سے چار اولادین ہین۔ خالد۔ ابان۔ عمرو۔ مریم۔ معلوم ہوتا ہے کہ یہ نکاح قبل اسلام کے ہوا عمرو یہی اوسی زمانہ مین تولد ہوے ہین کیونکہ آپ کی کنیت قبل اسلام ابو عمرو تھی جب بعد اسلام بی بی رقیہ رض سے عقد ہوا اور اونسے عبد اللہ پیدا ہوئے ابو عبد اللہ کنیت کی۔ راقم کے آبا و اجداد کا سلسلۂ نسب جناب عثمان رض تک بواسطہ ابان پہونچتا ہے۔ والحمد للہ علیٰ ذالک۔

پانچوین۔ فاطمہ بنت ولید بن مغیرہ مخزومیہ ہین۔ انسے۔ ولید۔ سعید دو لڑکے تیسری لڑکی ام سعید ہین۔

چھٹی۔ ام البنین بنت عیینہ بن حصن فزاریہ ہین۔ انسے صرف عبد الملک پیدا ہوئے اور لڑکپن ہی مین انتقال ہوگیا۔

ساتوین۔ رملہ بنت شیبہ بن ربیعہ ہین۔ انکے بطن سے تین لڑکیاں ہوئین۔ عائشہ۔ ام ابان۔ ام عمرو۔

آٹھویں بیوی - نائلہ بنت فرافصہ بن احوص کلبیہ ہیں - انکا مذہب نصرانی تھا پھر اسلام لائین ۲۸ھ مین جناب عثمان رضؓ سے نکاح ہوا - بعض کہتے ہین کہ مریم بنت عثمان رضؓ نائلہ کے بطن سے ہین اور بعض کہتے ہین کہ ام البنین چھٹی بیوی سے دو اولادین عبد الملک عتبہ اور نائلہ کے بطن سے عنبسہ ہے - ایک لڑکی بھی ہین جو ام البنین کے لقب سے مشہور ہین اور عبد اللہ بن یزید بن ابی سفیان رضؓ کے نکاح مین آئین -

وقت شہادت چار بیویان آپکے نکاح مین تھین - رملہ - نائلہ - ام البنین - فاختہ - ام البنین کو آپنے حالت محاصرہ مین طلاق دیدی تھی -

بروایت ابن اثیر یہ جملہ ازواج و اولاد آپ کی زمانہ اسلام و جاہلیت کی ہین و بروایت تمیس سلیہ اولاد سولہ ہین - نو لڑکے اور سات لڑکیان - (اولاد ذکور) عبد اللہ معروف باصغر اور بروایت مختصر عبد اللہ اکبر - بی بی رقیہ رضؓ کے بطن سے پیدا ہوے بچپن مین انتقال کیا اور بعض کے نزدیک چھ برس کے سن مین مرغ کی چونچ کے صدمہ سے بیمار ہوکر مر گئے دوسرے عبد اللہ اکبر اور بروایت مختصر عبد اللہ اصغر - فاختہ کے بطن سے پیدا ہوے تیسرے عمرو - سب مین بڑے اور انکی اولاد ذی شرافت مشہور رہے - مروان نے انکو شام مین طلب کیا مگر یہ نہ گئے - بمقام منیٰ انکا انتقال ہوا ہے - چوتھے ابان - کنیت ابوسعید یا ابو عبد اللہ مدنی ہین آپ احادیث نبوی کے راوی ہین - جنگ جمل مین عائشہ صدیقہ رضؓ کے ساتھ تھے عہد خلافت عبد الملک مین مدینہ منورہ کے حاکم رہے - عارضہ فالج مین مبتلا ہوے عہد خلافت یزید ۱۰۵ھ مین انتقال کیا - انکی اولاد کثیر ہے - اندلس مین بھی انکی اولاد ہے - پانچوین خالد انکے اور انکی اولاد کے پاس وہ مصحف تھا جسپر جناب عثمان کا خون گرا تھا - بروایت مختصر خلافت عثمانی مین وفات پائی کسی گھوڑے کی لات سے زخمی ہوگئے تھے جسکی وجہ سے

عضو ماؤف قطع کیا گیا اسی صدمہ سے انتقال کر گئے۔ انکا لقب کسیر تہا ان ہی سے سلسلہ
اولاد قائم ہوا۔ یہہ تینون ام عمرو بن جندب کے بطن سے ہین۔ چہٹے سعید۔ ساتوین ولید۔
فاطمہ کے بطن سے سعید کی کنیت ابو عثمان تہی۔ امیر معاویہؓ نے انکو خراسان کا حاکم
کیا تہا۔ یہہ وہین شہید ہوے۔ مختصر مین ہے کہ سعید نے سمرقند فتح کیا اور اوسی جنگ
مین انکی ایک آنکہ جاتی رہی۔ آٹہوین عبد الملک بطن ام البنین سے پیدا ہوے اور عالم
طفلی مین انتقال کیا۔ نوین مغیرہ۔ ام بنت ابی جہل بن ہشام کے بطن سے پیدا ہوی
(اولاد اناث) مریم کبریٰ۔ ام عمروؓ سے پیدا ہوئین۔ ام سعید۔ سعید کی بہن عبد اللہ کے
نکاح مین آئین۔ عائشہ۔ انکا نکاح حارث بن حکم بن عاص سے ہوا۔ بعد انکے عبد اللہ بن
زبیرؓ نے نکاح کیا۔ ام ابان۔ مروان بن حکم سے نکاح ہوا۔ ام عمرو۔ یہہ تینون رملہ سے ہین
مریم صغریٰ۔ نائلہ کے بطن سے۔ عمرو بن ولید بن عقبہ بن ابی معیط سے نکاح ہوا۔ ام البنین
یہہ لونڈی سے پیدا ہین بروایت ریاض النضرۃ اور مختصر کی روایت سے ایک اور لڑکی
ہین عمرہ بنت عثمانؓ نام۔ یہہ سعید بن العاص کے عقد مین آئین اور انہین کے پاس
انتقال کیا۔ پہر سعید نے مریم کبریٰ سے نکاح کیا جب وہ انتقال کر گئے مریم کبریٰ کا
عقد عبد الرحمن بن حارث بن ہشام مخزومی سے ہوا اور انہین کے پاس وفات پائی

جزو دوم

خلافت حضرت خلیفۂ رابع یعسوب الدین امیر المومنین

اسد اللہ الغالب سیدنا علی بن ابی طالب کرم اللہ وجہہ

نام نامی و نسب گرامی

اسم مبارک آپ کا علی رضؓ ہے اسلام سے قبل بھی یہی نام تھا۔ کنیت ابو الحسن ہی جناب رسولخدا صلعم نے آپ کی کنیت ابو الریحانتین رکھی۔ آپ دوازدہ امام مین امام اول ہین۔

جابر بن عبد اللہ رضؓ سے روایت ہے کہ آنحضرت صلعم نے جناب علی رضؓ سے فرمایا۔ سلام علیک یا ابا الریحانتین۔ عنقریب تمہارے دونون رکن فنا ہو جائین گے اور خداوند تعالے میرے بعد تمہارا حافظ و نگہبان و کارساز ہے۔ جسوقت آنحضرت صلعمؐ نے وفات پائی جناب علی مرتضی رضؓ نے فرمایا۔ یہہ ایک میرا رکن دو رکنو نسے گیا جنکی نسبت ارشاد ہوا تھا۔ پھر جب حضرت فاطمہ رضؓ نے انتقال فرمایا۔ آپنے ارشاد کیا۔ یہہ دوسرا رکن تھا۔

دوسری کنیت آپکی آنحضرت صلعم نے ابو تراب رکھی۔ یہہ کنیت جناب علی رضؓ کو بہت پیاری تھی۔ آنحضرتؐ نے آپکو بھی صدیق فرمایا ہی۔ بروایت ابی لیلیٰ وارد ہی کہ حضورؐ نے فرمایا

صدیق تین ہین اوّل حبیب بن مُرّی نجار قوم ال یٰس (الیاسین) سے جو اپنے پیغمبر پر ایمان لاے اور اپنی قوم سے کہا۔ اے قوم۔ خدا کے پیغمبرونکی متابعت کرو۔ دوم حزقیل فرعون کے خاندان سے جنھون نے کہا تہا۔ کیا تم ایسے شخص کو قتل کرتے ہو جو کہتا ہے رب میرا اللہ ہے۔ سوم علی بن ابی طالب۔ علی ان تینونمین افضل ہین۔

اس حدیث سے جناب ابوبکر صدیق کی صدیقیت کی نفی لازم نہین آتی کیونکہ حدیث ہذا مین انبیای کرام کے گہر والونمین جو صدیق ہین اونکا ذکر ہے۔ جناب علی کو۔ حبیب۔ حزقیل کے ساتہہ ذکر کرنا خاص اسی امر کے جانب اشارہ ہے۔

آپ کی والدہ ماجدہ نے اولاً آپکا نام حیدر رکہا تہا جیسا کہ آپکا قول ہے۔ انا الذی سمتنی امی حیدرہ یعنی وہ ہون کہ میری مان نے میرا نام حیدر رکہا۔ (حیدر شیر کا نام ہے) ابوطالب آپکے والد نے یہہ نام ناپسند کیا اور علی نام رکہا۔ آپکے القاب یہ ہین۔ بیضة البلد یعنی مرجع اہل شہر۔ امین۔ شریف۔ ہادی۔ مہتدی۔ ذوالاذن الواعیہ یعنی صاحب گوش شنوا۔ ابو قصم۔ یعسوب الامة۔ یعنی سردار و رئیس امت۔ (خمیس)

جناب علی مرتضیٰ نسب مین ہاشمی الطرفین ہین یعنی آپکے والدین دونون ہاشمی ہین۔ جناب رسولخدا سے نہایت ہی قریب رشتہ ہے یعنے آپ کے حقیقی چچا کے بیٹے اور مان کی طرف سے پہوپہی کے بیٹے ہین کیونکہ ابوطالب بن عبدالمطلب آپکے چچا ہین۔ جناب علی رض کی والدہ فاطمہ بنت اسد بن ہاشم۔ آنحضرت صلعم کے والد عبداللہ اور ابوطالب کی چچیری بہن اور حضور خواجہ عالم صلعم کی پہوپہی ہوئین۔

ذکر ابوطالب اور اونکی اولاد کا اور سنہ ولادت و مقام پیدایش جناب علی رض

اس مقام پر حالات ابوطالب تمہیداً ذکر ہوتے ہین۔ بالاتفاق ابوطالب کا نام عبد مناف ہے

مگر مشہور اسی کنیت سے ہین حضرات شیعہ کہتے ہین کہ ابو طالب کا نام عمران ہے اور قرآن مجید مین لفظ آل عمران سے ابو طالب کی اولاد کی جانب اشارہ ہے۔ ابن تیمیہؒ نے اس قول کی کمال تردید کی ہے۔ ابو طالب آنحضرت صلعم کے والد عبد اللہ کے حقیقی بھائی ہین اور اسیوجہ سے عبد المطلب نے وقت وفات کے ابو طالب کو آنحضرت صلعم کی کفالت کی وصیت کی۔ (فتح الباری شرح بخاری شریف)

روایت ہے کہ جسوقت عبد المطلب کی عمر ایک سو دس اور بروایتے ایک سو بیس برس کی ہوئی اور آنکھوں سے معذور ہو گئے۔ زندگی دنیا سے سیر آمادہ سفر آخرت ہوئے تو آنحضرت صلعم کی عمر اوسوقت آٹھہ برس کی تھی۔ عبد المطلب کو تشویش تھی کہ میرے بعد اس یتیم بچہ کی کون پرورش کریگا۔ اسی غم مین آنحضرت صلعم کو بلاکر کمال محبت و پیار سے اپنے سینہ پر بٹھایا اور اپنے لڑکون۔ ابو طالب۔ ابولہب۔ حمزہؓ۔ عباسؓ کو طلب کیا اور کہا۔ اب میری موت قریب آن پہونچی۔ دنیائے ناپائدار سے کوچ کرونگا۔ مجھکو کوئی غم و فکر نہین بڑا غم ہے تو یہہ ہے کہ اس بچہ کی تربیت کا بار کون اوٹھاویگا۔ میرا اب آخری وقت ہے اگر عمر وفا کرتی اور یہہ لڑکا سن شعور کو پہونچتا اور اوسوقت مین مرتا تو کچھہ غم نہ تھا۔

وفا زعمر چہ جوئی کہ ہر نفس کہ زدی	چنان برفت کہ ہرگز دگر نیاید یاد

ابولہب سب مین بڑا تھا بولا۔ اے پدر بزرگوار۔ یہہ صاحبزادہ باوقار زیر تربیت خاکسار رہے۔ جان سے زیادہ عزیز رکھونگا۔ انکی خدمت اپنا فخر سمجھونگا۔ عبد المطلب نے کہا۔ البتہ تو ذیمقدرت صاحب دولت ضرور ہے مگر اسکے ساتھہ ہی سنگدل۔ بے رحم بھی ہے یتیم نازک مزاج شکستہ خاطر ہوتے ہین تجھسے انکی ناز برداری ممکن نہین۔ بعد اسکے حضرت حمزہؓ اوٹھے اور کہا جناب قبلہ و کعبہ۔ یہہ لڑکا مجھکو عنایت فرماوین۔ مین جان و دل سے

خدمتگذاری کو حاضر ہون"۔ عبد المطلب نے جواب دیا۔ بیشک تم یہہ کام انجام دیسکتے ہو مگر تم بے اولاد ہو تمکو اولاد کا درد و قلق نہین۔ تم مرد بہادر شکار دوست ہو۔ شاید میرے بچہ سے غافل ہو۔ بعد انکے حضرت عباس رض نے فرمایا "اگر اس بندۂ ناچیز کو اس خدمت کا اہل تصور فرمادین تو زہے نصیب"۔ عبد المطلب نے کہا۔ ہان تم ضرور اس کام کی اہل ہو لیکن صاحب عیال و اولاد کثیر ہو۔ اپنے بچونکے سامنے اس غریب و یتیم بچہ کی قدر نہ کرسکوگے۔ ان سب کے بعد ابو طالب نے کہا "قبلۂ عالم مین بجان و دل آپکے پیارے فرزند کی خدمت و تربیت کا متمنی ہون۔ براہ کرم بزرگانہ مجھکو عنایت فرمایئے۔ البتہ غریب ہون۔ صاحب اولاد ہون لیکن یہہ بچا میرے سب بچونسے زیادہ عزیز رہیگا۔ اگر یہہ دولت لازوال مجھکو مرحمت ہو تو دنیا کی دولت سے مستغنی ہو جاؤن"۔ عبد المطلب نے انکا کہنا بہت پسند کیا اور بدل منظور کرکے کہا "محمد سے بھی دریافت کرلو کہ وہ کس کے پاس رہنا چاہتے ہین۔ تم چارون مین جس کے گھر رہنا خوش آوے اونکو اختیار ہے"۔ یہہ کہکر آنحضرت صلعم کیطرف متوجہ ہوے اور کہا۔ "اے نور دیدہ واے فرزند پسندیدہ تم ان چارونمین سے کس کے گھر رہنا چاہتے ہو"۔ حضور یہہ سنکر اوٹھے۔ ابو طالب کے گلے سے لپٹ گئے اور اونکی گود مین بیٹھ رہے۔ عبد المطلب بہت خوش ہوے اور ابو طالب کو آپکی نسبت بہت کچھہ نصیحت کی۔ اوسوقت سے آنحضرت صلعم ابو طالب کے گھر رہنے لگے۔ عبد المطلب نے آٹھوین سال بعد واقعہ اصحاب فیل وفات پائی (معارج النبوۃ)

ابو طالب اگرچہ کثیر الاولاد فقیر و تنگدست تھے مگر آنحضرت صلعم کو اپنی اولاد سے بڑھکر رکھا۔ آپکا بستر اپنے پاس بچھاتے اور جہان آپ تشریف لیجاتے آپکے ساتھہ ساتھہ رہتے تھے۔ ایک مرتبہ مکہ معظمہ مین قحط پڑا مخلوق خدا پریشان حال و بدحواس تھی قریش نے

ابوطالب سے کہا "چلو پانی کیواسطے دعا مانگین" ابوطالب آنحضرت صلعم کو لیکر خانہ کعبہ مین پہونچے۔ آپنے خانہ کعبہ کی طرف پشت کر کے آسمان کی طرف اشارہ کیا۔ بحکم خدا ے عزوجل ہر چہار طرف سے ابر کے ٹکڑے آسمان پر دوڑ آے اور جمع ہوکر پانی برسنے لگا۔ اسقدر بارش ہوئی کہ قحط دفع ہوگیا۔ آنحضرت صلعم ابوطالب کے لڑکونکے ساتھہ رہا کرتے تھے۔ ایک ساتھہ کہانا پینا ہوتا تہا۔ اگر کسیوقت وہ لڑکے بغیر شرکت آپکے کہانا کہالیتے تو بہوکے رہتے اور جب آپکے ساتھہ کہاتے خوب شکم سیر ہوجاتے۔ (خمیس)

جب آنحضرت صلعم سن تمیز کو پہونچے ابوطالب بدستور سابق آپکے ہر طرح کفیل رہے جب وہ زمانہ آیا کہ کفار قریش آپکے دشمن ہوگئے ابوطالب ہر وقت سینہ سپر رہتے۔ آپ کو اذیت کفار سے بچایا کرتے اور آپ پر ہر دم جان نثار و قربان ہوا کرتے مگر شان ایزدی ہے کہ باوجود اس قرب و اتحاد و محبت کے انکو ایمان نصیب نہ ہوا سچ ہے۔

چو بوطالبے را کنی سنگریزہ	گہے با چنین گوہرے خانہ خیزد

اہل سنت وجماعت کے نزدیک ابوطالب ایمان نہین لاے۔ آنحضرت صلعم کے اعمام مین سے چار نے آپکا زمانہ پایا۔ ابوطالب۔ ابولہب۔ یہہ دونون کافر رہے۔ حمزہؓ۔ عباسؓ یہہ دونون صاحب اسلام لاے۔ ابوطالب بن عبدالمطلب کے چار بیٹے اور دو بیٹیان تہین۔ طالب جسکے نام سے کینت ہی یہہ سب اولاد مین بڑا ہے غزوہ بدر مین کافر مارا گیا۔ حضرت عقیلؓ۔ حضرت جعفر طیارؓ۔ حضرت علیؓ۔ ام ہانیؓ۔ جمانہ یہہ دو بیٹیان جملہ چہہ لڑکا لڑکی حضرت فاطمہ بنت اسد بن ہاشم سے ہین جناب علیؓ سب اولاد مین چھوٹے ہین حضرت جعفر سے دس برس چھوٹے۔ حضرت جعفر حضرت عقیلؓ سے دس برس چھوٹے اور وہ طالب سے دس برس چھوٹے تھے۔

حضرت جعفرؓ کی کنیت ابوعبداللہ ہے۔ اسلام آپکا قدیم ہے۔ جانب حبشہ ہجرت ثانیہ مین تشریف لیگئے۔ انکی بیوی حضرت اسمار بنت عمیس انکے ساتھہ تہین حضرت جعفر عرصہ تک حبشہ مین رہے۔ عبداللہؓ۔ محمدؓ۔ عونؓ یہہ تینون صاحبزادے آپکے حبشہ مین پیدا ہوے۔ سنہ؁ مین حبشہ سے مدینہ منورہ تشریف لاے۔ حضرت عقیلؓ۔ انکا نام قدیم سے یہی رہا۔ کنیت ابویزید ہے۔ جنگ بدر مین کفار قریش کے ساتھہ جبراً آے۔ منجملہ دیگر قیدیان حضرت عقیل بہی قید ہو گئے تہے۔ حضرت عباسؓ نے فدیہ دیکر چہوڑوا دیا۔ پہر قبل صلح حدیبیہ مسلمان ہوکر مدینہ مین تشریف لاے اور غزوہ موتہ مین شریک ہوے۔ آپ نسب قریش اور انکے حالات کے عالم تہے۔ چونکہ آپ قریش کے عیب بیان کیا کرتے تہے اسواسطے لوگ انسے ناخوش تہے حضرت عقیلؓ کے پاس ایک چادر تہی جسکو مسجد مین آنحضرت صلعم کا مصلّٰے بنا دیتے تہے اور حضور اوسپر نماز پڑہتے تہے۔ اکثر آنحضرت صلعم کیخدمتمین بیٹہتے اور زمانہ جاہلیت کے قصے اور نسب کے ذکر کیا کرتے تہے آپ بڑے حاضر جواب تہے۔ آپ کی وفات خلافت حضرت معاویہؓ مین ہے سنہ وفات معلوم نہین ہوا۔ حضرت ام ہانی کا نام فاختہ یا ہند ہے آپ بروز فتح مکہ اسلام لائین۔ ہبیرہ بن ابی وہب بن عمرو بن عائذ بن عمران بن مخزوم سے آپکا نکاح ہوا اور اولاد بہی ہوئی ہبیرہ مذکور نجران بہاگ گیا اور بحالت کفر مین مرا۔ جمانہ کے اسلام مین اختلاف ہے ابن قتیبہ نے ابوطالب کی اوس اولاد مین جو اسلام لاے انکا ذکر نہین کیا جس سے معلوم ہوتا ہے کہ ابن قتیبہ کے نزدیک جمانہ کا اسلام ثابت نہین ہوا۔

دارقطنی نے ذیل راویان حدیث مین اولاد ابوطالب کے ذکر مین یہہ لکھا ہے۔ (جمانہ کا نکاح انکے چچیرے بہائی ابوسفیان بن حارث بن عبدالمطلب کے ساتھہ ہوا اور اولاد

ہوئی۔جماعت سے کوئی روایت نہین ہے) اس اخیر فقرہ سے معلوم ہوتا ہے کہ وہ مسلمان ہوئین کیونکہ اگر اسلام ثابت نہ ہوتا تو روایت اور عدم روایت کا ذکر ہرگز نہوتا۔

جناب علی مرتضیٰ ؑ کی سنہ ولادت مین اختلاف ہے۔ شواہد النبوۃ مین ہے کہ بعد واقعہ فیل ۷؁ مین پیدا ہوے مگر یہہ روایت بالکل ضعیف ہی۔ خود اوسی کتاب۔ کے آگے کی عبارت سے اس قول کی تردید ہوتی ہے کیونکہ اسکے بعد لکھتے ہین۔ (وقت بعثت جناب رسالتمآب صلعم آپ پندرہ برس یا اٹھارہ برس کے تھے اور بعضے دس برس۔ بعضے سات برس۔ بعضے نو برس کا کہتے ہین۔) اگر سنہ ولادت ۷؁ بعد واقعہ فیل قرار دیا جاوے تو جناب رسول خدا سے آپ صرف سات برس چھوٹے ہوتے ہین۔ پھر آپ کا اسلام صغر سنی مین یہہ قوی دلیل ہے کہ آپ کی ولادت سنہ مذکور مین نہین بلکہ اسکے بعد ہے۔ تاریخ خمیس مین بہی یہی روایت شواہد النبوۃ کی نقل کی ہے۔ تعجب ہے کہ مورخین ایسی روایت جو بالکل بعید از قیاس اور پایہ اعتبار سے ساقط ہو بلا تکلف لکھہ دیتے ہین علامہ ابن حجر رح لکھتے ہین۔ راجح قول یہہ ہی کہ آپ کی ولادت دس برس قبل بعثت نبوی ہے۔ آپکی والدہ ماجدہ حضرت فاطمہ رض بنت اسد بن ہاشم اسلام لائین۔ ہجرت کی اور مدینہ منورہ مین وفات پائی۔ یہہ اوّل ہاشمیہ ہین جنکے صاحبزادہ ہاشمی پیدا ہوے یعنے جناب علی مرتضیٰ ؑ کے مان اور باپ دونون ہاشمی ہین۔ بعد آپکے ہاشمی الطرفین جناب حسنین ؑ ہین۔ علی ہذا القیاس حضرت امام باقر رض۔ کیونکہ آپکے والد امام زین العابدین رض ہاشمی ہین اور آپ کی والدہ ماجدہ فاطمہ بنت حسن رض بن علی ؑ بن ابی طالب بہی ہاشمیہ ہین اور عبداللہ محض اور اونکے بہائی بہی ہاشمی الطرفین حسنی وحسینی ہین۔ آپکا نسب یہہ ہے عبداللہ محض۔ بن حسن مثنیٰ ؒ۔ بن امام حسن رض بن علی ؑ بن ابی طالب۔ آپ کی والدہ کا نام

فاطمہ ہے وہ امام حسینؓ کی صاحبزادی ہین۔ آپکے دو بہائی حقیقی حسنؒ مثلث ابراہیمؒ ہین آپ سادات کرام مین اول حسنی و حسینی ہین ۱۴۵ھ مین بعمر بچہتر سال وفات پائی۔ محمد معروف بہ نفس زکیہ آپکے صاحبزادہ ہین۔ علاوہ انکے محمد امین خلیفہ ہارون الرشید کے بیٹے بہی طرفین سے ہاشمی ہین۔ کیونکہ ہارون الرشید عباسی ہاشمی ہین اور امین کی والدہ زبیدہ بنت جعفر بن منصور بہی ہاشمیہ ہین۔

جناب علیؑ خانہ کعبہ کے اندر پیدا ہوے۔ شاہ ولی اللہ صاحبؒ ازالۃ الخفا مین فرماتے ہین منجملہ مناقب جناب امیر المومنین علیؑ یہ ہے کہ آپ عین کعبہ کے اندر پیدا ہوے ہین۔ حاکم نے حکیم بن حزام کے حال مین بیان کیا ہے کہ مصعب کا یہہ قول (حکیم بن حزام سے قبل اور انکے بعد کوئی شخص کعبہ کے اندر نہین پیدا ہوا) سراسر وہم ہے جز اخیر (یعنی انکے بعد) غلط ہے کیونکہ بروایت اخبار متواتر ثابت ہے کہ جناب علیؑ کعبہ کے اندر پیدا ہوے ہین۔ انتہی۔

حضرت حکیمؓ بن حزام بن خویلد بن اسد بن عبد العزی اسدی۔ کینت ابو خالد ام المومنین جناب خدیجہؓ کے بہتیجے واقعہ اصحاب فیل سے تیرہ برس پیشتر خانہ کعبہ کے اندر پیدا ہوے۔ آپ بڑے سخی تہے بروز فتح مکہ اسلام لاے۔ ۵۴ھ ہجری مین وفات پائی ایکسو بیس سال کی عمر ہوئی ساٹھہ برس جاہلیت مین گذارے اور ساٹھہ برس حالت اسلام مین۔ (خلاصہ) اور ایک روایت مین جناب علیؑ کی ولادت ۳۰ سنہ بعد واقعہ عام فیل تیرہوین رجب یوم جمعہ ہے اور آپ بیت اللہ کے اندر پیدا ہوے۔

کسے را میسر نشد این شرف		شد او در بیت الحرامش صدف

حضرت فاطمہ بنت اسد آپکی والدہ ماجدہ فرماتی ہین۔ مجھکو پورے دن تہے کہ

ایک روز مین طواف خانہ کعبہ کو گئی۔طواف مین مشغول تہی کہ مجھکو درد زہ بشدت تمام ہونے لگا۔آنحضرت صلعم بہی اوسوقت وہان تشریف رکہتے تہے۔میری حالت غیر ملاحظہ کرکے فرمایا۔اے مادر مہربان۔آپکا مزاج بخیر ہے۔چہرہ پر پریشانی کیون ہے۔مین نے کہا۔درد زہ شروع ہوگیا ہے اس سے بیچین ہون۔حضور نے فرمایا۔جلد طواف ختم کرو۔مین نے کہا۔مجھکو اب اتنی تاب نہین رہی۔ارشاد فرمایا۔خانہ کعبہ کے اندر جاؤ۔خدا مشکل آسان کرنے والا ہے۔آپکے فرمانے سے مین کعبہ کے اندر گئی اور اوسیوقت علیؑ پیدا ہوے۔

وَلَدَتۡهُ فِی حرمِ المعظم امُّہٗ		طابت وطاب ولیدھا والمولد

جناب علیؑ کو آپ کی والدہ نے حرم معظم مین جنا۔آپ کی والدہ پاک ہین اور اونکا لڑکا یعنے آپ اور جاے ولادت یہہ دونون بہی پاک ہین۔

گوہر چو پاک بود صدف نیز پاک بود		آمد میانۂ حرم کعبہ در وجود
لعبش ز فیض کعبہ صفا داشت لاجرم		بر دوش سید دو جہان جلوہ می نمود

در فضائل بے نظیر آمد علیؑ	دیگر	مقتدائے پیشواے ہر ولی
آن علی کو مادرش در کعبہ زاد		آنکہ بر دوش پیمبر پا نہاد
آن علی کو عارف راز خداست		آن علی کو سرور اہل صفاست
آن علی کو شیر یزدانش خطاب		آن علی کو قدوۂ ہر شیخ و شاب
آن علی کو مجتبیٰ و مرتضیٰ ست		آن علی کو راز دار مصطفےٰ است
آن علی کو ہست امیر المومنین		آن علی کو ہست امام العارفین
آن علی کو قطب وقت خویش بود		اندرین وادی ز جملہ پیش بود

آن علی کو اولین اولیا ست — آن علی کو بہترین اصفیا ست
آن علی کو را اُویس آمد مرید — آن اُویسی کو بصفین شد شہید
آن علی کو شاہ دل درویش بود — مدحت او در دلم مستی فزود
کرم اللہ وجہہ اندر شان اوست — بیشک از دل رجہان ایمان اوست

(مناقب مرتضوی نسخۂ قلمی مؤلفہ محمد صالح حسینی ترمذی تخلص بہ کشفی)

حلیہ مبارک

صورت گرے کہ نقش جمال ترا کشید — ہوئے قلم کند ز ذرّہ آفتاب را

قد۔ ہمارے ممدوح کا چھوٹا تھا یعنے مائل بہ قصر۔ بعضے کہتے ہین کہ میانہ قد سے کسیقدر دراز تھا۔ جسم فربہ مگر بحد اعتدال۔

دیکھا نہ تھا جبتک کہ قد یار کا عالم — مین معتقد فتنۂ محشر نہوا تھا

آنکھین۔ سرگین اور بڑی بڑی نشۂ شراب وحدت سے خمار آلود۔ اونمین سیاہی وسفیدی بکمال خوبی۔ ابرو پیوستہ۔

گنم ہر گہ رقم حرفے ز چشم مست شہلایش — چو نرگس دیدہ رویداز قلم بہر تماشایش

سر مبارک۔ پر اگلے حصہ مین بال بہت کم تھے بلکہ ندارد البتہ پچھلا حصہ بالونسے بہرا تھا۔ دوسری روایت مین ہے کہ سر پر بالونکی لکیرین تھین جیسے اونگلیون سے خط بنا دیئے ہون۔ سر کے بال سفید براق تھے۔

گردن۔ صاف و پرنور۔ آبدار مثل بلور۔

گردن دراعاج بیار دباج بگردن خون تمنا — صبح سعادت خط غلامی داشت بر کف گشت فروزان

چہرہ - خوبصورت خندہ پیشانی ہنس مکھ -

دل من بدور رویت زچمن فراغ دارد	کہ چو سرو پا بندست وچو لالہ داغ دارد
شب تیرہ چون سرآرم زرہ پیچ پیچ زلفت	مگر آنکہ شمع رویت بر ہم چراغ دارد

ریش مقدس - دراز و عریض - بال گھنے - گنجان اور سفید تھے آپ خضاب نہین لگاتے تھے لیکن ایک روایت سے زرد خضاب لگانا پایا جاتا ہے -

بگرد روئے تو خط نیست بلکہ کاتب صنع	نوشتہ سورہ یوسف بدور خط غبار

رنگ - گھر اگندمی - دور سے دیکھنے والا سانولا رنگ سمجھتا اور قریب والا کہتا کہ کچھہ گندمی مائل بہ سرخی ہے -

ما را ز نکہت چمن رنگ و بو چہ کار	چون لالہ داغ آتش حسن برشتہ ایم

سینہ - عرفان کا خزینہ جسپر بال بکثرت تھے -

سینہ آئینہ پرداز صفا را نازم	لوح گنجینہ پر مہر و فا را نازم

شانہ - یگانۂ زمانہ - دونون شانونکے درمیان فاصلہ - ایک دوسرے سے جدا مضبوط و قوی - شانہ کی ہڈی اور رگڑی ایسی چوڑی چکلی جیسے شیر غران کی -

بازو و کلائی - بھرے ہوے - قوت وشجاعت کی علامت - دونون یکسان و برابر - دونومین گوشت گویا کوٹ کوٹ کر بھرا تھا - بازو اور کلائی مین کچھہ فرق نہ تھا اگر آپ کسیکا بازو پکڑ لیتے تو ممکن نہ تھا کہ وہ رہا ہوسکتا -

یہ ساعد وہ کلائی اوسکے عالم کہ جسنے دیکھا ہوا وہ ہمدم	نیام تیغ قضای مبرم لقب ہے قاتل کی آستین کا

اور عضلہ دست جانب بالا سے موٹا پُر گوشت بھرا اپلا اور عضلہ بازو چوڑا تھا

بازو و ساعد گرد و مدور فربہ لاغر ہر دو بموقع	عقد جواہر دست بہ نجن داد بہر یک زیب فراوان

اور عضلہ ساق قوی و مضبوط۔ اوپر سے موٹا نیچے کیجانب پتلا خوبصورت تھا گویا توڑ کر پھر جوڑا ہو۔

کف دست و کف پا۔ خوبصورت سڈول پُر گوشت و نرم۔

شکم پاک۔ فربہ و کلان۔ ابو سعید تیمی کہتے ہین کہ ہم لوگ اطفال خورد سال تھے پارچہ فروشی کرتے اور کپڑے کاندھے پر ڈالکر بازارین پھرا کرتے تھے جب کبھی علیؑ کو بازارین دیکھتے کہتے "دیکھو وہ بزرگ شکم آئے"۔ ایکدفعہ اونھون نے ہمسے پوچھا۔ "تم ہمکو دیکھکر کیا کہا کرتے ہو"۔ ہمنے جواب دیا۔ "ہم آپکو عظیم البطن کہتے ہین"۔ ارشاد فرمایا "ٹھیک ہے۔ میرا پیٹ بڑا ہے مگر اسکے اوپر والے حصے مین علم بھرا ہے اور نیچے کا حصہ کھانے کی جگہہ ہے"۔

جملہ اعضاء۔ اور مفاصل استخوان نہایت درجہ قوی اور مضبوط تھے جنمین خدا داد طاقت بھری تھی جس سے کشتی کی اوسکو پچھاڑا جس سے لڑے اوسپر مظفر و منصور ہوے

رفتار۔ آپ جھومتے چلتے تھے۔

باد صبحے یا رم آہوست یا رفتار کبک	یا خرام ناز آن شوخ بلا بالاست این

جب مقابلہ کفار کو نکلتے جھپٹکر چلتے مگر نہایت اطمینان اور ثبات قلبی سے۔ کسی نوع کی پریشانی و بدحواسی طاری نہوتی۔ (ابن اثیر و خمیس)

آپکے اکثر حصہ جسم پر بال تھے (فصل الخطاب) آپ کے دو گیسو بھی تھے (ریاض النضرة)

نہ پوچھو داغ ادا اون گیسوؤنکی کچھ نرالی ہے	بنانے سے بگڑتے ہین سنوارے سے بکھرتے ہین

الغرض ہمارے ممدوح آقاے نامور عالیقدر جس طرح جملہ کمالات باطنی سے آراستہ و پیراستہ تھے اوسیطرح حسن و خوبی و جمال ظاہری بھی مصور ازل نے آپکو عطا فرمایا تھا۔

تربیت زمانۂ طفولیت

جناب علی مرتضیٰؑ ابھی بالکل بچہ تھے اور بعض روایات سے معلوم ہوتا ہے آپ پانچ برس کے تھے کہ مکہ معظمہ مین خشک سالی ہوئی - تمام مخلوقات خستہ وتباہ حال ہوئی - دانہ دانہ کو محتاج چشم گریان خشک - لب پر آہ - ہر آن خالق ارض وسما سے دعا - قریش مین جو صاحب مال تھے وہ تو خیر شکم سیر گذر کرتے تھے مگر جو فقیر ونادار صاحب عیال کثیر تھے وہ بدحال تھے - ابوطالب کے بال بچے بہت تھے - جناب رسول خداؐ نے گرانی وخشک سالی کا یہہ رنگ ملاحظہ فرماکر نہایت تاسف کیا - جناب عباسؓ بن عبد المطلب بنی ہاشم مین مالدار تھے - آنحضرت صلعم نے ان سے ارشاد کیا "چچا جان - اسوقت کی گرانی وتنگی نے نہایت پریشان کردیا ہے - اپنے غریب کنبہ والونکو دیکھکر تو طاقت ضبط وصبر نہین جب ان کی تکلیف دیکھتا ہون بیساختہ جی کڑھتا ہے چچا ابوطالب کی آمدنی ومصارف وکثرت اولاد پر نظر پڑتی ہے تو دل تڑپ جاتا ہے - آپ اگر میری مدد کرین تو کسیقدر بار سے وہ سبکدوش ہوجائین - میری یہہ راے ہے کہ مین اور آپ چچا ابوطالب کے لڑکو نمین سے ایک ایک کو لیلین - فی الجملہ وہ انکے بوجھ سے ہلکے ہوجائینگے" جناب عباسؓ نے فرمایا "بہت مناسب ہے مین راضی ہون" یہہ کہکر آپکے ساتھہ ہولیئے - دونون صاحب ابوطالب کے گھر پہونچے اور یہہ فرمایا "ہم چاہتے ہین کہ جبتک یہہ گرانی اور خشک سالی ہے آپکو فکر عیال سے فارغ البال کردین" - ابوطالب نے جواب دیا "اچھا ہے عقیل اور طالب کو میرے پاس ہی رہنے دو اور باقی لڑکے تم لیجاؤ" - اسقدر اجازت پاکر جناب علیؑ کو جناب رسول خداؐ نے

لیکر اپنے سینہ مبارک سے لگالیا اور جناب جعفر طیار رضؓ کو جناب عباس رضؓ نے لے لیا۔ اوسوقت سے برابر جناب علی رضؓ آنحضرت صلعم کے پاس رہے اور آپنے بکمال شفقت اپنے فرزندونکی برابر رکھا جسوقت آنحضرت صلعم کو نبوت ہوئی علی مرتضی رضؓ نے آپ کی تصدیق کی اور آپ پر ایمان لائے۔ حضرت جعفر رضؓ جناب عباس رضؓ کے پاس ہی یہانتک کہ اسلام لائے اور جوان ہوکر کمائی کے قابل ہوگئے۔ (ازالۃ الخفار)

جناب علی مرتضی رضؓ اوسوقت سے ہر لحظ خدمت نبوی مین رہتے تھے کسی وقت سفر و حضر مین آنحضرت صلعم کا ساتھ نہ چھوڑا۔

با یام طفلی امام بشر	بسر برد اندر سرا پدر
بسن صبا نزد خیر الانام	بکسب کمالات کرد اہتمام

بعینہ ایک جان دو قالب تھے۔

اتحادیست میان من و تو	من و تو نیست میان من و تو

جناب رسول خدا سا معلم و مشفق و مربی ہو اور جناب علی رضؓ کا سا تعلیم پانے والا۔ حضور سرور کائنات صلعم جیسے اوستاد مہربان۔ جناب علی جیسے شاگرد رشید مطیع فرمانبردار ہون پھر ایسے شخص کی تعلیم و کسب کمالات ظاہری و باطنی اور ترقی مدارج روحانی کی کیا انتہا ہوسکتی ہے اور کون اوسکی حد بیان کرسکتا ہے۔

وقت اسلام رضؓ

جناب علی مرتضی رضؓ جسوقت اسلام لائے ہین آٹھ برس کے تھے اور بقول بعض دس برس کی عمر تھی یہی قول راجح ہے۔ انکے سوا اور بھی اقوال ہین (فتح الباری شرح بخاری)

بعضے کہتے ہین کہ آپ آٹھہ برس سے کم تہے بعضے نو برس کا بتلاتے ہین۔ (صواعق محرقہ)
شواہد النبوۃ مین ہے کہ آپ پندرہ برس کے یا اٹھارہ یا دس یا سات یا نو برس کے تہے
ذخائر العقبیٰ مین ہے کہ آپ اور زبیرؓ آٹھہ برس کی عمر مین اسلام لاے اور بروایت ابن
اسحٰق دس برس کی عمر تہی اور بعضے کہتے ہین تیرہ یا چودہ یا پندرہ یا سولہ برس کے تہے
راقم - صحیح روایۃً و درایۃً آٹھہ یا دس برس کا سن ہے اور راجح دس برس کی عمر۔
کیونکہ آپکا اسلام لانا بالاتفاق عالم طفلی اور صغرسنی مین ثابت ہے۔ خود جناب علیؓ
کے قول سے آپکا اسلام سب سے قبل و رحالت نابالغی مین ثابت ہے، جسکو ہم آگے لکھینگے

مبحث سابق الاسلام

مورخین اس امر مین مختلف ہین کہ سب سے اول کسکا اسلام ہے۔ بعض کا بیان ہے
کہ جناب ابوبکر صدیقؓ سابق الاسلام ہین بعضے جناب علی کرم اللہ وجہہ کو کہتے ہین۔ اب ہم
طرفین کے اقوال و دلائل نقل کرتے ہین اور ان اقوال متضادہ کی وجہ توفیق و تطبیق
بہی ذکر کرتے ہین۔

حضرت ابن عباسؓ سے مروی ہے کہ جناب سالتمآب صلعم نے فرمایا "مین نے
کسی پر اسلام پیش نہین کیا مگر اوسنے اولاً انکار کیا اور مجہسے بحث کی لیکن ابن ابی قحافہ
بلا تردد و بغیر قیل و قال میرے کہنے سے اسلام لاے اور اصلاً تاخیر و درنگ کو
راہ نہ دی" علامہ بیہقیؒ اسکے ذیل مین لکہتے ہین چونکہ جناب ابوبکرؓ نے قبل اسلام لانیکے
آنحضرت صلعم کی نبوت کی علامات و دلائل پر خوب غور کرکے آپکے برحق ہونے کی
تصدیق دل سے کرلی تہی اور بوقت دعوت اسلام انکو کسی قسم کا تردد باقی نہ تہا
لہذا فی الحال اسلام قبول کرلیا۔ اسی کلام کی تائید مین ہے۔ فرات بن سائب کہتے ہین

کہ مین نے میمون بن مہران سے سوال کیا "تمہارے نزدیک علیؓ افضل ہین - یا ابو بکرؓ و عمرؓ" میرے اس سوال سے میمون غصہ مین کانپ و ٹھے اور اونکے ہاتھہ سے عصا گر پڑا جب ذرا غصہ فرو ہوا تو کہا "مجھکو کیا گمان تہا کہ مین ایسے زمانہ تک زندہ رہونگا کہ لوگ حضرات شیخین کے برابر دوسرونکو سمجھنے لگین گے سبحان اللہ جناب ابو بکر صدیق اور عمر فاروق رض دونون اسلام کے سرتہے" پہر مین نے دریافت کیا۔ "ابو بکرؓ پہلے اسلام لاے یا علیؓ" جواب دیا "واللہ باللہ حضرت ابو بکرؓ سابق الاسلام ہین آپ اوسوقت سے اسلام لاے ہین جبکہ (۱۹ یا ۲۰ سنہ مین) بحیرا راہب سے ملے - آپ ہی نے تو جناب رسول خدا صلعم اور ام المومنین جناب خدیجہؓ کے درمیان نکاح کا پیغام و سلام کیا اور نکاح کرادیا - یہہ واقعات اوس زمانہ کے ہین جب جناب علیؓ پیدا نہوے تھے - حضرت زید بن ثابتؓ سے بسند صحیح مروی ہے کہ سب سے اول آنحضرت صلعم کیساتھہ جناب ابو بکرؓ نے نماز پڑہی - امام ترمذی اور ابن حبان خود جناب ابو بکرؓ سے روایت کرتے ہین کہ آپنے فرمایا "کیا مین خلافت کا حقدار نہین - کیا مین اول اسلام لانے والا نہین"

طبرانی اپنی کتاب معجم کبیر مین اور عبداللہ بن احمد زوائد الزہد مین شعبیؒ سے روایت کرتے ہین کہ شعبیؒ نے حضرت ابن عباسؓ سے پوچھا - اسلام لانے مین کون اول ہین جواب دیا - ابو بکرؓ اول ہین - کیا تم نے حسانؓ کے اشعار نہین سنے -

اذا تذکرت شجوا من اخی ثقۃ	فاذکر اخاک ابا بکر بما فعلا
خیر البریۃ اتقاھا و اعدلھا	الا النبی و اوفاھا بما حملا
والثانی التالی المحمود مشھدہ	و اول الناس منھم صدق الرسلا

ترجمہ۔ جب تم کو بڑے لوگونکے مصائب یاد آئین تو جناب ابوبکرؓ کے حالات کو ذکر کرو وہ بہترین مخلوق سب مین زیادہ متقی وپرہیزگار سب سے زیادہ جناب رسول خدا صلعم کے قریب جس بارکو اوٹھایا اوسکی متحمل اور وفا کرنے والے (غار حرا مین) دوسرے (آنحضرت کے) تابع۔ آپکے مراتب قابل تعریف ہین سب لوگونسے پہلے آنحضرت صلعم کی نبوت کی اور سب پیغمبرونکی تصدیق کرنے والے۔

بلحاظ روایات مذکورہ بالا ایک جماعت صحابہ کرام وتابعین کا یہی اعتقاد ہے کہ جناب ابوبکرؓ کا اسلام اول ہے بلکہ بعض آئمہ نے اس پر اجماع واتفاق صحابہ کرام کا دعویٰ کیا ہے۔ ان دلائل کے خلاف مین جو اور حدیثین وارد ہین اون کا جواب اور دلائل ہذا سے تطبیق اس طرح دیتے ہین کہ مردونمین سابق الاسلام جناب ابوبکرؓ ہین۔ عورتونمین جناب ام المومنین خدیجہؓ۔ لڑکون نابالغون مین جناب علی مرتضیٰؓ اور غلامون آزاد شدہ مین حضرت زید اول اسلام لائے ہین اور غلامون مین حضرت بلالؓ سابق ہین

ابن اثیر اس باب مین آئمہ صحابہ کبار کے خلاف ہین وہ کہتے ہین بظاہر حال شاہد ہے کہ آنحضرت صلعم کے گھر والے سب سے پہلے اسلام لائے۔ ام المومنین جناب خدیجہؓ۔ جناب زیدؓ۔ اونکی بیوی ام ایمنؓ۔ جناب علیؓ اور ورقہ بن نوفل۔ یہہ صاحب سب سے پہلے اسلام لائے ہین۔ اپنے اس دعوے کی تائید مین حضرت سعدؓ بن ابی وقاص کا یہہ قول پیش کرتے ہین کہ حضرت ابوبکرؓ سے قبل پانچ آدمیونسے زیادہ اسلام لاچکے ہین لیکن جناب ابوبکرؓ ہم لوگونسے بہتر وافضل ہین۔

بعضے کہتے ہین کہ ام المومنین جناب خدیجہؓ کا اسلام اول ہے اور انکے بعد جناب صدیق اکبرؓ اسلام لائے ہین یہی قول عباسؓ وابراہیم نخعیؒ وامام شعبیؒ کا ہے۔ (معالم التنزیل)

استیعاب و راسد الغابہ مین ہے کہ حضرت علیؓ کا اسلام اوّل ہے محمد بن کعب قرظی سے پوچھا گیا۔ کون پہلے اسلام لایا۔ جواب دیا حضرت علیؓ پہلے اسلام لاے ہین لیکن یہہ اپنے اسلام کو مخفی رکھتے تھے۔ اپنے باپ کے ڈر سے ظاہر نہین کرتے تھے اور جناب ابوبکرؓ کا اسلام فوراً ہی ظاہر ہوگیا۔ اسوجہ سے لوگ اشتباہ مین پڑ گئے اور حضرت ابوبکرؓ سابق الاسلام مشہور ہوگئے۔

بعضے کہتے ہین کہ اگر اوّلیت کا لحاظ کیا جاوے تو ورقہ بن نوفل سب سے پہلے مسلمان ہین جو قبل نبوت کے اسلام لاے ہین۔

ابن اسحٰق کہتے ہین کہ سب سے اول جناب خدیجہؓ اسلام لائین بعد انکے مردونمین جناب علی رضؓ نے دس برس کی عمر مین اسلام قبول کیا۔

ریاض النضرۃ مین ہے کہ جناب رسول خداؐ صلعم نے دوشنبہ کے دن نبوت پائی اور حضرت علیؓ سہ شنبہ کو اسلام لاے۔ رافع جناب رسول خداؐ سے روایت کرتے ہین کہ مین پیر کے دن نبی ہوا۔ خدیجہؓ اوسی روز اخیر دن مین اسلام لائین اور میرے ساتھ نماز پڑھی۔ دوسرے دن منگل کو علی اسلام لاے پھر زید بن حارثہ پھر ابوبکر۔ (انکی عمر اڑتیس سال کی اور بعضے کہتے ہین سینتیس برس کی تھی۔)

جب جناب ابوبکرؓ اسلام لاے لوگونکو اسلام کی ترغیب دیتے تھے چنانچہ آپکی تحریک سے حضرت زبیر بن عوام عثمان بن عفان۔ طلحہ بن عبید اللہ۔ سعد بن ابی وقاص و حضرت عبد الرحمن بن عوف اسلام مین داخل ہوے۔ (کذا فی شرح المقاصد)

اسد الغابہ مین بروایت حضرت ابن مسعودؓ منقول ہے۔ جناب ابوبکرؓ فرماتے ہین کہ قبل بعثت نبوی ہین یمن کو گیا۔ ایک شخص معمّر شیخ و عالم قبیلہ ازد کے گھر اوترا۔

وہ شخص کتب آسمانی پڑھا تھا مجھکو دیکھکر شیخ مذکور نے کہا- کیا تم حرمی ہو-

ابوبکرؓ ہان ہم اہل حرم اور مکی ہین-

شیخ- مین خیال کرتا ہون کہ تم قریشی ہو-

ابوبکرؓ بیشک مین خاندان قریش سے ہون-

شیخ- کیا تم تیمی ہو-

ابوبکرؓ ہان ضرور- تیم بن مرہ کے خاندان سے ہون-

شیخ- اب ایک علامت اور تم مین باقی رہ گئی ہے-

ابوبکرؓ وہ کیا ہے-

شیخ- ذرا اپنا پیٹ کھول کر مجھکو دکھا دو-

ابوبکرؓ جبتک یہہ نہ ظاہر کرو کہ اس سے تمہاری کیا غرض ہے مین اپنا پیٹ تمکو نہ دکھاؤنگا-

شیخ- مجھکو صحیح اور سچے علم سے ظاہر ہوا ہے کہ ایک پیغمبر حرم مین مبعوث ہونگے- اونکے مددگار ایک مرد جوان- دوسرا میانہ سن ادھیڑ ہوگا- جوان آدمی تو بڑا قوی سخت مشکل کامون مین گھس جانیوالا- دشوار کامونکا آسان کرنیوالا اور اونکا دفع کرنے والا ہوگا- دوسرا شخص عمر رسیدہ- سفید گورا رنگ ضعیف ونحیف- اوسکے پیٹ پر سیاہ تل ہوگا اور بائین ران پر ایک علامت ہوگی- تمہارا کیا نقصان ہے کہ جس امر کا سوال کرتا ہون اور دیکھنا چاہتا ہون وہ مجھکو کیون نہین دکھلا دیتے مین نے تمہارے تمام اوصاف تمہارے سامنے بیان کر دیئے صرف ایک علامت باقی رہ گئی ہے جسکے دیکھنے سے

میرا اطمینان کامل ہوجاویگا۔

ابوبکرؓ لو دیکھہ لو اور اپنا اطمینان کرلو۔

شیخ۔ (ناف مبارک پر ایک سیاہ تل دیکھکر) برب کعبہ تم وہی شخص ہوا ور مین تمسے ایک بات کہا چاہتا ہون اور کچھہ نصیحت کرتا ہون تمکو چاہیئے کہ میری کہنے پر عمل کرو اور اوسکے خلاف سے حذر۔

ابوبکرؓ وہ کیا ہے بیان کرو۔

شیخ۔ راہ راست سے نہ بہک جانا۔ صراط مستقیم اور راہ متوسط پر قائم رہنا۔ خدائے تعالیٰ جو نعمت وعظمت تمکو عطا فرماے اوسکے صرف مین خدا سے ڈرتے رہنا

حضرت ابوبکرؓ فرماتے ہین کہ جب مین نے اپنے کاروبار سے فارغ ہوکر مکہ معظمہ کا قصد کیا۔ چلتے وقت اوس شیخ کے پاس گیا۔ شیخ نے کہا مین نے اوس نبی کی نعت مین کچھہ اشعار کہے ہین۔ وہ اونکو سنا دینا۔ مین نے وعدہ کیا۔ شیخ نے بارہ شعر عربی پڑھے جن مین کا اول شعر یہہ ہے۔

الم ترانی قد سمیت معاشری	ونفسی وقد اصبحت فی الحی عاھنا

ترجمہ کیا تم نہین دیکھتے کہ مین اپنی قوم مین کس عمر کو پہونچا اور بوجہ پیرانہ سالی کے مثل شاخ شکستہ کے بیکار ہوگیا ہون۔

مین نے یہہ شعر یاد کرلئے اور مکہ مین پہونچا۔ ابوجہل وغیرہ دیگر سردار قریش مجھسے ملنے کو آے۔ مین نے اونسے دریافت کیا۔ کیا کوئی واقعہ جدید میرے بعد پیش آیا ہے جواب دیا۔ ابوطالب کا یتیم پرورده مدعی نبوت ہوا ہے۔ ہم سب سے کہتا ہے کہ تم لوگ باطل دین پر ہو اور تمہارے باپ دادا بہی دین باطل پر تھے۔ ہم تمہارے منتظر تھے

اب تم آئے ہو دیکھ لینا۔ اور وہ تمہارا بھی تو دوست ہے"۔

مین نے ان لوگونکو بلطائف الحیل ٹالا اور بمناسب وقت جواب دیکر رخصت کیا پھر مین حضور کی تلاش مین نکلا معلوم ہوا کہ خدیجہ رضؓ کے گھر ہین۔ مین وہان پہونچا۔ حضور سرور عالم دروازہ پر تشریف لائے۔ مین نے کہا۔ اے محمدؐ کیا آپنے دین قدیم آباو اجداد کا ترک کردیا۔ فرمایا۔ مین خدا کا رسول ہون مجھکو تمپر اور تمام خدا کی مخلوق پر خدا کا پیغام پہونچانے اور اوسکے دین اسلام کی تعلیم کرنے کا حکم ہوا ہے۔ اب تم خدا پر ایمان لاؤ۔ مین نے کہا۔ آپکے دعوی کی دلیل کیا ہے۔ ارشاد فرمایا۔ وہی مرد ضعیف شیخ کبیر السن جو تمکو یمن مین ملا ہے۔ مین نے کہا۔ مین تو بہت سے بوڑھے شخصون سے ملا۔ فرمایا وہ شخص جسنے تمکو شعر سنائے ہین۔ مین نے کہا۔ اے دوست۔ آپکو کس نے خبر دی فرمایا اوسی فرشتہ بزرگ نے جو مجھسے قبل اور انبیا رکرام کے پاس آتا تھا۔ مین نے کہا۔ ہاتھ بڑھائیے مین گواہی دیتا ہون کہ کوئی معبود برحق بجز خدا کے وحدہ لاشریک لہ نہین اور آپ بیشک خدا کے رسول ہین۔ پھر مین اسلام لانیکے بعد گھر واپس آیا مکہ معظمہ مین اوس وقت کوئی شخص اسقدر مسرور و شاد کام نہ تھا جیسا کہ جناب رسول اللہ میرے اسلام لانیسے اوس دن خوش تھے۔

معارج النبوۃ مین ہے کہ یہہ سفر جانب یمن ابو بکر صدیق رضؓ نے قبل بعثت نبوی کیا ہے جب وہان سے واپس آئے مکہ معظمہ مین آپکی نبوت کی خبر مشتہر ہوگئی تھی۔ حضرت ابو بکر بھی اسلام لائے جیسا اوپر گذرا جب آیہ کریمہ۔ قم فانذر نازل ہوئی اور آپ کو تبلیغ رسالت اور دعوت اسلام کا حکم ہوا تو سب سے پہلے ام المومنین جناب خدیجہ رضؓ ایمان لائین اوسکے دوسرے روز خواہ تیسرے روز جناب علی مرتضی رضؓ بعمر دہ سالگی

مشرف باسلام ہوے۔ پہر زیدؓ بن حارثہ بعد ازان حضرت صدیق اکبرؓ دولت اسلام سے شرف یاب ہوے۔ مناقب مرتضوی قلمی مین درباب سابقیت اسلام اسطرح لکھا ہی کہ حضرت عمرؓ۔ عتبہ۔ ابو سعیدؓ۔ حسانؓ سے منقول ہے کہ جناب ابوبکرؓ سب سے اول ایمان لای اور حضرت ابو ذر غفاری۔ سلمان فارسی۔ مقداد بن اسود۔ خباب ابن الارت جابر بن عبد اللہ۔ خزیمہ بن ثابت۔ زید بن ارقم۔ انس بن مالک۔ حضرت عباس رضوان اللہ عنہم سے بروایات متعددہ ثابت ہے کہ جناب علیؓ سابق الاسلام ہین۔

مولانا شاہ ولی اللہ صاحب فرماتے ہین "چونکہ جناب علی مرتضیٰؓ زمانہ طفولیت سے حضور سراپا نور کی کفالت و تربیت مین تہے لہذا آپکا اسلام اور جناب رسول خدا کے ساتھہ نماز پڑہنا وقت بلوغ سے قبل ہے۔ اکثر صحابہ کبار و تابعین اخیار کا قول ہے کہ ام المومنین جناب خدیجہؓ کے بعد جناب علیؓ اسلام لاے ہین"۔ پہر شاہ صاحب مآثر جناب صدیقؓ مین اس طرح افادہ فرماتے ہین "منجملہ فضائل حضرت ابوبکرؓ یہہ ہے کہ آپ اول بعثت رسولخدا صلعم مین مشرف باسلام ہوے اور اسلام لانے مین سب پر سبقت کی علماے سیر اس باب مین مختلف ہین کہ اول اسلام آپکا ہے یا جناب علی مرتضیٰؓ کا یا ام المومنین جناب خدیجہؓ کا ہے ہر ایک فریق ادلہ واضحہ اپنے مدعی پر لاتے ہین مگر سب کا اس امر پر اتفاق ہے کہ آزاد بالغین قریش سے حضرت صدیق اکبر پر کسی نے اسلام مین سبقت نہین کی فقیر اس مقام پر نکتہ باریک بیان کرتا ہے جس سے آپکی اولیت اسلام کما حقہ ظاہر و باہر ہوگی۔ وہ یہہ ہی کہ جناب صدیقؓ کی اولیت و سبقت اسلام منجملہ فضائل و مآثر بدین لحاظ شمار کیجاتی ہے کہ آپکے اسلام لاتے ہی اسلام کا شیوع ہوگیا اور روز بروز لوگ اسلام مین داخل ہونے لگے۔ آپ کا اسلام لانا لوگونکو اسلام کیطرف

اوبہاریوالااوراونکے دلونکو خوبی اسلام کیجانب کہینچنے والاہے لہذا بحکم الدال
علی الخیر کفاعلہ۔ آپکے بعد جسقدر لوگون نے اسلام قبول کیا اون سب کا ثواب
آپکے نامہ اعمال مین لکہا گیا۔ یہہ کام جو آپ کی ذات سے ہوا اوسی سے ہوگا جو عاقل بالغ
آزاد ہو لوگونمین مشہور و معروف ہو۔ لوگ اوسکا کہنا مانتے ہون یا وسکو اچہا جانتے
ہون۔ اوسکی اطاعت کرتے ہون اور اپنا دین قدیم چہوڑکر دوسرا دین قبول کرے
اور سعی و کوشش کما ینبغی سے لوگونکو قبول دین جدید پر آمادہ کرے دوسرے شخص سے
ممکن نہین اور جب آپکی ذات ستودہ صفات سے یہ امر جلیل الشان وقوع پذیر ہوا تو آپکے
محامد و اوصاف مین شمار ہوا اور آپ لقب سابق الاسلام کے ضرور مستحق ہوے اگرچہ
اولیت حقیقی مین اختلاف ہو"

راقم۔ شاہ صاحبؒ کے کلام سے مستفاد ہوا کہ آپ اگرچہ اسلام مین اول نہین۔ مگر
بوجہ اسکے کہ آپ باعث شیوع و ترقی اسلام ہوے اس لحاظ سے خطاب سابق الاسلام
کے حقدار و مستحق ہین یہہ توجیہ ایسی نفیس ہے کہ دونون فریق راضی و خوش ہوگئے۔ جناب
شاہ صاحب کی دونون عبارتون سے یہہ امر ثابت ہوا کہ جناب علی مرتضیٰ رض کا اسلام لانا
جناب صدیق اکبر کے اسلام سے قبل ہے۔ حقیر ناچیز کی فہم ناقص مین ایک بات آتی ہے
وہ یہہ کہ جناب صدیق اکبر رض قبل اسلام جناب رسول خدا صلعم کے رفیق رہے اور جو محبت
و خلوص ان دونون حضرات مین تہا وہ کتب سیر سے مثل روز روشن ظاہر و ہویدا ہے
اسکا کسیکو انکار بہی نہین۔ جناب صدیق رض کو جو قرب حضوری اسلام سے قبل اسلام
حاصل تہا اور جسکی وجہ سے ہر طرح خیرخواہ جناب سرور کائنات صلعم رہے ہے۔ یہہ بہی
بخوبی عیان ہے۔ سفر شام ۱۹ سنہ یا ۲۰ سنہ بعد واقعہ فیل مین ہمراہ رکاب حضور اقدس تہے

اور بحیرا راہب سے ملے اور اوسکے بیان سے تصدیق دلی جناب رسول خدا کی نبوت کی حاصل ہوئی اوسوقت جناب علی مرتضیٰ پیدا بھی نہ ہوے تھے اور نہ ام المومنین جناب خدیجہؓ نے شرف زوجیت جناب رسول پاک پایا تھا اگر اوسیوقت آپ ایمان لاے ہون تو کیا عجب ہے جیسا کہ ہم اسی دعوی پر اجماع صحابہ نقل کر آے ہین۔ باقی رہا یہہ امر کہ بعض روایات مذکورہ بالا سے آپکا اسلام بعد پانچ چھہ صاحبونکے منقول ہے ہم کہتے ہین کہ یہہ بعدیت ظہور اوسی مخفی اسلام سابق کی کاشف ومظہر ہے کیونکہ جس زمانہ مین آپ اسلام لاے ہین وہ زمانہ ایسا ہی تھا اوسوقت جسکے دل مین اسلام کی محبت اور اوسکی جانب میلان طبعی تھا وہ کفار کے خوف سے جرأت نہ کرسکتا تھا کہ اپنا عقیدہ ظاہر کرے اور برملا کلمہ لا الہ الا اللہ زبان پر لا سکے۔ اوس زمانہ کا کیا ذکر بعد نبوت بھی ابتدا مین یہی حالت رہی جو مسلمان ہوے چھپکر۔ جناب فاروق اعظمؓ کے اسلام سے البتہ اسلام پردہ سے نکلکر عالم ظہور مین جلوہ گر ہوا اور پھر رفتہ رفتہ شرق سے غرب تک آفتاب اسلام نے اپنی نورانی شعاعین پھیلا دین اور ظلمت کفر وشرک بالکل مٹا دی۔ صواعق محرقہ سے جو تقسیم منقول ہے کہ مردونمین اول جناب صدیق کا اسلام ہے اور عورتونمین جناب ام المومنین خدیجہؓ اور لڑکون مین جناب شیر خدا اول ہین تو یہہ تفریق وتقسیم بھی باعتبار اسی ظہور اسلام کے ہے۔ کیونکہ عہد نبوت سے قبل کا لحاظ نہ کرکے مبدا اسلام تاریخ بعثت ونبوت جناب سرور کائنات قرار دی گئی۔ اوس وقت سے جسکا اسلام اوّلاً ظاہر ہوا وہ اول ہے جسکا ثانیاً مشہور ہوا وہ ثانی ہے علی ہذا القیاس۔ یہہ بھی روایات صحیحہ سے واضح ہے کہ جناب صدیق اکبرؓ وقت نبوت وظہور دعوت اسلام یمن کو تشریف لیگئے تھے اور وہان ایک بزرگ

عالم کبیر السن سے ملے جب یمن سے واپس آئے اور آپ کی نبوت کا حال معلوم ہوا بلا تامل
خدمت اقدس مین آکر کلمہ پڑھ لیا۔ ماحصل اس تقریر کا یہہ ہوا کہ جناب صدیق اکبر رض کا
اسلام حقیقۃً سب سے اوّل ہے اگرچہ باعتبار ظہور کے جناب ام المومنین خدیجہ رض و جناب علی رض
وغیرہم کے بعد ہے۔ اب ہم اصل قصہ یعنی اسلام جناب علی رض کیجانب رجوع کرتے ہین
اوپر گذر چکا ہے کہ جناب علی رض بچپن سے آنحضرت صلعم کے پاس رہے۔ جب آپکی عمر
دس برس کی ہوئی۔ ایک روز جناب رسول خدا کو دیکھا کہ ام المومنین خدیجہ رض کے
ساتھہ نماز پڑھ رہے ہین بعد فراغت نماز حضور سے پوچھا۔ بھائی صاحب۔ آپ یہہ
کیا کام کرتے تھے۔ جواب دیا۔ یہہ خدا کی نماز اور اوسکی عبادت ہے۔ اوسنے اپنے بندونکو
دین اسلام قبول کرنے کا حکم دیا ہے۔ یہہ طریق و آئین خداوند تعالے کا محبوب و مرغوب
ہے۔ مین تمکو اس دین کی دعوت دیتا ہون تم بھی اسے قبول کرو اور دل سے اعتقاد
رکھو کہ خداے وحدہ یکتا و بے مثل ہے اوسکا کوئی شریک نہین یہہ لات و عزیٰ پتھر
سو نہین جو اپنے ہاتھوں سے تمہارے بزرگون نے تراشی ہین قابل پرستش نہین انسے
کوئی امید نفع نہ خوف ضرر ہے۔ انکی عبادت ترک کرکے خداے پاک کی عبادت کرو
حضرت علی رض نے عرض کیا "آپکے سوا مین نے کبھی کسی سے اس دین کا نام نہین سُنا۔
مین بغیر اپنے والد سے مشورہ لئے کوئی کام نہین کرتا۔ اگر آپ اجازت دین تو مین اپنے
باپ سے اس امر مین رائے لے لون" حضور سرور عالم نے فرمایا "اے علی۔ فی الحال مناسب
وقت یہہ ہی کہ اگر تم کو اسلام پسند نہین اور اس سے ابھی انکار ہے تو خاموش رہو کسی سے
کہنا سنا ٹھیک نہین" یہہ گفتگو اسوقت ختم ہوگئی۔ رات کو خداے کریم ہادی مطلق نے
جناب امیر المومنین رض کا دل نور ہدایت سے نورانی فرمادیا اور قبول اسلام کے واسطے آپ کا

سینہ کشادہ ہوگیا۔ دین اسلام کی خوبی اور بزرگی خدائے یکتا کی عظمت وجلالت آپ کی نظر ونمین سماگئی۔ رات ہی سے شوق پیدا ہوا۔ جاذبہ شوق کہتا تھا۔ چل اوٹھ ابھی دولت ایمان نعمت دین اسلام سے مالامال ہو صبح تو دور ہے اتنی دیر تاخیر کیوں ضرور ہے بارے بضبط وصبر صبح کی۔ تڑکے منہ اندھیرے حضور سرور عالم کی خدمتمین باریاب ہوے اور بکمال ذوق ووفور شوق عرض کیا۔ اے رسول اللہ۔ مجھکو اسلام سکھائیے۔ راہ ہدایت بتائیے شراب ناب دین متین عنایت ہو۔ شربت خوشگوار کلمۂ توحید سے کام ودہان اس تشنہ لب کامیاب ہو"

مراد دل زکہ جویم چو دلنواز توئی		سخن بہ پیش کہ گویم چو چارہ ساز توئی

آنحضرت صلعم نے کلمہ توحید تلقین فرمایا۔ آپ کلمہ مبارک پڑھکر مشرف باسلام ہوے ایک روایت مین اس طرح آیا ہے کہ بوقت عرض اسلام جناب امیرالمومنین نے کہا کہین اپنے باپ سے جاکر مشورہ لے آؤن یہہ کہکر اس ارادہ سے روانہ ہوے دوچار قدم گئے تھے کہ آپکے دل مین گذرا "تیرے باپ نے توحکم دیدیا ہے کہ محمد جس کام کو تجھسے کہین بلا تامل منظور کرلینا اب اوسسے کہنی سننے کی ضرورت ہی کیا ہے" اس خیال کے آتے ہی واپس آے اور اسلام قبول کیا۔ طریقہ وضو ونماز سیکھا مگر اپنا اسلام لانا باپ سے پوشیدہ رکھا۔ چوری چوری آنحضرت ص کے ساتھہ نماز پڑہا کرتے تھے جب نماز کا وقت آتا آنحضرت صلعم آپ کو ساتھہ لیکر آبادی سے باہر نکل جاتے اور کسی محفوظ جگہہ مین جہان آدمیونکا گذر نہ ہوتا دونون صاحب نماز ادا فرماتے اور بعض روایت مین ہے کہ جب حضور سرور عالم نماز ادا کرتے جناب امیرالمومنین رض ادہر اودہر تاکا کرتے کہ مبادا کوئی دشمن گھات مین ہو اور غافل پاکر آپکے دشمنونکو کوئی صدمہ پہونچاے۔

مروی ہے کہ ایک روز ابوطالب نے اپنے فرزند ارجمند حضرت علی کو گھر مین نہ دیکھا تلاش کیا۔ نہ ملے۔ اسی جستجو مین تھے کہ بی بی فاطمہ آپکی والدہ ماجدہ نے فرمایا "اے ابوطالب علی کو دیکھتی ہون کہ مثل سایہ ہر دم محمد کے ساتھہ رہا کرتا ہے۔ مجھکو اندیشہ ہے کہ محمد کی صحبت مین میرا بچہ اپنا آبائی دین اور قدیمی ملت ترک کر کے جدید مذہب اختیار کرے اور مفت مین ہاتھہ سے جاوے پھر کچھہ بنائے نبن پڑیگی"۔ ابوطالب نے یہہ سنکر اپنی اہلیہ کو تسلی دی اور کہا "ایسا نہوگا میرا لڑکا بغیر میرے صلاح و مشورہ کے کوئی کام نہین کرتا۔ تم اوسکی جانب سے مطمئن رہو۔ وہ لڑکا بڑا نیک اور میرا مطیع و فرمانبردار ہے"
(معارج النبوۃ)

اسکے بعد حسب اتفاق ایک روز ابوطالب کسی کام کو مکہ سے باہر گئے۔ ایک مقام پر انکا گذر ہوا دیکھا تو جنگل بیابان مین جناب رسول خدا نماز مین مشغول ہین اور حضرت علی ہر طرف دیکھہ رہے ہین اور بروایت محمد بن اسحق دونون صاحب نماز پڑھ رہے تھے۔ ابوطالب نے بنظر تعجب دیکھا۔ آہستہ آہستہ دبے پانون آپکے قریب آکر بیٹھہ گئے جسوقت حضور نماز سے فارغ ہوے ابوطالب نے دریافت کیا۔ اے محمد یہہ کونسا دین و مذہب ہے کہ تمنے ایجاد کیا ہے اور یہہ کیا کام ہے جو ابھی تم دونون نے کیا۔ آنحضرت صلعم نے فرمایا

اے عم مہربان یہہ خدا کا دین اور اوسکے پاک فرشتون کا طریقہ اور جملہ انبیاے کرام اور ہمارے پدر بزرگوار حضرت ابراہیم خلیل اللہ علیہ السلام کا دین ہے۔ اب خداوند تعالے نے مجھکو وہ دین پاک عطا فرمایا اور اپنے بندون پر بھیجا اور مجھکو اپنا پیغامبر کیا۔ مجھکو حکم دیا کہ خدا کے بندونکو اس دین متین کی دعوت دون اور راہ راست پر لاؤن۔ اے میری مہربان چچا۔

مین آپکو بہی خدا کی طرف بلاتا ہون - وہ خدا یکتا و یگانہ ہے اوسکا کوئی شریک وہمسر نہین مین اوسی خدا ے وحدہ کی عبادت کی ترغیب دیتا ہون اور اوسی خداے پاک و بے مانند کی راہ دکہلاتا ہون - اے چچا جان - آپ خوب گوش ہوش سے سنین کہ جتنے شاہان اولوالعزم و سلاطین زمانہ ہین اور روے زمین پر حکومت کر رہے ہین خداے بے ہمتا کی بارگاہ بے نیاز مین سر افگندہ ہین اور اسی عجز و نیاز و خاکساری سرافگندگی کی بدولت انکو سرفرازی و سرداری حاصل ہے -

کشمکش مرگ در وزندگیست	بیش خداوندی او بندگیست
هرکه درین مرحله بشتافتست	جان و جهان جمله از و یافتست
هرکه درو پرتوے از رنگ و بوست	خاک رهٔ و بندۂ درگاه اوست

اے عم مہربان - آپ سب سے زیادہ اس امر کے مستحق ہین کہ دین اسلام کی دعوت اولاً آپ ہی سے شروع کرون اور آپکو بہی زیبا و سزاوار ہے کہ بعد قبول اسلام میرے مددگار اور پشت پناہ ہوکر اعلاے کلمۃ اللہ مین بجان و دل مصروف ہون

بسیار دشمنست مرا تو دوست نے	با چون منی بگوے که اینها نکوست نے
باهن چرا طریق جدائی گرفتۂ	ای یار دوست بودی و الحال دوست نے

ابوطالب نے جناب سرور کائنات صلعم کا فرمانا از اول تا آخر بغور سُنا - دل سے مانا اور اس طرح جواب دیا - اے راحت جان والے فرزند دلبند جو کچہ تمنے کہا سب درست ہے مین حقیقت ہے - دراصل یہہ رُشد ہو اس قابل ہین کہ جان و دل سے لئے جاوین اور گوش شاہد قبول مین جلوہ فزا ہون -

باغ دل آتازگی از حسن تقریر تو باد	شمع جان از روشنی از نور تفسیر تو باد

مگر بات یہ ہے کہ میر النفس اپنے آبائی ملت کو ترک کرنا گوارا نہین کرتا اور مجھسے عبدالمطلب کا طریق و مذہب نہین چھوٹ سکتا البتہ مین تمہاری معاملات مین دخل نہ دونگا۔ تم بفراغ خاطر تبلیغ رسالت مین مصروف رہو۔ جبتک میرے دم مین دم ہے کسی کی مجال نہین کہ تمہارے دشمنونکو نگاہ بد سے دیکھے اور کسی نوع کی تکلیف دہی اور ایذا رسانی کا خیال بد اپنے دل مین لاسکے۔ یا کوئی حاسد کینہ پرور براہ حمیت جاہلانہ تمہارے مقابل اٹھ کھڑا ہو۔ مین اپنی زندگی مین ہر طرح تمہارا جان نثار رہون۔ میرے بعد حافظ حقیقی ناصر و مددگار ہے۔

قامت بلند و ذکر جمیلت جمیل باد	ظلت ظلیل و دشمن جانت ذلیل باد

پھر ابو طالب جناب امیر المومنین کی طرف متوجہ ہوے اور کہا۔ اے نور چشم۔ لخت جگر۔ تو نے یہہ نیا دین کیسے اختیار کر لیا" جناب امیر المومنین نے جواب دیا۔ ای پدر بزرگوار۔ آپ خوب سمجھ لین کہ یہہ دین برحق اور سچا ہے اور مین تو خدا اور اُسکے رسول جناب مصطفے پر ایمان لے آیا ہون۔ یہہ نماز کا فریضہ اوسنے اپنے بندون پر واجب کیا ہے۔ ہم اوسکا فرض ادا کیا کرتے ہین" ابو طالب نے آپکی تقریر پسند کی اور آپکے اسلام لانے پر معترض نہ ہوے بلکہ یون کہا" بیٹے۔ تم اپنے مہربان بھائی محمد کا ساتھہ نہ چھوڑنا۔ اونکی خدمت مین رہنا۔ وہ تمکو نیک کام ہی کی ہدایت کرین گے۔ خداوند تعالی تم دونونکا نگہبان ہے۔ مین جبتک زندہ ہون تمہاری محافظت مین اپنی جان عزیز کو فدا کر دونگا اور دشمنونکے شر سے تمکو بچاتا رہونگا" (معارج و ازالۃ الخفاء)

خدایا دانگہبان تواے دل		ترا پیش بلاے مے فرستم

دوسری روایت مین ہے کہ ایک روز ابوطالب حضرت جعفر طیار رض کے ہمراہ کسی کام کو مکہ معظمہ کے باہر پہاڑ پونپر ہوکر گذرے - ایک مقام پر دیکھا کہ جناب رسول خدا محمد مصطفے صلعم اور امیر المومنین جناب علی مرتضی رض نماز پڑہ رہے ہین - امیر المومنین حضور نبوی کے ایک بازو سے کہڑے ہین - ابوطالب نے حضرت جعفر رض سے کہا - تو بہی اپنے ابن عم کے دوسرے بازو سے لگ کر کہڑا ہوجا - جناب جعفر رض برطبق اشارہ ابوطالب جناب رسول خدا صلعم کے دوسرے پہلو سے ملکر کہڑے ہوگئے اور نماز مین شریک ہوے - حضور جب نماز سے فارغ ہوے حضرت جعفر رض کو دیکہکر فرمایا - خداوندا - جعفر کو دو پر عنایت فرمانا - اللہ جل شانہ نے حضور کی دعا قبول فرمائی - حضرت جعفر رض غزوہ موتہ مین شہید ہوے

ابوطالب ان دونون صاحبونکو چہوڑکر اپنے مکان پر واپس آے - بی بی فاطمہ رض جناب امیر المومنین رض کی والدہ ماجدہ نے دریافت فرمایا - تمہارے صاحبزادہ بلند اقبال علی کا بہی کچہ پتہ چلا؟ ابوطالب نے کہا - کیون - تم کسواسطے پوچہتی ہو - فرمایا - مجہسے خادمہ نے آکر بیان کیا ہے کہ وہ محمد کے ساتہہ چہپکر جاتا ہے اور انکے ساتہہ مکہ کے جنگلون گہاٹیون مین نماز پڑہا کرتا ہے - کیا تمکو یہہ امر پسند ہے کہ تمہارا لڑکا عاصی - نافرمان - بے دین ہوجاوے - ابوطالب نے کہا - خاموش رہو کچہ نہ کہو - ساری خدائی مین محمد جیسا کوئی نہین - علی اگر اونکی متابعت کرتا ہے تو کیا قصور ہوا - میرا نفس شریر اجازت نہین دیتا اور دین آبائی ترک کرنے پر راضی نہین ہوتا ورنہ مین بہی محمد کا پیرو ہوجاتا اور اونکا دین قبول کرتا - ابوطالب کا یہہ کلمہ شدہ شدہ قریش کے گوش گذار ہوا - اونکو سخت ناگوار گذرا اور ابوطالب سے خوف رکہنے لگے -

امام احمدؒ بروایت حبۂ عرنی نقل کرتے ہین کہ ایک مرتبہ جناب امیر المومنین علیؑ منبر پر تشریف رکہتے تہے (عین حالت خطبہ مین یا اس سے قبل یا بعد خطبہ) آپ اسقدر ہنسے کہ آپکے دندان مبارک کہل گئے اور آپ کی نواجذ (کچلیان) نظر آگیئن مین نے اس سے قبل کبہی آپکو ایسا ہنستا نہ دیکہا تہا۔ پہر آپنے فرمایا۔ مجہکو اسوقت میرے باپ ابوطالب کا قول یاد آیا۔ ایک مرتبہ کا ذکر ہے کہ مین جناب رسول خدا کے ساتہہ بطن نخلہ مین نماز پڑہ رہا تہا ناگاہ میری والد ابوطالب اودہر ہوکر گذرے جناب رسول خدا سے پوچہا۔ "اُے بہتیجہ تم دونون یہہ کیا کر رہے تہے" آنحضرتؐ نے میرے والد کو اسلام کی طرف بلایا اور نماز وغیرہ ارکان اسلام کی ہدایت فرمائی۔ میرے باپ نے کہا۔ "تم دونون جو کام کرتے ہو اسمین کچہہ مضائقہ نہین لیکن واللہ میرے سُرین تو اس طرح اوپر کو نہ اوٹہین گے" آپ کی ہنسی اسی بات کے یاد آنے پر تہی۔ پہر فرمایا۔ "خداوندا۔ مین نہین جانتا کہ میرے اور تیرے رسول کے سوا مجہسے پہلے اس امت مین کسی نے تیری عبادت کی ہو" یہہ کلمہ تین مرتبہ زبان مبارک سے فرمایا۔ پہر ارشاد کیا۔ "قبل اسکے کہ اور لوگ نماز پڑہین مین نے سات نمازین ادا کین" (ازالۃ الخفا)

ایک شعر عربی جو آپ کی طرف منسوب اور مشہور ہے اوس کا بہی یہی مطلب ہے جو یہہ ہے۔

سبقتکم الی الاسلام طرّاً	غلاماً ما بلغت اوان حُلمی

تم سب سے مین نے اسلام لانے مین سبقت کی اور اوسوقت سے اسلام لایا ہون کہ لڑکا تہا اور سن بلوغ کو نہ پہونچا تہا۔ ایک روایت مین آپسے مروی ہے کہ جناب رسولخدا کو دوشنبہ کو نبوت ہوئی اور سہ شنبہ کو مین نے نماز پڑہی حسن بن زید روایت سے

کہ جناب علی مرتضیٰؓ نے صغر سنی مین بہی کبہی بت پرستی نہین کی۔ اسیوجہ سے آپکے حق مین کرم اللہ وجہہ کہا جاتا ہے یعنی خداوند تعالیٰ نے آپ کی ذات کو عبادت بتوں سے محفوظ رکہا۔ (صواعق)

جناب علی مرتضیٰ کا بچپن مین دستور تہا کہ جب ابوطالب آپکو لات پر دودہ چڑہانیکو دیتے آپ خود اوسکو پی جاتے اور لات پر پیشاب کر دیتے تہے۔ (مستطرف)

آیات مناقب جناب امیر المومنین سیدنا علی مرتضیٰ کرم اللہ تعالیٰ وجہہ

مولانا شاہ ولی اللہ صاحب محدث دہلویؒ نے حضرات خلفاء اربعہ کے مناقب مین تقریبا تمام قرآن شریف کی ہرایک سورت سے آیات جمع کر کے لکہی ہین لہذا ہم بہی چند آیات جن سے جناب مرتضیٰؓ کی منقبت ظاہر ہوتی ہے اس مقام پر لکہتے ہین۔

آیت۔ والسّٰبقون الاولون من المهاجرین والانصار والذین اتبعوھم باحسان رضی اللہ عنھم ورضوا عنه واعد لھم جنّٰت تجری تحتھا الانھٰر خٰلدین فیھا ذالک الفوز العظیم۔ خداوند تعالیٰ نے اس آیت مین اصحاب سابق الاسلام اور اول مہاجرین و انصار کا (جن مین بالیقین جناب مرتضیٰؓ ہین) ذکر فرماکر اونکے واسطے بشارت ارشاد فرماتا ہے کہ پہلے (اسلام لانے مین) سبقت کرنیوالے مہاجرین و انصار (جو جنگ بدر سے قبل یا کعبہ کی سمت قبلہ مقرر ہونیسے پیشتر مشرف باسلام ہوے) اور جو لوگ ان سابقین اولین کی نیکی کے ساتہہ پیروی کرتے ہین (یعنی اسلام لانے اور ہجرت کرنے مین پیروی کی) ان لوگونسے خدا خوش ہوا اور یہہ خدا سے راضی ہوی (دنیا مین بہی اور باعتبار مآل کار یعنی جب ثواب و کرامت بروز جزا

پاوینگے) اللہ تعالیٰ نے انکے واسطے تیار کر رکھی ہین جنّت (نعیم کہ) جنکے نیچے نہرین جاری ہین وہ ہمیشہ اونمین رہین گے یہہ بڑی کامیابی ہے۔

اس آیت پاک مین کمال درجہ بزرگی عظمت ان حضرات صحابہ اور جناب علیؑ کی ہے اور بشارت عظمیٰ اونکو ہے کہ خدا اونسے راضی وہ خدا سے خوش۔ اب اس سے بڑھکر اور کیا چاہئیے جناب امیر المومنینؑ کی سابقیت اسلام کما ینبغی بحث اسلام مین ثابت ہوچکی ہے بیشک آپ اس آیہ کریمہ کے مصداق ہین۔

آیت ۱۲۔ اجعلتم سقایۃ الحاج وعمارۃ المسجد الحرام کمن اٰمن باللّٰہ والیوم الاٰخر وجاھد فی سبیل اللّٰہ لا یستوٗن عند اللّٰہ واللّٰہ لا یھدی القوم الظّٰلمین الذین اٰمنوا وھاجروا وجاھدوا فی سبیل اللّٰہ باموالھم وانفسھم اعظم درجۃ عند اللّٰہ ط واولٰئک ھم الفائزون ۔ ترجمہ۔ کیا حاجیونکو پانی پلانا اور مسجد کی خدمت کرنا (ثواب و اجر مین) برابر جانتے ہو مثل اعمال اوس شخص کے ہے جو اللہ پر اور روز قیامت پر ایمان لایا اور خدا کی راہ مین جہاد کیا۔ (کبھی نہین ایسا ہوسکتا) وہ برابر نہین ہوتے اور اللہ تعالیٰ تو ظالمونکو ہدایت نہین کرتا۔ جو لوگ ایمان لائے اور ہجرت کی اور خدا کی راہ مین اپنی جان و مال سے جہاد کیا خدا کے نزدیک اونکے درجے بڑے ہین اور یہی لوگ مراد پانے والے ہین۔

اس آیت کریمہ کی شان نزول اس طرح ہے بروایت ابن عباسؓ کہ جب حضرت عباسؓ جنگ بدر مین قید ہوکر آئے تو فرمایا تم لوگ ہم سے اسلام مین سابق ہو تو کیا ہوا ہم بھی تو خانہ خدا کی خدمت کرتے رہے اور حاجیونکو پانی پلاتے رہے ہین۔ تم نے اسلام و ہجرت کا ثواب لوٹا تو ہم نے بھی خدمت خانہ کعبہ و رکار سقائی مین ثواب کمایا۔ تمکو ہمپر زیادتی اور

فضیلت ہی کیا ہے حسنؒ اور شعبیؒ سبب شان نزول یہہ بیان کرتے ہین کہ طلحہ بن شیبہ نے کہا مین خانہ کعبہ کا کنجی بردار ہون اور حضرت عباس نے فرمایا مین حاجیونکو پانی پلاتا ہون جناب علی مرتضی رضؓ نے فرمایا۔ مین سب سے پہلے اسلام لایا ہون اور مہینون دیگر لوگونسے قبل نمازین ادا کین اور خدا کی راہ مین جہاد کیے ہین پس مجھکو تم لوگونپر مزیت وفضیلت ظاہر ہے خداوند تعالی نے جناب امیر المومنین رضؓ کے موافق آیت نازل فرمائی۔ (تفسیر مدارک)

مروی ہے کہ کفار قریش نے صحابہ مہاجرین اور جناب علی رضؓ سے مباحثہ کیا اور کہا ہم لوگ مسجد حرام کی خدمت کرتے ہین اور اوسکو آباد رکھتے ہین حاجیونکو پانی پلاتے اور اونکو آرام دیتے ہین ہم لوگ تم سے افضل وبہتر ہین۔ جناب علی رضؓ اور صحابہ کرام نے جواب دیا کہ ہم پیغمبر خدا پر ایمان لائے اور خدا کی وحدانیت کا اقرار اور روز قیامت کی تصدیق کی۔ پھر ہجرت کی۔ جہاد کیئے۔ ہم بہتر ہوے کہ تم۔ ہم افضل ہین یا تم۔ خداوند تعالی شانہ نے قطعی فیصلہ فرما دیا کہ ما کان للمشرکین ان یعمروا مساجد اللہ الی قولہ من المھتدین یعنی مسجد حرام کی خدمت کرنا اور اوسکو آباد رکھنا البتہ اعمال صالحہ سی ہے مگر شرط قبولیت عمل صالحہ یہہ ہی کہ پہلے خدا اور روز قیامت پر ایمان لائے۔ نماز پڑہے۔ زکوۃ دے اور خدا سے ڈرتا رہے۔ چونکہ کفار قریش مین یہہ صفات موجود نہین لہذا اونکے جملہ اعمال صالحہ مٹ گئے اور تمام نیکیان کان لم یکن ہو گئین۔ اس گروہ کو اون نیک اعمال کا ثواب اور نہ اونکی فضیلت حاصل ہوئی پھر بہلا مسلمانون کا مقابلہ کیا کر سکتے ہین پھر ارشاد ہوتا ہے بالفرض اگر اعمال کفار کے قابل اعتبار بہی ہون اور وہ ثواب کے مستحق قرار دیئے جاوین تاہم مسلمانون کی ہجرت اور جہاد کی برابری کیسے ہو سکتی ہے۔ لہذا ارشاد ہوا کہ لا یستون عند اللہ یعنی یہہ کفار اور اہل اسلام کسی طرح برابر نہین پھر حکم اخیر

سنادیا اور مسلمانون کو ڈگری دیدی کہ الذین آمنوا وھاجروا وجاھدوا فی سبیل اللہ تا اجر عظیم یعنی جن لوگون نے ایمان لاکر ہجرت کی اور اپنی جان ومال سے خدا کی راہ مین جہاد کیا وہ لوگ درجہ مین بڑے ہین یعنی انکا ایمان لانا اور ہجرت جہاد فی سبیل اللہ یہہ وہ اعمال صالحہ ہین کہ مسجد حرام کی خدمت اور حاجیونکو پانی پلانے اور دیگر اعمال خیر کفار سے بدرجہا افضل ہین یہہ لوگ ایمان والے اپنے مطلب پانے والے ہین خدای کریم کی طرف سے انکو بشارت ہے کہ خدا نے انکو بخش دیا اور انسے راضی وخوش ہوا انکو بہشتین اور اونکے باغات اور ہمیشہ رہنے والی نعمتین عطا فرمائین اور یہہ لوگ تا ابدالآباد آرام وچین سے جنتو نمین رہین گے اور خداوند تعالی کے نزدیک اجر عظیم ہے۔ وہ مختار ہے جسکو چاہے عطا کرے اور وہ مالک الملک ہے چاہے ادنی کام پر بہت کچھہ دے ڈالے اوسکو کوئی روکنے والا نہین۔ (راقم) اس آیت وافی ہدایت سے فضیلت جملہ مجاہدین وسابقین اسلام صاف طور سے ظاہر ہے۔ ہمارے ممدوح وآقاے گرامی قدر جناب امیر المومنین حیدر صفدر رضؓ کی سابقیت اسلام کما حقہ عیان ہے اور آپ بلاشک اس آیت کے مصداق ہین۔

آیت۔ افمن کان مؤمنا کمن کان فاسقا لا یستون۔ اما الذین آمنوا وعملوا الصلحت فلھم جنت الماوی نزلا بما کانوا یعملون۔ واما الذین فسقوا فماوھم النار کلما ارادوا ان یخرجوا منھا اعیدوا فیھا وقیل لھم ذوقوا عذاب النار الذی کنتم بہ تکذبون۔ ولنذیقنھم من العذاب الادنی دون العذاب الاکبر لعلھم یرجعون۔ ترجمہ۔ کیا جو شخص ایماندار ہے وہ مثل فاسق بدکار کے ہے۔ (ہرگز نہین) دونون برابر نہین۔ جو لوگ ایمان لاے

اور اچھے عمل کئے اونکے واسطے جنتین ہین میہمانی اونکے اعمال نیک کی اور جو لوگ بدکار ہین اونکی جگہہ آگ ہے جب وس سے نکلنا چاہین گے اوسی مین پہیر دیئے جائین گے اور اونسے کہا جاویگا۔ چکھو آگ کا عذاب جسکو تم (دنیامین) جہٹلاتے تھے اور ہم ضرور چکہاوینگے اونکو عذاب چہوٹا (دنیا کا عذاب۔ دنیامین قتل ہونے کا۔ قید ہوکر غلام بننے کا۔ متواتر قحط سالی۔ امراض جسمانی۔) قبل بڑے عذاب کے۔ (آخرت کا عذاب۔ عذاب قبر۔ ہول قیامت۔ شدت روز محشر۔ آگ دوزخ۔ اور دوزخ کا دائمی عذاب) شاید کہ وہ (جو لوگ انمین سے باقی رہجاوین وہ یہہ دنیوی عذاب دیکھکر اپنے اعمال سے) پہر جاوین (اور ایمان قبول کرلین۔)۔ (جلالین)۔

اس آیت کی شان نزول مین مفسرین لکھتے ہین کہ بروز غزوہ بدر جناب علی ؑ اور ولید بن عقبہ بن ابی معیط کے درمیان نوبت سخت کلامی کی آئی۔ بات یہان تک بڑھگئی کہ ولید نے کہا "تم میرے سامنے کیا باتین بناتے ہو۔ کل کے بچہ مین تمسے ہر طرح اعلی و افضل ہون۔ تم مجھسے کمسن ہو مین جوان ہون۔ تم کمزور ہو مین تم سے طاقتور ہون۔ میری طلاقت لسانی اور گویائی اور میرے نیزہ کی تیزی کا تم بیچارے کیا مقابلہ کرسکتے ہو مین وہ تیز زبان ہون کہ کوئی میرے سامنے بات نہین کرسکتا اور میرا نیزہ وہ تیز و روان ہے کہ میدان جنگ مین کوئی اوسکے مقابل ٹہیر نہین سکتا۔ میرا دل تم سے قوی۔ مین تم سے شجاعت مین بڑہا چڑہا۔ مین چاہون تو دم بہر مین لشکر کے لشکر جمع کردون"۔ جناب اسد اللہ ؑ اوسکی یاوہ گوئی سے سخت غیظ و غضب مین آئے۔ فرمایا "خاموش رہ اوبیہودہ کیا بکتا ہے۔ تو فاسق و بدکار میرا مقابلہ کرے اور پہر اس دم دعوے کے ساتہہ ماشاء اللہ۔ شان خدا"۔ اللہ جل شانہ نے آپ کی شان اور ولید کی تذلیل مین

یہہ آیت نازل فرمائی۔ (تفسیر کشاف وجمل)

حاصل یہہ ہے کہ ولید بن عقبہ کا دعوی جناب علی رضؓ سے افضل ہونے مین محض غلط ہے آپکے برابر بہی تو نہین ہو سکتا۔ اس مقام پر ایک شبہ وارد ہوتا ہے۔ وہ یہہ ہی کہ ولید بن عقبہ اسلام لاے اور جناب امیر المومنین عثمان رضؓ کے عہد خلافت مین عامل کوفہ رہے اگرچہ بعد مین بجرم شراب خواری معزول کیئے گئے اور اون پر حد قایم ہوئی مگر کم از کم اسلام کی بزرگی تو ضرور اونکے حق مین مسلم ہے پہر اس آیت مین وعید عذاب دوزخ کے مستحق کیسے ہو سکتے ہین۔ جواب یہہ ہے کہ یہہ اوسیوقت کی وعید ہے جبکہ وہ کافر تہے اسلام لائے جیسا کہ کفر و دیگر گناہ حالت کفر سے پاک کر دیا وعید دوزخ سے بہی بیخوف ہو گئے کیونکہ سبب دخول دوزخ کفر ہے اور جب کفر سے بیزار ہو کر مطیع اسلام ہوے اب جو معاملہ اہل اسلام کے ساتہہ ہو گا وہ بہی اس مین حصہ لین گے۔ اسی طرح آیۂ ثانیہ مین اوپر گذرا ہے کہ بعض مفسرین نے شان نزول مین حضرت عباس رضؓ کا ذکر کیا ہے اور بظاہر وہ بہی وعید کفار مین داخل ہین مگر وہان بہی یہی جواب ہے کہ وہ واقعہ قبل اسلام کا ہے واللہ اعلم بالصواب۔

آیت ۲ - ومن الناس من یشری نفسہ ابتغاء مرضات اللہ ط واللہ رؤف بالعباد - ترجمہ - اور بعض لوگ وہ ہین کہ رضاء خداوندی مین اپنی جان خرچ کر دیتے ہین اور اللہ تو اپنے بندون پر مہربان ہے۔

جس شب کو حضور سرور عالم صلعم مکہ معظمہ سے جانب مدینہ منورہ ہجرت کر گئی۔ اپنے بستر پر جناب امیر المومنین علی رضؓ کو سلا آیا تہا۔ وہ اس حالت مین تہے کہ اگر کفار حملہ کرتے تو ضرور آپ کو صدمہ پہونچتا۔ مگر آپ نے محض رسول خدا کی رضامندی مین جو بعینہ

خداوند تعالیٰ کی خوشی و رضامندی سے اپنی جان کا اصلا خوف نہ کیا اور حافظ حقیقی نے آپ کو کفار سے محفوظ رکھا۔

آیت ۶۵ - الذین ینفقون اموالھم باللیل والنہار سرًا وعلانیۃ فلھم اجرھم عند ربھم ولا خوف علیھم ولا ھم یحزنون - ترجمہ - جو لوگ اپنے مال کو (راہ خدا مین) رات مین - دن مین - پوشیدہ وظاہر خرچ کرتے ہین - اونکے واسطے اونکا اجر و ثواب پروردگار عالم کے پاس ہے اور اونکو نہ خوف ہوگا اور نہ غمگین ہونگے۔

حضرت ابن عباسؓ فرماتے ہین کہ یہہ آیت جناب علی مرتضیٰؑ کی شان مین نازل ہوئی ہے - ایک مرتبہ آپکے پاس کل چار درم تھے آپنے ایک درم دن مین فی سبیل اللہ محتاج کو دیا - ایک رات مین - ایک لوگونپر ظاہر کرکے - ایک سب سے پوشیدہ اور اپنے پاس کچہہ نہ رکھا - (تفسیر کشاف)

آیت ۶۶ - یا ایھا الذین امنوا اذا ناجیتم الرسول فقدموا بین یدی نجوٰکم صدقۃ ط ذلک خیر لکم واطھر فان لم تجدوا فان اللہ غفور رحیم ءاشفقتم ان تقدموا بین یدی نجوٰکم صدقٰت ط فاذ لم تفعلوا وتاب اللہ علیکم فاقیموا الصلوٰۃ واتوا الزکوٰۃ واطیعوا اللہ ورسولہ واللہ خبیرٌ بما تعملون - ترجمہ - اے ایمان والو جب تم رسول سے رازگوئی اور صلاح ومشورہ کرو تو رازگوئی سے قبل کچہہ خیرات دے دیا کرو - یہہ تمہارے حقمین بہتر اور پاکیزہ ہے پس (اے فقرا) اگر تم کچہہ نہ پاؤ تو اللہ بخشنے والا مہربان ہے - (تمہیر بلا خیرات دیئے رازگوئی مین کچہہ گناہ نہین -) کیا تم (بوجہ فقر کے) ڈر گئے اس سے کہ قبل رازگوئی کے خیرات کرو پس جب تم نے ایسا نہ کیا - (یعنی خیرات نہ دی) درحالیکہ خدا نے تم سے درگذر کی۔

(یعنی یہہ حکم منسوخ کردیا) تو نماز پڑہا کرو زکوٰۃ دیا کرو اور خدا اور اوسکے رسولؐ کی اطاعت مین رہو اور اللہ تعالیٰ تمہارے کامونسے خبردار ہے۔

اسکی شان نزول مین لکھتے ہین کہ حضور سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کیخدمت مین امرا و غربا سب حاضر ہوتے تہے۔ امیر لوگ غریبونسے بڑہکر حضور اقدس کے پاس بیٹھتے اور سرگوشی کرتے اور اس غرض سے حضور کے متصل بیٹھتے تہے۔ غربا۔ حاجتمند اگر کچھہ کہنا چاہتے تو انکے آگے موقع نہ پاتے اور نہ حضور سرور عالم صلعم کو یہہ لوگ اپنی سرگوشی سے مہلت دیتے کہ آپ غربا سے توجہ فرماتے۔ امیرونکی اس رازگوئی سے آنحضرت صلعم کو بہی بسا اوقات تکلیف ہوتی اور غریب اہل غرض تو بالکل محروم رہتے اونکو اپنے عرض معروض کا موقع ہی نہ ملتا۔ خداوند تعالیٰ نے یہہ آیت غفور رحیم تک نازل فرمائی اور حکم دیا کہ مالدار پہلے صدقہ دیدین پہر حضور سے اس طرح بات چیت کرین اور غربا کے واسطے اجازت ہے کہ وہ صدقہ خیرات پر قادر نہین لہذا بغیر صدقہ دیئے رسولؐ خدا سے سرگوشی و رازداری کی باتین کرلیا کرین۔

جب یہہ آیت نازل ہوئی آنحضرت صلعم نے جناب علیؓ کو بلا کر فرمایا۔ ہر بات پر ایک دینار صدقہ مقرر کیا جاوے۔ جناب علیؓ نے عرض کیا یہہ تو بہت ہی لوگ اسقدر صدقہ کے متحمل نہ ہونگے۔ فرمایا پہر کسقدر رہو۔ عرض کیا۔ بقدر ایک حبہ یا جَو کے صدقہ مقرر فرمایا جاوے۔ غرضکہ ایک درم فی مناجات (رازگوئی) مقرر ہوگیا۔ اب اس آسمانی حکم سے مالدار ذرا رُکے اور مناجات کم کردی۔ کیونکہ مال کی محبت بار بار صدقہ خیرات دینے سے روکنے لگی۔ یہہ حکم دس روز رہا اور بعض کہتے ہین کہ ایک ہی دن دو چار گھڑی رہا پہر دوسری آیت مابعد والی سے منسوخ ہوگیا۔ مفسرین کا بیان ہے کہ خیرات دیکر مناجات کرنے والے

صاحب زر بہت کم تھے بعض مہاجرین اور اہل بدر البتہ اسپر کاربند ہوے اور صدقہ دیا باقی دیگر اصحاب رک گئے۔ جناب علی رضؓ فرماتے ہین میرے سوا کسی نے اس آیت پر عمل نہ کیا۔ میرے پاس ایک دینار تہا مین نے وہ دینار دس درم پر فروخت کیا اور جب آنحضرت صلعم سے مناجات کرتا ایک درم صدقہ دیتا یہانتک کہ دس بار مین وہ دسون درم خیرات ہو گئے۔

ابن عمرؓ فرماتے ہین۔ جناب علی مرتضیٰؓ کے تین فضائل ایسے ہین کہ اگر مجھکو انمین سے ایک فضیلت نصیب ہوتی تو مجھکو سرخ اونٹون بیش بہا سے بہی زیادہ محبوب تہی۔ وہ تین فضائل یہہ ہین جناب فاطمہ زہرارضؓ کا شوہر ہونا۔ غزوۂ خیبر مین علم پانا۔ آیت نجویٰ پر عمل کرنا۔ حضرت ابن عباسؓ کا قول ہی کہ آیت نجویٰ ا اشفقتم الخ سے منسوخ ہو گئی (تفسیر کشاف تفسیر عباسی)

آیت۔ والذین اذا اصابہم البغی ہم ینتصرون۔ ترجمہ۔ اور جب اونپر ظلم ہوتا ہے وہ بدلا لیتے ہین یعنی اپنے حق کی حفاظت واہتمام مین باغیونسے انتقام لینا امر محمود ہی مگر اوسیقدر کہ حد سے نہ بڑہے چنانچہ بعض صحابہ کبار بمقابلہ فساق وفجار رحم اور شفقت کرکے اونکی زیادتیون پر تحمل وبرداشت کرنا اور اپنی جان پر بلا ومصیبت اوٹہا لینا اور فاسقونکی جرأت بڑہانا مکروہ جانتے تہے لہذا بقدر چشم نمائی اور اپنا دباؤ قائم رکہنے کو انتقام لینے کا اگر کوئی قصد کرے تو مضائقہ نہین۔ (کشاف)

مولنا شاہ ولی اللہ صاحبؒ لکہتے ہین کہ یہہ آیت جناب علی مرتضیٰ کرم اللہ وجہہ کے حسب حال اور آپ پر منطبق ہی۔ آپ کی خلافت مین جو مقاتلہ اور جنگ باغیونسے پیش آئی اور آپ اونسے لڑے اس آیہ کریمہ سے اوسی کی طرف اشارہ اور آپ کی تعریف ہے۔

اس آیت سے کوئی یہ نہ سمجھے کہ امیر المومنین جناب عثمان رضؓ نے ایسا کیون نہ کیا صحابہ کبار آپکے طرفدار اور مطیع تہے پہر کیون محاصرہ مین بے بس ہو کر جان دی۔ اس کا جواب یہہ ہے کہ جناب عثمان رضؓ نے مرتبہ رضا و تسلیم کو پیش نظر رکہا اور آیہ کریمہ ولمن صبر وغفران ذلك من عزم الامور۔ ترجمہ۔ اور جسنے صبر کیا اور بخش دیا یہہ تو بڑا کام ہی کے مصداق بنے اور اوسپر ماجور ہوے۔ جناب علی مرتضی رضؓ نے اس آیت پر عمل کیا۔ آپ بہی محمود و منصور ہوے۔ اس کا جواب تفصیلی اوس حصہ مین خود جناب علی رضؓ کے قول سے گذر چکا ہے کہ سائل کے جواب مین آپنے فرمایا۔ جناب عثمان رضؓ کو اس صبر و شکیبائی کے ساتہہ بلوائیون کے ظلم جفا برداشت کرنیکا وہ ثواب ہے، جو حضرت آدم علیہ السلام کے مظلوم و مقتول بیٹے کو ملا۔

اب ہم اون آیات کو ذکر کرتے ہین جو فضائل اہل بیت مین وارد ہین اور جناب علی مرتضی رضؓ کو اس فضیلت مین کامل حصہ حاصل ہے۔

آیت کریمہ۔ انما یرید اللہ لیذھب عنکم الرجس اهل البیت ویطھرکم تطھیرا۔ ترجمہ نہین ارادہ کرتا خداوند تعالی مگر یہہ کہ دور کرے تمسے پلیدی اے گہر والو اور تمکو خوب پاک کر دے۔

اکثر مفسرین کا قول ہے کہ یہہ آیت پاک جناب علی مرتضی۔ حضرات حسنین اور جناب فاطمہ رضی اللہ عنہم کی شان مین نازل ہوئی ہے۔ قرینہ اس مراد پر ضمیر عنکم جو جمع مذکر حاضر کے واسطے موضوع ہے اس آیت مین مذکور ہے اور بعض کا قول ہے کہ در باب امہات مومنین رضؓ خاصتہً نازل ہوئی۔ کیونکہ مابعد کے الفاظ اسی کی تائید کرتے ہین۔ نیز اس آیت سے قبل ازواج نبی علیہ السلام کا قصہ ہی وہ بہی اس امر پر شاہد ہے کہ یہہ آیت جو بیچ مین واقع ہوئی آنحضرت صلعم کی بیبیونکی شان مین ہے۔

دونون فریق اپنی اپنے دعوے پر احادیث سنیہ مین پیش کرتے ہین۔ فریق اول کے دلائل اکثر ہین لہذا اونکے قول پر اعتماد ہے ہم احادیث سند فریق اول ذکر کرتے ہین۔

حدیث ۔ حضرت سعد بن ابی وقاص سے مروی ہی جب آیہ کریمہ تدع ابنائنا و ابناءکم نازل ہوئی جناب رسول خدا صلی اللہ علیہ وعلی آلہ وسلم نے جناب علی۔ فاطمہ حسن۔ حسین رضی اللہ تعالی عنہم کو بلایا اور فرمایا۔ خداوندا یہہ میرے اہل بیت ہین۔

حدیث ۔ جناب عائشہ صدیقہ رض فرماتی ہین ایک دن صبح کو جناب رسالتمآب صلی اللہ علیہ وسلم ایک چادر منقش اوڑہے ہوے تہے کہ استے مین جناب حسن رض تشریف لاے آپ نے اونکو چادر کے اندر کر لیا۔ پہر دوسرے صاحبزادہ حضرت حسین رض آے اونکو بہی چادر اوڑہا دی پہر بی بی فاطمہ رض آئین وہ بہی چادر کے اندر بیٹہ گئین بعد جناب علی مرتضی رض تشریف لاے آپنے انکو بہی چادر مین کر لیا۔ پہر یہہ آیت پڑہی۔ انما یرید اللہ لیذہب عنکم الرجس اہل البیت ویطہرکم تطہیرا۔ یہہ دونون حدیثین صحیح مسلم مین ہین۔

ابوسعید خدری رض کا قول ہے کہ یہہ آیت حضرات پنج تن پاک کی شان مین اوتری ہی اور ایک صحیح روایت مین ہے کہ حضور سرور عالم نے ان چارون صاحبونکو چادر اوڑہا کر فرمایا۔ خداوندا یہہ میرے اہل بیت ہین۔ تو انکو پاک کر اور انسے نجاست ظاہری وباطنی دور فرما!۔ اوسوقت جناب ام المومنین ام سلمہ رض بہی تشریف رکہتی تہین عرض کیا حضرت مین بہی اہل بیت مین ہون؟ حضور نے فرمایا۔ ہان۔ تم بہی ہو۔

بیان کیفیت حدیث مذکور مین روایات مختلف ہین بعض سے معلوم ہوتا ہے کہ یہہ واقعہ حضرت ام سلمہ رض کے گہر مین پیش ہوا اور بعض مین جناب فاطمہ رض کے گہر کا قصہ ثابت ہوتا ہے۔ بعض روایات مین جناب عباس رض کی نسبت بہی چادر مین آنا مذکور ہے۔

بعض روایت مین اور حضرات کی نسبت بھی اہل بیت کا لفظ فرمایا ہے۔ محب طبری کہتے ہین کہ یہہ چادر اوڑہانا مکرر مختلف اوقات اور مکان مین ہوا ہے۔ اسی واسطے روایات مین اختلاف پیدا ہوگیا۔

امام ثعلبیؒ کا قول ہو کہ اہل بیت مین جملہ اولاد ہاشم داخل ہین اور اس آیت کے مصداق ہین خلاصہ کلام جملہ روایات کو ملانے سے یہہ امر ثابت ہوتا ہے کہ بظاہر لفظ اہل بیت سے (گھروالے) وہی حضرات مراد ہین جو آپکے گھر مین رہتے تھے اور اس آیت مین اونکا دخول یقینی ہے کیونکہ یہی کلام پاک مین مخاطب ہین۔ انکے بارہ مین تو کچہہ شک نتہا البتہ حضور نبوی کے رشتہ دار ذی نسب کا اس آیت سے بلفظ اہل بیت مراد ہونا مخفی تہا جسکو جناب سرور کائنات کے قول فعل نے ظاہر کردیا اور صاف بیان کردیا کہ اہل بیت عام ہین گھر کے رہنے والے ہون جیسے ازواج مطہرات۔ یا ناتہ دار جیسے حضرات علی حسنین۔ فاطمہ عباس وغیرہم رضی اللہ عنہم۔ اس صورت مین ان حضرات کا اہل بیت مین داخل ہونا اور مستحق تطہیر ہونا یقیناً معلوم ہوگیا۔

جناب امام حسن رضؓ سے بطرق مختلفہ منقول ہو کہ آپنے فرمایا۔ ہم وہ اہل بیت ہین کہ جنسے خداوند تعالی نے نجاست وگندگی دور فرمائی اور پاک صاف کردیا۔

صحیح مسلم مین زید بن ارقمؓ سے منقول ہو کہ کسی نے زید بن ارقم سے دریافت کیا۔ کیا ازواج مطہرات اہل بیت مین داخل ہین۔ اونہون نے جواب دیا۔ لاشک اہل بیت مین مگر دراصل اہل بیت وہی ہین جنکو صدقہ و زکوٰۃ لینا حرام ہے۔

اس آیت سے کمال فضیلت اہل بیت ثابت ہوتی ہے اور چونکہ جناب علی مرتضی اوّل اہل بیت مین داخل ہین آپ بھی اس شرافت و بزرگی مین ممتاز ہین۔ آیہ کریمہ کے الفاظ پر غور کرنیسے

نہایت درجہ علو شان حضرات اہل بیت رضوان اللہ علیہم اجمعین مفہوم ہوتی ہے بکمال تاکید و حصر کے ساتھ ارشاد ہوتا ہے کہ خداوند تعالی چاہتا ہے کہ تمکو گناہونکی ناپاکی اور سوء اعتقادی کی گندگی سے پاک کرکے تمہارے دل اور سینے گنجینۂ نور بنادے جملہ اخلاق ذمیمہ و اعمال سیئہ تم سے دور کردے اور تم ہمہ تن قابل اسکے ہوجاؤ کہ انوار و برکات فیضان الٰہی کا تمپر پورا پورا ظہور ہو۔ اعمال صالحہ اور اخلاق حسنہ سے محلّی ہوکر اسکے اہل ہوجاؤ کہ دوزخ کی آگ تمپر حرام کردیجاوے اور خدا کے گھر نعیم دائمی و عیش و آرام جاوید نصیب ہو۔ بوجہ مذکورہ بالا جب خلافت ظاہرہ سے بوجہ اختتام زمانہ مبشر بالخیر کے آثار و برکات خلافت نبوت زائل ہوگئے اور نام کی خلافت باقی رہی سلطنت اور حکومت دنیوی ہوگئی خداوند تعالی نے خاندان اہلبیت کو خلافت باطنی عطا فرمائی اور وہ حکومت دائمی عنایت کی کہ تا قیامت انسے زائل نہ ہوسکے اور نہ کوئی مزاحمت و مخاصمت کرکے انپر غلبہ حاصل کرے۔ وہ خلافت باطنی یہی طریقت و ولایت ہی جسکی بابت صوفیائے کرام و مشائخ عظام کا مستند قول ہے کہ زمانہ مین قطب الاولیا یا قطب مدار خاندان اہلبیت ہی سے ہوتا ہے اور اس پر جمہور اکابر دین کا اتفاق ہے البتہ بعض حضرات اس کے مخالف ہین منجملہ طہارت اہلبیت یہہ ہی کہ اونکو صدقہ و خیرات و زکوٰۃ کا مال لینا درست نہین کیونکہ یہہ مال بمقابلہ شان و مرتبہ اہلبیت میل ہی اور طہارت و نظافت منافی قبول میل ہے لہذا اہل بیت کی شرافت و عظمت مرتبہ قائم رکھنے کو ان حضرات کیواسطے قبول زکوٰۃ وغیرہ حرام کردیا گیا۔

آیت ۔ ان اللہ وملئکتہ یصلون علی النبی یا ایھا الذین اٰمنوا صلوا علیہ وسلموا تسلیما۔ ترجمہ۔ تحقیق اللہ تبارک و تعالی اور اسکے فرشتے رسول خدا پر درود

بھیجتے ہین اے ایمان والو (تم سب بھی) اوسکے نبی علیہ درود اور سلام بھیجو۔

حضرت کعب بن عجرہ سے روایت ہی کہ جب یہہ آیت نازل ہوئی۔ صحابہؓ نے عرض کیا۔ ای رسول خدا کے ہمکو سلام بھیجنا تو آپ پر معلوم ہے۔ درود کس طرح بھیجین۔ فرمایا۔ یہہ کلمات پڑھا کرو اللّٰھُمَّ صَلِّ عَلیٰ مُحَمَّدٍ وَعَلیٰ اٰلِ مُحَمَّدٍ۔ صحابہ کرام کا سوال صیغہ و کیفیت ارسال درود سے بعد نزول آیت کے ہی اور جناب سرور کائنات کا جواب اور تعلیم درود بالفاظ مخصوص اس امر پر صریح دلیل ہے کہ اس آیت سے جملہ مسلمانون کو اہلبیت نبوی اور اُنکی اولاد پر درود بھیجنے کا حکم دیتا ہی۔ اس امر کو صحابہ کرام سیاق آیت سے سمجھہ گئے تھے ورنہ بعد نزول آیت نہ صحابہ کا سوال ہوتا اور نہ حضور نبوی اونکو الفاظ درود تعلیم فرماتے جب آنحضرت صلعم نے صحابہؓ کو یہہ الفاظ درود تعلیم فرمائی تو اس سے معلوم ہوا کہ آپکے واسطے اور آپکے اہلبیت اور اولاد کے واسطے درود بھیجنا فرض ہے۔ یہہ بھی الفاظ درود سے بخوبی معلوم ہوگیا کہ درباب درود و سلام آنحضرت صلعم نے اہلبیت اور اولاد کو اپنے ساتھہ شریک فرمایا کیونکہ آپ پر درود بھیجنے سے آپکی کمال تعظیم مقصود ہے اور جو لوگ آپکے ساتھہ اس درود مین شریک ہین اونکی بھی عظمت شان و جلالت قدر واضح ہوتی ہے

ایک روایت مین منقول ہے کہ آنحضرت صلعم نے فرمایا۔ مجھپر ناقص درود نہ بھیجا کرو صحابہ نے عرض کیا حضور۔ ناقص درود کا کیا مطلب ہے۔ ارشاد فرمایا۔ صرف اللھم صل علی محمد کہکر خاموش نہوجاو بلکہ اللّٰھُمَّ صَلِّ عَلیٰ مُحَمَّدٍ وَّعَلیٰ اٰلِ مُحَمَّدٍ پوری الفاظ ادا کیا کرو۔ بعض احادیث سے جو الفاظ درود منقول ہین جیسا کہ صحیح بخاری و مسلم مین یہہ روایات مذکور ہین اونمین صرف اللّٰھُمَّ صَلِّ عَلیٰ مُحَمَّدٍ ہے اسکی وجہ یہہ ہی کہ جس راوی کو جو الفاظ یاد رہے اوسنے نقل کردیئے مگر مجموعہ روایات ملانے سے یہہ ثابت ہوتا ہے کہ

وعلی آل محمد بھی مختلف طرق سے آیا ہے بلکہ بعض روایات مین اللہ وازواجہ وذریاتہ بھی ہے اور آلہ کے بعد ازواجہ وذریاتہ ذکر کرنیسے یہہ بھی معلوم ہوگیا کہ ازواج وذریات آل مین داخل نہین کیونکہ آل مین بنی ہاشم وبنی مطلب با ایمان ہین البتہ ذریات آل مین داخل ہین اور بعد ذکر آل کے انکے ذکر مین اظہار شرافت ذریات ہی (صواعق محرقہ) اس آیت پاک سے جناب علیؓ کی عظمت وکرامت کس قدر ظاہر ہے۔ جناب رسول خدا محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر جب درود بھیجا جاوے آپکے اہلبیت وآل بھی جن مین جناب علی مرتضیٰ بالیقین داخل ہین اس صلوٰۃ وسلام مین شامل کرلیے جاوین۔

آیت۔ فمن حاجك فيه من بعد ما جاءك من العلم فقل تعالوا ندع ابناءنا وابناءكم ونساءنا ونساءكم وانفسنا وانفسكم ثم نبتهل فنجعل لعنة الله على الكاذبين۔ ترجمہ۔ پس جو کوئی جھگڑا کرے تم سے (اے محمد صلعم) اس مین (درباب عیسیٰؑ) بعد اسکے کہ تمکو علم ہوگیا ہے۔ پس (اوس سے) تم یہہ کہو۔ آؤ ہم تم دونون اپنے اپنے لڑکون۔ عورتونکو بلالین اور خود بھی موجود ہون پھر عاجزی کے ساتھہ دعا کرین اور جھوٹون پر اللہ تعالیٰ کی لعنت بھیجین۔

یہہ آیہ کریمہ دربارہ نصاریٰ نجران نازل ہوئی۔ مروی ہی کہ جب حضور سرور عالم نے نصاریٰ نجران کو مباہلہ کیواسطے طلب فرمایا۔ اونھون نے یہہ جواب دیا۔ ہم باہم مشورہ کرلین پھر اس مقدمہ مین آپسے کہین گے چنانچہ نصاریٰ نے اپنی قوم کو جمع کیا اور اس معاملہ مین گفتگو کی۔ عاقب نامی ایک شخص اونمین ذی عقل وتمیز وصاحب تدبیر تھا اوسنے کہا۔ اے عبد المسیح۔ تم کیا کہتے ہو اور اس باب مین تمھاری کیا رائے ہے۔ اوسنے جواب دیا۔ اے قوم نصاریٰ۔ تم خوب جانتے ہو کہ محمدؐ نبی مرسل ہین اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے

حقیقت ٹھیک ٹھیک آپنے بیان کردیا اور تمکو اب کوئی حجت باقی نہین رہی۔ خدا کی قسم جس قوم نے
اپنے نبی سے مباہلہ کیا وہ تباہ وخوار ہوگئی۔ چھوٹے بڑے سب ہلاک ہوے۔ اگر تم ایسا
کروگے تو واللہ باللہ تم مین سے ایک متنفس بھی باقی نرہیگا۔ پس اگر تمکو دین کی محبت ہے
اور اپنی خیریت مطلوب ہے اور اوسی پر قائم رہنا چاہتے ہو تو اس شخص (آنحضرت صلعم)
سے رخصت ہوکر اپنے گھر واپس جاؤ اور ہرگز (لعنت و) مباہلہ نہ کرو"۔ سب نے عاقب کا
کہنا پسند کیا اور جناب رسالتمآبؐ کی خدمت مین حاضر ہوے۔ یہہ صبح کا وقت تھا حضور
انکے منتظر تھے۔ جناب امام حسینؓ آپکی آغوش مبارک مین تھے۔ جناب امام حسنؓ کا ہاتھ
آپکے ہاتھ مین تھا۔ جناب فاطمہ زہراؓ حضور خواجہ عالمؐ کے پیچھے اور اونکے پیچھے جناب
علی مرتضیٰؓ تھے۔ رسول مکرم علیہ الصلوٰۃ والسلام نے ارشاد فرمایا تھا کہ جب مین دعا مانگون
تم سب آمین کہنا۔ یہہ حالت دیکھکر نصاریٰ خائف ہوے اونکے پادری نے کہا۔ اے
قوم نصاریٰ مین ان لوگونکے ایسے معزز ومتبرک چہرے دیکھتا ہون کہ اگر خداوند تعالیٰ
انکی بدولت اور انکی رضامندی مین پہاڑ کو اپنی جگہہ سے ٹال دے تو عجب نہین۔ تم انسے
ہرگز مباہلہ نہ کرو ورنہ نتیجہ نیک نہ دیکھوگے۔ تم سب ہلاک ہوجاوگے اور روئے زمین پر
ایک نصرانی بھی باقی نہ رہیگا۔ نصاریٰ نے خدمت نبوی مین عرض کیا "اے ابوالقاسم
ہم لوگونکی رائے آپسے مباہلہ کرنیکی نہین ہوتی اور یہی مصلحت سمجھتے ہین کہ آپ اپنے
دین پر قائم رہین اور ہم اپنے مذہب پر"۔ رسول اعظم نے ارشاد فرمایا "اگر تمکو مباہلہ سے
انکار ہے تو دین اسلام قبول کرو اور مسلمانونکے نفع وضرر مین شریک ہوجاؤ"۔ نصاریٰ نے
یہہ منظور نہ کیا۔ ارشاد ہوا۔ جنگ کفار مین ہمارے ساتھ ہو۔ جواب دیا۔ یہہ بھی ہم سے نہ ہوگا
ہمکو عرب سے مقابلہ کرنے اور جنگ وحرب کی طاقت نہین۔ لیکن ہم آپسے صلح پر راضی ہین

اور ہمارے آپکے یہہ شرائط مقرر ہو جاوین کہ آپ ہم پر جہاد نہ کرین - ہمکو ہمارے دین پر رہنے دین اور ہم آپکو سالانہ دو قسطمین اشیا ذیل ادا کرتے رہین گے - قسط اول ماہ صفر مین دو ہزار حُلّہ (کپڑونکے جوڑے) قسط دوم ماہ رجب مین ایک ہزار حُلّہ تیس عدد ذرع - جناب رسولخدا علیہ السلام نے یہہ جزیہ قبول فرماکر اونسے صلح کرلی اور صلحنامہ لکھدیا گیا - پہر فرمایا - اہل نجران کے سر پر تباہی و ہلاکت آن پہونچی تہی - اگر یہہ مباہلہ و ملاعنہ کرتے تو سب کے سب مسخ ہوکر بندر اور سُوّر ہو جاتے اور آتش قہر آلہی انکو جلاکر خاک سیاہ کردیتی پہر نجران اور اوسکے باشندگان نصاریٰ مین سے ایک متنفس تو کیا جانور بے زبان اور پرندے تک بہی تو باقی نہ رہتے اور ایک سال بہی انکو نہ گذرتا کہ یہہ لوگ ہلاک ہوکر جہنم واصل ہوتے - (تفسیر کشاف)

بعد اسکے صاحب کشاف لکھتے ہین - اس آیت سے زیادہ قوی دلیل حضرات حسنین اور جناب علی و فاطمہؓ کی فضیلت مین کوئی نہین انتہی - کیونکہ جب آنحضرت صلعم نے ان حضرات کو یکجا کیا اور مباہلہ کیواسطے آمادہ ہوے تو معلوم ہوا کہ آیت پاک سے یہی بزرگوار مراد ہین اور آپکی اولاد ہین - یہہ بہی ظاہر ہوگیا کہ بنی فاطمہ آنحضرت صلعم کے لڑکے کہے جاتے ہین اور یہہ امر احادیث ذیل سے بخوبی منقح اور روشن ہوتا ہے -

بروایت صحیحہ آنحضرت صلعم سے مروی ہی کہ جناب رسالتمآب علیہ الصلوٰۃ والتحیات نے ایک روز ممبر پر فرمایا - لوگون کو کیا ہوگیا ہے کہ کہتے ہین - رسول اللہ کی قرابت اور ناتہ داری سے کسیکو کچہہ نفع نہین ہوسکتا - یہہ خیال اونکا بالکل باطل ہے - میرا رشتہ و ناتہ دنیا مین تا قیامت قائم رہنے والا اور بروز آخرت نفع پہونچانے والا ہے - اے لوگو - مین قیامت کے دن اپنے اہل قرابت (کو نہ بہولونگا) حوض پر سب سے پہلے پہونچکر اونکا منتظر رہونگا

طبرانی مین ہے کہ آنحضرت صلعم نے فرمایا۔ خداوند تعالیٰ شانہ نے ہر نبی کی اولاد و ذریت کو اوسی نبی کی پشت سے نکالا ہے اور میری اولاد و ذریت علی مرتضیٰ کی پشت سے پیدا کی۔

روایت ہے کہ ایک روز جناب علی مرتضیٰ خدمت نبوی صلعم مین حاضر ہوے جناب عباسؓ بھی آپکی خدمت مین موجود تھے۔ حضور سرور عالم جناب علیؑ کو دیکھتے ہی اوٹھ کھڑے ہوے اور بکمال شفقت و محبت گلے سے لپٹا لیا۔ آپکی پیشانی کو چوما اور اپنے پاس بٹھا لیا۔ جناب عباسؓ نے فرمایا۔ کیا آپ انکو چاہتے ہین۔ فرمایا۔ اے چچا جان۔ بخدا مین انکو (دل سے) چاہتا ہون اور مجھسے زیادہ خداوند تعالیٰ ان سے محبت فرماتا ہے خداوند تعالیٰ ہر نبی کی اولاد اوسکی پشت سے پیدا کرتا ہے اور میری اولاد علیؓ کی صلب سے پیدا کی۔ دوسری روایت مین اسقدر اور بھی ہے۔ قیامت کے دن ہر ایک شخص اوسکی مان کے نام سے بلایا جاویگا مگر علیؓ اور انکی اولاد باپ کے نام سے پکاری جاویگی۔ علامہ ابن جوزیؒ نے ان روایات کی توثیق کی ہے۔

اور بروایت جناب عمر فاروقؓ وارد ہے کہ آنحضرت صلعم نے فرمایا۔ جملہ ذرائع و اسباب و نسب قیامت کے دن بیکار ہونگے کوئی کام نہ آویگا البتہ میرا سبب و نسب کہ یہہ کارآمد ہے اور وہان بھی کام آویگا اور ہر نبی کی اولاد دختر اپنے باپ کی طرف منسوب ہے مگر فاطمہ کی اولاد میری طرف منسوب اور میری اولاد کہی جاتی ہے۔

آیات متذکرہ بالا سے جناب امیرالمومنین علی مرتضیٰؑ کی فضیلت اور کرامت کسقدر ظاہر ہوتی ہے جناب نبوی کی اہلبیت اطہار اور خاندان رسالت جناب رسول مختار کی بزرگی اظہر من الشمس ہے اور جناب امیرالمومنین کا آل سید رسل مین داخل ہونا بدلائل قاطعہ و براہین ساطعہ ظاہر و باہر ہے پھر آپکی بحر محامد ناپیداکنار مین غواص خرد جسقدر

غوطہ زنی کرے اوسیقدر دُرِ ثنا ہوا اِ وصاف نکلتے رہین گے اور تا قیامت تعرمجیط کمالات جناب حیدر کرار تک پہونچنا خارج از امکان عقل و بیرون از حد امکان ہے۔
اب ہم آپ کے چند مناقب و فضائل جو احادیث صحیحہ مین وارد ہین ذکر کرتے ہین۔

احادیث مناقب جناب امیر المومنین علی بن ابی طالب کرم اللہ وجہہ

آپکے مناقب مین احادیث بیشمار ہین اور جسقدر آپکے فضائل احادیث مین مذکور ہین کسی دوسرے کے نہین۔ قاضی اسمٰعیل امام نسائی۔ ابو علی نیشاپوری کا قول ہے کہ کسی صحابی کے حق مین اسدرجہ مبالغہ و تاکید سے فضائل مذکور نہین ہوے جسقدر کہ جناب علی مرتضی رض کی شان مین وارد ہین۔ وجہ اسکی یہہ معلوم ہوتی ہے کہ خداوند تعالی نے جناب رسولخدا کو جو محاربات و مناقشات جناب علی مرتضی رض کے زمانہ مین پیش آنیوالے تھے اون سب سے مطلع فرمایا تھا لہذا امت مرحومہ کو آپکے فضائل و کمالات سنا کر جتلانا ضرور تھا کہ یہہ ایسے شخص ہین جنکے زمانہ مین یہہ حوادث و فتن ظاہر ہونگے۔ لوگ انسے باغی ہوکر ان پر خروج کرینگے جو لوگ علی رض کے طرفدار و معین و مددگار ہونگے خدا اونسے راضی و خوش ہے جو انسے مخالف ہوگا وہ راندۂ درگاہ کبریا ہو جاویگا۔ اس اظہار سے یہہ غرض تھی کہ لوگ ایسے پر آشوب زمانہ مین راہ حق پر ثابت قدم رہین۔ یہہ وجہ تو کثرت ورود احادیث شروع زمانہ مین ہی یہہ جب آپکا عہد خلافت ہو چکا آپکے بعد بنی امیہ کا دور دورہ ہوا لوگ آپکے خلاف ہوکر علی الاعلان مجامع و محافل مین ممبر و نپر چڑہکر آپکی تنقیص شان کرتے اور سب و شتم مین مبتلا ہوتے۔ بنی امیہ کے ساتھہ خوارج بھی ہمزبان و ہم داستان ہو گئے حتی کہ بعض فرقہ خوارج آپکی تکفیر کا قائل ہوا جب یہہ نوبت پہونچ گئی تو ناقلین احادیث نبوی

وحفاظ اخبار فضائل جناب علی مرتضیٰؓ ان احادیث کے اشتہار کی جانب متوجہ ہوی اور خوارج کے عقائد باطلہ کی تردید مین بہی حدیثین پیش کین اسواسطے آپکے فضائل ومناقب کی احادیث اس زمانہ تک بکثرت مشتہر ہوگئین (صواعق محرقہ) ورنہ فی نفسہ حضرات خلفاء اربعہ رضی اللہ عنہم مین سے ہر ایک کے فضائل ومناقب اگر بغور تامل ونظر انصاف دیکھے جاوین توکچہہ کم نہین (فتح الباری شرح بخاری)

حضرت شاہ ولی اللہ صاحبؒ محدث دہلوی نے ازالۃ الخفا مین اسکی تقریر اس طرح کی ہی آپکے فضائل ومناقب مین کثرت احادیث کی وجہ یہہ ہے۔ اوّلاً تو جناب مرتضیٰؓ کمالات سوابق اسلامی مین راسخ قدم تہے۔ ثانیاً قرابت قریبہ جناب سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتہہ۔ اسنے آپکے شان ومرتبہ کو اور بہی دوبالا کردیا۔ ہمارے آقا حضور محبوب رب العلمین اپنے اہل قرابت اور ناتہ دارونکے ساتہہ کس درجہ نظر شفقت رکہتے تہے۔ یہ تو عادت شریف ہر ایک اہل قرابت کے ساتہہ بالعموم تہی جناب علی مرتضیٰؓ جب سایہ تربیت نبوی مین آگئے وہ حقوق قرابت اور بہی پختہ ہوگئے اور جناب مرتضویؓ کی شان مین اور بہی کرامت وعنایت دوچند ہوئی۔ اوسپر مزید لطف نبوی یہہ ہوا کہ جناب فاطمہ زہراؓ جناب مرتضیٰؓ کے عقد مین آئین۔ اب جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی عنایت کی کیا انتہا اور جناب علی مرتضیٰؓ کی بزرگی کی کیا حد ہوسکتی ہے۔ اسکے بعد جب آپ تخت خلافت پر متمکن ہوے اور عوام الناس آپکی طرف سے کشیدہ خاطر ہوکر آپسے باغی ہوگئے تو جو صحابہ کرام اسوقت بقید حیات تہے اس عام شورش کے دفع کرنے مین اونہون نے احادیث نبوی مشتہر کین اور حتی الامکان کوشش کی کہ عام اہل فساد احادیث نبوی اور جناب مرتضیٰ کے فضائل ومناقب سنکر راہ راست پر آجاوین اور اس ہنگامہ کے فرو کرنے مین جسقدر

تیر تدبیر اونکے پاس تہے سب صرف کر دیئے۔ اسواسطے باب مناقب و فضائل مرتضوی نہایت وسیع ہوگیا۔ بعض احادیث حد تواتر کو اور بعض درجہ حسن کو پہونچ گیئن۔ بعد اسکے فریق مدعیان محبت اہل بیت نے اپنی طرف سے بہت سی موضوع حدیثین اضافہ کین۔

ہم سب سے اول چند حدیثین تبرکاً صحیح بخاری و مسلم سے نقل کرتے ہین۔

حدیث۔ حضرت سعد بن ابی وقاص رضی سے مروی ہے کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اے علی رض تمہارا مرتبہ میرے نزدیک وہ ہی جو مرتبہ حضرت ہارون علیہ السلام کا حضرت موسیٰ علیہ السلام کے نزدیک تہا مگر فرق یہہ ہی کہ میرے بعد کسیکو نبوت کا درجہ حاصل نہین یعنی جیساکہ وقت روانگی جناب موسیٰ علیہ السلام کے بجانب کوہ طور حضرت ہارون ع اونکی جگہہ خلیفہ ہوکر بنی اسرائیل کے نگران رہی ایسی ہی جناب رسول خدا جب غزوہ تبوک کو تشریف لیگئے تا واپسی آپکے جناب علی مرتضیٰ اہل بیت نبوی کے نگہبان رہے۔

حدیث۔ زر بن حبیش رض سے روایت ہی کہ جناب علی رض نے فرمایا قسم اوس ذات پاک کی جسنے ادنی دانہ سے درخت اوگایا اور روح پیدا کی نبی امی سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے مجہسے بتاکید فرمایا ہی۔ اے علی رض تمکو مرد ایماندار ہی چاہیگا اور منافق تمسے بغض رکہیگا۔ یہ حدیث صحیح مسلم مین ہی۔

حدیث۔ صحیح بخاری مین بروایت براء بن عازب منقول ہے کہ جناب رسول خدا نے فرمایا اے علی تم مجہسے ہو اور مین تمسے۔

حدیث۔ امام ترمذی رح بروایت عمران بن حصین رض نقل کرتے ہین کہ جناب رسول خداء نے فرمایا۔ علی مجہسے ہین اور مین علی سے ہون اور علی رض ہر مرد مومن کے دوست و ناصر ہین۔

حدیث۔ سلمان رض سے مروی ہے کہ آنحضرت صلعم نے فرمایا۔ سب سے اول اسلام لانیوالے

اور سب سے پیشتر قیامت کے دن مجھسے حوض پہ ملنے والے علیؓ ہین۔

حدیث۔ زید بن ارقمؓ سے روایت ہے کہ جناب حبیب رب العلمین نے حضرات علی۔ فاطمہ۔ حسنین رضی اللہ عنہم کے حق مین ارشاد فرمایا جس سے تم لڑو اوسکے واسطے مین بہی لڑائی ہون (یعنی لڑنے والا) اور جس سے تم صلح کرلو مین بہی اوسکے حق مین صلح ہون۔

حدیث۔ جناب علی مرتضیٰؓ فرماتے ہین کہ جب مین نے آنحضرت صلعم سے کچھ سوال کیا آپنے میرا سوال پورا کیا اور جب مین نے سکوت کیا تو میرے سوال سے قبل مجھکو عنایت فرمایا۔

حدیث۔ حضرت جابرؓ سے روایت ہے کہ جنگ طائف کے دن حضور فخر رسل نے امیر المومنین علیؓ کو علیحدہ بلاکر دیر تک سرگوشی اور راز کی باتین کین۔ لوگون نے کہا۔ حضور نے بہت دیر تک اپنے چچیرے بہائی سے صلاح ومشورہ کیا۔ آپ نے فرمایا۔ مین نے کیا اونسے مخفی باتین کین بلکہ دراصل خدا ہی نے یہہ کیا۔

حدیث۔ حضرت ام عطیہ فرماتی ہین۔ حضور نبی مکرم نے جناب علیؓ کو ایک لشکر کا سردار کر کے کسی مہم پر روانہ فرمایا۔ مین نے سنا کہ حضور دونون ہاتہہ اوٹہاے دعا مانگ رہے تہے۔ خدایا۔ جبتک علیؓ کو بخیریت زندہ نہ دیکہہ لون مجھکو موت نہ آوے یہہ حدیثین ترمذی مین ہین

حدیث۔ امام احمد بروایت جناب ام سلمہؓ نقل کرتے ہین کہ حضور رسول خدا ارشاد فرماتے ہین جسنے علیؓ کو برا کہا اوسنے مجھکو برا کہا۔

حدیث۔ بروایت امام نسائی جناب علیؓ سے مروی ہے کہ حضور نبوی مین جو میرا مرتبہ تہا وہ کسیکو نہ تہا مین پچہلی رات تڑکے خدمت نبوی مین حاضر ہوتا اور حجرہ مبارک کے باہر سے کہتا السلام علیک یا نبی اللہ۔ پس اگر آپ کہنکہارتے تو مین واپس جاتا ورنہ حجرہ کے اندر داخل ہوتا

حدیث۔ جناب علی فرماتے ہین۔ ایکمرتبہ مین بیمار ہوا جناب رسول معظم میرے پاس تشریف لاے

مین اوسوقت شدت وتکلیف مرض مین یہہ دعامانگ رہا تھا۔ خداوندا۔ اگر میری موت آن پہونچی ہے تو اس عذاب سے جلد نجات دیکر راحت نصیب فرما اور اگر ابھی زندگی کے دن باقی ہین تو یہہ مرض دفع کر اور اگر میرا امتحان اور رجا نچ ہے تو مجھکو صبر مرحمت فرما۔ حضور نے یہہ دعا سنکر فرمایا۔ تمنے ابھی کیا کہا۔ مین نے وہی الفاظ اعادہ کئے۔ آپنے مجھکو ایک لات ماری اور فرمایا یہہ دعا مانگ۔ خدایا مجھکو اس مرض سے شفا دے۔ جناب علیؑ فرماتے ہین کہ اوس دن سے آج کا دن ہے مجھکو وہ مرض پھر نہوا۔

حدیث۔ بروایات متعددہ حضرت ابن عمرؓ و علیؓ سے مروی ہے کہ جناب رسول خداؐ نے فرمایا مین علم کا شہر ہون علیؓ اوسکے دروازہ ہین۔ ایک روایت مین اسقدر اور زیادہ ہی۔ جو شخص علم کا طالب ہو وہ علی کے پاس آوے اور ترمذی مین ہے مین حکمت کا گھر ہون اور علی اوس کا دروازہ۔

حدیث۔ حاکم بسند صحیح جناب علیؓ سے روایت کرتے ہین کہ آپنے فرمایا۔ جبکہ حضور سرورعالم نے یمن کا عامل مقرر فرما کر روانہ کیا۔ چلتے وقت مین نے عرض کیا حضورؐ مجھکو حکومت پر بھیجتے ہین اور مین تو ابھی جوان (ناتجربہ کار) ہون مجھکو یہہ بھی نہین معلوم کہ فیصلہ کرنا اور مقدمات طے کرنا کسکو کہتے ہین۔ آپنے اپنا دست مبارک میری سینہ پر پھیرا اور فرمایا۔ خداوندا علیؓ کے دلکو راہ نیک دکھا اوسکی زبان حق بات پر ثابت رکھنا۔ جناب علیؑ کا قول ہے کہ قسم اوس ذات پاک کی جو دانہ پھوڑ کر اوسمین سے درخت اگاتا ہے مین نے دو شخصونکے درمیان کبھی کسی مقدمہ مین فیصلہ کرنے مین کسی طرح کا شک نہین کیا۔ (بلکہ کیسا ہی باریک اور اُلجھاؤ والا مقدمہ کیون نہو جب میرے روبرو پیش ہوا بے دھڑک و بلا تردد فیصل کردیا)

ایک روایت مین ہی اقضاکم علیؓ یعنی تم لوگومین بڑے فیصلہ کرنے والے علیؓ ہین

اسکا سبب اس طرح بیان کرتے ہین کہ ایک مرتبہ رسول معظم کی خدمت مین دو شخص اہل خصومت حاضر ہوے۔ ایک نے دعوی کیا۔ حضور میرے پاس ایک گدہا تہا اور اس شخص کے پاس ایک بیل۔ اسکے بیل نے میرے گدہے کو مار ڈالا۔ حاضرین جلسہ سے ایک صاحب بول اوٹھے کہ جانور بے زبان پر کیا تاوان ہے۔ حبیب اکرم نے فرمایا۔ اے علی۔ تم ان دونون مین تصفیہ کردو۔ جناب امیر نے فریقین سے سوال کیا۔ یہ دونون رسی مین بندہے تہے یا کہلے تہے یا ایک بندہا اور ایک کھلا تہا۔ فریقین نے جواب دیا۔ گدہا بندہا تہا اور بیل چہوٹا ہوا تہا اور بیل کا مالک اوسکے پاس تہا۔ آپنے حکم دیا۔ بیل والے پر تاوان ہے گدہے کی قیمت اوسکے مالک کے حوالے کرے۔ جناب سرور ثقلین نے یہ فیصلہ پسند فرمایا اور یہی حکم جاری کیا۔

کسی نے جناب علی رض سے سوال کیا۔ کیا بات ہے جو آپ احادیث نبوی بہ نسبت دیگر صحابہ رض کے زیادہ تر روایت کیا کرتے ہین۔ آپنے جواب دیا جب مین حضور سرور کائنات سے کوئی بات پوچہتا حضور مجھکو جواب دیتے اور اگر مین آپکی خدمت مین خاموش بیٹہا رہتا تو آپ خود مجھسے گفتگو شروع فرماتے۔

حدیث۔ بروایت ام المومنین جناب ام سلمہ رض منقول ہے کہ جب آنحضرت صلعم حالت غضب مین ہوتے تو کسی کی مجال نہ ہوتی کہ حضور سے بات کرے مگر جناب علی رض اوسوقت بہی آنحضرت سے کلام کرتے تہے۔

حدیث۔ حضرت ابن مسعود رض سے منقول ہے کہ جناب رسالتماب صلعم نے فرمایا۔ علی رض کیطرف نظر کرنا عبادت ہے۔

حدیث۔ ام المومنین جناب ام سلمہ سے روایت ہے کہ جناب رسول خدا علیہ الصلوۃ والسلام نے فرمایا۔ جسنے علی کو دوست رکہا اوسنے مجھکو دوست رکہا اور جسنے علی سے بغض رکہا اوسنے مجھسے

بغض رکھا اور جسنے مجھسے بغض رکھا تو اوسنے اللہ جل شانہ سے بغض رکھا۔

حدیث۔ ابو سعید خدری رح سے روایت ہے کہ جناب سالتمآب صلعم نے حضرت علی مرتضی رض کو مخاطب کرکے فرمایا۔ ای علی رض تم موافق حکم قرآن شریف کے لڑوگے جیساکہ اسوقت بھی ہموجب حکم خدا کفار سے جہاد کیا۔

حدیث۔ جناب ام سلمہ رض سے روایت ہے کہ جناب سالتمآب نے ارشاد فرمایا۔ علی رض قرآن کی ساتھہین اور قرآن انکے ساتھہ رہیگا یہانتک کہ دونون قیامت کے دن مجھسے حوض کوثر پر آملین۔

حدیث۔ زید بن ارقم رض کہتے ہین کہ جناب رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا مینے علی رض کے دروازہ کے سوا سب گہرونکے دروازے جو مسجد مین تھے بند کردینے کا حکم دیا اس باب مین تم مین سے کسی نے کچھہ کہا۔ واللہ مین نے اپنی طرف سے کسیکا دروازہ بند نہین کیا بلکہ مجھکو خدا کیجانب سے جیسا حکم ہوا مین نے اوسکی تعمیل کی۔

علامہ ابن حجر رح نے پورا قصہ اس طرح بحوالہ زید بن ارقم نقل کیا ہے کہ بعض صحابہ کرام کے مکانات جو مسجد سے متصل تھے اونکے دروازے مسجد کے اندر تھے اور آمد و رفت اون مکانو نمین مسجد سے ہوکرتی تھی آنحضرت صلعم نے فرمایا سب کے دروازے ادہر والے بند کردو صرف علی رض کا دروازہ کہلا رہنے دو۔ چنانچہ اسکی تعمیل کی گئی۔ اسپر صحابہ نے گفتگو کی تو آپنے وہ ارشاد فرمایا جو اوپر گذرا۔

صواعق محرقہ مین ہے کہ اسی مضمون کی حدیث جناب ابو بکر رض کے مناقب مین وارد ہے اور ان دونون مین تعارض نہین۔ کیونکہ یہہ واقعہ زمانہ سابق کا ہے اور جناب ابو بکر رض کے بارہ مین جو ارشاد ہوا وہ وقت مرض الموت کے ہے۔

علامہ ابن حجر رح اس جگہہ بعد ذکر طرق ہر دو حدیث کے لکھتے ہین۔ ابن جوزی رح نے

یہہ حدیث موضوعات مین شمار کی ہے اور علت اسکی یہہ ذکر کی ہے کہ حدیث درباب جناب
ابوبکرؓ صحیح ہے اور یہہ اوسکے مخالف ہے مگر ابن جوزی نے اس حدیث کو موضوع کہنے مین سخت
خطا کی محض اپنے گمان و رائے سے یہہ حکم دیدیا اور کثرت طرق روایت کو بالکل نہ دیکھا۔ باوجودیکہ
دونون حدیثون مین باہم تطبیق ممکن ہے۔ بزار نے اپنی مسند مین لکھا ہے کہ حدیث علیؓ کے
راوی اہل کوفہ ہین اور وہ جملہ روایات حسن ہین۔ ابوبکرؓ والی حدیث کے ناقل اہل مدینہ ہین اور
حدیث بروایت ابوسعید خدریؓ سے (جو ترمذی مین ہے اور جسکے الفاظ یہہ ہین جناب رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ اے علی۔ تمہارے اور میرے سوا کسیکو درست نہین کہ حالت
جنابت مین مسجد سے ہو کر گذرے) دلیل صاف ہے کہ جناب علیؓ کا دروازہ آمد و رفت مسجد مین
تہا۔ دراصل قصہ یہہ ہی کہ جناب علیؓ کے مکان کا دروازہ مسجد مین تہا اور دیگر صحابہ کے دروازے
مسجد سے باہر ہی تہے جو بند کردیئے گئے۔ انکے گہر کا راستہ اسی طرف تہا لہذا دروازہ قائم رہا
اب خلاصہ اس توجیہ کا یہہ ہوا کہ دروازہ بند کرنے کا حکم دوبارہ ہوا ہے پہلی مرتبہ مین جناب
علیؓ اس حکم سے مستثنیٰ ہوے بار دوم مین جناب ابوبکرؓ کیونکہ صحابہ کرام کے گہرون مین دوہرے
دروازے تہے مسجد کے اندر اور مسجد سے باہر دوسری طرف بہی مگر جناب علیؓ کے گہر کا دروازہ
صرف ایک ہی مسجد کے اندر تہا جسوقت سب کے دروازے مسجد کی طرف والے بند کردیئے
گئے تو لوگون نے آسانی کیواسطے تاکہ مسجد مین نماز کے وقت آنے جانے مین سہولت ہو
کہڑکیان لگالین۔ بار دیگر کہڑکیان بہی بند کردی گیئن صرف جناب ابوبکرؓ کے مکان کی
کہڑکی جو مسجد مین تہی قائم رہی۔ (فتح الباری)

حدیث ۔ عمران بن حصین رضؓ سے روایت ہے فرمایا جناب رسول اللہ صلعم نے تم لوگ علی سے
کیا چاہتے ہو (تین بار فرمایا) وہ مجہسے ہین اور مین اونسے۔ میرے بعد علی ہر مومن کے مددگار و دوست ہین

حدیث مین لفظ مولی وارد ہے اور مولی بمعنی اولی یعنی حقدار یا حاکم یا خلیفہ مراد لینا اور جناب علی رض کی خلافت بلا فصل جناب رسول خدا علیہ الصلوۃ والسلام کے بعد ثابت کرنا۔ استعمال فصحا کے خلاف اور لغت سے بعید از قیاس ہے اس کی تحقیق صواعق محرقہ مین مذکور ہے

حدیث۔ انس رض سے مروی ہی کہ حضور سرور عالم صلعم نے ارشاد فرمایا۔ مرد مومن کی نشانی اوسکے ایمان کی علامت علی بن ابی طالب کی محبت ہے۔

حدیث۔ جابر سے روایت ہے کہ حضور نے فرمایا۔ علی رض نیکون کے امام و سردار ہین۔ قاتل کفار بدکار ہین جو انکی نصرت کرے وہ منصور ہی جو انکی ذلت کا خواہان ہو وہ ذلیل و مردود بارگاہ معبود ہے۔

حدیث۔ حضرت انس رض روایت کرتے ہین کہ آنحضرت صلعم نے فرمایا۔ علی رض جنت مین ایسے روشن و تابان ہونگے جیسے صبح کا ستارہ دنیا والون کو اپنی روشنی سے نورانی کر دیتا ہے۔

حدیث۔ جناب علی مرتضی حضور سرور عالم صلعم سے روایت کرتے ہین۔ علی ایمانداروں کے یعسوب (سردار) ہین اور مال منافقون کا سردار ہے۔

حدیث۔ حضور سرور کائنات صلعم نے فرمایا۔ چار شخص ہین جنکی محبت منافق کے دل مین اتفاق کیساتھ جمع نہین ہوسکتی اور اونکو ایماندار ہی چاہیگا۔ ابوبکر۔ عمر۔ عثمان علی رضی اللہ تعالی عنہم۔

حدیث۔ ابو سعید خدری سے مروی ہے کہ حضور رحمۃ للعالمین مرض الموت مین باہر تشریف لائے۔ ہم لوگ فجر کی نماز مین تھے۔ آپنے ارشاد فرمایا مین تم لوگون مین کتاب اللہ اور اپنی سنت چھوڑے جاتا ہون میری سنت سے قرآن شریف کو گویا کرو ہرگز تمہاری آنکھین نابینا نہ ہونگی اور کبھی تمہارے قدم صراط مستقیم سے الگ نہ پڑینگے اور جبتک تم دونون کو لئے

رہوگے کبھی تمہارے ہاتھہ قصور نہ کرینگے"۔ پہر حضرات علی وعباس رضؓ کے جانب اشارہ کرکے فرمایا۔ ان دونونکے حق مین نیکی اور خیر کی وصیت کرتا ہون۔ جو شخص انکی حفاظت کریگا اور انکی ایذارسانی سے اپنے ہاتھہ وزبان کو روکیگا قیامت کے دن اُسکو خداوند تعالیٰ ایسا نور کرامت فرماویگا جسکی روشنی مین میرے پاس حوض کوثر پر پہونچ جاویگا۔

حدیث۔ حضرت عبدالرحمن بن عوف رضؓ سے روایت ہے کہ جب رسول خداؐ فتح مکہ سے فارغ ہوکر طائف مین تشریف لائے اور بعد محاصرہ ستر یا انیس راتونکے ایک روز آپنے خطبہ پڑہا تو بعد حمد وثنا کی ارشاد فرمایا "اے لوگو مین تمکو اپنی اہلبیت کے حق مین بہلائی اور نیکی کرنیکی نصیحت کرتا ہون۔ تم لوگ قیامت کو مجہسے حوض پر ملوگے۔ قسم اوس ذات پاک کی جسکی قبضہ قدرت مین میری جان ہے۔ تم لوگ نماز قائم رکہو۔ زکوٰۃ اداکرتے رہو۔ ورنہ مین اپنی کسی آدمی کو تمپر مسلط کردونگا کہ وہ تمہاری گردنین قلم کردیگا"۔ یہہ فرماکر جناب علی مرتضیٰ رضؓ کا ہاتہہ پکڑکر فرمایا۔ وہ شخص یہی ہے۔

حدیث۔ جناب علی رضؓ فرماتے ہین۔ حضور سرور کائنات کسی باغیچہ مین تشریف رکہتے تہے کہ مجہکو طلب فرمایا اور ارشاد کیا۔ واللہ مین تمسے راضی ہون تم میرے بہائی ہو میرے لڑکون کے والد مشفق۔ میرے طریق پر قتال وجدال کرنا۔ جو کوئی میرے قول وقرار پر مرا وہ جنت کے خزانون مین ہے اور جو تمہارے عہد پر مرا اوسنے بہی اپنا کام پورا کرلیا اور جو شخص تمکو تمہارے بعد چاہیگا اوسکا خاتمہ ایمان پر اور تا قیامت امن کے ساتہہ ہے۔

ثنا و توصیف از اقوال صحابہ کرام

حضرت عمر فاروق رضؓ نے جناب علی مرتضیٰ کی شان مین فرمایا۔ علی رضؓ ہم لوگون مین بڑے فیصلہ

کرنیوالے ہین حضرت ابن مسعودؓ کا قول ہے۔اہل مدینہ مین آپ اچھے قاضی اور حکم کرنیوالے
ہین حضرت ابن عباسؓ نے فرمایا۔ اگر کوئی معتمد شخص ہمارے سامنے جناب علیؓ کے فتوے اور
احکام بیان کرے تو ہم مقدمات مین انسے باہر کوئی فتویٰ نہ دینگے۔جناب فاروقؓ امر دشوار
اور مقدمہ پیچیدہ مین کہ جناب علیؓ کی رائے نہ ہوتی اس سے پناہ مانگتے تھے۔
جناب فاروقؓ سے منقول ہے۔جناب علیؓ کے ماسویٰ صحابہ مین کوئی ایسا نہ تھا جسکا یہ
قول ہو کہ مجھسے سوال کرو۔
حضرت ابن مسعودؓ کہتے تھے۔اہل مدینہ مین علم فرائض کے عالم اور کار قضا و افتا مین جناب
علیؓ سب سے اعلیٰ ہین۔ام المومنین جناب عائشہ صدیقہؓ کے سامنے آپکا ذکر آگیا تو فرمایا سنت کے
بڑے عالم علیؓ ہین مسروق کا قول ہے جناب رسول خدا کے اصحاب کو جو علم حاصل ہے وہ
حضرات عمر۔علی۔ابن مسعود رضی اللہ عنہم تک منتہی ہوتا ہے (راقم۔اگر اس علم سے علم باطنی مراد ہو
تو بہت موزون ہی) عبداللہ بن عیاش بن ابی ربیعہ کہتے ہین جناب علیؓ کو ملکہ راسخہ علم مین
حاصل تھا۔قدامت اسلامی۔آنحضرت صلعم کی دامادی کی فضیلت۔احادیث نبوی کی
سمجھ بوجھ۔جنگ کفار مین علوی شان۔مال مین سخاوت آپکی ذات بابرکات مین مجتمع تھے
حضرت ابن عباسؓ فرماتے ہین جس جگہ قرآن مجید مین یا ایہا الذین آمنوا کا لفظ ہی جناب
علیؓ اس مین ضرور شامل ہین بلکہ اس باب مین گویا آپ اسکے امیر و سردار ہین حضرت عمر
فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا جناب علیؓ کو تین چیزین ایسی بے نظیر عطا ہوئین کہ اگر
مجھکو اونمین سے ایک بھی مل جاتی تو سرخ اونٹون سے زیادہ محبوب ہوتی۔کسی نے سوال کیا
وہ کون سی ہین۔جواب دیا۔جناب سید المرسلینؐ کی صاحبزادی اونکی عقد مین آئین اون کے
واسطے مسجد مین رہنا جائز ہے یہ روز فتح خیبر حضور سرور عالمؐ نے علم عنایت فرمایا۔

روایت ہے کہ جب حضرت امیر المومنین علیؑ کوفہ مین داخل ہوے ایک حکیم عرب کا باشندہ آپکی خدمت مین حاضر ہوا اور کہا۔ واللہ اے امیر المومنین۔ آپکی ذات پاک سے خلافت کو زینت حاصل ہوئی۔ خلافت نے کچھہ آپکی زینت دوبالا نہ کی بلکہ آپکے وجود باجود سے خلافت کا مرتبہ عالی ہوگیا۔ کچھہ آپکی عزت اس سے افزون نہ ہوئی۔ بیشک خلافت آپ ایسے خلیفہ کی محتاج تہی مگر آپکو کچھہ اسکی پرواہ نہ تہی۔

عبداللہ بن احمد بن حنبل کہتے ہین مین نے اپنے باپ سے کہا کہ جناب علیؓ و معاویہؓ کا کچھہ حال بیان کیجیے۔ جواب دیا۔ جناب علی مرتضیٰ کے دشمن بہت تہے اونہون نے بہت کچھہ آپکے عیوب و نقائص ڈہونڈے مگر ایک بات بہی قابل گرفت ہاتہہ نہ آئی۔ لاچار ایسے شخص کے پاس پہونچے جو آپسے جنگ و جدال و قتال کرچکے تہے۔ ان دشمنون نے اونکو اپنے جال مین پہانس لیا۔ (حاصل یہہ ہی کہ امیر معاویہؓ آپ کے برخلاف تہی لہذا دشمنون نے موقع پاکر انکو ملا کر اپنا ہمزبان و ہم خیال بنالیا۔) (صواعق محرقہ)

ازالۃ الخفا مین احادیث متذکرہ بالا کے علاوہ جو احادیث فضائل مرتضوی مین لکہی ہین اونمین سے ہم کچھہ حدیثین اس مقام پر نقل کرتے ہین۔

ام المومنین جناب ام سلمہؓ نے ابو عبداللہ جدلی سے فرمایا۔ کیا تم لوگونمین ایسے بہی ہین جو حضور سرور کائنات کو گالی دیتے ہین۔ اونہون نے جواب دیا۔ معاذ اللہ ایسا کون ہے ام المومنین نے فرمایا۔ آنحضرتؐ نے فرمایا ہے کہ جسنے علیؓ کو گالی دی اوسنے مجھکو گالی دی

روایت ہے کہ ایک شخص شامی حضرت ابن عباسؓ کے پاس آیا اور جناب علیؓ کو برا کہنے لگا۔ آپنے اوسپر سنگریزے پہینک مارے اور فرمایا۔ اے دشمن خدا تونے رسول اللہ کو ایذا دی۔ خداوند تعالیٰ فرماتا ہے جسنے اللہ اور اوسکے رسولؐ کو ایذا دی اوسپر دین و دنیا مین

خدا لعنت اوتارتا ہی اور اوسکے واسطے عذاب رسوائی کا ہے۔ اگر نبی اکرم اسوقت زندہ ہوتے تو ضرور تیرے کلام سے ایذا پاتے۔

حدیث۔ ام المومنین جناب عائشہؓ فرماتی ہین کہ جناب رسول خداؐ نے فرمایا۔ میرے پاس سردار عرب کو بلاؤ۔ مین نے عرض کیا ای رسول اللہ کیا آپ سید العرب نہین ہین۔ فرمایا۔ مین سردار و سید اولاد آدم ہون اور علی سید العرب ہین۔

حدیث۔ زید بن ارقمؓ سے مروی ہے کہ جناب رسول اللہؐ نے فرمایا جس شخص کو محبوب ہو کہ میری سی زندگی پاوی اور میری سی موت کی تمنا اوسکو ہو اور جنت خلد کی جسکا وعدہ پروردگار عالم نے کیا ہی آرزو رکہتا ہو تو وہ علی کا دوست بن جاوے۔ علیؓ تمکو ہرگز راہ حق سے نہ الگ کرینگے اور کبھی چاہ ضلالت مین نہ ڈالین گے۔

جناب علیؓ فرماتے ہین۔ انما انت منذر ولکل قوم ھاد۔ اس آیت مین قوم کو عذاب الٰہی سے ڈرانیوالے جناب رسول خدا ہین اور مین ہادی ہون۔

حدیث۔ ابو سعید خدریؓ سے روایت ہے کہ جناب سرور کائنات صلعم حضرت فاطمہؓ کے گھر تشریف لیگئے اور اونسے فرمایا۔ اے فاطمہ مین اور تو اور یہہ مرد سونے والا۔ (حضرت علیؑ) اور یہہ دونون (حضرات حسنینؑ) قیامت مین ایک جگہہ ہونگے۔

حدیث۔ ابن ابی اوفیؓ سے روایت ہے کہ رسول معظم نے فرمایا۔ مین نے جناب باری سے دعا مانگی تہی کہ جس شخص کو مین اپنی بیٹی بیاہ دون یا جن عورتونسے مین خود نکاح کرلون وہ سب میرے ساتہہ جنت مین ہون خداوند تعالی نے یہہ دعا میری قبول فرمائی۔

حدیث۔ عبد اللہ بن سعدؓ راوی ہین کہ جناب خاتم النبیینؐ نے فرمایا ہے۔ میرے پاس خداوند تعالی نے تین مرتبہ وحی بہیجی کہ علیؓ مومنون کے سردار۔ پرہیزگارونکے امام۔ میری امت کو

یکجا کرکے جنت مین لیجانے والے ہین۔

حدیث۔ جناب علی مرتضیٰ کرم اللہ وجہہ فرماتے ہین۔ مین ایک روز حضور اقدس کے ہمراہ مدینہ کے کوچون مین سیر کر رہا تہا۔ آپکے دست مبارک مین میرا ہاتہہ تہا۔ سیر کرتے کرتے ہم دونون ایک باغ مین داخل ہوئے مین نے باغ کی نظافت وشادابی دیکھکر عرض کیا۔ حضور کیا ہی نفیس باغ ہے۔ ارشاد پاک ہوا۔ اے علی۔ تمہارا باغ جنت کا اس سے زیادہ شاداب ہی۔

حدیث۔ جناب علیؓ فرماتے ہین کہ مین ایک دفعہ بیمار ہوا حضور سرور دوجہان میری عیادت کو تشریف لائے مین لیٹا ہوا تہا آپ مجہسے تکیہ لگاکر بیٹہہ گئے اور اپنی چادر مجہکو اوڑہا دی جب حضور نے دیکہا کہ مجہکو کچہہ تسکین ہی مسجد مین تشریف لیگئے اور بعد نماز پہر تشریف لائے اور مجہپر سے چادر اوٹہاکر فرمایا۔ ای علی۔ اوٹہو مین اوٹہہ بیٹہا گویا کوئی شکایت ہی مجہکو نہ تہی پہر آپنے فرمایا مین نے جو دعا خدا سے مانگی اوسنے قبول فرمائی اور مین نے کبہی کوئی دعا خاص اپنے واسطے نہین مانگی مگر تمکو اوسمین ضرور شریک کرلیا۔

حدیث۔ امیر المومنین جناب مرتضوی رضؓ سے مروی ہے کہ سردار دوجہان محبوب ایزد سبحان نے ارشاد فرمایا۔ اے علی رضؓ تم بہشت برین مین ایک خزانہ کے مالک ہوگے اور تم جنت کے دونون سرے محافظ اور صاحب ہوگے۔ خبردار (محرمات پر) ایک نظر کے پیچہے دوسری نظر کبہی نہ لگانا۔ نظر اول (جو بلا قصد ہو) تمہارے واسطے حلال وجائز ہے اور نظر ثانی (جو قصداً ہو) وہ تمہارے حق مین وبال ہے۔ راقم۔ اسی معنی مین یہہ شعر ہے۔

دو چیز مفت جاالست وہم بشرع درست	سرو وخانہ ہمسایہ حسن رہگذرے

حدیث۔ حضرت ابن عباسؓ فرماتے ہین کہ جناب علیؓ کو چار فضائل حاصل ہین جو کسی مین نہین جملہ اہل عرب وعجم مین آپ اول وہ شخص ہین جسنے حضور سرور عالم کے ساتہہ نماز پڑہی آپ ہر غزوہ مین

لشکر نبوی کے علم بردار رہے۔ آپؓ غزوہ احد میں جناب رحمۃ للعالمینؐ کے ساتھ رہے اور لوگونکی قدم اوکھڑ گئے تھے مگر آپ صبر و استقلال کے ساتھ معرکہ جنگ مین ثابت قدم رہے۔ آپؓ نے آنحضرتؐ کو بعد وفات شریف غسل دیا اور قبر مین اوتارا۔

حدیث - ام المومنین جناب ام سلمہؓ فرماتی ہین مین بقسمیہ کہتی ہون کہ علیؓ کا درجہ حضور نبوی مین بہت بڑا تھا حضور شفیع المذنبین کی رحلت کے دن کا قصہ ہے کہ ہم لوگ حضور کی عیادت کو گئے ہوے تھے وقت صبح کا تھا۔ آپ بار بار فرماتے تھے۔ کیا علیؓ آگئے۔ کیا علی آگئے۔ بی بی فاطمہؓ نے عرض کیا۔ کیا آپنے اونکو کسی کام کو بھیجا ہے۔ (ابھی تو وہ نہین آے) بعد کچھ دیر کے جب علیؓ آگئے تو مین نے خیال کیا کہ حضور علیؓ سے کچھہ فرمائینگے لہذا یہان تخلیہ ہوجانا چاہیے اس خیال سے ہم لوگ ادھر اودھر ہوگئے۔ مین دروازہ کے قریب بیٹھہ گئی۔ جناب سرورکائنات علیؓ کی طرف جھک گئے اور دونو مین کچھہ مشورہ وصلاح ہوتی رہی۔

حدیث - انسؓ کہتے ہین کہ مین حضور نبوی کی خدمت گذاری مین رہا کرتا تھا۔ ایک روز کسی نے ایک جزرہ مرغ بریان آپکو ہدیہ بھیجا۔ آپنے فرمایا۔ خداوندا۔ اپنے محبوب ترین مخلوق ہی کسیکو بھیجدے جو میرے ساتھہ یہہ گوشت کھاوے۔ راوی کا بیان ہے کہ مین نے اپنے جی مین کہا۔ خدا کرے وہ شخص انصار مین سے ہو۔ اتنے مین جناب علیؓ آگئے۔ مین نے کہا جناب نبی اکرم اسوقت کسی کام مین ہین۔ حضرت علیؓ واپس گئے۔ پھر دوبارہ آے اور اذن چاہا۔ حضور نے حکم دیا کہ دروازہ کھول دو اور انکو آنے دو۔ پھر مجھسے فرمایا۔ تم نے ایسا کیون کیا۔ مین نے عرض کیا۔ حضور۔ مین نے آپکی دعا سنکر یہہ چاہا تھا کہ جو شخص آپکو مطلوب ہے وہ میری قوم سے ہو۔ آپنے فرمایا۔ ٹھیک ہے ہر شخص اپنی ہی قوم کو چاہتا ہے۔ یہہ روایت ترمذی نے اگرچہ بسند غریب نقل کی ہے مگر اسکی تائید اور روایات سے اسقدر ہوگئی ہے کہ اسکی غرابت جاتی رہی۔

خصائل حمیدہ و اوصاف پسندیدہ

قادر توانا خالق ارض و سمانے ہمارے ممدوح آقاے ذی وقار کی اصل فطرت مین وہ کمالات امانت رکھی تھے جو خواص افراد بنی آدم اور اشراف جال نوع انسان مین ہوتے ہین۔ اسیواسطے آپ جامع اخلاق حسنہ تھی شجاعت و قوت۔ حمیت۔ وفا وغیرہ اوصاف مین آپکو کامل حصہ عنایت ہوا تھا۔ پہر جود آلہی نے ان اخلاق سنیّہ کو اپنی مرضیات مین صرف کیا اور فیض مبدا فیاض شامل حال ہو کر باعث ترقی مقامات عالیہ ہوا۔

شجاعت۔ آپکو خداداد طاقت و شجاعت تھی اگر آپکی شجاعت کے قصے لکھے جاوین تو ایک دفتر ہو جاوے بطور نمونہ دو چار روایات ہدیہ ناظرین ہین۔ باقی اپنے موقع پر ندکور ہونگے آپ شجاعت مین سب پر مقدم اور شجاعان طبقہ اولی مین ہین۔ جملہ بہادران عرب مین ایک فرد کامل و ممتاز ہین۔ آپکو بہادران زمانہ مانتے تھے۔ ابتک آپکی شجاعت کی وہ شہرت ہے کہ جب دلیرون بہادرون کا ذکر آتا ہے آپ کا نام نامی سب مین اول ہوتا ہے جناب علی رضؓ سے منقول ہے کہ جس ذات پاک کے قبضہ مین ابن ابی طالب کی جان ہے اوسکی قسم کہا کر کہتا ہون کہ ہزار ہا تہہ تلوار کے مارون اور لڑائی مین مارا جاؤن یہہ مجھکو بہت آسان و مرغوب ہے اس بات سے کہ بستر پر پڑے پڑے جان دون۔

ایک عرب کا قول ہے جب ہم لوگ کسی لڑائی مین لشکر لیکر نکلتے اور جس لشکر مین آپ ہوتے اوس لشکر سے مقابلہ ہوتا تو ہم لوگ اپنی زندگی سے مایوس ہو جاتے اور ایک دوسرے کو وصیت کرنے لگتے تھے۔

منقول ہی کہ جناب علی رضؓ نے امیر معاویہ رضؓ سے کہا۔ تم نے لوگونکو لڑائی کیواسطے بلایا ہے

اب ان سب کو تو الگ رہنے دو اور آؤ ہم تم دونون آپس مین ایک دوسرے سے نبٹ لین تاکہ لوگ واقف ہو جاوین کہ ہم تم دونون مین کسکا آئینہ دل زنگ کدورت سے صاف ہے اور کسکی آنکھون پر پٹی بندھی ہے مجھکو تو تم خوب جانتے ہو کہ مین ابوالحسن ہون۔ تمہارے دادا ماموں بھائی کو بدر کے دن کیسا کچل کچل کر مارا ہے۔ میری یہہ تلوار وہی ہے اور مین ایسے ہی قوی دل سے دشمن کا مقابل ہوتا ہون۔

مروی ہے کہ کسی نے آپ سے سوال کیا۔ اے علی ؑ مین موقع جنگ مین آپ کہان ملین گے جواب دیا۔ وقت آغاز جنگ کے جس جگہہ مجھکو چھوڑو گے اوسی مقام پر پاؤ گے۔ (یعنی مین قدم جما کر ایک جگہہ لڑتا ہون) یہہ آپ کے کمال ثبات واستقلال کی دلیل ہے۔

کسی نے آپ سے پوچھا۔ آپ کسطرح بڑے بڑے بہادرونکو قتل کر ڈالتے ہین۔ فرمایا۔ مین جسوقت دشمن سے قریب ہوتا ہون تو یہہ فرض کر لیتا ہون کہ ضرور اسکو قتل کرونگا اور میرا مقابل بھی جان جاتا ہے کہ علی مجھکو مار لینگے۔ بس مین اور اوسکی پست ہمتی دونون ملکر اوسکے قتل کا باعث ہوتی ہین۔

مصعب بن زبیر ؓ کہتے ہین۔ جناب علی ؑ لڑائی کیوقت نہایت ہوشیار اور چالاک رہتے تھے۔ ہوش وحواس قائم رکھتے تھے۔ لڑائی کے داؤن گھات خوب یاد تھے کسیکو قدرت نہوتی تھی کہ آپ پر قابو پاسکے۔ آپکی زرہ صرف آگے کی جانب تھی اور پشت خالی رہتی تھی کسی نے آپ سے کہا۔ کیا آپکو اس بات کا اندیشہ نہین کہ دشمن پس پشت آکر آپ پر حملہ کرے اور نصیب دشمنان کوئی صدمہ پہونچاے۔ فرمایا۔ اگر مین اس حالت کو پہونچ جاؤن اور ایسا غافل وبدحواس ہو جاؤن کہ دشمن میری پیچھے آکر مجھپر وار کرے اور مین اسکو اتنی مہلت دون تو ایسے وقت تک خدا مجھکو زندہ نہ رکھے۔ (مستطرف)

وفا - آپ مین ایک امر خلقی تہی جسکی بدولت مقام محبت آپکے واسطے مرحمت فرمایا گیا یہہ معنی احادیث متعددہ سے ثابت ہین - آپ کا محبوب خدا و رسول ہونا اور خدا و رسول کا آپکے محبوب ہونا دلائل واضحہ سے ظاہر ہے -

مقابلہ اعدا و دفع دشمنان خدا - (یہہ شجاعت کا ثمرہ ہے) اور یہہ آپکے سوابق اسلامیہ کے متعلق ہے اور آخرت مین اسکا نتیجہ عجیب و غریب مرحمت ہوگا - آیہ کریمہ - ھذٰن خصمان اختصموا الخ - آپکے حق مین اور آپ کے دیگر رفقا کی شان مین نازل ہوئی ہے -

صحیح بخاری مین جناب علی رض سے مروی ہے کہ مین قیامت کیدن خدا کے روبرو زانو کے بل کہڑا ہوکر اپنے مخالفین سے مخاصمت کرونگا قیس کا قول ہے کہ آیت ھذٰن خصمان اختصموا فی ربھم - جنگ بدر کے مجاہدین جناب حمزہ - علی - عبیدہ بن حارث بن عبد المطلب رضی اللہ عنہم اور شیبہ بن ربیعہ - عتبہ بن ربیعہ - ولید بن عتبہ کا قران قریش کی باب مین نازل ہوئی ہے

سختی - دلیری کسیکی پرواہ نہ کرنا - خدا کے کام مین لحاظ قرابت کرکے اوسکے کام سے باز نہ رہنا ان امور کے ذریعہ سے آپ امر منکر و مکروہ سے لوگونکو روکتے رہے - بیت المال کی حفاظت کی اوسکو خدا کے کامومین صرف کیا - جناب رسول خدا ؐ نے فرمایا ہے - اے لوگو علی کی شکایت میرے سامنے نہ کرو وہ تو خدا کی راہ اور اوسکے کامومین بڑے سخت ہین -

اپنی قوم کی حمایت - اپنے بہائیون کی طرفداری و حفاظت مثلاً اپنے کسی بہائی کے مرتبہ و منصب قائم ہونے مین سعی و کوشش بلیغ کرنا اور اوسکی نصرت مین ہمت قوی سے کام لینا یہہ خصلت خواص قوم اشراف مین ہوتی ہے جب برہنمائی فیض الٰہی داعیہ اشاعت اسلام و اعلاء کلمۃ اللہ آپکی ذات مقدس مین پیدا ہوا آپنے اس خلقی عادت سے کام لیا اور اس معنی عقلی کو آپنے خارج مین ظاہر کر دکہایا اسکا اثر عجیب و مقام غریب حاصل ہوا کہ اخوت رسول -

مولاۃ۔ (دوستی و نصرت) یا دیگر الفاظ وصی۔ یا وارث سے تعبیر کر سکتے ہین۔ (درباب مولاۃ احادیث اوپر گذرین) جناب علی مرتضیٰؓ حضور پرنور کے حین حیات فرماتے تھے۔ خداوند تعالیٰ کا ارشاد ہے کہ اگر رسول خدا مرجاوین یا مقتول ہون تو کیا تم اپنے پیچھے اولٹ پڑوگے۔ واللہ باللہ۔ ہم دین اسلام چھوڑکر اولٹے پانون کبھی نہ پھرینگے۔ ہمکو تو خدا نے راہ حق دکھلا دی۔ اگر ہمارے رسول مرجائین یا مارے جائین تو ہم بھی تا زیست خود کفار سے لڑے جائینگے اور جس بنا پر حضور جہاد کرتے ہین ہرگز یہ طریق ترک نہ کرینگے۔ مین آنحضرت صلعم کا بھائی۔ ولی۔ دوست و ناصر ہون۔ علم نبوی کا وارث ہون۔ اس باب مین مجھسے زیادہ حقدار کون ہے۔ (ازالۃ الخفا)

زھد۔ خواہش نفسانی کو حقیر و ذلیل کہنا اور اوسکے پیچھے نہ جانا اور خلاف خواہش نفس عمل کرنا۔ منقول ہے کہ امیر معاویہؓ نے ضرار سدی سے کہا جناب علی مرتضیٰؓ کے کچھ مناقب بیان کرو۔ اونھون نے جواب دیا۔ امیر المومنین مجھکو اس کام سے معاف فرماوین۔ آپنے باصرار فرمایا کہ بیان کرو۔ ضرار نے کہا جب امیر المومنین کی اسدرجہ تاکید ہے تو مین عرض کرتا ہون۔ بخدا اے لایزال جناب علی مرتضیٰؓ کے علو شان کی انتہا نہ تھی۔ آپ سخت قوتون والے تھے۔ آپکا کلام حق فیصل (دو ٹوک بات) تہا۔ عدل و انصاف کے ساتھ حکم کرتے تھے۔ چشمہ علم تھے کہ آپسے علم مثل پانی کے جاری تہا۔ آپکے جملہ حرکات و سکنات سے حکمت و دانائی ٹپکتی تھی۔ دنیا کے سبز و شاداب باغ سے وحشت۔ تاریک شب اور اوسکی وحشت سے الفت تھی۔ خوف الٰہی مین سدا دیدۂ حق بین اشکبار رہتے۔ فکر آخرت مین ہمیشہ ڈوبے ہوے۔ لباس مختصر بقدر ضرورت آپکو پسند تہا۔ غذاے نفیس کی رغبت نہ تھی بلکہ طعام فقیرانہ پر قناعت تھی۔ ہم لوگون مین بلا امتیاز مراتب مثل ایک معمولی شخص کے رہا کرتے تھے۔ جب ہم کسی حاجت مین آپکو یاد کرتے فوراً مستعد ہوتے اگر ہم آپسے طالب انتظار ہوتے تو آپ انتظار کرتے۔ آپکی ہیبت و رعب جلال اس درجہ تہا

غالب تہا کہ باوجود اس قرب و مزاج دانی کے کسیکا حوصلہ نہ پڑتا تہا کہ آپسے ہم کلام ہوتا۔ آپ اہل دین کی عظمت رکہتے۔ مساکین کو اپنے قریب کرتے تہے۔ کوئی قوی شخص امر باطل مین آپسے طمع نہ رکہتا ضعیف و بیکس آپکے عدل سے نا امید نہ ہوتا۔ (عبادت و شب بیداری کا یہ حال تہا کہ) مین نے بچشم خود بعض اوقات دیکہا ہے کہ شب تاریک نے اپنی ظلمت سے تمام عالم کو ڈہانک لیا اور تارے غائب ہوگئے مگر آپ ایسے وقت عالم تنہائی مین اپنی ریش مبارک پکڑے محراب مسجد مین کہڑے ہوکر خوف الٰہی سے بیچین و بیقرار مثل خوف زدہ کے تڑپ رہے ہین۔ آپکے رونیکی دردناک آواز آجاتا کان مین پڑجاتی تو معلوم ہوتا کہ آپ یہ فرما رہے ہین "ای دنیا کے غدار مکار تو اور لوگونکو جاکر فریب دے۔ تو اپنا حسن و جمال طمع کیا ہوا مجہپر پیش کرتی ہی اور مجہکو اپنا عاشق و فریفتہ بنانا چاہتی ہے کمبخت یہ بات نہوگی نہ ہونی ہے مین تو تمہکو طلاق بائن دیچکا اور اب رجوع نہین کرنے کا۔

ناز و انداز ترا مجہکو عروس دنیا	باعث فتنہ ہو کیونکر جو نہ دیکہون تجہکو
خوشہ چین ہو مرے خرمن کا اگر پروین بہی	نیم جو کی بہی عوض مول نہ لون مین اوسکو

اے نالائق دنیا۔ تیری عمر کوتاہ اور تو بالکل بے قدر ہے۔ افسوس سفر دور و دراز درپیش اور راہ وحشتناک ہے اور آہ زاد آخرت قلیل ہے" حضرت امیر معاویہ یہ سنکر رو دیئے اور اوس جلسہ مین کوئی ایسا نہ تہا جسکے آنسو نہ جاری ہوں پہر فرمایا۔ واللہ ابوالحسنؓ ایسے ہی تہے خدا اونپر رحم فرماوے۔ اے ضرار تمکو اونکا غم کس درجہ ہوگا ضرار نے کہا امیر المومنین

اگر دست از دہان آہ آتشبار بردارم	مشبک ہمچو مجمر میتوانم ساخت گردون را

بس یہ سمجہ لیجئے کہ جیسے کسی عورت کا اکلوتا لاڈلا بیٹا اوسکی آنکہونکے سامنے اور اوسکی گود مین ذبح کردیا جاوے تو اوس دکہیاری غم کی ماری کے نہ آنسو تہمتے ہین نہ اوسکے رنج و غم کی کوئی

انتہا ہوتی ہے یہی حالت میری ہے۔ (مستطرف)

لباس۔ عبداللہ بن ابی ہذیل کہتے ہین مین نے جناب علی مرتضیٰ کو دیکھا کہ آپ ایک موٹا کرتا پہنے تھے اوسکی آستین ایسی تہین کہ جب آپ کھینچیتے تو ناخن تک پہونچ جاتین اور چہوڑ دیتے تو نصف کلائی تک ہوتین۔

ورع وتقوی۔ شبہات سے پرہیز رکہنا اسدرجہ آپکے مزاج مین تہا کہ حضرت ام کلثومؓ آپکی صاحبزادی نقل کرتی ہین کہ ایک دفعہ کوئی شخص آپکی خدمت مین ترنج لایا۔ اوسمین سے ایک ترنج آپکے صاحبزادہ امام حسن یا امام حسینؓ نے اوٹھا لیا۔ آپنے اون کے ہاتھ سے لے لیا اور اوسکو بھی تقسیم کر دیا۔

مروی ہے کہ اموال غنیمت مین آپکا دستور بالکل موافق عادت جناب ابوبکرؓ کے تہا جسوقت جو مال آتا فوراً تقسیم فرماتے اور بیت المال مین نہ رکھتے البتہ اگر نا وقت ہوتا اور تقسیم کرنے مین تکلف ہوتا تو بمجبوری دوسرے دن پر رکھہ چھوڑتے اور یہہ فرمایا کرتے تھے "اے دنیا مین تیرے فریب مین نہ آؤنگا تو اور لوگونکو دہوکا دے"۔ اموال غنیمت مین سے کبھی کوئی چیز اپنے واسطے خاص نہ کی بلکہ جملہ اہل اسلام اوسمین شریک ہوتے کبھی کسی عزیز قریب کے دینے مین تخصیص نہ کی حکومت پر دیانت دار امین اشخاص مقرر فرماتے اور اگر کسی عامل کی شکایت درباب خیانت آپکے گوش گذار ہوتی فوراً اوسکو یہہ آیہ کریمہ لکھہ بہیجتے۔ قد جاءتکم موعظۃ من ربکم فاوفوا الکیل والمیزان بالقسط ولا تبخسوا الناس اشیاءھم ولا تعثوا فی الارض مفسدین۔ بقیۃ اللہ خیر لکم ان کنتم مؤمنین وما انا علیکم بحفیظ۔ اس آیت کے بعد یہہ ارقام فرماتے جسوقت میرا خط تمکو پہونچے جو تمہارے ہاتھہ مین کام ہے اوسکی حفاظت کرنا اور جب میری طرف سے دوسرا شخص تمہاری جگہہ پہونچ جاوے تو یہہ حکومت اوسکے

سپرد کردینا۔ یہہ مضمون ختم کرکے آپ آسمان کی طرف نگاہ اوٹھاکر جناب باری مین التجا کرتے خداوندا۔ تو دانا بینا ہے مین نے اپنے عمال کو تیری مخلوق پر ظلم کرنے کا حکم نہین دیا اور نہ تیرے حقوق ترک کرنیکو کہا ہے۔

مروی ہی کہ ایک مرتبہ آپنے جملہ سامان بیت المال سے نکالکر مستحقین پر تقسیم کردیا بعدہٗ مکان مین جہاڑو دلواکر اس امید پر نماز پڑہی کہ یہہ جگہہ قیامت مین آپکے واسطے گواہ ہو۔

بروایت عاصم بن کلیب منقول ہی کہ ایک دفعہ اصبہان سے مال آیا۔ آپنے اوسکے سات حصہ مساوی کیئے۔ منجملہ اموال ایک روٹی بہی تہی۔ اوسکے بہی سات ٹکڑے کرکے ہر حصہ پر ایک ایک ٹکڑا رکہہ دیا اسپر بہی بکمال احتیاط قرعہ ڈالا کہ کسکو حصہ اول دیا جاوے۔ (اللہ اللہ یہہ کمال ورع وتقویٰ ہے)

منقول ہی کہ جناب علی رضنے فرمایا۔ مجھکو تمہارے اموال غنیمت مین سے بجز اس ایک شیشہ کے اور کچہہ نہ ملا۔ یہہ بہی ایک دہقان نے ہدیۃً بہیجا ہے۔ بعدازان آپ بیت المال مین تشریف لیگئے اور جسقدر سامان تہا سب مسلمانون پر تقسیم کردیا پہر فرمایا۔ وہی شخص خلاص ہوا جسکے پاس صرف ایک ٹوکری کہجور کی ہو اور دن مین ایک مرتبہ کہجور نکالکر کہا لیا کرے اور بس۔

روایت ہے کہ ایک مرتبہ جناب علی مرتضی رض ممبر پر تشریف فرما تہے۔ آپنے فرمایا۔ کوئی شخص یہہ میری تلوار مجہسے خریدلے۔ اگر میرے پاس اسوقت اتنے دام ہوتے کہ مین ایک تہ بند خرید لیتا تو تلوار کو ہرگز نہ بیچتا۔ یہہ سنکر ایک صاحب اوٹھے اور کہا مین آپکو ازار کی قیمت قرض دیتا ہون۔

صبر بر تنگی معاش ۔ اپنی ذات پر سختی وتکلیف گوارا کرنا اور فقر وفاقہ مین راضی رہنا۔

مروی ہی کہ آپنے اپنی والدہ جناب فاطمہ بنت اسد سے فرمایا تہا کہ اے امان جان۔

آپ گہر کے باہر کے کام جیسے پانی بہرنا اور دیگر ضروریات وغیرہ بہم پہونچانا کرلیا کرین۔ آپکی بہو گہر کے اندر کے کام کاج۔ چکی پیسنا آٹا گوندہنا۔ روٹی پکانا وغیرہ وغیرہ کرلیا کرینگی۔

ضمرہ رضؓ سے روایت ہے کہ جناب رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے اندر گہر کا کام تو بی بی فاطمہ رضؓ کے تعلق کر دیا تہا اور باہر بازار ہاٹ کا سودا سلف لانا جناب علیؓ کے سپرد فرمایا تہا

امام احمدؒ جناب علیؓ سے روایت کرتے ہین کہ جناب خلاصۃ الاصفیا احمد مجتبیٰ محمد مصطفےٰ نے اپنی صاحبزادی فاطمہ رضؓ کا عقد میرے ساتہہ کر دیا۔ ایک دن مین نے اپنی بیوی سے کہا اب تو پانی بہرتے بہرتے میرا سینہ درد کرنے لگا۔ تمہارے باپ کے پاس قیدی غلام ہوکر آئے ہین تم جاکر ایک خادم حضور سے مانگ لاؤ۔ جناب فاطمہؓ نے فرمایا سچ ہے خدا کی قسم۔ چکی چلانے سے میرے ہاتہہ مین بہی چہپولے پڑگئے ہین۔ یہہ کہکر آپ خدمت نبوی مین حاضر ہوئین۔ آنحضرت صلعم نے بکمال مہربانی فرمایا بیٹی۔ کیا تم کسی ضرورت سے آئی ہو۔ بی بی فاطمہ رضؓ سوال کرتے شرمائین۔ جواب دیا۔ صرف حضور کے سلام کو چلی آئی تہی۔ یہہ کہکر بدون درخواست غلام واپس آئین۔ مین نے پوچہا۔ کہو کیا کر آئین۔ جواب دیا۔ مین شرم کی وجہہ سے سوال نہ کرسکی۔ پہر ہم دونون میان بیوی خدمت نبوی مین پہونچے۔ مین نے عرض کیا۔ حضور پانی بہرتے بہرتے میرا سینہ درد کرنے لگا۔ جناب فاطمہؓ نے بہی کہا۔ چکی کہینچنے سے میرے ہاتہہ مین آبلے پڑگئے اب خداوند تعالیٰ نے فراخی بخشی ہے اور حضور کے پاس لونڈی غلام آئے ہوئے ہین ایک ہمکو بہی عنایت ہو۔ حضور سرور کائنات نے فرمایا۔ واللہ۔ تمکو تو مین انمین سے ہرگز نہ دونگا کیونکہ اہل صفہ فقرا و مساکین آج کل بہوکے ہین اور میرے پاس کچہہ نہین کہ اونکے کہانے کو دون البتہ یہہ لونڈی غلام فروخت کرکے انکی قیمت اہل صفہ کے کہانے مین صرف کرونگا۔ یہہ سنکر ہم دونون واپس آئے۔ اسکے بعد جناب سرور عالم

ہمارے گھر تشریف لائے۔ ہم دونون اپنی خوابگاہ مین تے اور ایک چھوٹی چادر اوڑھ لی تھی۔
وہ اسقدر کوتاہ تہی کہ اگر سر چھپاتے تو پانٔون کہل جاتے اور اگر پانٔون ڈہانکتے تو سر کہلے رہتے
ہم دونون حضور کو دیکہکر اوٹہنے لگے۔ آپنے فرمایا۔ لیٹے رہو۔ مین تمکو ایک امر خیر تعلیم کرتا ہون
جو تمہارے واسطے خادم سے زیادہ مفید ہے۔ مجھکو جبرئیل علیہ السلام نے تعلیم کیا ہے۔ وہ
یہہ ہے کہ ہر نماز پنجگانہ کے بعد سبحان اللہ۔ الحمد للہ۔ اللہ اکبر دس دس بار کہہ لیا کرو اور
سوتے وقت سبحان اللہ۔ ۳۳ بار۔ الحمد للہ۔ ۳۳ بار اللہ اکبر۔ ۳۴ بار پڑہ لیا کرو۔ حضرت علیؓ
فرماتے ہین جب سے مجھکو رسول خدا نے یہہ کلمات تعلیم فرمائے ہین مین نے کبھی ترک نہین کئے
ابن الکوا نے پوچہا۔ کیا صفین کی رات کو بہی نہین چھوٹے۔ فرمایا ہان۔ اوس شب کو بہی
پڑہ لئے تھے۔

مجاہد جناب امیر المومنین رضؓ سے روایت کرتے ہین کہ ایکمرتبہ مجھکو مدینہ منورہ مین بہوک
لگی۔ کہانیکو کچہ پاس نہ تہا جب بہوک نے غلبہ کیا تو گھر سے نکلا کہ کچہ محنت مزدوری کرکے
قوت لایموت حاصل کرون الغرض بتلاش معاش عوالی مدینہ مین پہونچا ایک عورتکو
دیکہا کہ مٹی کے خشک ڈہیلے تلے اوپر جمع کر رکہے تہے مین نے خیال کیا۔ شاید یہ پانی سے
تر کرکے گارا بنانا چاہتی ہے۔ مین نے جب دریافت کیا تو میرا خیال ٹہیک نکلا (اوسکو
مزدور کی تلاش تہی) بالآخر میرے اوسکے فی ڈول ایک خرما مزدوری قرار پائی مین نے
سولہ ڈول بڑے بڑے کنوئین سے نکالے یہانتک کہ میرے دونون ہاتہ پُر آبلہ ہوگئے
جب پانی بہر چکا تو ڈہیلونکو خوب تر کردیا اور اپنے کام سے فارغ ہوکر اوسکے پاس آیا اور
اپنے ہاتہونکے آبلے دیکہنے لگا۔ اوسنے موافق قول و قرار کے سولہ خرمے مجھکو گن دیئے۔ مین
اونکو خدمت نبوی مین لایا اور سارا قصہ عرض کیا۔ حضور نے بہی وہ خرمے میرے ساتہ تناول فرمائے

محمد بن کعب قرظی سے روایت ہے کہ جناب امیر المومنین رض فرماتے ہین۔ ایک دن ایسا بھی مجھپر گذر گیا ہے کہ حضور سرور عالم کے ساتھہ شدت بھوک سے مین نے اپنے پیٹ پر پتھر باندہا۔ اوسوقت میرے دوست واحباب کی تعداد چالیس ہزار تھی (سبحان اللہ کس درجہ قناعت۔ توکل او رصبر تھا۔ یہہ آپ ہی کی شان تھی۔)

جس طرح جناب علی مرتضیٰ رض دنیا کی تنگ عیشی پر متحمل تھے اور حظوظ نفسانی سے تنفر یہی طرز عمل اپنے عزیزون اور قریب رشتہ دارونکے ساتھہ بھی رکھا تھا چنانچہ اپنے بھائی حضرت عقیل بن ابی طالب کے بال بچونکے خرچ کو روزینہ بقدر کفایت جو مقرر فرمادیئے تھے وہ ہر روز اونکو ملتے تھے اور اوسی پر تمام گھربار کا کھانا چلتا تھا۔ ایک روز حضرت عقیل رض کے بال بچونکو ہریرہ کھانیکی خواہش ہوئی چونکہ بجز معمولی جَو کی نقد تو ملتا نہ تھا لہذا بچونکی خاطر سے روزانہ جَو مین سے کسیقدر نکالتے اور جمع کرتے رہے جب کسیقدر جمع ہو گئے تو اونکو بیچ کر حضرت عقیل رض گھی اور کھجور خرید لاے اور ہریرہ تیار کیا۔ کھانیکے وقت اونکے لڑکون نے جناب علی رض کو بھی بُلا لیا سب کھانیکو بیٹھے۔ تذکرۃً ہریرہ پکانیکی فکر مین جَو جمع کرنا اور اونکو فروخت کرکے گھی اور کھجور لانا مذکور ہوا۔ آپنے فرمایا جب اتنے جَو روز نکالتے رہے تو باقی کھانے مین کافی ہوتے تھے؟ لڑکون نے کہا۔ ہان کافی ہو جاتے تھے۔ آپنے اوسی روز سے روزینہ مقررہ مین اوسیقدر کمی کردی اور یہہ فرمایا کہ ضرورت سے زائد دینا مجھکو حلال نہین۔ جناب عقیل رض اسپر برہم ہوے آپنے لوہا گرم کرکے حضرت عقیل رض کے رخسار کے پاس لگایا تو وہ بیتاب ہو کر اُف اُف کرنے لگے۔ آپنے فرمایا۔ تم تو اس دنیا کی ہی آگ سے اسقدر گھبرا لتے ہو اور مجھکو دوزخ مین ڈالا چاہتے ہو۔ حضرت عقیل رض نے کہا۔ مین تمہارے پاس سے جاتا ہون اور ایسے شخص کے پاس ہونگا جو مجھکو سونا اور کھجور دیگا۔ اسکے بعد جناب عقیل رض شام مین امیر معاویہ رض کے پاس چلے گئے۔ امیر معاویہ رض

خاطر سے پیش آ ے - ایکدن امیر معاویہؓ نے کہا اگر عقیلؓ مجھکو اپنے بھائی سے بہتر نہ سمجھتے تو اونکو چھوڑ کر میرے پاس ہرگز نہ آتے۔ حضرت عقیلؓ نے سنکر فرمایا - میرے بھائی علیؓ میرے دین مین بھلے ہین اور تم دنیا کے اعتبار سے میرے حق مین بہتر ہو - افسوس مین نے دنیا کو اختیار کر لیا جو تمہاری پاس چلا آیا - اب خدا سے خاتمہ بخیر ہونے کی دعا ہے -

ابن عساکر نے یہہ قصہ یون بیان کیا ہے کہ ایک روز حضرت عقیلؓ نے جناب علیؓ سے کچھہ سوال کیا اور کہا مین محتاج فقیر ہون کچھہ مجھکو عنایت کیجئے - آپنے فرمایا - اچھا دونگا - صبر کرو جب اور مسلمانونکو وظیفہ ملیگا تمکو بھی دیا جاویگا - چونکہ جناب عقیل صاحب اولاد تھے اور اونکو امور خانہ داری مین ضرورت درپیش تھی صبر نہ کر سکے اور آپسے مکرر سوال کیا - آپنے تنگ آکر ایک شخص سے فرمایا - انکو بازار لیجاؤ اور یہہ دوکانونکے قفل توڑ کر جسقدر نقد وجنس کی ضرورت ہووے لیوین - جناب عقیلؓ نے کہا - کیا خوب - آپ مجھکو چوری کی علت مین گرفتار کرانا چاہتے ہین - ارشاد ہوا - تم ہی مجھکو چور بنانا چاہتے ہو کیونکہ خواہ مخواہ کہہ رہی ہو کہ مسلمانونکا حق تمہارے حوالہ کر دون اور چور بنون - حضرت عقیل نے کہا مین معاویہؓ کے پاس جاتا ہون آپنے فرمایا تمکو اختیار ہے - اسکے بعد حضرت عقیل شام چلے گئے اور امیر معاویہؓ سے ملے اونہون نے ایک لاکھہ درم حوالہ کئے اور کہا - ممبر پر چڑھکر آپ اپنے بھائی کا سلوک اور میری قدردانی بیان کر دیجئے - حضرت عقیلؓ ممبر پر چڑھے - حمد وثنا کے بعد فرمایا - ایہا الناس مین اپنا حال عرض کرتا ہون مین نے جناب علی مرتضیٰؓ پر بہت زور ڈالا اور اپنے مصارف زمانہ کی شکایت کر کے چاہا کہ معمول سے زائد وظیفہ دیا کرین مگر اونہون نے میری اخوت پر لحاظ نہ کر کے اپنے دین کو مجھپر مقدم رکھا - پھر مین امیر معاویہؓ کے پاس چلا آیا - اونہون نے ایک لاکھہ درم مجھکو دیئے اور اپنے دین پر مجھکو ترجیح دی -

قوت حافظہ و ضبط احادیث نبوی - احادیث و وقائع کا یاد رکھنا اور ضرورت کیوقت اونپر عمل کرنا اونکو موقع سے کام مین لانا - اس باب مین آپ کو کمال حاصل تھا اور اس فضیلت مین آپ ممتاز تھے -

حضرت شیخ الشیوخ سہروردی قدس سرہ عوارف مین ارقام فرماتے ہین - بروایت عبداللہ بن حسن منقول ہی کہ جب آیہ کریمہ **وتعیھا اذن واعیہ** - ترجمہ - کان ہوشیار کلمات آلہی کی حفاظت کرتے ہین - نازل ہوئی حضور محبوب رب العلمین نے جناب علی رضی سے ارشاد فرمایا - اے علی رضی مین نے جناب باری تعالی اپنی دعا کی کہ ایسے کان تمہارے ہوجائین جناب امیر المومنین کا قول ہے قبل اسکے مین بات بہول جایا کرتا تھا مگر اسوقت سے کبھی کچھہ نہ بہولا -

بروایت امام احمد رح جناب علی رض سے منقول ہے کہ ایک مرتبہ عہد خلافت فاروقی مین کچھہ مال آیا جناب فاروق رض نے تقسیم کر دیا - کچھہ باقی رہگیا حضرت فاروق رض نے حاضرین سے دربارہ مال بقیہ استفسار کیا - سب نے یہہ جواب دیا کہ آپ مسلمانونکے کاروبار مین اپنے جملہ امور معاش زمین تجارت - وغیرہ سے بالکل عدیم الفرصت ہوگئے ہین رات دن ہمارے ہی کامون مین مشغول رہتے ہین آپ یہہ باقیماندہ اپنے صرف مین لائین - جناب فاروق رض نے جناب علی رض سے دریافت کیا - مین نے کہا سب لوگ تو آپکو اجازت دیتے ہین - جناب فاروق رض نے فرمایا آپ اس بارہ مین اپنی رائے ظاہر فرمائین مین نے کہا - آپ یقین کے مرتبہ کو ظن و گمان کے درجہ مین کیون کرتے ہین - جناب فاروق رض نے فرمایا - آپ اس دعوی کی دلیل پیش کیجئے - مین نے کہا آپکو یاد ہوگا کہ جناب رسالتمآب صلعم نے آپکو اموال زکوۃ تحصیل کرنے پر مقرر فرمایا تھا - آپ حضرت عباس رض کے پاس گئے - آپکے اور اونکے درمیان کچھہ ملال خاطر تھا - اونھون نے آپکو زکوۃ دینے سے انکار کیا - پھر آپ مجھکو حضور نبوی مین لیگئے - اوسوقت آنحضرت صلعم کو ہم نے

پریشان خاطر پایا تو واپس گئے پہر دوسرے دن جب خدمت نبوی مین حاضر ہوے حضور سرور عالم خوش و بشاش تہے مین نے جناب عباس رض کا زکوۃ دینے سے انکار کرنا عرض کیا حضور نے فرمایا۔ کیا تمکو معلوم نہین کہ چچا کا مرتبہ باپ کے برابر ہے۔ (یعنی مین اپنے چچا کی عظمت و حرمت کرتا ہون تمکو بہی اونکی عزت کرنا چاہیئے اگر زکوۃ تمکو نہ دی شاید ادا کرچکے ہون یا پہر دیدینگے) بعد اسکے ہم نے حضور سرور عالم سے دریافت کیا کہ کل حضور کے بشرہ سے انقباض خاطر ظاہر تہا اور آج بحمد اللہ بحالی او ر بشاشت عیان ہی اسکی وجہ ارشاد ہو فرمایا۔ کل جسوقت تم آے ہو مین اوس سے قبل مال صدقہ تقسیم کرچکا تہا۔ اوسمین سے دو دینار بچ رہے تہے اوسکی فکر مین تہا اور آج اسوقت مجہکو خوشحال پاتے ہو اسکی وجہ یہہ ہی کہ مینے وہ دینار خرچ کرڈالے۔ جناب امیر المومنین عمر فاروق رض نے یہہ سنکر فرمایا۔ اے علی رض آپ سچ فرماتے ہین بالکل ٹہیک ہے مین اوسوقت بہی آپکا شکر گذار ہوا تہا اور اب بہی آپ کا شکریہ ادا کرتا ہون۔

سعید بن مسیب سے منقول ہی کہ عہد فاروقی مین ایک عورت مجنونہ کی نسبت زنا ثابت ہوا۔ جناب فاروق رض نے سنگسار کرنے کا حکم دیا اور ایک عورت نے چہہ مہینے مین بچہ جنا۔ لوگون نے حرامی نطفہ قرار دیکر دربار خلافت مین مقدمہ پیش کیا۔ آپنے بعد تحقیقات اسکو بہی سنگسار کرنیکو فرمایا۔ ابہی مجرمونپر حد جاری ہونے نہ پائی تہی کہ امیر المومنین جناب علی مرتضی رض نے دوسری عورت کی نسبت فرمایا کہ اقل مدت چہہ ماہ ہی اور آیہ کریمہ وحملہ و فصالہ ثلثون شہرا پیش کی اور مجنونہ کی نسبت یہہ حدیث (مجنون مرفوع القلم ہے) سنائی۔ جناب عمر فاروق رض نے تسلیم کیا اور فرمایا۔ لولا علی لہلک عمر۔

ابو طفیل کہتے ہین کہ مین جناب علی رض کے خطبہ مین ایک مرتبہ حاضر ہوا۔ آپنے فرمایا مجہسے

کتاب اللہ کے مطالب پوچھو۔ خدا کی قسم کوئی آیت ایسی نہین جسکو مین نہ جانتا ہون کہ کس وقت نازل ہوئی ہے رات کو یا دن کو۔ پہاڑ پر یا نرم زمین مین۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ فرماتے ہین۔ بخدائے جل و علا۔ جناب علیؑ کو نو حصہ علم بالتخصیص دیا گیا اور دسوان حصہ باقی ماندہ تمام جہان کو ملا۔ خدا کی قسم پھر اوس دسوین حصہ مین بھی آپ شریک ہوئے اور کچھ اوسمین سے بھی حصہ پایا۔

حدت ذہن سرعت انتقال۔ کیسا ہی مشکل سے مشکل معاملہ اور دشوار سے دشوار مقدمہ پیش آتا آپ فوراً اوسکی تہ تک پہونچ جاتے اور فیصلہ کر دیتے۔ یہہ قوت جواد مطلق نے اس درجہ آپکو عنایت کی تھی کہ جسکا بیان نہین۔ حضور سرور عالم نے اسیواسطے آپکی شان مین اقضاھم علیؑ فرمایا۔ آپنے اس وصف کمال کو فصل خصومات مین صرف کیا۔ جسکے چند نظائر ہدیہ ناظرین ہین۔

منقول ہے کہ جناب عمر فاروق رضؓ نے جناب علی رضؓ سے یہہ مسئلہ دریافت کیا۔ ایک شخص کی مان کسی دوسرے شخص کے نکاح مین ہے۔ اب وس زوج کو کیا کرنا چاہیئے۔ آپنے جواب دیا۔ وہ شوہر اپنی زوجہ سے رکا رہے۔ حاصل سوال یہہ ہے کہ جس شخص کی مان دوسرے کے پاس تھی وہ مرگیا اور شوہر اپنی زوجہ کا جو کہ دراصل لونڈی ہے وراثتہً مالک ہوگیا۔ حاصل جواب یہہ ہے کہ شوہر کو استبرا کرنا واجب ہے یعنی ایک حیض تک اوس سے قربت نہ کرے (عقد الفرید) کیونکہ عورت کا لڑکا جب مرا تو اس عورت کا مالک شوہر ہوگیا نکاح جاتا رہا۔

روایت ہے کہ ایک شخص نے جناب علی رضؓ سے سوال کیا۔ مشرق سے مغرب تک کس قدر مسافت ہے۔ آپنے فوراً جواب دیا۔ آفتاب ایک دن مین طے کرجاتا ہے۔ پھر پوچھا۔ آسمان اور زمین مین کسقدر فاصلہ ہے۔ آپنے فرمایا دعا قبول ہوکر ایک ساعت مین پہونچ جاتی ہے

زر بن حبیش سے روایت ہے، کہ دو شخص کہانے بیٹھے۔ ایک کے پاس پانچ روٹیان تہین دوسرے کے پاس تین جب دونون نے اپنا اپنا کہانا سامنے رکہا ایک تیسرا شخص ادہر سے گذرا اور انکو سلام کیا۔ دونون نے اوسکو بلا لیا۔ وہ بہی آکر بیٹہہ گیا۔ تینون نے ملکر وہ سب آٹہہ روٹیان کہا ڈالین تیسرا شخص اوٹہہ کہڑا ہوا اور جاتی وقت آٹہہ درم دونون کو دیئے اور کہا۔ یہہ اوس کہانیکا عوض ہے جو مین نے تمہارے ساتہہ کہایا ہے۔ وہ تو چلتا ہوا اب ان دونونمین حجت و تکرار شروع ہوئی جسکی پانچ روٹیان تہین وہ کہتا تہا کہ میری روٹیان زیادہ تہین لہذا پانچ درم مین لونگا اور تمہاری تین تہین تین درم تم لے لو۔ جسکے پاس تین روٹیان تہین وہ یہہ جواب دیتا تہا کہ چار چار درم نصفا نصف بانٹ لو۔ دونونمین جوتی لات چلی کسی طرح فیصلہ نہ ہوا۔ بالآخر جناب امیر المومنین ع کی روبکاری مین مقدمہ پیش کیا اور طالب انصاف ہوے۔ آپنے دونونکے بیانات سنکر تین روٹی والے سے فرمایا۔ تم کو جو تین درم ملتے ہین یہہ کم نہین کیونکہ تمہاری تین ہی روٹیان تہین اور تمہارے ہمراہی کی پانچ لہذا تم کو جو ملتا ہے اوسپر بخوشی راضی ہو جاؤ۔

مدعی۔ مین اپنا پورا حق لونگا۔

علی ع۔ اگر حق پر چلتے ہو تو تمہارا حق صرف ایک درم ہے۔ تین درم جو یہہ شخص دیتا ہے تمہارے حق سے کہین زیادہ ہین۔

مدعی۔ سبحان اللہ۔ آپنے اچہا فیصلہ کیا۔ تین تو یہہ خود دیتا رہا اور مین اوسپر راضی نہوا اب آپ فرماتے ہین کہ تیرا حق ایک ہی درم ہے۔

علی ع۔ بیشک تمہارا حق ایک درم سے زیادہ نہین۔ تمہارا فریق تین درم پر صلح کرتا تہا مگر تمنے نہ مانا اور بات بڑہا دی۔ اب تم مانتے نہین تو سُن لو کہ تمہارا حق کیا ہے۔

مدعی- فرمائیے اور وجہ معقول بیان کیجئے-

علیؓ- آٹھہ روٹیون کے تین تین ٹکڑے برابر کے کرو- سب ۲۴ ہوی- اب تم تین آدمی کھانے والے تھے یہہ تو معلوم نہین کہ کسنے زیادہ کھایا کسنے کم- لہذا فرض کرلو کہ سب نے برابر کھایا-

مدعی- ہان بیشک-

علیؓ- تو اس صورت مین ہر ایک نے آٹھہ آٹھہ ٹکڑے کھاے- تمہاری تین روٹیون کے نو ٹکڑے ہوے جنمین سے تمنے آٹھہ خود کھالئے صرف ایک ٹکڑا بچ رہا جو تیسری نے کھایا اور اسکی پانچ روٹیان تھین جنکے پندرہ ٹکڑے ہوے آٹھہ خود کھای اور سات تیسرے کو کھلاے- اب تمہاری تین روٹیون کے نو ٹکڑو مین سے صرف ایک ٹکڑا تیسرے مرد نے کھایا جسکا عوض تمہارا حق ایک درم ہے اور تمہارے ہمراہی کی پانچ روٹیونکے پندرہ ٹکڑو نمین سے سات ٹکڑے تیسری نے کھای لہذا سات درم اوسکے ہین-

مدعی- آپنے ٹھیک فیصلہ کیا- بیشک میرا حق ایک ہی درم ہے اور مین راضی ہون-

محمد بن زبیر سے روایت ہے کہ مین مسجد دمشق مین گیا ایک بوڑھا شخص نظر آیا- بڑھاپے کی وجہ سے اوسکی گردن کی ہڈیان ایک دوسرے سے مل گئی تھین- مین نے پوچھا- تم تو بڑی عمر والے ہو تمنے کس کسکو دیکھا ہے- اوسنے جواب دیا- بیشک مین نے حضرت عمرؓ کا زمانہ دیکھا ہے- مین نے سوال کیا- کسی غزوہ مین بھی شریک ہوے ہو- کہا- ہان جنگ یرموک مین جہاد کیا ہے- مین نے کہا- جناب عمرؓ سے کچھہ سنا ہو تو بیان کرو- اوس نے اس طرح کہنا شروع کیا- مین ایک مرتبہ چند جوانون کے ہمراہ حج کو چلا راہ مین ایک مقام پر شتر مرغ کے

انڈے پڑے پائے۔ وہ ہم لوگون نے بحالت احرام مین توڑ پھوڑ ڈالے۔ جب ارکان حج سے فارغ ہوکر واپس آئے تو انڈون کا ذکر جناب امیرالمومنین عمرؓ سے کیا۔ آپنے کچھ جواب نہ دیا بلکہ ہم سے فرمایا کہ چلدیئے اور ہمکو ارشاد ہوا کہ پیچھے پیچھے چلے آوین۔ چلتے چلتے ہم لوگ دولت سرای حضور نبوی پر پہونچے۔ آپنے بڑھکر ایک دروازہ پر دستک دی۔ اندر سے کسی عورت نے جواب دیا۔ آپنے پوچھا کیا یہان ابوالحسن (علیؓ) ہین۔ جواب ملا نہین۔ پھر آپ وہانسے چلدیئے اور ایک سایہ دار مقام پر ہوکر گذرے اور ہمکو یہی ارشاد ہوا کہ چلے آؤ۔ بالآخر جناب علیؓ سے ملاقات ہوئی آپ زمین پر بیٹھے ہوے اپنے ہاتھہ سے مٹی برابر کر رہے تھے۔ جناب فاروقؓ کو دیکھتے ہی فرمایا۔ خوش آمدید یا امیرالمومنین۔

فاروقؓ۔ یہہ لوگ حالت احرام مین تھے کہ راستہ مین شترمرغ کے انڈے توڑ ڈالے۔

علیؓ۔ آپنے خود کیون تکلیف فرمائی انہین لوگونکو بھیج دیا ہوتا۔

فاروقؓ۔ مجھکو خود آنا لازم تھا (کیونکہ ایک مسئلہ شرعی کا استفسار منظور تھا)

علیؓ۔ جسقدر انڈے توڑے ہین اوتنے ہی نر اونٹونکو اسیقدر جوان اونٹنیون پر چھوڑین اون اونٹنیون کے جسقدر بچے پیدا ہون جب وہ قابل قربانی ہون قربانی کئے جاوین۔ یہہ اس گناہ کا کفارہ ہے۔

فاروقؓ۔ اونٹنی کا تو حمل گر بھی جاتا ہے پھر اسکا کیا تدارک ہوگا۔

علیؓ۔ انڈے بھی تو گندے ہوجاتے ہین۔

فاروقؓ۔ خداوندا مجھپر کوئی سخت کام نہ پڑے مگر ابوالحسن میرے پاس ہی ہون۔

راقم۔ قطع نظر اسکے کہ اس صورت مین علما و فقہاء دین کے نزدیک محرم پر شکاری پرندہ کے انڈے تلف کردینے مین کیا جزا واجب ہے۔ جناب علی مرتضیٰ کا یہہ فیصلہ

قابل تعریف ہے آپکے قوت اجتہاد اور انتقال ذہن کی کیا نفیس نظیر ہے۔ باقی تحقیق مسئلہ اسکا یہہ مقام نہین اسکے واسطے کتب فقہ موضوع ہین۔

حسن بن عتم سے روایت ہے کہ دو شخصون نے ایک قریشی عورت کے پاس سو دینار امانت رکھے اور یہہ کہدیا کہ ہم دونون جب آوین تو دینا صرف ایک کے حوالہ نہ کرنا۔ اسکو ایک سال گذر گیا اب اون دونون مین سے ایک شخص آیا اور اوس عورت سے ظاہر کیا کہ میرا ساتھی مرگیا امانت مجھکو واپس دے۔ عورت نے انکار کیا۔ مرد نے عورت کے اقربا کو بیچ مین ڈالا۔ بعد گفتگوے بسیار عورت نے مجبور دینار اوس شخص کو دیدیے پھر ایک برس کے بعد دوسرا شخص آیا اور امانت طلب کی۔ عورت نے سارا قصہ کہہ سنایا۔ جسپر دونون مین تکرار ہوئی اور جناب عمر فاروق رض کی روبکاری مین دعوی پیش ہوا۔ آپنے عورت پر ادائے تاوان کا حکم کرنا چاہا اور ایک روایت مین ہے کہ یہہ فرمایا۔ میرے نزدیک تو ضامن ہے۔ عورت نے کہا۔ خدا کے واسطے آپ فیصلہ نہ کرین اور ہمارا مقدمہ علی مرتضی کی روبکاری مین منتقل کردین۔ جناب فاروق رض نے فریقین کو خدمت مرتضوی مین بھیجدیا۔ آپ پہچان گئے کہ دونون مردونکی چالاکی ہے۔ غریب عورت کو مفت پہانسا ہے آپنے مدعی سے فرمایا۔ کیا تمنے یہہ نہین کہا تہا کہ ایک کو نہ دینا بلکہ جب دونون ایک ساتھہ آئین تو دینا۔ مدعی نے جواب دیا۔ ہان یہہ بات کہی تہی۔ آپنے فرمایا۔ تو جاؤ اور حسب شرط اپنے ساتھی کو لاؤ جب امانت ملیگی۔

روایت ہے کہ جب امیر المومنین علی رض عہد رسالت مین حاکم ہوکر یمن مین داخل ہوے تو وہان یہہ مقدمہ آپکی عدالت مین دائر ہوا کہ ایک غار شیر کے شکار کرنیکو کھودا گیا تہا۔ اتفاقاً چار شخص اوس غار پر ہوکر گذرے۔ اونمین سے ایک کا پانون پھسلا اور گرنے لگا تو دوسرے کو پکڑ لیا پہلا شخص غار مین چلا تو اوسکے ساتھہ دوسرا بھی چلا اوسنے تیسرے کو اور تیسرے نے چوتھے کو

پکڑ لیا آخر چارون غار مین گر پڑے بتقضاء آلہی شیر بہی اوس غار مین آن پہونچا اوسنے چارون کو چیر پہاڑ کر ہلاک کر ڈالا۔ مرنیوالے تو مر گئے مگر اونکے اولیا مین باہم تنازع ہوا ایک نے دوسرے پر دعویٰ کیا اور طالب دیت ہوے۔ آپکے اجلاس مین دعویٰ پیش ہوا۔ آپنے فرمایا مین تمہارے درمیان فیصلہ کئے دیتا ہون اگر تم اوسپر راضی ہو جاؤ گے تو بہتر ہو گا ورنہ تم لوگونکو باہمی تکرار وجنگ وجدال سے روکونگا اوسوقت تک کہ تم جناب سالتمآب کیخدمت مین جاؤ اور حضور نبوی سے تمہارے بارہ مین حکم صادر ہو۔ میرا فیصلہ یہہ ہی کہ جن لوگون نے یہہ گڈہا کہودا ہے اون کے قبیلہ والونکو جمع کرو اور اونسے دیت بتفصیل ذیل لو۔ ایک ربع دیت۔ ایک ثلث۔ ایک نصف ایک دیت کامل۔ جو شخص اون چارونمین سے اول گرنے لگا تہا اوسکی دیت تو ایک ربع ہے کیونکہ اوسکے پکڑنیسے تین آدمی ضائع ہوے لہذا اوسکی دیت بہی بقدر تین ربع ساقط ہو گئی۔ دوسرے کی دیت جسکو پہلے نے پکڑ لیا تہا ایک ثلث ہے کیونکہ یہہ باعث ہلاکت دو شخصونکا ہوا۔ تیسرے کی نصف ہی کیونکہ اسنے ایک کو ہلاک کیا چوتہی کی دیت کامل ہے یہہ کسی کے ہلاک کا سبب نہین ہوا۔ وہ لوگ آپکے فیصلہ پر راضی نہ ہوے اور حضور سرور عالم کیخدمت مین حاضر ہوے اور سارا ماجرا عرض کیا جناب علیؓ کی تجویز بہی پیش کی۔ جناب رسول کریم علیہ الصلوٰۃ والتسلیم نے امیر المومنین جناب علی مرتضیٰؓ کا فیصلہ پسند فرمایا اور اوسی مطابق حکم دیا۔

حارث سے روایت ہے کہ جناب علیؓ کی اجلاس مین ایک شخص اپنی عورت کو لئے ہوئے حاضر ہوا اور ظاہر کیا کہ اس عورت نے وقت نکاح مجہسے اپنا عیب چہپایا اب معلوم ہوا کہ یہہ مجنونہ ہے آپنے غور وتامل فرمایا تو عورت کو حسینہ وجمیلہ پایا۔ اوس سے مخاطب ہو کر ارشاد کیا۔ تیرا شوہر کیا کہتا ہے۔ عورت نے جواب دیا۔ امیر المومنین۔ مجہکو جنون نہین ہی لیکن وقت مباشرت مجہپر غشی طاری ہو جاتی ہے۔ یہہ سمجہتا ہے کہ جنون ہے۔ آپنے عورت کا جواب سنکر شوہر سے فرمایا

اسکو لیجا اور اچھی طرح رکھہ البتہ تو اسکے قابل نہین - (مجھکو یہ تمیز نہین کہ یہ مجنون ہی یا نازک مزاج حسینہ وشکیلہ
زید بن ارقم رضی سے روایت ہے کہ جناب علی رضی کے دربار مین تین شخص ایک مقدمہ لیکر آے - ایک
لونڈی مشترکہ سے ایک ہی طہر مین تینون نے بمقام یمن صحبت کی - اوس سے لڑکا پیدا ہوا - ہر ایک
مدعی تہا کہ میرا ہے - آپنے ہر ایک سے جداگانہ یہہ سوال کیا - کیا تم یہہ لڑکا اس شخص کو (دوسر
کی طرف اشارہ کرکے) دینے مین خوش ہوگے - ہر ایک نے جواب دیا نہین یہہ ہرگز پسند نہین -
آپنے فرمایا - تم شرکا ہتہا صمین ہو مین قرعہ ڈالتا ہون جسکا نام نکلے اوسیکا لڑکا ہے وہ ثلوث
قیمت سولو دا اپنے دو شریکون کو ادا کردے چنانچہ اسی پر فیصلہ ہوا جب آنحضرت صلعم نے یہہ
قصہ سُنا پسند کرکے ارشاد فرمایا - جیسا علی رضی نے فیصلہ کیا میرے نزدیک بہی یہی حکم ہے (ازالۃ الخفا)

ظہور معجزات نبوی ع درحق جناب علی ع

بارہا انوار و برکات نبویہ علیہ الصلوٰۃ والسلام کا
ظہور بالاختصاص ذات مرتضوی مین ہوا جسکی وجہ سے متعدد معجزے جناب رسول خدا نے آپکی
بابت ظاہر فرماے - وقت روانگی جانب یمن آپکا دربارۂ فصل مقدمات عرض کرنا آنحضرت صلعم
کا آپکو دعا دینا اور بہ برکت دعا خطاب اقضاہم علی پانا اور اس کام مین شہرۂ آفاق ہونا -
دربارۂ ضعف قوت حافظہ شکایت کرنا اور جناب نبوی کا نفل نماز تعلیم فرمانا -
حضرت ابن عباس رضی سے مروی ہے کہ ایک مرتبہ جناب رحمۃ للعالمین تشریف فرماتے کہ جناب علی ع
حاضر ہوے اور عرض کیا حضور میرے والدین فدا ہون میرے سینہ سے یہہ کلام ربانی نکل
جاتا ہے مجھکو اسکے یاد رکھنے کی قدرت نہین ہوتی - حضور نے فرمایا اے ابوالحسن مین تمسے
چند کلمات کہتا ہون اونسے تمکو نفع کثیر پہونچیگا اور جسکو تم تعلیم کروگے اوسکو بہی خیر دارین نصیب
ہوگی - وہ یہہ ہی کہ شب جمعہ کو بہتر تو یہہ ہے کہ پچھلی رات ہو جب ایک تلث باقی رہے اگر ممکن
نہ ہو تو شروع رات ہی مین - چار رکعت نماز بہ نیت نفل شروع کرو - اول رکعت مین الحمد اور

سورۂ یٰسین۔ دوسری مین بعد الحمد کے حٰم سورہ دخان تیسری مین الحمد اور الٓم تنزیل یعنی سورہ سجدہ۔ چوتھی مین الحمد و سورہ تبارک پڑہو۔ بعد سلام کے خدا کی حمد و ثنا کرو مجہپر اور جملہ انبیاء کرام پر درود بہیجو۔ جملہ مومنین و مومنات کے حق مین استغفار کرو بعد اسکے یہہ دعا پڑہو۔ اَللّٰھُمَّ بَدِیْعَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ ذَا الْجَلَالِ وَالْاِکْرَامِ وَالْعِزَّۃِ الَّتِیْ لَا تُرَامُ اَسْاَلُکَ یَا رَحْمٰنُ بِجَلَالِکَ وَنُوْرِ وَجْھِکَ اَنْ تُلْزِمَ قَلْبِیْ حِفْظَ کِتَابِکَ کَمَا عَلَّمْتَنِیْ وَارْزُقْنِیْ اَنْ اَتْلُوَہٗ عَلَی النَّحْوِ الَّذِیْ یُرْضِیْکَ عَنِّیْ + اَللّٰھُمَّ بَدِیْعَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ ذَا الْجَلَالِ وَالْاِکْرَامِ وَالْعِزَّۃِ الَّتِیْ لَا تُرَامُ اَسْاَلُکَ یَا رَحْمٰنُ بِجَلَالِکَ وَنُوْرِ وَجْھِکَ اَنْ تُنَوِّرَ بِکِتَابِکَ بَصَرِیْ وَاَنْ تُطْلِقَ بِہٖ لِسَانِیْ وَاَنْ تُفَرِّجَ بِہٖ عَنْ قَلْبِیْ وَاَنْ تَشْرَحَ بِہٖ صَدْرِیْ وَاَنْ تَغْسِلَ بِہٖ بَدَنِیْ فَاِنَّہٗ لَا یُعِیْنُنِیْ عَلَی الْحَقِّ غَیْرُکَ وَلَا یُؤْتِیْہِ اِلَّا اَنْتَ وَلَا حَوْلَ وَلَا قُوَّۃَ اِلَّا بِاللّٰہِ الْعَلِیِّ الْعَظِیْمِ۔ اے ابو الحسن۔ یہہ نماز و دعا تین جمعہ یا پانچ یا سات جمعہ تک پڑہو بحکم خدا اسے قبول ہوگی قسم خدائے پاک کی جو دیندار یہہ کریگا ضرور مطلوب پاویگا۔ حضرت ابن عباس فرماتی ہین پانچ یا سات جمعہ نہ گذرے تھے کہ جناب علی رضی بہ خدمت نبوی مین حاضر ہوے اور عرض کیا۔ حضور مین اس سے قبل چار آیتین روز یاد کرتا تھا وہ بہی بہول جاتا تہا اور اب چالیس آیتین جسوقت دل مین پڑہتا ہون تو اس طرح یاد ہوجاتی ہین کہ گویا قرآن دیکھکر پڑہ رہا ہون۔ قبل ازین ایک حدیث بہی یاد نہ رہتی تہی اور اب جسقدر حدیثین سنتا ہون سب بجنسہ یاد رہتی ہین آنحضرت صلعم نے حفظ احادیث کے واسطے آپکے حق مین دعا کی اور فرمایا۔ خداوندا علی رض کے کان یاد رکہنے والے کردے۔ جنگ خیبر مین جب آپکی آنکہین آشوب کرائین آپ نے دعا فرمائی اور آنکہین بالکل اچہی ہوگئین۔ حضرت علی رض فرماتے ہین پہر اسوقت سے کبہی مجہکو

آشوب چشم کی شکایت نہ ہوئی - یہہ بہی آپکے حق مین دعا کی خدایا علی رضہ سے گرمی و سردی کی مضرت دفع فرما - اس دعا کا یہہ اثر قوی ظاہر ہوا کہ جناب علی رضہ ایام گرما مین جاڑون کے کپڑے اور سرما مین باریک کپڑے پہنے رہتے تہے اور آپکو سردی و گرمی کی اصلا تکلیف نہ ہوتی تہی -

جسوقت جناب فاطمہ رضہ کو آپکے عقد مین دیا یہہ دعا فرمائی - خداے کریم تمہاری اولاد کثرت سے اور پاک و طیب پیدا کرے اور اس مین برکت عطا فرماے - حضرت انس فرماتے ہین خدا کی قسم - اللہ تعالی نے ان دونونکو اولاد پاکیزہ اور بکثرت دی - (ازالۃ الخفار)

معجزہ باز گشتن آفتاب بعد غروب براے جناب علی کرم اللہ وجہہ - اگرچہ یہہ منجملہ معجزات حضور سرور کائنات خلاصہ موجودات علیہ التحیات ہے لیکن جناب علی مرتضی رضہ کی رفعت شان کی دلیل روشن ہے بلکہ بعض لوگ منجملہ کرامات مرتضوی شمار کرتے ہین باسانید صحیحہ و طرق متعددہ حضرت اسماء بنت عمیس سے روایت ہے کہ بعد فتح خیبر منزل صہبا مین جناب سرور کائنات فروکش تہے ظہر کی نماز سے فارغ ہوکر حضور نے جناب علی رضہ کو کسی کام کیواسطے روانہ فرمایا اس مابین مین عصر کی نماز بہی حضور نے پڑہ لی بعد اسکے جناب علی رضہ کام کرکے واپس آے اور حضور نبوی کی خدمت مین حاضر ہوے حضور اقدس نے استراحت فرمائی اور سر مبارک آغوش جناب علی رضہ مین رکہا اوسی حال مین وحی نازل ہوئی معمول شریف تہا کہ جسوقت جناب رسالتمآب صلعم پر وحی نازل ہوتی حالت قریب غشی کے طاری ہوجاتی تہی - جناب امیر المومنین علی رضہ جسطرح بیٹہے تہے خاموش بیٹہے رہے - آپنے نماز عصر نہین پڑہی تہی - آفتاب غروب ہوگیا - آنحضرت صلعم نے بعد نزول وحی سر مبارک اوٹہا کر فرمایا اے علی - تم عصر پڑہ چکے ہو - آپنے عرض کیا - ابہی نہین پڑہی - حضور اقدس نے یہہ دعا فرمائی خداوندا ملکا بادشاہا - تیرا بندہ علی رضہ تیرے نبی کے کام مین اپنے نفس کو روکے ہوے تہا اسواسطے نماز فوت ہوگئی تو آفتاب کو اسکے واسطے پہیر دے - حضرت اسماء رضہ فرماتی ہین کہ آفتاب بعد

غروب پھر مغرب سے لوٹ آیا اور اسقدر بلند ہوا کہ پہاڑون اور زمین پر دہوپ پہیلی ہوئی نظر آئی۔ جناب علی خود اوٹہے اور وضو کرکے نماز عصر ادا کی اسکے بعد آفتاب پہر غروب ہوا۔

ابن جوزی نے اگرچہ یہہ حدیث موضوعات مین لکہی ہے مگر دیگر علماء حدیث نے ابن جوزی کے قول کی تردید کرکے معتبر اسانید سے اسکو روایت کیا ہے حضرت شاہ ولی اللہ صاحب محدث دہلوی نے ازالۃ الخفا مین مع اسناد امام طحاوی سے اس معجزہ کو نقل کیا ہے۔ تاریخ خمیس مین بہی یہہ قصہ واقعات ۳ھ مین بعد غزوہ بدر لکہا ہے۔ شواہد النبوۃ مین بہی یہ قصہ مذکور ہے۔ روضۃ الاحباب و معارج النبوۃ مین بہی مسطور ہے اور یہہ بہی لکہا ہے کہ سب لوگون نے آفتاب کا واپس ہونا دیکہا اور تعجب کیا۔

صواعق محرقہ مین بعد نقل قصہ ہذا ان اکابر آئمہ کا ذکر کرکے جو اسکی صحت کے قائل ہین اس قصہ کے متعلق ایک عجیب حکایت لکہی ہے وہ اسطرح ہے کہ علامہ ابو منصور مظفر بن اردشیر قبادی واعظ نے کسی جلسہ مین وعظ کہا اتفاقاً وہ وقت بعد عصر تہا انہون نے یہی حدیث رد آفتاب بعد عصر بیان کی اور فضائل اہل بیت بہی ذکر کئے۔ آسمان پر اسقدر ابر محیط چہا گیا اور آفتاب کو چہپا لیا کہ حاضرین جلسہ نے غروب آفتاب کا گمان کیا واعظ صاحب اپنے وعظ مین مصروف تہے کہ دفعۃً ممبر پر چڑہ گئے اور آفتاب کو خطاب کرکے بکمال جذبہ چند شعر پڑہے جنکا ترجمہ ہدیہ ناظرین ہے "اے آفتاب جبتک مدح آل مصطفےٰ ختم نہ ہو ہرگز غروب نہونا۔ مین اونکی ثنا و صفت کر رہا ہون تو اپنی باگ موڑے رہنا۔ اے آفتاب۔ کیا تو بہول گیا اور وہ وقت یاد نہین رہا کہ آل مصطفےٰ کے واسطے تو دوبارہ طلوع ہوکر غروب ہونیسے ٹہر رہا تہا۔ اوسوقت تو ہمارے مولا اور سردار کیواسطے لوٹ آیا تہا اب اسوقت ہم لوگ مداح آل مصطفےٰ اور سامعین کیواسطے غروب ہونیسے توقف کر۔" راوی کا بیان ہے کہ ابر ہٹ گیا اور سورج صاف نظر آنے لگا۔

حکمت و دانائی۔ آپکی حد شمار سے افزون اور احاطہ تقریر سے باہر ہے۔ بطور نمونہ چند کلمات جو آپکی زبان مبارک سے ارشاد ہوئے تبرکاً و تیمناً درج ذیل ہوکر ہدیہ حضرات ناظرین باریک بین ہوتے ہین

کلمات حکمت آیات سیدنا علی بن ابی طالب کرم اللہ وجہہ

یہہ وہ کلمات ہین کہ اگر انکے مثل کی تلاش و جستجو مین اونٹون پر سوار ہوکر دور دراز سفر کرو تو وہ اونٹ لاغر ہو جاوین اور تمکو ان کلمات کا مثل نہ ملے۔

بندہ کو واجب ہے کہ اپنے پروردگار سے امید رکھے اور اپنے گناہون سے ڈرتا رہے۔

جسکو علم نہین ہے وہ علم سیکھنے مین شرم نہ کرے۔

جسکو کسی سوال کا جواب نہین آتا اسکے جواب مین اللہ اعلم کہنے سے نہ شرماوے۔

خوب سمجھ لو کہ صبر کا مرتبہ ایمان سے وہ ہے جو سر کو تمام جسم سے پس جیسے سر جانے سے جسم بیجان و بیکار ہو جاتا ہے علیٰ ہذا القیاس جب صبر نہ رہیگا تو ایمان بھی چلا جاویگا۔

مجھکو تمسے دو ہی باتو مین مبتلا ہونیکا خوف ہے۔ درازی امید۔ پیروی خواہش نفسانی۔ اول تو آخرت بھلا دیتی ہے اور ثانی طلب حق سے باز رکھتی ہے اور دنیا تو پیٹھ پھیر کر چل دی اور آخرت سامنے آرہی ہے۔ دنیا و آخرت دونو نکے بیٹے ہین تم آخرت کے (سپوت) بیٹے ہونا۔ آجکے دن عمل کرنا ہے حساب نہین اور کل حساب ہوگا عمل کرنیکا وقت نہ رہیگا۔

خوش حالی اوس گمنام بندہ کو جو سب لوگونکو پہچانتا ہے مگر اوسکی قدر کوئی نہین جانتا۔ ہان خداوند تعالیٰ اوسکو اپنی رضامندی کے ساتھہ خوب جانتا ہے۔ ایسے لوگ رہنمائی کے چراغ ہین اونکی برکت سے بڑے بڑے فتنے دفع ہوتے ہین۔ خداوند کریم اونکو اپنی رحمت مین لے لیتا ہے۔ یہہ لوگ نہ افشا کنندہ راز نہ چغلخور ہین اور نہ سنگدل ریاکار ہین۔

جناب علی کرم اللہ وجہہ جب کوئی لشکر کسی مقام پر روانہ فرماتے تو اوسپر کسیکو سردار مقرر کرکے وقت رخصت اوسکو یہ نصیحت کرتے۔

خوف خدا کی تمکو وصیت کرتا ہون۔ خدا سے ضرور ملنا ہے اور اوسکے سوا کہین تمہاری انتہا نہین۔ وہی دنیا و آخرت کا مالک ہے جن اعمال سے قرب خدا حاصل ہو اونکو لازم پکڑو۔ خدا کے نزدیک دنیا کا بدلہ نیک موجود ہے۔

جسنے ایمان کے ساتھ قرآن کو جمع کیا (یعنی سیکھا یا دکیا) وہ شخص مثل ترنج کے ہے خوشبودار خوش ذائقہ اور جسنے ایمان جمع نہ کیا اور نہ قرآن سیکھا اوسکی مثال اندرائن کا پھل ہے۔ بدبودار اور بدمزہ۔

کسی نے آپسے سوال کیا۔ آپ قبرستان مین اکثر جایا کرتے ہین اسکی کیا وجہ ہے جناب امیرالمومنین نے فرمایا مین اونکو اچھے پڑوسی پاتا ہون۔ برائی سے روکتے اور آخرت یاد دلاتے ہین۔

یہہ اقوال ابوبکر بن شیبہ نے جمع کیے ہین۔

(۱) لوگ خواب غفلت مین پڑے سو رہے ہین جب مرتے ہین تو ہوشیار و خبردار ہوتے ہین (۲) لوگ اپنے زمانہ سے بہت مشابہ ہین اسقدر اپنے باپون سے مشابہ نہین (۳) گر پردہ اوٹھہ جاوے توجسقدر یقین ہے اس سے زائد نہ بڑہین گے (۴) جسنے اپنی قدر و منزلت پہچان لی وہ کبھی برباد نہوگا (۵) ہر شخص کی قیمت وہی ہے جو اوسمین خوبی پیدا کردی (۶) جسنے اپنی حقیقت جانی اوس نے خدائے وحدہ کو پہچان لیا۔

مولف۔ ظاہر مطلب یہہ ہے کہ جب بندہ اپنے ذلیل۔ عاجز۔ ناچیز ہونیکا قائل ہوکر اپنی کو فانی سمجھیگا تو خداوند تعالی کی عظمت و جبروت اور معبود حقیقی اور باقی ہونے کو مان لیگا کیونکہ ضد سے ضد پہچانی جاتی ہے۔

یہہ قول جناب علیؑ کی طرف منسوب ہے مگر مشہور یہہ ہے کہ یحییٰ بن معاذ رازیؒ کا کلام ہے

(۷) ہر انسان اپنی زبان کے نیچے پوشیدہ ہے۔ اسکا مطلب شیخ سعدیؒ کے اس شعر سے صاف ظاہر ہوجاتا ہے۔

تا مرد سخن نگفتہ باشد	عیب و ہنرش نہفتہ باشد

(۸) جسکی زبان شیرین ہے اوسکے بہائی بہت (زبان شیرین ملک گیری) (۹) نیکی سے مرد آزاد غلام ہوجاتا ہے۔ (۱۰) بخیل کے مال تلف ہونے یا وارث کے مالک ہونیکی بشارت دو (۱۱) بات پر نظر کرو کہ کیسی کہی کہنے والیکو نہ دیکھو۔ (۱۲) مصیبت پر گھبرا جانا پوری محنت اُٹھانا ہے (۱۳) گمراہی و سرکشی کے ساتھہ فتح نہین ہوتی (۱۴) تکبر و غرور پر ثنا زیبا نہین (۱۵) کہانیکی حرص اور بدہضمی ہو تو صحت کجا (۱۶) بے ادبی کے ساتھہ شرف نہین۔ (۱۷) حسد کیساتھہ راحت نہین (۱۸) اپنا عوض لیا تو سرداری کہان (۱۹) مشورہ ترک کرنے کے ساتھہ کار صواب نہین ہوتا (۲۰) جہوٹے آدمی کو مروت کسکی (۲۱) تقویٰ سے بڑہکر کوئی کرامت نہین (۲۲) توبہ سے بڑہکر نجات دلانے والا کوئی سفارش کنندہ نہین (۲۳) کوئی لباس خوشنما زیادہ عافیت وصحت جسمی سے نہین (۲۴) جہل سے زیادہ معالج کو عاجز کرنیوالا کوئی مرض نہین (۲۵) جس شخص نے اپنی قدر پہچانی اور اپنی چال سے تجاوز نہ کی خدا اوسپر رحم کرے (۲۶) بار بار عذر کرنا قصور کو یاد دلاتا ہے (۲۷) مجمع مین کسیکو نصیحت کرنا اوسکی سرکوبی ہے (۲۸) جاہل کے پاس نعمت ایسی ہی جیسے غلاظت پڑنے کی جگہہ مین باغ ہو (۲۹) صبر کی بنسبت گہبراہٹ مین زیادہ تعب و مشقت ہے (۳۰) جو پوشیدہ مکر کرے اور داؤن چلے وہ بڑا دشمن ہے (۳۱) دانائی کی بات مرد ایماندار کی گم شدہ چیز ہے۔ (۳۲) بخل سب عیبونکو جمع کرلیتا ہے (۳۳) تقدیر کے فیصلے آگے تدبیر نہین چلتی (۳۴) بندۂ شہوت غلام سے ذلیل تر ہے (۳۵) مرد حاسد بلا قصور دوسرے

ناخوش ہوتا ہے (۳۶) گنہگار کا سفارش کنندہ خود اوسکا گناہ کافی ہے (یعنی اگر دل سے نادم ہے) (۳۷) نیکبخت وہ ہی جو دوسرے کو دیکھکر نصیحت پذیر ہو۔ (۳۸) احسان و نیکی کرنا زبان کاٹ دیتا ہے یعنی بدگوئی سے زبان رک جاتی ہے (۳۹) بدترین فقر حماقت ہے (اس سے بڑھکر کوئی محتاجی نہین) (۴۰) عقل بڑی دولت و مالداری ہے (۴۱) لالچی بندہ ذلت وخواری کی قید مین مبتلا ہے (۴۲) اگر کوئی ہلاک ہو تو چندان جاے تعجب نہین تعجب تو اسپر کہ کیسے نجات پائی (۴۳) طمع کی روشنی مین اکثر عقلین بدحواس ہوجاتی ہین (۴۴) جب تمکو نعمت نصیب ہو توکم درجہ والی نعمت کو قلت شکر سے نہ بھڑکا دو (بلکہ اوسپر بھی بہت شکر کرنا چاہیئے) (۴۵) جب تم دشمن پر قابو پاؤ تو اوس سے درگذر کرنا اوسپر قابو پانیکا شکریہ سمجھو۔ (۴۶) کوئی بات دل مین چھپاؤ مگر زبان اور چہرہ بشرہ سے ظاہر ہو ہی جاتی ہے (۴۷) بخیل جلد محتاج ہوجاتا ہے۔ دنیا مین اوسکی گذر فقیرانہ ہوتی ہے اور آخرت مین مالدارونکا حساب اوس سے لیا جاویگا۔ (۴۸) عقلمند کی زبان اوسکے دل کے پیچھے ہوتی ہے اور احمق کا دل اوسکی زبان کے پیچھے ہوتا ہے یعنی مرد عاقل اولاً بات خوب سمجھہ لیتا ہے پھر زبان سے نکالتا ہے اور احمق بے سمجھے سوچے کہہ گذرتا ہے۔ (۴۹) علم کمینہ کو بلند مرتبہ پر پہونچا دیتا ہے اور جہل مرد عالی قدر کو پست مرتبہ کر دیتا ہے (۵۰) علم مال سے بہتر ہے۔ (۵۱) مال کی تو حفاظت کرتا ہے اور علم تیرا حافظ ہے۔ (۵۲) علم حاکم اور مال محکوم ہے (۵۳) عالم بے عمل بدکار اور جاہل عبادت گذار نے میری پیٹھ توڑ دی (یعنی مجھکو سخت صدمہ دیا) یہہ عالم فتویٰ دیگا اور لوگونکو اپنے اعمال بد سے متنفر کر دیگا اور ایسا عابد جاہل اپنے زہد سے خلق خدا کو گمراہ کریگا۔ (۵۴) لوگون مین کم قیمت وہ شخص ہے جسکو علم کم ہے۔ کیونکہ ہر شخص کی قیمت و قدر اوسکی خوبی پر ہے (۵۵) فقیہ عالم وکامل وہ شخص ہے کہ آیات و احادیث

خوف خدا لوگونکو سُنا کر اونکو اوسکی رحمت سے نا امید نہ کردے اور مضمون رحمت و مغفرت بیان کر کی اونکو عذاب خدا سے بیخوف نہ کردے کہ وہ گناہونمین مبتلا ہوجاوین اور قرآن کو چھوڑ کر دوسرے سے مشغول نہ ہو (۵۶) بہتر رہبر توفیق ہے حسن خلق اچھا ہمنشین ہی عقل عمدہ دوست ہی۔ ادب کیا اچھی میراث ہی خود پسندی سے زیادہ وحشت انگیز کوئی شے نہین۔

کسی شخص نے آپسے درباب جود و سخا سوال کیا آپنے فرمایا۔

(۵۷) سخاوت تو یہی ہے کہ ابتداءً قبل سوال کے ہو اور جو مانگنے پر ہو وہ سخاوت نہین بلکہ حیا اور کرم ہے (۵۸) دنیا کے حوادث اور تکالیف۔ ہر ایک کی انتہا ہے انسان کو چاہیئے کہ مصیبت سے غافل ہوجاوے تاکہ اوسکی مدت ختم ہونے پر وہ خود بخود دفع ہوجاویگی اور اگر قبل انتہاء مدت اوسکو ظاہر کریگا تو اوسکا اثر رنج و غم کو افزون کرے گا۔

یہہ تو مشتے نمونہ از خروارے ہے اگر جملہ کلام آپکا لکھا جاوے تو ایک دفتر ہوجاوے شاعری مین بھی آپکو ملکہ تامہ حاصل تھا ہم اشعار ذیل نقل کرتے ہین یہہ وہ اشعار ہین جو آپنے حضرت امیر معاویہؓ کو اونکا فخر سنکر لکھے تھے۔

محمد النبی اخی و صہری	وحمزة سید الشهداء عمی
وجعفر الذی یمسی و یضحی	یطیر مع الملائکة ابن امی
وبنت محمد سکنی و عرسی	منوط لحمها بدمی و لحمی
وسبطا احمد ابنائی منها	فمنکم من له سهم کسهمی

ترجمہ۔ محمد نبی میرے بھائی اور میرے خسر ہین اور شہیدونکے سردار حمزہؓ میرے چچا ہین اور جعفر طیارؓ جو صبح و شام فرشتونکے ساتھ اوڑتے ہین میرے حقیقی بھائی ہین۔ آنحضرتؐ کی بیٹی (فاطمہؓ) سبب میرے آرام کی اور بی بی میری ہین۔ اونکا گوشت میرے گوشت اور

خون سے ملایا گیا ہے اور دونون نواسے آنحضرت صلعم کے اور میرے بیٹے اونہین بی بی سے ہین پس تم مین کون ایسا ہے کہ ہماوسکا شل میرے حصہ کی ہے۔

منقول ہے کہ حضرت عقیل رضؓ نے اپنے بہائی جناب علی مرتضیٰ رضؓ کی خدمت مین خط لکھا اور آپکا حال دریافت کیا۔ آپنے یہہ دو شعر جواب مین لکھ بھیجے۔

فان تسألنی کیف انت فاننی	جلید علی عض الزمان صلیب
عزیز علیّ ان تری بی کابة	فیفرح واش اویساء حبیب

ترجمہ۔ اگر تم میرا حال دریافت کرتے ہو کہ تو کیسا ہے تو مین مصائب زمانہ پر متحمل اور مضبوط ہون۔ مجھپر یہہ سخت گذرتا ہے کہ دنیا کی تکلیف میرے چہرہ بشرہ سے ظاہر ہوا اور میرا دشمن دیکھکر خوش ہو اور دوست غمگین و آزردہ ہو۔

مؤلف جناب علیؑ کی علمی لیاقت اور فصاحت و بلاغت اور اس طرز کو خطبون مین اختیار کرنا یہہ خاص آپ ہی کی ایجاد ہے۔ دیگر کلام نظم و نثر کو بخوف طوالت ہم ذکر نہین کرتے۔ صرف چند کلمات پر اکتفا کی۔ یہہ وہ کلمات ہین کہ اگر تعویذ حرز جان ایمان کیے جاوین تو روا ہے۔ جو شخص انپر کاربند ہوگا منافع دارین اوسکے نصیب ہونگے۔ درحقیقت اکسیر ہدایت اور کیمیای سعادت ہین۔ جو انسے غافل ہے وہ بادیہ ضلالت مین حیران مرض جہل مین گرفتار و سرگردان ہے۔

تحصیل علوم دینی قرآن و حدیث

جناب علی مرتضیٰ رضؓ اون حضرات صحابہ مین ہین جنہون نے حضور سرور عالمؐ کے عہد مین قرآن مجید جمع کیا اور جناب نبی اکرم سے سیکھا یاد کیا۔ وہ صحابہ رضؓ یہہ ہین۔ عثمان رضؓ علی رضؓ ابن مسعود رضؓ

حضرت سالم رضی اللہ عنہ مولیٰ ابی حذیفہ۔ وغیرہم اوران حضرات سے تابعین نے سند قرآن شریف حاصل کی چنانچہ قرات حمزہ جناب عثمان وعلی رضی اللہ عنہما کی طرف منسوب ہے۔

درباب نقل احادیث نبوی جناب علی مرتضیٰ رضی اللہ عنہ منجملہ حفاظ حدیث ہین آپسے اکثر احادیث منقول ہین۔ کتب معتبرہ مین قریب چہ سو احادیث کے آئمہ حدیث آپسے روایت کرتے ہین مگر درحقیقت جملہ احادیث مرفوعہ کی تعداد جو آپسے مروی ہین ایک ہزار ہے۔ بعض احادیث ایسی ہین کہ آپسے پیشتر کسی نے روایت نہین کین آپ ہی اوس باب کے فاتح ہین۔ ازانجملہ حدیث حلیہ مبارک جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور حضور کے اوقات وعادات کا بیان۔ (نماز مناجات) جسکی مواظبت سے طالب حق کو لذت مناجات حاصل اور قلب کو نور وسرور نصیب ہوتا ہے۔ یہہ نماز ترمذی رح نے نقل کی ہی (نماز چاشت صلوٰۃ الزوال) جوکہ ارباب تصوف کے نزدیک نہایت مفید اور طالب کے حق مین ازبس نافع ہے آپ ہی سے منقول ہے۔

فتاویٰ احکام۔ قدرے قلیل تو فصل مقدمات مین ہم ذکر کر آئے ہین۔ کتب شافعیہ تصانیف عبدالرزاق۔ ابوبکر بن ابی شیبہ مین آپکے فتاوی کا حصہ وافر مذکور ہے۔

بیان مبحث توحید وصفات مین آپنے حصہ کامل لیا۔ یہہ رنگ آپکے خطبونمین بکمال فصاحت وبلاغت موجود ہے اور اس طرز خاص مین آپ دیگر صحابہ کبار سے ممتاز ہین۔ فن کلام مین درباب توحید وصفات آپ متکلم اول ہین۔ جناب علی رضی اللہ عنہ نے اصل اجمال کو ہاتھ سے نہ چھوڑا۔ آپکے بعد متاخرین نے اس بحث مین گفتگو کی مگر اصل مضمون کے علاوہ اور بہی بہت کچھہ اضافہ کر دیا۔

تصوف۔ مین جناب امیرالمومنین علی مرتضیٰ رضی اللہ عنہ کی ذات مبارک ایک دریائے ناپیدا کنار ہے

اور جسقدر اولیاے کرام گذرے ہین اسی دریا سے سیراب ہوے ہین مگر افسوس کہ آپ اپنی عہد خلافت مین خانہ جنگیو نمین اس درجہ مشغول رہے کہ اصول تصوف کی تفصیل ظاہر ہونیکی نوبت نہ پہونچی۔ (ازالۃ الخفا)

علم نحو۔ اس علم کے موجد جناب علی مرتضی رضؓ ہی ہین۔ عاری نے اجرومیہ کے حاشیہ مین لکھا ہے کہ جناب علی رضؓ نے جو کچھہ علم نحو کے متعلق مرتب کیا تہا وہ ابوالاسود کو دیا اور فرمایا انحو علی ھذا النحو (اس ڈہنگ پر لکھہ) ابوالاسود نے اوسی طریقہ پر اس فن کو مدوّن کیا اور نام اوسکا نحو رکہا۔ ابوالاسود دُوَلی جسکا نام ظالم ہے وہ ابن عمرو۔ بن جندل۔ بن سفین بن علس بن نفاثہ بن عدی بن دُوَل بن بکر بن کنانہ تہا۔ ۶۹ھ مطابق ۶۸۸ء مین اوسنے وفات پائی جسوقت زیاد بن ابیہ (یا زیاد بن سمیہ) حاکم عراقین ہوا ہی ابوالاسود زیاد کی بچونکا معلم تہا۔ یہہ تو اوپر معلوم ہوچکا ہے کہ اسنے قواعد علم نحو جناب علی مرتضی رضؓ سے سیکھے تہے مگر یہہ اس درجہ بخیل تہا کہ کسیکو بتانا نہ چاہتا تہا۔ زیاد نے بہی اس سے درخواست کی تہی کہ اون قواعد کو جمع کرکے لکھہ دے اور اس علم کو مشہور کردے تاکہ قرآن خوانونکو آسانی ہوجاوے اور غلطی سے محفوظ رہین مگر اوس نے انکار ہی کیا۔ اتفاقاً ابوالاسود ایک روز کسی قاری قرآن شریف کی طرف ہوکر گذرا وہ ان اللہ بری من المشرکین ورسولہ پڑہ رہے تہے (یعنی رسولہٖ زیر کے ساتہہ۔ اسکے یہہ معنی ہوے کہ اللہ تعالے مشرکین اور اپنے رسول سے بیزار ہے۔ حالانکہ اصلی مطلب یہہ ہے کہ خدا اور اوسکا رسول مشرکونسے بیزار ہے) ابوالاسود نے جو ایسی فاش غلطی سُنی تو اوسکو بہت رنج ہوا اور کہنے لگا مین نہ جانتا تہا کہ عرب کی اب یہہ حالت ہوگئی اور اس طرح اونکی عقلین گم ہوگئین فوراً وہانسے اوٹہے پائون پہرا اور زیاد سے کہا۔ جناب نے جو کچھہ حکم دیا تہا مین اوسکی

تعمیل پر بسر وچشم آمادہ ہون مگر ایک کاتب بلوا دیجئے۔ زیاد نے ایک کاتب بلا دیا۔ ابوالاسود نے اوسکو ناپسند کیا پھر دوسرا کاتب بلایا اوسکو پسند کیا اور کہا جب مین منہ کھولا کرون تو حرف کے اوپر نقطہ دینا اور جب مین بند کرلیا کرون تو نیچے نقطہ دینا۔ کاتب نے ایسا ہی کیا اور قواعد علم نحو لکھکر ایک کتاب کی صورت مین جمع ہوگئے۔ (صناجۃ الطرب فی تقدمات العرب)

راقم۔ اصل واضع علم نحو ابوالاسود مشہور ہے مگر قوانین کی ترتیب جناب علی رضؓ نے کی اور ابوالاسود کو تعلیم کئے۔ باعتبار حقیقت آپ واضع علم نحو ہین اور ابوالاسود شاگرد اوّل ہی ازالۃ الخفا مین یہی قصہ عہد فاروقی مین لکھا ہی اسکے بعد لکھتے ہین کہ حضرت فاروق اعظمؓ نے اسود کو حکم دیا کہ قواعد علم نحو وضع کر واس سے معلوم ہوتا ہے کہ علم نحو کی وضع عہد فاروقی سے ہے۔ اب رہا یہ امر کہ وہان اسود نام ہے یہان ابوالاسود ہے۔ بظاہر دو نام مین مشہور واضع نحو ابوالاسود دُوَلی ہے۔

ان دو روایتو ںمین تطبیق اسطرح ممکن ہے کہ قواعد مقرر کرنے کی تجویز عہد فاروقی مین پیش ہوئی ہوگی مگر اجرا اوسکا نہ ہوا پھر جناب علی مرتضیٰ رضؓ نے اوسکے قواعد منضبط کرکے ابوالاسود کو تعلیم فرمائے اور بعد ایک زمانہ کے ابوالاسود نے وہ قواعد بصورت کتاب مدوّن کئے۔ علاوہ اسکے جناب فاروق اعظم رضؓ ہر کام مین صحابہ کرام سے مشورہ لیا کرتے تھے اور جناب علی مرتضیٰ رضؓ کی علمی لیاقت تو ظاہر ہے کہ کس درجہ تھی کیا عجب ہی کہ تدوین قوانین نحو کا کام جناب علی مرتضیٰ رضؓ کے سپرد کیا گیا ہو۔ اب اگر یہہ کام عہد فاروقی مین جناب علی مرتضیٰ رضؓ نے شروع کیا ہو اور ابوالاسود کو قوانین نحو سکھلا دیئے ہون تو کیا منافات ہے بہرحال اس علم کے موجد جناب علی مرتضیٰ رضؓ ہین۔

مشاہدات وکرامات جناب امیرالمومنین علی مرتضی کرم اللہ تعالےٰ وجہہ

جملہ کرامات بالاستیعاب ذکر کرنا موجب تطویل ہے لہذا ہم دو چار کرامات نقل کرتے ہین
اصبغ راوی ہین کہ ہم جناب امیرالمومنین علی کرم اللہ وجہہ کے ہمراہ تھے اثناء سفر مین جب آپ بمقام کربلا ہو کر گذرے۔ ارشاد فرماتے تھے۔ اس مقام پر ایسے لخت جگر کے لشکر کے اونٹ بیٹھین گے یہان اونکے کجاوے رکھے جاوینگے۔ یہان اونکے خون گرینگے۔ جناب رسولخدا کے نواسے اور کنبہ والے اس میدان مین شہید ہونگے جن پر زمین و آسمان رو وینگے۔
روایت ہے کہ دو شخص اہل مقدمہ اثناء راہ مین کسی مقام پر آپکو ملے اور اپنا مطلب عرض کیا۔ آپ اوسی جگہہ دیوار کے سایہ تلے بیٹھ گئے۔ اتفاقاً وہ دیوار گر رہی تہی کسی نے کہا حضور دیوار کے نیچے سے علحدہ ہٹ کر بیٹھئے دیوار گرنیکو ہے آپنے فرمایا۔ کچھ پرواہ نہین خدا ہمارا نگہبان ہے یہہ فرماکر اون دونو نین تصفیہ کر دیا۔ آپ دیوار تلے سے اوٹھکر علحدہ ہوے ہی تھے کہ دیوار گر پڑی۔
حارث روایت کرتے ہین کہ مین جنگ صفین مین آپکے ہمراہ تہا۔ ناگاہ ایک اونٹ اہل شام کا جسپر پالان پڑا تہا اور اوسپر سوار بیٹھا تہا سوار و پالان کو پھینک کر آپکے پاس چلا آیا اور اپنا منہ آپکے دوش مبارک پر رکھکر کان کے پاس لگا دیا۔ آپنے فرمایا۔ یہی علامت حضور سرور عالم ؐ نے مجھسے بیان فرمائی تہی۔ راوی کہتے ہین کہ اوس دن سخت معرکہ قتال پیش آیا۔
نقل ہے کہ جناب علی رضؓ نے کوئی بات بیان فرمائی ایک شخص نے اوسکی تکذیب کی آپنے فرمایا۔ اگر مین سچا ہون تو تجہپر بددعا کرون۔ اوسنے کہا۔ جو چاہے کیجئے۔ آپنے بددعا

فرمائی - وہ شخص وہانسے جانے نہ پایا تھا کہ اندہا ہوگیا۔

فضالہ بن ابی فضالہ راوی ہین کہ جناب علی مرتضیٰ رض بمقام ینبوع مریض تہے مین اپنے والد کے ہمراہ آپکی عیادت کو حاضر ہوا میرے باپ نے عرض کیا۔ اس ویران منزل مین آپ تنہا سب سے الگ کسواسطے مقیم ہین۔ یہہ تو وہ مقام مسکن ناجنس ہی کہیں مبادا یہان موت آوے تو بجز دیہاتی جہینہ کے اور کون مٹی ٹھکانے لگائے۔ آپ مدینہ منورہ تشریف لیچلین اگر وہان حکم خدا پہونچیگا تو آپکے یار واحباب اچہی طرح سے تجہیز وتکفین کرکے اور نماز جنازہ ادا کرکے دفن کر دینگے۔ ابو فضالہ بدری تہے۔ جناب علی رض نے فرمایا مین اس بیماری مین نہ مرونگا حضور سرور عالم صلعم نے مجہسے وعدہ فرمایا ہے کہ تم نہ مروگے یہانتک کہ زخمی ہوا اور ڈاڑہی وسر خون سے تر بتر ہو جائے۔ ابو فضالہ آپکے ساتہہ جنگ صفین مین تہے اور اسی جنگ مین شہید ہوے۔

عبیدہ سے روایت ہے کہ جسوقت ابن ملجم جناب علی رض کے روبرو آتا آپ یہہ شعر پڑہتے

ارید حیاته ویرید قتلی	عذیرك من خلیلك من مراد

ترجمہ مین اوسکی زندگی کا خواہان اور وہ میرے خون کا پیاسا ہے (اے میرے قاتل) اپنے قبیلہ مراد سے کسی اپنے دوست عذر خواہ کو لے آ۔ (کہ وہ میرا تیرا انصاف کر دے)

نیز جناب علی مرتضیٰ رض اکثر فرمایا کرتے تہے۔ بد ترین امت (میرے قاتل) کو کون چیز مانع ہے اور اوسکو کس امر کا انتظار ہے وہ اپنا کام کیون نہین کرتا۔ اسکو (ڈاڑہی کیجانب اشارہ کرکے) اس سے (خون سر) سے کیون نہین رنگین کرتا ہے۔ خون سے رنگنا نہ کہ عطر وعبیر سے سرخ کرنا۔ (ازالۃ الخفاء)

حجر مرادی سے روایت ہے کہ مجہسے جناب علی رض نے فرمایا۔ تم اوسوقت کیا کروگے جب

تمسے مجہپر لعنت کرنیکو کہا جاوے اور تم اسپر مجبور کیئے جاؤ۔ مین نے عرض کیا۔ کیا ایسا ہو گا۔ فرمایا۔ ہان یہہ امر شدنی ہے۔ مین نے کہا۔ پہر کیسے بچونگا۔ فرمایا۔ زبان سے مجہپر لعنت کرنا مگر دل سے بیزار نہونا۔ راوی کا بیان ہے کہ جب یہہ وقت مجہپر آیا اور حجاج کے بہائی محمد بن یوسف نے مجہکو حکم دیا کہ مین جناب علیؑ پر لعنت کرون (محمد بن یوسف حاکم یمن تہا اور عبد الملک کا عہد خلافت تہا) مین مجبور ہوا اور پکار کر کہا۔ حاضرین! امیر المومنین نے مجہکو حکم دیا ہے کہ مین علیؑ پر لعنت کرون۔ لہذا مین کہتا ہون خدا اوسپر (محمد بن یوسف پر) لعنت کرے آپ سب صاحب بہی اوسپر لعنت کرین۔ میرے اس فقرہ کا مطلب صرف ایک شخص سمجہ گیا اور کسیکو خیال بہی نہ گذرا کہ اسکا مطلب کیا ہوا اور مین نے اس کرتب سے ظالم کے پنجہ سے نجات پائی (صواعق محرقہ)

مروی ہے کہ ایک شخص کی نسبت آپکو گمان ہوا کہ امیر معاویہؓ کا مخبر ہے اور آپ کی خبرین اونکو چوری چوری پہونچایا کرتا ہے۔ آپنے اوسکو بلاکر پوچہا۔ اوس نے صاف انکار کیا آپنے فرمایا۔ کیا تم قسم کہاتے ہو کہ تم جاسوس نہین۔ اوس مرد نے قسم کہالی۔ آپنے فرمایا۔ اگر تم نے یہہ قسم جہوٹی کہائی ہے تو خداوند تعالی تمکو نابینا کر دیگا۔ ایک ہفتہ بہی نہ گذرا ہو گا کہ وہ شخص اندہا ہو گیا۔

روایت ہے کہ آپنے اہل کوفہ کو محمد بن ابی بکرؓ کی متابعت اور فرمانبرداری کیواسطے بتاکید اکید ارقام فرمایا۔ مگر اون لوگون نے شامت اعمال سے آپکے فرمانے پر اصلا توجہ کی اور راہ تمرد و عناد سے نہ پہرے۔ آپنے اہل کوفہ پر بد دعا کی اور فرمایا۔ خداوندا کسی ایسے ظالم و جابر کو انکے سر پر مسلط فرما کہ انکی شرارت و سرکشی کا مزہ انکو چکہاوے اور یہہ لوگ اپنی اعمال بد کی سزا کو پہونچین۔ خداوند تعالی نے آپکی دعا قبول فرمائی جس دن آپنے یہہ دعا کی اوسی

شب کو طائف مین حجاج بن یوسف ثقفی پیدا ہوا اور اہل کوفہ کو اُسکے ہاتھون جو کچھ
پہونچا وہ بخوبی ظاہر ہے۔

روایت ہے کہ ایک مرتبہ جناب علیؑ ممبر پر تشریف رکھتے تھے۔ آپنے فرمایا۔ مین خدا کا
بندہ ہون۔ رسولخدا کا بہائی۔ نبی الرحمۃ کا وارث ہون۔ جناب فاطمہ کا شوہر ہون۔ کوئی
دوسرا اگر یہہ دعوی کریگا غضب الٰہی مین گرفتار ہو کر تباہ و برباد ہو جاویگا۔ حاضرین جلسہ
سے ایک شخص نے کہا۔ یہہ بات تو ہر مسلمان کہہ سکتا ہی کہ انا عبد اللہ واخو رسول اللہ صلعم
مین خدا کا بندہ۔ رسولخدا کا بہائی ہون۔ وہ کہنے والا اپنی جگہہ سے نہ اوٹھنے پایا تہا کہ جنون
و خلل دماغ مین مبتلا ہو گیا۔ لوگون نے اوسکو مسجد سے نکال دیا۔ اوسکی قوم سے پوچھا گیا
کہ اسکو کبہی جنون ہوا تہا۔ لوگون نے کہا کہ کبہی نہین۔

روایت ہے کہ ایک روز جناب امیر معاویہؓ نے اپنے مشیران خلافت سے فرمایا کسی طریق
سے یہہ معلوم ہو جاتا کہ میرا انجام کیا ہونا ہے۔ حاضرین نے عرض کیا۔ ہم لوگ اسکو نہین بتلا
سکتے۔ آپنے فرمایا مین جناب علیؓ سے دریافت کر سکتا ہون جو انکی زبان مبارک سے ارشاد
ہوگا یقیناً درست و صحیح ہوگا اور اصلا آمیزش باطل اوسمین نہ ہوگی۔ یہہ فرما کر تین معتمد اشخاص
بلا کر فرمایا تم یہان سے تینون ایک ساتھہ جاو جب کوفہ ایک منزل رہ جاے تو ایک
دوسرے کے بعد کوفہ پہونچکر میری موت ظاہر کرے مگر تینون کا بیان متفق ہو۔ اختلاف
نہ ہونے پاوے۔ ایک ہی مرض مین بیمار ہونا۔ روز۔ ساعت انتقال۔ موقع دفن۔ نماز
پڑہانیوالا۔ ان امور مین متفق اللفظ رہنا۔ وہ سب فہمائش جناب امیر معاویہؓ روانہ ہوے
جب کوفہ ایک منزل رہگیا۔ دو شخص تو اوسی منزل پر ٹہیر رہے اور ایک کوفہ مین داخل ہوا
لوگون نے دریافت کیا۔ کہانسے آتے ہو کہا شام سے۔ پوچہا گیا۔ وہان کیا حال ہے

جواب ملا حضرت معاویہؓ نے انتقال فرمایا۔ لوگون نے یہہ خبر جناب علیؓ کے پاس پہونچائی آپنے کچھ توجہ نہ فرمائی۔ دوسرے دن دوسرا شخص پہونچا اوسنے بھی یہی خبر مشہور کی اور شدہ شدہ آپ تک پہونچی آپ سنکر خاموش رہے تیسرے روز تیسرا آدمی کوفہ مین داخل ہوا اور مثل روز اول و دوم خبر وفات جناب معاویہؓ تمام شہر مین منتشر ہوگئی۔ لوگ جناب امیر المومنین علیؓ کی خدمت مین حاضر ہوے اور عرض کیا حضور دو روز سے جناب معاویہ کی خبر وفات مشہور ہے آج بھی ایک شخص شام سے آیا اوسکی زبانی بھی یہہ خبر سنی گئی اور تحقیق کرنے سے صحیح معلوم ہوئی ہے۔ آپنے فرمایا۔ ہرگز نہین۔ یہہ خبر غلط ہے۔ تاوقتیکہ میری داڑہی خون سے رنگین نہوگی۔ معاویہؓ ہرگز نہ مرینگے۔ تینون شخص شام واپس گئے اور جناب معاویہؓ کی خدمت مین عرض حال کیا۔

روایت ہے کہ ایک روز جناب علی مرتضیٰؓ مسجد کوفہ مین تشریف فرما تھے۔ اتفاقاً ابن ملجم اوسوقت مسجد مین آیا آپ نے اوسکو دیکھکر اپنے دل مین یہہ شعر پڑہا۔

اشدد حیازیمک	فان الموت لاقیکا
ولا تجزع عن الموت	اذا حل بوادیک

ترجمہ۔ موت کیواسطے ہر آن آمادہ و کمر بستہ رہو کیونکہ موت ضرور آنیوالی ہے اور جب سر پر آپہونچے تو اوس سے گھبرانا ہی کیا۔ بعد ازان آپنے ابن ملجم کو اپنے پاس بلاکر دریافت فرمایا۔ زمانہ جاہلیت یا لڑکپن مین تمہارا نام اور کچھ بھی تھا۔ اوسنے کہا مجھکو یاد نہین۔ آپنے فرمایا۔ تمہاری کوئی دائی یہودیہ تھی جو تمکو شقی۔ عاقر۔ طالح۔ کہتی تھی۔ ابن ملجم نے کہا حضور بیشک۔ تھی اور مجھکو اسی لقب سے بلاتی تھی۔

روایت معتبرہ سے ثابت ہے کہ جسوقت جناب علی مرتضیٰؓ گھوڑے پر سوار ہونیکا قصد

فرماتے ایک پائون رکاب مین رکھتے اور قرآن مجید شروع کرتے سواری کی پشت پر سنبھل کر بیٹھنے اور دوسری رکاب مین پائون ڈالنے کی نوبت نہ آتی کہ آپ تمام قرآن مجید ختم کر دیتے تھے **مولف** - بظاہر یہہ روایت عقلاً از بس بعید ہے - اکثر ناظرین اسکو بنظر مذاق و مزاح ملاحظہ فرماوینگے مگر جو حضرات معجزات انبیاے کرام کے قائل ہین اور کرامات خوارق عادات اولیاء اللہ کو مانتے ہین وہ کسی طرح شک و وہم کو دخل نہ دینگے - یہہ کرامات قوت روحانی کا ادنی اثر ہے اور اس قوت کو قوت طے لسانی سے تعبیر کرتے ہین یعنی زبان مین وہ قوت آجانا کہ زمانہ قلیل چند منٹ یا سکنڈ مین کلام مجید ختم کر دے فی زمانناً اسکی نظیر خارجی برقی قوت کو ملاحظہ فرمائیے - بلکہ یہہ کیا چیز ہے جو قوت خدادا دہے اوسکے مقابل جعلی و مصنوعی طاقت کسی طرح کام نہین دے سکتی ہے بزرگان دین سے خوارق عادات بکثرت صادر ہوے ہین طرفۃ العین مین مسافت بعید طے کرنا اسی طرح ایک دم مین کلام اللہ ختم کر دینا - مرد حق بین کے نزدیک کسی طرح جاے استعجاب نہین - البتہ جو عقل کا پیرو ہے اور ہر کام مین عقل کو اپنا مقتدا و مرشد بنا رکھا ہے اوسکے نزدیک تو بیشک اس قسم کے امور از قسم مستحیلات ہین - وہ کب مانیگا بلکہ ہنسی مین اوڑائیگا مگر کچھ پرواہ نہین چشمہ آفتاب خاک ڈالنے سے تیرہ نہین ہوتا - ہان خاک ڈالنے والے پر وہ خاک اولٹ کر گرتی ہے اور اوسکو اندھا خاک آلودہ کر دیتی ہے -

روایت ہے کہ جسوقت جناب امیر المومنین علی مرتضیٰ کوفہ مین پہونچے - اہل کوفہ آپکی خدمت مین حاضر ہوے - اونمین ایک جوان شخص بہی تہا - وہ آپکی خدمت مین رہنے لگا - اتفاقاً اوس جوان نے کسی عورت سے نکاح کر لیا - ایک روز بعد نماز فجر آپنے ایک شخص سے فرمایا - فلان محلہ مین جاؤ وہان مسجد کے پہلو مین ایک مکان ہے اوسمین دو مرد و عورت

باہم لڑرہے ہین تم اون دونونکو میرے پاس لے آؤ۔ تہوڑی دیر مین دونون آپ کی خدمت مین حاضر کیئے گئے۔ آپ اونکی طرف متوجہ ہوے اور فرمایا۔ آج رات تم دونون مین بیڈہب لڑائی رہی۔ مرد نے کہا۔ حضور مین نے اس عورت سے عقد کیا ہے بعد نکاح جب یہ خلوت مین میرے سامنے آئی مجہکو اسکی صورت دیکہتے ہی اس درجہ نفرت پیدا ہوئی کہ اگر اوسوقت میرے امکان مین ہوتا تو اسکو گہر سے نکال باہر کرتا۔ اوسیطرح یہہ ہوا کہ اسنے آتے ہی مجہسے وہ لڑائی شروع کی کہ جسکی انتہا نہین۔ برابر صبح تک لڑتی رہی بلکہ اسوقت تک کہ حضور کا آدمی گیا اور ہم دونونکو خدمت مین حاضر کیا۔ جناب امیرالمومنین ؑ نے اہل جلسہ سے فرمایا۔ مجہکو اس شخص سے اس قسم کی باتین کرنا ہین جنکا اورون کے روبرو اظہار خوب نہین یہ سنکر حاضرین دربار اوٹہ گئے۔ صرف وہی دونون مرد و عورت رہگئے جب تخلیہ ہوگیا تو آپنے عورت سے فرمایا۔ تو اس مرد کو پہچانتی ہے۔

عورت۔ جی نہین۔

علی ؑ۔ مین تجہکو سارا قصہ کہہ سناتا ہون جسکو سنکر تو خود بخود اچہی طرح پہچان لیگی مگر مجہسے حتمی وعدہ کر کہ جو کچہہ تجہسے دریافت کرون صحیح صحیح بیان کرنا خبردار جہوٹ نہ بولنا۔

عورت مین وعدہ کرتی ہون۔

علی ؑ۔ تو فلان عورت ہے۔

عورت۔ ہان۔ وہی ہون جو آپ فرماتے ہین۔

علی ؑ۔ تیرا ایک چچیرا بہائی تہا جس سے تجہکو محبت و الفت تہی اور وہ بہی تجہپر مائل تہا۔

عورت۔ درست ہے سر مو فرق نہین۔

علیؓ۔ تیرے باپ کو اوسکے ساتھہ تیرا عقد کرنے مین انکار تھا اور اوسکو منظور نہ تھا کہ یہہ تعلق ہو۔

عورت۔ حضور نے سچ فرمایا۔ درحقیقت ایسا ہی ہوا ہے۔

علیؓ۔ ایک شب کو تو بغرض رفع حاجت گھر سے باہر نکلی تھی۔ تیرا چچازاد بھائی تیری تاک مین تھا تیرے پیچھے ہولیا اور تجھکو پکڑکر تجھسے ہمصحبت ہوا۔ تو اوسیوقت حاملہ ہوگئی پھر تونے اپنی مان سے یہہ قصہ کہا لیکن باپ سے پوشیدہ رکھا جب حمل کو پورے دن گذر گئے تو دردزہ شروع ہوا۔ اوسوقت تو اپنی مان کو لیکر آبادی سے باہر ویرانہ مین پہونچی۔ وہان لڑکا پیدا ہوا اوسکو ایک کپڑے مین لپیٹکر کسی کھنڈر مین ڈال دیا۔ ناگہان ایک کتا آگیا اور اوس کپڑے کو جسمین بچہ لپیٹا تھا اپنی خوراک سمجھکر سونگھنے لگا۔ تونے کتے کے پتھر مارا وہ پتھر بچہ کے سر پر پڑا جسکے صدمہ سے اوسکا سر پھٹ گیا اور خون بہنے لگا تیری مان نے اپنی چادر کا کونا پھاڑکر اوس بچہ کے سر پر پٹی باندہ دی اور تم دونون مان بیٹی بچہ کو اسی حال مین چھوڑکر اپنے گھر واپس آئین۔

عورت۔ آپ کا فرمانا بالکل درست ہے۔ سر مو فرق نہین۔ یہہ واقعہ بجز میرے اور میری مان کے تیسرا نہین جانتا۔

علیؓ۔ رات کو تم دونون اوس بچہ کو چھوڑکر چلی گیئن صبح کیوقت فلان قبیلہ والے اوس بچہ کو اوٹھا لیگئے اور پرورش کیا جب وہ جوان ہوا تیرے ساتھہ عقد کیا وہ بچہ یہی جوان ہے جو تیرے ساتھہ ہے یہہ فرماکر آپنے اوس جوان سے فرمایا۔

اے شخص تو اپنا سر کھول کر دکھلا۔ جوان نے سر کھولا تو نشان زخم موجود تھا۔ عورت نے پہچانا اور اوسیوقت اقرار کیا کہ بیشک یہ میرے پتھر کا نشان ہے۔ آپ نے فرمایا۔ یہہ جوان تیرا لڑکا ہی اور تو اسکی ماں چونکہ تو اسپر حرام ہے خداوند تعالی نے تیری حفاظت کی۔ جا اپنے لڑکے کو لے جا۔

براابن عازبؓ راوی ہین کہ جناب علی مرتضی نے مجھسے فرمایا ''اے برا۔ میرے لخت جگر نور بصر حسین مظلوم تشنہ دہان کو اشقیا میدان کربلا مین شہید کرینگے اور تم اونکی نصرت و مدد نہ کروگے۔ آپ کا ارشاد درست ہوا فی الحقیقت جناب امام حسینؓ شہید ہوگئے اور مین اونکی مدد سے محروم رہا اور ابتک نادم ہون اور یہی حسرت قبر مین ساتھ لیجاؤنگا۔

روایت ہے کہ جب آپنے کوفہ سے لشکر بغرض قتال مخالفین طلب فرمایا تو اہل کوفہ نے بعد حیلہ وعذر بسیار لشکر روانہ کیا۔ ابھی لشکر اثنا راہ مین تھا کہ آپنے فرمایا۔ کوفہ سے دو ہزار سپاہی آتے ہین۔ اوسوقت آپکے احباب مین سے ایک شخص موجود تھے اونکا بیان ہی کہ مین آپسے یہہ بات سنکر منتظر رہا جب لشکر آیا مین سر راہ کھڑا ہوکر شمار کرنے لگا۔ واللہ پورے دو ہزار تھے۔

روایت ہے کہ جسوقت جناب علی مرتضیٰ بصرہ مین تشریف لیگئے۔ آپکے سامنے روپیہ اشرفی لائی گیئن۔ آپنے ملاحظہ فرماکر ارشاد کیا۔ اے مال دنیا۔ مجھکو کیا فریب دیتا ہی۔ تیری دم مین تو اہل شام ہی آوینگے۔ کل جب تجہیر قبضہ پاوینگے تو اونکو اپنا کرلینا۔ مجھسے یہہ امید ہرگز نہ رکھیو۔

رفعت دنیائے دون معراج پستیہا بود	گشت قارون ہر کرا بر داشت از جا آسمان

تمامی اہل بصرہ کو آپکا یہہ کلمہ شاق گذرا اور جب آپکی خدمت سے رخصت ہوئے آپس مین چرچا کرنے لگے۔ آپکو بھی یہہ خبر پہونچی۔ حضور نے دربار عام کیا اور فرمایا میرے دوست مکرم جناب رسول معظم نے مجھسے ارشاد فرمایا ہے ''اے علی۔ تم خدا سے اس حال مین ملوگے کہ تم اور تمہارے

شیعہ خدا سے راضی ہونگے اور وہ اونسے خوش ہوگا۔ تمہارے دشمن تمہارے پاس ناخوش اور جبراً آوینگے اور اونکے ہاتھہ (نخوت وکبیدگی کی خاطر سے) اونکی گردنو مین ہونگے۔ (پھر آپنے اپنے ہاتھہ اپنے گلے مین لگاکر صورت حال ظاہر کی)

اس مقام سے آپکے شیعہ کی تعیین ہوگئی کہ فرقہ سنیہ اہل سنت وجماعت ہے نہ مدعی محبت زبانی دعوے کرنے والے کیونکہ اوسوقت یہی فرقہ اونکے آپکے محب اور ہر معرکہ مین ناصر و مددگار رہے اور آپکی محبت واتباع مین اپنی جانین قربان کین جب اس لقب پاک کے مستحق ہوے کیونکہ محبت جو راہ شریعت سے علیحدہ اور سبیل ہدایت سے ایک طرف ہو وہ دراصل عداوت ہے اور یہہ نام کی محبت باعث ہلاکت صاحب محبت ہے اور جو ایسی محبت رکھیگا وہ فی النار والسقر ہوگا اور یہہ بھی بخوبی ظاہر ہے کہ آپکے دشمن خوارج ہین اور جو اونکے ساتھہ اہل شام سے شریک ہوے جناب معاویہؓ اور اونکے اصحاب قطعاً اونسے الگ ہین۔ وجہ یہہ ہے کہ یہہ اصحاب عالیمقدار اگرچہ جناب علیؓ سے لڑے مگر انکے پاس بھی دلیل تھی اگرچہ اجتہادی خطا واقع ہوئی تاہم ثواب پایا اور جناب علی مرتضیٰؓ اور آپکے اصحاب دونے اجر کے مستحق ہوے۔ ہم اپنے دعوے پر کہ مخلصین شیعہ کون حضرات ہین خود جناب علی کرم اللہ وجہہ کے کلام سے دلیل واضح بیان کرتے ہین۔

مطالب عالیہ مین ہے کہ جناب علیؓ ایک جماعت پر ہوکر گذرے۔ وہ لوگ آپکو دیکھتے ہی اوٹھہ کھڑے ہوے۔ آپنے دریافت فرمایا۔ تم کون لوگ ہو۔ وہ بولے حضور ہم آپ کے شیعہ ہین آپنے اونکو شاباشی دی اور فرمایا۔ تم کو میرے شیعہ اور پیرو ہونیکا دعوی ہی اور میرے دوست وناصر بنتے ہو مگر یہہ کیا بات ہے کہ تم مین اپنے شیعہ ہونے کی کوئی نشانی نہین پاتا اور اپنے احباب وجانبازونکی علامات مین سے ایک بھی تمہارے اندر نہین دیکھتا

آپکے ہمراہ جو آپکے اصحاب اور سچے فدائی آپ پر جان دینے والے تھے اونھون نے کہا ہم آپکو اوس بزرگ ذات پاک کی قسم دیتے ہین جسنے خاندان اہلبیت کو کرامت وشرافت عطا فرمائی۔ آپ اپنے شیعہ کے کچھ اوصاف بیان فرمایئے (تاکہ ہم لوگ بھی اونکو پہچان جائین) جناب علی کرم اللہ وجہہ نے فرمایا۔ ہمارے شیعہ یہ لوگ ہین۔ خدا کو پہچاننے والے اوسکے احکام بجالانیوالے سچ بات کہنے والے۔ اونکی غذا قوت لایموت ہے (بغرض تقویت جسمانی جس سے عبادت خدا کی طاقت رہے جو کچھ خشک وتر غذا مل گئی اوسپر قناعت کی) اونکا لباس و پوشاک متوسط ومیانہ ہے تواضع کی چال ہے۔ خدا کی طاعت سے ذوق اور اوسکی عبادت مین نہایت عاجز ومستغرق رہتے ہین۔ جن چیزون پر خداوند تعالی نے نظر ڈالنا حرام کردیا ہے اونسے آنکھین بند کرلیتے ہین۔ اونکے کان علم خداوندی کے سننے کے مشتاق ومنتظر رہتے ہین۔ دنیا کی تکلیف وراحت اونکے نزدیک یکسان ہے نہ فراخی مین وہ متکبر ہوتے ہین نہ تنگدستی سے پریشان وبدحال وہ دیدار الٰہی کے اسقدر مشتاق ہین اور زندگی دنیا اونپر اس مرتبہ شاق ہے کہ اگر موت وزندگی منجانب اللہ نہ ہوتی اور ہر شخص کو ایک مدت مقررہ حیات فانی دنیای بے ثبات نہ عطا ہوتی تو اونکی جانین اس قفس عنصری کالبد خاکی مین ایک پل بھی نہ ٹھہرتین بلکہ اوسکے شوق اور تمنا سے حصول درجات عالیہ مین ہستی سراب نما کو چھوڑ کر عالم بالا کو پرواز کرجاتین اور عذاب اخروی کے ڈر سے اونکو زندگی دنیا غیر ممکن ہوجاتی۔ خداوند تعالی شانہ کا جلال عظمت اونکے دیدۂ حق بین مین سمای ہوی ہے اور ماسوی خالق یکتا اونکی نظر مین ہیچ ہے (شوق حصول نعماے جنت وخوف عذاب دوزخ مین اونکا یہ حال ہے کہ گویا جنت کو دیکھ رہے ہین اور اہل جنت اوس وقت تختون پر مسند لگاے بیٹھے ہوے اونکے پیش نظر ہین۔ دوزخی آگ مین جلتے ہوے اور

عذاب مین مبتلا ہی اونکی نگاہو نمین پہرے ہے ہین - ایام قلیل زندگانی دنیا کے چندروزہ مصائب پر صبر کیا اور اوسکے بعد راحت دائمی اور آرام وعیش ابدی کے مستحق ہوگئے - اونکو دنیا نے اپنے دام مین لانا چاہا مگر یہہ اوسکے پہندہ مین نہ آے اور وہ ازخود اونکی طالب ہوئی لیکن اُنکی بے التفاتی سے آپ ہی تہک کر ہارگئی - محراب عبادت مین صف بستہ حالت قیام مین انکی راتین گذرجاتی ہین اور نہایت ذوق سی تلاوت کلام آلہی مین مصرف رہتے ہین - قرآنی مثالین اونکی نفوس کی وعظ ہین اور آیات فرقانی اونکی امراض کی دوا لحظہ بلحظہ اپنی پیشانی ہتیلی گھٹنے قدم بکمال عجز ونیاز بارگاہ صمدیت مین خاک پر دہرتے ہین - آنکھونسے آنسوونکے فوارہ نکلکر رخسارونپر بہتے ہین شہنشاہ حقیقی - ملک جبار عظیم - پروردگار غفور ورحیم کی بزرگی بیان کرتے ہین اور اپنی گلوخلاصی کی اوسی کی بارگاہ بے نیاز مین بکمال ادب التجا کرتے اور پناہ مانگتے ہین - اس طرح تو اونکی رات گذرتی ہے - دن مین اونکا یہہ حال ہے کہ نیکوکار ذی علم حکما ہین - پرہیزگار عالم مردان باخدا - دیندار ہین - پروردگار عالم کے ڈرنے اونکو لاغر کردیا ہے - وہ مثل تیر کے دبلے پتلے ہین تم اونکو دیکھو تو بیمار تصور کرو یا مجنون و دیوانہ جانو - حالانکہ وہ نہ مریض ہین نہ مجنون بلکہ عظمت وجبروت آلہی نے اونپر اس درجہ تسلط کرلیا ہے کہ اونکی عقلین گم ہوگئین اور اوسکے ہوش وحواس جاتے رہے ہین - جب غلبہ عظمت وجلال سے اونپر خوف طاری ہوتا ہے تو بارگاہ باریتعالی مین رجوع کرتے ہین اور اعمال صالح مین مصروف ہوجاتے ہین اور تہوڑے سے عمل پر راضی نہین ہوتے اور عمل کے بعد امید حصول جزا نہین کرتے بلکہ عمل کرکے قصور نفس کے قائل ہوجاتے ہین اور بخوف عدم قبولیت ڈرتے رہتے ہین -

آرزو دارم کہ در عشقت تن بیمار من	خالی از افغان وزاری فارغ از شیون مباد

اون کا دین قوی اور تصدیق ویقین کامل ہے۔ طلب علم فہم دین مین حریص ہین۔ موقع علم سے واقف۔ میانہ روی مین ہوشیار وتمیزدار۔ حالت غنا ومالداری مین اونکی چال میانہ ہوتی ہے۔ فقر وفاقہ پر صبر کرتے ہین۔ اونکی عبادت نہایت خضوع کی ساتھہ ہوتی ہی حق عبادادا کرنے مین سرگرم ہین۔ کسب معاش مین سہولت ونرمی سے کام لیتے ہین۔ رزق حلال کے طالب ہین۔ راہ حق مین اونکو نشاط خاطر ہے۔ خواہش نفسانی روکنے مین تہجانب اللہ اونکو ایسی قوت ہے کہ اوسپر تنگل مارکر شرارت نفس سے محفوظ رہتے ہین کسی امر کی جہالت سے اونکا کوئی نقصان نہین ہوتا۔ جو اعمال کرتے ہین اوسکا شمار رکھتے ہین (یعنی محاسبہ نفس اونکا دستور ہے اعمال نیک وبد کی جانچ کرلیا کرتے ہین) نیک اعمال کرکے اپنے نفس کو قصوروار جانتے ہین۔ صبح ہوئی تو اونکا کام ذکر خداہی شام ہوئی تو انعام آلہی کا شکر کرنا ہے۔ خواب غفلت مین رات گذارنے سے ہوشیار رہتے ہین۔ رات کو جو عبادت کرتے ہین بامید فضل ورحمت ایزدی صبحکو خوش حال ہوتے ہین۔ باقی رہنے والی چیز کی رغبت شیئ فانی سے نفرت ہے۔ عالم باعمل ہین۔ علم کے ساتھہ زیور حلم وبردباری سے آراستہ۔ دنیا کی فکرونسے فارغ البال۔ آخرت کے کامون مین سُست وکاہل نہین۔ آرزوئے دور ودراز سے نفور۔ گناہونسے دور۔ موت کے منتظر اونکا دل عشق خدا سے آباد ہے۔ اونکا نفس قانع ہے۔ اپنے دین کے محافظ غصہ روکنے والے۔ اونکے ہمسایہ اونکے غیظ وغضب سے امن مین رہتے ہین۔ اونکے اعمال ریا سے مُبّرا ہین۔ دنیا کی حیا وشرم سے نیک کام ترک نہین کرتے۔ ظاہر وباطن ایک ہین۔

ازپردہ خودی بدرآ ونگاہ کن		بریک قرینہ است نہان وعیان ما

میرے شیعہ یہہ لوگ ہین جن مین یہہ اوصاف ہین وہ مجھسے ہین اور مین اونسے"۔

جناب علی مرتضیٰ رضؓ نے یہہ اوصاف بیان فرمائے تو آپکے احباب میں سے ہمام بن عبّاد بن خُثیم پر جو بڑے عابد و زاہد تھے۔ آپکا کلام سنتے سنتے اس درجہ اثر طاری ہوا کہ غش کہا کر گر پڑے۔ لوگون نے سنبہالا اور اوٹہایا تو مردہ پایا۔ اونکو غسل دیا۔ جناب علیؓ نے نماز پڑہائی اور مقابر مسلمین مین دفن کئے گئے۔ (صواعق محرقہ)

مولف۔ حضرات ناظرین! یہہ کلمات متبرکہ جناب امیر المومنین یعسوب الدین۔ حیدر و صفدر۔ اسد اللہ الغالب۔ علی بن ابی طالب کرم اللہ وجہہ کی خاص زبان مبارک کے ارشاد ہین جو حضور فیض گنجور نے اپنے محبان مخلص ور دوستان صادق کی شان مین فرمائے ہین اور اونکی علامت ظاہر کردی ہے۔ درحقیقت سچی محبت اور اصلی اتباع اسی کا نام ہے کہ اپنے محبوب متبوع کے قدم بقدم چلے۔ اپنے دلربا و دلبر جانفزا کی ہر آن پر جان سے فدا ہو اور ہر حال مین اوسکی خوشی اپنی خواہش اور تمنا پر مقدم رکہے اور ہمہ تن اوسی کا ہو رہے۔ زبانی دعوی اور سینہ کوبی ع عشق در دل چون نبود سینہ جنبانی چہ سود۔ بلا دلیل مقبول نہین اور محض بیان دعوی بغیر حجت و شاہد کسی عدالت مین مسموع نہین نہ ایسے پوچ و لچر بیانات کسی عدالت مین نگاہ وقعت سے دیکہے جاتے ہین بلکہ اس قسم کا مدعی مکّار شمار کیا جاتا ہے۔ اب منصف مزاج خود ہی فیصلہ کرلیگا کہ اس کلام کے مصداق کون اشخاص ہین۔ ہم اس بحث کو ختم کرتے ہین اور ناظر حق پرست کی رائے پر چہوڑتے ہین

احادیث مظہرۂ وقائع آئندہ و مثبتۂ خلافت و شہادت

جاننا چاہیئے کہ جو کچہہ واقعات آپکو پیش آنیوالے تہے اور بعد وفات جناب سرورکائنات علیہ الصلوٰۃ والتسلیمات اونکا ظہور ہونے والا تہا وہ آنحضرت نے بالتفصیل جناب علیؓ سے

بطریق پیشین گوئی بیان فرمادیئے تہے چنانچہ چند احادیث اس مضمون کی ہم اس مقام پر لکہتے ہین۔

غنیۃ الطالبین مین ہے جناب امیر المومنین علی رضؓ نے فرمایا ہے کہ جو کچہہ مجہہ پر پیش آنیوالا تہا جناب سالتمآب نے اپنی حین حیات سب کچہہ مجہسے بیان فرمادیا۔ یہانتک کہ یہہ بہی ارشاد فرمایا ہے کہ بعد حضور نبوی امت مرحومہ کے سردار و خلیفہ حضرت سیدنا ابوبکر صدیق رضؓ پہر فاروق اعظم رضؓ پہر عثمان ذی النورین رضؓ ہونگے بعد ان تینونکے مجہکو خلافت ہوگی مگر میری خلافت پر اتفاق نہ ہونے پاوے گا۔

یہہ حدیث بلفظہ اگرچہ سند مین غریب ہے مگر دیگر روایات معتبرہ وصحیحہ سے جنمین حضرات شیخین وجناب عثمان ذی النورین رضی اللہ عنہم کی خلافت مذکور ہے اسکی غرابت دفع ہوتی ہے۔ البتہ جناب علی کرم اللہ وجہہ کی خلافت۔ اس باب مین احادیث ذیل ملاحظہ ہون

امام احمدؒ جناب علی رضؓ سے روایت کرتے ہین کہ کسی نے جناب ختم الانبیاء سے سوال کیا حضور کے بعد کسکو اپنا حاکم کرین۔ ارشاد فرمایا میرے بعد اگر ابوبکر رضؓ کو حاکم کروگے تو اونکو ایک مرد ہادی۔ امین۔ دنیا سے بے پرواہ۔ آخرت کا طلبگار اور اوسکا راغب پاؤگے۔ اگر عمر رضؓ خلیفہ ہوے تو وہ اس مین بڑے مضبوط۔ امانت دار ہین خدا کے کام مین کسی کی ملامت سے نہین ڈرتے اور اگر علی رضؓ کو خلافت دوگے تو وہ راہ پانیوالی اور راہ دکہانیوالے ہین تمکو صراط مستقیم پر چلاوینگے۔

جابر رضؓ سے روایت ہے کہ جناب سید الاصفیا نے فرمایا۔ اے علی رضؓ تم خلیفہ ہوگے اور تمہاری ڈاڑہی تمہارے سرکے خون سے رنگین کی جاویگی۔

جناب علی مرتضی رضؓ فرماتے ہین کہ میرے آقائے نامدار احمد مختار نے مجہسے ارشاد فرمایا ہے

کہ میری امت کے لوگ میرے بعد میری ناخوشی کے کام کرین گے۔

حضرت عباس رضؓ سے روایت ہے کہ آنحضرت ؐ نے ارشاد فرمایا۔ اے علیؓ میرے بعد تم سختی و مصیبت مین پڑو گے۔ اونھون نے عرض کیا۔ یا رسول اللہ۔ میرا دین تو سلامت رہیگا۔ فرمایا۔ ہان دین سالم رہیگا۔

جناب علی رضؓ سے مروی ہے کہ آنحضرت ؐ نے فرمایا۔ اے علی۔ تمہارے زمانہ مین بہت کچھ اختلاف شایع ہوگا اگر تم سے ہوسکے تو اپنے بچاؤ کی کوشش کرنا۔

اکثر احادیث سے ثابت ہے کہ جناب علی مرتضیٰؓ کی خلافت پر اتفاق نہ ہونے پاویگا الخلافة بالمدینة والملک بالشام۔ خلافت نبوت مدینہ مین ہے اور حکومت و سلطنت شام مین ہے یہہ بہی ثابت ہوچکا ہے کہ خلافت جناب عثمانؓ کی شہادت سے اوٹھ جاویگی یعنی خلافت مرتضوی پر لوگ متفق نہ ہونگے (چنانچہ ایسا ہی ہوا)۔

ابو درداءؓ روایت کرتے ہین کہ جناب رسول معظم نے فرمایا مین نے خواب مین دیکھا کہ ایک ستون میرے سر کے نیچے سے بلند ہوکر چل دیا مین اوسکو دیکھتا رہا اور خیال گذرا کہ یہہ اب چلا جاویگا لیکن وہ ستون شام کی طرف جھک پڑا مین نے تعبیر کی کہ جبتک شام مین فتنہ و فساد نہ واقع ہوگا دین اسلام کو غلبہ رہیگا۔ پھر آپنے واقعہ جمل سے خبر دی

حضرت عبداللہ بن مسعود رضؓ سے روایت ہے کہ حضور ختم المرسلین نے فرمایا ہے مین تم لوگونکو سات فتنون سے جو میرے بعد ہونگے ڈراتا ہون۔ ایک فتنہ مدینہ سے شروع ہوگا۔ دوسرا مکہ کی ابتدا مکہ سے ہوگی تیسرا یمن سے چوتھا شام سے شروع ہوگا۔ پانچوان مشرق سے آویگا۔ چھٹا مغرب سے اور ساتوان خاص شام کے اندر سے پیدا ہوگا اور یہہ فتنہ سفیانی ہے۔

ابن مسعودؓ کا قول ہے کہ اس زمانہ والون سے بعضے اول فتنہ کو پاوینگے اور بعضے اخیر

فتنہ کو بھی دیکھ لینگے۔ ولید بن عیاش کہتے ہین۔ مدینہ والا فتنہ حضرت طلحہ و زبیرؓ کا مدینہ چھوڑ کر مکہ معظمہ مین آنا (یعنی جنگ جمل کی ابتدا) اور فتنہ مکہ سے واقعہ شہادت حضرت عبداللہ بن زبیر مراد ہے۔ فتنہ شام کے بانی مبانی بنی اُمیہ ہین اور فتنہ مشرق اور باقی دیگر فتنے بھی بنی امیہ کی ذات سے ہوے۔

صحیح بخاری و مسلم مین بروایت ابوہریرہؓ مروی ہے کہ جناب سالتمآب صلعم نے فرمایا۔ تاوقتیکہ دو گروہ عظیم جنکا دعوی ایک ہو باہم قتال و جدال نہ کرلینگے قیامت نہ قائم ہوگی۔ اس مضمون کی طرف اشارہ ہے کہ اہل شام نے قرآن شریف اوٹھایا اور ظاہر کیا کہ ہمارے تمہارے درمیان کلام اللہ ہے اور جناب علیؓ نے فرمایا۔ یہہ قرآن خاموش بے زبان ہے اور مین قرآن ناطق ہون۔

جناب علی مرتضیؓ سے روایت ہے کہ جناب رسول خدا صلعم نے فرمایا۔ بنی اسرائیل نے اختلاف کیا اور باہم اونمین صفائی نہ ہوئی جبتک دو فیصلہ کرنے والے نہ مقرر ہوے مگر وہ دونون خود گمراہ ہوے اور لوگونکو بھی گمراہ کیا۔ میری امت مین بھی ایسا ہی اختلاف ہوگا اور اسکا خاتمہ بھی اسی طرح ہوگا کہ دو حکم مقرر ہونگے اور خود گمراہ ہوکر لوگون کو گمراہ کرینگے۔

ظہور خوارج اور اونکا یہہ قول کہ دین خدا مین حَکَم مقرر کرنا صحیح نہین اور حضرت امیرالمومنین علیؓ اور جناب امیر معاویہؓ کے درمیان جو دو حکم کی راے سے صلح ہوئی یہہ فیصلہ درست نہوا یہہ مضمون بھی احادیث صحیحہ سے ثابت ہے۔

واقعہ نھروان بیان فرمانا۔ یہہ بھی صحیح اور متواتر حدیث سے پایہ ثبوت کو پہونچا ہے ہم یہہ حدیث واقعہ نھروان مین ذکر کرینگے۔

جناب علی مرتضیؓ کی شہادت ایک خارجی بے دین کے ہاتھہ پر ہونا۔

جناب امیر المومنین علیؓ جسوقت بجانب عراق آمادہ سفر ہوے اور آپنے جانور سواری کی رکاب مین پانوئن رکھا تو عبد اللہ بن سلام آپ کی خدمت مین حاضر ہوے اور کہا آپ عراق نہ جایئے۔ آپکے حق مین وہان جانا بہتر نہین۔ آپکو وہان زخم تلوار پہونچیگا۔ حتی الامکان ایسے مقام مہلکہ سے بچنا لازم ہے۔ آپنے فرمایا۔ خدا کی قسم حضور اقدس نے تم سے قبل مجھکو بھی حدیث سُنادی ہے اور مجھکو خوب یاد ہے۔ ابو الاسود راوی کہتے ہین کہ مین نے اپنے جی مین کہا۔ واللہ آپ کیسے دلیر و جنگجو ہین جو اس قسم کی باتین لوگونسے بیان کرتے ہین۔

زید بن وہب کہتے ہین کہ جناب امیر المومنین علی مرتضیٰؓ بصرہ مین ایک جماعت پر گذرے اوسمین ایک شخص خارجی جُعد بن بعجہ نامی تھا وہ آپ کو دیکھکر کھڑا ہو گیا اور خطبہ پڑہنے لگا بعد حمد و نعت کے آپکی طرف مخاطب ہو کر کہا۔ خدا سے ڈرو۔ اے علیؓ تم کو بھی ایک دن مرنا ہے آپنے فرمایا مین مرونگا نہین بلکہ مقتول ہونگا۔ اس سر سے ایک ضرب تلوار خون جاری کریگی اور یہہ داڑہی رنگین ہو جاویگی۔ یہہ حکم خداوندی اور امر معہود و مقرر شدہ ہے جو ضرور ہونے والا ہے۔ پھر اوس خارجی نے آپکے لباس پر طعن کیا اور کہا۔ آپ اس لباس سے عمدہ نفیس دوسرا لباس کیون نہین پہنتے۔ جواب دیا۔ یہہ میرا لباس و پوشش کبر و نخوت سے دور ہے اور اس قابل ہے کہ مسلمان ایسے لباس پہننے مین میری اقتدا کرین۔

حضرت انسؓ راوی ہین کہ مین آنحضرت صلعم کے ہمراہ جناب علیؓ کی عیادت کو گیا۔ آپ بیمار صاحب فراش تھے۔ اوسوقت آپکے پاس جناب ابوبکر صدیق اور عمر فاروقؓ بھی موجود تھے رسول اللہ کو دیکھتے ہی یہہ دونون صاحب اوٹھہ کھڑے ہوے۔ حضور اقدس جناب علیؓ کے پاس بیٹھ گئے۔ یہہ دونون صاحب دوسری جگہہ بیٹھے اور ایک نے دوسرے سے کہا علیؓ اس مرض سے جانبر نہونگے۔ جناب نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والتسلیم نے فرمایا ابھی نہ مرینگے

بلکہ آیندہ زمانہ مین شہید ہونگے۔

عمار بن یاسرؓ راوی ہین کہ مین غزوہ ذی العشرۃ مین جناب علیؓ کا رفیق تھا۔ آنحضرتؐ نے فرمایا۔ کیا مین بدبخت ترین اشخاص کو نہ بیان کر دون۔ ہم نے عرض کیا۔ ہان حضور ضرور ارشاد فرمائیے۔ فرمایا۔ ایک تو وہ شخص سرخ رنگ والا ہے جسنے حضرت ثمودؑ کی اونٹنی کو ہلاک کیا۔ دوسرا وہ بدبخت و شقی مرد نالایق ہے جو لے علی تمہارے سر اور ڈاڑھی کو خون آلود کرے گا۔

بعد انقضاء عہد خلافت حقہ حکومت نوجوانان قریش (بنی امیہ) کے بارہ مین احادیث متعددہ وارد ہین جن سے یہہ امر محقق ہوتا ہے کہ جناب امیر المومنین علیؓ کے عہد پر خلافت کا خاتمہ ہے۔

امام بیہقیؒ ابن مواہب سے روایت کرتے ہین کہ مین جناب امیر معاویہؓ کی خدمت مین حاضر تھا اس اثنا مین مروان آپکے پاس آیا اور کہا۔ اے امیر المومنین میرے سر پر بڑا بار ہے اہل قرابت کھانے پینے والے بکثرت ہین۔ دس لڑکے۔ دس بھتیجے۔ دس بھائی اتنے آدمی میری کفالت اور پرورش مین ہین۔ آپ میری حاجت روائی کیجیے اور فکر عظیم سے سبکدوش فرمائیے۔ یہہ کہکر مروان واپس گیا۔ جناب امیر معاویہؓ حضرت عباسؓ سے جو اونکے پاس تخت پر بیٹھے تھے مخاطب ہوے اور کہا۔ آپ جانتے ہین جناب رسولخدا صلعم نے فرمایا ہے کہ اولاد حکم مین جب تیس جوان ہوجاوینگے تو خدا کا دین و کتاب ذریعہ فریب و مکر بناوینگے اور خدا کا مال اموال غنیمت اپنا حق سمجھکر آپ ہی خورد برد کر لیا کرینگے اور دوسرے اہل استحقاق بالکل محروم رہینگے اور جسوقت انکی تعداد چارسو ننانوے تک پہونچ جاویگی تو پھر انکی تباہی و بربادی مین کچھہ دیر نہ ہوگی دفعۃً سب کے سب ہلاک ہوجاوینگے۔ حضرت ابن عباسؓ نے

فرمایا- ہان مجھکو یہہ حدیث خوب یاد ہے- بعد ازان مروان نے اپنے لڑکے عبد الملک کو جناب امیر معاویہ رضی کے پاس بہیجا اور اپنی غرض و حاجت اوسکی زبانی کہلا بہیجی۔ عبد الملک دربار خلافت مین حاضر ہوا اور اپنا مطلب کہکر واپس گیا- اوسکے جانیکے بعد جناب معاویہ رض نے بدستور اول حضرت ابن عباس رض سے کہا- آپکو یاد ہو گا کہ جناب رسالتمآب ؐ نے عبد الملک کا نام لیکر فرمایا ہے- یہہ شخص (ابو الجبابرۃ الاربعۃ) چار ظالم و جابر حاکمونکا باپ ہوگا-

ابوہریرہ رضی سے روایت ہے کہ جناب رسالتمآب صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا- مین نے بنی الحکم کو خواب مین دیکھا ہے کہ میرے ممبر پر بندرون کی طرح کود رہے ہین- راوی کا قول ہے کہ اسکے بعد حضور سرور عالم صلعم کو تا آخر وقت حیات کسی نے خوش اور ہنستے نہ پایا اور ایک روایت مین ہے کہ جب حضور نبوی یہہ خواب دیکھکر غمگین و ملول ہوے تو رب العالمین نے اپنے محبوب کی تسلی کو وحی نازل فرمائی اور بیان کر دیا کہ بنی امیہ کو دولت دنیا نصیب ہوگی- اس سے آپکو فی الجملہ اطمینان حاصل ہوا اور ایک روایت مین حاکم و بیہقی نقل کرتے ہین کہ جناب رسول اللہ ؐ نے خواب دیکھا کہ بنی امیہ ممبر شریف پر ایک دوسرے کے بعد خطبہ پڑہ رہے ہین- حضور کو یہہ خوش نہ آیا اور خاطر مبارک قرین رنج و ملال ہوئی- خداوند تعالی نے اپنے پیارے حبیب کے خوش کرنے کو سورہ انا اعطینا او سورہ انا انزلناہ فی لیلۃ القدر نازل فرمائین جس مین حضور کیواسطے حوض کوثر دینے کا وعدہ اور لیلۃ القدر کی فضیلت اور بنی امیہ کی مدت حکومت ایک ہزار مہینے بیان کئے-

قاسم بن فضل کہتے ہین کہ مین نے بنی امیہ کی خلافت کا حساب لگایا تو پورے ہزار مہینے ہوتے ہین-

جناب علی رض کے حق مین دو فریق (آپکے یاران فدائی اور آپکے دشمن جانی) کا

ذکر بھی احادیث مین آگیا ہے۔

جناب علیؓ فرماتے ہین کہ حضور سرور کائنات نے مجھکو بلا کر فرمایا۔ اے علی۔ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی مثال تم پر صادق ہے۔ یہود اونکے دشمن ہو گئے اونکی والدہ کو تہمت لگائی۔ نصاریٰ اونکے دوست بنے مگر فرط محبت سے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو اس درجہ تک پہنچا دیا جسکے وہ کسی طرح حقدار نہ تھے۔ جناب علیؓ فرماتے ہین کہ میرے بارہ مین میرے دوست مبالغہ کرنے والے اور جو بات مجھہ مین نہین وہ میرے حق مین کہنے والے راہ حق سے دور ہو گئے اور میرے دشمن بدخواہ عداوت کی راہ سے میرے اندر عیب گیری اور برائیان کرنے پر آمادہ ہوے اور مجھکو صدمہ پہنچایا۔ خبردار آگاہ ہو جاؤ کہ مین نبی رسول نہین نہ مجھپر وحی آتی ہے لیکن کتاب اللہ و سنت رسول اللہ پر میرا عمل ہے حتی الامکان اپنی عقل و سمجھہ سے کام لیتا ہون اور اسپر عمل کرتا ہون پس اگر خدا کی اطاعت کا تمکو حکم دون تو تمپر میری اطاعت واجب و لازم ہے۔ چاہے تمکو اسمین تکلیف و مشقت ہو خواہ آسانی و راحت ہر حال مین میری متابعت سے علیحدہ ہونیکے مجاز و مختار نہین اور اگر بالفرض کسی ایسے کام کو کہون جسمین خدا کی نافرمانی لازم آتی ہو تو اوسوقت میرا کہنا ہرگز نہ سننا۔ کیونکہ کسی کی اطاعت مین خدا کی معصیت کا مرتکب ہونا ہرگز درست نہین۔ ہان حکم خدا مین طاعت ہے۔ (ازالۃ الخفا)

مؤلف۔ اس بیان سے بخوبی ظاہر ہو گیا کہ جناب علیؓ کی محبت کسکا نام ہے اور آپکا اتباع کیا چیز ہے۔ افراط و تفریط اس باب مین دونون جادۂ حق صراط مستقیم سے باہر ہین۔ حد متوسط و درجہ اعتدال اہل اسلام کو نصیب ہے اور متبعان سنت سنیہ۔ محبان خاص و دوستان با اخلاص جناب امیر المومنین سیدنا علی مرتضیٰ کرم اللہ وجہہ ہین اور

سچے ہوا چاہ اور آپکے اور جملہ اہلبیت کے نام پر جان فدا کرنے والے ہین۔ کیونکہ محبت کا یہی تقاضا ہے کہ انسان جسکو دوست رکھتا ہے اوسکے ہر قول و فعل کی اطاعت اپنے اوپر واجب و لازم جانتا ہے اور یہی طریق سلف صالحین کا ہے۔ سواد اعظم اور جماعت کثیر یہی بزرگان دین ہین اور ان حضرات سے جناب علی مرتضیٰ رضی کے مناقب و اوصاف منقول ہین۔

اب ہم چند اشعار امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ سے آپکے فضائل و محبت اہل بیت مین نقل کرکے بحث فضائل کو ان اشعار پر ختم کرتے ہین۔

اذا نحن فضلنا علیًّا فاننا		روافض بالتفضیل عند ذوی الجھل
وفضل ابی بکر اذ ما ذکرته		رمیت بنصب عند ذکری للفضل
فلا زلت ذا رفض ولا نصب کلاھما		بحبھما حتی اوسد فی الرمل

ترجمہ۔ جب ہم جناب علی رضی کے فضائل بیان کرتے ہین تو جاہل لوگ سنکر ہمکو رافضی کہتے ہین اور جسوقت جناب صدیق اکبر رضی کے فضائل ذکر کرتے ہین تو لوگ ناصبی و خارجی ہونیکی تہمت لگاتے ہین چاہے مین رافضی کہا جاؤن خواہ ناصبی مین تو تا زندگی دونون صاحبونکی محبت پر قائم ہون۔

قالوا ترفضت قلت کلا	ایضًا	ما الرفض دینی ولا اعتقادی
لکن تولیت غیر شک		خیر امام وخیر ھادی
ان کان حب الولی رفضا		فاننی ارفض العباد

ترجمہ۔ لوگ مجھکو کہتے ہین کہ تو رافضی ہوگیا۔ مین اونکو جواب دیتا ہون۔ ہرگز نہین۔ رفض میرا دین و اعتقاد نہین لیکن مین بہتر امام اور بہتر ہادی کا دوست ضرور رہون۔ اگر جناب علی رضی ولی کی محبت کو رفض کہتے ہو تو البتہ مین اس لحاظ سے پکا رافضی ہون۔

یا راکبا قف بالمحصب من منیٰ	ایضاً	واهتف لساکن خیفها والناهض
سحراً اذا فاض الحجیج الی منیٰ		فیضاً کملتطم الفرات الفائض
ان کان رفضاً حب آل محمد		فلیشهد الثقلان انی رافض

ترجمہ اے سوار محصب مین جو بمقام منیٰ واقع ہے ٹھہر جا اور اوس مقام کے کھڑے اور بیٹھے لوگونکو صبح کے وقت جبکہ حاجیون کا ہجوم ہو اور خلقت خدا مثل سیلاب دریای فرات کے امڈی چلی آتی ہو میری طرف سے پکار کر کہہ دے کہ اگر آل محمد کی محبت کا نام رفض ہے تو دونون فریق (شیعہ و سُنی یا جن و انسان) گواہ رہین کہ مین رافضی ہون۔

امام بیہقیؒ کہتے ہین کہ خوارج نے امام شافعیؒ پر تہمت رفض لگائی تو آپنے یہہ شعر پڑھے مروی ہے کہ امام مزنیؒ نے امام شافعیؒ سے کہا۔ آپ خاندان اہل بیت کے دوست و خیر خواہ ہین اور اونسے محبت رکھتے ہین۔ اس مضمون کے کچھہ اشعار تو کہہ دیجیے۔ امام شافعیؒ نے یہہ شعر پڑھے ہے۔

ومازال کتمانیک حتی کاننی		بردجواب السائلین لاعجم
واکتم ودی مع صفاء مودتی		لتسلم من قول الوشاة واسلم

ترجمہ مین ہمیشہ تیری محبت چھپاے رہا اور سائلین کے جواب دینے مین گویا مین گونگا ہو گیا۔ باوجود صاف و خالص محبت کی مین نے اپنا عشق لوگون پر ظاہر نہ کیا تاکہ چغلخور و زبان سے تجھکو محفوظ رکھون اور خود بھی اونکے طعن و تشنیع سے بچا رہون۔

حالات قبل ہجرت مجملاً واقعات گذشتہ

حضور نبوی کی توجہ مبارک حضرت علیؓ کی طرف اس درجہ تھی اور اس قسم کے معاملات

آپکے ساتھ ہے جن سے آپکی خصوصیات یوماً فیوماً ترقی کرتی رہین بچپن سے تربیت نبوی مین آنا اور کاروبار خانگی مین شرکت وغیرہ وغیرہ ایسے معاملات ہین جو خاص آپ ہی کی ذات کیساتھ مختص ہین یہانتک کہ والدین سے بہی آپکو برائے نام تعلق تھا۔

امام نسائی کتاب خصائص مین نقل کرتے ہین کہ امیرالمومنین سے کسی نے سوال کیا کیا وجہ ہے کہ آپ اپنے عمزاد بہائی کے وارث ہوے اور باپ اور چچا کی وراثت نہ پائی۔ ارشاد فرمایا۔ ایکمرتبہ حضور خواجہ عالم نے بنی عبدالمطلب کی دعوت کی۔ بمقدار ایک مُد کہانا پکوایا گیا لیکن اس قلیل طعام مین ہی وہ برکت ہوئی کہ سب شکم سیر ہوگئے اور کہانا بچ رہا۔ بعدہ ایک چھوٹے پیالہ مین پانی آیا اور سبکو سیراب کرنے پر بہی باقی رہا۔ اب حضور سے ارشاد ہوا۔ اے اولاد عبدالمطلب مین بالخصوص تمپر اور بالعموم عام لوگونپر نبی ہوکر بہیجا گیا ہون۔ تمنے اور لوگونکا حال دیکھ لیا ہے اب تم مین سے کون میری بعیت کرکے میرا بہائی۔ میرا صاحب۔ میرا وارث وجانشین ہونا چاہتا ہے۔ مگر کوئی نہ بولا۔ مین سب مین چہوٹا تھا اوٹھ کھڑا ہوا۔ ارشاد نبوی ہوا کہ تم بیٹھ جاؤ۔ پہر حضور نے وہی کلمات تین بار فرمائے اور مین ہربار کھڑا ہوکر بٹھا دیا جاتا تھا۔ بار سوم حضور نے میرا ہاتھ اپنے ہاتھ مین پکڑ لیا اسیواسطے مین حضور کا وارث ہون (وراثت سے وراثت علمی مراد ہے نہ کہ دنیوی مال وجائداد کی کیونکہ انبیاے کرام کے مال کا کوئی وارث نہین ہوتا)

جناب علیؓ فرماتے ہین کہ ایک روز مین حضور کے ہمراہ خانہ کعبہ مین گیا اور حضور میرے شانہ پر قدم جماکر کھڑے ہوے اور مین آپکو لیکر کھڑا ہوگیا پھر حضور کو معلوم ہوا کہ مین بار نبوی اوٹھانیسے عاجز ہون تو مجھکو بٹھاکر اوتر پڑے اور مجھکو شانہ مبارک پر چڑہاکر کھڑے ہوگئے۔ اوس حالت مین مجھکو ایسا معلوم ہوتا تھا گویا آسمان کے قریب پہنچگیا ہون

اگر چاہتا تو آسمان کو چھولیتا۔ پھر مین سقف کعبہ پر چڑھ گیا اور وہان سے حسب حکم نبوی پیتل تانبے کی مورتین یکجا کرکے نیچے پھینک دین وہ اس طرح ٹوٹین جیسے شیشہ چور چور ہوجاتا ہے۔ جب اس کام سے فارغ ہوچکا تو حضور کے سہارے سے جس طرح اوپر چڑھا تھا نیچے اوتر آیا۔

جسوقت حبیب اکرم رسول معظم نے درمیان صحابہ کرام بمقام مکہ معظمہ بھائی بندی کرائی تو حضرت علی کو اپنا بھائی بنایا۔ ترمذی مین حضرت ابن عمرؓ سے روایت ہے کہ جب درمیان اصحاب کرام عقد مواخات باندھا گیا تو حضرت علی بارگاہ نبوی مین گریہ کنان تشریف لائے اور عرض کیا کہ سب صحابہ کے تو بھائی مقرر کرادیئے مگر مین تنہا رہ گیا۔ ارشاد پاک ہوا۔ اے علی تم تو میرے دین و دنیا کے بھائی ہو مجھسے بڑھکر دوسرا بھائی نہین ہوسکتا۔ علامہ ابن حجرؒ کہتے ہین کہ یہہ عقد مواخات بار اول مکہ مین درمیان مہاجرین ہوا ہے اور دوبارہ مدینہ مین مابین مہاجرین وانصار واقع ہوا۔ صاحب خمیس فرماتے ہین کہ یہہ عقد بمقام مدینہ منورہ مہاجرین وانصار مین بعد ہجرت پانچ یا آٹھہ ماہ گذرنے پر ہوا ہے۔

وفات ابوطالب سنہ نبوت

محمد بن کعب قرظی سے روایت ہے کہ جب ابوطالب مرض الموت مین مبتلا ہوے اکابر قریش عیادت کو آئے اور بعد مزاج پرسی اونسے کہا۔ اے ابوطالب۔ اپنے بھتیجہ محمدؐ کے پاس کسی کو بھیجو اور اونسے کہو کہ اپنی بہشت مین سے جسکا ذکر کیا کرتے ہین کچھہ کھانا تمہارے واسطے بھیجدین تاکہ اوسکے کھانے سے تمہارا مرض دور اور صحت جسمانی حاصل ہو۔

ابوطالب نے حضور سرور عالم کیخدمت مین کھلا بھیجا کہ مین سن طبعی کو پہونچا۔ ضعف لاحق حال ہے مزید بران مرض سے اور بھی ناتوان ہوگیا ہون مین نے تمہاری بہت کچھ خدمت کی ہے اور ہمیشہ بچون کی طرح رکھا اور دشمنونکے مقابل سینہ سپر رہا ہون۔ اب اسوقت کچھ کھانے پینے کو اپنی بہشت مین سے میرے واسطے بھیجدو شاید بیماری سے شفا پاؤن۔ آنحضرت صلعم نے اسکے جواب مین کچھ نہ فرمایا مگر جناب صدیق اکبرؓ حضور کی خدمت مین موجود تھے وہ بول اوٹھے۔ خداوند تعالی نے بہشت کی نعمت کافر پر حرام فرمائی ہے پیغامبر یہہ فقرہ سنکر واپس گیا اور صورت حال ظاہر کی۔ قریش نی دوبارہ اوسی شخص کو خدمت اقدس مین بھیجا اور وہی سوال سابق کیا۔ حضور سے ارشاد ہوا۔ خداوند عالم نے کافرونپر اپنی نعمت بہشت حرام کردی ہے۔ وہ یہہ جواب پاکر واپس گیا پھر خود حضور اقدس ابوطالب کے گھر تشریف لیگئے اور فرمایا۔ تھوڑی دیر کیلئے یہان خلوت کردو۔ قریش نے جواب دیا جس طرح ابوطالب تمہارے چچا ہین ہمارے بھی عزیز و قریب ہین۔ ایسے وقت ہم کیسے چھوڑدین مجبور حضور سرور عالم ابوطالب کے سرہانے بیٹھ گئے اور فرمایا۔ چچا جان۔ مجھپر تمہارے حقوق بہت ہین۔ اب وہ وقت آگیا ہے کہ ایک بار کلمہ طیبہ اپنی زبان سے کہہ دو اور میری مدد کرو تاکہ قیامت کے روز خدای ذے الجلال کی بارگاہ عزت مین تمہاری سفارش کرون۔ ابوطالب نے پوچھا۔ وہ کلمہ کیا ہے۔ فرمایا لا الہ الا اللہ وحدہ لا شریک لہ۔ ابوطالب نے جواب دیا مین خوب جانتا ہون کہ تم میرے خیرخواہ اور سعادتمند لڑکے ہو اور میری بھلائی چاہتے ہو اگر مجھکو اس امر کا خوف نہ ہوتا کہ میرے بعد قریش تمکو ملامت کرینگے اور کہین گے کہ تمہارا چچا ابوطالب ڈرکر تمہارے خوش کرنیکو یہہ کلمہ کہہ کر مرا تھا تو مین ضرور پڑھ لیتا اور

ایک روایت مین ہی کہ حضور نے فرمایا۔ اے چچا۔ اور ونکو تم کہتے ہو کہ میری بات سنین اور
میری متابعت کرین مگر خود اسلام قبول نہین کرتے۔ ابوطالب نے جواب دیا۔ حالت
صحت مین اگر مسلمان ہوجاتا تو مضائقہ نہ تھا۔ اب مرتے وقت اگر کلمہ پڑھون تو لوگ
یہی کہینگے کہ موت کے ڈر سے مسلمان ہوگیا۔ حضور سرورعالم ابوطالب کے ایمان لانےسے
مایوس ہوکر ملول خاطر اوٹھ کھڑے ہوے اور فرمایا مین اب بہی خدا سے تمہارے
واسطے مغفرت چاہونگا تاوقتیکہ مجھکو ممانعت نہ ہوجاوے۔ (روضۃ الاحباب و معارج النبوۃ)

مواہب لدنیہ مین ہے کہ جب ابوطالب کی وفات کا وقت قریب آیا تو یہ وصیت کی
اُے سرداران قریش تم برگزیدہ مخلوق خدا ہو۔ اللہ تعالی نے قوم عرب مین تمکو سرفراز و
ممتاز فرمایا ہے مین تمکو وصیت کرتا ہون کہ محمد کے ساتھ اچھی طرح پیش آنا۔ اون سے
نیک برتاو رکھنا۔ وہ قریش مین امانت دار۔ ہرایک کے دوست وبہی خواہ ہین۔
خداے کریم کے پاس سے وہ دین متین لاے ہین جسکو دل مان لیتا ہے مگر خوف
بدگوئی خلائق سے زبان اقرار نہین کرتی۔ بخدا مین بچشم یقین دیکھہ رہا ہون کہ محتاج عرب
دیہاتی۔ اہل بادیہ مسکین و ضعیف نے۔ محمد کی دعوت کو قبول کرلیا اور اونکے کلمہ کی
تصدیق کی۔ تم لوگونکا انجام کار بہی دیکھہ رہا ہون کہ تمہاری سرداری و عزت سب
خاک مین مل گئی۔ گھر اوجڑ گئے۔ جو تم مین ذلیل و خوار تہے وہ بباعث قبول اسلام تمہارے
سردار بن گئے اور جو لوگ محمد کی عداوت مین قوی تہے وہ اب اونکے زیادہ محتاج ہین
جو اونکی دشمنی سے دور تہے اونکو قرب حاصل ہے۔ تمام عرب خالص محبت اور صاف
دل سے اونکے مطیع و فرمانبردار ہوگئے ہین اور اپنے جان و مال کا حاکم اونکو بنادیا ہے
اے قریش تم سب کے دوست ہوجاؤ اور جان و مال سے اونکے محافظ و ناصر بن جاؤ۔

جو اونکی راہ چلیگا راہ یاب ہوگا اور جو اونکی سیرت وعادت پر عمل کریگا سعادت پاویگا۔ واے صد واے۔ اگر میری زندگی وفا کرتی اور موت کچھہ دن اور مہلت دیتی تو مین محمد کے سر سے آنیوالی مصیبتون اور بلاؤن کو ضرور روکتا" یہہ مضمون لکھکر ابوطالب نے کفر پر انتقال کیا۔

حضرت علیؓ فرماتے ہین کہ جب میرا باپ مر گیا تو مین خدمت نبوی مین حاضر ہوا اور عرض کیا حضور کے بوڑھے چچا گمراہ نے دنیا سے رحلت کی۔ آنحضرت یہہ سنکر رونے لگے اور مجھکو حکم دیا تم جاؤ۔ اونکو غسل دو اور کفن پہنا کر دفن کردو۔ مین نے عرض کیا۔ اے رسول خدا کے وہ تو مشرک مرے ہین مین کیسے اونکی تجہیز وتکفین مین شریک ہون۔ ارشاد ہوا۔ جاؤ۔ اونکو مٹی مین چھپا آؤ۔ خدا اونکی بخشش کرے۔ مین نے حسب ارشاد نبوی اپنے باپ کو غسل دیا اور کفنا کر قبر مین دفن کرکے خدمت اقدس مین واپس آیا۔ حضور نے میرے حق مین دعاے خیر کی اور فرمایا۔ تم بھی غسل کرلو۔ آپکے فرمانے سے مین نے بھی غسل کیا راوی کا قول ہے کہ جب جناب علی مرتضی کبھی مردے کو نہلاتے تو خود بھی غسل کرتے تھے (خمیس) ایک روایت ہے کہ حضور سید عالم بھی ابوطالب کے جنازہ کے ساتھہ تشریف لے گئے اور بکمال تاسف فرماتے جاتے تھے۔ اے چچا۔ تمنے خوب حق قرابت ونا تا ادا کیا اور میرے بارہ مین حتی الامکان دریغ نہ کیا۔ خداے کریم تمکو اسکا بدلا عطا فرماوے۔

لکھا ہے کہ جب ابوطالب کے دفن سے فراغت ہوئی تو حضور پر نور مغموم ومحزون دولتخانہ پر تشریف لاے اور چند روز تک گھر سے باہر کہین تشریف نہ لیگئے۔ ہر وقت ابوطالب کے حق مین دعاے مغفرت فرمایا کرتے تھے۔ صحابہ کرام کو جب یہہ حال معلوم ہوا عرض کیا ہم بھی اپنے آباواجداد کی مغفرت خدا سے چاہین حضرت ابراہیم خلیل اللہ

علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اپنے باپ کے واسطے دعا کی اور ہمارے رسول اکرم اپنے چچا کے واسطے دعا کر رہے ہین-خداوند تعالیٰ نے یہہ آیت نازل فرمائی-ماکان للنبی والذین امنوا تا آخر آیت- (روضتہ الاحباب)

انوار التنزیل مین ہے کہ آیہ کریمہ-انک لا تھدی من احببت ولکن اللہ یھدی من یشاء-خاص ابوطالب کے حق مین نازل ہوئی ہے کیونکہ جب حضور سرور عالم کی فہمایش سے ابوطالب اسلام نہ لاے تو حضور کو از بس رنج گذرا-خداوند تعالیٰ نے حضور کی تسلی وتشفی کیلئے یہہ آیت نازل فرمائی اور جب آپنے ابوطالب کے حق مین دعای مغفرت کی تو ماکان للنبی الآیۃ نازل ہوئی آیہ کریمہ-انک لا تھدی من احببت کا نزول ابوطالب کے قصہ مین تو ظاہر ہے مگر آیت اولیٰ بعد وفات ابوطالب ایک مدت گذرنے پر نازل ہوئی ہے جو کہ ہر شخص کیواسطے عام ہے اور جس سے ہر مسلمان کو کافر کے حق مین دعاے آمرزش طلب کرنا منع ہوگیا ہے-بہرکیف ابوطالب کا کفر پر مرنا یقینی ہے اور جو دیگر روایات اسلام ابوطالب پر دال ہین وہ بمقابلہ روایات ہذا محض بے اعتبار وضعیف ہین-

دیگر روایات سے واضح ہوتا ہے کہ سبب نزول آیت ماکان للنبی الخ یہہ ہے کہ جناب رسولخدا واسطے اداے عمرہ مکہ معظمہ تشریف لیگئے-اثنا راہ مین حضور اپنی والدہ آمنہ کی قبر پر ٹہرے اور خداوند تعالیٰ سے درخواست فرمائی کہ اپنی والدہ کے حق مین دعاے مغفرت کرین-بارگاہ ایزدی سے اجازت نہ ملی اور یہی آیت مشتمل بر منع استغفار براے مشرکین وکفار نازل فرمائی- (روضتہ الاحباب)

وہ ضعیف روایت جسکو قائل اسلام ابوطالب اپنے نزدیک اقوی دلیل سمجھتے ہین

یہہ ہے۔ محمد بن اسحق سے مروی ہی کہ جبوقت حضور سرور کائنات نے کلمہ توحید ابوطالب پر پیش کیا تو ابوطالب نے صاف انکار کردیا مگر حضرت عباسؓ جو اُسوقت تک اسلام نہین لای تھے ابوطالب کے چہرہ کو دیکھنے لگے اور اونکو لبونکی حرکت معلوم ہوئی تو اونہون نے اپنا سر جھکا کر ابوطالب کے منہ کے قریب کیا پھر سر اوٹھاکر خدمت نبوی مین عرض کیا۔ اے بھتیجے۔ جو کلمہ تم نے ابوطالب کو تلقین کیا وہی اونکی زبان سے آہستہ نکلا اور مینے سن لیا۔ حضور نے فرمایا مین نے نہین سنا۔

یہہ روایت سراسر ضعیف ہے۔ اسکی تردید روایت بخاری شریف سے بلفظ صریح موجود ہے کہ اخیر کلمہ ابوطالب کی زبان سے یہی نکلا علیٰ ملۃ عبد المطلب۔ دوسرا جواب یہہ ہے کہ اگر ابوطالب کا خاتمہ کلمہ توحید پر ہوا تو جناب رسالتمآب کی غم کرنے اور آیت کریمہ۔ انك لا تهدی کے نازل ہونے اور حضور کا ابوطالب کے حقمین استغفار کرنے اور خداوندی ممانعت کے نازل ہونیکی کیا وجہ ہے۔

صحیح بخاری مین حضرت عباسؓ سے روایت ہے کہ مین نے بعد وفات ابوطالب خدمت نبوی مین عرض کیا۔ آپنے اپنے چچا کو کچھہ نفع نہ پہونچایا۔ وہ تو آپکے بڑے مہربان و خیرخواہ تھے۔ ارشاد ہوا میری ہی وجہ سے تو ابوطالب پر خفیف عذاب ہو رہا ہے صرف ٹخنی تک آگ مین ہین اور اگر میرے اونکے یہہ مراسم وارتباط نہ ہوتے تو دریاے آتش مین ڈوبی ہوتے اور طبقہ اسفل نار مین جگہہ پاتے۔

اس حدیث سے محمد بن اسحق والی حدیث کا ضعف جو بسند ابن عباسؓ بروایت راوی مجہول الاسم نقل کی ہی ظاہر ہوتا ہے اور الفاظ حدیث ہذا سے ثابت ہے کہ ابوطالب کا خاتمہ کفر پر ہوا ہے کیونکہ حضرت عباسؓ کا سوال کرنا اور آنحضرت صلعم کا جواب دینا

سوءِ خاتمہ ابوطالب کی صاف دلیل ہے۔ علاوہ اسکے جناب علیؓ کا فرمانا کہ وہ مشرک مرے ہین مین کس طرح اونکے تجہیز وتکفین مین شریک ہون حجت واضح ہے کہ ابوطالب کو اسلام نصیب نہ ہوا۔

معالم التنزیل مین ہے کہ کفر کے چار اقسام ہین۔ کفر انکار۔ کفر جحود۔ کفر عناد۔ کفر نفاق قسم اول یہہ ہے کہ خداے تعالیٰ کی وحدانیت نہ دل سے مانے اور نہ زبان سے اقرار کرے اور یہہ ظاہر ہے۔ قسم دوم یہہ ہے کہ خدا کو دل سے تو مانے مگر زبان سے انکار پر قائم رہے۔ جیسا ابلیس لعین اور یہود کا کفر۔ قسم سوم کفر عناد یہہ ہے کہ دل سے خدا کو ایک مانے۔ زبان سے اوسکی وحدانیت کا مقر ہو لیکن دین الٰہی پر عمل نہو اور نہ اوسکا مطیع و فرمانبردار ہو۔ جیسا ابوطالب کا کفر تھا کیونکہ اوس جواب سے جو آنحضرت کو مرض موت مین دیا یہہ امر بخوبی روشن ہے اور ان اشعار سے بہی جو ابوطالب نے آنحضرت کے جواب مین پڑہے ہیں ظاہر ہوتا ہے۔ **ترجمہ اشعار** مین یقیناً جانتا ہون کہ دین محمدی تمام دینون سے بہتر ہے اگر مجھکو خوف طعنہ زنی اور ملامت کا نہ ہوتا تو اسوقت تم مجھکو دیکہہ لیتے کہ قبول دین اسلام پر جرأت کر جاتا۔ (اے محمدؐ) تم نے مجھکو راہ حق کی جانب بلایا اور مین خوب جانتا ہون کہ تم خیر خواہ ہو اور اپنی بات مین سچے۔ خدا کی امانت پہونچانے مین امانت دار ہو۔ قسم چہارم کفر نفاق۔ زبانی اسلام ظاہر کرے مگر دل سے عقائد کفر پر قائم رہے جس طرح آنحضرت صلعم کے زمانہ مین منافقون کا دستور تھا۔ علماء سنت وجماعت کے نزدیک کفر جمیع اقسامہ یکسان ہے کسی قسم کا کافر ہو اگر کفر پر مرا تو خداوند تعالیٰ کی مغفرت سے محروم ہے نعوذ باللہ منہا۔

ابوطالب کی وفات اوائل ماہ ذیقعدہ سنہ نبوت مین ہے اور بعضے کہتے ہین کہ

نصف ماہ شوال سنہ نبوت مین انتقال کیا۔ (استیعاب) حیوۃ الحیوان مین ہے کہ جسوقت ابوطالب نے وفات پائی آنحضرت صلعم کی عمر شریف اونچاس سال آٹھہ ماہ گیارہ دن کی تھی ابوطالب کچھہ اوپر اسی برس کے ہوکر مرے اور بروایت مواہب لدنیہ ستاسی سال کے تھے اور ایک روایت مین نصف ماہ شوال سنہ نبوت تاریخ وفات ہے۔ ابن جوزی کہتے ہین کہ ہجرت نبوی سے تین برس پیشتر ابوطالب کی وفات ہوئی ہے۔

اہل سنت وجماعت کے نزدیک ابوطالب کی وفات حالت کفر مین ہوئی لیکن حضرات شیعہ مدعی ہین کہ ابوطالب نے مرتے دم اسلام قبول کرلیا تھا مگر وہ احادیث بمقابلہ احادیث صحیح بخاری و دیگر روایات معتبرہ محض سست اور غیر معتبر ہین۔ اونمین سے بطور نمونہ ایک روایت محمد بن اسحٰق سے نقل ہوئی ہے۔ علامہ ابن حجرؒ فرماتے ہین "مین نے وہ روایات جو اہل تشیع نے درباب اسلام ابوطالب جمع کی ہین دیکھی ہین اونمین سے ایک بھی قابل اعتبار نہین مین نے چند روایات اونمین کی اپنی کتاب اصابہ مین بمقام ترجمہ ابی طالب نقل کی ہین"۔

ہجرت سنہ ۱۴ نبوت مطابق سنہ ۱

جب ایذاے کفار مکہ مسلمانون پر حد سے گذر گئی جملہ اصحاب کبار دو دو چار چار کرکے ہجرت کرگئے صرف جناب سالتمآبؐ حضرت صدیقؓ جناب علیؓ رہ گئے۔ کفار نے ایک شب باتفاق یہہ صلاح کی کہ حضور اقدس کے دشمنونکو قتل کرڈالین حضرت جبرئیل امین علیہ السلام بحکم رب العلمین خدمت نبوی مین نازل ہوے اور ظاہر کیا کہ اس رات کو آپ بہمراہی صدیق اکبرؓ مدینہ منورہ روانہ ہون چنانچہ حضور خواجہ عالم نے جناب علیؓ کو اپنے بستر پر سلا دیا اور خود غار حرا کیجانب روانہ ہوے۔ جب رات ہوئی کفار بہ نیت فاسد گرد

دولت سرائے نبوی بارادۂ فاسد جمع ہوئے حضور سرور عالم کو جب معلوم ہوا آپ نے علی مرتضیٰ رضی سے فرمایا مجھکو حکم ہجرت ہوگیا ہے مین اسیوقت روانہ ہوتا ہون تم میرے بستر پر میری سبز چادر اوڑہکر بے خوف وخطر لیٹ رہو خداوند عالم تمہارا حافظ و ناصر ہے۔ اہل مکہ کی امانتین جو میرے پاس ہین تمہارے سپرد کرتا ہون میرے بعد جسکی امانت ہے اوسکے حوالہ کرکے تم بھی میرے پاس مدینہ چلے آنا" جناب علی مرتضیٰ رضی حسب ارشاد حضور چادر مبارک سبز رنگ اوڑہکر بستر نبوی پر لیٹ رہے اور حضور سرور دوجہان وہانسے نکلے چلے گئے کچھ دیر بعد ایک مرد اجنبی صورت کفار کے مجمع مین آیا اور اونسے پوچھا۔ تم لوگ یہان کسکا انتظار کر رہے ہو جواب ملا۔ محمد کے منتظر ہین۔ اوسنے کہا۔ تم لوگ ناامید ہوی دل کی آرزو دل ہی مین رہی محمد تو تمہارے سرونپر خاک ڈالکر تشریف لیگئے۔ الغرض کفار گھر مین گھس آئے اور چاہا کہ جناب علی رضی پر حملہ کرین۔ آپ اوٹھ بیٹھے۔ کفار نے دریافت کیا۔ محمد کہان ہین۔ فرمایا۔ معلوم نہین۔ کفار نے جناب علی رضی سے کچھ تعرض نہ کیا اور حیران و شرمندہ واپس گئے۔

خمیس مین ہے کہ کفار دروازہ پر صبح تک منتظر رہے۔ دروازہ کے درزونسے جناب علی رضی کو حضور کے خوابگاہ مین سبز چادر اوڑہے دیکھکر یہی جانتے تھے کہ محمد ہین۔ صبح ہوتے ہی گھر مین گھس پڑے جناب علی رضی کو پایا حضور کی نسبت دریافت کیا آپنے لاعلمی ظاہر کی تو غلط جان کر آپکو مارا پیٹا اور کچھ دیر تک قید رکھا بعد ازان چھوڑ کر حضور سرور عالم کی تلاش مین سرگردان ہوئے۔

امام غزالی رح احیاء العلوم مین اوس رات کو حضرات جبرئیل و میکائیل علیہ السلام کا حضرت علی کی حفاظت کیلئے تشریف لانا لکھتے ہین چنانچہ یہ قصہ شمس التواریخ حصہ اول مین

گذر چکا ہے خداوند جل وعلا نے اس خدمت کی قبولیت مین جناب مرتضوی کے حق مین خلعت آیہ کریمہ ومن الناس من یشری تا رؤف بالعباد نازل فرمائی۔ اسی قصے کے متعلق جناب شیر خدا سے ابیات ذیل منقول ہین۔

وقیت بنفسی خیر من وطی الثری	ومن طاف بالبیت العتیق وبالحجر
رسول اله خاف ان یمکروا به	فنجاه ذوالطول الاله من المکر
وبات رسول الله فی الغار امنا	موقی وفی حفظ الاله وفی ستر
وبت اراعیهم وما یثبتوننی	وقد وطنت نفسی علی القتل والاسر

ترجمہ۔ مین نے اپنی جان سے اوس ذات پاک کی حفاظت کی جو زمین پر چلنے والو مین سب سے بہتر اور جملہ طایفین کعبہ وحجر اسود مین افضل ہے۔ وہ خداے عالم کے رسول پاک ہین جب آپکو دشمنونسے خوف ہوا تو قادر مطلق نے آپکو مکر اعدا سے نجات دی اور حضور رسول اللہ شب کو غار مین بامن وآسائش تمام رہے اور خدا کی حفاظت وپردہ پوشی حضور کے شامل حال تھی اور مین نے اس حال مین رات گذاری کہ دشمنونکو دیکھہ رہا تھا مگر وہ مجھکو نہ پہچان سکے اور مین تو اپنی جان سے قتل وقید پر مستعد ہوگیا تھا۔ (معارج النبوۃ وخمیس)

بعد روانگی حضور سرور انس وجان محبوب خالق دوجہان تین روز تک حضرت علی مرتضی مکہ معظمہ مین مقیم رہے اس عرصہ مین جسقدر اموال امانت آپکی سپردگی مین تھا آپنے اونکے مالکونکے حوالہ کیا اور فارغ البال ہوکر مدینہ منورہ روانہ ہوے۔ بعد طے مراحل ومنازل مدینہ پہونچکر حضور نبوی سے کلثوم بن ہدم کے گھر ملے۔

روایت ہے کہ جناب علی مرتضی ع کفار مکہ سے پوشیدہ روانہ ہوے۔ تنہا سفر۔ دشمنونسے اندیشہ۔ رات کو راہ چلتے دن مین کسی محفوظ جگہہ آرام کرتے۔ شوق دل رہبر تھا۔ جذبہ محبت

حضور سرور عالم قلادۂ گردن جان تھا۔ پیادہ پائی اور منزلین طے کرنیکا کبھی اتفاق نہوا تھا۔ راہ دشوار گذار۔ قدم قدم پر خار مغیلان۔ آپکے پای مبارک زخمی ہوگئے پھپھولے پڑگئے اس حالت مین بہی آپ رہروی سے باز نہ رہے۔ وہ دشت وبیابان سنسان عرب کا جنگل کف دست میدان۔ اندہیری رات مین جابجا۔ الو کے تودے دور سے بشکل مہیب نظر آتے تھے۔ اژدر خونخوار یا افعی زہردار کا گمان ہوتا تھا۔ ہر قدم پر آبلہ پا سے صدای آہ نکلتی۔ کہیت دو کہیت چلتے زخمونکے درد سے بیچین ہو کر دم لیتے اور سستانیکو بیٹھ جاتے پھر آگے بڑہتے تھے۔

در بیابان جنون چون آشیان عنکبوت	تار ہاے دامنم پیدا ز نوک خارہا

الغرض اسی طرح منزلین قطع کرکے جناب شیر خدا علی مرتضی رض سترہ یا اٹھارہ ربیع الاول کو حاضر خدمت اقدس ہوے حضور رحمۃ للعالمین اپنے پیارے عزیز بھائی کو دیکھکر بہت خوش ہوے۔ پائون کے زخم ملاحظہ انور مین گذرے کمال تاسف فرمایا۔ بکمال شفقت دست حق پرست اون زخمونپر پھیرا۔ ہاتھہ کی برکت سے اوسیوقت تمام زخم اچھے ہوگئے اور کسی قسم کا درد و تکلیف و تکان سفر باقی نہ رہا اور دست مبارک کی برکت سے پھر کبھی کوئی درد و زخم و تکلیف نہ پہونچا۔ (معارج النبوۃ)

نکاح جناب علی مرتضی رض با حضرت فاطمہ زہرا رض

ارباب سیر و تواریخ واصحاب تحریر و تنسیخ عرائس معانی کو سریر توضیح پر یون جلوہ گر کرتے ہین کہ حضرت ام المومنین ام سلمہ رض و سلمان فارسی رض سے روایت ہے کہ جب سیدہ فاطمہ رض سن شعور اور وقت بلوغ کو پہونچین تو اکابر قریش نے حضور سرور کائنات کی خدمت مین پیغام نکاح

بہیجا مگر حضور اقدس نے کسیکو کچھ جواب نہ دیا۔ ایک روز جناب صدیق اکبرؓ نے درخواست
کی۔ حضور نے فرمایا۔ فاطمہ کا عقد خداوند تعالیٰ کے حکم پر موقوف ہے پھر حضرت
فاروق اعظمؓ نے استدعا کی۔ آپ کو بھی یہی جواب ملا۔ (معارج و خمیس)
اور بروایت دیگر دونون صاحبونکے پیغام مین یہہ جواب ارشاد فرمایا کہ فاطمہؓ چھوٹی
ہے (ازالۃ الخفا)

ایکدن جناب ابوبکر صدیقؓ حضرت عمر فاروقؓ حضرت سعدؓ مسجد نبوی مین بیٹھے
جناب فاطمہؓ کا ذکر کر رہے تھے۔ یہہ تذکرہ درپیش تھا کہ اکابر قریش نے حضور سرور عالم
کی خدمتمین جناب فاطمہؓ کی خواستگاری کا پیغام بہیجا مگر حضور نے کسیکو قبول نہین فرمایا
اب علیؓ باقی رہگئے ہین انکی طرف سے ابھی تک پیغام نہین گیا ہے شاید انکا پیغام جاوے
تو منظور فرمالین جناب ابوبکرؓ نے فرمایا میرے خیال مین علیؓ بوجہ تنگدستی و فقر کے
خواستگاری سے رُکے ہین اور میرا گمان غالب ہے کہ خاص انہین کی وجہ سے بی بی فاطمہؓ
کے عقد مین تاخیر ہو رہی ہے اور ایسا معلوم ہوتا ہے کہ انہین سے فاطمہؓ کا عقد ہوگا"
یہہ فرماکر صدیق اکبرؓ جناب عمرؓ اور سعدؓ کی طرف متوجہ ہوے اور کہا۔ آپ دونون صاحب
اگر میرے ساتھہ متفق ہون تو علیؓ کے پاس چلین اور جناب فاطمہؓ کے واسطے پیغام دینے کی
ترغیب دین۔ اگر اونکو غریبی و محتاجی کا عذر اور فقر مانع خواستگاری ہے تو اونکی مدد کرین
اور زر و نقد سے اونکی اعانت اپنے ذمہ واجب جانین۔

روم نزدیک و ببینم تا چہ گل خواہد شگفت آنجا	درین وادی چو موسیٰ آتشے از دور مے بینم

حضرت سعدؓ بولے اے ابوبکرؓ۔ خدا آپکو ہر کار خیر مین توفیق عطا فرماتا ہے۔ آپکی
رائے انسب ہے ہم آپکے ساتھہ مین تشریف لے چلئے۔ الغرض یہہ تینون صاحب بزرگوار

سرداران مہاجرین وانصار سے متفق ہوکر جناب علیؓ کی تلاش مین مسجد سے نکلے۔حضرت علی مرتضیٰؓ اپنا اونٹ پانی پلانے کو آبادی سے باہر ایک باغ مین لیگئے تھے۔یہہ تینون بھی اونکی جستجو مین باغ ہی کے اندر داخل ہوے۔حضرت علیؓ ان کو دیکھتے ہی استقبال کرکے انسے ملے اور سبب آنیکا دریافت کیا۔حضرت صدیق اکبرؓ نے فرمایا۔اے علی مرتضیٰ جسقدر محامد پسندیدہ اور خصائل حمیدہ دنیا مین ہین خداوند تعالیٰ نے آپکو عطا کئے ہین اور آپ اونمین سابق ہین جناب رسولؐ سے جو قرب خصوصیت آپکو ہے وہ دوسرے کو نصیب نہین۔اکابر واشراف قریش نے فاطمہؓ کی شادی کا پیغام دیا مگر کسی نے جواب قبول نہین سنا مین گمان کرتا ہون کہ بی بی فاطمہؓ خاص آپ ہی کے واسطے ابتک بیٹھی ہین آپ اپنے واسطے کیون نہین پیغام دیتے۔"

شیر خدا نے جواب دیا آپکو اور عمر فاروق کو تو جواب مل گیا۔آپکے بعد اب میری ہمت نہین پڑتی کہ خواستگاری کرون اور مبادا وہی انکاری جواب پاؤن۔علاوہ آپ دونون صاحبونکے دیگر اکابر قریش کو بھی جواب دیا گیا۔اب مین کس امید پر پیغام دون دوسری روایت مین ہے کہ صدیق اکبرؓ کی گفتگو کے ترغیب سنکر علی مرتضیٰؓ آبدیدہ ہوے اور فرمایا۔اے ابوبکرؓ۔اسوقت آپنے میری آتش شوق جسکو مین نے بمشکل دبایا تھا از سرنو برافروختہ کردی اور جس خیال کو اپنے دل غمزدہ سے بزور دور کر دیا تھا وہ آپ کی ترغیب وتحریص سے دوبارہ قائم ہوگیا حضور نبوی کی دامادی کی رغبت اور تمنا جسقدر مجھکو ہے شاید کسی اور کو نہ ہوگی۔مگر افسوس مجبور ہون۔تنگدستی ومحتاجی کے ہاتھون معذور ہون۔فقر زبان روکتا ہے ناداری یہہ آرزو دل مین نہین آنے دیتی۔ بارہا دل نے کہا۔تو بھی استدعا کر۔لیکن بے زری سے حوصلہ نہ پڑا اور دل کی بات

دل ہی مین رہی زبان تک نہ آسکی"۔

آس کہتے ہین جسے آس نہین پاس نہین	یاس سے پرکسی حالت مین مجھے یاس نہین

جناب ابوبکرؓ نے فرمایا۔ اے علیؓ آپ غریبی وتہیدستی کا عذر کرتے ہین۔ دنیا سے غدار ومکار خدا اور اوسکے رسول کے نزدیک بیقدر وبے اعتبار ہے۔ آپ قلّت مال و شکستگی احوال کا خیال اپنے دل سے نکال ڈالین اور حضور نبوی مین درباب عقد جناب فاطمہؓ خواستگاری کرین۔ میرا دل گواہی دیتا ہی کہ آپ کا سوال رد نہوگا اور آپ شاہد مدعا سے ہم آغوش ہونگے۔ حضور آپکی خواستگاری بطیب خاطر منظور فرما لینگے۔

الغرض امیر المومنین آپکے کہنے سننے سے آمادہ ہوے۔ اونٹ کی مہار ہاتھ مین لی۔ گھر تشریف لیگئے اور اونٹ باندھکر خدمت نبوی مین حاضر ہوے۔ آنحضرت جناب ام المومنین ام سلمہؓ کے گھر تشریف فرماتھے۔ جناب علیؓ نے دروازہ کی زنجیر ہلائی۔ ام سلمہؓ نے فرمایا۔ کون ہے۔ حضور نے فرمایا" اوٹھو جلد دروازہ کھول دو۔ یہہ وہ شخص ہے جو خدا ورسول کو دوست رکھتا ہے اور خدا اور اوسکا رسول اوسکو دوست رکھتے ہین"

ام سلمہؓ نے عرض کیا" میرے ماں باپ آپ پر فدا ہون۔ ایسے کون بزرگ ہین جنکی حق مین حضور یہہ ارشاد فرماتے ہین"۔ ارشاد ہوا" یہہ شخص میرا بھائی میرے چچا کا بیٹا۔ علی بن ابی طالب ہے" حضرت ام سلمہؓ فرماتی ہین کہ یہہ سنتے ہی مین جھپٹ کر اوٹھی اور دروازہ کھولدیا۔ بخدا اسے لم یزال تاوقتیکہ دروازہ کھولکر مین حجرہ کے اندر نہ پہونچ گئی جناب علیؓ گھر مین نہ آسے۔ جب اونکو معلوم ہوا کہ مین حجرہ مین پہونچ گئی اندر آسے اور کہا۔ السلام علیک یارسول اللہ ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔ حضور نے جواب دیا۔ وعلیک السلام یا علی ورحمۃ اللہ وبرکاتہ" اور اپنے پاس بٹھالیا۔ امیر المومنین نے

سر نیچے کرلیا اور زمین پر نظر جمالی حضور نے فرمایا۔ اُے علیؑ مجھکو ایسا معلوم ہوتا ہے کہ تمکو کچھہ کہنا ہے مگر شرم عرض حال سے مانع ہے۔ بے تکلف جو کہنا چاہتے ہو کہو۔ تمہاری حاجت پوری کرونگا اور تمہاری استدعا قرین اجابت ہوگی" عرض کیا۔ اے رسول اللہ حضور کو معلوم ہے کہ زمانہ طفولیت سے حضور نے مجھکو اپنی ملازمت کا شرف عطا فرمایا۔ ظاہری و باطنی تربیت اس خاکسار کی فرمائی اور جسقدر شفقت کریمانہ و توجہات مربیانہ جناب اقدس کی اس خاکسار کے بمقدار حال زار پر مبذول رہی اوسکا دسواں حصہ بھی میرے والدین نے مجھپر نہ کی ہوگی۔ حضور کے قدمونکی برکت سے یہہ نحیف دین باطل اور عقائد فاسدہ آبا و اجداد سے پاک رہا اور دین متین صراط مستقیم کا راہ یاب ہوا۔ اے رسول خدا حضور میرے سرمایہ نشاط و سرور و ذخیرہ فرح و انبساط موفور ہیں۔ الحمد للہ کہ حضور کی برکت تربیت سے یہہ ادنی انمک پرورده قوی بازو ہوگیا اور سعادت دارین و فلاح و خیر ابدی بدرجہ اتم نصیب ہوئی۔ صرف یہہ آرزو دل میں باقی ہے کہ اس حقیر کی خانہ آبادی ابتک نہیں ہوئی۔ اہلیہ صاحب خانہ سے جو مونس جان و ہو حبیب انیس روح رواں ہے تاہنوز محروم ہے۔ مدت سے دل کا تقاضا تھا کہ حضور کی لخت جگر فاطمہ زہرا کی خواستگاری کروں مگر بخیال گستاخی ہمت نہ پڑتی تھی اور نہ شرم اجازت دیتی تھی۔ آج بمقتضائے کمال اضطراب بمضمون ع کرم ہائے تو مارا کرد گستاخ۔ بکمال ادب عرض پرداز ہوں کہ یہہ خانہ زاد قدیم شرف فرزندی سے سرفراز فرمایا جائے امید کہ یہہ استدعائے حقیر خلعت قبول حاصل کرے۔

ام المومنین حضرت ام سلمہؓ فرماتی ہیں کہ میں دور سے حضور کو دیکھہ رہی تھی۔ جناب علیؑ کی استدعا سے چہرہ مبارک بوجہ کمال مسرت مثل آفتاب عالمتاب چمکنے لگا۔

حضور نے آپکا کلام سنکر تبسم کیا اور فرمایا۔ اے علی نقد جنس جسکی شادی و بیاہ مین ضرورت ہوتی ہے تمہارے پاس کسقدر ہے؟" آپنے عرض کیا "میرا حال حضور پر خوب روشن ہے۔ بجز نام خدا و رسول مصطفےٰ میرے پاس کیا دھرا ہے حضور اقدس سے مخفی نہین کہ سرمایہ دنیوی میرا صرف ایک تلوار۔ ایک زرہ۔ ایک اونٹ ہے اور بس۔ اللہ کا نام محمد کا کلمہ۔ ان چیزونکی بابت جیسا حکم ہو فروخت کرکے نقد حاصل کرون اور ضروریات عقد مین صرف کر دون" ارشاد ہوا "تلوار کام کی چیز ہے۔ ہر وقت جہاد رہتا ہے اور اوسمین کام آتی ہے۔ اونٹ پر سوار ہو کر جانا آنا رہتا ہے یہ بھی رکھنا چاہئے۔ البتہ زرہ اگرچہ یہ بھی کار آمد ہے مگر خیر۔ اسوقت اسکو فروخت کر ڈالو اور ایک روایت ہے کہ جسوقت جناب علی رضؓ نے خواستگاری کی حضور نبوی نے فرمایا "میری فاطمہ کا مہر کسقدر دوگے؟" آپنے جواب دیا "حضور مین فقیر و محتاج ہون میرے پاس کیا ہے" ارشاد ہوا "تمہاری وہ زرہ کہان ہے" عرض کیا "حضور میرے پاس ہے مگر وہ تو حطمیہ (کم قیمت و بیقدر) ہے چارسو درم کی بھی نہوگی" ارشاد ہوا "تمسے وہی زرہ قبول کرتا ہون جاؤ اوسیکو لے آؤ" اور ایک روایت مین ایک گھوڑا اور زرہ ہے۔ حضور نے فرمایا گھوڑا تو سواری کیواسطے رہنے دو مگر زرہ فروخت کر ڈالو۔

بروایت بریدہ اس طرح منقول ہے کہ جسوقت امیر المومنین خدمت نبوی مین حاضر ہوے حضور نے فرمایا اے علی تمہاری کیا حاجت ہے آپنے درباب عقد خواستگاری کی۔ حضور نے فرمایا۔ مرحبا و اہلاً یعنی خوش آمدی واہل این کارہستی اور کچھ اس سے زائد نہ فرمایا جب علی رضؓ باہر نکلے مہاجرین و انصار نے دریافت کیا کہ آپکو کیا جواب ملا۔ آپنے کہا صرف یہہ دو کلمہ ارشاد فرمائے۔ صحابہ نے کہا حضور کی ایک ہی بات کافی تھی مگر آپکو دو یا تین

ارشاد ہوئین آپکی درخواست قبول فرمائی نیز خوشی و راحت آپ کے حوالہ کی۔
حطمیہ کی تفسیر مین اختلاف ہے بعضے کہتے ہین کہ چوڑی اور ثقیل گرانبار یا وہ زرہ جسپر تلوار اثر نہ کرے بلکہ خود ٹوٹ جاوے (مگر یہہ وصف زرہ ممدوح ہے جسکی وجہ سے گران قیمت ہوتی ہے) بعضے کہتے ہین کہ عبد القیس کے قبیلہ مین ایک شخص حطمہ بن محارب زرہ ساز تھا اوسکی طرف منسوب ہے۔ بعض کے نزدیک حطمیہ خراب زرہ ہے اور یہی معنی اس مقام مین چسپان ہین کیونکہ جناب علیؓ نے اوسکو برائی کے ساتھہ ذکر کیا۔
جناب علیؓ فرماتے ہین کہ حضرت ابوبکرؓ و عمرؓ میرے ہمراہ مسجد نبوی مین تشریف لیگئے ہمکو مسجد مین داخل ہوئے کچھہ دیر نہ ہوئی تھی کہ حضور خواجہ عالم رونق افروز ہوئے۔ چہرہ مبارک ایسا دمکتا تھا جیسے چودہوین رات کا چاند۔ حضور نے آتے ہی حضرت بلالؓ کو حکم دیا اور ایک روایت مین حضرت انسؓ سے فرمایا کہ جملہ اصحاب مہاجرین و انصار کو بلاؤ۔ حکم کی دیر تھی کہ جملہ اصحاب آن واحد مین مسجد کے اندر جمع ہوگئے۔ خواجہ کائنات علیہ الصلوٰت والتحیات ممبر پر تشریف لیگئے اور فرمایا۔ اے سرداران اسلام حضرت جبرئیل حکم رب جلیل لیکر ابھی میرے پاس آئے اور ظاہر کیا کہ اللہ تعالیٰ نے ملائکہ کو بیت المعمور مین جمع فرماکر اپنی کنیز فاطمہ بنت محمد کا نکاح اپنے بندہ خاص علی بن ابی طالب سے کردیا اور مجھکو ارشاد ہوا ہے کہ اپنے اصحاب بے ریا و محبان باصفا کے سامنے عقد نکاح کی تجدید کرون اور ایجاب و قبول بحضور گواہان عادل ہوجاوے۔ پھر جناب علیؓ سے ارشاد ہوا۔ اے علی۔ اوٹھو خطبہ پڑہو۔ جناب امیر المومنین علی مرتضیٰ اوٹھے اور حضور نبوی کے روبرو کھڑے ہوئے اور خطبہ پڑہا۔ بعد حمد خدا و نعت محمد مصطفےٰ فرمایا۔ حضور رحمتہ للعٰلمین سید المرسلین نے اپنی صاحبزادی فاطمہ زہرا کو میرے نکاح مین دیا

اور مہر میری زرہ قرار پائی ہے مین نے بخوشی خاطر قبول کیا۔ آپ صاحب گواہ ہون" حاضرین جلسے نے التماس کیا۔ اے رسول خدا۔ کیا حضور نے نکاح کردیا ہم لوگ گواہ ہوتے ہین۔ فرمایا۔ ہان۔ مین نے اپنی بیٹی فاطمہ کو علی کے نکاح مین دیا۔ اس پر ہر طرف سے آواز (خدا ان دونوں مین برکت عطا فرمائے) بلند ہوئی۔ نکاح کے بعد ایک طباق بھر کر خرمائے تازہ حضور کے سامنے رکھے گئے۔ حضور نے حکم دیا کہ لوٹ لو۔ صحابہ نے خرمے لوٹ لئے۔ اسی سے علما نے استنباط کیا ہے کہ محفل عقد نکاح مین شکر یا دام لوٹانا مضائقہ نہین۔ بلکہ بعضے فقہا دین اسکو مستون کہتے ہین۔

روایت ہے کہ حضور سرور عالم نے بی بی فاطمہ رض سے قبل نکاح فرمایا کہ علی رض تمہارے نکاح کے خواستگار ہین۔ آپ یہہ سنکر خاموش ہو رہین زبان سے کچھ جواب ندیا۔ پھر حضور نے مسجد مین آکر صحابہ کے روبرو عقد نکاح کردیا۔ اسی لئے علماء کرام فرماتے ہین کہ نکاح کے وقت اگر لڑکی جوان بالغ ہو تو ولی کو اوس سے اجازت لینا مناسب ہے اور باکرہ کا سکوت بمنزلہ اجازت و رضا ہے۔

روایت ہے کہ حضور رسول مکرم جب عقد نکاح کر چکے دولت سرا مین تشریف لے گئے اور اہلبیت کو اس نکاح سے مطلع فرمایا پھر حضرت علی رض سے ارشاد ہوا۔ اے علی رض تم اپنی زرہ فروخت کرکے اوسکی قیمت لاؤ۔ جناب علی رض بحکم نبوی پاکر زرہ فروخت کرنے لیگئے دراصل وہ زرہ ایسی نفیس تھی کہ تلوار اوسپر اثر نہین کرتی تھی۔ چار سو درم اور ایک روایت مین چار سو اسی درم پر جناب عثمان رض نے خرید کی اور قیمت نقد جناب علی رض کے حوالہ کرکے زرہ پر قبضہ کیا۔ بعد اتمام عقد جناب ذی النورین نے فرمایا۔ اب مین اس زرہ کا مالک ہوگیا۔ مجھکو اختیار ہے جسکو چاہون دون"۔ حضرت علی رض نے فرمایا۔ بیشک

زرہ آپ کی ہوگئی آپ اسکے مالک ہوے" جناب عثمان رضؓ نے فرمایا۔ "درحقیقت مجسے زیادہ آپ اسکے حقدار ہین اور مین نے بطور ہبہ شرعی زرہ آپکو دی یہہ آپ ہی کو مبارک رہے" جناب علی رضؓ سخاوت عثمانی ملاحظہ فرماکر از بس خوش ہوے اور شکریہ اونکا ادا کرکے زرہ اور نقدی لیکر خدمت نبوی مین حاضر ہوے اور تمام کیفیت عرض کی۔ جناب رسول خداؐ نے جناب عثمان رضؓ کے حقمین دعاے خیر فرمائی۔ پھر جناب رسالتمآبؐ نے درم لیکے ایک مٹھی بھر کر صدیق اکبر رضؓ کو عنایت فرمائی اور ارشاد کیا۔ اسباب جہیز فاطمہؓ خرید لاؤ۔ حضرت سلمان رضؓ و بلال رضؓ کو بھی ہمراہ کر دیا۔ جناب ابوبکر رضؓ نے درم لیکر گنے تو تین سو ساٹھہ درم تھے۔ جناب صدیق رضؓ فرماتے ہین کہ مین نے اس نقد سے بی بی فاطمہؓ کا جہیز اسباب ذیل خرید کیا۔ ایک فرش خواب پارچہ مصری کا جسکے اندر اُون بھری تھی ایک فرش چرمی۔ دو تکیے۔ ایک مین پوست خرما دوسرے مین اون تھی۔ ایک چادر پشمی۔ دو ظرف گلی پانی کے واسطے۔ دوسری روایت مین یہہ سامان ہے۔ دو چادرین دو بازوبند نقرئی۔ ایک قطیفہ چادر کلان وہ اسقدر طول و عرض مین کوتاہ تھی کہ حضرت علی و فاطمہ رضؓ جب اوسکو اوڑھکر سوتے تو پوری طرح دونون صاحبونکو کافی نہوتی تھی۔ دو نہالی پارچہ کتان کی ایک کے اندر لیف خرما بھرا تھا دوسری مین ریشہ سنختیان بجاے روئی واُون کے تھی۔ چار تکیے۔ دو مین اون بھری تھی اور دو مین لیف خرما۔ ایک پیالہ۔ چکی۔ چلنی۔ ایک مشک۔ دو عدد سبوے گلی۔ ایک پلنگ مع بچھونے کے بھی تھا۔

جب یہہ سامان جہیز بی بی خاتون جنت کا حضور سرور انبیا کی نظر انور سے گذرا حضورؐ نے آبدیدہ ہوکر فرمایا۔ خداوندا۔ انکو برکت عطا فرما۔ ان کا سامان وظروف

استعمال کیا ہی نفیس ہے۔ مٹی کے برتن ہین۔

سامان جہیز سے جسقدر رو رم پس انداز ہوئے وہ حضور نبوی نے ام المومنین جناب ام سلمہ رضی اللہ عنہا کے حوالہ فرمائے تاکہ دیگر ضروریات عروس مثل خوشبو عطر وغیرہ منگوا لیوین۔

حضرت علی مرتضی رضی اللہ عنہ سے منقول ہے کہ نکاح کو ایک ماہ کے قریب ہوگیا اس مدت مین حضور اقدس کے سامنے کسی نے رخصت کا ذکر تک نہین کیا۔ بعد انقضائے ایک ماہ کامل ایک روز میرے بھائی عقیل بن ابی طالب میرے پاس آئے اور کہا۔ خدا نے کیا تمہارا نکاح ہوگیا اور حضور کی دامادی کا شرف جو نصیب ہوا اس سے کمال درجہ خوشی ہوئی مگر مین چاہتا ہون کہ رسم رخصت بھی ظہور پذیر ہو۔ مین نے کہا میری بھی یہی تمنا و خواہش ہے۔ لیکن حضور سرور کائنات کی خدمت مین اپنی زبان سے کسطرح عرض کرون شرم دامنگیر ہے۔ حضرت عقیل رضی اللہ عنہ مجھکو لیکر کاشانہ حضور پر نور پر حاضر ہوئے اور حضرت ام ایمن رضی اللہ عنہا سے ملکر اس باب مین گفتگو کی۔ ام ایمن رضی اللہ عنہا نے جواب دیا۔ تم مردونکا جو کام تھا۔ (یعنی عقد نکاح) وہ تو ہوگیا اب رخصت ہم عورتونکا کام ہے اور سرانجام مہم ہذا امہات مومنین کے متعلق ہے کیونکہ اسکے بابت عورتونکی بات مقبول ہوتی ہے اب مین جاتی ہون اور اسکا تذکرہ ام سلمہ رضی اللہ عنہا سے چھیڑونگی دیکھون وہ کیا فرماتی ہین بعدہ ام ایمن رضی اللہ عنہا ام المومنین ام سلمہ رضی اللہ عنہا کی خدمت مین گئین اور تذکرہ کیا پھر دوسری ازواج مطہرات کے پاس جاکر یہی گفتگو کی۔ جملہ امہات مومنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کے حجرہ مین جمع ہوئین جناب رسولخدا بھی وہان رونق افروز تھے۔ ازواج مطہرات مین حضور اس طرح نظر آتے تھے جیسے کواکب سیارہ مین ماہ چہاردہم۔ الغرض ازواج مطہرات نے رخصتی جناب فاطمہ رضی اللہ عنہا مین اس طرح ذکر چھیڑا۔ اول ام المومنین جناب خدیجہ رضی اللہ عنہا کا تذکرہ

دربیش ہوا اور بکمال تاسف سے عرض کیا کہ اگر اسوقت سیدہ فاطمہؓ کی والدہ ماجدہ
بی بی خدیجہؓ زندہ ہوتین تو نہایت خوشی سے شادی بیاہ کا کام کرتین۔ اونکی لیاقت
وحسن انتظام کے سامنے ہم لوگونکی کوئی ضرورت نہ ہوتی مگر افسوس ہے کہ وہی نہین
اور سب کچھہ ہے۔ اب ہم لوگ خواستگار ہین کہ بی بی فاطمہؓ کی رخصتی کا سامان کر کے
اونکے دولتحضرت علیؓ کے گھر بھیجدین۔ جناب رسالتمآب ام المومنین جناب خدیجہؓ کا
نام سُنکر آبدیدہ ہوے اور فرمایا۔ آہ۔ خدیجہؓ کے برابر کون ہو سکتا ہے۔ اونہون نے
تو میری تصدیق ایسے وقت کی جب تمام زمانہ میری تکذیب کر رہا تھا۔ خدیجہ نے اپنا
تمام مال و دولت میری خوشی اور خدا کی رضامندی مین صرف کر ڈالا۔ اوس کے
پاک دین کی ہر طرح اعانت کی۔ اسکے عوض خداوند تعالی نے مجھسے فرمایا کہ خدیجہ کیواسطے
ایک مکان سبز زمرد کا مین نے تیار کیا ہے تم اونکو حالت حیات مین بشارت دیدو۔
جب حضور یہہ فرما کر خاموش ہوے تو حضرت ام سلمہؓ نے عرض کیا۔ حضور نے خدیجہؓ
کی تعریف جو کچھہ فرمائی وہ اسی لائق تہین اونکا درجہ عالی اور پایہ بلند ہے خداوندتعالے نے
ہمکو اور اونکو بہشت مین ملاوے۔ سردست یہ التماس ہے کہ حضور کے بھائی علیؓ کی
تمنا ہے کہ اونکی بیوی رخصت فرمائی جاوین اور یہہ دو گوہر نبوت و ولایت رشتہ
اتصال مین منسلک ہوجاوین۔ حضور اقدس نے فرمایا "اے ام سلمہؓ علی نے آج تک
یہہ خواہش مجھپر ظاہر نہ کی"۔ ام سلمہؓ نے عرض کیا "اے رسول اللہ علیؓ حیادار ہین انکو
خود عرض کرتے شرم آتی ہے۔ وہ کیسے ظاہر کرتے"۔ آپنے ام ایمنؓ کو حکم دیا کہ جاو۔ علیؓ کو
میرے پاس بُلا لاو۔ ام ایمنؓ جناب علی کو لیکر خدمت نبوی مین تشریف لائین عورتون نے
آپکے واسطے جگہہ خالی کردی آپ نیچی نگاہ کر کے نہایت شرم و ادب سے خاموش بیٹھ گئے

آنحضرت نے فرمایا"اے علیؓ- کیا تم اپنی اہلیہ کو رخصت کرانا چاہتے ہو" عرض کیا جی ہان
اے رسول خدا کے میرے باپ اور مان دونون حضور پر سے قربان ہون" حضور سرور عالم
نے شب آیندہ یا دوسری شب مقرر فرما دی- آپ خوش و خورم خدمت نبوی سے رخصت
ہوے- انکے چلے جانیکے بعد آنحضرت نے حکم دیا کہ فاطمہؓ کی زینت کے واسطے جو چیز
درکار ہو اوسکا مناسب انتظام کر دیا جاوے-

بعد انفراغ جملہ امور رخصتی حضور سرور عالم نے ایک ہاتھ مین حضرت علیؓ کا ہاتھ لیا
اور دوسرے مین جناب فاطمہؓ کا ہاتھ پکڑ کر پہونچا آے- بعدہ حضرت فاطمہؓ کو گلے لگا کر
پیار کیا- دعاے برکت دیکر حضرت علیؓ کے سپرد کیا اور وہانسے واپس آے- جب حضور
واپس ہوے تو اسما بنت عمیس وہان نظر آئین- حضور نے فرمایا- تم یہان کیون رہ گئین عرض کیا
شائد فاطمہؓ کو کسی چیز کی ضرورت پیش آے اور کسی سے بباعث شرم و حیا نہ کہہ سکین
اسواسطے مین یہان رہنا چاہتی ہون- حضور نے فرمایا- مناسب ہے خدا تمہارے دین و
دنیا کے کام پورے کرے-

ایک روایت ہے کہ حضور سرور کائنات نے ام سلیمؓ کو ارشاد فرمایا- میری لڑکی فاطمہؓ
کو علیؓ کے گھر پہونچا آؤ اور اونسے کہہ دینا کہ مین عشا پڑہکر آؤنگا- چنانچہ بعد فراغ نماز عشا
آپنے ایک کوزہ پانی کا خود اوٹھا لیا- جناب علیؓ کے حجرہ مین تشریف لے گئے- اپنے
دہن پاک کا لعاب مبارک اوس پانی مین ڈالا- پہر سورہ معوذتین اور دیگر دعائین پڑہکر
دم کین اور فرمایا- اے علیؓ تم دونون اس پانی سے کچہہ پی لو اور وضو بہی کر لو اور
ایک روایت مین ہے کہ کسیقدر اوسی پانی مین سے حضرت فاطمہؓ کے سر و سینہ پر
چہڑک دیا اور فرمایا- خداوندا مین فاطمہ اور اوسکی اولاد کو شیطان کے مکر و حیلہ سے

تیری پناہ مین دیتا ہون۔ پھر تھوڑا پانی جناب علیؓ کے سر اور دونون شانون کے درمیان چھڑک کر وہی دعا دی اور بروایتے یہہ فرمایا۔ خداوندا یہہ دونون مجھسے ہین اور مین ان سے جیساکہ تونے مجھکو پاک کیا اسی طرح ان دونونکو پاکیزہ فرما۔ پھر ارشاد ہوا جاؤ خداوند عالم تم دونون میان بیوی مین الفت و محبت پیدا کرے اور تمھاری اولاد مین برکت عطا فرماوے۔ اسکے بعد حضور نبوی نے واپس ہونا چاہا۔ حضرت فاطمہ زہرا رونے لگین۔ حضور نے دست شفقت اونکے سر پر پھیرا اور فرمایا۔ بیٹی کیون روتی ہی بخدائے عالم مین نے تجھکو ایسے شخص کے عقد مین دیا ہے جو سابق الاسلام ہے۔ علم و حلم مین ممتاز۔ دولت عرفان سے مالامال اور میرے اہل قرابت مین سب سے افضل و بہتر ہے۔ بخدائے وحدہ۔ جسکے قبضہ مین میری جان ہے۔ تیرا زوج علی۔ دنیا و آخرت مین سردار اور صالحین سے ہے۔ خداوند تعالی نے تجھکو بہتر شوہر عنایت کیا ہے۔ زنہار اسکی نافرمانی نہ کرنا۔ دل وجان سے اسکی اطاعت مین سرگرم رہنا۔ پھر جناب علیؓ سے مخاطب ہوکر فرمایا۔ اے علی۔ فاطمہ میرے جسم کا ایک ٹکڑا ہے۔ اسکی خوشی مین میری خوشی ہے۔ یہہ رنج و غم پاویگی تو مجھکو بھی صدمہ ہوگا۔ یہہ نصیحت ختم کرکے حضور اپنے دولتخانہ کو تشریف لے آے۔

مروی ہے کہ بعد عقد جناب رسالتمآب نے فرمایا۔ اے علی۔ دعوت ولیمہ کرنا چاہیئے۔ چنانچہ بروایت معارج النبوت روغن و خرما آیا اور حیس (ملیدہ) تیار ہوا وہ حضور نے مع صحابہ کرام کے تناول فرمایا اور بروایتے سعد بن معاذؓ نے ایک دنبہ فربہ دیا اور صحابہ انصار چند صاع جوار لے آے۔ جسکا طعام ولیمہ تیار ہوا (خمیس) اور بروایتے حضور سرور عالم نے خرما مویز عنایت فرماے۔ (روضۃ الاحباب)

یہہ عقد مبارک ماہ صفر یا رجب ۲ھ مین ہوا ہے اور رخصت بہی ماہ مذکور مین ہوئی اور بعضونکے نزدیک رخصت اسکے بعد ہوئی۔

تاریخ خمیس مین قصہ نکاح واقعات ۲ھ مین لکھا ہے اور ایک روایت سے جس کو صحیح کہا ہے ماہ رجب مین اس نکاح کا ہونا بیان کیا ہے علامہ طبریؒ کی روایت سے نکاح ماہ صفر اور رخصت ذی الحجہ مین تاریخ مقدم نبوی سے بائیس مہینے بعد ہوئی ہے۔

وقت نکاح عمر جناب شاہ مردان شیر خدا اکیس سال پانچ ماہ تہی اور سیدہ فاطمہؓ پندرہ برس پانچ ماہ یا ساڑہے چہ ماہ کی تہین۔ایک روایت مین آپ کا سن اٹہارہ سال کا تھا۔

علامہ ابن جوزیؒ کہتے ہین کہ نبوت سے پانچ برس پہلے جس زمانہ مین خانہ کعبہ کی بنا قریش نے کی جناب سیدہ فاطمہؓ پیدا ہوئین۔اس حساب سے آپکی عمر وقت نکاح تقریباً اونیس سال ہوتی ہے۔شاید راوی نے کسر نکال کر اٹھارہ سال کہدیئے ہون۔

علامہ ابن حجرؒ فرماتے ہین کہ بی بی فاطمہؓ اسلام مین پیدا ہوئین اور کہا گیا ہے کہ قبل بعثت نبوی آپ کی پیدایش ہے۔علامہ کے قول سے ولادت آپ کی بعد نبوت ہے اور یہی قول اونکے نزدیک معتبر معلوم ہوتا ہے کیونکہ دوسرا قول بہ لفظ قیل صیغہ ضعف کے ساتھ لکھتے ہین تو اس صورت مین وقت نکاح آپکا سن پندرہ سال کا ہونا ظاہر اور قرین قیاس ہے۔صواعق محرقہ مین ہے کہ حضرت فاطمہؓ کا نکاح آخر ۲ھ مین بنا بر روایت صحیحہ ہوا ہے۔آپکا سن پندرہ برس چہ مہینے کا اور حضرت علیؓ اکیس برس پانچ مہینے کے تہے۔صاحب صواعق کے نزدیک اگرچہ آخر ۲ھ مین عقد ہے مگر سن و سال ہر دو صاحبان مطابق روایت اولی خمیس و موافق قول علامہ ابن حجر ہے

بعض مؤرخین کا قول ہے کہ جملہ اولاد رسالت پناہ بجز ایک صاحبزادہ حضرت ابراہیم کے قبل نبوت کے پیدا ہوئی۔

بعد نکاح دونوں صاحب نہایت الفت ومحبت سے گذر کرتے تھے۔ جناب علی رض نے تاحیات بی بی فاطمہ رض دوسری عورت سے نکاح نہین کیا۔

صحیح بخاری مین مسور بن مخرمہ سے روایت ہے کہ جناب علی رض نے۔ (جویریہ) بنت ابی جہل کے ساتھ نکاح کا پیغام بھیجا۔ جناب فاطمہ رض سنکر اپنے والد بزرگوار کیخدمت مین حاضر ہوئین اور عرض کیا۔ حضور کی قوم والے کہتے ہین کہ محمد کو اپنی لڑکیونکے بارہ مین غصہ نہین آتا۔ (میرے شوہر) ابی جہل کی لڑکی سے نکاح کرنا چاہتے ہین۔ جناب خواجہ عالم مسجد مین تشریف لائے اور فرمایا۔ اما بعد۔ ابوالعاص بن الربیع سے مینے (اپنی بیٹی زینب رض کا) نکاح کیا اوس نے جو مجھسے کہا اوسکو سچا کیا۔ (جو وعدہ کیا وہ پورا کیا) فاطمہ میرے بدن مین سے ایک ٹکڑا ہے۔ مجھکو کب خوش آویگا کہ اوسکو ایذا پہونچے۔ واللہ۔ رسول اللہ کی بیٹی دشمن خدا کی بیٹی کے ساتھ ایک شخص کے پاس کبھی نہین رہ سکتی۔ یہہ خطبہ سنکر جناب علی رض یہہ خیال عقد سے درگذرے اور بروایت امام ترمذی یہہ الفاظ ہین کہ بنی ہشام مجھسے اجازت چاہتے ہین کہ اپنی لڑکی کا نکاح علی بن ابی طالب کے ساتھ کردین مین اذن نہین دیتا۔ (تین بار فرمایا) ہان اگر علی رض کو خواہش ہو تو میری لڑکی کو طلاق دیکر بنی ہشام کی لڑکی سے نکاح کرلین۔ فاطمہ میرے بدن کا ایک ٹکڑا ہے جو اوسکو ایذا دیگا اوسنے مجھکو ایذا دی۔

تکنیہ جناب علی رض بہ ابی تراب

۲ھ مین جبوقت غزوہ عشیرہ ہوا ہے جناب علی رض کی کنیت ابوتراب رکھی گئی حضرت

عمار بن یاسرؓ کہتے ہین۔ اس غزوہ بین مین اور جناب علی مرتضی ایک ساتھ رہتے تھے حضور
سرور عالم بمقام عُشیرہ مقیم تھے ہم نے دیکھا کہ چند لوگ قبیلہ بنی مدلج کے اپنے چشمہ اور
کھجورونمین کام کررہے تھے مجھسے جناب علیؓ نے فرمایا۔ آو ان کسانونکا کام دیکھین مین
اونکے ساتھ اوس مقام پر گیا اور کچھ دیر اونکا کاروبار دیکھتے رہے پھر ہمکو نیند معلوم
ہوئی۔ غلبہ خواب سے کھجور کے جھنڈ مین لیٹ رہے ۔ فرش خاک کو اپنی خوابگاہ بنایا
اور ایسی غفلت کی نیند سوے کہ ہمکو اپنی خبر نہ رہی جب حضرت رسول مقبولؐ وہان
تشریف لاے اور ہمکو جگایا تب بیدار ہوے۔ آنکھ کھولی تو دیکھا کہ پاے مبارک سے
ہمکو جگارہے تھے ۔ زمین کی خاک دہول سے ہم دونون لتھڑے ہوے تھے حضور نے
جناب علی سے فرمایا۔ اے ابوتراب۔ (اسوقت سے یہی کنیت آپکی ہوگئی) ہین تمسے بدترین
اشخاص کا ذکر کرتا ہون۔ ایک تو وہ سرخ رنگ قوم ثمود سے ہے جسنے اونٹنی ہلاک کی۔
دوسرا بدبخت۔ اے علیؓ تمہارا قاتل ہے۔ ابن اسحٰق اس قصہ کی نسبت اس طرح ناقل
ہین کہ جب حضرت علیؓ کسی بات پر جناب فاطمہؓ سے ناخوش ہوتے تو اپنی زبان سے
بخوف ملال و دلشکنی حضرت سیدہ کچھ نہ فرماتے بلکہ غصہ ضبط کرتے اور اپنے سر پر خاک
ڈال لیتے تھے حضور سرور عالم کو اونکی یہہ عادت معلوم ہوگئی تھی۔ جب آپ اونکے سر پر
خاک دیکھتے تو سمجھہ جاتے کہ بیوی میان مین آج کچھہ شکر رنجی ہے اور بخطاب ابوتراب
آپکو یاد فرماتے ۔ اسوجہ سے آپکی کنیت ابوتراب ہوگئی۔ اور بروایت سہل بن سعد اسطرح
وارد ہے کہ ایک دفعہ حضور سرور کائنات اپنی صاحبزادی سیدہ فاطمہؓ کے گھر تشریف لیگئے
حضرت علیؓ کو نہ پاکر دریافت فرمایا کہ کھان ہین۔ بی بی فاطمہ زہراؓ نے عرض کیا میری
اونکی کچھہ تکرار ہوگئی ہے وہ مجھپر غصہ ہوکر چلے گئے ہین۔ حضور نے ایک شخص سے فرمایا

جاؤ دیکھو کھان ہین - وہ گیا اور تلاش کرکے پتہ لگایا پھر حاضر ہوکر ظاہر کیا کہ مسجد مین سو رہے ہین جناب سرور دو جہان مسجد مین تشریف لیگئے دیکھا تو حضرت علیؑ فرش خاک پر چادر بچھائے سو رہے ہین وہ چادر سمٹ گئی ہے اور زمین کی خاک دھول اونکی پیٹھ مین بھر گئی ہے حضور اونکے پاس بیٹھ گئے اور بکمال شفقت دست حق پرست سے پیٹھ سے خاک جھاڑتے اور فرماتے تھے "اے ابو تراب اوٹھو" یہہ حدیث صحیح بخاری و مسلم مین ہے

احوال شجاعت جناب حیدر کرارؓ مع دیگر کوائف

یون تو سیدنا جناب علی مرتضیٰؓ جملہ غزوات مین باستثنار غزوہ تبوک ہمراہ رکاب حضور خواجہ عالم رہے ہین مگر جن غزوات مین آپ نے بمقابلہ کفار داد شجاعت دی اور دیگر کارہائے نمایان ظاہر فرمائے ہم اونھین غزوات کو بقدر ضرورت ذکر کرینگے تاکہ ہمارے ممدوح عالیقدر جناب اسد اللہ الجبار حیدر کرارؓ کے فضائل و کمالات کے نمونے ہدیہ ناظرین باتمکین ہون مفصل حال شمس التواریخ حصہ اول مین ملاحظہ ہو -

غزوۂ بدر ۲ھ منجملہ اون غزوات کے واقعہ بدر رہے جسوقت غزوہ بدر کے لئے بہادران اسلام تیار ہوئے تو حضور سرور عالم نے بتاریخ بارہ روز شنبہ ماہ رمضان و بروایتے تیسری ماہ رمضان یا بتاریخ نوین روز شنبہ ماہ رمضان کو مع لشکر ظفر پیکر مدینہ منورہ سے نکلکر چاہ ابی عنبہ پر پڑاو ڈالا -

قبل شروع جنگ رات کے وقت آنحضرتؐ نے جناب علی مرتضیٰؓ - زبیر بن عوام سعد بن ابی وقاص کو مع دیگر اصحاب کفار قریش کا حال دریافت کرنے کو روانہ فرمایا - انکو کچھہ غلام قریش کے جو اونٹو نپر پانی کی مشکین لئے جاتے تھے ملے اور سب تو بھاگ گئے

صرف دو غلام پکڑ لئے گئے۔ اونکو حضور کی خدمت مین حاضر کیا تنبیہ کرنے سے حالات قریش۔ اونکی تعداد اور سردارونکے نام معلوم ہوے۔ غلامونکو چھوڑ دیا گیا۔ عتبہ شیبہ اور ولید کفار کی طرف سے لڑنیکو آے۔ ادھر سے تین شخص انصاری مقابل ہوے۔ کافرون نے پکار کر کہا۔ اے محمد۔ ہماری قوم کے لوگ ہمارے مقابلہ پر بھیجو۔ چنانچہ لشکر اسلام سے حضرت حمزہؓ علیؓ عبیدہؓ بن حارث مقابلہ کو نکلے۔ کافرون نے نام پوچھے۔ انہون نے اپنے اپنے نام بتاے۔ کافرون نے کہا۔ ہان تم ہمارے جوڑ ہو۔ حضرت عبیدہ نے تو عتبہ بن ربیعہ کا مقابلہ کیا حضرت حمزہ شیبہ بن ربیعہ کے سامنے ٹھیرے اور جناب علی مرتضیٰؓ ولید بن عتبہ سے لڑے۔ ان دونون صاحبون نے تو ایک ایک ہاتھ مین شیبہ اور ولید کو جہنم رسید کیا مگر عبیدہؓ اور عتبہ مین دو دو ہاتھ چلے جس سے دونونکے زخم کاری آیا حضرات حمزہؓ و علیؓ نے عتبہ پر حملہ کیا اور اوسکو بھی اوسکے ساتھیونکے پاس ایک دم مین بھیجدیا۔ بعد جناب علی مرتضیٰؓ لشکر کفار سے لڑتے رہے اور کافرونکے وجود ناپاک سے زمین کو پاک کیا۔ حضرت علیؓ فرماتے ہین کہ عین جنگ مین جبکہ جانبین سے آتش جدال و قتال گرم تھی مین بھی لڑ رہا تھا اسی اثنا مین بحضور نبوی حاضر ہوا اور حضور کو دیکھا کہ آپ ہمہ تن دعاے فتح و ظفر مین مصروف ہین۔ یاحی یا قیوم آپ کی زبان مبارک سے جاری ہے۔ مین پھر معرکہ قتال مین واپس گیا پھر کچھ دیر کے بعد آکر دیکھا تو حضور کو اوسی حال مین مشغول بدعا پایا۔ (تاریخ خمیس)

بروایت ابوصالح حضرت علی کرم اللہ وجہہ سے منقول ہے کہ جناب سرور کائنات نے بدر کے دن مجھہ سے فرمایا اور نیز جناب ابوبکرؓ کو ارشاد ہوا کہ تم دونونکا خداوند کریم محافظ ہے تمہاری حفاظت کو حضرات جبرئیل و میکائیل علیہما السلام تمہارے دائین بائین

صف قتال مین موجود رہتے ہین اور اسرافیل ؑ بھی تمہارے لشکر مین ہین (ازالۃ الخفا)

تفسیر کشاف مین ہے کہ حضرت جبرئیل علیہ السلام پانچسو فرشتونکے ساتھ لشکر اسلام کے حصۂ میمنہ مین تہے اور حضرت میکائیل علیہ السلام اسیقدر فرشتونکے ہمراہ میسرہ پر متعین تہے جس مین جناب علیؓ تہے۔

اس جنگ مین جناب علیؓ نے بہت سے کفار قتل کیے۔ بعض روایات مین چھتیس کافر جناب شاہ مردان شیر یزدان کے زخم تیغ خونریز سے واصل جہنم ہوے منجملہ اُنکے یہہ لوگ ہین۔ عاصی بن سعید بن العاص بن امیہ۔ ولید بن عتبہ بن ربیعہ۔ عامر بن عبداللہ طعیمہ بن عدی بن نوفل۔ نوفل بن خویلد بن اسد یہہ منجملہ شیاطین قریش ہے جس نے حضرت ابوبکر صدیقؓ اور حضرت طلحہ بن عبیداللہؓ کو وقت اظہار اسلام رسی سے باندہکر لٹکا دیا اور ترک اسلام پر جبر کیا تھا۔ نضر بن حارث بن کلدہ بن علقمہ بنی عبدالدار۔ عبداللہ بن منذر بن ابی رفاعہ بن عائذ۔ حاجب بن سائب۔ عاص بن منبہ بن حجاج۔ بنی سہم۔ ابوالعاصی بن قیس بن عدی سہمی۔ اوس بن مغیرہ بن لوذان بن سعد بن جمح۔ معاویہ بن عامر۔

حرملہ بن عمرو۔ حرملہ بن اسد۔ مسعود بن ابی اُمیہ بن مغیرہ۔ عقبہ بن ابی معیط بن ابی عمرو بن امیہ بن عبدشمس۔ علی اختلاف الروایات وہ کافر ہین جنکو آپنے بلاشرکت دیگرے قتل کیا اور جو کفار بشرکت دیگر صحابہ قتل کئے وہ یہہ ہین۔ حنظلہ بن ابی سفیان برادر جناب امیر معاویہؓ۔ عتبہ بن ربیعہ بن عبدشمس۔ زمعہ بن اسود بن عبدالمطلب عقیل بن اسود بن عبدالمطلب۔

قصۂ قتل نوفل بن خویلد اس طرح منقول ہے کہ نوفل معرکۂ جنگ مین پکارتا پھرتا تھا

اے گروہ قریش ہمت نہ ہارنا بڑہے رہنا۔ مار لیا ہی۔ کیا کہنا تمہارا ہی تو نام ہوگا۔ دیکھو آج کا دن ناموری وشہرت حاصل کرنے کا ہے۔ خبردار بہاگنے والون مین تمہارا نام نہ ہو جب نوفل نے دیکہا کہ معاملہ دگرگون ہے لڑائی کا رنگ بدل گیا۔ اور اب کوئی دم مین قریش بہاگا چاہتے ہین تو بدحواس ہو گیا مسلمانونکو خطاب کرکے چلا اوٹھا۔ "اے بہادران قوم والنصار تمکو ہمارے مارنے سے فائدہ ؟ کیا تمکو اونٹ درکار نہین"۔ وہ مردک اسی غل وشور مین مصروف تھا کہ ناگاہ جبار بن صخر بن امیہ انصاری نے اوس نامرد نامراد کو گرفتار کر لیا۔ اب کیا تہا مثل طائر اسیر دام بہت کچہ پھڑ کا قید سے نکل جانا چاہا لیکن ممکن نہ ہوا۔ جبار بن صخر اوسکو قید کئے لیجا رہے تھے کہ اثنا راہ مین جناب امیر المومنین علی مرتضی مل گئے۔ نوفل نے آپکو اپنی جانب متوجہ پاکر جبار سے دریافت کیا۔ یہہ کون بہادر ہے۔ جبار نے جواب دیا۔ یہہ شیر خدا علی مرتضی ہین۔ نوفل بولا۔ یہہ قتل کرنے مین بڑے ہتہ چھٹ اور بید ریغ ہین اپنی قوم کو تو مثل چیونٹی کے مسل ڈالتے ہین اور بالکل خیال قرابت وعزیز داری دل مین نہین لاتے انکے ہاتھ سے زندگی کی خیریت نظر نہین آتی۔ نوفل یہہ کہہ ہی رہا تھا کہ آپنے ایک ہاتھ اوسپر چھوڑ دیا۔ نوفل نے سپر کو پناہ سر کیا۔ آپ کی تلوار اوسکی سپر سے چھٹ گئی۔ آپنے بزور قوت بازو تلوار جدا کرکے دوسرے وار مین نوفل کے پاؤن قلم کر دیئے اور تیسرے وار مین خاتمہ کر دیا پھر خدمت نبوی مین حاضر ہوے۔ حضور سرور عالم فرما رہی تھے کسیکو نوفل بن خویلد کا حال بہی معلوم ہے ؟ آپنے عرض کیا۔ اے رسول خدا مین نے اوسکو قتل کر دیا۔ حضور یہہ سنکر خوش ہوے اور فرمایا۔ الحمد للہ کہ میری دعا قبول ہوئی۔ لشکر کفار نابکار سے ستر کافر مارے گئے اور ستر ہی قید ہوے۔

روایت ہے کہ بعد فتح وظفر جب حضرت رسالت پناہ میدان رزم سے واپس ہوے اور بمقام اثیل پہونچے جملہ کفار قیدی حضور کے ملاحظہ مین پیش ہوے۔ جب نظر مبارک نضر بن حارث پر پڑی خوب غور سے ملاحظہ فرمایا۔ نضر نے اپنے رفیق سے کہا۔ محمد کی نگاہ مجھپر اس طرح پڑی اور مین اونکی چتون سے تاڑگیا کہ وہ مجھکو زندہ نہ چھوڑینگے۔ رفیق نے جواب دیا۔ تمہارے دل مین خوف سمایا ہے اسیواسطے یہہ خیال کرتے ہو پھر نضر نے حضرت مصعب بن عمیر سے کہا "تم میرے قریب رشتہ دار عزیز ہو۔ اپنے پیغمبر صاحب سے میرے واسطے سفارش کر دینا کہ جو معاملہ میرے یار دونکے ساتھہ ہو وہی مجھسے بھی کیا جاوے"۔ حضرت مصعب نے جواب دیا "تمہاری اور اونکی برابری نہین۔ تمہاری ذات سے اصحاب رسول خدا کو بہت کچھہ ایذا پہونچی ہے جسکی وجہ سے حضور نبوی کو سخت صدمہ ہوا ہے۔ تم نے قرآن پاک پر بہت سے طعن کیئے ہین"۔ نضر نے اپنے خلاف مزاج جواب پاکر کہا "واللہ۔ تم بڑے خشک مزاج نکلے اگر تم قریش کے ہاتھہ مین قید ہوجاتے تو مین تمہارا دوست بنکر تمکو چھوڑ لیتا مگر تم میرے واسطے صاف جواب دیتے ہو"۔ حضرت مصعب نے کہا "یہہ ٹھیک ہے مگر اب مین تم جیسا نہین رہا۔ اسلام نے جملہ عہد و پیمان حالت کفر اور تمام تعلقات و مراسم محبت گذشتہ قطع کر دیئے"۔ منقول ہے کہ جب آنحضرت نے نضر بن حارث کے قتل کا حکم دیا تو حضرت مقداد رضؓ نے سفارش کی اور عرض کیا۔ حضور یہہ میرا قیدی ہے اسکی جان بخشی فرمائی جاوے۔ آنحضرت نے بارگاہ الٰہی مین مناجات کی۔ بار آلہا۔ مقداد کو اپنے فضل و کرم سے بے نیاز فرما۔ پھر جناب علی رضؓ سے فرمایا "اے علی رضؓ اوٹھو۔ نضر کی گردن مارو۔ جناب علی رضؓ نے حسب ارشاد عالی نضر کو قتل کر دیا۔

جسوقت اموال غنیمت تقسیم ہوا منبہ بن حجاج کی تلوار جسکا نام ذوالفقار تھا جناب رسالتمآب کے حصہ مین آئی۔ حضور نے وہ تلوار جناب حیدر کرارؓ کو عنایت فرمائی (معارج النبوت)

حضرت حسن بصریؒ سے غزوہ بدر کے بارہ مین منقول ہے۔ طوبیٰ لجیش امیرہم رسول اللہ ومبارزہم اسد اللہ وجہادہم طاعۃ اللہ ومددہم ملائکۃ اللہ وثوابہم رضوان اللہ۔ اوس لشکر کو خوشوقتی ہے جسکے سردار رسول خدا لڑنے والے اسد اللہؓ اور اللہ کی طاعت لشکریونکا جہاد ہے اونکی مدد کو خدا کے فرشتے اور اونکا ثواب رضاء الٰہی ہے۔ (روضۃ الاحباب)

روایت ہے کہ جب غزوہ بدر سے واپس ہوے اثناء راہ مین ایک مقام پر جناب سرور کائناتؐ نظر نہ آے۔ صحابہ کرام سخت پریشان وبدحواس ہوے۔ اسی تردد مین لشکر ٹہیر گیا اور حضور کا انتظار ہونے لگا کہ اتنے مین جناب خواجہ عالم حضرت علیؑ مرتضیٰ کے ہمراہ تشریف لاتے نظر آے۔ سب نے حضور کو گہیر لیا گویا گرد شمع پروانونکا ہجوم ہوگیا۔ سب نے عرض کیا۔ حضور کے نہ ملنے سے سب پریشان تہے معلوم نہین حضور عالی کہان تشریف لیگئے تہے۔ ارشاد ہوا۔ علیؓ کے پیٹ مین درد پیچ ہونے لگا یہ رفع حاجت کو ٹہیر گئے مین انکے انتظار مین رہگیا اور انکو تنہا چھوڑنا میرے دل نے گوارا نہ کیا۔ (ازالۃ الخفاء)

اللہ اللہ۔ کسقدر حضور نبوی کو آپ سے محبت تہی جسطرح بچونکے ہمراہ اونکے مہربان مان باپ پاخانہ پیشاب کرانیکو ساتھہ ساتھہ جاتے ہین حضور خواجہ کائنات علیہ الصلوٰۃ والتسلیمات نے بہی وہی عنایت آپکے حال پر مبذول فرمائی۔

ولادت جناب سیدنا امام حسن رضی اللہ عنہ۔ نصف ماہ رمضان المبارک ۳ سنہ ہجری کو حضرت امام حسنؓ رونق افزائے آغوش مادر ہوئے۔ دیگر روایات بھی اس باب مین ہین مگر روایت ہذا سب مین صحیح ہے۔ بعض روایت مین تاریخ ولادت نصف شعبان ۳ھ ہے بعضے کہتے ہین کہ واقعہ احد کے ایک یا دو برس بعد آپ پیدا ہوئے۔

حضرت امام زین العابدینؓ سے روایت ہے کہ جب آپکی ولادت کا وقت قریب آیا تو حضور سرور عالم نے حضرت اسمار بنت عمیس اور ام ایمنؓ کو جناب سیدہ فاطمہؓ کے پاس بھیجدیا اور فرمایا۔ تم آیۃ الکرسی اور معوذتین پڑھ پڑھ کر فاطمہؓ پر دم کرتی جانا۔

اسمار بنت عمیس کہتی ہین کہ جسوقت حسنؓ پیدا ہوئے انکے پیدا ہونیکے بعد مین نے خون نفاس حضرت فاطمہؓ کے نہ دیکھا۔ مجھکو تعجب ہوا اور خدمت نبوی مین عرض کیا۔ حضور نے فرمایا۔ میری بیٹی فاطمہ پاک وطاہر ہے۔

حضرت علیؓ سے روایت ہے کہ حسنؓ کا عقیقہ جناب سرور عالم نے کیا اور فاطمہؓ کو حکم دیا کہ حسنؓ کا سر منڈوا کر بالونکے ہموزن چاندی خیرات کر دینا چنانچہ وہ بال تولے گئے ایک درم یا کچھ کم ہوئے۔

حضرت فاطمہؓ سے مروی ہے کہ ایک ران بکری کی اور ایک درم دائی کو دیا گیا۔

حضرت اسمار بنت عمیس سے روایت ہے کہ ساتوین دن امام حسنؓ کا عقیقہ ہوا دو مینڈھے ذبح کئے گئے اور دائی کو ران دی گئی۔ حسنؓ کا سر منڈوا کر بالونکے برابر چاندی خیرات ہوئی پھر حضور نبوی نے دست مبارک سے حسنؓ کے سر پر خوشبو لگائی اور فرمایا: اے اسمار۔ لڑکے کے سر پر خون لگانا رسم جاہلیت ہے۔ (خوشبو زعفران وغیرہ لگا دینا چاہیئے)

پھر دوسرے برس حسینؓ پیدا ہوئے اونکا عقیقہ بھی اسی طرح ہوا۔ اسمار کا قول ہے

کہ مین نے حسینؓ کو حضور اقدس کی گود مین لٹا دیا۔ حضور رونے لگے۔ مین نے عرض کیا۔ آپکے دشمن کیون روتے ہین۔ فرمایا۔ اے اسماءؓ۔ یہہ میرا بیٹا تیغ جفا سے شہید ہوگا میری امت کے باغی اسکو قتل کرینگے۔ خداوند تعالی میری شفاعت اونکو نصیب نہ کریگا اے اسماء خبردار فاطمہؓ سے یہہ بات نہ کہنا وہ نئی زچہ ہے سُنیگی تو غم کریگی۔

حضرت جابرؓ سے روایت ہے کہ حضرات حسنینؓ کا عقیقہ ساتوین دن ہوا اور اوسی دن ختنہ بھی کیا گیا۔

حضرت علیؓ فرماتے ہین کہ جب حسنؓ پیدا ہوے مین نے اونکا نام حرب رکھا۔ حضور نبوی میرے گھر تشریف لاے اور فرمایا میرے بیٹے کو میرے پاس لاؤ۔ اوسکا کیا نام رکھا ہے۔ لوگون نے کہا حرب نام رکھا ہے۔ فرمایا۔ یہہ نام نہین بلکہ حسنؓ ہے پھر جب حسینؓ پیدا ہوے اونکا نام بھی حرب رکھا اور حضور نے حسینؓ تجویز فرمایا جب محسن پیدا ہوے اونکو بھی ہم نے حرب کہا مگر آپنے فرمایا۔ اسکا نام محسن ہے۔ پھر حضور نے فرمایا۔ مین نے ان بچونکے نام حضرت ہارون علیہ السلام کے لڑکونکے نام پر رکھے ہین شبّر شبیر مُشبّر۔ یہہ تینون حضرت ہارون علیہ السلام کے لڑکے تھے اور حسن حسین محُسن۔ اونہین تینون نام کا عربی زبان مین ترجمہ ہے۔

روایت ہے کہ حسن و حسین اہل جنت کے نام ہین۔ زمانہ جاہلیت مین کسیکے یہ نام نہین ہوے اور ایک روایت ہے کہ حضور نبوی نے آپکا نام حسن رکھا اور کنیت ابو محمد۔ زمانہ جاہلیت مین کوئی اس نام سے مشہور نہین ہوا اور ایک روایت ہے کہ خداوند عالم نے یہہ دونون نام حسن و حسین اپنی مخلوق سے پوشیدہ رکھے جب یہ دونون صاحبزادے پیدا ہوے تو حضور سرور کائنات نے یہی نام رکھے۔ حضرت امام جعفر صادقؓ سے مروی ہے کہ یہہ نام

ساتوین دن بروز عقیقہ رکھے گئے ہین حضرت ابورافع سے روایت ہے کہ جب حضرات حسنین رض پیدا ہوے حضور سرور عالم نے انکے کانونمین اذان دی۔

حضرت ام الفضل زوجہ حضرت عباس رض فرماتی ہین کہ مین نے حضور نبوی سے عرض کیا مین نے خواب مین دیکھا ہے کہ حضور کے اعضاء مبارک سے کوی عضو میرے گھرمین ہے۔ فرمایا۔ تمہارا خواب اچھا ہے فاطمہ کے لڑکا ہوگا اور تم اوسکو اپنا دودھ پلاؤگی چنانچہ ایساہی ہوا حسن رض پیدا ہوے تو حضرت قثم رض کے ساتھ ام الفضل رض کا دودھ پیا اور تعبیر خواب پوری ہوئی۔

واقعہ احد ۳ھ۔ اس جنگ مین جناب امیرالمومنین اسداللہ رض نے جس شجاعت و جوانمردی سے کفار کا مقابلہ کیا وہ آپ ہی کا حصہ تھا۔

مروی ہے کہ جب حضرت مصعب بن عمیر رض علمدار لشکر سید ابرار نبی مختار صلی اللہ علیہ وسلم وقت قتال قبیصہ ابن قمیہ لیثی کے ہاتھ سے شہید ہوگئے تو ایک فرشتہ بصورت مصعب بحکم خداوند تعالی علم بردار مقرر ہوگیا تاکہ مسلمان بوجہ قتل مصعب کے پریشان وبدحواس نہ ہون وہ فرشتہ علم لئے ہوے معرکہ قتال مین تھا حضور سرور عالم نے اخیر دن مین فرمایا۔ اے مصعب آگے بڑھو۔ فرشتہ نے جواب دیا مین مصعب نہین ہون حضور نے اوسوقت پہچانا کہ یہہ فرشتہ بشکل مصعب رض ہے اور مصعب شہید ہوگئے۔ بعدازان حضور نے علم فوج جناب علی مرتضی رض کے سپرد فرمایا۔ آپ علم لیکر مسلمانون کے ہمراہ ہوکر لڑتے رہے۔

روایت ہے کہ جب لڑائی تیزی پر ہوئی حضور سرور عالم انصار کے جھنڈے تلے تشریف فرما ہوے اور جناب علی رض کو حکم دیا کہ تم علم لیکر فوج اعدا پر حملہ کرو۔ آپ علم لئے ہوے

باآواز بلند یہہ فرماتے جاتے تھے۔ انا ابوالقصم یا انا ابوالقصم (یہہ بھی آپکی کنیت ہے) کہ اس مابین مین ابوسعید بن ابوطلحہ علمدار لشکر کفار نے آپکو ڈانٹا اور کہا اے ابوالقصم کیا مجھسے لڑوگے۔ آپنے فرمایا۔ ہان جسکو اپنی طاقت وزور پر گھمنڈ ہو میری تلوار خونخوار کا مزہ چکھے۔ جو شربت مرگ کا پیاسا ہو میری شمشیر خاراشگاف کا پانی پیئے۔ الغرض دونون میدان مین نکلے طرفین سے ایک دو ہاتھ چلے تھے کہ ضرب حیدری سے وہ ناکام وخود کام دنیای ناپایدار سے ہمیشہ کیواسطے رخصت ہوگیا۔ جناب علی رضؓ اوسکو گراکر مڑے اور دوسرا وار کرکے ٹھنڈا نہ کیا۔ اصحاب نے آپسے کہا۔ اسکا کام تمام کیون نہ کیا۔ زخمی چھوڑے جاتے ہو۔ آپنے فرمایا۔ وہ زخمی اس بدحواسی مین گرا کہ اوسکا ستر کھل گیا اور میری نگاہ پڑگئی مجھکو اوسکی حالت بےبسی پر ترس آیا مین نے کہا۔ زخم کاری تو کہا چکا ہے خود بخود مر جاویگا'' دوسری روایت اس طرح ہے کہ ابوسعید میدان جنگ مین نکلا اور اپنا مقابل طلب کیا۔ چند بار آواز دی مگر ادہر سے کوئی نہ نکلا پھر وہ متکبر براہ نخوت کہنے لگا۔ اے اصحاب محمد۔ تمہارا دعویٰ تو یہہ ہے کہ جو تم مین سے مارا جاتا ہے وہ جنت مین جاتا ہے اور ہم لوگ دوزخ کے کندے ہین۔ لات وعزیٰ کی قسم۔ تم جھوٹے ہو دیکھو مین کب سے تمہارا منتظر کھڑا ہون اور برابر آواز دے رہا ہون مگر کوئی میرے مقابل نہین آتا۔ اگر تم اپنے قول مین سچے اور دل سے اوسپر معتقد ہوتے تو پھر مرنیسے کیون ڈرتے کوئی نہ کوئی تو میری تلوار کے سامنے آتا۔ جناب شاہ مردان شیر یزدان کب اس کافر کی یاوہ گوئی ہرزہ سرائی پر تاب لاسکتے تھے فوراً مثل شیر غران صف سے نکلکر اوسکے مقابل ہوے اور اوسکو قتل کیا۔

اوس روز ساتیا گیارہ علم بردار لشکر کفار کے غازیان اسلام کے ہاتھون مارے گئے

منجملہ اونکے دو علمدار اور بہی حضرت علی ؓ نے قتل کیئے۔ (ازالۃ الخفا وخمیس)

حضرت علی مرتضیٰ ؓ فرماتے ہین کہ جنگ احد مین جب لڑائی سخت ہوگئی حضور سرورعالم میری نگاہ سے غائب ہوگئے۔ مین غمگین و ملول حضور کو مجمع مقتولین مین تلاش کرتا پھرتا تھا اور اپنے دل سے یہہ باتین کرتا جاتا تھا۔ افسوس ہے حضور کا پتہ نہ لگا۔ مجمع کفار سے حضور کا بہاگ جانا تو بعید از قیاس ہے حضور ایسے نہین کہ کافرونسے بھاگ جاوین ان لاشون مین بہی نظر نہین آتے معلوم ہوتا ہے کہ خداوند تعالیٰ نے ہماری شامت اعمال سے ہمپر غضب نازل فرمایا اور اپنے پیارے حبیب کو اپنے پاس آسمان پر بلالیا پھر دل نے کہا۔ اب اس سے بہتر اور کچھہ نہین کہ تو بہی مجمع کفار مین گہس جا اور خود بہی راہ مولیٰ مین جان دے۔ بس یہہ سوچ کر مین نے تلوار نکالی اور خدا کا نام لیکر بخوف و خطر مجمع کفار نابکار مین گہس پڑا۔ آن واحد مین وہ مجمع کائی کی طرح پہٹ گیا اور حضور سرورعالم مجھکو صحیح و سالم نظر آئے۔ شکر خدا بجالایا۔ معلوم ہوا کہ حافظ حقیقی نے اپنے فرشتے بہیجکر حضور کی حفاظت کی۔

منقول ہے کہ جب غلبہ کفار سے مسلمانونکو ہزیمت ہوئی اور حضور نبوی کو تنہا چہوڑکر بہاگ کھڑے ہوئے۔ آنحضرت صلعم نے ادہر ادہر نظر کی تو جناب علی ؑ کو اپنے پہلو سے کھڑا پایا۔ فرمایا۔ اے علی تم اپنے بھائیون سے کیون نہ مل گئے۔ آپنے عرض کیا مجھکو حضور کی پیروی کرنا تہی۔ اسی اثنا مین چند کفار نے حضور اقدس کا قصد کیا۔ حضور نے فرمایا۔ اے علی دیکھو یہہ گروہ نابکار آتے ہین انکی خبر لو۔ آپ برائے تعمیل ارشاد اودہر متوجہ ہوئے اور ایک ہی حملہ مین اونکی جمعیت منتشر کردی اور بعضونکو قتل کیا پھر دوسری جماعت نے رخ کیا اوسکو بہی آپنے دفع کیا۔

علامہ ابن حجرؒ فتح الباری مین لکھتے ہین کہ جنگ احد مین اصحاب مہاجرین سے حضرات ابوبکر۔ علی۔ عبدالرحمٰن بن عوف۔ سعد۔ طلحہ۔ زبیر۔ ابوعبیدہ بن الجراح رضی اللہ عنہم اور اصحاب انصار سے حضرات ابودجانہ۔ حباب بن منذر۔ عاصم۔ حرث۔ سہل بن حنیف سعد بن معاذ۔ اسد بن حضیر۔ رضی اللہ عنہم حضور سرور عالم صلعم کے ہمراہ میدان جنگ مین قائم رہے تھے۔

اس معرکہ جنگ مین جناب علیؓ کا داہنا ہاتھ جسمین علم تھا لوٹ گیا۔ حضور سرور عالم نے فرمایا۔ علم اونکے بائین ہاتھہ مین دیدو۔ یہہ میرے علم بردار دنیا و آخرت کے ہین۔ (خمیس)

محمد بن اسحٰق کا قول ہے کہ معرکہ احد مین جن کافرونکو حضرت علی مرتضیٰؓ نے قتل کیا اونکے نام یہہ ہین۔ طلحہ بن ابی طلحہ۔ ابوسعید۔ کلدہ۔ عبداللہ بن حمید بن زہرہ۔ ابوالحکم بن اخنس بن شریق ثقفی۔ ولید بن ابی حذیفہ بن مغیرہ۔ امیہ بن ابی حذیفہ۔ ارطاۃ بن شرحبیل۔ ہشام بن امیہ۔ عمرو بن عبداللہ جمحی۔ بشر بن مالک۔ صواب مولی بنی عبدالدار

جناب علی مرتضیٰؓ سے مروی ہے کہ جنگ احد مین سولہ زخم مجھکو پہونچے اور ہر زخم ایسا کاری پہونچتا تھا کہ مین اوسکے صدمہ سے زمین پر گر پڑتا تھا مگر ہر مرتبہ ایک جوان خوبصورت جسکے پاس سے خوشبوی معطر آتی تھی میرا بازو پکڑ کر مجھکو کھڑا کر دیتا اور مجھسے کہتا۔ جاؤ کافرونکو مارو۔ تم خدا و رسول کے کام مین ہو وہ تمسے راضی و خوش ہین۔ جب لڑائی ختم ہوئی تو یہہ ماجرا مین نے حضور نبوی کی خدمت مین عرض کیا۔ فرمایا۔ اوس مرد کو بھی پہچانا کہ کون تھا۔ مین نے عرض کیا۔ پہچانا تو نہین مگر اتنا یاد ہے کہ وہ شخص دحیہ کلبی کے مشابہ تھا۔ حضور نے فرمایا۔ خدا تمہاری آنکھین روشن کرے وہ جبرئیل علیہ السلام تھے (معارج النبوت)

روایت ہے کہ عین کارزار مین جناب علی مرتضیٰ کی تلوار ٹوٹ گئی۔ حضور نبوی مین عرض کیا اے رسول اللہ۔ میری تلوار ٹوٹ گئی اب کس چیز سے کافرونکو مارون۔ حضور نے اپنی تلوار ذوالفقار عنایت فرمائی۔ آپ وہ تلوار لیکر اس ہمت و شجاعت سے لڑے کہ آنحضرت نے فرمایا۔ اے علی۔ اپنی تعریف سنتے ہو فرشتہ آسمان پر کہہ رہا ہے لا فتیٰ الا علی لا سیف الا ذوالفقار۔ جناب علیؓ فرماتے ہین کہ یہہ بشارت عظمیٰ سنکر مین اس قدر خوش ہوا کہ ذوق شوق سے میرے آنسو گر پڑے اور شکر الٰہی بجالایا۔ (معارج النبوۃ و ازالۃ الخفاء)

روضۃ الاحباب مین بھی یہہ فقرہ مذکور ہے۔ اوسکے بعد لکھتے ہین۔ اکابر محدثین و اہل سیر اس حدیث کو اسی طرح نقل کرتے ہین مگر علامہ ذہبیؒ نے سند حدیث کے راوی کو ضعیف لکھا ہے۔

بعد ازان حضور سرور عالم نے جناب علی مرتضیٰؓ کو بدریافت حال کفار روانہ فرمایا اور یہہ ارشاد ہوا۔ دیکھو کس طرف اونکا رخ ہے اگر وہ اونٹون پر سوار ہین اور گھوڑونکو کوتل چھوڑا ہے تو سمجھو لو کہ مکہ جاتے ہین اور اگر گھوڑونپر سوار ہین اور اونٹ خالی ساتھہ ہین تو جانو کہ مدینہ کا قصد ہے۔ اگر وہ مدینہ کا رخ کرینگے تو مین اسی حال مین اون کے سر پر پہونچونگا اور اونکا کام تمام کردونگا۔ جناب علیؓ کفار کے پیچھے گئے دیکھا تو اونٹونپر سوار مکہ کو جارہے تھے۔ خدمت اقدس مین حاضر ہوے اور سارا ماجرا عرض کیا۔

جب کفار کی جانب سے ہر طرح اطمینان ہوگیا تو زخمیونکی مرہم پٹی کی تدبیرین ہونے لگین۔ مدینہ منورہ سے عورتین اپنے اپنے مردونکی خیریت دریافت کرنے اور اونکے زخمونکے علاج کو آن پہونچین منجملہ اونکے جناب فاطمہ زہراؓ اپنے پدر بزرگوار نبی مختار

سید ابرار کی خدمت مین حاضر ہوئین اور حضور کو زخمی دیکھکر رونے لگین حضور انکو دیکھکر بس خوش ہوے اور اپنے گلے سے لگا لیا۔ حضرت علی مرتضیٰ خون دہونے کے واسطے حوض سے اپنی ڈہال بھر کر پانی لے آے۔

بخاری شریف مین ہے کہ جناب علیؓ حضور نبوی کے زخمون پر ڈہال سے پانی ڈالتے تھے اور جناب فاطمہؓ زخمون کو خون سے پاک وصاف کررہی تہین جب حضرت فاطمہؓ نے دیکھا کہ خون کسی طرح نہین تہمتا بلکہ پانی ڈالنے سے اور بہی زیادہ نکل رہا ہی تو ایک ٹکڑا بوریا جلا کر اوسکی راکہہ زخمون پر چھڑک دی۔ خون فوراً بند ہوگیا۔ اکثر حضور نبوی زخمونکا علاج پرانی بوسیدہ ہڈی سے کیا کرتے تھے۔

ابن اسحٰق کہتے ہین کہ جب حضور نبوی دولتخانہ پر تشریف لاے اپنی تلوار جناب فاطمہؓ کے حوالہ کی اور فرمایا۔ بیٹی۔ یجہ آلودہ خون ہے اسکو خوب دہو ڈالو۔ آج اس تلوار نے مجھکو سچا کیا۔ جناب علیؓ نے بہی اپنی تلوار حضرت فاطمہ زہرا کو دی اور فرمایا۔ اسکو بہی دہو لینا۔ اسنے بہی مجھکو آج سچا کیا اور خوب کام دیا۔ (ازالۃ الخفاء)

ولادت سیدنا امام حسینؓ ۴ھ۔ تاریخ چھہ شعبان ۴ھ کو آپ بمقام مدینہ منورہ پیدا ہوے۔ ایک روایت مین روز سہ شنبہ ۴ شعبان ہے اور بعض کہتے ہین کہ آپ ۳ھ مین پیدا ہوے۔ بعد ولادت جناب امام حسنؓ ماہ ذیقعدہ مین آپ شکم مادر مین آے اور کل پچاس دن حضرت امام حسنؓ کی ولادت کو گذرے تھے کہ جناب فاطمہؓ حاملہ ہوگئین۔ استیعاب مین ہے کہ مدت مابین ولادت امام حسنؓ و حمل جناب فاطمہ صرف ایک طہر ہے۔

قتادہ کا قول ہے کہ حضرت امام حسینؓ چھہ مہینے بعد حضرت امام حسنؓ کے پیدا ہوے

تاریخ تشریف آوری جناب رسالتمآب صلعم سے بمقام مدینہ منورہ پورے پانچ برس چھہ ماہ بعد حضرت امام حسینؓ پیدا ہوے۔ احوال عقیقہ۔ تسمیہ۔ ختنہ۔ آپکا بحث ولادت حضرت امام حسنؓ مین گذر چکا ہے۔

جناب امام حسنؓ کی تاریخ ولادت ہے کہ بروایت صحیح نصف ماہ رمضان ۳ھ ہے حساب لگانیسے اور ایام و تاریخ قرار حمل چھہ ماہ ملانیسے جناب امام حسینؓ کی ولادت ماہ ربیع الثانی مین ثابت ہے اور اگر چھہ شعبان خواہ چار شعبان ۴ھ آپکی ولادت قرار دیجاوے تو آپکا رحم مادر مین نو ماہ رہنا ثابت ہوتا ہی۔ حالانکہ آپکا شکم مادر مین کل چھہ ماہ رہنا روایات بالا سے پایا جاتا ہی۔ پس ان سب روایات کے ملانیسے معلوم ہوتا ہی کہ ذکر تاریخ و ماہ ولادت جناب امام حسینؓ مین راوی کی غلطی ہے اور صحیح تاریخ ولادت ماہ ربیع الثانی مین معلوم ہوتی ہی

غزوہ خندق یا جنگ احزاب ۵ھ۔ اس معرکہ مین جسوقت دلیران کفار قریش خندق عبور کرکے اس پار مقابلہ شیران اسلام مین قائم ہوے تو جناب علی مرتضی نے عمرو بن ود کا مقابلہ کیا اور اوس کو جہنم واصل کیا۔ اسکی لڑائی مین جو جوہر شجاعت جناب اسد اللہ سے ظاہر ہوا وہ قابل قدر ہے۔

روایت ہے کہ عمرو بن ود نامی پہلوان شجاعان عرب مین سر برآوردہ تھا۔ تن تنہا ہزار مردان جنگجو کا مقابل سمجھا جاتا تھا۔ معرکہ خندق مین یہ مغرور خود پسند نشہ جرات سے مخمور میدان جنگ مین مثل پیل دمان چنگھاڑتا پھرتا تھا اور بکمال نخوت و غرور اشعار رجز فخر و تکبر سے برزبان تھے۔ جنگ بدر مین یہہ مردک غازیان اسلام کے ہاتھون زخمی جان بلب ہوکر بھاگا تھا اور یہہ نذر مانی تھی کہ جبتک محمدؐ سے بدلا نہ لیگا اپنے بدن مین تیل نہ لگائیگا۔ جنگ احد مین بوجہ اونہین زخمونکے لڑنیکی قابل نہین ہوا اسیواسطے نہ آسکا

اب اسوقت صحیح و درست ہوکر بیحیائی کے قربان پھر منہ دکھانے اور بدانست خود اپنی
نذر پوری کرنے آیا ہے۔ قصہ مختصر عمرو بن وُدّ میدان مین نکلا اور اپنا مقابل طلب کیا۔
حضور سرورعالم نے اوسکی یاوہ گوئی سنکر فرمایا۔ کوئی ایسا ہے کہ اس کافر خاسر کا کام
تمام کرے۔ جناب علی مرتضیٰ صف سے نکلے اور حضور نبوی مین بکمال ادب عرض کیا۔ جناب
مجھکو اجازت ہو مین اس سے لڑونگا۔ جناب رسالتمآب نے کچھ جواب نہ دیا۔ عمرو بن وُدّ
دوبارہ للکار کر طالب جنگ ہوا۔ جناب علی رضؓ نے پھر اجازت چاہی۔ حضور نے فرمایا۔
تم ٹھہرو۔ دیکھتے نہین کون شخص ہے یہہ تو عمرو بن وُدّ ہے۔ بار سوم وہ بدبخت اجل رسیدہ
بہت بلبلایا اور جوش شجاعت سے منہ سے لام و کاف نکالنے لگا۔ صحابہ کرام کو مخاطب
کرکے پکارا۔ کیا تم مین کوئی ایسا مرد نہین جو میرے مقابل مین نکلے۔ تمہاری جنت
کہان گئی اور تمہارا دعویٰ اب کیا ہوا۔ اگر تمہاری جنت برحق اور تمہارا دعویٰ صحیح
ہے تو کسیکو میرے مقابلہ مین بھیجو۔ جناب اسد اللہ حیدر کرار رضؓ اوسکے یہہ کلمات سنکر بیتاب
ہوگئے حضور سے پھر اجازت چاہی اور عرض کیا۔ حضور۔ اب تو اس مرد کے طعنے سنے
نہین جاتے۔ اگر زندگی ہے تو باقبال حضور اس نالائق گیدی کو ابھی قتل کرتا ہون۔
جناب رسالتمآب نے جب آپکا اصرار اسقدر دیکھا تو اپنی تلوار ذوالفقار آپکو دی اور
اپنی زرہ اوتار کر پہنا دی۔ عمامہ دست مبارک سے سر پر باندہا اور اجازت میدان دی
پھر ہاتھہ اوٹھا کر دعا کی۔ خداوندا عبیدہ بن حارث کو بروز بدر تو نے اپنے پاس بلالیا
حمزہؓ کو مجھسے جدا کیا۔ اب یہہ علیؓ تیرا بندۂ خاص ہے۔ میرا بھائی۔ میرا دوست میرے
چچا کا لڑکا ہے اسکو مین تیری پناہ مین دیتا ہون۔ تو اسکو میدان سے صحیح و سالم مظفر و
منصور پھر مجھسے ملا جناب شیر یزدان شاہ مردان پاپیادہ عمرو بن وُدّ کی جانب روانہ ہوے

اور اشعار رجزیہ پڑہتے جاتے تھے جنکا ترجمہ یہہ ہے۔

اے کافر جلدی نہ کرین تیری آواز سنتے ہی تیرے سر پر مثل پیام اجل پہونچ گیا۔ میری نیت قوی اور قواعد جنگ سے واقف ہون اور اپنی ہمت و حوصلہ مین سچا ہون۔ مجھکو یقین کامل ہے کہ ابہی آن واحد مین تیرے جنازہ پر رونے والیان کہڑی ہوئی نوحہ و زاری کرتی ہونگی اور تیری ساری مشیخت ایک وار تلوار مین نکل جاویگی۔ ایسا ہاتھہ جمایا ہوگا کہ جسکا ذکر عرصہ دراز تک لوگونمین باقی رہیگا اور ہنگامہ جنگ مین مردان کارزار میری ضرب کی تعریف کرتے رہین گے۔

عمرو بن وُد نے دریافت کیا تم کون ہو جو اس بیباکی و دلیری سے میرے سامنے اپنی تعریف کر رہے ہو۔ آپنے جواب دیا۔ مین علی ہون۔ اوسنے کہا۔ علی بن عبد مناف۔ فرمایا۔ ہان علی بن ابی طالب۔ اسد اللہ الغالب ہون اور یہہ بہی فرمایا۔ اے عمرو مین نے سنا ہے۔ تمہارا قول ہے کہ اگر کوئی قریشی تمکو دو باتونمین سے کسی کی طرف بلاویگا تو تم ایک مان لوگے۔ عمرو نے جواب دیا۔ میرا یہہ قول ضرور ہے۔ آپنے فرمایا۔ مین تمکو ادہر بلاتا ہون کہ تم اللہ کو واحد جانو اور دین اسلام اختیار کرو۔ اوسنے کہا مجھسے یہہ امید نہ رکھو۔ پھر آپنے فرمایا۔ اچھا دوسری بات مانو جو تمہارے حق مین بہتر ہے تم بلا جنگ اپنے گھر واپس جاؤ اور ان کفار کے ہمراہ ہوکر ہمارا مقابلہ نہ کرو اگر ہم کو فتح ہوئی تو گویا اسوقت تمہارا نہ لڑنا ہماری مدد ہے اور اگر قریش غالب آے اور ہم کو شکست ہوئی تو تمہارا مقصد حاصل ہوا اور بغیر تمہارے لڑے بھڑے تمہارا مطلب نکل آیا۔ عمرو نے کہا۔ کہتے تو تم ٹھیک ہو مگر اسوقت بغیر جنگ کئے میرا گھر کو واپس جانا

میرے حقمین بُرا ہوگا۔ عورتین تک مجھپر طعنہ کرینگی اور ہنسینگی کہ بڑے مرد تھے نذر پوری نہ کرسکے معرکہ سے بغیر جدال و قتال واپس آئے۔ پھر کہا۔ اے بھتیجہ تم ابھی کمسن نوجوان پُرارمان ہو۔ تمہارے یہہ دن نہین ہین۔ کسی اپنے چچا کو بھیجو اور تم واپس جاؤ۔ مین تمسے لڑنا نہین چاہتا تمہارے باپ میرے بڑے دوست تھے۔ مجھکو یہہ پسند نہین کہ اپنی تلوار خونخوار سے تمہارا خون گراؤن۔ جناب علیؑ نے فرمایا۔ لیکن مجھکو تو تمہارا خون بہانا ناپسند نہین ہین تو تمہارے خون کا پیاسا ہون اور تمہارا ملک الموت۔ عمرو بن ود یہہ سُنکر مارے غصہ کے کانپ اوٹھا۔ بیساختہ تلوار نکالکر ایک ہاتھہ آپ پر چھوڑ دیا۔ آپنے اوسکا وار خالی دیکر فرمایا۔ واہ۔ یہی بہادری ہے۔ تم گھوڑے پر سوار مین پاپیادہ بڑے مرد ہو تو گھوڑے سے اوترآؤ۔ ہمارے تمہارے دو دو ہاتھہ ہوجاوین تمکو بھی معلوم ہو کہ کسی بہادر سے سابقہ پڑا اور لڑائی کسکو کہتے ہین۔ عمرو بن ود یہہ سنکر گھوڑے سے اوتر پڑا غصہ مین اپنے بیزبان گھوڑے کے پانون قلم کرڈالے اور آگ بھبوکا ہوکر جناب علی مرتضیٰؓ کی طرف لپکا۔ اب دونون مین لڑائی شروع ہوگئی۔ میدان کارزار مین ان دو پہلوانونکی لڑائی سے اسقدر گرد وغبار بلند ہوا کہ یہہ دونون اوسمین چھپ گئے کچھہ دیر بعد نعرہ اللہ اکبر بلند ہوا جس سے لوگ سمجھے کہ جناب علیؓ حریف پر غالب آئے اور اوسکو قتل کیا اور ایک روایت مین ہے کہ عمرو نے پُرغضب ہوکر بقوت تمام ایک ہاتھہ تلوار کا جناب علیؓ کے سرپر چھوڑا آپنے سپر کو پناہ سر کیا مگر تلوار نے سپر کاٹی اور ہلکا سا زخم سر پر آگیا۔ آپنے نہایت استقلال و جوانمردی سے اوسکا جواب دیا اور ایک ہاتھہ ذوالفقار کا ایسا بھرپور لگایا کہ عمرو کی گردن قلم ہوکر الگ گر پڑی اور دھڑ زمین پر پھڑکنے لگا۔ جب صدائے تکبیر حضور اقدس کے گوش حق

نیوش تک پہونچی آپکو معلوم ہوا کہ عمرو بن ود مارا گیا۔ کفار نابکار اپنے یار جانباز کو کشتہ
دیکھکر جناب علیؓ پر ٹوٹ پڑے۔ ضرار بن خطاب اور ہبیرہ بن ابی وہب آپ پر حملہ آور
ہوئے۔ ادہر بہی لشکر اسلام سے حضرت عمر فاروق۔ زبیر بن العوام رضی اللہ عنہما
جناب علیؓ سے ملکر کافرونکو قتل کرنے لگے۔ ضرار جیسے ہی جناب علیؓ کے سامنے آیا اور
آنکہین چار ہوئین پیٹہہ دیکر بہاگ گیا۔ بعد جنگ اوس سے سبب فرار پوچھا گیا تو جواب
دیا کہ علیؓ کے چہرہ سے مجھکو میری موت نظر آئی۔ ٹھہرنا دشوار ہوا جان لیکر بہاگا۔ ہبیرہ
کچھہ دیر آپسے لڑتا رہا مگر آپکی تلوار کا چرکا کہاکر پھر نہ رک سکا بخوف جان اپنی زرہ آپکی
طرف پہینک کر بہاگ گیا۔ پہر عبد اللہ بن مغیرہ مخزومی سامنے آیا وہ بہی بیک ضرب
ذوالفقار ملک عدم کو روانہ ہوا اور ایک روایت سے حضرت زبیر نے اوسکو قتل کیا
نوفل بن عبد اللہ بدحواسی مین بہاگا تو خندق مین گر پڑا۔ مسلمانون نے اوپر سے
پتہرونکا مینہہ برسایا۔ وہ چیخ کر کہنے لگا۔ یارو اس طرح کتہ کی موت نہ مارو۔ ایک ضرب
تلوار سے ٹھنڈا کردو۔ جناب علیؓ اوسکے سر پر پہونچے اور اوسکی کمر پر ایک ہاتھہ ایسا
جمایا کہ مثل خیار تر دو ٹکڑے ہو گیا۔

روایت ہے کہ بعد قتل عمرو بن ودّ جناب امیر المومنین علیؓ نے اوسکی زرہ وسلاح
جنگ وغیرہ پر اصلا توجہ نہ فرمائی۔ عمرو کی بہن اوسکی لاش پر روتی ہوئی آئی اور
سرہانے بیٹھکر دیکھا تو ہتہیار وغیرہ سب موجود تھے کہنے لگی ہیکہ بہائی کا قاتل
کوئی مرد کریم الطبع۔ گرامی قدر۔ قومیت مین اوسکا ہمسر ومقابل معلوم ہوتا ہے پہر
لوگون سے دریافت کیا۔ جواب ملا۔ علی بن ابی طالب بن عبد المطلب نے تیرے
بہائی کو قتل کیا ہے یہہ سنکر اوسنے دو شعر کہے جنکا مطلب یہہ ہے۔

اگر میرے بھائی عمرو کا قاتل علیؓ کے سوا اور کوئی ہوتا تو البتہ مجھکو تازیست خود بھائی کے غم مین رونا اور ماتم کرنا زیبا تھا۔ لیکن اوسکا قاتل تو ایسا شخص ہے جسپر کوئی عیب لگ نہین سکتا اور وہ شخص ہمیشہ سے بہ لقب بیضتہ البلد مشہور ہے۔

جناب علیؓ سے چند اشعار عمرو بن ود کی لڑائی مین منقول ہین جنکا ترجمہ یہہ ہے۔

وہ شخص اپنی نادانی وحماقت سے بتون سے مدد مانگ کر میرے مقابل ہوا اور مین نے پروردگار محمد سے اوسپر مدد چاہی مین بعنایت ایزدی اوسکو قتل کر کے مظفر و منصور رزمگاہ سے پھرا اور اوس کافر خاسر کو مثل ایک تنہ کھجور کے زمین ناہموار پست وبلند مین پڑا چھوڑ آیا۔ اوسکے کپڑون اور ہتھیارون سے اپنی آنکھہ بالکل بند کرلی۔ اگر بجاے اسکے مین مقتول ہوتا تو وہ کافر میرے کپڑے لتے سب وتار لیجاتا۔ ای گروہ کفار بدشعار کیا تمہارا خیال ہے کہ خداوند تعالیٰ اپنے دین کو رسوا و ذلیل کریگا اور اپنے رسول پاک کی کچھہ قدر و عزت نہ رکھیگا۔ ہرگز ایسا نہوگا بلکہ خدا انھین کو خوار و بے اعتبار کردیگا۔ (ازالۃ الخفار)

قصہ بنی قریظہ۔ اس واقعہ مین بھی جناب علی مرتضیٰ کی کوشش اور ہمت نے اپنا ظہور دکھلایا۔

مروی ہے کہ جسوقت آنحضرت جانب بنی قریظہ عازم ہوے اوّلاً جناب اسد اللہؓ کو لشکر اسلام کا علم بردار کر کے اودہر روانہ فرمایا۔ جناب علی مرتضیٰؓ حسب ارشاد حضور نبوی لشکر سے پہلے قلعہ کے قریب پہونچ گئے اور اپنا علم زیر قلعہ نصب کردیا۔ جناب علی

فرماتے ہین کہ جب مین قلعہ کے متصل پہونچا تو ایک شخص مجھکو دیکھکر قلعہ پر سے شور وغل مچا کر بولا۔ لوگو۔ ہوشیار ہو جاؤ قاتل عمرو بن ود یہان ہی آن پہونچا۔ دوسرے نے کہا علی رضؓ نے عمرو کو کیا قتل کیا ایک شہباز بلند پرواز کو شکار کیا اور ہم لوگون کی بیٹھ توڑ ڈالی اور جس کام کا ارادہ کیا اوسکو پورا ہی کر چھوڑا۔ مین نے اپنے دل مین کہا الحمدللہ۔ اسلام غالب و ظاہر اور شرک مغلوب اور پوشیدہ ہو گیا۔

لکھا ہے کہ جب آپ نے زیر قلعہ علم نصب کر دیا تو بالاے قلعہ یہودی جناب رسالتمآب کی شان پاک مین الفاظ بے ادبانہ و گستاخانہ کہنے لگے۔ جناب علی رضؓ نے وہ کلمات نامناسب سنے تو آپ نے ابو قتادہؓ کو علم کی حفاظت پر چھوڑا اور خود حضور رسولخدا کیخدمت مین واپس گئے۔ اودہر سے حضور تشریف لاتے تھے آپ راستہ ہی مین ملگئے آپ نے عرض کیا حضور ان نالائقون خبیثونکے قلعہ سے دور رہین تو اچھا ہے۔ فرمایا۔ کیا تم نے اون سے کچھ بری باتین سُنی ہین۔ عرض کیا۔ ہان۔ حضور سرور عالم نے فرمایا۔ جب مجھکو دیکھ لینگے تو کوئی کلمہ بد زبان سے نہ نکالینگے۔

ابن اسحٰق کا قول ہے کہ جب محاصرہ کو مدت گذری اور یہودی قلعہ سے نیچے نہ اوترے تو جناب علیؓ اور حضرت زبیر بن العوامؓ دونون آگے بڑھگئے اور قلعہ کے متصل پہونچکر فرمایا۔ اب مین بغیر حملہ کئے واپس نہ جاؤنگا یا تو قلعہ فتح کر لونگا اور یا جام شہادت نوش کر کے حضرت حمزہ رضؓ سے مل جاؤنگا۔ اہل قلعہ اوپر سے آپکے تیور دیکھکر ڈرگئے اور آنحضرت کی دوہائی دینے لگے۔ پھر حضرت سعد بن معاذ کے حکم پر اوترے۔

فدک ۶ھ۔ اس سنہ مین جناب رسالتمآب کو خبر ہوئی کہ بنی سعد نے لشکر جمع کیا ہے اور یہود خیبر کی مدد کا قصد کر رہے ہین آپ نے ایک سو غازیان شجاعت آثار کی

جماعت بسرداری جناب علی مرتضیٰ جانب فدک روانہ فرمائی۔ جناب علی مرتضیٰ رات کو سفر کرتے اور دن مین مخفی مقام مین سکونت پذیر ہوتے تا آنکہ بمقام ہمج پہونچے۔ وہان ایک مشرک ملا اوس سے احوال کفار دریافت فرمایا۔ اوسنے جواب دیا کہ اگر مجھکو امان دو تو مین تم کو ایسے راستے سے اونکے سر پر پہونچا دون کہ کسیکو اصلا خبر نہو اور تم اپنا کام کر لو۔ آپنے اوسکا کہنا منظور فرمایا۔ وہ شخص اہل اسلام کو لیکر راہی ہوا۔ سب کفار کی بیخبری مین اونپر پہونچ گئے۔ جناب علی رضنے قتل و غارت شروع کردی۔ بدبعد تاب مقابلہ نہ لا سکے جملہ مال و اسباب چھوڑ کر بھاگ کھڑے ہوے۔ اس معرکہ مین پانسو اونٹ اور دوسو بکریان اہل اسلام کے ہاتھ آئین۔ جناب علی رضنے عمدہ اور نفیس اونٹوں سے چند اونٹ آنحضرتؐ کے واسطے انتخاب کر کے بقیہ اونٹ و بکری غازیان اسلام پر تقسیم کر دین اور بخیر و خوبی مدینہ منورہ مین واپس آے۔

صلح حدیبیہ ۶ھ۔ اس صلح مین بھی جناب علی رضہمراہ رکاب جناب رسالت پناہؐ صلعم تھے۔ صلحنامہ آپ ہی کے قلم سے لکھا گیا۔ آپ کی گواہی بھی اوسپر ہوئی۔ وقت تحریر صلحنامہ حضور کے نام نامی کے ساتھ لفظ رسول اللہ لکھا گیا تھا مگر کفار اسپر راضی نہ ہوے۔ حضور نے وہ لفظ اپنے ہاتھ سے مٹا دیا اور بعد ختم صلحنامہ جناب علی رضسے فرمایا۔ اسے علی رض ایسا ہی معاملہ تمکو بھی کسیوقت پیش آویگا۔ حضور کا فرمانا واقعہ صفین مین ظاہر ہوا۔ بیعت رضوان مین جناب علی مرتضیٰؓ بھی شریک تھے۔

جنگ خیبر ۷ھ۔ یہہ ملک وسیع و آباد جسکے متعلق متعدد قلعے ہین مدینہ منورہ سے تین منزل پر ہے۔ یہہ غزوہ خیبر شروع ۷ھ مین واقع ہوا۔ اس جنگ مین جو کارنمایان جناب علی مرتضیٰ رضنے کیئے وہ مشہور و معروف زبان زد خاص و عام ہین۔

روایت ہے کہ جسوقت آنحضرت صلعم مع لشکر اہل اسلام بقصد جہاد خیبر کی جانب تشریف فرما ہوے تو جناب علی مرتضیٰ رض بوجہ آشوب چشم کے چلنے پھرنے سے معذور تھے ہمراہ رکاب جناب رسالتماب نہ جاسکے مگر بعد روانگی حضور سرور عالم کے آپ تنہا مدینہ مین نہایت گھبراے اور مفارقت حضور نبوی نے بیچین کیا تو کچہ اپنی علالت اور آنکھونکے درد و تکلیف کا خیال نہ فرمایا اور بیتابانہ بجانب خیبر روانہ ہوے۔ بعد طے مسافت خدمت اقدس مین شرفیاب ہوے۔ یہان یہہ حال تھا کہ مجاہدین اسلام قلعہ قموص کا محاصرہ کئے ہوے تھے اور قریب بیس راتین گذر گئی تھین کہ روزانہ جنگ ہوتی تھی مگر صورت فتح وظفر آئینہ خیال مین بھی جلوہ گر نہ ہوتی تھی۔ ایام محاصرہ مین حضور رسولخدا صلی اللہ علیہ وسلم بوجہ درد شقیقہ بنفس نفیس معرکہ جنگ مین تشریف نہ لیجا سکتے تھے روزانہ کسی صاحب کو علم فوج عنایت فرماتے چنانچہ ایک روز جناب عمر رض علمدار فوج اسلامی ہوے اور دوسرے دن جناب ابوبکر صدیق رض اس خدمت سے سرفراز ہوے تیسرے دن پھر جناب فاروق رض نے علم لیا اور برابر صبح سے شام تک لڑائی ہوتی رہی مگر کسی طرح فتح نہ ہوئی۔

بخاری شریف مین ہے کہ جس صبح کو قلعہ فتح ہونیوالا تھا رات کو جناب رسول اللہ نے فرمایا۔ کل صبح کو ایک شخص جو محبوب خدا و رسول ہے علم لیگا اور خداوند تعالیٰ اوسی کے ہاتھ پر یہہ قلعہ فتح کریگا اور وہ شخص جنگ سے بھاگتا نہین۔ جملہ صحابہ رض صبح ہوتے ہی حاضر دردولت ہوے ہر ایک کو یہی آرزو تھی کہ مجھکو علم لشکر عنایت ہو۔ جناب علی رض کا کسیکو خیال بھی نہ تھا کیونکہ وہ آنکھونکے درد مین مبتلا تھے۔ حضور نے مجمع صحابہ پر نظر ڈالکر استفسار کیا۔ علی کہان ہین۔ لوگون نے عرض کیا۔ حضور وہ تو آشوب چشم مین مبتلا ہین۔

آپ نے اونکو طلب فرماکر لعاب دہن مبارک آنکھونسے لگایا اور حقتعالے سے دعا کی۔ آپ کی آنکھین فوراً اچھی ہوگیئن حضور نے اونکے ہاتھ مین علم دیا۔ جناب علیؓ نے عرض کیا۔ کیا مین اونکو یہان تک مارون کہ وہ مثل ہمارے (مسلمان) ہوجاوین حضور نے فرمایا۔ تم سیدہے چپ چاپ اونکی طرف چلے جاؤ جب اونکی حد مین پہونچو اوّلاً اونکو دعوت اسلام دینا قسم خدا کی۔ اگر ایک کافر بہی تمہارے ذریعہ سے اسلام قبول کرے تو تمہارے واسطے سرخ اونٹونکی قطار سے زیادہ بہتر ہوگا اور ایک روایت مین ہے کہ جناب علی مرتضیٰؓ اپنے خیمہ مین آنکھونسے پٹی باندہی پڑے تہے اور یہ کہہ رہے تہے۔ خداوندا جسکو تو دے اوسکو کوئی روکنے والا نہین اور جس سے تو روک دے اوسکا کوئی دینے والا نہین۔ علی الصباح جب آپ کی طلبی ہوئی تو حضرت سلمہ بن اکوع آپکا ہاتھ پکڑکر حضور کی خدمت مین لائے آپ درد چشم سے بیچین تہے اور آنکھون پر پٹی بندہی تہی۔

حضرت علیؓ فرماتے ہین کہ جب مین حضور کے پاس پہونچا۔ آپ نے میرا سر آغوش مبارک مین رکھہ لیا اور میری آنکھونمین تہوک دیا۔ فوراً میری آنکھین اچھی ہوگیئن اور تارہ سی چمکنے لگین۔ اوسوقت سے آج تک پھر کبھی آنکھونکا درد مین نہین جانتا کہ کیسا ہوتا ہے یہ بہی حضور نے مجھکو دعا دی۔ خداوندا۔ اس سے گرمی و سردی کا ضرر دفع کر۔ چنانچہ یہ دعا بہی میرے حقمین قبول ہوئی۔ بعد ازان حضور اقدس نے خاص اپنے ہاتھون سے زرہ مبارک پہنادی۔ ذوالفقار کمر سے باندہی اور علم عنایت کرکے فرمایا۔ جاؤ بحکم خدا تمہارے نام فتح ہے۔

سلمہ بن اکوع کہتے ہین کہ حضرت علیؓ جہپٹکر قلعہ کی طرف چلے۔ مین بہی پیچہے پیچہے

اونکے ہولیا یہانتک کہ زیر قلعہ پہونچکر جھنڈا ایک جگہہ گاڑ دیا۔ ایک یہودی نے بالاے قلعہ سے جہانک کر پوچھا۔ اے بہادر تو کون ہے جو اس طرح بیخوف وخطر ہماری سرحد مین آگیا۔ آپنے فرمایا مین علی بن ابی طالب ہون۔ یہودی آپکا نام سنکر چیخ اوٹھا۔ لوگو خبردار ہو قسم توریت شریف کی تم مغلوب ہوے اور تباہ وبرباد ہو گئے سب سے پہلے حارث یہودی مرحب کا بہائی مع چند مردان جنگجو کے قلعہ سے باہر نکلا اور میدان رزمگاہ مین ٹہیرا۔ ادہر سے دو سپاہی یکے بعد دیگرے گئے مگر دونون اوس کافر کے ہاتہہ سے شہید ہوے پہر جناب علیؑ سے مقابلہ ہوا۔ آپنے بیک ضرب شمشیر اوسکو ٹھنڈا کیا۔ مرحب نے بالاے قلعہ سے جب اپنے بہائی کو مردہ دیکھا جوش خون سے ضبط نہ کرسکا۔ اپنے بہائی کا بدلہ لینے کو نہایت جوش وخروش کے ساتھہ میدان مین آن پہونچا۔ مرحب نامی بہادر تہا۔ اہل خیبر مین سرآوردہ وہ اس وضع سے آیا کہ دوہری زرہین پہنے۔ دو تلوارین لٹکاے۔ دو عمامے سر سے باندہے اور اونپر ایک گران خود آہنی۔ خود پر ایک پتہر اندر سے بقدر خود خالی پہنے ہوے بیچ مین سے خود نکلا ہوا ہاتہہ مین نیزہ جسکی پہال تین من کی وزنی تہی۔ اس جوان قوی ہیکل شیر صورت کے مقابلہ مین کسی کی ہمت نہ پڑتی تہی کہ لڑائی کا نام لے۔ الغرض اس سج دہج سے یہہ کافر خاسر اوپچی بنا ازسرتاپا دریاے آہن مین غرق جنگ گاہ مین ڈکارتا ہوا آن پہونچا اور رجز کے شعر پڑہتا جاتا تہا جنکا ترجمہ یہہ ہے۔

خیبر والے مجہسے خوب واقف ہین کہ میرا نام مرحب ہے۔ ہتیار بند دلیر ومردانہ ۔
کارزار آزمودہ جہاندیدہ ہون۔ لڑائی مین دشمن پر کبہی نیزہ مارتا ہون ۔
کبہی تلوار چلاتا ہون جب آتش حرب مشتعل ہو کر شعلہ افگن ہوتی ہے

تو میری تلوار سے کوئی نہین بچ سکتا۔
جناب شاہ مردان اوسکی زبان درازی سنکر مقابلہ مین آے اور فرمایا۔
مجھکو بہی پہچانتے ہو کہ مین کون ہون مین اسد اللہ ہیبتہ اللہ ہون۔ مین وہ شخص ہون کہ میری مان نے میرا نام حیدر رکھا مین شیر بیشہ شجاعت ہون مین شیر بر مردم در ہون مین وہ شیر نر ہون جسکے دیکہنے سے بہادرون کے مارے خوف کے کلیجے پانی ہوتے ہین مین وہ جنگلی شیر ہون جسکی کلائیان اور گردن پر گوشت و قوی ہین۔ مین تمکو اس کلہ درازی کا ابہی فرہ چکہاتا ہون۔
مرحب نے خواب مین دیکھا تھا کہ شیر نے مجھکو پہاڑ ڈالا۔ جناب علی مرتضیٰ نے بنور فراست وکشف باطنی معلوم کرلیا لہذا رجز مین اسی مضمون کے شعر پڑہے تاکہ اوسپر آپ کی ہیبت طاری ہو اور اوسان خطا ہو جاوین (خمیس)
الغرض جب دونون ایک دوسرے سے مل گئے تو مرحب نے آپ پر تلوار چلانا چاہا مگر آپ نے پہرتی کرکے اللہ کا نام لیکر ایک ہاتھ ذوالفقار کا اوسکے سر پر چھوڑا۔ مرحب نے سپر کو پناہ سپر کیا مگر تلوار کیا تہی برق قضا تہی اوسپر جناب علی رض کا ہاتھ اور کلائی و پنجہ کی قوت خداداد۔ دراصل دست اجل تہا۔ تلوار نے ڈہال کاٹی۔ پتہر پہوڑکر خود توڑا دونون عمامے کاٹے۔ سر کی دو پہانکین کردین اور تالو کاٹتی ہوئی ڈاڑہون مین آاوتری اور ایک روایت مین تا باستخوان سیرین کاٹتی ہوئی گہوڑے کے زین تک پہونچ گئی۔ ایک مرحب کے دو ہو گئے۔ اوس کافر کی روح ناپاک دوزخ مین جا پہونچی پہر لشکر اسلام ٹوٹ پڑا اور دونون طرف سے خوب تلوار چلی۔ میدان رزمگاہ نمونہ لالہ زار ہو گیا۔ جناب علی رض نے اس معرکہ مین آٹھ جوان نامی گرامی قتل کئے جو لشکر

یہودمین نامور عالیقدر تھے۔ لشکر کفار کے قدم اوکھڑ گئے گرتے پڑتے قلعہ مین بہاگے
جناب علی مرتضی رضنے اونکا پیچھا نہ چھوڑا اور دروازہ قلعہ تک پہونچ گئے۔ اسی اثنا مین
ایک یہودی نے آپکے ہاتھہ پر تلوار ماری جسکے صدمہ سے ڈہال ہاتھہ سے چھوٹکر
گرگئی۔ آپنے قلعہ کا آہنین دروازہ بزور قوت خداداد اوکھاڑ کر بجاے سپر ہاتھہ مین
لے لیا اور اوسی طرح لڑتے رہے جب آپنے دروازہ اوکھاڑا تو تمام قلعہ کو جنبش
ہوگئی شواہد النبوت مین ہے کہ آپنے وہ دروازہ خندق پر بجاے پل کے رکھہ دیا
کہ اوسکے ذریعہ سے مسلمان قلعہ مین داخل ہوے۔ جب لڑائی ختم ہوئی تو آپنے
وہ دروازہ اسّی بالشت پیچھے پہینک دیا۔

ابورافع مولی آنحضرت کہتے ہین کہ سات آدمیون نے ملکر اوس دروازہ کو اولٹنا
چاہا مگر دروازہ کو جنبش نہ ہوئی۔ ایک روایت مین ستر اور ایک مین چالیس آدمیونکا
بہی ذکر ہے۔ یہہ بہی لکھا ہے کہ ستر آدمی بمشکل تمام اوس دروازہ کو اپنی جگہہ لگا سکے
منقول ہو کہ وہ دروازہ آٹھہ سو من کا وزنی تھا۔ جناب علی رض فرماتے ہین۔ مین نے وہ
دروازہ جسمانی طاقت سے نہین اوکھاڑا بلکہ روحانی قوت اور خداداد طاقت سے اسقدر
وزن اوٹھالیا تھا۔

روایت ہے کہ جب چالیس آدمی وہ دروازہ نہ اوٹھا سکے تو جناب علی رض کے
دل مین اپنے زور و قوت پر ناز و فخر ہوا۔ فی الحال حضرت جبرئیل علیہ السلام خدمت
نبوی مین حاضر ہوے اور عرض کیا۔ اے رسول خدا۔ علی رض کو حکم دیجیے کہ ایک بار
وہ دروازہ اورا وٹھائین۔ آپنے حکم دیا اور جناب علی نے بہت زور لگایا کہ دروازہ
اوٹھالین مگر ذرہ برابر بہی جنبش نہ ہوئی حضرت جبرئیل نے کہا۔ خداوند تعالے نے

فرماتا ہے۔ علی کی یہہ طاقت نہ تہی کہ اسقدر بار گران اوٹھا لیتے اوسکو تو مین نے اوٹھایا
تھا۔ اسیواسطے جناب علی رضؓ نے فرمایا ہے کہ مین نے دروازہ قوت روحانی سی اوٹھا
لیا تھا نہ زور جسمانی سے جب قلعہ فتح کر کے آپ واپس ہوے آنحضرتؐ نے بکمال مسرت
آپکا استقبال کیا خیمہ سے نکلکر آپکو گلے سے لگایا اور پیشانی چومی پھر فرمایا۔ اے
برادر بجان برابر۔ تمہاری کوشش و جانفشانی مجھکو معلوم اور تمہاری سعی عنداللہ مشکور
ہوئی اور مین تمسے بہت راضی و خوش ہون۔ جناب حیدر کرارؓ یہہ الفاظ زبان مبارک
سے سنکر فرط سرور سے رو پڑے۔ ارشاد ہوا۔ اے علی۔ اسوقت یہ رونا کیسا۔ خوشی کا
مقام ہے یا رنج و غم کی جگہہ۔ عرض کیا۔ حضور۔ خوشی سے مین رو دیا اور میرے لئے اس سے
بڑھکر اور کون سا وقت خوشی کا ہو گا کہ حضور مجھسے راضی ہین۔ سرور عالم نے
فرمایا مین ہی تنہا تم سے راضی نہین بلکہ خداوند تعالیٰ۔ تمام ملائکہ مقربین۔ جبرئیل و میکائیل
علیہم السلام بہی تم سے خوش ہوے۔

عمرۃ القضا۔ اسی ۷ھ مین بماہ ذیقعدہ آنحضرت نے عمرہ کیا۔ حضور کے ہمراہ وہ
اصحاب کبار بہی تہے جو گذشتہ سال صلح حدیبیہ مین بہ نیت عمرہ آے تہے اور بغیر ادا
ارکان عمرہ واپس گئے۔ منجملہ اونکے جناب علی مرتضیٰ بہی تہے۔

مروی ہے کہ عمارہ بنت جناب سید الشہدا امیر حمزہؓ مکہ معظمہ مین اپنی والدہ سلمیٰ
بنت عمیس کے پاس رہتی تہین۔ جناب علی رضؓ نے انکے بارہ مین حضور سرور عالم سے
عرض کیا۔ آپکے چچا حمزہ کی لڑکی ان مشرکون مین رہتی ہے اوسکو کفار قریش کے ہاتہہ
مین چھوڑنا مناسب نہین میرے نزدیک یہہ اچھا ہو تا کہ اسکو حضور اپنے ہمراہ لئے
چلتے۔ حضور نے اسکا کچھہ جواب نہ دیا جسوقت حضور مع صحابہ اخیار مکہ معظمہ سے

روانہ ہوے تو عمارہ جناب رسالتمآب کے پیچھے پیچھے اے چچا۔ اے چچا پکارتی ہوئی دوڑین
جناب علی رضؓ نے اونکا ہاتھہ پکڑکر حضرت فاطمہ رضؓ کے ہودج مین بٹھالیا جب مدینہ پہونچے
تو جناب علی اور زید بن حارثہ اور جعفر رضی اللہ عنہم مین درباب پرورش عمارہ بحث ہوئی
حضرت علی رضؓ کا یہہ قول تھا۔ میرے چچا حمزہ کی لڑکی ہے اور مین لایا ہون۔ حضرت جعفر
کہتے تھے۔ میری چچیری بہن اور اوسپر یہہ خصوصیت زیادہ ہے کہ اس لڑکی کی خالہ
میری بیوی ہے۔ حضرت زید مدعی تھے کہ میری بھتیجی ہے اور مین حمزہ کا وصی بہی ہون
ان تینون صاحبونمین یہانتک گفتگو بڑہی کہ جناب رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم تک
خبر پہونچی۔ حضور نے تینون صاحبونکو بلاکر یہہ فیصلہ کردیا کہ عمارہ اپنی خالہ کے پاس
رہے کیونکہ خالہ بمنزلہ مان کے ہے چنانچہ حضرت جعفر رضؓ نے عمارہ کو لے لیا۔ پہر حضرت علی رضؓ
سے فرمایا۔ تم مجھسے ہو۔ ہم تم دونون ایک ہین۔ حضرت جعفر کو ارشاد ہوا۔ تم شکل و شمائل
مین میرے مشابہ ہو اور حضرت زید کے حق مین حکم ہوا۔ تم ہمارے بھائی اور دوست
ہو۔ یہہ حدیث بخاری مین ہے۔

فتح مکہ ۸ھ۔ جب فتح مکہ کا حضور رسالت پناہ نے مصمم ارادہ کرلیا اور سامان
سفر درست ہونے لگا تو حضرت حاطب رضؓ بن بلتعہ نے ایک خط بنام کفار قریش مشعر
بر اطلاع قصد جناب رسالتمآب ایک عورت ام سارہ نامی قریش کی لونڈی کی ہاتھہ
روانہ کیا۔ اوس عورت نے خط اپنی چوٹی مین پوشیدہ کرلیا اور مکہ کو روانہ ہوئی خداوند تعالےٰ
نے اپنے رسول پاک کو اس حال سے خبردار کیا۔ آنحضرت صلعم نے جناب علی مرتضیٰ۔
زبیر۔ مقداد۔ رضی اللہ عنہم کو حکم دیا کہ تم مکہ کی جانب جاؤ۔ بمقام خاخ ایک عورت ملیگی
اوسکے پاس سے خط لے آؤ۔ حضرت علی رضؓ فرماتے ہین کہ ہم تینون سوار ہو کر اوس

عورت کے گرفتار کرنیکو مدینہ سے نکلے جس مقام پر حضور نے پتہ دیا تھا اوسی جگہہ ایک عورت
اونٹ پر سوار ملی۔ ہمنے اوس سے خط مانگا اوس نے انکار کیا اور کہا۔ میرے پاس
کوئی خط پتر نہین۔ ہمنے اوسکا اونٹ بٹھایا اور اوسکی جامہ تلاشی لی مگر خط نہ ملا۔ ہمنے
اوس عورت سے کہا تعجب ہے حضور کا فرمانا کبھی غلط نہین ہوتا۔ کیا بات ہے جو خط کا پتہ
نہین لگتا۔ اگر تو خط ہمارے حوالہ کردے تو بہتر ہے ورنہ ابھی تجھکو ننگا کرکے ہم خود
خط ڈہونڈہ لینگے جب اوس نے دیکھا کہ اسسے پیچھا چھڑانا دشوار ہے مجبوراً خط اپنی
چوٹی سے نکالکر ہمارے حوالہ کیا۔ ہم وہ خط حضور کیخدمت مین لائے۔ حضور نے حضرت
حاطب کو بلاکر سبب ارسال خط دریافت فرمایا۔ اونہون نے عرض کیا۔ حضور مین
پکا دیندار مسلمان ہون مگر اسوقت بخیال اسکے کہ میرے اہل و مال قریش مین ہین
اونکو اطلاع دینے مین وہ میرے احسانمند ہونگے اور میرے مال اور عزیزونکی حفاظت
کرینگے یہہ خط لکھا ورنہ مین منافق نہین نہ معاذاللہ دین اسلام سے روگردان ہون۔
حضور نے اونکی تصدیق کی اور فرمایا سچ کہتے ہو۔ کچھہ مضائقہ نہین۔ حضور نبوی مسجد
حرم شریف مین داخل ہوے۔ حضرت علی رضکے ہاتھہ مین خانہ کعبہ کی کنجی تہی جو عثمان بن
طلحہ کے پاس سے لاے تہے۔ آپنے عرض کیا۔ حضور۔ پانی پلانے کی خدمت تو ہمکو
پہلے ہی سے ہے کنجی برداری کیخدمت بہی عنایت فرمایئے۔ حضور نے حضرت عثمان
بن طلحہ کو بلاکر کنجی اونکے حوالہ کی اور فرمایا۔ آج دن نیکی اور وفاء عہد کا ہے۔

بعد فتح مکہ حضور سرور عالم نے حضرت علی رضکو شانہ مبارک پر سوار کرکے خانہ کعبہ پر
چڑہا دیا۔ آپنے تمام بت اوپر سے گرا دیئے بعد ازان میزاب کی طرف سے بلحاظ ادب
نبوی خود کود پڑے۔ جب نیچے آگئے تبسم کیا۔ آنحضرت نے سبب تبسم استفسار فرمایا

عرض کیا مین اسیات پر ہنسا کہ اسقدر بلند مکان سے کود اگر کچھ صدمہ نہین پہونچا
جناب سرور عالم نے فرمایا۔ محمد نے تمکو اوپر چڑہایا اور جبرئیل نے نیچے اوتارا پھر
چوٹ وصدمہ کیسے پہونچتا۔

قصہ بنی جذیمہ۔ اسی ۸ھ ۔ ماہ شوال مین جناب رسالتمآب نے حضرت خالد بن
ولید کو جانب بنی جذیمہ روانہ فرمایا۔ انکو یہہ حکم دیا تھا کہ صرف دعوت اسلام دینا
جنگ نہ کرنا۔ جناب خالد بن الولید اس قبیلہ مین پہونچے وہ مسلح انکے سامنے آئے
اپنے سبکو قید کرلیا اور بے احتیاطی سے بعضے قیدی قتل کر ڈالے۔

اسی زمانہ مین حضور سرورعالم نے خواب دیکھا کہ ایک لقمہ ملیدہ کا حضور نے
نوش جان فرمایا مگر کچھہ چیز اوس مین سے حضور کے حلق مین اڑ گئی۔ جناب علی رض نے
اپنا ہاتھہ ڈالکر وہ شئی نکال لی۔ یہہ خواب جناب سرور کائنات نے صحابہ رض سے بیان
فرمایا۔ حضرت ابوبکر رض نے تعبیر دی کہ حضور کسی جگہہ کچھہ لشکر بہیجین گے جو خلاف مرضی
مبارک، کوئی کام کر گذریگا پھر جناب علی رض کی ذات سے اوسکی اصلاح ہوجاویگی۔
اس خواب کے بعد ہی یہہ واقعہ بنی جذیمہ پیش آیا۔ آنحضرت نے یہہ حال سُنکر جناب
علی رض کو اس قوم کے پاس بہیجا اور آپکے ساتھہ مال بہی کر دیا۔ حضرت علی رض نے جا کر بعد
دریافت حال جو لوگ بلاقصور مقتول ہوے اونکی دیت ادا کی اور جسکا جو مال ضایع
ہوا اوسکا معاوضہ دیا جب سب کا معاوضہ و دیت ادا کرچکے تو دریافت کیا
اب تو کسیکا کچھہ حق نہین رہا۔ سبھون نے جواب دیا۔ سب نے اپنا حق بھر پایا۔ آپ نے
بقیہ مال بہی اونہین لوگون کو دیکر فرمایا۔ جس کسیکا حق نادانستہ رہگیا ہو یہہ مال
احتیاطاً اوسکا عوض سمجھہ لینا۔ اس اصلاح و انتظام کے بعد حضرت علی مرتضی رض

خدمت نبوی مین واپس آے اور سب حال عرض کیا۔ آنحضرت نے فرمایا۔ تم نے خوب کیا

غزوہ حنین ۸ھ جب وقت مقابلہ کفار لشکر اسلام کو ہزیمت ہوئی تو حضور سرور عالم کی خدمت مین جو اصحاب ہگئے تھے اونمین جناب علی مرتضیٰ بھی تھے۔

جسوقت لڑائی شروع ہوئی تو ایک شخص قوم ہوازن سے ایک سرخ اونٹ پر سوار علم لئے ہوے پیچھے اوسکے قوم ہوازن معرکہ جنگ مین آیا۔ جو کوئی اوسکے سامنے آتا اوسکے نیزہ مار دیتا اور جو لوگ سامنے سے ہٹ جاتے تو آگے بڑھ جاتا تھا۔ وہ اسی کام مین مشغول تھا کہ جناب علی مرتضیٰ اور ایک صحابی انصاری اوس شتر سوار علمدار کی طرف جھکے حضرت علی نے ایک ہی ہاتھہ مین اونٹ کے پانون قلم کر دیئے۔ اونٹ سرین کے بھل گر پڑا اسوار سنبھلنے نہ پایا تھا کہ اوپر سے دوسرا ہاتھہ انصاری کا پڑا جس سے اوسکا پانون کھٹے سے الگ اوڑ گیا اور اونٹ پر سے الگ گرا۔

اسی معرکہ مین ایک پہلوان قوی الجثہ۔ طویل القامت۔ اونٹ پر سوار۔ کفار مین مشہور و معروف۔ ابو جردل نام معرکہ کارزار مین مسلمانون کی طرف متوجہ ہوا شیر بیشہ وغا جناب اسد اللہ اوسکے مقابل ہوے۔ ایک ہی وار شمشیر آبدار سے اوس کافر کو شربت ناگوار اجل پلا دیا۔ ایک دم مین ساری شجاعت خاک مین ملا دی۔ اہل اسلام کی ہمت بڑہی کفار کی کمرین ٹوٹ گئین۔

غزوہ طائف ۸ھ جس زمانہ مین جناب سرور کائنات طائف کے محاصرہ مین مصروف تھے تو جناب علی مرتضیٰ کو چند اصحاب کبار و مردان کارزار کے ہمراہ گرد و نواح مین روانہ کیا اور ارشاد فرمایا کہ اس نواح مین جہان کہین بتخانہ پاؤ مسمار کر ڈالو جناب علی بغرض تعمیل ارشاد مع ہمراہیان خود روانہ ہوے اور قبیلہ بنی خثعم مین

پہونچے۔ اس قوم مین ایک نامی دلاور شجاع زمانہ تھا وہ آپکے مقابل لڑائی کو آن پہونچا آپکے ہمراہیون مین کوئی صاحب ہمت مقابلہ نہ کرسکے بالآخر جناب علی نے بہ نفس نفیس اوس پہلوان کے مقابلہ کا قصد کیا ہرچند حضرت ابو العاص بن ربیع نے کہا کہ آپ اسوقت سردار ہین آپ نہ جاوین ہم لوگون مین سے کسیکو بھیجدیجئے مگر آپ نہ مانے اور میدان مین اوسکے مقابل تشریف لیگئے اور ایک ہی وار تیغ آبدار مین اوس خود کام کا کام تمام کردیا۔ بعد خدمت بت شکنی و بربادی بتخانہ انجام دیکر واپس مدینہ منورہ ہوے۔

بتخانہ فلس ۹ھ ماہ ربیع الآخر ۹ھ مین جناب علی بحکم حضور رسالت پناہ ایک سو پچاس یا دوسو جوانان انصار کے ساتھہ فلس روانہ ہوے۔ یہہ ایک بُت کا نام ہے جو بنی طے مین تھا۔ اس لشکر مین ایک سو اونٹ اور پچاس گھوڑے تھے۔ جناب علیؓ نے بتخانہ کو کھدوا ڈالا اور اموال غنیمت مین لونڈی غلام۔ اونٹ بکریان بہت کچھہ ہاتھہ آئین تین تلوارین ملین۔ ایک خود لی اور ایک حضور نبوی کے واسطے لائے۔ عدی بن حاتم بجانب شام فرار ہوگئے۔ اونکی بہن سفانہ بنت حاتم قیدیونکے ساتھہ خدمت نبوی مین حاضر ہوئین۔ حضور نے اونکو رہا کیا جسکی وجہ سے عدی بن حاتم از خود حاضر خدمت اقدس ہوکر مشرف باسلام ہوے۔

تبلیغ سورہ توبہ ۹ھ مین جناب ابو بکر صدیقؓ امیر حاج مقرر ہوکر مکہ معظمہ روانہ ہوے بعد روانگی اونکے اوائل آیات سورہ برائت نازل ہوئین۔ آنحضرت نے جناب علیؓ کو حضرت صدیقؓ کے عقب مین روانہ فرمایا۔

روایت ہے کہ جب آپکو یہہ حکم ہوا تو آپنے کہا حضور اس کام کے واسطے تو کسی

مردلسان - تیز زبان - خوش بیان کو روانہ فرماتے ہین نہ خوش تقریر ہون نہ خطبہ خوان - مجھسے یہہ کام کیسے انجام ہو گا - ارشاد ہوا تم نہ جاؤگے تو مجھکو جانا پڑیگا کیونکہ ہم دونون مین سے ایک یہہ کام کرسکتا ہے تیسرا نہین - عرض کیا - اگر ایسا ہی تو مین جاتا ہون - فرمایا - جاؤ خدا تمہاری زبان ثابت رکھیگا - تمہارے دل کو راہ حق دکھلائیگا پھر آپکے منہ پر دست مبارک پھیر کر رخصت فرمایا -

اور ایک روایت اس طرح ہے کہ جب سورہ برائۃ نازل ہوئی اور آنحضرت نے یہہ آیات پاک اہل مکہ کو سُنانا چاہین تو صحابہ کرام نے عرض کیا - کیسکی معرفت صدیق اکبرؓ کے پاس بھجوا دیجیے - وہ موسم حج مین لوگونکو پڑھکر سُنا دینگے - فرمایا - یہہ کام تو میرا ہی ہے مین خود جاؤن یا میرے اہل بیت مین سے کوئی جاوے پھر حضرت علیؓ کو بلا کر فرمایا یہہ آیات پاک جسوقت لوگ منیٰ مین جمع ہون پڑھکر سنا دینا اور یہہ بھی کہہ دینا کہ سال آیندہ سے کوئی مشرک حج کو نہ آوے اور طواف خانہ کعبہ کوئی برہنہ ہوکر نہ کرے جسکا عہد و ذمہ تھا وہ بعد انقضاے میعاد چار ماہ منسوخ ہو جاویگا - آپ بہ تعمیل ارشاد ہدایت بنیاد ناقہ عضباء پر سوار ہوے اور مکہ معظمہ کو سدہارے - راستہ مین جناب ابوبکرؓ سے جا ملے - جناب صدیقؓ نے فرمایا - کیا تم امیر الحاج مقرر ہوکر آئے ہو آپ نے کہا - نہین امیر تو آپ ہین مین آپکا تابع ہون محض واسطے تبلیغ احکام نبوی حاضر ہوا ہون - جناب صدیق اکبرؓ امیر رہے اور جملہ حجاج عرب نے بدستور قدیم حج ادا کیا پھر دسوین تاریخ جناب علی مرتضیؓ کھڑے ہوے اوّلاً آیات سورہ برائۃ پڑہین بعد دیگر احکام نبوی سُنائے اور مشرکین کے واسطے یہہ حکم سُنایا کہ آج سے چار ماہ تک جسکو جہان جانا ہے چلا جاوے اسکے بعد عہد نہ رہیگا اور مسلمانونکو جو ممانعت کفار کی

دست اندازی سے کی گئی ہے پھر نہ رہیگی۔ ہان جسکے عہد کی مدت مقرر ہو چکی ہے اوسکا عہد و ذمہ تا انقضاے مدت مقررہ باقی رہیگا۔ بعد اسکے جناب ابوبکر صدیق اور جناب علی مرتضیٰ مدینہ منورہ واپس آے۔

تقرری یہ حکومت یمن سنہ ۱۰ھ مین جناب سیف اللہ خالد بن الولید یمن کے حاکم مقرر کرکے بہیجے گئے پھر اونکی جگہہ علی مرتضیٰ رض مقرر فرماے گئے۔ ایک روایت مین ہے کہ عہد حکومت خالد رض مین آپ واسطے لانے خمس اموال غنیمت بہیجے گئے تہے جسوقت آپ کی نسبت حکم نبوی صادر ہوا آپنے عذر کیا کہ مین نوعمر ناتجربہ کار ہون مجہہ مین قابلیت حکومت اور مقدمات فیصل کرنیکی نہین ہے تو آنحضرت صلعم نے آپکے حق مین دعاے خیر کی۔ خود اپنے ہاتہون سے عمامہ آپکے سر پر باندہا۔ دو شملے عمامہ کے ایک آگے بقدر ایک گز کے اور دوسرا پیچہے ایک بالشت لٹکا دیئے اور عَلَم دیکر تین سو جانبازان اسلام کے ہمراہ یمن کی جانب روانہ فرمایا۔ جناب علی رض یمن مین مقیم رہے اور نہایت خوبی سے مہمات نظم و نسق انجام دیئے اور آپ کی کوشش و سعی سے بہت کچہہ فتوحات نصیب غازیان اسلام ہوئین۔

روایت ہے کہ جسوقت جناب علی مرتضیٰ رض ملک یمن مین داخل ہوے تو جو لوگ اسلام نہ لاے تہے اونکو دین اسلام کی دعوت دی۔ وہ آپ کی تعلیم و تلقین سے راہ راست پر آے اور قبیلہ ہمدان کے اہل یمن مطیع اسلام ہوے۔ آپنے خدمت نبوی مین اطلاع کی۔

بعضے مؤرخین آپکے حالات مین اس طرح لکہتے ہین کہ آپ یمن مین مقیم ہوے اور اپنے لشکر کو گرد و نواح مین روانہ فرمایا جب وہ لشکر فتح و ظفر و کامیابی کیساتہہ

واپس آیا تو جناب علیؓ خود بمقابلہ مخالفین تشریف لیگئے۔ ایک گروہ مخالفین سے مقابلہ ہوا۔ آپنے اونکو ہرچند فہمایش کی اور اسلام کی ترغیب دہی مگر وہ نہ مانے یا لآخر جنگ کی ٹہیری۔ گروہ مخالفین قبیلۂ بنی مدحج سے ایک نامی پہلوان اسود خزاعی نام آپ کے مقابل ہوا۔ آپنے ایک وار تلوار سے اوسکو ہمیشہ کے واسطے جانب ملک عدم بہیجدیا اوس ایک کے مرتے ہی سب کے حواس باختہ ہوگئے۔ آپکا رعب و ہیبت اسدرجہ غالب ہوا کہ پھر کوئی مقابل نہ ہوا۔ آپ تلوار کہینچکر مثل شیر غران اوس مجمع مین جا پڑے۔ قریب بیس آدمیونکے طعمۂ نہنگ اجل ہوے باقیماندہ بھاگ نکلے۔ آپنے اونکا تعاقب نہ چھوڑا جب وہ ہر طرح مجبور ہوے اسلام کے طالب و رامان خواہ ہوے۔ آپنے سبکو کلمہ توحید تلقین فرمایا اور شربت خوشگوار جام کلمہ شہادت سے شیرین کام کیا۔

حجۃ الوداع سنہ ۱۰ھ جسوقت حضور سرور عالم نے بقصد حج سفر کیا اور احرام باندہا جناب علیؓ یمین مین تہے آپکو بہی اطلاع دی کہ حج مین آو چنانچہ آپ مکہ معظمہ کو روانہ ہوے اور احرام اس نیت سے باندہا کہ جو نیت رسول خدا کی وہ میری۔ آپ کثیر التعداد اونٹ قربانی کے واسطے ہمراہ لاے۔ جناب رسول خدا علیہ الصلوۃ والسلام نے اپنی قربانیونمین بہی آپکو شریک فرمایا۔ جب آپ حضور سرور عالم سے ملے حضور نے استفسار فرمایا کہ تمنے کیا نیت کی۔ عرض کیا۔ مجھکو یہہ تو معلوم نہ تہا کہ حضور نے احرام بہ نیت عمرہ باندہا ہے یا بقصد حج۔ اسواسطے مین نے یہہ نیت کی کہ جو حضور کی نیت ہے وہی میری حضور نے فرمایا۔ مین نے حج کی نیت سے احرام باندہا ہے اسیواسطے احرام پر قایم ہون تم بہی احرام سے باہر نہ ہونا۔

جناب علیؓ نے حضرت فاطمہؓ کو رنگین کپڑے پہنے آنکھونمین سرمہ لگاے احرام سے

باہر دیکھکر اونپر اعتراض کیا۔ آپنے جواب دیا۔ مجھکو والد بزرگوار نے احرام سے باہر ہونیکی اجازت دی اسواسطے مین نے یہہ کیا۔ جناب علیؓ نے آنحضرت کی خدمت مین شکایت کی اور یہہ بھی بیان کیا کہ وہ آپکا نام لیتی ہین حضور نے فرمایا سچ کہتی ہین۔

عبداللہ بن حارث کندی سے روایت ہے کہ مین نے حجۃ الوداع آنحضرت کے ساتھ کیا ہے۔ دسوین تاریخ حضور خواجہ عالم اوس میدان مین جہان قربانی ہوتی ہے تشریف لیگئے اور جناب علیؓ کو بلایا اور دونون صاحبون نے برچھا پکڑکر اونٹ نحر کئے جب قربانی سے فارغ ہوے تو جناب رسول اللہ خچر پر سوار ہوے۔ جناب علیؓ کو اپنے پیچھے سوار کرلیا اور وہان سے روانہ ہوے۔

بعد فراغت حج الوداع جناب رسالتمآب مع اصحاب کبار مدینہ منورہ روانہ ہوی اثنار سفر مین خم غدیر مین منزل کی۔ (یہہ مقام مکہ و مدینہ کے درمیان جحفہ سے تین میل ہے۔ اس مقام کا نام دراصل خم ہے اسکے پاس ایک چشمہ یا تالاب ہے جسکو عربی مین غدیر کہتے ہین۔ اب خم غدیر ایک نام ہوگیا۔) نماز ظہر یہان ادا کی گئی پھر ارشاد نبوی ہوا مین عنقریب دنیا سے کوچ کرنے والا ہون اور تم مین دو چیزین چھوڑتا ہون جو ایک دوسرے سے عزت و قدر مین بڑی ہے۔ کتاب اللہ۔ میری اولاد۔ دیکھنا لحاظ رکھنا میرے بعد تم لوگ انسے کیسا معاملہ رکھتے ہو۔ یہہ دونون ایک دوسرے سے جدا نہونگی اور دونون باہم ملی رہینگی اور اسی طرح قیامت کے دن حوض کوثر پر مجھسے ملینگی۔ خداوند تعالی میرا مولی ہے اور مین ہر مرد مؤمن کا ولی ہون پھر جناب علی کا ہاتھ پکڑکر فرمایا۔ جسکا مین ولی ہون اوسکے یہہ بھی ولی ہین خداوندا تو بھی اوسکا ولی ہوجا جسکے ولی علی ہون اور جو انسے عداوت رکھے اوسکا تو بھی دشمن مدعی ہو (ازالۃ الخفا)

راقم۔ اس حدیث کے متعلق جو حضرات شیعہ کا قول ہے اسکا جواب صواعق محرقہ مین مذکور ہے بخوف طوالت ہم اوسکو ذکر نہین کرتے۔

روایت ہے کہ جناب عمر فاروق رضؓ نے فرمایا۔ اے علیؓ آپکو مبارک ہو آپ ہر مرد و زن دیندار کے مولےٰ ہوگئے۔

بعض علما کا قول ہے کہ بریدہؓ نے جو شکایت جناب علیؓ کی خدمت نبوی مین کی اسیوجہ سے حضور سرور عالم نے خم غدیر مین جناب علیؓ کی شان مین یہہ حدیث بیان فرمائی۔

وفات جناب سالتمآب صلی اللہ علیہ وسلم ۱۱ھ جب حضور سرور عالم رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم اس دنیاے فانی کو چھوڑکر عالم جاودانی کو تشریف فرما ہوے جناب اسد اللہ علی مرتضی کرم اللہ وجہہ مع دیگر اصحاب اہل بیت رضوان اللہ علیہم اجمعین حضور نبوی کے غسل و دفن کی خدمت بجالاے۔

روایت ہے کہ جناب علی مرتضیٰؓ حضرت عباسؓ۔ قثم بن عباسؓ۔ اسامہ بن زیدؓ۔ شقران مولیٰ رسول خداؐ نے غسل دیا حضرت اوس بن خولی بدری نے جناب علیؓ سے کہا۔ خدا کے واسطے اے علیؓ ہمکو بھی شریک کرلو اور اس نعمت عظمی سے محروم نہ رکھو آپ نے انکو بھی بلالیا۔ جناب علیؓ غسل دیتے تھے اور دیگر اہل بیت پانی ڈالتے جاتے تھے حضور سرور عالم کو مع لباس کے غسل میت دیا گیا غسل کے وقت جناب علیؓ فرماتے تھے میرے ماں باپ حضور پر سے قربان۔ آپ کسقدر پاکیزہ ہین جسقدر صفائی و طہارت حالت زندگی مین تھی اب بھی اوسیقدر پاک و صاف ہین۔ جب غسل دے چکے اور کفن پہنایا بعد اداے نماز جنازہ حضرات اہل بیت۔ جناب علیؓ و عباسؓ

فضل رضہ وغیرہ قبر مین اوترے اور حضور سرور دوجہان محبوب خالق سبحان کو دفن کیا
مروی ہے کہ وقت وفات جناب سرور کائنات صحابہ کرام دفور صدمۂ غم والم سے بیخود تھے بعضے مجنون ہو گئے۔ بعضے بیہوش ومدہوش تھے۔ چنانچہ جناب عثمان رض سے قوت گویائی زائل ہو گئی اور آپکو اصلا سُدہ بدہ نہ تھی جہان بٹھا دیا بیٹھ گئے جدہر کوئی لیگیا چلے گئے کچھ اپنے تن بدن کی خبر نہ تھی یہہ حالت آپ کی دوسرے دن تک رہی۔ جناب علی مرتضی رض کا یہہ حال ہوا کہ سکتہ کے عالم مین مثل جسم مردہ ہو گئے اپنی جگہہ سے جنبش کی طاقت نہ تھی۔ اسی طرح سب صاحبونکا حال تھا صرف جناب ابوبکر صدیق رض اور حضرت عباس رض البتہ ہوش وحواس مین تھے جنکی تسلی واطمینان دلانے سے اصحاب کبار کو ہوش آیا پھر حضور کی تجہیز وتکفین مین مصروف ہوئے (خمیس ومعارج النبوۃ)
درحقیقت یہہ واقعہ ہی ایسا تھا۔ اس سے زیادہ کون سانحہ ہوش ربا ہوگا کہ امت مرحومہ کے سردار جو مثل پدر مہربان بلکہ مان باپ سے زیادہ دوستدار وغمگسار تھے اس جہان سے ہمیشہ کیواسطے کوچ کر گئے اور اپنے فراق دائمی کا داغ سینہ مہجوران غمگین کو دے گئے۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔

اے زہجرانت زمین وآسمان بگریستہ — جسم وجان خون گشتہ وروح روان بگریستہ
کن فکان چون قالب اند وتو چو جانی لاجرم — در فراق تو مکان ولامکان بگریستہ
نے ہمین ما خاکیان بھر تو ماتم داشتند — بلکہ رضوان نیز در باغ جنان بگریستہ
نے ہمین صدیق وفاروق اند وعثمان وعلی — کز برائے صدر وبدر کن فکان بگریستہ
بلکہ ذرات جہان از عرش وفرش وبحر وبر — اندرین ماتم باشک خون فشان بگریستہ
خون گری ای دیدہ بھر سرورے کز ماتمش — جبرئیل اندر فلک با قدسیان بگریستہ

آدمؑ و نوحؑ و خلیلؑ و موسیٰؑ و عیسیٰؑ بھم	در عزاے این رسول انس و جان بگریستہ
اہلبیت آندم کہ گریان گشتہ ازبہر رسول	سنگ خارا بر دل پر درد شان بگریستہ
جای آن دارد کہ بکشایم ز دیدہ جوی خون	اندرین ماتم کہ ذرات جہان بگریستہ

آمدن مضر بمدینہ منورہ وحل سوالات از جناب علی مرتضیٰ رضہ

جناب رسالتمآب صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات کو دس روز گذرے تھے کہ ایک شخص مسافرانہ وضع سے چہرہ پر نقاب ڈالے ہاتھہ مین کوڑا مسجد نبوی کے دروازہ پر آکر کھڑے ہوگئے اور کہا السلام علیکم اے یاران رسول خدا۔ اللہ تعالے تم کو اس صدمہ جانکاہ کے عوض کرامت وعزت مرحمت فرماے۔ خداوند تعالی نے اپنے محبوب کو بُلا لیا۔ وہ خدا کے بندہ تھے خداوند تعالی حی لا یموت قدیم ہی اوسکی ذات کو بقا و قیام ہے اوسکے سوا ہر چیز فانی ہے۔ جناب رسالتمآب کی وفات سے بڑھکر اور کیا صدمہ ہوگا۔ خداوند رحیم وکریم آپ سبکو صبر عطا فرماے اور اس مصیبت کی جزاے عظیم مرحمت کرے۔ یہہ کہکر استفسار کرنے لگے۔ آپ لوگون مین وصی پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم کون صاحب ہین۔ جناب صدیق اکبر رضہ نے حضرت علی رضہ کی جانب اشارہ کرکے فرمایا یہہ وصی رسول اللہ ہین۔ وہ نووارد آپ سے ملتفت ہوے اور سلام کیا۔ آپنے جواب دیا وعلیکم السلام یا مضر صاحب البر۔ صحابہ یہہ نام آپکے منہ سے سنکر متعجب ہوے۔ مسافر نے دریافت کیا۔ اے جوانمرد آپ کو میرا نام کیونکر معلوم ہوا فرمایا۔ مجھکو حضور سرور عالم نے تمھارے نام اور حالات سے اطلاع دی ہے۔ اگر تم چاہو تو سارا قصہ ابھی تمھارے روبرو کہہ سناؤن۔ اوسنے پوچھا آپکا نام کیا ہے

فرمایا۔ علی بن ابی طالب جناب سرور عالم کے چچا کا لڑکا ہون۔ اوس شخص نے یہہ نام سنکر کہا۔ الحمد للہ۔ پھر جناب علیؓ نے اوس شخص کے سامنے اس طرح قصہ کہنا شروع کیا۔ تم عرب ہو۔ نام تمہارا مضر ہے اور باپ کا نام دارم۔ تمہاری عمر اب تین سو ساٹھہ برس کی ہے۔ جب تم سو برس کے ہوے تو اپنی قوم کو عبادت غیر خدا سے منع کیا۔ جناب سالتمآب کی پیدایش کی اونکو بشارت دی اور حضور نبوی کے اوصاف اپنی قوم کو سناے۔ اپنی قوم کو ہدایت کی کہ اگر زمانہ رسالت پاؤ تو حضور پر ایمان لانا اور نجات ابدی حاصل کرنا۔ تمنے اپنی قوم کو جب اس طور سے وعظ و نصیحت کی وہ تمپر اولٹ پڑے اور تمکو مار پیٹ کر کنوئین مین ڈالدیا تم ابھی تک اوسی کنوئین مین قید تھے۔ جب سرور دوجہان رسول خالق کون و مکان نے دنیا سے رحلت فرمائی۔ تمہاری قوم عذاب آلہی مین مبتلا ہو کر سیل فنا سے ہلاک ہوئی اور تمکو اوس چاہ محبس سے نجات ہوئی۔ پھر تمکو خداوند تعالے کا حکم ہوا کہ مدینہ جا کر قبر نبوی کی زیارت کرو۔ تم اپنے مقام سے روانہ ہوے اور اسوقت مدینہ مین داخل ہوے۔ حضور نبوی نے یہہ سب حال مجھسے ارشاد فرمایا ہے اور یہہ بھی حکم دیا ہے کہ جب تم آؤ تو حضور کی طرف سے تمکو سلام کہون۔ مضر یہہ حال سُنکر رودیے جناب علیؓ کے سر مبارک پر بوسہ دیا اور آپکے سامنے بیٹھے۔ آپنے فرمایا۔ اپنے چہرہ سے نقاب اوٹھاؤ۔ مضر نے منہ کہول دیا۔ ساری مسجد اونکے نورانی چہرہ سے جگمگا اوٹھی۔ بعدہ مضر نے کہا۔ اے علیؓ مین آپسے چند باتین دریافت کرتا ہون اونکا جواب دیجیے ان باتونکی خبر بجز پیغمبر کے یا اوسکے وصی کے دوسرے کو ہرگز نہین۔ آپنے فرمایا بیان کرو۔ مضر نے یہہ سوال کیے۔

(۱) وہ کونسا نر ہے کہ بغیر ماں باپ کے پیدا ہوا۔ (۲) وہ کون مادہ ہے جو بے ماں باپ کے ہوئی۔ (۳) وہ کون نر ہے کہ بے باپ کے ہوا۔ (۴) وہ کون پیغمبر ہے جو نہ از قسم جن و ملائکہ۔ نہ از نوع حیوانات چہارپایہ درندگان ہے (۵) ایسی قبر کون سی ہے جسمین انسان گیا اور آسودہ حال زندگی کی۔ (۶) وہ کونسا جاندار ہے کہ اپنے دوستونکو ڈرایا۔ (۷) ایسا جسم کونسا ہے کہ کھاتا پیتا نہین۔ (۸) روئے زمین پر وہ کون مقام ہے کہ صرف ایک ہی مرتبہ آفتاب کی روشنی اوسپر پڑی۔ (۹) وہ بے جان شے کیا ہے جس سے جاندار پیدا ہوا۔ (۱۰) وہ عورت کون ہے جس سے تین گھنٹے مین لڑکا پیدا ہوا۔ (۱۱) دو ساکن کون ہین۔ (۱۲) دو متحرک کون ہین۔ (۱۳) وہ دو دوست جنمین باہم دشمنی نہین ہوتی۔ (۱۴) دو دشمن جو کبھی آپس مین دوست نہین ہوتے۔ (۱۵) شے کیا ہے۔ (۱۶) لاشے کسکو کہتے ہین۔ (۱۷) سب مین اچھی اور خوبصورت کیا چیز ہے۔ (۱۸) سب مین بدصورت کیا ہے۔ (۱۹) رحم مادر مین اول کیا چیز بنتی ہے۔ (۲۰) وہ کون چیز ہے جو قبر مین سب کے بعد سڑتی گلتی ہے۔

جناب علی مرتضیٰ نے ہر ایک سوال کا جواب اس طرح دیا۔

(۱) جو نر بے ماں باپ کے ہوا وہ حضرت آدم علیہ السلام ہین محض قدرت خدا سے پیدا ہوے۔ (۲) وہ مادہ حضرت حوّا علیہا السلام ہین جو بے ماں باپ کے ہوئین (۳) وہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام ہین کہ بغیر باپ کے پیدا ہوے۔ (۴) وہ پیغمبر کوّا ہے جسکو خداوند تعالےٰ نے قابیل کے پاس واسطے تعلیم کیفیت دفن لاش ہابیل کے بھیجا تھا (۵) وہ قبر مچھلی کا پیٹ ہی کہ یونس علیہ السلام کو نگل گئی تھی۔ آپ مچھلی کی پیٹ مین تین روز رہے اور وہ پانی پر چلتی پھرتی تھی مگر آپکو کسیطرح کا صدمہ نہ پہنچا

(۶) وہ ایک چیونٹی تہی جو اپنی غذا کی تلاش مین نکلی ایک ستون پر چڑہی اور اوسکے ساتھہ اور چیونٹیان بہی تہین وہ ستون حضرت سلیمان علیہ السلام کے سر پر تھا۔ وہ چیونٹی بولی۔ دیکھو تمہارے چلنے سے حضرت سلیمان علیہ السلام کے سر پر خاک نہ گرنے پاوے ورنہ آپکو تکلیف ہوگی۔ (۷) عصاے حضرت موسیٰ علیہ السلام ہے (۸) جسوقت حضرت موسیٰ علیہ السلام اپنی امت کو لیکر دریا مین داخل ہوے پانی جابجا سمٹ گیا اور لوگونکے جانیکو راستہ ہوگیا زمین خشک نکل آئی اوسپر آفتاب کی روشنی پڑی۔ پھر بعد عبور بنی اسرائیل پانی اپنی جگہہ آگیا اور زمین چھپ گئی۔ (۹) وہ پتھر ہے۔ حضرت صالح علیہ السلام کے معجزہ سے پتھر مین سے اونٹنی نکل آئی گویا پتھر سے پیدا ہوئی۔ (۱۰) حضرت مریم علیہا السلام کا حاملہ ہونا اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا پیدا ہونا صرف تین گھنٹے مین ہوا ہے۔ (۱۱) زمین و آسمان کہ یہ دونون ہمیشہ ساکن ہین۔ (۱۲) آفتاب و مہتاب کہ ہر وقت گردش مین رہتے ہین کسیوقت سکون پذیر نہین۔ (۱۳) جسم و جان یہہ دو دوست ہین کہ کبھی ایک دوسرے کے دشمن نہین ہوتے۔ (۱۴) موت و زندگی دونون باہم دشمن ہین کبھی انمین دوستی و محبت نہین ہوتی۔ (۱۵) شئے۔ مرد ایماندار خدا کا دوست فرمانبردار ہے۔ (۱۶) الشئے کافر بدکردار بدانجام ذلیل و خوار ہے۔ (۱۷) سب چیز و نمین حسین و خوبصورت انسان کا چہرہ ہے۔ (۱۸) بدصورت سب مین بدن بے سر ہے۔ (جسکے دیکھنے سے خوف طاری ہوتا ہے)۔ (۱۹) رحم مادر مین سب اعضا سے پہلے کلمہ والی اونگلی بنتی ہے۔ (۲۰) قبر مین سب اعضا کے بعد وہ ہڈی گلتی ہے جو تمہارے پشت مین ہے۔

مضر نے اپنے سوالونکے جواب سنکے بہت خوش ہوے۔ آپ کی پیشانی پر بوسہ

دیا جسقدر صحابہ کبار اوس جلسہ مین موجود تہے سب نے جناب علیؓ کی تعریف کی اور سب نے
اقرار کیا کہ بیشک آپ علم نبوت کے وارث ہین بعدہٗ مضر نے کہا۔ اب مجھکو روضۂ رسول
پاک مین لیجلیئے۔ جناب علیؓ ہمراہ ہوے اور قبر مبارک پر پہونچے۔ مضر قبر شریف دیکھتے
ہی بیخود ہو گئے۔ قبر شریف سے لپٹ گئے بار بار اپنا سینہ اور منہ قبر نبوی سے ملتے تہے
اور دیدۂ خونبار سے سیل اشک روان تہے۔ جناب علیؓ نے فرمایا مضر کو اسی طرح
رہنے دو۔ کوئی دم مین انکی روح عالم بالا کو پرواز کرنے والی ہے چنانچہ تہوڑی ہی دیر
بعد لوگون نے دیکہا تو اونکا سر قبر شریف پر تہا اور جسم جان سے خالی تہا۔ انا للہ وانا
الیہ راجعون۔ صحابہ نے اونکی تجہیز و تکفین کرکے جناب سید الشہدا حضرت حمزہؓ کی
قبر کے پاس دفن کر دیا۔ (معارج النبوت)

وقائع عہد خلافت صدیقی تا آخر عہد عثمانی

جسوقت حضور سرور کائنات نے رحلت فرمائی صحابہ کبار سقیفہ بنی ساعدہ مین جمع ہوے
اور جناب صدیق اکبرؓ کے ہاتھ پر بیعت ہوئی۔ بعد اوسکے دوسرے دن بیعت عامہ
منعقد ہو گئی مگر چند اصحاب سادات اہل بیت اس جلسہ مین نہ تہے منجملہ اونکے جناب
علیؓ و حضرت زبیر بن العوامؓ بہی نہین آے۔ جناب ابوبکر صدیقؓ نے ان دونون صاحبونکو
طلب فرمایا اور وجہ انکار و تخلف استفسار کی۔ دونون نے یہہ عذر کیا۔ ہمکو آپکی
شرافت اور استحقاق خلافت مین کلام نہین۔ لاشک بعد جناب رسول خدا کے
آپ سب مین افضل ہین۔ حضور نبوی نے حالت حیات مین آپکو امامت نماز پر معین
فرمایا۔ باقی دیگر خصوصیات و کرامات آپکی ظاہر ہین البتہ ہمکو اسکا ملال ہوا کہ ہم

مشورہ مین کیون نہ بلاے گئے بعد اسکے دونون صاحبون نے بیعت کرلی۔جناب علی مرتضیٰ رضؓ تا آخر وقت جناب ابوبکر صدیق رضؓ ہر طرح آپکے مشیر اور وزیر رہے اور حضرت صدیق اکبر رضؓ بہی آپکے مرتبہ وعزت کا خیال فرماتے تہے۔

بعد وفات حضور رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم جو صدمہ جناب علی مرتضیٰ رضؓ کو پہونچا وہ جناب سیدہ خاتون جنت فاطمہ زہرا رضؓ کی رحلت ہے۔یہہ حادثہ جانکاہ اس طرح ہے کہ مرض الموت آپکا دراصل فراق جناب رسول خدا تہا۔مروی ہر کہ جس دن سے آنحضرتؐ نے رحلت فرمائی کبہی کسی نے جناب فاطمہ رضؓ کو ہنستے نہ دیکہا ہر وقت اسی غم مین گریان ونالان رہتین بالانجام چہہ مہینے بعد آنحضرت صلعم کے پاس جا پہونچین۔

مہر زحمت سرشت من خاک درت بہشت من	عشق تو سرنوشت من راحت من رضای تو

بظاہر کچہہ ایسی علالت آپکو نہ تہی چندروز بیمار رہین۔بروز وفات حضرت علی مرتضیٰ کہین تشریف لیگئے تہے آپنے غسل کیا۔پاکیزہ کپڑے پہنے۔بستر پر استراحت فرمائی۔قبلہ کی جانب منہ کیا۔سیدہے ہاتہہ کا تکیہ بنایا اور کلمہ شہادت پڑہکر سراے فانی سے ملک جاودانی کو رحلت فرمائی۔انا للہ وانا الیہ راجعون۔جناب علی جسوقت تشریف لاے یہہ سانحہ ہوشربا سنکر رنج وغم سے بیخود ہوگئے۔جس حجرہ مین جناب فاطمہ رضؓ خواب مرگ سے مانوس ہورہی تہین گئے اور نہایت درد واضطراب کے ساتہہ فرمایا۔اے بنت رسول اللہ۔بعد حضور نبوی کے تمہارے دم سے مجہکو تسکین وتسلی تہی۔افسوس تم نے بہی مجہکو تنہا چہوڑا۔واے صد واے۔اب میرے دل کا تشفی دینے والا کون ہے پہر آپ بہت روے اور دو شعر پڑہے جنکا مطلب یہہ ہے۔

دنیامین کوئی دو دوست ایسے نہین جنمین کبھی فراق نہو۔ بعد آنحضرت صلعم کے فاطمہ کی جدائی میرے حقمین باعث صدمہ عظیم ہے اور انکی وفات صاف دلیل اس بات کی ہے کہ دوست کسیکا ہمیشہ قائم نہین رہتا۔

مروی ہے کہ جسوقت آپنے جناب سیدہؓ کو بعد وفات کپڑے اوڑہے بستر پر مردہ دیکھا تو رونے لگے اور چند شعر پڑہے جنکا ترجمہ یہہ ہے۔

ہر دو دوستونکا اجتماع ایکدن جدائی و فرقت سے بدلجاتا ہے اور جو شخص مرنیکے قریب ہے اوسکی مدت فرقت یاران گذشتہ سے بہت کم ہے۔ مین دیکھتا ہون کہ حوادث وامراض دنیوی مجہپر بکثرت ہین اور جو مبتلاے امراض ہے وہ موت تک علیل رہتا ہے۔ یکے بعد دیگرے یاران زمانہ کو کہوتا جاتا ہون یہی قوی دلیل ہے کہ کوئی دوست ہمیشہ رہنے کا نہین۔

پہر آپ حسب وصیت جناب فاطمہؓ رات ہی کو تجہیز و تکفین سے فراغت کر کے نماز پڑہی اور بقیع مین دفن کیا جسوقت آپ دفن سے فارغ ہوے اور مٹی دیکر ہاتہہ جہاڑے کچہ اشعار پڑہے جنکا ماحصل یہ ہے مین اشک حسرت بہا کر کہہ رہا ہون۔ (افسوس) زمین باقی ہے اور دوست چلے جا رہے ہین۔ اے یارو! اگر موت کے سوا دوسری چیز تمکو پہونچی ہوتی تو مین ضرور اوسپر غصہ و عتاب کرتا مگر مشکل تو یہہ ہے کہ موت پر کسیکا زور نہین چلتا (سراج الملوک)

دوسرے روز صحابہ کبار نے آپسے شکایت کی کہ ہم لوگونکو اطلاع کیون نہ کی۔ ہم بہی اونکی تجہیز و تکفین مین شریک ہوتے اور ثواب نماز حاصل کرتے۔ آپ نے عذر کیا اور فرمایا۔ مین مجبور تہا مین نے حسب وصیت اونکے بلا اطلاع آپکے رات ہی کو دفن کر دیا۔ آپ کی وفات بقول اصح شب سہ شنبہ تیسری ماہ رمضان المبارک سے

حضور رسول معظم کی رحلت سے پورے چھ ماہ بعد یہ سانحہ جگرخراش پیش آیا۔

روایت ہے کہ جناب فاطمہؓ نے حضرت علیؓ کو وصیت کی تھی کہ اگر میری وصیت مانو تو تم سے کہوں ورنہ دوسرے کو وصیت کر جاؤں۔ آپنے فرمایا مجھکو منظور ہے۔ مین خود وصیت ادا کرونگا۔ تم شوق سے کہو۔ جناب فاطمہؓ نے فرمایا۔ مجھکو رات کے وقت دفن کرنا تاکہ غیر محرم اشخاص کی نظر میرے جنازہ پر نہ پڑے۔

روشن نشد بہ محرم و بیگانہ سوز ما	ماخویش را بہ گوشۂ ویرانہ سوختیم

مؤلف ۔ جناب امیرالمومنین علی مرتضیٰؓ کا حضرت صدیق اکبرؓ کی بیعت خوشی سے قبول کرلینا اور خلافت صدیقی کو برحق ماننا۔ جناب ابوبکرؓ کو اپنے سے افضل جاننا ہرطرح آپکے امور خلافت اور مشورہ مین مثل مشیر و وزیر کے شریک حال رہنا۔ ظاہر و باطن آپ سے محبت رکھنا۔ آپکی اقتدا و اتباع جملہ امور دینی مین حضرت صدیقؓ کے قدم بقدم چلنا۔ علیٰ ہذا القیاس حضرت صدیقؓ کا آپکے منصب و درجہ کا خیال کرنا اور آپکی عزت و حرمت توقیر و تعظیم مین سرمو فرق روا نہ رکھنا۔ آپکو اہلبیت نبوی مین شمار کرکے اپنون سے زیادہ آپکو سمجھنا۔ وہ باتین ہین جو محبت و خلوص طرفین کی عمدہ دلیل و نشانی ہین۔ غاصب و مغصوب منہ کے مابین اس قسم کے تعلقات یکسان رہنا اور تا حین حیات مراسم اخوت و مودت و طریق برادرانہ کا برتاؤ ہونا اور کسیوقت رنج و کدورت کا ظاہر نہ ہونا۔ بالخصوص جناب شیر خدا علی مرتضیٰؓ ایسے شخص سے جو بکمال شجاعت و فتوت و ہمت و مردانگی شہرۂ آفاق اور سختی و شدت امور دین مین بے نظیر علی الاطلاق ہون اپنے مخالف سے دب کر رہنا اور ظاہری محبت و فرمانبرداری و اطاعت برتنا عقلاً و نقلاً ابعد و بالکل خارج از قیاس ہے۔ درباب طلب وراثت شکررنجی و ملال ظاہری جو پیدا

ہوا تھا وہ بھی جناب صدیق رضؓ کے معقول عذر اور مدلل وجوہ اور صحابہ کرام کی تصدیق اور بیان سے ایسا رفع ہو گیا کہ مابعد مین کسیکو کسی سے شکایت نہین رہی۔ ان سب باتونکو حصص اولین مین بالصراحت لکھا جا چکا ہے جو طالب حق کیواسطے کافی ہین۔

پھر جسوقت جناب فاروق اعظم رضؓ خلیفہ ہوے۔ جناب علی رضؓ نے آپسے بھی بلا تکلف بیعت کرلی اور تا وقت شہادت جناب فاروق رضؓ جو باہمی تعلقات رہے ہین وہ اظہر من الشمس ہین۔ اس سے بڑھکر اور کیا چاہیئے کہ آپنے اپنی صاحبزادی جناب فاروق رضؓ کے عقد مین دیدی اور یہہ نکاح جس طرح آپکی خوشی و رضامندی کے ساتھہ صورت پذیر ہوا اسکا انکار دیدہ انصاف پر تعصب کی پٹی باندہنا اور جناب شیر خدا رضؓ کو نہایت بودا و کمزور (معاذاللہ) سمجھنا ہے۔ سخن شناس نۂ دلبرا خطا اینجاست۔

جناب فاروق رضؓ جنکی شان وَاَمْرُهُمْ شُورَىٰ بَيْنَهُمْ ہے۔ مہمات خلافت و نظم و نسق امارت مین آپسے مشورہ لیا کرتے تہے۔ مقدمات پیچیدہ و دشوار و قضایاے مشکلہ مین آپ ہی کی راے روشن کیجانب رجوع کرتے تہے چنانچہ چند نظایر اوسکے ہم اوپر لکھہ آے ہین۔ اپنے صاحبزادونکا نام ابوبکر۔ عمر۔ عثمان۔ رکہنا بھی کمال محبت کی علامت ہے۔ کیا اسکو بھی تقیہ کہین گے۔ خدا کے شیر اور شیر دل۔ واہ صاحب واہ۔ خوب قدردانی ہے۔ توبہ توبہ۔

من احب شيئاً اكثر ذكره۔ انسان اپنی شی محبوب کا ذکر اکثر کرتا رہتا ہے۔ اپنے پیارون کے نام ہر وقت برزبان ہوتے ہین نہ کہ دشمن۔ ظالم۔ جابر۔ غاصب کے نام و نیز اپنے پیارے لڑکونکے نام جو باعث روشنی چشم و راحت جان ہین رکھے جائین۔ جناب فاروق رضؓ کا فارس کی شاہزادی کو جناب امام حسین رضؓ کے حوالہ کرنا بھی تو الفت و خلوص کی نشانی ہے اس بارہ مین بھی جناب علی مرتضیٰ کی راے مبارک نے فیصلہ کیا اور

شاہ فارس کی خاندانی عزت قائم رکھنے بلکہ عزت بڑہانیکو خاندان نبوت سے ملا دیا جنکے بطن سے سلسلہ سادات کرام چلا اور تا قیامت باقی رہیگا۔ کیا حضرات شیخین رض کی نسبت اب بہی گمان ظلم و غصب ہوسکتا ہے ہرگز نہین۔ ورنہ بڑی مشکل ہوجاویگی۔ درصورت غاصب و جابر ہونے کے اونکا جہاد کب درست ہوا ملکی فتوحات سے لونڈی و غلام جو ہاتھ آسے وہ بہی شرعی غلام نہین ہوسے۔ پہر اونسے سلسلہ سادات جاری رہا نعاذ اللہ من ذلک۔ یہہ فرق نسل مین ڈالنے والے یہی حضرات شیخین ہین؟ پہر بیچاری مظلوم سادات کو فخر نسب و شرافت قومی کیا رہی۔ توبہ توبہ۔ الامان۔ الحفیظ۔ صاحبو ہم تو یہہ کبہی نہ کہینگے۔ ہمارے دلون مین تو اس قسم کے توہمات کو بہی دخل نہین۔ جب بیعت عثمانی ہوئی ہے اوس مجمع مین باوجودیکہ بعض صحابہ کی نظر جناب علی رض کی طرف تہی مگر آپنے بلا تامل و تاخیر اوسیوقت جناب عثمان رض کے ہاتھہ پر بیعت کرلی اور اونکی خلافت کو تسلیم کیا۔ بعد اسکے تا اخیر وقت شہادت جناب عثمان رض آپ ہر طرح ممد و معاون رہے جس کی نسبت اسی کتاب کے حصہ اول ضمن محاصرہ و تقریر محاکمہ مین ہم تفصیل ذکر کرچکے ہین۔ الغرض جناب امیر المومنین علی رض زمانہ ہر سہ خلافت مین مثل ایک بڑے رکن و مشیر کاروبار امور انتظامی رہے۔ تینون صاحب بہی آپ کی قدر و منزلت اور آپکے ساتھہ نہایت محبت و الفت برادرانہ کا برتاو و معاملہ کرتے رہے۔ ہمارا دعوی زبانی نہین بلکہ واقعات کے دیکہنے اور پڑہنے سے تفصیلی حالات سے تصدیق کامل ہوسکتی ہے

آخر سنہ ۳۵ھ بیعت خلافت جناب امیر المومنین سیدنا علی رض بن ابی طالب

راویان آثار و حاکیان اخبار قصہ بیعت کو اس طرح نقل کرتے ہین۔ محمد بن حنفیہ سے روایت ہے

کہنوز جناب عثمان رضؓ محصور تہے جوایک شخص نے جناب علی مرتضیٰ رضؓ کی خدمت مین آکر عرض کیا۔ جناب عثمان رضؓ شہید ہوگئے۔ بعدازان دوسرا شخص آیا اوس نے بہی یہی ظاہر کیا۔ جناب علی مرتضیٰ رضؓ اوٹہنے لگے مگر صدمہ غم شہادت جناب عثمان رضؓ سے آپ کی حالت متغیر ہوگئی۔ محمد بن حنفیہؒ نے کمر پکڑ لی کہ مبادا آپ گر پڑین۔ آپنے فرمایا۔ میری کمر چہوڑ دو پہر جناب عثمان رضؓ کے دولتخانہ پر تشریف لیگئے۔ دہان جناب عثمان رضؓ شہید ہوچکے تہے آپ اونکے مکان سے واپس آئے اور گہر کا دروازہ بند کرکے خاموش غمگین بیٹہے رہے۔ (خمیس)

بعدازان حضرات طلحہ رضؓ۔ زبیر رضؓ۔ ایک گروہ انصار ومہاجرین کے ہمراہ آپکے پاس آئے۔ آپ اسوقت دولتخانہ مین تہے بعض کہتے ہین کہ بنی عمرو بن مبذول کے باغیچہ مین تشریف فرما تہے دروازہ کہلواکر مکان کے اندر داخل ہوئے اور آپسے کہا۔ لوگون کے واسطے امام و خلیفہ کی ضرورت ہے۔ بغیر امام کے اونکے کام چل نہین سکتے۔ ہم لوگ اسیواسطے آئی ہین کہ آپ کی بیعت کرین۔ آپنے جواب دیا۔ تم سب جسکو پسند کرو اوسکو اپنا امام و امیر بنالو۔ مجہکو امارت کی تمنا نہین اور نہ مین اسکو پسند کرتا ہون۔ جسکو تم پسند کروگی مین بہی اوسپر راضی ہونگا۔ سب نے کہا۔ ہم آپسے بڑہکر افضل اور اس کام کا اہل و مستحق کسی کو نہین دیکہتے۔ جو سوابق اسلامی اور قرابت جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے آپکو حاصل ہے وہ اب دوسرے کو کہان۔ فرمایا۔ مجہکو معاف رکہو۔ مین بہ نسبت امارت کے وزارت ومشیر کار خلافت ہونا اپنے حق مین بہتر سمجہتا ہون۔ مگر سب نے پہر باصرار تمام کہا۔ ہم آپ ہی کو خلیفہ کرینگے آپکے سوا دوسرا اسکی لیاقت وقابلیت نہین رکہتا۔ جب آپنے صحابہ رضؓ کا مبالغہ و منت وسماجت اس درجہ دیکہا تو فرمایا۔ آپ سب لوگ اس طرح میرے واسطے کہ رہے ہین تو بمجبوری مجہے بہی منظور ہے لیکن میری بیعت چوری چہپے نہ ہوگی۔ مسجد مین سب

جمع ہون اور علانیہ مجمع عام مین بیعت ہو۔ یہہ فرماکر آپ مسجد مین تشریف لائے۔ اسوقت جسم مبارک یہہ تہی۔ ایک تہمد باندہے۔ ایک چادر اوڑہے۔ سر پر عمامہ جو ریشم اور اُون کا تہا نعلین ہاتھہ مین۔ کمان سے ٹیک لگاکر کہڑے ہوے بیعت شروع ہوئی۔ سب سے اول حضرت طلحہ بن عبید اللہ رضؓ نے بیعت کی۔ انکا ہاتھہ لنجہا تہا۔ (جنگ احد مین حضور سرور عالم صلعم کی حفاظت مین بیکار ہوگیا تہا) حبیب بن ذُوَیبؓ انکو اول بیعت کرتے دیکھکر بولے انا للہ۔ (بسم اللہ ہی غلط ہوئی۔ خدا خیر کرے) جس ہاتھہ سے بیعت شروع ہوئی وہ تو لنجہا ہے۔ یہہ کام انجام ہوتا نظر نہین آتا۔

حضرت طلحہؓ کے بعد حضرت زبیرؓ نے بیعت کی۔ جناب علیؓ نے فرمایا۔ اگر آپ دونون صاحب بخوشی خاطر میری بیعت منظور کرتے ہون تو فبہا۔ ورنہ مین حاضر ہون آپکی بیعت کرلون۔ آپ دونون صاحبونمین سے جو خلافت قبول کرین مین خوش ہون اور سب سے اول بیعت کرنے والا ہون۔ ان دونون صاحبون نے جواب دیا نہین ہم آپکی بیعت کرتے ہین۔

بعضونکا قول ہے کہ حضرت طلحہ و زبیرؓ نے بیعت کے بعد لوگون سے کہا۔ ہم اوسوقت بیعت نہ کرلیتے تو کیا کرتے ہم کو تو اپنی جانونکا خوف تہا اور ہمکو یہہ معلوم تہا کہ حضرت علیؓ ہماری بیعت کیون کرنے لگے۔ بعد چار ماہ کے یہہ دونون صاحب مکہ معظمہ کو چلے گئے۔

الغرض حضرت طلحہ و زبیر کے بعد اور لوگون نے بیعت کی۔ پھر لوگ حضرت سعد بن ابی وقاصؓ کو لائے۔ حضرت علیؓ نے فرمایا۔ آؤ تم بہی میری بیعت کرلو۔ انہون نے جواب دیا آپ میری طرف سے مطمئن رہین لوگونکو بیعت کرلینے دیجیے پھر مین بہی بیعت کرلونگا۔ واللہ آپکو میری ذات سے کوئی صدمہ نہ پہونچیگا۔ آپنے فرمایا۔ سعدؓ کو جانے دو کچہہ مضائقہ نہین

بعدازان حضرت عبداللہ بن عمرؓ کولائے اور انسے بہی بیعت کو کہا۔ انہون نے جواب دیا۔ سب لوگ بیعت کرلین پھر مین بہی حاضر ہون۔ آپنے فرمایا۔ کسی کو اپنا ضامن دو۔ ابن عمر بولے۔ مین ضامن نہین دے سکتا۔ اُشتر نے کہا۔ امیر المومنین۔ مجھکو اجازت دیجئے کہ اس شخص کی گردن اوڑادون۔ حضرت علی رضؓ نے فرمایا۔ جانے دو مین انکا ضامن ہون۔ تم کو مین خوب جانتا ہون تم تو ہمیشہ کے کج خلق شریر طبیعت ہو۔

پھر انصار نے بیعت کی۔ مگر بعضے انصار اور مہاجرین نے بیعت سے تخلف کیا۔ ازآنجملہ انصارین سے حضرت حسان بن ثابت۔ کعب بن مالک۔ مسلمہ بن مخلد۔ ابوسعید۔ محمد بن مسلمہ نعمان بن بشیر۔ زید بن ثابت۔ رافع بن خدیج۔ فضالہ بن عبید۔ کعب بن عجرہ۔ سلمہ بن سلامہ بن قوش ہین۔ رضی اللہ عنہم اور مہاجرین مین سے عبداللہ بن سلام۔ صہیب بن سنان۔ اسامہ بن زید۔ قدامہ بن مظعون۔ مغیرہ بن شعبہ تھے۔ رضی اللہ عنہم انصار مذکورہ بالا مین سے اکثر عثمانی تھے چنانچہ نعمان بن بشیرؓ نائلہ زوجہ عثمانؓ کی کٹی ہوئی اونگلیان اور حضرت عثمان رضؓ کا خون آلود قمیص لیکر شام چلے گئے۔ حضرت حسانؓ تو ایک شاعر تھے اونکو کچھ پرواہ نہ تھی حضرت زید بن ثابت کو جناب عثمانؓ نے دفتر بیت المال کا افسر کردیا تھا اور کعب بن مالک قوم مزنیہ پر عامل صدقہ ہوکر گئے تھے۔ (ابن اثیر و ابن خلدون)

آپ کی بیعت باتفاق جملہ مہاجرین و انصار و اکابر صحابہؓ منعقد ہوئی باستثنا حضرات مذکورہ سب نے بیعت قبول کرلی۔ جو لوگ بیعت سے الگ رہے آپنے اونپر جبر بہی نہ کیا بلکہ لوگون کے استفسار پر فرمایا۔ یہہ لوگ امر حق سے بیٹھ رہے اور باطل کو بہی اختیار نہ کیا (یعنی بیعت کرلیتے تو امر حق مین شریک ہوتے اور اس سے بلا مخالفت میرے الگ ہے تاہم کچھہ برائی نہین) (خمیس)

بعضے کیفیت بیعت یون لکھتے ہین کہ بعد حادثہ شہادت جناب امیر المومنین عثمانؓ
پانچ روز تک مدینہ بے خلیفہ و بے چراغ رہا۔ اس عرصہ مین بلوائیون کا سرگروہ غافقی بن حرب
مدینہ منورہ کا امیر تھا۔ بلوائی اپنا پیچھا چھوڑانیکو چاہتے تھے کہ کسیکو امیر کر دین مگر اون کو
کوئی شخص ایسا نہ ملا۔ رات دن اسی تلاش مین سرگرم رہے۔ حضرت طلحہؓ مدینہ منورہ سے باہر
اپنے باغ مین مقیم تھے۔ حضرت سعد بن ابی وقاصؓ و زبیرؓ بھی مدینہ مین نہ تھے۔ بنی امیہ
بھاگ گئے تھے۔ حضرت سعید بن العاص۔ ولید۔ مروان۔ مکہ معظمہ چلے گئے تھے جو بھاگ
نہ سکے وہ پوشیدہ ہو کر بیٹھ رہے۔ انکی دیکھا دیکھی اور بھی اکابر و اشراف مدینہ اپنے اپنے
گھر چھوڑ کر چل دیئے تھے۔ مصری جناب علیؓ کے پاس آے اور بیعت خلافت کیواسطے
استدعا کی۔ آپنے صاف انکار فرمایا اور اونکو دھتکار دیا۔ کوفی حضرت زبیرؓ کو تلاش کر کے
اونسے ملے اور یہی درخواست کی آپنے بھی ڈانٹ بتائی۔ بصری حضرت طلحہؓ سے جا کر ملے
مگر اوںھون نے بھی خشک جواب دیا اور اونکو للکار کر نکال دیا۔ اب بلوائیون نے حضرت
سعد بن ابی وقاص کو ڈھونڈھ نکالا اور آپسے بھی یہی سوال کیا۔ آپنے فرمایا۔ مجھکو خلافت
کی حاجت نہین جو اسکا خواستگار ہو اوس سے کہو۔ حضرت ابن عمرؓ نے بھی یہی جواب دیا
بالآخر سب سے مایوس ہوے پھر آپس مین کھچڑی پکنے لگی۔ ایک نے دوسرے سے کہا۔ اب تو
اپنی خیریت نظر نہین آتی۔ بغیر امام مقرر کئے اگر اپنے ملکون کو واپس جاتے ہین تو خدا جانے
کسقدر اختلاف واقع ہو اور امت محمدی فتنہ و فساد مین پڑ جاوے۔ سخت حیرانی
و پریشانی ہے کہ کوئی خلافت قبول نہین کرتا عجب عالم حیرت ہے۔ خلافت سے اس قدر
گریز ہے اور ایسی بری چیز سمجھتے ہین۔ پھر جو انمین صاحب عقل و ہوش تھے اونھون نے
متفق ہو کر اہل مدینہ کو جمع کر کے اونسے کہا۔ تم لوگ اہل شوریٰ ہو۔ اہل حل و عقد ہو۔

تمہارا حکم تمام امت محمدیہ پر چلتا ہے۔ تم کسیکو امام مقرر کرو ہم سب تمہارے مطیع و فرمانبردار
ہین۔ ہم تمکو آج کے دن کی مہلت دیتے ہین بخدا اگر اس مدت مقررہ مین تمنے اپنی تجویز سے
امام مقرر نہ کرلیا تو یہہ سمجہہ لو کہ تمہارے حق مین بہتر نہ ہوگا۔ ہم کل کے روز علیؓ۔ زبیرؓ۔
اور انکے علاوہ بہتیرے اشخاص کو قتل کر ڈالینگے۔ اہل مدینہ جناب علیؓ کی تلاش مین نکلے
چارون طرف سے آپکو گہیر لیا اور کہا۔ آپ نازک وقت کو دیکہتے ہین۔ اسلام پر کیسی سخت
مصیبت پڑی ہے۔ ہم لوگ کیسی آفت مین پہنسے ہین۔ مدینہ منورہ اسوقت کس حال مین
مبتلا ہے۔ آپنے جواب دیا مجہکو سب صاحب معاف فرماوین کسی اور کو خلیفہ بنالین۔ مین
ایک امر عظیم کی وجہ سے جو عام عقلون اور سمجہو نسے بالا ہے اس بار خلافت سے سبکدوش
رہنا چاہتا ہون۔ اہل مدینہ نے کہا۔ آپ خدا کے واسطے ہمارے حال زار پر رحم فرماوین
اسلام کی جانب نظر کیجیے۔ فتنۂ عالمگیر کی طرف توجہ فرمائیے۔ خدا سے ڈریئے۔ آپنے فرمایا
مین آپ سب صاحبون کی استدعا قبول کرتا ہون مگر آپ سب صاحب خوب سمجہہ لین
کہ مجہسے بیعت کرلینے مین آپ اپنے سر ایک بار عظیم لیتے ہین جسکا آپکو متحمل ہونا پڑیگا اور
اگر مجہکو اس سے علیحدہ رکہتے تو مین بہی ایک شخص تم مین سے ہوتا اور جسکو تم خلیفہ کرتے
مین بہی اوسکا مطیع و فرمانبردار رہتا۔ اسکے بعد آپنے دوسرے دن بیعت لینے کا وعدہ
فرمایا اور سب لوگ رخصت ہوے اس درمیان مین لوگون نے باہم صلاح کی کہ اگر
حضرت طلحہؓ و زبیرؓ۔ ہمارے متفق ہوکر جناب علیؓ کی بیعت تسلیم کرلین تو سب کام درست
ہوجاوے اور مابعد کو اندیشہ اختلاف و فتنہ و فساد نہ باقی رہے۔ چنانچہ بصریون نے
چند اشخاص کے ہمراہ حکیم بن جبلہ کو حضرت زبیرؓ کے پاس بہیجا۔ یہہ لوگ گئے اور حضرت
زبیرؓ کو بزور و خوف تلوار لے آئے۔ اشتر مع دیگر اشخاص حضرت طلحہؓ کو جبراً حضرت علیؓ کی

پاس لاے - ہرچند حضرت طلحہؓ نے کہا مجھکو رہنے دو دیکھو اور لوگ کیا کرتے ہین پھر
مین بھی بیعت کرونگا مگر اشتر نے ایک نہ سُنی جس دن بیعت ہوئی ہے جمعہ کا دن تھا
صبح ہوتے ہی جملہ چھوٹے بڑے مدینہ والے - بصری - کوفی و مصری سب کے سب مسجد
مین جمع ہوگئے - بصریون اور کوفیون کو یہہ خوف تھا کہ مصریونکے حسب خواہش جناب
علی خلیفہ ہوتے ہین اور ہم لوگ انکے تابع ہونگے - اس خیال سے حضرات طلحہ و زبیرؓ
پر دونون گروہ دانت پیستے تھے کہ انہون نے خلافت کیون نہ پسند کی اور کوفیون
و مصریون کی درخواست سے کیون روگردان ہوکر انکار کیا مگر مصری خوش تھے اونکی
مُنہ مانگی مراد حضرت علی مرتضیٰؓ کی خلافت ہوگئی - جب سب لوگ آگئے - جناب علیؓ
تشریف لاے اور ممبر پر چڑہکر فرمایا - اے اشراف قوم - صاحبان عقل و ہوش -
امر خلافت مین تم لوگونکو اختیار ہے اور کسیکا حق نہین جو تمہارے اس کام مین خلل
انداز ہو - تم جسکو انتخاب کرو وہی خلیفہ ہے - کل تم لوگ میرے پاس پریشان ہوکر
آے تھے اور مین امارت و خلافت سے گریز کرتا تھا مگر تم اسپر مصر ہوے کہ مین ہی
تمہارا امیر ہون - صاحبو - آگاہ ہو میرے پاس صرف تمہارے مال کی کنجی ہے اور
مین اوس مال مین سے ایک درم بھی بلا اجازت تمہارے نہین لے سکتا - اب بھی
اگر تم لوگ کل کی بات پر دل سے راضی ہو تو خیر مین موجود ہون اور بیعت لینے کو
حاضر ورنہ مین کسیکو جبراً نہین پکڑتا - سب نے ایک زبان ہوکر کہا - ہم کل کی بات پر راضی
ہین آپکو اپنا امیر بنا چکے - آپنے فرمایا - خداوندا - تو گواہ ہے (یہہ لوگ میری خلافت
پر راضی ہین) جب یہہ بات طے ہوگئی تو اشتر نے حضرت طلحہؓ کا ہاتھ پکڑکر جناب
علیؓ کے سامنے پیش کیا اور سب سے اول اونہون نے آپ کی بیعت کی بعد حضرت زبیرؓ نے

بیعت کی پھر جو لوگ اس جلسہ مین حاضر نہ ہوے تھے وہ بلاے گئے اور انھون نے بھی بیعت کر لی اور بیعت عامہ منعقد ہو گئی سب نے اس شرط پر بیعت کی کہ جناب علی رض کتاب اللہ اور سنت رسول اللہ کے مطابق حکم دینگے۔ دربارہ اداے حقوق قریب وبعید۔ قوی وضعیف۔ شریف وکمینہ کا فرق نہ ہو گا سب ایک نظر سے دیکھے جاوینگے بعد تکمیل بیعت عامہ حضرت طلحہ رض نے کہا مین نے تو زبردستی بیعت کر لی اور حضرت زبیر رض بھی کہتے تھے۔ مجھکو عبد القیس مین کا ایک چور پکڑ لایا اور میری گردن پر چھری رکھ دی مین نے ترس جان سے بیعت کر لی۔

یہہ روایت بنا بر اقوال اون مؤرخین کے ہے جو کہتے ہین کہ حضرات طلحہ وزبیر رض نے بجبر واکراہ بیعت کی۔ حضرت زبیر رض کے بیعت کرنے مین بعض مورخین کا اختلاف بھی ہے۔ (کثرت روایات سے حضرت زبیر کا ہونا اور بیعت کرنا ثابت ہوتا ہے)

جناب علی مرتضی رض کی خلافت سے اہل مدینہ کا کام بن گیا اور اونکو بدستور سابق جیسا حضرات خلفاء ثلثہ کے زمانہ مین اطمینان تھا ویسی ہی بیفکری حاصل ہو گئی۔ یہہ واقعہ بیعت خلافت مرتضوی یوم جمعہ ۳۵ھ کو ہوا جبکہ پانچ راتین ماہ ذیحجہ سے باقی رہ گئی تھین۔ (یعنی ۲۵ ذیحجہ ۳۵ھ کو بیعت ہوئی عام لوگ آپکی بیعت کا حساب از شہادت جناب امیر المومنین عثمان رض سے کرتے ہین۔

بیعت عامہ کے بعد جناب امیر المومنین علی رض نے خطبہ پڑہا۔ بعد حمد وثنا کے فرمایا

ان اللہ انزل کتابا ھادیا بیّن فیہ الخیر والشر فخذ وا الخیر ودعوا الشر۔ الفرائض الفرائض۔ اَدُّوھا الی اللہ تعالیٰ یُؤدّکُم الی الجنۃ۔ انّ اللہ حرّم حرمات غیر مجھولۃ وفضل حرمۃ المسلم علی الحرم کلھا۔ وشدّ اللہ

بالاخلاص والتوحید حقوق المسلمین - فالمسلم من سلم المسلمون
من لسانه ویدہ الا بالحق لایحل دم امرئ مسلم الا بما یجب -
بادر وا امر العامة وخاصة احدکم الموت - فان الناس امامکم وان ما
خلفکم الساعة تحدوکم فخففوا تلحقوا - فانما ینتظر بالناس اخرہم
اتقوا اللہ عباد اللہ فی بلادہ - وعبادہ انکم مسئولون حتی عن البقاع
والبھائم - اطیعوا اللہ فلا تعصوہ - واذکروا اذ کنتم قلیل مستضعفون
فی الارض - ترجمہ - خداوند تعالیٰ نے کتاب پاک رہنما تمھارے واسطے اوتاری - آدمین
نیک وبد دونون ظاہر کردیئے - نیکی کو پکڑو اور اوسپر عمل کرو - برائی ترک کرو اور اوس سے
دور بھاگو - اللہ تعالیٰ کے فرائض ادا کرتے رہو - وہ تمکو اسکی عوض مین جنت دیگا - اللہ
جل شانہ نے ممنوع چیزین منع فرمادین اور مسلمان کی حرمت اور بزرگی سب سے بڑھکر
گردانی - اخلاص اور توحید سے مسلمانونکے حقوق مضبوط و قوی کردیئے - مسلمان
وہی شخص ہے جسکے ہاتھ وزبان سے دوسرے مسلمان محفوظ رہین ہان اگر حق کی تعمیل
ہو تو اس صورت مین مسلمان کی ایذا کا خیال نہ ہوگا - مرد مسلمان کا خون حلال نہین
ہوتا مگر اوسی کام سے جو اسکے خون کو مباح کردے جو امر ہر خاص و عام کو پیش آنے
والا ہے وہ موت ہے اس سے قبل عمل کرلو - جانے والے لوگ تم سے پہلے چلے گئے اور
قیامت تمھارے پیچھے آرہی ہے - دنیا کے بار سے ہلکے اور آمادہ سفر رہو اور گذرے
ہوے اشخاص سے مل جاؤ کیونکہ پچھلے باقیماندہ کا انتظار ہورہا ہے - اللہ سے ڈرو
اور اوسکے بندے جو ملکو مین ہین اونکی ایذا رسانی سے بچو - اے بندگان خدا تم سے سوال
ہوگا یہانتک کہ زمین اور بے زبان جانورونکی بابت بھی پوچھ ہوگی - خدا کی اطاعت کرو

اوسکے نافرمان نہ بنو اور یاد کرو اوسوقت کو کہ تم روئے زمین پر تھوڑے اور کمزور تھے یہہ خطبہ ختم کرکے آپ اپنے دولتخانہ کو تشریف لیگئے۔ آپ مکان پر پہونچے ہی تھے کہ حضرات طلحہؓ و زبیرؓ مع چند صحابہؓ کے آے اور کہا۔ چونکہ ہم نے بیعت اس شرط سے کی ہے کہ آپ حدود و قصاص قائم کرینگے اور یہہ لوگ بلوائی عثمانؓ کے قتل مین شریک ہین لہذا آپ ان لوگون سے جناب عثمانؓ کا قصاص لین۔ آپنے جواب دیا بھائیو۔ جو آپ لوگ جانتے ہین مین بہی اوس سے جاہل نہین۔ مگر افسوس ہے یہہ لوگ ایسے ہین کہ ہمپر حاوی اور متصرف ہورہے ہین اور ہمارا انپر قابو نہین۔ بالفعل مجھکو ایسی قدرت حاصل نہین ہے کہ تمہارے حسب خواہش عمل کرسکون۔ یہہ لوگ اکیلے اس قتل کے مرتکب نہین بلکہ مشکل تو یہہ ہے کہ تمہارے غلام اور تمہارے بیطبع قومین بہی انکے ساتھہ ہین اور تمہارے دیہاتی گنوار بہی انکے ہمدم وہمقدم ہین۔ یہہ لوگ تم سے اس طرح خلط ملط ہین کہ جب چاہین تمکو ایذا پہونچائین اور تم اونکا کچھہ بہی نہ کرسکو۔ کیا ایسی حالت مین تم انپر قدرت پاسکتے ہو اور وہ تمہارے قابو مین آسکتے ہین اور تم انسے خاطر خواہ بدلا لینے پر قادر رہو۔ اونہون نے جواب دیا۔ بیشک ہمکو اسکی قدرت وطاقت نہین۔ آپنے فرمایا۔ قسم بخدا۔ مین خود اسی فکر مین ہون کہ جناب عثمانؓ کے حقوق کی نگہداشت پوری طور سے کیجاوے۔ اونکے قاتلین بداعمال سے بدلہ لیا جاوے۔ اگر خدا کو منظور ہے تو اسکا موقع بہی آجاویگا۔ یہہ لوگ جاہل ہین انکے واسطے فساد کا سامان اور مادہ شرارت حاصل ہے۔ شیطان جو راہ نکالتا ہے تو اوسکے پیرو زمین پر بہت ہوجاتے ہین۔ درباب قصاص جناب عثمانؓ تین فریق ہین۔ اگر اس کام مین چھیڑ کیجاوے تو ایک فریق ایسے اسوقت ملینگے جو تمہارے

ہمخیال ہین۔ایک گروہ وہ ہین جو تمہارے برخلاف قصاص جائز نہین سمجتی تیسرا فریق وہ ہے کہ نہ اسمین اور نہ اومین۔ابہی اس کام مین ذرا تامل کرو۔لوگونکی طبیعتین سکون پذیر ہون۔اونکے دل ٹھر جاوین۔دیکھو یہہ لوگ کیا کرتے ہین۔پھر اپنی قوت حاصل کرکے اپنر حملہ کردینا اور خون عثمانی کا انتقام خاطر خواہ لے لینا۔اس کلام کے ختم ہوتے ہی طلحہ و زبیرؓ اور دیگر صحابہ اوٹھے چلے گئے۔پھر لوگون ہین قاتلین جناب عثمانؓ کی بابت سرگوشیان ہونے لگین۔قریش عجب حالت مین تہے۔نہ تو خروج و انتقام لینے پر قادر تہے اور نہ یہ معاملہ اپنے حال پر چھوڑنا چاہتے تہے۔بعد شہادت جناب عثمانؓ بنی امیہ و دیگر اقوام کا مدینہ منورہ سے نکل جانا ہی باعث ہیجان قریش تھا لوگون مین مختلف خیالات کے لوگ تہے۔بعضے جناب علیؓ کی راے سے متفق تہے اور بعضے کہتے تہے۔جو کچہہ ہمکو کرنا ہے اوسمین دیر کیون کرین۔حضرت علیؓ تو اپنی راے پر کام کرینگے ہمارا کہنا کیون مانین گے علاوہ اسکے وہ قریش پر دوسرونکے بہ نسبت زیادہ سخت ہین۔جناب علیؓ کو انکے خیالات کی جو اطلاع ہوئی تو آپنے پھر سبکو بلاکر جمع کیا۔اکابر قریش ہی آے۔آپنے خطبہ پڑہا۔فضائل قریش ذکر کئے۔اپنی احتیاج اونکی طرف۔اونکے واسطے نظر و توجہ رکہنا اور رام خلافت و حکومت انہین حضرات کے دم سے ہونا وابستہ بیان کرکے فرمایا۔مین خدا سے اجر کا خواستگار ہون۔پھر باواز بلند فرمایا۔جو غلام اپنے مولی مالک سے بھاگا ہوا پھر اپنے آقا کی طرف رجوع نکرے تو وہ ذمہ و پناہ سے نکل گیا۔بعد اسکے آپنے حکم دیا کہ اعراب اور سبیئہ مدینہ سے نکل جاوین اور اپنے ملکون کو چلے جاوین۔سبیئہ نے انکار کیا اور اعراب اونسے متفق ہوگئے۔اونکا یہہ قول تھا۔آج ہمکو یہہ حکم ملا اگر اسکو مانتے ہین تو کل کے دن ہمپر دلیر ہوجاوینگے اور ہم انکا کچہہ نہ کرسکین گے۔پھر ان دونون فریق نے

فساد پر آمادگی ظاہر کی۔

ایک روز کا ذکر ہے کہ جناب علی مرتضی رضؓ اپنے گھر مین تشریف رکھتے تھے اتنے مین حضرات طلحہ و زبیر تشریف لاے۔ انکے ساتھ چند اصحاب کبار بھی تھے۔ آپنے فرمایا۔ کیا بدلہ لینے کو تیار ہو مخالفین آمادہ فساد ہین۔ ان صاحبون نے جواب دیا۔ یہ لوگ بڑے سرکش ہین۔ فرمایا۔ ابھی کیا ہے آگے چلکر انکی شرارت دیکھہ لینا۔ اگر میری قوم کے سردار میرا کہنا مانین اور میری راے پر چلین تو مین سچ کہتا ہون ایسی تدبیر و حکمت عملی سے کام نکالون کہ وہ بہت آسانی سے اپنے دشمنونکو ذبح کر ڈالین۔ اسپر حضرت طلحہ بولے۔ مجھکو بصرہ جانے دیجیے مین جاکر لوگونکے خیالات درست کرکے آپ کی متابعت پر آمادہ کرون اور مخالفین کے ڈرانیکو ایک لشکر جمع کرلاؤن۔ حضرت زبیرؓ نے کہا۔ مین کوفہ جاکر ایسا ہی انتظام کرون۔ حضرت علی مرتضی رضؓ نے کسی مصلحت سے انکی درخواست منظور نہ کی اور فرمایا۔ ابھی ٹھیرے رہو اس معاملہ مین پھر راے دونگا۔

بعد بیعت امیر المومنین نے عزل و نصب عمال پر توجہ مبذول فرمائی مگر حضرت مغیرہ بن شعبہ نے کہا کہ ابھی موقع نہین ہے چنانچہ حضرت عبداللہ بن عباس فرماتے ہین کہ بعد شہادت عثمانؓ مین حج سے فارغ ہو کر مدینہ واپس آیا اور علی مرتضی کی خدمت مین گیا۔ اوسوقت مغیرہ بن شعبہ آپکے پاس خلوت مین کچھ باتین کررہے تھے میرے پہونچتے ہی وہ اوٹھے چلے گئے۔ مین نے دریافت کیا۔ ابھی مغیرہؓ سے اور آپسے کیا باتین ہوئین۔ فرمایا۔ اس سے قبل مغیرہؓ نے مجھسے یہہ کہا تھا کہ ہمپر آپکا حق ہے۔ آپکی اطاعت و خیرخواہی ہمارے ذمہ واجب ہے۔ آپ صحابہ کرام اور اہلبیت نبوی مین بزرگ ہین پھر ہمارے خلیفہ۔ ہمارے سردار۔ ہمارے امیر ہین۔ راے صائب و تجویز اسکو کہتے ہین

کہ دفع الوقتی نہ کرکے انجام کار آنیوالے حوادث پر نظر رکھکر عمدہ بات نکالی جاوے
جس سے نہ فی الحال نقصان ہو نہ آئندہ خوف زیان۔ میری رائے اگر آپ قبول فرماوین
تو یھہ ہے کہ امیر معاویہؓ۔ عبداللہ بن عامر اور دیگر عمال عہد خلافت عثمانی کو فی الحال
بحال رکھیئے۔ ایک کو بھی معزول نہ فرمایئے۔ جب یھہ لوگ آپکے مطیع ہوکر آپکی بیعت کرلین
اور فتنہ و فساد کو سکون ہو جاوے پھر آپکو اختیار ہے جسپر اعتماد ہو اوسکو رکھیئے۔ جسکو
برخلاف سمجھیئے موقوف کردیجئے گا۔ مغیرہؓ کی یھہ گفتگو سنکر مین نے اونکی رائے سے انکار کیا
اور کہا۔ دین کے معاملہ مین تو ہرگز سستی نہ کرونگا اور نہ کسی کی رعایت ہوگی اور اپنے کام مین
ذلت و رسوائی ذرہ برابر بھی مجھکو گوارہ نہین۔ مغیرہؓ نے کہا۔ اگر آپ میری رائے پسند نہین
فرماتے تو اسقدر میرا معروضہ قبول فرمایئے کہ معاویہؓ کو تو بحال رہنے دیجئے اور باقی
عمال مین سے جسکو چاہیئے موقوف کردیجئے جسکو چاہیئے بحال رکھیئے۔ کیونکہ یھہ مرد جری
ہین انکی ہمت بڑہی ہوئی ہے۔ اہل شام سب انکے مطیع ہین اور آپ انکے بحال رکھنے کی
دلیل بھی رکھتے ہین کیونکہ حضرت عمرؓ کے وقت سے یہ شام کے والی ہین۔ مین نے اسکا یہ جواب
دیا۔ واللہ۔ معاویہؓ کو تو اب دو دن بھی نہ رکھونگا۔ مغیرہؓ یھہ جواب پاکر میرے پاس سے
چلے گئے۔ مین یھہ خوب جانتا تھا کہ مغیرہ کے نزدیک مین غلطی پر ہون۔ آج ابھی پھر آئے
اور اسوقت یھہ کہا۔ اول مرتبہ جو مین آپ سے ملا اور اپنے نزدیک جو مناسب سمجھا عرض کیا
مگر آپنے نہ مانا اور میرے خلاف اپنا منشا ظاہر فرمایا۔ اب مین بھی یہی مناسب سمجھتا ہون
کہ جو آپ کی رائے ہے وہی بہتر ہے آپ جسکو قابل حکومت تصور کرین اوسکو بحال رکھین
جسکو چاہین موقوف کردین اور اوسکی جگہہ اپنا معتمد علیہ مقرر کرین۔ اللہ تعالی آپ کا
معین و کارساز ہے کیسی شوکت و حشمت کا اندیشہ نہین۔

جناب عبداللہ ابن عباس یہ گفتگو تمامہ سنکر بولے۔ مغیرہؓ نے اول مرتبہ جو راے دی وہ خیر خواہی کی تہی اوراب جو کہہ گئے آپ کو دہوکا دے گئے ہین۔

علیؓ۔ مغیرہ کی پہلی بات مین کیا خیر خواہی ہے۔

عبداللہ۔ مناسب تو یہہ تہا کہ وقت شہادت جناب عثمانؓ آپ یہان نہ ہوتے بلکہ مکہ مین ہوتے مگر خیر۔ گذشتہ را صلوات۔ اب تدبیر یہہ ہے کہ چونکہ امیر معاویہؓ اور اونکے اصحاب دنیا دار ہین اگر وہ اپنی جگہہ بحال رہے تو اونکو یہ خیال نہ ہوگا کہ ہمارے خلیفہ اب کون ہین ہمکو تو اپنی حکومت سے کام ہے وہ حاصل ہے اور اگر اونکو ابہی معزول کردیجئے گا تو حکومت جانے کا صدمہ ہوگا۔ اوسوقت وہ دیکہین گے کہ کیسا انقلاب ہوگیا اور کہین گے افسوس۔ خلافت عثمانی مین کیا لطف حکومت تہا اب ہماری حکومت ناحق چہین لی۔ کسی سے صلاح نہ مشورہ اپنی راے سے جو چاہا کیا۔ ہمارے بھائی عثمانؓ کو قتل کیا اور یہہ ظلم کیا کہ امارت سے برطرف کردیا۔ یہہ غم اونکا اس درجہ ہوگا کہ آپ پر حملہ کرینگے اور اہل شام وعراق جو اونکے رفیق و فرمانبردار ہین سب آپکی مخالفت پر کمربستہ ہوکر چارون طرف سے آپ پر ٹوٹ پڑینگے۔ پھر طلحہ و زبیرؓ پر بہی اطمینان نہین۔ کیا عجب کہ یہ دونون بہی آپکے خلاف ہوکر خدانخواستہ آپ پر حملہ کرین میری بہی یہی راے ہے کہ ابہی حضرت معاویہؓ کو اپنی جگہہ قائم رہنے دیجئے۔ اگر وہ آپ کی بیعت کرلینگے تو مین ضامن ہوتا ہون کہ معاویہؓ کو ایسی تدبیر و حکمت عملی سے اوکہاڑ دونگا کہ آپ بہی خوش ہوجاوینگے۔ ابہی انکے برطرف کرنے مین یہہ بہی اندیشہ ہے کہ بنی امیہ لوگونکو یہہ دہوکا دینگے کہ ہم قاتلین حضرت

عثمان رضؓ سے قصاص طلب کرتے ہین جیسا اہل مدینہ بہی یہی بات کہہ رہے ہین کہ ہم طالب قصاص ہین - مبادا یہہ صورت پیش آئی تو اس ذریعہ سے آپ کی حکومت درہم وبرہم کر دینگے اور آپ اوسوقت کسی طرح اسکو دفع نہ کر سکین گے کیونکہ ابہی آپ کی خلافت کو استقرار وثبات حاصل نہین ہوا ہے -

علی رضؓ - واللہ میرے پاس تو معاویہ رضؓ کے واسطے فقط تلوار ہے - اگر عاجز ہو کر نہ مرون تو ایسی موت سے نہین ڈرتا اور لڑکر مرجانا نفس کیواسطے موجب ننگ وعار نہین -

عبداللہ - امیرالمومنین - آپ ایک مرد شجاع و دلیر ضرور ہین مگر لڑائی مین صائب الرائے نہین - کیا آپ کو حدیث نبوی الحرب خدعۃ یاد نہین -

علی رضؓ - ہان یہہ تو سچ ہے - بیشک حیلہ وتدبیر سے خوب کام نکل جاتا ہے -

عبداللہ - واللہ اگر آپ میرا کہنا مانین تو مین ایسی راہ بتاؤن جس مین آپکا نہ کچہہ نقصان ہو اور نہ کسی قسم کا گناہ اور خاطرخواہ آپکا کام بن جاوے بخلاف اسکے وہ لوگ تدبیرین سوچتے اور انجام کار پر غور ہی کرتے رہ جاوین اور پیش افتادہ امور انکو نہ سوجہہ پڑین -

علی رضؓ - مجہہ مین نہ آپ کی سی خصلتین ہین اور نہ معاویہ رضؓ کے سے عادات -

عبداللہ - اچہا - آپ میرے کہنے سے اپنا مال واسباب لیکر ینبوع چلے جائین اور اپنے گہر مین دروازہ بند کر کے خاموش بیٹہہ رہین - کسیکو اپنے پاس آنے کی اجازت نہ دیجئے - اس سے عرب خوب سرگردان وپریشان ادہر ادہر پہرا کرینگے اور کسیکو اہل خلافت نہ پاکر مجبوراً آپ ہی کے پاس مطیع ہو کر آئینگے اور اگر اسوقت آپ ان لوگونکے ساتہہ اوٹہین گے تو بیشک کل کے روز حضرت عثمان رضؓ کے خون کا

الزام آپ ہی پر لگاوینگے۔

علی رضؓ۔ آپنے اپنے نزدیک نیک صلاح دی مگر مین آپکا کہنا نہین مانتا لیکن آپ میرے کہے پر کاربند ہون۔

عبداللہ مین توآپکا تابعدار ہون بیشک میرے حق مین یہی بہتر و مناسب ہوگا کہ آپ کی اطاعت کرون۔

علی رضؓ۔ اچھا مین نے آپکو شام کا والی مقرر کردیا۔ آپ سامان سفر درست کرکے جانب ملک شام روانہ ہون۔

عبداللہ مین آپ کی حکم عدولی نہین کرتا لیکن یہہ رائے مناسب نہین ہے کیونکہ امیر معاویہ بنی امیہ ہین حضرت عثمان رضؓ کے بھائی۔ اسوقت شام کے والی وعامل ہین۔ جملہ اہل شام اونکے تابع فرمان ہین۔ مجھکو آپسے جو تعلق قرابت ہے وہ یہہ خوف دلا رہا ہے کہ میرے پہونچتے ہی مجھکو بعوض خون جناب عثمان قتل کرڈالین گے یا قید کردینگے اور جو کچھہ غبار وکدورت آپکی طرف سے ہے وہ سب مجھپر اوتارینگے۔ البتہ یہہ رائے مناسب ہے کہ پہلے آپ حضرت معاویہ رضؓ سے خط وکتابت کرکے کسیطرح اونسے بیعت لیوین اور اونکو امیدوار مراسم خلافت کرین۔

علی رضؓ۔ واللہ یہہ تو مجھسے کبھی نہ ہوگا

حضرت ابن عباس رضؓ یہہ سنکر خاموش ہوگئے اور چونکہ مغیرہ رضؓ نے جناب علی کو نصیحت کی تھی اور آپنے قبول نہ فرمائی لہذا وہ ناراض ہوکر مکہ معظمہ چلے گئے۔ مغیرہ رضؓ یہ کہتے تھے کہ مین نے اولاً جناب علی کو بنظر خیرخواہی نصیحت کی مگر جب اونہون نے نہ مانی مین نے دوسری بار اونکو دہوکا دیا۔ (ابن اثیر۔ ابن خلدون)

سنہ ۳۶ھ

تبدیلی عمال و آغاز خلافت حضرت معاویہؓ

جناب علی مرتضی رضی اللہ عنہ نے عمال ممالک محروسہ اسلامیہ مین اس طرح تبدل و تغیر شروع کیا کہ حضرت عثمانؓ بن حنیف کو بصرہ کا حاکم کیا۔ حضرت عمارہ بن شہاب کو کوفہ پر۔ حضرت عبیداللہ بن عباسؓ یمن کے امیر ہوے حضرت قیس بن سعدؓ والی مصر مقرر ہوے حضرت سہیل بن حنیف امیر شام کئے گئے۔

ان اصحاب کے حالات اس طرح مذکور ہوتے ہین کہ حضرت سہیل بن حنیف شام کو روانہ ہوے جب بمقام تبوک پہونچے تو انکو چند سوار آتے ہوے ملے۔ اونھون نے پوچھا آپ کون ہین کہان جاتے ہین۔ انہون نے جواب دیا مین امیر شام مقرر ہوا ہون سوارون نے کہا۔ اگر حضرت عثمانؓ کی طرف سے آپکو امارت شام ملی ہے تو مبارک ہو تشریف لے چلئے۔ ہم بھی ہمراہ رکاب ہین اور اگر جناب عثمانؓ کے سوا دوسرے نے آپ کو حاکم شام کیا ہے تو سیدھے واپس جائیے۔ اسی مین آپ کی خیریت ہے۔ حضرت سہیل نے کہا۔ کیا تم کو معلوم نہین کہ جناب عثمانؓ شہید ہوے اور حضرت امیر المومنین اسداللہ علی مرتضیٰؓ سریر آرائے خلافت ہین۔ اونھون نے یہ جواب دیا۔ ہم خوب جانتے ہین مگر آپ آگے نہ بڑھین اسی مقام سے پلٹ جاوین۔ (ابن اثیر)

کیونکہ جملہ اہل شام حضرت علیؓ سے مخالف اور حضرت معاویہؓ کے موافق ہین اور حضرت عثمانؓ کے خون کے مدعی۔ (روضۃ الصفا)

حضرت سہیلؓ تبوک سے واپس آے اور جناب علی مرتضیٰؓ کی خدمتمین سارا حال عرض کیا

حضرت قیس بن سعد والی مصر ہوکر مصر کو چل دیئے۔ راستہ مین بمقام ایلہ ایک دستہ سوار دستے
ملاقات ہوئی جو مصر سے آرہا تھا۔ سوارون نے پوچھا آپ کون ہین۔ جواب دیا مین قیس
بن سعد گروہ قاتلین عثمانی رضہ سے ہون۔ مین ایسے لوگونکو ڈھونڈھتا ہون جن سے ملکر پناہ
گزین ہون اور جہانتک مجھسے ممکن ہوگا اونکی مدد کرونگا۔ (شائد انھون نے یہہ حیلہ اسواسطے
کیا ہوکہ مصری انکو اپنا موافق سمجھکر انکی امارت پر متفق ہون ورنہ یہہ قاتلین جناب عثمان
مین نہین تھے) سوارون نے کہا بسم اللہ۔ تشریف لیچلیئے۔ الغرض حضرت قیس مصر مین
داخل ہوے۔ انکے پہونچتے ہی مصریون مین پھوٹ پڑگئی اور اونکے تین گروہ ہوگئے
ایک فریق نے تو حضرت قیس کی اطاعت قبول کی اور انسے مل گئے۔ دوسرا بمقام خرنبا
عزلت گزین ہوا۔ وہ لوگ یہہ کہتے تھے کہ اگر جناب عثمان رضہ کے قاتلین قتل کیئے جاوینگے
تو ہم انکے ساتھ ہین ورنہ ہم الگ رہین گے تاوقتیکہ ہمکو کوئی نہ چھیڑے ہم کسی سے متعرض
نہونگے تیسرے فریق کا یہہ دعوی تھا کہ ہم جناب علی رضہ کا ساتھ دینگے بشرطیکہ وہ خون
عثمانی رضہ کا بدلا ہمارے بھائیوں سے نہ لین اور اس خیال سے درگذرین۔ (ابن اثیر)

ابن خلدون کی روایت مین اس طرح ہے کہ مصریون کے چند فرقے ہوگئے بعضون
نے حضرت قیس کا ساتھ دیا اطاعت قبول کی اور چند لوگون نے بانتظار قصاص قاتلین
جناب عثمان رضہ سے سکوت اختیار کیا اور بعضون نے یہہ کہا کہ جبتک ہمارے بھائی مصری مدینہ
واپس نہ آئین گے اوسوقت تک ہم کچھہ نہ کرینگے نہ کسی کی اطاعت قبول کرینگے اور نہ
کسی کی امارت سے منکر ہونگے حضرت قیس رضہ نے یہہ حال جناب علی رضہ کی خدمت مین لکھہ بھیجا
حضرت عثمان بن حنیف رضہ بصرہ مین داخل ہوے انکو کسی نے نہ روکا اور نہ انھون
نے حضرت عبداللہ بن عامر والی سابق بصرہ کو مستعد جنگ و جدال پایا اور نہ کسی طرح

اونکی جانب سے فتنہ وفساد کا اندیشہ دیکھا۔ اکابر وعمائد بصرہ مین انکے پہونچنے پر اسقدر اختلاف ضرور ہوا کہ کچھ انکے تابع ہوگئے اور کچھ الگ۔ بعضے سکوت پذیر تہے اور یہہ کہتے تھے کہ بالفعل ہم کچھہ نہین کرتے تاوقتیکہ اہل مدینہ کا واقعی حال ہمکو دریافت نہ ہو۔ جسطرف اونکا رخ دیکھینگے ہم بہی اوسی طرف ہوجاوینگے۔ کوفہ کی طرف عمارہ بن شہاب وانہ کئے گئے تھے وہ مقام زبالہ مین پہونچے تہے کہ طلیحہ بن خویلد سے ملاقات ہوئی یہہ بطلب انتقام خون جناب عثمانؓ نکلے تہے انکا قول تھا "افسوس۔ اس ہنگامہ فتنہ وفساد کی مجھکو پہلے سے خبر نہوئی اور نہ مین وقت پر پہونچ سکا" انکا کوفہ سے نکلنا اوس وقت ہوا ہے جبکہ قعقاع بن عمرو کوفہ سے وقت محاصرہ جناب عثمانؓ آپکی مدد کو مدینہ کی طرف آے اور خبر شہادت سنکر کوفہ واپس گئے۔ طلیحہ کو صاحب سلامت کے بعد معلوم ہوا کہ عمارہ امیر کوفہ مقرر ہوکر آے ہین طلیحہ نے کہا۔ آپکے حق مین یہی بہتر ہے کہ مدینہ واپس جائین۔ کوفہ والے جناب علیؓ کے مقرر کردہ عامل کو ہرگز پسند نہین کرتے اور اپنے امیر ابوموسیٰ اشعری کو کسی سے بدلنا نہین چاہتے۔ اگر آپ میرا کہنا نہ مانینگے تو مین آپ کی گردن ابہی ایک وار تلوار سے اوڑاے دیتا ہون۔ عمارہ یہہ رنگ ڈہنگ دیکھکر اولٹے پھرے اور جناب علیؓ کی خدمت مین ساری سرگذشت آکر عرض کی۔

حضرت عبید اللہ بن عباسؓ جانب یمن روانہ ہوے۔ یہان حضرت یعلی بن منیہ حاکم تھے۔ اسی زمانہ مین یعلیؓ نے تمام خزانہ اپنے قبضہ مین کیا اور زر ونقد لیکر مکہ معظمہ کو چلے گئے۔ حضرت عبید اللہ جب یمن مین پہونچے تو میدان خالی تھا یہہ بلا مزاحمت شہر مین داخل ہوے۔

جسوقت حضرت سہیل بن حنیف شام کی طرف جاکر راستہ ہی سے واپس آے

اور امیر المومنین جناب علیؓ کیخدمت میں تمام قصہ کہہ سُنایا۔ آپنے حضرات طلحہ و زُبیر کو بلا کر فرمایا۔ افسوس میں جس امر سے آپ لوگونکو ڈراتا تھا وہی پیش آیا۔ اب اس کام کا خاتمہ کئے بغیر مفر و نجات نہیں اور یہہ فتنہ آگ کا خواص رکھتا ہے۔ جسقدر آگ کو برافروختہ کرو اوسیقدر مشتعل ہوگی اور زور پکڑے گی۔ حضرات طلحہ و زبیرؓ نے کہا ہمکو مدینہ سے نکلنے کی اجازت دیجئے۔ آپنے فرمایا میں حتی الامکان شر و فساد کو روکونگا اور حکمت عملی سے یہہ آتش نہفتہ بڑہنے نہ دونگا اور اگر بغیر لڑے بھڑے چارہ کار نظر نہ آیا تو مجبوری ہے کیونکہ آخری علاج داغ دینا ہے۔

پھر آپنے ایک خط لکھکر معبد سُلمی کے ہاتھ حضرت ابو موسیٰؓ والی کوفہ کے پاس روانہ فرمایا۔ حضرت ابو موسیٰؓ نے جواباً لکھا۔ اکثر اہل کوفہ نے برضا و رغبت اور بعضوں نے بجبر و اکراہ میرے ہاتھ پر آپ کی بیعت کرلی ہے اور بظاہر حاضر و غائب آپکے مطیع ہیں۔

دوسرا خط آپنے حضرت امیر معاویہؓ کے نام لکھا اور سبرہ جہنی کو دیکر جانب شام روانہ کیا۔ سبرہ خط لیکر جناب معاویہؓ کی خدمت میں پہونچے۔ خط دیا مگر جواب نہ پایا۔ سبرہ جواب کے انتظار میں مقیم رہے۔ جب جواب کا تقاضا کرتے حضرت معاویہؓ چند اشعار پڑہکر ٹال دیتے۔ اون اشعار کا مطلب یہہ ہے۔

میں اگر قلعہ بندی کروں خواہ سخت لڑائی جو جوانونکو بوڑہا کردے لڑوں
اور تمہارے سر پر چڑہ آؤں تو کیا ہونا ہے اور اب کیا حاصل۔ مرنے والا
تو اس بے بسی اور مظلومیت میں شہید ہوا ہے کہ جسکے ہول اور دہشت سے
جوانمردونکے بال سفید ہوگئے۔ آقا اور موالی سب کے سب تھک کر بیٹھ رہے
اور اس خون کا عوض لینے والا اور فیصلہ کرنے والا ہمارے سوا کوئی نہیں ہا

(اس مضمون سے جناب عثمانؓ کی شہادت اور قریش کی پست ہمتی اور ضعف کی جانب اشارہ ہے اور اپنی آمادگی ظاہر کرنا ہے) غرضکہ اسی لیت ولعل مین قاصد کو امیر معاویہ نے رکھا اور جواب خط جناب علی مرتضیٰؓ نہ دیا۔

جب حضرت عثمانؓ کی شہادت کو تیسرا مہینہ ماہ صفر شروع ہوگیا اوسوقت حضرت معاویہؓ نے ایک شخص بنی عبس مین سے قبیصہ نام کو بلایا۔ ایک خط مُہر اوسکے حوالہ کیا۔ اوس خط کے لفافہ پر یہہ سرنامہ تھا۔ من معاویۃ الی علی۔ قبیصہ کے ہمراہ جناب علیؓ کے قاصد سبرہ کو بھی رخصت کیا۔ یہہ دونون قاصد خط لیکر شام سے چلے اور ماہ ربیع الاول ۳۶ھ مین داخل مدینہ ہوے۔

قبیصہ کے پہونچتے ہی اہل مدینہ کو خبر ہوگئی کہ حضرت معاویہؓ نے کوئی پیغام بھیجا ہے۔ یہہ بھی خیال تھا کہ امیر معاویہؓ جناب علی مرتضیٰؓ کے خلاف ہین۔ قبیصہ جسوقت خط لیکر آے سب کی نگاہین انہین کیطرف تہین اور منتظر تھے کہ قبیصہ کیا ظاہر کرتے ہین قبیصہ خدمت مرتضوی مین حاضر ہوے اور حسب ہدایت جناب امیر معاویہؓ خط پیش کیا۔ مُہر توڑی گئی۔ خط کھولا گیا تو اوسمین بروایت ابن اثیر کوئی خط نہ تھا اور بروایت تاریخ بدائع ایک سادہ کاغذ لفافہ کے اندر سے نکلا۔ جناب علی مرتضیٰ نے چین بجبین ہوکر فرمایا۔ یہہ کیا معاملہ ہے۔ قاصد نے عرض کیا مین قاصد ہون۔ پیغام رسان۔ کیا مجھکو امان ہے۔ آپنے فرمایا۔ ہان۔ تمہارا کیا قصور۔ قاصد نہین مارا جاتا جو دل مین آے بیخوف وخطر ظاہر کرو۔ قاصد نے اجازت پاکر اس طرح عرض کیا۔ مین شام مین ایسے لوگونکو چھوڑ آیا ہون جو سواے قصاص خون جناب عثمانؓ کسی طرح راضی نہونگے۔ کوئی امر اونکو اس ارادہ سے روک نہین سکتا۔ آپنے دریافت فرمایا۔ کس سے بدلہ لینگے۔

قبیصہ نے عرض کیا۔حضور کی گردن مبارک سے عوض لینے والے ہین۔شام مین اسوقت یہہ جوش و خروش ہے کہ ساٹھہ ہزار شیخ حضرت عثمانؓ کی قمیص خون آلودہ پر رو رہے ہین جو اسی غرض سے جامع دمشق کے ممبر پر بچھا دیا گیا ہے۔جناب علی مرتضیٰ رضؓ نے فرمایا افسوس۔وہ لوگ مجھسے خون کے طالب ہین حالانکہ مین جناب عثمانؓ کا خیرخواہ و مددگار رہا۔اے خدا۔اے علام الغیوب۔مین خون عثمانؓ سے بری ہون۔واللہ۔قاتلین عثمانؓ کسطرح صاف نکلے جاتے ہین۔وہ چاہے تو اچانک پکڑے وہ جو کام کرنا چاہتا ہے پورا ہی کر لیتا ہے۔پھر آپنے قبیصہ کو حضرت معاویہؓ کی طرف واپس کیا۔قبیصہ نے کہا۔کیا مجھکو ہر طرح اپنی جان پر اطمینان و امن ہے۔فرمایا۔تم نڈر ہوکر چلے جاؤ کوئی تم سے متعرض نہ ہوگا۔

قبیصہ عبسی آپ سے رخصت ہوکر چلے۔فرقہ سبئیہ نے چلا کر کہا۔یہہ کتا جو کتون کی طرف سے قاصد ہوکر آیا ہے دیکھو نکلا جاتا ہے اسکو مار لو۔زندہ نہ جانے پاوے۔قبیصہ نے چلا کر کہا۔دوہائی آل مضر کی۔دوہائی آل قیس کی۔دوڑنا مجھکو بچانا۔موذیون کے چنگل سے چھوڑانا۔پھر سبئیہ کو مخاطب کرکے کہا۔مجھہ یکہ و تنہا پر کیا غراتے ہو۔میرے وہان پہونچنے کی دیر ہے۔خدا کی قسم چار ہزار خصی جوان مسلح۔اسپ سوار۔تیر انداز آمادہ پیکار میرے پہونچنے کے منتظر ہین۔مین وہان پہونچا نہین کہ وہ تمپر مثل بلاے ناگہانی کے آپڑینگے اسوقت تم دیکھہ لوگے کہ کتنے پیادے اور کسقدر سوار ہین۔آل مضر نے قبیصہ کو فرقہ سبئیہ کے ہاتھہ سے بچا لیا اور انسے کہا چپ چاپ چلے جاؤ مگر قبیصہ کہتے جاتے تھے۔واللہ۔اب ان لوگون کی کمبختی آئی ہے۔اپنے اعمال بد کی سزا ضرور پائینگے اور جس بلا سے ڈراے جاتے ہین وہ انپر آنے والی ہے

جس امر کا انکو خوف ہے، وہ نازل ہوا ہی چاہتا ہے۔ اب یہہ کسیطرح بچ نہین سکتے بخدا انکے اعمال صالحہ ختم ہو گئے۔ انکی ہوا بگڑ گئی قسم خدا کی۔ اپنر صبح اگر بخیریت گذر گئی تو شام کو ذلیل وخوار نظر آوینگے۔ قبیصہ عبسی تو یہہ کہکر شام کو روانہ ہو گئے۔ ادہر اہل مدینہ نے چاہا کہ کسی ترکیب سے دربارہ قتال اہل شام و جنگ امیر معاویہؓ جناب علی مرتضیٰ کی راے دریافت کرین کہ آپ اہل قبلہ کی لڑائی پر جرأت رکہتے ہین یا اس سے انکار ہے اہل مدینہ کو اس سے قبل یہہ بہی خبر پہونچی تہی کہ جناب امام حسنؓ نے حضرت علی مرتضیٰؓ کو اہل اسلام کی باہمی جنگ و خونریزی سے منع کیا ہے اور یہہ راے دی ہے کہ آپ دونون فریق سے الگ ہو کر گوشہ نشین ہو جائین اور لوگونکو انکے حال پر چہوڑ دین۔ بغرض دریافت امر مذکور اہل مدینہ نے زیاد بن حنظلہ تیمی کو آپکی خدمت مین بہیجا کہ کسی ترکیب سے آپکا عندیہ ظاہر ہو جاوے۔ (ابن اثیر)

تاریخ بدائع مین بجاے زیاد بن حنظلہ کے حنظلہ تیمی۔ آپکے مقرب دوست۔ ندیم قدیم لکہا ہے اور تقریب التہذیب و خلاصہ مین ہے۔ حنظلہ بن ربیع بن صیفی تیمی معروف بہ حنظلہ کاتب۔ صحابی ہین۔ جنگ عراق مین حضرت خالد کے ساتھ تہے۔ پہر کوفہ مین رہے حضرت علیؓ کے بعد وفات پائی۔

زیاد ایک عرصہ سے جناب علیؓ کی خدمت مین نہین گئے تہے۔ اہل مدینہ کے کہنے سے آپ کی خدمت مین حاضر ہوے۔ یہہ تہوڑی دیر آپکے پاس بیٹہے رہے کہ آپنے فرمایا۔ زیاد۔ آمادہ ہو جاؤ۔ زیاد نے عرض کیا۔ حضور کس کام کے واسطے۔ ارشاد فرمایا۔ شام کی لڑائی کیلئے۔ زیاد بولے۔ نرمی۔ آسانی۔ تالیف قلوب مناسب ہے۔ اور یہہ شعر پڑہا۔

ومن لم یصانع فی امور کثیرۃ		یضرس بانیاب و یوطاء بمنسم

ترجمہ - جو شخص بے سوچے سمجھے کاموں مین گھس پڑتا ہے یا نیک روش نہین اختیار کرتا بسا اوقات زک اوٹھاتا ہے اور اوسکا انجام یہہ ہوتا ہے کہ دانتوں سے کاٹا جاتا اور اونٹ کی لاتوں سے پامال ہوتا ہے - جناب علی انکا اشارہ سمجھ گئے اور اپنا قصد ظاہر کرنے کو یہہ شعر تمثیلاً پڑہا -

متی تجمع القلب الذکی وصارما		وانفا حمیا تجتنبک المظالم

ترجمہ جسوقت تمہارا دل ہوشیار اور تلوار تیز - آبرو محفوظ - یہہ تینون چیزین جمع ہوجاوینگی تو دوسرونکے ظلم سے ضرور تمکو بچالین گی -

زیاد سمجھ گئے کہ جناب علیؓ طرح دینے والے نہین - معاویہؓ سے ضرور معرکہ آرائی ہوگی - آخر آپ کی خدمت سے اوٹھے اور لوگونکو آپکی راے سے آگاہ کیا اور یہہ کہا - تلوارین سنبہالو - لڑائی پر آمادہ ہوجاؤ - اہل مدینہ کو بہی اب جناب علیؓ کی نیت معلوم ہوگئی -

اس واقعہ کے بعد حضرات طلحہ و زبیرؓ آپ سے عمرہ کی اجازت لیکر مکہ معظمہ چلے آے - (ابن اثیر و ابن خلدون)

جب حضرات طلحہ و زبیرؓ نے دیکہا کہ جناب علی مرتضی عمال بنی امیہ خصوصاً جناب امیر معاویہؓ کی معزولی کا مصمم قصد رکہتے ہین اور اس بارہ مین خیر خواہونکی بات نہین سنتے اور فی الحال بنی امیہ کی معزولی اور معاویہؓ کی موقوفی مین فتنہ و فساد کا اندیشہ ہے لہذا اب انسے علیحدہ ہوجانا مصلحت ہے چنانچہ دونون صاحب حج کے بہانہ سے مکہ معظمہ چلے آے - یہان اہل مکہ کو بسبب شہادت جناب عثمانؓ نہایت اضطراب

مین پایا۔ انہون نے اہل اسلام کے باہمی جدال وقتال سے خود محترز رہنا چاہا اور لوگونکو یہہ راے دی کہ اصحاب کبار مین سے جسپر سب کا اتفاق ہو اوس کی بیعت کرلو اور بات نہ بڑہاؤ۔ (تاریخ بدائع)

ایک روایت اس طرح ہے کہ جسوقت جناب علی کے مقرر کردہ عمال مین سے جو عامل واپس آے اور آپکو ممالک اسلامیہ کے حالات اور اونکے خیالات معلوم ہونے تو نہایت درجہ دلتنگ ہوے۔ حضرات طلحہ و زبیرؓ سے اس بارہ مین صلاح لی کہ اب کیا کرنا چاہیئے۔ دونون صاحبون نے کہا۔ ہمنے سابقًا عرض کیا تہا کہ کوفہ وبصرہ مین ہم دونونکو بہیجدیجئے مگر آپ کی راے نہین ہوئی۔ اب آپ کے مخالفین اس امر کے خواہان ہین کہ ہم دونون آپ کی اطاعت سے خارج ہوجائین لہذا مناسب نظر آتا ہے کہ آپ ہمکو رخصت فرمادین ہم مکہ معظمہ مین جاکر عبادت الٰہی مین مصروف ہون۔ لوگونکو ہمارا جانا اور آپ سے علیحدہ ہونا معلوم ہوجاویگا۔ کیا عجب۔ وہ یہہ کہین کہ طلحہ وزبیرؓ اب جناب علی سے الگ ہوگئے۔ یہہ خیال کرکے آیندہ فتنہ وفساد سے باز رہین اور رفتہ رفتہ آپ کے مطیع فرمان ہوجاوین۔ خدانخواستہ اسکے خلاف پہر بہی لوگ راہ راست پر نہ آوین اور جنگ پر آمادہ ہون تو پہر مجبوری ہے آپ بہی اوسوقت سامان جنگ کرکے اونکا مقابلہ کرین کیونکہ امور خلافت وحکومت بغیر زور شمشیر کے انجام پذیر نہین ہوتے۔ باغی وسرکش جبتک ضرب تیغ آبدار کا مزہ نہین چکہتے شرارت سے باز نہین آتے۔

عروس ملک کسے در کنار گیرد چست	کہ بوسہ بر دم شمشیر آبدار زند

امیرالمومنین حضرت علیؓ نے اونکے جواب مین فرمایا۔ اپنے امکان ومقدور بہر تو مین مخالفین کے

ساتھ نرمی و صلح سے پیش آؤنگا۔ دلجوئی و شیرین زبانی سے اگر مان گیے تو خیر ورنہ پھر تلوار تو فیصلہ کر ہی دیگی۔ آپ لوگ مجھسے علیحدگی چاہتے ہین تو بہتر ہے۔ بسم اللہ جہان آپکا جی چاہے تشریف لے جائیے مین آپ دونون صاحبونکو اجازت دیتا ہون۔ (روضتہ الصفا)

اسکے بعد جناب علیؓ نے جب خوب دیکھہ لیا کہ چارون طرف لوگ آمادہ فساد ہین تو خود بھی ترتیب لشکر کی جانب متوجہ ہوے۔ ملک شام پر فوج کشی کا قصد مصمم کر کے اہل مدینہ کو اہل شام کی لڑائی پر ابھارا اور سب لوگونکو سامان جنگ مہیا کرنے کا حکم دیا اور ارشاد فرمایا۔ تمہاری حکومت و سلطنت کی حفاظت قبضہ قدرت خداوند تعالے شانہ مین ہے تم اوسکی اطاعت مین رہوگے تو وہ تمہارا حافظ و ناصر ہے۔ پس لازم ہے کہ اوسکی اطاعت دل سے خوشی کے ساتھہ کرو نہ جبرًا نا خوشی سے۔ بخدا اے عز وجل تم اوسکے کام مین جان و دل سے مستعد ہو جاؤگے تو خیر ہے ورنہ یہ حکومت اسلامی تمہارے ہاتھہ سے نکال لیگا اور دوسرونکے حوالہ کر دیگا پھر تمکو حکومت نہ دیگا تا وقتیکہ اوسکی اطاعت و فرمانبرداری کی طرف رجوع نہ کروگے۔ چلو اوٹھو۔ اوس قوم کی طرف دوڑو جس نے تمہاری جماعت مین تفرقہ ڈال دیا ہے۔ شاید خداوند تعالیٰ تمہاری کوشش سے یہہ عالمگیر فساد دفع کر دے اور تم بھی اس دار و گیر مین اپنے فرض منصبی سے بری الذمہ ہو جاؤ۔

پھر جناب علیؓ نے بذات خاص یہہ انتظام فرمایا کہ حضرت محمد بن حنفیہ اپنے صاحبزادہ کو عَلَم لشکر مرحمت کیا اور اونکو علمدار افواج اسلامی بنایا۔ حضرت عبداللہ بن عباسؓ کو میمنہ سپرد ہوا۔ عمرو بن ابی سلمہؓ یا عمرو بنؓ ابی سفیان بن عبدالاسد میسرہ پر متعین ہوے۔ ابو لیلی بنؓ عمرو بن الجراح حضرت ابو عبیدہ بن الجراح کے بھتیجہ کو مقدمہ لشکر کا سردار فرمایا۔ اس لشکر کی کسی حصّہ پر اون لوگونمین سے کسیکو سردار نہین کیا جو حضرت عثمانؓ کے قتل مین بلوائیونکے

شریک ہوی تہے۔ لشکر کو اس طرح مرتب فرماکر حضرت قثم بن عباسؓ کو بجاے اپنے مدینہ منورہ پر مامور کیا جب اس کام سے فراغت پائی تو قیس بن سعدؓ والی مصر عثمان بن حنیف والی بصرہ۔ ابو موسی اشعریؓ والی کوفہ کو لشکر فراہم کرنے اور لوگونکو واسطے جنگ اہل شام آمادہ کرنیکو لکہا۔ ہنوز شام پر فوج کشی کی تیاری ہو رہی تہی جو یہہ خبر گوش گذار ہوئی کہ اہل مکہ اور ام المومنین جناب عائشہ صدیقہؓ حضرت طلحہؓ حضرت زبیرؓ دوسری طرف کا قصد رکہتے ہین اور بر سر مخالفت ہین۔ جناب علی مرتضیٰ نے فی الحال شام کی عزیمت فسخ کردی۔ (ابن اثیر۔ ابن خلدون۔)

جناب علی مرتضیٰؓ کا حضرت عثمانؓ کے خون اور اس ہنگامہ سے بری الذمہ ہونا کہ درحقیقت ذی النورینؓ ایسے بزرگ کا قتل کرنا صریح ظلم و گناہ عظیم تہا تقریر محاکمہ مین (جو حصہ اول مین گذری) بخوبی ظاہر ہوگیا ہے۔ یہہ بہی معلوم ہے کہ جناب عثمانؓ نے کوئی ایسا قصور نہ کیا تہا جسکے عوض مین مستحق قتل ہوے البتہ اونکی نسبت اہل غرض نے جو الزام قائم کیا تہا وہ یہی تہا کہ بنی امیہ کو امور مملکت پر حاوی کردیا۔ مروان کو سر چڑہا لیا اگرچہ بنی امیہ کا تقرر مناصب جلیلہ پر باعث ترقی و فتوحات کثیر ہوا اور مروان کیطرفداری وحمایت بہی بیجا نہ تہی کیونکہ اسکی خوش تدبیری اور حسن انتظام نے جناب عثمانؓ کے دل مین جگہہ کرلی تہی۔ مروان سراپا برائیونمین غرق سہی مگر اسکی لیاقت کا ادنی نمونہ ہے کہ یزید کے بعد اسلام مین جو فتنہ و فساد شائع ہوا تہا اوسکو دفع کرکے ملک مین امن پہیلادیا۔ اسکی حالات دیکہنے سے اسکی سعی و تندہی کی کافی شہادت ملتی ہے۔ لیکن یہہ امور کچہہ ایسے بنی ہاشم کے دلونکو اور نیز اہل مدینہ کو ناگوار طبع تہے کہ جناب عثمانؓ کی طرف سے دل برداشتہ ہوگئے اور اسکا اثر ایسا قوی پڑا کہ جناب علی مرتضیٰؓ کی خلافت مین آپکے ہاتہہ کوئی قوی سبب موجب

دفع شر و فساد نہ آیا۔ ایک جانب سے بنی ہاشم برافروختہ خاطر دوسری طرف سے اہل مدینہ انصار مخالفت پر آمادہ۔ پھر انصار کو یہہ دعویٰ تھا کہ ہم اسلام کے خیر خواہ۔ قدیمی جان نثار ہین۔ بنی امیہ تو اسلام کے دشمن تھے انکو یہہ عروج اور ہمارے حقوق پر کچھہ نگاہ نہین۔ غرضکہ ان بحثون سے یہہ لوگ بھی جناب علیؓ سے خوش نہ تھے۔ اب آپکے ساتھہ کون تھے صرف آپکے قریبی رشتہ دار۔ وہ بھی گنتی کے دوچار یا آپکی اولاد اور بس۔ بھلا اس صورت مین جناب علیؓ تن تنہا کیا کرسکتے تھے۔ ایک طرف آگ بجھاتے دوسری طرف شر انگن ہوتی۔ با اینہمہ آپ ہی کی ہمت و شجاعت تھی جو ایسے پر آشوب زمانہ مین استقلال کو ہاتھہ سے نہ دیا۔ (تاریخ بدائع)

راقم۔ عام فساد تمام ممالک محروسہ کا دفع کرنا عقلاً ایک تنفس کی ذات سے غیر ممکن تھا۔ پھر فرقہ سبائیہ جو بانی مبانی شہادت جناب عثمانؓ تھا وہ اب بھی خاموش کب رہا۔ اس گروہ کی شر انگیزی اور بھی ترقی فساد کا قوی سبب ہوتی رہی اور یہہ فرقہ دشمن اسلام اپنی تدبیرون مین کامیاب ہوکر اور بھی قوت پکڑتا گیا۔

مقدمات واقعہ جمل

جسوقت مکہ معظمہ کی خبر جناب امیر المومنین علی مرتضیٰؓ کو پہونچی آپنے اکابر و شرفا مدینہ کو جمع کرکے فرمایا۔ یقیناً جناب عائشہ صدیقہؓ طلحہ و زبیرؓ میری خلافت و امارت سے ناخوش ہین میرے کام کو درپردہ درہم برہم کرنا چاہتے ہین۔ بظاہر لوگونکو اصلاح کیجانب بلایا اور رفع فساد کا حیلہ کیا ہے۔ ابھی مین صبر و تحمل سے کام لیتا ہون اور جبتک تمہاری جماعت پر مجھکو کسی امر کا اندیشہ نہ ہوگا مین خاموش ہون۔ اگر وہ لوگ رکے رہے تو مین بھی پہل

نکرونگا اور سنی ہوئی خبر کا کچھ اعتبار نہ کرونگا۔ اسکے بعد دوسری خبر آئی کہ اہل مکہ نے بصرہ کیجانب رخ کیا ہے۔ جناب علی رضی یہہ خبر سنکر خوش ہوے اور فرمایا۔ یہہ اچھا ہوا۔ بصرہ مین ہوشیار و عقلمند لوگ ہین۔ ان لوگونکی بغاوت و خلاف سے خوش نہ ہونگے اور نہ انکا ساتھہ دینگے بلکہ امید ہے کہ ہمارے مطیع و موافق ہوجاوینگے۔ حضرت ابن عباس نے فرمایا۔ آپ یہہ خبر سنکر خوش ہوے مگر میرے نزدیک تو بصرہ خیمہ گاہ اشراف عرب ہے۔ مشاہیر و رؤسا کا مسکن ہے۔ وہ خود سرداری کے خواہان اور عزت و شہرت کے طالب ہین۔ امر دشوار اور فتنہ و فساد کے خود جویان رہتے ہین۔ ایسے وقت مین جب اونکے ہمخیال مل گئے تو اونکی منہ مانگی مراد حاصل ہوئی۔ دیوانہ را ہوے بس ست۔ اونکی طبیعتین اور بھی برانگیختہ ہوجاوینگی۔ فرمایا۔ آپکا کہنا بھی ٹھیک ہے۔ پھر آپ آمادہ روانگی ہوے اور اہل مدینہ کو ہمراہ چلنے کا حکم دیا لیکن یہہ امر اونپر شاق گذرا آپنے کمیل نخعی کے معرفت حضرت عبداللہ بن عمر رض کو بلا بھیجا اور اونسے بھی ہمراہ چلنے کو کہا۔ حضرت ابن عمر نے جواب دیا مین بھی اہل مدینہ ہون اور اونکے ساتھہ۔ جو وہ کرینگے وہی مین بھی کرونگا۔ اگر وہ آپکے ساتھہ ہون تو مجھکو بھی انکار نہین۔ اگر وہ نجاوینگے تو مین بھی نہ جاؤنگا۔ آپنے فرمایا۔ اچھا۔ تم اس بات پر ضامن دو کہ مدینہ سے میرے خلاف خروج نہ کروگے۔ ابن عمر رض نے جواب دیا۔ واللہ ایسا نہ ہوگا۔ آپنے فرمایا۔ اچھا جاؤ مجھکو تمپر اطمینان ہے ضامن کی ضرورت نہین۔ حضرت ابن عمر رض اہل مدینہ سے ملے اونکا یہہ قول تہا بڑی مشکل ہے۔ اب ہمکو کیا کرنا چاہیئے۔ یہہ کام ہمپر ابھی تک مشتبہ ہی۔ جبتک صاف ظاہر نہ ہوجاویگا ہم گھر سے قدم نہ نکالینگے۔ رات کے وقت حضرت ابن عمر رض سب سے مخفی مدینہ منورہ سے نکلکر چل دیئے۔ جاتے وقت حضرت ام کلثوم رض

بنت علیؓ زوجہ جناب عمر فاروقؓ سے اہل مدینہ کا مقولہ کہہ گئے اور یہہ بہی ظاہر کر دیا کہ مین بہ قصد عمرہ مکہ معظمہ جاتا ہون اور جناب علی رضی کی برخلاف ہرگز نہین ہون میری طرف سے مطمئن رہین صبح ہوتے ہی جناب علیؓ سے لوگون نے آکر بیان کیا کہ شب کو نیا واقعہ پیش آیا جو حضرت عائشہ صدیقہ۔ طلحہ۔ زبیر۔ معاویہ رضی اللہ عنہم کی مخالفت سے سخت تر ہے فرمایا وہ کیا ہے۔ عرض کیا شب کو ابن عمرؓ شام کی جانب روانہ ہوگئے۔ آپنے فوراً حکم دیا کہ ناکہ بندی ہوجاوے پہر آپ بازار تشریف لیگئے تا کہ اطراف کے آنے والونسے معلوم ہوجاوے کہ ابن عمرؓ درحقیقت شام گئے ہین یا اور کسی طرف۔ بنظر احتیاط چار و طرف سوار دیبادے پہیلا دیئے اور حضرت ابن عمرؓ کے گرفتار کرلانے کو حکم دیدیا شہر مین خبر روانگی ابن عمرؓ سے ایک ہنگامہ برپا ہوگیا۔ حضرت ام کلثومؓ یہہ سنکر اپنے والد کی خدمت مین حاضر ہوئین اور کہا۔ اے والد مہربان۔ آپ پریشان نہون۔ ابن عمرؓ مکہ بغرض ادائے عمرہ گئے ہین۔ آپ سے مخالف ہوکر نہین گئے بلکہ مطیع ہین حضرت علیؓ کو انکے کہنے سے اطمینان ہوگیا فوراً اپنے خیال سے باز آئے اور لوگونسے فرمایا لوٹ آؤ واللہ ام کلثوم سچ کہتی ہین اور ابن عمر بہی سچے ہین مجھکو اونپر پورا اعتماد ہے کہ وہ میرے خلاف نہونگے۔ سب لوگ آپکے فرمانے سے ابن عمرؓ کی طلب سے باز رہے۔

مکہ معظمہ مین لوگونکے جماؤ کا یہہ سبب ہوا کہ ام المومنین جناب عائشہ صدیقہؓ زمانہ محاصرہ جناب عثمانؓ مین مدینہ سے بقصد حج مکہ کو تشریف لے گئی تہین بعد ادائے ارکان حج مکہ معظمہ سے کوچ کرکے مدینہ واپس آتی تہین۔ اثنار راہ مین بمقام سرف آپکے ماموں عبید بن ابی سلمہ بنی لیث سے ملاقات ہوئی۔ انہون نے ظاہر کیا کہ جناب عثمان شہید ہوگئے اور چند روز مدینہ منورہ بے چراغ رہا۔ حضرت ام المومنین نے فرمایا انا للہ وانا الیہ راجعون

پھر کیا ہوا۔ عبیدہ نے کہا۔ علیؓ کی بیعت خلافت ہو گئی۔ فرمایا جناب عثمانؓ ناحق و مظلوم مارے گئے ہین اونکے خون کا معاوضہ لونگی یہہ فرما کر آپ اسی مقام سے واپس ہو کر مکہ مین داخل ہوئین حطیم مین پردہ کیا گیا۔ آپ وہان بیٹھین جب حرم شریف مین لوگونکا مجمع ہو گیا۔ آپ نے فرمایا۔

افسوس صد افسوس۔ اطراف و جوانب کے شہرون کے بازاری۔ دیہاتی جنگلی سخت دل۔ مدینہ کے غلام۔ جمع ہو گئے اور بلوہ کر دیا۔ ناحق و ناروا عثمان مظلوم مقتول کی مخالفت پر کمر بستہ ہوے۔ محض اس بنا پر کہ آپ نے نوعمرونکو حکومت و امارت دیگر ممالک اسلامیہ مین عامل کرکے بہیجا تھا۔ حالانکہ عثمان سے پہلے جو بزرگوار گذرے ہین اونہون نے بہی ایسا ہی کیا تھا۔ کچھ آپکی ایجاد نہ تہی اور نیز اس الزام پر کہ آپ نے چراگاہ ہونکے واسطے زمین خاص کر دی تہی عثمان نے اونکے ان الزامونکا جواب بہی دیدیا اور اونکے حسب خواہش عمال کی بابت انتظام بہی کر دیا پھر بہی یہہ لوگ شرارت سے باز نہ آے اور بلا عذر قوی و دلیل محکم اپنے دعوے پر قایم رہے بلکہ اور بہی عداوت زیادہ ظاہر کرنے لگے۔ ہاے غضب۔ ان لوگون نے بدعہدی کی۔ بلا سوچے سمجھے عجلت کر بیٹھے۔ واے صد واے۔ جو خون اللہ تعالی نے حرام کیا تہا وہ انہون نے بہا دیا جس شہر کو اللہ تعالے نے بزرگ و معظم و محترم کیا تہا انہون نے وہان پر خون کی ندی جاری کر دی جس مہینہ مین خونریزی ممنوع تہی اوسمین کشت و خون کا بازار گرم کر دیا۔ جس مال کا لینا جائز نہ تہا اوسکو لوٹ لیا۔ واللہ۔ عثمانؓ کی ایک اونگلی تمام روے زمین کے اشراف سے افضل ہے

اور جو تہمت آپکے ذمہ لگا کر آپ کی عداوت پر کمربستہ ہوے پھر آپ کا خون کیا یقیناً آپ اوس سے ایسے پاک و صاف ہو گئے جیسے سونا کیٹ سے خالص اور کپڑا میل سے صاف ہو جاتا ہے۔

عبداللہ بن عامر حضرمی جو جناب عثمان کی طرف سے مکہ کے عامل تھے یہ کلام سنکر بولے مین سب سے پہلے جناب عثمان رض کے خون کا بدلہ لینے والونمین ہون۔ انکے ساتھ بنو امیہ نے بھی بخوشی خاطر اپنی آمادگی ظاہر کی حجاز والونمین یہی لوگ اون لوگونمین اول ہین جو طالب قصاص تھے۔ از انجملہ سعید بن العاص۔ ولید بن عقبہ وغیرہما ہین۔

اس عرصہ مین عبداللہ بن عامر بن کریز حاکم بصرہ نقد مال کثیر اور یعلی بن منیہ یمن سے چھہ سو اونٹ اور چھہ لاکھہ درہم لیئے ہوے مکہ مین داخل ہوی۔ اونٹون کو تو مکہ سے باہر بٹھایا اور خود جناب ام المومنین عائشہ صدیقہ رض کی ملازمت حاصل کی۔ اسی اثنا مین حضرات طلحہ و زبیر رض بھی وارد مکہ ہوے۔ جناب صدیقہ رض نے انسے حال مدینہ کا دریافت فرمایا انہون نے بیان کیا کہ ہم بلوائیون اور اعراب کے خوف سے بھاگ آے ہین۔ وہ لوگ اشراف و اکابر مدینہ پر پوری طرح غالب آ گئے ہین۔ خود اونکو حق و باطل مین کچھہ امتیاز نہین اور نہ اہل مدینہ اپنی جانون کو اوس سے محفوظ رکھنے کی قدرت رکھتے ہین بلکہ عجب عالم حیرانی مین ہین۔ ام المومنین نے فرمایا۔ اونپر خروج کرنے کا ہمارا قصد ہے۔ تم بھی ہماری ساتھہ ہو۔ حاضرین مین سے بعضون نے راے دی کہ شام کی طرف چلنا چاہئے مگر ابن عامر اس راے کے خلاف ہوے اور کہا۔ شام مین امیر معاویہ رض ہین وہ ان مفسدون کے واسطے کافی ہین۔ ہان بصرہ چلنا مناسب ہے۔ بصرہ والے میرے احسانمند ہین وہ مجھکو مانتے ہین۔ علاوہ اسکے وہان والونکا رجحان طلحہ رض کیجانب سے۔ جب یہ ہماری ساتھہ ہین

تو باسانی اہل بصرہ ہمارے مطیع ہو جائینگے۔ ان لوگون نے بصرہ چھوڑ ابن عامر کے چلے آنے پر اعتراض بہی کیا اور کہا۔ تم جنگ صلح کے ڈہنگ سے واقف نہین۔ تمکو اسوقت بصرہ چھوڑنا کیا ضرور تہا اگر آج بصرہ پر تم مسلط ہوتے تو جس طرح اہل شام سے ہمکو اطمینان ہے اسی طرح اہل بصرہ سے ہم بیخوف ہوتے۔ ابن عامر نے اسکا کوئی معقول جواب نہ دیا یہہ لوگ اسی حیص بیص مین پڑ گئے کہ اب کیا کرنا چاہیئے اور کس طرف رُخ کرین۔ بالآخر یہی راے قرار پائی کہ بصرہ چلنا مناسب ہے۔ اسپر سب کا اتفاق ہو گیا۔ یہ امر طے ہوا کہ فی الحال مدینہ کو اپنے حال پر چھوڑنا چاہیئے کیونکہ ابہی ہمکو بلوائیون کے مقابلہ کی پوری قوت نہین۔ سردست بصرہ پر قبضہ کر لینے سے ہماری طاقت بڑہ جاوی گی اور جس طرح کہ اہل مکہ ہمارے موافق ہین ایسا ہی اہل بصرہ کو ساتہہ لیکر کامل قوت مقابلہ قاتلین جناب عثمانؓ حاصل کر لینگے پھر اس حالت مین اگر تائید ایزدی ہمارے شامل حال ہوئی تو ہم اپنے ارادونمین کامیاب ہونگے ورنہ جو خدا کو منظور ہو۔ ہم اپنی کوشش سے کیون غافل ہون۔ اہل مکہ و اصحاب الراے نے اسکو پسند کیا اور سب نے اس راے پر صاد کیا حضرت عبداللہ بن عمرؓ سے بہی کہا گیا کہ وہ بہی قاتلین جناب عثمانؓ پر خروج کرین اور اہل مکہ کے ساتہہ ہون۔ حضرت ابن عمرؓ نے صاف انکار کیا اور کہا مین مدینہ والونکے ساتہہ ہون جو وہ کرینگے مین بہی وہی کرونگا۔ مجہہ سے اپنے ساتہہ شریک ہونے کی تمنا نہ رکہو۔ اہل مکہ نے انسے کسی قسم کا تعرض نہ کیا۔

حضرات امہات المومنین نے جب حضرت عائشہ صدیقہؓ کا قصد بصرہ کیجانب بدلا دیکھا تو سب نے آپکا ساتہہ چھوڑ دیا۔ صرف ام المومنین جناب حفصہ بنت عمر فاروقؓ نے جناب صدیقہؓ کی ہمراہی کا قصد کیا لیکن اپنے بہائی ابن عمرؓ کے منع کرنیسے یہ بہی رُک رہین

ابن عامرؓ و یعلی بن منیہؓ نے جو مال اپنے ساتھہ لائے تھے اوس سے قافلہ کی روانگی کا ساز و سامان درست کر دیا۔ حضرت صدیقہؓ کی طرف سے منادی نے یہہ ندای عام دی "جناب ام المومنین عائشہ صدیقہؓ حضرت طلحہ۔ حضرت زبیرؓ بصرہ کی طرف جا رہی ہین جس شخص کو اسلام کی ہمدردی اور اعزاز دین منظور ہو۔ مخالفین کی جنگ اور خون جناب عثمان ذی النورینؓ کا بدلہ لینا چاہتا ہو ہمارے ساتھہ چلے۔ اگر اوسکے پاس سواری و سامان سفر نہ ہو ہم سے اونٹ لے" اس ندائے عام سے چھہ سو آدمی آمادہ ہوے اونکو چھہ سو اونٹ دیئے گئے۔ باقی اور سواریون پر جملہ اہل مکہ و مدینہ ایک ہزار و بروایت دیگر نو سو مکہ معظمہ سے نکلکر جانب بصرہ روانہ ہوے۔ کچھہ دور چلکر اور اطراف و جوانب کے آدمی آ ملے جس سے تین ہزار کی جمعیت ہو گئی اور یہہ جنگی قافلہ بادیہ پیما ہوا۔

جب ام المومنین حضرت صدیقہؓ اس قافلہ کے ساتھہ بصرہ کو روانہ ہو گئین تو یہان مکہ مین حضرت ام فضل بنت حارث حضرت عبداللہ بن عباسؓ کی والدہ ماجدہ نے ایک شخص ظفر نامی کو قبیلہ جہینہ سے اجرت دیکر مدینہ منورہ اس ہنگامہ کی خبر پہونچانے روانہ فرمایا۔ ظفر خط لیکر جناب علیؑ کی خدمت مین پہونچے خط آپکے ہاتھہ مین دیا اور زبانی بھی سارا قصہ کہہ سنایا۔

مکہ سے نکلکر جب وقت نماز ہوا قافلہ ٹھیر گیا۔ مروان نے اذان دی اور حضرات طلحہؓ و زبیرؓ کے پاس آکر کہا۔ آپ دونون صاحبون مین سے کسکو خلافت کا سلام کرون اور امامت نماز کسکے سپرد ہوگی۔ حضرت عبداللہ بن زبیرؓ بول اوٹھے میرے باپ کے سپرد کرو۔ حضرت محمد بن طلحہؓ نے کہا نہین۔ بلکہ میرے باپ نماز پڑھاوینگے۔ جناب عائشہ صدیقہؓ نے یہہ سنکر مروان کو بلا کر فرمایا۔ کیا تم ہمارے درمیان پھوٹ ڈالنا چاہتے ہو۔ امامت میرا

پہانچا (عبداللہ بن زبیرؓ) کریگا چنانچہ اس حکم کی تعمیل ہوئی اور حضرت ابن زبیر نے نماز پڑہائی- ایک روایت سے عبدالرحمن بن عتاب بن اسید امام مقرر ہوے اور تا وقت شہادت خود امامت کرتے رہے-

امہات المومنین جناب عائشہ صدیقہؓ کے ساتھہ ساتھہ ذات عرق تک آئین اور اس مقام پر سب آپ سے ملکر وقت رخصت خوب روئین اور اسلام کی نازک حالت پر سخت ماتم کیا- مرد و عورتو نکے رونے سے اسوقت ذات عرق مین ایک ہنگامہ محشر برپا تہا- اس دن کے سوا کبہی کسی جگہہ اسقدر مرد و عورت رونے والے جمع نہ ہوے ہونگے لہذا اس دن کا نام یوم النحیب (رونے کا دن) ہوگیا اسی مقام پر سعید بن العاص مروان اور اوسکے ساتہیونسے آملے- سعید نے پوچہا- تم لوگ کہان جاتے ہو اور جنسے خونکا بدلہ لینا ہے اونکو پیچہے چہوڑے جاتے ہو ان لوگو نکو تو پہلے اسجگہہ ٹہنڈا کر دو پہر آگے بڑہو- مروان نے جواب دیا- ابہی جلدی نہ کرو- خاموش چلے چلو حضرت عثمانؓ کے جملہ قاتلین کو ایک دم خاک فنا مین ملا دینگے اور کسی ایک کو زندہ نہ چہوڑینگے سعید نے مروان سے یہہ جواب پا کر حضرات طلحہ و زبیرؓ سے تنہائی مین پوچہا سچ فرمائیگا اگر آپ کو فتح ہوئی تو امارت و خلافت کسکو دیجئے گا- جواب دیا- دونون مین سے جسکو سب لوگ باتفاق منتخب کرین سعید نے کہا نہین- بلکہ حضرت عثمان کے لڑکے کو دیجئے گا کیونکہ اسوقت آپ لوگ خون عثمانؓ کا بدلہ لینے نکلے ہین- دونون صاحبون نے کہا- واہ- یہہ کیسے ہو سکتا ہے- اکابر و شیوخ مہاجرین کو چہوڑ کر لڑکو نکو حاکم بنا دین کیا یہی انصاف اور خیر خواہی اسلام ہے- سعید بولے- مین گمان کرتا ہون کہ اب میری تمام کوشش اسی جانب ہوگی کہ خلافت بنی عبد مناف کے ہاتہہ سے نکلکر دشمنون

پہونچے (یعنی آپکی وفات مین یہ امید نہ رکھون کہ خلافت میرے خاندان مین رہے گی)
حضرات طلحہ وزبیرؓ نے اسکا کچہہ جواب نہ دیا۔ سعید بن العاص ان لوگون کی رفاقت سے
علیحدہ ہوکر لوٹ کھڑے ہوے۔ سعید کے الگ ہوتے ہی عبداللہ بن خالد بن اسید
بہی واپس ہوے۔ حضرت مغیرہ بن شعبہ نے کہا میرے نزدیک سعید کی رای مناسب ہے
جسقدر بنی ثقیف ہین سب اس قافلہ کا ساتھہ چھوڑ دین۔ چنانچہ مغیرہؓ اور جسقدر انکے
ہمراہی بنی ثقیف تے ایک دم سے واپس ہوے۔ حضرات طلحہ وزبیرؓ بقیہ لوگون کے
ہمراہ آگے بڑہے اور انہین کے ہمراہ ابان وولید پسران جناب عثمانؓ تھے۔

حضرت یعلیٰ بن منیۃ نے جناب ام المومنین عائشہ صدیقہؓ کو ایک اونٹ پر سوار کیا
جسکا نام عسکر تھا جسکو اسی دینار مین خرید کیا تہا۔ بعضے کہتے ہین کہ یہ اونٹ قبیلہ
عرنیہ مین سے ایک شخص کا تہا۔ اوسی اونٹ والے کا بیان ہے کہ مین کسی جگہہ اپنے اونٹ پر
سوار جا رہا تھا راستہ مین مجھکو ایک سوار ملا۔ اوسنے پوچھا۔ کیا تم اپنا اونٹ بیچتے ہو۔
مین نے کہا ہان۔ پوچھا کس قیمت پر۔ جواب دیا۔ ایک ہزار درم لونگا۔ اوس سوار نے
کہا۔ کیا تم دیوانہ ہو۔ جو اسقدر قیمت کہہ رہے ہو۔ مین نے کہا۔ کیون صاحب کیا تم
یہ قیمت گران سمجھتے ہو۔ تم اس اونٹ کے اوصاف کیا جانو۔ یہ ایسا تیز رفتار ہے کہ مین اسپر
سوار ہوکر جس کسی کا قصد کرتا ہون مجھکو بہت جلد اوسکے پاس پہونچا دیتا ہے اور اگر کبھی
مین خود کسی موقع پر فرار ہونا چاہون تو اسکے ذریعہ سے آناً فاناً کوسون نکل جاتا ہون اور
مجھکو کوئی پا نہین سکتا۔ اوس شخص نے کہا۔ تم یہ بھی جانتے ہو کہ یہہ اونٹ کس کے
واسطے خرید اجاتا ہے۔ یہ اونٹ ام المومنین جناب عائشہ صدیقہؓ کی سواری کیلیے
درکار ہے۔ مین نے کہا۔ یہ بات ہے تو اونٹ بلا قیمت حاضر ہے شوق سے لیجاؤ

اونسے کہا۔ یہ نہ ہوگا بلکہ تم میرے ہمراہ گھر چلو مین تمکو اسکے معاوضہ مین ایک اونٹنی
اور کچھ درم بھی دونگا مین اوس شخص کے ساتھ ہولیا۔ میرا اونٹ تو اوسنے لے لیا
اور اوسکے عوض مجھکو ایک اونٹنی نفیس مہریہ اور چھ سو درم نقد دئے اور کہا۔ کیا
تم کو راہ کی شناخت ہے۔ مین نے جواب دیا۔ اس کام مین تو مشاق ہون اور اس
فن کا ماہر یہ سنکر اوس نے مجھکو ساتھ لیا اور اب اوس قافلہ کا رہبر مین ہی تھا
جب کسی نئے جنگل مین پہونچتے تو مجھسے اوس جنگل کی کیفیت پوچھتے یہانتک کہ ہم
چشمہ حواب پر پہونچے یہان کتون نے بھونکنا شروع کیا۔ لوگون نے مجھ سے دریافت
کیا۔ اس چشمہ کا کیا نام ہے۔ مین نے کہا کہ اس چشمہ کو حواب کہتے ہین یہ کلمہ سنتے ہی ام المومنین
عائشہ صدیقہؓ چلا اوٹھین۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔ افسوس صد افسوس۔ کیا خطائے
فاش سرزد ہوئی یہ تو وہی مقام ہے جسکا نام مین نے جناب رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کی زبان
مبارک سے سنا ہے۔ جسوقت حضور کے گرد بیبیان بیٹھی ہوئی تھین تو حضور نے ارشاد
فرمایا تھا۔ کاش۔ مجھکو معلوم ہوتا کہ حواب کے کتے تم مین سے کسکو دیکھکر بھونکین گے
یہ فرماکر حضرت صدیقہؓ نے اونٹ کے بازو پر ہاتھ مار کر بٹھا دیا اور فرمایا۔ مجھکو یہانسے
واپس لے چلو۔ واللہ مجھکو حضور کے فرمانے کی تصدیق ہوگئی کہ مین ہی وہ ہون
جس کی نسبت حضور نے فرمایا ہے پھر آپ ایک شبانہ روز مع اہل قافلہ اوسی مقام پر
قیام پذیر رہین کہ اسی اثنا مین لوگون نے یہہ غل وشور مچا دیا۔ النجاء النجاء قد
ادرککم علی۔ جلدی کرو جلدی کرو اپنے بچاؤ کی جگہ ڈہونڈہو۔ علیؓ تمہارے سر پر
پہونچ گئے۔ یہہ غل سنکر سبھون نے نہایت تیزی سے بصرہ کا رخ کیا۔ جسوقت سواد
بصرہ مین پہونچے۔ انکو عمیر بن عبد اللہ تمیمی ملا اونھون نے جناب صدیقہؓ کیخدمت مین

عرض کیا۔ اے والدہ مکرمہ۔ مین بکمال ادب آپکو خدا کی قسم دلاتا ہون کہ آپ ہرگز ایسی قوم مین تشریف نہ لیجاوین جس سے آپنے اس سے پہلے خط وکتابت نہ کی ہو۔ اولاً عبداللہ بن عامرؓ کو بصرہ مین بھیجیے یہہ وہانکے عامل رہے ہین وہان والونسے ان کے تعلقات قدیم ومراسم دوستانہ واحسانات برادرانہ ہین۔ یہہ پہلے اہل بصرہ سے ملین اور آپکے ارادہ سے اطلاع دین پھر آپ تشریف لیجاوین تاکہ وہ لوگ آپ کی بات سنین اور مطیع فرمان ہون۔ عائشہ صدیقہؓ نے اسی راے سے اتفاق کیا اور عبداللہ بن عامر کو بصرہ کی جانب روانہ فرمایا۔ اسکے ساتھہ ہی احنف بن قیس۔ صبرہ بن شیمان وغیرہم عمائد ورؤسا شہر بصرہ کے نام جدا جدا خطوط لکھوا کر روانہ فرماے اور خود مع قافلہ بانتظار واپسی عبداللہ بن عامرؓ وجواب خطوط بمقام حفین ٹہیر گئین۔

اہل بصرہ کو جب اہل مکہ کی آمد معلوم ہوئی تو عثمان بن حنیف نے عمران بن حصین کو عام اشخاص مین سے اور ابوالاسود دوئلی کو جو منجملہ خواص شہر تھے بغرض دریافت منشاء دلی جناب عائشہ صدیقہؓ کی خدمت مین بھیجا۔ ان دونونسے کہہ دیا کہ خود بھی بنظر غور وتامل آپکا قصد ونیت اور آپکے ہمراہیون کی طرز وروش جانچ لینا۔ یہہ دونون بصرہ سے نکلکر قافلہ کی طرف متوجہ ہوے اور حفین پہونچکر آپ کی خدمت مین باریاب ہوے۔ بعد سلام کے عرض کیا۔ ہمارے امیر نے ہمکو حضور کی خدمت مین بھیجا ہے اور خدام والا کے قدم رنجہ فرمانے کا سبب دریافت کیا ہے۔ کیا ہمکو اطلاع احوال کی عزت حاصل ہوگی اور بندگان حضور وجہ تشریف آوری سے مطلع فرمائینگی۔ ام المومنین نے فرمایا۔ بخدا مجھہ سی مادر مہربان اپنی اولاد سے کوئی خبر پوشیدہ نہین رکھتی۔ میرے یہان آنے کا باعث یہہ ہے کہ عام بلوائی اور فتنہ پرداز

قبائل واوباش نے حرم رسول خدا مین خونریزی کی۔ بدعتین کین۔ خدا و رسول کی لعنت کے مستحق ہوے۔ بلاقصور و حجت شرعی اپنے امام امیر المومنین عثمانؓ کو قتل کیا جو خون شرعاً حرام و باعزت تھا اوسکو حلال و ذلیل سمجھکر بہایا۔ مال لوٹ لے گئے۔ طرح طرح کے فساد کئے۔ اب مین مسلمانونکو لیکر اس غرض سے نکلی ہون کہ ان بلوائیونکے حالات سے مطلع ہون اور جو لوگ میرے پیچھے رہگئے ہین اونکا اضطراب و قلق رفع کرنے کی فکر کرون۔ نیز یہہ کہ اب مسلمانونکو کیا کرنا چاہیئے۔ میرا مقصود اس خروج سے محض مسلمانونکی اصلاح حال کرنا ہے۔ یہہ ہمارا کام ہے کہ نیک کامونکا حکم دین اور بری کامون سے منع کرین۔ یہہ کہکر آپنے لاخیر فی کثیر من نجوٰھم۔ تاآخر آیت پڑہی۔ وہ دونون آدمی اب حضرت طلحہؓ کے پاس آے اور ان سے دریافت کیا۔ آپ لوگ کس غرض سے یہان آے ہین۔ جواب ملا۔ بطلب معاوضہ خون عثمانؓ۔ اونہون نے کہا۔ کیا آپنے جناب علیؓ کے ہاتھہ پر بیعت نہین کی۔ جواب ملا۔ ہان۔ ضرور کی مگر اس شرط پر کہ قاتلین عثمانؓ سے قصاص لینگے اور وہ بہی اس حالت سے کہ تلوار میری گردن پر رکھدی گئی تہی اور مین علی کی بیعت نہ توڑتا اگر وہ میرا اور قاتلین عثمانؓ کے درمیان حائل نہ ہو جاتے۔ پھر وہ دونون حضرت زبیرؓ کے پاس آے۔ اونسے بہی یہی سوال و جواب ہوا۔ اہل مکہ کا منشا اور عندیہ لیکر یہہ دونون شخص واپس گئے۔ ادہر قافلہ مین منادی نے کوچ کی ندا کردی۔ ابوالاسود نے حضرت عثمان بن حنیف کے پاس پہونچکر ایک شعر پڑہا جسکا مطلب یہہ ہے۔

اے ابن حنیف مین خبر لے آیا۔ بس اب تیار ہو جاؤ اور ان آنیوالونکی لڑائی کیواسطے کمر باندہکر صبر و استقلال کیساتہہ میدان مین نکلکر مقابلہ کرو۔

عثمان بن حنیف رضؓ نے کہا انا للہ وانا الیہ راجعون۔ یرب کعبہ اسلام کی چکی چلی خدا خیر کرے۔ دیکھئے کیا انجام ہوتا ہے۔ کون سی زمین سرسبز وشاداب ہماری چراگاہ ہوتی ہے۔ پھر عمران وابوالاسود سے مخاطب ہوکر پوچھا اب تمہاری کیا رائے ہے عمران بولے۔ آپ خاموشی اختیار کرکے انسے الگ ہوجائین اور کسی طرح انکے کام مین خلل انداز نہ ہون۔ عثمان رضؓ نے کہا مجھسے یہہ نہوگا بلکہ مین انکو روکونگا یہانتک کہ امیر المومنین جناب علی رضؓ تشریف لاوین۔ اسکے بعد عمران اپنے گھر چلے آے اور عثمان اپنے کام مین مصروف ہوے۔ اتنے مین ہشام بن عامر انکے پاس آے اور یہہ رائے دی کہ جو تدبیر آپ کرنا چاہتے ہین مجھکو اندیشہ ہے کہ اس مین مبادا آپ کو امر مکروہ پیش آے کیونکہ اسلامی دیوار مین ایسا شگاف نہین ہوا ہے جو آپ کی تدبیر سے اصلاح پذیر ہو اور شیشہ اسلام کو وہ شکستگی نہین پہونچی جسکی درستی ممکن ہو۔ یہ لوگ آپکا دباؤ نہ مانین گے اور آپکا کچھ زور انپر نہ چلیگا۔ مناسب وقت یہی ہے کہ نرمی و ملائمت سے فی الحال کام نکالئے اور انکی زیادتی پر چشم پوشی کیجئے تا وقتیکہ جناب امیر المومنین علی رضؓ کا کوئی حکم اس بارہ مین نہ آے۔ عثمان بن حنیف رضؓ نے اس سے انکار کیا اور لوگونمین عام منادی کرادی کہ سب مسلح ہوجاوین حکم کی دیر تہی۔ آن واحد مین سب مسجد مین جمع ہوگئے۔ عثمان رضؓ نے ایک شخص کوفی قیس نامی کو تقریر کرنے کے لئے کہڑا کیا۔ اوس نے لوگونکو مخاطب کرکے کہا۔ اے لوگو اگر یہہ لوگ ڈر کر مکہ سے تمہارے پاس آے ہین تو یہہ بات بالکل خلاف قیاس ہے کیونکہ یہہ ایسے شہر سے آے ہین جہان چڑیون تک کو امن ہے اور اگر طالب قصاص عثمان ہین تو پھر ہم لوگونکو کیا غم ہے ہم امیر المومنین عثمان رضؓ کے قاتل نہین۔ پس میری بات مانو۔

جہان سے یہہ لوگ آے ہین اوسی طرف انکو لوٹا دو۔ اسود بن سریع سعدی نے کھڑے ہوکر کہا۔ کیا تم سمجھتے ہو کہ یہہ لوگ ہمکو قاتلین عثمانؓ سمجھکر آے ہین۔ یہ بات نہین ہے بلکہ یہہ لوگ ہمارے پاس اسواسطے آے ہین کہ ہمکو اور ہمارے سوا اور لوگونکو اپنا مددگار بنا کر قاتلین عثمانؓ پر حملہ کرین۔ پھر قیس پر کنکریونکی بوچھار ہونے لگی جس سے عثمانؓ کو معلوم ہوا کہ اہل مکہ کے طرفدار و ناصر بصرہ ہی مین موجود ہین اس سے انکی دلشکنی ہوئی اور سخت صدمہ پہونچا مگر اپنے دلکو مضبوط کر کے ترتیب لشکر مین مصروف ہوے۔

مقابلہ اہل مکہ یا بصریان

اب قافلہ نے بصرہ کا رخ کیا اور حفین سے چلکر مربد تک پہونچا۔ حصہ اعلی سے شہر مین داخل ہونا چاہا مگر اوسی مقام پر ٹھہر گئے۔ عثمان بھی اپنے تابعین کے ہمراہ بقصد مقابلہ بصرہ سے نکلکر میدان مین صف آرا ہوے۔ اہل بصرہ سے جو لوگ جناب عائشہ صدیقہ کا ساتھہ دینا چاہتے تھے وہ بھی شہر سے نکلکر آپکے لشکر مین مل گئے اور طرفین کا اجتماع مربد مین ہوا۔ حضرت طلحہؓ میمنہ لشکر پر سردار تھے صف سے نکلکر خطبہ پڑھا خدا کی حمد و ثنا کی۔ آنحضرت صلعم پر درود بھیجا۔ جناب امیر المومنین عثمانؓ کے فضائل بیان کئے اور آپکے طلب قصاص پر لوگونکو برانگیختہ کیا۔ اسی طرح حضرت زبیرؓ میسرہ پر تھے صف سے نکلے اور ایسا ہی بیان کیا۔ اہل میمنہ نے دونون بزرگونکی تقریر کی تصدیق کی عثمان بن حنیفؓ حضرت طلحہؓ کے مقابلہ پر میسرہ لشکر اہل بصرہ مین تھے ان کی اصحاب نے حضرت طلحہ و زبیر کے بیانات کی تکذیب کی اور کہا۔ آپ دونون کی بات کا

اعتبار کیا۔ مدینہ مین جناب علیؑ کی بیعت کی اور یہان یہہ کہنے آے۔ اسپر مٹھی بھر بھر کر
دونون طرف سے کنکریان چلنے لگین۔

بعدہ جناب ام المومنین عائشہ صدیقہؓ نے حمد خدا بیان کی اور فرمایا۔ عام اشخاص
جناب عثمان بن عفان کو برا کہتے اور انکے عمال پر عیب لگاتے تھے۔ ہمارے پاس
مدینہ مین اکثر شکایات لاتے مگر ہم اون لوگونکو جھوٹا۔ مکار۔ دغاباز۔ مفتری۔ فتنہ پرداز
پاتے تھے اور جناب عثمانؓ کو نیک۔ پرہیزگار۔ وفادار۔ منصف۔ عادل۔ رحمدل جانتے
تھے۔ اہل غرض کے دلون مین جو بات تھی اوسکے خلاف ظاہر کرتے اور ہمیشہ دلی خیالات
پوشیدہ رکھتے رہے۔ افسوس۔ اسپر بھی اون لوگون نے بس نہ کیا بلکہ ایک جتھا
چوری چوری قائم ہوکر فی الجملہ قوت حاصل کرلی اور دفعۃً آپکا محاصرہ کرلیا اور آپکو
بلاجرم وقصور نہایت تکلیف کیساتھہ بے بس ومجبور کرکے بے آب ودانہ شہید کرڈالا
محرمات خداوندی کو بلاتردد وبغیر عذر شرعی حلال کرلیا۔ اب تمکو بجز اسکے کہ قاتلین
عثمانؓ سے بدلہ لو اور کتاب اللہ پر عمل کرو اور کوئی صورت جائز نہین ہے۔

جناب ام المومنینؓ کی اس تقریر کا یہہ اثر ہوا کہ عثمانؓ بن حنیف کے ہمراہی دو فریق
ہوگئے۔ ایک فریق تو آپکے تابع ہوے اور یہہ کہتے تھے۔ بیشک جناب ام المومنین
سچ فرماتی ہین۔ دوسرے عثمانؓ بن حنیف کے مطیع رہے اور اس فریق کی تکذیب کرتی
تھے۔ پھر آپس مین ایک دوسرے کو کنکریان مارنے لگے۔ جناب ام المومنین یہہ رنگ
دیکھکر اپنے خیمہ مین واپس آئین آپکے ہمراہی اہل میمنہ بھی مقابلہ عثمان بن حنیف سے
ہٹکر مقام دباغین حدود مربد مین چلے آے۔ عثمان بن حنیف کے ہمراہی جنکا میلان
ام المومنین کی طرف تھا ادھر ٹوٹ آے۔ بعضے حالت تذبذب مین اور بعضے

دل سے انکے ساتھہ رہے۔

اتنے مین حضرت جاریہ بن قدامہ سعدی جناب ام المومنین صدیقہؓ کی خدمتمین حاضر ہوے اور عرض کیا۔ اے ام المومنین۔ بخدا اے لم یزل۔ جناب عثمان ذی النورین کا شہید ہونا اس سے آسان و پسندیدہ تہا کہ آپ اس ملعون اونٹ پر سوار ہو کر لڑائی کو اپنے گہر سے نکلین۔ آپکے واسطے خداوند تعالی کا تو یہہ حکم تہا کہ پردہ مین حرمت وعزت کے ساتہہ سکونت پذیر ہوتین۔ آپنے اوس پردہ کی ہتک کی اور اپنی حرمت کو مباح کر دیا۔ لاشک جو آپسے لڑنا چاہتا ہو اوسکا قتل مناسب ہے۔ اگر آپ اپنی طبیعت سے یہان تشریف لائی ہین اور جنگ وجدال کا ارادہ ہے تو اب بہی خیریت ہے آپکے حق مین بہتر ہے کہ اپنے مکان کو واپس جائین اور اگر از خود نہین بلکہ لوگون کے کہنے سننے سے مجبوری ولاچاری کے درجہ سے آئی ہین تو اللہ تعالی سے استعانت چاہین اور لوگونکو واپس ہونے کا حکم دین۔ یہہ تقریر ختم نہ ہوئی تہی کہ ایک جوان بنی سعد مین سے حضرات طلحہ وزبیرؓ کے پاس گئے اور اس طرح کہا۔ ای زبیرؓ۔ آپ جناب رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کے حواری ہین اور اے طلحہؓ آپنے آنحضرت صلعم کی حفاظت اپنے ہاتہہ سے کی ہے آپ دونون صاحب جلیل القدر صحابی ہین۔ افسوس۔ جائے تعجب ہے کہ آپ اپنی والدہ مکرمہ کو تو یہان لڑائی پر ساتھ لائے مگر یہہ تو فرمائیے کہ کیا آپ کی بیویان بہی آپکے ساتہہ آئی ہین۔ دونون نے جواب نفی مین دیا۔ جوان بنی سعد نے کہا۔ تو مین آپ لوگونکا ساتہہ نہین دیتا۔ یہ کہکر اس لشکر سے الگ ہو گئے۔ ادہر یہ باتین ہو رہی تہین کہ حکیم بن جبلہ عبدی اہل بصرہ کی جانب سے سوار و نکار سالے لئے ہوے آپہونچا اور آتے ہی لڑائی چہیڑ دی۔ پہلے تو

اہل مکہ نے بغرض مدافعت تیرونکا مینہ برسایا پھر یہہ خیال کرکے کہ تیر باری موقوف کر دینے سے شائد حکیم ہی رُک جاوے اپنا ہاتھہ کچھہ دیر روکا مگر حکیم نہ رُکا اور نہ اپنے سوارونکو حملہ کرنے سے روکا آخر مجبور ہوکر پھر اُدھیان جناب ام المومنین رضی نے بھی لڑنے پھر جواب دیا۔ یہہ لڑائی فم السکہ پر ہوئی۔ طرفین سے تہوڑی ہی دیر تک ایک دوسرے پر حملے ہوتے رہے کہ اتنے مین شام ہوگئی اور رات نے انکے درمیان پڑکر لڑائی سے باز رکہا۔ عثمان بن حنیف دار الامارت کو واپس گئے اور اہل مکہ دار الرزق کیطرف متوجہ ہوے۔

تمام رات امید وبیم مین گذری۔ طرفین اپنے اپنے سامان مین مصروف رہے دو دو چار چار گہڑی بعد کسی نکسی طرف سے لوٹ مار کی آواز خوفناک دل ہلانے والی لوگونکے کانون مین پڑجاتی تہی۔ فریقین مین سے جو جسکو پاتا تہا گرفتار کرلیجاتا تہا۔ خدا خدا کرکے سفیدۂ صبح نمایان ہوا۔

میدان دار الرزق رزمگاہ طرفین قرار پایا۔ دونون لشکر ایک دوسرے کے مقابلہ مین صفین درست کرکے ٹہیرے حکیم بن جبلہ ہاتھہ مین نیزہ لئے صف مین پہر رہا تہا اور ام المومنین رضی کو گالیان دیتا جاتا تہا عبد القیس مین سے ایک شخص اوس سے متعرض ہوا اور کہا۔ تم کس کو گالیان دے رہے ہو۔ جواب دیا۔ عائشہ کو۔ اوس شخص نے کہا۔ اے ابن خبیثہ (حرامی) کیا ام المومنین رضی کی شان مین یہہ کہہ رہا ہے حکیم نے ایک نیزہ مارکر اوسکا کام تمام کیا اور گالیان بکتا ایک عورت کے پاس ہوکر گذرا۔ اوس عورت نے بھی اسکو منع کیا۔ اوسکو بہی مار ڈالا۔ پھر تو زور شور کے ساتھہ لڑائی شروع ہوگئی اور دن ڈہلے تک بازار جدال وقتال گرم رہا۔ عثمان بن حنیف کے

ہمراہی بہت سے مارے گئے اور طرفین سے بتعداد کثیر اشخاص زخمی ہوے۔ جب لڑتے لڑتے دونون فریق تھک گئے لاچار ہوکر صلح کی طرف جھکے۔ اس مضمون کا عہدنامہ لکھا گیا کہ ایک شخص معتمد علیہ فریقین مدینہ کو بھیجا جاوے اور اہل مدینہ سے دریافت کرے کہ حضرت طلحہ و زبیرؓ نے جبراً بیعت کی ہے یا خوشی سے۔ اگر جبراً بیعت انکی ثابت ہوجاوے تو عثمان بن حنیف بصرہ چھوڑکر چلے جاوین اور حضرت طلحہ و زبیر بصرہ پر قبضہ کرلین درصورت دیگر یہہ حضرات بصرہ سے بازآئین اور مع اپنے لشکر کے بصرہ سے کوچ کرین

بعد تکمیل عہدنامہ کعب بن سور (قاضی بصرہ) مدینہ منورہ روانہ ہوے۔ جب یہہ مدینہ مین داخل ہوے جمعہ کا دن تھا لوگ انکے پاس جمع ہوگئے۔ انہون نے اوس مجمع مین کھڑے ہوکر کہا۔ اے اہل مدینہ۔ مین اہل بصرہ کی طرف سے قاصد ہوکر تمہارے پاس آیا ہون اور سب صاحبون سے یہہ پوچھتا ہون کہ حضرت طلحہ و زبیرؓ نے جناب علیؑ کی بیعت بطیب خاطر راضی و خوشی سے کی ہے یا جبراً کراہت و زبردستی و خوف جان سے۔ اسکے جواب مین جملہ حاضرین نے سکوت اختیار کیا مگر حضرت اسامہ بن زید کھڑے ہوگئے اور کہا حضرت طلحہ و زبیرؓ نے جبراً بیعت کی۔ اس فقرہ کے تمام ہوتے ہی لوگ چارون طرف سے حضرت اسامہ پر ٹوٹ پڑے اور اونکو مارنے لگے قریب تھا کہ انکا کام تمام ہو جو صہیبؓ۔ ابوایوبؓ۔ محمد بن مسلمہؓ دوڑ پڑے اور اسامہ کو لوگون کے ہاتھ سے بچاکر اونکے گھر پہونچا آے۔

کعب بن سور یہہ حال دریافت کرکے بصرہ کی جانب واپس ہوے۔ اس واقعہ کی خبر جناب علیؑ کو بھی پہونچی۔ آپ نے عثمان بن حنیف کو خط لکھا جسکا مضمون یہہ ہی۔ طلحہ و زبیر میری خلافت سے کیا ناخوش ہوے بلکہ مجھپر لوگون کا اتفاق کرنا اور مجھکو فضل

جانتا ہی اونکو ناگوار ہوا واللہ اگر وہ مجہسے خلع خلافت چاہتے ہین تو اس خواہش ہین
اونکا کوئی عذر مقبول نہین اور اگر اسکے سوا اور کچہہ چاہتے ہین تو وہ ہمکو دیکہہ لین گے
اور ہم اونکو سمجہہ لین گے۔

یہہ خط عثمان بن حنیف کے پاس پہونچا۔ کعب بن سور نے بہی بصرہ مین پہونچکر زبانی
حال بیان کیا۔ کعب کی واپسی پر حضرات طلحہ و زبیرؓ نے عثمانؓ کو واسطے گفتگوئے صلح
اپنے پاس بلا بہیجا اور بصرہ خالی کردینے کا پیغام دیا مگر عثمانؓ اونکے پاس نہین گئے
اور حضرت علیؓ کا فرمان پاکر بصرہ خالی کرنے سے قطعًا انکار کیا۔ حضرات طلحہ و زبیرؓ چند
اشخاص کو لیکر اندہیری رات مین بعد نماز عشا مسجد کی طرف آے۔ یہہ لوگ عشا دیر
کرکے پڑہتے تہے چنانچہ اسوقت مسجد مین نمازی جمع تہے اور اتفاقًا اوسوقت عثمان
بن حنیف نے وقت معمولی سے دیر کردی اور مسجد مین نہین آے۔ کہتے ہین کہ اوس شب
آندہی پانی لبشدت تہا اور تاریکی عالم گیر تہی حضرات طلحہ و زبیرؓ کے حکم سے عبدالرحمن
بن عتاب نے آگے بڑہکر مسجد کے اندر حملہ کیا۔ مسجد مین جو لوگ تہے وہ بہی تلوارین نکالکر
مقابل ہوے۔ دونون طرف سے خوب تلوار چلی اوسوقت مسجد مین چالیس آدمی تہے
وہ قتل ہوے پہر ان کا کوئی مزاحم نہ رہا۔ عثمان بن حنیف کو ڈہونڈہا مگر نہ پایا آخر اونکے
گہر مین گہس پڑے اور اونکو حضرت طلحہ و زبیرؓ کے پاس لے آئے۔ انکے پاس پہونچتے پہونچتے
عثمانؓ کا یہہ حال ہو گیا کہ انکے چہرہ پر ڈاڑہی براے نام رہ گئی تہی باقی تمام ڈاڑہی
موچہین لوگون نے نوچ ڈالین۔ حضرات طلحہ و زبیرؓ کو انکی یہہ توہین دیکہکر تاسف ہوا
اور جناب ام المومنین عائشہؓ کو اس حال سے خبر دی۔ آپنے حکم دیا کہ یہہ چہوڑ دئے
جاوین اور بعض کہتے ہین کہ جب عثمانؓ پکڑے گئے تو لوگ انکو جناب ام المومنین رضؓ کی

خدمت مین لے گئے اور انکے باب مین حکم مناسب چاہا۔ آپنے انکے قتل کا حکم دیا۔ اسپر ایک عورت جو وہان موجود تھی بول اوٹھی مین آپ کو خدا کی قسم دلاتی ہون کہ یہہ صحابی ہین صحبت نبوی کا پاس و لحاظ فرمائیے۔ آپنے حکم دیا۔ اچھا قید کر دو۔ مجاشع بن مسعود نے کھا۔ انکو خوب مارو پھر انکی ڈاڑھی۔ موچھین۔ پلکین۔ ابرو۔ مونڈ کر چھوڑ دو چنانچہ چالیس دُرّے انکو مار کر چار ابرو کا صفایا کر کے چھوڑ دیا۔ اب بیت المال پر حضرت عبدالرحمٰن بن ابی بکرؓ کو افسر کر دیا۔ (ابن اثیر و ابن خلدون۔)

دوسری روایت اس طرح ہے کہ جسوقت اہل مکہ بصرہ کے نواح مین داخل ہوی تو جناب ام المومنین عائشہؓ کی طرف سے ایک خط بنام زید بن صوحان لکھا گیا جسکا یہہ مضمون ہے۔ ام المومنین عائشہؓ زوجہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف سے بنام زید بن صوحان جو اونکا خالص بیٹا ہے۔ **امابعد**۔ میرا یہہ خط پاکر تم فوراً میری مدد کو پہونچو۔ اگر تم تاخیر کرو گے تو لوگ حضرت علیؓ کے دباؤ سے مجھکو ذلت دینگے۔ زید بن صوحان نے اسکے جواب مین یہہ لکھہ بھیجا۔ بیشک مین آپکا خالص و سچا بیٹا ہون بشرطیکہ آپ اس گروہ و قافلہ سے الگ ہو کر اپنے گھر جا کر بیٹھہ رہین ورنہ سب سے پہلے مین ہی آپکا مخالف ہون۔

زید بن صوحان نہایت افسوس کے ساتھہ کہتے تھے۔ ام المومنین پر خدا رحم فرمائے اونکو تو یہہ حکم تھا کہ گھر مین بیٹھی رہین اور ہمکو جہاد و قتال اور گھر سے باہر نکلنے کا حکم ہوا تھا مگر افسوس قضیہ برعکس ہو گیا۔ ام المومنین نے اوس حکم کو ترک کیا اور ہمارے واسطے وہ حکم تجویز کیا (یعنی خانہ نشینی) اور جو کام ہمارا تھا وہ خود کرنے لگین اور ہم کو اس (جہاد) سے منع کر دیا۔

جسوقت اہل مکہ بصرہ مین داخل ہوے ہین اوسوقت یہان کے عامل عثمان بن حنیف تھے جب انسے اور اہل مکہ سے مخاصمت ہوئی تو زید بن صوحان نے اہل مکہ سے دریافت کیا عثمان بن حنیف تو تمہارے یار ومین ہین انسے کیون ناخوش ہو۔ جواب دیا ہم انکو اہل امارت نہین پاتے اور رہامرے ساتھہ جس طرح یہہ پیش آے معلوم ہے۔ زید نے کہا مجھکو عثمان بن حنیف ؓ نے حکم دیا ہے کہ حضرت علی کی خدمت مین تمہارے آنے کی اطلاع بذریعہ خط کردون اور تاوقتیکہ وہان سے جواب نہ آوے مین امامت کرتا رہون اہل مکہ زید سے باز رہے اور انہون نے دار الخلافت کو خط لکھہ بھیجا۔ اس کے بعد دو یا تین دن گذرے تھے کہ لوگ عثمان بن حنیف پر حملہ کر بیٹھے۔ جب عثمان بن حنیف ؓ کو قید کر لیا تو طلحہ ؓ و زبیر ؓ بصرہ مین داخل ہوے اور لوگون کو جمع کر کے کہا۔ اے اہل بصرہ توبہ گناہ کے لئے ہے۔ ہم لوگون نے چاہا تھا کہ جناب امیر المومنین عثمان ذی النورین کی نسبت جو شکایات عام لوگونکی تھین اوس سے آپکو بری الذمہ کر دین مگر اس درمیان مین کمینے بلوائیون نے بلوہ کر کے آپکو شہید کر ڈالا۔ حاضرین نے حضرت طلحہ ؓ کو مخاطب کر کے کہا۔ آپ کے خطوط تو ہمارے پاس اسکے خلاف آتے تھے۔ حضرت زبیر نے جواب دیا۔ ہم نے یقیناً ایسے خط نہ لکھے ہونگے۔ اس فقرہ کو ختم کر کے حضرت عثمان ذی النورین کی شہادت کا واقعہ بیان کیا اور حضرت علی کی شان مین اسی واقعہ کے متعلق تہمت لگانا شروع کیا۔ ایک شخص بنی عبد القیس سے اوٹھہ کھڑے ہوے اور کہا۔ آپ تھوڑی دیر خاموش رہین مجھکو کچھہ عرض کرنا ہے۔ حضرت زبیر ؓ خاموش ہو گئے۔ اوسنے کہا۔ اے حضرات مہاجرین۔ آپ وہ لوگ ہین جنہون نے سب سے پہلے دعوت اسلام قبول کی اور اس فضیلت مین آپ اورونسے بڑھے رہے۔ آپکے بعد اور لوگ

اسلام مین داخل ہوے۔ بعد وفات حضور سرورکائنات اپنے مین سے ایک شخص کے
ہاتھ پر بعیت کی اور اونکو اپنا خلیفہ بنالیا۔ آپنے ہم لوگومین سے کسی سے مشورہ نہ لیا مگر
ہم آپکے انتخاب خلیفہ پر راضی ہوے اور اونکو اپنا امیر وحاکم تسلیم کرلیا۔ خداوندتعالے
نے اونکی امارت کو مسلمانونکے واسطے برکت کا سبب کیا۔ پھر وہ خلیفہ اول جب وقت
رحلت فرما ہوے آپنے ایک اور شخص کو اپنی راے وتجویز سے بغیر اسکے کہ ہم سے
مشورہ لین اپنا خلیفہ بنالیا۔ ہم اسپر بھی راضی رہے اور اونکی خلافت وامارت بخوشی
خاطر قبول کی۔ جب دوسرے خلیفہ نے بھی وفات پائی تو چہ آدمیونکے مشورہ پر
امر خلافت رہا اور آپ لوگون نے بغیر ہمارے مشورہ کے جناب عثمان رضؓ کے ہاتھ
پر بعیت کی پھر آپ ہی لوگ اونسے بددل ہوے اور بغیر صلاح ہمارے اونکو قتل کیا
اب حضرت علیؓ کی بعیت کرلی اس مین بھی ہمسے کچھ نہ پوچھا مگر ہم ان دونون امیرونکی
امارت کے منکر نہ ہوے اور جو کچھ آپ لوگون نے کیا ہر طرح جائز وگوارا رکھا۔ اب کیا
ہوگیا کہ حضرت علی رضؓ سے بھی ناراض ہوکر اونسے لڑائی پر آمادہ ہوگئے ہو۔ کیا اونھون
نے مال غنیمت خود لے لیا اور آپ کو اوسمین سے کچھ نہ دیا یا کوئی ناحق کارروائی
اونسے ظاہر ہوئی جسکی وجہ سے آپنے یہہ قصد کیا ہے یا کسی فعل ناجائز کے مرتکب
ہوے ہین کہ جس سے استحقاق خلافت باطل ہوگیا پھر اسپر بھی بس نہین بلکہ
ہمکو بھی اپنے ساتھہ لیا چاہتے ہو اور ہم سے شرکت کی درخواست ہے۔ یہ کیا بات ہے
ذرا ہم کو بھی تو معلوم ہو۔ حضرت طلحہؓ وزبیرؓ کے ہمراہی اس شخص پر ٹوٹ پڑے اور
قتل کرنا چاہا مگر اوسکے ہم قوم حمایت پر اوٹھہ کھڑے ہوے اور اسوقت انکے
ہاتھہ سے بچالیا۔ دوسرے دن موقع پاکر اہل مکہ نے پھر اوس شخص عبدی پر حملہ کیا

اوسکے سب ساتھیونکو گھیر لیا۔ آخر ایک دم سے ستر آدمی اونمین سے مارے گئے
اسکے بعد حضرت طلحہؓ و زبیرؓ عثمانؓ بن حنیف کو گرفتار کرکے بصرہ مین مقیم رہے
بیت المال پر انکا قبضہ تھا۔ مجلس انکے تحت مین تھا۔ اکثر اہل بصرہ انکے مطیع ہو گئے
اور جو انکی رفاقت سے علیحدہ تھے وہ چپ رہے۔

عثمانؓ بن حنیف پر جو کچھہ گذری اسکی خبر حکیم بن جبلہ کو جب پہونچی تو کہا۔ اگر
مین عثمانؓ کی مدد نہ کرون تو خدا سے بالکل نڈر ہون۔ یہہ کہکر عبد القیس و ربیعہ کا
ایک گروہ ساتھہ لیکر عثمانؓ کی کمک کو دار الرزق کا قصد کیا۔ اس گھر مین غلہ بھرا
تھا حضرت عبد اللہ بن زبیرؓ کا ارادہ تھا کہ یہہ غلہ نکالکر اپنی جماعت پر تقسیم کر دین
چنانچہ اسی غرض سے وہ بھی اوسوقت یہان آئے تھے۔ ان دونون مین ملاقات
ہوئی۔ ابن زبیرؓ نے حکیم سے پوچھا۔ تم یہان کسواسطے آئے ہو۔ حکیم نے کہا ہم کچھہ
غلہ لینے آئے ہین اور ہماری یہہ خواہش ہے کہ آپ عثمانؓ کو چھوڑ دین وہ دار الامارت
مین رہین اور حسب صلحنامہ ہمارے اور آپکے تا آنے جناب علی کسی قسم کی حجت و
تکرار نہو۔ قسم خدا کی اگر اسوقت ہمارے پاس کافی مدد ہوتی تو ہم آپ کی زیادتی
پر ہر گز صبر نہ کرتے بلکہ جسقدر آپنے ہمارے آدمی قتل کر ڈالے ہین ہم آپ سے اسکا
بدلہ لیتے۔ چونکہ آپنے ناحق مسلمانونکو قتل کیا لہذا آپ لوگونکا بھی خون بہانا
اب روا ہو گیا ہے۔ افسوس صد ہزار افسوس۔ آپ لوگ غضب الٰہی سے بالکل نہین
ڈرتے۔ فرمائیے تو سہی کہ وہ کون سی حجت اور حیلہ شرعی ہے جس سے آپ
حرام خون کو حلال سمجھتے ہین۔ ابن زبیرؓ نے جواب دیا۔ امیر المومنین جناب عثمانؓ
کے خون کے بدلہ مین۔ حکیم نے کہا۔ تو کیا جن لوگونکو آپنے قتل کیا وہ حضرت عثمانؓ کے

قاتل تھے۔ آپکو عذاب الٰہی سے ڈرنا چاہیئے۔ ابن زبیرؓ نے اسکا کچھ جواب نہ دیا
اور یہہ کہا۔ ہم تمکو اس غلہ سے کچھہ نہ دینگے اور نہ ہم عثمان بن حنیف کو چھوڑینگے
تاوقتیکہ جناب علیؓ خلافت کو ترک کر دین۔ حکیم بولے۔ خدایا! تو حاکم عادل ہے
ہمارا انکا انصاف تیرے ہاتھہ ہے۔ پھر اپنے ہمراہیوں سے کہا۔ اب مجھکو ان لوگونسے
لڑنے مین کوئی شک نہین رہا۔ جس کسی کو شک ہو وہ واپس جاوے۔ اتنا کہہ کر
حکیم بن جبلہ آگے بڑھے اور لڑائی شروع ہوگئی۔ حضرت طلحہ وزبیرؓ بھی خبر پاتے
ہی اپنی جماعت کے ساتھہ مقام جنگ مین آپہونچے۔ حکیم نے اپنے گروہ مین چار
سپہ سالارونکو جنگ کا ذمہ دار بنایا۔ خود حضرت طلحہؓ کے مقابل ہوا۔ ذریح کو
زبیر کے مقابل۔ ابن المحترش کو عبدالرحمن بن عتاب کے اور حرقوص بن زہیر کو عبدالرحمن
بن حارث بن ہشام کے مقابلہ پر مقرر کر دیا۔

حضرت طلحہؓ نے فرمایا۔ الحمد للہ کہ اہل بصرہ جن سے ہم خون کے طالب ہین
ہمارے واسطے جمع ہوگئے۔ خدایا! انمین سے ایک کو بھی زندہ نہ رکھنا۔ اب لڑائی
نہایت تیزی سے شروع ہوگئی۔ حضرت طلحہؓ تین سو آدمیونکے ساتھہ حملہ آور
ہوے۔ حکیم میدان جنگ مین تیغ زنی کر رہے تھے ناگاہ ایک شخص نے ایک ہاتھہ
تلوار کا انکے پانون پر ایسا مارا کہ وہ کٹکر جدا ہوگیا اور حکیم سُرین کے بھل گر پڑے
پھر سنبھلکر اپنا کٹا ہوا پانون اوس شخص کے ایسا تاک کر مارا کہ وہ گر پڑا یہہ جست
کر کے اوسکے پاس پہونچے اور تلوار سے قتل کر دیا پھر بوجہ زخمی ہونے کے اوس
مردہ لاش سے تکیہ لگا کر بیٹھہ رہے۔ انکے ہمراہی انکو اوٹھا لیگئے۔ پھر بھی یہ ایک
ہی پانون پر کھڑے رہے چارون طرف تلوار چل رہی تھی اور یہہ کھڑے ہوے

طلحہؓ و زبیرؓ کو بُرا کہہ رہے تھے ناگاہ کسی نے پکار کر کہا۔ اب تم نے اپنے اعمال بد کا بدلہ پایا۔ جب مصیبت پڑی تو گھبراتے ہو یہہ وہی خدا کا عذاب ہے جیسا تم نے اپنے امام مظلوم کے ساتھہ کیا اور جماعت اسلام مین تفرقہ ڈالا۔ اب تم بھی مزہ چکھہ لو اس معرکہ مین بہت سے آدمی حکیم کی طرف کے کام آے۔ حکیم بن جبلہ بھی مارے گئے انکو یزید بن اشحم نے قتل کیا اور بعضے کہتے ہین کہ انکا قاتل ضخم نامی ایک شخص ہے۔ حکیم کی لاش انکے قاتل یزید بن اشحم اور حکیم کے بھائی کعب کی لاشون کے درمیان ملی۔ حکیم کا لڑکا اشرف اور دوسرا بھائی رعل بن جبلہ بھی مارا گیا۔ حکیم کے مارے جانے کے بعد عثمان بن حنیف کو بھی لوگون نے قتل کرنا چاہا مگر انہون نے کہا۔ میرا بھائی سہل مدینہ مین ہے۔ یاد رکھو اگر مجھکو قتل کروگے تو وہ میرا بدلہ تمسے لیگا۔ لوگون نے انکو چھوڑ دیا اور یہہ مدینہ کی طرف روانہ ہوے۔ ذریح مع اپنے ہمراہیون کے مارے گئے۔ پھر منادی نے ندا کی۔ جسکے پاس گروہ قاتلین جناب عثمانؓ مین سے کوئی شخص ہو وہ لاکر حاضر کرے چنانچہ یہہ لوگ لاے گئے اور سب قتل کر دیئے گئے صرف ایک حرقوص رہ گئے اہل مکہ نے قتل و قید کرتے ہوے انکا تعاقب کیا مگر انکی قوم بنی سعد نے روکا۔ حرقوص بھی منجملہ قاتلین حضرت عثمانؓ تھے انکے نہ دینے سے اہل مکہ غضبناک ہوے اور ایک مدت مقرر کر دی کہ اس عرصہ مین حرقوص کو حوالہ کر دین اسپر بنی سعد کو شاق گذرا اور حرقوص کو نہ دیا۔ عبد القیس بھی اس بات پر بگڑ گئے کہ بعد جنگ کے لوگ پکڑ پکڑ کر کیون قتل کئے گئے۔

بعد خاتمہ جنگ کے حضرت طلحہ و زبیرؓ نے لوگون کو بیت المال سے انعام تقسیم کیا

جو لوگ انکے خاص مطیع و فرمانبردار تھے اونکو کچھ زیادہ دیا۔ عبد القیس و ربکر بن وائل ناخوش ہوکر انکی جماعت سے نکل گئے۔ بیت المال پر قبضہ کرنا چاہا مگر اور لوگ مانع ہوے پھر بھی جو کچھ ہاتھہ آیا لیکر چلتے ہوے اور بصرہ سے نکلکر بانتظار تشریف آوری جناب علی مرتضیٰ رض راہ پر ڈیرہ ڈال دیا۔

حضرات طلحہ و زبیر رض نے اہل شام کو اس واقعہ سے مطلع کیا اور جناب عائشہ صدیقہ رض کی طرف سے اہل کوفہ۔ اہل یمامہ و اہل مدینہ کو بھی اس حال سے آگاہ کیا اور حضرت عثمان رض کے قاتلین سے بدلہ لینے کی ترغیب و راپنے ساتھہ شریک ہوکر اس کام کی پورا کرنیکی تاکید بلیغ کی۔ اسی مضمون کے خطوط بھی لکھکر روانہ کیے گئے۔ یہہ واقعہ اواخر ماہ ربیع الثانی ۳۶ھ مین جب پانچ راتین ماہ مذکور کی باقی تھین واقع ہوا۔

اسکے بعد اہل بصرہ نے حضرات طلحہ و زبیر رض کی بیعت کر لی۔ بعد انعقاد بیعت حضرت زبیر رض نے فرمایا۔ اگر ایک ہزار سوار میرے ساتھہ ہون تو مین آگے بڑھکر حضرت علی پر حملہ کرون۔ مگر کسی نے سماعت نہ کی۔ آپنے کہا۔ یہہ وہی فتنہ ہے جسکی خبر ہمکو پہلے سے دی گئی تھی۔ اسپر آپکے ایک غلام نے کہا۔ آپ اس ہنگامہ کو فتنہ سمجھتے ہین اور پھر دیدہ و دانستہ جنگ مین شریک ہین۔ جواب دیا۔ ہم خوب دیکھتے اور جانتے ہین ور اسپر کیا موقوف ہے ہمنے ہر کام ہونے والیکو معلوم کر لیا اور یہہ بھی جان لیا کہ ہمارا قدم اس کام مین فلان موضع پر ہوگا البتہ اس کام کا انجام معلوم نہین کہ کیا ہونا ہے۔

علقمہ بن وقاص لیثی کہتے ہین کہ جس زمانہ مین حضرت ام المومنین عائشہ رض۔ طلحہ رض۔ زبیر رض نے خروج کیا ہے مین حضرت طلحہ کو دیکھتا تھا کہ وہ اکثر تنہائی مین سرنگون عالم تفکر مین خاموش بیٹھے رہتے تھے اور خلوت اونکو بہت پسند تھی۔ مین نے پوچھا۔ ای ابو محمد

کیا وجہ ہے کہ آپ کو تنہائی پسند ہے اور اکثر سوچ مین رہتے ہین۔ اگر آپ کے نزدیک یہ جنگ و جدال مکروہ ہے تو آپ گہر بیٹہین۔ آپنے جواب دیا۔ اے علقمہ ہم سب ایک وقت مین اپنے دشمنونکے حق مین ایک قوی ہاتہہ تہے۔ اب (باہمی نزاع سے) دو پہاڑ مضبوط و سخت لوہے کے ہوگئے اور آپس مین ایک دوسرے کا خواہان ہوگیا۔ مجہسے جناب امیر المومنین عثمانؓ کے حق مین جو کچہہ (کمی و قصور نصرت و اعانت مین) واقع ہوا اب اوسکی تو یہی ہے کہ طلب قصاص خون حضرت عثمانؓ مین میرا خون بہی زمین پر گرے مین نے کہا۔ اگر آپکا یہہ قصد ہے تو اپنے بیٹے محمد کو گہر واپس کیجیے۔ آپ صاحب زمین و جائداد و اہل و عیال ہین خدانخواستہ اگر آپ جنگ مین کام آے تو یہہ آپ کی جگہہ قائم رہینگے۔ جواب دیا۔ تم اونکو روکو اور لڑائی سے پہیر کر مکان کو بہیجدو۔ مین محمد بن طلحہؓ کے پاس آیا اور کہا۔ تمہارا گہر رہنا مناسب ہے۔ مبادا تمہارے والد کو چشم زخم زمانہ پہونچے تو تم بجاے اونکے گہر بار کے محافظ و نگران رہوگے۔ محمد نے جواب دیا۔ مجہے یہہ کب پسند ہے کہ والد بزرگوار جان دینے جاوین اور مین بآرام گہر پر رہون۔ جب اونکا حال معلوم نہو تو آنے جانے والونسے پوچہتا پہرون کہ اہل قافلہ کیسے ہین۔

روانگی جناب علیؓ جانب بصرہ

ہم اوپر لکہہ آے ہین کہ جسوقت اہل مکہ کا قصد اہل مدینہ کو معلوم ہوا اور جناب علی مرتضیٰ بہی اہل مکہ کے ارادہ پر مطلع ہوے تو آپنے شام کا عزم فسخ کرکے انکی جانب توجہ فرمائی۔ اس کام کے واسطے اکابر و اشراف مدینہ کو جمع کرکے بعد حمد و ثنا کے فرمایا۔ اب لوگونکی حالت درست نہ ہوگی تاوقتیکہ اونسے وہی معاملہ سابق والا جس سے وہ

صلاح پذیر ہوے ہین نہ کیا جاوے یہ راہ راست پر نہ آوینگے لہذا سب صاحب خداوند تعالےٰ سے مدد چاہین وہ مددگار اور ہمارا معین وناصر ہے وہ سب کام درست کر دے گا
اہل مدینہ نے جب آپکا قصد جنگ کی جانب دیکھا ابتدا ًبمقابلہ حضرات ام المومنین صدیقہ۔ طلحہؓ۔ زبیرؓ خروج کرنا شاق گذرا۔ زیاد بن حنظلہ تمیمی یا خطلہ لوگونکو سست دیکھکر اوٹھہ کھڑے ہوے سب کے سامنے اپنی مستعدی ظاہر کی اور جناب علیؓ سے کہا اور لوگونکو خروج کرنا گوارا ہے تو کیا مضائقہ وہ نہ جاوین مین آپ کے ہمراہ رکاب ہون اور جان دینے کو حاضر۔ انکے اوٹھتے ہی دو اصحاب جلیل القدر جو انصار مین ذی عزت وعالی مرتبہ تھے ابو الہیثم بن تیہان بدری خزیمہؓ بن ثابت آپ کی رفاقت پر مستعد ہو گئے بعض روایات مین ابو قتادہ انصاریؓ بھی ہین۔

امام شعبی کا بیان ہے کہ اس فتنہ مین بجز چہ اصحاب اہل بدر کے ساتوان بدری شریک نہین ہوا سعید بن زید کا قول ہے کہ کوئی عمل خیر ایسا نہین جسکو چار صحابہ آنحضرتؐ ملکر کرین اور اوس مین جناب علیؓ ایک نہ ہون۔

مروی ہے کہ حضرت ابو قتادہ انصاریؓ نے کہا۔ اے امیر المومنین۔ آنحضرت صلعم نے یہہ تلوار اپنے مبارک ہاتھہ سے میرے گلے مین ڈالی تھی مین نے اسکو عرصہ تک نیام مین رکھا ہے اب اسکے نکلنے کا وقت آگیا اور آپکے مخالفین پر چلنا چاہتی ہے مین چاہتا ہون کہ آپ مجھکو سب سے پہلے اوس طرف روانہ کرین چنانچہ آپنے اونکو پہلے ہی سے بھیجدیا۔

ام المومنین جناب ام سلمہؓ نے بھی فرمایا۔ امیر المومنین میرے چلنے مین خدا کی نافرمانی کا خوف ہے اور شاید آپ کو بھی میرے ہمراہ چلنے سے انکار ہوگا ورنہ مین آپ کے ساتھہ

ضرور چلتی یہہ میرا چچیرا بہائی جو مجھکو اپنی جان سے زیادہ عزیز ہے آپ کے ہمراہ رکاب جاویگا
اور معرکون مین لڑیگا چنانچہ یہہ صاحب جناب علیؓ کے ہمراہ ہوے اور اس جنگ مین ساتہہ
رہے بعد اسکے آپنے اونکو بحرین کا عامل مقرر کردیا پھر اونکو معزول کرکے بجاے اون کے
نعمان بن عجلان دورقی (زرقی) کو مامور فرمایا۔

جناب علی مرتضیٰؓ نے قبل روانگی خود مدینہ پر حضرت تمام ابن عباسؓ اور بروایت
بعض سہیل بن حنیفؓ کو اور مکہ پر قثم بن عباسؓ کو مامور فرمایا اور اخیر ماہ ربیع الثانی ۳۶ھ
مین اوس لشکر کے ساتہہ جسکو شام کے واسطے مرتب کیا تہا بصرہ کی طرف روانہ ہوی
کوفیون اور بصریون کے نوسو آدمی اور اہل مدینہ بہی بخوشی خاطر ہمراہ رکاب ظفر انتساب
آپکے لشکر مین تہے۔ آپکا قصد تہا کہ اہل مکہ کو حتی الامکان اونکے ارادہ سے روکین اور
جدال وقتال سے باز رکہین۔ مدینہ منورہ سے نکلکر کچھہ دور پر حضرت عبداللہ بن سلام
آپکو مل گئے اور آپکے گھوڑے کی باگ پکڑکر کہا۔ امیرالمومنین۔ مدینہ سے نکلکر باہر نہ جاوین
واللہ اگر آپ چلے جائینگے تو مسلمانونکا امیر یہان پھر لوٹ کر نہ آویگا۔ لوگ عبداللہ بن
سلام کی طرف گالیان دیتے ہوے جھپٹ پڑے لیکن آپنے فرمایا۔ ہین۔ ہین۔ جانے دو
یہہ جناب رسول خدا کے صحابی اور اچہے آدمی ہین۔ الغرض اس مقام سے آگے بڑہے۔
ربذہ پہونچے تو یہہ خبر آئی کہ طلحہ و زبیر تو بصرہ مین داخل ہوگئے۔ آپنے اس مقام پر قیام
کیا اور جو کچھہ احکام جاری کرنا تہے صادر فرماے۔

اس اثنا مین جناب امام حسنؓ آگئے اور مدینہ سے بصرہ کی طرف خروج کرنے اور آپکا
کہنا نہ ماننے پر اس طرح نصیحت کی۔ اے پدر بزرگوار مین نے بارہا آپ سے عرض کیا مگر
آپنے کبہی میرے معروضہ پر توجہ نہ فرمائی۔ خدانخواستہ نصیب اعدا آپکی جان کو صدمہ

پہونچے تو اوسوقت کوئی یار و مددگار نہ ہوگا۔ امیر المومنین نے فرمایا کہ بیٹا۔ تمہاری عادت ہے کہ ذراسی بات مین گھبراجاتے ہو اور عورتونکی طرح رونے لگتے ہو۔ تم نے کون سی بات مجھسے کہی جو مین نے اوسکو نہ مانا۔ جناب امام نے عرض کیا۔ مین نے حضرت عثمان کی محاصرہ کے دن آپ سے عرض کیا تھا کہ آپ اسوقت مدینہ سے باہر چلے جاوین آپ کی موجودگی مین انکا قتل ہونا خوب نہین پھر جس دن وہ شہید ہوگئے مین نے آپ کی خدمت مین درخواست کی تھی کہ ان لوگونکی بیعت قبول نہ فرمایئے تا وقتیکہ اطراف و ممالک اسلامیہ و عرب کے قاصد آپ کے پاس حاضر نہ ہون آپ بیعت سے انکار رکھین۔ لیکن آپ نے میری التماس قبول نہ فرمائی بعد اسکے جب ام المومنین عائشہؓ اور طلحہؓ و زبیرؓ نے خروج کیا تو مین نے یہ التجا کی کہ باواجان۔ آپ گھر بیٹھے رہین یہانتک کہ انکی شورش دفع ہو کر ملک مین امن ہوجانے کیونکہ جو فساد ہونے والا ہے آپ کے ہاتھ پر نہو اور آپ ہر طرح اس الزام سے الگ رہین مگر افسوس آپ نے اسپر بھی کچھ خیال نہ فرمایا۔

جناب علیؓ نے فرمایا۔ نور چشم۔ محاصرہ و شہادت کے وقت جو تمنے مدینہ سے نکل جانیکی مجھکو رائے دی تھی بیشک تمہاری وہ رائے صائب تھی اور میرے حق مین یہی مناسب تھا لیکن مین بے بس تھا۔ لوگون نے مجھکو بھی تو گھیر لیا تھا جیسا عثمانؓ کو۔ مین جاتا تو کہان اور کس طرح۔ بیعت کے بارہ مین جو تمنے منع کیا تھا اوسکی یہہ وجہ ہوئی کہ مین نے خیال کیا اگر بیعت نہین لیتا ہون تو یہہ کام مسلمانونکا ضائع ہوا جاتا ہے اور ارباب حل و عقد چونکہ اہل مدینہ ہین جب وہ میری بیعت پر راضی ہوگئے تو پھر مجھکو تاخیر کی کوئی وجہ نہ تھی۔ بعد وفات جناب سرور کائنات کے سب لوگون نے ابوبکر صدیقؓ کی بیعت کی مین نے بھی کرلی پھر جب جناب صدیق برحمت الٰہی سے واصل ہوئے حضرت عمرؓ کے ہاتھ پر

بیعت ہوئی اور مین نے بہی قبول کی بعد ازان جناب عمرؓ بہی رحمت ایزدی سے جا ملے
مین بہی ارباب شوریٰ مین تہا لوگون نے حضرت عثمان کی بیعت پسند کی مین بہی اونمین تہا
اور بلا تامل بیعت کر لی پہر بلوائیون نے حضرت ذی النورینؓ کو بلوہ کر کے شہید کر ڈالا
اور اہل مدینہ نے بخوشی خاطر بلا اکراہ و اجبار میرے ہاتہہ پر بیعت کی پہر مجہکو کیا عذر تہا
اب مین اوس شخص سے ضرور لڑونگا جو میری مخالفت کریگا اور اپنے ساتہہ مطیع و فرمانبردار
لوگونکو لیجاؤنگا اور مخالفین کی سرکوبی قرار واقعی کرونگا یہانتک کہ اللہ تعالیٰ کوئی حکم
صادر کرے اور وہ سب حاکمون مین بہتر حکم کرنے والا ہے۔ اپنے اس قول کا کہ مین طلحہ
و زبیرؓ کی نسبت سکوت کر کے گہر بیٹہہ رہون اور اونپر خروج نہ کرون یہی جواب سن لو کہ اگر
مین تمہارے کہنے پر عمل کرون تو کس طرح کام چلے۔ کیا تم چاہتے ہو کہ مین مثل اوس کفتار
کے ہو جاؤن جسکو لوگ ہر چہار طرف سے بہٹ مین گہیر لین اور یہہ کہا جاوے کہ کفتار
یہان نہین ہے مگر جب لوگ اوسکو زخمی کر دین تو وہ جان بچا کر نکل بہاگے۔ کیا مین بہی
خاموش رہکر اپنی حالت اس ذلت و خواری کو پہونچا دون اور جو کام میری ذات سے
متعلق ہین اگر مین اونمین نہ پڑون اور اپنے فرائض منصبی کو نہ انجام دون تو کون شخص
وہ کام کریگا۔ صاحبزادہ۔ تم اس خیال سے درگذرو اور مجہکو میرے حال پر چہوڑ دو۔
حضرت امام حسنؓ یہہ جواب پا کر خاموش ہو رہے۔ پہر جناب علی مرتضیٰؓ نے ربذہ سے محمد بن
ابی بکرؓ اور محمد بن جعفرؓ کو کوفہ کی طرف روانہ فرمایا اور اونکو حکم دیا کہ لوگونکو لڑائی کے
واسطے جمع کر کے ادہر روانہ کرین اور اہل کوفہ کے نام یہہ خط لکہا۔ مین تمکو دیگر اہل بلاد پر
ترجیح دیتا ہون اور تم کو پسند کرتا ہون جب کسی حادثہ مین مجہکو ضرورت ہوئی تم لوگونسے
اعانت چاہی۔ اب اسوقت میرا ساتہہ دو اور خدا کے دین کے مددگار ہو کر جلد ہمارے

پاس چلے آؤ۔ ہماری نیت اصلاح امت ہے۔ فتنہ و فساد و نزاع باہمی دفع کرکے سب مسلمان
جیسے سابق مین ایک دوسرے کے بھائی تھے اب بھی ویسے ہی ہوجاوین۔

یہہ دونون صاحب کوفہ کو سدہارے اور جناب علی مرتضیٰؓ ربذہ مین مقیم رہے۔
مدینہ منورہ سے دیگر سامان حرب ہتھیار و جانور وغیرہ جو کچھہ درکار تھا منگوالیا۔ پھر
آپنے کھڑے ہوکر یہہ خطبہ پڑہا۔ اللہ تبارک وتعالیٰ نے دین اسلام سے ہمکو عزت دی
اور ہمارا مرتبہ بلند کیا اسی کی برکت سے ہمکو باہم بھائی بھائی بنادیا۔ اسی کی بدولت ذلت و
قلت کے بعد ہمکو عزت و کثرت عطا فرمائی۔ ہم سے باہمی بغض۔ حسد۔ کینہ۔ دور کردیا۔
جبتک خدا نے چاہا اوسکے بندے اسی راہ پر چلتے رہے۔ اسلام اونکا دین حق اونکے
اندر اور کتاب اللہ اونکی رہبر و امام۔ یہہ حالت ہماری اوسوقت تک رہی کہ مفسدون
نے باغواے شیطان جناب عثمانؓ کو شہید کرڈالا۔ خبردار ہوجاؤ۔ اب وہ وقت
آگیا ہے کہ امت محمدیہ مین اختلاف واقع ہوا ورمثل پہلی اُمتون کے اسکے بھی متعدد
فرقے ہوجاوین ہم خدا سے ایسے برے آنیوالے وقت سے پناہ مانگتے ہین اور ایسا
زمانہ ضرور ہونے والا ہے۔ آگاہ رہو۔ یہہ امت تہتر فرقے ہوجاویگی۔ ان سب
فرقونمین بدتر فرقہ وہ ہوگا جو میری طرف اپنے کو نسبت کرینگے مگر اونکے اعمال میرے
اعمال کے خلاف ہونگے مین نے ایسے لوگونکو پایا ہے اور خود دیکھا ہے۔ تم لوگ اپنے
دین کو لازم پکڑو اور میری راہ پر چلو کیونکہ یہی راہ تمہارے نبی کی ہے اور اپنے رسول
کی سنت کے متبع رہو اور جو امر مشکل یا مشتبہ پیش آے اوس سے اعراض کرو اور ایسے
امر کو قرآن شریف پر پیش کرو اوسمین اسکا حکم دیکھو۔ پس جسکو قرآن بتلادے اوسپر عمل
کرو اور جسکا وہ انکار کرے اوسکو چھوڑدو اور اپنے اللہ کو مالک و پروردگار مانو اور

اسلام کو اپنا دین جانو۔ محمد صلعم کو اپنا نبی و رسول اور قرآن شریف کو امام اور حکم کرنے والا بناؤ۔ جب آپ یہہ خطبہ ختم کر چکے اور ربذہ سے آگے روانگی کا ارادہ فرمایا تو آپکی لشکر کو آپکا قصد معلوم ہو گیا۔ ابن رفاعہ بن رافع نے کہا۔ اے امیر المومنین۔ آپکا کیا ارادہ ہے اور ہمکو کہان لے جائیگا۔ فرمایا۔ ہمارا قصد اور نیت تو اصلاح ہی بشرطیکہ وہ کہنا مان گئے اور ہمارا حکم قبول کیا۔ ابن رفاعہ بولے۔ اگر وہ ہمارے کہنے مین نہ آے تو کیا کیجئے گا۔ فرمایا۔ ہم اونکے عذر پر اونکو چھوڑ دینگے۔ اونکا حق اونکو ادا کر دینگے اور صبر کرینگے۔ پھر پوچھا گیا۔ اگر اسپر بھی وہ راضی نہ ہوے تو کیا علاج۔ فرمایا جبتک وہ ہمکو چھوڑے رہین گے ہم بھی اونسے متعرض نہونگے۔ سوال کیا گیا۔ اگر وہ ہمارا پیچھا نہ چھوڑین تو پھر کیا کرنا چاہیئے۔ فرمایا۔ اس صورت مین ہم اپنے کو اونسے بچاوینگے۔ عرض کیا گیا۔ بہت خوب۔ آپکا فرمانا منظور ہے۔ پھر حجاج بن غزیہ انصاری نے کھڑے ہو کر کہا۔ اے امیر المومنین۔ ہم آپ کو اپنے کام سے خوش کرینگے جسطرح قول سے راضی رکھا ہے۔ واللہ۔ ہم اللہ کی نصرت کرینگے جس طرح اوسنے ہمارا نام انصار رکھا ہے۔

ابھی آپ ربذہ ہی مین تھے کہ طے کی ایک جماعت آپکی طرف آتی ہوئی نظر آئی۔ کسی نے کہا انمین سے بعض لوگ اس غرض سے آے ہین کہ آپکی ہمراہی مین جنگ پر جاوین اور بعضے محض سلام کرنے۔ فرمایا۔ خدا دونونکو جزاے خیر عطا فرماوے۔ بیٹھہ رہنے والونپر مجاہدین کو فضیلت ضرور ہے۔ جب وہ لوگ آپکی خدمت مین حاضر ہوے آپنے فرمایا۔ تم کس کام پر ہمارے ساتھہ ہوگے۔ جواب دیا گیا۔ جو کام آپ چاہین ہم جان و دل سے اوسکے لئے حاضر ہین۔ ارشاد ہوا۔ خدا تمکو جزاے خیر دے۔ تم

لوگون نے بہنسی خوشی اسلام قبول کیا۔ مرتدون سے جہاد کیا۔ اپنے مال وصدقات مسلمانونکو دیئے۔ اوس جماعت مین سے سعید بن عبید طائی بولے۔ امیر المومنین بعضے ایسے ہین کہ اپنے دلی حالات زبان سے ظاہر کرسکتے ہین مگر خدا کی قسم میرے پاس ایسی زبان نہین کہ اپنے دلی خیالات آپکے حضور بیان کرسکون تاہم کوشش کرتا ہون اور اللہ سے توفیق چاہتا ہون کہ کچہہ عرض کرون مین ظاہر وباطن آپ کی خیر خواہی کرونگا ہر معرکہ مین جان نثاری کو حاضر ہون جسقدر آپکا حق اپنے ذمہ واجب جانتا ہون آپکے ہم عصر کسی دوسرے کا حق اسقدر نہین مانتا کیونکہ آپکو فضیلت اور آنحضرت صلعم سے شرف قرابت حاصل ہے۔ آپنے فرمایا۔ شاباش جزاک اللہ۔ رحمک اللہ جو تمہارے دل مین تہا خوب ظاہر کردیا۔ سعید بن عبید جنگ جمل مین آپکے ساتہہ تہے بعدہ ہر جگہہ رفیق رہے بالآخر جنگ صفین مین شہید ہوے۔

اب جناب علیؓ مع لشکر کے ربذہ سے روانہ ہوے۔ مقدمۃ الجیش پر ابولیلی بن عمر والجراح تہے۔ عَلَم لشکر محمد بن الحنفیہؓ کے پاس تہا اور آپ ایک سرخ اونٹ پر سوار تہے ایک کمیت گہوڑا آپ کی سواری کا کوتل ہمراہ تہا۔ فید مین پہونچکر قیام کیا۔ اس مقام پر قبیلہ اسد اور بنی طے کی دوسری جماعت آپکے پاس حاضر ہوئی اور ہمراہ رکاب چلنے کی درخواست کی۔ آپنے فرمایا۔ تم اپنے اقرار پر ثابت قدم رہو۔ فی الحال مہاجرین میرے ساتہہ کافی ہین۔

اسی منزل پر ایک شخص کوفہ کا ملا۔ آپنے نام پوچہا۔ کہا۔ عامر بن مطر شیبانی۔ فرمایا۔ اہل کوفہ کی خبر سناؤ۔ اوسنے کچہہ حال بیان کیا۔ استفسار کیا۔ ابوموسیٰ کا کیا قصد ہے۔ کہا۔ اگر آپ صلح کرینگے تو ابوموسیٰ آپکے ساتہہ ہین اور جو لڑائی کا قصد ہو

تو وہ اسکے ساتھی نہین۔ آپنے فرمایا۔ بخدا ے لا یزال مین بجز صلح کے اور کچھ نہین چاہتا ہان اگر نہ مانینگے تو مجبوری ہے۔

پھر فید سے چلکر ثعلبیہ مین قیام ہوا یہان عثمان بن حنیفؓ پر جو کچھ گذرا تھا معلوم ہوا۔ آپنے اپنے ہمراہیونسے یہ حال بیان کیا اور فرمایا۔ خداوندا! جس بلا مین طلحہ و زبیرؓ مبتلا ہوے ہین مجھکو اوس سے معاف رکھنا۔

جب اساد مین پہونچے تو حکیم بن جبلہ اور قاتلین جناب عثمانؓ کی سرگذشت سُنی اور فرمایا۔ اللہ اکبر۔ کیا اگر طلحہ و زبیرؓ نے بدلہ لے لیا تو اب مجھکو اس جھگڑے سے نجات ہوجاویگی۔

یہان سے آگے بڑہے تو ذی قار پہونچے۔ اس مقام مین عثمان بن حنیفؓ آکر ایسی ملے اسکے منہ پر ایک بال بھی نہ تھا اور بعضے کہتے ہین یہ ربذہ مین ملے تھے۔ عثمان بن حنیفؓ نے اپنا چہرہ دکھلا کر کہا۔ امیر المومنین نے مجھکو مونچھون۔ ڈاڑھی والا بصرہ پر عامل کرکے بھیجا تھا اب مین حضور مین امرد بنکر آیا ہون۔ آپنے فرمایا۔ تمکو اسکا اجر اور نیکی ملیگی۔ لوگون نے اس سے قبل دو صاحبونکو خلیفہ کیا اون صاحبون نے کتاب و سنت کے ساتھ عمل کیا پھر تیسرے کو خلیفہ بنایا اور جو کچھ اونکے حق مین کیا ظاہر ہے اونکے بعد سب نے میری بیعت کی اور طلحہ و زبیرؓ نے بھی بیعت کی۔ اب میری بیعت فسخ کرکے بدعہدی کرتے اور مجھپر لوگونکو اوبھارتے ہین تعجب ہے کہ ان دونون نے حضرت ابوبکرؓ۔ عمرؓ۔ عثمانؓ۔ کی اطاعت کی اور میری مخالفت کرتے ہین اور بخدا یہ بھی جانتے ہین کہ مین اون بزرگونسے جدا نہین۔ خداوندا! تو منصف عادل حاکم ہے طلحہ و زبیرؓ نے جس کام کو باندہا ہے وہ کھول دے اور جو قصد کرتے ہین اوسمین کامیاب نہون اپنے

اعمال بد کا نتیجہ بد دیکھہ لین - آپ ذی قار مین بانتظار واپسی محمد بن ابی بکرؓ و محمد بن جعفرؓ مقیم رہے - یہان قوم ربیعہ کی خبر آئی اور عبد القیس کا حضرت طلحہ و زبیرؓ سے مقابلہ کرنا معلوم ہوا - آپنے دونون کی تعریف کی - اسی جگہہ بکر بن وائل آپسے ملے اور اپنی خواہش شرکت ظاہر کی - آپنے انسے بہی وہی فرمایا جو طے او راسد کو ارشاد کیا تہا

محمد بن ابی بکرؓ و محمد بن جعفرؓ کوفہ پہونچکر حضرت ابو موسیٰ اشعری سے ملے اور جناب علی کا خط پیش کیا - لوگونکو آپ کی متابعت و شرکت جنگ کی ترغیب دی مگر کوئی شخص انکے کہنے مین نہ آیا - اوس دن شام تک دونون اسی کام مین مصروف رہے لیکن ایک متنفس نے بہی مستعدی ظاہر نہ کی - بالآخر ابو موسیٰؓ کے پاس واپس آے - اونکے دربار مین اور لوگ بہی صاحبان عقل و تمیز تہے - درباب خروج ابو موسیٰؓ سے مشورہ کیا - انہون نے جواب دیا - آج کیا راے طلب کرتے ہو اسکا موقع اور وقت تو کل گذر گیا جسوقت جناب عثمانؓ پر یورش کی تہی اور اوسیکا نتیجہ آج یہ پیش آیا - اب کیا پوچہتے ہو - ایسے وقت مین لڑائی کے واسطے خروج کرنا دنیا کی راہ ہے اور خاموش بیٹہہ رہنا آخرت کی - اہل کوفہ یہہ سنکر بیٹہہ رہے - دونون محمد اسپر ناخوش ہوے اور ابو موسیٰ سے نہایت غصہ اور تشدد کے ساتہہ پیش آے - ابو موسیٰؓ نے کہا - واللہ عثمانؓ کی بیعت میری اور جناب علی کی گردنون مین ہے اگر لڑائی امر ضروری ہے تو قاتلین عثمانؓ سے ہے وہ جہان کہین ہون لڑنا چاہیے ہم جبتک قاتلین عثمانؓ کو قتل نہ کرلینگے دوسرونسے ہرگز نہ لڑینگے - دونون محمد یہہ خبر لیکر ذی قار واپس آے اور جناب علیؓ کو کوفہ کے حالات سے مطلع کیا - آپنے اشترسے مخاطب ہوکر فرمایا - تم مستعد آدمی او رہر کام مین داخل ہونے والے ہو لہذا

ابن عباسؓ کو لیکر ابوموسیٰؓ کے پاس جاؤ اور بگڑی بات بناؤ چنانچہ حضرت ابن عباسؓ اور اشتر نخعی کوفہ روانہ ہوے اور ابوموسیٰؓ سے ملے۔ اونسے فوجی امداد طلب کی ابوموسیٰ اشعریؓ نے اہل کوفہ کو جمع کرکے ارشاد کیا۔ ایہا الناس۔ صحابہ جناب رسول اللہ وہی اصحاب ہین جو حضور کی صحبت سے مشرف ہوے ہین ان حضرات کو بخوبی جانتا اور انکو انکے غیر سے امتیاز کرتا ہون۔ البتہ تمہارا حق بھی ہمپر ہے اور مین تمہاری خیرخواہی کی بات کہتا ہون۔ راے مناسب تو یہہ ہے کہ خدا کی حکومت کو ذلیل نہ کرو اور اللہ پر جرأت نہ کربیٹھو۔ اہل مدینہ سے الگ ہوکر جو تمہارے پاس آے ہین تم اونکو مدینہ ہی کی طرف لوٹادو تاکہ سب آپس مین ایک بات پر متفق ہوجاوین۔ اہل مدینہ ہی خوب جانتے ہین کہ کس کو استحقاق خلافت ہے اور کون حقدار امارت ہے۔ یہہ وقت پر آشوب و زمانہ فتنہ و فساد ہے ایسی حالت مین توسوتا آدمی جاگتے سے بہتر ہے اور جاگتا اگر بستر پر خاموش پڑا ہوا بیٹھنے والے سے اچھا اور بیٹھا کھڑے سے۔ کھڑا سوار سے۔ سوار دوڑ دھوپ کرنے والے سے بہتر ہے۔ لہذا تم ایسے وقت مین اپنی جگہہ سے نہ ٹلو اور اپنی تلوارین نیام مین کرلو۔ نیزونسے بھال نکال ڈالو۔ کمان کا رودہ توڑدو۔ مظلوم بے بس کو پناہ دو یہانتک کہ یہہ فتنہ دفع ہوجاے اور اتفاق کی صورت پیدا ہوکر اہل اسلام کا کام اصلاح پذیر ہو۔ ابوموسیٰ کا یہی جواب ان دونون کو بھی تھا۔ حضرت ابن عباسؓ اشتر کے ساتھہ جناب علی کی خدمت مین واپس آے اور سارا ماجرا بیان کیا۔ آپنے امام حسنؓ و عمار کو روانہ فرمایا۔ یہہ دونون کوفہ پہونچکر مسجد مین داخل ہوے۔ اہل کوفہ کو خبر ہوئی سب سے اول مسروق بن اجدع مسجد مین آے اور دونون صاحبونکو

سلام کیا پھر حضرت ابو موسیٰ آئے اور امام حسنؓ سے معانقہ کیا اور حضرت عمار بن یاسرؓ سے مخاطب ہو کر کہا۔ اے ابو یقظان۔ تم نے امیر المومنین کی مخالفت کی۔ اور انکے مخالفین کے ساتھ ہوے۔ اپنی ہمراہی گروہ فجار کے ساتھ جائز رکھی حضرت عمار نے جواب دیا۔ آپ کا خیال غلط ہے نہ مین نے ایسا کیا نہ مجھکو اونسے کوئی ملال تھا۔ امام حسنؓ نے قطع کلام کر کے ابو موسیٰؓ سے فرمایا۔ آپنے لوگونکو ہماری اعانت و مدد کرنے سے کیون باز رکھا۔ قسم خدا کی ہماری نیت بجز اصلاح امت و رفع فساد اور کچھ نہین۔ پھر امیر المومنین جناب علیؓ سا بزرگ شخص جنکو اصلاح امت مین کسیکا ڈر نہین۔ حضرت ابو موسیٰ نے جواب دیا۔ میرے مان باپ آپ پر قربان۔ آپ سچ فرماتے ہین۔ لیکن مین نے آنحضرتؐ سے حدیث سنی ہے پھر وہی حدیث فتنہ جو اوپر گذری بیان کر کے کہا۔ خداوند تعالیٰ نے مسلمانونکو ایک دوسرے کا بھائی بنا دیا ہے اور اونکا خون و مال ایک دوسرے پر حرام فرمایا ہے۔ اس بات سے حضرت عمارؓ کے آگ لگ گئی۔ غصہ مین شعلہ بھبھوکا ہو کر حضرت ابو موسیٰؓ کو گالی دے بیٹھے اور کھڑے ہو کر کہا۔ اے لوگو۔ آنحضرت صلعم نے فقط انہین سے فرمایا ہے کہ تم کو ایسے وقت گھر مین بیٹھنا بہتر ہے (یہی تو عالم ہین اور سب جاہل) انکی اس تیزی پر کسی شخص نے انکو گالی دی اور کہا کل کے دن تو تم بلوائیون کے ساتھ تھے اور آج ہمارے امیر سے جہالت کر رہے ہو آخر کوفی حضرت عمارؓ پر ٹوٹ پڑے لیکن حضرت ابو موسیٰؓ نے بچا لیا۔ اس اثنا مین زید بن صوحان اپنی جماعت کے ساتھ مسجد مین داخل ہوے۔ انکے ہاتھ مین دو خط تھے جو امیر المومنینؓ نے انکو اور اہل کوفہ کو جدا جدا لکھے تھے۔ زید کے نام جو خط تھا اوسکا یہ مضمون تھا۔ تم اپنے گھر بیٹھے رہو یا میری مدد کرو۔ اہل کوفہ کے نام بھی یہی الفاظ تھے۔ زید بن صوحان مسجد کے دروازہ پر

ٹہیر گئے اور لوگون سے دونون خطا سنا کر کہا۔ ام المومنین کے واسطے خدا کا حکم تو یہہ ہے کہ گہرین سکونت پذیر ہون اور ہمکو یہہ حکم ہے کہ جہاد کرکے فتنہ رفع کرین مگر ام المومنین اسکے برخلاف خود لڑائی کو نکلین اور ہمکو گہر بیٹہہ رہنے کا حکم دیا ہے۔ زید کی یہہ کلمہ درازی دیکہکر شبیث بن ربعی بول اوٹہے۔ اے عمانی۔ تو نے جلولا مین چوری کی اوسپر ہاتہہ کاٹا گیا پہر اپنی حرکات ناسزا سے باز نہین آتا اور اب ام المومنین رض سے نافرمان ہوکر لوگونکو اونسے پہیر رہا ہے۔ ابو موسیٰ رض نے جب دیکہا کہ باتون بات مفت کی لڑائی ہوئی جاتی ہے تو اوٹہہ کہڑے ہوے اور اس طرح فرمایا۔ ایہا الناس میری بات سنو میری اطاعت کرو۔ عرب کے ٹیلون مین سے ایک ٹیلہ بن جاؤ کہ مظلوم۔ درد رسیدہ۔ بہاگا ہوا تمہارے پاس جگہہ پاوے اور ڈرنے والا تمہاری پناہ مین آکر بے خوف ہو جاوے۔ فتنہ جب گہیر لیتا ہے اوسوقت حق و باطل مین تمیز نہین رہتی اور جب دفع ہوجاتا ہے پہر آنکہین کہلتی ہین۔ بیشک یہہ فتنہ مثل مرض عام کے اوٹہہ کہڑا ہوا ہے جسکو جو پائی ہوا چارون طرف لئے پہرتی ہے۔ اسکے صدمہ سے مرد حلیم و مستقل مزاج حیران و مضطر ہو جاتا ہے۔ ایسے وقت لازم ہے کہ اپنی تلوارین نیام مین کرلو اور آلات حرب توڑ پہوڑ کر خانہ نشینی اختیار کرو۔ قریش اگر خروج سے باز نہین رہتے تو اونکو چہوڑ دو۔ وہ اہل علم کا فراق گوارا کرکے دار ہجرت چہوڑ کر اُمرا و روسا کا ساتہہ دین تو تم اونسے علیحدہ رہو۔ میری خیر خواہی قبول کرو اور مجہسے بدعہدی نہ کرو۔ میرے مطیع بنے رہوگے تو تمہارا دین تمہاری دنیا محفوظ رہیگی اور جو اس فتنہ کی آگ کے قریب گیا وہ بدبخت ہوا۔ زید بن صوحان نے اپنا ٹنڈا ہاتہہ ہلا کر عبداللہ بن قیس سے کہا۔ دریاے فرات جسوقت سیلاب و طغیانی پر ہو اوسکو روک سکتے ہو

اور جسطرف سے آیا ہے اوسی طرف پہیر دینے کی تمکو قدرت ہے - اگر تم اس پر قادر ہو تو بیشک
یہہ ہنگامہ جو اسوقت طوفان عظیم کا حکم رکھتا ہے تمہارے دفع کرنے سے رک جاویگا
مگر تمہارے امکان سے باہر ہے پس ایسی صورت مین جو امر اپنے اختیار مین نہین اوسکو
چھوڑ کر امیر المومنین کی طرف اونکی مدد کو چلو اور سید المسلمین جناب علی کی خدمت مین
حاضر ہوکر دولت سعادت حاصل کرو - پہر قعقاع بن عمرو کھڑے ہوے اور اس طرح
گفتگو کی - مین تمہارا خیرخواہ مشفق ناصح ہون مین تمہاری ہدایت چاہنے والا ہون مین
تم سے ایک بات کہتا ہون جو حق ہے اور تمہاری رہبر طریق - جو کچھہ تمہارے امیر ابوموسی
نے فرمایا وہ حق ہے مگر اسوقت اسکی تعمیل ٹھیک نہین اور نہ اب اسکا موقع رہا - زید نے
جو بات کہی وہ قابل سماعت نہین وہ تو خلافت کا دشمن ہے - اوس سے خیرخواہی
کی امید نہ رکھو - حق بات اور مناسب وقت یہہ ہے کہ بدون امارت و خلافت کے چارہ
کار نہین ہے اسکے انتظام امور عوام و دادخواہی مظلوم و دفع ظالم ممکن نہین اور تمہارے
امیر المومنین جناب علی رض خلیفہ ہو ہی چکے ہین اور جو کچھہ اونکا دعوی ہے اور جس کام پر تمکو
بلا رہے ہین یہہ اونکا عین انصاف ہے تمکو جو بلایا ہے تو محض اصلاح امت کے واسطے -
پس مناسب ہے کہ بلا عذر و تامل چل کھڑے ہو تاکہ اس امر مین جو معاملات ہون اونکو
تم لوگ بہی دیکھو سنو تم بہی حق تک پہونچ جاؤگے - عبد الخیر خیوانی نے کہا - اے ابو
موسی رض کیا حضرت طلحہ و زبیر رض نے جناب علی کی بیعت نہین کی - ابوموسی رض نے کہا - ہان
کی - پوچھا گیا - کیا حضرت علی رض سے کوئی خطا صادر ہوئی جس سے وہ اسکے مستحق ہوے کہ
اونکی بیعت فسخ کردی جاوے - جواب ملا - یہہ ہمکو نہین معلوم - عبد الخیر نے کہا - ہم آپ کو
چھوڑے دیتے ہین تاکہ آپ خود بخود جان لینگے - آپکو یہہ خبر نہین کہ کوئی شخص بہی انس

فتنہ سے باہر ہو کیونکہ اسوقت سب مسلمان چار گروہ ہو گئے ہین۔ حضرت علیؓ کوفہ مین حضرت طلحہؓ و زبیرؓ بصرہ مین۔ حضرت معاویہؓ شام مین۔ چوتھا فرقہ اہل حجاز۔ مگر یہہ کسی کام کے نہین انکی مدد سے کسی دشمن کو دفع نہین کر سکتے۔ حضرت ابو موسیٰ بولے۔ یہی تو سب مین بہتر ہین سب سے علیحدہ اور باقی سب فتنہ ہین۔ عبدالخیر نے کہا۔ اے ابو موسیٰؓ۔ اب آپ پر بدعہدی و خیانت غالب آگئی پھر سیحان بن صوحان کھڑے ہوے اور کہا۔ ایہا الناس۔ امر خلافت کا منتظم اور تمہارا سب کا سردار ایک شخص ضرور ہونا چاہیئے۔ بغیر اسکے ظالم کو دفع کرنا اور مظلوم کی فریاد رسی کرنا اور سب مین باہمی اتفاق پیدا ہونا ممکن نہین۔ حاصل یہہ کہ بغیر کسیکو امام بنائے چارہ نہین جبکہ تمہارے والی و سردار امیر المومنین جناب علیؓ ہیں جو امت کے حق مین مامون ہین۔ معاملات دینی مین فقیہ ہین۔ تمکو اس کام کے لئے بلا رہے ہین کہ جو کچھ اونکے اور حضرت طلحہؓ و زبیرؓ کے درمیان باہمی نزاع ہے اوسکو خوب دیکھو۔ غور کر کے سمجھو اور آپس مین صفائی کرا دو تو اس صورت مین صاحبو مین تو تیار ہون جسکو چلنا ہو چلے مین اوسکے ساتھہ ہون بعدہ حضرت عمار بن یاسرؓ نے یہہ تقریر کی۔ صاحبو۔ ابن عم جناب رسول خدا تم سب کو ام المومنین عائشہؓ اور طلحہ و زبیرؓ کا نزاع رفع کرنے کو بلا رہے ہین اور حق بات کی جانب پکار رہے ہین مین ام المومنینؓ کی فضیلت کا منکر نہین مین گواہی دیتا ہون کہ بیشک حضرت صدیقہؓ حضور سرور عالم کی زوجہ۔ دنیا و آخرت کی بیوی ہین۔ دیکھو۔ حق بات مین غور کرو۔ اپنے امیر المومنین کے ساتھہ ہو۔ اونکے طرفدار حق پر ہو کر لڑو۔ بعدہ جناب امام حسنؓ کھڑے ہوے اور اس طرح فرمایا۔ اے لوگو۔ اپنے امیر کی دعوت اور ہماری اطاعت قبول کرو۔ اپنے بھائیون کی مدد کو چلو کیونکہ فی الحال جو اس

فتنہ سے الگ ہے، وہ بھی عنقریب ایسی بلا مین مبتلا ہوگا۔ بخدا۔ اس امر خلافت کے جو والی
ہوے ہین وہ صاحبان عقل مین اشرف وممتاز اور باعتبار انجام کے بہتر ہین پس تم
سب ہمارا کہنا مانو اور جس بلا مین ہم تم سب مبتلا ہو گئے ہین اوس مین ہماری مدد کرو۔
جناب امیر المومنین علی مرتضیٰؑ فرماتے ہین۔ میرا یہ خروج کرنا دو حال سے خالی نہین۔
یا مین ظالم ہون یا مظلوم۔ جو شخص جانب حق کی رعایت کرنا چاہتا ہے مین اوس کو
خدا کی قسم دلاتا ہون کہ ضرور یہان چلا آوے اگر مجھکو مظلوم دیکھے تو میری اعانت
کرے۔ اگر مجھکو ظالم پاوے تو مجھ سے حق لیکر مظلوم کو دے۔ قسم خدا کی حضرت
طلحہ وزبیرؓ نے سب سے پہلے میری بیعت کی اور یہی دونون ہین جنہون نے سب سے اول
مجھسے بیوفائی کی۔ کیا مین نے کسیکا مال مار رکھا یا احکام خداوندی سے کسی حکم کو
بدل ڈالا۔ لہذا سب لوگ جناب علیؑ کی مدد کو چلو اور نیک کام کا حکم دو۔ برے کام
سے روکو۔ اس تقریر سے لوگونکے دلونمین فوری اثر اور ایک جوش پیدا ہوگیا سبھون نے
آمادگی ظاہر کی اور جناب علیؑ کی مدد کو راضی ہو گئے۔

قبیلۂ طے کے لوگ عدی بن حاتم کے پاس آے اور اونسے پوچھا۔ تمہارا کیا
حکم ہے اور اس معاملہ مین کیا راے دیتے ہو۔ اونہون نے کہا۔ ہم نے حضرت علی کی
بیعت کی ہے وہ ہم کو نیک کام کی طرف بلا رہے ہین اور اس ہنگامہ عظیم مین مدد
چاہتے ہین۔ انکے اس کہنے پر ہند بن عمرو نے اس طرح تائید کی۔ امیر المومنین نے ہمکو
بلایا۔ اپنے قاصد بھیجے یہانتک کہ اونکے صاحبزادہ امام حسنؓ خود ہمارے پاس
تشریف لاے۔ دوستو۔ ہم سب کو لازم ہے کہ اپنے امیر کا حکم مانین۔ اونکے تعمیل
ارشاد مین جانونسے دریغ نہ کرین اور آپ کی خدمت مین حاضر ہو کر ہر طرح آپ کے

شریک ہون-انکے بعد حجر بن عدی نے یہہ تقریر کی-اے لوگو-امیر المومنین کی دعوت قبول کرو جس طرح جس سے ممکن ہو سامان کے ساتہہ یا بلا سامان اونکی خدمت مین حاضر ہو-مین آپ سب کے آگے ہوتا ہون-ان تقریرونسے بنی طے بالکل آمادہ ہوگئے اور تیاری سامان سفر مین مصروف ہوے-

ایک روایت اس طرح ہے کہ بعد روانگی امام حسنؓ وعمار بن یاسرؓ جناب علی مرتضیٰ نے اشتر نخعی کو بہی کوفہ بہیجدیا-یہہ اوسوقت کوفہ مین داخل ہوے جب حضرت ابوموسیٰ مسجد مین لوگونکو جناب علیؓ کی مدد کرنے سے منع کر رہے ستہے اور حضرت امام حسن وعمارؓ اور انکے ساتہہ اور لوگ ابوموسیٰ کی تردید اور بحث ومباحثہ مین مصروف تہے اشتر جس قبیلہ پر ہوکر گذرتے اُسکو قصر کی طرف بلاتے جاتے تہے چنانچہ یہہ ایک جماعت کثیر کے ساتہہ قصر امارت تک پہونچے ابوموسیٰ مسجد مین لوگونکو خانہ نشینی کی ہدایت کر رہے ستہے اور جناب امام حسنؓ فرماتے جاتے تہے کہ تم عہدہ صوبہ داری سے الگ ہوجاؤ اور ہمارے ممبر کو چہوڑدو-حضرت عمارؓ بہی آپکے کلام کی تائید کرتے جاتے تہے-یہان مسجد مین تو یہہ بحث درپیش تہی اودہر اشتر نے قصر امارت مین گہسکر حضرت ابوموسیٰؓ کے غلامونکو پکڑ پکڑ کر نکالنا شروع کردیا-وہ بہاگے ہوے ابوموسیٰؓ کے پاس پہونچے اور کہا-اشتر نے ہمکو نکال دیا-ابوموسیٰ نے یہہ سنکر اپنے محل مین آے-اشتر انکو دیکہتے ہی ایک ڈانٹ بتائی اور چلا کر کہا-تمہاری مان مرجاے خدا تمکو یہان سے نکالے-حضرت ابوموسیٰؓ نے کہا-مجہکو شام تک رہنے کی اجازت دو-اشتر نے کہا-خیر-اسکا مضائقہ نہین-مگر دن ہی کے اندر اپنا سامان واسباب اس محل سے لیکر چلے جاؤ-خبردار-رات نہ ہونے پاوے-اشتر کے ہمراہی حضرت ابوموسیٰ کا اسباب

لوٹنے لگے مگر اشتر نے منع کر دیا اور کہا یہ ہمارے پڑوسی ہین اور ہماری امن مین ہین بہر کیف جسوقت اہل کوفہ چلنے کو تیار ہوے تو جناب امام حسن رضؓ نے فرمایا۔ ہم کل سویرے کوچ کرینگے جسکو ہمارے ساتہہ خشکی کی راہ چلنا ہو وہ سواری سے اور جسکو براہ دریا جانا ہو وہ اوس راہ سے آئے چنانچہ حضرت امام حسنؓ قریب نو ہزار کی جمعیت اہل کوفہ سے لیکر روانہ ہوے چہہ ہزار تو خشکی کے راستہ سے چلے اور باقی براہ دریا اور بعضے لکہتے ہین کہ اس گروہ کی تعداد ایک اوپر بارہ ہزار تہی۔ ابو الطفیل کہتے ہین کہ یہہ تعداد مین نے قبل پہونچنے اونکے حضرت علیؓ کی زبان سے سنی تہی۔ جب اہل کوفہ کی آمد آمد ہوئی تو مین سر راہ بیٹہکر گنتا رہا۔ جسقدر آدمی حضرت علیؓ نے فرمای تہے پورے نکلے ایک شخص بہی اوس سے نہ کم تہا نہ زیادہ۔

جناب امام حسنؓ کے ہمراہ جو اہل کوفہ روانہ ہوے اونپر اس تفصیل سے سردار تہے قبائل کنانہ۔ اسد۔ تمیم۔ رباب اور مزینہ پر معقل بن یسار ریاحی قیس پر سعد بن مسعود ثقفی عم مختار۔ بکر۔ تغلب اور رعلہ پر محدوج ذہلی۔ مذحج واشعر مین پر حجر بن عدی بجیلہ۔ انمار۔ خثعم اور ازد پر مخنف بن سلیم ازدی۔ کوفیون مین سے اس جماعت کے سردار حضرت قعقاع بن عمرو۔ سعد بن مالک ہند بن عمرو اور ہیثم بن شہاب تہے۔ رؤسار محرکین (یعنی قبائل کو خروج پر آمادہ کرنے والے) مین سے یہہ لوگ ہین۔ زید بن صوحان۔ اشتر۔ عدی بن حاتم۔ مسیب بن نجبہ۔ یزید بن قیس اور انکے مثل اور بہی تہے جو انسے درجہ مین کم نہ تہے مگر سردار نہین کئے گئے۔ یہ حضرت علیؓ سے ذی قار مین آکے ملے آپ استقبال کو سوار ہوکر تشریف لیگئے آپکے ہمراہ اور اصحاب بہی تہے منجملہ اونکے ابن عباس ہین جب یہ لوگ آپکے سامنے آئے آپنے مرحبا کہی اور فرمایا۔ اے اہل کوفہ تمنے شاہان عجم

کو زیر کیا۔ اونکی جماعتین توڑین یہانتک کہ تم اونکے وارث ہوے۔ پھر تمنے اپنے ممالک مقبوضہ کو خوب قوت دی اور لوگونکو اونکے دشمنون پر مدد دی مین نے تمکو اسواسطے بلایا ہے کہ میرے ساتھہ اپنے بہائیون اہل بصرہ سے مقابلہ کرو۔ اگر وہ لوگ اپنی راے ناقص سے پھرین تو فہو المطلوب۔ اور اگر اپنے خیالات پر اصرار کرین تو ہم اونکا علاج نرمی و سہولت سے کرینگے تاکہ ہماری طرف سے ظلم کی ابتدا نہ ہو۔ ہم کسی کام کو جس مین صلاح و خوبی ہو نہ چھوڑینگے اور جس مین ذرہ برابر بہی فساد ہوبے اصلاح کئے باز نہ رہینگے یہ سب تو آپکے پاس ذی قار مین مجتمع ہو گئے اور قبیلۂ عبد القیس جنکی تعداد ہزار و نفس سے متجاوز تہی مابین بصرہ اور جناب علیؓ راہ مین ٹہیرے ہوے آپکے منتظر تہے جیسا اوپر گذرا۔ قبل اسکے کہ جناب امیر المومنین علی مرتضیٰؓ اپنے لشکر کے ذی قار سے بصرہ کی جانب روانہ ہون آپنے حضرت قعقاع بن عمرو کو جنہین شرف صحبت آنحضرت صلعم حاصل ہے بلاکر فرمایا۔ تم بصرہ جاکر طلحہ و زبیرؓ سے ملو اور اتفاق والفت کی بابت اونکو سمجھاؤ۔ اختلاف و جنگ و جدال کے نتائج بد سے ڈراؤ اور اگر وہ تم سے ایسی بات پوچھین جسکی نسبت تمکو ہدایت نہین کی گئی تو کیا جواب دوگے۔ قعقاع نے جواب دیا مین اولاً اونسے اس قسم کی گفتگو کرونگا جسکی بابت آپنے مجھکو ہدایت فرمائی ہے۔ اگر وہ اسکے ماسوا اور امور پیش کرینگے تو اپنی رائے واجتہاد سے مناسب وقت وحسب حال جیسا دیکہتے سنتے ہین جواب دینگے۔ آپنے فرمایا بیشک تم اس کام کے اہل ہو اور بخوبی انجام دوگے۔ غرض حضرت قعقاعؓ آپ سے رخصت ہوے اور بصرہ مین پہونچکر پہلے ام المومنین عائشہ کی خدمت مین گئے۔ سلام کرکے اس طرح عرض کیا۔ اے مادر مہربان۔ آپ کس غرض سے خروج پر آمادہ ہوئین۔ فرمایا۔ لوگون کا اختلاف

دور کرکے اومنین اصلاح پیدا کرنیکو مین نے گھر چھوڑا۔ قعقاع رضؓ نے کہا۔ حضرت طلحہ و زبیرؓ
کو بلوایئے تاکہ میرے اونکے مابین جو گفتگو ہو آپ بھی سنین۔ جناب ام المومنین رضؓ نے
دونون صاحبونکو بلوا بھیجا وہ آئے۔ قعقاع رضؓ نے کہا مین نے جناب ام المومنین رضؓ سے
دریافت کیا کہ آپ کس مطلب سے یہان تشریف لائین اسکے جواب مین فرمایا۔ اصلاح۔
آپ دونون صاحبون سے بھی یہی سوال ہے آپ اونکے موافق ہین یا مخالف۔ دونون
نے جواب دیا کہ موافق۔ قعقاع نے پوچھا کہ اس اصلاح کا طریق کیا ہے اور آپ کسکو
اصلاح سمجھے ہوے ہین۔ اگر ہم بھی اوسکو اصلاح جانین گے تو خود آپکے شریک ہونگے
اور اگر اوسمین فساد سمجھین گے تو ہرگز ایسی اصلاح کے پاس نہ جائینگے۔ حضرات طلحہ
و زبیر بولے۔ قاتلین جناب عثمان رضؓ سے قصاص لینا۔ اگر وہ لوگ قصاص سے بری
کردیئے جاوین تو گویا قرآن شریف پر عمل ترک کیا گیا۔ قعقاعؓ بولے۔ ذرا غور فرمائیگا
آپنے اہل بصرہ سے قاتلین جناب عثمانؓ کو قتل کیا اور اس قتل و خونریزی سے قبل
آپکا کام کسیقدر درست تھا۔ آپنے صرف چھ سو آدمی اونکے قتل کیے جس سے چھ ہزار
آدمیونکو برافروختگی ہوئی اور آپسے الگ ہوکر آپ کی جماعت سے نکل گئے۔ آپنے حرقوص
بن زہیر کا تعاقب کیا لیکن اون چھ ہزار نے اوس ایک کو بچا لیا۔ اب بھی اگر آپ
اونکو چھوڑ دینگے تو اوسکی یہی وجہ ہوگی کہ آپنے بغرض اصلاح اونکو چھوڑ دیا اور اگر اون
لوگونسے لڑینگے تو جو لوگ آپکے مخالف ہوگئے ہین وہ بھی اب قاتلین عثمان رضؓ کے طرفدار
ہوکر اس درجہ فتنہ و فساد برپا کرینگے کہ جسکا رفع کرنا مشکل ہو جاویگا اور آپ مصیبت
مین پڑجاوینگے۔ پھر جسوقت اہل بصرہ سے مقابلہ ہوگا تو مضر و ربیعہ کے گروہ ان کے
طرفدار ہوکر آپسے لڑینگے۔ جیسا ابھی کل کے واقعہ مین آپنے ملاحظہ کرلیا۔ ام المومنین رضؓ نے

فرمایا۔ پھر تمہاری کیا راے ہے۔ قعقاعؓ نے جواب دیا کہ اس مرض دشوار کا علاج تسکین و تدبیر مناسب فتنہ فرو کرنا اور مصالحت سے کام لینا ہے تاکہ مسلمانونکو عافیت حاصل ہو اگر آپ سب صاحب باہم متفق رہین تو یہہ علامت خیر و برکت اور خدا کی رحمت ہے۔ اور گویا کہ خون جناب عثمانؓ کا عوض مل گیا اور اگر خدانخواستہ آپس مین اختلاف بڑہا اور حالت موجودہ پر اصرار کر کے اصلاح نہ کی گئی تو علامات شر و فساد کے اور آثار تباہی ملک و حکومت اسلامی سمجھنا چاہیئے۔ اے حضرات۔ عافیت اختیار فرمایئے چین و امن ہاتھہ سے نہ دیجئے۔ آرام و اطمینان خدا کا عطیہ ہے۔ آپ لوگ مفاتیح خیر ہین۔ آپ اسی وصف پر قائم رہین اور ہم غریبونکو بلا مین نہ ڈالین ورنہ آپ بہی اوس بلا مین مبتلا ہوجاوینگے۔ خدا کی قسم مین آپ کی خدمت مین یہہ بات عرض کر رہا ہون اور آپ صاحبونکو اصلاح کیجانب بلا رہا ہون اور دل مین ڈرتا جاتا ہون کہ یہہ امر تمام نہ ہوگا تا وقتیکہ خداوند تعالے اس امت کو جو کم مایہ ہوگئی اور کیا کچھہ حوادث اسپر نازل ہوے اپنا ارادہ پورا نہ کریگا نہ چھوڑے گا کیونکہ اس امر حادث کا اندازہ نہین ہوسکتا اور یہہ امر عظیم مثل اسکے نہین ہے کہ ایک شخص دوسرے شخص کو مار ڈالے یا چند اشخاص ملکر ایک جان کو قتل کرین یا ایک قبیلہ والے ایک مرد کو ہلاک کر ڈالین۔

اس تقریر سے جناب ام المومنینؓ اور حضرت طلحہ و زبیرؓ کے دلونپر بہت بڑا اور اچھا اثر پڑا۔ تینون صاحبون نے بالاتفاق فرمایا۔ بیشک تمہاری راے صائب و مستحسن ہے۔ تم جناب علیؓ کے پاس واپس جاؤ اگر اونکی رای تمہاری راے کی موافق ہی تو ابھی صلح ہوئی جاتی ہے۔ حضرت قعقاعؓ جناب امیر المومنین علیؓ کی خدمت مین واپس آے اور اس سے مطلع کیا۔ آپنے اس راے کو بہت پسند فرمایا اور فریقین کی صلح پر از بس

خوش ہوے۔ جملہ اہل لشکر کی طرف سے بہی اس صلح پر رضامندی ظاہر ہوئی مگر بعضے دل سے صلح کے خواہان تہے اور بعضے ناخوش۔

جسوقت حضرت قعقاع غزی قار سے بصرہ روانہ ہوے تو انکے جانے کے بعد چند اہل بصرہ ذی قار مین پہونچے۔ انکا یہہ خیال تھا کہ اہل کوفہ کا حال معلوم ہوجاوی کہ وہ کس طرف ہین اور انکی کیا راے ہے اور کس غرض سے یہان آے ہین جدال و قتال منظور ہے یا صلح و اتفاق کے خواہان ہین۔ چونکہ اہل بصرہ سب کے سب باستثنا بعض اشخاص دل سے خواستگار اصلاح اور رفع فساد تہے یہان آنیسے یہی اسکے مد نظر تہا کہ اہل کوفہ پر اپنی راے ظاہر کردین کہ انکا ارادہ لڑنے کا نہین الحاصل وفود بصرہ اپنے اہل قرابت کوفیون سے ملے۔ کوفیون نے وہی بات ظاہر کی جو بصریونکی خواہش تہی۔ یہہ لوگ کوفیونکو اپنا ہمخیال پاکر انکے ہمراہ جناب امیر المومنین علیؑ کی خدمت مین حاضر ہوے۔ آپ کو بہی انکا قصد معلوم ہوا۔ آپنے جریر بن شرس سے حضرت طلحہ و زبیرؓ کا حال دریافت فرمایا۔ انہون نے سارا قصہ اور اونکے خیالات بیان کئے۔ وفود بصرہ یہان کا حال معلوم کرکے اور اہل کوفہ سے متفق ہوکر بصرہ لوٹ گئے اور حضرت قعقاعؓ بصرہ سے واپس آے۔ اسکے بعد جناب علی مرتضیٰ نے لشکریونکو جمع کرکے خطبہ پڑہا۔ اولاً حمد و نعت خدا بیان کی بعدہ زمانہ جاہلیت اور اوسکی خرابیان۔ پھر اسلام اور اوسکی سعادت و برکت۔ اللہ تعالیٰ کا امت محمدی پر انعام کرنا۔ بعد جناب رسالتمآب صلعم کے خلیفہ اول پر متفق کردینا۔ پھر خلیفہ ثانیؓ و ثالثؓ کا زمانہ اور اونکی خلافت پر اتفاق ہونا۔ بعدہ گروہ طلبگار دنیا کا فتنہ و فساد۔ خلیفہ ثالث سے اونکی نعمت و کثرت فتوحات خدا کے دین پر حسد

بغض رکھنا اونکی فضیلت و بزرگی کو بھول جانا پھر اون پر خروج کرنا اور جماعت اسلام مین تفرقہ ڈالنا۔ بیان کرکے فرمایا۔ مین کل کے روز یہان سے جانب بصرہ کوچ کرونگا جملہ اہل لشکر میرے ساتھ چلین۔ البتہ جو لوگ حضرت عثمان ذی النورین رض کے قتل مین کسی طرح شریک ہوے ہین اون مین سے ایک بھی میرے ہمراہ نہو۔ وہ لوگ میرے لشکر سے نکل جاوین مجھکو اونکی شرکت و اعانت کی ضرورت نہین ہے۔

حضرت امیر المومنین علی مرتضیٰ کی اس تقریر پر ایک گروہ مندرجۂ ذیل نے مجلس خاص منعقد کی۔ علبا بن ہثیم۔ عدی بن حاتم۔ سالم بن ثعلبہ قیسی۔ شریح بن اوفی اشتر نخعی مع دیگر اون اشخاص کے جو حضرت امیر المومنین عثمان رض پر خروج کرنے کی راے مین شریک تھے اور خروج و محاصرہ مین انکا قدم سب سے آگے تھا۔ مصریوں مین سے بھی ایک جماعت تھی جنمین ابن السوداء و خالد بن ملجم تھے۔

راقم۔ ابن اثیر نے یہہ نہین ظاہر کیا ہو کہ یہ جلسہ جناب علی رض کے لشکر مین ہوا یا آپکی فوج سے نکلکر دوسری جگہہ مگر روضۃ الصفا مین تصریح کے ساتھہ لکھا ہے کہ جسقدر بلوائی جناب عثمان کی شہادت مین شریک تھے جناب علی رض کا حکم پاکر آپکے لشکر سے نکل گئے اور دوسری جگہہ یہہ جلسہ قائم ہوا ہے۔ ناظرین ان لوگونکے نام سے بعضونکو تو یقیناً پہچان گئے ہونگے۔ ابن السوداء وہی عبد اللہ بن سبا ہے جو باعث فساد و شہادت جناب عثمان ذی النورین رض ہوا ہے۔ سارے کانٹے اسیکے بوے ہوے ہین۔ تخم نفاق قلوب عوام مین اسی کا ڈالا ہوا ہے۔ میان اشتر کو کون نہین جانتا۔ کوفہ مین یہہ ایک مانے ہوے بزرگ مسلم اوستاد ہین۔ انکی کاروائیان اور گہیتی مار عہد عثمانی مین بالخصوص وقت محاصرہ و شہادت جناب عثمان رض جو کچھہ ظاہر ہوئی

سب جانتے ہین - ان لوگونکے نام یاد رکہنا چاہیئے - واقعات آیندہ کے بانی وسبانی فساد وشرارت کی جڑ انہین بزرگونکی ذات ہے -

القصہ یہہ لوگ مخفی جلسہ مین وقت معہود پر جمع ہوے اور آپس مین اس طرح مشورہ کرنے لگے کہ ابہی تک تو حضرت طلحہ وزبیرؓ طالب قصاص جناب عثمان تہے اور اب جناب امیر المومنین علیؑ کی بہی یہی راے معلوم ہوتی ہے - اور آپ کتاب اللہ سے خوب واقف ہین اور جو لوگ قاتلین عثمانؓ سے قصاص لینے کو کہہ رہے ہین اونکی بہ نسبت آپ کا عمل قرآن پر اور اوسکو سمجہنا بڑہا ہوا ہے - آپکا فرمانا ہم سب نے بخوبی سن لیا ہے - یہہ بہی معلوم ہے کہ اس لشکر مین جناب علیؑ کے ساتہہ اسوقت وہ لوگ بہی ہین جو قتل جناب عثمانؓ مین شریک تہے بلکہ یہی لوگ تعداد مین زیادہ ہین اور غیر کم - پس اگر حضرت طلحہ وزبیر جناب علیؑ سے مصالحت کرینگے اور دونون فریق ایک ہوجاوینگے تو ان کی جماعت کثیر اور ہم انمین بہت قلیل نظر آوینگے اور وہ ہمارے ساتہہ بوجہ ہماری قلت کے جو چاہین گے بلا تامل کرگذرینگے اور ہم جماعت عظیم کے مقابل کچہہ چیز نہ ہونگے - بخدا وہ ایک دم مین ہم سب کو برباد وہلاک کر ڈالینگے -

یہہ گفتگو تو سب کے مشورہ مین ہوئی - پہر ہر ایک شخص نے جداگانہ اپنی اپنی راے اس طرح ظاہر کی -

اشتر نخعی - طلحہ وزبیرؓ کی راے تو ہمکو معلوم ہوگئی اور جو اونکا ارادہ ہمارے بارہ مین تہا وہ بہی ظاہر ہوگیا - البتہ حضرت علیؑ کی نیت ابتک معلوم نہین کہ ہماری نسبت کیا ہے مگر ہم کہتے ہین کہ ان سب کی راے ہمارے حقمین ایک ہی ہے اگر انمین صلح ہوگی تو ہمارے خون پر صلح ہوگی - لہذا

مناسب وقت یہی ہے کہ ہم تم سب ملکر حضرات علیؓ طلحہ زبیرؓ پر حملہ کرین اور انکو بھی حضرت عثمانؓ کے پاس پہونچا دین۔ فی الحال ہنگامہ بڑا ہوگا مگر خود بخود سکون بھی ہو جاویگا۔

ابن السوداء۔ یہہ رائے ٹھیک نہین۔ تمہاری جماعت ذی قارمین کل ڈہائی ہزار شمار مین ہے یا قریب سولہسو کے۔ حضرت طلحہؓ کے ساتہہ جنگی لشکر ہی ہرایک اونمین کا شوق کارزار مین مست حکم کا منتظر۔ ذرا اشارہ پا لی تو مثل نہنگ کے دریاے جنگ مین گہس پڑی۔ ادہر حضرت علیؓ کی فوج دیکہو ہزارونکی تعداد ہے۔ تم انکے مقابلہ مین کسی طرح اپنا خیال پورا نہین کر سکتے۔

علبا بن ہیثم۔ بہتر یہہ ہے کہ اسوقت تم لوگ اس فریق کو چہوڑ کر الگ ہو جاؤ اور ان دونون کو آپس مین لڑنے دو اگر یہہ جماعت لڑائی مین ضایع ہو کر کم ہو جاویگی تو دوسرا فریق ان پر غالب آویگا اور اگر انکو فتح ہوئی تو وہ لوگ مغلوب اور محتاج مدد ہو جاوینگے۔ اوسوقت تم اونسے میل کرنا۔ بہر حال ابہی ان دونونکی لڑائی دیکہو اور ان کو چہوڑ کر کسی دوسرے ملک کو چلے جاؤ جب یہہ وقت آوے کہ ان مین ہی ایک فریق تمہارا موافق اور تمہارا حاکم ہو جاوے پہر اوسوقت سمجہہ لینا۔

ابن السوداء۔ یہہ رائے ٹہیک نہین۔ یہہ لوگ تو خدا سے چاہتے ہین کہ تم الگ ہو جاؤ اور کسی قوم کے ساتہہ نہ ہو اگر تم دونون فریق سے علحدہ ہو جاؤ گے تو یاد رکہو کہ یہہ لوگ تمکو ایک ایک کرکے چن لین گے۔

عدی بن حاتم۔ ہم نہ اس صلح سے راضی ہین اور نہ کشیدہ خاطر لیکن سخت تعجب ہے کہ آپ لوگ ابہی سے اس تردد مین پڑکر اس قسم کی باتین کرنے لگے۔ ارے میان۔ سیدہی سی بات ہے۔ اگر بالفرض لڑائی ہوگئی تو کیا ہم کمزور ہین ہمارے پاس گہوڑے۔ ہتہیار سب کچہ موجود ہے۔ اگر یہہ لوگ ہماری طرف بڑہین گے ہم بہی بڑہین گے اور حملہ کرینگے اور اگر یہہ ہم رُک رہے تو ہم بہی رُک جاوینگے۔

ابن السوداء۔ یہہ بات تو ٹہیک کہی۔

سالم بن ثعلبہ۔ انکے ساتہہ مین اگر طالب دنیا ہو تو خیال باطل ہے اور میری تو یہہ نیت نہین واللہ۔ اگر کل لڑائی ہوگئی تو ہمارے ہاتہہ مال دنیا سے کچہہ نہ آویگا اور مین خدا کی قسم کہا کر کہتا ہون کہ ان لوگون کے سر تو تلوار ہی جدا کریگی اور انکا فیصلہ تلوار ہی سے ہوگا۔

ابن السوداء۔ تم نے البتہ ایک بات کہی۔

شریح بن اوفی۔ قبل اسکے کہ تم خروج کرو کوئی بات طے کرلو اور جو امر جلد کرنا ہے اومین تاخیر کو راہ نہ دو لیکن جسکا ابہی وقت نہین بلکہ تاخیر کا مستحق ہے اومین عجلت نہ کرو۔

ابن السوداء۔ اے بہائیو۔ تمہاری عزت اسی مین ہے کہ لوگومین مل جل کر آپس مین اونکو لڑادو۔ میرے نزدیک یہہ بہتر ہوگا کہ کل جب فریقین مجتمع ہون تو جس طرح ممکن ہو کسی حکمت سے لڑائی چہیڑدو۔ حضرت علیؓ حضرت طلحہؓ وزبیرؓ آپس کی لڑائی مین مشغول ہوکر تمہاری طرف سے غافل ہوجاوینگی

اوسوقت تم لوگونمین سے جو انکے ساتھہ ہون وہ اپنی حفاظت کر سکتے ہین اور جس امر کو تم مکروہ جانتے ہو اوس سے بالکل بچ جاؤ گے۔

اس آخری تقریر پر سب کا اتفاق ہو گیا اور اسی پر یہہ کمیٹی برخاست ہوئی۔ یہہ جلسہ اس احتیاط اور پوشیدگی کے ساتھہ ہوا کہ بجز ان لوگونکے کسی غیر کو اسکی مطلق خبر نہ ہوئی۔ ان مخالفین کی مشورہ کا مآل کار یہہ ٹھیرا کہ بظاہر لشکر مین ملے رہین اور دل مین جناب علیؓ کو حضرت طلحہ اور زبیرؓ سے لڑا دینے کی فکر مین کرتے رہین چنانچہ ایسا ہی ہوا

صبح ہوتے ہی جناب امیر المومنین علیؓ نے ذی قار سے کوچ کیا۔ تمام لشکر آپ کے ساتھہ ہوا۔ عبد القیس پر پہونچے۔ وہ بھی آپکے ساتھہ ہوئے پھر یہان سے چل کر زاویہ مین منزل کی اور زاویہ سے بصرہ کی طرف روانہ ہوئے۔ حضرت ام المومنین عائشہ صدیقہؓ اور حضرت طلحہ و زبیرؓ فرضہ سے ادہر روانہ ہوئے اور نصف جمادی الثانی ۳۶ھ مین دونون فریق مقام قصر عبید اللہ بن زیاد مین ایک دوسرے سے ملاقی ہوئے۔

شقیق بن ثور نے عمرو بن مرحوم عبدی سے خط و کتابت کرکے یہہ طے کر لیا تھا کہ جسوقت جناب علیؓ کا لشکر یہان آوے تو یہہ دونون آپکے لشکر مین مل جاوین چنانچہ جب آپ اپنے لشکر کے ساتھہ قصر عبید اللہ مین پہونچے یہہ دونون شخص مع اپنے قبائل بکر بن وائل اور عبد القیس کے آپکے لشکر سے آملے۔ لوگون نے انکی شرکت سے کہا "جُس طرف یہہ لوگ ہوے بیشک وہ غالب آویگا"

تین روز تک دونون فریق اپنے اپنے فرودگاہ مین بلا جدال و قتال ایک دوسرے کے مقابلہ پر ٹھیرے رہے۔ اس مدت مین جناب علیؓ باہمی اتحاد و اتفاق کی

بابت مراسلت کرتے رہے اور لوگونکو صلح کی طرف بلاتے رہے۔ جو لوگ آپکے لشکر مین آنے والے تھے وہ آکر مل گئے اور آپ کی طرف تعداد کثیر کی جماعت ہو گئی۔

اسی مدت مین حضرت زبیرؓ کے ہمراہیون مین سے ابوالحرباء نے لڑائی چھیڑنے کی راے دی اور اس طرح تقریر کی۔ ابہی حضرت علیؓ کے ساتھ تھوڑے سے آدمی ہین آپ ایک ہزار سوارون سے ان پر حملہ کردین قبل اسکے کہ انکے ہمراہی انسے آملین انکا کام تمام کر دیجئے۔ حضرت زبیرؓ نے جواب دیا۔ ہمکو بہی ترکیب معلوم ہے اور امور حرب سے بخوبی واقف ہین۔ ہم اور حضرت علیؓ سب ایک ہین سب کا ایک دعوی اسلام۔ سب ایک ہی نبی کی امت۔ ہمارے انکے اتفاقیہ نزاع و اختلاف پیدا ہو گیا جس نے دو گروہ کر دیئے ورنہ کل تک ہمارے انکے درمیان کوئی فرق نہ تھا اور جو شخص گنہگار قیامت کے روز خداوند تعالی کے روبرو بلا عذر و حیلہ شرعی کھڑا ہوگا اوسکی داد و فریاد سماعت پذیر نہو گی۔ انکا قاصد ہمارے پاس سے کل اس حال مین گیا ہے کہ ہمکو قوی امید ہے جو ہماری انکی صلح ہو جاوے۔ تمکو بہی اس امر کی بشارت ہو لہذا لڑائی مین جلدی نکرو بلکہ صبر و استقلال سے کام لو۔ پھر صبرہ بن شیمان حضرت طلحہؓ و حضرت زبیرؓ سے ملے اور دربارہ جنگ ابوالحرباء کی تائید راے مین یہہ کہا۔ اب موقع اسکا ہے کہ آپ ہم لوگونکو لیکر ان پر چڑہائی کردین۔ بہ نسبت قوت و شدت کے راے و تدبیر کو معاملات حرب مین بڑا دخل ہے۔ حضرت طلحہ و زبیرؓ نے جواب دیا۔ ایسا حادثہ جسمین ہم سب مبتلا ہین کبہی آنحضرت صلعم کے زمانہ مین پیش نہین آیا تاکہ اوسکا حکم قرآن شریف یا حدیث سے نکلتا اور ہم اوسپر بلا تکلف عمل کرتے۔ بلکہ یہہ مصیبت تو اسی زمانہ مین ہم پر پڑی ہے اسکا فیصلہ راے و اجتہاد پر موقوف ہے۔ اجتہاد بہی لوگونکا مختلف ہے۔ جناب علیؓ

اور اونکے پیرو کہتے ہین کہ ابہی اس کام (یعنی قصاص جناب عثمانؓ) مین تحریک خوب نہین اس سے بالکل الگ رہو۔ ہم کہتے ہین کہ نہین ہم نہ رکین گے اور اب تاخیر روا نہ رکہین گے حضرت علیؓ کا یہہ قول ہے کہ قاتلین جناب عثمانؓ کو چہوڑ دینا ہی برائے عنقریب راہ خلاصی ظاہر ہوئی جاتی ہے اور جو امر کہ مسلمانونکے حق مین نافع ہی ابہی ظہور پذیر ہوگا پس اس صورت مین ہم سے غداری نہ ہوگی۔

حضرات طلحہ و زبیرؓ کو بہت کچہہ مفسدون نے بہڑکایا مگر ان صاحبون نے انکی کہنے پر توجہ نہ فرمائی۔ جناب علیؓ کو بہی اسیطرح بعض لوگون نے جنگ پر اوبہارا مگر آپنے بہی انکار کیا چنانچہ اوسکی تشریح یہہ ہے کہ آپکو جب خبر ہوئی کہ فتنہ پرداز طرفین کو جنگ پر اوبہار رہے ہین تو آپنے اپنے لشکر مین کہڑے ہوکر خطبہ پڑہا۔ اثنائے خطبہ مین اعور بن بنان منقری کہڑے ہوے اور آپسے بصرہ کی طرف آنے کی وجہ دریافت کی۔ آپنے فرمایا مین بغرض اصلاح و رفع فساد اور فتنہ کی بہڑکنے والی آگ کو فرو کرنے آیا ہون۔ شاید اللہ تعالیٰ میرے ذریعہ سے امت محمدیہ کو متفق کردے اور اونسے لڑائی اوٹہادے اعور نے عرض کیا۔ اگر وہ ہمارا کہنا نہ مانین اور صلح نہ اختیار کرین۔ ارشاد ہوا۔ ہم اونکو اونکے حال پر چہوڑ دینگے اگر ہم سے متعرض نہ ہوے۔ اعور نے کہا۔ اگر وہ ہم کو نہ چہوڑین بلکہ لڑنے پر آمادہ ہون۔ جواب دیا۔ اونکو اپنے سے دفع کرینگے۔ اعور نے پوچہا کیا اونکے گروہ مین ایسے بہی ہین جو اونکے نفع کے طالب اور اونکے خیر خواہ ہون جسطرح کہ اونکے بہکانے والے ہین۔ فرمایا۔ دونون قسم کے لوگ ہین۔ استنے مین ابو سلامہ نے کہڑے ہوکر استفسار کیا۔ کیا آپکے نزدیک ان طالبان قصاص کے پاس کوئی دلیل اس خون کے معاوضہ لینے کی ہے۔ اگر وہ اللہ کے واسطے یہہ فعل کرتے ہین

آپنے جواب دیا - ہان - سوال کیا گیا - پھر آپ جو مطالبہ معاوضہ خون مین تاخیر کرتے ہین تو کیا آپکے پاس بھی کوئی دلیل ہے - فرمایا - ہان ہے جب کوئی امر مشتبہ پیش آوے اور کسی ایک جانب حجت بین نہ ملے اور اوسکا حکم دریافت کرنا دشوار ہو تو ایسی صورت مین نہایت احتیاط اور تامل و تدبر سے کام کرنا چاہیئے اور مقتضاے احتیاط یہی ہے کہ تاخیر کرے جلد بازی مین نقصان ہوتا ہے - اسپر ابو سلامہ نے کہا - اگر خدانخواستہ ہمارے اونکے کل مقابلہ ہوگیا تو ہمارا اونکا کیا حال ہوگا - فرمایا - مجھکو امید ہے کہ ہمارے اونکے مقتولین جو صاف دل خدا واسطے لڑے جنت مین جاوینگے - پھر جناب علی مرتضیٰ رض نے لشکریونکو لڑائی سے اس طرح ممانعت فرمائی - اے لوگو - اپنے ہاتھونکو اس قوم کی لڑائی سے روکے رہنا - اپنی زبانین انکی برائی سے بند رکھنا - خبردار ہم سے پہلے انکی طرف نہ بڑھنا کیونکہ مدعی علیہ کل قیامت کو وہی شخص ہوگا جس نے آج جھگڑا شروع کیا اور لڑائی مین سبقت کی -

سوال کرنے والونکی یہہ غرض تھی کہ آپ اپنی زبان سے لڑائی کی نسبت حکم دیدین اور بعضے محض تحقیق کے طالب ور آپکا قصد دریافت کرنا چاہتے تھے - آپنے بھی اونکو جواب دیکر بعد مین قطعی ممانعت کردی کہ خبردار کوئی لڑائی کا ارادہ نہ کرے -

خطبہ سے فارغ ہوکر جناب علی مرتضیٰ رض نے - حکم بن سلام - مالک بن حبیب کو حضرت طلحہ و زبیر کی طرف بھیجا اور یہہ پیغام دیا کہ اگر آپ اوس امر پر قائم ہین جو حضرت قعقاع کی زبانی ہمکو معلوم ہوا ہے تو لڑائی سے رکے رہین اوسوقت تک کہ کوئی امر فیصل طے ہوجاوے - اسی اثنا مین احنف بن قیس اور بنی سعد آپ کی خدمت مین حاضر ہوے بنی سعد نے حرقوص بن زہیر کو بچالیا تھا - (جیسا کہ اوپر بیان ہوا ہے) اور اوس

گروہ سے کنارہ کش ہوگئے تھے۔ یہ جنگ پر کمربستہ آئے تھے۔

حضرت احنف بن قیسؓ بعد شہادت جناب امیر المومنین عثمانؓ کے حضرت علی مرتضیٰ کے ہاتھہ پر بیعت کرچکے تھے۔ حضرت احنفؓ کہتے ہین کہ جس زمانہ مین حضرت امیر المومنین عثمانؓ محاصرہ مین تھے مین حج کو جارہا تھا مین ام المومنین جناب عائشہ صدیقہؓ اور حضرت طلحہ و زبیرؓ سے مدینہ مین حج کو جاتے وقت ملا اور اُن سے کہا۔ امیر المومنین عثمانؓ ضرور شہید کئے جاوینگے انکے بعد کس کے ہاتھہ پر بیعت کیجاویگی سب نے بالاتفاق فرمایا جناب علیؓ کے ہاتھہ پر بیعت ہوگی مین یہہ دریافت کرکے حج کو چلا گیا۔ پھر جب حج سے فارغ ہوکر مدینہ منورہ واپس آیا تو جناب عثمانؓ شہید ہوچکے تھے مین نے حضرت علیؓ کے ہاتھہ پر بیعت کرلی اور مدینہ منورہ مین سب طرح کا امن اور جناب علیؓ کی خلافت مستحکم پاکر اپنے اہل وعیال مین چلا آیا۔ اس عرصہ مین حضرت ام المومنین عائشہؓ حضرت طلحہؓ حضرت زبیرؓ بصرہ مین وارد ہوے۔ مجھکو اصلا خبر نہ تھی ناگاہ ایک شخص نے آکر کہا کہ ام المومنین عائشہؓ حضرت طلحہ و زبیرؓ محلہ خریبہ مین ٹھیرے ہین اور تمکو بلاتے ہین۔ مین نے پوچھا یہان کب آئے اور کس غرض سے۔ جواب دیا حضرت علی مرتضیٰ سے لڑنے آے ہین اور تمسے مدد چاہتے ہین قاتلین جناب عثمانؓ سے معاوضہ خون لینگے مجھکو اس بات سے سخت تشویش ہوئی مین نے اپنے جی مین کہا۔ یا آلہ العالمین۔ اب مین کیا کرون حضرت ام المومنین عائشہ صدیقہؓ اور آنحضرت صلعم کے حواری حضرت طلحہ و زبیر کی مخالفت کرتا ہون تو مشکل ہے اور انکے ساتھہ ہوکر جناب علیؓ ابن عم جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر خروج کرون حالانکہ انہین بزرگونکے حکم سے آپکی بیعت بھی کرچکا تو بھی سخت دشوار ہے۔ بھر حال اپنے دل سے یہی باتین کرتا ہوا اونکی خدمت مین پہونچا۔ اونھون نے

اپنا ارادہ ظاہر کرکے فرمایا ہم اسی غرض سے یہان آئے ہین مین نے عرض کیا۔ ای
حضرات مین آپ تینون صاحبونکو خدا کی قسم دلاتا ہون کہ آپ لوگون نے مجھکو جناب
علی کی بیعت کرنیکو اجازت دی تہی یا نہین۔ فرمایا۔ ہان۔ اوسوقت اجازت ضرور دی
تہی مگر وہ اپنے قول ووعدہ سے پھر گئے۔ یہ سنکر مین نے عرض کیا۔ بخدا اے لایزال
مین آپ لوگون سے نہ لڑونگا اور نہ جناب علی مرتضیٰ ابن عم رسول اللہ صلعم کے مقابلہ
مین نکلونگا۔ آپ ہی کی حکم سے مین اونکی بیعت کرچکا اب مجھسے یہہ نہوگا کہ اونسے لڑون
براے مہربانی مجھکو اجازت دیجئے کہ فریقین سے علحدہ ہوکر اپنے گھر بیٹھ رہون
اون حضرات نے میری درخواست قبول فرمائی اور مین بصرہ چھوڑکر جلیجا مین مع اپنے
چھ ہزار آدمیونکے مقیم ہوا۔ (یہہ مقام بصرہ سے دو فرسنگ کے فاصلہ پر ہے)
(پھر جس وقت امیر المومنین جناب علی بصرہ کی طرف تشریف لاے اور بمقام قصر
عبید اللہ بن زیاد مقیم ہوے احنف آپکی خدمت مین آے اور عرض کیا) ہماری
قوم بصرہ والے یہہ خیال رکھتے ہین کہ آپ اون پر غالب آوینگے تو اونکے مرد قتل
کرکے اونکی عورتین لونڈیان بنا لینگے۔ آپنے فرمایا۔ مجھسی یہہ خوف رکھنا زیبا نہین
خون تو اوسی شخص کا مباح ہے جو قبول اسلام سے روگردان ہو یا اسلام چھوڑ کر
کافر ہوجاوے۔ یہہ لوگ تو مسلمان ہین پھر مجھسے کیون ڈرتے ہین۔ احنف نے عرض کیا
آپ دو باتون مین سے ایک اختیار فرماوین۔ یا مین آپکے ہمراہ ہوکر آپکے مخالفین سے
لڑون یا دس ہزار تلوارین آپسے روکون۔ آپنے فرمایا۔ تم نے اپنے ہمراہیونکو کسواسطے
گوشہ نشین کر رکھا ہے۔ جواب دیا۔ اونکا یہہ عہد پورا کرنے کو کہ بمقابلہ کفار نکلین نگے
مین نے طرفین کی شرکت سے روکا ہے۔ آپنے فرمایا۔ اچھا تم دس ہزار تلوارین ہم سے

روکو۔ احنف یہہ اجازت پاکر واپس ہوے اور اپنے لوگونکو جنگ سے بیٹھہ رہنے کو کہا
اور اس طرح ندا کی۔ یا آل خندق۔ یا آل تمیم۔ یا آل سعد۔ اس آواز پر یہہ قبائل لشکر
فریقین سے نکلکر احنف کے ساتھہ ہو لئے اور تا اختتام واقعہ جمل کسی طرف نہ تھے۔ جبکہ
جناب علی مرتضیٰ رضؓ ظفریاب ہوے آپکے تابع ہو گئے اور احنف بہی آپکی خدمت مین
حاضر ہوے اور پوری پوری اتباع کی۔

قتال و جدال فریقین و اقعہ جمل

العظمۃ للہ۔ یہہ واقعہ عبرت خیز حیرت انگیز۔ مسلمانون کی آپس کی جدال و قتال جسکی
تقریر سے زبان ناطقہ لال ہے۔ میدان جنگ ایک حسرتناک منظر بنا ہوا ہے۔ ایک
طرف جناب ام المومنین عائشہ صدیقہ رضؓ حبیبہ جناب رسالتمآب صلعم اور حواری رسول
مقبول صلعم جناب طلحہ رضؓ و جناب زبیر رضؓ مع لشکر اسلام جمیعین صحابہ کرام و دیگر اکابر شخاص
بہی ہین دوسری جانب حضرت شیر خدا امیر المومنین جناب علی مرتضیٰ رضؓ مع جماعت اصحاب
کبار و دیگر رئیسان قوم ذی وقار ہین حضرات ناظرین! کوئی معمولی معرکہ ہوتا تو اوسکی
کیفیت لکھتے ہوے جی لگتا۔ قلم بہی اپنی جولانی دکھلاتا۔ ایسی صورت مین تو سادہ مضمون
محض کتب تواریخ کا ترجمہ اور نفس مطالب نقل کرنا ہی بڑے غضب کا سامنا ہی کیونکہ
دونون فریق ہمارے پیشوا۔ ہمارے دین کے سردار ہمارے آقا۔ جناب سرور عالم کے
منتسبان خاص۔ اصحاب با اختصاص ہین۔ بہلا کسی مسلمان کی مجال ہے کہ ان
بزرگون کی نسبت کسی طرح کا وہم وخیال انکے شان و مرتبہ کے خلاف اپنے دل مین
لائے اپنا دین و ایمان کہو بیٹھے۔ آخرت مین روسیاہ ہو کر گروہ فساق و فجار بداعمال کے

ساتھ حشر ہو۔ صاحبو! ہم اسوقت بدرجہ مجبوری دل پر جبر کرکے بحیثیت ایک مورخ کے کتب تاریخ سے یہہ واقعہ نقل کر رہے ہین۔ الحمد للہ کہ ہمارے سینہ بے کینہ مین نقش پاک اللہ اللہ فی اصحابی لا تتخذ وھم غرضا من بعدی۔ کا کندہ ہے۔ ہم آل اطہار و اصحاب اخیار کے نام پر جان قربان کرتے ہین۔ ان بزرگونکی محبت اور اتباع ہمارے واسطے سبب نجات اور باعث فلاح و حصول درجات ہے۔

قصہ مختصر مورخین باتمکین واقعہ جمل کو اس طرح نقل کرتے ہین کہ جب قصر عبید اللہ بن زیاد پر دونون فریق ایک دوسرے کے مقابل صفین جماکر ٹہیرے تو حضرت زبیرؓ صف سے نکلے۔ یہہ مسلح ایک گھوڑے پر سوار تھے۔ انکو دیکھکر لوگون نے جناب علی مرتضیٰ سے عرض کیا کہ حضرت زبیرؓ اس طرف آتے ہین۔ آپنے فرمایا۔ یہہ ایسے شخص ہین کہ انکو نصیحت اور خوف خدا یاد دلانے کا اثر ہوگا۔ حضرت زبیرؓ کے بعد حضرت طلحہؓ بھی میدان مین آے۔ ادہر سے جناب امیر المومنین علی مرتضیٰؓ انکی طرف تشریف لیگئے اور اسقدر ان دونون صاحبون سے قریب ہوے کہ سواریونکی گردنین آپس مین بھڑ گئین۔ جناب علیؓ نے فرمایا۔ آپ لوگ بیشک میری عداوت پر کمر بستہ ہین اور یہہ سوار و پیادے۔ آلات جنگ سارا سامان میرے ہی واسطے جمع کیا ہے۔ کیا اللہ تعالیٰ کے نزدیک آپنے اس عداوت کی کوئی وجہ ٹھرالی ہے؟۔ آپ اللہ تعالیٰ سے ڈرین۔ آپکا انجام کار مثل اوس عورت کے نہو جاوے جسنے سوت کات کر ریزہ ریزہ کر ڈالا۔ کیا مین آپکا دینی بھائی نہین۔ کیا آپ پر میرا خون اور مجھپر آپکا خون حرام نہین ہے۔ کیا آپ کوئی ایسی وجہ بتا سکتے ہین جس سے میرا خون آپکو مباح ہوگیا ہے۔ حضرت طلحہؓ نے فرمایا۔ کیا آپنے جناب عثمانؓ کے قتل مین سازش نہین کی۔ آپنے جواب دیا۔

اللہ تعالیٰ اپنا دین پورا کرے گا۔ وہ منصف وحاکم حقیقی ہے۔ اے طلحہؓ آپ خون جناب عثمانؓ کے طالب ہین اور میری نسبت یہہ اتہام ہے۔ توبہ۔ توبہ۔ قاتلین عثمانؓ پر خدا کی لعنت ہو۔ اے طلحہ آپ جناب رسالتمآب کی بیوی کو لیکر انکے حیلہ اور قوت سے لڑتے ہین اور اپنی بیوی کو گھر چھوڑ آے اور پردہ مین بٹھلا آے ہین۔ کیا آپنے میری بعیت نہین کی حضرت طلحہؓ نے جواب دیا۔ ہان کی مگر مجبوری تلوار میری گردن پر تہی۔ پھر جناب علی مرتضیٰؓ حضرت زبیرؓ کی طرف متوجہ ہوے اور فرمایا۔ اے زبیرؓ آپ کو کس امر نے خروج پر آمادہ کیا۔ جواب دیا۔ آپ اسکے باعث ہوے۔ فرمایا۔ کیا آپ بعد حضرت عثمانؓ کے مجھکو خلافت کا مستحق نہین سمجھتے اور مین تو آپکو اپنا عزیز۔ عبد المطلب کی اولاد مین شمار کرتا ہون اور اے زبیرؓ کیا آپ آنحضرت کا وہ فرمانا بھول گئے جب ایک دن مین حضور کے ہمراہ بنی غنم مین ہوکر گذرا۔ آنحضرت نے میری طرف دیکھکر تبسم فرمایا۔ مین بہی حضور کو دیکھکر ہنسنے لگا۔ تو آپنے کہا تہا کہ ابن ابی طالب اپنا تکبر ترک نکرینگے۔ آپکے قول پر آنحضرت نے فرمایا۔ علیؓ متکبر نہین۔ البتہ تم علی سے لڑوگے اور بے انصافی اور ظلم کے ساتھہ پیش آؤگے۔ یہہ سنکر حضرت زبیرؓ نے فرمایا۔ ہان خوب یاد دلایا۔ بیشک حضور نے یہہ فرمایا تہا۔ اگر آپ میری روانگی سے قبل اور میرے خروج سے پیشتر یہہ واقعہ مجھکو یاد دلاتے تو مین ہرگز ادہر نہ آتا اور اب بھی خدا کی قسم مین آپ سے ہرگز نہ لڑونگا۔

بعد اس گفتگو کے جناب علی مرتضیٰ اپنے لشکر مین واپس آے اور اپنے ہمراہیون سے فرمایا۔ حضرت زبیرؓ نے خدا کی قسم کہائی ہے کہ وہ تم سے نہ لڑینگے۔ حضرت زبیرؓ بہی حضرت ام المومنین عائشہ صدیقہ کی خدمت مین واپس گئے اور کہا۔ جسوقت سے مین نے

ہوش سنبھالا ہے اس سے قبل جس کسی موقع پر گیا ہون اپنا انجام کار بخوبی جانتا تھا سوائے
اس موقعہ کے کہ بے سمجھے بوجھے بے اسکے کہ نتیجہ کار پر نظر کرون چلا آیا - آپ نے فرمایا -
تمہارا اس کہنے سے کیا منشا ہے اور کیا چاہتے ہو - جواب دیا - میرا یہہ قصد ہی کہ مین
ان سب کو چھوڑ کر چلا جاؤن - جناب ام المومنین اسکا جواب نہ دینے پائی تھین کہ حضرت
زبیرؓ کے بیٹے عبد اللہ بول اوٹھے - ہان جب دونون فریق کو جمع کر لیا اور ایک کو دوسرے
کی عداوت پر خوب تیز کر دیا تو اب چھوڑ کر جانے کا قصد ہے - معلوم ہوتا ہے کہ آپ
حضرت علیؓ کے علمون کے پھریرونسے ڈر گئے اور آپنے یہہ سمجھ لیا ہے کہ ان علمونکے
اوٹھانے والے جوانمرد جنگجو ہین اور آپ کو یقین ہو گیا ہے کہ ان علمون کے نیچے سرخ
موت ہی - موت کے خوف نے آپکو کچا کر دیا اور آپ مین نامردی آگئی - حضرت زبیرؓ نے
فرمایا - اب تو مین نے قسم کھالی ہے کہ لڑائی مین نہ جاؤنگا - حضرت عبد اللہؓ نے عرض
کیا - اپنی قسم کے کفارہ مین اپنے غلام مکحول کو آزاد کر دیجیے اور مقابلہ مین نکلئے (افسوس
حضرت عبد اللہؓ کے طعن وتشنیع سے آپنے مکحول یا سرجس کو کفارہ قسم مین آزاد کیا -
اور بعضے کہتے ہین کہ جب حضرت زبیرؓ کو معلوم ہوا کہ حضرت عمار بن یاسرؓ جناب علیؓ
کے ہمراہ ہین تو آپنے بلا جنگ واپس پھرنیکا قصد کر لیا کیونکہ حضرت زبیرؓ نے آنحضرت
صلعم سے سنا تھا کہ حضرت عمارؓ کو خطاب کر کے فرمایا - اے عمارؓ - تمکو گروہ باغی قتل کریگا
حضرت زبیرؓ ڈرے کہ مبادا اس جنگ مین حضرت عمارؓ کے قاتل آپ ہی ہون - اسواسطے
آپ واپس آئے پھر حضرت عبد اللہؓ نے آپ کو لڑائی پر بھیجا -

اس واقعہ مین اہل بصرہ تین گروہ ہو گئے تھے کچھ لوگ حضرت طلحہؓ وزبیرؓ کے
ہمراہ تھے اور کچھ جناب علیؓ کے ساتھ رہنے پر تلے ہوے تھے تیسرا گروہ وہ تھا

جو سکوت مین تھا نہ انکی طرف نہ اُنکے ہمراہ۔ اسی گروہ مین احنف بن قیس۔ عمران بن حصین اوران دونون کے تابع تھے۔

ام المومنین عائشہ صدیقہ رضہ نے مسجد حدان قبیلہ ازدمین قیام فرمایا۔ اسوقت سردار ازد صبرہ بن شیمان تہے۔ انکو کعب بن سور نے یہہ راے دی تہی کہ جبوقت فریقین کا مجمع ہوگا اور آپس مین جنگ ہوجاویگی تمکو اپنا بچانا مشکل ہوجاویگا کیونکہ انکا سیلاب ایک بلاے ناگہانی ہوگا مصلحت اسی مین ہے کہ تم میرے کہنے سے کسیکے شریک نہ ہو اور اپنی قوم کو لیکر علحدہ ہوجاؤ۔ مجھکو صلح کے آثار نظر نہین آتے مضر و ربیعہ کی برابری اسوقت تم نہ کرو وہ دونون آپس مین بہائی ہین باہم لڑتے بہی ہین اور پھر دم بھر مین ایک ہوجاتے ہین۔ صبرہ نے کعب بن سور کی اس نصیحت و خیر خواہی پر اصلا توجہ نہ کی بلکہ ناخوش ہوی اور اونسے کہا۔ تم مین ابہی تک نصرانی اثر باقی ہے۔ تم مجھکو یہہ راے دیتے ہو کہ باہمی اصلاح مین شریک نہ ہون اور جناب ام المومنین رضہ اور حضرت طلحہ و زبیر کو درصورتیکہ صلح نہ ہو خوار و ذلیل کرون اور حضرت عثمان رضہ کے قاتلون سے بدلہ لینے مین اونکا ساتھہ نہ دون واللہ یہہ مجھہ سے نہوا ہے اور نہ ہوگا۔

الغرض صبرہ مع اپنے قبیلہ کے جناب ام المومنین عائشہ رضہ کے ساتھہ ہوی۔ جملہ اہل یمن بہی آپ کے طرفدار تھے۔ جو قبائل حضرت ام المومنین کے ہمراہ تھے اون کی تفصیل اور اونکے سردارونکے نام یہہ ہین۔ رباب مع اپنے قبائل۔ عدی۔ تیم۔ ثور و عکل نے کے مضر۔ دونون قبیلے بہ سرداری منجاب بن راشد۔ بنو عمرو۔ بنو تمیم بہ سرگروہی ابوالجرباء۔ بنو حنظلہ بہ سرداری ہلال بن وکیع۔ ازد بمعیت صبرہ بن شیمان۔ سلیم

بمتابعت مجاشع بن مسعود سلمیؓ۔ بنی عامر غطفان بامارت زفر بن حارث۔ بکر بحکومت مالک بن مسمع۔ بنی ناجیہ بہ سرکردگی خریت بن راشد۔ یمن کے حاکم ذوالاجرہ حمیری تھے مضر کو صلح ہونے مین کچھ شک نہ تھا۔ ربیعہ انسے اوپر اوترے اور یہہ بھی صلح کے امیدوار تھے۔ اہل یمن انسے نیچے ٹھیرے انکو بھی صلح کا یقین تھا اور جناب ام المومنین عائشہ ؓ حدان مین مقیم تہین اور آپکا لشکر بمقام زابوقہ تھا۔ ہر قبائل کے سردار وہی لوگ تھے جو اوپر مذکور ہونے اور اونکی تعداد تیس ہزار تھی۔ جناب علی مرتضیٰ ؓ کے لشکر مین بیس ہزار آدمی تھے۔ یہہ سب ایک دوسرے کے مقابل اوترے۔ چونکہ دونون لشکر مین ایسے قبائل بھی تھے جن مین بعضے ادہر اور بعضے اودہر تھے لہذا مضر کے مقابلہ پر مضر اوترے ہوے تھے اور ربیعہ کے سامنے ربیعہ یمن کے روبرو یمن فریقین کے آدمی ایک دوسرے کے ساتھہ بے تکلف ملتے جلتے تھے۔ سوای حرف صلح کے دوسری بات کسی کی زبان پر نہ تھی۔ حکیم اور مالک جو قبل اسکے جناب علی کے لشکر سے حضرت طلحہؓ و زبیرؓ کے پاس گئے تھے وہ بھی یہی خبر لیکر واپس آے کہ ہم لوگ بھی اوسی عہد و اقرار پر ہین جسپر قعقاعؓ ہم سے رخصت ہوکر گئے ہین۔ خود جناب علی مرتضیٰ ؓ حضرت طلحہؓ حضرت زبیرؓ باہم مل چکے تھے اور صلح سے بڑہکر کوئی بات نہ دیکھی اور لڑائی وفساد ترک کرنے پر اتفاق ہوگیا۔ اسی صلح اور امن وامان کے برقرار رکھنے پر تینون صاحب ایک دوسرے سے علحدہ ہوے۔ شام کو جناب علی مرتضیٰ ؓ کیطرف سے حضرت عبداللہ بن عباسؓ حضرات طلحہ و زبیر کے پاس صلح کی گفتگو کرنے آے۔ ادہر سے حضرت محمد بن طلحہؓ جناب امیرالمومنین علیؓ کے پاس حاضر ہوے۔ کل امور و شرائط طے ہوگئے اور صبح کے وقت صلحنامہ اور معاہدہ لکھنے کی راے قرار پا گئی۔

یہہ حضرات اپنے اپنے لشکرونمین بخیریت تمام ہنسی خوشی واپس آے - فریقین نے اپنے اپنے لشکرونکے سردارون اور روساے قبائل کوبلاکر صلح ہوجانے کی اطلاع کردی دونون طرف رات نہایت امن وچین کے ساتھہ عافیت وسلامتی مین کٹی - سب اس بات پر خوش تھے کہ صلح ہوگئی اور صبح صلحنامہ لکھہ جاویگا - علی العموم دونون لشکرونمین تو یہہ حال تھا اور ہرایک بخیال صلح فارغ البال مگر جو لوگ کہ جناب عثمان کے قتل اور شروفساد کے باعث تھے اونکو یہہ رات عالم پریشانی وبدحواسی مین گذری کیونکہ یہہ صلح ہوجانیکو اپنے حق مین زہر سمجھے ہوے تھے - جب یہہ صلح کا خیال کرتے اپنی موت آنکھونکے سامنے دیکھتے - رات کو سونا آرام کرنا کیسا - نیند کس کی آنکھہ مین آتی - یہان تو دغدغہ دوسرا تھا آپس مین مشورہ ہی کرتے رات کٹ گئی - آخر راے اسپر قائم ہوئی کہ خیریت چاہتے ہو توجس طرح ممکن ہو صبح ہوتے ہی لڑائی چھیڑ دیجاے - حتی الامکان صلح نہ ہونے دو - چنانچہ صبح ہوتے ہی فریقین کی لاعلمی مین فتنہ پردازون مفسدون وبدمعاشون نے لڑائی کا رنگ جمادیا - تاریکی شب مین تلوارین نکالکر بلوائیان مضر اپنے مقابل مضر پر - ربیعہ ربیعہ پر - یمن والے یمن والون پر دفعۃً جاگرے اور مارنا شروع کردیا - اہل بصرہ اور ہرگروہ اپنے اپنے مقابل پر حملہ آور ہوے - فریقین اطمینان سے پڑے سورہے تھے - ناگہانی بلا سر پر آگئی تو مجبور بقصد مدافعت انہون نے بھی جواب دیا اور بات کی بات مین دونون لشکرونمین غدر مچ گیا -

ابن اثیر وابن خلدون کی روایت سے معلوم ہوتا ہے کہ یہہ لوگ فرقہ اشرار جناب علیؓ کے لشکر مین تھے بظاہر آپ کے مطیع مگر دل مین خائف اور فریقین مین لڑائی کرادینے کی فکر مین تھے - تمام قصہ اول سے آخر تک دیکھنے سے معلوم ہوتا ہے کہ گروہ اشرار

آپ کے لشکر مین داخل رہا اور اسی جل جول مین اپنا کام نکالا۔ صاحب روضۃ الصفا نے اس فرقہ کا آپ کے لشکر سے علٰحدہ ہوجانا لکھا ہے لہذا اس مقام پر لکھتا ہے کہ یہہ گروہ پچھلی رات کو اصحاب جمل کے لشکر پر جا پڑا۔ جب اون لوگون نے مدافعت کی تو ہزیمت خوردہ جناب علی کے لشکر مین گھس پڑا اصحاب جمل تعاقب کرتے یہان بھی پہونچے یہان والے سمجھے کہ حضرت طلحہ و زبیرؓ نے شبخون مارا۔ حضرت طلحہؓ و زبیرؓ کو اس ہنگامہ کی خبر ہوئی تو عجلت کے ساتھ میمنہ پر جسجگہ ربیعہ تھی عبدالرحمن بن حارث کو سردار کرکے روانہ کیا۔ میسرہ پر عبدالرحمن بن عتاب کو بھیجا اور خود قلب لشکر مین ٹھیرے رہے۔ لوگون سے دریافت کیا کہ یہ بلوہ کس نے کردیا جواب ملا اہل کوفہ نے پوپھٹتے ہی تیرباری شروع کردی حضرت طلحہؓ و زبیرؓ نے فرمایا۔ افسوس حضرت علیؓ بغیر خونریزی کئے نہ مانینگے۔ یہ کہکر حملہ آور گروہ کی مدافعت کرنے لگے اہل بصرہ نے کوفیون کو اونکے لشکر کی طرف لوٹا دیا۔ علی مرتضیٰؓ شور سنکر خیمہ سے باہر آے اور دریافت کیا کہ یہ ہنگامہ کیسا ہے۔ سبئیہ نے ایک شخص کو پہلے ہی سے سکھا پڑھا کر کھڑا کر رکھا تھا اوسنے کہا ہم رات کو اطمینان سے سوئے تھے صبح نہ ہونے پائی کہ اہل بصرہ نے شبخون مارا۔ ہمارے ہمراہی بھی سوار ہوگئے اور لڑائی چھڑگئی آپنے یہ سنکر فوراً انتظام کیا۔ میمنہ و میسرہ پر سردار مقرر کرکے بھیجے۔ خود بھی سوار ہوکر کمال تاسف سے فرمایا مین جانتا ہون کہ طلحہ و زبیرؓ نے ہمارا کہنا نہ مانا۔ افسوس بغیر قتل و خونریزی کے باز نہ آے۔ اس عرصہ مین سبئیہ نے کام سے غافل نہ تھے برابر قتل و خونریزی مین مصروف ہے جناب علیؓ نے باواز بلند فرمایا۔ لڑائی سے ہاتھ روکو (مگر اس ہنگامہ مین کون سنتا تھا) اس مقام پر روضۃ الصفا مین ہے کہ صبح ہوتے گروہ اہل فساد مین سے جو الگ ہوگئے تھے اشراف و رئیس جیسے اشتر و عدی بن حاتم وغیرہم جناب علی کی خدمت مین حاضر ہوے اور آپ سے اپنی شرکت کی درخواست کرکے لشکر مین آملے۔ جناب علی مرتضیٰؓ اور حضرات طلحہ و زبیرؓ نے بھی منادی کرادی

کہ کوئی شخص کسی پر حملہ نہ کرے تاوقتیکہ وہ اسپر وار نہ کرے۔ کسی بھاگنے والے کا تعاقب کرکے قتل نکرے زخمی کو نہ مارے۔ کسیکا مال واسباب نہ چھینے رعایای بصرہ کے آلات حرب۔ کپڑے۔ سامان۔ وغیرہ نہ لوٹے۔

اب لڑائی نے زور پکڑا۔ کعب بن سور جناب ام المومنین عائشہ کی خدمتمین گئے اور عرض کیا۔ اے ام المومنینؓ۔ لوگوں نے لڑائی شروع کردی اور کسی طرح قتل و خونریزی سے باز نہین آتے۔ آپ موقع پر تشریف لے چلیے۔ شاید اللہ تعالیٰ آپکی برکت سے مصالحت کرادے۔ غرض آپکے اونٹ پر عماری رکھی گئی اور زرہین پہنائی گئین پھر ام المومنینؓ سوار ہوئین معرکہ سے علیحدہ ایسے موقع پر آپ کا اونٹ کھڑا کیا گیا جہان سے شور وغل بخوبی سنائی دیتا تھا۔ چونکہ ام المومنینؓ اس دن اونٹ پر سوار تھین اسلئے اس واقعہ کا نام یوم الجمل ہوگیا۔ حضرت زبیرؓ کے مقابلہ مین حضرت عمار بن یاسرؓ آگئے - ان پر نیزہ سے حملہ کیا اور بار بار انپر نیزہ چلاتے تھے مگر حضرت زبیرؓ اونکے حملہ کو روکتے اور خود انپر وار نہ کرتے تھے حضرت عمارؓ کہتے جاتے تھے۔ کیا آپ مجھکو قتل کر ڈالینگے۔ حضرت زبیرؓ جواب دیتے تھے نہین مین آپکو قتل نہ کرونگا۔ حضرت زبیرؓ اگر چاہتے تو حضرت عمارؓ کو قتل کر ڈالتے لیکن انکو آنحضرت صلعم کا فرمانا۔ ”اے عمارؓ تمکو گروہ باغی قتل کریگا“ یاد تھا اس واسطے اونکے حملہ روکتے اور ربطور دھمکی کے خود ہی بچاکر کوئی ہاتھ اونپر چھوڑ دیتے تھے پھر حضرت زبیرؓ میدان رزمگاہ سے نکلکر جانب وادی السباع تشریف لیگئے چونکہ آپ جناب علیؓ سے حدیث سُن چکے تھے اسواسطے جنگ سے گریز کی۔

جناب ام المومنین عائشہ صدیقہؓ دور سے غل وشور سُن رہی تھین کہ اتنے مین

زیادہ آواز بلند ہوئی۔ آپنے دریافت فرمایا۔ یہہ غل وشور کیون بڑہ گیا۔ لوگون نے کہا۔ لشکر والون کی آوازین آرہی ہین۔ فرمایا خیریت کے یا شر کی علامت ہے۔ جواب ملا۔ ایسا تو ہوا بگڑی معلوم ہوتی ہے یہہ باتین ہورہی تہین کہ یکایک اصحاب جمل بہاگ اٹہے ہوے

حضرت طلحہؓ کے زانو مین ایک ناگہانی تیر لگا۔ زخم کاری آیا (کہتے ہین کہ جب زخم کو دبادیتے خون بند ہوجاتا اور جب چہوڑ دیتے جاری ہوجاتا تہا۔ آپنے فرمایا۔ رہنے دو یہہ خدا کا تیر ہے یہہ زخم جان لینے والا ہے (عقد الفرید۔)

آپنے اپنا پانون گہوڑے کے پہلو سے خوب جما لیا تاکہ گر نہ پڑین اور برآواز بلند پکارتے تہے۔ اے اللہ کے بندو۔ لڑائی سے باز رہو اور میری طرف لوٹ آؤ حضرت قعقاعؓ نے انکو زخمی پاکر کہا۔ آپ زخمی ہوگئے۔ اب مناسب ہے کہ یہان سے چلے جائیے اور کسی مکان مین جاکر آرام کیجیے حضرت طلحہؓ وہان سے چل دیئے۔ خون آپ کے پانون سے جاری رہا۔ آپ یہہ کہتے جاتے تہے۔ خداوندا! حضرت عثمان کے خون کا عوض مجھ سے لے اور مجہسے راضی ہوجا۔ خون اسقدر نکلا کہ آپکا موزہ خون سے لبریز ہوگیا اور آپ کو ضعف طاری ہوا قریب تہا کہ غشی لاحق ہو آپنے غلام سے کہا میرے ساتھ گہوڑے پر سوار ہوجا۔ مجھکو گرنے سے سنبہال اور جلد کسی مکان مین پہونچا کر اوتار دے غلام بدقت تمام آپکو لیکر بصرہ مین داخل ہوا اور ایک مکان کسی ویران مین جا اوتارا۔ وہان طائر روح مقدس قفس عنصری سے پرواز کرکے باغ جنان مین جا پہونچا۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔

جب حضرت طلحہؓ کا اخیر وقت تہا تو اس مکان مین ایک شخص وارد ہوا۔ روایة ازالۃ الخفا یہ شخص ثور بن مجزاۃ ہین۔ آپنے دریافت فرمایا۔ کیا تم امیر المومنین علی مرتضیؓ کے

اصحاب مین سے ہو۔ جواب دیا ہان۔ فرمایا۔ اپنا ہاتھہ دراز کرو مین تمسے بیعت کرتا ہون
یہہ فرماکر آپنے بیعت کرلی۔ آپ کو خوف تھا کہ ایسی حالت مین کہین دم نہ نکلجاے
جو جناب علی مرتضیٰؓ کی بیعت نہ کر سکون لہذا بالواسطہ بیعت کرلی۔ ثور کا بیان ہے
کہ حضرت طلحہؓ نے میرے ہاتھہ پر بیعت کرلی پھر اونکا دم نکل گیا مین حضرت علی کیخدمتمین
حاضر ہوا اور آپ کو اس حال سے مطلع کیا۔ آپنے فرمایا اللہ اکبر۔ خداوند تعالےٰ نے
نہ چاہا کہ طلحہؓ بغیر میری بیعت کئے ہوئے جنت مین جاوین۔ (ازالۃ الخفاء)

اس حالت زخم مین آپ فرماتے تھے۔ افسوس۔ مجھسے زیادہ اپنے خون کو ضائع
کرنے والا کوئی بوڑہا شخص نہ ہوگا۔ آپ اوسی جگہہ مدفون ہوے۔ آپکے پائون مین
مروان بن حکم نے تیر مارا اور بعضے کہتے ہین دوسرے شخص کے تیر سے آپ شہید ہوے
(ابن اثیر و ابن خلدون)

وقت شہادت آپ کی عمر تریسٹھہ ۶۳ سال کی تھی اور ایک روایت مین باسٹھہ ۶۲
اور بعضے چونسٹھہ ۶۴ برس کہتے ہین۔ (خمیس)

تاریخ مسعودیؔ مین ہے کہ جب حضرت زبیر لڑائی سے نکل گئے مروان نے دل مین
کہا۔ زبیرؓ بھی چلے گئے اور طلحہؓ بھی جاتے ہین مناسب ہے کہ انکو یہان ٹھنڈا کردون
یہہ خیال کرکے آپ کی رگ ہفت اندام پر ایک تیر مارا۔

حضرت زبیرؓ کا واقعہ اس طرح گذرا کہ آپنے رزمگاہ سے نکلکر وادی السباع کا
رُخ کیا۔ اثناء راہ مین احنفؓ بن قیس کا لشکر ملا۔ احنفؓ نے آپکو جاتے ہوے دیکھکر
کہا واللہ۔ اب اس الگ ہونے کا کیا اعتبار ہے جب مسلمانونکو جمع کردیا اور وہ
ایک دوسرے سے لڑنے لگے جب آپ ادہر سے گذر گئے احنفؓ بن قیس نے

آپنے ہمراہیونسے کہا۔ کون ایسا ہے جو حضرت زبیرؓ کی خبر لائے۔ عمرو بن جرموز بولا۔ مین جاتا ہون۔ یہ کہکر آپ کے پیچھے روانہ ہوا اور آپ سے جا ملا۔ آپنے پوچھا۔ تمہارا یہان آنے سے کیا مطلب ہے۔ جواب دیا۔ آپسے کچھ سوال کرنا ہے۔ عطیہ آپکا غلام کہنے لگا یہ شخص آپ کے دشمنونکو ایذا پہونچانے والا ہے۔ فرمایا۔ ایک شخص سے کیا خوف ہے۔ یہ فرما کر آگے روانہ ہوے۔ اس عرصہ مین نماز کا وقت آیا۔ آپ گھوڑی سے اوترے اور نماز پڑہانے آگے ہوے کہ ابن جرموز نے پیچھے سے ایک وار مین آپکو شہید کر دیا۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔ بروایت مسعودیؒ آپ کی عمر چھیتر برس کی تہی۔ ابن جرموز آپ کا گھوڑا۔ ہتہیار۔ مہر لیکر چلتا ہوا۔ غلام کو چھوڑ دیا۔ غلام نے آپ کو اوسی مقام مین دفن کیا اور لشکر مین آکر لوگونکو اس واقعہ کی خبر دی۔

ابن جرموز احنف کے پاس آیا اور حضرت زبیرؓ کا قتل کرنا بیان کیا۔ آپنے ناخوش ہوکر کہا۔ بخدا مین نہین جانتا کہ یہ کام تونے اچھا کیا یا بُرا۔ پھر ابن جرموز حضرت علیؓ کے لشکر مین پہونچا۔ دربان سے کہا۔ قاتل زبیرؓ کے حاضر ہونے کی اجازت مانگ لا۔ دربان نے حضور مین جاکر اجازت چاہی۔ آپنے فرمایا۔ آنے دو اور اوسکو دخول دوزخ کی بشارت دو۔ ابن جرموز حاضر خدمت ہوا اور حضرت زبیرؓ کی تلوار پیش کی۔ آپنے تلوار ہاتھ مین لیکر دیکھی اور نہایت دردناک لہجہ مین فرمایا۔ اسی تلوار کے ذریعہ سے اکثر اوقات زبیرؓ نے جناب رسالتمآبؐ کی ذات اقدس سے مصیبتین دفع کین۔ یہ فرماکر وہ تلوار ام المومنین عائشہؓ کے پاس بہیج دی۔ (ابن اثیر)

اور ایک روایت مین ہے کہ ابن جرموز حضرت زبیرؓ کا سر کاٹ کر جناب علیؓ کی خدمت مین لایا جب آپ کے سامنے آیا آپنے فرمایا۔ تجھکو دوزخ کی بشارت ہو

کیونکہ آنحضرتؐ فرماتے تھے۔ قاتل زبیرؓ کے واسطے دوزخ کی بشارت ہے۔
ابن جرموز آپ کے پاس سے چلا گیا اور شعر پڑھتا جاتا تھا جسکا مطلب یہہ ہے
مین علیؓ کے پاس زبیرؓ کا سر کاٹ لایا اور اپنے نزدیک اسکو ثواب سمجھے ہوئے تھا
مگر افسوس آپ نے مجھکو بغیر دیکھے آگ دوزخ کی بشارت دی۔ تحفہ لانے والے کے
حق مین تو یہہ بشارت بہت بُری ہے۔" (عقد الفرید)
اب اسوقت لڑائی قریب ختم ہونے کی تھی اور بھاگے ہوئے بصرہ کے قریب
پہونچ گئے تھے مگر جسوقت سواران لشکر جناب علیؓ نے ام المومنین عائشہؓ کی اونٹ کو
دیکھا چارون طرف سے اوسکے گرد جمع ہوگئے اسلئے مفرورین پھر لوٹے اور راوسنی ور
دشور اور دلی جوش وخروش کے ساتھہ دوبارہ لڑائی شروع کردی کعب بن سور
اونٹ کی مہار پکڑے ہوئے تھے جناب عائشہؓ نے جب دیکھا کہ لوگ کسی طرح
لڑائی سے باز نہین آتے تو کعب بن سور سے فرمایا۔ تم اونٹ کو چھوڑ دو اور یہہ قرآن
شریف لیکر صف لشکر سے نکلکر میدان مین جاؤ اور لوگونکو اسکے محاکمہ کی طرف بلاؤ
کعب قرآن شریف لیکر گئے۔ امیر المومنین کا لشکر انکی طرف بڑہا سب سے آگے فرقہ سبئیہ
تھا اوسنے کعب بن سور پر تیرون کی بارش کردی۔ ہزارون تیر ایک ساتھہ انپر پڑے
اور شہید ہوگئے۔ گروہ سبئیہ ام المومنین کی عماری پر تیر چلانے لگے۔ آپنے بلند
آواز سے اپنے ہمراہیونکو امداد کے لئے بلایا اور یہہ فرماتی تہین۔ اللہ سے ڈرو۔ روز
حساب کا خوف کرو۔ مگر کوئی سنتا نہ تھا بلکہ اور آگے بڑہے آتے تھے جب حضرت صدیقہ
نے دیکھا کہ لوگ کسی طرح لڑائی سے ہاتھہ نہین روکتے آپ قاتلین جناب عثمانؓ پر
بددعا کرنے لگین تاکہ لوگ آپ کی بددعا سے ڈرکر جنگ سے باز رہین۔ اہل لشکر بھی آپکے

ہمراہ بددعا کرنے لگے۔ ایک طرف لڑائی کا زور و شور دوسری طرف بددعا کی ہزاروں آوازیں ایک ساتھ ملکر آتی تہیں جن سے میدان رزمگاہ گونج اوٹہا تہا جناب علی مرتضیٰ رض نے دریافت حال فرمایا معلوم ہوا کہ ام المومنین قاتلین جناب عثمان پر بددعا کر رہی ہین۔ آپنے بہی فرمایا۔ اللھم العن قتلۃ عثمان۔ جب اس تدبیر سے بہی لڑائی نرُکی توام المومنین نے سرداران میمنہ و میسرہ سے کہلا بہیجا کہ تم لوگ ثابت قدمی سے لڑتے رہو تمہاری مدد کو اور فوج بہیجتی ہون۔ جب آپنے دیکہا کہ لڑنے والے مجہہ ہی پر حملہ کرتے بڑہے چلے آتے ہین اور سب طرف سے مجہہ ہی پر یورش ہے تو آپنے لشکر یونکو ایک پُرجوش تقریر سے پہر لڑائی پر اوبہارا (ناظرین اس امر کا خیال رکہین کہ جناب ام المومنین رض پر حملہ کرنے والے فرقہ اشرار سبئیہ ہی تہے)

آپکے جوش دلانے سے بصرہ کے قبیلہ مضر نے اپنے مقابل کوفہ کے مضر کو توڑ ڈالا اور اونٹ کے آگے کا میدان حملہ آور حریف سے صاف کر ڈالا پہر تیرون کی بارش کر دی۔ طرفین ایک دوسرے کے حملہ کا جواب تیرونسے دے رہے تہے۔ جناب علی مرتضیٰ رض جس جگہہ کہڑے تہے لڑنے والونکی ریل پیل سے وہان سے بیچ مین ہو گئے اور محمد بن حنفیہ علمدار فوج سے فرمایا۔ حملہ کرکے ان لوگونکو ہٹا دو۔ محمد بن حنفیہ نے آگے بڑہنے کا قصد کیا مگر بجز تیرونکی نوک کے کسی طرف راہ نہ تہی مجبور رُک رہے۔ یہ دیکہکر جناب علی مرتضیٰ رض نے علم اپنے صاحبزادہ کے ہاتہہ سے لے لیا اور فرمایا تم میری آگے رہو۔ اسوقت تک صرف مضر مین باہم مقابلہ تہا باقی فریقین علحدہ تہے۔

جناب علی مرتضیٰ کے لشکر مین زید بن صوحان کی قوم نے انسے کہا کہ تم بہی ہمارے ساتھ اس ہنگامہ سے الگ رہو یہہ زور شور تم کسی طرح روک نہین سکتے۔ تم نہین

دیکھتے کہ مضر تمہارے سامنے کس گرما گرمی سے اونٹ کی طرف بڑھ رہے ہین۔ جو اونٹ کے قریب جاتا ہے مارا جاتا ہے۔ اونہون نے جواب دیا۔ موت زندگی سے بہتر ہے اور مین تو موت کا خواہان ہون۔ یہہ کہکر معرکہ مین گھس پڑے۔ زید بن صوحان اور سیمان بن صوحان دونون بہائی مارے گئے۔ انکے بہائی صعصعہ زخمی ہوکر کچہہ دنون زندہ رہے آخر کار وہ بہی انتقال کر گئے۔ اب دوسرے قبائل بہی لڑنے لگے۔ جناب علی مرتضی رض نے یہہ ہنگامہ فرو کرنے کی تدبیر بہت کچہہ کی مگر ایک پیش نہ گئی۔ آپنے قبائل ربیعہ و یمن کی طرف آدمی بہیجکر حکم دیا کہ اپنے سردارونکی متابعت کرو اور لڑائی سے باز رہو چنانچہ ایک شخص عبد القیس کا کہڑا ہوا اور پکار کر کہا۔ اے لوگو۔ امیر المومنین تمکو حکم خدا کی طرف بلاتے ہین۔ مگر ماننے والا کون تہا بلکہ برعکس یہہ جواب ملا۔ جو شخص حدود اللہ کو قائم نہین کرتا وہ ہمکو کیون بلاتا ہے۔ کعب بن سور کو ربیعہ نے تیرونسے مار ڈالا انکے خون کا عوض کوئی نہین لیتا۔ القصہ فریقین کسی طرح باز نہ آے۔ لڑائی کا عنوان تہوڑی دیر کے لئے پہر خطرناک منظر بنگیا۔ کوفہ کے یمن والون نے بصرہ کے یمن والونکا مقابلہ کیا۔ اہل کوفہ کسی طرح قتال سے ہاتھ نہ روکتے تھے اور انکا یہی مطلب تہا کہ ام المومنین کے اونٹ تک پہونچ جاوین اور آپکے دشمنون کو ایذا پہونچائین۔ آپنے یہہ دیکھکر اپنے لشکریونکو پہر حفاظت کرنے کی تاکید کی۔ دونون طرف خوب جم کر لڑائی ہونے لگی اور دونون حریف جوش مردانگی مین ایک دوسرے پر ٹوٹ پڑے۔ بصرہ کے اہالی یمن اور ربیعہ کا گروہ کوفہ کے اہالی یمن اور ربیعہ پر غالب آیا اور انکو بہگا دیا۔ پہر بہی دونون گروہ کوفہ والے سنبہلکر لڑنے لگے۔ انکے علم کے نیچے دس آدمی مارے گئے پانچ ہمدان کے اور پانچ یمن کے۔ پہر علم کو

یزید بن قیس نے سنبھالا۔ کوفی ربیعہ کے علم کے نیچے زید۔ عبداللہ بن رقیہ۔ ابوعبیدہ بن راشد بن سلمی کام آے۔ لڑائی لحظہ بلحظہ تیز ہوتی جاتی تھی صفونکی ترتیب جاتی رہی تھی یہان تک کہ کوفیونکا وہ گروہ جو میمنہ لشکر مین تھا اپنے قلب سے اور بصریونکا میسرہ اپنے قلب سے مل جل گیا۔ ایسے لڑائی مین مصروف ہوے کہ سدہ بدھ نہ رہی بدحواسی مین سواے مارنے اور مرنے کے اور کام نہ تھا۔ اس فریق کے میمنہ نے اوس فریق کا میسرہ اور اسکے میسرہ نے اوسکے میمنہ کا آگا روکا اور حریف کو اپنے مجمع مین داخل ہونے سے باز رکھا۔ شجاعان مضر جانبین سے بڑہ بڑہ کر حملے کرنے لگے اور باہم پکار کر کہتے جاتے تھے۔ حریف کے ہاتھہ پانون کاٹو جانسے نہ مارو چنانچہ فریقین کے زور آزما اپنے مقابل پر حملہ کرکے اوسکے ہاتھہ پانون قلم کردیتے تھے۔ اس واقعہ مین جسقدر ہاتھہ پانون کٹے ہوے لوگ نظر آے اور کسی معرکہ مین اتنے نہ دیکھے گئے۔ عبدالرحمن بن عتاب کا ہاتھہ بھی قبل شہادت کٹ گیا تھا۔

جناب ام المومنین نے اپنے بائین طرف ملاحظہ فرماکر دریافت کیا تم کون لوگ ہو۔ جواب ملا۔ صبرہ بن شیمان آپکے جان نثار اولاد ہنواز د۔ فرمایا۔ شاباش اے آل غسان۔ میری حفاظت کرو۔ مفسدون کے ہاتھہ سے بچاؤ۔ تمہاری بہادری جو سنی جاتی تھی آج اوسکے ظاہر ہونے کا دن ہے۔ ازدی جناب ام المومنین کے اونٹ کی مینگنی اوٹھا کر سونگہتے تھے اور کہتے تھے کیا اچھی خوشبو آتی ہے جیسے مشک و عنبر ہو۔ کیون نہو ہماری مان کے اونٹ کی مینگنی ہے۔ پھر آپنے داہنی طرف والون سے دریافت کیا کہ تم کون ہو۔ جواب ملا۔ بکر بن وائل۔ فرمایا۔ تمہارے

مقابل عبد القیس مین مجھکو اونکے حملہ سے بچانا غرضکہ ان دونون فریق مین سخت جنگ ہوئی پھر آپ سامنے کے لشکر سے متوجہ ہوئین اور فرمایا۔ یہہ کون لوگ ہین عرض کیا گیا ہم لوگ بنی ناجیہ ہین۔ فرمایا۔ واہ واہ کیا کہنا۔ تمہاری تلوارین تو نامی و مشہور ہین ابطحی۔ قرشی۔ شاباش۔ میری حفاظت کا خیال رکھنا۔ پھر بنو ضبہ نے آپکے اونٹ کی حفاظت کی اور حریف سے لڑتے رہے۔ اسوقت آپکے گرد آتش جدال و قتال نہایت زورون پر تھی۔ بنو ضبہ کے ساتھ بنو عدی بن عبدۃ کا گروہ شریک ہوا اور دونون قبیلہ نکے مل جانے سے آپکے گرد مجمع کثیر ہو گیا۔ یہہ گروہ نہایت تشدد اور قوت سے آپکی حفاظت مین لڑتا رہا۔

سب سے اول اونٹ کی مہار کعب بن سور کے ہاتھہ مین تھی جب یہہ مارے گئے تو انکے بھائی عبد اللہ نے یہہ کام کیا۔ وہ بھی مارے گئے تو مہار شتر عمیرہ بن یثربی نے لی۔ اودہر سے ہند بن عمرو جملی مرادی حملہ آور ہوا۔ دونون مین دو دو ہاتھہ چلے ابن یثربی نے ابن عمرو کو قتل کر ڈالا۔ علیا بن ہیثم نے ابن یثربی پر حملہ کیا اور مارا گیا۔ اسی طرح سیمان بن صوحان مارے گئے اور انکی بھائی صعصعہ زخمی ہوی ابن یثربی اونٹ کی مہار پکڑکر اشعار رجز پڑہنے لگا جنکا مطلب یہہ ہے "میری شجاعت کا کون منکر ہوگا مین قاتل علیا۔ ہند جملی۔ ابن صوحان ہون اور مین تو علی رض کے دین پر ہون مین نے ان لوگونکو مار ڈالا اور کسی کی پرواہ نہین۔ میرے غم کو ابوالحسن دفع کرنے والے کافی ہین" حضرت عمار رض نے سنکر فرمایا۔ تو نے بڑی حفاظت کے ساتھہ پناہ پکڑی۔ اگر تو سچا ہے تو اس لشکر سے نکلکر ہمارے پاس چلا آ۔ ابن یثربی نے اونٹ کی مہار دوسرے شخص کو دی اور حضرت عمار رض سے مقابل ہوا۔ آپ نوے کے

برس کے تھے اور بعضے کہتے ہین اسّی سے زیادہ عمر تھی صرف ایک پوستین آپکے بدن پر تھی
جسکو ایک رسی کے ساتھہ کمر سے باندہ لیا تھا۔ آپ بمقابلہ ابن یثربی بہت کمزور تھے
لوگ انکو دیکھکر افسوس سی کہنے لگے۔ ہاے عمار اپنے دوستونکے پاس جانا چاہتے ہین
ابن یثربی نے انپر تلوار چلائی عمارؓ نے سپر پر روکی۔ تلوار سپر کو کاٹ کر اوسمین اولجہ رہی
ابن یثربی نے بہت زور کیا مگر نہ نکلی حضرت عمارؓ کو موقع ملگیا اور اپنی تلوار سے اُسکے
پائون قلم کردیئے۔ ابن یثربی گر پڑا لوگ قید کرکے حضرت علیؓ کے سامنے لاے۔
ابن یثربی نے فریاد کی کہ مجھکو قتل نہ کیجئے۔ آپنے فرمایا کہ تو نے تین شخصونکو قتل کیا
اب بہی نہ مارا جاوے۔ غرض آپکے حکم سے مارا گیا۔

بعد قتل ابن یثربی زمام شتر ایک عدوی نے لی۔ اوس نے ایک شخص بنی عدی
کو دی اور خود لڑائی مین مصروف ہوا۔ اوسکے مقابل ربیعہ عقیلی آے۔ دونون مین
تلوار چلی اور دونون ایک ساتھہ زخمی ہوکر گرے اور مر گئے۔ پھر حارث ضبّی نے
مہار شتر لی۔ یہہ شخص بڑا سخت تہا جناب ام المومنینؓ کے شتر کی مہار لئے ہوے
لڑتا جاتا تہا اور اشعار رجز بر زبان تھے۔ اسکے بعد عمر وضبّی نے مہار لی۔ اسی طرح
مہار شتر پر چالیس آدمی قتل ہوے۔ جناب ام المومنین فرماتی تہین جب تک
بنوضبّہ میرے اونٹ کی محافظ رہے وہ اچھی حالت پر رہا اور جب اونکی آواز مین نے
نہ پائی تو اونٹ مارا گیا۔ (بنوضبّہ اشعار رجز پڑھتے تھے جنکا ترجمہ یہہ ہے۔ ”ہم
بنوضبّہ اصحاب جمل ہین جب موت آجاتی ہے تو ہم بید ریغ اوسکے منہ مین کود
پڑتے ہین اور موت ہمارے نزدیک شہد سے زیادہ شیرین ہے۔“)

اور ایک روایت مین ستر آدمی قریش کے اونٹ کی مہار پر مارے گئے۔

آ گئے مین نے اونکو مار لیا۔ عبداللہ بن حکیم بن حزام کے ہاتھہ مین علم قریش تھا مین نے دیکھا کہ وہ عدی بن حاتم سے لڑ رہے ہین۔ دونون ایک دوسرے پر مردانہ حملے کر رہے تھے مین عدی بن حاتم کے ساتھہ ہوگیا اور عبداللہ بن حکیم کو ہم دونون نے ملکر قتل کیا۔ پھر مہار شتر اسود بن ابی بختری نے لی۔ یہہ قریشی ہین یہہ بھی مارے گئے۔ مروان بن حکم بھی زخمی ہوا۔ عبداللہ بن زبیرؓ کے بدن پر بہتر زخم تیر و نیزہ کے لگے اسپر بھی ہمراہیان جناب ام المومنینؓ کا جوش کم نہ ہوتا تھا اور نہ فرقہ سبئیہ اور اونکی پیرو اونٹ پر حملہ کرنے سے باز آتے تھے۔ اشتر کا بیان ہے کہ جنگ جمل سے زیادہ کوئی معرکہ سخت میری نظر سے نہین گذرا۔ کوئی بہاگنے کا نام تک نہ لیتا تھا ہم سب اس طرح ڈٹے ہوے جنگ پر قائم تھے جیسے کالا پہاڑ۔

اونٹ کی مہار اسقدر لوگونکے ہاتھون ہاتھہ رہی کہ وہ بھی ٹوٹ کر پرزہ پرزہ ہوگئی۔ یہہ سب کچھہ ہوا مگر لڑائی کا خاتمہ ہوتا نظر نہ آتا تھا۔ کثرت سے لوگ مارے گئے ہزارون کے ہاتھہ پانون کٹ گئے میمنہ و میسرہ کا فرق نہ رہا۔ فریقین قلب لشکر سے آکر مل گئے مگر پھر بھی وہی زور شور تھا۔ آخر جناب امیر المومنین نے جنگ ختم کرنیکی یہہ ترکیب سوچی دیگر اشخاص بھی اس راے کے موافق ہوے کہ جبتک اونٹ زندہ ہے اس لڑائی کا خاتمہ نہ ہوگا اگر کسی طرح اونٹ مارا جاوے تو ابھی جنگ کا خاتمہ ہوا جاتا ہے چنانچہ آپنے بلند آواز سے پکار کر فرمایا۔ اونٹ کے پانون کاٹ ڈالو۔ یہہ لوگ آپ ہی متفرق و منتشر ہوجائین گے۔ ایک شخص نے آپکے حکم کی تعمیل کی۔ ایک تلوار اس زور سے ماری کہ اونٹ زخمی ہوگیا اور بلبلا کر گر پڑا۔ راوی کا بیان ہے کہ مین نے کبھی کسی اونٹ کے بلبلانیکی ایسی تیز آواز نہ سُنی تھی۔

کوفیان ازد کا علم مخنف بن سلیم کے پاس تہا وہ مارے گئے تو صقعب نے لیا۔ اونکے بعد عبداللہ بن سلیم نے سنبہالا۔ یہہ جب مارے گئے تو علا بن عروہ نے لیا۔ علم انہین کے ہاتہہ مین تہا کہ فتح ہوگئی۔ کوفیان عبدقیس کا علم قاسم بن سلیم کے ہاتہہ مین تہا۔ انکے بعد زید بن صوحان علمدار ہوے یہہ سادات تابعین سے ہین بڑے نمازی روزہ دار تہے (تاریخ یافعیؒ) جب یہہ مارے گئے تو انکے بہائی سیمان بن صوحان نے علم لیا۔ یہہ مارے گئے تو اور متعدد اشخاص علمدار رہے۔ اونہین مین عبداللہ بن رقیہ ہین انکے بعد منقذ بن نعمان کو علم ملا جب یہہ بہی کام آے تو ان کے بیٹے مرہ نے سنبہالا علم انہین کے ہاتہہ مین تہا کہ فتح کا ڈنکا بجا۔ بکر بن وائل کا علم حرث بن حسان ذہلی کے ہاتہہ مین تہا۔ انہون نے آگے بڑہکر مقابلہ کیا۔ یہہ اپنے خاندان کے پانچ آدمیون کے ساتہہ اور چند لوگ بنی محدوج کے اور پینتیس ۳۵ آدمی بنی ذہل کے معرکہ مین کام آے (ابن خلدون و ابن اثیر)

حارث بن حسان رضؓ نے اپنے بہائی سے کہا۔ اے بہائی۔ کیا اچہی یہ لڑائی ہے اگر ہم حق پر ہون۔ بہائی نے جواب دیا۔ ہم ضرور حق پر ہین کیونکہ لوگ تو ادہر ادہر چلے گئے مگر ہم اہلبیت جناب رسالتمآب کے پاس ہین اور انکی حفاظت مین جان دے رہے ہین۔

اوسی جنگ مین عمیر بن اہلب ضبیّ زخمی ہوکر گرا زمین پر پڑا تڑپ رہا تہا کہ جناب علی رضؓ کے لشکر کا ایک سپاہی اوسکے پاس ہوکر گذرا۔ عمیر کو شعر پڑہتے دیکہکر کہا یہ وقت کلمہ پڑہنے کا ہے۔ شعر کی جگہہ کلمہ پڑہو۔ عمیر نے کہا۔ میرے پاس آکر کہو مین سمجہا نہین ذرا اونچا سنتا ہون۔ وہ شخص عمیر کے پاس بیٹہہ گیا اور اوسکے منہ سے

منہ ملاکر کلمہ پڑہا۔ عمیر نے جست کرکے اوس بیچارہ کا کان دانتونسے مضبوط پکڑ لیا۔ وہ جبڑے سے اوکھڑ آیا۔

بعضون نے اونٹ کے مارے جانے کا قصہ اس طرح نقل کیا ہے کہ اشتر اونٹ کے پاس سے لڑکر واپس آرہی تھے اور ادہر قعقاع جا رہی تھے کہ انہون نے اشتر سے کہا۔ کیا تم پہر اونٹ کی طرف جاکر لڑسکتے ہو۔ اشتر نے اسکا کچھ جواب نہ دیا۔ قعقاع رضی نے کہا۔ اے اشتر تم یہہ نہ سمجھنا کہ تم ہی لڑائی کے ڈھنگ سے واقف ہو بلکہ ہم بھی لڑنا جانتے ہین۔ یہہ کہکر حضرت قعقاع رضی نے بڑھ کر حملہ کردیا۔ اوسوقت شتر کی مہار زفر بن حرث کے ہاتھ مین تہی۔ اسوقت بنی عامر کے شیوخ مین سے کوئی باقی نہ بچا تہا سب اونٹ کے آگے مارے گئے اور ان سب کے بعد زفر نے مہار لی تہی۔ زفر رجزیہ اشعار پڑھتے جاتی تھے۔ قعقاع نے بجیر بن دلجہ سے کہا۔ اے بجیر۔ تم اپنی قوم سے بحیلہ وتدبیر مناسب سازش کرکے اونٹ کے پاس جاؤ اور اوسکو مارکر گرادو تاکہ لڑائی کا خاتمہ ہوجاے ورنہ اسکا انجام بدنظر آتا ہے۔ خدانخواستہ جناب ام المومنین رض کو صدمہ پہونچا تو بڑی بات ہے لیکن وہی صورت مین ہماری اور تمہاری سب کی نجات اور لڑائی کا خاتمہ ہے (چونکہ فریقین مین ہر قبائل کے لوگ کچھ ادہر کچھ اودہر تھے لہذا بجیر نے اپنی ہی قوم سے سازش کرنا چاہی اور بجیر جناب علی رض کے لشکریون مین تھے) بجیر نے اپنی قوم کو پکار کر کہا۔ اے آل ضبہ۔ اے عمرو بن دلجہ مین تمہارے پاس آنا چاہتا ہون تم سے کچھ کہونگا۔ اونہون نے اجازت دی بجیر نے وہان پہونچکر کہا۔ کیا مجھکو تہوڑی دیر تک تاوقتیکہ تمہارے پاس واپس نہ آجاؤن امن دیسکتے ہو۔ اونہون نے جواب دیا۔ ہان تمکو امن ہے۔ بجیر امن پاکر اونٹ کے پاس گئے اور ایک تلوار اوسکے پانون پر ماری اور خود اونٹ کے دوسرے

پائون پر گر پڑے۔ اونٹ بلبلا کر گرنے لگا۔ قعقاع رضؓ نے اپنے نزدیک والونسے کہدیا کہ تمکو امن ہی پہر خود زفر کے ساتہہ تنگ اور رسیان کاٹ کر ہاتہون ہاتہہ عماری سنبہال کر زمین پر رکہہ دی عماری کثرت تیرونسے بہ شکل سیہی (خارپشت) نظر آتی تہی۔ جو لوگ اونٹ کے گرد و پیش تہے اونٹ کے گرتے ہی بہاگے اور آتش جدال و قتال دفعۃً فرو ہوگئی جب لوگ بہاگے حضرت امیر المومنین نے عام منادی کرادی کہ خبردار کوئی بہاگنے والے کا پیچہا نہ کرے۔ کسی زخمی آدمی کا اسباب نہ چہینا جاوے۔ کوئی کسی کے گہرون مین نہ گھسے پہر حکم دیا کہ ام المومنین کی عماری مقتولین کے درمیان سے اوٹہا کر صاف میدان مین رکہی جاوے۔ محمد بن ابی بکر رضؓ کو ارشاد ہوا کہ عماری پر ایک قبہ (یا خیمہ) قائم کردین اور یہہ بہی دریافت کرلین کہ ام المومنین کے کہین کوئی زخم تو نہین لگا۔ محمد عماری کے پاس آئے اور اپنا سر عماری مین ڈالا۔ ام المومنین رضؓ نے فرمایا۔ کون۔ عرض کیا۔ آپ کے گہر والون مین سے آپ کے نزدیک جو سب سے برا شخص ہو وہ مین ہون۔ ام المومنین رضؓ نے اپنے بہائی کو بخیریت زندہ پاکر فرمایا۔ الحمد للہ خداوند تعالی نے تمکو صحیح و سالم رکہا۔

بعضون نے لکہا ہے کہ جب اونٹ گرنے لگا تو محمد اور عمار دونون اوسکے پاس پہونچ گئے اور عماری کو اونٹ پر سے اوتار کر دور فاصلہ پر جہان کوئی شخص نہ تہا لیجا کر رکہدیا۔ محمد نے اپنا ہاتہہ عماری کے اندر ڈالا۔ ام المومنین رضؓ نے فرمایا۔ کون ہی جواب ملا آپکا بہائی ہون۔ ہمشیرہ صاحبہ۔ خدانخواستہ آپ کے کوئی زخم تو نہین پہونچا۔ ارشاد ہوا تم یہ کیون پوچہتے ہو۔ عرض کیا۔ کیا اب بہی مین گمراہی پر ہون۔ فرمایا نہین بلکہ اب راہ پر آگئے۔ پہر حضرت عمار رضؓ نے دریافت کیا۔ اے مادر مہربان۔ آج اپنے لڑکونکی لڑائی آپنے ملاحظہ فرمائی ؟ ارشاد ہوا مین تمہاری مان نہین ہون۔ عمار رضؓ بولے۔

مین تو ضرور کہونگا چاہے آپ ناخوش ہون - فرمایا - اب تمنے فتح پائی تو لگے فخر کرنے اور یہ تو کوئی فتح و ظفر نہین ہے - اس کے بعد جناب امیر المومنین خود تشریف لائی اور دریافت کیا - کیف انت یا امہ - اے مادر مہربان - آپ کیسی ہین - فرمایا الحمد للہ بخیریت ہون - جناب علی رضنے فرمایا - اللہ تعالیٰ آپسے درگذر فرماوے - ارشاد ہوا اور آپسے بہی خدا درگذر کرے - بعد اسکے اعین بن ضبیعہ بن اعین مجاشعی حاضر خدمت ہوا اور عماری مین جہانکا - آپنے فرمایا - دور ہو تجہپر خدا کی لعنت - اوسنے کہا بخدا مین حمیرا (لقب جناب ام المومنین رض) کو دیکہتا ہون - آپ اوسکے اس لفظ پر اور بہی برافروختہ خاطر ہوئین - بد دعائیہ کلمات اوسکے حق مین ارشاد فرمائے "خدا تیرا پردہ فاش کرے - کمبخت تیرے ہاتہہ کٹین - تیری لاش برہنہ پڑی رہے" جناب ام المومنین عائشہ صدیقہ رض کی بد دعا اوسکے حق مین تیر کا کام کر گئی - اسکے بصرہ مین ہاتہہ کاٹے گئے پہر قتل کیا گیا اور سولی پر چڑہایا گیا اور لاش بے کفن بالکل برہنہ ازد کے کہنڈرونمین پہینک دی گئی - بعد ازان جناب ام المومنین کی خدمت مین سرداران اسلام حاضر ہوے - اونمین حضرت قعقاع بن عمرو رض بہی تہے - اونہون نے آتے ہی سلام کیا - آپنے جواب دینے کے بعد فرمایا - خدا کی قسم مجہکو یہہ منظور تہا کہ آج کے واقعہ سے بیس برس پہلے مر جاتی - قعقاع رضنے واپس ہو کر امیر المومنین کیخدمتمین یہہ قول بیان کیا - آپنے بہی فرمایا - کاش اس واقعہ سے بیس برس قبل مین مر جاتا تو کیا خوب ہوتا -

منقول ہے کہ جناب علی مرتضیٰ رض بعد واقعہ جمل کے اکثر یہہ اشعار نہایت افسوس کے ساتہہ پڑہا کرتے تہے -

الیک اشکو عجری و بجری	ومعشرا اغشوا علی بصری
قتلت منھم مضری بمضری	شفیت نفسی و قتلت معشری

خداوندا! مین تیرے ہی آگے اپنا سب حال عرض کرتا ہون اور اپنی قوم کی شکایت بیان کرتا ہون جسنے میری آنکھون پر پٹی باندہ دی اور مین نے اپنے تابعین مضر کو باہم لڑا دیا اور ایک کو دوسرے کے ہاتھون قتل کرادیا۔ اپنی قوم کو گویا اپنے ہی ہاتھ سے قتل کرکے اپنے دل کو خوش کرلیا۔

جب آفتاب عالمتاب نے مقتولان معرکہ کے غم مین سیاہ نقاب اپنے روشن چہرہ پر ڈالا اور رات نے ماتمی لباس پہنکر اپنے پردۂ ظلمت مین عروسان پردہ نشین انجم کو صحن افلاک پر اس حسرتناک سین دیکھنے اور کشتگان دشت نبردگاہ پر ماتم کرنے کو جلوہ گر کیا محمد بن ابی بکر جناب ام المومنین عائشہ صدیقہؓ کو شہر بصرہ مین لیگئے اور عبداللہ بن خلف خزاعی کے گھر مین صفیہؓ بنت حارث بن ابی طلحہؓ (عبدالداری) مادر طلحۃ الطلحات بن عبداللہ بن خلف کے پاس ٹھیرایا۔ رات ہی کے وقت فریقین کے زخمی مقتولین کی لاشون مین سے ڈھونڈہ ڈھونڈہکر شہر مین لائے گئے اور اونکے علاج دمرہم پٹی کی مناسب تدبیر کیگئی جناب علی مرتضیٰؓ مقتولین کے ملاحظہ کے لئے تشریف لیگئے۔ بروایت عقد الفرید رات کے وقت معائنہ فرمایا۔ آپکے غلام کے ہاتھ مین شمع تھی۔ آپ ہر ایک لاش کو بغور دیکھتے اور تاسف فرماتے تھے۔ کعب بن سور کی لاش دیکھکر فرمایا۔ افسوس کیا تمکو خیال ہے کہ ہمپر صرف عوام الناس نے خروج کیا حالانکہ انمین ایسے بزرگ عالم بھی ہین جب عبدالرحمن بن عتاب کی لاش پر گذرے۔ فرمایا۔ ہاے یہ شخص اپنی قوم کا سردار حامی و مددگار تھا حضرت طلحہؓ بن عبیداللہ کو بھی ملاحظہ کیا۔

اونکا چہرہ غبار آلودہ صاف کرکے فرمایا۔ اے ابو محمد مین سخت ناخوش ہون کہ تم کو خاک آلودہ زمین پر پڑا دیکھہ رہا ہون۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔ بخدا۔ مجھکو بہت مکروہ ہے کہ قریش کو اس حالت مین دیکھون۔ بخداے لایزال۔ تم وہی شخص ہو جس کی شان مین کسی نے یہہ شعر کہا ہے۔

فتی کان یدنیہ الغنی من صدیقہ	اذا ما ھو استغنی ویبعدہ الفقر

ترجمہ۔ آپ وہ جوانمرد سخی تھے کہ اپنے دوست کے قریب ہوتے اور رو وہ غنی ہوجاتا اور آپ کثرت جود سے فقیر ہوکے اوس سے جدا ہوتے۔ علامہ مسعودی نے اسکے بعد ایک شعر اور بہی لکھا ہے۔

کان الثریا علقت فی یمینہ	وفی خدہ الشعری وفی الآخر البدر

ترجمہ طلحہؓ کی یہہ شان و مرتبہ عالی ہے کہ گویا ثریا اونکے داہنے ہاتھہ مین اور بدر بائین ہاتھہ مین ہے اور پیشانی پر شعری تارا ہے۔ پہر فرمایا مین خداے پاک سے امیدوار ہون کہ مین۔ عثمانؓ۔ طلحہؓ۔ زبیرؓ۔ سب اون لوگون مین ہونگے جنکی شان مین آیہ کریمہ ونزعنا ما فی صدورھم من غل اخوانا علی سرر متقابلین۔ نازل ہوئی ہی مقتولین مین سے جس لاش کو آپ دیکھتے یہی فرماتے۔ لوگونکا خیال تہا کہ اس جنگ مین عوام الناس ہی نے ہمپر خروج کیا تہا۔ افسوس۔ اس مین یہ فلان شخص عابد۔ زاہد مجتہد بہی شریک تہا جب آپ سب لاشین دیکھہ چکے تو حکم دیا کہ یہ مقام رصافہ مین جمع کی جاوین۔ چنانچہ سب لاشین ایک جگہہ جمع کی گئین۔ آپ نے مقتولین اہل بصرہ وکوفہ فریقین کے لشکریون پر نماز جنازہ پڑہائی۔ اہل قریش پر بہی جو دونون لشکر وہمین تھے اور اس معرکہ مین کام آے نماز ادا کرکے سب کو

دفن کرا دیا کٹے ہوے ہاتھہ پانوٴن یکجا کر کے ایک بڑی قبر مین دفن کیے گئے لشکر گاہ مین جو کچہ مال واسباب ہتھیار وغیرہ تھے جمع کر کے جامع مسجد بصرہ مین بھجوا دیے اور یہہ منادی کرا دی کہ باستثنا ان ہتھیار ونکے جن پر شاہی نشانات ہون جو شخص اپنے مال واسباب کا نشان دے لیجاے۔

ابن اثیر وابن خلدون نے اس معرکہ مین مقتولین طرفین کی تعداد دس ہزار بیان کی ہے۔ اسمین نصف نصف دونون طرف کے ہین منجملہ انکے بنی ضبہ مین سے ایکہزار جوان کام آے۔ بنی عدی مین سے ستر جوان اونٹ کے گرد کٹ گیے جن مین اکثر حافظ قرآن تھے۔ تاریخ مسعودی مین ہے کہ معرکہ جمل مین طرفین کے تیرہ ہزار آدمی مقتول ہوے جس مین جناب علیؓ کی طرف سے پانچ ہزار اور باقی حضرات طلحہ و زبیرؓ کے لشکر کے تھے اس باب مین اور بہی اقوال ہین بعضے تعداد مقتولین اس سے زیادہ کہتے ہین بعض کم صرف سات ہزار بیان کرتے ہین۔ تاریخ یافعی مین تعداد مقتولین تیئیس ہزار لکھی ہے۔ یہہ واقعہ جمل شروع تاریخ ہجری سے پینتیس برس پانچ ماہ۔ دس دن کے بعد پیش آیا۔ (اسکا حساب خالی از تکلف نہین تاریخ ہجرت روز روانگی آنحضرت صلعم مکہ معظمہ سے رکہی جاوے خواہ یوم مقدم شریف مدینہ منورہ مین قرار دیا جاوے ماہ جمادی الاخری تک یہہ مدت نہین ہوتی بلکہ اس حساب سے واقعہ جمل ماہ شعبان یا رمضان مین ہونا چاہیے) تاریخ واقعہ جمل علی التعیین صحیح طور سے نہین معلوم ہوئی۔

بعد اختتام واقعہ جمل احنف بن قیس بنی سعد کو لیے ہوے جناب امیر المومنین کی خدمت مین آئے۔ آپ نے فرمایا۔ اب تم انتظار کر چکے۔ احنفؓ نے جواب دیا مین اپنے حق مین اسی مین بہلائی سمجہا اور جو کچہ ہوا آپ ہی کے حکم سے ہوا۔ ای امیر المومنین

اب نرمی اختیار فرمائیے کیونکہ جو راستہ آپنے اختیار کیا ہے وہ دور و دراز ہی۔ آپ کل کے بہ نسبت آج ہمارے زیادہ محتاج ہین۔ میرا احسان مانئے۔ آئندہ حوادث مین مجھکو اپنا خالص دوست جانئے اور مجھسے ایسی باتین نہ کیجئے مین آپ کا ہمیشہ سے ہمدرد و ناصح ہون۔

دوشنبہ کے دن امیر المومنین شہر بصرہ مین داخل ہوے۔ تمام اہل بصرہ سرداران قوم مع اپنے اپنے گروہ کے حاضر ہوے اور آپ کی بیعت کی یہانتک کہ زخمی او رستامن بھی بیعت مین داخل ہوے۔ ازانجملہ عبد الرحمن بن ابی بکرہ بھی آئے اور بیعت کی۔ آپنے اونسے دریافت فرمایا۔ مجھسے علحدہ ہوکر انتظار مین خاموش بیٹھ رہنے والے (یعنی ابوبکرہ) کس حال مین ہین۔ عرض کیا۔ بیمار ہین ورنہ خود آتے اور وہ تو آپ کی خوشی کے خواہان ہین۔ ارشاد فرمایا۔ چلو اونکو دیکھہ آوین۔ عبد الرحمن آگے ہوے اور آپ اونکے ہمراہ ابوبکرہ کے پاس پہونچے اور فرمایا۔ تم ہی مجھسے الگ ہوکر منتظر تھے۔ ابوبکرہ نے اپنے سینہ پر ہاتھہ رکھکر کہا۔ اس درد نے مجبور کر دیا طاقت نشست و برخاست تک نہ رہی ورنہ ضرور حاضر ہوتا۔ آپنے اونکا عذر قبول فرمایا اور ارشاد کیا مین چاہتا ہون کہ تمکو حکومت بصرہ دون لیکن ابوبکرہ نے انکار کیا اور جواب دیا۔ اس سے یہہ بہتر ہوگا کہ آپ اپنے خاندان مین سے کسی شخص کو مقرر فرمائین مین وقتاً فوقتاً اوسکو نیک مشورہ دیتا رہونگا۔ آپنے حضرت عبد اللہ بن عباسؓ کو حاکم بصرہ اور زیاد ابوبکرہ کی بھائی کو خراج و بیت المال پر مامور فرمایا۔ ابن عباسؓ کو تاکید کردی کہ ہر کام مین زیاد سے مشورہ لیتے رہین۔ زیاد زمانہ جنگ جمل مین گوشہ نشین رہے کسی طرف نہ تھے۔ (ابن اثیر) علامہ ابن خلدون ؒ نے روایت مذکورہ بالا مین

بجاے ابوبکرہ کے زیاد کا نام لکھا ہے۔

حضرت ابوبکرہؓ صحابی ہین۔ انکا نام نفیع بن حارث بن کلدہ ثقفی ہے۔ کنیت سے مشہور ہین غزوہ طائف مین اسلام لاے اور بصرہ مین مقیم ہوے۔ ۵۱ھ یا ۵۲ھ مین وفات پائی۔ زیاد سے اور ابوبکرہؓ سے یہ رشتہ ہے کہ ابوبکرہؓ کے والد حارث ثقفی کی ایک لونڈی سمیہ نام تہی اوس سے دونون پیدا ہوے یہہ قصہ ہم مطاعن عثمانی مین لکھ آے ہین اگرچہ زیاد حارث کے نطفہ سے نہین مگر ابوبکرہؓ اور زیاد ایک مان دو باپ سے ہین۔

جناب علی مرتضیٰؓ ابوبکرہؓ کے پاس سے اوٹھکر ام المومنین عائشہ صدیقہؓ کی پاس عبداللہ بن خلف کے مکان مین تشریف لیگئے۔ بصرہ مین یہہ مکان بہت بڑا تہا۔ چونکہ واقعہ جمل مین عبداللہ بن خلف ام المومنینؓ کی ہمراہی مین شہید ہوے تھے اور عثمان بن خلف جناب علیؓ کے لشکر یومنین تھے وہ بہی اس جنگ مین شہید ہوے اسواسطے عورتین گہر مین جمع تہین اور ان دونون مقتولین کو یاد کرکے رو رہی تہین اون عورتون مین صفیہ زوجہ عبداللہ بن خلف بہی منہ ڈہانکے مصروف آہ و بکا تہی۔ جناب علیؓ کو دیکھتے ہی بول اوٹھی اے علیؓ۔ اے دوستونکے قاتل۔ اے جماعت مین تفریق ڈالنے والے۔ خدا تمہارے بچونکو بہی یتیم کرے جس طرح تمنے عبداللہ کے لڑکونکو یتیم کیا۔ آپنے اوسکے کہنے کی کچھ پرواہ نہ کی۔ سلام کرکے ام المومنینؓ کے پاس بیٹھ گئے اور فرمایا صفیہ تو ہمکو برا کہہ رہی ہے اور مین نے اوسکو جب دیکھا ہے کہ یہہ لڑکی تہی۔ تاریخ مسعودی مین ہے کہ جناب علیؓ کے ہمراہ اس مکان مین حضرات حسنین اور دیگر صاحبزادے اور بہتیجے اور بنی ہاشم بہی گئے تھے ام المومنینؓ نے عبداللہ بن زبیرؓ کے واسطے سفارش کی کہ انکو امن دیا جاوے آپنے اونکو امن دیا حضرات حسنینؓ نے مروان۔ ولید بن عقبہ اور جناب امیر المومنین حضرت عثمانؓ کی

صاحبزادو نکے واسطے امان چاہی آپنے یہہ بہی منظور کیا جب آپ واپس جانے لگے
توصفیہ پہر برا کہنے لگی آپنے سواری روک کراور ایک مکان کی طرف جسمین زخمی
لوگ پڑے تھے اشارہ کرکے فرمایا میراجی چاہتا ہے کہ اس گہرمین جسقدر زخمی ہین سبکو
مارڈالون۔ (آپ عورتونکے برا کہنے سے ناخوش نہ ہوے بلکہ اونکے چڑانیکو یہ فرمایا تہا)
آپکا دستور تہا کہ بہاگنے والیکو لڑائی مین قتل نہ کرتے تہے۔ زخمی پر ہاتہہ نہ اوٹہاتے
لوگونکے گہرمین نہ گہستے اور اونکا مال نہ لوٹتے تہے۔ جب آپ واپس ہوے۔ ایک شخص
ازدی نے کہا یہہ عورتین ہمپر غالب نہ ہونے پاوین۔ دیکہئے صفیہ نے کیا کچھ حضور کو
کہہ ڈالا۔ آپ اوس شخص کے کہنے پر ناخوش ہوے اور فرمایا۔ جانے دے۔ انکی پردہ
دری کرنا۔ گہرمین گہس جانا۔ انکو ذلیل وخوار کرنا ہمارا کام نہین۔ خبردار اسکا خیال نہ کرنا
وہ جو چاہین کہین۔ تمکو گالیان دین۔ تمہارے سردارون۔ بزرگونکو برا کہین۔ کہنے دو
وہ بیچاریان ناقصات عقل ہین۔ ہمکو تو زنان مشرکین سے ہاتہہ روکنے کا حکم ہے اور
یہہ تومسلمان بیویان ہین بہلا انکو ایذا دینا کس درجہ گناہ ہوگا۔ دوسرا شخص کہنے لگا
امیرالمومنین۔ دو شخص کہڑے ہوے ام المومنین عائشہ صدیقہ رض کو برا کہہ رہے ہین۔
ایک تو یہہ کہہ رہا ہے "تمہاری مان کو یہہ جزا ملی کہ اونکے لڑکے اونسے نافرمان ہوگئے"
دوسرا یہہ کہتا تہا۔ "اے والدہ آپ اپنے گناہ ہونسے توبہ کیجئے" آپنے قعقاع رض کو حکم دیا
کہ جاکر تحقیقات کرو کون شخص ہین اور اونکو میرے پاس پکڑ لاؤ حضرت قعقاع گئے
تحقیقات سے معلوم ہوا کہ قبیلۂ ازد کی کوفی دو شخص عجلان وسعد عبداللہ کے بیٹے ہین۔ دونون کو
پکڑ لائے۔ آپنے اونکو برہنہ کرکے درہ سے پٹوایا۔ سو درے دونونپر پڑگئے۔
روایت ہے کہ ام المومنین جناب صدیقہ رض وقت جنگ اپنے پاس والون سے

مقتولین کی بابت بار بار دریافت فرماتی تہین - لوگ جب کسیکے مرجانے کی خبر دیتے خواہ وہ آپ کی طرف کا ہوتا یا مخالفین سی آپ فرماتین - خدا اوسپر رحم فرمادے کسی نے اعتراضاً پوچھا - یہہ کیسے ہوسکتا ہے - فرمایا - آنحضرتؐ نے ان لوگونکے حق مین جنت کی گواہی دی ہے اور ارشاد فرمایا ہے - فلان جنت مین ہے فلان جنت مین ہی - جناب علیؓ سے بہی اسی طرح درباب مقتولین طرفین منقول ہے -

جب امور انتظامی سے فرصت ملی توام المؤمنین کی روانگی کی تیاری کی گئی - جملہ سامان سفر سواری اونٹ وغیرہ - دیگر حوائج ضروری سب مہیا کردیئے - آپکی ہمراہیون مین سے جو معرکہ جنگ سے بچ رہے اور ساتہہ جانے کو راضی ہوے اونکو آپکے ساتہہ کیا جس نے آپ کی معیت پسند کی اوسکو ہمراہ کیا - سرداران بصرہ کی خواتین باعفت چالیس بیبیان جناب ام المؤمنینؓ کے ہمراہ رکاب کردین محمد بن ابی بکرؓ کو بہی ساتہہ کردیا جب یہہ جملہ سامان درست ہوگیا تو روانگی کا دن مقرر فرمایا جسوقت قافلہ روانہ ہونے کو تیار ہوگیا آپ تشریف لاے - جملہ اکابر و رؤسا بصرہ وامرا لشکر اسلام بہی جمع ہوے ام المؤمنینؓ سواری مین تہین - دیگر ہمراہی بہی اپنی اپنی سواریون مین تھے - ام المؤمنینؓ نے جملہ حاضرین کو مخاطب کرکے فرمایا - اے میرے عزیز لڑکو خبردار آپس مین کوئی کسیکو برا نہ کہنا - بخدا وندکریم میرے اور علیؓ کے درمیان کسی قسم کا رنج وملال کبہی اس سے پہلے نہ تہا اور نہ اب ہے اسوقت جو کچہہ پیش آیا امر شدنی تہا اور یہہ صرف اس طرح تہا جیسے کہ کسی عورت کو اپنے سسرالی عزیزون رشتہ دارونسے شکررنجی ہوجاتی ہے اور پہر دم کے دم مین اوسکا اثر باقی نہین رہتا - علی کی طرف سے اگر میری شان مین کوئی امر ظہور پذیر ہوا تو وہ اونکی خیرخواہی پر محمول ہے وہ خدا کے خاص بندون - اچھے

لوگون مین ہین۔جناب علی رضؓ نے فرمایا۔بیشک ام المومنینؓ سچ فرماتی ہین۔جو کچھ ارشاد ہوا درست وبجا ہے۔درحقیقت میری آپکی کوئی رنجش نہ تھی۔آپ ہمارے نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والتسلیم کی پاک بیوی اور دین و دنیا مین حضور نبوی کی اہلیہ مقدسہ ہین۔اسکے بعد جناب ام المومنینؓ نے کوچ کیا۔یہ غرہ رجب یوم شنبہ تھا۔جناب علی مرتضیٰؓ چند میل تک پہونچانے گئے اور آپکے صاحبزادے ایک منزل تک پہونچا آے۔بصرہ سے جناب ام المومنینؓ مکہ معظمہ تشریف لیگئین اور تا اداے حج وہین مقیم رہکر رونق افروز مدینہ ہوئین۔

اب کچھ حال اون لوگون کا جو وقت گرنے اونٹ اور اختتام جنگ کے معرکہ سے بھاگے معلوم ہوتا ہے بنو امیہ کا گروہ جو معرکہ جنگ سے بچ گیا تھا شام کی طرف روانہ ہوا۔اونمین عتبہ بن ابی سفیانؓ عبدالرحمن۔یحییٰ پسران حکم و برادران مروان سرگشتہ و بدحواس بھاگے جاتے تھے۔راہ مین عصمہ بن آبیر تیمی انکو مل گئے۔انکو پناہ دیکر اپنے ساتھ گھر لے گئے۔آرام سے رکھا۔انکی مرہم پٹی زخم دوزی کی۔جب زخم مندمل ہوگئے عصمہ نے انکو شام روانہ کیا۔چار سو سوار لیکر خود انکو دومۃ الجندل تک پہونچانے گئے اوس مقام پر پہونچکر مفرورین نے کہا۔اب تم تکلیف نہ کرو۔تمنے اپنا ذمہ وعہد پورا کردیا اور جو تمپر حق تھا ادا کردیا عصمہ واپس آے اور یہہ لوگ شام پہونچے۔

ابن عامر بھاگے تو انکو بھی ایک شخص بنی حرقوص کا جسکا نام مُرّی تھا مل گیا۔اوسنے انکو امن دیکر شام پہونچا دیا۔

مروان بن الحکم مالک بن مِسمع کی پناہ مین آیا اور نہایت امن و آرام سے رکھا گیا جسکے عوض مین اولاد مروان نے عہد خلافت بنی مروان مین مالک کیساتھ نیک سلوک کیا اور مالک کو عزت وحرمت کے ساتھ رکھا۔بعضے کہتے ہین کہ مروان بن حکم بھاگا نہین

بلکہ جناب ام المومنین رضہ کے ہمراہ بصرہ مین رہا پھر آپ ہی کے ہمراہ بصرہ سے روانہ ہوکر اثنائے راہ مین علیحدہ ہوکر مدینہ چلا گیا۔

حضرت عبداللہ بن زبیر معرکہ جنگ سے بھاگ کر ایک ازدی کے گھر جسکا نام وزیر تھا چھپ رہے۔ بعد رفع شور وشر صاحب خانہ سے کہا تم ام المومنین کیخدمت مین جاؤ اور میری حال سے اطلاع دو مگر خبردار محمد بن ابی بکر رض کو خبر نہ ہونے پاے۔ وزیر آپکی خدمتمین آیا اور صورت حال ظاہر کی آپنے فرمایا۔ محمد کو بلاؤ۔ وزیر نے کہا۔ عبداللہ نے منع کر دیا ہے کہ محمد کو اطلاع نہ ہونے پاے۔ آپنے وزیر کے کہنے پر خیال نہ فرماکر محمد کو بلاکر حکم دیا کہ اس شخص کے ساتھہ جاؤ۔ عبداللہ بن زبیر اسکے گھر مین ہین اونکو میرے پاس لے آؤ۔ محمد اوس شخص کے ساتھہ اوسکے گھر گئے اور عبداللہ بن زبیر کو لیکر ام المومنین کی خدمت مین حاضر ہوے۔

یھہ حال تو مفرورین کا تھا جو بطور جملہ معترضہ کے بیان کیا گیا اب ہم پھر اوپر سے بیان کرتے ہین کہ جب ام المومنین عائشہ رض مکہ معظمہ کو روانہ ہوگئین تو جناب علی مرتضی رض بعد فراغت بیعت اہل بصرہ و دیگر امور مہاجرین و انصار کے ہمراہ بیت المال مین تشریف لیگئے۔ خزانہ مین روپیہ و اشرفی کا ڈھیر دیکھکر فرمایا۔ یا صفراء غری غیری اے دنیا۔ تیری زرد رنگت پر مین فریفتہ نہ ہونگا۔ دوسرونکو فریب دے۔ پھر کچھ دیر تک مال کو نظر جماے دیکھتے رہے۔ (مسعودی ج) چھہ لاکھہ سے زائد نقد موجود تھا آپنے سب روپیہ نکالکر اپنے ہمراہیان حاضرین معرکہ پر تقسیم فرمایا۔ فی کس پانچ پانچ سو قسمت آئی۔ آپنے اونسے فرمایا۔ اگر خداوند تعالی نے تمکو شام پر فتح مرحمت فرمائی تو تمہارے وظائف کے علاوہ اسیقدر اور دیا جاویگا اسپر فرقہ سبائیہ نے آپ پر در پردہ

طعنہ زنی و تشنیع شروع کردی۔ اس سے قبل جب آپ نے لوگونکو مفرورین کا تعاقب کرنے اور اونکا مال لوٹنے سے منع فرمایا تھا اوسوقت بھی اس فرقہ نے آپ پر زبان طعن دراز کی تھی اور یہہ کہا تھا۔ کیا خوب انصاف ہے اونکا خون تو ہمارے واسطے حلال ہے مگر اونکا مال ہمارے لئے حرام ہے۔ جناب علیؑ کو اونکے یہہ خیالات معلوم ہوے تو آپنے فرمایا۔ ہم مین اونمین کیا فرق ہے جب ہمسے انھون نے اعراض کیا اور جنگ سے رُک رہے وہ ہم مین ہو گئے اور جب سر پر چڑھ آے اور ہماری خون کے خواہان ہوے تو اوسوقت ہمارے دشمن اور ہمارے قاتل ہین ہم بھی اونسے لڑتے ہین

حضرت قعقاعؓ کا قول ہے کہ مسلمانونکی لڑائی جو جنگ جمل و صفین مین ہوئی عجب کچھ اندازکی تھی۔ ہم اپنے حریف کو نیزونکی نوک سے ٹالتے تھے اور نیزہ کے نیچے والے سر پر ہم خود ٹیک لگاتے تھے اسی طرح ہمارے حریف بھی کرتے تھے۔

عبداللہ بن سنان کاہلی کہتے ہین کہ روز جمل مین پہلے ہم نے تیر اندازی کی جب تیر ختم ہو گئے تو نیزونسے کام لیا۔ وہ بھی ٹوٹ گئے اور ہمارے اونکے سینونمین نیزونسے ایک جال بنکر اچھا خاصہ راستہ ہو گیا تھا کہ اگر سوارونکا لشکر اوسپر گذرنا چاہتا تو بلا تکلف جاسکتا تھا۔ جب نیزے بھی نہ رہے تو جناب علیؓ نے فرمایا۔ اے بنی مہاجرین اب تلوارین لو۔ پھر تلوارین نکل پڑین اور اونکی چوٹونکی آواز ایسی سنی جاتی تھی جیسے دھوبی کندی کر رہا ہو۔ تلوارونکے ہاتھہ بھی اس طرح مارتے تھے کہ دیکھنے والے ڈر جاوین اور اگر کسی پر ایک آدہ ہاتھہ پڑ جاوے تو جان سے نہ جاے بلکہ قصداً اولٹی تلوار بار بچا کر مارتے تھے۔

قدرت الٰہی ملاحظہ ہو کہ جس دن واقعہ جمل ہوا ہے اوسی دن شام کے وقت

قبل غروب آفتاب اہل مدینہ کو باوجود بعد مسافت خبر ہوگئی۔ اس طرح پر کہ ایک گدہ مدینہ منورہ کے قریب اوڑا جاتا تہا اوسکے پنجہ مین کوئی چیز لٹکتی نظر آئی۔ وہ اتفاقاً پنجہ سے چھوٹ کر گر پڑی۔ لوگون نے دوڑکر اوٹہایا تو ایک پنجہ دست انسان نظر آیا۔ اونگلی مین مہر تہی جسپر عبدالرحمن بن عتاب لکھا تہا۔ مہر دیکھکر معلوم ہوا کہ لڑائی ہوگئی۔ یہ ہاتہہ وہی تہا جو قبل شہادت کٹ گیا تہا اوسکو گدہ اوٹہا لایا۔ علی ہذا القیاس۔ جو مقامات درمیان مکہ و مدینہ و بصرہ واقع ہین وہان بہی کٹے ہوے ہاتہہ پانون گدہ اوٹہا لیگئے اور وہان کے باشندے واقعہ جمل سے آگاہ ہوے۔

جناب امیرالمومنین نے چاہا کہ چندے بصرہ مین قیام فرماکر وہانکا انتظام قرار واقعی کرکے دوسری جانب متوجہ ہون مگر فرقہ سبئیہ نے نہ ٹہیرنے دیا۔ یہ لوگ بعجلت تمام بصرہ سے بغیر اجازت آپکے دوسری طرف روانہ ہوے آپنے بہی انکا تعاقب کیا بخیال اسکے کہ مبادا یہ لوگ کسی امر کا قصد کرین تو فوراً اوسکی روک تہام کردیجاوے (کامل)

بعد فراغ واقعہ جمل جناب امیرالمومنین علیؑ حضرت عبداللہ بن عباسؓ کو والی بصرہ کرکے کوفہ کی جانب روانہ ہوے بارہ تاریخین رجب کی گذرنے پر آپ کوفہ پہونچے (مروج الذہب)

بعضون نے اس واقعہ کو کسیقدر اختلاف کے ساتہہ بیان کیا ہے جناب امیرالمومنینؑ کا مع لشکر بصرہ پہونچنا اور عثمان بن حنیف اور حکیم بن جبلہ مین اول مرتبہ جنگ ہونا موافق روایت مذکورہ بالا لکھکر باقی مضمون اس طرح نقل کیا ہے کہ جسوقت محمد بن ابی بکرؓ کوفہ مین داخل ہوے اور حضرت ابوموسیٰ اشعریؓ نے اونکو ... سے انکار کیا تو محمد نے ہاشم بن علتبہ بن ابی وقاصؓ کو بخدمت جناب امیرالمومنین علیؑ

بمقام ربذہ بھیجا۔ انہون نے آکر سب حال ظاہر کیا۔ آپنے ہاشم کو دوبارہ ابوموسیٰ کے پاس یہ پیغام دیکر بھیجا کہ تم لوگونکو میری مدد پر کیون نہین بھیجتے۔ تم والی کوفہ اسیواسطے بنائے گئے ہو کہ حق پر میری مدد کرو۔ اسپر بھی ابوموسیٰ رضنے کچھ توجہ نہ کی۔ ہاشم نے ایک خط مشعر حال ابوموسیٰ محل بن خلیفہ طائی کے ہاتھہ جناب امیر المومنین کیخدمت مین روانہ کیا اوسکا مضمون یہ تہا مین ایسے شخص کے پاس آیا ہون جو بالکل آپکے مخالف ظاہر اور دشمن کہلا ہوا ہے۔ آپنے امام حسن رض اور عمار بن یاسر رض کو کوفہ روانہ فرمایا۔ انکے پیچھے قرظہ بن کعب کو والی کوفہ مقرر کرکے بھیجدیا اور حضرت ابوموسیٰ کے نام یہہ خط لکھا مین نے حسن رض اور عمار رض کو فوج جمع کرنیکے واسطے تمہارے پاس بھیجا ہے اور قرظہ بن کعب کو بجای تمہارے حاکم کوفہ مقرر کرکے روانہ کرتا ہون۔ انکے پہونچتے ہی تم کار امارت سے دست بردار ہو کر اپنے کو معزول سمجھو اور جملہ کاروبار حکومت قرظہ کے سپرد کردو۔ اگر میری لکھنے پر بخوشی خاطر الگ نہ ہوگے تو مین نے قرظہ کو حکم دیدیا ہے وہ تمکو خدمت امارت سے زبردستی جدا کردینگے اور اگر تم اونسے لڑوگے تو وہ تمہارے ٹکڑے اوڑا دینگے۔ ابوموسیٰ رض یہہ خط پاتے ہی الگ ہوگئے۔ امام حسن رض نے کوفہ کے آدمی جمع کئے اور جناب علی مرتضیٰ رض مع لشکر ربذہ سے جانب بصرہ روانہ ہوے۔

ادہر لشکر حضرت طلحہ رض و زبیر رض کا حال اس طرح ہے کہ جون بن قتادہ کہتے ہین مین حضرت زبیر رض کے پاس تہا کہ ایک سوار نے آکر بیان کیا۔ امیر المومنین جناب علی رض کا لشکر فلان مقام پر آگیا ہے مگر آدمی گنتی مین تھوڑے ہین نہ اونکے پاس آلات حرب کافی ہین نہ اونکی ہمتین قوی ہین۔ یہ کہکر چلا گیا پہر دوسرا سوار آیا اور وہ اس طرح مظہر ہوا۔ لوگ فلان فلان مقامات تک آگئے تھے مگر آپ کی کثرت لشکر اور اسباب جنگ کی خبر سنکر

پکہ ایسے خائف ہوے کہ اوسی مقام سے بھاگ گئے۔ حضرت زبیرؓ نے فرمایا۔ دور ہو میرے سامنے ایسی باتین نہ کرو امیرالمومنین علیؓ کثرت لشکر سے خوف کہاکر بہاگنے والے ہین؟ اونکے ہاتھہ مین اگر صرف عرفج کی چہڑی ہو تو بہی وہ ہمارے مقابلہ کو تیار ہین۔ دوسرا سوار بہی چلا گیا۔ بعد ازان سامنے سے گرد و غبار اوٹھتا نظر آیا۔ ایک سوار نے آکر کہا دیکہئے یہ لشکر آن پہونچا۔ جون کا بیان ہے کہ مین آگے بڑہکر عمارؓ سے ملا اور حال دریافت کرکے زبیرؓ کے پاس واپس آیا۔ جب ہوا نے گریبان غبار چاک کیا۔ جناب علیؑ کا لشکر نمودار ہوا اب لوگون مین بحث ہونے لگی۔ حضرت زبیرؓ نے فرمایا۔ اس فوج مین حضرت علیؓ نہین ہین۔ آنے والے سوار نے کہا۔ وہ ضرور ہین۔ حضرت زبیرؓ نے جواب دیا۔ خدا کی قسم علیؓ ہرگز نہین ہین۔ سوار نے پہر قسمیہ دعوی کے ساتھہ کہا کہ حضرت علیؓ ضرور ہین۔ آخر کار حضرت زبیر نے دو شخص خبر لانے کو بہیجے۔ اونہون نے واپس آکر ظاہر کیا کہ حضرت علی مرتضیٰ بہی تشریف لاے ہین حضرت زبیرؓ آپکا نام سنتے ہی کہنے لگے۔ آہ ناک کٹ گئی افسوس پشت خم ہوگئی اور اسقدر خوف غالب ہوا کہ بدن مین لرزہ پڑگیا۔ ہاتھہ سے ہتھیار چھوٹ پڑے۔ جون کہتے ہین کہ مین خاموش یہ گفتگو سنتا رہا پہر حضرت زبیرؓ کی یہ حالت دیکھکر کہا۔ ہاے مین مارا پڑا۔ میری مان نے مجھکو گم کیا۔ یہ وہ واقعہ عبرت انگیز ہے کہ جھکو مرجانا بہتر معلوم ہوتا ہے اور اس مین شرکت گوارا نہین۔ یہ کہکر مین نکل گیا اور خانہ نشین ہوا۔ پہر جناب علی کا تشریف لانا اور حضرت طلحہؓ و زبیرؓ سے گفتگوے مصالحت اور اسپر اتفاق اور بعدہ مین حضرت زبیرؓ کا کفارہ قسم ادا کرکے لڑائی کو نکلنا مثل روایت سابق کے بیان کرکے لکھتے ہین کہ جب لڑائی کسی طرح نہین رُکی تو حضرت علی نے فرمایا۔ کون ایسا ہے جو قرآن شریف لیکر اہل فساد سے جاکر کہے کہ آؤ اسپر عمل کرو جو کلام الٰہی

حکم دے مانو اور لڑائی سے باز رہو۔ اگر اس کام مین اوس شخص کا ہاتھہ کٹ جاے تو دوسرے ہاتھہ مین مصحف لے اور اگر وہ بھی کٹ جاے تو دانتون سے پکڑ لے۔ آپکے حکم سے صرف ایک شخص آمادہ ہوا۔ آپ صف مین پھرے اور یہی فرماتے تھے اور پھر بار وہی جوان جواب دیتا تھا چنانچہ وہی جوان مصحف لیکر معرکہ مین گیا جب اوسکے دونون ہاتھہ کٹ گئے تو قرآن شریف دانتون سے پکڑ لیا اور اسی حال مین شہید ہوا۔ جناب علی مرتضیٰ رضؓ نے جب لڑنے والونکا یہہ تمرد ملاحظہ فرمایا تو آپنے ارشاد کیا۔ اب انکو مارنا حلال ہے۔ آپکے حکم کی دیر تھی کہ لشکری فریق ثانی پر ٹوٹ پڑے اور خوب ڈٹ کر لڑے پھر لوگ سمٹکر جناب ام المومنین رضؓ کے گرد آگئے۔ انمین اکثر قبیلہ ضبہ اور ازد کے تھے۔ یہہ ہنگامہ جدال و قتال دن چڑھے سے قریب عصر تک نہایت گرمی کے ساتھہ رہا۔ پھر اصحاب جمل بھاگ کھڑے ہوے۔ ایک ازدی نے پکار کر کہا۔ لوٹ آو۔ اسپر محمد بن حنفیہ رضؓ نے اوسکا ہاتھہ کاٹ ڈالا۔ وہ کہنے لگا۔ بھائیو اب بھاگ چلو۔ پھر قبیلہ ازد مین قتل کا بازار گرم ہوگیا۔ آخر ازدی پکار اوٹھے۔ دوہائی ہے امیر المومنین کی ہم اونکے دین پر ہین۔ بعد اسکے حضرت عمار و زبیرؓ کا مقابلہ حسب تفصیل سابق مذکور ہے۔ عبد اللہ بن زبیرؓ بھی زخمی ہوگئے۔ انہون نے اپنے کو زخمیون مین ڈال دیا اور اس حیلہ سے بچ رہے پھر اونٹ مارا گیا اور حضرت ام المومنینؓ کو محمد بن ابی بکرؓ نے ایک خیمہ مین لاکر اوتارا۔ حضرت علی مرتضیٰ تشریف لاے اور جناب ام المومنین رضؓ سے فرمایا۔ آپکی ذات سے یہہ ہنگامہ ہوا آپ لوگون کو جمع کر کے لائین اور اونمین لڑائی کرادی۔ ہزارون جانین تلف ہوئین جناب ام المومنین رضؓ نے جواب دیا۔ جو کچھہ ہونے والا تھا ہوگیا۔ مجھہ سے خطا ہوئی معاف کرو۔ آپنے فرمایا۔ بیشک آپکی قوم نے آپکو بلا مین ڈالا اسی طرح میرے لوگون نے

مجھکو اس مصیبت مین مبتلا کیا۔ بعد ازان سامان عفر درست کر کے چند مرد وعورتونکے ساتھہ جناب ام المومنینؓ کو بصرہ سے جانب مکہ معظمہ روانہ فرمایا۔

علامہ ابن اثیرؒ فرماتے ہین کہ مین نے اس واقعہ جمل کو صرف علامہ ابوجعفر طبری کی کتاب سے نقل کیا ہے کیونکہ یہہ فن تاریخ مین معتمد علیہ ہین۔ دیگر مورخین نے اپنی کتاب مین ایسی روایات رطب ویابس سے بھردی ہین جو درجہ اعتبار سے ساقط ہین۔

علامہ ابن خلدونؒ بعد نقل واقعہ جمل لکھتے ہین کہ مین نے یہ واقعہ کتاب ابوجعفر طبریؒ سے خلاصہ کر کے لکھا ہے کیونکہ مجھکو بمقابلہ دیگر کتب تواریخ کے انکی کتاب پر وثوق واعتبار ہے اور یہہ کتاب اون روایات ضعیفہ سے جو کتب ابن قتیبہ و دیگر مورخین مین مذکور ہین بالکل مبرا ہے۔

واقعہ ہذا مین طرفین سے جو اصحاب شہید ہوے اونکے نام یہہ ہین۔ یہہ علاوہ اونکے ہین جنکے نام اوپر آچکے۔ حضرت عبدالرحمن بن عبید اللہ۔ حضرت طلحہؓ کے بھائی۔ حضرت عمروؓ بن عبد اللہ بن ابی قیس بن عامر۔ حضرت محرزؓ بن حارثہ بن ربیعہ بن عبد العزیٰ بن عبد شمس۔ معرض بن علاط سلمی۔ حجاج بن علاط کے بھائی۔ یہہ جناب علی کیطرف تھے حضرت مجاشعؓ ومجالدؓ مسعود سلمی کے بیٹے۔ جناب ام المومنین کی طرف تھے۔ حضرت مجاشعؓ بلا اختلاف مورخین جنگ جمل مین شہید ہوے لیکن انکے بھائی مجالدؓ کے بارہ مین اختلاف ہے۔ حضرت عبد اللہ بن حکیم بن حزام اسدی۔ یہہ جناب ام المومنین کی طرف تھے انکا اسلام بروز فتح مکہ ہے۔ حضرت ہند بن ابی ہالہ اُسیدی جناب ام المومنین خدیجہؓ کے صاحبزادہ۔ جناب امیر المومنین علیؓ کے ہمراہ تھے اور بعضے کہتے ہین کہ بصرہ مین انتقال کیا مگر روایت اولیٰ صحیح ہے۔ حضرت ہلال بن وکیع تمیمی۔ جناب ام المومنینؓ کی

ساتھہ تہے۔ حضرت معاذ بن عفراؓ بدری ہین جناب علیؓ کی طرف تہے اور بعضے کہتے ہین کہ اس واقعہ مین شہید نہین ہوے بلکہ واقعہ حرہ تک زندہ رہے۔

مؤلف۔ ناظرین باتمکین واقعہ ہذا کو از اول تا آخر بنظر انصاف ملاحظہ کرکے خود فیصلہ کرلین گے کہ بعد صلح کے اس آگ کے مشتعل کرنے والے کون لوگ تہے۔ فرقہ سبائیہ یا سبئیہ جنکو صلح ہوجانے سے اپنی جانونکا دغدغہ تہا اور یہہ دغدغہ اونکا غلط نہ تہا کیونکہ وہ سمجہتے تہے کہ قاتلین جناب عثمانؓ ہم ہی ہین۔ جب ان دو گروہ لڑنے والونمین ایکا ہوگیا تو خون عثمانی رضؓ کے قصاص مین کیا عجب ہے کہ اس گروہ مین سے ایک بہی جانبر نہو اور موقع موقع سے انکے وجود سے صفحہ ہستی پاک کردیا جاوے لہذا اپنے حق مین باہم جنگ کرادیناہی باعث نجات سمجہے اگرچہ وہ اپنے ارادہ مین پوری طرح کامیاب نہ ہوے بلکہ انمین سے بہی ہزارون مارے گئے تاہم بہت سے بچ رہے۔ اب اس صورت مین صحابہ کرام اور جناب ام المومنین عائشہ صدیقہؓ حضرت طلحہؓ حضرت زبیرؓ اور جناب امیر المومنین علی مرتضیٰؓ مین سے کسیکو خاطی۔ ظالم۔ جابر۔ معاذ اللہ سمجہکر ان بزرگونکی نسبت یا انکے ہمراہیونکی بابت براہ سوء ظنی کلمات گستاخانہ سے پیش آنا دیدہ و دانستہ انصاف کا خون کرنا ہے۔ رہا یہہ امر کہ حضرت امیر المومنین علی مرتضیٰؓ امام برحق تہے حضرت طلحہؓ و زبیرؓ اور نیز جناب ام المومنین عائشہ صدیقہ رضؓ نے اپنے خلیفہ کی اطاعت ترک کرکے آپ پر خروج کیا اسکی بابت ہم ازالۃ الخفاء سے لکہتے ہین۔ حضرت شاہ ولی اللہ صاحبؒ فرماتے ہین ان بزرگون نے اپنے اجتہاد مین خطا کی۔ پہر بہی معذور ہین اور انکی خطا معاف کیونکہ مجتہد خطا کرنے والے کو بہی ایک اجر اجتہاد کا ہے۔ ان حضرات نے دلیل ظاہر و راجح کو چہوڑ شبہ پر عمل کیا اور خطا کی بشبہ انکو دو طرح واقع ہوا۔ ایک تو

یہ ہے کہ جناب علیؓ کی بیعت منعقد نہین ہوئی کیونکہ اکابر اہل مدینہ ارباب حل و عقد آپ کی بیعت کے منکر ہوے جیسا کہ جناب طلحہؓ و زبیرؓ نے دل سے بیعت نہ کی بلکہ جبراً اور خوف جان سے (علاوہ ان دو حضرات کے اور اصحاب نے بہی جیسے حضرت عبداللہ بن عمرؓ حضرت سعد بن ابی وقاصؓ وغیرہم نے جنکے نام قصہ بیعت مین گذر چکے ہین بیعت نہ کی لہذا بیعت تام نہ ہوئی کیونکہ آپ کی بیعت پر اجماع و اتفاق نہ ہونے پایا پس اس صورت مین آپ خلیفۃ المسلمین نہ ٹہیرے اور آپ کی اطاعت واجب نہین) دوسرا شبہ یہہ ہے کہ قصاص حق ہے اور جناب عثمانؓ کے قاتلونسے قصاص لینا جناب علیؓ پر واجب تہا اور باوجود قدرت کے آپنے ترک کیا بلکہ ترک کرکے دوسرونکو بہی جو قصاص لینے پر آمادہ تہے روکا۔ یہہ کام جناب امیر المومنین کا خلاف حق واقع ہوا اور آپنے اس حکم دینے مین خطاء اجتہادی کی۔ یہہ دو شبہ ایسے تہے جنکی وجہ سے جناب ام المومنینؓ و حضرت طلحہ و زبیرؓ نے آپ کی اطاعت سے انحراف کیا اور نوبت واقعہ جمل پہونچی۔

راقم۔ اول شبہ کے مقابل دلیل ظاہر و قوی یہہ ہے کہ جناب علی مرتضیٰ کی خلافت اجماعی ہے۔ اوسوقت سے جبکہ حضرت امیر المومنین عمرؓ نے بعد اپنے خلافت کو ارباب شوریٰ کی راے پر چہوڑا تہا اور اوسوقت بالاتفاق حضرات ختنین مستحق خلافت سمجہے گئے تہے جیسا ہم حصہ اول مین لکہہ آے ہین اور جبکہ حضرت امیر المومنین عثمانؓ کے ہاتہہ پر بیعت ہوگئی تو بعد انکے جناب علیؓ کا درجہ رہا اور بعد شہادت جناب عثمانؓ آپ بلاشک باجماع سابق مستحق خلافت ہین۔ اب بروقت بیعت جو خاص خاص اصحاب بیعت سے الگ رہی بلا اسکے کہ آپکی نسبت کوئی الزام قائم کرین یہ انکی علیحدگی

اجماع سابق کی توڑنے والی نہین اور جبکہ سکوت کے ساتھہ بیعت نہ کی (نہ اقبال نہ انکار) تو بلاشبہ اکثر اصحاب کا بیعت کرنا اجماع ہے اور آپکی بیعت تمام ہونے مین کوئی شک باقی نہین رہا اور جو صاحب اجتہاد بمقابل اس دلیل وضح کے شبہ پر عامل ہوے وہ خطاء اجتہادی مین پڑے جیسے حضرت ام المومنین حضرت طلحہ۔ حضرت زبیر وغیرہم رضی اللہ تعالی عنہم۔ دوسرے شبہ کا جواب اور اوسکی مقابل دلیل بیّن یہہ ہی کہ جناب امیرالمومنین علیؓ نے قصاص لینے مین تاخیر کی۔ قصاص کا انکار اونہون نے کب کیا بلکہ جسوقت بعد بیعت جناب طلحہؓ و زبیرؓ نے درباب اخذ قصاص آپ سے گفتگو کی آپنے تسلیم کرکے فرمایا کہ ابہی موقع نہین ہے ذرا اطمینان ہوجاے اور تمام ممالک اسلامیہ مین اس جدید خلافت کی اطلاع اور لوگون کی اطاعت معلوم ہوجاے تو قصاص لینا چاہئیے جیسا ہم اوپر قصہ بیعت مین لکھہ آے ہین اب اس تاخیر کو اپنے اجتہاد سے منع سمجہہ لینا اور باوجود قدرت اخذ قصاص باز رہنا بہی خطاء اجتہادی تہی جو متمسکین کو عارض ہوئی اور چونکہ صاحب اجتہاد تہے لہذا اون حضرات کی خطا معاف ہے بلکہ خدا کی رحمت ہے کہ باوجود خطا کے اجر ثواب سے محروم نہ رہے لہذا اسوجہ سے بہی وہ حضرات مستحق ملامت نہین ہین۔ پہر ان حضرات کا اپنی خطا پر متنبہ ہونا اور جنگ سے باز رہنا بلکہ اپنی جان لیکر معرکہ جنگ سے نکل جانا حضرت طلحہؓ کا آخری وقت جناب علیؓ کے ہمراہی کے ہاتہہ پر بیعت کرلینا صاف ظاہر کررہا ہے کہ اس واقعہ مین طرفین کے قلوب ہواے نفسانی سے پاک تہی یہہ بہی واقعات دیکہنے سے ظاہر ہوتا ہی کہ طرفین کی نیت صلح پر تہی مگر مفسدون کی شرارت سے ہنگامہ برپا ہوگیا۔ پہر ان بزرگون کی کیا خطا۔ اب ہم وہ اقوال جو بعد اختتام جنگ حضرات صحابہ کی

زبان مبارک سے درباب فریقین کتب معتبرہ مین منقول ہین لکھتے ہین۔ اکثر اقوال قصہ مین گذر چکے ہین اونکے علاوہ یہہ ہین۔

ابوبکر بن ابی شیبہ سے روایت ہے کہ کسی نے جناب امیر المومنین علیؑ سے اصحاب جمل کی نسبت سوال کیا کہ کیا وہ مشرک تھے؟ آپنے فرمایا (توبہ توبہ) شرک سے تو وہ بھاگے (اسلام قبول کیا) سائل نے کہا۔ کیا منافق تھے۔ جواب دیا۔ منافق تو اللہ تعالیٰ کو کم یاد کرتے ہین۔ پوچھا گیا۔ پھر کون اور کس درجہ کے تھے۔ فرمایا۔ ہمارے مسلمان بھائی تھے۔ ہم سے باغی ہو گئے تھے۔

روایت ہے کہ جسوقت جناب امیر المومنین علیؑ مقتولین کی لاش ملاحظہ کرنے تشریف لیگئے آپکے ہمراہ محمد بن ابی بکرؓ وعمار بن یاسرؓ بھی تھے۔ آپ فرماتے جاتے تھے۔ خدایا ہمکو اوران مقتولین کو بخش دینا۔ ان دونون مین سے ایکنے دوسرے سے کہا۔ سنتے ہو کہ حضرت علیؑ کیا فرماتے ہین۔ دوسرے نے جواب دیا۔ ہان سنتا ہون۔ کسی نے بروز جمل حضرت عمار بن یاسرؓ سے دریافت کیا کہ حضرت ام المومنین کی شان مین تمہارا کیا خیال ہے۔ جواب دیا۔ آپ ہمارے رسول کریم علیہ الصلوٰۃ والتسلیم کی پاک زوجہ دنیا وآخرت مین بیوی ہین لیکن خدا نے اس واقعہ مین تمہارا امتحان لیا کہ کون اونکی طرف ہو کر اونکا مطیع ہوتا ہے اور کون اونکے خلاف پر کمر باندھتا ہے۔

جناب علی مرتضیٰ رضؓ نے بروز جمل فرمایا۔ ہمارے حریف کا خیال ہے کہ ہم نے اونپر ظلم کیا اور ہم کہتے ہین اونکی زیادتی تھی۔ ہمارا یہہ خیال اونکی نسبت نہ تھا کہ وہ کافر ہین اور ہم کافرونسے لڑتے ہین۔

جسوقت جناب علی مرتضیٰ رضؓ نے وقت شکست اصحاب جمل لوگونکو اونکے لوٹنے سے

منع فرمایا۔ تو آپ پر فرقۂ خوارج نے یہہ اعتراض کیا۔ کیا اچھا حکم ہے۔ خون تو اونکا ہمارے واسطے حلال ہے مگر مال حرام ہے۔ آپنے جواب دیا۔ اہل قبلہ کی لڑائی مین یہہ طریقہ مسنونہ جاری ہی کہ بعد فتح اونکا مال لینا درست نہین۔ اونہون نے کہا۔ ہماری سمجھ مین نہین آتا۔ فرمایا۔ اچھا جناب ام المومنین عائشہؓ کو تم سب ملکر لوٹ لو یا قرعہ ڈالو جسکی نام نکلین وہ لیجاے۔ کہنے لگے سبحان اللہ یہہ تو ہماری والدہ مکرمہ ہین۔ آپنے فرمایا۔ کیا تم پر حرام ہین۔ جواب دیا۔ ہان۔ آپنے فرمایا۔ تمہارا جب اونکی نسبت خیال ہی کہ اونکو لوٹنا حرام سمجھتے ہو تو اسی طرح اونکے لڑکونکا مال بھی تمپر حرام ہی (عقد الفرید)

پورا واقعہ دیکھنے سے یہہ بھی ثابت ہوتا ہے کہ اصحاب کبارؓ نے اپنی خطاء اجتہادی پر افسوس ظاہر کیا اور دوران جنگ مین معرکہ سے نکل گئے جیسا حضرت طلحہؓ و زبیرؓ کے حالات مین ہم اوپر لکھہ آے ہین۔ نیز مولٰنا شاہ ولی اللہ صاحبؒ فرماتے ہین۔ ان بزرگونکا اپنی راے سے رجوع کرنا منقول ہے۔

جناب ام المومنینؓ نے فرمایا مین ایک شاخ درخت ہوتی تو بہتر تھا اس واقعہ مین تو میرے قدم نہ آتے۔

جناب علیؓ نے حضرت زبیرؓ سے بروز جمل فرمایا۔ اے زبیرؓ آپکو خدا کی قسم ہے کیا آپ بھول گئے کہ ایک دن مین اور آپ الگ بیٹھے باتین کر رہے تھے۔ حضور سرور عالم نے ہم دونون کو علحدہ دیکھکر فرمایا۔ اے علی تم انسے کیا سرگوشی کر رہے ہو۔ واللہ یہہ تمسے ایک دن لڑینگے۔ حضرت زبیرؓ نے یہہ حدیث سنکر فوراً اپنی سواری کے منہ پر ہاتھہ مارکر اوسکو پھیرا اور جنگ گاہ سے نکل کر چلے گئے۔

اگرچہ یہہ روایات تسلی بخش حضرات طاعنان نہون اور اونکی دلی کدورت اصحاب

جمل کی جانب سے رفع نہ ہو تو ہم کہتے ہین کہ ان حضرات نے بر لکیا۔ خطا کی۔ جناب امیر المومنین خلیفہ برحق کے مقابلہ پر خروج کیا۔ تاہم یہہ حضرات بزرگان دین مستحق ملامت نہین ان مقتدایان امت مرحومہ کے سب گناہ معاف ہین۔ آیت وافی ہدایت ان حضرات کی شان مین ملاحظہ فرمائیے اور زنگ کدورت سے آئینہ دل کو صاف کرکے ان کی محبت سے جلا دیجیے۔ فالذین ھاجروا واخرجوا من دیارھم واوذوا فی سبیلی وقاتلوا وقتلوا لاکفرن عنھم سیئاتھم ولادخلنھم جنٰت تجری من تحتھا الانھر ثوابا من عند اللہ۔ ترجمہ۔ جن لوگون نے راہ خدا مین ہجرت کی اور اپنے گہرونسے نکالے گئے اور راہ خدا مین ایذا دیے گئے اور کفار سے لڑے اور مارے گئے ہم اونکی تمام برائیان وگناہ معاف کردینگے اور اونکے اعمال صالحہ کی جزا مین جنت نعیم عطا کرینگے وہ جنّت او رہشتی باغ ایسے ہین جنکے درختون کے نیچے نہرین جاری ہین یہہ اللہ تعالے کی طرف سے اونکو ثواب اور جزا خیر ہے۔

صحیح حدیث مین وارد ہے کہ آنحضرت صلعم نے فرمایا۔ اللہ جل شانہ نے اہل بدر پر جہانک کر دیکھا اور فرمایا۔ جو چاہو کرو ہمنے تمہارے سب گناہ بخش دیئے۔

کوئی مرد منصف مزاج اسکا انکار نہین کرسکتا کہ حضرات طلحہؓ وزبیرؓ اس آیت پاک کے مصداق ہین۔ ان دونون صاحبون کا عشرہ مبشرہ مین ہونا قطعی الثبوت ہے۔ جناب ام المومنینؓ تو آنحضرت صلعم کی دنیا وآخرت کی بیوی ہین۔ جب خداوند تعالے نے ان بزرگونکی شان مین یہہ بشارت نازل فرمادی اب ان حضرات کی نسبت غوغا کرنا اور معاذ اللہ تفسیق وتکفیر روا رکہنا دائرہ اسلام سے خارج ہونا اور بیشک اپنے کو ناری اور دوزخ کا کندہ بنانا ہے۔ مناقب وفضائل حضرت زبیرؓ وحضرت طلحہؓ کے

کتب احادیث میں بکثرت موجود ہیں حضرت طلحہؓ و زبیرؓ حواری و ناصر جناب رسول خدا ہیں حضرت زبیرؓ حضور نبوی صلعم کے پھوپھی زاد بھائی ہیں۔ دونوں صاحب عشرہ مبشرہ میں سے ہیں۔ جناب طلحہؓ کی شان میں ایک بزرگ سے نقل ہے کہ میں حضرت عارف باللہ شیخ ابو محمد معروف بہ ابن عبداللہ بصری قدس سرہ کی ہمراہ ایک روز بصرہ سے باہر گیا۔ حضرت طلحہؓ کے مزار پر شیخ موصوف پہونچے۔ جب قبر شریف کچھ فاصلہ پر رہ گئی تو حضرت شیخ ابو محمدؒ اولٹے پاؤں لوٹ کھڑے ہوئے۔ بعد ازاں پھر قبر پر آئے اور فاتحہ و درود شریف پڑھکر آپ کی روح کو ثواب پہونچایا اور کچھ دیر تک نہایت ادب سے عالم مراقبہ میں رہے پھر واپس ہوئے۔ اثناء راہ میں میں نے عرض کیا کہ آپ اول مرتبہ جاتے ہوئے کیسے رک رہے اور پھر واپس ہوکر قبر پر تشریف لیگئے۔ فرمایا۔ جسوقت میری نظر قبر پر پڑی میں نے دیکھا کہ حضرت طلحہؓ حلّہ سبز زیب بدن فرمائے تاج شاہانہ جسمیں جواہرات اور سرخ یاقوت جڑے ہیں سر پر رکھا ہوا نہایت شان و شوکت کے ساتھ بیٹھے ہیں اور آپ کے پاس دو خوبصورت جوان عورتیں بھی ہیں۔ میں آپ کو اس حال میں دیکھکر شرمایا اور اونکے عیش میں خلل انداز ہونا مناسب نہ سمجھا لہذا واپس ہوا مگر حضرت طلحہؓ نے مجھکو آتے ہوئے دیکھ لیا تھا قسمیں دلاکر بلایا۔ اسواسطے میں لوٹ کر آپکے مزار پر حاضر ہوا۔ رضی اللہ تعالٰے عنہ وارضاہ۔ (تاریخ امام یافعیؒ)

فرمان جناب امیر المومنین علی مرتضیٰؑ بنام اشعث بن قیس کندی والی آذربیجان

وقت شہادت حضرت امیر المومنین عثمانؓ اشعث بن قیس آذربیجان پر آپکی طرف سے

والی تہے۔ جناب امیر المومنین علی مرتضی رضی اللہ عنہ نے بعد فراغت مہم واقعہ جمل کے انکے نام فرمان لکہا جسکا خلاصہ یہہ ہے۔ سلام علیک۔ اگر تمہارا دل میری طرف سے صاف ہوتا تو سب سے پہلے میری بیعت قبول کرتے۔ تمکو میری خلافت اور لوگونکا میری بیعت قبول کرنا معلوم ہو چکا ہے۔ حضرت طلحہ رض و زبیر رض کا مجہسے بیعت کرکے عہد شکنی کرنا اور حضرت ام المومنین رض کو ساتہہ لیکر بصرہ آنا پہر میرا مدینہ منورہ سے آنا اور واقعہ جمل ہونا تم سُن چکے ہوگے۔ اب تم اپنے مآل کار پر نظر کرو کہ میری اطاعت تمہارے حق مین مفید ہوگی یا مخالفت سے سرسبز ہوگے۔ یہہ خوب سمجہہ لو کہ یہہ حکومت جو تمکو دی گئی ہے غذاے نرم لقمۂ خوشگوار تمہارے کہانیکو نہین ہے۔ یہہ سب خدا کا مال تمہارے ہاتہہ مین امانت ہے اور تم خدا کے خزانچی ہو۔ تمہارے ذمہ محض اسکی حفاظت ہے اور کچہہ نہین۔ تمہارا یہہ کام ہے کہ جو اسکے مستحق ہین یہہ تمہارے ہاتہہ سے اون تک پہونچ جاوے۔ جب یہہ فرمان اشعث کے پاس پہونچا لوگونکو جمع کرکے خطبہ پڑہا جسکا یہہ مضمون ہے۔ ایہا الناس حضرت عثمان رض بن عفان نے مجہکو والی آذربیجان کرکے بہیجا تہا چنانچہ اوسوقت سے ابتک مین تمہارا حاکم ہون اب حضرت امیر المومنین علی رض خلیفہ ہوے اور لوگون نے اونسے بیعت کرلی ہم لوگون کو ہی اونکی اطاعت واجب ہے کیونکہ امیر المومنین علی رض کے مخالفین کا انجام جو ہوا وہ ظاہر ہے۔ جناب علی رض ہر طرح امراہل اسلام مین مامون ہین اور استحقاق خلافت آپ ہی کو ہے۔ لہذا سب لوگ اونکی اطاعت قبول کرو۔ (عقد الفرید)

قصہ خوارج سجستان

واقعہ جمل سے فراغت پاے تہوڑا ہی زمانہ گذرا تہا کہ حسکہ بن عتاب حبطی اور عمران

ابن فضیل برجمی نے عرب کے عوام الناس کا ایک گروہ جمع کرکے خود اوسکے سردار ہوکر بقصد ملک گیری خروج کیا اور جانب سیستان روانہ ہوے کیونکہ انکو معلوم ہوگیا تھا کہ اہل سیستان نقض عہد کرکے خود سر و مستقل حاکم ہوگئے ہین۔ یہہ لوگ زالق مین جا کر اوترے۔ زالق نواح سیستان مین ہے۔ اہل زالق نے عہد شکنی کی تھی جسکا او رعمران نے زالق پر قبضہ کرلیا اور اموال غنیمت بہت کچھہ انکے ہاتھہ آیا۔ بختری آصم بن مجاہد مولی اشیبان کے دادا کو پکڑ لیا۔ پھر کیا تھا۔ مالدار ہوگئے ہمتین بڑہ گئین۔ نظرین بلند پروازی کرنے لگین ایک زائق کیا ہاتھہ آیا کہ تمام سیستان اپنا بنانا چاہا۔ آگے بڑہے زرنج پر پہونچے۔ عبدالرحمن بن سمرہ جو عہد عثمانی مین یہان کے حاکم بلکہ ان بلاد کے فاتح تھے زمانہ شور وفتنہ محاصرہ عثمانی مین اپنی جگہہ اُمیر بن احمر لیشکری کو حاکم کرکے مدینہ منورہ چلے آئ تھے اونکا زرنج سے روانہ ہونا تھا کہ رعایا نے سر اوٹھایا اور اپنے حاکم اُمیر کو نکال کر خود مختار ہوگئ اور اپنی قوم مین سے ایک کو حاکم کرلیا۔ یہ خوارج کے پہونچنے سے ڈر گئ اور بغیر جنگ وجدال صلح کرکے انکو اپنے شہر مین داخل کرلیا۔ اس قصہ پر کسی شاعر نے جو شعر لکھا اوسکا مطلب یہہ ہے۔

اہل سیستان کو فاقون اور جنگ کی بشارت ہو ابن فضیل اور بہو کے ٹوٹے

عرب انکے شہر مین آگئے ان لوگون کو نہ چاندی مالدار کرتی ہے نہ سونا۔

جناب علی مرتضیٰ رض کو جسوقت ملک سیستان کی بدعہدی اور خوارج کا دخل وقبضہ معلوم ہوا آپنے عبدالرحمن بن جزر طائی کو یہہ مہم سر کرنے سیستان پر بہیجا۔ عبدالرحمن زرنج مین پہونچکر خوارج سے مقابل ہوے مگر حسکہ کے ہاتھہ سے مارے گئے۔ جناب علی ع کو اس واقعہ کی خبر ہوئی آپنے فرمایا حسکہ کے قبیلہ کے چار ہزار مرد قتل کرونگا۔

کسی نے کہا دہ تو کل پانچسو بہی نہ ہونگے۔ پہر آپنے عون بن جعدہ بن ہبیرہ مخزومی کو عامل سجستان مقرر کرکے روانہ فرمایا۔ انکو عراق کی راستہ مین بہدالی طائی ڈاکو نے مار ڈالا۔ اب جناب علی رض نے حضرت عبداللہ بن عباس رض کو لکہا کہ کسی شخص کو چار ہزار کی جماعت سے والی سجستان کرکے روانہ کرو حضرت ابن عباس رض نے ربعی بن کاس عنبری کو چار ہزار جوانونکے ساتہہ اودہر کو روانہ کیا۔ ربعی بن کاس کے ہمراہ حصین بن ابی الحر۔ مالک بن خشخاش عنبری اور ثاث بن ذی الحرہ حمیری مقدمۃ الجیش پر تھے۔ یہہ جماعت سجستان پہونچی جسکہ سے مقابلہ ہوا جسکو مارا گیا اور ربعی نے اوس ملک پر قبضہ کرکے اپنا انتظام کیا۔ ثاث کا نام عبدالرحمن بہی تہا۔ (فتوح البلدان وابن اثیر)

قتل محمد بن ابی حذیفہ

جسوقت جنگ یمامہ مین ابو حذیفہ رض بن عتبہ بن ربیعہ بن عبدشمس شہید ہوگئے انکے لڑکے محمد سایہ عاطفت جناب امیرالمومنین عثمان رض مین پرورش پانے لگے یہانتک کہ سن شعور کو پہونچے اتفاقاً یہہ شراب پیکر بدمست ہوے جناب عثمان رض نے اپنر حد شراب قائم کی۔ اپنر دُرّے پڑے پہر توبہ کرکے اپنی ظاہری حالت بدل دی اور اپنے ہمسنون مین ایک مشہور و معروف متقی۔ عابد۔ زاہد۔ دیندار ہوگئے۔ اسوقت تک محمد حسب دستور سابق جناب عثمان رض کے گہر رہتے تھے۔ ایکمرتبہ انہون نے کسی شہر کی حکومت چاہی اور جناب امیرالمومنین ذی النورین کی نصیحت پر برافروختہ ہوکر چلے گئے اور بمعیت محمد بن ابی بکر رض زبان طعن دراز کی جیسا خلافت عثمانی مین ہم بیان کرآے ہین۔ رفتہ رفتہ یہہ خبر حضرت عبداللہ بن ابی سرح کو بہی پہونچی۔ انہون نے جناب عثمان رض کی خدمت مین دونون کی شکایت لکہہ بہیجی جناب عثمان رض نے لکہا۔ محمد بن ابی بکر رض حضرت صدیق رض کے صاحبزادہ جناب ام المومنین عائشہ

صدیقہ رضؓ کے بھائی ہین اونکی شرارت پر لحاظ نکرو۔ محمد بن ابی حذیفہ میرا لڑکا اور بھتیجا ہے اور ہین نے اوسکو پالا ہے ابھی لڑکا قریش کا چوزہ ہے۔ اس سے بھی درگذر کرنا چاہیئے۔ اور بہ نرمی وسہولت ان دونو نکو سمجھا دو کہ آیندہ ایسی حرکات ناموزون وخلاف وضع سے باز رہین۔ ابن ابی سرح رضؓ نے لکھا کہ اوس چوزہ کے پر نکل آے اور اب اوڑا چاہتا ہے اسپر بھی جناب عثمان رضؓ نے درگذر کی اور تیس ہزار درم مع خلعت کے محمد بن ابی حذیفہ کو روانہ فرماے جسکا نتیجہ یہہ ہوا کہ احسان ماننا اور اپنے مربی قدیم کا شکریہ ادا کرنا تو درکنار محمد نے وہ درم اور خلعت مسجد مین رکھکر علانیہ مجمع اشخاص مین کہا۔ اے گروہ مسلمانان۔ آپ لوگ دیکھتے ہین کہ امیر المومنین عثمان رضؓ مجھکو حیلہ و فریب مین پھانسا چاہتے ہین اور میرے دین مین خلل اندازی کرنیکو یہہ درم و خلعت رشوت بھیجے ہین مین یہہ رشوت کیسے قبول کرون۔ اہل مصر انکی اس کارروائی سے اور بھی معتقد ہوے اور انکی عزت وتعظیم بہ نسبت سابق اور زیادہ کرنے لگے حتی کہ انکے ہاتھہ پر بیعت کرلی اور اپنا سردار جانتے تھے۔ جناب عثمان رضؓ کو جب محمد کی یہہ شرارت وبغاوت معلوم ہوئی آپنے ایک خط لکھا جس مین اپنے احسانات ظاہر فرماے اسپر بھی محمد بن ابی حذیفہ نے کچھہ پرواہ نہ کی اور تمرد وسرکشی سے باز نہ آے اور بالآخر جب ابن ابی سرح امیر المومنین کی مدد کیلئے مصر سے نکلے یہہ موقع پاکر حاکم ہوگئے اور تازمانہ بیعت حضرت علی رضؓ حاکم رہے۔ اس وقت عمرو بن العاص نے امیر معاویہ رضؓ کی بیعت کرلی تھی امیر معاویہ رضؓ نے عمرو بن العاص کو قبل اسکے کہ قیس بن سعد جناب علی کی طرف سے مصر کے عامل ہوکر آوین مصر کا حاکم کرکے روانہ فرمایا۔ یہہ مصر پہونچے مگر محمد بن ابی حذیفہ نے داخل نہونے دیا مجبور مصر سے باہر عریش مین جا ٹھیرے اور محمد کو بحیلہ و فریب اپنے پاس بلایا۔

وہ حیلہ یہہ ہے۔ جب عمرو بن العاص رضؓ نے دیکھا کہ محمد بن ابی حذیفہ مصر پر قابض ہین اور مصر والے انکے مطیع و فرمانبردار ہین لہذا اب چالاکی سے انکا کام ختم کرنا چاہیئے۔ یہہ سوچ کر محمد کے پاس ایک قاصد روانہ کیا اور یہہ پیغام زبانی دیا کہ مین نے امیر معاویہؓ کی بیعت کر لی تہی مگر اب مین اونکی بیعت سے منحرف ہوگیا ہون کیونکہ میرے نزدیک حضرت علی مرتضیٰ اہل خلافت و استحقاق ہین مین اونکی بیعت کرنا چاہتا ہون مگر تمسے پہلے ملاقات ہوجاوے اور زبانی باتین ہماری تمہاری ہوجاوین تو مین حضرت علیؓ کی خدمت مین حاضر ہو کر بیعت کر لون۔ میرا ارادہ پختہ ہوگیا ہے کہ جان و مال سے جناب علی مرتضیٰ کا شریک ہون۔ محمد بن ابی حذیفہ انکے دم مین آگئے اور صرف ایک سو آدمی اپنے ہمراہ لیکر مصر سے نکلے اور حضرت عمرو بن العاص رضؓ سے ملاقات کی۔ انہون نے پہلے ہی سے انتظام کر لیا تہا۔ چارون طرف سے مکان گہیر لیا اور منجنیق جابجا قائم کر کے ان سب آدمیونکو دفعۃً مار ڈالنا چاہا۔ محمد بن ابی حذیفہ کو عمرو بن العاص رضؓ نے گرفتار کر کے قتل کر ڈالا مگر یہہ روایت بالکل غلط ہے۔ قرائن عقلی و نیز دیگر واقعات و روایات اسکی تکذیب کرتی ہین کیونکہ حضرت قیس بن سعدؓ کو جناب علی مرتضیٰ رضؓ نے اپنی خلافت ہوتے ہی مصر پر بہیجدیا تہا اور یہہ وہان قابض و متصرف ہوگئے تہے۔ اگر محمد بن ابی حذیفہ کو حضرت عمرو بن العاص رضؓ نے قیس رضؓ کے پہونچنے سے پیشتر قتل کیا تہا تو مصر پر انکا قبضہ ہوتا اور حضرت قیس وہان نہ جمنے پاتے اسواسطے کہ مصر اُسوقت حاکم سے خالی تہا۔ قیسؓ ابہی پہونچے نہ تہے۔ محمد بن ابی حذیفہ قتل ہوچکے تہے پہر عمرو بن العاص کا کوئی مزاحم و مقابل نہ تہا اور اس مین کسیکا اختلاف نہین ہے کہ عمرو بن العاصؓ کا قبضہ مصر پر واقعہ صفین کے بعد ہوا اور یہی روایت معتبر ہے پس اسوقت محمد بن ابی حذیفہ کا قتل ہونا غلط ٹہیرا۔

بعضون نے کہا ہے کہ وقت محاصرہ محمد بن ابی حذیفہ مصر مین رہ گئے تھے اور ابن ابی سرحؓ مصر سے باہر تخوم یا فلسطین مین بانتظار حال جناب عثمانؓ سکونت پذیر ہوے بعد شہادت جناب امیر المومنین ایک سوار ابن ابی سرحؓ کے پاس آیا۔ آپنے اوسکی زبانی واقعہ شہادت سنکر افسوس کیا اوس سوار سے پوچھا کہ اب مدینہ والے کس فکر مین ہین اوس نے جواب دیا۔ جناب علی مرتضیٰ سے بیعت کرلی۔ انہون نے انا للہ وانا الیہ راجعون کہکر پوچھا۔ کیا تم لوگونکے نزدیک جناب علیؓ کی بیعت خلافت حضرت عثمانؓ کے قتل کے برابر ہے۔ سوار نے کہا۔ ہان بیشک۔ ابن ابی سرحؓ نے کہا۔ شائد تم عبداللہ بن سعد ہو۔ اوسنے جواب دیا۔ ہان۔ پہر اوس سوار نے کہا۔ تم اپنی جان کی خیر چاہتے ہو تو جلد یہان سے چلدو۔ امیر المومنینؓ تمہارے اور تمہارے جملہ اصحاب کے دشمن جانی ہورہے ہین اگر تم کو پاوین تو قتل کر ڈالین اور تیرے پیچھے مصر کا امیر ہوکر ایک شخص آرہا ہے۔ انہون نے پوچھا وہ کون شخص ہے۔ کہا قیس بن سعد بن عبادہؓ۔ ابن ابی سرحؓ نے کہا (یہ تو اچھا ہوا) خدا محمد بن حذیفہ کو ہلاک کرے۔ وہ کمبخت بڑا نالائق نکلا پہر عبداللہ بن ابی سرحؓ شام مین حضرت معاویہؓ کے پاس چلے گئے۔

اس روایت سے معلوم ہوتا ہے کہ قیس بن سعدؓ جب مصر کے عامل ہوے ہین۔ محمد بن ابی حذیفہ زندہ تھے اور یہی صحیح ہے مگر یہ پتہ نہین چلتا کہ وہ از خود مصر سے کیون چلے گئے کیا قیس بن سعدؓ سے ڈر کر نکل گئے اور ایک روایت اونکی نسبت اس طرح ہے کہ حضرت عمرو بن العاصؓ بعد واقعہ صفین کے مصر کی طرف آتے تھے ادہر سے محمد بن ابی حذیفہ ایک لشکر کے ساتھ جارہے تھے۔ عمرو بن العاصؓ نے انکے پاس ایک شخص کو بہیجا اور زبانی پیغام دیا کہ مین تم سے ملاقات کرنا چاہتا ہون چنانچہ دونون ایک دوسرے

سے ملے عمرو بن العاص رضؓ نے انسے وہی گفتگو مکر آمیز جوا و پر گذری کی اور باہم وعدہ ہو گیا
کہ فلان دن فلان مقام پر ہمسے ملنا صرف سو آدمی اپنے ہمراہ لانا۔ الغرض محمد بن ابی
حذیفہ اونکی چال سے غافل حسب وعدہ قصر عریش مین پہونچے اور دہوکے مین گرفتار
کر کے حضرت معاویہ رضؓ کی خدمت مین بہیجدیئے گئے۔ آپنے انکو قیدخانہ مین کر دیا۔ حضرت
معاویہ رضؓ کی بیوی کی لڑکی محمد بن ابی حذیفہ کی پہوپہی زاد بہن تہین۔ اونکو انکا قید ہونا
معلوم ہوا۔ کہانیکے ساتہ ایک سوہن چہپا کر انکے پاس بہیجدیا۔ محمد نے سوہن سے
اپنی قید کاٹ ڈالی اور منتظر موقع فرصت رہے۔ دربانون کو غافل پا کر قیدخانہ سے نکل
بہاگے اور ایک غار مین جا کر چہپ رہے مگر بہانسے پہر گرفتار ہو کر مارے گئے۔ بعضے اس طرح نقل کرتے
ہین کہ یہ شام مین قید رہے اور تا زمانہ قتل حجر بن عدی محبس مین تہے پہر قیدخانہ سے
نکل بہاگے۔ مالک بن ہبیرہ سکونی انکی تلاش مین نکلے اور انکو پا کر مار ڈالا۔ قبل اسکے
مالک نے حجر بن عدی کے مقدمہ مین حضرت معاویہ رضؓ سے سفارش کی تہی مگر اونکی سفارش
منظور نہ ہوئی چونکہ مالک غصہ مین تہے لہذا محمد بن ابی حذیفہ پر اپنا غصہ اوتارا۔
بعضے مورخین نے یہ لکہا ہے کہ بعد قتل محمد بن ابی بکر رضؓ محمد بن ابی حذیفہ ایک جماعت
کے ساتہ عمرو بن العاص کے پاس پناہ گزین ہوے مگر عمرو بن العاص رضؓ نے انکو دہوکا دیکر
حضرت معاویہ رضؓ کے پاس بمقام فلسطین بہیجدیا۔ انہون نے انکو محبس مین کر دیا۔ یہہ
قید سے بہاگے۔ حضرت معاویہ رضؓ انکے بہاگنے پر اور بہی ناخوش ہوے اور عبید اللہ
بن عمرو بن ظلام خثعمی کو بہیجا۔ محمد بن ابی حذیفہ ایک غار مین چہپے بیٹہے تہے جو متصل
حوران کے واقع ہے۔ اس غار کے قریب کاشتکار رہتے تہے۔ اتفاقاً چند گدہے ادہر
آنکلے اور غار مین جانا چاہا محمد بن ابی حذیفہ کو دیکہکر بہڑکے اور بہاگے۔ کسانون نے

گدہونکو بہاگتے دیکہا تو کہا۔ بلا وجہ گدہے نہین بہاگے۔ آخر اونمین سے ایک شخص غار مین آیا اور انکو دیکہکر واپس گیا حسب اتفاق عبید اللہ بن عمرو جو انکی تلاش مین تھے ادہر ہوکر گذرے کسانون نے انسے کہا کہ اس غار مین ایک شخص چہپا بیٹہا ہے۔ عبید اللہ بن عمرو نے ان لوگونسے حلیہ دریافت کیا اور خود جاکر دیکہا تو محمد بن ابی حذیفہ تھے۔ انکو پکڑ لیا۔ پہلے تو چاہا کہ حضرت معاویہؓ کے پاس لیجاوین پہر سوچے شاید وہ انکو چہوڑ دین کیونکہ یہہ معاویہؓ کے ماموں زاد بہائی تھے غرضکہ اس خیال سے عبید اللہ بن عمرو نے انکا کام تمام کردیا۔

جملہ روایات مذکورہ پر غور کرنے سے خیال پیدا ہوتا ہے کہ شاید محمد بن ابی حذیفہ (قبل آمد قیس بن سعد) اپنے توابع اہل مصر کو لیکر مصر سے نکل گئے اور قلعہ غزہ کو اپنا مسکن و مامن قرار دیا اور اسی جگہہ مقیم رہے جسوقت بعد واقعہ صفین کے عمرو بن العاصؓ والی مصر ہوکر ادہر آے محمد بن ابی حذیفہ کو غفلت سے مار ڈالا۔ اگرچہ یہہ احتمال سیاق واقعات کے مناسب معلوم ہوتا ہے مگر کسی مؤرخ نے نہین ذکر کیا بلکہ بیانات کچہہ اس طرح خلط ملط کردیئے ہین کہ اوقات و وقائع بہی بخوبی معلوم نہین ہوتے۔ محمد بن ابی حذیفہ کا واقعی حال اور قصہ قتل معلوم نہ ہوا۔

امارت قیس بن سعدؓ بر مصر

اوپر صرف اس قدر گذر چکا ہے کہ یہہ عامل مصر مقرر ہوکر مصر پہونچے اور اہل مصر بعضے انکے تابع ہوے۔ اب انکا پورا قصہ اسطرح لکہا جاتا ہے کہ حضرت قیس بن سعدؓ سردار قوم انصار ہین غزوات مین آنحضرت صلعم کے ساتہہ رہتے تھے علم جماعت انصار انکے

پاس ہوتا تھا۔ خوش تدبیر مرد میدان کارزار تھے۔ ماہ صفر ۳۶ھ مین قبل واقعہ جمل جناب علی مرتضیٰ رضنے انکو حکومت مصر پر مقرر کیا اور یہہ فرمایا جن اشخاص پر تمکو اعتماد ہو اپنے ہمراہ لیتے جاؤ۔ مدینہ سے ایک لشکر مرتب کرکے ساتھہ لو تاکہ تمہارے دشمن تمہارے رعب داب کو مانین۔ ان امور کا لحاظ رکھنا۔ اپنے دوست کی عزت وحرمت کرنا۔ اپنے محسن کیساتھہ حسن سلوک سے پیش آنا جس سے اندیشہ نقصان ہو اوس پر سختی رکھنا۔ عوام و خواص کو نرمی وخوش مزاجی سے اپنے دام مین لانا کیونکہ نرمی وسہولت مین برکت ہے حضرت قیس رضنے جواب دیا۔ آپ لشکر لیجانے کو فرماتے ہین اوسکا جواب یہہ ہے کہ لشکر لیجانیکی ضرورت نہین کیونکہ اہل مدینہ کا لشکر لیجانے پر بھی اگر ایسی صورت پیش آئی کہ مین مصر مین نہ داخل ہوسکا تو پھر کوئی تدبیر قبضہ وتسلط کی نہوگی اور مین مصر کے اندر قدم نہ رکھہ سکونگا لہذا مناسب یہہ ہے کہ لشکر آپکے واسطے چھوڑ جاؤن۔ شاید آپ کو لشکر کی ضرورت ہوئی تو آپکے پاس موجود رہیگا اور اگر کسی مقام پر بھیجنا چاہا تو یہہ بھی ممکن ہوگا۔ یہہ کہکر قیس رضنے صرف سات آدمی اپنے ہمراہ لئے اور مصر پہونچے مصر پہنچکر مسجد مین جمع کرکے ممبر پر چڑھے اور جناب علی مرتضیٰ رضکا فرمان پڑھکر سنایا۔ اپنی امارت کو ظاہر کیا۔ آپکی بیعت امارت اور واجب الاطاعت ہونے کا اعلان کیا۔ بعدہ کھڑے ہوکر یہ خطبہ پڑہا۔ قابل حمد وثنا وہی معبود برحق ہے جسنے حق ظاہر کیا باطل مٹا دیا ظالمونکو پامال فرمایا۔ اے حاضرین ہمنے جس شخص کو افضل واعلیٰ بعد آنحضرت صلعم کے اسوقت مستحق خلافت پایا اوسکے ہاتھہ پر بیعت کرلی لہذا تم سب لوگ بھی بہ تعمیل حکم کتاب اللہ وسنت رسول اللہ اوسکی بیعت کرو کیونکہ اگر ہم کتاب اللہ وسنت رسول اللہ پر عمل نہ کرین تو ہماری بیعت تمہاری گردنون نہ رہیگی۔ اس فقرہ کے تمام ہوتے ہی جملہ حاضرین نے

بیعت کرلی۔ اس صورت سے مصر پر انکا پورا تسلط ہوگیا۔

قیس نے بیعت لینے کے بعد مصر کے اطراف وجوانب کی طرف اپنے عمال روانہ کیے۔ باستثنار ایک قریہ کے جو بنام خربتا مشہور ہے کہ یہان والے امیر المومنین جناب عثمان رض کے خون کے طالب تھے اور یزید بن حارث و مسلمہ بن مخلد منجملہ عمائد و رؤسا قریہ اور قوم کے سردار تھے۔ اہل قریہ نے قیس رض کے پاس اپنا قاصد بھیجا اور مطالبہ خون جناب عثمان رض مین اعانت چاہی۔ مسلمہ بن مخلد نے بھی یہی خواہش ظاہر کی۔ چونکہ یہہ گروہ باشوکت وقوت تھا فی الحال اونسے جنگ و جدال مناسب نہ تھا اسواسطے قیس رض نے نرمی و سہولت سے اونکو رام کرنا چاہا اور اونکے قاصد کو یہہ جواب دیا۔ کیا تم ہم پر حملہ کرنا چاہتے ہو۔ واللہ مین تمسے یہہ ارادہ نہین کرتا اور نہ تم لوگونسے جدال وقتال منظور ہے۔ اگر تمکو مار کر بعوض امارت مصر حکومت شام کی پاؤن تو یہ گوارا نہ کرون۔ اسکے جواب مین یزید بن حارث سردار قریہ نے جواب دیا مین جبتک زندہ ہون تمکو کوئی صدمہ نہ پہونچیگا تم بلاخوف و خطر مصر کی حکومت کرو۔ قیس رض نے کہلا بھیجا مین تمکو جناب علی رض کی بیعت پر مجبور نہین کرتا تم کو اختیار ہے کرو یا نہ کرو۔

الغرض حسن تدبیر سے ان لوگونسے میعادی مصالحت کرلی اور اونکو اونکے حال پر چھوڑ دیا۔ اس میل جول سے خراج بھی اوس قریہ کا وصول کرلیا اور کسی نے انکار نہ کیا حضرت قیس مصر ہی پر رہے اور اس عرصہ مین واقعہ جمل منقضی ہوگیا۔

جناب امیر المومنین علی رض کی کامیابی اور قیس بن سعد رض کی مصر پر امارت جناب امیر معاویہ رض کو سخت گران گذری اور حضرت علی رض سے دل مین نہایت درجہ خائف ہوے۔ ان کے دل مین یہہ خطرہ متمکن ہوا کہ مبادا امیر المومنین علی رض ایک طرف سے اہل کوفہ و عراق کو لیکر

اور دوسری طرف سے قیس مصریونکو لیکر شام کا قصد کردین تو بڑی مشکل کا سامنا ہوگا۔ ہم
دونو نکے بیچ مین دب کر مجبور محض ہوجاوینگے اور ساری قوت و طاقت سلب ہوجاویگی۔
بہرحال حضرت معاویہ رض نے بنظر حفظ ما تقدم حضرت قیس رض کے نام ایک خط لکھا جس کا یہ
مضمون ہے "سلام علیک۔ اما بعد۔ تم نے امور سیاست مین جناب عثمان رض پر الزامات قائم
کئے اور جو انکو حکومت دینا بڑا جرم قرار دیا پہر اونکے خون مین پڑ گئے حالانکہ تم کو معلوم تہا
کہ اونکا خون کسی طرح تمہارے واسطے حلال نہ تہا تمنے جرم سنگین کا ارتکاب کیا اور امر مکروہ
و ناپسند و حرام پر عمل کیا۔ اے قیس۔ اللہ تعالی کی درگاہ مین توبہ کرو۔ تم اون لوگون مین ہو
جو حضرت عثمان رض پر بلوہ کر کے آئے تہے اور تمہاری ہی ذات سے یہہ ہنگامہ برپا ہوا۔ تمہارے دوست
کی نسبت ہمکو کامل یقین ہے کہ ساری کارروائی اور امیر المومنین جناب عثمان کی شہادت
انہین کے دم سے ہے۔ یاد رکہو۔ یہ خون تمہارا پیچہا نہ چہوڑیگا۔ تمہاری قومی شرافت و عزت کا
کچہ پاس و لحاظ نہ کریگا۔ اگر تمکو اپنی جان کی فکر اور اوسکی حفاظت مطلوب ہے تو جناب عثمان رض
کے قصاص طلب کرنیوالون مین مل جاؤ اور اس کام مین ہمارے تابع ہوکر ہمارے معین و مددگار
ہو۔ بروقت فتح و غلبہ ہم تمکو دونون عراق کی حکومت دینگے اور نیز تا زیست خود تمہاری قوم
سے جسکو چاہوگے حکومت حجاز دونگا۔ علاوہ اسکے اور جو تمہاری خواہش ہوگی پوری کرونگا
اپنی رای سے جلد اطلاع دو" حضرت قیس رض کے پاس یہہ خط پہونچا خط پڑہکر سوچے کہ ابہی معاویہ
کو باتون مین ٹالنا چاہیئے۔ اپنے دل کے خیالات سے اونکو بالکل خبر نہ دو اور فی الحال اونسے
ظاہرداری کرنا اور جنگ سے بچنا مناسب ہے چنانچہ خوب ہر پہلو پر نظر کر کے یہ جواب لکہا۔
"بعد حمد و نعت کے۔ مجہے معلوم ہوا جو تمنے لکہا۔ خوب سمجہا حضرت عثمان رض کی شہادت کے بارہ مین
جو لکہتے ہو یہہ محض تمہارا خیال ہے۔ مجہکو اس واقعہ سے دراصل کوئی تعلق نہ تہا نہ مین

اس مین کسی طرح شریک تھا بلکہ اس کام کے پاس تک نہین گیا اور نہ مجھکو اپنے صاحب کی شرکت
اس ہنگامہ مین محسوس ہوتی ہے مین جہانتک غور کرتا ہون یہہ بھی اس سے بالکل بے
لوث ہین۔ باقی رہی تمہاری اطاعت۔ یہہ معمولی بات نہین ہی کہ مین اسکا جواب ابھی
دیدون اس بارہ مین غور و تامل کر رہا ہون۔ یہہ کام عجلت کا نہین ہے حالانکہ مین تمہارے
لئے ہر طرح کافی ہون تاہم میری طرف سے ایسا کوئی امر نہوگا جو تمکو ناگوار و شاق گذرے۔ اسکی
بابت سمجھہ بوجھکر انشاء اللہ تعالیٰ جواب دونگا حضرت معاویہؓ نے یہہ خط پڑھکر پھر دوسرا
خط اس مضمون کا لکھا۔ مینے تمہارا خط پڑھا اس مین کوئی صاف بات نظر نہین آتی۔ تم میری
خواہش کے قریب نہین ہوتے تاکہ مین تمکو صلح خواہ خیال کرون اور نہ تمہارے اس خط سے
دوری و خلاف ظاہر ہوتا ہے کہ مین تمکو اپنا جنگجو شمار کرون مین تو تم کو صلح کے لئے بلاتا ہون
تم اس سے نہ بھاگو مین تمہین لڑائی سے بچاتا ہون میرا کہنا مانو اور حیل و فریب کی باتین مجھہ
نکرو مجھہ سا شخص ہرگز تمہارے دام تزویر مین نہین آسکتا اور نہ تم ایسونکے فقرونمین آکر
کسی حیلہ مین گرفتار ہوسکتا ہے۔ والسلام قیسؓ نے یہہ خط دیکھکر سمجھہ لیا کہ اب حضرت
معاویہؓ حیلہ و حوالہ سے نہ مانینگے اور نہ یہہ ٹالنے سے ٹلنے والے ہین اسواسطے جو کچھہ اون کے
دل مین تھا اوسکو نہایت صاف الفاظ مین ظاہر کر دیا اور نہایت طعن و تشنیع بھرا ہوا خط
حضرت معاویہؓ کو لکھا۔ اما بعد مجھکو تعجب ہے کہ تم کسقدر مجھکو فریب دیرہے ہو اور مجھسے اپنی
اطاعت کی طمع رکھتے ہو اور مجھکو بالکل حقیر و کمزور سمجھہ لیا ہے۔ کیا تم مستحق امارت و خلافت
کی اطاعت سے مجھکو نکالنا چاہتے ہو۔ وہ شخص تو اس قدر عالی مرتبہ ہین کہ سب لوگو نمین اس
امارت کے لائق۔ سب مین سچ بات کہنے والے۔ راہ حق کے ہادی۔ آنحضرت صلعم سے باعتبار تعلق
کے یہ نسبت اور سب کے بہت قریب۔ کیا تم مجھکو اپنی اطاعت مین داخل ہونے کو کہتے ہو۔

(تم اپنی حقیقت بھولے ہوے ہو تم کیسے ہو تم) ایسے ہو جو اس امارت مین سب لوگون سے دور تر۔ مکر کی باتین کہنے مین سب مکّارونسے زیادہ۔ آنحضرت صلعم سے تعلق کے اعتبار سے ازبس بعید۔ گمراہ اور گمراہ کرنیوالونکے سپوت پوت۔ ایک شریر شیطان ابلیس کی جماعت سے اور تمہاری یہہ دہمکی مین خدا کی قسم کہاتا ہون کہ اگر مین تمکو اس طرح مجبور اور اپنی لڑائی مین مصروف نہ کردون کہ تمکو اپنی جان کے لالے پڑجاوین تو سمجھنا کہ تم بڑے خوش نصیب تھے۔ والسلام۔

جناب امیر معاویہؓ یہہ خط پڑہکر قیسؓ کی طرف سے ناامید ہوگئے اور سمجھ لیا کہ قیس انکے دم مین نہ آوینگے اور یہہ حضرت امیر المومنین علیؓ کے سچے ہمدرد و مطیع ہین۔ پہر دوسرا جال پہیلایا۔ اہل شام پر یہہ ظاہر کیا کہ قیسؓ ہمارے مطیع ہوگئے ہین ہم سے اونسے خط و کتابت ہے طرفین سے برابر قاصد آتے جاتے رہتے ہین۔ تم لوگ قیسؓ کو کبہی برا نہ کہنا۔ وہ ہمارے خیرخواہ اور ہمدرد ہین۔ اونکے معاملات اور برتاؤ سے تم بخوبی سمجھ سکتے ہو کہ وہ کس طرف ہین۔ دیکہو تمہارے ہم خیال بہائیون طالب قصاص جناب عثمانؓ خربتا کے رہنے والونسے کس طرح پیش آتے ہین۔ اونکے وظائف وعطایا بدستور سابق جاری رکہے۔ اسکے علاوہ اور بہی احسانات کرتے رہتے ہین۔ اس سے صاف ظاہر ہوتا ہے کہ دربردہ قیسؓ تمہارے رفیق ہین۔ یہ تو زبانی ظاہر کیا پہر ایک خط جعلی قیسؓ کی طرف سے اپنے نام لکہوایا اوسمین دربارہ قاتلین جناب عثمانؓ اپنا ارادہ جنگ ظاہر کرنا اور امیر معاویہؓ کے ساتھہ ہونام قوم تہا اور یہ خط علی الاعلان اہل شام کو پڑہ کر سنایا۔

راقم حضرت امیر معاویہ اس چال مین بازی لیگئے اور جناب امیر المومنین علیؓ کو قیسؓ کی جانب سے بدگمان کردیا۔ محمد بن ابی بکرؓ اور محمد بن جعفرؓ اور نیز اون جاسوسونکی معرفت

جو شام مین تھے ان واقعات کی خبر جناب علی مرتضی رضؓ کے گوش گذار ہوئی۔ آپ کو ان باتوں سے سخت تردد و تشویش لاحق حال ہوئی اور آپنے حضرات حسنین و عبداللہ بن جعفر رضی اللہ عنہم کو بلا کر ان حالات سے مطلع کیا۔ ابن جعفرؓ نے عرض کیا۔ امیر المومنین جس امر سے آپکو قلق و اضطراب پیدا ہو کسی شخص کی نسبت شک و تردد ہو ایسے امر کو چھوڑ کر جو سبب اطمینان و تسلی قلب ہو اختیار فرمایئے قیسؓ کو مصر سے معزول کیجیے۔ آپنے فرمایا۔ واللہ باللہ العظیم مجھکو قیسؓ کی نسبت ایسی افواہ کا اصلا گمان نہین ہے مین کبھی یہہ باتین سچ نہ مانونگا۔ محض افترا پردازی ہے قیسؓ اس اتہام سے بالکل پاک ہین۔ عبداللہ بن جعفرؓ نے جواب دیا۔ آپ قیسؓ کو معزول کر دین اگر درحقیقت جو اونکی نسبت مشہور ہے صحیح نکلا تو وہ آپسے ناخوش ہو کر کسی طرح آپ پر ملامت نہ کرینگے۔ جناب علی مرتضیٰؓ اسی تردد مین تھے۔ ہنوز کوئی انتظام نہ کیا تھا کہ مصر سے قیسؓ نے عرضداشت بھیجی اوسکا یہہ مضمون تھا کہ کچھہ لوگ آپکی بیعت سے متوقف ہین فی الحال مصلحتاً اونسے تعرض نہین کیا گیا اور اونکی جدال و قتال سے ہاتھہ روکا گیا۔ عبداللہ بن جعفرؓ نے یہہ راے دی۔ آپ قیسؓ کو لکھین کہ متوقفین اور سکوت کرنے والونسے لڑین مجھکو اندیشہ ہے کہ وہ اپنے حال پر چھوڑنے سے رفتہ رفتہ سرکش ہو جاوین اور آیندہ اونکی حالت خطرناک صورت مین نظر آوے۔ لہذا ابھی سے اونکو دبانا چاہیئے۔ جناب علیؓ نے قیس کو لکھہ بھیجا کہ جو لوگ میری بیعت سے سکوت کرنیوالے ہین اونسے لڑو اور بزور شمشیر اونسے بھی بیعت لو حضرت قیسؓ نے اسکی مخالفت کی اور جوابا یہہ لکھا۔ امابعد۔ مجھکو آپکے حکم سے سخت تعجب ہوا آپ ان لوگونسے لڑنیکو فرماتے ہین مگر میرے نزدیک مصلحت نہین۔ یہہ لوگ آپسے رکے ہوے ہین اوسکے ساتھہ آپکے دشمن کو بھی روکنے والے ہین۔ اگر اس حالت مین انسے چھیڑ چھاڑ کی گئی تو فوراً آپکے دشمن سے ملکر اوسکے مددگار ہو جاوینگے اور آپ پر سب کے سب حملہ کر دینگے۔

اے امیر المومنین اس معاملہ مین میری رائے ناقص پر عمل فرمایئے اور اونکی لڑائی سے ہاتھ روکئے۔ اسوقت یہی مناسب امر ہے کہ انکو اونکے حال پر چھوڑ دیجئے۔ والسلام جب یہ خط پڑھا گیا تو عبداللہ بن جعفرؓ نے عرض کیا۔ امیر المومنین۔ آپ قیسؓ کی معزولی مین تاخیر نہ فرماوین فوراً اونکی جگہہ محمد بن ابی بکرؓ کو والی مصر مقرر کرکے روانہ فرمایئے۔ مجھکو خبر ملی ہے کہ قیسؓ کا مقولہ ہے تاوقتیکہ مسلمہ بن مخلد جو موضع خربتا مین قوم کے سرگروہ ہین قتل نہ ہونگے امارت مصر کو استقرار و ثبات نہین (قیسؓ اون لوگونکو مہلت دے چکے ہین۔ وہ نہ لڑینگے محمد بن ابی بکر جاکر اوس سرکش کو قتل کرین۔ محمد بن ابی بکرؓ اور عبداللہ بن جعفرؓ دونون باہم اخیافی بھائی ہین) الغرض حسب تجویز انکے جناب علی مرتضیٰؓ نے قیسؓ کے نام حکم معزولی اور محمد بن ابی بکرؓ کے نام پروانہ تقرری لکھکر مصر کی جانب روانہ فرمایا اور بعضے کہتے ہین کہ پہلے اشتر نخعی کو امیر مصر کرکے بھیجا تھا جب وہ اثنائے راہ مین مرگئے تو محمد بن ابی بکرؓ بھیجے گئے۔

بہرکیف محمد بن ابی بکرؓ مصر مین داخل ہوے۔ حضرت قیسؓ کو اپنی امارت کا فرمان دکھایا حضرت قیسؓ نے کہا۔ کیا کسی نے میری طرف سے جناب امیر المومنین کو بدظن کر دیا۔ محمدؓ نے جواب دیا۔ یہہ کوئی بات نہین ہے آپ شوق سے اپنی حکومت پر رہین مین بھی آپکے ساتھہ رہونگا۔ قیسؓ نے منظور نہین کیا اور کہا کہ اب مین یہان نہ ٹھیرونگا پھر اپنی معزولی بلاوجہ سے ناخوش ہوکر مصر سے مدینہ منورہ چلے گئے ایک روز حسان بن ثابتؓ جو عثمانی تھے آے اور بطور طعن کے کہا۔ تم نے جناب امیر المومنین عثمانؓ کو قتل کرا دیا اور امیر المومنین علیؓ نے تمکو امارت مصر سے نکال دیا۔ تمہارے سر جناب عثمانؓ کے قتل کا مواخذہ رہا اور تمہاری کچھہ قدر بھی نہ ہوئی قیسؓ نے پرغضب ہوکر کہا۔ اے دل کے اندھے۔ اگر مجھکو یہ اندیشہ نہ ہوتا کہ تمہارے مارنے سے تمہاری اور میری قوم مین لڑائی ہوجاویگی تو مین ابھی تمکو قتل

کر ڈالتا اور تمہارا قصہ پاک کرتا۔

راقم۔ جناب امیر المومنین عثمان رضؓ کے طرفدارونکا اسی قسم کا خیال تہا حضرت حسان رضؓ بھی اونہیں مین تھے۔ انہون نے قیس رضؓ پر طعنہ زنی کی انہون نے بہی سخت جواب دیا۔ اس طرح کی گفتگو ہمچشمون مین ہو ہی جاتی ہے۔ واقعہ جمل مین اکثر جگہہ حضرت علی مرتضی رضؓ نے حضرات طلحہؓ وزبیر کو برا کہا اور اونہون نے آپ پر طنز و تشنیع کی مگر یہہ باتین ایسی نہین کہ ہم اپنی رای سے اون بزرگونکی نسبت کچہہ زبان سے نکالین۔ وہ آپس مین ہم مرتبہ تھے غصہ سے ایک نے دوسرے کو برا کہا پہر دم بہر مین ایک ہوگئے۔ ہمارے سے پر کدورت دل اور سینے اون بزرگونکے نہ تھے۔ ان امور مین ہم اونکی تقلید نہین کرسکتے۔

مدینہ مین مروان بن حکم مقیم تہا حضرت قیس رضؓ کو اس نے کچہہ اس طرح دہمکایا ڈرایا کہ مجبوراً وہ وسہل بن حنیف مدینہ چہوڑکر جناب علی رضؓ کی خدمت مین کوفہ پہونچے۔ قیس رضؓ نے جناب امیر المومنین رضؓ کو زبانی حال کہہ سنایا۔ آپکو معلوم ہوا کہ انکی معزولی و برطرفی مین بڑا دہوکا کہایا۔ آپنے انکے عذرات و دلائل درباب تاخیر مقاتلہ متوقفین بہت پسند فرمائے۔ جب محمد بن ابی بکر رضؓ کے مقتول ہونے کی خبر آئی قیس رضؓ کی عزت آپ کی نظر ومین اور بہی فزون ہوئی انکی رائے و تجویز پر آفرین کی اور ہر کام مین انسے مشورہ لیا کرتے تہے حضرت قیس اور سہل رضؓ ساتہہ ساتہہ رہے اور جنگ صفین مین دونون صاحب شریک تھے۔

اب مروان کا قصہ ملاحظہ ہو حضرت امیر معاویہ رضؓ کو جب معلوم ہوا کہ مروان نے حضرت قیس رضؓ کو خوف دلا کر نکال دیا اور وہ پہر حضرت علی مرتضی رضؓ کے پاس چلے گئے انکو سخت افسوس ہوا مروان کے نام ایک خط عتاب آمیز لکہا جسکا ایک فقرہ مع ترجمہ یہہ ہے۔ لو امددت علیّا بمائة الف مقاتل لکان الیسر عندی من قیس بن سعد فی رایه

ومکانه - ترجمہ - اگر تم علیؑ کی مدد کو ایک لاکھہ مردان کارزار بہیجتے تو یہہ آسان تہا اور
مجھکو اصلا ناگوار نہ ہوتا البتہ قیس بن سعد سے خوش تدبیر و صاحب اے کا علیؓ کا رفیق
اور مشیر ہو جانا مجھپر سخت گران گذرا۔

یہہ حالات بطور جملہ معترضہ تہے جو درمیان مین آگئے۔ اب پہر محمد بن ابی بکرؓ کا قصہ سنئے
جسوقت محمد بن ابی بکرؓ مصر مین داخل ہوے جناب امیر المومنین علیؓ کا فرمان مجمع عام
مین اہل مصر کو پڑہکر سنایا۔ بعدہ خطبہ پڑہا جسکا ترجمہ یہہ ہے۔ الحمد للّٰہ۔ خدا ے پاکنے ہم کو
اور تمکو راہ حق کی ہدایت کی جس مین ہزارون نے اختلاف کیا اور راہ نہ پائی اور ہم سب کو
وہ باتین سوجہائین جن سے جاہل لوگ نابینا ہے۔ ایہا الناس خبردار ہو جاؤ مجھکو امیر المومنین
نے تمپر والی و حاکم کرکے بہیجا ہے اور مجھکو وہ فرمان جو ابہی پڑہ چکا ہون عطا فرمایا ہے مین
خدا ہی سے توفیق چاہتا ہون اور اوسی پر توکل ہے اور اوسیکی طرف رجوع کرنا ہے اگر تم
میری امارت میرے اعمال مین طاعت آلہی دیکہو تو اسپر خدا کا شکر ادا کرو کیونکہ وہی ہادی
راہ صواب ہے اور اگر میرے اعمال و افعال خلاف حق نظر آئین تو مجھکو اطلاع دو اور جو فیصلہ
ناحق ہوا ہو اوسکو پہر میرے سامنے پیش کرو اور مجھپر تنبیہ کرکے خطا و غلطی کی اصلاح کرالو
اس صورت مین تمکو ہر طرح کا استحقاق ہوگا کہ مجھکو راہ ناصواب سے روک سکتے ہو خداوند تعالےٰ
ہمکو اور تمکو نیک اعمال کی توفیق عطا فرماے۔ آمین۔ یارب العٰلمین یہہ خطبہ دیکر ممبر سے
اوتر آے۔ ایک مہینہ تک کسی قسم کا تغیر و تبدل نہ کیا پہر جو لوگ کہ بیعت جناب امیر المومنین
علیؓ مین سکوت کیئے ہوئے تہے اور جنکو حضرت قیسؓ نے مہلت دے رکہی تہی اونکی طرف پیغام
بہیجا کہ تم لوگ میری اطاعت قبول کرو جناب امیر المومنینؓ کی بیعت کرلو یا ہمارا ملک
چہوڑ کر نکل جاؤ۔ اونہون نے جواب دیا۔ ہم ابہی کچہہ نہین کہتے۔ فی الحال ہمکو اور مہلت دو

کہ ہم اپنے مآل کار پر غور کرکے تمہاری اطاعت کرلین یا جیسا کچھ اپنے نزدیک مناسب سمجھین گے ویسا کرینگے۔ ابھی ہمارے ساتھہ جنگ نہ کرو۔ محمد بن ابی بکرؓ نے اونکو مہلت نہ دی۔ اون لوگون نے بھی اپنی حفاظت کا معقول انتظام کرلیا جب واقعہ صفین ہوچکا اور فریقین کی طرف سے ثالث مقرر کئے گئے اور جناب علیؓ اس مہم سے فارغ ہوکر کوفہ واپس آئے تو یہہ لوگ چونکہ محمد بن ابی بکرؓ سے پہلے ہی سے کشیدہ خاطر تھے۔ لشکر لیکر مقابل ہوے محمد بن ابی بکرؓ نے بسرداری حارث بن جمہان جعفی ایک لشکر اہل خربتا پر بھیجا۔ اس گروہ مین یزید بن حارث مع قبیلۂ بنی کنانہ کے تھے۔ غرض اس لشکر سے اور اہل خربتا سے خوب جنگ ہوئی۔ حارث بن جمہان مارے گئے۔ انکی جگہہ ابن مضاہم کلبی سردار ہوکر گئے وہ بھی مارے گئے اور لشکر شکست خوردہ مصر بھاگ آیا جب دومرتبہ شکست ہوئی تو محمد بن ابی بکرؓ نے جناب امیرالمومنین کی خدمت مین اطلاع کی۔ آپنے حکم دیا کہ فی الحال اون سے متعرض نہو آیندہ وقت فرصت سمجھا جاویگا۔

قدوم حضرت عمرو بن العاصؓ نزد جناب امیر معاویہؓ

جسوقت بلوائیون نے مدینہ منورہ مین جناب امیرالمومنین عثمان ذی النورینؓ کا محاصرہ کرلیا تھا حضرت عمرو بن العاص اپنے دونون لڑکون عبداللہؓ و محمد کو لیکر مدینہ منورہ سے فلسطین چلے گئے تھے۔ انکے جانے کا سبب انکا یہہ قول تھا۔ اے اہل مدینہ۔ جو لوگ یہان نہ رہینگے اگر اونکے ہوتے ہوے جناب عثمانؓ شہید ہوے تو اون لوگونپر عدم نصرت کا وبال و ذلت ضرور پہونچیگی پس جو شخص ایسے گاڑہے وقت آپکی مدد کرسکتا ہی وہ نصرت و مدد سے دریغ نہ کرے اور جو عاجز ہے اوسکو یہان سے نکل جانا چاہیئے۔

جب یہ فلسطین پہونچے بعد دو چار دن کے انکو ایک سوار مدینہ سے آنے والا ملا انہون نے
اوسکا نام پوچھا۔ اوسنے حصیرہ نام بتایا۔ آپنے کہا۔ ابھی محصور ہین۔ پہر دوسرا سوار آیا جس نے
اپنا نام قتال ظاہر کیا انہون نے نام سنکر کہا حضرت عثمان شہید ہوگئے۔ جب اوس سے
حال دریافت کیا تو اوسنے شہید ہونا بیان کیا۔ پہر ایک اور سوار آیا۔ نام پوچھا۔ کہا حرب۔
آپنے کہا۔ افسوس۔ لڑائی ہوگی۔ پہر اور حال دریافت کیا جواب ملا جناب امیر المومنین علیؓ
کی بعیت ہوگئی۔ یہہ سنکر سلم بن زنباع بولے۔ اے گروہ عرب۔ تمہارے اور لڑائی کے درمیان
ایک دروازہ مضبوط تہا تم نے اوسکو توڑ ڈالا اور بجاے اوسکے دوسرا دروازہ قائم کیا۔
عمرو بن العاصؓ بولے ہم یہی چاہتے تھے کہ وہ دروازہ ٹوٹے۔ اسکے بعد عمرو بن العاص نے پاپیادہ
فلسطین سے کوچ کیا۔ دونون لڑکے انکے ساتھ تھے۔ یہہ روتے ہوے عورتون کی طرح
بین کرتے چلے۔ ہاے عثمانؓ ولے حیا اور دین کو موت آگئی۔ تم کیا دنیا سے سدہارے
کہ حیا اور دین نے تمہارے ساتھ دنیا سے کوچ کیا۔ غرض اسی طرح ماتم کرتے دمشق مین داخل ہوے
یہہ حضرت طلحہؓ کی خلافت کے امیدوار اور اسپر خوش تھے اور جناب علیؓ کی بعیت سنکر انکو رنج ہوا

حضرت عمرو بن العاصؓ عہد رسالت مین عمان پر عامل ہوکر گئے تھے وہان ایک عالم
یہود کی زبانی انکو جملہ حالات و واقعات زمانہ آیندہ معلوم ہوچکے تھے اوسکے موافق یہ ہر ایک
امر شدنی کو اوسکے آثار سے معلوم کر لیتے تھے کہ اب فلان واقعہ ہونے والا ہے چنانچہ
ویساہی ہوتا تہا اوسی عالم نے انسے بیان کیا تہا کہ بعد وفات حضور سرور کائنات حضرت
ابو بکرؓ خلیفہ ہونگے انکی مدت خلافت بہت کم ہوگی پہر دوسرے شخص اوسی قوم کے خلیفہ
ہونگے اور عرصہ تک خلیفہ رہینگے پہر دہوکے سے مارے جاوینگے انکے بعد اوسی قوم سے تیسرے
شخص عرصہ تک خلافت کرینگے پہر بلوہ مین شہید ہونگے۔ بعد انکے چوتھے شخص اوسی قوم کے

ہونگے مگر اونکی بیعت خلافت پر اتفاق نہ ہوگا اور بہت کچھ لڑائیان درپیش ہونگی پھر شہید ہونگے۔ اونکے بعد والی شام حاکم ہوجاوینگے اونکی حکومت عرصہ تک رہیگی اور لوگ اونپر متفق ہونگے وہ اپنی موت سے مرینگے کوئی اونکو قتل نہ کریگا۔

جناب علی کی بیعت سنکر عمرو بن العاصؓ دمشق چلے گئے۔ وہان قیام کیا اور منتظر رہے کہ لوگ کیا کرتے ہین۔ پھر جناب ام المومنین عائشہؓ حضرات طلحہ و زبیرؓ کے خروج کی خبر سنکر گو نہ مسرور ہوے۔ بعد ازان واقعہ جمل اور جناب علی کی فتح سنکر کبیدہ خاطر ہوگئے اور انکی حالت مین تذبذب واقع ہوا۔ یہ سنا کہ شام مین حضرت معاویہؓ جناب امیر المومنین علیؓ کے خلاف ہین اور حضرت معاویہؓ کو جناب عثمانؓ کا شہید ہونا ازبس شاق گذرا ہے حضرت معاویہ انکے نزدیک بہ نسبت جناب علی مرتضیٰؓ کی محبوب اور دوست تھے۔ بہرحال انکے بیعت نہ کرنے سے عمرو بن العاصؓ کو تسلی اور سکون قلب حاصل ہوا۔ اپنے دونون بیٹون سے رائے لی اور کہا۔ تمہارے نزدیک کیا صلاح ہے۔ علیؓ سے ملون یا معاویہؓ کے پاس چلون مگر علیؓ سے تو مجھکو کوئی امید نفع کی نہین ہے وہ مجھکو اپنے کسی کام مین شریک نہ کرین گے صاحبزادہ عبداللہ نے جواب دیا۔ ای پدر بزرگوار۔ آنحضرت صلعم نے اور حضرات شیخینؓ نے انتقال فرمایا اور یہہ تینون صاحب آپسے راضی وخوش تھے میرے نزدیک تو آپ اپنا ہاتھہ کھینچے رہین اور اپنے گھر خاموش بیٹھے رہین تاوقتیکہ کسی ایک پر لوگونکا اتفاق نہ ہولے اوسوقت آپ بھی بیعت کرلین۔ دوسرے صاحبزادہ محمد نے یہہ جواب دیا۔ باباجان۔ آپ عرب کے ممتاز اشخاص مین ہین جبتک آپ اس امر خلافت مین دخل نہ دینگے کیسے متفق علیہ ہوسکتی ہی۔ عمرو بن العاصؓ دونون صاحبزادونکی گفتگو سنکر بولے۔ اے عبداللہ تمنے وہ رائے دی ہی جو میرے دین مین نافع ہے اور اے محمد تم نے وہ بات کہی جس مین میری

دنیا کا فائدہ ہی اور آخرت کی برائی پھر آپ دونون بیٹونکو لیکر حضرت معاویہؓ کے پاس پہونچے یہان اہل شام کو اس حال مین پایا کہ سب جناب عثمان کے خون کے طالب قصاص ہین اور جناب معاویہؓ کو اس بارہ مین برانگیختہ کر رہے ہین۔ عمرو بن العاصؓ نے کہا تم حق پر ہو اپنے خلیفہ مظلوم کے خون کا بدلہ لو۔ اسکے بعد روزانہ امیر معاویہؓ کی دربار مین جاتے رہے مگر چندے اونہون نے انکی طرف توجہ نہ کی عمرو بن العاصؓ کے بیٹون نے انسے کہا۔ آپکی یہان کچھ قدر وعزت نہ ہوئی اب یہان سے دوسری جگہہ چلئے۔ ایک روز عمرو بن العاصؓ حضرت امیر معاویہؓ کے پاس گئے اور اونسے کہا تعجب ہے کہ مین ہر طرح آپکی مدد و نصرت کو موجود ہون اور اسیواسطے یہان آیا ہون مگر آپ مجھسے اعراض کرتے ہین۔ میرا ارادہ ہے کہ آپکے ساتھہ ہو کر قاتلین عثمان کو مارون اور اس کام مین مین نے اس درجہ بہت بڑائی ہے کہ جس شخص کی فضیلت و سابقیت مسلم ہے اوسکو چھوڑ کر دنیا کا طلبگار بنکر آپسے ملا حضرت معاویہؓ یہ سنکر انسے متفق ہو گئے اور انکو کاروبار وصلاح و مشورہ حکومت مین اپنا شریک کر لیا۔

حضرت عمرو بن العاصؓ کی نسبت مورخین کے بیانات متضاد منقول ہین مخالفین جناب عثمانؓ کے ساتھہ انکی سازش۔ محاصرہ و قتل مین سعی و کوشش۔ پھر بعد شہادت جناب عثمان رنج و غم ظاہر کرنا۔ طالبین قصاص کیساتھہ ہونا اور جناب امیر معاویہؓ کی متابعت اسی غرض سے کرنا مفہوم ہوتا ہے۔

دیگر حوادث ۳۶ھ

شروع سنہ ہذا مین بعد شہادت حضرت عثمان اور قبل واقعہ جمل حضرت حذیفہ بن یمان نے انتقال فرمایا منجملہ دیگر فضائل کے یہ آپکے مخصوصات سے ہی کہ مومن کو منافق سے تمیز کر لیتے تھے۔ حضور عالم علم لدنی نے آپکو مخفی اسرار تعلیم فرمائی تھے۔ آپکا قول ہے کہ اور لوگ تو

رسول اللہ سے امور خیر دریافت کرتے تھے مگر مین امور شر پوچھا کرتا تھا تاکہ اونکو معلوم کرکے شر سے محفوظ رہون۔ آپ وقت شہادت جناب عثمان کوفہ مین علیل تھے۔ جب خبر شہادت وکیفیت بیعت مرتضوی سُنی لوگونسے کہا کہ مجھکو مسجد مین لیچلو لوگون نے لاکر ممبر پر بٹھا دیا آپنے فرمایا کہ امیر المومنین علی کی بیعت سب پر واجب ہے۔ وہ اہل خلافت و مستحق اطاعت ہین مین اونکی بیعت خوشی سے کرتا ہون اور خدا کا شکر ہے کہ مین اسوقت تک زندہ رہا اور اونکی بیعت مین داخل ہوا۔ پھر اپنے بیٹون صفوان اور سعد کو متابعت مرتضوی کی تاکید کی اور کہا کہ اونکو بہت کچھ لڑائیان پیش آوینگی تم اونکا ساتھ دینا۔ اس واقعہ کے بعد سات دن یا چالیس دن زندہ رہکر وفات پائی (مسعودی)

حضرت سلمانؓ فارسی نے رحلت فرمائی۔ انکی عمر دو سو پچاس و بقول بعض تین سو پچاس برس کی ہوئی۔ انہون نے حضرت عیسیٰؑ کے بعض اصحاب کو دیکھا ہے۔ انکے سنہ وفات مین اختلاف ہے بعض مین ۳۵ھ ہر اور صاحب تقریب ۳۴ھ لکھتے ہین۔

عبداللہ ابن ابی سرح امیر مصر نے عسقلان مین وفات پائی۔ یہ امیر معاویہ کے ہمراہ صفین کیطرف آتے تھے مگر بادل ناخواستہ کہ راستہ مین انتقال فرمایا۔ (ابن اثیرؒ و امام یافعیؒ) یہ قریشی عامری ہین۔ بڑے شہسوار مرد میدان کارزار شجاع و جنگجو۔ صاحب غزوات و فتوحات عظیمہ تھے۔ انکی آرزو تھی کہ میرا خاتمہ نماز مین ہو چنانچہ یہی دعا مانگا کرتے تھے۔

نکل جای دم تیرے قدمو نکے نیچے		یہی دل کی حسرت یہی آرزو ہے	

جس دن وفات پائی صبح کو وضو کیا اور نماز شروع کی۔ سیدھی طرف سلام پھیر چکے تھے اولٹی جانب پھیرنا چاہتے تھے کہ روح پرواز کر گئی۔ (خمیس)

قدامہ بنؓ مظعون جمحی بدری مہاجر حبشہ۔ عمرو بن ابی عمرو بن ضبہ فہری۔ ابو شداد بدری

رضی اللہ عنہم نے اسی سال انتقال کیا۔

سنہ مذکور مین امیر المومنین نے یزید بن حجبہ تیمی کو رے کا حاکم کیا۔ انہون نے خراج مین سے تیس ہزار کا تغلب کیا۔ آپنے بلاکر بعد تفتیش درّونسے پٹواکر قید کر دیا اور اونکی موے سعد کے سپرد کیا۔ یزید انکی حراست سے بہاگ کر امیر معاویہؓ کے پاس پہونچے۔ اونہون نے انکو کچہ زر ونقد دیا۔ یہ وہان رہنے لگے اور حضرت علی کی برائیان کیا کرتے تہے عندابارت امیر معاویہ مین اونکے ساتہہ عراق پہونچے اور رے کے حاکم ہوگئے بعض کہتے ہین کہ جناب علی کے ہمراہ واقعہ جمل وصفین مین تہے اور جنگ نہروان مین ساتہہ دیا تو آپنے پہر رے کا والی کر دیا

مقدمات و اسباب واقعہ صفین

جناب امیر المومنین علی مرتضیٰؓ جب واقعہ جمل سے فارغ ہوکر بقصد شام کوفہ مین تشریف لاے ایک خط بنام جریر بن عبد اللہ بجلی عامل ہمدان دوسرا اشعثؓ بن قیس کندی والی آذربیجان لکہا۔ دونون کا ایک مضمون تہا کہ اپنے بلاد متعلقہ سے ہماری بیعت لیکر خود ہمارے پاس چلے آو چنانچہ وہ دونون آپکے حکم کی تعمیل کرکے حاضر خدمت ہوے۔ آپکو منظور ہوا کہ کسیکو امیر معاویہؓ کے پاس خط دیکر بہیجین جریر نے کہا کہ یہ خدمت میرے متعلق فرماوین۔ میری اونکی دوستی ہے مین اونکو زبانی بہی نصیحت کرونگا کیا عجب کہ میرا کہنا اونکے ذہن نشین ہو اور آپ کی بیعت قبول کرلین۔ اشتر خلاف ہوے اور جناب علیؓ سے علیحدگی مین کہا۔ یہ معاویہؓ کے دوست ہین۔ انکو نہ بہیجیے۔ مجہکو ارشاد ہو تو اس خدمت کو انجام دون۔ آپنے فرمایا۔ انہین کو جانے دو۔ دیکہو معاویہؓ کیا جواب دیتے ہین اور یہ وہانسے واپس آکر کیا ظاہر کرتے ہین۔ بالآخر جریر بن عبد اللہ سفارت کو تیار ہوے۔

جناب امیر المومنین رضؓ نے ایک خط انکے حوالہ کیا جس مین اپنی بیعت اور حضرت طلحہؓ و زبیرؓ کی عہد شکنی اور واقعہ جمل مین آپ سے لڑنا لکھا تھا اسکے بعد حضرت معاویہؓ کو اپنی بیعت مین داخل ہونے کو لکھا تھا۔

جریرؓ یہہ خط لیکر حضرت معاویہؓ کے پاس پہونچے۔ اونھون نے جواب دینے مین تاخیر کی اور عمرو بن العاصؓ سے اس معاملہ مین شورہ لیا۔ اونھون نے جواب دیا۔ اہل شام کو جمع کرکے حضرت علیؓ پر تہمت خون عثمانؓ لگایئے اور لشکر لیکر حضرت علیؓ سے مقابلہ کیجئے۔ حضرت معاویہؓ نے انکے کہنے پر عمل کیا۔ جریرؓ کے روکنے سے یہ غرض تھی کہ جریرؓ خود اپنی آنکھ سے اہل شام کا معاوضہ خون عثمانی پر مستعد ہونا دیکھ لین اور خون عثمانی کا اتہام جناب علیؓ پر اہل شام کی زبانون سے سنکر واپس جاوین اور یہان کی حالت اور لوگون کا جوش و خروش بیان کرین۔

اہل شام کی یہہ کیفیت تھی کہ نعمان بن بشیر جناب امیر المومنین عثمانؓ کا خون آلود پیراہن اور اونکی بیوی نائلہ کی دو اونگلیان جڑ سے علیحدہ اور نصف انگوٹھا اور اونگلیان مع کسیقدر ہتھیلی کٹی ہوئی شام مین لیکر گئے تھے۔ حضرت معاویہؓ نے یہہ کرتہ ممبر پر رکھوا دیا اور اوسپر اونگلیان رکھ دی گئین۔ اہل شام انکو دیکھکر مدتون روتے رہے اور اونھون نے متفق ہوکر قسمین کھائین کہ جبتک خون عثمانی کا معاوضہ نہ لینگے اوسوقت تک ٹھنڈا پانی نہ پئینگے نہ پانی کو سوائے غسل جنابت کے ہاتھ سے چھوئین گے۔ نرم بچھونے پر نہ سوئینگے اور جو شخص خون کا بدلہ لینے مین حائل و حارج ہوگا اوسکو بھی مار ڈالینگے۔ (کامل)

جریر بن عبد اللہؓ تین ماہ تک شام مین مقیم رہے اور حضرت معاویہؓ انکو ٹالتے رہے۔ امیر المومنین جناب علیؓ نے جریرؓ کے نام خط لکھا جسکا مطلب یہہ ہے کہ جسوقت میرا

یہہ خط تمکو ملے۔ معاویہؓ سے قطعی جواب لو۔ لڑائی یا صلح۔ دو باتونسے جسکو وہ اختیار کرین مختار ہین۔ اگر لڑائی پر مستعد ہین تو اونکو اونکے حال پر چھوڑکر چلے آؤ اور اگر صلح خواہ ہون تو میری بیعت اونسے لیکر جلد واپس آؤ۔ (عقد الفرید)

جریر بن عبداللہؓ یہ ماجرا اور یہہ جوش اہل شام کا دیکھکر کوفہ واپس آے اور امیر المومنین کی خدمت مین زبانی حال عرض کیا۔ یہہ بھی کہا کہ اہل شام کا قول ہے۔ آپنے جناب عثمانؓ کو قتل کرایا۔ قاتلین عثمانؓ کو پناہ دی اور وہ بغیر بدلہ لئے نرکینگے تاوقتیکہ قاتلین جناب عثمانؓ کو نہ مارلین یا آپ کو قتل کرین۔

جب جریرؓ بے نیل مرام واپس آے تو اشتر نخعی نے جناب علیؓ سے کہا۔ امیر المومنین مین نے آپکو پہلے ہی منع کیا تھا لیکن آپنے میرا کہنا نہ مانا جریر نے قصداً شام مین اتنے عرصہ تک قیام کیا اور اتنی دیر لگادی کہ اہل شام اپنی مضبوطی کرلین۔ انکے جانے سے ایسا دروازہ کہل گیا جسکے کہلنے کی ہمکو امید نہ تہی اور نہ کوئی خوفناک راہ ایسی رکہی کہ جسکا انسداد نہ ہوگیا ہو جریرؓ انکی طعنہ زنی سے برہم ہوے اور جواب دیا کہ اگر تم میری جگہہ جاتے تو زندہ واپس نہ آتے۔ اہل شام تمہاری بوٹیان جدا کرکے تمہارا قیمہ بناتے۔ وہ تمکو جناب عثمانؓ کا قاتل جانتے ہین۔ اشتر نے کہا۔ اگر امیر المومنین مجھکو اجازت دیتے اور مین جاتا تو اہل شام کو معقول جواب دیتا اور معاویہؓ کو اپنی تقریر سے ایسا لاجواب کرتا کہ اونکو فکر و تامل کی مہلت نہ ملتی۔ اگر امیر المومنین میرا کہنا مانتے تو مین تم جیسے آدمیونکو قیدخانہ مین رکہتا اوسوقت تک کہ یہہ معاملہ ہمارا اور معاویہؓ کا طے نہو جاتا۔ جریرؓ اس بدزبانی و غلط اتہام سے ناخوش و کبیدہ خاطر ہوکر قرقیسا کی طرف چلے گئے اور وہانسے حضرت معاویہؓ کی طلبی پر شام مین داخل ہوے۔

بعضون نے لکھا ہی کہ جریر بن عبد اللہ رض کو بغیر جواب واپس کرنیکے باعث شرحبیل بن سمط کندی ہوی۔ اسکا سبب یہ ہے کہ عہد فاروقی رض مین جسوقت حضرت سعد بن ابی وقاص رض عامل عراق تھے جناب عمر فاروق رض نے شرحبیل کو انکے پاس بھیجدیا تھا حضرت سعد رض نے انکی بہت عزت کی اور اپنے مقربین مین داخل کیا۔ اشعث بن قیس کندی بہی عراق مین تھے انکو شرحبیل کے عزت و مرتبہ پر حسد پیدا ہوا۔ اوسی زمانہ مین حضرت سعد رض نے جریر کو مدینہ منورہ روانہ کیا۔ اشعث نے جریر رض سے کہا۔ تم مدینہ جاتے ہو اگر ممکن ہو تو امیر المومنین کے حضور مین شرحبیل کی شکایت کرنا لیکن انہون نے مدینہ پہونچکر ایسا نہین کیا بلکہ حضرت سعد بن ابی وقاص کی تعریف کی۔ بعد اسکے امیر المومنین فاروق نے شرحبیل اور زبیر کو عراق سے اپنے پاس بلالیا۔ زبیر کو تو مدینہ مین رکھا اور شرحبیل کو شام روانہ فرمایا۔ شرحبیل یہان بہت عزت و حرمت سے رہے۔ انکے باپ سمط غازیان شام سے ہین۔ جب حضرت جریر رض حضرت معاویہ رض کے پاس آے تو حضرت معاویہ رض نے شرحبیل کو بلایا اور اوسے امیر المومنین کا خط آنا ظاہر کرکے اونکو جریر رض سے ملایا۔ شرحبیل نے راے دی کہ حضرت عثمان ہمارے خلیفہ تھے اگر تم اونکے خون کا معاوضہ طلب کرسکتے ہو تو کوتاہی نہ کرو ورنہ ہم تمسے الگ ہوتے ہین حضرت جریر رض یہان کا یہ رنگ ڈہنگ دیکھکر کوفہ واپس گئے۔ پہر شرحبیل ہی کے اشارہ سے حضرت معاویہ رض نے جریر رض کو بلالیا۔ چونکہ یہہ اشتر کی طعنہ زنی سے ناخوش ہوگئے تھے۔ حضرت معاویہ رض کے پاس چلے آے۔ (ابن خلدون و ابن اثیر)

امیر المومنین علی رض اور جناب معاویہ رض کے درمیان قبل صفین خط و کتابت ہوتی رہی عقد الفرید مین آپکے خطوط مع جوابات مذکور ہین۔ تاریخ خمیس سے آپکا ایک فقرہ کا خط اور اسیقدر جناب معاویہ رض کا جواب ہم بطور نمونہ کے یہان نقل کرتے ہین۔

خط جناب علی مرتضیٰ ؑ بنام جناب معاویہؓ غرک عزک فصار قصار ذلک ذلک فاخش فاخش فعلک فعلک تھدی بھذا۔ ترجمہ۔ تمہاری عزت و مرتبہ نے تمکو فریب دیا انجام اسکا ذلت و خواری ہے اپنے فعل بد سے ڈرو شاید اسکے ذریعہ سے تم راہ پاؤ۔

جواب از طرف امیر معاویہؓ۔ علی قدری علی قدری۔ ترجمہ۔ بقدر میری حوصلہ و ہمت کے میری دیگ کو جوش ہے۔

روانگی جناب امیر المومنین علی مرتضیٰ جانب صفین و وقائع اثناء راہ

المختصر جسوقت جناب امیر المومنین کو امیر معاویہؓ کی جانب سے امید صلح نہ رہی بلکہ جنگ و جدال کی آمادگی ظاہر ہوئی تو آپنے کوفہ مین ابومسعود انصاری کو اپنا نائب کرکے [بتاریخ ۵ ماہ شوال سنہ ۳۶ھ کوفہ سے کوچ فرمایا۔ (مسعودی)] اور نخیلہ مین پہونچکر لشکر مرتب کیا۔ اسی مقام پر حضرت عبد اللہ بن عباسؓ اہل بصرہ کے ہمراہ آپسے مل گئے۔ اہل کوفہ کی ایک جماعت جسمین مرہ ہمدانی اور مسروق مین رہگئے ان دونون نے اپنے وظائف سالانہ لیکر قزوین کا رخ کیا اور آپ کے ساتھ صفین مین شریک نہ ہوے۔ مسروق اپنی غیر حاضری پر افسوس کرتے اور بارگاہ ایزدی مین استغفار کرتے تھے۔

شام مین حضرت معاویہؓ کو جناب علیؑ کی آمادگی کی خبر پہونچی وہ بھی لشکر جمع کرنے کی فکر مین مشغول ہوے اور اپنے وزیر عمرو بن العاصؓ سے مشورہ لیا۔ اونہون نے جواب دیا۔ جب علی مرتضیٰؑ نے لشکرکشی کی ہے آپ بھی اونکی طرف چلئے اور اپنی تدبیرون اور حیلون اور [illegible] اونکے مقابل ہوجیئے۔ آپکے مقابل علیؑ بہت کمزور ہین۔ اہل عراق جو اونکے تابع تھے اونکی [illegible] منتشر و متفرق ہوگئی۔ اونکی شوکت و دبدبہ شکست ہوگیا۔ اہل بصرہ حضرت علیؑ سے

خوش نہین۔ اونکی جماعت سے بہت سے قتل ہوے۔ سرداران بصرہ وکوفہ و دلیران معرکہ شجاعت یوم جمل مین کام آے۔ اب اونکے ساتھہ کون ہین۔ جماعت قلیل۔ گنتی کے آدمی وہ بہی کمزور و ناتوان۔ پہر آپ حق پر لڑتے ہین آپنے خلیفہ کے خون کا بدلا چاہتے ہین۔ خداوند تعالی آپ کا حامی و مددگار ہے۔ آپکے ذمہ اپنے خلیفہ شہید مقتول و مظلوم کا حق ہے اوس حق کو اپنی گردن سے ادا کیجئے اور اللہ تعالی سے ڈریئے ایسا نہو کہ آپ کی طرف سے بدلا لینے مین قصور ہو اور اوس کی سزا مین اولٹے آپ مبتلا ہوجاوین۔ اسی قسم کی باتین کر کے حضرت معاویہؓ کو لڑائی پر تیار کر دیا۔ حضرت معاویہؓ نے اپنے ممالک محروسہ کی فوج جمع کرنے اور لڑائی کا ساز و سامان بہم پہونچانیکو بتاکید بلیغ خطوط لکہے۔ تین علم تیار کیے۔ ایک عمرو بن العاصؓ کو دیا۔ ایک اونکے دونون لڑکون کو اور ایک اپنے غلام وردان کو دیا۔ ادہر جناب علی مرتضیٰؓ نے اپنے غلام قنبر کو علم لشکر عنایت فرمایا تہا۔

جناب امیر المومنینؓ نے آٹھہ ہزار کی جمعیت سے زیاد بن نضر حارثی کو اور چار ہزار کی جماعت بسرداری شریح بن ہانی بطور مقدمۃ الجیش نخیلہ سے بجانب شام روانہ کی خود بہی نخیلہ سے کوچ کر کے مداین مین تشریف لاے۔ یہانسے بہی لشکر لیا۔ سعد بن مسعود عم مختار بن ابی عبیدہ ثقفی کو والی مداین مقرر کر کے معقل بن قیس کو بسرداری تین ہزار جوانان کارزار آگے بڑہنے کا حکم دیا۔ انکو یہہ ارشاد ہوا کہ موصل ہوتے ہوے ہمکو رقہ مین مل جاوین۔ اس لشکر کو روانہ کر کے آپنے بہی مداین سے کوچ کیا۔ جب آپ رقہ مین داخل ہوے اہل رقہ کو حکم دیا کہ پل تیار کرین تاکہ دریا پار ہو کر شام روانہ ہون۔ اونہون نے حکم کی تعمیل نہ کی حالانکہ اون کے پاس سامان موجود تہا۔ کشتیان جمع کر رکہی تہین۔ آپنے اس حکم عدولی پر کچہہ تشدد نہ فرمایا بلکہ یہہ ارادہ کیا کہ دوسری راہ سے منبج کے پل پر سے عبور فرماوین مگر اشتر نے اون لوگون کو

ڈانٹا اور پکار کر کہا میں قسم کہاتا ہون کہ اگر ہمارے عبور کرنے کو پل تیار نہ کر دو گے اور امیر المومنین کو ادہر سے نہ اوترنے دو گے تو خوب یاد رکھو کہ قضا تمہاری سر پر آگئی ہے میں ابہی تلوار لیکر آتا ہون ایک کو بہی زندہ نہ رکھونگا۔ تمہارا مال واسباب بہی سب لوٹ لونگا اہل رقہ اشتر کی للکار سے تہر تہر کانپنے اور آپس میں کہنے لگے۔ یارو۔ یہہ شخص اشتر ہے اسکو خوب جانتے ہو یہہ اپنی قسم پوری کرکے چھوڑیگا بلکہ جسقدر کہا ہے اوس سے زیادہ کر دکہائیگا مناسب ہے کہ پل تیار کر دو اور اس بلا کو سر سے ٹالو۔ لاچار اونہوں نے خوشامد کی اور کہا۔ آپکے واسطے پل بنا جاتا ہے آپ شوق سے عبور فرماوین۔ القصہ دم کے دم میں پل تیار ہوگیا اور جناب امیر المومنین علیؑ نے مع اپنے لشکر کے عبور فرمایا۔ عبداللہ بن ابی حصین کی ٹوپی سر پر سے گر گئی انہوں نے گہوڑے سے اوتر کر اوٹہالی پہر عبداللہ بن حجاج ازدی کی بہی ٹوپی گری انہوں نے بہی اوٹہالی اور ایک شعر پڑہا جسکا مطلب یہہ ہے۔ اگر پرندا اوڑا کر فال لینے والے کی بات ٹہیک ہے تو بیشک ہم بہت جلد قتل ہونگے" یہہ سنکر ابن ابی حصین بولے۔ یار سچ کہتے ہو میرے نزدیک تو موت سے زیادہ محبوب کوئی چیز نہیں ہے۔ مروی ہے کہ یہہ دونوں جنگ صفین میں مارے گئے (ابن اثیر)

اثنائے سفر میں کسی مقام پر لشکر پیاسا ہوا۔ دور تک پانی کا نام نشان نہ پایا۔ ہر ایک جان بلب قریب مرگ ہوگیا۔ جناب امیر المومنینؑ نے ان لوگونکو راستہ سے موڑ کر جنگل و بیابان کا رخ کیا۔ کچہہ دور گئے تھے کہ سامنے سے ایک دیر نظر آیا۔ سب اوس طرف بکمال عجلت پانی کی امید پر چلے۔ دیر کے رہنے والے فقیر سے پانی کا پتہ پوچھا۔ فقیر نے جواب دیا۔ صاحبو! پانی یہانسے دو فرسنگ کے فاصلہ پر ہے۔ لشکریوں نے عرض کیا۔ حضور ہمکو اجازت دین قبل اسکے کہ ہماری طاقت شدت تشنگی سے سلب ہو جاوے ہم پانی کے پاس پہونچ جاوین۔ آپنے فرمایا انشاءاللہ تعالیٰ پانی اسی مقام پر ملا جاتا ہے۔ یہہ فرماکر آپنے خچر کو چند قدم آگے بڑہایا اور

ایک مقام پر اشارہ کیا کہ اس جگہہ کو کہود دین۔ لشکری کدال لیکر بڑہ گئے تہوڑاہی کہودا تہا کہ ایک بڑا پتہر ظاہر ہوا وہ اسقدر سخت تہا کہ کسی کدال سے نہ ٹوٹ سکا۔ آپنے فرمایا کہ اس پتہر کے نیچے چشمہ آب شیرین ہے۔ ہر چند لشکریون نے کوشش کی مگر وہ پتہر نہ ٹوٹا اور نہ اپنی جگہہ سے ٹسکا جناب امیر المومنین خود خچر سے اوتر پڑے آستین چڑہا کر بزور قوت حیدری ایک ہی حملہ مین پتہر اوس جگہہ سے اوٹہا کر دور پہینک دیا۔ نہایت صاف و شیرین خوشگوار برف سے زیادہ ٹہنڈا پانی نکلا۔ ایسا بامزہ پانی اس سفر مین کسی منزل پر میسر نہ آیا تہا۔ تمام لشکر نے پانی پیا اور بقدر ضرورت مشکیزے و پکہالین بہر لین جب سیراب ہو گئے تو آپنے وہ پتہر اوٹہا کر اوس چشمہ پر رکہہ دیا مگر لوگونکو اوس پر مٹی ڈالنے اور پاٹنے سے منع فرمایا۔ فقیر اپنے دیر سے یہ حالت دیکہہ رہا تہا جناب امیر المومنین ع کی خدمت مین حاضر ہو کر عرض پیرا ہوا۔ کیا آپ پیغمبر مرسل ہین۔ فرمایا نہین۔ پہر کہا۔ کیا کوئی فرشتہ مقرب ہین۔ جواب ملا نہین۔ پوچہا۔ آخر آپ کون ہین فرمایا مین پیغمبر مرسل نبی آخر الزمان جناب محمد مصطفے ص کا وصی ابن عم ہون۔ فقیر نے کہا۔ آپ ہاتہہ بڑہایئے اور مجہکو مسلمان کر لیجئے جناب امیر المومنین ع نے اپنا ہاتہہ اوسکو دیا وہ کلمہ شہادت پڑہکر مسلمان ہو گیا۔ آپنے دریافت فرمایا۔ کیا وجہ ہوئی کہ تم عرصہ سے اپنے دین پر تہے اسوقت مجہکو دیکہتے ہی مسلمان ہو گئے۔ فقیر نے جواب دیا۔ اے امیر المومنین یہہ دیر اس پتہر کے اوٹہانے والیکے واسطے بنایا گیا ہے مجہسے پہلے اور بہی فقیر اس دیر مین گذرے ہین۔ مین نے اپنی کتابونمین پڑہا تہا اور اپنے عالمونکی زبانی سنا تہا کہ اس مقام پر ایک چشمہ ہے اوس پر ایک سنگ گران وزن رکہا ہے اوسکو بجز پیغمبر مرسل یا اوسکے وصی کے دوسرا شخص نہ اوٹہائیگا مین نے اسوقت آپسے یہہ کام دیکہا بس مجہکو یقین ہو گیا کہ وہ شخص آپ ہی ہین پہر وہ فقیر ہمراہ رکاب ہوا اور جنگ صفین مین اہل شام سے لڑتا رہا یہانتک کہ شہید ہو گیا۔ جناب

امیر المومنین رضؓ نے اوس پر نماز پڑہی اور مقبرہ شہداء صفین مین دفن فرمایا۔ اوسکے حق مین اکثر دعا فرمایا کرتے اور یہہ ارشاد ہوتا کہ وہ میرا دوست تہا۔ (شواہد النبوت)

جب آپ فرات پر پہونچے تو زیاد بن نضر حارثی اور شریح بن ہانی آپسے آکر ملے۔ انکے پیچھے رہجانیکی یہہ وجہ ہوئی کہ یہہ مع لشکر کے فرات کے کنارہ کنارہ خشکی کی راہ چلے جب عانات پہونچے تو خبر ملی کہ حضرت معاویہؓ کا لشکر ادہر آرہا ہے انکو خیال آیا کہ راستہ ہی مین مقابلہ نہو جاوے ہمارے اور امیر المومنین جناب علی رضؓ کے درمیان دریاے فرات حائل ہوگا ہم اوس پار ہونگے اور جناب علی ابہی اسی طرف ہین معلوم نہین کہ حریف کا لشکر کسقدر ہے اگر ہم اونکے مقابلہ مین کمزور پڑے تو جناب علی رضؓ کو ہماری خبر بہی نہونے پاوے گی اور یہان لشکر کا خاتمہ ہوجاویگا بس یہہ تجویز کرکے جسطرف جارہے تہے وہ راستہ چہوڑ دیا اور عانات سے عبور کرنا چاہا مگر اہل عانات نے انکو روکا۔ یہہ مزاحمت کرنا مناسب نہ سمجہے مجبور ہیت کی طرف لوٹ آے اور وہانسے دریاے فرات عبور کرکے جناب امیر المومنین کے لشکر سے آملے۔ آپنے ان دونون سردارون کو بارہ ہزار لشکر دیکر آگے روانہ کیا۔ یہہ وہی لشکر ہے جو انکے ساتہہ کوفہ سے آیا تہا جب یہہ حدود روم مین داخل ہوے ابو الاعور سلمی لشکر شام لئے ہوے مل گئے۔ زیاد و شریح نے جناب امیر المومنین کو اس حال سے مطلع کیا۔ آپنے اشتر کو انکی طرف بہیجا اور حکم دیا کہ بہت جلد اونسے جاملو وہان پہونچکر زیاد و شریح کو میمنہ و میسرہ پر مامور کرنا اور خود پورے لشکر کو اپنی کمان مین لینا مگر خبردار جنگ مین پیشدستی تمہاری جانب سے نہ ہو۔ بلکہ اولاً اونکو صلح کی جانب بلاؤ اپنی کہو اونکی سنو۔ اونکے بغض و عداوت مین آپے سے باہر ہوکر جاتے ہی حملہ نہ کر بیٹہنا۔ مکرر سہ کرر اونکو سمجہانا باہمی اسلامی جنگ کے نتائج افسوسناک اور عاقبت خراب سوجہانا۔ اسپر بہی وہ نہ مانین اور لڑائی شروع کردین تو مضائقہ نہین تم بہی جواب دینا۔ اونسے اسقدر قریب و متصل پڑاؤ نہ ڈالنا

کہ تمہاری اونکی کوئی لڑائی ہو اور نہ اتنے فاصلہ اور بعد پر کہ دیکھنے والا تمکو لڑائی سے گریز
کرنیوالے اور مرنے سے ڈرنیوالے تصور کرے حتی الامکان میرے آنے تک لڑائی نہ ہونے پاوے
مین بھی انشاء اللہ تعالی تمہارے پیچھے ہی پہونچتا ہون۔ اس طرح اشتر کو خوب سمجھا کر روانہ فرمایا
زیاد و شریح کو بھی اشتر کی اطاعت اور انکے ساتھ رہنے کی تاکید لکھ بھیجی۔ اشتر کے پہونچتے ہی
زیاد و شریح نے لشکر کا چارج انکو دیا اور خود اشتر کی ماتحتی مین میمنہ و میسرہ پر رہے۔ اشتر نے
جناب امیر المومنین علیؑ کے احکام کی پوری اتباع کی اور لڑائی کی ابتدا ادہر سے نہ ہونے دی
فریق ثانی بھی دن بھر علیحدہ ٹہیرے رہے۔ طرفین سے ایک نے دوسرے پر حملہ نہ کیا۔ شام کے قریب
ابو الاعور سلمی نے اشتر کی فوج پر حملہ کیا۔ تھوڑی دیر تک لڑائی رہی پھر دونون علیحدہ ہوگئے
رات اطمینان سے گذاری دوسرے دن صبح ہوتے پھر صف آرا ہوے۔ اشتر کی طرف سے ہاشم
بن عتبہ مرقال اور لشکر شام سے ابو الاعور میدان مین نکلے تمام دن لڑائی ہوتی رہی اور ایک
دوسرے کے مقابلہ مین جمے رہے قریب شام دونون لشکر اپنے اپنے پڑاو کو واپس جارہے تھے کہ
اشتر نے لشکر شام پر حملہ کردیا اور کہا تم لوگ واپس جاو اور آرام کرو البتہ ابو الاعور کہان ہے
ہمارے مقابلہ مین آے۔ ابو الاعور یہہ رنگ دیکھکر ٹہیر گئے۔ یہہ اپنے کل والے مقام سے ذرا
ہٹ کر ٹہیرے اور اشتر نے اپنے ہمراہیونکی صف بندی اوسی جگہہ کردی جسجگہہ روز گذشتہ مین
ابو الاعور کا لشکر صف بستہ ٹہیرا رہا تھا پھر اشتر نے سنان بن مالک نخعی سے کہا کہ تم میری طرف سے
ابو الاعور کے پاس جاو اور اونسے کہو تمکو دعوی مردانگی ہو تو قلب لشکر سے نکلکر مقابلہ مین آو۔
سنان نے کہا۔ ابو الاعور کو اپنے مقابلہ کے واسطے بلاون یا آپکے مقابلہ کو اور آپکے نام سے۔ اشتر نے
کہا۔ کیا اگر مین تمکو اونسے لڑنیکا حکم دون تو تم اونکا مقابلہ کرسکتے ہو۔ سنان نے جواب دیا
کیون نہین۔ اشتر نے انکی ہمت پر تعریف کی اور دعا دیکر کہا۔ شاباش ایسا ہی چاہیئے مگر تم

ابوالاعور کو میرے نام سے بلانا۔ سنان لشکر شام مین داخل ہوے اور پکار کر کہا۔ مجھکو امن دینا
خبردار کوئی مجھپر ہاتھ نہ چلاے مین قاصد ہون۔ یہہ کہتے ہوے ابوالاعور کے پاس جا پہونچے
اور اشتر کا پیغام پہونچایا۔ ابوالاعور نے سنکر سکوت کیا بعد کچھ دیر کے کہا۔ اشتر کی راے بد
اور اُسکی عقل ہی نے تو سارا انتظام عہد عثمانی مین تہ و بالا کر دیا۔ اشتر ہی کی ذات سے جناب
امیرالمومنین عثمان رض کے عمال عراق سے نکالے گئے۔ اشتر ہی کی بدولت جناب امیرالمومنین
شہید کے عیب اور برائیان لوگونکی زبانون پر تہین۔ اشتر ہی کی شرارت سے تہا کہ ہنگامہ محاصرہ برپا
ہوا اور امیرالمومنین بے بس و مظلوم شہید کیے گئے۔ اب اوسیکا وبال ہے کہ آج خون ناحق
یہہ رنگ لایا ہے اور اوسکے قصاص مین ایک عالم مین قیامت برپا ہو رہی ہے۔ مین ایسے
شخص سے مقابلہ نہین کرتا۔ سنان نے کہا۔ اب تم کہہ چکے۔ مجھسے اسکا جواب سن لو۔ ابوالاعور
بولے مین تمہارا جواب سننا نہین چاہتا میرے پاس سے چلے جاؤ۔ سنان اشتر کے پاس
واپس آے۔ اشتر نے سنکر کہا۔ ابوالاعور کو اپنی جان عزیز ہے۔ اس عرصہ مین دونون طرف سے
سپاہی لڑتے رہے یہانتک کہ رات بیچ مین پڑکر دونونکو میدان رزمگاہ سے جانب آرامگاہ
پہیر دیا۔ دوسرے دن صبح کے وقت جناب امیرالمومنین علی مرتضیٰ بہی تشریف لے آے اور آتے ہی
حکم دیا کہ لشکر لیکر آگے بڑہو۔ اشتر مع لشکر آگے بڑہے لیکن انسے پہلے حضرت معاویہ رض فرات
پر پہونچ گئے تہے اور پانی پر قبضہ کر لیا تہا اور جاے امن اور مناسب اپنے لشکر کیواسطے
تجویز کرکے پڑاؤ ڈال دیا تہا۔ اشتر کے بعد جناب امیرالمومنین علی رض بہی لشکر سے مل گئے اور فرودگاہ
مناسب تلاش کی۔ اس مقام پر صرف ایک ہی گہاٹ تہا جسپر حضرت معاویہ رض نے پہلے ہی سے
قبضہ کرکے ابوالاعور کو متعین کر دیا تہا کہ کسی کو پانی نہ لینے دین نہ کسیکا قبضہ اوس جانب
ہونے پاوے۔ ہمراہیان جناب علی مرتضیٰ رض نے دوسرا گہاٹ اور پانی لینے کا مقام ڈہونڈہا مگر

نہ ملا مجبور آپ کی خدمت مین حاضر ہوکر عرض کیا کہ لوگ پیاسے ہین اور پانی پر معاویہؓ کا لشکر پڑا ہے یہان بجز اسکے دوسرا گھاٹ قرب وجوار مین نظر نہین آتا۔ آپنے صعصعہ بن صوحان کے ذریعہ جناب معاویہؓ کے پاس کہلا بھیجا۔ ہم تمہاری طرف بقصد جنگ نہین آئے تھے۔ جبتک تمہارے عذر سنکر جواب معقول نہ دیتے ہرگز تمہاری لڑائی کا ارادہ نہ کرتے مگر افسوس تمہاری ہی طرف سے ابتدا ہوئی۔ تمہارے سوار وپیادے تم سے پہلے پہونچ گئے اور ہمارے لشکر سے لڑائی چھیڑدی حالانکہ ہم کو تمہاری جنگ سے گریز تہا اور اب بہی یہی خیال ہی تاوقتیکہ تمکو دعوت راہ حق نہ دینگے اور اتمام حجت نہ کرلینگے تمپر دست اندازی نہ کرینگے۔ اب تمہاری طرف سے اوسپر یہہ طرہ دوسرا ہوا کہ ہماری لوگونکو پانی سے روک دیا۔ اور اپنے آدمیونکا پہرہ قائم کردیا۔ تم اپنے ہمراہیونسے کہلا بھیجو کہ ہمارے آدمیونکو پانی لینے سے نہ روکین تاکہ آسانی کیساتھ ہمارے تمہارے امور متنازعہ مین فیصلہ ہوجاوے اور بغیر کشت وخون طرفین سب مسلمان اپنے اپنے گھر واپس جاوین۔ اگر تمکو یہہ منظور ہے کہ جس غرض سے ہم آے ہین فی الحال اوسکو چھوڑکر پہلے پانی ہی پر لڑین جو غالب آوے وے پانی پاوے مغلوب پیاس سے مرجاوے تو ہم اس پر بہی راضی ہین۔ حضرت معاویہؓ نے اپنے ہمراہیونسے رائے لی۔ ولید بن عقبہ اور عبداللہ بن سعد نے کہا۔ پانی پرسے قبضہ نہ اوٹھانا چاہیئے جیسا ان لوگون نے امیر المومنین کو تین دن کا پیاسا شہید کیا ویسا ہی یہ لوگ بہی پیاسے تڑپا تڑپا کر مارے جاوین۔ عمرو بن العاص رضؓ نے رائے دی کہ پانی پرسے قبضہ اوٹھا لیجئے۔ وہ پیاسے رہین اور ہم پانی سے سیراب ہون یہہ مناسب نہین۔ خدا سے ڈرنا چاہیئے تلوار کی مار کیا کم ہے جو پانی بہی روکا جاوے۔ اسپر ولید وعبداللہ نے پہر کہا۔ ہم آج رات تک تو ضرور اونکو پانی سے روکین گے کیونکہ پانی کی تکلیف سے وہ پریشان ہوکر خود واپس

ہون گے یہی واپسی اون کے حق مین ہزیمت ہے۔

صعصعہ سے اور ولید و عبداللہ سے سخت کلامی ہونے لگی صعصعہ نے کہا۔ خداوند تعالےٰ بدکارون شرابخوارونکو پانی سے روکتا ہے ہم اوسکے خاص بندے کبھی پیاسے نہ رہین گے اے عبداللہ خدا تجہپر لعنت کرے اور اس فاسق بدکار ولید پر خدا کی مار پڑے۔ ولید وغیرہ نے بہی ایساہی کچہہ گالی گلوچ کے ساتہہ جواب دیا اور تہوڑی دیر کیلئے تو تو مین مین ہو گئی۔ جناب معاویہؓ نے صعصعہ سے کہا۔ اب تو تم واپس جاؤ جو کچہہ راے قرار پائیگی ہم عقب سے کسی کی زبانی کہلا بہیجین گے۔ بعضی کہتے ہین کہ ولید اور ابن ابی سرح جنگ صفین مین شریک نہین ہوے

صعصعہ واپس آے اور یہی حال عرض کیا۔ معاویہؓ کا جواب بہی ظاہر کیا۔ اب جناب معاویہؓ کی طرف سے ابوالاعور کی مدد پر اور سوار بہیجے گئے اور دوسرا حکم نافذ ہوا کہ لشکریان جناب علی کو پانی لینے سے روکین۔ امیر المومنینؓ نے یہ خبر سنکر اپنے لشکر سے فرمایا کہ اب اسپر حملہ کرکے پانی پر قبضہ کرو۔ آپکا حکم پاتے ہی اشعث بن قیس کندی نے عرض کیا مین اودہر جاتا ہون۔ یہ کہکر ایک لشکر مرتب کرکے فرات کا رُخ کیا اور مقابل ہوکر تیرون کا مینہہ برسادیا۔ کچہہ دیر تک تیراندازی ہوتی رہی جب تیرون سے ترکش خالی ہو گئے نیزے چلے اور پہر دونون طرف سے خوب تلوار چلی اور دریا کنارہ بہادرون کا خون پانی ہوکر بہ نکلا۔ امیر معاویہؓ نے یزید بن اسد بجلی قسری کو ایک لشکر دیکر ابوالاعور کی مدد کو بہیجا ادہر سے جناب امیر المومنین نے شبیث بن ربعی کو کچہہ بہادران جانباز کا سردار کرکے اشعث کندی کی اعانت پر روانہ فرمایا۔ پانی پر لڑنے والے ان تازہ دم سپاہیون کی مدد سے اور بہی قوی پشت ہو گئے اور خوب جان توڑ کر لڑنے لگے۔ پہر عمرو بن العاصؓ ایک لشکر کثیر لیکر ابوالاعور کی مدد کو پہونچے۔ ادہر سے جناب علی مرتضیٰ نے ایک جماعت عظیم کو بسرداری اشتر نخعی روانہ فرمایا۔ قصہ کوتاہ بازار قتال خوب گرم ہوا۔ بہادر جنگ کے

شوقین بڑہ بڑہ کر ہاتہہ مارتے اور جوش شجاعت مین اشعار رجزیہ پڑہتے اور دشمن کو ہٹاتے جاتے تھے۔ (ابن اثیر)

ابوہانی بن معمر کہتے ہین کہ مین اوس روز اشتر کے ہمراہ تہا۔ مین نے دیکہا کہ اشتر پیاس سے بدحواس ہین مگر معرکہ سے منہ نہین موڑتے۔ برابر حریف پر مردانہ حملے کر رہے ہین مین نے پانی اونکے آگے کیا مگر اونہون نے انکار کیا اور کہا۔ تاوقتیکہ اور مسلمان بہائی پانی سے سیراب نہونگے مین پانی منہ سے نہ لگاؤنگا۔ پہر اشتر نے حملہ کر کے سات آدمی حریف کے قتل کئے جب پیاس نے سب پر غلبہ کیا۔ اشتر نے حکم دیا کہ جب مین حریف کو دریا سے ہٹاؤن تم لوگ مشکین لئے ہوے میرے ساتہہ رہنا اور موقع پاکر پانی بہر لینا۔ چنانچہ ایسا ہی ہوا اور اس ترکیب سے سب پانی سے سیراب ہوے۔ (روضۃ الصفا)

الغرض جناب علی مرتضیٰ کے لشکر نے اوس دن وہ داد شجاعت دی کہ حریف کے چہکے چہڑا دئیے۔ لشکر شام کو لب فرات سے ہٹادیا اور اپنا قبضہ کرلیا اور کہنے لگے۔ ہم اہل شام کو ایک قطرہ پانی کا نہ دینگے جیسا اونہون نے ہمسے پانی روکا تہا ہم بہی اوسکا بدلہ لینگے۔ جناب علی مرتضیٰ نے فرمایا۔ خبردار ایسا نہ کرنا۔ تم بقدر ضرورت پانی لے لو اور تمام فرات اونکے حوالہ کر دو۔ اللہ تعالیٰ نے تمکو فتح وظفر عنایت کی اونکو اونکے ظلم و تعدی کی سزامل گئی۔ ہزیمت کہائی ذلت پائی لبس اونکے واسطے یہہ کیا کم ہے جو پانی سے ترسائے جاوین۔

تاریخ مسعودی مین ہی کہ جسوقت شامیون نے فرات پر قبضہ کرلیا اور لشکریان جناب علیؑ کو تکلیف ہوئی توکسی نے اشعث بن قیس کندی کے خیمہ مین ایک رقعہ لکہہ کر ڈال دیا اوسمین چند اشعار تہے جنکا مطلب یہہ ہی۔ اگر اشعث آج کے دن ہمسے یہہ مصیبت پیاس کی نہ دفع کرینگے اور بذریعہ اپنی تلوار کی فرات کا پانی ہمکو پلاکر ہماری جانین تلف

ہونیسے نہ روکین گی تو آخر مرنا ہی ہے ہم سمجھینگے کہ ہم بہی اونہین لوگونمین ہین جو ہمسے پہلے گذر گیے"۔
یہہ اشعار اشعث کی نظر سے گذرے انکو حمیت وغیرت نے جوش دلایا۔ جناب علی مرتضیٰ رضؓ کی
خدمت مین حاضر ہوکر وہی اشعار دکہلاے۔ آپنے چار ہزار سپاہیونکا لشکر انکو دیکر فرمایا جاؤ
معاویہؓ کے لشکر پر حملہ کرو اور اپنی قوم کو پانی پلاؤ۔ مین بہی تمہارے پیچہے آتا ہون۔ اوس
دن اشعث نے بڑی دلاوری سے حملہ کیا۔ انکی ہمت وجانفشانی کا نتیجہ یہہ ہوا کہ لشکر
شام پانی سے ہٹ گیا۔ جناب علیؓ نے اشعث کی مدد پر اشتر کو بہیجا اور انکے بعد خود لشکر
لیکر پہونچے جب شامی لشکر پانی چہوڑکر ہٹ گیا اور جناب علی مرتضیٰؓ آپنے تمام لشکر کو لیکر
اوس جگہہ پر قابض ہوگئے تو حضرت معاویہؓ نے عمرو بن العاص سے کہا۔ اے ابو عبداللہ
تم کیا کہتے ہو۔ کیا یہہ ہمکو پانی دینگے یا ہمارے پانی روکنے کا بدلہ لینگے۔ اونہوں نے جواب دیا
وہ آپ کو پانی سے نہ روکین گے۔ وہ کچہہ اس غرض سے نہین آے ہین بلکہ اونکا مطلوب تو
ہماری اطاعت وبیعت ہے جبتک ہم اونکے مطیع نہ ہونگے وہ پیچہا نہ چہوڑینگے۔ حضرت معاویہ
نے امیر المومنین رضؓ کے پاس ایک شخص کو بہیجا اور پانی لینے کی اجازت مانگی۔ وہ شخص آپکے
لشکر مین داخل ہوا اور آپ سے ملا۔ آپنے بخوشی خاطر اجازت دی اور عام منادی کرادی
کہ جسکو ضرورت ہو بلا خوف وخطر پانی لیجاوے۔ کسیکو ممانعت نہین ہے۔

یہ مقام جہان طرفین کا جماؤ ہوا دریاے فرات کے کنارہ قریب رقہ کے واقع ہے اور بنام صفین
مشہور ہے۔ جناب علیؓ کے لشکر مین ستر ہزار اور بروایتے نوے ہزار عراقی تہے۔ حضرت معاویہؓ کیجانب بہی ستر
ہزار اور بروایت مختصر جامع عراقی نوے ہزار اور اہل شام ایک لاکہہ بیس ہزار تہے۔ (خمیس)
لشکر عراق بنام زحزحہ مشہور تہا اور لشکر شامی بلقب خضریہ معروف۔ (عقد الفرید)
علامہ مسعودیؒ فرماتے ہین کہ لشکر جناب علیؓ کی تعداد مین لوگونکے اقوال مختلف ہین

بعضے زیادہ بیان کرتے ہین اور بعضے کم۔ مگر قول متفق علیہ یہہ ہی کہ آپ کی طرف نوے ہزار تھے۔
علیٰ ہذاالقیاس تعداد لشکر شام مین بہی مگر قول صحیح یہہ ہے کہ پچاسی ہزار تہے۔

آغاز محاربات صفین

حضرات ناظرین! یہہ مقام بہی نازک مزلتہ الاقدام ہے۔ جناب امیرالمومنین علی مرتضیٰ رضؓ کی عزت وجلالت قدر پر نظر کیجاوی اور آپکے استحقاق خلافت کو دیکھیئے تو آپکے مخالفین کون ہوے اب آگے زبان روکنا چاہیئے۔ اوّلاً آپکے مخالفین کو بہی ایک نظر دیکھہ لیجیئے پہر کچہہ کہیئے اودہر دیکھتے ہین تو جناب امیر معاویہؓ بہی جلیل القدر صحابی ہین اونکے ساتہہ بہی بعض اصحاب رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہین اون بزرگون کی شان مین لب ہلانا اور کلمات سوء ادبی سے اپنی زبان خراب کرنا ہمارا مذہب نہین۔ طریق سلامت روی یہی ہے کہ ان واقعات کو اس نظر سے ملاحظہ کیجیئے کہ اصحاب کبار کی نسبت خیالات خلاف شان ومرتبہ اونکے دل مین نہ گذرین جب تک ان بزرگونکا پاس ادب اور شرف صحبت نبوی پر نظر رہیگی بیشک راہ استقیم نہ چھوٹیگی اور اگر خدانخواستہ کسی طرح وساوس شیطانی کا گذر ہوا تو راہ حق سے بہٹک کر وادیٔ ضلالت مین گمراہ ہوے۔ نعوذ باللہ من ذلک۔

جناب امیرالمومنین علی رضؓ فرات پر قبضہ پاکر مع اپنے لشکر کے دو روز تک اہل شام کے مقابل ٹہیرے رہے۔ ان دو دن مین نہ ادہر سے کوئی پیغام ہوا نہ ادہر سے۔ بالکل حالت سکون تہی لڑنے بہڑنے کا کچہہ ذکر نہ تہا تیسرے روز یکم ذیحجہ ۳۶ھ کو آپنے ابوعمر وبشیر بن عمرو بن محصن انصاری۔ سعید بن قیس ہمدانی شیث بن ربعی تمیمی کو جناب معاویہ رضؓ کے پاس بہیجنے کو انتخاب فرمایا اور ان کو زبانی درباب قبول اطاعت واتفاق۔ ترک منازعت ومخالفت

امیر معاویہؓ کو فہمائش کرنیکا حکم دیا۔شیث نے عرض کیا۔امیر المومنین۔امیر معاویہؓ کیطرف سے اپنے اتباع اور بیعت کی امید نہ رکھیئے۔اونسے یہہ امر محال وبعید از قیاس ہی۔ممکن نہین کہ وہ آپکی اطاعت سے شرف عزت پاوین۔آپنے فرمایا۔ہمکو قطع حجت کرنا ہے۔اپنی گردن سے الزام اوٹھانا ہے آگے اونکو اختیار ہے تم لوگ جاؤ دیکھو کیا جواب دیتے ہین۔شیث بن ربعی کوفی ہین۔انہون نے کئی رنگ بدلے ہین۔ابتداء حال مین سجاح کاہنہ کے مؤذن تھے پہر مسلمان ہوے بلوائیونکے ہمراہ قاتلین جناب عثمانؓ کے شریک رہی پہر جناب علیؓ کے ساتہہ ہوئے۔بعد ازان آپکو چہوڑکر خوارج مین مل گئے پہر توبہ کی۔اوسکے بعد یزید کے لشکر مین حضرت امام حسینؓ کی شہادت مین موجود تھے۔پہر مختار بن ابی عبیدہ کے ساتہہ جناب امام حسینؓ کے خون کے بدلا لینے والون مین شریک رہی۔بعدہ کوتوال شہر کوفہ ہوے پہر قتل مختار مین شریک ہوے تقریبًا ۸۰ھ مین بمقام کوفہ وفات پائی (تقریب) آدمی کیا ایک طرفہ معجون تے۔غرض تینون صاحب جناب معاویہؓ کے پاس پہونچے۔اول بشیر بن عمرو انصاری نے کہڑے ہوکر بعد حمد وثنا کے کہا۔اے امیر معاویہؓ۔یہہ دنیا ہمیشہ تمہاری پاس رہنے والی نہین ایک روز اسکا ساتہہ چہوٹے گا اور تم دار آخرت کو سفر کروگے۔حاکم وعادل حقیقی کے اجلاس مین پیش ہوگے وہ تمہاری اعمال کا حساب لیگا اور اونکے مطابق جزا دیگا مین تمکو خدا کی قسم دلاتا ہون۔برائے خدا تفریق جماعت اور امت محمدیہ مین اختلاف پیدا کرنیسے پرہیز کرو اور مسلمانونکی باہمی خونریزی کے باعث نہ بنو۔امیر معاویہ بات کاٹکر بولے تم ہمکو سمجہانے آئے ہو اور دفتر وعظ ونصیحت ہمارے واسطے کہول رہی ہو مردخدا۔اپنے دوست کو سمجہاتے اور اونکو لڑائی سے منع کیا ہوتا۔بشیر نے جواب دیا۔ہمارے دوست تمہاری طرح نہین ہین۔اونکا مرتبہ خدا نے بہت بڑا کیا ہی۔سابق الاسلام ہین۔آنحضرتؐ کے قریبی رشتہ دار۔باین ہمہ فضائل اونکو

سب کے مقابلہ مین استحقاق خلافت ہے۔ حضرت معاویہؓ بولے۔ پہر وہ کیا کہتے ہین اور اونکا کیا منشا ہی۔ جواب دیا کہ وہ تمکو اللہ سے ڈرنیکا حکم کرتے ہین اور جس راہ حق کی طرف تمکو بلاتی ہین اوسکو تمسے قبول کرانا چاہتے ہین۔ تم کو لازم ہے کہ اپنے ابن عم کی اطاعت کرو اور طریق حق سے منحرف نہ ہو۔ معاویہؓ نے کہا کیا ہم اونکے کہنے سے مطالبہ خون عثمان چھوڑ دین؟ واللہ ہم سے تو یہہ ہرگز نہ ہوگا۔ اسکے بعد سعید بن قیس نے گفتگو کرنی چاہی مگر شبث نے اونکو روک کر اس طرح کہا کہ ای معاویہؓ۔ تم نے جو بشیر کو جواب دیا ہم خوب سمجھے۔ واللہ تمہارا انشا ہم جانتے ہین ہمپر تمہاری غرض مخفی نہین۔ تمہاری خواہش اس خلافت کا حاصل کرنا ہی جب کوئی حجت و صریح دلیل اس دعوی کی تمہارے ہاتہہ نہ آئی اور عوام۔ کمینون۔ اوباشون کو اپنا مطیع بنانے اور اپنی جانب مائل کرنیکا کوئی ذریعہ نہ ملا تو یہی حیلہ نکالا کہ ہم جناب عثمان کے خون کی طالب ہین۔ تم چاہتے ہو کہ اسی بہانہ سے خلافت تمہاری واسطے خاص ہوجاوے اور لوگ تمہارے گرویدہ ہوجائین۔ چنانچہ تم اس غرض سے صرف اسقدر کامیاب ہوی کہ فرقہ سفہاء۔ بے عقل۔ شریر بدمعاش تمہارے تابع ہوگئے۔ کیا ہم بے خبر ہین کہ تم نے اسی خلافت کی خواہش مین باوجود قدرت کے جناب امیر المومنین عثمانؓ کی نصرت نہ کی اور اپنے گہر بیٹھے تماشا دیکھتے رہے۔ اونکی شہادت پر خوش تھے۔ اس مرتبہ و عزت کے حاصل کرنے مین خلیفہ مظلوم کو قتل ہوتے دیکہا کئے اور ذرا جنبش نہ کی یاد رکھو۔ بسا اوقات آرزومند و طالب ناکام و نامراد رہتا ہے ع اے بسا آرزو کہ خاک شدہ۔ اور کبہی اسکے برعکس بہی ہوتا ہے کہ تمنا سے زیادہ مل جاتا ہی مگر اس پر اعتبار نہین۔ یہہ تو خدا کے ہاتہہ ہی۔ ان دونون صورتون مین کوئی تمہارے حق مین بہتر نہ ہوگی کیونکہ بصورت ناکامی و نامرادی تمہارا حال بدتر ہوگا اور بر تقدیر حصول مراد خاطر خواہ تمہارا مطلوب وسوقت حاصل ہوگا کہ خداوند تعالی کے غضب کے مستحق دوزخ ہوجاؤ۔

(یعنی خلافت ملنا آسان نہین۔ خلیفہ برحق سے لڑوا ونکو قتل کرو۔ ہزارون مسلمان ضائع ہون) اے معاویہؓ۔ اللہ سے ڈرو۔ جو خیال تمہارے دل مین ہی اوس سے باز آؤ اور مستحق خلافت سے منازعت ترک کرو۔ امیر معاویہ نے غضبناک ہوکر جواب دیا کہ مین تمہاری بیوقوفی۔ نادانی۔ جہالت سے واقف ہوگیا۔ تمہارا رفیق۔ دوست ایک مرد مہذب شریف خاندان۔ قوم کا سردار ہی جو ہم سے گفتگو کر رہا تہا تمنے اوسکی بات تو کاٹ دنی اور خود بولنے لگے۔ پہر مجہسے گفتگو کی تو بالکل بے جوڑ۔ بے ربط۔ جن امور کا تمکو علم نہین اونمین تقریر کی۔ دخل در معقولات تمکو بات کہنے تک کا تو سلیقہ نہین۔ تم سراسر جہوٹ بولے اور مستحق ملامت ہوے۔ ای دیہاتی کمینہ۔ عرب۔ سخت دل۔ بدخو۔ جاؤ ہمارے پاس سے ابہی چلے جاؤ۔ اب ہم سے بات مت کرو۔ تمہاری اس بیہودہ گفتگو کا ہمارے پاس جواب اگر ہی تو تلوار خون آشام ہی شیث بولا کیا تم ہمکو تلوار سے ڈراتے ہو۔ خدا کی قسم۔ ہم بہت جلد تمہارے سر ونکو چمکتی ہوئی تلوارین دکہاوینگے۔ یہ کہکر تینون صاحب حضرت معاویہؓ کے خیمہ سے باہر نکلے اور جناب امیرالمومنین کی خدمت مین حاضر ہوکر کل حالات عرض کئے۔ آپنے بدرجہ مجبوری جنگ کا سامان کیا۔ روزانہ لڑائی ہونے لگی جناب علیؓ کے حکم سے لشکر عراق سے ایک دستہ فوج بسرداری کسی خاندانی ذی عزت شریف سردار کے جنگ گاہ مین جاتا۔ اہل شام کی جانب سے بہی اسی طرح ایک جماعت آتی اور دن بہر جنگ ہوتی۔ دوسرے دن دوسرا فریق حسب دستور روزاول طرفین سے آتا اور بازار جدال و قتال گرم ہوتا۔ جنگ مغلوبہ اس خیال سے نہین کی کہ اگر طرفین سے کل اہل عراق و شام دفعۃً لڑنے لگین گے تو اسکا نتیجہ یہہ ہوگا کہ دونون لشکر کا تقریباً کل حصہ تلف ہو جائیگا لہذا ایک ایک جماعت دونون طرف سے آتی تھی۔ امیرالمومنین اپنے لشکر سے باری باری ایک ایک قوم کو روزانہ لڑائی پر بہیجتے تہے اس طرح

کہ مثلاً ایک روز اشتر اپنی قوم کو لیکر گئے دوسرے دن حجر بن عدی کندی۔ اون کے بعد شیث بن ربعی۔ بدستور سابق۔ پھر ایک روز خالد بن معمر۔ بعد انکے زیاد بن نضر حارثی۔ پھر ایک دن زیاد بن خصفہ تیمی۔ کسی دن سعید بن قیس ہمدانی کی باری آئی۔ کسی روز معقل بن قیس ریاحی۔ کبھی حضرت قیس بن سعد انصاری نے میدان رزمگاہ مین اپنی شجاعت ظاہر فرمائی گاہی اشتر نخعی اور یہی سب سے زیادہ میدان جنگ مین آتے تھے، و رآتش جدال تیز کرتے حضرت معاویہؓ کی طرف سے اصحاب ذیل باری باری آتے تھے۔ عبد الرحمن بن خالد بن الولیدؓ۔ ابو الاعور سلمی۔ شرحبیل بن سمط کندی۔ حمزہ بن فالک ہمدانی جس روز سے لڑائی چھڑ گئی بلاناغہ روزانہ ہوتی رہی بلکہ کبھی ایسا ہی ہوا ہے کہ ایک دن مین دو بار جنگ کا اتفاق ہو گیا اور تمام ماہ ذیحجہ اسی کشت وخون مین گذر گیا۔ ناگاہ **ہلال ماہ محرم ۳۷ھ** آسمان پر نکل آیا۔ چاند کیا نمودار ہوا گویا قاضی قضا نے دو گروہ لڑنے والونکو خنجر ہلال کھینچکر ڈرایا اور منع کر دیا کہ اب ماہ محرم آگیا ہی لڑائی سے ہاتھہ روکو۔

اس ماہ مبارک کی حرمت سے طرفین جنگ وقتال سے رک رہی اور فریقین بامید صلح تا انقضای ماہ محرم ترک جنگ پر راضی ہو گئے۔ یہہ پورا مہینہ اطمینان وآرام سے گذرا۔ سب کے دلو مین یہی امید جاگزین تہی کہ اب صلح ہو جاویگی مگر کوئی کارروائی اس قسم کی نہین ہوئی۔ اس مدت مین جناب امیر المومنین نے دوبارہ عدی بن حاتمؓ۔ یزید بن قیس ارحبی۔ شیث بن ربعی۔ زیاد بن خصفہ کو حضرت معاویہؓ کے پاس بہیجا۔ یہ آے اور اس طرح سلسلہ کلام چہڑا۔

عدی۔ ای معاویہؓ ہم تمھاری پاس آے ہین اور تمکو راہ حق کی دعوت کرتے ہین۔ تمکو ایک ایسے امر کی طرف بلاتے ہین جس سے خداوند تعالی ہماری بات۔ ہماری

امت وجماعت مین ایکا کردی اور مسلمانونمین اتفاق ہوکر اونکے خون بچ رہین ہماری غرض اصلاح ذات البین (اہل اختلاف) ہے۔ تمہارے چچیرے بہائی امیر المومنین علی رضی اللہ عنہ مسلمانونکے سردار اونمین افضل سابقین اسلام سے ہین اسلام مین اونکے خصائل پسندیدہ ہین۔ وہ مستحق خلافت واجب الاطاعت ہین۔ سب نے اونکی بیعت پر اتفاق کرلیا ہی اب بجز تمہارے کوئی باقی نہین رہا یا جو تمہاری ساتھہ ہین وہ اونسے منکر ہین۔ ای معاویہ۔ ایسا نہو کہ تمکو اور تمہارے ہمراہیونکو وہی واقعہ پیش آے جو اصحاب جمل کے آگے آیا۔

معاویہ رض ۔ (قطع کلام کرکے غصہ کے ساتہہ) عدی! تم ہم سے لڑنے آے ہو یا صلح کی باتین کرنے۔ ذرا غور توکرو کہ تم کیا کہہ رہی ہو۔ اے عدی۔ کیا تم نہین جانتے کہ مین کون ہون۔ حرب کا بیٹا صخر کا پوتا ہون۔ واللہ۔ مین لڑائی سی مطلق نہین ڈرتا۔ جنگ سے مجھکو اصلا ہراس نہین۔ خدا کی قسم۔ تم البتہ اون لوگونمین ہو جو حضرت عثمان رض پر بلوہ کرکے آے اور اونکو شہید کیا اور مین خوب جانتا ہون کہ تم قاتلین مین سے ہو۔ مجھے امید ہی کہ اسکی سزامین خدای جبار و منتقم حقیقی تم کو بہی قتل کرے گا۔

شیث و زیاد ۔ (متفق اللفظ ہوکر) ہم تمہارے پاس اس غرض سے آے ہین کہ ہماری اور تمہاری صلح کی باتین ہون مگر تم نے تو مثالین کہنا شروع کردین (اپنی شیخی و بزرگی جتانی لگے) اب بیکار باتین جانے دو اور وہ گفتگو کرو جس سی ہمارا تمہارا نفع ہو۔

یزید ۔ ہم لوگ محض بیکار سفارت آے ہین۔ ہمارا کام یہہ ہی کہ جو پیغام لای ہین

وہ تم تک پہونچا دین اور جو تم جواب دو وہ امیرالمومنین کی خدمت مین جاکر
عرض کر دین۔ ہم کچہہ تمہارے ناصح بنکر نہین آے لیکن تمہاری خیرخواہی اور
عامۂ مسلمین کا نفع ضرور ہم کو ملحوظ نظر ہے۔ تمکو وہ باتین یاد دلانا ضرور سمجھتے ہین
جن سے کل کو تم پر حجت ہون اور ہماری غرض یہ ہی کہ مسلمانون مین تفریق جماعت
نہ ہونے پاوی اور باہم اتفاق والفت۔ اخوت اسلامی جیسی زمانہ سابق مین
تہی لوٹ آوی۔ ہمارے خلیفہ وسردار جناب امیرالمومنین علیؓ کی بزرگی کے
سب مسلمان قائل ہین تم پر بہی مخفی نہین ہی۔ اے معاویہ۔ اللہ تعالی کے
غضب سے ڈرو اور امیرالمومنین کی مخالفت نہ کرو۔ خدای وحدہٗ کی قسم ہی کہ
ہم اس زمانہ کے لوگون مین خدا سے ڈرنے والا۔ احکام خداوندی پر عمل کرنے
والا۔ دنیا سے بے رغبت۔ جامع جملہ عادات خیر۔ جناب علیؓ سے بڑہ کر کسی
شخص کو نہین پاتے۔

معاویہ۔ (حمد وثنا کے بعد) جماعت کی بابت تم ہمسے کیا کہتے ہو اور تم ہمکو اسطرف
کیا بلاتے ہو۔ جماعت ہمارے ساتہہ ہی ہے۔ تمہاری اس خواہش کا کہ
ہم تمہارے دوست کی اطاعت قبول کرین جواب یہ ہی کہ ہم اونکو اہل خلافت
نہین سمجھتے اور جب ہمارے نزدیک مستحق خلافت نہین تو واجب الاطاعت
بہی نہین ہین۔ تمہارے دوست اہل خلافت اسوجہ سے نہین ہین کہ اونہون نے
ہمارے خلیفہ کو قتل کیا۔ اونکے قاتلین کو پناہ دی۔ مسلمانون کی جماعت
متفقہ مین تفریق ڈال دی۔ پہر باوجود اسکے تمہارے دوست کہتے ہین
کہ ہم خلیفہ کے قاتل نہین۔ ان سب باتون پر بہی ہمکو اونکی اطاعت منظور ہی

بشرطیکہ وہ ہمارا اتنا کہا کرین کہ قاتلین جناب عثمانؓ کو ہمارے حوالہ کرین ہم اونکو قصاص مین قتل کر ڈالین پہر ہم اونکے مطیع ہین اور جیسا کہ وہ چاہتے ہین جماعت مین تفریق نہ ہوگی۔

شیث۔ اے معاویہ۔ خدا تمکو ہدایت دے۔ کیا تم حضرت عمارؓ کو قتل کر کے خوش ہوگے۔

معاویہؓ۔ کیون کیا ہوا مین اونکے قتل سے ناخوش کیون ہونے لگا۔ اگر میرا قابو چلا تو جناب عثمانؓ کے غلامون کے بدلے عمارؓ کو قتل کرونگا۔

شیث۔ قسم خدا کی جسکے سوا کوئی معبود حقیقی نہین ہی۔ جبتک بہادرون کے شانے بارسے ہلکے اور زمین اور فضا زمین تمپر تنگ نہ ہوجاویگی تم عمارؓ پر قابو نہ پاؤگے۔

معاویہؓ۔ اگر ایسا وقت آیا تو تم پر بہی دنیا تنگ ہوجاویگی اور تم کب بچ سکتے ہو۔ شیث اور اونکے ہمراہی اس سخت کلامی سے برافروختہ ہوکر اوٹھے چلے گئے۔ حضرت معاویہؓ زیاد بن خصفہ کو روک کر علیحدہ لیگئے اور خلوت مین اونسے یہہ کہا۔ ای برادر ربیعہ۔ حضرت علیؓ نے رشتہ ناتا قطع کردیا۔ ہمارے امام و خلیفہ برحق کو ناحق قتل کروایا۔ پہر اونکے قاتلونکو پناہ دی مین تم سے مدد چاہتا ہون۔ اپنے قبیلہ کے ساتھہ میری نصرت کرو مین حتمی وعدہ کرتا ہون کہ اگر مین غالب آیا اور فتح پائی تو دو شہرون (مکہ و مدینہ یا مصر و کوفہ یا اور دو شہر) مین سے جو تم پسند کروگے تمکو ہونکا والی کردونگا۔ زیاد نے انکار کیا اور جواب دیا مین دلیل روشن پر ہون اور خدا کا احسان و انعام مجہپر ہے مین مؤید من اللہ ہون مین گنہگارونکا معین و پشت پناہ نہین ہوسکتا۔ یہہ کہکر اوٹھے اور اپنے لشکر مین واپس آئے۔

انکے چلے جانے کے بعد حضرت معاویہ رضؓ نے عمرو بن العاص رضؓ سے کہا میں انمیں سے جس کسی سے کچھ بات کہتا ہوں وہ ایک ہی جواب دیتا ہی گویا ان سب کے دل ایک ہی ہین۔ سر مو فرق نہین۔ پھر حضرت معاویہ رضؓ نے اپنی طرف سے حبیب بن مسلمہ۔ شرحبیل بن سمط معن بن یزید بن الاخنس کو جناب امیر المومنین کی خدمت مین بھیجا۔ یہہ تینون آپکی خدمت مین حاضر ہوے۔ اول حبیب نے حمد و ثناء الٰہی بیان کر کے یہہ تقریر کی۔

حبیب۔ امیر المومنین جناب عثمان رضؓ خلیفہ برحق تھے۔ کتاب اللہ پر اونکا عمل تھا اور اوسیکے مطابق حکم دیتے تھے۔ تمنے اونکی زندگی ناخوش سمجھی اور یہہ خیال کیا کہ وہ بہت دنون تک زندہ رہینگے۔ پس تمنے اونپر ظلم کر کے اونکی زندگی کا خاتمہ کر دیا اور اونکو اس جہان سے ہمیشہ کے لئے رخصت کر دیا۔ اگر تم کو انکار ہے اور اپنے کو اونکا قاتل کہنے سے بیزار ہو تو جو اونکے قاتل ہین اونکو ہمارے حوالہ کر دو پھر تم خلافت سے علٰحدہ ہو جاؤ۔ مسلمان اپنی کمیٹی اور اتفاق سے جسکو چاہین گے خلیفہ بنا لینگے۔

علی رضؓ۔ (برہم ہو کر) کمبخت تو کون ہے۔ ہم سے خلافت اور اوس سے الگ ہونیکی بابت گفتگو کرتا ہے۔ خاموش۔

حبیب۔ واللہ۔ تم مجھکو ایسی حالت مین دیکھو گے کہ تمکو ناگوار ہو گا۔

علی رضؓ۔ خدا تجھکو اوس دن کے لئے زندہ نہ رکھے۔ جا۔ جو تیرے دل مین ہو کر گذر۔

شرحبیل۔ ہم لوگ تو سفیر ہین اور پیغام رسان۔ یہہ ہمارا کلام نہین ہی بلکہ آپکے دوست یہی کہتے ہین۔ کیا آپ اسکے سوا اور کچھ جواب دے سکتے ہین۔

علی رضؓ۔ میرے پاس اسکے سوا اور جواب نہین۔

بعد اسکے جناب علی مرتضیٰ رضؓ نے حمد و ثنا کے بعد یہہ فرمایا۔ خداوند تعالیٰ شانہ نے اپنے نبی پاک کو حق کے ساتہہ مبعوث فرمایا اور آپکی برکت سے لوگونکو گمراہی و ہلاکت سے نجات دی۔ اختلاف و نفاق باہمی کو اتفاق کے ساتہہ بدل دیا اور سب کو ایک راستہ پر متفق کر دیا پہر خداوند تعالیٰ نے اونکو اپنے پاس بلالیا۔ آپکے بعد سب نے ابوبکر صدیق رضؓ کو خلیفہ کیا اور اونہون نے حضرت عمر فاروق رضؓ کو۔ یہہ دونون صاحب نیک سیرت تہے۔ عدل و انصاف انہون نے اپنا شعار رکہا۔ اگرچہ ہم بہ نسبت اون دونون صاحبونکے آنحضرت سی قریب تر تہے لیکن دونون صاحب اپنے فرائض منصبی عمدگی سے ادا کرتے رہے لہذا ہمنے بہی اونکی امارت مین دست اندازی نہ کی بلکہ ہر طرح اونکے مطیع اور ہر کام مین مشیر و خیر خواہ رہی دونون صاحبون کے بعد حضرت عثمان رضؓ کو سب نے ملکر خلیفہ کیا۔ عوام الناس کو اونسی کشیدگی ہو گئی۔ اونکے افعال پر حرف گیری کرنے لگے۔ جسکا انجام یہہ ہوا کہ اونکو قتل کیا۔ پہر لوگ میرے پاس آے اور میری بیعت کے خواستگار ہوی مین نے انکار کیا مگر اونہون نے اصرار کیساتہہ کہا کہ لوگ تمہاری خلافت اور بیعت پر راضی ہین تمہارے سوا اور کسی کو پسند نہین کرتے اور ہمکو خوف ہے کہ تمہارے انکار سے لوگون مین تفریق ہو جاویگی اور شیرازہ اجتماع ٹوٹ جاویگا۔ مین نے جب یہہ حال دیکہا بمجبوری لوگونسے بیعت لی۔ پہر حضرت طلحہ و زبیر رضؓ نے میری مخالفت کی اور بیعت کرکے فسخ کر دی مگر مین انکی مخالفت سے بالکل ہراسان نہوا۔ علیٰ ہذا القیاس معاویہ رضؓ نے میری بیعت نہین کی تو مجہکو اونکے خلاف سے بہی کچہہ اندیشہ نہین ہی اور یہہ تو دولت سابقیت اسلام سے محروم ہین اور نہ اسلام کی تصدیق مین انکا قدم آگے ہے۔ معاویہ تو طلیق بن طلیق ہین (یعنی اون لوگون مین ہین جو حالت کفر مین قید ہو کر آے اور فدیہ لیکر چہوڑ دیئے گئے) انکو استحقاق خلافت کسی طرح نہین ہے۔

عام اشخاص مین انکا شمار ہی۔ معاویہؓ اور انکے باپ تو ہمیشہ خدا اور رسول سے لڑتے رہے اور جبراً اسلام مین داخل ہوے۔ مجھکو تم لوگون سے سخت تعجب ہے۔ باوجودیکہ مین اہلبیت نبی کریم سے ہون اور جس خاندان سے تمکو خلاف اور بغض نہ رکھنا چاہیئے مین اوسی خاندان سے ہون پہر میرے ہوتے ہوے مجھکو چہوڑکر معاویہ کی کیسے مطیع ہوگئے اور ایسی فاحش غلطی مین پڑے۔ مین تمکو کتاب اللہ اور سنت رسول کی طرف دعوت دیتا اور دین حق کو زندہ کرنے اور باطل کے مارنے کی طرف بلارہا ہون۔ سفیرون نے کہا۔ کیا تم اس کی شہادت دیتے ہو کہ جناب عثمانؓ مظلوم مارے گئے ہین۔ آپنے فرمایا۔ مین نہ اونکو مظلوم کہتا ہون نہ ظالم۔ اسپر وہ لوگ یہہ کہکر (جو شخص یہہ نہین کہتا کہ جناب عثمانؓ مظلوم مارے گئے ہم اوس سے بیزار ہین) اوٹھے اور اپنے لشکر کی طرف واپس ہوے۔ جناب امیر المومنین نے اونکے واپس جانے پر آیہ کریمہ۔ انک لا تسمع الموتیٰ۔ فہم مسلمون۔ تک پڑہکر فرمایا۔ یہہ لوگ گمراہی مین اسیقدر کوشش کررہے ہین جسقدر تم طلب حق اور اطاعت پروردگار مین سعی کرتے ہو۔

عدی بن حاتم قبیلہ طی کے ساتہہ اور عامر بن خذمری طائی بنی خذمر کے سردار معہ دونون قبائل بنی طے کی آپکے لشکر مین تہے ان دونون سردارون مین علم کی بابت جھگڑا ہوا۔ کہ جنگ صفین مین علم کون لے۔ بنی خذمر بہ نسبت بنی عدی کے زیادہ تھے۔ عبداللہ بن خلیفہ بولانی نے بطور تصفیہ کے جناب امیر المومنین کیخدمت مین یہہ راے ظاہر کی اور بنی خذمر کو مخاطب کرکے کہا۔ کیا تم لوگ عدیؓ پر غلبہ چاہتے ہو۔ کیا تم مین عدی کا مثل ہی یا تمہارے آبا واجداد اونکے بزرگونکے برابر ہین۔ حاتم کا مقابلہ سخاوت مین کون کرسکتا ہی۔ حاتم کا مثل سخاوت وشجاعت۔ حمایت قرابت مین کون ہے۔ عدی ابن ذی المرباع اور سخی عرب کے

بیٹے ہین انکے باپ اپنا مال لٹا دیتے تھے۔ اپنے پڑوسی کی مدد کرتے تھے۔ کبھی بیوفائی نہ کی کبھی
بدکاری فحش گوئی کی۔ بخل سے دور نامردی سے نفور۔ بہلا تم لوگوںمین سے کوئی تو اپنا باپ
ایسا دکہلادے یا خود عدی کے برابر ہونیکا دعوی کرے۔ پہر وہ اسلام لانے مین تم سب سے
افضل ہین۔ آنحضرت کیخدمت مین وفد ہو کر گئے۔ نخیلہ۔ قادسیہ۔ مدائن۔ جلولار۔ نہاوند تستر مین
قبیلہ طے کے سردار بہی عدی تھے۔ آپنے فرمایا۔ بس کرو۔ تم نے تو تعریف کے پل باندہ دیئے۔
پہر بنی طے کو طلب کرکے اون سے پوچھا۔ ان معرکون مین تمہارے سردار کون تھے۔
جواب ملا۔ عدی بن حاتم۔ ابن خلیفہ نے عرض کیا۔ امیرالمومنین اب ان لوگون سے
دریافت فرمادین کہ عدیؓ کی سرداری پر راضی ہین یا نہین۔ آپ نے یہی سوال کیا۔
جواب ملا کہ ہم راضی ہین۔ فرمایا۔ عدیؓ تم ہین علم لینے کے حقدار ہین غرض ہر دو قبیلہ بنی طے کا
علم عدیؓ بن حاتم کے پاس رہا اور جنگ صفین مین یہ اپنی قوم کے سردار اور علم بردار تھے۔
آخر ماہ محرم ۳۷ھ مین جناب امیرالمومنین علی مرتضیٰؓ نے جب مصالحت کی صورت نہ دیکھی
اعلان جنگ کردیا۔ آپکے منادی نے لشکر شام مین پکار کر کہہ دیا کہ اے شامیو۔ جناب
امیرالمومنین خلیفۃ المسلمین فرماتے ہین کہ مین نے تمکو مہلت دی اور تمہارا بہت انتظار کیا کہ
راہ حق کی جانب رجوع کرو اور صراط مستقیم پر آجاؤ۔ مگر تم اپنی سرکشی وگمراہی سے باز نہ آے
اور امر حق کو قبول نہ کیا مینے تمہارا عہد تمپر پہیر دیا۔ اللہ تعالی خیانت کرنیوالونکو دوست نہین
رکہتا۔ لاچار اب مین تمسے لڑائی پر آمادہ ہوگیا۔ یہ اعلان جنگ سنکر شامی اپنے سرداروں کے
پاس جمع ہوے۔ حضرت معاویہؓ وعمرو بن العاصؓ ترتیب لشکر اور درستی سامان جنگ مین
مصروف ہوے۔ جناب امیرالمومنین نے بہی اپنے لشکر مین رسالون کی تیاری کا حکم دیا اور
عام طور سے یہہ احکام ہدایت صادر فرماے۔ جبتک حریف جنگ شروع نہ کرین تم لوگ

اونپر حملہ نہ کرنا اسواسطے کہ تم بعنایات ایزدی حجت پر ہو اور تمہارے ہاتھہ دلیل روشن ہی
تمہاری طرف سے ابتدا نہوگی تو تمہارے واسطے دوسری دلیل ہو جاویگی جسوقت لڑائی مین
دشمن کا لشکر پسپا ہو کر بہاگے تو بہاگنے والون کا تعاقب کرکے قتل نہ کرنا۔ زخمی سپاہی کو
نہ قتل کرنا نہ اوسکا اسباب لوٹنا۔ کسی مقتول کا ستر نہ کہولنا اور نہ اوسکے کان۔ ناک۔ وغیرہ
کاٹنا۔ جب تم اونپر غالب آکر اونکے خیمہ گاہ مین داخل ہو تو خبردار کسی کی پردہ دری و بیحرمتی
نکرنا کسیکے گہر مین نہ گہس جانا اور اونکا مال و اسباب نہ چہین لینا۔ عورتون پر دست اندازی نہ کرنا
اگرچہ وہ تمکو گالیان دین تمہارے سردارون اور بڑونکو برا کہین کیونکہ وہ ضعیف النفس
والقوی۔ ناقص عقل۔ ناقص دین ہین۔ آپ عین معرکہ کے وقت ہی انہین احکام کی تاکید
فرماتے تھے۔ آپکا یہ معمول ہر جنگ مین تہا۔ بعد اسکے آپنے لشکریونکو جنگ کی ترغیب دی اور
اونکے حق مین دعاء فتح و ظفر اس طرح کی۔ اے اللہ کے بندو! اللہ سے ڈرتے رہو۔ حرام چیز سے
آنکہہ بند کرلو۔ لڑائی کے وقت شور و غل نہ کرنا۔ باتین کم کرنا اپنی جانونکو لڑائی کے قوانین
اور اوسکی گہاتون مصائب سختی۔ حملہ کرنے۔ تیر اندازی۔ وغیرہ پر ثابت و قائم رکھنا اور
ایسے وقت مین خدا کو یاد کرتے رہنا اور اوسکی یاد سے غافل نہ ہو جانا۔ تم فلاح پاؤگے۔ باہم
نزاع و خصومت نہ کرنا تاکہ شامت نامردی و سستی مین مبتلا ہو جاؤ اور تمہاری ہوا بگڑ جاے
سختی پر صبر کرنا۔ اللہ تعالی صبر کرنے والونکے ساتھہ ہی۔ پہر یہہ دعا فرمائی۔ خداوندا! تو انکے
دلونمین صبر ڈالدے تو اپنی نصرت نازل فرما۔ بار آلہا! انکو مستحق اجر کر۔

یہہ سب امور انتظامیہ آخر ماہ محرم مین ہوے۔ اودہر آسمان پر چاند صفر کا کیا نکلا گویا
مریخ فلک نے اپنا خنجر نیام سے نکالکر دونون لشکرونکو لڑائی کا نادری حکم دیدیا ادہر دلیران زمانہ
لڑائی کے مشتاق تو پہلے ہی سے کیل کانٹے سے ہوشیار ہو رہے تہے ہمہ تن لڑنے مرنے پر

آمادہ ہوگئے صبح ہوتے ہی یکم ماہ صفر ۳۷ھ یوم چہار شنبہ کو نبردگاہ فریقین کے لشکر سے بھر انظر آتا تھا۔ دونون لشکروں کے بیچ مین قاضی اجل کا خیمہ نصب ہوگیا۔ جو لوگ حیات دنیوی کا حصہ پورا لے چکے تھے موت کے انتظار مین صف باندھکر ٹھیرے۔

جناب امیر المومنین اسد اللہ الغالب علی بن ابی طالب نے اپنے رفیقون جانبازون کی فوج کو اس طرح مرتب فرمایا کہ اشتر نخعی کو سواران کوفہ پر۔ سہل بن حنیف کو سواران بصرہ پر پیادگان کوفہ پر حضرت عمار بن یاسر سردار ہوے اور پیادگان بصرہ کی کمان حضرت قیس بن سعد کو ملی۔ ہاشم بن عتبہ بن ابی وقاص کو جو بہ لقب مرقال مشہور تھے لشکر کا علم عنایت ہوا۔ قاریان کوفہ کی افسری پر مسعر بن فدکی مامور ہوے۔ میمنہ فوج پر اشعث بن قیس کندی اور میسرہ پر حضرت عبد اللہ بن عباس مقرر ہوے۔ دیگر امرا و سرداران قبائل جو اپنی اپنی قوم کے ساتھہ آپ کے لشکر مین تھے یہ ہین۔ سلیمان بن صرد خزاعی۔ حارث بن مرہ عبدی۔ عمرو بن حمق۔ حصین بن منذر۔ احنف بن قیس۔ نعیم بن ہبیرہ۔ حارثہ بن قدامہ۔ رفاعہ بن شداد۔ ابو ایوب انصاری۔ ابو الہیثم بن شیبان نقیب آنحضرت صلعم۔ عدی بن حاتم طائی۔ عمرو بن عطارد۔ جنید بن زہیر۔ خالد بن معمر۔ شبث بن ربعی۔ سعد بن قیس بن عبد اللہ بن الطفیل۔ عمرو بن حنظلہ۔ شداد الہانی۔ قاسم بن حنظلہ۔ سعد بن مسعود ثقفی۔ شریح بن ہانی۔ معقل بن قیس۔ قبیصہ بن شداد۔ عامر بن وائلہ۔ حارث بن نوفل۔ زید بن صوحان۔ حصین بن نمیر۔ حجر بن عدی۔ خزیمہ بن جابر۔

حضرت معاویہ نے بھی اپنے لشکر کو اس طرح مرتب کیا۔ میمنہ پر ذوالکلاع حمیری۔ میسرہ پر حبیب بن مسلمہ فہری۔ مقدمہ لشکر پر ابو الاعور سفیان بن عوف سلمی کو مقرر کیا۔ سواران دمشق پر عمرو بن العاص کو سردار بنایا اور پیادگان دمشق مسلم بن عقبہ مری کی

ماتحت کے بخشی فوج اعلی افسر ضحاک بن قیس کو کیا۔ جملہ شامی پیادون نے مرنے اور نہ بہاگنے پر بیعت کی اور ایک دوسرے کو عمامہ سے باندھکر پانچ صفین کرکے لڑنے کو نکلے علم فوج عبدالرحمن بن خالد بن ولید کے سپرد ہوا۔ انکے لشکر کے باقی اور سردارونکے نام یہہ ہین رفعتہ بن حارث۔ سفیان بن عمرو۔ مسلمہ بن خالد۔ بشیر بن ارطاۃ۔ حارث بن خالد۔ ہمام بن قبط۔ حوشب بن ذی ظلیم۔ حسان بن بحدل۔ حابس بن ربیعہ۔ زید بن بحیرہ۔ یزید بن اسد۔ طریف بن عمیر۔ مخارق بن حارث۔ قاتل بن قیس۔ حمزہ بن مالک۔ قعقاع بن ازہر۔ ہلال بن ابی ہبیرہ۔ یزید بن امیہ۔

طرفین سے جب صف بندی ہوچکی تو لشکر عراق سے اشتر اپنے رسالہ کو لیکر نکلے لشکر شامی سے حبیب بن مسلمہ اپنے ماتحت لشکر کے ساتھہ انکے مقابل ہوے۔ تمام دن لڑائی ہوتی رہی مگر کوئی نتیجہ خیز فیصلہ نہ ہوا۔

دوسرے دن بروز پنجشنبہ ہاشم بن عتبہ سوار و پیادونکے ساتھہ میدان جنگ مین آے۔ اہل شام مین سے ابوالاعور سلمی انکے مقابل ہوے اور تمام دن لڑکر شام کو اپنے اپنے لشکر مین واپس آے۔

تیسرے دن بروز جمعہ حضرت عمار بن یاسرؓ اور عمرو بن العاصؓ سے مقابلہ ہوا۔ یہہ لڑائی بہ نسبت دونون پہلے کے نہایت سخت و خونریز ہوئی۔ بالآخر حضرت عمارؓ نے اپنے بہادرون سے کہا۔ اے اہل عراق۔ تم دیکھتے ہو اس شخص کو جو خدا و رسول سے لڑا مسلمانون پر ظلم کیا۔ مشرکین کی مدد کی پہر جب دیکھا کہ خدا اپنے دین کو غالب کریگا اور اپنے رسول کو فتح و ظفر عنایت فرمائیگا تو یہہ شخص آنحضرتؐ کی خدمت مین حاضر ہوا مگر جان کے خوف سے نہ خدا و رسول کی رضامندی و خوشی کا جویان ہوکر پہر بعد وفات حضور سرور کائنات

قسم خدا کی یہہ شخص مسلمانوں کی عداوت مین مشہور و معروف رہا۔ مجرمون اور بدکارون کا تابع اور اونکا ساتھی بنا رہا۔ اے دلیران وا ے شیران اسلام۔ اس شخص کے مقابلہ مین ثابت قدم رہنا اور اسکی لڑائی سے منہ نہ موڑنا۔ پہر زیاد بن نضر سے جو رسالہ کے افسر تھے فرمایا۔ تم بہی اہل شام پر حملہ کرو۔ زیاد اونپر ٹوٹ پڑے۔ لوگ اُنکے مقابلہ مین جمے رہے ظہر تک یہہ لڑائی برابر کی رہی۔ اسکے بعد حضرت عمار رضؓ نے ایسا سخت حملہ کیا کہ عمرو بن العاص کا منہ پہر گیا اور اونکو مجبوراً پیچھے ہٹنا پڑا۔ بہاگ کر اپنے لشکر مین مل گئے۔ اس دن زیاد بن نضر اپنے سوتیلے بہائی عمرو بن معاویہ سے مقابل ہوے لیکن ایک دوسرے کو پہچان کر رزمگاہ سے واپس گیا۔ شام کے قریب دونون لشکر اپنے اپنے مقام پر لوٹ آے۔ آجکی لڑائی مین لشکر شامی کے بہت سے آدمی کام آئے اور کچہہ لوگ لشکر عراق کے بہی مارے گئے

چوتہا حملہ شنبہ کے دن ہوا۔ آج ادہر سے محمد بن حنفیہ اور لشکر شام سے عبیداللہ بن عمر بن الخطاب نکلے۔ فریقین کے دلاور نبرد آزمائی توڑ کر لڑ رہے تھے۔ محمد بن حنفیہ کی طرف ہمدانی لشکر تہا اور اہل شام سے عبیداللہ بن عمرؓ کے ساتھ حمیر۔ لخم۔ جذام تہے۔ (عبیداللہ بن عمرؓ کو باشتباہ قتل ہرمزان حضرت علیؓ نے خلیفہ ہو کر قتل کرنا چاہا مگر یہہ مدینہ سے بہاگ کر امیر معاویہ سے آملے) عبیداللہ بن عمرؓ نے صف سے نکلتے ہی محمد بن حنفیہ کو مقابلہ کیواسطے للکارا۔ محمد بن حنفیہ بکمال شجاعت و مردانگی میدان مین نکلے لیکن جناب امیر المومنین علیؓ نے گہوڑا دوڑا کر انکو واپس کر لیا اور خود عبیداللہ بن عمرؓ کے مقابل ٹہیرے مگر وہ آپکے سامنے سے چلے گئے۔ محمد بن حنفیہ نے عرض کیا اگر آپ مجھکو نہ روکتے تو مجھکو امید تہی کہ عبیداللہ بن عمرؓ کو آج قتل کر ڈالتا۔ دونون لشکر بہی واپس ہوے۔

پانچوین لڑائی یکشنبہ کے دن ہوئی۔ لشکر عراق سے حضرت عبداللہ بن عباسؓ

اور شام سے ولید بن عقبہ اپنے لشکر لیکر میدان مین آ جمے۔ ولید بن عقبہ بنی عبد المطلب کو گالیان دے رہے تھے۔ ابن عباس کو تاب نہ رہی پکار کر فرمایا۔ اے صفوان۔ دعوی مردی و زور آزمائی ہو تو میرا مقابلہ کر۔ مگر ولید مقابل نہین ہوے۔ اس روز ابن عباسؓ کو غلبہ رہا۔ دونون لشکرونمین غروب آفتاب تک سخت لڑائی رہی۔ شام ہوتے ہی فریقین اپنے اپنے لشکر گاہ کو واپس گئے۔

چھٹے روز دوشنبہ کو جناب علی مرتضیٰؓ کے لشکر سے حضرت قیس بن سعد انصاری اور لشکر شام سے ذوالکلاع حمیری برآمد ہوے۔ شام تک فریقین برابر لڑتے رہے۔ رات نے دونون لڑنے والونکو ایک دوسرے سے جدا کیا۔ اس دن بھی سخت معرکہ ہوا اور دونون طرف کے جانباز سپاہی کام آے۔

ساتوین دن روز سہ شنبہ کو ادہر سے اشتر اودہر سے حبیب اپنے اپنے زیر کمان فوج لئے ہوے رزمگاہ مین نکلے۔ دونون مین سخت ہنگامہ قتل وخونریزی گرم رہا۔ قریب ظہر دونون لشکر ایک دوسرے سے جدا ہوے۔ اس دن فریقین کے آدمی بہت مارے گئے اور شامی لشکر کے سپاہیون نے بڑے زخم کھاے۔

امیر المومنینؓ نے فرمایا جبتک مجموعی قوت سے اپر حملہ نہ کرینگے لڑائی کا خاتمہ ہونا مشکل نظر آتا ہے پھر آپنے شب چہارشنبہ کو اپنے لشکر سے فرمایا۔ خداوند تعالی شانہ کی حمد وثنا ہے اوسی کی بارگاہ بے نیاز قابل تعظیم وتکریم ہے اوسی کی قدرت سے۔ جس کام کو توڑدے کوئی اوسکو جوڑ نہین سکتا اور جسکو قوی کردیا کس کی مجال ہے کہ اوسکو توڑ سکے اگر وہ احکم الحاکمین چاہے تو روے زمین پر اختلاف کا نام باقی نہ رہے کوئی ایک بندہ بھی اوسکی مخلوقات سے خلاف کرنے پر قادر نہ ہوسکے۔ نہ کوئی گمراہ جماعت کسی امر مین

اختلاف کرے مفضول کم درجہ والا اپنے سے بلند مرتبہ و افضل کی فضیلت و بزرگی کا
کبھی انکار نہ کرے۔ ہمکو اور مخالفین کو اوسی کا حکم اس میدان کارزار مین کھینچ لایا ہے۔ ہم
سبکو وہ دیکھتا ہے اور ہماری باتین سنتا ہے۔ وہ قادر و توانا ہے اگر چاہے آن واحد مین
ظالمونکو عذاب دے اوسکو منظور ہو تو ظالمونکو چھوڑ کر کے جای رجوع حق کو ظاہر کردے
لیکن حاکم حقیقی نے دنیا دار اعمال بنائی اور آخرت کو دار القرار کیا تاکہ بدکار اپنے
اعمال قبیحہ کی سزا اوس عالم مین پائین اور نیک بندون کو اونکی نیکی کا اچھا بدلا ملے۔
ہوشیار ہو۔ کل صبح پھر حریف کا سامنا ہے آج کی رات خدا کی عبادت مین گذارو اور قرآن مجید
کی تلاوت مین صبح کردو۔ اپنے مالک حقیقی سے فتح و ظفر اور دشمن کے مقابلہ مین صبر و استقلال
و ثبات کی دعا مانگو۔ کل صبح دشمن سے نہایت ہوشیاری اور کوشش کے ساتھ مقابلہ
کرنا کیا عجب ہے کہ خدا تمکو فتح نصیب کرے اور تم اپنے دعوے مین سچے ظاہر ہو جاؤ۔
غرض یہہ رات آپکے لشکر مین عبادت و تلاوت کلام الٰہی مین گذری۔ نماز فجر ادا کر کے
لشکریون نے آلات حرب سنبھالے۔ زرہ خود۔ جسکے پاس جو سامان تھا زیب بدن کیا۔ جناب
علی مرتضیٰ رات ہی سے بذات خود سامان جنگ مین مصروف تھے صبح ہوتے ہی لشکر مرتب
ہو گیا۔ آپنے ہر قبیلہ کو حکم دیا کہ وہ اہل شام کے اوس حصہ لشکر پر حملہ کرے جسمین اوسکے
بھائی ہین چنانچہ ازدسے فرمایا۔ تمہارے سپر دازد ہین تم اونکا مقابلہ کرنا۔ خثعم سے ارشاد
ہوا کہ تم اپنے بھائیون خثعم سے سمجھ لینا۔ غرض اسی طرح ہر گروہ اپنے ہم قبیلہ کی لڑائی کا
ذمہ دار کر دیا گیا جس قبیلہ کے اہل قرابت شامی لشکر مین نہ تھے جیسے بجیلہ کہ آپکے
لشکر مین انکی ایک جماعت تھی اور لشکر شام مین اس قبیلہ کے لوگ صرف دوچار گنتی کے
تھے انکی واسطے حکم دیا کہ تم شام کے اون قبائل سے جنکے لوگ ہمارے لشکر مین نہین

ہین مقابلہ کرنا چنانچہ بجیلہ مذ مقابل لخم قرار دئے گئے۔ یہہ احکام پاکر لشکر عراق آٹھوین دن چہارشنبہ کو صبح ہوتے ہی میدان مین صف آرا ہوا۔ اودہر سے اہل شام مقابلہ پر آکر قایم ہوے۔ جناب امیر المومنین بنفس نفیس صحابہ کرام اہل بدر و مہاجرین و انصار و دیگر اشراف قبائل کے ساتھہ تھے۔ ابن عباس فرماتے ہین کہ مین نے اوس روز جناب علی مرتضیٰ کو دیکھا کہ آنحضرت کے خچر شہبا پر سوار سفید براق عمامہ سر پر باندہے تھے آپ کی آنکھین مشعل کی طرح چمکتی تہین۔ ہر گروہ و قبیلہ کی طرف گذرتے اور اونکو لڑائی پر ثبات و استقرار کرنے کی ترغیب دیتے تھے۔ اسی طرح تمام لشکر مین گشت کرتے ہوی ہمارے گروہ کی طرف آنکلے اور فرمایا۔ اے جماعت مسلمانان۔ جنگ کے وقت اپنی آواز بلند نہ کرنا۔ خوف خدا کو اپنا شعار بنانا۔ تلوار ونکو نیام کے اندر جنبش دے لو تاکہ نکالتے وقت دقت نہ واقع ہو۔ مقابلہ کے وقت حریف پر نگاہ جمائے رہنا۔ ایسا نہ ہو وہ تمکو غافل پاکر حربہ کر بیٹھے۔ نیزہ مارتے وقت دشمن کی نرم جگہہ پر گوشت کا خیال رکھو۔ صبر و استقلال اختیار کرو اور اپنے دل خوش رکھو۔ تم خدا کی حفاظت مین ہو تم کو کیا خوف و خطر ہے تم ابن عم رسول اللہ کے ساتھہ ہو۔ خوب سنبھل سنبھل کر حملے کرو۔ لڑائی سے بہاگنا برا سمجھو کیونکہ دنیا مین پشتہا پشت تک بدنامی رہیگی اور قیامت مین آگ کا سامنا ہی۔ یہ گروہ حریف یہہ خیمہ بلند تمہارے روبرو ہے اسپر حملہ کرو۔ یہان تک کہ حق کے منہ سے پردہ اوٹھہ جاے تمہین کو غلبہ ہوگا خدا تمہارے ساتھہ ہے تمہارے اعمال کم نہ کریگا بلکہ پورا عوض عطا فرماویگا۔ (مسعودی)

دونون طرف سے دن بہر لڑائی ہوتی رہی میدان رزم مین بازار موت گرم رہا مگر کوئی فریق اپنے حریف پر غالب نہ آیا۔ شام ہوتے دونون لشکر اپنی اپنی جگہہ واپس آے

آخری جنگ مغلوبہ وخاتمہ واقعہ صفین

اس لڑائی کو چھڑے ہوئے آج نوان دن ہے اور یہ نوان معرکہ روز پنجشنبہ ہے۔ آج جناب علی مرتضیٰؓ کا ارادہ ہے کہ لڑائی کا خاتمہ ہو جاوے۔ بغیر قطعی فیصلہ لڑائی سے نہ رکین یون تو ماہ ذیحجہ تمام لڑتے ہی گذرا مگر ان ایام مین جو روزمرہ جنگ ہوئی اس مین ہزار دن بہادر کام آئے سب سے بڑھکر آج غضب کا سامنا ہے۔ دونون طرف بہادر و شجاع۔ کٹنے مرنے کی خواہش ہتھیلی پر جان لئے۔ مرنے مارنے پر آمادہ۔ صاحبو۔ یہ مسلمانونکی لڑائی آپس کی خانہ جنگی ہے۔ اسکے نام سے بدن تھرتھراتا ہے۔ لکھنا در کنار خیال تک سے جان لرزتی ہے۔ لکھتے وقت اشہب تیز گام خامہ تیز تگ اس میدان مین ٹھوکرین کھاتا ہے۔ دو قدم چلنا دشوار ہے۔ پاے لنگ ہے دل تنگ ہے۔ بہر حال دل پر جبر کر کے کلیجہ ہاتھون سے تھام کر اس واقعہ ہول انگیز کو لکھتے ہین۔

کام وہ آن پڑا ہے کہ بنائے نہ بنے		بوجھ وہ سر پہ گرا ہے کہ اوٹھائے نہ بنے

جناب امیر المومنین علی مرتضیٰؓ آج نماز فجر اول وقت ادا فرما کر ترتیب صفوف لشکر مین مصروف ہوئے۔ آپکے میمنہ پر عبداللہ بن بدیلؓ بن ورقا خزاعی تھے اور میسرہ پر عبداللہ بن عباسؓ۔ قاریان و حفاظ قرآن کا گروہ عمارؓ و قیس بن سعدؓ و عبداللہ بن یزید کے ہمراہ تھا۔ باقی تمام سرداران قبیلہ اپنے اپنے قبائل کے ساتھ اپنے اپنے پہریون و مقامات و جہات مقررہ پر بکمال مستعدی موجود تھے۔ جناب علی مرتضیٰؓ قلب لشکر مین اہل کوفہ بصرہ و مدینہ کے ساتھ رونق افروز تھے۔ اہل مدینہ مین اکثر انصار اور کچھ خزاعہ و کنانہ بھی تھے۔ انکے ماسوا دیگر قبائل کے لوگ تھے۔

اب ایک نظر لشکر شام کو بھی دیکھیے۔ حضرت معاویہؓ نے ایک پر تکلف بڑا خیمہ استادہ کرایا ہے اوسمین بیٹھے ہوے اہل شام سے موت پر بیعت لے رہے ہین۔ خیمہ کی گرد سواران دمشق کا رسالہ احاطہ کئے ہوی ہے۔

بعد اس انتظام کے لڑائی شروع ہو گئی۔ عبد اللہ بن بدیل نے اپنی زیر کمان فوج لیکر حبیب ابن سلمہ پر جو میسرہ شام مین تھے حملہ کر دیا اور اپنی فوج کے دل بڑہانے اور ہمت دلانے کو اس طرح تقریر کی۔ اے بہادرو! اے امیر المومنین کی اطاعت مین جان نثار کرنے والو! خوب یاد رکھو کہ حضرت معاویہؓ نے اوس امر کا دعوی کیا ہے جسکے وہ حقدار نہین اور اہل حق سے منازعت کرکے ناحق اونکا حق چھینا چاہتے ہین۔ ایسے شخص سے دشمنی کی ہے جو اونکے ہم پلہ۔ اونکے برابر۔ اونکے مقابل نہین۔ معاویہؓ حجت باطل کے ساتھ جدال و قتال کر رہے ہین وہ چاہتے ہین کہ حق کو ذلیل و خوار کرین۔ معاویہؓ تمیز دیہاتی گنواروں کی فوج لیکر چڑہ آے ہین۔ اپنی زبانی قوت سے اون سادہ دلون پر امر واقعی پوشیدہ رکھا اور اونکے قلوب مین تخم فساد بو دیا ہے اسلئے اون نادانون کی خباثت اندرونی ترقی پر ہے۔ اے بہادرو! تم اوس گروہ اشرار سنگین دلون سے لڑو۔ اونکی کثرت سے ہرگز خوف نہ کرو۔ اللہ تعالی تمہارے ہاتھون اونکی شرارت و گمراہی پر اونکو عذاب دیگا۔ اونکو ذلیل و رسوا کرکے تمکو اونپر فتح دیگا۔ وہ ارحم الراحمین ایمان والون کے دلونکو شفا دیتا ہی۔

ایک طرف جناب سعد اللہ اپنی پُر زور تقریر اور کلمات نصائح و حکمت سے بہادرونکے دل اس طرح اوبھار رہے تھے۔ ای شیران بیشۂ شجاعت! اپنی صفین برابر رکھو۔ ایک دوسرے سے اس طرح ملے رہو کہ گویا تمہاری صف ایک آہنین مضبوط سیسہ پلائی ہوئی دیوار ہی۔ زرہ پوش جوان آگے بڑھے رہین۔ جنکے بدن پر زرہ نہین وہ اون سے پیچھے ہون۔

تلوار مارتے وقت مُنہ بند رکھو۔ دانت سے دانت ملالو کیونکہ اس ترکیب سے تلوار کا پورا زور پڑتا ہے اور دشمن کا سر جدا ہو جاتا ہے۔ حریف کے ہاتھون اور پاؤن کا قصد کرو تم نیزونکی زد سے بچ رہوگے۔ نظر ایک طرف قائم رکھو اس سے دل قوی رہتا ہے۔ خیال منتشر نہین ہونے پاتا اور دل کو ہنگامہ ضرب کے ہولناک نظارہ سے سکون ہوتا ہے۔ آواز پست رکھو۔ لڑتے وقت شور وغل نہ کرو کیونکہ خاموشی سے سستی و نامردی دفع ہوتی ہے اور عزت و وقار کی علامت ہے۔ اپنے عَلم اپنے گروہ سے الگ نہ کرو بلکہ بہادرونکے ہاتھ مین رکھو۔ صدق اور صبر سے مدد لو صبر کے بعد نصرت آلٰہی نزول فرماتی ہے:۔

ایک گروہ مین یزید بن قیس ارحبی اپنی تقریر دلکش سے لڑنے والونکو اس طرح برانگیختہ کر رہے تھے۔ بھائیو! مسلمان وہ ہی جس نے اپنے دین کو سلامت رکھا۔ یہہ قوم ہمارے مخالف ہے سے اس بنا پر تو لڑتے نہین ہین کہ ہمنے دین کو ضائع کر دیا ہے اور وہ اوس کی درستی چاہتے ہین یا ہمنے کوئی حق خداوندی تلف کر دیا ہے وہ اوسکو زندہ کرنا چاہتے ہین بلکہ اونکی جنگ وجدال سراسر دنیا ہی کے واسطے ہے۔ اونکی غرض حکومت حاصل کرنا ہے وہ چاہتے ہین کہ دنیا کے اولوالعزم پادشاہ ہو جاوین۔ سارے عالم کو اپنا مطیع کرلین۔ خدا نہ کرے وہ تمپر غالب ہون۔ خدا اونکو غلبہ اور خوشی نصیب نہ کرے۔ تمہاری حریف۔ سعید۔ ولید۔ ابن عامر۔ ایسے عمال کے اعمال و اقوال تمہارے سامنے پیش کر کے تمکو الزام دینا چاہتے ہین۔ ان لوگون نے اپنے عہد امارت مین ایک ایک جلسہ مین ہزارون روپیہ خوشامد خورون چاپلوسون کو مفت دے ڈالا ہے۔ اگر کسی نے اعتراض کیا تو یہ جواب دیا۔ یہہ مال ہمارا۔ ہماری میراث ہی۔ یہہ ملک ہماری تلوار کے مفتوحہ ہین ہم جسکو چاہین دین ہمپر کوئی گناہ نہین حالانکہ یہہ دعوی اونکا غلط تھا اور قول باطل بلکہ ملکی فتوحات سے

جو کچھہ حاصل ہوا وہ خدا کا مال تہا جسکو ہمارے نیزون ہماری تلوارون نے فتح کیا۔ اے بہادرو! اللہ کے بندو! ان ظالمون کو مارو قتل کرو۔ اگر یہہ غالب ہوجاوین گے تو تمہارا دین و دنیا دونون ضائع کردینگے۔ ان لوگون کا حال تم خوب جانتے ہو اور انکی حقیقت سے کماحقہ واقف ہو۔ خدا کی قسم۔ اب بہی یہہ لوگ شرارت سے باز نہین آتے۔

ایک جانب تو ان تقریرون کا زور شور تہا اور دوسری طرف لڑائی کا بازار گرمی پر یہہ لڑائی بڑے زور و نیر تہی تقریبًا ظہر تک اس نے طول کہینچا اور ایک سی شدت پر رہی۔ عبداللہ بن بدیل حریف کے لشکر کو پیچہے ہٹادیتے تہے مگر وہ پہر اپنے مقام پر آجاتا تہا بعد ظہر کے انہون نے یکبارگی مجموعی قوت سے ایسا حملہ کیا کہ حبیب بن مسلمہ کے پانون اوکہڑ گئے اور مجبور حضرت معاویہ کے خیمہ تک پیچہے ہوتے ہوے لوٹے۔ حضرت معاویہؓ نے جو یہ رنگ دیکہا تو ان لوگونکو جنہون نے مرنے پر بیعت کی تہی حبیب کی کمک پر روانہ کیا۔ یہہ لوگ تازہ دم تہے انکے مل جانیسے ہمراہیان حبیب بن مسلمہ قوی پشت ہوگئے اور سنبہلکر اس شدت کا حملہ اور یکبارگی ہلہ کیا کہ میمنہ اہل عراق کی ترتیب جاتی رہی۔ لوگ منتشر ہوگئے۔ عبداللہ بن بدیل کے ساتہہ صرف تین سو یا دو سو جنگ آور سپاہی گروہ قرا سے رہ گئے یہہ ایک دوسرے کے سہارے سے میدان جنگ مین نہایت پامردی کے ساتہہ قائم رہے اور باقی بہاگ کر جناب امیرالمومنین کے پاس جا پہونچے۔ اب تہوڑی دیر کیلیے میمنہ عراق گویا بالکل صاف ہوگیا۔ امیرالمومنین رضؓ نے یہہ رنگ ملاحظہ فرماکر فورًا سہل بن حنیف کو اہل مدینہ کی جماعت سے عبداللہ بن بدیل کی مدد پر مقرر فرمایا۔ چونکہ میمنہ پر اب روک نہین رہی تہی لہذا اہل شام کا ایک گروہ کثیر سہل بن حنیف کے سدراہ ہوا اور انکو عبداللہ بن بدیل تک نہ پہونچنے دیا۔ لڑائی کا عنوان

زیادہ خطرناک ہوگیا میمنہ وقلب کے درمیان اہل یمن تھے۔ جسوقت میمنہ کو ہزیمت ہوئی اہل یمن بھی اپنا مقام چھوڑکر قلب کی جانب اولٹے پھرے۔ ابھی میمنہ سنبھلنے نہ پایا تھا کہ اہل میسرہ کو بھی ہزیمت ہوئی۔ بنی مضر جو حصہ میسرہ پر تھے بھاگ نکلے البتہ ربیعہ کمال استقلال سے لڑتے رہے۔ امیر المومنین میمنہ کا انتظام نہ کرپائے تھے کہ میسرہ کی شکست دیکھکر انکے سنبھالنے کے غرض سے ادہر رُخ کیا۔ آپکے ہمراہ اسوقت صرف حضرات حسنین ومحمد تھے۔ تیرونکا مینہہ برس رہا تھا۔ کبھی کبھی تیر آپکے شانہ اور گردن کے بیچ مین ہوکر نکل جاتا تھا۔ آپکے صاحبزادے آپکے آگے ہوجاتے اور آپ کی حفاظت کرتے مگر آپ اونکو سامنے سے ہٹا دیتے تھے۔ احمر خادم ابوسفیان آپ کو تنہا دیکھکر جلدی سے جھپٹا۔ ادہر سے آپکا خادم کیسان اوسکے ارادہ پر مطلع ہوکر مثل تیر کے اوسکے سر پر پہونچا اور دونون مین لڑائی ہونے لگی۔ ابھی تلوار کے دو دو ہاتھ چلے تھے کہ کیسان کام آیا۔ امیر المومنین رضؓنے لپک کر احمر کی زرہ پکڑلی۔ اوسکو سر سے اونچا اوٹھاکر زمین پر اس زور سے پٹکا کہ ہڈیاں چُر مُر ہوگئین۔ لشکر شام آپ کو جنگ مین مصروف پاکر آپ کی طرف متوجہ ہوا مگر ربیعہ نے آگے بڑھکر اونکا زور توڑ دیا۔ آپ لشکر شام کو قریب پاکر بہت جلد اونکی طرف متوجہ ہوے۔ امام حسن رضؓنے عرض کیا۔ اے والد بزرگوار۔ آپ جلدی سے اپنے لشکر مین ہوجاوین تو بہتر ہوگا۔ فرمایا۔ ”جان پدر! تمہارے باپ کے واسطے بھی ایک دن مقرر ہے کہ اوس سے تجاوز ممکن نہین۔ نہ کوشش کرنیسے وہ وقت ٹل سکتا ہو اور نہ جلدی چاہنے سے وہ دن آسکتا ہے۔ خدا کی قسم تمہارے باپ کو کچھہ پرواہ نہین کہ موت اوسپر آپڑے یا وہ از خود موت پر جا پڑے“

اس دار و گیر مین میدان جنگ سے گرد و غبار اسقدر بلند ہوا کہ یکا یک پہچانا نہ جاتا تھا

آپنے ربیعہ کے قریب جاکر اونکو پکار کر فرمایا۔ یہ کسکا علم ہے اور کون لڑرہا ہے۔ جواب ملا۔ آپکی جان نثار ربیعہ۔ ارشاد ہوا بیشک یہ اونکا علم ہے جنکا حافظ و نگہبان آج کے دن خدا ہے مہربان ہی۔ شاباش صبر و استقلال کیساتھ لڑے جاؤ۔ حصین بن منذر سے فرمایا۔ اے جوان شیر دل ذرا اپنا علم ایک گز اور آگے بڑہا دی۔ وہ بولے۔ حضور۔ ایک گز کیا بلکہ دس گز آگے بڑہتا ہون۔ یہہ کہکر وہ اسقدر آگے بڑہ گئے کہ آپنے فرمایا۔ بس اب اپنی جگہہ ٹھیرے رہو۔ ربیعہ نے ایک دوسرے کو پکار کر کہا۔ دیکہنا۔ آج دشمنون کا زور زیادہ ہے۔ خدانخواستہ اگر امیرالمومنین کے دشمنونکو چشم زخم زمانہ پہونچا اور تم مین سے ایک بہی زندہ رہا تو تم سے زیادہ عرب مین کوئی بے عزت و رسوا نہ ہوگا۔ لڑو! لڑو!! دیکہو۔ آگے کے سوا پیچہے قدم نہ پڑین" ربیعہ اوسدن اس شجاعت و جانفشانی سے لڑے کہ کبہی کسی معرکہ مین ایسی کد و کاش نہ کی تہی۔ اوسوقت جناب امیرالمومنین نے اونکی تعریف مین چند اشعار پڑہے جنکا مطلب یہہ ہے۔

یہہ سیاہ پہریرے والے علم کسکے ہین۔ جب اونسے کہا گیا کہ آگے بڑہ جاؤ تو حصین کا قدم آگے تہا اور علم لئے ہوے آگے بڑہے اس حال مین کہ حوض موت اور خون سے بہرے چہلک رہے تہے۔ ہم نے ابن حرب کو اپنے نیزون اور تلوارونکا مزہ خوب چکہایا یہانتک کہ وہ پیٹہہ دیکر بہاگ نکلے۔ جس قوم نے وقت مقابلہ کے صبر و ثبات کے ساتہہ اونکا مقابلہ کیا اور اوس وقت خطرناک مین کہ بہادرون کی آوازین خوف سے پست ہوجاتی تہین یہہ قوم سینہ سپر رہی۔ خداوند تعالی اس بہادر قوم کو جزاے خیر عطا فرماے۔ یہہ لوگ بڑے جانباز۔ مردان کارزار۔ کریم النفس ہین۔ اونکے اخبار و حکایات پاکیزہ۔ اونکی عادات و خصائل پسندیدہ ہین۔ یہہ قبیلہ ربیعہ کے شریف خاندانی لوگ ہین۔

جسوقت لشکر خونخوار وسیاہ جرار کے مقابل ہوتے ہین تو انکے جوہر شجاعت آشکارا ہونے ہین۔

اس عرصہ مین اشتر خرامان خرامان اہل میمنہ کی ہزیمت سے شکستہ خاطر آپکے سامنے سے گذرے یہ میمنہ کی جانب جارہے تھے اور آپ میسرہ کی طرف متوجہ تھے۔ آپنے اشتر کو بلایا۔ "اے مالک"! اشتر لبیک کہتے ہوے حاضر ہوے۔ آپنے فرمایا۔ تم اس قوم ہزیمت خوردہ کی طرف جاکر میری طرف سے پیغام دو کہ تم لوگ اس موت سے بھاگ کر کہان جاؤگے۔ تم موت کو اپنی جان بچاکر بھاگنے سے عاجز نہ کرسکوگے۔ بالفرض اسوقت جان بچ گئی اور کچھہ حیات ناپائدار ہاتھہ آئی تو یہ زندگی کَے دن کی۔ یہہ باقی رہنے والی نہین۔ اشتر نے بآواز بلند یہہ الفاظ ادا کئے اور جناب امیرالمومنین کا پیام جملہ منہزمین کو سنادیا۔ پھر جوش مین آکر چلا اوٹھے۔ اَنَا الاَشتَرُ۔ اَنَا الاَشتَرُ۔ اِلَیَّ۔ مین اشتر ہون مین اشتر ہون میری طرف آؤ۔ منہزمین سے بعضے اس آواز پر اشتر کے پاس لوٹ آے اور بعضے بھاگے چلے گئے۔ اشتر نے چلاکر کہا۔ اے لوگو۔ آج تمنے کیسی لڑائی کی صورت بگاڑدی۔ اے بنی مذحج۔ صرف تم لوگ میرے پاس آؤ۔ اس آواز پر مذحج نے جواب دیا اور ایک گروہ اشتر کے پاس آن پہونچا۔ اشتر نے اونسے کہا۔ تم نے کوئی کام خدا کی رضا کا نہین کیا۔ اپنے دشمن کے دفع کرنے مین اپنی قوم کی کوئی خیرخواہی نہین کی۔ یہہ کیا بات ہے۔ یاد رہے تم نامی بہادر جنگجو۔ مردمیدان لپنے دشمن پر صبح تڑکے چھاپا مارنے والے۔ جوانان کارزار شہسوار روز جنگ ہوکر اپنے ہم چشمون ہمعصرون کی ہلاکت وتباہی کا سبب ہوتے ہو۔ ایسے نشانہ انداز نیزہ باز سفاک ہوکر کہ حریف کو مارکر خون کا بدلا نہین دیتے۔ اونکے مقتولین کا خون رائگان ومفت جاتا ہے۔ اگر آج کے دن ہمت ہاردوگے توکل سب بہادر تمہاری ہی پیروی کرینگے۔

پھر بہادری وجوانمردی کا نام صفحہ روزگار سے مٹ جائیگا۔ اب اپنے امیر المومنین کی خیرخواہ وجان نثار بن جاؤ اور سچے دل وحوصلہ سے دشمن کا مقابلہ کرو۔ خداوند تعالی سچونکا دوست ہے اور اونکے ساتھہ۔ قسم اوس ذات پاک کی جسکے قبضہ قدرت مین میری جان ہے ان لوگونمین سے ایک مرد بھی دین مین میرے نزدیک مچھر کے پر کی برابر قدر و عزت نہین رکھتا۔ آج میرے منہ کو روشن کرو۔ اسکی رونق گئی ہوئی تمہاری کوشش سے پھر آجائیگی۔ خداوند تعالے تمہارے ہاتھہ پر فتح نصیب کرے۔ جماعت اعظم کی اتباع کرو کیونکہ اللہ تعالی اسی طرف ہے اشتر کی اس دل بڑہانے والی تقریر نے مذحج کے سینونمین ایک آگ لگا دی۔ سب نے مشتعل و ریکزبان ہو کر کہا۔ آپ جس مقام پر ہمارا ہونا پسند کرین ہم اوسی جگہہ ہونگے اشتر نے مذحج کو لیکر سب سے بڑے حصہ لشکر شام پر حملہ کر دیا۔ یہہ حصہ شامیونکا اہل عراق کے میمنہ پر قبضہ کرتا چلا آتا تہا مذحج اوسکے مقابل مین اڑ گئے اور مار مار کر ہٹانے لگے۔ ہمدان کی چند نوجوان (جو قبیلہ کے آٹھہ سو تعداد مین تھے) ایک سے ایک بڑہکر جنگجو میمنہ مین قائم رہے اور آج کے دن وہ داد شجاعت دی کہ انکے ایک سو اسی جوان اور گیارہ سردار بہ ترتیب ذیل معرکہ مین کام آے سب سے اول ذویب بن شریح علم بردار ہو کر مارے گئے۔ ان کے بعد شرحبیل۔ مرثد۔ ہبیرہ۔ یریم۔ سمیر۔ (یہ سب شریح کی اولاد ہین)۔ عمیرہ۔ حارث بشیر کے لڑکے۔ سفیان۔ عبد اللہ۔ بحر۔ زید کے بیٹے۔ یہ سب یکے بعد دیگرے علم لیتے اور قتل ہوتے چلے گئے ان سب کے بعد وہب بن کریب نے علم لیا۔ وہ اپنی بقیہ قوم کے ساتھہ معرکہ جنگ سے افسوس کرتے ہوے میمنہ کی ہزیمت سے برداشتہ خاطر یہہ کہتے ہوے واپس جا رہے تھے۔ کاش اسوقت عرب مین ہمارا کوئی ساتھی ہوتا اور ہم سے مرنے یا فتحیاب ہو کر معرکہ سے لوٹنے پر قسم لیتا تو ہماری شجاعت کے جوہر ظاہر ہوتے یا تو ہم فتح پاکر سرخرو میدان جنگ سے واپس آتے

یا قتل ہوکر اپنے بہائیونسے مل جاتے۔ اشتر نے جواب دیا۔ یارو۔ رنجیدہ نہو۔ ہم تمہارے ساتہہ ہین۔ ہم قسم کہاتے ہین کہ جبتک مظفر ومنصور نہ ہونگے میدان کارزار سے منہ نہ موڑینگے اور اگر موت آگئی تو خیر اوسی میدان مین لڑکر جان دینگے۔ اہل ہمدان یہ سنکر اشتر کے ساتہہ ہو لئے۔ اشتر نے ہمدانی گروہ لیکر میمنہ اہل شام پر حملہ کر دیا۔ اشتر کی ہمت سے تمام لشکر مین ایک جوش وخروش پیدا ہوگیا اور لوگون نے بہی حملے شروع کر دیئے۔ جو لوگ بہاگے تہے وہ بہی لوٹ کر مل گئے۔ اشتر جس جماعت پر گذرتے اوسکو صاف کر دیتے۔ جو گروہ مقابل ہوتا اوسکا منہ پہیر دیتے۔ بازار قتل جو اس سے قبل چند لمحے کیلئے ٹہنڈا ہو گیا تہا از سر نو پہلے سے زیادہ گرم ہوگیا۔ اشتر جنگ مین مصروف تہے ناگاہ زیاد بن نضر حارثی کو دیکہا کہ لڑائی مین مارے گئے اور لوگ اونکو اوٹہائے ہوے اپنے لشکر مین لیجا رہے ہین۔ یہ عبداللہ بن بدیل کی مدد کو آئے تہے۔ زیاد نے آگے بڑہکر علم لیا۔ انکے آجانے سے میمنہ پہر سنبہل گیا مگر یہہ مارے گئے۔ انکے بعد یزید بن قیس ارحبی کو لوگ اسیطرح اوٹہائے ہوے لئے جا رہے تہے۔ اشتر نے دونون صاحبونکو اس حال مین دیکہکر افسوس کیا اور کہا "صبر کا مقام ہے۔ افسوس کیسے کیسے لوگ کام آئے۔ اب بہی اس شخص کو خدا سے شرم نہین آتی اسقدر خونریزی ہوئی مگر اسکے دل کی آگ فرو نہین ہوئی۔ اب بہی باز آجاتے جو باقیماندہ مسلمان بچ جاتے"۔ یہہ کہکر سخت حملہ کر دیا۔ انکے ساتہہ حارث بن جمہان بہی مل گئے۔ دونون نے ایک ساتہہ ملکر لڑائی کا پلہ دوبالا کر دیا۔ مابین عصر ومغرب لشکر شام تتر بتر ہوکر بدحواس گرتا پڑتا بہاگا۔ اشتر اور انکے ہمراہیون نے مارتے مارتے منہزمین کو حضرت معاویہؓ کے پاس پہونچا دیا اور لڑتے بہڑتے عبداللہ بن بدیل کے پاس پہونچ گئے۔ یہ دو سو یا تین سو قاریونکے ساتہہ اہل شام کے نرغہ مین تہے۔ جب شامی بہاگے سامنے کا میدان کہل گیا

کررہا ہون اور امید ہے کہ آج محروم نہ رہونگا۔ اے اللہ کے بندو۔ اب دشمنان خدا سے جہاد کرنے مین کیا انتظار ہے۔ اس دار ناپائدار کے آگے دار آخرت ہے اور مین تو ادہر متوجہ ہوتا ہون" انکی اس تقریر سے انکے بھائی عبید اللہ۔ عوف۔ مالک۔ ساتھ ہوتے اور یہانتک تیغ زنی کی کہ دنیا سے سفر کر گئے۔

لشکر شام سے شمر بن ذی الجوشن شیر کی طرح ڈکارتا ہوا نکلا۔ ادہر سے اُدہم محرز باہلی اُسکے مقابل ہوے۔ دونون مین ایک وار تلوار کا چلا مگر کسیکو کچھ صدمہ نہ پہونچا شمر پیاسا تھا۔ میدان سے پہر کر پانی پیا پہر تازہ ہو کر آیا اور نیزہ کا ایک وار کرکے اوہم کو مار کر گرا دیا۔

بجیلہ کا علم ابو شداد قیس بن ہبیرہ احمسی کے ہاتھہ مین تہا۔ (انکے باپ یہ لقب مکشوح مشہور ہین) قیس نے اپنے ہمراہیون سے کہا۔ چلو اس شخص سنہری ڈہال والے (عبدالرحمٰن بن خالد) پر حملہ کرین یہہ کہکر حملہ کیا۔ بعد مقاتلہ سخت کے عبدالرحمٰن کے قریب پہونچکر اونپر تلوار چلائی حضرت معاویہؓ کا ایک رومی غلام بیچ مین آگیا اور انکا وار روک کر ایک ہاتھہ تلوار کا چہوڑا جس سے انکے پانؤنکا پنجہ اوڑگیا قیس نے سنبہلکر پہر وار کیا اور غلام رومی کو قتل کر ڈالا۔ چارون طرف سے انپر نیزے چلنے لگے اور یہہ شہید ہوے۔ پہر عبداللہ بن قلع احمسی نے علم لیا اور لڑتے لڑتے مارے گئے۔ انکے بعد عفیف بن ایاس نے علم سنبہالا اور آخر جنگ تک علم انہین کے ہاتھہ مین تہا۔

حازمؓ بن ابی حازم قیس بن ابی حازم کے بہائی اور حضرت ابو حازمؓ دونون شہید ہوے نعیم بن صہیب بن عیلہ بہی کام آے۔ یہہ سب قوم بجیلہ سے امیرالمومنین کے ساتھہ تھے۔

امیرالمومنین یہہ ملاحظہ فرما کر کہ آپکے اہل میمنہ لڑ بہڑ کر پہر اپنے مورچہ پر آگئے اور دشمنونکی جمعیت پراگندہ کرکے سامنے کا میدان صاف کردیا اونکی طرف تشریف لاے۔ اون کے بہاگنے پر ملامت اور پہر لوٹ آنے پر تعریف کی اور کہا مین نے تمہاری ہزیمت اور شکست کو

دیکھا جبکہ صحرائی سنگدل بدوی قوم اور دیہاتی شامیون نے تمپر حملہ کرکے تمکو تمہاری جگہہ سے ہٹا دیا۔ مجھکو سخت تعجب ہوا کہ تم لوگ تو عرب مین سردار اور اشراف تھے۔ خدا کی عبادت کرنیوالے شب بیدار۔ راتونکو قرآن پڑہنے والے۔ اہل حق اور حق کی دعوت دینے والے ہو۔ ان گنوارو کے حملے سے کس طرح بہاگ نکلے۔ اگر تم بہاگنے پر اب نہ لوٹ آتے اور ہزیمت کہا کر پہر حملہ نہ کرتے تو اس صورت مین تم ضرور اوس سزا کے مستحق ہوتے جو لڑائی سے بہاگنے والے کے واسطے مقرر ہے اور تم یقیناً گروہ ہالکین مین ہو جاتے لیکن تمہارے اس دوبارہ جرأت وحملہ نے میرے دل کا کہٹکا نکال دیا اور میرے سینہ کی سوزش وقلق خوشی وراحت کے ساتھہ بدل گئی مین نے بچشم خود دیکہہ لیا کہ جس طرح اونہون نے تمکو ہزیمت دی تہی تمنے بہی اونکو مار کر بہگا دیا اور جیسے شامیون نے تمکو تمہاری جگہہ سے ہٹا دیا تہا۔ تم نے بہی اونکو اس طرح بہکا دیا جس طرح اونٹونکا گلہ بہڑکایا ہوا بدحواس ہوکر ایک دوسرے پر گرتے پڑتے بہاگتے ہین اب تم کو لازم ہے کہ میدان جنگ مین ثابت قدم رہو۔ اللہ تعالے کی طرف سے تمپر اطمینان اور تسکین قلب نازل ہوئی ہے۔ خداوند کریم تم کو یقین کے ساتھہ قایم رکہیگا اور بہاگنے والے کو یقین کر لینا چاہیئے کہ وہ خدا کو ناخوش کرنیوالا اور اپنی جان کو ہلاکت مین ڈالنے والا ہے۔ آپ کی اس جوش دلانے والی تقریر نے بہادرونکے حوصلے بڑہا دیئے۔ لڑائی کا بازار جو اس سے بیشتر تہوڑی دیر کیلیئے سرد ہو گیا تہا پہر گرم ہو گیا تلوارون اور نیزونکے چلنے کی آوازون اور بار بار تکبیر کی دل ہلا دینے والی صداؤن سے میدان جنگ دوبارہ گونج اوٹہا۔ فریقین سے دلاوران نبرد آزما نشہ شراب شجاعت سے مست شوق جنگ مین بڑہ بڑہ کر حملے کرنے لگے۔

بشر بن عصمہ مری لشکر ابی عراق سے نکلکر شامی گروہ مین مل گئے تھے۔ اس معرکہ مین بشر نے مالک بن عقدیہ جشمی کو دیکہا کہ شامیون سے لڑ رہے ہین اونکو اونپر سخت غصہ آیا۔ نیزہ لیکر انپر

جھپٹے۔ دوچار طعن طرفین سے چلے کہ مالک زخمی ہوکر گرے۔ بشر نے انکو قتل نہین کیا مگر زخمی کرکے پیر متاسف اور اپنے دل مین کمال نادم تھے۔

عبداللہ بن طفیل بکائی نے لشکر شام پر حملہ کیا جب معرکہ سے واپس ہوے بنی تمیم مین سے قیس بن مرہ نامی جو دراصل عراقی تھے عبداللہ کے مقابل ہوے اور اپنا نیزہ انکے دونون شانون کے بیچ مین رکھہ دیا۔ یزید بن معاویہ عبداللہ کے چچیرے بہائی دونون کے بیچ مین آگئے۔ اور اپنا نیزہ تمیمی کے پس پشت لگاکر کہا۔ واللہ۔ ابہی نیزہ پار کرتا ہون تمیمی بولے تمکو خدا کی قسم ہی اگر مین نیزہ تمہارے رفیق سے الگ کرون توتم بہی اپنا نیزہ مجہسے الگ کرلینا۔ آخر ایک نے دوسری سے اپنا نیزہ ہٹالیا۔ ایک مرد عکی شامی میدان مین آکر مبارز طلب ہوا۔ لشکر عراق سی قیس بن فہدان کندی اوسکے مقابل ہوے۔ دونون مین کچہہ دیر تک لڑائی ہوتی رہی بالآخر عبدالرحمن نے عکی کو نیزہ سے مارڈالا قیس بن یزید میدان جنگ مین آے ادہر سے ابوالعمرطہ بن یزید انکے ہم نبرد ہوے۔ چونکہ دونون بہائی بہائی تہے ایک دوسرے کو پہچان کر بغیر جنگ میدان سے واپس گئے۔

لشکر عراق مین سے اس روز بنی طے نے سخت ہنگامہ قتال گرم کیا۔ شامیون نے انکے واسطے ہرچہار طرف سے جمع ہوکر حملہ کرنا چاہا جب بنی طے اور شامیون سے مقابلہ ہوا شامیونکی طرف سے حمزہ بن مالک ہمدانی نے آگے بڑہکر بنی طے سے سوال کیا کہ تم کون لوگ ہو۔ ان مین سے عبداللہ بن خلیفہ نے جو بڑے لسّان۔ شاعر خوش بیان شیعی مذہب تہے یہہ جواب دیا۔ ہم بنی طے ہین۔ نرم وریتلی زمین کے رہنے والے اور پہاڑ کے باشندے۔ ہم طے نیزہ باز ہین۔ ہم طے مرد میدان کارزار ہین۔ شہسوار صبح کے وقت تاخت وتاراج کرنے والے۔ حمزہ بن مالک نے کہا سبحان اللہ۔ تم نے اپنی قوم کی خوب تعریف کی۔ پہر فریقین مین خوب جمکر لڑائی ہوئی۔ عبداللہ بن خلیفہ نے اپنی قوم سے کہا

میرا اسباب مال تمپر سے قربان ہو دین اور شرافت بڑہو۔ بشون عسوس کی ایک آنکھہ اس جنگ مین جاتی رہی۔

قبیلہ نخع نے خوب حق شجاعت ادا کیا۔ یہہ قبیلہ لشکر عراق سے نکلکر شامیونکی طرف بڑہا۔ اس گروہ مین سے اصحاب ذیل نے جان فروشی کی اور لڑتے لڑتے جان دی۔ حیان۔ بکر۔ ہوذہ کی لڑکے شعیب بن نعیم۔ ربیعہ بن مالک بن وہیل۔ اُبی علقمہ بن قیس فقیہ کے بہائی۔ یہ بنام اُبی الصلوٰۃ مشہور تہے کیونکہ بڑے نمازی تہے۔ علقمہ کا پائون جنگ مین کٹ گیا۔ وہ کہا کرتے تہے۔ مجھکو اپنے پائون کے ضائع ہونیکا کچھہ غم نہین اگر یہہ پہلے سے زیادہ صحیح و سالم ہوتا تو کیا تہا۔ اسکے کٹنے سے تو امید رکہتا ہون کہ خدا کے گہر اس مصیبت کا اجر عظیم عنایت ہوگا۔ علقمہ کہتے ہین۔ مین نے خواب مین اپنے بہائی اُبی کو دیکہا۔ مین نے سوال کیا۔ تمکو اس جنگ کا کیا ثواب وعوض ملا۔ جواب دیا۔ خدا کے روبرو ہم اور ہمارے حریف دونون پیش کئے گئے۔ ہم دونومین بحث ہوئی ہم اونپر غالب آئے اور وہ مغلوب ہوے۔

لشکر شام سے قبیلہ حمیر نے مع دیگر شامیون کے ایک جماعت عظیم کے ساتہہ بسرداری ذوالکلاع وعبید اللہ بن عمر الخطاب رض لشکر اہل عراق پر حملہ کیا۔ قبیلہ حمیر میمنہ اہل شام تہا۔ ادہر سے انکے جواب دینے کو میسرہ اہل عراق سے ربیعہ بسرداری حضرت عبد اللہ بن عباس رض بڑہے۔ حمیر نے انپر سخت حملہ کیا مگر انہون نے اس استقلال وجوانمردی کے ساتہہ جواب دیا کہ حمیر کے قدم اوکہڑ گئے۔ عبید اللہ بن عمر رض نے پہر ہمت دلائی اور للکار کر کہا۔ اُے بہادران شام۔ یہی لوگ اہل عراق تو قاتلین حضرت عثمان رض اور جناب علی رض کے دوست ومددگار ہین انکو چہوڑکر کہان جاتے ہو۔ ذرا خدا کا خیال کرو۔ اسی مردانگی پر حضرت عثمان رض کے خون کا بدلا لینے آے تہے۔ اس ترغیب سے پہر ایک بار جی توڑکر حملہ کیا گیا۔ پہر بہی ربیعہ میدان جنگ مین قدم جمائے رہے۔ اسی معرکہ مین

عبید اللہ بن عمرؓ اپنے لشکر کے آگے آگے اشعار رجز پڑہتے جاتے تھے۔ امیر المومنین علیؓ نے انکو دیکھکر آواز دی "اے ابن عمرؓ۔ کس بنا پر ہم سے لڑتے ہو۔ اگر اسوقت تمہارے باپ زندہ ہوتے تو کبھی ہرگز نہ لڑتے"۔ جواب دیا "مطالبہ خون عثمانیؓ مین تم سے یہہ ساری جنگ وجدال ہے" آپنے فرمایا۔ "اے عبید اللہ۔ تم حضرت عثمانؓ کا خون طلب کرتے ہو اور خداوند تعالیٰ تمسے ہرمزان کے خون کا مطالبہ کریگا"۔ پھر آپنے اشتر کو حکم دیا کہ عبید اللہ کا مقابلہ کرو۔ اشتر بھی رجزیہ شعر پڑہتے ہوئے اونکے سامنے آے مگر عبید اللہ مقابل مین نہ ٹھیرے اور پھر سبار رطلبی نہ کی حمیر کے مقابل مین ربیعہ نے صبر واستقلال سے کام لیا مگر چند لوگ جو تلوار کی چوٹین برداشت نہ کرسکے بہاگ نکلے۔ علم بردار اور دوسرے مضبوط دل۔ قاریان وحفاظ قرآن انکے مقابلہ مین اڑے رہے۔ بہاگنے والی جماعت مین خالد بن معمر بہی ہین۔ اوّلاً بہاگنے والونکے ساتھہ یہہ بہی بہاگے مگر جب پہر کر دیکھا کہ انکی قوم ربیعہ کے حفاظ وعلم بردار میدان مین جمے لڑ رہے ہین تو پلٹے اور گروہ منہزمین کو بہی واپس کرکے دوبارہ لڑائی مین شریک ہوے۔

خالد کی نسبت لوگون نے جناب امیر المومنین کی خدمت مین چغلی کہائی تہی کہ یہہ حضرت معاویہؓ سے خط وکتابت رکھتے ہین۔ آپنے خالد کو مع اونکی قوم ربیعہ کو بلا کر تحقیقات فرمائی اور حکم دیا کہ اگر تم نے ایسا فعل کیا ہے تو ہمسے الگ ہوکر جس جگہہ چاہو چلے جاؤ مگر معاویہؓ کی عملداری سے باہر دوسری جگہہ اختیار کرو۔ خالد نے انکار کیا اور اپنی برارت مین گواہ پیش کئے۔ انکی طرف سے ربیعہ نے کہا اے امیر المومنین۔ اگر ہمکو خبر ہوتی کہ یہہ معاویہؓ سے ملے ہوے ہین تو ہم انکو ابتک زندہ کیون چہوڑتے۔ آپنے ضمانت لیکر خالد کو بری کردیا اور یہہ لڑائی مین شریک رہے۔ اسوقت کے بہاگنے پر لوگون نے انکو پہر متہم کیا کہ بیشک یہہ اہل شام سے ملے ہین۔ بہاگنا انکا اس غرض سے تہا کہ ہمکو ہزیمت ہو۔ خالد نے یہہ عذر کیا کہ مین بہاگنے والونکے پیچہے اسی

غرض سے گیا تھا کہ انکو ہمت دلا کر واپس لاؤن چنانچہ جن لوگون نے میرا کہنا مانا اونکو پہیر ہی لایا
الغرض جسوقت ہزیمت خوردہ جماعت واپس آکر ربیعہ سے مل گئی پہر لڑائی کا رنگ بدل گیا
اور تہوڑی دیر کو جو ہزیمت کے آثار نمایان ہوی تہے وہ رفع ہو گئے اور پہر حمیر کے ساتہہ سخت
لڑائی ہونے لگی۔ اسی اثنا مین زیاد بن عمر بن حصفہ عبد القیس کے گروہ مین پہونچے اور کہا۔ ای عبد القیس
آج ربیعہ کا خاتمہ ہی۔ گروہ عبد القیس سنتے ہی ربیعہ سی آملے اور اونکی گئی ہوئی قوت کو سنبہالا۔
عنوان جنگ جو اس سے پیشتر ربیعہ کے حق مین مُضر معلوم ہو رہا تہا اب موافق و مفید ہو گیا۔
حمیر کے چہکے چہوٹ گئے۔ اونکی قوم کی بہت سے لوگ مارے گئے۔ سمیر بن ریان عجلی کام آے۔ اون کے
سردار ذوالکلاع حمیری عبید اللہ بن عمرؓ۔ محرز بن صحیح بصری کے ہاتہہ سے قتل ہوے محرز نے
عبید اللہ بن عمرؓ کی تلوار ذوالوشاح لے لی۔ یہہ تلوار جناب امیر المومنین عمر فاروقؓ کی دی ہوئی
تہی پہر جب حضرت معاویہؓ عراق کے حکمران ہوے یہہ تلوار محرز سے لے لی۔ بعضی کہتے ہین کہ
عبید اللہ کے قاتل ہانی بن خطاب ارجی ہین۔ بعضو نکے نزدیک مالک بن عمرو تنعی حضرمی نے
انکو شہید کیا۔

جب امیر معاویہؓ نے دیکہا کہ اہل شام سب کے سب اس جنگ مین کام آے جاتے ہین اور
اہل عراق کسی طرح جنگ سے نہین رُکتے تو نعمان بن جبلہ تنوخی کو جو اپنے قبیلہ پر صاحب علم اور افسر
تہے بلا کر کہا مین چاہتا ہون کہ تمہاری قوم پر تم سے زیادہ حملہ کرنے والا اور معرکہ مین ہوشیار
کارگذار افسر کردان۔ نعمان نے جواب دیا اگر ہم کسی اور معرکہ جنگ مین کسی لشکر عظیم مین ہوتے
تو اب ہماری جرأت و بہادری ملاحظہ کرتے مگر ایسے وقت کیا کرین وہ لوگ بہی تیغ بُران اور
تیر خون فشان رکہتے ہین پہر ہم اونسے لڑ رہے ہین۔ یہہ بہی جانتے ہین کہ ہمارے مقابل صاحبان
بصیرت اہل حق ہین۔ واللہ ہم نے اپنی جان کی پرواہ نہ کی اور آپ کے ملک کی حفاظت اپنے

دین پر اختیار کی اور آپ کی خواہش بموجب دیدہ و دانستہ راہ حق چھوڑ دی۔ ہم حق کو خوب پہچانتے تھے مگر آپکے اتباع مین اوس سے الگ ہوگئے اور ابن عم رسول اللہ کے مقابلہ مین ہم کو توفیق راہ حق نہ ہوئی۔ آپکے ملک و حکومت کے بچانے مین گمراہ ہوے حالانکہ ہم جانتے ہین کہ جناب علیؑ سابقین اسلام اول مہاجرین۔ دیگر فضائل مین آپ سب سے افضل ہین۔ اگر ہم اونکے مطیع ہوتے اور اونکی طرف سے لڑتے تو بیشک اپنی قوم کے واسطے اچھا کرتے ہماری محبت اونکے واسطے ظاہر ہوتی لیکن ہم تو آپکے مطیع ہو چکے اب اسکو پورا کرنا ہے چاہے گمراہ ہون یا حق پر۔ اور یہ بالیقین معلوم ہے کہ حق کہان ہی ہم تو بالکل گمراہ ہوگئے جبکہ آپکے ساتھ ہوے۔ اب غوطہ کے انجیر اور وہانکے میوہ جات کی حفاظت مین لڑتے ہین کیونکہ اسکا تو ہم کو یقینی طور سے علم ہوگیا کہ جنت کے میوے اور اوسکی نہرین ہمارے نصیب مین نہین ہین خیر دنیا ہی سنبھل جاے تو غنیمت ہے۔ یہ کہکر اپنی قوم مین چلے گئے اور لڑائی مین مصروف ہوے۔

عبیداللہ بن عمرؓ کا معمول تھا کہ جب کسی جنگ کو جاتے تو انکی بیویان انکے بدن پر سلاح جنگ آراستہ کرتین صرف ایک بیوی شیبانیہ جو ہانی بن قبیصہ کی بیٹی تھین انکے متعلق یہہ خدمت نہ تھی چنانچہ جس روز شہید ہوے ہین حسب دستور مسلح ہوکر سب سے رخصت ہوے شیبانیہ سے متوجہ ہوکر کہا مین آج تمہاری قوم سے لڑنے جاتا ہون۔ میری نیت ہے کہ اپنے خیمہ کی ہر ایک طناب مین تمہاری قوم کے سردار قتل کرکے لٹکاؤنگا۔ بیوی نے کہا مین اس جنگ مین آپکا جانا پسند نہین کرتی۔ کہا کسواسطے۔ جواب دیا جو شخص اہل عراق کے مقابلہ مین نکلا وہ زندہ نہ پھرا اور میرا دل گواہی دیتا ہی اور گویا مین اپنی آنکھونسے اسوقت دیکھہ رہی ہون کہ آپ اونکے لشکر مین مقتول پڑے ہین اور مین اونسے آپکی لاش مانگ رہی ہون۔ آپنے یہہ سنتے ہی غضبناک ہوکر بیوی کے سر پر کمان کھینچ ماری کہ اونکا سر زخمی ہوگیا پھر کہا۔ تم ابھی دیکھہ لینا کہ مین تمہارے

سامنے کیسے کیسے سردار تمہاری قوم کے مار کر لاتا ہون یہہ کہکر میدان کارزار کو روانہ ہوئے میدان
جنگ مین حریث بن جابر جعفی سے مقابلہ ہوا اور اوسکے ہاتھہ سے شہید ہوے۔ جب انکی بیویونکو
خبر ہوئی تو حضرت معاویہؓ سے درخواست کی کہ انکی لاش منگوا دین۔ آپنے فرمایا۔ ربیعہ سے مانگو۔
اور دس ہزار درم خرچ کرکے اونسے لاش لاؤ۔ الغرض وہ سب ربیعہ کے پاس گیئن اور اونسے اپنے
شوہر کی لاش طلب کی اور روپیہ دینے کہا۔ ربیعہ نے اس کی بابت جناب امیر المومنین سے
راے لی۔ آپنے فرمایا نہین مردہ لاش کیا بیچوگے شیبانیہ کے حوالہ کردو۔ آپکے حکم سے وہ لاش
اون عورتون کے حوالہ کی گئی۔

اس جنگ کے بعد حضرت عمار یہہ کہتے ہوے نکلے۔ اے اللہ۔ تو خوب جانتا ہے۔ اگر مجھے یہ
معلوم ہوتا کہ تیری مرضی اس مین ہے کہ مین اپنے کو اس دریا مین پہینکدون تو بیشک مین ایسا ہی
کرتا۔ خداوندا۔ کاش مین معلوم کرلیتا کہ اگر تیری خوشی اسی مین ہے کہ مین تلوار کی دہار اپنے
پیٹ پر رکہہ لون اور اوسکو اس زور سے دباؤن کہ میری پیشت سے اوس پار نکل جاے تو بلا شبہ
مین ایسا ہی کرتا۔ آے العلمین مین نہین جانتا کہ آج کے دن تیرے نزدیک اس گروہ فاسقین کے
جہاد سے کوئی عمل زیادہ پسندیدہ ہوگا۔ کاشکے مجھکو معلوم ہوتا تو مین وہی عمل کرتا۔ واللہ مین خوب
جانتا ہون کہ یہ لوگ ہم سے لڑے جاوینگے اور ہماری لڑائی سے ہاتھہ نہ روکین گے اور ہم کو
ایسی مار مارینگے کہ جہوٹے مدعی شک مین پڑجاوین قسم خدا کی۔ اگر یہ لوگ ہمکو مار کر ہجر کی گرم ہواون
تک بہگادین تب بہی ہمکو یہی یقین ہوگا کہ ہم حق پر ہین اور یہ باطل پر۔ پہر لوگونسے مخاطب ہوکر
با واز بلند فرمایا۔ کون ایسا ہے جو خداوند تعالی کی خوشنودی کا جویان ہوا اور طلب رضا ر
مولی مین اپنے مال و اولاد کی طرف پہر کر جانیکی تمنا نہ رکھتا ہو۔ عمارؓ کی زبان سے یہ فقرے پورے
نہ نکلے تہے کہ ایک گروہ نے سینہ سپر ہوکر آپکی ہمراہی اختیار کی۔ آپنے فرمایا ہمارے ساتھہ چلو اور

اس گروہ مدعیان کاذب خون جناب عثمانؓ پر حملہ کرو قسم خدا کی یہ لوگ طالب قصاص عثمان نہین لیکن انکو دنیا کی چاٹ پڑی ہے اور اوسکی لذات نے انکو اپنا عاشق وشیدا کر لیا ہی۔ یہ لوگ بخوبی جانتے ہین کہ جب حق انکے ذمہ ثابت ہوگا یہ اپنی خواہشات نفسانی حاصل کرنیسے محروم کر دیئے جاوینگے اسواسطے اپنی مرادات دلی حاصل کرنیکو قصاص کی آڑمین اپنی جانین بچا رہے ہین۔ انکو فضل سوابق اسلامی حاصل نہین کہ جسکے ذریعہ سے لوگونکو اپنا مطیع کر لین اور اونپر والی وحاکم بن بیٹھین۔ ناحق دیدہ و دانستہ اپنی تابعدار اقوام کو فریب دے رکھا ہے اور جہال کی بہکانیکو پکار رہے ہین۔ ہای ہمارے امام مظلوم کو قتل کر ڈالا۔ انکی غرض یہہ ہے کہ اسی حیلہ سے زبردست بادشاہ ہوجاوین اور یہ غرض انکی حاصل بہی ہورہی ہے۔ اگر اسوقت یہ لوگ ایسا جہوٹا دعوی مکر و فریب کے ساتہہ نہ کرتے تو آج انکی طرف دو آدمی بہی نہ ہوتے۔ خداوندا! اگر آج تو ہماری مدد کریگا تو تیری رحیمی ہی تو ہمیشہ سے ہمارا ناصر و مددگار ہے اور اگر انکی فتح ہے تو جو کچہہ تیرے بندونکے حق مین ان لوگون نے بدعتین کی ہین اسکے عوض انکو دار آخرت مین عذاب الیم کا مستحق فرمایا۔ یہہ فرماکر آپ آگے بڑہے۔ انکے ہمراہ ایک جماعت بہادران جانباز تہی۔ آپ صفین کے حدود مین جس طرف ہوکر گذرتے اصحاب آنحضرت سے جو آپکو ملتے آپکے ساتہہ ہوجاتے یہانتک کہ ہاشم بن عتبہ بن ابی وقاصؓ کے پاس پہونچے۔ یہ امیر المومنین علیؓ کے لشکر کے علم بردار تہے۔ آپکی ایک آنکہہ جاتی رہی تہی حضرت عمارؓ نے فرمایا۔ ای ہاشم اعور ہمارے ساتہہ چلو۔ جو اعور لڑائی مین نہ جاوی وہ اچہا نہین۔ اے ہاشم سوار ہو اور ہمارا ساتہہ دو۔ ہاشم بہی انکے ہمراہ ہوے۔ آپنے کہا۔ اے ہاشم آگے بڑہو۔ موت نیزونکی بہال کے نیچے ہے اور جنت زیر سایہ شمشیر آبدار ہے۔ اسوقت آسمانونکے دروازے کہل گئے ہین حورین بناؤ سنگہار کئے ہماری منتظر ہین مین آج اپنے دوستون حضور نبوی وغیرہ سے ضرور ملونگا۔

غنیمت جانتا ہون جان کا دنیا مین آنیکو لون	نظارے ہون کے زیر خنجر خونخوار ہوتے ہین

غرضکہ اسی طرح لشکر شام پر حملہ کرتے بڑہے چلے جاتے تھے کہ عمرو بن العاص رض مل گئے۔ آپنے فرمایا "اے عمرو۔ تف ہے تمپر۔ تم نے اپنے دین کو مصر کی عوض فروخت کر ڈالا" جواب ملا "یہ بات نہین ہے بلکہ مین خون جناب عثمان رض کا معاوضہ طلب کرتا ہون" حضرت عمار رض نے فرمایا "مین اپنے علم و یقین سے گواہی دیتا ہون کہ تم اپنے ان افعال سے اللہ تعالی کی خوشنودی نہین چاہتے۔ اگر آج قتل سے بچ گئے تو کل ضرور مرنا ہے اوسوقت تمکو معلوم ہوگا جبکہ ہر شخص کو علی قدر نیت اوسکے عذاب و ثواب ملیگا۔ تم نے آج ہی اس علم بردار کے ساتھہ لڑائی نہین کی بلکہ تین بار آنحضرت کے ساتھہ اسی علم بردار سے لڑ چکے ہو اور آج یہ چوتھی مرتبہ ہے۔ کیا تم کو یاد نہین ہے کہ آنحضرت نے فرمایا ہے۔ عمار رض کو گروہ باغی ماریگا۔ کیا یہ فعل تمہاری نیکی اور تقوی کی علامت ہے؟"

ایک مین ہون کہ کبھی یاد مدد مین بہولے	ایک تم ہو کہ مجھے یاد اور پہ مائل نہوا

عمرو بن العاص رض نے اسکا کچھہ جواب نہ دیا اور حضرت عمار رض پھر جنگ مین مصروف ہوے۔ پھر لڑتے لڑتے اپنی جگہہ واپس آے اور پانی مانگا۔ ایک عورت بنی شیبان کی ایک پیالہ مین دودہ اور پانی ملا ہوا آپکے پاس لائی۔ آپنے پیالہ ہاتھہ مین لیکر فرمایا۔ اللہ اکبر۔ اللہ اکبر۔ آج کے دن نیزونکی بہالونکے نیچے اپنے احباب سے جا کر ملونگا۔ مخبر صادق نے سچ فرمایا تھا۔ آج وہی وعدہ کا دن ہے۔ اے لوگو۔ تم مین سے کون آج نیزونکے نیچے ہو کر اللہ کے پاس جانا چاہتا ہے۔ پانی پیکر حضرت عمار رض شامی فوج مین گھس گئے۔ شامی چارون طرف سے آپ پر ٹوٹ پڑے اور نیزے چلنے لگے یہانتک کہ آپ لڑتے لڑتے شہید ہوگئے (ابن اثیر)

آپکو ابو الغادیہ عاملی اور ابو حوا سکسکی نے شہید کیا۔ آپکے سامان ہتھیار وغیرہ کی بابت دونون مین جھگڑا ہوا۔ عبد اللہ بن عمرو بن العاص رض کے پاس گئے اور فیصلہ چاہا۔ آپنے فرمایا

دُور ہواو رمیرے سامنے سے چلے جاؤ" حضرت عمار شام کیوقت شہید ہوے ہین۔ عمر شریف ترانوے ۹۳ سال کی تہی۔ آپکے جنازہ پر جناب امیر المومنین علی رضؓ نے نماز پڑہی او ر بغیر غسل دیئے صفین ہین دفن کیئے گئے۔ آپکے نسب مین مورخین کا اختلاف ہے۔ بعضے آپکو بنی مخزوم کہتے ہین بعضے کہتے ہین کہ حلیف بنی مخزوم تہے۔ (مسعودیؔ)

تقریب التہذیب مین ہے کہ عمار بن یاسر بن عامر بن مالک عنسی۔ کنیت ابوالیقظان ہے۔ مولی بنی مخزوم ہین۔

حبہ بن جوین عرنی کہتے ہین کہ مین نے حضرت حذیفہ بن یمان رضؓ سے کہا۔ ہمکو کوئی حدیث فتنہ کی بابت سنائیے۔ فرمایا۔ تم اوس گروہ مین رہنا جس مین ابن سمیہ ہون کیونکہ آنحضرت نے فرمایا ہے عمار کو فرقہ گمراہ سرکش راہ حق سے دور قتل کریگا اور اونکا آخری رزق مرتے وقت دودہ پانی ہوگا" حبہ کا بیان ہی کہ مین بروز شہادت موقع پر موجود تہا۔ عمار رضؓ نے کہا۔ میرا آخری رزق لاؤ۔ لوگ ایک پیالہ دودہ پانی کا جسکا حلقہ سرخ تہا لاے۔

ذوالکلاع حمیری حضرت عمرو بن العاص رضؓ کی زبانی یہہ حدیث سن چکے تہے۔ ذوالکلاع عمرو رضؓ سے کہا کرتے تہے۔ اے عمرو رضؓ۔ افسوس ہی تم کس مظلمہ مین گرفتار ہو۔ دیدہ و دانستہ فرقہ باغی مین داخل ہوے ہو۔ عمرو رضؓ جواب دیتے تہے۔ ہمارا بہی تو یہی انجام ہو گا (یعنی ہم بہی مظلوم ہین) ذوالکلاع حضرت عمار رضؓ سے قبل شہید ہوے انکی شہادت کے بعد عمرو بن العاص رضؓ نے حضرت معاویہ رضؓ سے کہا۔ معلوم نہین ہمکو ذوالکلاع کے مارے جانے پر زیادہ خوش ہونا چاہیئے یا عمار رضؓ کے قتل پر بخدا ی لایزال۔ اگر ذوالکلاع عمار رضؓ کے بعد زندہ رہتے تو یقین مانیئے کہ وہ تمام اہل شام کو لیکر حضرت علی رضؓ سے مل جاتے اور ہم کو چہوڑ دیتے۔

چند لوگ حضرت معاویہ رضؓ کی خدمت مین آے۔ ہر ایک مدعی تہا کہ قاتل عمار رضؓ وہی شخص ہے

اور مستحق سلب مقتول عمرو بن العاصؓ اوس سے دریافت کرتے کہ عمارؓ نے آخر وقت کیا کلمہ کہا۔ وہ ٹھیک نہ بتا سکے انہین مین ابن حوی بہی آیا۔ اوسنے کہا "آج اپنے احباب محمد اور اونکے دوستونسے ملونگا" عمرو بن العاصؓ نے کہا "بیشک تو اونکا قاتل ہے۔ کمبخت دور رہو۔ تیرے ہاتھہ کبھی فتحیاب نہ ہون۔ ناشاد نامراد۔ تونے اپنے پروردگار کو ناراض کیا"

روایت ہے کہ ابو الغاریہ بعد قتل حضرت عمارؓ کے حجاج کے زمانہ تک زندہ رہا۔ ایک روز حجاج کے دربار مین پہونچا۔ حجاج نے اسکو تعظیم وتکریم کے ساتہہ بٹھایا اور دریافت کیا۔ کیا تم نے ابن سمیہ کو شہید کیا ہے۔ جواب دیا۔ ہان۔ حجاج نے کہا "جو شخص قیامت کے روز عظیم الباع (جسکی درازی ہردو دست زیادہ ہو کنایہ بلند حوصلہ عالی ہمت سے ہے) کو دیکھنا چاہتا ہو وہ آج ہی دنیا مین اس شخص قاتل ابن سمیہ کو دیکھہ لے" ابو الغاریہ نے حجاج سے کچھہ سوال کیا مگر حجاج نے انکار کیا اسپر ابو الغاریہ نے کہا۔ ہم نے تمام دنیا کو تمہارا مطیع کردیا اور تم ہمکو اوس مین سے کچھہ نہین دیتے یہہ کیا انصاف ہے۔ خود ہی قائل ہو کہ مین قیامت مین عظیم الباع ہونگا۔ حجاج نے کہا "بیشک ایسا ہی ہوگا۔ خدا کی قسم جس شخص کی ایک ایک ڈاڑھ پہاڑ احد کے برابر ہو اور ران کوہ ورقان جیسی۔ جائے نشست مدینہ سے لیکر ربذ تک۔ اوسکے دونون ہاتہہ کسقدر بڑے بڑے ہونگے کیا وہ شخص قیامت مین عظیم الباع نہ ہوگا۔ واللہ اگر عمارؓ کے قتل مین تمام روئے زمین کے آدمی شریک ہوتے تو بیشک سب کے سب دوزخ مین جاتے"

عبد الرحمن سلمی کہتے ہین کہ بعد شہادت عمارؓ مین لشکر معاویہؓ مین داخل ہوا تاکہ معلوم کرون کہ ان لوگونکو بھی عمارؓ کے قتل ہونیکا غم ہے یا نہین ہم لوگونکا دستور تہا کہ جب لڑائی موقوف کرتے تو ایک دوسرے لشکر والونسے ملتے جلتے۔ ہم اونسے باتین کرتے وہ ہمسے۔ مین اسی غرض سے جا تہا کہ حضرت معاویہؓ۔ عمرو بن العاصؓ۔ ابو الاعور۔ عبد اللہ بن عمرو بن العاصؓ ٹہلتے اور باہم باتین

کرتے نظر آے عبداللہ اپنے باپ سے کہہ رہے تھے "اے باباجان۔ آج آپنے ایسے بڑے جلیل القدر صحابی کو قتل کیا جنکی شان مین آنحضرت نے ایسا کچھہ فرمایا ہے" عمرو رضنے پوچھا۔ کیا فرمایا ہے۔ عبداللہ رضنے کہا۔ کیا آپکو یاد نہین جس دن مسجد نبوی کی تعمیر ہو رہی تھی اوس دن اور صحابہ کرام تو ایک ایک اینٹ اوٹھاتے تھے مگر عمار رض دو دو اینٹین لاتے تھے چنانچہ بوجھہ اوٹھانے کے صدمے سے بیہوش ہوکر گر پڑے۔ آنحضرت صلعم انکے پاس تشریف لاے۔ انکے چہرہ سے خاک جھاڑتے جاتے اور فرماتے تھے "اے ابن سمیہ اور لوگ تو ایک ایک اینٹ اوٹھاتے ہین مگر تمنے زیادہ ثواب کی غرض سے دو دو اینٹین اوٹھائین۔ تمکو تو طلب نیکی مین یہہ حرص ہی باوجود اسکے تمکو ایک دن گروہ ظالم قتل کریگا" عمرو بن العاص رض نے حضرت معاویہ رض سے کہا۔ اونہون نے جواب دیا کہ مین نے نہین سنا۔ عمرو رض نے وہی حدیث سنائی۔ حضرت معاویہ رض بولے "کیا عمار رض کو ہم نے قتل کیا اونکا قاتل تو وہی شخص ہے جو یہان اونکو لایا" حضرت معاویہ رض کا یہہ قول سنکر اور لوگ بھی یہی کہنے لگے راوی کہتے ہین مین نہین جانتا کہ حضرت معاویہ رض حضرت عمار رض کے قتل سے زیادہ خوش تھے یا اونکے ہمراہی۔ یہہ مقولہ جناب معاویہ رض کا جناب علی مرتضی رض نے سنکر برغضب ہوکر فرمایا۔ اگر یہی بات ہے کہ مین نے عمار رض کو قتل کیا تو آنحضرت حضرت حمزہ رض کے قاتل ٹھیرے کیونکہ آپنے حمزہ رض کو کفار سے لڑنے بھیجا تھا اور وہ شہید ہوے۔

المختصر بعد شہادت عمار رض امیر المومنین علی مرتضی کو سخت افسوس ہوا آپ ربیعہ و ہمدان کے گروہ مین تشریف لے گئے اور فرمایا "تمہین لوگ میری زرہ اور نیزہ ہو میرے دست و بازو ہو" آپکی اس فقرہ پر بارہ سردار قبائل اوٹھہ کھڑے ہوے اور اپنی اپنی قوم مضر۔ ربیعہ۔ ہمدان کو لیکر آپکے ساتھہ ہوے سب کے آگے آپ اپنے خچر پر سوار تھے۔ پھر سب نے متفق ہوکر لشکر شام پر سخت حملہ کیا۔ انکی صفین اولٹ دین۔ کوئی صف قائم نہ رکھی۔ جو سامنے آیا مارا گیا یہانتک کہ یہہ گروہ حضرت معاویہ رض کی

قریب پہونچ گیا۔ امیر المومنین نے آگے بڑھکر فرمایا۔

اقتلهم ولا ارى معاوية	الجاحظ العين العظيم الحاويه

اور جوش مین آکر حضرت معاویہ سے للکار کر کہا "معاویہ! ناحق لوگونکو لڑواکر کیون تلف کرتے ہو۔ اس سے کیا فائدہ۔ آؤ ہم تم نپٹ لین۔ جو اپنے مقابل کو مارلے وہی خلافت و امارت پا دے" عمرو بن العاص نے حضرت معاویہ سے کہا "یہہ فیصلہ تو اچھا ہے" اونہون نے جواب دیا "واہ کیا اچھا فیصلہ ہے۔ صریح دیکھہ رہے ہو کہ جو علی کے مقابل ہوا وہ مارا گیا۔ تم کیون نہین اپنے واسطے یہہ فیصلہ پسند کرتے۔ اگر دعوی مردی ہے تو جاؤ انسے لڑو" عمرو بن العاص نے کہا۔ وہ تو آپکو بلا رہے ہین اونکے مقابلہ کو نہ نکلنا آپکے واسطے ٹھیک نہین ہے۔ جواب دیا۔ بجاؤ درست تو دلڑائی سے منہ چھپاؤ اور مجھکو لڑنے کو کہو۔ معلوم ہوتا ہے تم چاہتے ہو کہ مین مارا جاؤن تو میرے بعد تمکو حکومت مل جائے" (ابن اثیر)

بعض روایات مین مذکور ہے کہ حضرت معاویہ نے عمرو بن العاص کو قسم دلائی اور کہا کہ تم حضرت علی کے مقابلہ مین جاؤ۔ عمرو بن العاص اونکے قسم دلانے سے مجبور جناب علی کے مقابلہ مین آے آپنے انکو پہچان کر تلوار نکالی اور چاہا کہ اپنے وار کرین مگر عمرو بن العاص نے فورًا اپنا ستر کھول دیا اور برہنہ ہو گئے اور کہا یہ آپکا بہائی جبرًا لڑنے آیا ہے۔ بہادر نہین۔ آپکے مقابل مرد میدان نہین۔ آپنے اونکی طرف سے منہ پہیر لیا اور فرمایا۔ کمبخت تیرا برا ہو۔ عمرو بن العاص معرکہ سے لوٹ گئے (مسعودی)

ابو الاغر تمیمی کہتے ہین بروز صفین مین لشکر عراق مین کہڑا تہا کہ میرے پاس ہو کر عباس بن ربیعہ گذرے۔ صرف اونکی آنکھین آگ کے شعلہ کی طرح یا جیسے سانپ کی آنکھین ہون چمک رہی تہین اور باقی تمام بدن سلاح جنگ مین پوشیدہ سرتاپا دریاے آہن مین غرق تہا۔

اونکے ہاتہہ مین ایک تیغہ تھا۔ ایک شریر و تیز گھوڑے پر سوار تھے۔ میدان جنگ مین اپنے گھوڑے کو جولان کر رہے تھے۔ لشکر شام سے غرار بن ادہم نامی ایک پہلوان نے نکلکر انکو ڈانٹا اور کہا۔ اے عباس۔ گھوڑے سے اوتر پڑو۔ عباس نے جواب دیا۔ میرا گھوڑے سے اوترنا تمہارے حق مین گویا زندگی سے مایوس ہوجانا ہے۔ آخر دونون گھوڑونسے اوترے۔ عباس نے اپنا گھوڑا اپنے غلام حبشی کے حوالہ کیا۔ دامن کمر سے لپیٹ کر شامی کے مقابل ہوے۔ دونون طرف تلوارین بجلیونکی طرح کوندہ گئین۔ دونون لشکر لڑائی سے رک رہے اور ان پہلوانون کی لڑائی کا تماشا دیکھنے لگے۔ دونون مین کچھہ دیر تک تلوار چلتی رہی۔ کوئی کسی پر غالب نہ آیا۔ آخرکار عباس نے شامی کی زرہ ایک جگہہ شکستہ پائی۔ پھرتی کرکے ہاتہہ سے اوسکو دور تک نوچ ڈالا جس سے نیزہ مارنیکی کافی جگہہ نکل آئی پہر حملہ کرکے اوسی مقام پر نیزہ جما دیا کہ شامی منہ کے بل گر پڑا۔ دونون لشکر سے آواز تکبیر اسقدر بلند ہوئی کہ میدان جنگ گونج اوٹھا۔ اتنے مین جناب علی مرتضیٰ نے دریافت فرمایا کہ کس نے کسکو قتل کیا۔ معلوم ہوا کہ عباس بن ربیعہ نے شامی جوان کو مارا۔ آپنے آگے بڑھکر عباس سے کہا مین نے تمکو اور عبداللہ بن عباسؓ کو منع کر دیا تھا کہ خبردار میدان مین بقصد جنگ نہ نکلنا۔ عباس نے عذر کیا اور کہا حریف نے میرا نام لیکر پکارا پہر کیسے نہ جاتا۔ فرمایا۔ تمکو اپنے امام کی اطاعت کرنا واجب ہے نہ اپنے دشمن کی۔ حضرت معاویہ غرار کے قتل سے بہت متاسف ہوے۔ اپنے لشکر مین نگاہ اوٹھا کر دیکھا اور کہا۔ کون ایسا ہے کہ غرار کا بدلہ لے۔ دو شخص جری جنگ آزمودہ بنی لخم کے انکے کہنے سے معرکہ مین نکلے۔ معاویہؓ نے کہا۔ عباس کے قاتل کو ایک سو اوقیہ سونا اور اسیقدر چاندی اور اسیقدر چادر یمنی انعام دونگا۔ یہ دونون پہلوان میدان مین آکر عباس کے طالب ہوے۔ عباس نے جواب دیا کہ مین اپنے مالک سے اجازت لیکر ابھی تمہارے سامنے آتا ہون حضرت علیؓ میمنہ مین تھے۔ عباس نے حاضر ہوکر

دو جوانون کامبارز طلب ہونا بیان کیا۔ آپنے فرمایا۔ معاویہؓ چاہتے ہین کہ بنی ہاشم مین ایک متنفس بھی
زندہ نہ رہے۔ خدا کا نور بجھانا چاہتے ہین مگر خدا اپنا نور پورا ہی کریگا۔ خیر تم اپنے ہتھیار میرے ہتھیار وںسی
بدل لو۔ یہہ کہکر اپنے ہتھیار کھولکر عباس کی ہتھیار اپنے بدن پر لگاے اور اونکے گھوڑی پہ سوار
ہوکر دونون شامیونکے مقابل ہوے۔ اوتھون نے بالکل نہ پہچانا بلکہ یہی سمجھے کہ عباس ہین۔ کیونکہ
عباس جناب علیؓ سے مشابہ تھے۔ غرض جناب علیؓ نے یکے بعد دیگرے دونون کو دم کے دم مین قتل
کردیا پہر میدان سے واپس آکر اپنے ہتھیار بدل لئے اور بتاکید فرمایا کہ اگر اب پھر تمہارے
مقابلہ کو کوئی آوے تو میرے پاس چلے آنا۔ حضرت معاویہؓ کو ان دونون پہلوانونکے قتل ہونیسے
صدمہ پر صدمہ ہوا اور سخت افسوس کیا۔

روایت ہے کہ انہین ایام معرکہ مین ایک روز حضرت معاویہؓ نے جناب علیؓ کے میسرہ پر حملہ کیا
اتفاق وقت ہے کہ آپ اوسی حصہ مین تھے۔ آپ انکو دیکھکر بہ تبدیل وضع لباس معاویہؓ کے مقابل
ہوے معاویہؓ نے انکو پہچان کر گھوڑے کو ایڑ ماری اور اپنے لشکر کی جانب موڑا۔ آپ انکے
پیچھے ہوے مگر یہہ پھرتی کرکے نکل گئے۔ آپ انکے لشکر مین پہونچ گئے تھے ایک شخص کو قتل کرکے
واپس آے اور اونکے نہ پانے پر افسوس فرماتے تھے (مروج الذہب)

اس حملہ مین سعید بن قیس ہمدانی اپنے قبیلہ کے ساتھ قیس بن سعد بن عبادہ انصاری
انصار کے ساتھ۔ عدی بن حاتم بنی طی کے ہمراہ تھے اور خوب خوب حملے کئے۔ داد شجاعت دی۔
لشکر شام کو پراگندہ کردیا۔ اشتر نخعی بحکم جناب علی مرتضیٰ علم لیکر اہل حمص و قنسرین پر جا گرے
اور ہنگامہ قتل گرم کردیا۔

ہاشم بن عتبہ مرقال مثل شیر مست اپنی جماعت کے آگے خرامان خرامان نشہ بادہ شجاعت مین
سرشار حریف کی فوج پر بڑہ بڑہ کر حملے کرتے تھے۔ امیر المومنین علیؓ انکے پیچھے تھے۔ فرمایا۔ ای اعور

آج نامردی نہ کر بیٹھنا۔ شاباش آگے بڑہے رہنا۔ ہاشم نے اوس حملہ مین اٹھارہ آدمی لشکر شامی سے قتل کیے۔ انکے ہمراہیون نے قسم کہائی تھی کہ رزمگاہ سے واپس نہ پہرینگے۔ فتح کرلین یا مارے جاوین۔ ہاشم آخرکار لڑتے لڑتے جب قتل ہوے تو انکے بیٹے نے علم سنبھالا۔ امیرالمومنین کو ہاشم کی شہادت معلوم ہوئی آپ اونکی لاش پر تشریف لیگئے اور نہایت افسوس کے ساتھہ دردناک اشعار پڑہے اور اونکے حق مین دعاے خیر کی۔

اثناء جنگ مین ایک گروہ جناب علی مرتضیٰ ؑ کے لشکر کا شامیون نے گرفتار کیا اور حضرت معاویہؓ کے پاس لیگئے۔ آپنے اونکو رہا کرنے کا حکم دیا۔ عمرو بن العاصؓ بولے۔ آپ انکو قتل کرڈالین۔ قیدیون مین عمرو بن اوس اودی بہی تہے پکار اوٹھے۔ اے معاویہؓ مجھکو قتل کیجیے۔ آپ میرے ماموں ہین رشتہ کا لحاظ فرمایے۔ آپنے فرمایا مین تمہارا ماموں کس طرح سے ہوا ہمارے اور قبیلہ اود کے تو خویشی پیوندی نہین۔ عمرو بن اوس نے کہا۔ مجھسے سن لیجیے۔ اگر مین رشتہ نکالدون تو امان دیجیےگا ورنہ اختیار ہے۔ آپنے وعدہ کیا۔ اونہون نے اس طرح ظاہر کیا۔ ام المومنین حضرت ام حبیبہؓ زوجہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم ہین کہ نہین۔ آپنے کہا۔ بیشک ہین۔ کہا وہ میری مان اور آپکی بہن ہین لہذا آپ میرے ماموں ہوے۔ معاویہؓ نے فرمایا۔ اتنے لوگون مین کوئی اس قدر سمجھدار نہین جیسا کہ یہہ شخص قرابت و رشتہ کو سمجہا یہہ کہکر اونکو رہا کردیا۔ اسی طرح جناب علی مرتضیٰ ؑ نے ادہر کے قیدیونکو چہوڑوادیا وہ حضرت معاویہؓ کے پاس ایسے وقت پہونچے کہ لشکر عراق کی سپاہی قید ہوکر آے تہے اور عمرو بن العاصؓ اونکی بابت کہہ رہے تہے کہ انکو قتل کیجیے۔ معاویہ نے عمرو بن العاصؓ سے مخاطب ہوکر فرمایا۔ اگر ہم تمہارے کہنے سے قیدیونکو مرواڈالتے تو بڑی بری مصیبت مین پڑتے۔ یہہ کہکر سب کو چہوڑدیا۔

ہاشم بن عتبہ کا حال اور آنکی لڑائی و شہادت کا قصہ بروایت ابن اثیر اس طرح مذکور ہوتا ہے

کہ شام کے قریب ہاشم نے لوگونکو پکار کر کہا۔ جو شخص خدا اور رسول کیواسطے لڑنا چاہے اور اوسکی خوشنودی کا خواہان ہو میرے ساتھ آئے۔ بہت سے لوگ انکے تابع ہوے۔ ہاشم نے انکو لیکر اہل شام پر متواتر حملے کئے۔ شامی بھی نہایت استقلال سے لڑتے رہے۔ ہاشم نے کہا۔ بھائیو۔ انکی صبر و استقلال سے گھبرا نہ جانا۔ واللہ انکا سارا صبر صرف حمیت عرب ہے اور عرب کے جھنڈے تلے ہین۔ نام پر مر رہی ہین۔ ورنہ بمقابلہ تمہارے یہہ گمراہ ہین اور تم حق پر ہو۔ پھر قاریون کی جماعت لیکر شامیون پر ایسا سخت حملہ کیا کہ قریب تھا جو فوج حریف بھاگ کھڑی ہو کہ ادہر سے ایک جوان اشعار رجز پڑھتا نکلا۔ ہر وار مین دو ایک کو صاف کر دیتا تھا زبان سے گالی گلوج لعن طعن بھی کرتا جاتا تھا۔ ہاشم نے کہا "اے جوان۔ یہہ کیا کلام ہے جسکا بدلا بالآخر مواخذہ آخرت ہی ہے اور یہہ کیا جنگ ہے جسکے بعد بازپرس ہوگی۔ اے جوان خدا سے ڈر۔ اوس دن سے سوال کیا جاویگا اور جو تیرا مطلوب و مقصود ہے اوس سے بھی مطالبہ ہوگا" جوان نے کہا "مین تم لوگون سے اسواسطے لڑتا ہون کہ تمہارے سردار نمازی نہین اور نہ تم لوگ نماز پڑھتے ہو تمہارے سردار نے حضرت عثمانؓ کو قتل کیا اور تم سب نے اس قتل مین اونکو مدد دی"۔ ہاشم نے جواب دیا "اے برادر۔ تجھکو عثمانؓ کے خون سے کیا مطلب۔ تجھکو یہہ بھی خبر ہے کہ اونکے قاتل کون لوگ ہین۔ کیا اصحاب رسول اللہ اور اونکے بیٹون نے حضرت عثمانؓ کو قتل کیا یا گروہ حفاظ قرآن جو اہل دین صاحب عمل ہین۔ یا جن بزرگون نے ایک لمحہ اس دین کی غمخواری اور اصلاح مین کوتاہی و کمی نہین کی وہ لوگ ایسے جرم عظیم قتل امام مظلوم کے مرتکب ہو سکتے ہین تیرا یہہ خیال بالکل باطل ہی اور تیرا یہہ قول کہ ہمارے سردار نماز نہین پڑھتے سراسر بہتان اور محض افترا ہی۔ ارے وہ تو اون نمازیون مین ہین جو سب سے اول نمازی ہوے اور وہ مخلوق خدا مین سب سے زیادہ خدا کے دین کو سمجھنے والے ہین۔ جناب رسول خدا سے رشتہ و قرابت مین

سب سے قریب۔ بھلا تیری سمجھ مین آگیا کہ ایسا شخص ور نماز نہ پڑہے۔ اب سُن۔ اونکے ہمراہی بھی لوگ ہین جو اسوقت میرے ہمراہ ہین۔ یہہ سب قاری۔ حافظ قرآن ہین۔ ساری رات تہجد مین قرآن پڑہا کرتے ہین۔ رات بہر نہین سوتے۔ اے عزیز۔ تو ان گمراہ شامیونکے بہکانے مین آگیا۔ اور ناحق قتل وخونریزی مین مبتلا ہوا"۔ ہاشم کی تقریر دلپذیر سنکر جوان بولا۔ کیا میری توبہ قبول ہوگی۔ جواب دیا گیا۔ کیون نہین۔ تُو توبہ کر۔ خدا ے رحیم قبول کریگا۔ وہ تو ایسا رحیم اپنے بندونپر مہربان ہہ کہ اپنے گنہگار بندونکی توبہ قبول کرتا اور اونکے گناہونسے درگذر فرماتا ہے۔

کار ما با بندگان بد بجز این رنگ نیست		باید بھارا یہ نیکوئی بدل خواہیم ساخت

وہ جوان یہہ گفتگو سنکر لڑائی سے پھر گیا۔ بہر ہزار شامیون نے بہکایا اور کہا۔ افسوس تو عراقی کے فریب مین آگیا مگر اوسنے ایک نہ سُنی اور یہی جواب دیا۔ عراقی نے خیر خواہی کی اور میرے حق مین مفید بات کہی"۔ ہاشم مرقال اپنے یارونکے ساتھہ لڑتے رہے یہانتک کہ فتح کے آثار نظر آنے لگے۔ اتنے مین قریب مغرب قبیلہ تنوخ کا ایک لشکر انپر آگرا۔ اگرچہ یہہ اونکے مقابلہ مین جمے رہے لیکن یہہ پہلے سے لڑ رہی تھے اور وہ گروہ تازہ دم اور تعداد مین انسے کئی حصہ زیادہ تھا حارث بن منذر تنوخی نے ہاشم پر نیزہ سے وار کیا اور یہہ زخمی ہوکر گرے۔ اوسی وقت جناب امیر المومنین علی ؑ نے انکے پاس ایک شخص کی زبانی کہلا بھیجا کہ اپنا علم آگے بڑہاؤ۔ ہاشم زمین پر پڑے ہوی تھے کہ قاصد انکے پاس پہونچا اور پیغام سنایا۔ انہون نے قاصد سے کہا دیکھو میرا پیٹ پھٹ گیا۔ زخم کاری آیا۔ اب کوئی دم کا مہمان تعمیل حکم سے معذور ہون۔ یہ کہکر شہید ہوگئے۔ اس معرکہ مین ہاشم نے نو یا دس جوان شامی لشکر کے قتل کئے تھے۔

امیر المومنین لڑتے لڑتے اہل شام کے ایک رسالہ کیطرف گذرے۔ آپنے ملاحظہ فرمایا کہ وہ لوگ غسانی ہین کسی طرح معرکہ مین سستی نہین کرتے۔ نہایت صبر واستقلال وثابت قدمی سے

لڑرہے ہین۔ فرمایا یہہ لوگ جب سخت مار کہائین تلوارونسے انکی کہوپڑیون اور ہڈیونکو توڑین انکے جوڑ جوڑ۔ بازو۔ کلائی موڈہے جدانہ ہوجاوین آہنین گرزونسے انکے سر نہ کچلے جائین تب تک یہ سنانین گے۔ پھر بآواز بلند فرمایا۔ کہان ہین اہل صبر و مددگار خدا کی مرضی کے طالب مردان خدا آخرت کی خواہش مین اپنی جانونکی پرواہ نہین کرتے۔ اس آواز پر ایک گروہ مسلمانونکا لبیک کہتا ہوا حاضر ہوا۔ آپنے محمد بن حنفیہ کو اس گروہ پر سردار کرکے فرمایا۔ تم اس گروہ غسان پر جاؤ انکا علم جو سامنے نظر آتا ہے سیدہے اسیکے رخ آہستہ آہستہ چلے جاؤ۔ جب انکے سینونپر اپنے نیزونکی نوکین لگادو تو ٹہیرے رہنا پہر جیسا میرا حکم پہونچے ویسا کرنا۔ یہ سمجھاکر محمد بن حنفیہ کو غسان کے مقابلہ مین روانہ فرمایا۔ پھر دوسری جماعت اوسیقدر تعداد مین انکی مدد کو بہیجی اور حکم دیا کہ دونون جماعتین ایک ساتھہ غسان پر حملہ کرین۔ محمد بن حنفیہ نے اپنے پُرزور حملہ سے غسان کو ہٹا دیا اور اونکے مورچہ پر قابض ہوگئے۔ اس حملہ مین بہت سے سپاہی جانباز طرفین کے کام آے۔ لشکر اہل عراق سے عبداللہ بن کعب مرادی معرکہ جنگ مین زخمی پڑے تھے اودہر اسود بن قیس مرادی گذرے۔ عبداللہ نے اسود کو دیکھکر بلایا۔ وہ آے اور کہنے لگے۔ افسوس تمکو اس حالت مین فرش خاک و خون پر تڑپتا دیکھہ رہا ہون۔ تم بڑے جوانمرد۔ اپنے پڑوسیونکے سر سے آفات دفع کرنے والے تھے۔ تم اون لوگو مین تھے جو خدا کو بہت یاد کرتے ہین۔ خدا تمپر رحم فرماے۔ آخری وقت کچہہ مجھکو وصیت کرتے جاؤ۔ عبداللہ بن کعب نے جواب دیا۔ تمکو خوف آلہی کی وصیت کرتا ہون۔ امیرالمومنین علیؑ کے خیرخواہ بنے رہنا۔ اونکی رفاقت نہ چھوڑنا یہانتک کہ خدا فتح و ظفر نصیب ولیا مر جاب امیرالمومنینؑ فرماے یا تم لڑتے لڑتے خدا کی راہ مین جان دو۔ یہہ کہکر بیہوش ہوگئے جب کسیقدر افاقہ ہوا تو بولے۔ امیرالمومنین کیخدمت مین میرا سلام کہنا اور میری طرف سے عرض کرنا۔ آپ کرّہ

جائین اور یہانتک کوشش کرین کہ میدان جنگ آپکے پس پشت ہو جاے جس شخص نے صبح اس حال مین کی کہ میدان جنگ اوسکے پس پشت ہو گیا وہ بیشک فتحمند و منصور ہو گا۔ یہ کہکر انتقال کر گئے۔ اسود نے جناب امیر المومنین کی خدمت مین حاضر ہو کر اطلاع دی۔ آپنے فرمایا اللہ تعالیٰ اونپر رحم فرماے۔ زندگی مین ہمارے مخالفین سے لڑے اور مرتے وقت بھی ہمکو وصیت کر گئے۔ بعض کہتے ہین کہ رات دن کی لڑائی کی راے عبد الرحمن بن حنبل جمی نے دی تھی (ابن اثیر و ابن خلدون)

لیلۃ الھریر

الغرض دن ختم ہوا رات شروع ہوئی مگر لڑائی بدستور قائم رہی۔ یہہ شب جمعہ تھی۔ دونون طرف سے نیزہ بازی ہوتی رہی یہانتک کہ نیزونکے ٹکڑے اوڑ گئے پھر تیر چلے وہ بھی ختم ہو گئے آخر کار تلوارین نکل پڑین۔ تمام شب جناب امیر المومنین میمنہ و میسرہ کے درمیان گشت لگاتے رہے اور ہر گروہ کو تاکید فرماتے تھے کہ آگے بڑھو اور حریف کو ہٹاتے جاؤ۔ اسی حال مین رات تمام ہو گئی اور سفیدہ صبح نمودار ہوا۔ لڑائی ایک حال پر قائم تھی۔ آپنے صبح ہوتے ملاحظہ فرمایا تو معرکہ جنگ آپکے پیچھے تھا۔ اشتر میمنہ مین اور ابن عباسؓ میسرہ مین اور آپ قلب لشکر مین تشریف فرما تھے اور پورا لشکر ہر جانب سے سمٹ کر مجموعی قوت سے جنگ کر رہا تھا۔ اب آفتاب نکل آیا یہہ دن جمعہ کا تہا۔ لڑائی برابر ہوتی رہی لیلۃ الہریر اور یوم جمعہ مین پانچسو تئیس (۵۲۳) جوان جنمین سے دن مین زیادہ تر جناب امیر المومنین نے خاص اپنے ہاتھہ سے قتل کئے اور جسے ہاتھہ مارتے تکبیر کہتے اور جسپر حملہ کرتے اوسکو قتل ہی کرتے۔ اشتر میمنہ مین تھے۔ جمعرات کے دن بعد زوال سے انہون نے میمنہ کے ساتھہ جنگ شروع کی تھی اور رات بھر اسیطرح میمنہ پر لشکر کو لڑاتے رہے اور دوپہر تک جمعہ کے دن اسی طرح بدستور سابق میمنہ پر متعین

رہے۔ وہ اس طرح اہل میمنہ کو آگے بڑہاتے تھے کہ اپنے ہمراہیوں سے کہتے۔ ایک نیزہ برابر آگے بڑہ جاؤ جب وہ لوگ اسقدر بڑہ جاتے تو کہتے۔ ذرا اور بقدر ایک کمان کے بڑہ چلو۔ وہ بڑہ جاتے۔ پھر اسی طرح بار بار کہتے اور وہ بڑہتے جاتے تھے یہانتک کہ اکثر لوگونکو بار بار کا تھوڑا تھوڑا آگے بڑہنا اور پھر ٹھہر کر لڑتے جانا گران گذرا۔ اشتر نے اونکی یہہ گرانی دیکھکر کہا مین تمکو خدا کی پناہ مین دیتا ہون۔ اس طرح فتح ہونا معلوم ہے۔ پھر اشتر نے اپنا گھوڑا طلب کیا اور علم حیّان بن ہوذہ نخعی کے حوالہ کر کے گھوڑے پر سوار ہو کر فوج کے درمیان ٹہلنے لگے اور باآواز بلند کہتے جاتے تھے۔ کون ایسا ہے جو اپنی جان خدا کے ہاتھ بیچ کر اشتر کی ساتھ ہو کر لڑے یہانتک کہ فتح ہو یا اللہ تعالی سے مل جاے۔ انکی صدا پر بہت سے لوگ ساتھ ہو گئے۔ حیّان بن ہوذہ نخعی بھی تھے۔ اشتر ان سب کو لیکر اپنی جگہ میمنہ مین آملے اور ان سے کہا سب ملکر ایسا حملہ کرو کہ اپنے خدا کو خوش کر لو اور بذریعہ اس حملہ کے دین اسلام کو عزت دو میرے ماموں چچا سب تمپر سے قربان ہو جائین۔ پھر گھوڑے سے اوتر پڑے۔ اوسکو الگ کر دیا اور علم بردار سے کہا علم آگے بڑہاؤ۔ یہہ کہکر شامیون پر حملہ کر دیا ان کے حملہ کرتے ہی تمام ہمراہی اللہ اکبر کہکر حریف پر پل پڑے اور ایسی مار دی کہ اہل شام کے مُنہ پھر گئے۔ اونکو مارتے مارتے اونکے لشکرگاہ تک پہونچا دیا۔ وہان پہونچکر سخت ہنگامہ قتل برپا کر دیا۔ علم بردار کو قتل کر ڈالا۔ جناب علی مرتضیٰؓ نے جب ملاحظہ فرمایا کہ اب فتح ہوتی ہے تو اشتر کی مدد کو اور لشکر بھیدیا اور متواتر مدد کی رسد جاری رکھی۔ اب فتحیابی مین کوئی کسر باقی نہین رہی تھی۔ لشکر شام پر بدحواسی چھا گئی تھی۔ سب بھاگنے پر آمادہ ہو رہے تھے اگر ایک لمحہ اور اسی طرح لڑائی رہتی تو شامی معرکہ جنگ سے کافور ہو جاتے کہ عمرو بن العاصؓ نے اپنی فوج کی بدحواسی اور بیتابی دیکھکر حضرت معاویہؓ سے کہا۔ اب آپ کیا دیکھتے ہین

لڑائی کا رُخ کس طرف ہے اور انجام کار کس کے جانب۔ آپکے ہاتھہ میدان نہ آئیگا۔ اگر آپ میرا کہنا مانین تو اسوقت بھی ایک ایسی تدبیر سوجھی ہے جس سے ہمارے واسطے اتفاق و اجتماع حاصل ہو اور ہمارے حریف کے حق مین باعث اختلاف و نفاق و فرقت ہو" معاویہ ؓ نے پوچھا وہ کیا تدبیر ہے۔ عمرو بن العاص نے کہا "ہماری طرف نیزو نپر قرآن شریف اوٹھای جائین اور ہم یہہ کہین۔ ہمارے تمہارے درمیان یہہ کلام آلٰہی ہے اسکے مطابق فیصلہ ہو اگر حضرت علی ؓ کے لشکر والے اسکو نہ مانینگے تو بعضے اونمین ایسے ضرور ہونگے جو یہہ کہین گے۔ ہم قرآن پر عمل کرتے ہین جو یہہ فیصلہ کریگا ہمکو منظور ہے۔ ایسی حالت مین اونکے لشکر مین باہم اختلاف پڑجاویگا اور اگر سب لوگ قرآنی فیصلہ پر راضی ہوجاوینگے تو سردست لڑائی بند ہوجاویگی اور فیصلہ کیواسطے کوئی مدت مقرر ہوگی۔ فی الحال کشت و خون سے نجات مل جائیگی" حضرت معاویہ ؓ نے یہہ رائے پسند کی۔ نیزون پر قرآن شریف اوٹھائے گئے اور پکار کر کہا گیا۔ اے بھائیو۔ ہمارے تمہارے درمیان جو حکم یہہ قرآن شریف کردے اوسپر راضی ہوجاوین۔ لشکر عراق نے قرآن کو نیزون پر اور یہہ صدا اسنکر کہنا شروع کر دیا "ہم کتاب اللہ کے فیصلہ کو منظور کرتے ہین۔ اسکی رو سے جو فیصلہ ہوجاے ہمکو انکار نہین" یہہ کہکر لڑائی سے ہاتھہ روک لئے۔ کہان تو یہہ تہا کہ اہل شام بہاگا چاہتے تھے اور اہل عراق ہاتھہ دہوکر اونکے پیچھے پڑے تھے یا اب یکبارگی معرکہ کارزار بالکل سرد ہوگیا۔ جناب امیر المومنین علی ؓ نے للکارا "اے خدا کے بندو۔ کیا غضب کرتے ہو حریف کے دہوکے مین نہ آو ہمت نہ ہارو۔ اپنے حق کے حاصل کرنیکو بڑہو اور دشمنو نکی جنگ مین تامل نہ کرو معاویہ ؓ عمرو بن العاص ؓ۔ ولید بن عقبہ۔ حبیب۔ ابن ابی سرح۔ ضحاک کے قرآن اوٹھانے پر نجاؤ۔ مین انکے حالات سے بخوبی واقف ہون اور تمسے زیادہ ان لوگونکو جانتا ہون انکے بچپن سے

اور انکے بڑے ہونے کے بعد بھی مین انکی صحبت مین رہا ہون۔ لڑکپن مین یہہ لوگ بڑے شریر لڑکون مین تھے اور سن شعور پر پہونچکر بھی بہت بڑے شریر لوگون مین سے ہوے۔ خدا کی قسم قرآن شریف کے اوٹھانے مین بڑے مکر و فریب مین تمکو ڈالا ہے اور اپنے بچاؤ کے واسطے یہ چال چلے ہین"۔ لوگون نے جواب دیا "ہم سے یہہ نہین ہو سکتا کہ ہم کتاب اللہ کی طرف بلائے جائین اور اوسکو قبول نہ کرین"۔ آپنے فرمایا "ہم ان لوگون سے اسیواسطے تو لڑتے ہین کہ کتاب اللہ پر عمل کرین کیونکہ انہون نے اوسکے احکام کی نافرمانی کی اور جو اوسکا قول و قرار تہا سب بہول گئے اور اوسکو پس پشت ڈال دیا"۔ مسعر بن فدکی تیمی۔ زید بن حصین طائی نے مع اون قاریونکے جو بعد کو خوارج مین شامل ہو گئے یہہ جواب دیا "اے علیؑ۔ کتاب اللہ کو منظور کرو اور جب اوسکی طرف بلائے جاتے ہو تو اوسکے مطابق عمل کرو ورنہ ہم تمہارے گروہ کو پکڑکر جبراً شامیونکے حوالہ کر دینگے یا تمہارے ساتھہ بھی وہی برتاؤ کرینگے جو ابن عفانؓ کیساتھہ کیا تہا آپنے فرمایا "میرا امر و نہی اپنے حق مین یاد رکھو اور میری گفتگو خوب کان دہر کر سنو۔ اوسپر عمل کرو۔ اگر میری اطاعت کرتے ہو تو میرے کہنے سے لڑے جاؤ اور اگر میری نافرمانی پر آمادہ ہو کر مجھسے باغی ہو گئے ہو تو تمکو اختیار ہے جو چاہو کرو"۔ مسعر وغیرہ نے جواب دیا۔ یہہ تو امر آخری ہے سردست آپ اشتر کو بلوائیے اور اونکو لڑائی سے روک دیجئے۔

امیرالمومنین جناب علیؓ انکی مخالفت پر سخت مجبور ہوے اور طوعاً کرہاً یزید بن ہانی کی معرفت اشتر کو بلا بہیجا۔ اشتر نے جواب دیا "یہہ وقت ایسا نہین ہے کہ آپ مجھکو اپنے پاس طلب فرماکر میری جگہہ سے ہٹائین۔ مجھکو قوی امید ہے کہ خداوند تعالی اولیاء دولت کو ابھی مظفر و منصور کرتا ہے۔ بس ایک ہی دو حملونکی کسر ہے کہ حریف بہاگا چاہتا ہے"۔ یزید نے واپس آکر جیسے ہی یہہ پیغام پہونچایا مسعر کے ہمراہیون نے شور و غل مچانا شروع کر دیا اور اشتر کی

طرف سے غبار اوٹھتے دیکھکر کہنے لگے۔ واللہ۔ ہمکو یقین ہی کہ آپ ہی کے حکم سے اشتر لڑرہے ہین اور آپنے اونکو لڑائی سے روکا نہین۔ آپنے فرمایا۔ کیا تمنے دیکھا تھا کہ یزید کو اشتر کے پاس بھیجتے وقت مین نے یزید سے کوئی بات تمسے پوشیدہ کہی تھی۔ کیا مین نے جو کچھہ کہا سب کے سامنے برملا سبکو سنا کر نہین کہا۔ پھر مجھپر یہہ الزام کسواسطے ہی" اونہون نے جواب دیا۔ کچھ ہو۔ ہم یہ جھگڑا نہین جانتے۔ صاف صاف آپسے کہتے ہین کہ اشتر کو جلد واپس بلا لیجئے ورنہ ہم آپکو معزول کردینگے۔ آپنے یزید سے جھڑک کر کہا۔ جاؤ اشتر سے کہہ دو کہ میرے پاس فوراً چلے آئین۔ فتنہ کا دروازہ کھل گیا ہے۔ اب یہ دروازہ بند کرنے سے بند نہ ہوگا۔ یزید پھر اشتر کے پاس گئے اشتر نے پوچھا۔ کیا قرآن شریف اوٹھانے سے یہ قیامت برپا ہوئی۔ یزید نے کہا۔ ہان۔ اشتر نے کہا۔ مجھکو اسکا خیال پہلے ہی ہوا تھا۔ عمرو بن العاصؓ کی رائے نے یہ فتنہ اوٹھایا ہے کیا تم نہین دیکھتے کہ فتح ہمارے ہاتھہ ہونے والی ہے۔ یہہ موقع ایسا نہین ہے کہ مین یہان سے ذرا دیر کو بھی الگ ہون۔ یزید نے کہا۔ کیا تم فتح ہونا دوست رکھتے ہو یا یہ پسند کرتے ہو کہ کہ امیر المومنین دشمنون کے قبضہ مین ہو جائین یا شہید کر ڈالے جائین۔ اشتر نے کہا کیسی منظور کرسکتا ہون کہ ہمارے امیر المومنین کے دشمنونکو صدمہ پہونچے۔ یزید نے پورا حال اور اون لوگونکا قول بیان کیا۔ اشتر سنتے ہی فوراً حاضر ہوے۔ مسعر اور اونکی ہمراہیونسے مخاطب ہوکر کہا۔ اے اہل عراق۔ صاحب ذلت وخواری۔ جب تم اہل شام پر غالب آئی اور اونکو بھی تمہارے غلبہ کا یقین ہوگیا تو اونہون نے قرآن شریف اوٹھالے اور تمکو اوسکے فیصلہ پر بلانے لگے۔ خدا کی قسم۔ یہ لوگ بڑے مکار وغدار ہین۔ انہون نے احکام الٰہی کو بالکل ترک کردیا اور راہ حق وطریق سنت چھوڑ کر الگ ہوگئے۔ قرآن مجید اوٹھانا ان لوگونکا محض فریب تھا جس مین تم پھنس گئے۔ خدا کے واسطے مجھکو بقدر دودھ دوہنے کے

مہلت دو۔ تمہاری فتح کے آثار محسوس ہورہے ہین ایک دم مین فتح کامل نصیب ہوگی۔
مسعر کے تابعین نے انکار کیا۔ اشتر نے کہا۔ اچھا اس سے ہی کم اسقدر مہلت دو کہ جسقدر
وقت مین گھوڑے کی ایک دوڑ ختم ہوتی ہے کیونکہ مجھکو قوی امید فتح کی ہے۔ افسوس
عین وقت پر تم دہوکا کہاتے ہو۔ دیکھو پچتاؤگے اسکا یہہ جواب ملا۔ اب اگر ہم لڑنے کی
اجازت دین تو تمہارے ساتہہ ہم بھی گناہ مین شریک ہونگے۔ اشتر نے کہا۔ بہلا تم لوگ اسکا
توجواب دو کہ ابھی دوچار گھڑی پہلے جب وہ لوگ تم سے لڑرہے تھے اور تم سے افضل اور
اشرف لوگونکو جنکو تم بالیقین اپنے سے بہتر مانتے ہو شہید کر رہے تھے کیا اوسوقت تم حق پر
لڑتے تھے یا ناحق کی لڑائی تہی اور اب جو لڑائی سے رک رہے ہو تو یہ رُکنا حق ہے یا ناحق
اگر یہہ ترکِ قتال حق ہے اور لڑائی ناحق تہی تو جسقدر صحابہ شہید ہوے تمہارے اعتقاد
کے بموجب سب آگ مین داخل ہوے۔ جواب ملا۔ اے اشتر یہ باتین جانے دو ہم شامیو نسے
اللہ واسطے لڑے اور اللہ واسطے ہی اونسے جنگ ترک کی۔ اشتر نے کہا۔ افسوس صد افسوس
تم فریب دیے گئے اور اونکے فریب مین آکر لڑائی چھوڑ بیٹھے۔ ہاتہہ آئی ہوئی فتح کھودی۔ اے
سیاہ پیشانی والو۔ یہہ تمہاری پیشانیونکے کالے کالے دھبے جو کثرت سجود سے نمایان ہین
انکو دیکھکر سمجھتے تہے کہ تم بڑے نمازی ہو۔ زہد دنیا دل مین سمایا ہے۔ دیدار خداوند تعالیٰ
مین نہایت ذوق وشوق کے ساتہہ نمازین پڑھتے ہو۔ آج معلوم ہوا کہ تمہاری غرض ان
تکلفوں سے محض طلب دنیا تہی اور ساری نماز ریاکاری کی تہی۔ دنیا تمکو حاصل نہ ہوگی بلکہ
مین خیال کرتا ہون کہ آج سے تم لوگ کبہی عزت وبزرگی کا منہ نہ دیکھوگے اور سدا خوار وذلیل
رہوگے۔ دور ہو جس طرح قوم ظالم رحمت خداوندی سے بعید ہوگئی۔ اشتر کی اس سخت کلامی پر
ہمراہیان مسعر نے انکو خوب گالیان دین۔ اشتر نے بھی انکو برا کہا۔ اونہون نے اشتر کی سواری کے

منہ پر کوڑے مارے۔ اشتر نے اپنا کوڑا اونکی سواریونپر چلایا۔ قریب تہا کہ باہم جنگ چہڑ جاے لیکن جناب امیرالمومنین نے فریقین کو ڈانٹ دیا جس سے وہ شور وغل فرو ہوگیا اور سب نے کہا۔ ہم بدل منظور کرتے ہین کہ قرآن ہمارے اونکے درمیان فیصلہ کردے۔

لڑائی کا خاتمہ تو اشتر کے ادہر آتے ہی ہوچکا تھا اب اسوقت لڑائی بالکل بند ہوگئی چارون طرف ایک سکوت کا عالم ہے نہ ہتھیارونکے چلنے کی آواز آتی ہے نہ للکارنے اور رجز خوانی کی صدا کسی کان مین پہونچتی ہے البتہ مقتولین معرکہ پر رونے والونکی آہ وزاری کی المناک آوازین رہ رہ کر کانونمین پڑجاتی ہین۔ زمین وآسمان مین ایک اداسی سمائی ہوئی ہے۔ میدان کارزار مین مقتولین کی لاشین جابجا پڑی نظر آتی ہین۔ کسی طرف زخمی خاک وخون مین پڑے لوٹ رہے ہین کسی جگہہ کسی لاش پر اوسکے دو چار عزیز واحباب لاش اوٹہانیکی فکر مین کہڑے ہین۔ اسوقت معرکہ جنگ ایک ہیتناک منظر ہو رہا ہے۔

تقرر حکمین

جب غل وشور رفع ہوگیا اور لڑائی بھی رُک گئی تو اشعث بن قیس کندی آگے بڑہکر جناب امیرالمومنین کی خدمت مین حاضر ہوے اور عرض کیا۔ لوگون نے قرآن مجید کو حکم مان لیا اور قتال وجدال سے ہاتہہ روکا اگر آپ اجازت دین تو مین حضرت معاویہؓ کے پاس جاؤن اور اون سے اونکے منشار دلی کو دریافت کرون۔ آپنے اجازت دی۔ اشعث حضرت معاویہؓ کے پاس آے اور کہا۔ آپنے کس غرض سے قرآن شریف نیزونپر بلند کئے۔ جواب ملا تاکہ ہم اور تم اللہ تعالیٰ کے حکم کی طرف رجوع کرین۔ تم اپنی طرف سے ایک شخص جسکو متدین سمجھو منتخب کرو اور ہم بھی ایسا ہی شخص اپنی طرف سے انتخاب کرین پہر اون دونون سے حلف لیا جاے کہ کتاب اللہ کے موافق وہ فیصلہ کرینگے بعد ازان جو فیصلہ وہ کردین اوسپر

ہم اور تم دونون بخوشی خاطر راضی ہوجائین۔ اشعث نے کہا۔ یہہ فیصلہ نہایت مناسب ہے ہمکو منظور ہی۔ یہہ کہکر امیر المومنین کیخدمت مین آئے اور حضرت معاویہؓ کا پیغام پہونچایا۔ حاضرین جلسہ نے کہا۔ ہم بھی اس پر راضی ہین اور اس فیصلہ کو قبول کرتے ہین۔

اہل شام نے اپنی طرف سے عمرو بن العاصؓ کو منتخب کیا۔ اشعث۔ زید بن حصین۔ مسعر بن فدکی اور اون لوگون نے جو بعد کو خارجی ہوگئے کہا۔ ہم ابو موسیٰؓ پر راضی ہین وہ ہماری طرف سے حکم ہون۔ علی مرتضیٰؓ نے فرمایا۔ مین اس انتخاب پر راضی نہین۔ اشعث اور اوس کے ہمراہی کہنے لگے کہ ہم تو انہین کو انتخاب کرتے ہین۔ انہون نے ہمکو قبل واقعہ جن امور سے ڈرایا وہ سب پیش آئے۔ ہم انکے سوا دوسرے کو اپنی طرف سے حکم نہ بنائین گے۔ ارشاد مرتضوی ہوا۔ مین ابو موسیٰؓ پر بالکل اعتبار نہین کرتا۔ یہ وہی شخص ہین جو مجھسے متنفر ہوکر بھاگے۔ واقعہ جمل مین لوگونکو میرے ساتھ جانے سے روکا اور میری طرف سے اونکو بہکایا پھر بھی مین نے طرح دی ایک ماہ بعد اونکو امن دیا۔ مین ایسے شخص کو ہرگز حَکم نہ بناؤنگا البتہ ابن عباسؓ اس قابل ہین۔ اونکو اپنی طرف سے حکم کرسکتا ہون۔ اشعث وغیرہ نے کہا آپ اور وہ دونون ایک ہین۔ ابن عباسؓ آپکے عزیز ہین۔ جب آپکا حُکم ہم نہین مانتے اور یہ ضرورت دوسرے کو حکم بنارہے ہین تو اسوقت جیسے آپ ویسے ابن عباسؓ۔ ہم ایسے شخص کو حَکم بنایا چاہتے ہین جسکو آپکے اور حضرت معاویہؓ کے ساتھ تعلق یکسان ہو کسی جانب قرابت قوی اور باحتمال لحاظ رشتہ داری کا نہ ہو تاکہ بلا پاس ولحاظ کسی کے حق اللہ فیصلہ کردے۔ جناب مرتضوی نے فرمایا۔ اچھا ابن عباسؓ کو جانے دو اشتر تو میرے عزیز نہین ہین۔ یہی حَکم ہون۔

اشعث وغیرہ۔ اشتر ہی کی ذات سے تو سارا فساد پھیلا ہے کیا انکے سوا کوئی دوسرا

شخص آپکو نہین ملتا۔ ارشاد ہوا کیا تم کو ابو موسیٰؓ کے سوا اور کوئی شخص نظر نہین آتا۔

منکرین بولے بیشک۔ ابو موسیٰؓ کو آنحضرت کی صحبت نصیب ہوئی جس سے اشتر محروم ہین [علاوہ اسکے ابو موسیٰ ایک بےغرض و بےعوض آدمی ہین (بدائع) تعصب و رجنبہ داری کو اونمین دخل نہین۔]

امیر المومنین ان مباحث سے تنگ ہو گئے اور مجبور ہو کر ارشاد فرمایا۔ اچھا جو چاہو اور جو تمہاری سمجھ مین آے وہ کرو۔

اس گفتگو کے دوران مین احنف بن قیس نے کہا۔ امیر المومنین۔ آپ اسوقت سخت تردد مین مبتلا ہین مین نے ابو موسیٰؓ کو خوب آزمایا ہے۔ اونکی مثال بعینہ اوس کنوئین کی سی ہے جسکی جگت پست اور پانی قریب ہو ہر شخص بآسانی اوس سے پانی لے سکتا ہو اس کام کے واسطے تو ایسا شخص موزون ہے جو انسے ایسا قریب ہو کہ گویا انکے ہاتھون مین ہے اور اگر چاہے تو انسے ایسا دور ہو جاے کہ گویا آسمان پر ایک تارہ ہو گیا اور اوسکو کوئی پا نہین سکتا اگر آپ مجھکو حکم ہونیکا مستحق نہین سمجھتے تو مجھکو بھی ان دو حکمونکے ساتھ ثالث کر دیجئے مین ہمیشہ سے آپکا خیر خواہ ہون جب کوئی سختی پیش آئی مین نے اوسکو آسان کر دیا اور جب کسی الجھیڑے مین کوئی گتھی پڑ گئی تو مین ہی نے اوسکو سلجھایا اور جب آپ کے نفع کے کام مین کوئی گرہ لگائی اور وہ کھل گئی تو پہلی گرہ سے زیادہ مضبوط دوسری گرہ اوسکی جگہہ لگا دی اور آپکا کام سنبھالا۔ اب بھی انشاءاللہ تعالیٰ ایسا ہی کرونگا۔ اشعث وغیرہ نے اسکو بھی نہ مانا اور ابو موسیٰؓ کی حکم ہونے پر اڑے رہے۔ احنف بن قیس نے کہا۔ اگر تم ابو موسیٰؓ ہی کو حکم کرتے ہو تو انکی پشت کو مردونکی مدد سے گرمی دو۔ اس مابین مین اشتر امیر المومنین کی

خدمت مین حاضر ہوی۔ بعد گفتگوے بسیار وبحث وتکرار یہی راے قرار پائی کہ ابوموسیٰ ادہرسے حکم ہون چنانچہ انکے بلانیکو انکا غلام جو یہان موجود تہا روانہ کیا گیا۔ یہہ لڑائی سے الگ بمقام عرض مقیم تہے۔ غلام نے انکے پاس پہونچکر ظاہر کیا کہ فریقین مین مصالحت ہو گئی۔ ابوموسیٰ رضنے کہا الحمد للہ۔ پہر غلام نے کہا۔ لوگون نے آپکو حکم قرار دیا ہے اور آپکی راے پر فیصلہ منحصر کیا گیا ہے۔ فرمایا۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔ یہہ کہکر روانہ ہوے۔ تاریخ مسعودی مین ہی کہ قبل واقعہ صفین ابوموسیٰ رض کہتے تہے۔ بنی اسرائیل مین برابر جنگ ہوتی رہی آخرکار دو حکم مقرر کئے مگر اونکا فیصلہ ایسا ہوا کہ فریقین اوسپر راضی نہ ہوے۔ سوید بن علقمہ نے سنکر کہا۔ شاید ایسا ہی اتفاق اب بہی ہو تو آپ کسی طرف حکم نہ ہونا۔ ابوموسیٰ رضنے فرمایا خدا ایسا وقت نہ لاے کہ مین حکم بنایا جاؤن۔ میرے واسطے تو کہین زمین و آسمان مین جاے امن نہ رہیگی۔ بعد اس واقعہ کے جب یہ حکم ہوے تو سوید نے انسے کہا۔ آپکو اپنی وہ بات یاد ہے۔ جواب دیا۔ بہائی خدا سے عافیت طلب کرو یعنی مین حکم تو بنایا گیا ہون خداوند تعالےٰ انجام بخیر کرے۔

جناب امیر المومنین کے لشکر مین یہہ قصہ پیش ہی تہا کہ حضرت ابوموسیٰ رض تشریف لاے۔ عمرو بن العاص رض بہی آپکی خدمت مین اقرارنامہ لکہنے کو حاضر ہوے۔ کاتب نے یہہ عبارت لکہی۔ بسم اللہ الرحمن الرحیم ھذا ما تقاضی علیہ۔ امیر المومنین عمرو بن العاص نے جہٹ قلم پکڑ لیا اور کہا۔ یہہ ہمارے امیر نہین۔ تمہارے ہون تو ہون (اس لفظ کو قلمزد کردو) جناب شیر خدا نے بہ خیال رفع فساد فرمایا کہ انکا کہنا کرو۔ احنف بن قیس بولے۔ اس لفظ کو نہ مٹائیے مجہے اسکے مٹانے سے بدفالی کا خیال ہوتا ہے۔ مجہکو بڑا خوف ہی کہ اگر اسوقت لفظ امیر المومنین مٹاڈالئے گا تو پہر یہہ خطاب آپکو نہ ملیگا۔ اسکو نہ مٹائیے چاہے اسپر

جنگ ہو جاے۔ اشعث نے کہا کہ امیر المومنین کا لفظ ضرور مٹا دیجیے۔ امیر المومنین نے فرمایا (لفظ امیر المومنین اپنے ہاتھ سے مٹا کر) اللہ اکبر۔ صلح حدیبیہ مین بھی ایسا ہی واقعہ پیش آیا تھا یہہ قدیمی سنت ہے۔ حضور نے اپنے ہاتھ سے لفظ رسول اللہ مٹا ڈالا اور فرمایا۔ اے علیؓ تمکو بھی ایک دن ایسا ہی واقعہ پیش آویگا۔ عمرو بن العاص کہنے لگے سبحان اللہ۔ آپ ہمکو کفار سے تشبیہ دیتے ہین۔ حالانکہ ہم مسلمان ایماندار ہین۔ حضرت مرتضوی سے ارشاد ہوا۔ اے ابن نابغہ تم کب فاسقون کے سردار و مددگار اور مسلمانون کے دشمن نہ تھے۔ عمرو بن العاص بولے۔ آجکے بعد خداوند تعالی پھر کبھی آپکی صورت نہ دکھلاے۔ ارشاد ہوا۔ میری بھی خدا سے یہی دعا ہے کہ اللہ تعالی میری مجلس کو تم سے اور تم ایسے لوگون سے ہمیشہ پاک رکھے۔ عمرو بن العاصؓ خاموش ہو گئے اور کاتب نے لکھنا شروع کیا۔ هذا ما تقاضی علیه علی بن ابی طالب ومعاویة بن ابی سفیانؓ۔ قاضی علیؓ علی اهل الکوفة ومن معهم۔ وقاضی معاویة علی اهل الشام ومن معهم اننا ننزل عند حکم الله وکتابه وان لا یجمع بیننا غیره وان کتاب الله بیننا من فاتحة الی خاتمة نحیی ما احیی ونمیت ما امات فما وجد الحکمان فی کتاب الله وهما ابوموسیٰ عبد الله بن قیس وعمرو بن العاصؓ عملا به وما لم یجدا فی کتاب الله فالسنة العادلة الجامعة غیر المفرقة۔ ترجمہ۔ یہہ وہ عہدنامہ ہے جسپر علیؓ بن ابی طالب اور معاویہ بن سفیان نے باہم فیصلہ کیا ہے۔ علیؓ نے اہل کوفہ اور اون لوگونکی طرف سے جو اہل کوفہ کے ساتھہ ہین حکم مقرر کیا اور معاویہؓ نے اہل شام اور اون لوگونکی جانب سے جو اہل شام کے ساتھہ ہین دوسرا حکم مقرر کیا۔ اقرار یہہ ہے کہ ہم لوگ ان کے حکم اور اوسکی کتاب کو اپنا حاکم اور منحصر علیہ قرار دیتے ہین اور یہہ بھی اقرار ہے کہ سواے حکم خدا اور کتاب اللہ کے دوسرے کو کچھہ دخل

اور آمیزش ہمارے معاملہ مین نہو گی۔ کتاب اللہ شروع سے اخیر تک ہمارے درمیان ہے جسکو اس کتاب نے زندہ کیا ہم بھی اوس کو زندہ رکھین گے اور جسکو اس نے مارا ہے ہم بھی اوسکو مارین گے پس یہہ دونون حکم ابو موسیٰ و عمرو بن العاص کتاب اللہ پر عمل کرین اور جو کتاب اللہ مین نہ پائین تو ایسی سنت کی رو سے حکم دین کہ وہ انصاف کرنے والی سب کو طریق واحد پر جامع ہو اونمین اختلاف پیدا کرنے والی نہو۔ علامہ مسعودی نے اتنا اور بڑھایا ہے۔ دونون حکم کتاب اللہ کے موافق فیصلہ کرینگے۔ اگر اوسکے خلاف اونکا فیصلہ ہو گا تو درجہ اعتبار سے ساقط سمجھا جائیگا۔

بعد تحریر عہد نامہ حضرت ابو موسیٰ اشعری و عمرو بن العاص نے جناب امیر المومنین علیؓ حضرت معاویہؓ اور دونون لشکرون سے یہہ عہد و پیمان لیا کہ حکمین کو اونکے جانون اور اہل و عیال کا امن دیا جاے اور امت مرحومہ پر واجب ہے کہ جو فیصلہ یہہ دونون کر دین اوسکے نفاذ و اجرا پر انکی مدد و اعانت دل سے کرے۔ ابو موسیٰؓ و عمرو بن العاصؓ دونون حکمین کا یہہ فرض منصبی ہے کہ خدا کو حاضر و ناظر سمجھ کر بلا رورعایت کسی فریق کی کتاب اللہ کے موافق حق فیصلہ کر دین اور امت مرحومہ کو لڑائی و فساد۔ جنگ و جدال و تفرقہ مین نہ ڈالین اگرچہ فیصلہ کرنے کی میعاد ماہ رمضان المبارک ۳۷ھ مقرر ہے مگر حکمین کو اختیار ہے کہ اسکے بعد جب چاہین فیصلہ کرین۔ مقام فیصلہ ایسی جگہہ ہو جو درمیان اہل کوفہ و اہل شام نصف مسافت پر دونون کے بیچ مین واقع ہو۔ ان شرائط کے طے ہو جانے پر طرفین سے سربرآوردہ و معزز اشخاص اصحاب ذیل نے اپنے اپنے دستخط اور گواہی کر دی امیر المومنین کی طرف سے یہہ لوگ تھے۔ اشعث بن قیس سعید بن قیس ہمدانی۔ عبداللہ بن طفیل عامری عقبہ بن زیاد حضرمی۔ یزید بن حجیہ تیمی۔ مالک بن کعب ہمدانی۔ ورقا بن سمی بجلی عبداللہ بن محل عجلی

حجر بن عدی کندی۔ حضرت معاویہؓ کی طرف سے یہہ اشخاص ہین۔ ابوالاعور۔ حبیب بن مسلمہ۔ زمل بن عمرو عذری۔ حمزہ بن مالک ہمدانی۔ عبدالرحمٰن بن خالد مخزومی۔ سبیع بن یزید انصاری علقبہ بن ابی سفیانؓ۔ یزید بن الحر عبسی۔ یہہ عہدنامہ تیرہوین صفر ۳۷ھ کو لکھا گیا اور یہہ راے قرار پائی کہ ماہ رمضان المبارک مین جناب امیرالمومنین علیؑ بمقام دومتہ الجندل یا اذرح حکمین کے پاس وقت فیصلہ تشریف فرما ہون۔ اشتر سے دستخط کرنے کو کہا گیا تو اوس کا یہہ جواب ملا۔ مین اگر اس اقرارنامہ پر دستخط کرون تو میرا داہنا ہاتہہ میرے ساتہہ نہ رہے اور نہ بایان ہاتہہ مجھکو نفع دے میرے پاس کوئی ایسی دلیل خدا کی طرف سے نہین کہ مین اپنے دشمن کو گمراہ نہ سمجھتا ہون۔ کیا تم لوگون نے فتح ہوتے ہوے نہین دیکھی تہی اشعث نے کہا۔ بخدا مین نے فتح ہوتے نہ دیکھی۔ اب تم بہی ہمارے ساتہہ ہوجاؤ اور ہم سے اعراض نہ کرو۔ اشتر نے جواب دیا۔ خدا کی قسم۔ دنیا کے کام مین بہی تم سے الگ ہون اور آخرت کے امور مین بہی تمسے علٰحدہ رہونگا۔ خداوند تعالےٰ نے میری تلوار سے ایسے لوگونکے خون گرائے ہین جو تم سے بہتر وافضل تہے۔ تمہارا خون کچہہ اونکے خون سے حرمت وعزت مین بہتر نہین ہے اس فقرہ سے اشعث کا چہرہ سیاہ پڑگیا پہر اشعث اقرارنامہ لیکر خوش خوش لشکر مین نکلے اور لوگونکو سناتے پہرتے تہے۔ اقرارنامہ کا مضمون پڑہتے ہوے قبیلہ بنی تمیم مین گذرے اومین عروہ بن ادیہ ابوبلال کے بہائی بیہٹے تہے اور بنی تمیم تو اقرارنامہ سنکر خاموش رہے مگر عروہ بن ادیہ نے کہا۔ تم خدا کے کامون امرونہی مین لوگونکو حکم بناتے ہو اور اونکی راے پر فیصلہ ہوتا ہے مگر خدا کے سوا کسیکا حکم منظور ومقبول نہین ہے۔ کیونکہ خدا فرماتا ہے (ان الحکم الا للہ (اس فقرہ کا کہنے والا پہلا شخص یہی ہے) یہہ کہکر اشعث پر تلوار چلائی۔ اشعث نے اپنا گہوڑا بڑہادیا۔ وہ تلوار اوسکے پٹہے پر پڑی اور خفیف زخم آیا۔ اشعث اپنا گہوڑا

اوس مجمع سے نکال لیگئے۔ انکی قوم یہہ واقعہ سنتے ہی جمع ہوگئی اور انکو بنی تمیم کی طرف پھیر لائی۔ کچھہ لوگ یمن کے بہی اشعث کے طرفدار ہوگئے۔ قریب تہا کہ بنی تمیم اور اشعث کے طرفدارونمین تلوار چل جاے مگر احنف بن قیس اور مسعر فدکی اور چند اشخاص بنی تمیم نے اس معاملہ مین پڑکر نزاع دفع کردیا۔ عروہ بن ادیہ کی جانب سے معافی طلب کی گئی اور فساد کو آگے بڑہنے سے روک دیا گیا۔

جناب امیر المومنین کی خدمت مین بعض لوگون نے اشتر کا انکار اور اقرار نامہ پر دستخط نہ کرنا اور اشتر کا پہر جنگ کرنیکا ارادہ بیان کیا۔ آپنے فرمایا۔ واللہ۔ میری راے تو مصالحت اور تقرر حکمین کی پہلے ہی سے نہ تہی مگر تمہین لوگون نے یہہ کیا اور اقرار نامہ لکھوالیا۔ اب صلح کے بعد اور اقرار ومدارطے ہوجانے پر مین رجوع نہین کرتا۔ خلاف وعدہ واقرار حکم خدا کی مخالفت کرکے گناہ مین نہ پڑونگا اور خدا کی کتاب چہوڑکر اوس سے آگے نہ بڑہونگا البتہ جو شخص خدا کا حکم نہ ملنے اوس سے لڑو۔ باقی رہا میری نسبت اگر یہہ خیال ہو کہ مین لوگونکے ڈر سے خلافت چہوڑکر الگ ہوجاؤن تو یہہ خیال باطل ہے مین ان لوگونمین کسیکو ایسا نہین پاتا کہ اس امر مین میرا مقابلہ کرے اور نہ مین کسی سے ڈرتا ہون۔ رہی اشتر کی شکایت۔ کاش تم مین سے اوس جیسے دو شخص یا ایک ہی شخص ہوتا اور جیسا کچھہ مین اپنے دشمن کے معاملہ مین سمجھتا ہون ویسا وہ بہی سمجھتا۔ خیر جو ہوا اچہا ہوا تم لوگونکا بار میرے سر سے بہت کچھہ ہلکا ہوگیا۔ آیندہ امید ہے کہ تمہارے کام راست ہوجاوین۔ تم گویا دہوکا کہ مین نے اس سے قبل تمکو صلح ہونے سے منع کیا تہا مگر افسوس تمنے نہ مانا۔ تم نے ایسا کام اختیار کیا ہے جس سے تمہاری قوت مین ضعف آگیا اور تمہارا دباؤ جاتا رہا۔

واپسی از جنگ صفین

بعد تحریر اقرارنامہ و تکمیل شرائط صلح لوگونمین اختلاف پڑگیا۔ بعضے اسپر خوش تھے بعضے تحکیم اور فیصلہ مجوزہ کو خلاف حکم خدا و رسول سمجھکر جناب علی مرتضیٰ ع کے مخالف ہوگئے۔ یہانتک نزاع و خلاف باہمی پیدا ہوا کہ آپکے لشکر مین بھائی بھائی سے۔ بیٹا باپ سے۔ عداوت رکھنے لگا۔ جسکو دیکھو عداوت پر کمربستہ تھا۔ سارا لشکر آپس مین ایک دوسرے کے خون کا پیاسا ہو رہا تھا۔ جناب امیرالمومنین نے انکے انجام کار پر غور فرماکر حکم دیدیا کہ یہان سے لشکر کوچ کرے اور سب اپنے اپنے گھر چلے جائین (تاریخ مسعودی)

لوگ صفین سے چل دیئے اور جناب امیرالمومنین نے بھی کوچ کیا۔ فرقہ حروریہ آپکے مخالف ہوگیا۔ سب سے اول کلمہ انکا یہی تھا کہ حکم بنانا درست نہین ہے۔ آپکے لشکر والے جس راستہ سے گئے تھے واپسی مین اوسکے خلاف خشکی کی راہ سے واپس ہوے۔ راہ مین آپس مین گلخپ کرتے۔ گالی گلوج۔ لپا ڈکی۔ پھبتیان اوڑاتے۔ آوازے کستے چلے جاتے تھے۔ خوارج کہتے تھے "اے دشمنان خدا۔ تمنے خدا کے کام مین سستی کی اسکا انجام برا دیکھو گے" محبان امیرالمومنین جواب دیتے "اے نالائقو۔ تمنے ناحق ہمارے امام کو چھوڑا۔ امت مرحومہ مین فرقت ڈالی۔ خدا تمکو سمجھے اور اسکا عوض جزا بد دے"

مسافت راہ قطع کرکے نخیلہ سے آگے بڑھ گئے اور کوفہ کی آبادی۔ مکانات دور سے نظر آنے لگے متصل کوفہ چند مکانات تھے وہان زیرسایہ دیوار ایک مرد ضعیف بیٹھا ہوا تھا۔ اوسکے چہرہ سے آثار ضعف و نقاہت ظاہر ہوتے تھے۔ امیرالمومنین ع نے اوسکو سلام کہا۔ بوڑھے نے بہت خوبی سے جواب سلام دیا۔ آپنے پوچھا مین تمکو بیماری سے متغیر پاتا ہون اور تمہارے چہرہ سے ضعف نظر آتا ہے۔ مرد ضعیف نے جواب دیا۔ ہان۔ مین

بیمار تہا۔ فرمایا۔ شاید تم بیماری سے ناخوش تہے۔ جواب ملا۔ بیشک مین چاہتا تہا کہ یہ مرض دوسرے کو ہوتا اور مین محفوظ رہتا۔ آپنے فرمایا۔ کیا مرض مین تمکو امید ثواب نہ تہی۔ اوسنے عرض کیا۔ کیون نہین۔ ارشاد ہوا۔ تمکو بشارت ہو کہ اللہ تعالیٰ نے اپنے رحم وکرم سے تمہارے گناہ بعوض تکلیف مرض کے بخش دیئے۔ تمہارا کیا نام ہے۔ پیر مرد نے کہا۔ مجھکو صالح بن سلیم کہتے ہین۔ پوچھا گیا کس قبیلہ سے ہو۔ جواب دیا۔ اصل تو قبیلہ سلامان طے سے ہون مگر اب سلیم بن منصور کے جوار مین ہون۔ فرمایا۔ سبحان اللہ تمہارا نام کیا اچھا ہے اور تمہارے باپ کا نام کسقدر پیارا ہے اور جسکی طرف تم منسوب ہو وہ بہی خوب ہے۔ جسکے جوار مین ہو اوسکا نام بہی دلچسپ ہے۔ کیا تم ہمارے ساتہہ اس لڑائی مین تھے۔ پیر مرد نے کہا نہین حاضر ہو سکا۔ بخدا۔ میرا پختہ ارادہ تہا لیکن بخار نے شرکت سے معذور رکہا۔ فرمایا۔ مریضون اور ضعیفون پر کچہہ الزام نہین۔ بہلا یہہ تو بتاؤ کہ ہمارے اور شامیون کے اس جنگ کی بابت لوگونکا کیا خیال ہے ضعیف نے التماس کی۔ جو لوگ عوام الناس کے درجہ مین بد وضع اور شریر النفس ہین وہ تو خوش تہے اور باقی غمگین وا ودا اس اور یہ لوگ خیر خواہ ہین۔ آپنے فرمایا۔ سچ کہتے ہو۔ خداوند تعالیٰ نے تمہارا مرض تمہارے گناہونکا کفارہ کر دیا کیونکہ دراصل مرض کوئی امر ثواب اور نیکی نہین لیکن بندہ مین جو گناہ پاتا ہے اوسکو گرا دیتا ہے۔ اسواسطے مرض اچھا سمجھا جاتا ہے اجر تو زبانسے نیک بات کہنے۔ ہاتہہ پانؤن سے اعمال نیک کرنے مین ہے۔ خداوند تعالیٰ محض عقائد حقہ کی بدولت ایک عالم کو جنت مین داخل کریگا۔ یہہ فرماکر آپ آگے بڑہے تہوڑی دور چلکر عبداللہ بن ودلیعہ انصاری ملے اور آپکو سلام کرکے ساتہہ ہوے۔ آپنے دریافت فرمایا۔ ہمارے بارہ مین لوگونکے کیسے خیالات ہین۔ عرض کیا بعضے تو خوش تہے اور بعضے ناخوش۔ فرمایا۔ عوام کو جانے دو اہل عقل باتمیز اشخاص کی

گیارا ہی ہے۔ کہا۔ وہ لوگ یہہ کہتے ہین کہ جناب امیر المومنین علیؑ کے ساتہہ ایک جماعت عظیم تہی آپنے اونمین جدائی ڈالکر فرقہ فرقہ کر دیا۔ اونکے پاس ایک مضبوط قلعہ تہا اوسکو خود منہدم کر دیا۔ اب اوس قلعہ کی بنا اور رامت کا اجتماع دشوار ہے اور اگر امیر المومنین بعض لوگونکے خلاف کرنے کا خیال نہ کرتے بلکہ جو مطیع تہے اونکو لیکر شامیون سے لڑتے رہتے اور فتح پاتے یا ہلاک ہوتے تو یہہ عین ہوشیاری تہی۔ ارشاد فرمایا مین نے سنگین قلعہ کو مسمار کیا یا خود اونہین لوگون نے۔ مین نے جماعت مین تفریق کی یا خاص اونہون نے اب رہی اونکی یہہ بات کہ مین صلح نہ کرتا بلکہ بدستور سابق لڑے جاتا۔ اسکا جواب یہہ ہے کہ یہ امر مجہپر مخفی نہ تہا اور مین ہی اسکو خوب سمجہے ہوے تہا۔ مین نے اپنی جان کی کچہہ پرواہ نہ کی تہی۔ مین جان کے ساتہہ سخاوت کرنے پر اور مرنے پر خوش تہا اور مین نے آگے بڑہنے کا قصد کر لیا تہا اور یہی نیت تہی کہ لڑائی سے ہاتہہ نہ رکنے پاوے چاہے جان رہے یا جاوے مگر بات نہ جاوے لیکن افسوس تو یہہ ہے کہ میرے لڑکے حسنؓ وحسینؓ میرے قصد پر مطلع ہوکر مجہسے آگے بڑہ گئے۔ پہر مین نے دیکہا تو عبداللہ بن جعفرؓ محمد بن حنفیہ بہی میرے آگے آگئے تہے مین اوسوقت اس بات سے ڈرا کہ خدانخواستہ یہہ لڑکے اگر جنگ مین شہید ہوگئے تو جناب رسول خداؐ کی نسل منقطع ہوجاویگی بس اس خوف نے مجہکو صلح کرنے پر مجبور کر دیا۔ اگر زندگی باقی ہے اور خدا کو منظور ہے تو وہ لوگ کہان جاتے ہین مین اکیلا تن تنہا اونسے لڑونگا یہ فرماکر آگے بڑہے۔ آپکے داہنے ہاتہہ پر سات آٹہہ قبرین نظر آئین۔ فرمایا۔ یہہ قبرین یہان کیسی ہوئین۔ لوگون نے عرض کیا۔ آپکے پیچہے حضرت خباب بن ارتؓ نے وفات پائی۔ اونکی یہہ وصیت تہی کہ گہر سے باہر شہر کے کنارہ دفن کئے جائین لہذا حسب وصیت اونکی قبر یہان ہوئی اونکے بعد اور لوگون نے بہی یہان دفن کرنا شروع کر دیا چنانچہ اب یہہ چند قبرین جو

آپنے ملاحظہ فرمائین یہان ہوگئین۔ آپنے اونکا نام سنکر تاسف کیا اور فرمایا۔ خداوند تعالے
خباب پر رحم فرمائے۔ کیا خوبی کے آدمی تہے۔ دل سے اسلام قبول کیا۔ خوشی کے ساتھہ
ہجرت کی۔ زندگی جہاد کفار مین گذاری۔ امراض جسمانی مین مبتلا رہے۔ اللہ تعالی کسیکا نیک
عمل ضائع نہین کرتا۔ پھر اون قبرونپر کھڑے ہوے اور فرمایا۔ "السلام علیکم۔ اے وحشتناک
گھرونکے رہنے والے اور میدان مین گذر کرنے والے۔ اے مسلمان مرد و عورت۔ تم ہم سے
آگے پہونچے۔ ہم بہی تمہارے پیچھے پیچھے آتے ہین اور عنقریب تمسے مل جاوینگے۔ خداوندا! ہمکو اور
ہمارے ان مسلمان بہائیون کو بخش دے اور ہمارے سب گناہ معاف فرما۔ مبارک وہ
شخص ہی جسنے آخرت کو یاد کیا اور عذاب آخرت سے ڈرا۔ عمل اچھے کئے اور روز حساب کے واسطے
کمائی نیک کی۔ تہوڑے رزق پر قناعت و صبر کیا اور اللہ جل شانہ کی تقدیر پر راضی رہا۔"
یہ دعا ختم کرکے آگے بڑہے۔ کوچہ بنی ثور کے متصل ہوکر گذرے وہان ایک مکان سے رونے کی
آواز سنکر دریافت فرمایا کہ کون رو رہا ہے۔ معلوم ہوا کہ مقتولین جنگ صفین کے ورثا اپنی
اعزہ کو یاد کرکے رورہے ہین۔ ارشاد ہوا۔ مین شہادت دیتا ہون کہ جو لوگ میرے ساتھہ اس
جنگ مین ثواب کی امید پر لڑے اور مارے گئے وہ بیشک شہید ہوے۔ پہر جس جگہہ قبیلہ فائشین کا
مسکن تہا وہان گذرے۔ وہان بہی رونے کی آواز سنی اور تسلی و تشفی فرماکر آگے بڑہے پہر محلہ
شبافیین مین پہونچے۔ ایک زور و شور کی آواز گریہ و زاری سنکر آپ وہان ٹہیر گئے۔ حرب بن
شرحبیل شبامی اپنے گھر سے نکل آے۔ آپنے اونسے فرمایا۔ کیا تمہاری عورتین تمپر غالب ہین۔ تم
اونکو رونے چیخنے سے منع نہین کرتے۔ اونہون نے عرض کیا۔ اے امیر المومنین ہم کیا کرین
مجبور ہین۔ اگر ایک دو گھر کے لوگ مارے جاتے تو صبر آتا ہم گھر والونکی تسلی و تشفی کرتے عورتونکو
رونے چلانے سے باز رکھتے مگر اس خاندان کی تو بالکل صفائی ہوگئی۔ ایک سو اسّی جوان

مقتول ہوے۔ کس کسکو منع کرین کس کسکو سمجہائین۔ کوئی گہر ایسا نہین جس مین رونے والے نہون۔ ہم مرد توصبر کرتے ہین بلکہ شہادت سنکر خوش ہوتے ہین۔ جناب علیؓ نے فرمایا۔ خدا تمہارے مقتولین اور مردون پر رحم فرماے۔ پہر تسلی وتشفی فرماکر آگے روانہ ہوے۔ حرب بن شرحبیل پاپیادہ آپکے ساتھہ تہے اور آپ سوار تہے۔ آپنے فرمایا۔ اب تم واپس جاؤ۔ تم سے معزز شخص کا پاپیادہ میرے ساتھہ چلنا خوب نہین اس مین حاکم وقت کے حق مین سبب فساد اور مسلمان کی ذلت ہے۔ وہ واپس گئے اور آپ آگے چل دیئے۔ ایک دوسرے محلہ مین گذر ہوا۔ جہان عثمانی فرقہ رہتا تہا۔ وہ لوگ آپکو دیکہکر کہنے لگے۔ واللہ۔ انہون نے کچھہ کام نہ کیا۔ گئے اور خالی واپس آے۔ آپنے اونکی تقریر سنکر اپنے ہمراہیونسے فرمایا۔ یہہ اون لوگونکے سردار ہین جنہون نے کبہی ملک شام نہین دیکہا۔ جن لوگون کو ہم ابہی چہوڑ آے ہین وہ لوگ اس گروہ سے بہتر ہین پہر آپنے دو شعر پڑہے جنکا یہہ مطلب ہے۔ "تمہارا بہائی وہ ہے کہ اگر کسی مشقت ومصیبت مین تمکو اوبہار کر ڈالدے تو خود بہی اوسمین تمہارا شریک حال رہے اور تمہارے رنج ومصیبت پر غم کہاے۔ وہ شخص تمہارا بہائی نہین ہے کہ تمپر حوادث زمانہ کا یورش دیکہکر تمسے الگ ہوکر تمپر ملامت کرے" پہر آپ آگے چلے اور خدا کا نام لیتے ہوے قصر خلافت مین داخل ہوے۔

جو لوگ تقریر حکمین پر ناخوش ہوکر آپسے رنجیدہ ہوے وہ بلقب خوارج مشہور ہوے اور صفین ہی کوفہ تک تو آپکے لشکر مین تہے مگر کوفہ مین داخل ہوتے ہی علحدہ ہوکر کوفہ سے باہر بمقام حرورا مقیم ہوے۔

مقتولان کارزار صفین

صحابہ کرام مین سے اصحاب ذیل نے اس معرکہ مین شربت شہادت نوش فرمایا۔ جندب بن زہیر ازدیؓ

خزیمہؓ بن ثابت ذوالشہادتین - آپ ابتداءِ جنگ مین لڑائی سے الگ رہے - جسوقت عمار بن یاسرؓ شہید ہوے تو آپ بھی معرکہ مین آے سہیلؓ بن عمرو بن ابوعمر انصاری بدری - اویس قرنی یہہ جلیل القدر تابعی ہین انکے فضائل مین احادیث واخبار کثیرہ وارد ہین جو انکے کمال شرافت پر دال ہین - مگر انکے بارہ مین اختلاف ہے بعضی کہتے ہین کہ حضرت اویس قرنی رضہ نے دمشق مین وفات پائی یا ارمینیہ یا سجستان مین علی اختلاف الاقوال - حازمؓ بن ابی حازم قیس احمسی بجلی کے بہائی - ابوالہیثم بنؓ تیہان - یہہ بدری ہین اور بروایتے لیلۃ العقبہ مین سب سے اول آنحضرت صلعم کی بیعت کی - بعضی کہتے ہین کہ جنگ صفین سے کچھ دنون بعد وفات پائی - عبیدؓ بن تیہان - یعلیؓ بن منیہ - انکے باپ کا نام امیہ تہا - عتبہ بن غزوان کے بہانجے یا پہوپہی زاد بہائی ہین - ابوعمرہ انصاری بدری - والد عبدالرحمن - بروایتے حضرت ابوفضالہ انصاری بدری - صفوان - سعید حضرت حذیفہ بن الیمان کے لڑکے - یہہ حضرات جناب علی مرتضیٰ رضہ کی لشکر مین تہے - امام یافعی رحہ نے بہی انمین سے بعض کا شریک جنگ صفین ہونا لکہا ہے - حابس بن سعد طائی - انکے صحابی ہونے مین اختلاف ہے - تاہم جلیل القدر باعزت قاضی حمص تہے آپ لشکر شام مین پیادونکے افسر تہے - یہہ یزید بن عدی بن حاتم طائی کے ماموں ہین جب شہید ہوے تو انکے بہانجہ یزید نے انکے قاتل کو دہوکے سے قتل کیا - عدی رضہ نے چاہا کہ اپنے بہانجہ کو اولیاء مقتول کے سپرد کردین مگر وہ حضرت معاویہؓ کے پاس بہاگ کر چلے گئے -

یہ نام اون حضرات کے ہین جنکا ذکر اور حال شہادت دوران واقعہ مین اوپر نہین آیا انکے علاوہ اکثر اصحاب کے نام جو طرفین سے اس جنگ مین شہید ہوے - اپنی اپنی جگہ مذکور ہوچکے ہین - اب ہم تعداد جملہ مقتولین ہر دو لشکر مؤرخین کے اقوال سے نقل کرتے ہین ارباب تواریخ نے ذکر تعداد مقتولین مین بہت کچھ اختلاف کیا ہے - احمد بن دورقی

یحییٰ بن معین سے نقل کرتے ہین کہ ایکسو دس دن کے عرصہ مین جو زمانہ جنگ صفین ہی دونون طرف کے ایک لاکھہ دس ہزار سپاہی کام آے - نوے ہزار لشکر شامی کے اور بیس ہزار لشکر عراقی کے مگر ہمارے نزدیک اہل شام کی تعداد جسقدر موٴرخین بیان کرتے ہین اوس سے زیادہ ہے ہماری نظر مین ایک لاکھہ پچاس ہزار سوار و پیادے صرف لڑنیوالی لشکر شام مین تھے - انکے خدمتگار و توابع اس کے علاوہ ہین - اب اس بنا پر جملہ حاضرین اہل شام کو شمار کرین اور لڑنیوالونکے ساتھہ اونکے خدمتگار و توابع بھی شامل کرلیئے جاوین تو تین لاکھہ سے بلکہ اس سے زائد بڑھ جاتے ہین - اس طرح پر کہ ہر سپاہی و سوار کے ساتھہ اقل درجہ ایک خدمتگار ضرور ہوتا ہے اور بعضے ایسے بھی ہین کہ جنکے ہمراہ پانچ پانچ دس دس خدمتگار بھی ہوتے ہین جیساکہ امرا و روٴسا قوم و افسران لشکر - اودھر اہل عراق جنگجو و مردان کارزار ایک لاکھہ بیس ہزار تھے (اسیقدر انکے خدمتگار و توابع - جملہ دو لاکھہ چالیس ہزار ہوے مگر یہہ تعداد تخمینی اور قیاسی ہے جو مبالغہ سے خالی نہین اور ناظرین اسکو ایشیائی قدیمی عادت مبالغہ شاعرانہ پر محمول کرینگے اب دوسری تعداد جو قرین قیاس ہے اور اقوال موٴرخین کے موافق ہے وہ یہہ ہے کہ) ہشیم بن عدی طائی - شرقی بن قطامی - ابو مخنف - لوط بن یحییٰ اکابر معتمدین کے اقوال سے جنکو ہم سابقاً لکھہ آے ہین نقل کرتے ہین کہ لشکر عراق نوے ہزار اور لشکر شام پچاسی ہزار جملہ مبارزین و مقاتلین سوار و پیادہ ایک لاکھہ پچہتر ہزار تھے - جن مین فریقین سے جملہ ستر ہزار جانباز معرکہ صفین مین کام آے - پینتالیس ہزار لشکر شام کے تابعان معاویہ رضہ سے اور پچیس ہزار لشکر عراق کے محبان جناب علی مرتضیٰ رضہ سے مجموعہ ستر ہزار مین پچیس صحابی بدری بھی ہین جو لشکر فریقین مین تھے - ظاہر ہے کہ معرکہ و مقتل مین تعداد مقتولین مین وہی اشخاص شمار ہوتے ہین جو گنتی مین آے اور اونکا قتل ہونا معلوم

ہوا اور اونکی لاش یا سر وغیرہ کا پتہ چلا اور جو ہنگامہ قتال مین بدحواس ہوکر نہر میت خوردہ دریا مین گرکر ڈوب گیے یا جنگل مین مارے گئے اور اونکی لاش طعمۂ درندگان صحرائی ہوئی دیا اتفاقاً زخمی ہوکر معرکہ سے نکل گئے اور اپنے گہر پہونچکر مرے) وہ حد شمار سے باہر اور انکی تعداد فی الجملہ دشوار ہے (مروج الذہب علامہ مسعودیؒ)

مؤلف۔ مؤرخین نے تعداد معرکون مین بہت کچھ اختلاف کیا ہے خمیس مین ہے کہ دونون لشکر صفین مین ایک سو دس دن مقیم رہے اور نوّے لڑائیان ہوئین۔ بعضے اس سے زیادہ بیان کرتے ہین چنانچہ روضۃ الصفا کے دیکھنے سے معلوم ہوتا ہے جسکا خلاصہ یہ ہے کہ ربیع الاول مین دونون لشکرونکا اجتماع بمقام صفین ہوا اور تین ماہ کامل طرفین ایک دوسرے کے مقابل پڑے رہے اس عرصہ مین دونون سے پیام وسلام جاری رہا اور اس مدت مین پچاسی مرتبہ فریقین کے لشکر لڑائی کے واسطے جمع ہوے مگر دونون طرف سے نصیحت اور زبانی فہمائش ہونے سے نوبت جنگ نہین پہونچی۔ پہر نصف جمادی الآخر سے تا رویت ہلال رجب جنگ ہوتی رہی بعدہ پہر لڑائی موقوف رہی اور تا انقضاے ماہ محرم طرفین بغیر جنگ وجدال ایک دوسرے کے مقابل پڑے رہے۔ پہر شروع صفر سے بازار قتل وقتال گرم ہوا اور آخر کار شامیون کے قرآن شریف نیزونپر بلند کرنے سے لڑائی کا خاتمہ ہوگیا۔ پہر ایک مقام پر لکھتے ہین کہ گیارہ ماہ تک فریقین میدان صفین مین جمع رہے اور علاوہ ماہہاے حرام کے لڑائی ہوتی رہی اور بخیال تلف ہر دو سپاہ جنگ مغلوبہ نہین ہوتی تھی۔ ان لڑائیون مین قریب ستر ہزار آدمیونکے جناب امیر المومنین علیؑ کی طرف کے کام آے منجملہ انکے ستر اصحاب کبار بدری تھے اور لشکر حضرت معاویہؓ سے ایک لاکھ بیس ہزار سپاہی مارے گئے مگر یہہ جملہ روایات درباب شمار معرکہ و مدت جنگ صفین و تعداد مقتولان علامہ

ابن اثیر۔علامہ ابن خلدون اور علامہ مسعودی کے بیان کے خلاف ہین لہذا انکا ذکر کرنا
موجب طوالت کلام سمجھکر ہم نے اوسسے اعراض کیا۔اب ہرسہ کتب سے معرکون کی صحیح تعداد
جو معلوم ہوتی ہے وہ یہہ ہے کہ تمام ماہ ذیحجہ لڑائی مین گذرا اور تمام ماہ محرم لڑائی موقوف
رہی پہر یکم صفر روز چہارشنبہ سے شروع ہوئی اور دسوین صفر یوم جمعہ کو شام تک
لڑائی کا خاتمہ ہوگیا۔تمام دن شمار کرنے سے چالیس لڑائیان ہوتی ہین۔یا دو چار
اس سے زیادہ۔

علامہ مسعودیؒ فرماتے ہین کہ بعد واقعہ جمل جناب امیر المومنین علیؑ کا کوفہ مین آنا اور پہر
حضرت معاویہؓ سے بمقام صفین مقابلہ ہونا اسکے درمیان چہہ ماہ تیرہ دن کی مدت ہے
اور آپکا قیام صفین مین ایک ماہ دس یوم ہوا اور جملہ معرکے جو صفین مین ہوئے وہ ستر ہین۔
یہ قول قرین قیاس ہے اگرچہ بیان واقعات سے اسقدر لڑائیون کی تعداد نہین
معلوم ہوتی لیکن اس قول کی تصدیق اس طرح ہوسکتی ہے کہ مشہور مشہور لڑائیان
مورخین نے لکھین جو چالیس ہوتی ہین باقی چھوڑ دین اگر سب ملائی جاوین تو پوری ستر
ہوجاوین۔پہر بہی مورخین کی کوتاہ قلمی سے اضطراب رفع نہین ہوتا او دہر تاریخ روانگی
جناب امیر المومنین علیؑ پر نظر ہو اور صفین مین دونون لشکرونکا اجتماع پہر ایک ماہ کامل
محرم الحرام لڑائی کا موقوف رہنا یہہ سب امور پیش نظر کئے جاوین تو وہی چالیس معرکے
ثابت ہوتے ہین اور بس۔

اصل یہہ ہے کہ ابن اثیر و ابن خلدون نے اس سے بحث نہین کی کہ کتنی لڑائیان ہوئین
اور نہ اسکی تصریح کہ طرفین کس تاریخ کو پہونچے اور کس تاریخ کو بعد تحریر اقرارنامہ واپس ہوے
اب اوسپر تو کوئی اعتراض نہین اونکی تحقیق مین جو بات آئی لکھہ دی جسکی بابت شک ہوا

یا روایت معتبر نہ پائی اوس سے ساکت رہے اسی طرح مسعودی نے بھی وہی واقعات لکھے جو اونکے نزدیک حق تھے اور اوسکے ساتھہ ہی اقوال مختلفہ ناقلین آثار واخبار نقل کر دیئے۔ اونپر بھی کوئی الزام نہین کیونکہ مورخین کا دستور ہے کہ بعد تحریر روایات صحیحہ دیگر روایات سے بھی تعرض کرتی ہین جنکی غلطی ثابت ہوتی ہی اونپر تنبیہہ کر دیتے ہین جسکی نسبت شک ہوتا ہے کبھی اشارۃً لکھہ دیتے ہین کبھی نہین بہر حال ان تینون کتابون سے جو ہمکو ملا اور صحیح معلوم ہوا اونکو مسلسل بیان کر دیا

صاحب خمیس بحوالہ دول الاسلام نقل کرتے ہین کہ جنگ صفین مین جناب امیر المومنین علیؓ کے ہمراہ اور حضرت معاویہؓ کی طرف ایک جماعت صحابہ کرام سے تہی۔ ایک گروہ سادات صحابہؓ سے کسی طرف شریک نہین ہوا جنمین سے چند یہہ ہین۔ حضرت سعد بن ابی وقاصؓ فاتح عراق۔ حضرت سعید بن زید۔ ابو الیسر سلمی۔ زید بن ثابت۔ محمد بن مسلمہ۔ عبد اللہ بن عمر فاروقؓ۔ اسامہ بن زید۔ صہیب رومی۔ ابو موسیٰ اشعری رضی اللہ تعالیٰ عنہم۔ ان حضرات نے سلامتی گوشہ نشینی مین دیکھی۔ ان بزرگونکا قول تہا کہ اگر کفار سے لڑائی ہوتی اور مسلمان جہاد کو نکلتے تو ہم ضرور شریک ہوتے۔ یہہ آپس کی لڑائی۔ اہل فتنہ و باغیون پر لشکر کشی۔ اہل قبلہ سے جدال و قتال ہے ہم اس مین شریک نہین ہوتے۔

راے اہل حق درباب معرکہ صفین

بیانات سابقہ سے بخوبی ظاہر ہو گیا کہ اس معرکہ مین جملہ اہل اسلام تین فریق تھے ایک جماعت جناب امیر المومنین علیؓ کے ہمراہ دل سے مطیع۔ آپکو خلیفہ برحق مانتے تھے۔ جملہ افعال و اقوال مین آپکے متبع۔ بندگان خاص منتسبان با اختصاص۔ پیرو طریقہ سلف معتقدین مذہب خلف۔ درحقیقت اہل سنت وجماعت یہی لوگ تھے۔ دوسرا گروہ جناب امیر معاویہؓ کی جانب تہا وہ اونکے ہوا خواہ و فرمانبردار تھے خواہ دل سے یا بطمع دنیوی۔ تیسرا فریق وہ معدود

چند اصحاب کبار یا اونکے توابع جو مسلمانونکی باہمی لڑائی مین کسی طرف شریک ہونا بہتر نہ سمجھکر کنارہ کش ہوے۔ اگرچہ یہہ حضرات امیر المومنین علیؓ کو خلیفہ برحق جانتے تھے لیکن احتیاطًا آپکے ساتھہ نہوے۔ اب یہہ دو فریق رہے۔ مطیعان جناب امیر المومنین علیؓ و ہمراہیان جناب معاویہؓ۔ یہہ بہی معلوم ہے کہ دونون طرف صحابہ کرام بھی تھے اور جنگ مین شہید ہوے۔

تاریخی حیثیت سے دیکہا جاے تو صاف معلوم ہوتا ہے کہ اس لڑائی کی بنا جناب معاویہؓ اور شامیونکی طرف سے ہے اور یہہ وہ لوگ ہین جنہون نے جناب علی مرتضیٰ کی خلافت کو تسلیم نہین کیا اور نہ بیعت قبول کی۔ ان لوگون مین بنی امیہ کی بہی ایک جماعت ہے جو بخیال ناقص اپنے جناب امیر المومنین علیؓ کو قاتل جناب امیر المومنین عثمانؓ مانے ہوے تھے اور زیادہ تر جو جنگ جمل کے بانی و مبانی تھے اور جو اپنے زعم مین خون عثمانیؓ کے طالب تھے مگر اس مین مریدان ابن سبا کی کارگذاری بہی تہی۔ شامیونمین بطلب قصاص جناب عثمانؓ جوش و خروش پیدا کرنا دراصل انہین کی نہفتہ موشگ دوانی تہی۔ بہرکیف جناب معاویہؓ کو اپنے ارادونمین کامیاب ہونیکی امید شامیونکی اتفاق پر ہوئی اور اونکے ملانے کو طلب قصاص سے زیادہ چلتا منتر دوسرا ہاتھہ نہ لگا۔ اسیکے ذریعہ سے انہون نے ایک جماعت کثیر اپنے تابع کرلی اور قبائل عرب انکے ساتھہ ہوکر مرنے اور جان دینے پر آمادہ ہوگئے۔ قبل صفین اگرچہ بیعت خلافت جناب معاویہؓ منعقد نہ ہوئی تہی تاہم بحیثیت ایک با اختیار حاکم یا رئیس ملک کے یہہ علاقہ شام پر حکمران تھے۔ چونکہ ملک گیری اور اپنے حریف کے ملانے مین دخل تام انکو حاصل تہا اور سب سے زیادہ ایک وصف حلم خدا داد انکے حصہ مین آیا تہا جسکی وجہ سے کہہ سکتے ہین کہ یہہ صلح کل یا ہر دل عزیز ہونے کی قابلیت رکھتے تھے۔ علاوہ اسکے

قبائل عرب مین خاندانی حرمت وفضیلت صحابیت۔ حضرات شیخین وجناب ذی النورین کے
زمانہ مین حکومت وامارت پر سرفراز رہے۔ یہہ سب باتین ایسی تہین کہ عوام الناس کوتاہ بین
کی نظرون مین عزت کی نگاہ سے دیکھے جاتے تھے بلکہ جہال انہین کو مستحق خلافت جانتے تھے
یہہ وہ اسباب تھے جو انکے حوصلہ بڑہانے مین معین ہوے۔ پہر بعض حضرات صحابہؓ کی شرکت
عام اشخاص کے دلومین اور بہی انکی عزت واہلیت جمانے کا باعث ہوا۔ ان دو متخاصمین
مین عقلاً ونقلاً ایک حق پر دوسرا باطل پر ہوگا مگر عقل اسبات کو تسلیم نہین کرتی کہ ایک کو
مسلمان باایمان کہین دوسرے کو اہل طغیان بے ایمان قرار دین اور ان دونون گروہ مین یا
وہ نسبت قائم کیجاوے جو اہل اسلام کو کفار فجار سے ہے کیونکہ طرفین باتفاق مورخین وجملہ اہل ملل
مسلمان صاحب قبلہ واحد تھے دونون ایک خدا کے ماننے والے دونون ایک پیغمبر کی امت دونون کا ایک ہی
قرآن۔ ایک ہی کلمہ۔ دونون دیندار پرہیزگار۔ اس زمانہ والون سے بدرجہا افضل و
اشرف تہے پہر نسبت ہوگی تو اسیقدر کہ ایک عادل رعیت پرور بادشاہ کے حکم سے اوسکی ممالک
محروسہ کا ایک حصہ اوسکی اطاعت سے نکلکر برسر مقابلہ ہوا اور بادشاہ پر خروج کرے بنا رمخالفت چند
قوانین مروجہ عدالت وحکومت بادشاہ وقت ہون جنکو یہ گروہ باغی اپنی عقل ورای سے ناحق تصور
کرے اور اپنے بادشاہ کو مستحق سلطنت نہ تصور کرے یہی نسبت جناب امیر المومنین علیؓ
اور آپ پر خروج کرنے والونکے درمیان ہے۔ اگرچہ یہان یہ شبہہ ہوتا ہے کہ جناب امیر معاویہؓ
نے آپکی بیعت کب قبول کی مگر اسکا جواب ہماری تقریر کے آخری فقرہ سے نکلتا ہے۔
حاصل کلام جناب امیر معاویہؓ اور اونکے تابع بیشک جناب امیر المومنین علیؓ کے مقابلہ مین
باغی ٹہیرے لیکن بعد مصالحت اب کیا حکم ہوتا ہے۔ عقل دوربین کا یہی جواب ہے کہ اب
دونون ایک ہوگئے اور اب کوئی فریق مستحق ملامت نہین رہا وہو المطلوب یہ توزبانی

تقریر تھی اب بزرگان دین کے اقوال ملاحظہ ہوں جس سے بہت سے شکوک رفع ہونگے۔ مولینا شاہ ولی اللہ صاحب محدث دہلوی فرماتے ہین کہ حضرت معاویہؓ کی نسبت الزام ہے تو یہی کہ وہ مجتہد تھے خطا کی دلیل راجح چھوڑ کر شبہ مین پڑ گئے۔ انکی مثال بالکل وہی ہے جیسا واقعہ جمل مین اصحاب جمل کو دہوکا ہوا اور خطا کی بالکل وہی تقریر اور وہی جواب ہے انکے اونکے فرق اتنا ہے کہ اونکو دوسرا شبہ تہا جو وہان بیان ہو چکا انکو یہ شبہ پیش آیا کہ بہت سے اشخاص نے جناب امیر المومنین علیؓ کی بیعت سے تخلف کیا اکثر صحابہ بیعت سے الگ رہے ملک شام کے ہزارون مسلمانون نے بیعت قبول نہ کی لہذا آپکی بیعت منعقد نہ ہوئی کیونکہ بیعت تام ہونے مین تسلط اور غلبہ۔ احکام خلیفہ وقت جاری ہونا۔ ان مین سے کوئی بات نہ پائی گئی لہذا بیعت ناتمام رہی اب امیر المومنین جناب علیؓ کے خلاف کرنیسے باغی نہین ہو سکتے۔ یہ اونکا شبہ تہا۔ تسلط اور غلبہ نہ دیکھکر خطا کی۔ حالانکہ اتمام بیعت کے واسطے یہ شرط نہین ہے۔ کیونکہ آپ کی خلافت منعقد ہو چکی تہی اور اوسپر اجماع ہو چکا تہا۔ علاوہ اسکے احادیث کثیرہ دال ہین کہ آپ مستحق خلافت ہین اور اپنے زمانہ مین واجب الاطاعت اور آپکے خلاف آپ سے مخالفت ومفارقت کرنیوالا خارق جماعت تہا

جناب معاویہؓ کی مخالفت کی ایک وجہ اور ہوئی۔ اونکو حضرت کعب احبارؓ کی زبانی معلوم ہو چکا تہا کہ انکو خلافت ہوگی اور نیز احادیث نبوی خود انکے گوش گذار ہو چکی تہین جنکی وجہ سے انکو خلافت کا خیال دامنگیر تہا۔ ہم وہ احادیث نقل کرتے ہین۔

حضرت معاویہؓ فرماتے ہین کہ جب سے مین نے آنحضرتؐ کی زبان مبارک سے یہ حدیث "اے معاویہؓ اگر تم حاکم ہونا تو اچھی طرح نیکی وخوبی کے ساتھ حکومت کرنا" سنی مجھکو خلافت کی طمع پیدا ہوئی۔ بروایت عبداللہ بن عمرؓ یہ الفاظ ہین "اگر تم خلافت پاؤ اور حکومت

مل جاوے تو اللہ تعالی سے ڈرتے رہنا اور عدل اپنا طریقہ رکھنا" حضرت معاویہؓ فرماتے ہین۔ اوسوقت سے مجھکو خیال پیدا ہو گیا کہ مین ضرور اس بار خلافت مین مبتلا ہونگا۔

حضرت ام المومنین عائشہ صدیقہؓ سے روایت ہے کہ آنحضرت صلعم نے جناب معاویہؓ کو خطاب کر کے فرمایا۔ اگر خداوند تعالی تمکو یہہ قمیص پہناویگا تو تم کیا کروگے۔ ام المومنین جناب ام حبیبہؓ نے عرض کیا۔ اے رسول اللہ کیا میرا بھائی خلیفہ ہوگا۔ ارشاد ہوا۔ ہان ہوگا لیکن اونکی خلافت ہونے مین بہت کچھہ ہنگامہ و فساد برپا ہوگا۔

حضرت معاویہؓ سے روایت ہے کہ مجھسے آنحضرتؐ نے ارشاد فرمایا۔ اے معاویہ عنقریب میرے بعد تم میری امت کے والی ہوگے۔ جب یہ وقت آوے تو خبردار میری امت کے نیک لوگونسے اونکے کام قبول کرنا اگر کسی سے خطا ہو جاوے تو معاف کرنا۔ حضرت معاویہ کہتے ہین مجھکو اوسیوقت سے یہہ خیال بندھ گیا۔

حضرت امام حسنؓ بروایت جناب امیر المومنین علیؓ نقل کرتے ہین کہ آنحضرت صلعم نے فرمایا۔ جبتک معاویہؓ مالک نہ ہونگے یہہ رات دن قائم رہین گے۔

مسلمہ بن مخلدؓ کہتے ہین کہ مین نے آنحضرتؐ کو یہ فرماتے سنا۔ خداوندا معاویہؓ کو علم کتاب عطا فرما۔ اونکو ملکونمین حکومت عنایت کر۔ اونکو عذاب قبر سے بچا۔

عروہ بن رُویم سے روایت ہے کہ ایک اعرابی حضور سرور عالمؐ کی خدمت مین حاضر ہوا اور بکمال گستاخی و جہالت کہا۔ آئیے مجھسے کشتی لڑئیے۔ حضرت معاویہؓ موجود تھے اوٹھہ کھڑے ہوے اور اوس اعرابی سے کہا کہ مین تجھسے لڑتا ہون۔ حضور نے فرمایا۔ معاویہؓ کبہی کوئی غالب نہ آویگا۔ راوی نے جب یہہ حدیث بروز واقعہ صفین جناب علیؓ کے سامنے بیان کی تو آپ نے فرمایا۔ اگر یہ حدیث مجھکو تم اس سے قبل سناتی تو مین ہرگز معاویہؓ سے لڑنے نہ آتا۔

کیا عجب ہے کہ ان احادیث سے جناب معاویہؓ کے دل میں خیال خلافت جم گیا ہوا ور وہ اپنے کو مستحق خلافت سمجھکر جناب امیر المومنین علیؓ سے لڑے۔ اس صورت مین انکے واسطے صحیح دلیل موجود تھی اگر انپر عمل کر کے اہل خلافت جناب مرتضیٰؓ سے جدال وقتال کیا تو بیشک معذور ہین اور کسی طرح مستحق ملامت نہین۔ ہان جناب علی مرتضیٰؓ کی شرافت واہلیت وقرب نبوی وغیرہ گی اہل بیت پر نظر نہین کی اسوجہ سے خطا کی پھر بھی ثواب اجتہاد سے محروم نہین ہین اور جو انکے تابع ہین وہ حکم مقلدین مین ہین جیسا مجتہد کو اپنے اختیار پر عمل کرنا درست ہے، ویسا ہی مقلد کے واسطے حاجت دلیل نہین اوسکے واسطے مجتہد کا قول دلیل کافی ہے یہ حکم تو مقلد محض کا ہے۔ اب رہے وہ لوگ جو حضرت معاویہؓ کے لشکر مین درجہ اجتہاد رکھتے تھے اونکے واسطے تو تقلید کافی نہین اوسکا جواب یہ ہے کہ وہ بھی اسی اجتہاد مین شریک تھے اور جس طرح حضرت معاویہؓ نے خطاء اجتہادی کی وہ بھی انکے ساتھ اپنے اجتہاد مین مخطی تھے۔ اب متخلفین کی بابت ملاحظہ ہو۔

مولانا شاہ ولی اللہ صاحب فرماتے ہین۔ اس مقام مین مسئلہ باریک ہے کہ اکثر لوگ اس بارہ مین بہل گئے اور صراط مستقیم سے دور پڑے۔ وہ مسئلہ یہ ہے کہ جب امیر المومنین جناب علیؓ کا خلیفہ برحق ہونا یقینی معلوم ہے تو اس صورت مین آپکی نصرت واعانت سب پر واجب تھی۔ جو لوگ آپکے مطیع وفرمانبردار تھے وہ تو آپکو اپنا امام مانتے تھے اونہون نے آپکی مدد ونصرت سے علیحدگی اختیار کی ان لوگون کے واسطے کیا حکم ہے مجتہد مصیب (یعنی اجتہاد کرنیوالے صواب پر) تھے یا مجتہد مخطی (خطا کرنیوالے) تھے اسکے جواب مین جو میرے نزدیک حق ثابت ہوا وہ یہ ہے کہ یہ لوگ اپنے اجتہاد مین حق پر تھے آنکے واسطے نصرت امام برحق کرنا بھی درست تھی اور خانہ نشینی اولیٰ۔ کیونکہ انکے واسطے

دلیل متعارض تہین۔ احادیث دالہ بر وجوب نصرت امام و احادیث ترک قتال و عزلت ایسے پر آشوب زمانہ اور مسلمانون کی باہمی جنگ و جدال مین دونون قسم کی احادیث ملانیسے قدر مشترک اسقدر نکلتا ہے کہ ایسی صورت مین امام کی نصرت جائز و رخصت ہے اور عزلت و خانہ نشینی عزیمت و اولی ہے۔

وہ احادیث فتنہ و آشوب اس جگہہ بوجہ طوالت نہین لکھی گئین ہان اکثر اس مضمون کی حصہ اول مین لکھہ آے ہین مگر اس جگہہ پر شبہ گذرتا ہے کہ احادیث ترک قتال ایام فتنہ و فساد کا خلاصہ تو یہہ ہے کہ ایسے پر آشوب وقت مین خانہ نشین ہو جانا اور لڑائی سے ہاتہہ روکنا باعث ثواب ہی اور خداوند تعالی کے نزدیک امر پسندیدہ اور اونپر عامل مستحق درجات عالیہ ہی۔ لیکن سمجہہ مین نہین آتا کہ ادہر جناب امیر المومنین علی رض کو خلیفہ برحق تسلیم کرتی جاؤ اور جب آپ پر وقت مصیبت پڑجاے تو آپکی اعانت نہ کرو بلکہ گہر بیٹہے تماشا دیکہا کرو اس مین خدا کی رضا اور امید ثواب ہے۔ یہ عجیب بات ہے۔ جواب یہ ہی کہ آنحضرت صلعم کو یقینًا معلوم تہا کہ ہرچند جناب علی مرتضی خلیفہ برحق ہین لیکن انکی نصرت انکو کوئی نفع نہ دیگی اور عالم تقدیر مین یہہ بات طے ہو چکی ہے کہ انکے وقت مین نصرت و مدد کا بالکل موقع نہ رہیگا لوگونکا آپ پر متفق ہونا۔ آپکے احکام بلاد اسلام مین جاری و نافذ ہونا بالکل قطع ہو جائیگا ایسی حالت مین آپکی مدد کے واسطے لوگونکو سمجہانا اور ہر چہار طرف سے اس کام کو جمع ہونا باعث زیادتی فتنہ کا ہوتا جسکا نتیجہ بالعکس ظاہر ہوتا اور نصرت و مدد خلیفہ برحق کی اوس جگہہ مطلوب ہوتی ہی جہان اوسکے منصور و مظفر ہونے کی قوی امید ہو یہان تو امید موہوم بھی نہ تھی بلکہ یقینًا معلوم تہا کہ کوئی تدبیر کارگر نہ ہوگی اور کسی حیلہ و تدبیر سے آپ پر اتفاق ہوکر شور و شر رفع ہونا ممکن نہین لوگونکو جمع کرنا اور آپکی مدد پر تحریص و ترغیب دینا اور

آپکے دشمن مد مقابل کی لڑائی وجنگ سے کیا حاصل لہذا حکم ہوگیا کہ ایسے پر آشوب وقت
مین جبکہ تمہاری تدبیر اور کوشش سے کوئی نتیجہ حاصل ہونے والا نہوا اپنے گہر مین خاموش
بیٹھے رہو (جیسا حضرت عثمان ذی النورین رضؓ نے اپنی مدد واعانت سے منع فرمایا یا دیگر صحابہ کرام
جو آپکی مدد و نصرت سے کنارہ کش ہوکر خانہ نشین ہوگئے تہے بالکل اسیکے مشابہ ہے) دیکھو اسکی
نظیر واقعہ حرہ ہے (بعد شہادت جناب امام حسین رضؓ یزید کے زمانہ مین مدینہ منورہ کی لوٹ مار
مراد ہے) کہ اہل مدینہ کا مظلوم ہونا بالیقین معلوم تہا اور قاتلون کے ظالم ہونے مین
کوئی شبہ نہ تہا باوجود اسکے آنحضرت ؐ نے لوگونکو لڑائی سے منع فرمایا تہا۔ ابو ذر رضؓ سے روایت ہے
کہ حضور نے ارشاد فرمایا۔ تم اوسوقت کیا کروگے جب لوگ عذاب بہوک مین مبتلا ہونگے
اور یہ حالت فاقونکے بدولت پہونچ جاویگی کہ تم اپنے گہر سے مسجد مین آوگے تو غلبہ ضعف
وشدت بہوک سے گہر جانیکی قدرت نہ ہوگی اور اگر کسی طرح گرپڑکر مسجد سے گہر پہونچ گئے
تو بار دیگر مسجد نہ جاسکوگے۔ مین نے کہا۔ اللہ اور اوسکا رسول خوب جانتا ہے۔ یا جو خدا
اور اوسکے رسول کا حکم ہو۔ فرمایا۔ اوسوقت عفت سے کام لینا۔ کسی سے سوال نہ کرنا۔ پہر
فرمایا۔ اے ابوذر۔ اوسوقت کیا کروگے جبکہ احجار الزیت خون سے ڈوب جائیگا۔
مین نے کہا۔ جو حکم ہو۔ فرمایا۔ اپنے میل والون سے مل جانا۔ مین نے عرض کیا۔ کیا تلوار لیکر
اپنی گردن پر رکہہ لون۔ فرمایا۔ خبردار ایسا نہ کرنا ورنہ ظالمونکے شریک حال ہوگے۔
مین نے عرض کیا پہر کیا کرون۔ ارشاد ہوا۔ اپنے گہر بیٹہے رہنا۔ مین نے عرض کیا۔ اگر کوئی
میرے گہر مین گہس آے اور مجہے قتل کرنا چاہے۔ فرمایا۔ اگر تمکو تلوار کی چمک سے ڈر معلوم ہو
تو چادر سے منہ چہپا لینا قاتل تمہارا عذاب اپنے سر لیجائیگا۔ اسپر جو اگر کوئی اعتراض کرے
کہ جب فتنہ وفساد کے زمانہ مین اسقدر ترک جنگ کی تاکید ہے تو اس صورت مین

جناب امیر المومنین علیؓ کو اور آپکے اقربا و عزیزونکو جنگ کی ممانعت کیون نہ فرمائی۔ ان حضرات کو بہی منع فرماتے تاکہ یہ نہ لڑتی اور ہزارون کا کشت وخون نہ ہوتا۔ اسکا جواب یہ ہے کہ آپکے حق مین دوسری وجہ غالب ہوئی اور آپکو لڑائی قائم کرنے اور اوسپر سختی وصبر گوارا کرنے کا سبب دوسرا تہا۔ وہ یہ ہے کہ آپ خلافت نہ ترک فرماوین معارضین ومخاصمین کے ڈر سے اسکو ہاتہ سے نہ دین اور حتی الامکان خلافت کے استحکام مین کوشش تمام بجالائین تاکہ قیامت کے روز زمرہ خلفا مین آپکا حشر ہو۔ اسکی نظیر جناب امیر المومنین ذی النورینؓ کا قصہ ہے۔ یہ وجہ تو آپکی جنگ وجدال کی تہی۔ آپکے اقربا داعزہ جو آپکے شریک رہے اونہون نے حق قرابت وصلہ رحمی ادا کیا اور خدمت خلیفہ برحق بجالاے وہ اس جہت سے ماجور ہوے۔ حضرت عمار بن یاسرؓ کی شرکت اسی بنا پر تہی اگرچہ کوئی رشتہ ناتا نہ تہا مگر بوجہ صحبت قدیم کے حکم اقارب مین تہے۔ پس جناب امیر المومنین علی مرتضیٰؓ اور آپکے اقارب کے حق مین یہی شایان تہا کہ عزت خلافت کو ہاتہ سے نہ دیا اور جو لوگ حق قرابت نہ رکہتے تہے اونکے واسطے اختیار دیا گیا۔ جو آپکے شریک حال ہوے اونہون نے جانب رخصت عمل کیا جو علیحدہ رہے اور خانہ نشین ہوے اونہون نے عزیمت جہت اولیٰ اختیار کی ع ہر سخن وقتے وہر نکتہ مکانے دارد۔ (بہرحال آپکے موافقین کے دونون گروہ ماجور و مستحق ثواب ہین اور مخالفین کی نسبت سابق مین گذر چکا کہ وہ بہی بعلت تقلید معذور ہین) جناب علی مرتضیٰؓ سے دونون لڑائیون جمل وصفین کے قبل اور بعد اقوال متضادہ مروی ہین۔ لڑائی سے پہلے تو معلوم ہوتا ہے کہ آپ جنگ وجدال ضروری سمجہتے تہے اور بعد جنگ کے افسوس کرنے سے معلوم ہوتا ہے کہ جنگ کرنے سے بیزار ہوے۔ اسکی وجہ یہہ ہے کہ بوجہ کمال ورع وتقویٰ کے آپنے دلیل جانب خلاف (ترک جنگ) ملاحظہ

فرمائی (واقعہ جمل کے متعلق دونون قسم کے اقوال ہم لکھہ آے ہین۔اب جنگ صفین کی بابت بعد جنگ کے جوآپنے فرمایا وہ یہ ہے) ابوبکر سلیمان بن مہران سے نقل کرتے ہین کہ جناب علی مرتضیٰؓ جنگ صفین مین بکمال تحسر وافسوس اپنے لب چباتے اور فرماتے تھے اگرانجام کار مجھکو معلوم ہوتا تو ہرگز لڑائی پر نہ نکلتا۔ای ابوموسیٰؓ جاؤ اور فیصلہ کردو چاہے لوگ میری گردن کاٹنے پر راضی ہون۔

شعبی حارث سے روایت کرتے ہین کہ جب امیرالمومنین علیؓ جنگ صفین سے واپس آے اور آپکو یہہ معلوم ہوگیا کہ اب کام آپکے ہاتھہ سے نکل گیا اور اتفاق عامہ ہونا دشوار ہے توآپ اکثر اوقات اس قسم کی باتین کرتے جوکبھی اس سے قبل آپکی عادت نہ تھی منجملہ اون باتونکے یہہ فرماتے تھے۔اے لوگو۔اب امیر معاویہؓ کی امارت پر ناخوش نہ ہو بلکہ اسیکو غنیمت جانو اگر یہہ بھی نہ رہی توتم دیکھہ لوگے کہ لوگونکے سر شانونسے مثل اندرائن کے پھل کے گرین گے۔

اعتزال خوارج

تحریراقرارنامہ کے بعد فریقین کے لشکر اپنے اپنے شہرون مین چلے گئے۔حضرت معاویہؓ دمشق مین داخل ہوے۔امیرالمومنین علی مرتضیٰؓ کوفہ مین تشریف لاے۔آپکے لشکر مین سے بارہ ہزار خوارج الگ ہوکر کوفہ کے متصل بمقام قصبہ حرورا مقیم ہوے اور اپنا سردار بخشی فوج وامیر جنگ شبیث بن ربعی تمیمی کو پیش امام عبداللہ بن الکوا الیشکری کو مقرر کرلیا (چونکہ ان لوگون نے حرورا کو اپنا مسکن کیا تھا اسواسطے یہ گروہ حروریہ کے نام سے مشہور ہی اور جناب امیرالمومنین علیؓ سے الگ ہوکر امام برحق پر خروج کیا لہذا خوارج کالقب پایا) (اونکا منادی یہ پکارتا پھرتا تھا۔بیعت اللہ جل شانہ کی ہے)

نیک کاموں کا حکم کرنا بُرے کاموں سے بچانا ہمارا فرض منصبی ہے۔ بعد فتح کے شوریٰ سے کل کام انجام دیئے جائینگے (ابن اثیر)

خوارج کا یہ عقیدہ تھا کہ بیعت خلافت و امامت کوئی چیز نہین۔ عمرو بن العاصؓ ایسے شخص کو جسنے ہزارون مسلمانون بیگناہ کا خون اس جنگ صفین مین کرا دیا حکم کرنا گناہ کبیرہ سمجھتے تھے (بدائع)

ایک روز جناب علی مرتضیٰؓ مسجد کوفہ مین خطبہ فرما رہے تھے کہ خوارج نے آکر ہانک لگانا شروع کردی "تم سختی اور دشمن کی مار سے گھبرا گئے۔ فیصلہ پر راضی ہوے۔ ذلت و خواری دین کے کام مین قبول کی۔ خدا کے سوا کسیکا حکم نہین ہے" آپنے جواب دیا بیشک مین تمہارے واسطے حکم خدا کا منتظر ہون۔ اسپر خوارج بولے۔ آیت کریمہ۔ و لقد اوحی الیك و الی الذین من قبلك لئن اشرکت لیحبطن عملك ولتکونن من الخاسرین۔ پڑھی۔ (آپکو مصداق آیہ کریمہ بنایا۔ معاذاللہ) آپنے بھی ایسا ہی جواب دیا۔ فاصبر ان وعد اللہ حق و لا یستخفنك الذین لا یوقنون (سورہ روم)

خوارج کی یہ زیادتی و شرارت شیعان متبعان امیرالمومنین علیؓ نے دیکھکر کہا۔ ہماری گردنون مین تو پہلے ہی سے علیؓ کی بیعت ہے اب دوبارہ اسپر بیعت کرتے ہین کہ جسکے آپ دوست ہین ہم بھی اوسکے دوست ہین اور جسکے آپ مخالف و دشمن ہین ہم بھی اوسکے دشمن ہین خوارج نے سنکر کہا۔ کیا خوب۔ تم لوگون نے حضرت علیؓ کی بیعت کی جس سے تمپر فرض ہو گیا کہ جسکے وہ دوست ہون تم بھی اوسکے دوست ہو اور جس کے وہ دشمن ہون تم بھی اوسکے دشمن ہو۔ علیٰ ہذا القیاس اہل شام نے حضرت معاویہؓ کو اچھا سمجھکر اونسے بیعت کرلی اور ہر کام مین اونکے مطیع ہو گئے۔ ہماری نزدیک تم دونون حق سے منزلون

دور ہوگئے اور مثل دو گھوڑوں گھوڑ دوڑ کے ایک دوسرے کے آگے کفر کی جانب سبقت کرگئے [راقم - یہ عقیدہ اونکا (مسلمان امام کی بیعت کرنیوالے کافر ہیں) اونکی کفر کا موجب ہے]

زیاد بن نضر نے خوارج کو جواب دیا۔ واللہ ہمنے امیر المومنین علی کی بیعت کتاب و سنت پر کی ہے لیکن جب تم اونکے مخالف ہوے تو شیعان علیؑ اونکے پاس آے اور یہ کہنا شروع کیا۔ جسکے آپ دوست نہیں ہم بھی اوسکے دوست نہیں اور جسکے آپ دشمن ہیں ہم بھی اوسکے دشمن۔ درحقیقت ہمارا بھی یہی عقیدہ ہے اور یہی حق و راست ہے۔ جو اسکا مخالف ہے وہ خود گمراہ ہونے والا اور دوسرونکو گمراہ کرنے والا ہے۔

اسوقت سے اسلام میں تین فریق ہوگئے۔ اہل سنت و جماعت۔ شیعان علی۔ خوارج۔ جناب علی مرتضیٰؓ اسلام کی تفریق سے بنہایت درجہ دلتنگ و حزین ہوے پھر آپ نے حضرت عبداللہ بن عباسؓ کو بلاکر فرمایا۔ آپ حروراء میں جاکر خوارج سے ملیں میں بھی آتا ہون تا آنے میرے اونسے بحث و مباحثہ نہ کرنا میں خود پہونچکر اونسے بحث کرونگا اور انشاء اللہ تعالیٰ اونکے شکوک کے جوابات دیکر راہ راست پر لاؤنگا۔ حسب ارشاد جناب امیر المومنینؓ حضرت ابن عباسؓ خوارج کے پاس تشریف لیگئے۔ آپنے انکی وضع قطع ملاحظہ کی۔ لانبے لانبے کرتے پہنے صوفیانہ وضع۔ پیشانیوں پر نماز کے ڈھٹے۔ صورت و شکل میں نمازی۔ دیندار متقی۔ عابد معلوم ہوتے تھے۔ خوارج آپکو دیکھتے ہی اوٹھ کھڑے ہوے اور مرحبا کہکر نہایت تعظیم و تکریم کے ساتھ استقبال کیا اور مقام صدر میں بٹھلا کر سبب آنیکا دریافت کیا۔ آپنے فرمایا۔ میں ابن عم و داماد رسول خداؐ کے پاس سے آیا ہون۔ مہاجرین و انصار نے تم لوگونکے پاس مجھکو بھیجا ہے۔ خوارج نے کہا۔ صاحب ہمنے بڑا غضب کیا کہ خدا کو چھوڑکر

اوسکے بندونکو دین کے کام مین حکم بنا لیا۔ ہم اپنے اس فعل سے تائب ہوگئے ہین۔ اگر امیر المومنین علیؓ بھی توبہ کرلین اور ہمارے ساتھ پھر دشمن کی مقابلہ کو چلین تو ہم اونکے مطیع ہین اونکا ساتھ دینگے (عقد الفرید)

عبداللہ بن عباسؓ انکی فضول و بے عقلی کی باتون پر ضبط و صبر نہ کرسکے باوجودیکہ جناب امیر المومنینؓ نے انکو منع کردیا تھا پھر بھی بول اوٹھے۔ تم لوگ تقرر حکمین پر کیون حرف گیری کرتے ہو۔ بحالت نزاع میان بیوی کے درمیان خداوند تعالی نے تقرر حکم کا حکم دیا ہے چہ جائیکہ امت مرحوم کے نزاع مین حکم نہ مقرر کیے جائین۔ اسکے علاوہ اور نظائر تحکیم شرع مین موجود ہین۔ حرم مین اگر خرگوش شکار کیا جاے تو اوسکی قیمت حکم کی راے سے مقرر ہوگی۔ کیا تمکو معلوم نہین کہ جناب رسول خدا نے واقعہ حدیبیہ مین صلح کرکے لڑائی ترک فرمائی۔ خوارج بولے۔ جس چیز مین اللہ تعالی نے اپنے بندونکو اختیار دیا ہے وہ اوسمین مختار ہین مگر جسکا حکم خود اوسنے صادر فرما دیا اوسمین بندونکو بجز اطاعت و تسلیم کی چون وچرا کرنیکا مطلق اختیار نہین اور نہ اوس مین قیاس ورای کو کچھ دخل کی جگہہ باقی ہے۔ مسئلہ مبحوث عنہ مین راے و قیاس نہین چل سکتا کیونکہ اللہ جل شانہ نے حکم دیدیا ہی جیسا زانی اور چور کی سزائین مقرر فرمادین۔ اب ان مین کسی کو کمی وبیشی کرنے کا اختیار نہین ہے۔

انکے اس قول سے باب اجتہاد و قیاس جو احکام شرعیہ کی دلیل رابع ہی مسدود ہوتا ہے۔ عبداللہؓ بن عباس نے فرمایا۔ قرآن پاک کی آیت دیکھو۔ خداوند تعالی فرماتا ہے۔ یحکم بہ ذوا عدل منکم۔ تم مین سے جو دو صاحب عدل ہون حکم بنائے جائین۔ خوارج کہنے لگے۔ یہ حکم صید و زوجین کا ہے اور کھیتی والا قصہ ہے (جسکا حضرت سلیمان علیہ السلام نے فیصلہ کیا تھا) مسلمانون کے خون کا اس مین ذکر کہان ہے۔ قطع نظر اسکے کل کی بات ہے

کہ عمرو بن العاص رضؓ سے ہم لوگ لڑ رہے تھے۔ تمہارے نزدیک وہ عادل ہونگے ہم تو اونکو ظالم سمجھتے ہین۔ اگر وہ عادل ہین تو ہم نے قصور کیا اونسے ناحق لڑے اور اگر وہ عادل نہین تو ظالم و فاسق کا عادل بنانا کیا معنے۔ تمنے حضرت معاویہؓ اور اونکے ساتھ والونکی بابت آدمیون کو حکم مقرر کیا۔ حالانکہ خداوند تعالےٰ اونکی شان مین فرماتا ہے کہ اونسے لڑو یہانتک کہ وہ اپنی راہ سے رجوع کرین۔ دوسرا گناہ تم نے یہ کیا کہ تمنے اپنے اور اونکے درمیان عہد و پیمان کرلیا اوس طرح یہ کہ زبانی وعدہ نہین بلکہ لکھا پڑہی کرکے پختگی کرلی حالانکہ خداوند تعالیٰ کا حکم اسکے خلاف ہے، اوسنے تو سورہ برات نازل فرماکر ممانعت کردی کہ مسلمانون اور اہل حرب کے درمیان سلسلہ اقرار و پیمان قطع کردو۔ ہان جو لوگ جزیہ دین اور ذمی ہو جاوین اونکے واسطے عہدنامہ ہونا چاہیئے۔

راقم۔ یہ خوارج کی سراسر غلطی ہے۔ حکم نہ ماننا اور قرآن شریف سے مواضع مخصوصہ کے سوا اور جگہہ قیاس سے حکم بنانیکی ممانعت سمجھنا اونکی کوتاہ عقلی و نافہمی ہے۔ سورہ برات سے کفار کے ساتھہ عہد و پیمان کی ممانعت ہی نہ عام جنگ کی۔ چاہے مسلمانون مین ہو۔ خوارج کو یہی دہوکا ہوا کہ حضرت معاویہؓ اور اونکے ساتھ والے اہل حرب تھے انسے لڑائی کا حکم ہی اسی قسم کے خیالات سے دین سے نکل گئے۔

بعد روانگی ابن عباسؓ زیاد بن نضر کو امیر المومنین نے خوارج کی طرف بہیجا اور فرمایا کہ وہان جاکر اس بات کا اندازہ کرلینا کہ خوارج کا میلان کس شخص کی جانب ہی اور اپنے گروہ مین کسکو اپنا سردار مانتے اور کسکے کہنے مین ہین۔ زیاد بن نضر گئے اور وہان سے واپس آکر بیان کیا کہ یزید بن قیس کے پاس لوگون کی آمد و رفت زیادہ رہتی ہے اور وہی بظاہر ان سب مین ممتاز و مرجع اعلیٰ و ادنیٰ و صاحب اثر معلوم ہوتے ہین۔ آپ یہ حال دریافت

فرماکر خود مع دیگر اصحاب کے موضع حرورا مین تشریف لیگئے اور سیدھے یزید بن قیس کے خیمہ مین داخل ہوے۔ دو رکعت نماز ادا فرماکر یزید بن قیس سے ہمکلام ہوے اور اونکو اصفہان اور رَے کی حکومت سپرد فرمائی۔ بعدازان اوس جلسہ مین تشریف لیگئے جہان ابن عباسؓ خوارج سے بحث کررہے تہے۔ آپنے اونسے فرمایا کہ مین نے تو تمکو بحث و مباحثہ سے منع کردیا تہا۔ پہر فرمایا۔ خداوندا جو آج دنیا مین فلاح پاگیا تو کل آخرت مین بہی اوسیکو نجات و فلاح نصیب ہوگی پہر خوارج سے خطاب کیا۔ تمہارے مشیر اور سردار کون صاحب ہین۔ جواب ملا۔ ابن الکواء آپنے پوچہا بیعت کرکے پہر مجہپر خروج کرنے کا کیا سبب ہے۔ خوارج کہنے لگے۔ جنگ صفین کے ترک کرنے مین آپنے بیجا حکومت گوارا کی۔ فرمایا مین تمکو خدا کی قسم دلاتا ہون سچ کہنا۔ کیا تم نہین جانتے کہ جب شامیون نے مصحف اوٹہاے تو سب سے پہلے تمہین لوگ بول اوٹہے کہ اب ہم نہین لڑتے۔ یہ کس کی راے تہی مین نے صاف صاف تمکو جتلا دیا تہا کہ مین خوب جانتا ہون ان لوگون کے قول و فعل کا اعتبار نہین مگر تم نہ مانے اور فیصلہ کا اصرار کرتے رہے مین مجبور ہوگیا یا این ہمہ حکمین سے مین نے عہد لے لیا ہے کہ قرآن شریف کے مطابق فیصلہ کرینگے۔ پس اب بہی موقع ہمارے ہاتہہ ہے۔ اگر اون لوگون نے فیصلہ حق پر کیا تو پہر ہمکو کوئی عذر نہین اور نہ مخالفت کرنے کی کوئی وجہ ہے اور اگر خلاف شرع فیصلہ ہوا تو ہم اوس سے بیزار ہین پہر اوس وقت جو حق ہوگا کر گذرینگے۔ جواب ملا۔ کیون جناب۔ مسلمانونکی خونریزی مین آدمیونکا حکم مقرر کرنا آپ عدل و انصاف سمجہتے ہین فرمایا۔ ہم نے آدمیونکو حکم نہین بنایا بلکہ قرآن شریف کو حکم بنایا ہے اور وہی ہمارا حاکم عادل ہے مگر قرآن شریف کاغذ پر لکہا ہوا دو دفتیون مین ہے وہ خود تو بولتا نہین آدمی بولنے والے ہین اور اوسکے ساتہہ تکلم کرتے اور اوسکا حکم اپنی زبان سے ادا کرتے ہین

اسپر خارجی کہنے لگے۔ بہلا صاحب۔ یہہ تو ہمارے ذہن نشین ہوگیا اب ایک بات اور رہی وہ بہی سمجہا دیجئے یعنے آپنے اس فیصلہ کی مدت کیون مقرر کی۔ جب فیصلہ حق ہی تو موجب تاخیر کیا ہے۔ ارشاد ہوا۔ تقرر مدت مین یہ فائدہ متصور ہے کہ سب عوام وخواص۔ عالم وجاہل صغیر وکبیر کو اسکی خبر ہوجاے اور شاید اللہ تعالی اس عرصہ مین کوئی ایسی بات پیدا کردے جس سے امت مرحومہ کا افتراق رفع ہو اور سب ایک امر پر متفق ہوجائین اب سب لوگ ہمارے ساتہہ شہر مین داخل ہون۔ خداوند تعالی تم سب پر رحم فرمائے۔ آپکی شیرین گفتاری سے خوارج دنگ ہوگئے اور اس تقریر دلپذیر سے مخالفت سابقہ سے اپنے دل مین نادم وپشیمان ہوکر بلا تکلف آپکے ہمراہ کوفہ مین داخل ہوے۔

کہتے ہین کہ خوارج کا قول ہے۔ جسوقت آپنے ہمکو الزام دیا کہ مصالحت تمہاری ہی خواہش سے ہوئی ہے تو انکار کرتا تہا اسکے جواب مین ہمنے کہا۔ آپ سچ کہتے ہین بیشک ہماری ہی خواہش تہی مگر بعد مین ہم نے جانا کہ ہم مصالحت کرکے کافر ہوے ہمکو مصالحت جائز نہ تہی لہذا ہمنے مصالحت سے جو کفر ہے توبہ کرلی اور پہر لڑائی کی دل مین ٹہان لی۔ اگر آپ بہی توبہ کرتے ہین تو ہم آپکے مطیع ہین ورنہ خلاف۔ جناب علی رضنے ہمارے اس کہنے پر خود توبہ کرکے ہماری بیعت کرلی اور فرمایا "چلو شہر مین چلکر آرام کے ساتہہ قیام کرو۔ چہ مہینے تک ٹہیرے رہنا۔ اس عرصہ مین جانور کہا پیکر موٹے تازے ہوجائینگے اور ادہر ادہر سے مال بہی آجائیگا پہر تازہ دم اور مضبوط ہوکر اپنے دشمنونکے مقابلہ کو نکلینگے"۔ چنانچہ آپکے اس وعدہ پر ہم سب کے سب کوفہ مین داخل ہوے مگر انکا یہہ قول سراسر جہوٹ وافترا ہے۔ جناب امیر المومنین علی رضنے یہ بات اونسے نہین کہی (ابن اثیر)

اسوقت جملہ خوارج ایک عقیدہ پر تہے چندان اختلاف نہ تہا۔ رفتہ رفتہ اون مین

اختلاف پیدا ہوتا گیا جس سے چار مختلف جماعتین ہوگئین۔ اباضیہ۔ اصحاب عبداللہ بن اباض۔ صفریہ۔ انکی وجہ نسبت مین اختلاف ہے۔ بعض کہتے ہین کہ ابن صفار کی طرف منسوب ہین بعضون کا خیال ہے کہ کثرت عبادت و ریاضت سے انکے چہرے زرد پڑگئے تھے اسواسطے انکا نام صفریہ ہوگیا۔ بیہسیہ۔ اصحاب ابن بیہس۔ ازارقہ۔ یاران نافع بن ازرق حنفی (عقد الفرید)

اجتماع حکمین و فیصلہ

جسوقت میعاد مقررہ ختم ہوگئی اور حکمین کے جمع ہونے کا زمانہ آن پہونچا تو جناب امیر المومنین نے شریح بن ہانی حارثی کو چار سو آدمیونکا حاکم کرکے روانہ فرمایا اور حضرت عبداللہ بن عباسؓ کو امامت نماز کے واسطے حکم دیا۔ اس جماعت مین حضرت ابوموسیٰ اشعریؓ آپکی طرف سے حکم تھے۔ شریح بن ہانی سے وقت روانگی جناب امیر المومنین نے ارشاد فرما دیا تھا کہ عمرو بن العاصؓ سے میری طرف سے کہہ دینا۔ خدا کے نزدیک لوگونمین اشرف وافضل وہ شخص ہی جسکو حق پر عمل کرنا محبوب ہو اگرچہ بمقتضاے بشریت باطل اوسکی عزت و قدر مین کمی بیشی کردے لیکن اوسکی نیت بخیر اور دل سے حق کا طالب و جویان ہو۔ ای عمروؓ تمکو خوب معلوم ہے کہ حق کا موقع کہان ہے۔ تم اس سے جاہل و بیخبر نہین ہو۔ اگر تمکو طمع دنیوی نے فیصلہ حق سے باز رکھا تو یاد رکھنا کہ اس طمع کی بدولت حق اور اولیاء حق کے تم دشمن ہو جاؤگے اور جو کچھ نعمت و فراغت اسوقت تمکو حاصل ہی یاد رکھو کہ وہ زائل ہو جائیگی۔ خبردار۔ خائن اور ظالم کے مددگار نہ ہونا ہوشیار۔ ایک دن آنے والا ہے جس مین تمکو ندامت لاحق ہوگی۔ وہ موت کا دن ہے اوس دن تمنا کروگے کہ کاش کسی مسلمان کی عداوت نہ کی ہوتی۔ کسی ناحق حکم پر رشوت

نہ لی ہوتی لہذا واجب ہے کہ راستی اختیار کرو اور احکم الحاکمین کی روبکاری سے ڈرو"۔

حضرت معاویہؓ کی طرف سے بہی چارسو آدمی بمعیت جناب عمروبن العاصؓ روانہ ہوے۔ طرفین مقام اذرح مضافات دومۃ الجندل مین ملاقی ہوے (یہ مقام کوفہ سے دس منزل ہے اور اسی قدر مدینہ منورہ اور دمشق سے) شریح بن ہانی نے امیرالمومنین کا پیام عمرو بن العاصؓ سے زبانی ادا کیا۔ عمروبن العاصؓ غصہ سے سرخ ہو کر نہایت تیزی اور سختی سے بولے "مین نے کب علیؓ کا مشورہ قبول کیا۔ اونکے حکم کو مانا اور اونکی راے پر اعتبار کیا"۔ شریح نے کہا۔ "اے ابن نابغہ۔ تمکو کون چیز مانع ہے کہ اپنے مولی۔ آقا۔ مسلمانونکے سردار کی نصیحت قبول کرو۔ یہ وہ شخص ہین جنسے وہ بزرگ جو تمسے بالیقین بہتر اور افضل تھے یعنی حضرت ابوبکرؓ و عمرؓ راے لیتے اور انکی راے پر عمل کرتے تھے"۔ عمروبن العاصؓ نے جواب دیا "تمہاری لیاقت مجھسے بات کرنیکی نہین ہے"۔ شریح بولے کس برتے پر تتا پانی۔ تمکو اپنے باپ پر فخر ہے یا مان پر۔ باپ تو تمہارے کمینہ اشخاص مین سے تھے۔ تمہاری والدہ مکرمہ نابغہ لونڈی تھی پہر اسقدر تعلی اور ایسا بڑا دماغ کیون ہے۔ شریح یہ کہکر وہان سے اوٹھے چلے آے۔

عمروبن العاصؓ کے نام جب کوئی خط یا زبانی پیغام کوئی قاصد حضرت معاویہؓ کا لاتا تو کسیکو کانون کان خبر نہ ہوتی کہ کیا حکم آیا۔ کیا ہدایت ہوئی اور نہ انکے ہمراہی انسے کچھہ دریافت کرتے تھے مگر حضرت ابن عباسؓ کی طرف اسکے بالعکس معاملہ تہا۔ کوئی خط یا قاصد کوفہ سے آیا نہین کہ اہل عراق پیچھے پڑجاتے اور انکو مجبوراً مضمون خط و پیام ظاہر کرنا پڑتا۔ اگر آپ مصلحۃً اونسے چھپانا چاہتے تو طرح طرح کے خیالات فاسدہ پیدا کرکے انکو اخفاء مضامین مین متہم کرتے اور کہتے تھے۔ یہ یہ باتین۔ فلان فلان مضمون لکھا ہوگا۔ آپ ہم سے چھپاتے ہین آپ جواب دیتے۔ یارو تمہین لوگونکو اسکی کرید اور کاوش رہتی ہے بخلاف اسکے شام کے

قاصد برابر آتے جاتے ہین مگر کسیکو خبر تک نہین ہوتی اور نہ شامی اسکی بابت کچھ شور و چرچا کرتے ہین۔

حکمین کے ساتھہ مجلس مین حضرات عبداللہ بن عمرؓ۔ عبدالرحمن بن ابی بکرؓ۔ عبداللہ بن زبیرؓ۔ عبدالرحمن بن حارث بن ہشام۔ عبدالرحمن بن عبدیغوث زہری۔ ابوجہم بن حذیفہ عدوی۔ مغیرہ بن شعبہؓ۔ موجود تھے۔ حضرت سعد بن ابی وقاصؓ بنی سلیم کے پانی پر اوترے ہوی تھے۔ اونکے بیٹے عمر نے اونسے جاکر کہا۔ ابوموسیٰؓ۔ عمرو بن العاصؓ مع سرداران قریش و دیگر اشراف قبائل فیصلہ کرنے کیواسطے جمع ہوے ہین۔ آپ بہی اصحاب رسول اللہ۔ اصحاب شوریٰ مین سے ایک ہین۔ آپ ابتک کسی کام مین کسی طرف نہین پڑے تاکہ آپکی شرکت سے خیال طرفداری احدالفریقین پیدا ہو علاوہ برین آپ بہی اہل خلافت سے ہین ایسے موقع پر آپکی شرکت ضرور ہے مگر حضرت سعد نے صاحبزادہ کا کہنا نہ مانا اور شریک نہین ہوے بعض کہتے ہین کہ جلسہ مین آے تہے مگر پہر شرکت پر نادم ہوکر یہین سے احرام باندہا اور بیت المقدس چلے گئے (ابن اثیر و ابن خلدون)

جو دن تاریخ فیصلہ کے واسطے مقرر تہا اوس سے تین دن پیشتر عمرو بن العاصؓ نے ابوموسیٰؓ سے ربط وضبط بڑہا کر اونکی خاطر و مدارات و مہمانداری خوب کی نفیس نفیس خوش ذائقہ۔ بامزہ۔ لطیف غذائین دو وقتہ اپنے ساتھہ کہلاتے رہے پہر تنہائی مین کہنے لگے "آپ صحابہ کرام بزرگ و معمر ہین۔ واجب التعظیم۔ قابل الاحترام۔ سب مین باعزت و حرمت۔ آپ دیکھتے ہین کہ امت مرحومہ کس فتنہ و عذاب مین پڑگئی اور اندہی ہو رہی ہے۔ راہ نجات ڈہونڈہے نہین ملتی۔ حالت موجودہ کے ساتھہ اس امت کی بقا دشوار نظر آتی ہی۔ آپ براے خدا رحم فرمائیے۔ شائد آپکی برکت سے خداوند تعالیٰ باقیماندہ لوگونکے

خون محفوظ رکھے۔ آپ جانتے ہین کہ ایک جان کا بچانا کسقدر ثواب کا کام ہے چہ جائیکہ ہزارہا مخلوق کی زندگی کے باعث آپ ہون"۔ حضرت ابوموسیٰؓ نے جواب دیا۔ پھر آپ نے کیا تدبیر سوچی ہے"۔ عمرو بن العاص بولے۔ آپ علیؓ کو معزول کیجئے اور مین معاویہؓ کو اور ایک تیسرا ایسا شخص جو اس فتنہ مین مبتلا نہوا ہو خلافت کے واسطے انتخاب کرین۔ ابوموسیٰؓ نے پوچھا وہ کون ہی۔ عمرو بن العاص کو قرائن سے ابوموسیٰؓ کا رجحان حضرت عبداللہ بن عمرؓ کی جانب معلوم ہوگیا۔ کہنے لگے عبداللہ بن عمر فاروقؓ اس کام کے واسطے موزون ہین۔ ابوموسیٰؓ نے کہا۔ بیشک خلافت کے لائق ہین مگر مین تمپر کیسے اعتبار کرون۔ ابھی مجھسے یہ کہہ رہی ہو پھر وقت پر بدل جاؤ تو تمہارا کیا کرلون گا۔ عمرو بن العاصؓ نے جواب دیا آپ مجھسے جسطرح چاہین قسم لیکر اپنا اطمینان کرلین۔ پھر کوئی قسم۔ عہد۔ میثاق۔ قول و قرار دنیا مین باقی نہ رہا ہوگا جنکو عمرو بن العاصؓ نے ابوموسیٰؓ کے سامنے اپنی زبان سے نہ کہہ ڈالا ہو۔ ابوموسیٰؓ انکے دم مین آگئے اور خود ہی اقرار کرلیا کہ اب مجھکو تمپر اعتبار ہے (عقد الفرید)

مغیرہ بن شعبہؓ نے قریش سے کہا۔ کیا تم مین سے کوئی ایسا ہوشیار و چالاک ہے جو ان حکمین کا منشا دریافت کرسکے اور یہ معلوم کرے کہ دونون ایک بات پر اتفاق کرینگے یا اختلاف۔ اونہون نے کہا ہم مین سے تو کوئی ایسا نظر نہین آتا۔ مغیرہؓ بولے۔ مین جاتا ہون اور ابھی دریافت کئے آتا ہون۔ یہ کہکر پہلے عمرو بن العاصؓ کے پاس پہونچے اور کہا۔ ہم لوگ تو لڑائی سے علحدہ رہے اور تمکو لڑنا بہتر معلوم ہوا۔ ہمکو اس مین پہلے ہی شک تھا۔ ہماری نسبت تمہارا کیا خیال ہے۔ عمرو بن العاصؓ نے جواب دیا۔ تم نیک لوگون کے پیچھے اور بدکارونکے امام ہو۔ مغیرہؓ اونکے پاس سے اوٹھکر حضرت ابوموسیٰؓ سے ملے اور اونسے بھی یہی جملہ کہا۔ اونہون نے جواب دیا۔ میرے نزدیک آپ لوگ جیسے

ا

رہے اور آپ لوگونکی راے صائب تہی۔ کیون نہو۔ آپ لوگ بزرگون مین باقیماندہ ہین مغیرہ پہر قریش کے پاس پہونچے اور کہا مین نے حال دریافت کرلیا۔ دیکہہ لیناکہ دونون حکم ایک امر پر اتفاق نہ کرینگے بلکہ آخر کار اختلاف ہوگا۔ (ابن اثیرؔ)

اس مقام پر جمع ہونے سے پہلے حضرت عبداللہ بن عباس رضؓ نے حضرت ابو موسیٰ کو اشنا راہ مین سمہا دیا تہاکہ امیر المومنین جناب علیؓ نے اپنی رائے و خوشی سے تمکو حکم نہین بنایا کیونکہ اونکی نظر مین تم سے زیادہ لائق و قابل اشخاص اس کام کے لئے موزون تہے۔ بلکہ اور لوگون نے اسپر اتفاق کیا اور بجز تمہارے دوسرے پر راضی نہین ہوے۔ میرے خیال مین تم دہوکا دیئے جاؤگے مجہکو شامیون کی نیت فاسد نظر آتی ہے۔ تم ہوشیار رہنا دہوکا نہ کہانا۔ تمہارا مقابلہ اور ساتہہ ایک شریر اور چالاک مرد سے ہوگا اور یہ کوشش ہوگی کہ تم سے حق بات فراموش کرادی جاے مگر تم اس امر پر نظر رکہنا کہ جناب امیر المومنین علیؓ کی بیعت اون لوگون نے کی ہے جنہون نے حضرت ابوبکر۔ عمر۔ عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہم کی بیعت کی تہی۔ حضرت علیؓ مین کوئی ایسا امر نہین ہے جسکے باعث یہ استحقاق خلافت سے دور ہوگئے ہون اور نہ معاویہؓ مین کوئی قربت و فضیلت انسے بڑہی ہوئی ہے جو موجب اہلیت و لیاقت خلافت ہو۔ علیٰ ہذا القیاس عمرو بن العاص رضؓ سے بہی حضرت معاویہؓ نے قبل روانگی کہہ دیا تہاکہ اہل عراق نے حضرت علیؓ کی ناخوشی سے ابو موسیٰؓ کو حکم کرلیا ہے اور اہل شام تمام تمہارے حکم ہونے پر راضی ہین۔ ابو موسیٰؓ زبان دراز۔ چہوٹی عقل کے آدمی ہین۔ تم اونپر اپنا پورا پورا ارادہ اور دل کا بہید ظاہر نہ کردینا۔ (مسعودیؔ)

غرض جس روز مجلس فیصلہ منعقد ہوئی طرفین کے لوگ جمع ہوے جو اصحاب کہ حضرت امیر المومنین علیؓ کی بیعت سے رہ گئے تہے جیسے حضرات عبداللہ بن عمرؓ۔ عبدالرحمن بن ابی بکرؓ

دوفیہم وہ بھی تشریف لائے۔ سب سے اول عمرو بن العاص رضؓ نے ابوموسیٰ رضؓ سے اس طرح گفتگو کی۔ اے ابوموسیٰ رضؓ۔ آپ بخوبی جانتے ہین کہ امیر المومنین عثمان رضؓ مظلوم مارے گئے ہین (ابوموسیٰ رضؓ نے اقرار کیا) معاویہ رضؓ اور اونکی قوم حضرت عثمان رضؓ کے اولیا اور ورثا ہین (اسکا بھی اقرار کیا) پھر کیا وجہ ہے کہ آپ معاویہ رضؓ کی خلافت قبول نہین کرتے حالانکہ وہ قبیلہ قریش سے ہین جیسا کہ آپ بھی جانتے ہین۔ اگر آپکو یہ خوف ہے کہ لوگ کہینگے معاویہ رضؓ کو سابقیت اسلام نہین۔ اوسکا جواب یہ دیجئے کہ وہ خلیفہ مقتول و مظلوم حضرت عثمان رضؓ کے والی و وارث قصاص کے طالب مستحق ہین۔ سیاست و ملکداری و دیگر انتظامات ملکی کا مادہ انمین اور لوگونکی نسبت بہت بڑھا ہوا ہے۔ ام المومنین جناب ام حبیبہ رضؓ کے بھائی۔ بہ وجہ قرب آنحضرت صلعم ہے۔ اس سے زیادہ قریب رشتہ ناتا اور کیا چاہیئے۔ مدتون آنحضرت صلعم کے کاتب رہے ہین۔ شرف صحبت نبوی صلعم سے ممتاز ہین۔ (اسقدر کہکر پھر کہا) اگر آپ میری رای سے موافقت کرینگے تو جس شہر کی حکومت آپ پسند کرینگے فوراً آپکو دی جائیگی۔ ابوموسیٰ بولے۔ اے عمرو رضؓ خدا سے ڈرو۔ امارت و خلافت کے استحقاق مین سیاست و ملکداری کا لحاظ نہین کیا جاتا۔ اگر اسکا لحاظ کرو تو آل ابرہہ بن صباح اسکے زیادہ حقدار تھے بلکہ اس کام مین تقویٰ و ایمانداری پر نظر ہوتی ہے جو اہل تقویٰ و اہل امانت ہین وہی امیر و خلیفہ کئے جاتے ہین۔ معاویہ رضؓ کو جو فی نفسہ بزرگی و شرافت حاصل ہے اوسکا ہمکو کب انکار ہے مگر وہ شرافت استحقاق خلافت مین کافی نہین کیونکہ شرافت قریش کا پاس کیا جاے تو علی رضؓ اسکے زیادہ مستحق ہین۔ (قرب نبوی کا لحاظ ہو تو ان سے زیادہ قریب رشتہ دار معاویہ رضؓ نہین) اب رہا تمہارا یہہ قول کہ معاویہ رضؓ خون جناب عثمان رضؓ کے طالب ہین اسوجہ سے اونکو امارت دیجاے تو یہ کوئی وجہ استحقاق خلافت نہین

ہو سکتی - مہاجرین سابقین اسلام کو چھوڑ کر بربناء وجہ ضعیف معاویہؓ کو خلافت دی جائے
اور جو حضرات استحقاق کامل اور شرافت کلی اور اہلیت وقابلیت امارت رکھتے ہین وہ
محروم رکھے جائین اور جو تم مجھکو حکومت کا وعدہ دیتے ہو کہ اگر معاویہؓ کو خلافت ہوئی تو
میرے خاطر خواہ حکومت مجھکو مل جاویگی اسکی نسبت میرا یہ جواب ہے کہ اگر معاویہؓ تمام
ملک شام کی حکومت واختیارات مجھکو دینے کہین تو بھی مین اونکو امیر وخلیفہ نہ بناؤن
اور مین اللہ تعالیٰ کے کام مین رشوت نہین لیتا سب سے بہتر یہی ہوگا کہ عمرؓ بن خطاب کا
نام زندہ کرو اور اونکے صاحبزادہ عبداللہ کو خلیفہ و والی بنادو - قصہ پاک ہو سب کو
اطمینان حاصل ہو - عمرو بن العاصؓ کہنے لگے - آپکو میرے لڑکے کے والی مقرر کردینے
مین کیا عذر وحیلہ ہے - آپ اوسکی حالت - صلاحیت - فضیلت سے بخوبی واقف ہین فرمایا
تمہارا لڑکا بیشک مرد حق پرست اور سچا تھا لیکن تمنے اوسکو بھی اپنے ساتھہ اس فتنہ
مین ڈبو لیا ہے - عمرو بن العاصؓ نے کہا - یہ کام تو ایسے شخص کو سپرد کرنا چاہیئے جسکے دانت
ہون جن سے وہ کھاتا پیتا ہو [اس کلمہ سے اونکا یہ مطلب تھا کہ عبداللہ بن عمرؓ مین اس بار
عظیم کی برداشت وقوت کافی نہین ہے (بدائع)]

عمرو بن العاصؓ اور ابو موسیٰؓ مین تو اس قسم کی گفتگو ہو رہی تھی مگر حضرت عبداللہ بن
عمرؓ خاموش سکوت کے عالم مین بحالت غفلت آنکھین بند کیے ایک حالت استغراق مین
بیٹھے تھے - عبداللہ بن زبیرؓ اونکے پاس تھے - انہون نے ابن عمرؓ کو چونکا دیا اور کہا کچھہ
سمجھے - ابن عمرؓ چلا اوٹھے - واللہ مین اس معاملہ مین رشوت ہرگز نہ دونگا اور نہ کسی طرف
کچھہ کہونگا - ابو موسیٰؓ نے فرمایا - اے عمروؓ - عرب نے بعد جدال وقتال کے اس کام کا اختیار
تمکو دیا ہے خدا کے لئے اسکو پھر فتنہ مین نہ ڈالو - وہ بولے آپ اپنی رائے ظاہر کرین کہ آپکا

کیا قصد ہی۔ فرمایا میرے نزدیک مناسب یہ ہی کہ علیؓ و معاویہؓ کو معزول کر کے اس کام کو عام مسلمانوں کے سپرد کر دین جسکو وہ چاہین شوری کر کے مقرر کر لین۔ عمرو بن العاصؓ نے اس رائے کو پسند کیا اور ابو موسیٰؓ سے وعدہ کرالیا کہ پہلے مجمع عام مین ابو موسیٰؓ تقریر کرین۔ اس سے عمرو بن العاصؓ کا مطلب یہ تہا کہ امیر المومنین علیؓ کو خلافت سے معزول کرنا ابو موسیٰؓ ہی کی زبان سے نکلے۔

یہ گفتگو دونون مین ایسی جگہ ہوئی جہان معدودے چند آدمی تہے۔ بعد اس کے دونون میدان مین نکلے جہان مجمع عام تہا اور ایک جم غفیر فیصلہ سننے کو فراہم ہو رہا تہا۔ عمرو بن العاصؓ نے کہا۔ ای ابو موسیٰؓ جس رائے پر ہمارا آپکا اتفاق ہو گیا ہی اسکو سب کے سامنے ظاہر کر دیجیے۔ ابو موسیٰؓ بیچارے سیدہے سادہے مسلمان آدمی تہے بے تکلف اوٹہ کہڑے ہوے اور لوگون کو مخاطب کر کے اس طرح کہا۔ "ہماری رائے ایک امر پر متفق ہوئی ہے۔ ہمکو امید ہی کہ خداوند تعالی اسکے ذریعہ سے امت مرحومہ مین صلح کرا دی"۔ اسیقدر کہنے پای تہے کہ ابن عباسؓ نے اونکی بات کاٹ کر فرمایا۔ "اے ابو موسیٰؓ ہوشیار ہو جاؤ۔ واللہ مجہے شبہ ہوتا ہے کہ تمکو دہوکا دیا جا رہا ہے۔ اگر تم دونون حکم نے کسی امر پر اتفاق کر لیا ہی تو عمرو بن العاصؓ کو پہلے تقریر کرنے دو پہر تم کو جو کہنا ہو کہنا لیکن عمرو بن العاصؓ فریبی مکار آدمی ہین مجہکو ڈر ہے کہ تم سے علیحدگی مین یہ متفق ہو گئے ہون اور یہان مجمع عام مین تمہارے خلاف کارروائی کرین اسواسطے مناسب ہے کہ پہلے یہی گفتگو کرین"۔ ابو موسیٰؓ بہولے بہالے سادہ مزاج تہے ابن عباسؓ کے اس کہنے پر اصلا خیال نہ کیا بلکہ بے پرواہی کے ساتہ جواب دیا۔ "ہم دونون نے اتفاق کر لیا ہے"۔ پہر اپنا سلسلہ کلام شروع کیا اور بولے۔ "اے لوگو۔ ہم نے امت مرحومہ کے معاملہ مین خوب غور کر لیا

اور اسکی اصلاح و اتفاق و رفع اختلاف و فساد کے واسطے ایک امر پر ہماری اور عمرو بن العاص کی رائے قرار پا گئی وہ یہ ہی کہ ہم علیؓ اور معاویہؓ دونون کو خلافت سے معزول کر دین اور مسلمانونکو اختیار دین کہ جسکو وہ چاہین باتفاق رائے شوریٰ اور کمیٹی کے خلیفہ بنالین لہذا مین نے علیؓ اور معاویہؓ کو معزول کر دیا۔ اب سب صاحب جسکو مناسب سمجھین خلیفہ بنائین" یہ کہکر ابو موسیٰؓ اپنی جگہہ سے ہٹ گئے۔ عمرو بن العاصؓ نے انکی جگہہ کھڑے ہو کر کہا "حاضرین جلسہ۔ ابو موسیٰؓ نے جو کچہہ فرمایا آپنے سن لیا۔ انہون نے علیؓ کو خلافت سے معزول کیا۔ آپ سب صاحب اسپر گواہ ہین مین بہی علیؓ کو معزول کرتا ہون اور اپنے دوست معاویہؓ کو بحال رکہتا ہون کیونکہ وہ عثمانؓ خلیفہ مقتول و مظلوم کے ولی اور وارث وطالب قصاص ہین اور حضرت عثمانؓ کے قائم مقام ہونے کے مستحق ہین" (ابن اثیر و ابن خلدون)

علامہ مسعودیؒ نے اس واقعہ کو کسیقدر تغیر کے ساتہہ بیان کیا ہے وہ اس طرح کہتے ہین کہ جب عمرو بن العاصؓ و ابو موسیٰؓ سے گفتگو ہوئی تو عمرو بن العاصؓ نے کہا۔ کلام کی ابتدا و انتہا ہوتی ہے اور جب کسی بڑے کام مین بحث شروع ہوتی ہے تو بسا اوقات زیادہ گفتگو مین ابتدار کلام بہول جاتی ہے اسواسطے اسوقت مناسب معلوم ہوتا ہی کہ جو ہمارے آپکے گفتگو ہو اوسکو قلمبند کرتے جائین تاکہ خوف نسیان سے ہماری تمام گفتگو ازاول تا آخر محفوظ رہی۔ ابو موسیٰؓ اسپر راضی ہوگئے۔ عمرو بن العاصؓ نے ایک کاتب بلا کر اپنے پاس بٹہا لیا اور اوسکو اس طرح فہمائش کی کہ جب ہم دونون ایک بات پر اتفاق کرکے تمکو لکہنے کی اجازت دین اوسوقت اوسکو لکہہ لینا۔ ہم دونون مین سے اگر ایک شخص کچہہ کہے تو ہرگز اوسپر عمل نہ کرنا یہی تاکید ابو موسیٰ نے بہی کر دی۔ پہر وہ کاتب کاغذ لیکر دونون کے پاس بیٹہہ گیا اور شروع عنوان اس طرح لکہا بسم اللہ الرحمن الرحیم۔ یہ وہ مضمون ہے جسپر فلان و فلان نے

فیصلہ کیا۔ بجاے فلان کے پہلے عمروؓ بن العاص کا نام لکھا۔ اسپر یہہ خفا ہو کر بولے۔ پہلے ابو موسیٰؓ کا نام لکھو۔ کیا تم انکا مرتبہ نہین جانتے۔ کاتب نے عبد اللہؓ بن قیس (ابو موسیٰؓ) کے نام سے عنوان شروع کیا اور یہہ لکھا۔ عبد اللہ بن قیسؓ اور عمرو بن العاصؓ گواہی دیتے ہین کہ بجز خدا کے کوئی معبود نہین۔ اوسکا کوئی شریک نہین۔ محمد صلعم اوسکے بندہ اوسکے رسول ہین اونکو اللہ جل شانہ نے دین حق کے ساتھہ بہیجا تاکہ دین اسلام کو سب دینون پر غالب کرین۔ پہر عمرو بن العاصؓ بولے۔ ہم گواہ ہین کہ حضرت ابوبکر صدیقؓ خلیفہ رسول خداؐ نے کتاب اور سنت پر عمل کیا اور تاحیات اونکا یہی معمول رہا۔ جو حق اونکے ذمہ تہا وہ ادا کر گئے پہر حضرت عمر فاروقؓ کی نسبت بہی ایسا ہی کچہہ بیان کیا۔ ابو موسیٰؓ نے اسکی تصدیق کی اور دونون کی اجازت سے کاتب نے لکہہ لیا۔ پہر عمرو بن العاصؓ نے کہا۔ پہر جناب عثمانؓ باتفاق راے اہل شوریٰ و رضامندی اصحابؓ کبار خلیفہ ہوے۔ وہ مسلمان مرد با ایمان تہے۔ اسپر ابو موسیٰؓ نے اعتراض کیا کہ ان باتونکے لکھنے کی کیا ضرورت ہے۔ عمروؓ نے کہا۔ مسلمان نہ تھے تو کیا کافر تہے۔ ابو موسیٰؓ بولے۔ اچھا یہہ بہی لکھو۔ پہر عمرو بن العاصؓ نے پوچھا۔ ظالم قتل ہوے یا مظلوم۔ جواب ملا۔ مظلوم شہید ہوے۔ پہر کہا۔ کیا خداوند تعالیٰ نے ولی مقتول کی واسطے طلب قصاص نہین رکہا ہے اور معاویہؓ سے زیادہ قریب اونکا والی و وارث طالب قصاص اور بہی کوئی ہے؟ ابو موسیٰؓ نے جواب دیا۔ ولی مقتول حقدار ہی اور معاویہؓ جناب عثمانؓ کے والی وارث۔ مدعی خون درحقیقت ہین۔ کاتب نے بعد اجازت دونون کے یہہ فقرہ "وہ مظلوم قتل ہوے حضرت معاویہؓ اونکے وارث والی حقدار قصاص ہین" اور لکہہ لیا۔ عمروؓ نے کہا۔ اب معاویہؓ کو جائز ہے کہ قاتلین عثمانؓ کو ڈہونڈہ ڈہونڈہ کر قتل کرین یا نہین۔ ابو موسیٰؓ نے اقرار کیا کہ بیشک اونکو جائز ہے۔ کاتب نے دونون کی

اجازت ہے یہہ بہی لکہا ٗمعاویہؓ خون عثمانؓ کے عوض اونکے قاتلین کو قتل کر سکتے ہین،، عمروؓ بولے ہم گواہونسے ثابت کر سکتے ہین کہ علیؓ قاتل عثمانؓ نہین - ابوموسیٰؓ نے جواب دیا۔ اسلام مین یہہ ایک حادثہ عظیم گذرا ہے اب اسمین قیل وقال جانے دو اور ایسی بات نکالو جو امت مرحومہ کے حق مین مفید ہو اور راہ مین اصلاح پیدا کرنے کی کوشش کرو۔ عمرو بن العاصؓ نے پوچہا۔ وہ کیا ہی۔ ابوموسیٰؓ بولے۔ یہہ امر تمپر بہی مخفی نہین کہ اہل عراق حضرت معاویہؓ کے مطیع نہین اور نہ اہل شام حضرت علیؓ کو مانتے ہین اس صورت مین مناسب ہے کہ ہم تم دونون علیؓ و معاویہؓ کو معزول کرکے عبداللہ بن عمرؓ کو سب کا خلیفہ کر دین۔ عمرو بن العاصؓ بولے کیا عبداللہ بن عمرؓ اسکو منظور کر لینگے۔ ابوموسیٰؓ نے کہا۔ ہان ضرور بشرطیکہ اونپر زور ڈالا جاے۔ عمرو بن العاصؓ نے بظاہر اونکی تجویز پسند کی۔ پہر کہا۔ سعدؓ کیسے ہین۔ ابوموسیٰؓ نے انکار کیا۔ عمرو بن العاصؓ نے اور بہی چند نام لئے مگر سب کے جواب مین ابوموسیٰؓ نے لا کہا اور پسند نہ کیا۔ اونکی نظر مین بجز عبداللہ بن عمرؓ کے کوئی مستحق خلافت نہ تہا۔ اسکے بعد وہ پرچہ جو لکہا گیا تہا عمرو بن العاصؓ نے لیکر اپنی اور ابوموسیٰؓ کی مہرین کین پہر تہ کرکے اپنے پاس رکہہ لیا۔ اوسمین جسقدر مضمون اوپر لکہا گیا ہی بس اوسیقدر تہا یہہ مابعد کے فقرے درج نہ ہوے تھے۔ اب عمرو بن العاصؓ نے ابوموسیٰؓ سے پوچہا۔ بہلا یہہ تو فرمائیے کہ اگر اہل عراق عبداللہ بن عمرؓ کی خلافت پر راضی ہون اور اہل شام ناپسند کرین تو کیا اہل شام سے جہاد کیا جاے۔ جواب ملا۔ نہین۔ پوچہا اور اگر اہل شام انکو مانین اور اہل عراق برخلاف ہون تو کہئیے اونسے لڑئیگا۔ جواب ملا۔ نہین۔ کہا۔ اب آپکے نزدیک صلاح اسی مین ہی تو بہت مناسب ہے مین بہی راضی ہون۔ چلئے سب کے سامنے خطبہ پڑہیئے اور حضرت علیؓ و معاویہؓ کو معزول کرکے جسکو آپ خلیفہ کرنا چاہتے ہین اوسکا نام بہی ظاہر کر دین تاکہ مجمع عام مین

اعلان ہوجاے۔ ابوموسیٰ رضؓ نے جواب دیا۔ پہلے تم بیان کر دینا پہر مین اوسکی تصدیق کر دونگا
عمرو بن العاص رضؓ نے کہا۔ یہ کیسے ہوسکتا ہی۔ آپ مجہہ سے سن و سال مین بڑے۔ فضل و
کمال مین ممتاز و باعزت۔ عام نظرونمین جو آپکی وقعت ہے، وہ مجھکو کہان نصیب۔ مجہہ سے
یہہ بے ادبی نہوگی علاوہ اسکے جب ہماری آپ کی ایک راے پر فیصلہ ہے تو جیسے میرا
کہنا ویسے ہی آپکا۔ الغرض ان باتونمین حضرت ابوموسیٰ رضؓ نے آکر دہوکا کہایا اور مجمع عام مین
جاکر پہلے خطبہ سنا دیا اور یہہ الفاظ بیان کر دئیے۔ ایہا الناس۔ ہم نے بعد غور و تامل
بسیار مسلمانونکی امن و اصلاح قائم کرنے۔ کشت و خون سے محفوظ رکہنے کیلئے یہی بات
مناسب سمجھی کہ حضرات علیؓ و معاویہؓ دونون صاحب کو معزول کر دیا اور ان دونون کو
سریر خلافت سے اوتار دیا جس طرح یہہ عمامہ (سر سے عمامہ اوتار کر) مین نے اوتار لیا اور
ان دونون کی جگہہ عبداللہ بن عمرؓ کو خلیفہ کرتا ہون۔ یہہ کہکر اپنی جگہہ سے ہٹ گئے پہر
عمرو بن العاصؓ نے اوسی جگہہ کہڑے ہوکر بعد حمد و ثنا کے کہا "اے لوگو۔ ابوموسیٰؓ عبداللہ
بن قیسؓ نے حضرت علیؓ کو معزول کیا اور اس امر خلافت سے اونکو الگ کر دیا۔ ابوموسیٰ اونکے
حالات سے بخوبی واقف ہین اونہون نے بہی اونکو اسکے قابل نہین پایا۔ مین نے بہی اونکی ساتہہ
علیؓ کو معزول کیا اور حضرت معاویہؓ کو بحال رکہا۔ وہ ہمارے اور تمہارے سب کے خلیفہ
ہین۔ سبکو اونکی اطاعت کرنا چاہیئے۔ ابوموسیٰ رضؓ نے اس خط مین (خط دکہلا کر) لکہہ دیا ہے
کہ عثمانؓ مقتول ہوے۔ مظلوم شہید ہوے اور اونکے ولی کو اختیار رہے کہ طلب قصاص
مین قاتلین کی جستجو کرین اور اونسے بدلا لین۔ حضرت معاویہؓ خود صحابی ہین۔ اونکے باپ بہی
صحابی تھے۔ سب لوگ اونکی طرف راغب ہین۔ اب وہی ہمارے سب کے خلیفہ ہین۔ اونکی بیعت
اونکی اطاعت طلب خون عثمانؓ مین ہم سب پر واجب ہے۔"

دونون حکم اپنی اپنی کہکر الگ ہوی تہے کہ دونوپر ملامت کی بوچہار پڑنے لگی حضرت سعد بن ابی وقاص نے کہا۔ اے ابو موسیٰ۔ عمرو بن العاص نے اپنے دانؤنسے تمکو کسقدر سست کردیا۔ حضرت ابن عباس نے فرمایا۔ اے ابو موسیٰ۔ تم بیچارہ کا اسمین کوئی قصور نہین۔ گناہ ہے تو اوسیکا جسنے تمکو آگے کیا اور تم کو پہلے گفتگو کرنیکو یہان کہڑا کردیا۔ حضرت ابو موسیٰ نہایت منفعل تہے۔ معذرت کی کہ مین کیا کرون مجہ سے عمرو بن العاص نے ایک امر پر اتفاق کیا لیکن پہر اوس سے بدعہدی کرکے پہر گئے۔ حضرت ابن عمر نے فرمایا۔ دیکہیے اب کیا انجام ہوتا ہے۔ خلافت تو ایسے دو شخصونکے ہاتہہ پڑگئی کہ ایک تو اونمین بے پرواہ کا دوسرا ضعیف و کمزور ہی۔ لوگ اوسکی طرف کم رجوع ہوتے ہین۔ حضرت عبدالرحمن بن ابی بکر نے کہا۔ آج سے پہلے اشعری مر گئے ہوتے تو بہتر ہوتا۔ حضرت ابو موسیٰ عمرو بن العاص سے مخاطب ہو کر کہہ بیٹہے۔ اے عمرو۔ خدا تمکو کبہی ہدایت نہ دے۔ تم مجہسے اقرار کرکے پہر گئے۔ وعدہ کرکے بدعہدی کی۔ کہا کچہہ اور کیا کچہہ۔ تمہاری مثال بعینہ کتہ کی ہے اگر اوسپر بوجہہ لادو تو ہانپے اور اوتہا لو تو بہی ہانپتا رہتا ہے۔ عمرو بن العاص نے کہا۔ تم بالکل اوس گدہے کے مشابہ ہو جسپر کتابین لدی ہون۔ یہہ کہکر ابو موسیٰ کے ایک لات ماری۔ شریح بن ہانی یہہ زیادتی دیکہکر ضبط نہ کرسکے عمرو بن العاص پر کوڑا اوٹہاکر مارا۔ عمرو بن العاص کا لڑکا جہپٹا شریح کو کوڑا مارا۔ لوگ بیچ مین پڑگئے اور دونونکو روک لیا۔ معاملہ رفع دفع ہوگیا۔ اسکے بعد شریح کہا کرتے تہے۔ عمرو بن العاص کو کوڑا مار کر مجہکو سخت ندامت ہوئی کہ کسی فعل پر ایسا پشیمان نہ ہوا تہا اور اتنک افسوس ہی کہ بجاے کوڑے کے اونپر تلوار چلائی ہوتی اور ایک ہاتہہ مین خاتمہ کردیا ہوتا۔ اس فیصلہ کے ہوتے ہی حضرت ابو موسیٰ مجلس حکم سے نکلے۔ سیدہے مکہ معظمہ چلے گئے اور کبہی کوفہ نہ آے حالانکہ انکے اہل وعیال۔ زمین و جائداد سب کوفہ مین تہی انہون نے

قسم کھائی کہ تازیست جناب علیؓ کو اپنا منہ نہ دکھاؤنگا حضرت ابن عمرؓ و سعد بن ابی وقاصؓ بیت المقدس کو چلے گئے۔ (ابن اثیرؔ و مسعودی)

امیر معاویہؓ نے عرصہ کے بعد شام سے حضرت ابو موسیٰؓ کے نام یہہ خط لکھا "سلام علیک اما بعد۔ اگر نیت خطا کو دفع کر دیتی تو مجتہد ضرور خطاء اجتہادی سے محفوظ رہتا مگر حق اوسیکا حصہ ہوتا ہے جو طالب حق ہو اور خطاسے بچے۔ جو حق سے چوک گیا اور خطا کی وہ محروم رہا۔ اور جبکہ دونون حکم نے حضرت علیؓ کی معزولی پر فیصلہ کر دیا تو اب علیؓ کو گنجائش انکار نہین رہی۔ نہ کسی طرح حکمین کے معاملہ مین اونکو اختیار و قدرت حاصل ہے باتفاق جملہ اشخاص تم منتخب ہوی اور علیؓ کے خلاف تمکو ہی سب نے پسند کیا اب سب لوگ جسطرح جناب علیؓ سے ناراض ہین تم بھی اون سے ناراض ہوکر میرے پاس شام مین چلے آؤ۔ مین تمہاری حقیقت علیؓ سے بہتر اور مفید ثابت ہونگا" اسکا جواب ابو موسیٰؓ نے یہہ دیا "سلام علیک۔ اما بعد جس طرح عمرو بن العاصؓ تمہاری جانب سے حکم ہوے اسی طرح مین بھی جناب علیؓ کی جانب سے حکم ہوا تھا البتہ فرق اسقدر رہی کہ مین نے خدا کی رضامندی چاہی تھی اور عمرو بن العاصؓ تمہاری خوشی کے خواہان تھے میرے اور عمروؓ کے درمیان شرطین ٹھیر گئی تھین اور باہم مشورہ ہو گیا تھا مگر وہ اون شروط سے پھر گئے اور خلاف حق فیصلہ کیا لہذا مین نے بھی اپنے قول و فیصلہ سے رجوع کیا۔ باقی رہا تمہارا یہہ قول کہ حکمین کا فیصلہ واجب العمل ہے اور جسپر وہ حکم لگا دین مجبوراً اوسکو ماننا ہوگا تو یہہ بات بکری۔ اونٹ۔ دینار۔ درم مین ہے لیکن امت مرحومہ کا کام ایسا ذلیل نہین ہے کہ جبراً خلاف حق جو چاہو کر ڈالو۔ کسی کے عاجز ہونے سے حق زائل نہین ہوتا اور نہ کسی بدکار عیار کے مکر و فریب سے حق کا کوئی نقصان ہوتا ہے تم جو مجھکو اپنے پاس بلاتے ہو اوسکا جواب یہ ہے کہ مجھکو حرم ابراہیمؑ چھوڑکر دوسری جگہہ مرغوب نہین

اس خط وکتابت کی اطلاع جناب امیر المومنین علیؑ کو ہوئی تو آپنے بھی ابو موسیٰ رضؓ کے نام اس مضمون کا خط لکھا۔ "سلام علیک۔ اما بعد۔ تم ایک شخص ہو جسکو اوسکی ہواے نفس نے مظلوم بنا دیا۔ فریب دہوکے مین آگیا ہو۔ بزعم تمہارے بیت اللہ کا قیام اور ہمیشہ وہان رہنا نہ بغرض حج سکونت پذیر ہونا اور نہ اس خیال سے کہ مکہ معظمہ کو وطن بنا لو (بلکہ محض میری طرف سے کشیدہ خاطر ہو کر مکہ کا رہنا اختیار کیا ہے) تمہاری نظر مین مستحسن ہے یہہ فقط تمہارا ہی گمان ہے۔ تم میرے پاس چلے آؤ۔ اللہ تعالیٰ گناہ معاف کر دیتا ہے اور بہول چوک سے درگذر فرماتا ہے اوسکی طرف رجوع کرنیوالے بندے اوسکے نزدیک محبوب ہین"۔

حضرت ابو موسیٰ رضؓ نے جواب دیا۔ "سلام علیک۔ اگر مجہکو یہہ خوف نہ ہوتا کہ میرے جواب نہ دینے سے آپکو میرا گناہ اور بہی بڑا معلوم ہوگا تو مین ہرگز جواب نہ لکھتا کیونکہ میری خطا کا آپکے نزدیک میرے مفید کوئی عذر باقی نہین اور نہ اسقدر قوت ہے کہ آپکے غضب سے اپنی حفاظت کر سکون۔ بیت اللہ کی ملازمت اسوجہ سے اختیار کی کہ مین ایسی قوم مین آملا جو بہ نسبت آپکے میرا گناہ جسکو آپ بڑا سمجہے ہین کم سمجہتے ہین اور میرا حق بڑا مانتے ہین اور آپکی جانب سے مجہکو امید نصرت باقی نرہی"۔ (عقد الفرید)

اہل شام نے ابو موسیٰ کو تلاش کیا مگر یہہ تو مکہ معظمہ روانہ ہو چکے تھے۔ عمرو بن العاص رضؓ اپنے ہمراہیون کے ساتہہ حضرت معاویہ کے پاس واپس گئے۔ خلافت کا سلام کیا اور کل ماجرا زبانی عرض کیا۔ حضرت ابن عباس رضؓ مع شریح و دیگر اہل عراق کوفہ واپس ہوے اور جناب علیؑ کیخدمت مین کل واقعہ از ابتدا تا انتہا بیان کیا۔ جناب امیر المومنین نماز فجر مین یہہ بددعا کرتے تھے۔ اللھم العن معاویۃ وعمروا وابا الاعور وحبیبا وعبد الرحمن بن خالد وضحاک بن قیس والولید۔ حضرت معاویہؓ کو یہہ خبر ہوئی تو

وہ بھی حضرت علیؓ۔ ابن عباسؓ۔ حسنؓ حسینؓ۔ اشتر پر لعنت کرتے تھے۔ (ابن اثیر وابن خلدون)

بعض کہتے ہین کہ حضرت معاویہؓ نے بعد پہونچنے عمرو بن العاصؓ وغیرہ کے ایک روز لوگونکو جمع کر کے کہا۔ جس کسیکو خلافت کے بارہ مین کچھ کلام ہو وہ مجھسے ظاہر کری۔ ابن عمرؓ فرماتے ہین کہ مین بھی اوس جلسہ مین تھا میرے دل مین آیا کہ کہدون "اس خلافت مین وہ لوگ کلام کرتے ہین جو تمسے اور تمہارے باپ سے اسلام کی بابت لڑے ہین اور کسیو قت کی تمیز جہاد کیا ہے"۔ مگر پھر مین نے خوف کیا کہ ایک بات کہنے سے جماعت مین تفریق پیدا ہو جاو اور عجب نہین کہ خونریزی ہو۔ جب مین اوس جلسہ سے گھر آیا حبیب بن مسلمہ آی اور مجھسے کہا۔ تم معاویہؓ کی بات سنکر کیون خاموش رہے مین نے کہا۔ میرا قصد تو تھا کہ کچھ بولون ہی مگر بخوف شر و فساد خاموش رہا حبیب نے کہا۔ خوب کیا اور آفت سے بچے۔ ایسے وقت ایسا ہی کرنا چاہیئے تھا۔

موٴلف۔ جناب امیر المومنین کی نسبت یہ روایت کہ آپ حضرت معاویہؓ اور اون کے ہمراہیون پر لعنت کرتے تھے بعید از قیاس ہے مسلمان پر لعنت کرنا کسی طرح درست نہین۔ یہانتک کہ علماء دین یزید کی شان تک مین توقف کرتے ہین باوجودیکہ یزید کے فسق اور ظلم مین کسیکو کلام نہین۔ یہہ شیوہ تبرائیونکا ہے اہل سنت وجماعت کے نزدیک تو اہل قبلہ پر لعنت اور اونکو سب وشتم کرنا کسی طرح درست نہین۔ نہ صحابہ کرام مین یہ دستور تھا۔ دیکھیئے اصحاب جمل کے حق مین امیر المومنین نے کسیکو برا تک نہین کہا بلکہ جناب ام المومنین عائشہؓ کی نسبت کلمات خلاف شان اونکے لوگونکو کہتے ہوے جب معلوم کیا تو اونکو سزا دی۔ اصحاب جمل کی نسبت لوگون نے آپ سے سوال ہی کیا کہ یہہ لوگ کیسے ہین۔ آپنے یہی فرمایا کہ ہمارے بھائی مسلمان ہین ہم سے باغی ہو گئے۔ صرف اسیقدر

فرمایا نہ کہ اونکو کافر سمجہا ہو اور اونپر لعن وطعن کی ہو۔ عمار بن یاسرؓ سے اہل شام کی نسبت پوچہا گیا تو فرمایا۔ یہ نہ کہو کہ وہ کافر ہین لیکن یہہ کہو کہ باغی ظالم ہین۔ بہلا جب ان بزرگوں نسے اس قسم کے الفاظ بروایات کثیرہ معتبرہ منقول ہون اور پہر اونکے روزمرہ کے عادات ومعاملات یا برتاؤ پر نظر کیجاوے تو کس طرح وہم ہو سکتا ہے کہ آپنے حضرت معاویہؓ پر لعن وطعن کیا ہوگا بلکہ یہہ روایت بمقابلہ صحابہ کرام کے برتاؤ کے شاذ وغیر قابل اعتبار ہے اور یون کہنا چاہیئے کہ کسی ذات شریف خارجی یا اونکے مثل دوسرے مذہب والے کی زیادتی اور حاشیہ ہے۔ اب دوسری طرح عرض کرتا ہون۔ گالی گلوج۔ کوستا پیٹنا مردونکا کام نہین۔ زنانہ مزاج۔ بزدل۔ یا عورتین گہر مین بیٹہی کوسا کرتی ہین اور جب اونسے کچہہ بن نہین پڑتا تو اپنے دشمن کے حق مین گودی پہیلا پہیلا کر بددعا کرتی ہین۔ جناب شاہ مردان شیر یزدانؓ عورتونکی طرح پست ہمت کچے دل کے نہ تہے کہ اپنے گہر بیٹہے بیٹہے حضرت معاویہؓ اور اونکے اتباع کو کوسا کرتے۔ معاذ اللہ ثم معاذ اللہ بیشک یہ روایت بالکل غلط ہے بلکہ جناب علیؓ سے اسکے خلاف منقول ہے۔

طبرانی رحنے بسند معتبر روایت کیا ہے کہ جناب علیؓ نے فرمایا۔ ہماری طرف کے اور معاویہؓ کی طرف کے مقتولین دونون جنت مین ہین (تطہیر الجنان از علامہ احمد بن حجر ہیتمی رح مطبوعہ مصر)

علاوہ ازین صحابہ کرامؓ کے باہمی محاربات ومنازعات مین ہمارا عمل ان تاریخی کتابوں پر نہین ہم اس باب مین علمار کرام کے اقوال دیکہتے ہین جن حضرات نے نہایت تحقیق و تدقیق سے غلط کو صحیح سے ضعیف کو قوی سے علیحدہ اور ممتاز فرمایا اور ہمکو مسلک قویم اور صراط مستقیم کی جانب ہدایت کی۔ شرح عقائد نسفی مین ہے کہ حضرت معاویہؓ اور اونکے اتباع پر جواز لعن سلف مجتہدین اور علمار صالحین سے منقول نہین اسواسطے

کہ غایت الامر حضرت معاویہؓ اور اونکی جماعت کی نسبت اگر ثابت ہے، تو ظلم و زیادتی۔ اپنے امام پر خروج کرنا مگر یہہ ظلم و خروج اونکو مستحق لعن نہین کرتا۔ اسی مقام مین حاشیہ پر ہے کہ لعنت، نہ جائز ہونے کی یہہ وجہ بہی ہے کہ جناب امیر المومنین علیؓ نے حضرت معاویہؓ سے صلح کرلی اگر معاویہؓ قابل لعنت ہوتے تو آپ اونسے ہرگز صلح نہ کرتے۔ تمہید۔ اگرچہ یہ صلح بطیب خاطر نہ تہی مگر احکام صلح اوسپر مرتب ہوے۔

متن عقائد نسفی مین ہے۔ صحابہ کرامؓ کو خیر و نیکی کے ساتھہ یاد کرنا چاہیئے۔ اسکی شرح مین علامہ تفتازانیؒ لکھتے ہین۔ کیونکہ صحابہ کبارؓ کے فضائل مین صحیح احادیث وارد ہین اور اونکے طعن سے سخت ممانعت آئی ہے وہ احادیث یہ ہین "میرے یارونکو گالی نہ دو بُرا نہ کہو اگر تم خدا کی راہ مین کوہ احد کے برابر سونا خیرات کروگے تاہم اونکے ایک مُد بلکہ نصف مُد کے برابر بہی ثواب نہ پاؤگے میرے یارونکی عزت و حرمت کرو کیونکہ وہ لوگ تم سے افضل اور تم سے بہتر ہین۔ اللہ سے ڈرو۔ میرے یارون کے حق مین زبان کو روکو۔ خبردار۔ اونکو نشانہ تیر ملامت نہ بناؤ۔ جس نے اونکو دوست رکھا اوسنے میری دوستی کی وجہ سے اونکو دوست رکھا اور جسنے اونسے عداوت کی بغض رکھا تو اوسنے مجھسے عداوت کرکے اون سے عداوت کی۔ جسنے اونکو ایذا دی مجھکو ایذا دی اور جس نے مجھکو ایذا دی اوسنے خدا کو ستایا اور خدا کا ستانا تو اوپر ہی اوپر نہ جائیگا وہ چاہیگا تو اوسکو دنیا ہی مین پکڑ لیگا"۔

شرح فقہ اکبر مین ہے صحابہ کرام سے اگر کوئی امر بصورت شر ظاہر ہو تاہم اونکو برا کہنا نہ چاہیئے کیونکہ وہ صاحب اجتہاد تھے اگر اجتہاد سے کوئی کام کیا اور غلطی ہوئی تو معذور اور ماجور ہین۔ اگر احیاناً کسی سے بہ تقاضاے بشریت کوئی خطا صادر ہوئی تو اصرار نہ کیا اوسپہ قائم نہ رہے بلکہ فوراً ترک کرکے نیک کام مین مصروف ہوے۔ صحیح حدیث موجود ہے "بہتر

زمانون والے وہ لوگ ہین جو میرے زمانہ مین ہین۔ اسیواسطے جمہور علماء اہل سنت کا
اتفاق ہی کہ تمام صحابہ کبار عدل تھے قبل فتنہ جناب عثمانؓ وجناب علی مرتضیٰؓ جسطرح عدل تھے
ویسا ہی بعد کو رہے۔ ابن دقیق العید کا قول ہے۔ ان حضرات مین جو تنازع واختلاف وخصومات
واقع ہوی ہین بعضے غلط مشہور ہو گئے ہین اور جو اونمین صحیح طورسے منقول ہین اونکی تاویلات
نیک ہین قطع نظر اسکے آیات قرآنی واحادیث نبوی سے انکے مناقب علی وجہ الیقین ثابت
ہین اور انکی نسبت جو اخبار وروایات ہین وہ ادنیٰ درجہ کی کہان ہو سکتی ہین۔ اونکی
بزرگی وفضیلت یقینی۔ اُنکی نسبت واقعات کی خبرین محتمل کذب یا موہوم مشکوک فیہ ہین
لہذا یہ اخبار وآثار آیات واحادیث کے معارض نہین ہو سکتے۔ امام شافعیؒ کا قول ہے۔ یہ
وہ خون ہین جن سے خداوند تعالیٰ نے ہمارے ہاتھہ پاک رکھے۔ پس ہمکو اپنی زبانین اُنکی
بدگوئی اور بُرائی سے پاک رکھنا چاہیئے۔ امام احمد حنبلؒ سے جناب عائشہ صدیقہؓ وجناب
علیؓ کی نسبت کسی نے سوال کیا۔ آپنے فرمایا۔ یہہ وہ بزرگ تھے کہ گذر گئے۔ جو انہون نے
کمایا وہ انکے واسطے ہی اور جو تم کمائی کروگے وہ تم پاؤگے اور تم انکے اعمال سے سوال
نہ کئے جاؤگے۔ امام ابو حنیفہؒ فرماتے ہین۔ اگر جناب علیؓ نہ ہوتے تو خوارج کا حکم نہ معلوم
ہوتا۔ احیاء العلوم مین ہے۔ کسی پر لعنت کرنے مین اندیشہ وخوف گناہ ہی اور سکوت کرنا
یہانتک کہ ابلیس تک سے زبان روکنا اس مین کوئی اندیشہ نہین۔ جبکہ سکوت کرنا افضل
ٹہرا تو امر مشتبہ اور خوفناک مین پڑنا عقل کے خلاف ہے۔

اب یہ شبہ ہوتا ہے کہ بعض احادیث سے آنحضرت صلعم کا لعنت کرنا جیسے حَکَم اور اونکی
اولاد کی نسبت لعن کرنا منقول ہی اسکے علاوہ اور جگہہ بھی ثابت ہوتا ہے جیسا کہ بعض
جانورونکی نسبت بھی اس طرح آگیا ہے چنانچہ ہم بھی حصہ اول مین کسی جگہہ لکھہ آئے ہین۔

اوسکا جواب علماء دین نے اس طرح دیا ہے کہ خود آنحضرت صلعم سے منقول ہے کہ جو شخص آپکی امت مین سے مستحق لعنت نہین ہی اور اوسکے حقمین زبان مبارک سے لعنت کا لفظ نکل گیا ہے وہ اوسکے واسطے باعث رحمت و مغفرت ہے۔ بعض احادیث مین یہہ الفاظ آے ہین "اے علی تم میرے بعد ناقضین عہد۔ ظالمین۔ تارکین دین سے لڑوگے"۔ اصحاب جمل و اصحاب صفین کو اسکا مصداق بنانا درست نہین ہی۔ کیونکہ یہہ مجموعہ اوصاف کا ماصدق علیہ فرقۂ خوارج ہے۔ اصحاب جمل و صفین نہین ہوسکتے۔ یہی مذہب اہل سنت و جماعت و طریق سواد اعظم ہے اور حق بات واجب الاتباع ہے خلاصہ یہہ کہ جناب ام المومنین عائشہ صدیقہؓ یا دیگر امہات مومنینؓ یا صحابہ کرام کو برا کہنا لاشک کفر ہے اور اوسکے ماسوا اور باتوں پر جیسا جنگ جمل و صفین وغیرہ کے متعلق سب و شتم کرنا بدعت۔ فسق۔ گمراہی اور اسکا قائل مستحق تعزیر ہے۔

صواعق محرقہ مین ہے۔ ہر مرد مسلمان پر واجب ہے کہ صحابہ کرام کی نسبت کوئی بات اونکی شان و مرتبہ کے خلاف کسی کتاب مین دیکھے یا کسی سے سنے تو مجرد رویت و سماع کچھہ حکم نیک و بد اوس پر نہ لگاوے بلکہ تحقیق کرے پھر اگر تحقیق سے ثابت ہو تو اوسکی نیک تاویل کرے اور اون بزرگو نکی نسبت گمان نیک رکھے۔ اوسکے بعد امیر المومنین علیؓ اور حضرت معاویہؓ کی نسبت یہہ لکھا ہے۔ ان بزرگون مین جو لڑائیان واقع ہوئین اہل سنت کا اعتقاد اس باب مین یہہ ہی کہ جناب معاویہؓ نے جناب امیر المومنین سے مقدمہ خلافت مین جنگ نہین کی۔ حضرت معاویہؓ ہر طرح آپکو مستحق خلافت جانتے تھے کیونکہ آپ کی خلافت اجماعی ہی بلکہ وجہ منازعت و مخالفت یہہ ہوئی کہ حضرت معاویہ اور ان کے توابع آپ سے قاتلین جناب عثمانؓ کو طلب کرتے تھے اور آپنے اس سے انکار کیا پس

اسی بنا پر طرفین سے لڑائی چھڑ گئی۔ امیر المومنینؓ نے انکار اسوجہ سے کیا کہ اوسوقت قاتلین کے حوالہ کر دینے مین بہت کچھ شر و فساد ہوتا اور فتنہ عظیم و کشت و خون عالمگیر کا اندیشہ تھا۔ آپنے چاہا کہ تسلط ہو جانے پر رفتہ رفتہ جملہ قاتلین اپنے اعمال بد کی سزا کو پہونچائے جائین۔ دوسری وجہ عدم تسلیم قاتلین عثمانؓ کی یہہ ہو سکتی ہے کہ یہ لوگ بلا شبہ باغی تھے مگر جناب امیر المومنینؓ کے مطیع ہو گئے اس صورت مین حالت بغاوت مین جو فعل انہون نے کیا وہ بعد انقیاد و اطاعت امام برحق قابل مواخذہ نہین رہا جیسا کہ امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ و دیگر علما کا باغیون کے متعلق مذہب ہے۔ اگرچہ یہ وجہ بمقابلہ وجہ اول کے ضعیف ہے مگر بہر حال آپ کی تاخیر کی وجہ تھی۔ جناب معاویہؓ بھی دلیل کیساتھ قاتلین عثمانؓ کو طلب کرتے تھے مگر انہون نے خطاء اجتہادی کی اور معذور ماجور ہین جناب علیؓ مجتہد مصیب ہین۔ یہی مذہب فرقہ ناجیہ اہل سنت و جماعت کا ہے جو افراط و تفریط سے علیحدہ صراط مستقیم پر قایم ہے۔ اس قسم کی روایات جناب امیر المومنین علیؓ کی نسبت مشہور ہونے کی ایک وجہ قوی یہہ بھی ہے کہ فرقہ سبائیہ عہد مرتضوی مین ترقی کی تمیس مین ہی کہ عہد مرتضویؓ مین خوارج اور تابعان ابن سبا۔ جو حق جناب مرتضویؓ مین نہایت درجہ غلو رکھتے تھے ظاہر ہوے۔ مولانا شاہ عبد العزیز صاحب محدث دہلویؒ ارقام فرماتے ہین کہ جناب علی مرتضیٰؓ و دیگر آئمہ اطہار خوارج کے حق مین اونکی شرارت ملاحظہ فرما کر اونکی بدذاتی و خباثت باطنی پر اکثر اوقات کلمات لعن آمیز متضمن دیگر الفاظ عام جیسے غصب ظلم بغض اہل بیت۔ تغیر سنت۔ احداث بدعت۔ اختراع احکام خلاف شرع وغیرہ وغیرہ ارشاد فرمایا کرتے تھے سمجھدار واقف کار جانتے تھے کہ یہہ الفاظ خوارج و نواصب کی شان مین ہین مگر تابعان ابن سبا جو اپنے کو مخلصان مرتضویؓ مین شمار کرتے تھے یہہ سب الفاظ

حضرات صحابہ کرام۔ ازواج مطہرات کی شان مین منسوب کرتے تھے اور اپنے عقائد فاسدہ کے مطابق پاکر خود بھی ان الفاظ سے اپنا منہ گندہ کیا کرتے تھے۔ اگر کوئی انکو روکتا تو جواب دیتے واہ جی۔ تم کیا جانو۔ صحابہ ہی مراد ہین مصلحت وقت سے جناب مرتضوی نے اونکا نام نہین رکھا۔ انکے اسلاف مین اس قسم کے امور شائع ہوے۔ پھر انکے خلف اپنے بزرگونکے قدم بقدم چلے اور آج تک اس قسم کی روایات غلط مشہور ہوتی چلی آئین (تحفہ اثنا عشریہ) کتب تواریخ دیکھنے سے معلوم ہوتا ہے کہ جناب علیؓ اپنے عہد مین اس فریق کی غلطی پر واقف ہوے اور انکو بارہا متنبہ فرمایا۔ علیٰ ہذا القیاس جو آپکو حضرات شیخینؓ پر فضیلت دیتے تھے اونکو بھی آپ سخت ممانعت کرتے رہتے تھے۔ اسی طرح جناب امیر المومنین علیؓ کے خطبون اور خطون مین جو اس قسم کے الفاظ کتب تواریخ مین منقول ہین بیشک اونکی نسبت یہی کہہ سکتے ہین کہ اہل تعصب کی آمیزش سے وہ خطبے اور خط خالی نہین ہین۔

اب ہم اصل قصہ کی طرف رجوع کرتے ہین۔ جب حکمین فیصلہ کرکے اپنی اپنی جگہہ واپس گئے۔ اہل کوفہ کوفہ واپس آے اور اہل شام شام کو چلے گئے تو اس فیصلہ کے بابت اہل کوفہ نے گفتگو کی۔ خوارج تو پہلے ہی سے برخلاف تھے عام لوگونمین بھی جا بجا چرچا ہوتا تھا۔ بعض اصحاب جناب امیر المومنین علیؓ آپکی خدمت مین آے اور عرض کیا۔ فیصلہ کی نسبت لوگونکے خیالات مختلف ہین اگر امیر المومنین عام مسلمانونکو کچھ فہمائش کردین تو کیا عجب ہے کہ شور وشغب موقوف ہو۔ چند مرتبہ اسی قسم کی راے آپکو دی گئی ایک روز امیر المومنین منبر پر تشریف فرماتے تھے آپنے جناب امام حسنؓ کو ارشاد فرمایا۔ اے حسن۔ تم حاضرین کے سامنے ابو موسیٰؓ و عمرو بن العاصؓ کی نسبت کچھ ظاہر کردو۔

حضرت امام حسنؓ اپنے والد بزرگوار کا حکم پاکر کہڑے ہوے اور فرمایا۔ ایہا الناس۔ آپ لوگ ان دونون حکمون کے بارہ مین بہت کچہہ بحث کررہے ہین۔ دراصل ہم نے ابوموسیٰ وعمرو بن العاصؓ کا حکم ہونا اس شرط پر منظور کیا تہا کہ کتاب اللہ وسنت نبوی کے مطابق فیصلہ کرینگے مگر افسوس۔ ان دونون نے اپنی راے وعقل وخواہش نفس کو کتاب اللہ پر مقدم رکہا اور جو ایسا کرتا ہے درحقیقت وہ حکم نہین اور نہ اوسکا فیصلہ قابل عمل ہے بلکہ وہ خود محکوم علیہ ہے۔ ابوموسیٰ عبداللہ بن قیس نے سراسر خطا کی۔ اونہون نے عبداللہ بن عمرؓ کے خلیفہ تجویز کرنے مین تین غلطیان کین۔ اولاً حضرت عمر فاروقؓ نے اپنی بیٹے عبداللہ کو اہل خلافت نہ سمجہا اور نہ اونکو اہل شورے مین داخل کیا۔ ابوموسیٰؓ نے اونکے خلاف کیا۔ ثانیاً۔ ابوموسیٰؓ نے عبداللہ بن عمرؓ سے راے نہین لی اور نہ اونسے پوچہا کہ تم کو خلافت دی جاے۔ ثالثاً۔ یہہ راے صرف ابوموسیٰ کی ہے۔ مہاجرین وانصارین سے جنکی رای سے خلافت وامارت منعقد ہوتی ہے ایک بہی اسپر راضی نہین۔ قدیم زمانہ سے خلافت کا دارومدار انہین کی ذات پر اور انکا حکم عامہ مسلمین پر جاری اور نافذ ہے۔ اب رہا حکومت کا مقدمہ یعنی حکم بنانا۔ اسکے جواز مین شک نہین۔ آنحضرتؐ نے حضرت سعد بن معاذؓ کو بنی قریظہ کے معاملہ مین حَکَم کیا اور اونہون نے موافق رضاے الٰہی کے فیصلہ کیا کیونکہ اگر اونکا حکم جائز نہوتا تو آنحضرتؐ اونکے فیصلہ پر راضی نہ ہوتے"۔ امام حسنؓ یہہ فرماکر بیٹہہ گئے۔ جناب عبداللہ بن عباسؓ حسب اجازت امیرالمومنین کہڑے ہوے اور حمد وثنا کے بعد فرمایا۔ ایہاالناس حق کام کے اہل اور اوسکے مستحق اشخاص وہ ہین جنکو توفیق ہوتی ہے اور حق کو پہونچتے ہین اور لوگ مختلف طبیعت کے ہین بعضے حق بات سے خوش وراضی ہوتے ہین اور بعضے

ناخوش۔ دیکھو۔عبداللہ بن قیسؓ باوجود ہدایت کے گمراہ ہوگئے اور عمرو بن العاصؓ نے باوجود گمراہ ہونے اور فساد نیت کی ہدایت پائی۔جب دونوں ملے ابوموسیٰ عبداللہ بن قیسؓ راہ سے پھر گئے اور عمرو بن العاصؓ اپنی گمراہی پر قائم رہے۔اگر دونوں فیصلہ حق کرتے تو یہہ انجام ہوتا کہ ابوموسیٰؓ حضرت علیؓ کے پیچھے ہوتے اور عمرو بن العاصؓ جناب معاویہؓ کے پیچھے۔اب دیکھو کیا انجام ہوتا ہے۔" انکے بعد حضرت عبداللہ بن جعفرؓ نے حسب حکم جناب امیر المومنینؓ یہہ بیان کیا۔"خلافت کے مقدمہ مین جناب امیر المومنین علیؓ کی نسبت نظر کرنا اور آپکی لیاقت واہلیت پر خیال رکھنا لازم اور آپکی تجویز و تشخیص سے حکم بنانا مناسب تھا مگر تمنے ابوموسیٰؓ کو نیک آدمی صوفیانہ وضع مین دیکھکر اپنی رای سے حکم کیا اور بجز اونکے دوسرے کو اسکا اہل نہ پایا۔خدا کی قسم۔ہمکو اونکی ذات سے کوئی نفع نہ ہوا اور نہ آیندہ اونکے فیصلہ سے بھلائی اور خیر کی امید ہے۔نہ ہم اونکو حکم ہونے سی پہلے اس کام کا اہل سمجھتے تھے مگر تمہارے اصرار سے مجبور ہوے۔ان حکمون نے اہل عراق کا کوئی نقصان نہین کیا۔نہ کچھہ اہل شام کے حق مین اصلاح کی۔نہ جناب امیر المومنینؓ کا حق تلف کیا نہ حضرت معاویہؓ کو دعوے باطل سے پھیرا۔حق بات تو کسیکے مٹانے سے نہین مٹ سکتی۔نہ کوئی منتر جنتر حق کو مغلوب کرکے کھو سکتا ہے اور نہ کسی شیطانی حیلہ حق کا کوئی نقصان ہوتا ہے۔ہم جیسے کل تھے ویسے ہی آج ہین۔اس ناحق فیصلہ سے ہمارا حق اور استحقاق خلافت کچھہ زائل نہین ہوا۔" (عقد الفرید)

مروج الذہب مین حضرت عمرو بن العاصؓ کی واپسی شام مین اس طرح لکھی ہی کہ جب عمرو بن العاصؓ شام مین داخل ہوے سیدھے اپنے گھر چلے گئے اور حضرت معاویہؓ سے نہین ملے۔حضرت معاویہؓ نے انکو بلایا تو اونکا یہہ جواب دیا۔اگر مجھکو کچھہ کام ہوتا

تو مین آپکی خدمت مین حاضر ہوتا اب مجھکو آپ سے نہ کوئی غرض ہی نہ مطلب پھر مین کیون دوڑتا ہوا آپکے پاس پہونچون۔ حضرت معاویہؓ اس جواب پر کھٹکے اور سمجھے کہ عمرو بن العاصؓ ہم سے بہی فرنٹ ہین۔ اب کچھہ تدبیر وحیلہ سے کام نکالنا چاہیئے۔ آخر سوچ سمجھکر حکم دیا کہ نفیس اور لطیف۔ انواع واقسام کے کہانے تیار رہون۔ پہر اپنے مصاحبین اور خدمتگارو کو بلاکر کہا مین کل صبح عمرو بن العاصؓ کے گہر جاؤنگا۔ تم سب بہی میرے ساتھہ چلنا جب کہانے کا وقت ہو اور مین عمرو بن العاصؓ کے خدام کو بلاؤن تو پہلے اونکے خادمونمین ایک ایک شخص آویگا اور جب وہ کہانے سے فارغ ہوکر اوٹھہ جاے تم لوگونمین سے ایک ایک کہانا کہائین اور اوسی جگہہ بعد فراغت طعام بیٹھے رہین اور اونکے غلام وخدمتگار نکل جائین جب اونکی طرف کا ایک آدمی بہی نہ رہے فوراً دروازے مکانکے بند کرلینا اور بلا حکم میرے کسیکو نہ آنے دینا۔ دوسرے دن انکی صلاح کے موافق کارروائی ہوئی اور حضرت معاویہؓ تنہا عمرو بن العاصؓ کے مکان پر تشریف لیگئے۔ عمرو بن العاصؓ نے انکی تعظیم نہ کی نہ اپنے فرش سے اوٹھے بلکہ جس طرح بیٹھے تھے ویسے ہی بیٹھے رہے۔ نہ انکو بلایا اور نہ اپنے برابر بٹھایا۔ حضرت معاویہؓ فرش سے علٰحدہ زمین پر بیٹھہ گئے اور انسے باتین کرنے لگے دیر تک ادہر اودہر کی باتین ہوتی رہین۔ عمرو بن العاصؓ دل مین سمجھے ہوے تھے کہ خلافت تو میرے ہاتھہ مین ہے جسکو چاہون خلیفہ بناؤن اسلئے کہنے لگے دیکھئے۔ میرے پاس آ وثیقہ وعہد نامہ ہی اسپر میری اور ابو موسیؓ کی مہر ہے۔ اہل شام مجھسے قول وقرار کرچکے ہین کہ مین جسکو چاہون خلیفہ کرون اس کاغذ مین ابو موسیؓ نے یہہ بہی لکھدیا ہی کہ حضرت عثمانؓ مظلوم شہید کیے گئے اور حضرت علیؓ کو خلافت سے معزول کردیا۔ ابو موسیؓ نے چند لوگون کو خلافت کے واسطے نامزد کیا مگر مین نے کسیکو منظور نہین کیا۔ غرضکہ اب خلافت کی کنجی

میرے ہاتھہ مین ہیؓ حضرت معاویہؓ اونسے باتونمین مصروف ہوے اور ہر طرح اونکی دلجوئی مین ہنسی و مذاق کی باتین کرنے لگے مگر اپنی جانب اونکا رخ بالکل نہ پایا۔ آخرکار جو حیلہ سوچا تھا اوسی پر چلے۔ باتین کرتے کرتے دفعۃً کہنے لگے۔ بھائی کچھہ کہانے کو ہو تو لاؤ بہوک معلوم ہوتی ہے۔ عمرو بن العاصؓ نے منہ خشک کرکے سوکہا سا جواب دیا۔ صاحب۔ کہانا یہان کہان۔ بخدا اسوقت تو کوئی چیز ایسی حاضر نہین کہ آپکے سامنے لاؤن حضرت معاویہؓ نے خادم کو پکار کر کہا۔ کہانا لاؤ۔ خادم تو پس پشت مکان کے منتظر حکم تہے فوراً حاضر ہوے اور دستر خوان دونون صاحبونکے سامنے بچہا کر اقسام طعام کے مکلف ظروف قرینہ سے چن دیئے۔ حضرت معاویہؓ نے فرمایا۔ اپنے گہر والون اور خدام کو بہی بلالو۔ عمرو بن العاصؓ نے اپنے لوگونکو بلالیا اور حضرت معاویہؓ سے کہا کہ آپ بہی اپنے اصحاب و خدام کو کہانے کے واسطے بلائین۔ انہون نے جواب دیا۔ وہ بہی کہا لینگے جلدی کیا ہے۔ پہلے یہہ لوگ تو کہا لین۔ القصہ کہانا شروع کر دیا۔ عمرو بن العاصؓ کی طرف سے جو آدمی کہانے سے فارغ ہو کر اوٹھہ جاتا اوسکی جگہہ حضرت معاویہؓ کے ہمراہیونسے ایک شخص بیٹھہ جاتا۔ رفتہ رفتہ عمرو بن العاصؓ کے آدمی سب چلے گئے اور حضرت معاویہؓ کے اصحاب و احباب باقی رہگئے۔ جس شخص کو دروازہ بند کرنیکا حکم تہا وہ موقع کا منتظر تہا جہٹ پٹ سب دروازے مکان کے بند کر دیئے۔ اب اسوقت اس مکان مین عمرو بن العاص تنہا تہے۔ عمرو بن العاصؓ یہہ چال سمجھہ گئے۔ بولے۔ یہ آپکی چالاکی ہے۔ حضرت معاویہؓ نے فرمایا۔ بس اب دو باتونمین تمکو اختیار ہے۔ میری بیعت کرلو یا اپنی جان سے دست بردار ہو۔ تیسری کوئی صورت نہین۔ عمرو بن العاصؓ نے کہا۔ مین اپنے غلام وردان کو بلا سکتا ہون۔ جواب پایا۔ ہرگز نہین۔ تم اوسکی صورت نہین دیکھہ سکتے اور نہ اسوقت وہ تم کو دیکھہ سکتا ہے۔ وہ اگر تمکو دیکھیگا بہی تو مقتول بیجان۔ یا امیر مطیع

وقبول کنندۂ بیعت"۔عمرو بن العاصؓ نے کہا"۔اچھا مجھکو منظور ہی مین آپ کی بیعت کرتا ہون
مگر بشرطیکہ حکومت مصر میرے نام کر دیجئے"۔جواب ملا"۔ہان یہہ منظور ہے تا حین حیات اپنے
تم وہانکے والی حاکم بنے رہوگے"۔اس بات پر دونون طرف سے عہد و پیمان پختہ ہوگیا حضرت
معاویہؓ نے عمائد و اکابر اہل شام کو طلب فرمایا۔(مطیعان عمرو بن العاص مین سے کسیکو
اجازت نہ تھی) اونکے روبرو عمرو بن العاصؓ نے اقرار کیا اور یہہ کہا کہ مین نے حضرت معاویہ سے
بڑھکر کسیکو خلافت کا مستحق نہ پایا۔لہذا مین انکی بیعت کرتا ہون۔انکے بعد معززین اہل شام
جو بلائے گئے تھے اونہون نے بہی حضرت معاویہؓ کی بیعت کرلی۔اس طرح حضرت معاویہؓ خلیفہ
ہوکر اپنے گھر واپس آے۔

اودہر کوفہ مین جناب امیر المومنین علیؓ کو حکمین کا فیصلہ معلوم ہوا تو لوگونکے مجمع مین
فرمایا۔مین پہلے ہی سے اس حکومت و فیصلہ پر راضی نہ تہا بالخصوص ابوموسیؓ کو حکم بنانیکی
توبالکل خوشی نہ تھی مگر تم لوگون نے اصرار کیا اور میرا کہنا نہ مانا۔اب دیکھہ لیا کہ کیا نتیجہ ہوا
مین خوب جانتا ہون کہ کس نے تمکو میری مخالفت اور میرے حکم کے خلاف پر آمادہ کیا۔
اگر مین چاہون تو اب اوس شخص سے مواخذہ کرسکتا ہون لیکن اب خدا کے حوالہ کرتا ہون
(اشارہ ہی اشعث بن قیس کی جانب) ان دو شخصون خطا کار نے جنکو تم سب نے حکومت کے
واسطے انتخاب کیا بیشک حکم خدا کو چھوڑکر بلا دلیل و حجت شرعی اپنے نفس کی پیروی کی
اور فیصلہ کیا جس سے قرآن کے حکم کا بطلان لازم آیا۔ان حکمونکے کلام مین بہی باہم تناقض
و اختلاف واقع ہوا اور خدا نے انکو ہدایت نہ کی۔وہ راہ راست سے دور جا پڑے
اللہ تعالےٰ اور اوس کا رسول اور نیک مرد مسلمان اس فیصلہ ناجائز سے بیزار ہین۔

قصہ خوارج وقت روانگی حکمین و آمادگی ایشان برائے قتال

جناب امیر المومنین علی رضؓ نے جسوقت حضرت ابو موسیٰ رضؓ کو فیصلہ کے واسطے روانہ کرنیکا قصد کیا تو آپ کی خدمت مین دو شخص خارجیونکی طرف سے آئے۔ زرعہ بن برج طائی۔ حرقوص بن زہیر سعدی اور کہا لا حکم الا للہ۔ آپنے بھی فرمایا لا حکم الا للہ۔ حرقوص بن زہیر نے کہا اے علی رضؓ آپ گناہ سے توبہ کرین اور اپنے قول و قرار سے جو آپنے معاویہ رضؓ سے کیا ہے پھر جائین۔ یہہ فیصلہ جو ہوگا محض ناجائز خلاف شرع ہے۔ آپ ہمارے ساتھہ ہمارے دشمنون پر خروج کیجئے جبتک ہمارے جسم مین جان ہے ہم اونسے لڑینگے۔ امیر المومنین رضؓ نے فرمایا۔ میرا بھی قصد تھا کہ اون لوگونسے لڑے جاتا اور ہرگز صلح نہ کرتا مگر تمنے میری مخالفت کی۔ اب تو موقع ہاتھہ سے نکل گیا۔ تم نے عہد و پیمان کرکے اپنے ہاتھہ کاٹ لئے اللہ تعالیٰ فرماتا ہے جب تم اللہ کے ساتھہ عہد کرلو تو اوسکو پورا کرو۔ جب سب باتین طے ہوگئین تو اب اوسکے خلاف کیسے کرسکتے ہین۔ حرقوص بولا کہ یہی تو گناہ ہے جسکی بابت ہم توبہ کرنیکو کہتے ہین۔ ارشاد ہوا۔ یہہ گناہ نہین ہے البتہ رائے کی لغزش ہے جسمین تمہاری بدولت مبتلا ہوے۔ زرعہ کہنے لگا۔ اے علی رضؓ اگر تم آدمیونکا حکم بنانا نہ چھوڑوگے ہم تمسے لڑینگے اور ہمارا لڑنا حق پر ہوگا کیونکہ اسمین محض خدا کی رضامندی مطلوب ہوگی آپ برہم ہوکر فرمانیلگے کمبخت یاوہ گو۔ خدا تجھکو تباہ و برباد کرے۔ اے مردک یقین کرنا کہ تو میرے ہاتھہ سے قتل ہوگا اور تیری ہی خاک ناپاک کو باد فنا برباد کریگی۔ جا دور ہو۔ جو تیرے دل مین ہوکر گذرے مین اپنے قول سے نہین پھر سکتا۔ زرعہ بولا۔ ہم یہی چاہتے ہین کہ ہمارے تمہارے معرکہ آرائی ہو۔ یہہ کہکر حرقوص و زرعہ آپکے پاس سے اوٹھے

اور لاحکم الا للہ۔ لاحکم الا للہ کی صدا لگاتے ہوے جہان اوترے ہوے تھے چلےگئے اس عرصہ مین حکمین جمع ہوے اور فیصلہ ہوگیا اور سب لوگ اپنی اپنی جگہہ واپس آ ی خوارج خوش ہوے کہ اب تو جناب علیؑ کا خون ہمپر مباح ہوگیا ہے (روضتہ الصفا)

اس واقعہ کے بعد ایک روز جناب امیرالمومنینؑ مسجد مین وعظ فرما رہے تھے۔ خوارج بھی اوس جلسہ مین تھے کہ مسجد کے گوشون سے لاحکم الا للہ کا نعرہ بلند ہوا۔ آپ نے فرمایا۔ اللہ اکبر۔ بات تو سچی اور پکی کہتے ہین مگر اُسکے ذریعہ سے باطل کا اظہار کرنا چاہتے ہین۔ اگر خوارج اب بھی اس قسم کی مہمل گفتگو سے سکوت کرتے ہین تو ہم بھی اونسے متعرض نہین ہوتے اور اگر گفتگو کرنا چاہتے ہین تو ہم اونسے مباحثہ کو تیار ہین اگر ہم پر خروج کرینگے اور ہم سے لڑینگے ہم بھی اسمین بند نہین۔ آپکی اس تقریر پر یزید بن عاصم محاربی اوچھل پڑا اور کھڑے ہوکر یہہ خطبہ شروع کر دیا۔ (بعد حمد و ثنا کے) خداوندا ہم تجھسے پناہ مانگتے ہین کہ اپنے دین مین ذلت وخواری ہمکو گوارا نہ ہو کیونکہ دین کے معاملات مین ذلت پر راضی ہونا خدا کے کام مین سستی کرنا ہے۔ اوسکا اثر ایسا کرنے والے کا ذلیل ہونا اور باعث نزول غضب الٰہی ہے۔ اے علیؑ تم ہمکو قتل سے کیا ڈراتے ہو ہم ایسے بودے نہین کہ تمہاری دہمکی مین آجاوین بلکہ ہم خدا سے امید رکہتے ہین کہ عنقریب تمکو ذلت ورسوائی کے درتک پہونچاوینگے۔ تمہاری خطاؤنسے ہم ہرگز درگذر کرنیوالے نہین۔ اوسوقت تمکو معلوم ہوگا کہ کون ذلیل وخوار ہوا۔ کون سر بازار رسوا و بدنام ہوا۔ یہہ کہکر وہ نامعقول مسجد سے نکل گیا۔ اوسکے ساتھہ اوسکے تین بھائی بھی چلے گئے جو خوارج کے ہمراہ جنگ نہروان مین مارےگئے۔ لیک انمین سے واقعہ نہروان کے بعد نخیلہ مین قتل ہوا۔

بہائیوں سے خط وکتابت کرکے اونکو بلا لینا۔ سب نے اس راے پر صاد کیا اور یہی صلاح پختہ ہوگئی۔ عبداللہ بن وہب نے خوارج بصرہ کے نام خط لکھا جسکا یہ مضمون تہا کہ ہم سب نے یہانسے نکلنے پر اتفاق کرلیا تم سب ہم سے فلان مقام پر مل جانا۔ یہہ خط ایک قاصد کے ہاتہہ روانہ کیا گیا۔ اہل بصرہ نے خط پاکر جواب دیا کہ بہت مناسب ہے ہم تمکو جاے متعینہ پر مل رہینگے جب یہ سب مراتب طے ہوگئے تو خوارج نے روانگی کا عزم مصمم کیا اور دن بہی مقرر ہوگیا شب جمعہ اور جمعہ کے پورے دن عبادت آلہی مین مصروف رہے شنبہ کے دن متفرق ایک ایک۔ دو دو۔ پانچ پانچ۔ دس دس۔ کرکے کوفہ سے نکلے۔ شریح بن اوفی عبسی بہی انہین لوگومین نکلا۔ انہین خوارج کے ہمراہ طرفہ بن عدی بن حاتم بہی نکل کہڑا ہوا۔ اوسکے باپ عدیؓ اوسکے پیچہے پیچہے مدائن تک گئے بہت کچہہ سمجہایا مگر وہ بدبخت ناشدنی نہ مانا۔ یہ مایوس ہوکر مدائن سے پہرے۔ بوقت واپسی ادہر سے عبداللہ بن وہب اسی جاتا ہوا سا باط مین ملا۔ عبداللہ کی ہمراہی بیس سوار تہے۔ عدیؓ غریب تنہا تہے۔ عبداللہ نے انکے قتل کا ارادہ کیا مگر اسکے ہمراہ عمرو بن مالک نبہانی و بشر بن زید بولانی تہے اونہون نے عبداللہ کو اس فعل سے باز رکہا اور عدیؓ کی جان بچ رہی۔ عدیؓ نے سعد بن مسعود عامل مدائن کو جو امیرالمومنین کی طرف سے تہے خوارج کے فعل وارادہ سے مطلع کیا۔ سعدؓ نے شہر مدائن کے دروازون اور راستو پر ناکہ بندی کردی اور مدائن پر اپنے بہتیجہ مختار بن عبید کو نائب کرکے خوارج کی طلب مین ایک جماعت کے ساتہہ نکلے۔ عبداللہ بن وہب رئیس خوارج نے یہ خبر پاکر اپنے مریدین ومتبعین کو مدائن کی راہ سے موڑکر بغداد کا رخ کیا۔ سعدؓ بن مسعود تو انکی تلاش ہی مین نکلے تہے انکا بغداد کی طرف جانا معلوم کرکے نہایت تیزی سے ادہر چلے شام کے وقت مقام کرخ مین دونون فریق ملاقی ہوے۔ سعدؓ بن مسعود کے ساتہہ

پانچسو سوار تھے اور خوارج تو نکل گئے تھے صرف عبداللہ بن وہب جو اپنے ہمراہیون سے جدا ہو کر پیچھے رہگیا تھا تیس سوار ونکے ہمراہ تہا۔ دونومنین ایک گھڑی لڑائی ہوتی رہی پہر سعدؓ کے ہمراہی لڑائی سے رُک رہے اور انسے کہا "تاوقتیکہ جناب امیرالمومنینؑ کی طرف سے کوئی حکم دربارہ قتال خوارج صادر نہوا انسے لڑنا مناسب نہین اگر لڑائی کا حکم دین تو ہم انکا پیچھا نہ چھوڑین اور اگر کسی اور کو اس کام پر مامور فرمادین تو پہر ہمکو خواہ مخواہ لڑنیسے کیا فائدہ" سعدؓ بن مسعود نے انکے کہنے پر کچھہ توجہ نہ کی اور برابر لڑتے رہے یہانتک کہ رات ہوگئی اور تاریکی شب نے لڑنے والونکو ایک دوسرے سے جدا کیا۔ عبداللہ موقع پا کر رات ہی کو دریاے دجلہ عبور کر کے بمقام جوخی داخل ہوکر نہروان کو روانہ ہوا اور اپنے اصحاب سے مل گیا وہ اسکے پیچھے رہ جانے سے اسکی جانب سے ناامید ہوگئے تھے اور یہ خیال کر لیا تہا کہ ابن وہب مارا گیا اور یہ راے قائم ہوگئی تہی کہ اگر وہ مارا گیا تو زید بن حصین یا حرقوص بن زہیر کو سردار بنا لین گے۔

کوفہ سے بعد خروج اس گروہ کے اور خوارج نے بہی انسے ملنے کا قصد کیا اور اسی ارادہ پر کوفہ سے نکلنا چاہا مگر اونکے گہر والون نے جبراً روک لیا۔ ان پچھلے قصد کرنیوالونمین قعقاع بن قیس طرماح بن حکیم کے چچا اور عبداللہ بن حکیم بن عبدالرحمن بکائی ہین۔

امیرالمومنینؑ کو خبر پہونچی کہ سالم بن ربیعہ عبسی بہی خوارج کے گروہ مین ملنا چاہتے ہین اور عنقریب کوفہ سے نکل جانے کا ارادہ کر رہے ہین تو آپنے انکو اپنے پاس بلا کر منع فرمایا وہ آپ کی ممانعت سے رُک گئے۔

جسوقت کوفہ سے خوارج نکل گئے اصحاب و اہل لشکر و شیعان جناب علیؑ حاضر خدمت اقدس ہوے اور آپسے خوارج کی جنگ پر دوبارہ بیعت کر کے عرض کیا۔ ہم آپ کے

دوستونکے دوست آپکے دشمنونکے دشمن خونخوار ہین۔ آپنے یہ سنکر اونسے اتباع سنت نبوی کی شرط لی بعد اسکے ربیعہ بن ابی شداد خثعمی حاضر خدمت ہوا۔ یہ آپکے ساتھ جنگ جمل و صفین مین رہا اور قبیلہ خثعم کا سردار علم بردار تھا۔ آپنے فرمایا۔ کتاب اللہ و سنت رسول اللہ پر میری بیعت کرو۔ ربیعہ نے جواب دیا۔ بلکہ سنت و طریقہ حضرت ابوبکرؓ و عمرؓ پر بیعت کرتا ہون۔ آپنے فرمایا۔ معاذاللہ۔ کیا حضرات ابوبکر و عمرؓ کا عمل کتاب و سنت کے برخلاف تھا۔ کیا اونکا طریق دوسرا تھا اگر ایسا ہے تو وہ حق پر نہ تھے۔ آخر ربیعہ نے آپکی بیعت کرلی۔ آپ اوسکے چہرہ کی طرف بغور دیکھنے لگے اور فرمایا مین گویا اسوقت اپنی آنکھونسے دیکھہ رہا ہون کہ اے ربیعہ تم خوارج ملکر مارے گئے اور گھوڑونکی ٹاپون سے تمہارے اعضا بالکل ریزہ ریزہ ہوگئے۔ ایسا ہی پیش آیا۔ ربیعہ آپسے الگ ہوکر نہروان مین خوارج کے ساتھہ مارا گیا۔ اب خوارج بصرہ کا حال ملاحظہ ہو۔ یہہ لوگ پانچسو کی جماعت سے بسرگروہی مسعر بن فدکی تمیمی بصرہ سے نکلے۔ ان سے اور خوارج کوفہ سے تو پہلے ہی خط و کتابت سے مقام ملاقات کا وعدہ ہوگیا تہا یہ اپنے اوسی وعدہ پر چلے حضرت عبداللہ بن عباسؓ جو اپنی جگہہ امارت بصرہ پر واپس آگئے تھے انکے حال شامت مآل سے واقف ہوے اور ابوالاسود دوئلی کو انکے تعاقب مین روانہ فرمایا۔ انہون نے خوارج بصرہ کو دریاے دجلہ کے جسر اکبر پر پایا اور دونون مین مقابلہ کی ٹہیری عصر کے بعد سے تاقریب وقت عشا لڑائی ہوتی رہی۔ رات کی تاریکی نے حملہ آورونکی نظرونسے ایک دوسرے کو چہپا دیا اور لڑائی بند ہوگئی۔ مسعر تاریکی شب مین فرصت غنیمت سمجھکر اپنے یارونکے ساتھہ دریاے دجلہ سے عبور کرکے اوس پار ہوگیا اور باطمینان خاطر نہروان مین عبداللہ بن وہب امام خوارج کی جماعت سے جاملا۔

چونکہ یہہ فیصلہ حکمین کا عامہ اہل اسلام کو باستثنائے اہل شام ناگوار تھا اور اسی
بنا پر فرقہ خوارج جناب علی مرتضی سے علحدہ ہوکر خروج پر آمادہ ہوا اور آپکے اصحاب کو
خاطی اور باطل پر قائم رہنے والا تصور کر کے اپنے نزدیک آپ پر جہاد کرنا کار نیک و
باعث ثواب سمجہتا تہا اور در حقیقت حکمین کا فیصلہ بالکل ناجائز کتاب و سنت کے خلاف
اور اونکے شرائط کے بالعکس تہا لہذا جناب امیر المومنین علی نے پہر اہل شام کی جنگ کا ارادہ
کیا اور اپنا ارادہ ظاہر کرنے کو کوفہ مین ایک روز اس طرح خطبہ دیا۔ "اے لوگو۔ خوب
یاد رکہو کہ گناہ و نافرمانی خدا مورث حسرت و موجب ندامت ہے۔ مین نے تقرر حکمین کے وقت
اپنی رائے اسکے خلاف ظاہر کی تہی۔ مین نے اوسوقت اہل شام کی جنگ ترک کر کے
اونسے مصالحت کرنا ہرگز پسند نہ کیا تہا لیکن تم لوگون نے میرا کہنا نہ مانا اور اپنے قول پہ
اڑے رہے۔ خبردار ہو جاؤ کہ دونون حکمون نے حکم قرآن کو پس پشت ڈالا اور جس امر کو
قرآن نے مردہ کر دیا تہا انہون نے زندہ کیا دونون نے اپنی اپنی رائے و خواہش نفسانی
کی پیروی کی اور فیصلہ کرنے مین ہدایت نہ پائی۔ فیصلہ وہ کیا کہ بغیر حجت و دلیل نہ قرآن شریف
کے موافق اور نہ سنت نبوی کے مطابق۔ پہر اون دونون نے بہی باہم اختلاف کیا اور
اس اختلاف رائے نے اونکو راہ راست سے دور پہینکا۔ جبکہ اونکا فیصلہ سراسر خلاف قرآن و
سنت کے ہے تو ایسے فیصلہ سے خدا اور اوسکے رسول دونون بیزار ہین اور خدا کے نیک
بندے بہی اس سے ناراض ہین۔ لہذا تم سب اہل شام کی لڑائی کے واسطے تیار ہو جاؤ
اور سفر جہاد ملک شام کا پہر سامان درست کرو۔ یوم دوشنبہ کی صبح کو لشکر بہمہ جہت
مستعد ہو کر شام کی جانب روانہ ہو جائے"۔ اس خطبہ کے بعد آپنے ایک فرمان بنام
خوارج بمقام نہروان قریب قریب اسی مضمون کے لکہکر روانہ فرمایا وہ فرمان یہ ہے

بسم اللہ الرحمن الرحیم - از طرف بندہ خدا - امیر المومنین علیؓ - زید بن حصین - عبد اللہ بن وہب اور
اونکے سب ہمراہیونکو واضح ہو کہ ان دونون حکمون نے جنکے فیصلہ پر ہم سب راضی تھے
خلاف حکم خدا و رسول اپنے نفس کے موافق فیصلہ کیا لہذا ہم اونکی لڑائی کو جانیوالے
ہین اور اپنے دشمنون سے مقابلہ کرینگے - ہم اوسی رائے سابق پر ہین - تم لوگونکے پاس
جسوقت یہہ ہمارا خط پہونچے فوراً ہمارے پاس چلے آؤ اور ہمارے ساتھہ ہو کر اپنے
دشمن کی طرف چلو" خوارج نے آپکے ساتھہ جانے سے انکار کیا اور یہہ جواب لکھا - امابعد
تم نے بوقت تقرر حکمین خداوند تعالی کا پاس نہ کیا اور نہ اوسکے حکم کے اتباع مین اپنی دشمن پر
غضبناک ہوئے اب اپنے نفس کی اتباع مین لڑنے کو کہتے ہو - اگر تم اپنے کفر کا اقرار کر کے
توبہ کرتے ہو تو ہم اپنے اور تمہارے معاملہ مین غور و تعمق کر کے مناسب سمجھینگے تو شریک
ہونگے ورنہ ہم تمہاری بیعت سے تو الگ ہو ہی چکے اب ہم تم سے برابری کے ساتھہ لڑنیکو
موجود ہین اور اللہ تعالی خیانت کرنے والونکو دوست نہین رکھتا" امیر المومنین کو یہ خط
پڑھتے ہی خوارج کی شرکت اور اونکے اتفاق کرنے سے نا امیدی ہو گئی - لیکن خوارج کو
زیادہ مضر و خطرناک نہ خیال فرما کر یہہ قصد مصمم کر لیا کہ انکو چھوڑ کر سر دست شام پر حملہ
کرین چنانچہ آپنے اسی جانب توجہ مبذول فرمائی اور اپنے لشکر کو اہل شام کی لڑائی پر
ترغیب دینے لگے اور اہل کوفہ کو جمع کر کے فرمایا "امابعد - اے حامیان دین اسلام جس نے
اللہ کے واسطے جہاد نہ کیا اور سستی و کاہلی سے چھوڑ بیٹھا خوب سمجھہ لو کہ وہ شخص چاہ ہلاکت
مین گرا چاہتا ہے اور مستحق نزول غضب الہی ہو گیا - ہان اوسکی رحمت و شفقت جو ہر وقت
اوسکے بندونکے شامل حال ہے اگر ہلاکت سے بچالے تو دوسری بات ہے - بھائیو - اللہ سے
ڈرو اور جو لوگ خدا و رسول سے دشمنی کرتے ہین اور چاہتے ہین کہ خدا کے نور کو بالکل

بجہاد دین اونسے قتال وجدال کرو۔ جو لوگ خطاکار۔ ظالم۔ گمراہ ہین وہ لوگ نہ قرآن شریف سمجھکر پڑہتے اور نہ اُسپر عامل ہین اور نہ دین کی باتین سمجھتے اور یا اوسپر عمل کرتے ہین اور نہ علم دین مین ملکہ کامل اور قوت اجتہاد رکہتے ہین نہ اس امر خلافت وامارت کے اہل ہین نہ شرافت سابقیت اسلام کی اونکو حاصل ہے۔ ایسے لوگونسے ضرور جہاد کرو قسم خدا کی۔ اگر یہ لوگ تمپر حاکم ہوجاوینگے تو تمہارے اندر قوانین کسریٰ وہرقل کے جاری کرینگے اور احکام قرآنی وحدیث بالکل اوٹھا دینگے۔ یارو۔ اب اہل شام کی جنگ پر آمادہ ہوجاؤ۔ ہمنے اہل بصرہ کو بہی بلایا ہے وہ آجاوین تو سب ایک ساتھہ روانہ ہون"۔

پہر ایک فرمان حضرت ابن عباسؓ کے نام بصرہ روانہ فرمایا۔ اوسکا یہہ مضمون تہا۔ ہم لشکرگاہ نخیلہ مین اپنے لشکر کو جمع کرکے ٹہیرتے ہین۔ ہم سب نے اہل شام پر خروج کا قصد کرلیا ہے۔ تم اہل بصرہ کو ہمارے ساتھہ چلنے پر آمادہ کرو اور بہمہ جہت تیار ہوجاؤ جسوقت ہمارا قاصد تمہارے پاس پہونچے فوراً اونکو ہماری طرف روانہ کردینا۔ والسلام۔ ابن عباسؓ نے یہ فرمان مجمع عام مین پڑہا اور اونکو جنگ پر آمادہ کیا انکی ترغیب پر ایکہزار پانچسو جوان لڑنے مرنے والے بسرداری احنف بن قیس لڑائی پر تیار ہوگئے۔ دوبارہ ابن عباسؓ نے لوگونکو مجتمع کرکے جناب علیؑ کا فرمان پڑہا اور فرمایا کہ حسب حکم امیرالمومنینؓ مین نے تم لوگونکو جنگ کے واسطے آمادہ کیا مگر بڑے افسوس کا مقام ہے کہ تم ساتھہ ہزار آدمی مردمیدان وجنگجو معرکہ رزم ہو اور اگر غلامون اور لڑکونکو ملالو تو تعداد بیشمار ہوجاوے لیکن کل ڈیڑہ ہزار آدمی لڑنے پر آمادہ ہوے۔ اس قلیل تعداد کو مین کیا بہیجون تمکو نہین مگر مجھکو تو شرم آتی ہے۔ خبردار رہو۔ اپنے نفس پر کوئی شخص حجت نہ قائم کرلے۔ مین یقین کرتا ہون کہ جو نفس جناب امیرالمومنینؓ کا ساتھہ نہ دیگا وہ ضرور گنہگار ہوگا

مین خوب سمجھائے دیتا ہون۔ دیکھو پچھتاؤ گے اور ندامت اوٹھاؤ گے۔ خبردار اپنے امام برحق کا ساتھہ نہ چھوڑو۔ لازم ہے کہ جاریہ بن قدامہ سعدی کو اپنا سردار کرکے امیرالمومنین کی طرف روانہ ہو جاؤ۔ اس فقرہ کے تمام ہوتے ہی جاریہؓ بن قدامہ سعدی اوٹھہ کھڑے ہوئے اور ایکہزار سات سو آدمیوں نے سینہ سپر ہو کر کہا کہ ہم جنگ پر جانیکو تیار ہین۔ القصہ یہ لوگ جاریہؓ کے ساتھہ ہوئے۔ ابن عباسؓ نے جملہ تین ہزار ایکسو (بروایت ابن خلدون) یا تین ہزار دوسو (بروایت ابن اثیر) کی جماعت کو بسرداری حضرت جاریہ بن قدامہ و احنف ابن قیسؓ جناب امیرالمومنین علی کی خدمت مین روانہ فرمایا۔

جناب امیرالمومنین نے رؤسا و اکابر و اشراف کوفہ کو جمع فرماکر یہہ تقریر نہایت نرم الفاظ مین کی۔

اے سرداران و اے ساکنان کوفہ۔ تم لوگ میرے بھائی۔ مددگار۔ اعوان و انصار۔ یاران جانباز ہو۔ ہر معرکہ مین حق پر میرے ساتھہ رہے۔ جہاد مین میری مدد کی۔ جو لوگ تمہارے دشمن اور مخالف ہو رہے ہین مجھکو امید ہے کہ تمہاری مدد سے مین اون گمراہونکو ٹھیک کرلونگا اور جو مجھسے پھرینگے اون کو مارونگا اور جو میری طرف متوجہ ہونگے وہ میرے مطیع سچے دل سے ہو جاوینگے مین نے اہل بصرہ کو بھی بلایا ہے چنانچہ وہان سے تین ہزار دوسو جوان جنگ آزما آئے ہین۔ اب آپ اپنے اپنے گروہ و قبیلہ کی ایک فہرست تیار کرین اوسمین لڑنے والونکی تعداد علیحدہ۔ نوعمر و نوجوان جدا۔ غلام و خدمتگارونکی تفصیل الگ ہو۔ یہہ فہرست مرتب کرکے میرے سامنے پیش کرو تاکہ کل تعداد مردان جنگ دیدہ و کار آزمودہ کی معلوم ہو جائے اور یہہ بھی

دریافت ہوجاسے کہ ہمارے لشکر مین سب چھوٹے اور بڑے کسقدر سپاہی ہین۔
یہہ تقریر سنکر سعد بن قیس ہمدانی اوٹھے اور عرض کیا۔ امیرالمومنین۔ ہمکو بسر وچشم منظور ہے
اسی طرح دیگر سرداران قبائل معقل بن قیس۔ عدی بن حاتم۔ زیاد بن خصفہ۔ حجر بن عدی۔ وغیرہم
اشراف ورؤسار قوم نے ظاہر کیا۔ پہران سردارون نے اپنے لڑکون اور غلامونکو تاکید کی کہ
سب کے سب جو لڑائی کے قابل ہون لڑائی کو چلین اور ایک فہرست مرتب کی جسمین چالیس ہزار
مردان جنگ دیدہ وکار آزمودہ درج تھے۔ سترہ ہزار ان سپاہیونکے نوعمر لڑکے مگر قابل جنگ
آٹھہ ہزار خادم۔ غلام وموالی۔ جملہ تعداد پینسٹھہ ہزار اہل کوفہ کی تھی۔ اہل بصرہ تین ہزار دوسو
اس تعداد کے علاوہ تھے۔ یہہ فہرست جناب امیرالمومنین کی نظر سے گذری۔ آپنے سعد بن مسعود
گورنر مدائن کے نام بہی فرمان لکہا کہ جسقدر سپاہی وہان ہون روانہ کرین۔
جناب امیرالمومنین جنگ اہل شام کے واسطے آمادہ تہی مگر یہہ معلوم ہوکر کہ اہل لشکر کا میلان
اول جنگ خوارج کی طرف ہے۔ آپنے فرمایا مجھکو معلوم ہوا ہے کہ تم لوگ جنگ خوارج کو مقدم سمجھتے ہو
مگر میرے نزدیک سردست اہل شام پر فوج کشی کرنا امر ضروری ہے ان خوارج کا مقابلہ اور انکی
سرکوبی چندان امر اہم نہین ہے کیونکہ اہل شام کو اگر اونکے حال پر چھوڑ دوگے تو اونکے غلبہ در
قوت کو ترقی ہوجاویگی۔ اونکی غرض یہ ہی کہ وہ جبر وتعدی سے بادشاہت وحکومت ملکو نکی
حاصل کرین اور بندگان خدا کو اپنا زرخرید غلام بنالین لہذا انکو مہلت دینا خوب نہین۔ ابہی
شکستہ حال ہین سنبہلنے نہ پاوین کہ تم اونکے سر پر پہونچ جاؤ۔ سبنے بالاتفاق کہا۔ جہان اور جسطرف
مناسب سمجہئے رخ کیجئے۔ صیفی بن فشیل شیبانی اس مجمع مین تہے بولے۔ ہم آپ کے مددگار۔ ناصر۔ آپکی
دشمنونکے دشمن خونریز ہین جو آپکے مطیع وفرمانبردار ہین ہم بہی اونکے دوست غمگسار ہین۔ وہ لوگ
کوئی ہون اور کہین ہون ہم اونکے خیرخواہ ہین۔ اگر خدا نے چاہا تو آپکو ہر طرح فتح وظفر ہوگی

اور اگر کوئی نقصان شدنی پیش آوے تو ہم لوگونکی سُستی اور ضعف نیت کا اثر نہو گا ہم سچے دل سے آپ کے مطیع وجان نثار ہین۔

قتال خوارج۔معرکہ نہروان

خوارج بصرہ حسب طلب عبداللہ بن وہب روانہ ہو کر جب متصل نہروان کے پہونچے تو انکو چند لوگ ملے جنمین ایک شخص نظر آیا۔ایک خچر پر اوسکی عورت سوار اور وہ خچر کے پیچھے پیچھے اوسکو ہانکتا جاتا تھا۔خوارج نے اوس سے ڈانٹ کر پوچھا تم کون ہو کہان جاتے ہو۔جواب ملا۔عبداللہ بن خباب آنحضرتؐ کے صحابی کا بیٹا ہون۔پوچھا۔کیا تم ہمارے ڈانٹنے سے گھبرا گئے تھے جواب دیا۔بیشک۔کہا۔اب تم نہ گھبراؤ اگر کوئی حدیث اپنے والد سے سُنی ہو تو بیان کر وجس سے ہمکو نفع ہو۔عبداللہؓ نے کہا میرے والد کہتے تھے کہ حضورؐ نے فرمایا ہے۔قریب ہے جو ایسا فتنہ وفساد ہو گا جس مین انسان کا دل مردہ ہو جاویگا جس طرح اوسکا بدن مردہ ہو جاتا ہی اوس وقت لوگون کا یہ حال ہو گا کہ شام کے وقت انسان مسلمان ہو گا اور صبح کافر اوٹھیگا۔صبح کیوقت با ایمان ہو گا اور شام ہوتے ہوتے کافر ہو جاویگا۔خوارج نے کہا۔یہی حدیث ہم تمسے سننا چاہتے تھے۔بھلا یہ تو بتلاؤ کہ ابوبکرؓ وعمرؓ کے حق مین تمہارا کیا عقیدہ ہے۔کہا۔وہ دونون بہت اچھے تھے۔سبحان اللہ اونکا کیا پوچھنا۔پھر اول وآخر زمانہ خلافت جناب عثمانؓ کی نسبت سوال کیا۔جواب دیا۔از اول تا آخر حق جو حق پسند تھے۔پھر پوچھا حضرت علیؓ قبل تقرر حَکَم کیسے تھے اور بعد مین اونکی نسبت تمہارا کیا خیال ہے"۔جواب دیا"۔تم لوگون سے زیادہ اللہ تعالیٰ کے حکم کو سمجھنے والے اور خوب جاننے والے۔دین کی حفاظت کرنے والے۔دین کے کاموں مین تیز نظر"۔خوارج یہ تعریف سنکر بگڑ گئے اور کہا"۔تم اپنے نفس کے تابع ہو۔جو تمہارا جی چاہتا ہے کرتے ہو۔تم لوگونکو اونکے نام کی وجہ سے اچھا کہتے ہو اونکے افعال پر نظر

نہین کرتے۔ واللہ ہم تمکو اس بری طرح مارینگے کہ کبہی کسیکو ایسی ذلت وخواری کے ساتہہ نہ مارا ہوگا" یہہ کہکر اونکی مشکین کسلین اور اونکو مع اونکی بیوی کے جو حاملہ پورے دن کی تہین۔ ایک کہجور کے درخت کے نیچے لائے۔ وہ درخت پختہ کہجور سے لدا ہوا تہا اتفاق سے ایک دانہ اوپر سے گرا جسکو ایک خارجی نے اوٹہاکر منہ مین رکہہ لیا۔ اسپر دوسرا خارجی بولا۔ نادان! یہہ کہجور ناجائز طریق سے کہاتا ہے اوسنے کہجور منہ سے نکالکر پہینکدی۔ اتفاقاً ایک سوئر اودہر آنکلا جو کسی ذمی کا تہا ایک خارجی نے لپک کر ایک وار مین اوسکو مار ڈالا دوسرے خارجی بول اوٹہے "تو نے برا کیا۔ زمین مین فساد کرنا جسکی ممانعت ہے، وہ یہی ہے" کشندۂ خنزیر اپنے فعل پر نادم ہوا اور مالک خوک کو تلاش کرکے اوسکو کچہہ دے لے کر راضی کرلیا۔ عبداللہ اونکی یہ حرکتین دیکہہ رہے تہے۔ بالحاح وزاری کہنے لگے "مین دیکہتا ہون کہ تم اپنے معاملات مین سچے ہو۔ امید کرتا ہون کہ مجہکو تمہاری ذات سے کوئی صدمہ نہ پہونچیگا مین مرد مسلمان ہون۔ اسلام مین کوئی بدعت جو خون کو مباح کردے مجہسے ظہور پذیر نہین ہوئی جسکی وجہ سے مین مستحق قتل ہون۔ پہر تمنے مجہکو امن دیدیا ہے اور اپنی زبان سے کہہ دیا ہی کہ تم نہ گہبرانا" اس عاجزی وخوشامد کے جواب مین اون بے دین قصائیون نے عبد اللہ کو زمین پر پچہاڑکر بکری کی طرح ذبح کر ڈالا۔ خون زمین پر بہ نکلا اور پانی تک بہ کر پہونچا۔ یہہ واقعہ نہر کے کنارہ کا ہے۔ پہر بیوی کی طرف متوجہ ہوے۔ وہ بیچاری بہت روئی پیٹی مگر وہ قسی القلب کب ماننے والے تہے پیٹ پہاڑکر ہلاک کر ڈالا۔ انکے ساتہہ تین عورتین اور قبیلہ بنی طے کی تہین اونکو بہی قتل کیا۔ ام سنان صیداویہ کو بہی مار ڈالا۔

جناب امیر المومنینؑ شام کی جانب روانہ ہوتے کو تہے کہ خوارج کی یہ حرکت گوش گذار ہوئی اوسیوقت حرث بن مرہ عبدی کو بغرض تحقیق حال روانہ فرمایا۔ حرث خوارج سے ملے

اونہون نے انکو بہی قتل کیا۔جب یہ خبر بہی پہونچی تو لشکریون نے متفق ہوکر عرض کیا۔ امیرالمومنین ہم کیسے ان خوارج کو چہوڑ کر اہل شام کا رخ کرین اور کس طرح اپنے پیچہے اپنے اہل وعیال ومال واسباب پر خوارج کی طرف سے مطمئن رہ سکتے ہین۔اگر ہمارے بعد یہ لوگ ہمارے گہرون کو لوٹ لین یا ہمارے بال بچون عورتونکو قتل کر ڈالین تو ہم انکا کیا کرسکتے ہین۔ہم چاہتے ہین کہ پہلے ان سے فارغ ہوجائین پہر باطمینان دل وفراغ خاطر اہل شام کی لڑائی پر نکلین"۔اشعث بن قیس نے بہی تائید کی۔اس سے قبل اشعث کی نسبت لوگونکا خیال تہا کہ یہہ خوارج سے میل رکہتے ہین مگر جب اسوقت انہون نے بہی جنگ خوارج کی راے دی تو لوگونکا خیال انکی طرف سے بدل گیا۔جناب علیؑ نے بہی اس راے کو بنظر استحسان دیکہا اور اہل شام کی جنگ کو ملتوی کرکے خوارج کی طرف بڑہے۔بروایت علامہ مسعودیؒ آپکے ہمراہ اہل کوفہ سے پینتیس ۳۵ ہزار اور اہل بصرہ سے دس ۱۰ ہزار جملہ پینتالیس ۴۵ ہزار کی جماعت تہی۔یہہ لشکر ظفر پیکر دریاے دجلہ کے پل سے عبور کرکے خوارج کی جانب قدم زن ہوا۔اس سے قبل ایک نجومی آپ کو ملا اور اوسنے کہا تہا کہ دن کی فلان وقت اگر آپ اپنے دشمن کی طرف جاؤ گے تو فتح پاؤگے اور اسکے خلاف اوقات مین تمکو اور تمہارے لشکر کو نقصان پہونچیگا مگر آپ یہان سے اوسی وقت چلے جسوقت نجومی نے منع کیا تہا اور بعد فراغت واقعہ نہروان کے فرمایا کہ اگر ہم نجومی کی معین کیے ہوے وقت پر نکلتا تو جاہل لوگ یہی کہتے کہ نجومی نے نیک ساعت بتلادی تہی اسواسطے فتح پائی۔نجومی کا نام مسافر بن عفیف ازدی ہے۔

امیرالمومنین بعد قطع مسافت متصل نہروان کے پہونچکر خوارج کے پڑاؤ سے ایک فرسنگ فاصلہ پر اوترے اور خوارج کے پاس کہلا بہیجا کہ ہمارے بہائیونکے قاتلونکو ہمارے حوالہ کردو۔ہم تم سے فی الحال تعرض نہ کرینگے۔ابہی ہم اہل شام سے لڑنے والے ہین اور تمکو

اس مدت تک مہلت دی جاتی ہے تاکہ اپنا نیک و بد خوب سمجھ لو۔ شاید اللہ تعالیٰ تم کو ہدایت کرے۔ خوارج نے جواب دیا۔ ہم سب نے ملکر تمہارے بھائیونکو مارا ہے اور ہم سب تمہارے اور اونکے خون کو مباح اور حلال سمجھتے ہین۔

قیس بن سعد بن عبادہ انصاریؓ خوارج کے سمجھانے کو گئے اور اس طرح گفتگو کی۔ "اے اللہ کے بندو! ہمارے مجرمونکو اپنی جماعت سے الگ کرکے ہمارے پاس بھیجدو اور تم امیر المومنین کی اطاعت مین از سر نو داخل ہو کر ہمارے ساتھ شامیونپر چڑھائی کرو۔ تم لوگ گناہ کبیرہ کے مرتکب ہوئے ہو کیونکہ مسلمانونکو مشرک اور کافر سمجھتے اور اونکو ناحق قتل کرتے ہو" عبد اللہ بن شجرہ سُلمی نے اسطرح جواب دیا "ہمکو امر حق مثل آفتاب عالمتاب روشن ہو گیا۔ اب ہم تمہاری متابعت نہین کرتے۔ کیا تم مین حضرت عمر فاروق کا مثل عدل و انصاف و سیاست و امارت مین ہے" قیسؓ نے جواب دیا "ہمارے امیر المومنین ویسے ہی ہین انکے سوا اسوقت کوئی ہمکو نظر نہین آتا۔ کیا تم کہہ سکتے ہو کہ تمہاری جماعت مین حضرت فاروق کا نظیر اور مثل کوئی شخص ہے" خوارج نے کہا۔ نہین قیسؓ نے کہا مین تمکو خدا کی قسم دلاتا ہون کہ اپنی جانونپر رحم کرو اور اپنے ہاتھون اونکو ہلاکت مین نہ ڈالو کیونکہ مین یقین کرتا ہون کہ فتنہ تمپر غالب آگیا ہے اور عنقریب تم سب کو ہلاک و برباد کردیگا

انکے بعد حضرت ابو ایوب انصاریؓ نے اس طرح وعظ و پند کرکے سمجھایا۔ اے خدا کے بندو ہم تم ابھی تک ایک حالت پر ہین اور الحمد للہ کہ جیسے پہلے تھے ویسے ہی ابھی تک ہین۔ ہمارے تمہارے درمیان کوئی فرق نہین۔ ہماری سمجھ مین نہین آتا کہ تم ہم سے کس بات پر لڑنا چاہتے ہو۔ خوارج بولے "اگر آج ہم تمہارے ساتھ ہو کر اہل شام سے لڑتے ہین تو کل تم لوگ ہم پر یہی حکم جاری کروگے" ابو ایوب نے کہا "خدا کے واسطے فتنہ موجودہ کو

دفع کرو اور آیندہ کی روک ٹوک کرلو" غرض ابو ایوب بے نیل مرام واپس آے - اسکے بعد
امیر المومنینؑ خود تشریف لیگئے اور نہایت شد و مد سے نصیحت کرنا شروع کی - اصلی عبارت
نہایت فصیح و بلیغ ہے مگر بلحاظ عام فہم نہ ہونے کے صرف اُسکے ترجمہ پر کفایت کیجاتی ہی
اُے فرقہ عداوت شعار واے گروہ ناہنجار - تمکو تمہاری عداوت اور ضد و ہٹ دہرمی نے
ہماری جماعت سے نکال دیا - تمکو تمہارے اتباع نفس نے حق بات قبول کرنیسے روک دیا -
یہہ عداوت اور اتباع نفس تمہاری جانوں کے پیچھے پڑے ہین - تم پر سخت مصیبت - قہر الٰہی
آنیوالا ہے - یاد رکھو - میرا کہا مانو - اب بہی کچہہ نہین گیا - تمہاری اس سرکشی اور نافرمانی کا
یہہ نتیجہ ہوگا کہ کل کے دن تمکو اسی میدان مین دوسرے لوگ مقتول بسمل خاک و خون مین
تڑپتا دیکھینگے اور تمپر لعنت کرینگے - اسی جنگل بیابان مین تمہاری لاشین طعمہ درندگان
صحرائی ہونگی - تمہارے پاس تمہارے اس عصیان و عناد کی کوئی دلیل خدا کی طرف سے
نہین ہے - تمہارا دعوی باطل - تمہارا فعل محض - بلا حجت و برہان ہے - کیا تمکو معلوم
نہین کہ حکم بنانے کی بابت مین نے تمکو تاکید منع کیا تہا اور صاف صاف کہہ دیا تہا کہ یہہ
چال اور مکر تمہارے بہکانے کے واسطے ہے - درحقیقت امر حق اہل شام کو منظور نہین
وہ تمکو دہوکا دیرہے ہین - یہہ لوگ اہل دیانت و تقویٰ نہین انکے قول و فعل کا کوئی
اعتبار نہین ہے مگر افسوس - تمنے میری نافرمانی کی اپنی ضد پر قائم رہے جب مین نے
حسب خواہش تمہارے عہد و اقرار کرلیا تو حکمین سے بہی شرط اور قول کرالیا کہ وہ دونون
قرآن اور سنّت نبویؐ کے موافق فیصلہ کرینگے مگر حکمین نے اختلاف کیا اور خلاف
حکم خدا و رسُول کے فیصلہ کیا اب اس مین میرا کیا اختیار رہے - ہان جو ہمارے بس کی
بات تہی وہ ہمنے کی - ہمنے اونکا فیصلہ اونہین کے سر مارا اور اب ہم امر سابق پر ہین

انکے مقابلہ کو نکلے ہین۔ خیر جو گذرا گذرا۔ تمہاری مخالفت کی اب کوئی وجہ باقی نہین رہی ہمارے ساتھ ہو اور دشمنون سے لڑو"۔ خوارج نے عرض کیا"بیشک ہمنے حکم مقرر کرنیکی راے دی تہی اور اوسوقت ہماری ہی خوشی سے تمنے حکم مقرر کئے لیکن پہر ہمنے اپنی غلطی معلوم کرکے اپنے گنہگار ہونیکا یقین کیا اور اپنے کو کافر سمجھکر توبہ کی اگر تم بہی اپنے گناہ کا اقرار کرکے توبہ کرلو توہم تمہارے ساتھ ہین اور اگر توبہ سے انکار ہے توہم تمسے لڑینگے"۔ امیرالمومنینؑ نے فرمایا"افسوس تمہاری عقلین کیا ہوئین۔ تم یہہ نہین سمجھتے کہ مین رسُول معظم پر ایمان لایا۔ ہجرت کی جہاد وغزوات مین حاضر رہا پہر مین کیسے اپنی نسبت کافر ہونے کی گواہی دون۔ اگر ایسا کرون تو بیشک مین بڑا گمراہ ٹہیرون اور ہرگز راہ پانے والونکی فہرست مین میرا نام نہ ہوگا"۔ بعض کہتے ہین کہ آپنے تقریر گذشتہ کے بعد اسقدر اور بہی فرمایا"تمہاری خواہش کے مطابق تقرر حکمین ہوا پہر تم کیون ہمارے مخالف ہوگئے اور ہماری جماعت سے نکلکر تلوارین اپنے کاندہون پر رکھکر بندگان خدا کے مارنے کو پہرنے لگے۔ یہہ سراسر نقصان دین وایمان ہے۔ بخدا اگر تم اس عقیدہ پر ایک مرغی بہی مارڈالوگے تو گناہ کبیرہ کے مرتکب ہوگے انسان کی جان کا توجسکو خدا نے حرام کردیا ہے کیا ذکر ہے"۔ اس فقرہ پر خوارج نے ایک دوسرے سے پکار کرکہا۔ بہائیو اب ان لوگون سے گفتگو نہ کرو۔ ان کو چہوڑدو اور خدا سے ملنے کی تیاریان کرو۔ چلو۔ چلو جنت کی طرف دوڑو۔ جناب علیؑ جب وعظ ونصیحت سے تنگ آگئے تو فرمایا۔ اب ایک بات اور باقی رہگئی ہے۔ تم اپنی جماعت مین جسکو سمجہدار لایق۔ قابل۔ مقرر۔ معاملہ فہم۔ سمجھتے ہو وہ شخص مجھسے بحث کرلے۔ اگر مجھکو قائل کردے تو مین تمہارے کہنے پر عمل کرون اور اگر وہ ہارجاوے تو تم سب میرے مطیع ہوجاؤ۔ خوارج نے عبداللہ بن الکواء کو انتخاب کرکے پیش کیا۔ آپنے اوس سے سوال کیا۔ کیا وجہ پیش آئی کہ تم میری بیعت کرکے میرے مطیع وفرمانبردار ہوکر دفعۃً مجھسے

الگ ہوگئے اور میری نافرمانی پر کمربستہ ہو کر میرے دشمن بن گئے۔ جنگ جمل مین تم لوگ بھی تو
شریک تھے کوئی امر تمہاری جانب سے میرے خلاف مرضی صادر نہوا۔ ابن الکوا نے جواب دیا۔
جنگ جمل مین آپنے کسکو حکم مقرر کیا؟ فرمایا سنو۔ میرا فیصلہ اور انصاف کرنا ہدایت کے زیادہ
قرین ہے یا آنحضرت صلعم کا فیصلہ سراسر ہدایت ہے۔ ابن الکوا نے کہا حضور کے احکام قطعی حق
اور شک خطا و غلطی سے مبرا و پاک ہین۔ ارشاد ہوا۔ تمنے سنا ہوگا کہ جسوقت نصاری نجران نے
حضور سے معارضہ و مباحثہ کیا ہے تو آیت مباہلہ نازل ہوئی اور یہہ امر یقینی ہے کہ خداوند تعالے
کو اہل نجران کے کاذب ہونے مین کوئی شک نہ تھا پھر اس محاکمہ اور مباہلہ کا کیون حکم دیا۔
وہ یہہ سُنکر بولا۔ یہہ مسئلہ تو اجماعی ہے کہ اہل نجران دین باطل پر تھے اور خدا کی طرف سے
آیت نازل ہوئی مگر اسپر قیاس نہین ہو سکتا لیکن آپنے اپنی خلافت مین شک کیا اور حکومت
و تقرر حکمین پر راضی ہوے اور جب آپنے خود اپنی نسبت شک کیا تو اگر ہمکو آپ کی خلافت اور آپکے
اہل خلافت ہونے مین شک پیدا ہوا تو کیا بعید ہے۔ جناب امیر المومنین ؑ نے اب دوسری
آیت پیش کی جس سے تقرر حکم کا جواز ثابت ہوتا ہے۔ اسپر ابن الکوا ساکت ہوگیا پھر کچھہ
سوچ کر کہنے لگا۔ ہم تسلیم کرتے ہین کہ جو آپنے فرمایا بجا و درست ہے مگر آپ مین صرف یہ عیب ہے کہ
آپنے جسوقت ابو موسیٰ کو حکم مقرر کیا آپ کافر ہوگئے۔ امیر المومنین ؑ نے فرمایا جسطرح معاویہ نے
عمرو بن العاص کو حکم کیا ویسے ہی مین نے ابو موسیٰ ؓ کو حکم کیا۔ اس مین کون سا کفر ہوا۔ اُسنے
کہا کہ ابو موسیٰ ؓ کافر ہین۔ دریافت فرمایا کہ دومتہ الجندل جاتے وقت کافر ہوئے یا فیصلہ
کرتے وقت۔ جواب ملا کہ فیصلہ کرتے وقت کافر ہوے۔ ارشاد ہوا کہ جسوقت مینے اپنے
پاس سے روانہ کیا اوسوقت تو وہ کافر نہ تھے فیصلہ کے وقت ہوگئے تو اس مین میںنے کیا گناہ کیا بالفرض
آنحضرت کسی مسلمان کو مشرکون کے پاس فیصلہ کرنے کو روانہ فرماتے اور غرض آپکی یہ ہوتی

کہ یہہ مشرکون کو دعوت اسلام دے مگر وہ شخص وہان جا کر دین اسلام کے سوا کسی اور دین کی
دعوت دے تو اس مین حضورؐ پر کیا اعتراض ہوگا اسی طرح ابو موسیٰؓ اگر گمراہ ہوے اور خلاف
حق فیصلہ کیا تو مجہپر کوئی الزام نہین اور نہ یہہ فعل ایسا ہے کہ تمہارے واسطے مسلمانونکی
خونریزی مباح ہوگئی ہو۔ خوارج اُس حجت ملزم اور جواب مسکت سے لاجواب ہوگئے اور کہسیانے
ہوکر ابن الکوا سے کہنے لگے۔ اس شخص سے مباحثہ نہ کرو اور اپنے مقام پر واپس چلو۔ آپ
واپس آے اور یہہ خیال کر لیا کہ یہہ لوگ ہرگز راہ راست اختیار نہ کرینگے اب بجز لڑائی کی چارہ نہین
الغرض خوارج آمادہ جنگ و پیکار ہو گئے۔ امیر المومنین رضؓ نے بہی سامان جنگ و ترتیب
صفوف مین اہتمام شروع کیا۔ اس عرصہ مین خبر پہونچی کہ خوارج دجلہ کے پل سے اوس پار
اوترنے والے ہین۔ مخبر ایک یہودی اوسی نواح کا باشندہ تہا اوسنے ظاہر کیا کہ اسوقت
خوارج پُل پر سے اوتر رہے ہین۔ اس نہر پر جو پل ہے وہ قنطرہ طبرستان کے نام سے مشہور
اور درمیان حلوان و بغداد کے آپکے لشکر سے پہم طرف واقع تہا۔ آپنے فرمایا وہ ہرگز
اوس پار نہ جاوینگے۔ دریافت حال کیلئے کچھ لوگ اودہر گئے اور دور سے دیکہکر واپس
آکر بیان کیا کہ بیشک اوس پار اوتر گئے۔ وجہ یہہ ہوئی کہ خوارج کے اور انکے درمیان ریا کا
موڑ حائل تہا اور یہہ خوف سے قریب گئے نہ تہے اسلئے دور سے یہی معلوم ہوتا تہا کہ خوارج
اوس پار ہین حضرت علی رضؓ نے پھر فرمایا۔ بخدا وہ اسی پار ہین اور وہ پُل کے قریب اسی طرف
مارے جاوینگے قسم خدا کی۔ اس جنگ مین تمہاری طرف سے پورے دس آدمی بہی قتل نہونگے
اور اونکے لشکر سے دس آدمی بہی جانبر نہونگے۔ اہل لشکر کو آپکے فرمانے مین شک تہا۔ جناب
علی مرتضیٰؓ خود تشریف لیگئے اور قریب جا کر دیکہا تو اونکو پُل کے قریب اسی طرف پایا۔ آپکے
ہمراہی اونکو اسی طرف دیکہکر زور سے تکبیر کہہ اوٹھے آپنے لشکر کو اس طرح مرتب فرمایا کہ میمنہ پر

حجر بن عدیؓ میسرہ پر شیث بن ربعی یا معقل بن قیس ریاحی۔ افسر رسالہ سواران ابو ایوبؓ انصاری۔ کما نیر پیادگان ابو قتادہؓ انصاری کو مقرر فرمایا۔ اہل مدینہ جو بہ تعداد سات سو یا آٹھ سو تھے اونکے سردار حضرت قیس بن سعد بن عبادہؓ ہوے۔ خوارج نے بھی بہ تفصیل ذیل عہدہ دار و افسر حصۂ فوج معین کئے۔ اونکے میمنہ کا افسر زید بن حصین طائی تھا اور میسرہ کا سردار شریح بن اوفی عبسی۔ سوار و نپر حمزہ بن سنان اسدی۔ پیادو نپر حرقوص بن زہیر سعدی تھا۔ دونون لشکر صف باندھکر ایک دوسرے کے مقابل ہوے۔ امیر المومنینؓ نے ابو ایوبؓ کو علم امان عنایت فرمایا۔ انہون نے پکار کر کہا۔ "خوارج جو ہمارے اس جھنڈہ تلے آگیا اوسکو امان ہے جو ہمسے متعرض نہ ہوگا اوسکو امن ہے۔ جو شخص نکلکر کوفہ یا مدائن کو چلا جاویگا اوسکو امن ہے ہمکو کوئی ضرورت نہین کہ اپنے مقتول بھائیون کا عوض اپنے مقابلین خوارج سے لیکر انکے گروہ سے نکل جانیوالے کا تعاقب کرین اور اوسکے پیچھے پڑکر اوسکو بھی قتل کرین"۔ یہہ سنکر فروہ بن نوفل شجاعی نے کہا۔ "واللہ ہم نہین جانتے کہ امیر المومنینؓ سے کس بنا پر لڑنے آے ہین۔ ہم مناسب جانتے ہین کہ سردست لڑائی سے واپس جاوین اور اپنے معاملہ مین غور کرین یہانتک کہ ہمپر حق بات ظاہر ہوجاوے پھر اوسوقت دیکھہ لینگے۔ لڑینگے یا آپکی اطاعت منظور کرینگے" یہہ کہکر اپنے پانچسو سوارونکو لیکر خوارج کے لشکر سے نکل گئے اور بندنیجین (نوبندجان) و دسکرہ مین جاکر مقیم ہوے۔ ایک گروہ متفرق ہوکر کوفہ کو چلا گیا اور کچھہ لوگ قریب ایکسو سپاہیون کے امیر المومنینؓ کے لشکر مین آملے۔ جملہ خوارج چار ہزار تھے۔ اونمین سے کل ایک ہزار آٹھہ سو عبداللہ بن وہب رئیس خوارج کے ہمراہ میدان جنگ مین باقی رہ گئے جنھون نے آپکے لشکر پر حملہ کیا۔ امیر المومنینؓ نے حکم دے رکھا تھا کہ تم اپنے ہاتھہ روکے رہنا جب خوارج کی طرف سے ابتدا ہو تو تم بھی جواب دینا۔

خوارج نے ایک دوسرے کو پکار کر کہا "چلو جنت مین جانے کی تیاری کرو" یہہ کہکر آپکے لشکر پر آگرے امیرالمومنین؇ کے سوار اہل میمنہ ومیسرہ نے خوارج کو دو طرف سے گہیرا اور پیادے سامنے سے نیزے اور تلوار مارتے ہوے آگے بڑہے اور ایک ساتہہ چوطرفی مار خوارج پر ایسی پڑی کہ اونکا میمنہ ومیسرہ منتشر ہو گیا۔ پریشان وبدحواس ہوکر ادہر اودہر بہاگنے لگے مگر راستہ تو پہلے ہی بند ہو گیا تہا سواروں نے نیزوں پر دہر لیا اور پیادون نے تلوارین کہینچ لین۔ خوارج کے رسالہ کا افسر حمزہ بن سنان یہہ رنگ دیکھکر پکارا۔ یارو نکل چلو۔ جان لیکر بہاگو۔ سبنے چاہا کہ نکل جاوین مگر راستہ نہ ملا۔ اسود بن قیس مرادی نے خوارج پر حملہ کیا اور آدمی جناب علی؇ نے انکی مدد کو بہیج دیئے ایک ساعت مین سب کا خاتمہ ہو گیا۔ میدان رزمگاہ خوارج کی کشتون سے پٹ گیا خس کم جہان پاک۔

حضرت ابوایوب؇ امیرالمومنین؇ کی خدمت مین آے اور کہا۔ مین نے زید بن حصین طائی کی سینہ پر ایک ایسا نیزہ مارا کہ اوسکی پشت کے پار نکل گیا اور وہ زمین پر گر پڑا پہر مین نے اوس سے کہا اے دشمن خدا۔ تجہکو دوزخ کی بشارت ہو۔ اوسنے کہا۔ کل قیامت کے دن معلوم ہوگا کہ کون دوزخ مین جانیکا مستحق ہے۔ یہہ کہکر جان دی۔ آپنے فرمایا۔ وہی مردک دوزخ مین داخل ہونیکا مستحق ہے۔ پہر ہانی بن خطاب ازدی اور زیاد بن خصفہ عبداللہ بن وہب کے قتل مین جہگڑتے ہوے حاضر ہوے۔ آپنے کیفیت قتل دریافت فرمائی۔ جواب دیا۔ ہم نے اوسکو پہچان کر حملہ کیا اور ایک ساتہہ نیزے مار کر گرادیا۔ فرمایا۔ تم دونون قاتل ہو۔ جیش بن ربیعہ کنانی سنے حرقوص بن زہیر کو قتل کیا (اسیکا لقب ذوالثدیہ ہے) عبداللہ بن زحر خولانی نے عبداللہ بن شجرہ سُلمی کو مارا۔ شریح بن اوفی کسی مکان کی دیوار کی پناہ لیکر کہڑا ہوا لڑ رہا تہا چند ہمدانی اوسپر حملہ آور ہوے اور قیس بن معاویہ نے آگے بڑہکر اوسکا پاؤن کاٹ لیا پہر بہی وہ

لڑتا رہا۔ دوسرے حملہ مین قیس نے اوسکو ٹھنڈا کر دیا۔

ذکر ذی الثدیہ خارجی

ظہور خوارج سے بیشتر جناب امیر المومنین اکثر اپنے اصحاب سے فرمایا کرتے تھے "ایک فرقہ خروج کریگا اور خلیفہ وقت کی اطاعت اور دین اسلام سے ایسا صاف نکل جاویگا جیسا تیر شکار کو چیر پہاڑ کر پار نکل جاتا ہے اوس گروہ کی علامت یہ ہو کہ اومین ایک شخص (ناقص الید یعنی الشی ناقص ہاتھہ والا ہوگا" یہہ حدیث آپکے یار و اصحاب بار ہاسن چکے تھے چنانچہ بعد فراغ واقعہ نہروان و قتل خوارج آپ نے اہل لشکر کو حکم دیا۔ خوارج کی لاشون مین اوس مرد ناقص الید کو تلاش کرو۔ لوگون نے لاشین ڈہونڈہین مگر ایسی لاش کوئی نظر نہ آئی۔ بعضون نے کہا کہ ہمکو ملا نہین اور بعضون نے دعوی کے ساتھہ بیان کیا کہ اس جماعت مین وہ مرد ہرگز نہین ہے۔ آپ فرماتے تھے۔ بخدا۔ وہ ضرور ہے۔ مین جھوٹ نہین کہتا اور مین ہرگز جھوٹا نہ ہونگا۔ لوگ آپ کی تاکید سے پہر ڈہونڈہنے لگے۔ ناگاہ ایک شخص کو وہی لاش مل گئی وہ خوش ہو کر چلاّ اوٹھا۔ امیر المومنین رض۔ وہ شخص مل گیا اور بعضے کہتے ہین کہ خود امیر المومنین ع ڈہونڈہنے نکلے۔ آپکے ہمراہ سلیم بن ثمامہ حنفی و ریان بن صبرہ تھے۔ آپ ان کے ساتھہ لاشون کو بغور ملاحظہ فرمارہے تھے کہ آپکے ہمراہیون نے ایک گڈہے مین دریا کے کنارہ پچاس لاشون کے درمیان وہ لاش پڑی پائی۔ آپ نے حکم دیا کہ اسکو سب سے الگ نکالو چنانچہ لاش نکالکر ملاحظہ کیا گیا تو وہی شخص تھا اوسکے ہاتھہ دیکھے گئے تو درحقیقت ایک ہاتھہ صرف شانہ یا بازو تک تھا کہنی۔ کلائی۔ پنجہ۔ اوسمین خلقۃً نہ تھا بلکہ جس مقام پر ہاتھہ ختم ہوا تھا بجاے کہنی وغیرہ کے وہان ایک ٹکڑا گوشت کا تھا جیسے عورت کی چھاتی اوسپر ایک گھنڈی بشکل پستان عورت لگی ہوئی تھی جسپر چند سیاہ بال تھے۔ وہ گوشت کا لوتھڑا کھینچنے سے ربڑ کیطرح

اسقدر بڑہ جاتا تہا کہ دوسرے ہاتہہ کے برابر جو صحیح و سالم تھا ہوجاتا تہا اور پہر چہوڑ دینے سے اپنی جگہہ پر مونڈہے کے برابر آجاتا تہا۔ جناب علیؓ نے فرط خوشی مین تکبیر کہی اور فرمایا مین جہوٹ نہین بولا اور نہ خدا نے مجھکو جہوٹا کیا۔ اگر مجھکو یہہ اندیشہ نہ ہوتا کہ تم لوگ عمل کرنا چہوڑ دوگے تو جو کچھہ مین نے حضور کی زبان مبارک سے سنا ہی ابہی تم لوگونکے سامنے بیان کر دیتا۔ پہر آپنے خوارج کی لاشونکے پشتے دیکھکر اونکی جانب خطاب کرکے فرمایا۔ افسوس۔ تم کسقدر بدبختی و عذاب دائمی مین مبتلا ہوے۔ حیف صد حیف۔ جسنے تمکو بہکایا اور فریب دیا اوسنے تمکو بڑا نقصان پہونچایا۔ لوگون نے پوچہا۔ انکا فریب دینے والا کون ہے۔ فرمایا۔ شیطان۔ انکا نفس شریر برے کامونکا حکم کرنیوالا۔ اوسنے انکو جہوٹی آرزون اور باطل تمناؤن پر فریب دیا۔ انکے گناہ اور عیوب انکی نظرونمین کار ثواب کرکے دکہلاے اور انکو خبر دی کہ تم مسلمانوں سے لڑکر تم غالب ہوگے انجام یہ ہوا کہ یہہ لوگ نفس ظالم کے دم مین آگئے اور اپنی دنیا و آخرت برباد کی۔ اس مقام پر دو چار حدیثین جو مختلف اسناد سے متواتر منقول ہین ہم ذکر کرتے ہین

حضرت عبداللہ بن مسعودؓ سے روایت ہے کہ جناب رسول خدا نے ارشاد فرمایا ہے۔ اخیر زمانہ مین ایک قوم نو عمر کمینون کی سی عقل و سمجھہ والی خروج کریگی۔ اوس قوم کے لوگ بہتر بات منہ سے نکالینگے۔ قرآن پڑہینگے مگر اونکے حلق سے نیچے نہ تجاوز کریگا۔ وہ لوگ دین سے ایسے نکل جاوینگے جیسے تیر شکار کے پار نکل جاتا ہے۔ جو لوگ انکو پاوین اونکو چاہیئے کہ انسے جہاد کرین اور مارین کیونکہ خدا کے نزدیک انکے قاتلین کے واسطے بہت کچھہ ثواب ہے۔

ابو سعید خدریؓ سے روایت ہے کہ جناب سالتمآب نے حروریہ کا ذکر کرکے فرمایا۔ وہ لوگ اسقدر عبادت مین مصروف ہونگے کہ تم لوگ اپنی نماز و روزے کو اونکی نماز و روزے کے مقابل ہیچ و ناقدر سمجھوگے مگر وہ لوگ دین سے ایسے خارج ہونگے جیسے تیر شکار کو توڑ کر

پار نکل جاتا ہے اور اوسمین کچہہ اثر خون نہین ہوتا۔ تم تیر کے پہل کو اوٹھا کر دیکھو کہین خون کا نشان نہ پاؤگے پہر اوسکے سوفار پر نگاہ کرو اوسمین بہی خون کا نام نہین پہر تیر کی لکڑی اول سے آخر تک خوب غور کر کے دیکھو شائد کسی مقام پر خون کا اثر ہو یا نہ ہو۔

بروایت ابوذرؓ وارد ہے کہ دین سے نکلکر یہہ لوگ پہر دین کی طرف کبہی رجوع نکرینگے یہہ لوگ بدترین خلائق اور نہایت درجہ شریر و بیباک ہین۔

حضرت جابر بن عبداللہؓ روایت کرتے ہین کہ حضور نبویؐ بمقام جعرّانہ تقسیم غنائم مین مصروف تھے کہ اتنے مین ایک شخص نے کہا۔ اے محمدؐ۔ انصاف کی رو سے تقسیم مین برابری فرماوین۔ ارشاد ہوا "کمبخت۔ اگر مین عدل و انصاف سے تقسیم نہ کرونگا تو پہر کون عادل منصف ہے"۔ جناب عمر فاروقؓ نے عرض کیا حضور مجھکو اجازت دین کہ مین اس منافق مردود کی گردن ماردون۔ ارشاد ہوا "یہہ شخص اوس گروہ کا ہے جو قرآن تو پڑہتے ہین مگر وہ اونکے حلق سے نیچے نہین جاتا۔ یہہ لوگ دین سے خارج ہین"۔ حضرت ابن عمرؓ کہتے ہین کہ جناب رسول اللہ نے فرمایا خوارج ہر زمانہ مین ظاہر ہونگے اور تباہ ہوتے جاوینگے یہانتک کہ انکا بیسوان دورہ ہوگا اوسوقت دجّال خروج کریگا۔

ایک روایت مین ہی کہ انکی علامت اور عادت سر منڈانا ہے انکو جہان پاؤ قتل کر ڈالو بعد فراغ جدال و قتال مسلمان شہید دفن کر دیئے گئے۔ عدی بن حاتم اپنے بیٹے طرفہ کی لاش کو ڈہونڈہنے نکلے اور بعد تلاش اوسکی لاش کو پاکر دفن کیا۔ جناب امیر المومنینؑ کو معلوم ہوا کہ طرفہ کی لاش اوسکے باپ نے دفن کر دی آپنے بطور انکار کے فرمایا۔ کیا تم اونکو قتل کر کے دفن کرتے ہو۔ امیر المومنین رضؓ کے لشکر سے صرف سات آدمی شہید ہوے منجملہ اونکے حضرت یزید بن نویرہ انصاری ہین آپ سابقین اسلام مین ہین آپکے واسطے حضور سرور عالم نے

دخول جنت کی شہادت دی ہے۔ یہہ سب سے اول اس جنگ مین شہید ہوے۔

خوارج کا مال واسباب جسقدر معرکہ مین ہاتھہ آیا وہ سب جمع کیا گیا ہتھیار و دیگر آلات جنگ اور گھوڑے تو آپنے اہل لشکر پر تقسیم فرما دیئے باقی دیگر اسباب۔ لونڈی۔ غلام کو فوین پہونچکر خوارج کے وارثون کے حوالہ کیا۔

مروج الذہب مین اس واقعہ کو اس طرح لکھا ہے کہ خوارج اور لشکر جناب علی مرتضیٰ رضی سے رمیلا مین معرکہ آرائی ہوئی۔ دونون طرف صف بندی کے بعد بغرض اتمام حجت ایک بار اور بھی جناب علی مرتضیٰ رضی نے خوارج کو وعظ و نصیحت اور توبہ استغفار کرکے اپنی طرف رجوع کرنیکی تاکید فرمائی مگر خوارج نے انکار کیا اور آپکے لشکر پر تیر مارنا شروع کر دیئے۔ آپکے لشکر نے جواب دینا چاہا مگر آپنے روکا یہانتک کہ تین مرتبہ لشکر نے اجازت چاہی اور آپ ہر بار منع کرتے رہے۔ آخر کار آپکے لشکر کے لوگ زخمی ہونے لگے اور ایک مسلمان کی لاش خون مین تر بتر آپکے سامنے لاے۔ اوسوقت آپنے فرمایا۔ اللہ اکبر۔ اب انکا قتل کرنا ہمکو حلال ہو گیا۔ اب تم بھی حملہ کر دو۔ پھر چارون طرف سے لشکر مرتضوی رضی خوارج پر ٹوٹ پڑا۔ جناب علی رضی بھی بنفس نفیس میدان کارزار مین تشریف فرما تھے۔ ایک خارجی آپکے لشکر پر حملہ آور ہوا۔ بار بار رجز پڑھتا اور آپکو بلاتا تھا۔ آپ اوسکی بیباکی اور دلیری ملاحظہ فرماکر اوسکی طرف بڑہے اور فرمایا۔ اُسے علی رضی کے ڈھونڈھنے والے۔ مین تجھکو جاہل و بدبخت دیکھتا ہون۔ تجھکو علی رضی سے لڑائی کی ضرورت نہ تھی تونے ناحق اونکا نام لیا۔ خیر وہ بھی تیرے سامنے آ گئے۔ آ۔ ادہر میرے سامنے آ اور مجھسے مقابلہ کر۔ یہ فرماکر اوسکو ایک ہی وار مین ٹھنڈا کیا۔ پھر دوسرا خارجی نکلا اور آپسے لڑکر اپنے بھائی کے پاس پہونچا۔ آپنے اوسپر ایک نیزہ مارکر گرا دیا اور نیزہ اوسکے بدن مین پھنسا چھوڑکر فرمایا۔ تونے ابوالحسن کو دیکھہ لیا اور اپنی سزا کو پہونچ گیا۔

اس معرکہ مین آپ کی طرف کے کل نو آدمی شہید ہوے اور گروہ خوارج سے کل دس آدمی معرکہ سے جان لیکر بہاگے باقی آتش فنا سے جلکر خاک ہوے۔ واقعہ نہروان ۳۸ھ مین ہوا ہے

واپس آمدن جناب امیر المومنین علیؑ طرف کوفہ

بعد فراغ جنگ جناب علیؓ نے اپنے لشکر مین خطبہ پڑہا اوسمین اہل شام کی طرف بڑہنے کا قصد ظاہر فرمایا اور ارشاد کیا کہ اللہ تعالی نے تمپر احسان کیا۔ تمہاری مدد کی اور خوارج پر غلبہ دیا۔ اب تم لگے ہاتہہ اہل شام کی جانب بڑہے چلو۔ لشکریون نے جواب دیا۔ ہم بسر وچشم حاضر ہین مگر ابہی خوارج کی جنگ سے تہکے ہارے ہین۔ سامان جنگ بہی ہمارے پاس نبٹ گیا ہے۔ تیر ختم ہوگئے۔ تلوارین کند ہوگئین نیزونکی سنان بیکار ہوگئے۔ فی الحال گہر پہونچکر چندے آرام حاصل کرین تاکہ قوت رفتہ عود کرے اور سامان جنگ بہی درست کرلین تو بہت مناسب ہوگا اور شائد ہمارے ساتہہ اور لوگ بہی جنگ پر آمادہ ہوجاوین گفتگو کرنے پر اشعث بن قیس مامور ہوے تہے۔ لشکریون کے کہنے سے آپنے کوفہ کی جانب توجہ فرمائی مگر نخیلہ مین پہونچکر قیام کردیا اور حکم دیا کہ چہاؤنی نخیلہ مین قیام کرین۔ کوفہ جاکر اپنے بیوی بچون سے مل آیا کرین مگر اونکی جاہ مین رات کو گہر مین شب باش نہ ہون۔ چند روز تکان سفر دفع کرکے بعد درستی سامان جنگ دشمن کی طرف چلین گے۔ چند روز تک تو اہل لشکر نخیلہ مین ٹہیرے رہی پہر ایک ایک دو دو نکلکر اپنے گہرونمین پہونچتے گئے صرف عمائد وخواص وسرداران قبائل لشکرگاہ مین نظر آتے تہے باقی چہاؤنی خالی ہوگئی۔ آپ یہ رنگ ملاحظہ فرماکر کوفہ مین تشریف لیگئے اور اونکو جمع کرکے فرمایا۔ اے لوگو۔ اپنے دشمن کی لڑائی پر آمادہ ہو اور اونکی طرف نکلو۔ یہہ جنگ بہ نیت قربت الی اللہ وبامید ثواب آخرت ہے اور ایسے لوگونسے مقابلہ ہے جو راہ حق چہوڑکر وادی ضلالت مین گمراہ ہین۔ حکم کتاب سے بے خبر۔ احکام الٰہی چہوڑکر اپنی سرکشی وگمراہی مین

بھٹکتے پھرتے ہین۔ ایسی قوم پر جہاد کیواسطے اپنی قوت اپنی طاقت۔ آلات حرب۔ سواریان
وغیرہ درست کرلو اور خدا پر بھروسہ کرکے اہل شام کی طرف روانہ ہو۔ اللہ تعالیٰ تمہارا
کفیل ووکیل ہے" اس وعظ وپند پر کسی نے کچھ توجہ نہ کی اور ایک بھی لڑنے پر آمادہ نہوا آپنے
چند مدت اونکو اونکے حال پر چھوڑے رکھا جب کوئی جواب نہ پایا تو دوبارہ لڑائی کی ترغیب
اور جہاد کی نصیحت فرمائی۔ سرداران قبائل واکابر قوم کو بلاکر اونسے راے لی۔ بوجہ تاخیر و
سستی دریافت فرمائی۔ بعضون نے کچھ حیلہ وبہانہ ظاہر کیا بعضے جبراً نیم راضی ہوے اور بہت
تھوڑے اشخاص نے بخوشی خاطر آمادگی ظاہر کی۔ آپ برہم ہوکر اس طرح فرمانیلگے "اُے
بندگان خدا۔ اب تم کیسے ہوگئے کہ مین تمکو بار بار لڑائی کے واسطے بلا رہا ہون مگر تم بوجھل ہوکر
زمین سے جنبش نہین کرتے۔ کیا زندگی مستعار دنیاے دوروزہ کو پسند کرکے حیات ابدی
وزندگانی جاوید چھوڑے دیتے ہو اور عزت کے عوض ذلت وخواری اختیار کرتے ہو۔ مین تمکو
جسوقت جہاد کے واسطے بلاتا ہون تمہاری آنکھون کی پتلیان خانہ چشم مین اس طرح
گردش کرتی ہین گویا تم سکرات موت ونزع روح مین مبتلا ہوگئے ہو۔ تمہارے دل دھوکا
دئے گئے ہین مگر تمکو خبر نہین۔ تمہاری آنکھین نابینا ہوگئین تمکو راہ حق نظر نہین آتی اسیواسطے
خدا کے کام مین نصرت ومدد کرنے سے بیٹھہ رہے ہو۔ جب تم جنگ کی طرف بلائے جاتے ہو تو
تمہارا حال بالکل اوس شتر کے مشابہ ہوجاتا ہے جو مرض خارش کی وجہ سے آرام طلبی مین مصروف
ہویا اوس لومڑی کے جو خاک مین لوٹتی ہو۔ اب تم پر مجھکو بالکل اعتماد نہین رہا۔ تم وہ لوگ
اہل قتال وجدال نہین رہے کہ تمہارے بھروسہ پر دشمن پر حملہ کیا جاوے۔ مجھکو اپنی زندگی
کی قسم ہے کہ تم قوم عرب مین بالکل آغور وبیکار وردی ہو۔ افسوس۔ تم لوگ کبتک فریب
کھاؤگے اور اپنا انتقام نہ لوگے۔ تابکے تمہارے دست وپا کا نقصان ہوتا رہیگا اور تم

اپنا بچاؤ نہ کروگے۔ تم آرام سے سوتے نہین بلکہ تمہاری آنکھین خواب غفلت نے بند کر رکھی ہین
ایہا الناس۔ تمہارا حق مجھپر اور میرا حق تمپر ہے۔ تمہارا حق میرے ذمہ تو یہ ہی کہ تمہاری خیرخواہی
کرتا رہون۔ نیک کام کی نصیحت بُرے کامون سے ممانعت کرون۔ اموال غنیمت سے تمکو حصہ دون
تمکو علم سکھلاؤن تاکہ جاہل نہ رہو۔ تمکو ادب کی باتین تعلیم کرون اور میرا حق تمہاری گردنون پر
یہہ ہی کہ میری بیعت پوری کرو۔ حاضر و غائب میرے خیرخواہ رہو جب تمکو بلاؤن جواب دو
جو حکم کرون اوسکو مانو اگر خدا کو تمہاری بھلائی منظور ہوگی تو میری مخالفت ترک کرکے میری
اطاعت کروگے اور میرے حسب خواہش جس راستہ مین لیچلون چلوگے۔ اگر ایسا ہوگا تو تمہارا
مطلوب حاصل ہوگا" (ابن اثیرؒ) اسی طرح سے بہت کچھہ اونکو نصیحت و فضیحت کی لیکن کسیکے
کان پر جون تک نہ رینگی۔ سبنے خاموش بیٹھے رہے (ابن خلدونؒ)

اسی سال بعد واقعہ خوارج کے اہل لشکر کو اونکے وظائف سالانہ آپنے تقسیم فرمائے پھر
عامل اصفہان کے پاس سے اور مال آیا۔ آپنے علی الاعلان حکم دیا کہ کل صبح کو انعام تقسیم ہوگا
سب لوگ دربار خلافت مین حاضر ہون۔ مین خدا کی طرف سے خزانچی ہون۔ آپکا دستور تھا کہ
جسقدر عوام الناس کو فی کس حصہ رسدی پہونچتا آپ بھی اوتنا ہی اپنا حصہ لیتے تھے۔ بعد واقعہ
صفین کے جناب علیؓ اور امیر معاویہؓ سے کوئی جنگ نہین ہوئی البتہ یہہ دستور رہا کہ امیر معاویہؓ
اکثر اوقات امیر المومنینؓ کے ممالک محروسہ پر اپنا لشکر بھیجتے۔ آپکے عاملونسے اور اوس لشکر
مقابلہ ہوتا۔ شاہی لشکر لوٹ مار کرکے واپس جاتا۔ جناب علیؓ کی طرف سے یہ انتظام ضرور رہتا کہ
آپ اپنا لشکر لوٹ مار والے لشکر کے مقابلہ مین بغرض دفع اذیت و ظلم روانہ فرماتے تھے۔

درباب جنگ خوارج۔ جمل و صفین جناب امیر المومنین علیؓ کا برتاؤ اور اپنے حریف سے
جدال و قتال مین فرق جو واقعات دیکھنے سے نظر آتا ہے اسکی بابت مؤرخین نے اپنے

اقوال و رائین ظاہر کی ہین۔ پہر اونکا حکم بہی بیان کیا ہے۔ مثلاً جنگ صفین مین جناب علی ؓ نے شامیونکو ہر طرح قتل کیا۔ جو مقابلہ پر آتا مارا جاتا جو بہاگتا اوسکا تعاقب کیا جاتا حتی کہ زخمی تک مارا جاتا تہا۔ برخلاف جنگ جمل کے کہ اوس وزا سکے برعکس تہا۔ آپنے نداے عام کرادی تہی کہ بہاگنے والے کو نہ مارو زخمی کو قتل نکرو۔ جو ہتہیار پہینکدے اوسکو جانے دو جو اپنے گہر چلا جاوے اوسکو امن ہے۔ وجہ اس فرق کی یہہ ہے کہ اصحاب جمل جسوقت بہاگے ہین کوئی اونکا جتہا اور جماعت یا امام نہ تہا کہ بہاگ کر اوسکے پاس پناہ گزین ہوتے اور پہر سنبہلکر دوبارہ لڑنے آتے بلکہ جو بہاگے وہ اپنے گہر کو بہاگے۔ آپنے اونکا تعاقب نہ کیا اسپر وہ راضی و مطیع ہوگئے۔ اس صورت مین حکم یہی ہے کہ ایسے لوگونسے تلوار اوٹہا لیجاوے برخلاف اسکے اہل صفین لڑتے تہے اور پسپا ہوکر پہر اپنے امام کی طرف پہر جاتے تہے اونکا امام انکے ساز و سامان حرب و آلات ضرب سواری وغیرہ سے انکو قوی پشت کرکے پہر لڑنیکو بہیجتا تہا۔ یہہ اپنے امام کے تابعدار تہے۔ جناب علی ؓ کے مخالف دشمن خونخوار آپکی امامت اور حق کے منکر تہے۔ لہذا ان لوگونکو ہر طرح مارنا۔ ہزیمت خوردہ کا تعاقب کرنا جو سامنے پڑجاوے چاہے زخمی کیون نہ ہو بلا تکلف مار ڈالنا ضرور تہا۔

راقم۔ خوارج کا حکم تو ظاہر ہے کہ وہ اسلام سے خارج ہوگئے تہے اونکا قتل ہر حال مین واجب تہا چنانچہ ایسا ہی معاملہ اونکے ساتہہ کیا گیا۔

انتظام ملکی و دیگر حوادث

اس ۳۷ھ مین آپنے بعد واپسی جنگ صفین جعدہ بن ہبیرہ مخزومی اپنے بہانجہ کو عامل خراسان کرکے روانہ فرمایا۔ جعدہ نیشاپور تک پہونچے مگر وہ لوگ مرتد ہوگئے تہے آپکی اطاعت قبول نہ کی۔ جعدہ واپس آے۔ آپنے خلید بن قرہ یربوعی کو بہیجا انہون نے جاکر محاصرہ کیا۔

وہ صلح پر راضی ہوگئے۔ اہل مرو نے بھی صلح کر لی۔ (ابن اثیر)

امام بلاذریؒ نے لکھا ہے کہ ماہویہ مرزبان مُرو کوفہ مین آپکے پاس حاضر ہوا آپنے نواح مرو کے زمینداروں کے نام حکم نامہ لکھ بھیجا کہ ماہویہ کو جزیہ دیتے رہین۔ پھر اہل خراسان نے نقض عہد کرکے خلاف پر کمر باندہی۔ آپنے جعدہ بن ہبیرہ مخزومی کو خراسان کا عامل کرکے روانہ فرمایا مگر انکے ہاتھ پر فتح نہ ہوا اور اہل خراسان تاشہادت آپکے باغی رہے۔ ابوعبیدہ کا قول ہے کہ آپکے عہد خلافت کے اول عامل خراسان عبدالرحمن بن ابزیٰ مولی خزاعہ ہین انکے بعد جعدہ بن ہبیرہ بن ابی وہب بن عمرو بن عائذ بن عمران بن مخزوم عامل خراسان ہوے

اس سال مین ممالک اسلامیہ کے والی وحکام وعمال اصحاب ذیل تھے۔ حضرت عبیداللہ بن عباسؓ یمن کے عامل۔ امیر حاج ہوکر اس سال ہی مکہ معظمہ تشریف لیگئے۔ مکہ وطائف کے حاکم حضرت قثم بن عباسؓ۔ مدینہ منورہ مین سہل بن حنیفؓ انصاری بدری۔ ایک روایت مین انکا انتقال اسی سنہ مین ہوا ہے اور بعضے کہتے ہین کہ عامل مکہ وطائف حضرت تمام بن عباسؓ تھے۔ بصرہ مین جناب عبداللہ بن عباسؓ۔ حاکم مصر محمد بن ابی بکرؓ۔ خراسان پر خلید بن قرہ یربوعی۔ والی شام حضرت امیر معاویہؓ۔

حضرت خبابؓ بن ارت نے وفات پائی۔ آپ بدری ہین۔ جنگ صفین ونہروان مین جناب امیرالمومنین کے ہمراہ تھے اور بعضی کہتے ہین کہ یہ بیمار تھے اس وجہ سے صفین مین نہ آسکے اور قبل واپسی امیرالمومنینؓ وفات پائی۔ بعضے کہتے ہین کہ ۳۹ھ مین وفات پائی۔ انکی عمر تریسٹھ سال کی ہوئی۔ حضرت صہیب بن سنان نے بمقام مدینہ منورہ وفات پائی۔ حضرت صفوان بن بیضاء بدری نے رحلت کی۔

۳۸ سنہ ہجری

حکومت عمرو بن العاص رضؓ برمصر و شہادت محمد بن ابی بکر صدیق رضؓ

محمد بن ابی بکرؓ کا گورنر مصر ہو کر جانا اور اہل خربنا پر لشکر بسرداری ابن مضاہم کلبی بہیجنا اور ابن مضاہم کا قتل ہونا ہم سابق مین لکہہ آے ہین۔ اوسی زمانہ مین اطراف مصر کے باشندے جو امیر المومنین عثمانؓ کے ہواخواہ تھے بمعاویہ بن حدیج سکونی کے پاس جمع ہو گئے۔ معاویہ ایک جمعیت لیکر مطالبہ خون عثمانیؓ مین نکل کہڑے ہوے۔ انکے خروج کرنیسے اکثر اہل مصر بہی ساتہہ ہو گئے اور ایک ہنگامہ برپا ہوا جس سے محمد بن ابی بکرؓ کی حکومت خلل پذیر ہوی اور آیندہ فساد عظیم کا خوف لاحق ہوا۔ اہل مصر جب انکی مخالفت پر کمربستہ ہوے تو مجبوراً اس واقعہ کی خبر امیر المومنینؓ کو دی گئی۔ آپنے فرمایا۔ درحقیقت گورنری مصر کے لائق ہمارے دوست قیس بن سعد ہین یا اشتر نخعی۔ قیسؓ بعد معزولی آپکی خدمت مین رہتے تہے۔ آپنے انسے فرمایا تہا کہ تا فیصلہ حکمین تم ہمارے پاس رہو اور انکو مہتمم صیغہ فوجداری یا افسر پولیس کر دیا تہا اور انسے وعدہ کیا تہا کہ بعد فیصلہ حکمین کے تمکو آذربائجان کا حاکم کر دینگے۔ اشتر بعد واقعہ صفین کے اپنے دار الامارت جزیرہ مین چلے گئے تہے اور بمقام نصیبین مقیم تہے۔ بالآخر آپنے اشتر کو گورنر مصر کرنا چاہا اور اونکو نصیبین سے طلب فرما کر حالات مصر سے مطلع کیا اور فرمایا۔ مصر کی امارت اور وہان کے انتظام کیلئے تمہارے سوا دوسرا موزون نہین ہے اسواسطے مین تمکو وہان بہیجتا ہون اگر مین تمکو وہان کی نسبت کچہہ بہی ہدایت نہ کرون تاہم تم اپنی نیک تدبیر اور لیاقت ذاتی سے وہانکا انتظام قرار واقعی کر سکتے ہو۔ تم خدا پر بہروسہ کرکے مصر کو روانہ ہو مگر خبردار۔ ہر جگہہ سختی نہ کرنا بلکہ سختی کے ساتہہ نرمی کا معمول رکہنا اور

جہانتک نرمی و ملائمت سے کام نکلتا رہے ہرگز ہرگز درشتی و سختی کا برتاؤ نہ کرنا۔ ہان جس وقت سختی کا موقع دیکھنا اوس سے کام لینا۔ اشتر مصر کو روانہ ہونے والے تھے کہ حضرت معاویہؓ کے جاسوس جو کوفہ مین متعین تھے یہ خبر پاکر ہوا ہوگئے اور فوراً اونکو خبر پہونچائی۔ یہ تو بہت سے مصر پر دانت لگائے بیٹھے تھے اس خبر نے انکو پریشان کر دیا اور سمجھے کہ اگر اشتر کا قدم مصر مین پہونچ گیا تو پہر قبضہ پانا کارے دارد۔ اشتر بڑا اجری اور ہوشیار ہے۔ محمد بن ابی بکرؓ کی نسبت بدرجہا منتظم امور سیاست مین پورا دخیل۔ یہہ بیرونی حملے مصر پر نہ آنے دیگا۔ آخر حاکم خراج قلزم کو کہلا بہیجا کہ اشتر گورنر مصر ہو کر جاتے ہین اگر کسی حیلہ و تدبیر سے تم انکا کام تمام کردو تو جبتک تم زندہ ہو اور مین موجود ہون خراج قلزم تمکو معاف کر دونگا۔

ادہر یہہ انتظام کیا گیا اور ادہر اشتر جانب مصر روانہ ہوے جب قلزم پر پہونچے وہانکا حاکم سرراہ ان کا منتظر تہا نہایت تعظیم سے اپنے گہر لیگیا۔ نفیس مکان مین اوتارا اور میہمانداری مین مصروف ہوا۔ کہانیکے وقت طعام مکلف کہلایا۔ کہانیکے بعد شہد کا شربت جس مین زہر ہلاہل ملا تہا تواضع کیا۔ شربت پیتے ہی زہر نے اثر کیا اور فوراً اشتر راہی ملک بقا ہوے۔ (ابن اثیر)

جناب معاویہؓ سے ایسی حرکت نا زیبا کا ارتکاب سمجھ مین نہین آتا معلوم ہوتا ہے کہ یہہ بہی کسی ذات شریف کا حاشیہ ہے اور یہہ بہی اوسی شخص کا قول ہے جو امیر المومنین علیؓ کا حضرت معاویہؓ پر لعنت کرنا اور اونکا اونپر تبرا و سب و شتم کرنا نقل کرتا ہے چنانچہ علامہ ابن خلدون اس کو خلاف واقعہ و بعید از قیاس لکھتے ہین۔

جناب امیر المومنینؓ خبر موت اشتر سے نہایت درجہ غمگین ہوے اور بکمال تاسف فرمایا انا للہ وانا الیہ راجعون۔ آہ۔ مالک۔ تم اوٹھ گئے۔ تم کیا گئے۔ میرے دونون ہاتہ

جاتے رہے۔ منہ بند ہوگیا۔ کیا مالک کا مثل ونظیر دوسرا شخص باقی ہے (ہرگز نہین ہم) اگر مالک کے مقابل کوئی شخص لوہے کا بنکر آتا تو یہہ بھی اوسکے حق مین لوہے کی بیڑی بن جاتے اگر وہ پتھر کا ہوتا تو یہہ بھی اوس سے زیادہ سخت پتھر ہوکر اوسکو توڑ ڈالتے۔ رونیوالے مالک پر روئین"

اشتر احادیث نبوی کے راوی ہین۔ جناب عمر فاروق رض جناب علی مرتضی رض حضرت خالد رض بن الولید۔ حضرت ابوذر غفاری رض سے روایت کرتے ہین اور انسے ایک جماعت نے احادیث روایت کی ہین۔

محمد بن ابی بکر رض کو بھی اشتر کا حاکم مصر ہونا شاق گذرا تہا۔ یہہ خیال امیرالمومنین ع کی بھی پیش نظر تہا لہذا بعد انتقال اشتر آپنے محمد کے نام معذرۃً یہہ خط لکھا۔ مجھکو معلوم ہوا ہے کہ اشتر کی تقرری سے تمکو ملال گذرا مگر اونکو حاکم کرکے تمہاری جگہہ بھیجا کچھہ اسوجہ سے نہ تہا کہ مجھکو تمہاری طرف سے بدظنی تھی۔ نہ یہہ وجہ تھی کہ تم جہاد اور جنگ مخالفین مین سست تھے اور تمہاری سعی وکوشش کسی امر مین کم درجہ کی تھی اور مین نے تمکو مصر سے علیحدہ کیا تہا تو اوس سے بہتر اور آسان کام تمکو دیتا اور دوسری جگہہ کی حکومت جسکو تم حکومت مصر سے زیادہ پسند کرتے تمہارے حوالہ کرتا۔ بلکہ اشتر کے بھیجنے کا سبب یہ تہا کہ وہ لڑائی مین سخت۔ کارآزمودہ۔ پرانے آدمی تھے۔ ہمارے خیرخواہ اور دشمن پر سخت تھے مگر اونکی عمر پوری ہوگئی تھی کہ موت آگئی۔ ہم اون سے راضی تھے۔ خداوند تو بھی اونسے راضی ہونا اور اونکو اجر وثواب دوناعنایت فرمانا۔ اب تم اپنی جگہہ قائم رہو اور دشمن کے مقابلہ مین صبر واستقلال پکڑو۔ لوگونکو خدا کی طرف دانائی کی بات اور نصیحت وپند سے بلاؤ۔ خدا کی یاد سے غافل نہ رہنا اوسی سے مدد چاہو اور اوسی سے ڈرو۔ تمہارے سب رنج وغم وہی دفع کریگا اور حکومت کے دشوار کامو نپر وہی معین ومددگار رہوگا۔ محمد نے اسکا جواب یہہ لکھا۔ مکتوب شریف موصول ہوا۔ اوس

کا مضمون مین نے بخوبی سمجھ لیا۔ مجھسے زیادہ آپکی راے وتجویز پر راضی ہونے والا دوسرا نہ ہوگا اور جسقدر مین حضور امیر المومنین کے دشمنونکی مدافعت مین کوشش کر رہا ہون کوئی دوسرا نہ کریگا۔ جسدرجہ امیر المومنین کا خیر خواہ مین ہون غالبًا دوسرا نہ ثابت ہوگا۔ بموجب حکم عالی مین نے لشکر جمع کرکے دشمن پر خروج کیا ہے اور مین عام لوگونکے ساتھہ نہایت امن و اطمینان کا برتاؤ کر رہا ہون البتہ جو ہمارے مخالف اور ہمسے لڑنیوالے ہین اونکے ساتھہ ویسا ہی معاملہ ہے۔ مین ہر حال مین امیر المومنین کا تابعدار و فرمانبردار اور حکم کی حفاظت کرنیوالا ہون والسلام۔ بعض مورخین کا قول ہے کہ اولاً اشتر والی مصر ہوکر گئے۔ بعد انتقال اونکے محمد بھیجے گئے

اہل شام تا فیصلہ حکمین خاموش رہے پھر حضرت معاویہؓ سے بیعت کرلی جس سے ان کو ہر طرح کی قوت وطاقت حاصل ہوگئی۔ بخلاف اسکے اہل عراق نے اختلاف کیا بعضے تو حضرت علیؓ کے مطیع ہوے اور بعضے مخالف۔ برعکس اسکے حضرت معاویہؓ کی حکومت مستقل ہوگئی اگر انکو کھٹکا تہا تو صوبہ مصر کا اور ڈر تہا تو مصریونسے کیونکہ یہی ملک انکے قریب اور انکے قبضہ سے باہر تہا اور مصری عثمانیونپر دانت تیز کر رہے تہے۔ انکو یہہ بہی خیال تہا کہ مصر ایک بہت بڑا خطہ زرخیز ہے اوسکی آمدنی کثیر ہے اگر اسپر قبضہ ہوجاتا تو حضرت علیؓ کی لڑائی کی پوری قوت بلکہ اونپر غلبہ پانیکی قوی امید ہوجاتی۔ اس خیال سے انہون نے اپنے اصحاب وعمائد واراکین خلافت۔ عمرو بن العاصؓ۔ حبیب بن مسلمہ۔ بسر بن ابی ارطاۃ۔ ضحاک بن قیس۔ عبدالرحمٰن بن خالد۔ ابوالاعور سلمی۔ شرحبیل بن سمط کندی کو بلا کر فرمایا۔ آپ لوگ جانتے ہین کہ مین نے اسوقت آپ کو کس واسطے جمع کیا ہے؟ مین نے ایک بڑی ضروری امر اہم کے واسطے آپکو بلایا ہے۔ انہون نے جواب دیا۔ یہ تو اللہ ہی کو علم ہے کہ آپنے کس کام کو بلایا ہے مگر عمرو بن العاصؓ بولے۔ ہم سمجھتے ہین۔ آپنے ہمین اسواسطے بلایا ہے کہ مصر کی بابت

ہم لوگونکی راے لین- اگر اسوقت ہماری طلبی سے یہی غرض ہے تو بسم اللہ فتح مصر پر عزم مصمم کر لیجیے- اسکے فتح ہوجانے سے آپکی عزت اور آپکے اصحاب واعوان کی حرمت وشوکت کو ترقی ہوگی- آپکے دشمن سرنگون وخوار اور آپکے مخالف ذلیل وتباہ ہونگے- امیر معاویہ نے فرمایا- اے ابن العاص تمکو بھی یہی فکر ہے کیون نہو- پہر دیگر اصحاب سے کہا- عمرو بن العاص تو میری راے کو پہونچ گئے- اب آپ سب کیا راے دیتے ہین- سب نے کہا- عمرو کی رآے مناسب ہے آپنے پوچھا- کس طرح مصر ہاتھہ آے- عمرو نے راے تو دیدی مگر کوئی تدبیر مصر ہاتھہ آنے کی نہ بتلائی- عمرو بن العاص نے کہا- آپ ایک لشکر جرار تیار کیجیے اوسپر ایک مرد ہوشیار وجانباز سردار بنایئے- وہ مرد ایسا ہو جسپر آپکو پورا بھروسہ واعتبار ہو- وہ لشکر لیکر مصر جاوے اہل مصر سے جو لوگ ہمارے ہم خیال ہین وہ اس لشکر سے ملجاوینگے جنکے ملنے سے ہمارے لشکر کو اور تقویت حاصل ہوگی اور امید ہے کہ بیشک ہمکو فتح ہوگی اور مصر پر قبضہ ہوجاویگا امیر معاویہ نے کہا- تمہارا کہنا درست ہے مگر میرے نزدیک مناسب یہ ہے کہ فوج کشی سے پہلے ہوا خواہان جناب عثمان سے خط وکتابت کرکے اونکو اپنا ہمدم بنالون- جب اونکا ارادہ اور نیت یقینی طور سے معلوم ہوجاے تو اونکو اپنے حال پر رہنے کی تاکید کرین پہر اپنے مخالفونکو خط وکتابت سے صلح کی جانب بلائین- اپنی عنایات واکرامات کا امیدوار کرین اگر وہ صلح کرلین تو پہر کیا کہنا مطلب حاصل ہوگیا ورنہ آخری درجہ لڑائی ہے پہر عمرو بن العاص سے کہا- اے ابن العاص- تمہاری شدت اور عجلت مین اللہ برکت دیتا ہے اور مجھکو نرمی اور تاخیر مین برکت ہوتی ہے- تم مصر کا رخ کرو- اونہون نے جواب دیا جو آپکے نزدیک مناسب ہو کیجیے مین نے تو کہدیا کہ بغیر جنگ کے مصر پر قبضہ پانا دشوار ہے-

اسوقت یہہ جلسہ برخاست ہوگیا حضرت معاویہ نے مسلمہ بن مخلد اور معاویہ بن حدیج

سکونی کو خط لکھا۔ اوسمین اونکی تعریف وتوصیف اور اونکے فعل کی شکرگذاری نہایت قدر دانی کے پیرایہ مین درج تہی پہر مطالبہ خون جناب عثمانؓ کی ترغیب اور تحریص اور بہت کچہ انعام واکرام کا وعدہ کیا۔ یہ خط اپنے غلام سبیع کے ہاتہہ بہیجدیا۔ جب ان دونون نے خط پڑہا اوسکے جواب مین مسلمہ بن مخلد انصاری نے اپنے اور معاویہ بن حدیج کی جانب سے یہ خط لکھا جس امر ضروری کی طلب مین ہم نے اپنی جانین خرچ کردین اور حکم خدا کی پیروی کی ہے اسپر اپنے خدا۔ مالک حقیقی۔ پروردگار عالم سے امید ثواب واجر اخروی رکہتے ہین۔ بارگاہ بے نیاز سے امیدوار ہین کہ اپنے مخالفین پر فتح ونصرت پاوین اور جولوگ ہمارے امام برحق امیرالمومنین جناب عثمانؓ کے قاتل ہین اونپر جلد تر قہر الٰہی نازل ہو اور وہ اپنے اعمال بد کی سزا دنیاہی مین دیکہ لین۔ آپنے جو بنظر شاہانہ والطاف خسروانہ ہمکو امیدوار رحمت وعنایات حاکمانہ فرمایا۔ ہمکو اسکی پرواہ نہین اور نہ اس نیت سے خروج کیاہے اور نہ طلب دنیا ہماری مقصود وغرض ہے آپ اگر ہمارا ساتہہ دیتے ہین تو فوراً اپنا لشکر روانہ کیجئے۔ اسوقت ہمارے دشمن ہم سے خائف ولرزان ہین ہمکو ذراسی مدد پہونچیگی توخداوند تعالیٰ ضرور فتح نصیب کریگا۔ والسلام

یہہ خط حضرت معاویہؓ کو فلسطین مین ملا۔ آپنے وزرار وامرا خلافت کو بلاکر خط سنایا اور اونسے رائے طلب کی۔ سب نے بالاتفاق جواب دیاکہ فوراً ایک لشکر مرتب کرکے روانہ فرمایئے چنانچہ چہہ ہزار آدمیون کا ایک لشکر تیار کرکے عمروبن العاصؓ کو اوسپر سردار بناکر مصر کیجانب روانہ کیا۔ وقت رخصت نصیحت کردی کہ خبردار۔ جلدی نہ کرنا۔ اطمینان اور سہولت سے موقع موقع پر لڑائی سے کام نکالنا۔" عمروبن العاصؓ یہہ لشکر لیکر چل دیئے اور قریب مصر کے ڈیرا ڈالدیا گروہ عثمانی اس لشکر کی خبر پاکر جسقدر خاص مصر مین یا اطراف مصر مین تہا سب آکر ان سے مل گیا۔ چندے بغرض رفع تکان سفر آسائش پذیر ہوے۔ عمروبن العاصؓ نے محمد بن ابی بکرؓ کے

نام خط لکھا کہ اے ابن ابی بکرؓ۔ تم اپنی جان اور خون بچا کر مجھسے دور بھاگ جاؤ۔ مین نہین چاہتا کہ تمکو میری جانب سے زخم ناخن تک پہونچے۔ اس ملک کے تمام باشندے تمہارے خلاف پر متفق ہین۔ وہ زبردستی تمکو پکڑ کر میرے حوالہ کر دینگے۔ تم اس ملک سے نکل جاؤ۔ مین تمہارا خیرخواہ ہون۔ اسی مضمون کا ایک خط حضرت معاویہؓ کی طرف سے بھی تھا اوسمین واقعہ حصار جناب عثمانؓ۔ بلوائیونکا ذکر۔ انکی شرکت لکھکر اخیر مین دہمکی کے الفاظ لکھے تھے۔ محمد بن ابی بکرؓ نے دونون خط جناب امیرالمومنینؓ کی خدمت مین روانہ کئے اور جو کچھ حال یہانکا تھا لکھکر کمک کی درخواست کی۔ آپنے اسکے جواب مین ارقام فرمایا۔ فی الحال اپنے لشکر سے مقابلہ کرو۔ عنقریب یہانسے اور لشکر پہونچتا ہے۔ جبتک دشمن سے لڑو اور اونکی سختی پر صبر کرو محمد نے یہہ جواب پاکر لوگونکو جمع کرکے لڑائی کے واسطے بلایا۔ انکے ساتھہ کنانہ بن بشر نے بھی لوگونکو بہت کچھہ جنگ کی ترغیب دی مگر صرف دو ہزار آدمی لڑائی پر آمادہ ہوے۔ بدرجہ مجبوری انہین دو ہزار جوانون سے مقابلہ پر نکلے۔ کنانہ بن بشر مقدمۃ الجیش کے افسر تھے

دونون لشکر میدان مین صف بستہ ہوے۔ عمرو بن العاصؓ نے ایک دستہ لشکر کنانہ پر بھیجا۔ کنانہ اوس سے لڑتے رہے اوس کو مار کر اسقدر پیچھے ہٹا دیا کہ وہ عمرو بن العاصؓ سے مل گیا پھر دوسرا لشکر آیا اوسکو بھی کنانہ نے پسپا کیا۔ چند مرتبہ ایسا ہی ہوا کہ جو لشکر آیا تھوڑی دیر انسے لڑتا رہا پھر پیچھے ہٹ گیا۔ عمرو بن العاصؓ نے انکی ہمت و شجاعت دیکھکر غور کیا کہ اس طرح اسپر غلبہ پانا دشوار ہے۔ معاویہ بن حدیج کو کہلا بھیجا کہ یکبارگی سب لشکر ایکر اپر ٹوٹ پڑو۔ معاویہؓ نے کل لشکر کے ساتھہ کنانہ بن بشر کو چارون طرف سے قلعہ بند کر لیا اور چوطرفی مار پڑنے لگی۔ یہہ بیچارے کل دو ہزار تھے اور شامی سہ چند۔ پھر بھی کنانہ کے ہمراہی نہایت جوانمردی سے جواب دیتے تھے اور اونکا منہ پھیر دیتے تھے مگر کرتے کیا غنیم نے بے طرح

گھیر لیا تھا۔ کنانہ نے جب یہ حالت دیکھی تو مع اپنے ہمراہیوں کے گھوڑوں سے اوتر پڑے اور
تلوار کھینچکر داد شجاعت دی یہانتک کہ شہید ہو گئے۔ جب انکی شہادت محمد کو معلوم ہوئی
تو اونکے ساتھی انکو اکیلا چھوڑ کر چل دیئے اور عمرو بن العاصؓ انکے مقابل ہوے۔ یہ بیچارہ
تن تنہا کیا کر سکتے تھے اپنی جان لیکر معرکہ سے نکل کھڑے ہوے۔ جاتے جاتے راستہ سے
ہٹکر ایک کھنڈر مین جا چھپے۔ عمرو بن العاصؓ نے پیچھا کیا جب نہ پایا تو فسطاط مین داخل ہوے
اور وہان ٹہیر گئے۔ معاویہ بن حدیج محمد کو ڈہونڈہتے ہوے اسی کھنڈر کے متصل جا نکلے
راستہ پر کچھ لوگ نظر آے اونسے دریافت کیا ایک نے کہہ دیا کہ مین اس کھنڈر مین گیا تھا
وہان ایک شخص بیٹہا ہوا نظر آیا مین نہین جانتا کہ کون ہے۔ معاویہ نے کہا وہ محمد ہونگے
آخر انکے ہمراہی کھنڈر مین گہس پڑے اور اونکو گرفتار کر لاے۔ غریب شدت پیاس سے
بدحواس قریب لمرگ ہو رہے تھے۔ گرفتار کر کے فسطاط پہونچاے گئے۔ انکے سوتیلے بہائی
عبد الرحمن شامیونکے لشکر مین تھے بہائی کو اس حال مین دیکھکر عمرو بن العاصؓ کے پاس
دوڑے گئے اور کہا۔ کیا میرا بہائی اس طرح بے بس کر کے مارا جائیگا۔ ہرگز ایسا نہین ہو سکتا
ابن حدیج کے پاس کسیکو بہیجکر منع کرادو کہ وہ محمد کو قتل نہ کرین۔ عمرو بن العاصؓ نے ابن حدیج
کے پاس آدمی بہیجکر محمد کو اپنے پاس بلا لیا اور عبد الرحمن سے کہا۔ تمنے کنانہ کو قتل کیا۔
مین محمد کو چھوڑ دون؟ یہ کیسے ہو سکتا ہے جب دونون برابر ہین تو ایک کو مارنا ایک کو زندہ
چھوڑنا کیا معنی۔ یہ بہی قتل کئے جائینگے۔ محمد نے یہان آتے ہی پانی طلب کیا۔ معاویہ نے
جواب دیا۔ اگر مین تمکو ایک قطرہ بہی پانی کا پلاؤن تو خدا مجھکو کبھی پانی نہ پلاے۔ تم لوگون نے
حضرت عثمانؓ پر پانی بند کر کے اونکو پیاسا قتل کیا تھا۔ واللہ مین تمکو ابھی قتل کرتا ہون۔ تم بحجہ
خدا کے گھر گرم پانی اور پیپ خون دوزخیونکا پیتا۔ اونہون نے جواب دیا۔ اے یہودی

اے جولاہن کے لونڈے۔ یہ تیرے بس کی بات نہین۔ اللہ تعالیٰ اپنے دوستونکو (مارسلسبیل وتسنیم سے) سیراب کریگا اور اوسکے دشمن تو اور تیرے یار دوزخ کا گرم پانی اور خون پیپ پئینگے۔ اگر میرے ہاتھہ مین اسوقت تلوار ہوتی تو تیری توکیا مجال تیری لشکر والے بہی اتنی قدرت نہ پاتے کہ مجھکو اس طرح گرفتار کرکے یہ باتین سناتے۔ ابن حدیج نے کہا تجھکو خبر ہے کہ مین تیرے ساتھہ اب کیا معاملہ کرونگا۔ تجھکو گدہے کی کھال مین بہرکر جلاؤنگا۔ جواب دیا۔ کیا پرواہی۔ اگر مجھکو اس طرح ماریگا تو عجب کیا۔ تم لوگون نے تو انبیاء اللہ کے ساتھہ بہی ایسا ہی کیا ہے۔ مجھکو خدائے قادر مطلق منتقم حقیقی کے انصاف سے امید ہے کہ تو اور تیرے یار معاویہؓ اور عمروؓ دوزخ کی دہکتی آگ مین پڑینگے۔ جب وہ بجھنے کے قریب ہوگی خداوند تعالےٰ اور ایندہن کا اضافہ کرکے اوسکو تیز کردیگا۔" معاویہ انکے اس سخت جواب سے پرغضب ہوے اور انکو قتل کرکے ایک مردہ گدہی کی کھال مین بہرکر آگ مین پہونک دیا (ابن اثیرؒ) یہ جنگ موضع مشارہ مین ہوئی اور محمد بمقام کوم شریک جلائی گئے۔ بعضی کہتے ہین کہ انکے بدن مین کچہہ جان باقی تہی کہ اوسی حالت مین آگ مین جہونک دیا (مسعودیؒ)

بعضی کہتے ہین کہ محمد عمرو بن العاصؓ اور اونکے ہمراہیون سے خوب لڑے جب کنانہ شہید ہوگئے تو یہ بہاگ کر جبلہ بن مسروق کے گہر مین چہپ رہے۔ لوگون نے معاویہ کو خبر کردی۔ اونہون نے جاکر جبلہ کا مکان گہیر لیا۔ محمد باہر نکلے اور یہانتک لڑے کہ شہید ہوگئے۔

جناب علی مرتضیٰؓ کی پاس جسوقت انکا خط پہونچا تہا تو آپنے جواب دیکر خود تیاری لشکر مین توجہ فرمائی اور لوگونکو جمع کرکے لڑائی پر ترغیب دی اور فرمایا کہ ہمارے ساتھہ بمقام جرعہ چلو۔ دوسرے دن علی الصباح آپ جرعہ کی طرف روانہ ہوے وہان پہونچکر دوپہر دن چڑہے تک کوفیونکا انتظار کیا مگر ایک متنفس بہی نہ آیا۔ مجبور حزین وملول خاطر واپس آئے اور پہر

سہ پہر کے وقت سرداران قبائل کو جمع کرکے غمگین حالت مین یہہ تقریر کی "الحمد للہ۔ جو اوسنے چاہا کیا۔ اور اپنے فعل پر قادر ہوا اور مجھکو تم لوگونمین مبتلا کیا۔ اے اہل قریہ تم میری اطاعت نہین کرتے اور میرے بلانے پر نہین آتے اب تمکو مصر کے معاملہ مین کسکا انتظار ہے جہاد تمہارے ذمہ واجب ہے۔ واللہ اگر موت آجاوے اور مجھکو تم لوگونسے جدا کردے تو خیر مجبوری ہے ورنہ مین تمہارا ساتھہ چھوڑنے والا نہین۔ افسوس۔ تمکو اب کیا ہوگیا ہے۔ کیا تم نے دین قدیم چھوڑ دیا اور اتفاق نے تم سے کوچ کیا۔ کیا تمہارے اندر اب حمیت اسلامی۔ ہمدردی قومی باقی نہین رہی (حیف صد حیف) تم سنتے ہو کہ دشمن تمہارے شہرونمین گھس آے اور رات دن تمپر لوٹ مار کرتے ہین مگر تمہارے کان پر جون تک نہین رینگتی۔ کیا یہہ تعجب خیز حیرت انگیز نہین ہی کہ معاویہؓ دیہاتی سنگدل۔ گنوارونکو بلاتے ہین اور وہ بدون اسکے کہ سالانہ وظائف یا مزدوری واجرت پاتے ہون بیدرنگ سال مین ایک بار یا دو تین مرتبہ جب موقع پڑتا ہے لڑنے مرنے پر ساتھہ ہوجاتے ہین اور مین تمکو بلاتا ہون اور جنگ پر کسرجہ ترغیب دیتا ہون حالانکہ تم بمقابلہ اہل شام کے صاحب عقل وتمیز ہو۔ وظائف مقررہ کے علاوہ تمکو تمہاری محنت کی مزدوری بہی ہر مرتبہ اموال غنیمت سے خاطر خواہ ملتی رہتی ہے مگر لڑائی کے نام سے جی چراتے ہو اور مجھکو چھوڑکر گھر بیٹھہ رہتے ہو۔ میری نافرمانی کرتے اور میری مخالفت پر آمادہ رہتے ہو" اس تقریر کو سنکر کعب بن مالک ارحبی اوٹھے اور عرض کیا کہ آپ لوگونکو اسی وقت بلائین مین ابہی چلنے کو حاضر ہون مین اسی دن کے لئے گویا زندہ رہا ہون۔ پہر اور لوگونکی طرف مخاطب ہوے اور کہا۔ اے لوگو خدا سے ڈرو اپنے امام کا کہنا مانو۔ اونکے بلانے پر اونکی مدد کرو۔ اونکے دشمن سے لڑو اور مین تو دشمن کی طرف نکلتا ہون۔ انکے ساتھہ دو ہزار جوان جانباز لڑنے کو تیار ہوگئے۔ امیر المومنین رضؓ نے

فرمایا۔ تم لوگ مصر کی طرف روانہ ہو مگر خدا کی قسم۔ میرا خیال یہہ ہے کہ تم اون تک نہ پہونچ سکوگے اور اونکا خاتمہ ہوجاویگا۔ ابن مالک نے دو ہزار کی جماعت سے تھوڑاہی راستہ طے کیا ہوگا کہ حجاج بن غزیہ انصاری مصر سے آتے ہوے راستہ مین مل گئے۔ اونکی زبانی محمد بن ابی بکرؓ کی شہادت معلوم ہوئی۔ اسی اثنا مین عبدالرحمن بن شبیب فزاری جو حضرت علیؓ کی طرف سے شام مین بغرض جاسوسی مقیم تھے کوفہ مین داخل ہوئے۔ انہون نے بہی محمد بن ابی بکرؓ کا قتل ہونا۔ عمرو بن العاص کا مصر پر قبضہ پانا اور اہل شام کا محمد کے قتل پر خوش ہونا مفصل طور پر بیان کیا۔ آپنے فرمایا۔ جسقدر اہل شام کو خوشی ہوئی اوسیقدر مجھکو غم وصدمہ ہی بلکہ اونکی مسرت سے چند حصہ زیادہ مجھکو غم ہے۔ جسوقت سے ان لوگون کی لڑائی ہوئی ہے مجھکو اس درجہ کسی کے مرنے کا افسوس نہوا۔ محمد میرے پروردہ میرے بہتیجہ تھے مین اونکو اپنا لڑکا سمجھتا تہا وہ بہی مجھکو مانتے تھے میرے مطیع وفرمانبردار تھے۔ ایسے شخص کے جانیکا جسقدر غم ہو کم ہے۔ ہم صبر کرتے ہین اور اللہ تعالی سے امیدوار اجر وثواب ہین اوسیوقت آپنے مالک کو جو مصر کو جارہا تہا واپس بلالیا۔ بعد ازان سب لوگون کو جمع کرکے فرمایا۔ اے لوگو۔ تم کو کچہ خبر بہی ہے کہ مصر کا کیا حال ہوا۔ مصر پر ظالمون۔ بدکارون۔ باغیون کا قبضہ ہوگیا اور وہ لوگ اوسکے مالک ومتصرف ہوگئے جو راہ خدا سے روکتے اور اسلام مین بغاوت وسرکشی کا طریقہ جاری کرتے اور اسلام مین کجی وگمراہی پیدا کرنا چاہتے ہین۔ خبردار ہوجاؤ۔ محمد بن ابی بکرؓ شہید ہوگئے۔ ہم اللہ تعالی سے اس رنج وصدمہ کا ثواب چاہتے ہین۔ قسم بخدا۔ محمد وہ شخص تھے کہ حکم قضا وقدر کے منتظر۔ اوسپر راضی وصابر وشاکر اونکے اعمال وافعال بہ نیت ثواب آخرت ہوتے تھے وہ فاجر وبدکار کو دشمن جانتے اوسکی وضع وقطع سے نفور تھے۔ مسلمانی عادت وطریق اونکو محبوب ومرغوب تہی۔ بخدا۔

مین اپنے نفس کو تقصیر نصرت و مدد محمد بن ابی بکرؓ پر ملامت نہین کرتا مین شدائد حرب سے واقف
ہون۔مین جنگ وحرب پر اقدام وجرأت کرتا ہون۔طریق ہوشیاری سے بخوبی آگاہ ہون
تمکو معاملات جنگ مین رائے صائب دیتا ہون اسوقت بہی تم لوگونکو علانیہ پکارتا رہا اور
مثل ایک فریاد کرنے والے کے بلاتا رہا مگر افسوس۔اب کوئی میری فریاد نہین سُنتا اور
میرے حکم کی اطاعت نہین کرتا یہانتک کہ میرے کام انجام کار برے اور خراب ہوجاتے
ہین۔تم لوگ جیسے سابق مین تہے اب ویسے نہین رہے تم لوگونکی بدولت اگر کوئی اپنے
دشمن سے بدلا یا خون کا معاوضہ طلب کرنا چاہے تو کیا ممکن ہے کہ کامیاب ہو؟ آج
کچہ اوپر پچاس راتین گذرین کہ مین تمکو تمہارے بہائیون کی مدد کو بلاتا رہا مگر تم مین سے
ایک بہی اپنی جگہ سے نہ ٹلا۔تم بیٹہے ہوے اونٹ کی طرح بلبلاتے رہے اور زمین سے
اس درجہ بہاری وگران ہوکر چمٹے کہ گویا اپنے دشمن سے جہاد کرنے اور ثواب آخرت حاصل
کرنے کی بالکل نیت نہین۔پہر میرے اصرار وتاکید بلیغ سے کچہ لوگ ایک چہوٹا سا لشکر مرتب کرکے
نکلے بہی تو اس طرح کہ موت کے منہ مین زبردستی ڈہکیلے جاتے ہون۔تف ہے تمپر اور تمہاری
پست ہمتی پر اور بزدلی وسستی پر۔یہ تقریر ختم کرکے بادل بریان وچشم گریان سراپا تصویر
اندوہ وغم تشریف لے گئے۔

محمد بن ابی بکرؓ ۲۵ ذیقعدہ ۱۰؁ھ مین بمقام ذی الحلیفہ پیدا ہوے۔یہ زمانہ حجۃ الوداع کا
تہا۔آپ کی والدہ بہی حضور نبویؐ کے ہمراہ حجۃ الوداع مین شریک ہوئین۔مدینہ منورہ سے
جاتے ہوے راستہ مین آپ پیدا ہوے۔آپکی والدہ اسماء بنت عمیس ہین۔بعد وفات
جناب ابوبکر صدیقؓ اسماء بنت عمیس حضرت علیؓ کے نکاح مین آئین۔محمد گود مین تہے جناب
علی مرتضیٰؓ نے انکو پرورش کیا۔اس طرح یہ آپکے ربیب ہین۔ماہ صفر ۳۸؁ھ مین شہادت پائی

انکی کنیت ابو القاسم ہے منجملہ عابدین اہل قریش ہین بصرف اسیقدر انکی نسبت نقص پیدا ہو گیا کہ محاصرہ جناب عثمانؓ مین شریک تھے (خمیس) (راقم) بگر انکا بعد کو تائب ہونا اور اپنے گناہ پر نادم ہونا ثابت ہے۔

انکے آگ مین جلائے جانیکا سبب جناب ام المومنین عائشہ صدیقہؓ کی بد دعا ہے۔ بروز جمل انہون نے ام المومنینؓ کے ہودہ مین ہاتھہ ڈالا تہا۔ ام المومنینؓ نے انکو پہچانا نہین بد دعا دی کہ جسکا ہاتھہ ہے خدا اوسکو آگ مین جلاوے۔ انہون نے کہا بہن مین تمہارا بہائی ہون۔ یہہ بد دعا نہ دو بلکہ کہو دنیا کی آگ مین جلایا جاؤن۔ آپنے فرمایا۔ دنیا کی آگ مین جلے یہی بد دعا تہی کہ دنیا کی آگ مین جلنا پسند کیا اور آتش آخرت سے محفوظ رہے۔ بعد جلانے کے انکو اوسی مقام پر دفن کر دیا۔ ایک برس بعد انکا غلام وہان گیا اور قبر کہود کر لاش نکالنا چاہی مگر صرف سر پایا اوسیکو لیجا کر زیر منارۂ مسجد نبوی دفن کر دیا۔

جب آپ شہید ہوے تو آپکے غلام سالم آپکا پیراہن لیکر مدینہ مین پہونچے۔ تمام مرد و زن اس حادثہ کی خبر سنکر انکے گہر مین جمع ہوے۔ ام المومنین ام حبیبہؓ نے ایک دنبہ ذبح کرا کر اوسکا گوشت بہنوایا اور جناب ام المومنین عائشہؓ کے گہر بطور طعام تعزیت بہیجا اور کہا۔ تمہارا بہائی غریب اسی طرح آگ مین بہونا گیا۔ جناب صدیقہؓ نے اوسیوقت سے بہنا ہوا گوشت کہانا ترک کر دیا۔

حضرت اسماءؓ والدہ محمد بن ابی بکرؓ نے اپنے فرزند کی خبر موت سنکر اس درجہ صبر و ضبط سے کام لیا کہ آپکی پستان پک کر پہوڑا ہو گیئن (آہ۔ یہ بیٹے کا داغ تہا۔ خدا کسی دشمن کو بہی نصیب نہ کرے۔)

جناب ام المومنین عائشہ صدیقہؓ نے اپنے بہائی عبد الرحمن بن ابی بکرؓ کو عمرو بن العاص کے

اے لوگو۔ خبردار اپنے امام کی طاعت اور جماعت متفقہ اہل اسلام سے علیحدہ نہ ہونا۔ ہرگز اپنے امام المسلمین امیرالمومنین کی بعیت نہ توڑ بیٹھنا ورنہ تم خود بلاو مصیبت مین پڑ جاؤ گے عباس بن صحار عبدی کی قوم تو جناب علی مرتضیٰ کی موافق وجان نثار تہی مگر یہ اپنی قوم کی برخلاف تہے۔ کہڑے ہوکر بولے۔ صاحبو! مین ابن حضرمی کا مددگار ہون۔ ہاتہہ سے۔ زبان سے ہر طرح حاضر ہون۔ انکی مخالفت مین مثنی بن مخرتبہ عبدی (انکے ہم قوم) للکار کر بولے۔ ای ابن حضرمی۔ تم ہوشیار رہو تم ابن صحار کے غرہ پر نہ رہنا۔ واللہ۔ تم جہان سے آے ہو فوراً واپس جاؤ ورنہ ہم اپنی تلوارون اور نیزونکے ساتہہ تم سے جہاد کرینگے۔ ابن حضرمی (اپنا ہی مخالفت اور عام شورش سے ڈرکر) صبرہ بن شیمان سے مخاطب ہوکر بولے تم عرب کے نامی اشخاص مین سے ہو تم میری مدد کرو۔ صبرہ نے جواب دیا۔ اگر تم میرے گہر مین اوترتے تو بیشک مین ہر طرح تمہارا مددگار ہوتا۔

زیاد بن ابیہ یہہ رنگ ڈہنگ دیکہکر فتنہ برپا ہونے سے ڈرے حصین بن منذر و مالک بن مسمع کو بلاکر کہا۔ اے سرداران بکر بن وائل آپ امیرالمومنین علیؑ کے انصار معتمد علیہ ہین۔ آپنے دیکہا۔ ابن حضرمی کی ذات سے کس درجہ فتنہ برپا ہوا اور لوگ کسقدر انکی طرف مائل ہوگئے۔ جبتک امیرالمومنین کا کوئی حکم آوے آپ میری مدد وحمایت کرین اور ابن حضرمی اور انکے ہمراہیونکے ہاتہہ سے بچائین حصین بن منذر نے تو قبول کیا مگر مالک بن مسمع نے ٹالنے کے طور پر کہا۔ آپ دیکہتے ہین کہ مین تنہا نہین ہون بلکہ اور لوگ بہی میرے شریک ہین مین اونسے بہی راے لے لون جب آپکو جواب دونگا۔ مالک دل سے بنی امیہ کیجانب مائل تہے۔ زیاد انکا جواب سست اور انکی طرف سے ڈہیل ڈہال دیکہکر غور کرنے لگے کہ اب کیا کرین یہہ خیال کیا کہ اگر ربیعہ برخلاف ہوگئے تو مشکل پڑیگی لہذا انکو ملانا چاہیے

یہہ تجویز کرکے صبرہ بن شیمان حدانی ازدی سے درخواست کی کہ انکو اور بیت المال کو اپنے امن و حفاظت مین لے لین۔ صبرہ نے جواب دیا۔ اگر خزانہ میرے گھر مین اوٹھا لاؤ تو مین اوسکی اور تمہاری حفاظت کرونگا۔ زیاد خزانہ اور منبر صبرہ کے گہر حدان مین اوٹھوا لیگئے تو دہی اونہین لوگونمین مقیم ہوئے۔ نماز جمعہ مسجد حدان مین پڑہتے تہے۔ کہانا پکوا کر لوگونکو کہلاتے تہے ایک روز زیاد نے جابر بن وہب راسبی سے کہا۔ مین خیال کرتا ہون کہ ابن حضرمی اپنے ارادہ سے باز رہنے والے نہین اور ضرور لڑینگے مگر یہہ نہ معلوم ہوا کہ اونکے ہمراہی کیا ارادہ رکہتے ہین۔ زیاد جب نماز پڑہ چکے اور مسجد مین بیٹھے لوگ انکے پاس آگئے۔ جابر نے کہا۔ اے سرداران ازد۔ قبیلہ تمیم والونکو بڑا غرہ ہے۔ اپنی قوت و طاقت کے آگے دوسرونکو کچہہ مال نہین سمجہتے۔ وہ کہتے ہین کہ لڑائی مین ہم سے زیادہ صابر۔ مضبوط کوئی نہین۔ ازد کی کیا حقیقت ہے، وہ ہمارا مقابلہ کیا کرسکتے ہین۔ مجھکو یہہ خبر لگی ہے کہ تمیم تم پر حملہ کرکے اونکو جو تمہاری پناہ مین ہین جبراً تمسے چہین لیجاوین۔ اگر ایسا اونہون نے کیا تو تم کیا کروگے اور تمہاری کیا بات رہیگی اور تم زیاد کو اپنی پناہ مین لے چکے ہو اور بیت المال بہی تمہاری حفاظت مین آگیا ہے۔ اب اسکی نگہبانی بہی مقدم ہے۔ صبرہ بن شیمان بول اوٹھے۔ وہ اگر شیر مرد ہین تو یہان بہی شیر در ہین۔ اگر احنف آئین تو مین انکے واسطے موجود ہون۔ اگر اونکے اور دوسرے حامی و مددگار آئین تو مین حاضر ہون۔ اگر وہ اپنے جوان نوعمرونکو بہیجین تو یہان بہی بفضل الٰہی اونکے جوڑ کے پٹھے تیار ہین۔

زیاد نے حضرت علی مرتضیٰ رضی کی خدمت مین لکھہ بہیجا۔ آپنے کوفہ سے اعین بن ضبیعہ مجاشعی تمیمی کو بصرہ مین بہیجدیا تاکہ اپنی قوم تمیم کو ابن حضرمی سے الگ کرلین اور اگر تمیم نہ مانین تو اونسے لڑین اور امیر المومنین رضہ کے فرمانبردار قبائل سے انکے دفع کرنے پر مدد لین۔ زیاد کو بہی

اے لوگو۔ خبردار اپنے امام کی طاعت اور جماعت متفقہ اہل اسلام سے علیحدہ نہ ہونا۔ ہرگز اپنے امام المسلمین امیرالمومنین رضی کی بیعت نہ توڑ بیٹھنا ورنہ تم خود بلا و مصیبت مین پڑجاؤگے عباس بن صحار عبدی کی قوم تو جناب علی مرتضیٰ کی موافق وجان نثار تھی مگر یہ اپنی قوم کی برخلاف تھے۔ کھڑے ہوکر بولے۔ صاحبو! مین ابن حضرمی کا مددگار ہون۔ ہاتھ سے۔ زبان سے ہرطرح حاضر ہون۔ انکی مخالفت مین مثنی بن مخرمہ عبدی (انکے ہم قوم) للکار کر بولے۔ اے ابن حضرمی۔ تم ہوشیار رہو تم ابن صحار کے غرہ پر نہ رہنا۔ واللہ۔ تم جہان سے آئے ہو فوراً واپس جاؤ ورنہ ہم اپنی تلوارون اور نیزونکے ساتھ تم سے جہاد کرینگے۔ ابن حضرمی (باہمی مخالفت اور عام شورش سے ڈرکر) صبرہ بن شیمان سے مخاطب ہوکر بولے تم عرب کے نامی اشخاص مین سے ہو تم میری مدد کرو۔ صبرہ نے جواب دیا۔ اگر تم میرے گھر مین اوترتے تو بیشک مین ہرطرح تمہارا مددگار ہوتا۔

زیاد بن ابیہ یہہ رنگ ڈھنگ دیکھکر فتنہ برپا ہونے سے ڈرے حصین بن منذر و مالک بن مسمع کو بلاکر کہا۔ اے سرداران بکر بن وائل آپ امیرالمومنین علی رض کے انصار معتمد علیہ ہین۔ آپنے دیکھا۔ ابن حضرمی کی ذات سے کس درجہ فتنہ برپا ہوا اور لوگ کسقدر انکی طرف مائل ہوگئے۔ جبتک امیرالمومنین کا کوئی حکم آوے آپ میری مدد وحمایت کرین اور ابن حضرمی اور انکے ہمراہیونکے ہاتھ سے بچائین حصین بن منذر نے تو قبول کیا مگر مالک بن مسمع نے ٹالنے کے طور پر کہا۔ آپ دیکھتے ہین کہ مین تنہا نہین ہون بلکہ اور لوگ بھی میرے شریک ہین مین اونسے بھی رائے لے لون جب آپکو جواب دونگا۔ مالک دل سے بنی امیہ کیجانب مائل تھے۔ زیاد انکا جواب سست اور انکی طرف سے ڈھیل ڈھال دیکھکر غور کرنے لگے کہ اب کیا کرین پھر خیال کیا کہ اگر ربیعہ برخلاف ہوگئے تو مشکل پڑیگی لہذا انکو ملانا چاہیے

یہہ تجویز کرکے صبرہ بن شیمان حدانی ازدی سے درخواست کی کہ انکو اور بیت المال کو اپنے امن و حفاظت مین لے لین۔ صبرہ نے جواب دیا۔ اگر خزانہ میرے گھر مین اوٹھا لاؤ تو مین اوسکی اور تمہاری حفاظت کرونگا۔ زیاد خزانہ او رمنبر صبرہ کے گہر حدان مین اوٹھوا لیگئے خودبہی اونہین لوگونمین مقیم ہوئے۔ نماز جمعہ مسجد حدان مین پڑہتے تہے۔ کہانا پکوا کر لوگونکو کہلاتے تہے ایک روز زیاد نے جابر بن وہب راسبی سے کہا۔ مین خیال کرتا ہون کہ ابن حضرمی اپنے ارادہ سے باز رہنے والے نہین اور ضرور لڑینگے مگر یہہ نہ معلوم ہوا کہ اونکے ہمراہی کیا ارادہ رکہتے ہین۔ زیاد جب نماز پڑہ چکے اور مسجد مین بیٹھے لوگ انکے پاس آگئے۔ جابر نے کہا۔ اے سرداران ازد۔ قبیلہ تمیم والونکو بڑا غرہ ہے۔ اپنی قوت و طاقت کے آگے دوسرونکو کچہہ مال نہین سمجہتے۔ وہ کہتے ہین کہ لڑائی مین ہم سے زیادہ صابر۔ مضبوط کوئی نہین۔ ازد کی کیا حقیقت ہے، وہ ہمارا مقابلہ کیا کرسکتے ہین۔ مجھکو یہہ خبر لگی ہے کہ تمیم تمپر حملہ کرکے اونکو جو تمہاری پناہ مین ہین جبرًا تمسے چہین لیجاوین۔ اگر ایسا اونہون نے کیا تو تم کیا کروگے اور تمہاری کیا بات رہیگی اور تم زیاد کو اپنی پناہ مین لے چکے ہو اور بیت المال بہی تمہاری حفاظت مین آگیا ہے۔ اب اسکی نگہبانی بہی مقدم ہے۔ صبرہ بن شیمان بول اوٹھے۔ وہ اگر شیر مرد ہین تو یہان بہی شیر رہین۔ اگر احنف آئین تو مین انکے واسطے موجود ہون۔ اگر اونکے اور دوسرے حامی و مددگار آئین تو مین حاضر ہون۔ اگر وہ اپنے جوان نوعمرونکو بہیجین تو یہان بہی بفضل الٰہی اونکے جوڑکے بیٹھے تیار ہین۔

زیاد نے حضرت علی مرتضیٰ رضہ کی خدمت مین لکہہ بہیجا۔ آپنے کوفہ سے اعین بن ضبیعہ مجاشعی تمیمی کو بصرہ مین بہیجدیا تاکہ اپنی قوم تمیم کو ابن حضرمی سے الگ کرلین اور اگر تمیم نہ مانین تو اونسے لڑین اور امیر المومنین رضہ کے فرمانبردار قبائل سے انکے دفع کرنے پر مدد لین۔ زیاد کو بہی

یہی مضمون لکھا۔ اعین بصرہ مین پہونچکر زیاد کے پاس وترے اور اپنی قوم اور دیگر قبائل کو جمع کرکے ابن حضرمی کے پاس گئے۔ اونسے بحث کرتے رہے بہت کچہہ سمجھایا۔ دن بھر ابن حضرمی کے ساتھہ گفتگو ہوتی رہی اور سخت کلامی گالی گلوج تک نوبت پہونچی شام کو جاے قیام پر واپس آے۔ رات کو اعین کے پاس چند لوگ آے جو خارجی تتے اور بعض کہتے ہین کہ ابن حضرمی نے انکو اعین کے قتل پر مقرر کیا تہا۔ یہ لوگ اعین سے گفتگو کرتے رہے پھر دہوکے سے انکو قتل کرکے نکل گئے جب اعین مارے گئے زیاد نے چاہا کہ اپنے لوگونکو لیکر ابن حضرمی پر حملہ کرین مگر تمیم انکے قصد پر مطلع ہو گئے اور ازد سے کہلا بہیجا کہ جو لوگ تمہاری پناہ مین ہین ہم اونسے متعرض نہین ہوتے پہر کیا وجہ ہے کہ جو ہماری پناہ مین ہون تم اونسے تعرض کرنا چاہتے ہو۔ ازد لڑائی سے رکے اور جواب دیا کہ اگر تمیم ہماری ہمسایہ سے تعرض کرینگے تو بیشک اوسوقت ہم اونکو روکینگے اور اپنے ہمسایہ اور پناہ لینے والونکی حمایت کرینگے۔ اس طرح طرفین ایک دوسرے کی جنگ سے باز رہے۔ زیاد کو جب ان لوگونکی مدد سے مایوسی ہوئی تو امیر المومنین کی خدمت مین پوری کیفیت اور اعین کا قتل ہونا لکھہ بہیجا آپنے اس مرتبہ جاریہ بن قدامہ سعدی تمیمی کو پچاس ور بروایتے پانچسو بنی تمیم کے ہمراہ روانہ کیا اور زیاد کو لکھا کہ تم جاریہ کی مدد کرنا۔ جاریہ بصرہ مین پہونچکر زیاد سے ملے۔ انہون نے انکو اعین والے مقدمہ سے ڈرایا اور کہا۔ ذرا ہوشیار رہنا جاریہ ازد مین داخل ہوے۔ زیاد اور بیت المال کی حفاظت پر انکو شاباشی دی اور کہا جزاکم اللہ خیرا۔ ایسا ہی چاہیئے جسوقت کہ اور لوگ حق سے جاہل رہے تم نے حق کو خوب پہچانا۔ پہر جناب علیؑ کا فرمان پڑہ کر سنایا اوسمین انکو دہمکی اور لعنت ملامت لکھی تھی اور یہہ بہی لکھا تہا کہ مین آتا ہون اور پہر ایسا واقعہ تمپر پیش آویگا کہ جنگ جمل اوسکے سامنے

فراموش کردوگے۔ صبرہ بن شیمان نے کہا۔ ہم امیرالمومنینؓ کے علم کے گوش دل سی سننے والے اور جان سے اطاعت کرنیوالے ہین۔ جو امیرالمومنینؓ کا دشمن ہے اوسکے واسطے ہم لڑائی ہین اور جس سے امیرالمومنین صلح کرلین ہم بہی اوسکے حق مین صلح ہین۔

جاریہ اپنی قوم تمیم مین گئے اور امیرالمومنینؓ کا خط سنایا۔ اکثر انکے تابع ہوگئے۔ جاریہ اپنے تابعین اور قبیلہ ازد کو لیکر ابن حضرمی کے مقابلہ پر نکلے۔ ابن حضرمی کے سواروں کے سردار عبداللہ بن خازم سلمی تہے۔ ایک گہنٹہ خوب لڑائی رہی۔ شریک بن اعور حارثی جاریہ سے مل گئے۔ ابن حضرمی شکست کہاکر بہاگے اور قصر سنبیل مین جاکر مع ابن خازم کے قلعہ بند ہوے۔ ابن خازم کے پاس اونکی والدہ جو حبشیہ تہین دوڑی آئین۔ ابن خازم سے کہا کہ میرے ساتہ یہانسے چل مگر انکار کرنے پر کہنے لگین۔ تجہکو خدا کی قسم کہ تو میرے ساتہ چل ورنہ مین ابہی سب کے سامنے کپڑے اوتار کر ننگی ہوئی جاتی ہون۔ مجبوراً ابن خازم مان کے ساتہ چلے آئے اور اس مہلکہ سے نجات پائی۔ جاریہ نے اوس محل مین آگ لگادی۔ ابن حضرمی مع ستر آدمیونکے جلکر بہسم ہوگئے اور زیاد قصر خلافت مین واپس آئے۔ یہ محل قدیم زمانہ سے اہل فارس کا بنایا ہوا تہا۔ اب اسوقت سنبیل سعدی کا تہا اور وہی اسپر قابض تہے۔ عمارت عالیشان۔ گرد اسکے خندق کہدی تہی۔ جل کر مرنے والونمین دباع بن بدر حارثہ بن بدر کے بہائی بہی ہین۔

قصہ خریت بن راشد ناجی و بنی ناجیہ

یہہ اپنی قوم کا سردار تہا تین سو بنی ناجیہ اسکے رفیق و مطیع تہے۔ خریت ناجی واقعہ جمل مین مع اپنی قوم کے بصرہ سے نکلکر امیرالمومنین علیؓ کا شریک ہوا پہر صفین مین آپکے لشکر مین ہوکر اہل شام سے لڑتا رہا بعد تقرر حکمین آپکے ساتہ کوفہ واپس آیا اور تا فیصلہ مقیم رہا۔ اسوقت تک ہر طرح آپکا مطیع سمجہا جاتا تہا۔ خدا جانے کیا شامت سوار ہوئی کہ خواہ مخواہ یک بیک جناب علیؓ کی

مخالفت پر اوٹھہ کھڑا ہوا۔ ایک روز اپنی قوم کے تیس سوار لیئے ہوے آپکی خدمت مین حاضر ہوا
اور بکمال بیباکی منہ در منہ کہنے لگا۔ اے علی۔ واللہ۔ مین اب تمہارا مطیع نہین۔ آج سے
تمہارے پیچھے نماز نہ پڑہونگا اور کل تمہارے شہر سے نکل جاونگا۔ آپنے فرمایا۔ کمبخت خدا کرے
تو تباہ ہو۔ تیری مان تجھکو روے۔ میرا کوئی نقصان نہ ہوگا تو ہی خدا کا نافرمان۔ اوسکا عہد
توڑنے والا ہے۔ اسکا وبال تیری ہی جان پر پڑیگا۔ یہ تجھکو بیٹھے بٹھاے سوجھی کیا۔ کیون
بادیہ ضلالت مین گمراہ ہوتا ہے۔ اپنے شبہات وشکوک مجہپر ظاہر کر۔ خریت نے جواب دیا۔
تمہارا قصور خوب میرے ذہن نشین ہو گیا کہ تم نے تقرر حکم مین خطا کی۔ امور حقہ مین ضعف و
کاہلی روا رکھی۔ ظالمونکی کہنے پر مائل ہوے اسوجہ سے مین تمکو چھوڑے دیتا ہون۔ اہل شام کو
بہی دشمن جانتا ہون اور تم دونون فریق سے بیزار ہوکر جدا ہوتا ہون۔ ارشاد ہوا۔ ای مرد
نادان۔ ذرا صبر کر میرے پاس بیٹھ جا مین تجہسے قرآن وحدیث کی رو سے بحث کرکے تیرے
شکوک دفع کئے دیتا ہون اور جو خیالات تیری گمراہی کا باعث ہوے ہین اونکو ظاہر کرکے
تیرے دل کو کدورت عقائد باطلہ سے صاف کر دونگا۔ مین اس کام سے خوب واقف ہون
شائد ایسا ہو کہ جن باتونکا تو اسوقت منکر ہے اونہین کے حق ہونے کا قائل ہو جاے۔
خریت بولا۔ اسوقت تو مین جاتا ہون پہر دوسرے وقت تمہارے پاس آونگا اور تمہاری
باتین سنونگا۔ فرمایا۔ ایسا نہو کہ شیطان تجھکو بہکا دے اور جہال کی باتو مین آکر ذلیل وخوار
ہو۔ بخدا۔ اگر طلب رشد وراہ صواب کا طالب ہے اور میری بات قبول کریگا تو مین تجھکو راہ حق
دکھلا دونگا۔ خریت نے اصلا توجہ نہ کی سیدہا اپنے گہر گیا اور اوسی شب کو مع رفقا واحباب کے
کوفہ سے نکلکر چلتا ہوا۔ صبح جب آپکو معلوم ہوا۔ فرمایا۔ خدا کی رحمت سے اونکو دوری ہوئی جیسا کہ
قوم ثمود رحمت الٰہی سے دور پڑگئی۔ آج شیطان نے اونکو ورغلا نکر گمراہ کیا۔ کل اون سے

بیزار ہو جاویگا۔ زیاد بن خصفہ بکری نے عرض کیا۔ اُمیر المومنین۔ اس جماعت قلیل کے نکل جانیکا ہمکو کوئی غم نہین ہی کیونکہ اس مقدار کے ملے رہنے سے کچھہ ہماری تعداد کثیر نہ تہی نہ انکی نکل جانے سے کچھہ کمی ہوئی ہان اونکی تعداد ناقص ہوئی لیکن انکے جانے سے خوف ہے تو یہ ہے کہ یہ ہمارے مطیعین سے ملکر جماعت کثیرہ کو بگاڑینگے اور جو لوگ امیر المومنین کی اطاعت قبول کرکے آنے والے ہین وہ بہی انکے بہکانے سے رُک رہین گے۔ امیر المومنین اگر مجہکو اجازت دین تو مین پیچہا کرکے انکو آپکے حضور مین جس طرح ممکن ہو واپس لاؤن۔ ارشاد ہوا۔ تم کو یہ بہی معلوم ہے کہ وہ لوگ کدہر گئے ہین عرض کیا۔ نہین۔ مگر مین پوچہتا ہوا اونکے نشانات منزل وجای قیام دیکہتا چلا جاؤنگا۔ حکم ہوا۔ اگر یہہ ہے تو بسم اللہ جاؤ خدا تمکو اس رادہ مین کامیاب کرے اور اس کار خیر کا اجر عظیم عنایت فرماے مگر سردست یہانسے نکلکر دیر ابی موسیٰ مین ٹہیرو۔ جسوقت میرا حکم تمکو پہونچے آگے کا قصد کرنا۔ مین بہی اون لوگونکا پتہ لگاتا ہون اگر وہ ظاہر و آشکارا ہوکر کہین گئے ہین تو میرے عمال اونکا حال ضرور لکہین گے۔ زیاد اجازت پاکر گھر آئے اور اپنے یارون کو جمع کرکے اپنا قصد ظاہر کیا۔ ایکسو تیس جوان ہمراہ ہوے۔ زیاد نے کہا۔ اسقدر جماعت ہمکو کافی ہے اور اتنے آدمی اونکے مقابلہ کو بہت ہین۔ زیاد اس جماعت کے ہمراہ دیر ابی موسیٰ مین آکر فروکش ہوے۔ ادہر جناب امیر المومنین کے پاس قرظہ بن کعب انصاری کا خط آیا اوسمین لکہا تہا کہ خریت مع اپنے یارون کے نفر کی جانب گیا ہے ان لوگون نے ایک دہقان مسلمان کو ناحق قتل کر ڈالا ہے۔ زیاد کو دیر ابی موسیٰ مین ایک ہی دن انتظار کرنا پڑا کہ دوسرے دن فرمان مرتضوی پہونچا۔ اوسمین بنی ناجیہ کا حال۔ مسلمان کو قتل کر ڈالنا درج تہا اور حکم تہا کہ تم انکے پیچہے جاؤ۔ پہلے زبانی پند و نصیحت سے واپس کرنیکی کوشش کرنا اگر مان جائین تو بہتر ہی ورنہ درصورت انکار و انحراف جنگ کرنا۔

یہہ خط عبداللہ بن وال کے ہاتہہ بہیجا گیا۔ عبداللہ نے آپسے اجازت مانگی کہ مجھکو بہی زیاد کے ہمراہ جانیکا حکم ہو۔ آپنے انکو بہی اجازت دی اور فرمایا مجھکو خدا سے امید ہے کہ تم بہی حق پر میری مدد کرنے والون مین ہوگئے اور باغی قوم پر میری نصرت کرنے والی جماعت مین تم کو بہی خداوند تعالی داخل فرماویگا۔ ابن وال کہتے ہین کہ امیرالمومنین؈ کے یہہ کلمات مجھکو سرخ اونٹون سے زیادہ محبوب ہین۔ عبداللہ بن وال فرمان امیرالمومنین؈ لیکر زیاد سے ملے۔ پہر یہہ سب ویرابی موسی سے کوچ کرکے نفر پہونچے۔ وہان جاکر معلوم ہوا کہ بنی ناجیہ جرجرایا کی طرف گئے ہین۔ زیاد اودہر روانہ ہوے اور بمقام مذار اونکو جالیا۔ خریت اپنی جماعت کے ہمراہ مذار مین اوترا ہوا تہا۔ ان لوگونکو آے ہوے ایک دن رات پورا گذر چکا تہا ہر طرح آرام حاصل کرکے تکان سفر دفع کرچکے تہے۔ اسکے برعکس زیاد کے ہمراہی کوفت سفر سے خستہ و بدحال تہے بنی ناجیہ انکو دیکہتے ہی جہٹ پٹ لڑائی کے واسطے آمادہ ہوگئے۔ سوارون نے اپنے اپنے گہوڑے تیار کرلئے اور سوار ہوگئے۔ خریت نے پوچہا۔ تم کس ارادہ سے آے ہو۔ زیاد چونکہ تجربہ کار تہے آگے بڑہکر بولے۔ تم دیکہتے ہو کہ ہم ابہی سفر کئے ہوی چلے آرہے ہین تکان سفر تک دفع نہین ہوا۔ ہم جس غرض سے آے ہین وہ کوئی معمولی بات نہین کہ علانیہ ظاہر کردی جاے ذرا ہم سستالین پہر تمسے تنہائی مین ملکر اوس کام کا ذکر کرینگے۔ اگر وہ بات تمہین مفید معلوم ہو تو قبول کرنا۔ اسی طرح ہم بہی تمہاری بات سنین گے اور اوسپر غور کرینگے۔ خریت نے کہا۔ مناسب ہے زیاد پانی کے پاس اوتر پڑے۔ سپاہیون نے کمرین کہول ڈالین۔ ناشتہ کیا۔ جانورونکو دانہ چارا دیا۔ بنی ناجیہ بہی اوتر پڑے۔ زیاد نے اپنے ہمراہیون سے کہا۔ یہہ لوگ شمار مین ہماری ہی جماعت کے برابر ہین۔ کچہہ زیادہ نہین اور ہمکو یقین ہی کہ انجام کار ہماری انکی لڑائی ضرور ہوگی دیکہو ہمت نہ ہارنا۔ ایسا نہ ہو کہ انکے مقابلہ مین عاجز ہو جاؤ۔ یہہ کہکر خریت کی طرف گئے

اوس کے ہمراہی آپس مین کہہ رہے تھے کہ یہہ لوگ ہمارے پاس تھکے ماندے آے ہین ہم نے انکو آرام کرنیکی مہلت دیدی ہے مگر یہہ راے مستحسن نہ تھی۔ انکو اوسی حال مین مارنا مناسب تھا زیاد یہہ سنتے ہوے خاموش آگے بڑہے اور خریت کو بلا کر کہا۔ تم نے امیر المومنین رض کی اور ہم لوگونکی کیا خطا دیکھی جو ہمکو چہوڑ دیا۔ خریت نے جواب دیا مین نے تمہارے امام کی عادت۔ خصلت امارت۔ اچھی نہ پائی اسواسطے علیحدہ ہو گیا اب اون لوگونکے ساتھ ہون جو خلافت کو شوری کرکے کسی ایک کو باتفاق جملہ اہل اسلام خلیفہ بناوینگے۔ زیاد نے کہا۔ کیا حضرت علی رض سا شخص لوگونکو ملجاویگا۔ خریت نے کہا مین تو یہہ نہین کہتا۔ زیاد بولے جب یہہ تسلیم کرتے ہو تو مسلمان کو ناحق کیون قتل کیا۔ جواب ملا مین نے کسیکو نہین مارا ہان میرے ہمراہیون نے ضرور ایک دہقانی کو قتل کیا ہے۔ زیاد نے کہا۔ قاتل کو حوالہ کرو تاکہ قصاص مین اوسکی گردن ماری جائے خریت بولا۔ یہہ میرے امکان مین نہین ہے۔ اس گفتگو سے کچہہ کام نہین نکلا۔ زیاد نے اپنے ہمراہیونکو آواز دی اور خریت نے اپنے یارونکو بلایا۔ دونون مین لڑائی شروع ہو گئی۔ پہلے نیزہ بازی ہوئی جب نیزونکے ٹکڑے اوڑ گئے تو تلوارین نکل آئین اور دیر تک طرفین سے برابر تلوار چلتی رہی یہانتک کہ اکثر گہوڑے کام آے۔ دونون طرف کے لڑنیوالے زخمی ہوے۔ زیاد کی طرف دو آدمی اور خریت کے رفقا مین سے پانچ جوان مارے گئے۔ دن گذر گیا رات آگئی۔ دونون گروہ ایک دوسرے سے جدا ہو گئے۔ زیاد نے بہی زخم کاری کہایا۔

خریت رات ہی کو مع ہمراہیان یہانسے نکل گیا۔ زیاد چونکہ مجروح ہو گئے تہے تعاقب نکرسکے زخمیونکے مرہم پٹی کی غرض سے بصرہ لوٹ آے۔ یہان پہونچنے پر معلوم ہوا کہ خریت اہواز پہونچگیا اور اوسکے متصل کسی جگہہ اوترا ہے اوسکے پاس قریب دوسو کے جماعت ہو گئی ہے زیاد نے یہہ سب حال لکہکر امیر المومنین ع کی خدمت مین اطلاع دی۔ اخیر مین یہہ بہی لکہدیا کہ

بانتظار صدور حکم مین یہان مقیم ہون۔ جناب علی مرتضیٰ نے یہہ خط پڑہکر حاضرین دربار کو سنایا معقل بن قیس نے کہڑے ہوکر عرض کیا کہ اس گروہ باغی بدشعار کے مقابلہ کے لیے لشکر جرار ہو۔ بمقابلہ فی کس دس آدمی آپکے لشکر کے ہون اور جب مقابلہ ہو تو اس طرح اونپر مار پڑے کہ اونکا بالکلیہ استیصال ہوجاے اگر اونہین لوگونکے برابر ہماری طرف کے لڑنے والے بہی ہونگے تو وہ لڑائی سے مُنہ نہ موڑینگے اور نہ مغلوب ہونگے۔ ارشاد ہوا۔ ای معقل۔ تمہین اس جنگ پر جاؤ اور طائفہ اشرار کا خاتمہ کرو۔ روانگی کے وقت یہ وصیت کی ”خدا سے ڈرتے رہنا۔ اہل قبلہ پر ظلم نہ کرنا نہ اہل ذمہ پر ظلم وستم روا رکہنا۔ تکبر نہ کرنا خدا تکبر کرنے والونکو دوست نہین رکہتا“

معقل دو ہزار جوانان اہل کوفہ کے ہمراہ روانہ ہوے۔ یزید بن معقل اسدی بہی ساتہہ تہے جناب علی مرتضیٰ رضؓ نے ابن عباس رضؓ کے نام فرمان لکہا کہ لشکر بصرہ سے دو ہزار مردان کارزار آرہے بسرداری کسی مرد شجاع کے معقل کی مدد کو روانہ کرو۔ راستہ بہر لشکر بصرہ پر وہی شخص سردار رہے مگر جب معقل سے مل جاوے تو معقل دونون لشکر کے افسر سمجہے جاوین۔ دوسرا خط زیاد بن خصفہ کے نام تہا۔ پہلے اونکی تعریف اور شکریہ کے الفاظ تہے اخیر مین لکہا تہا کہ تم ہمارے پاس واپس آؤ

اودہر خریت ناجی کی جماعت بہی روز افزون ترقی پر تہی۔ ایک گروہ کفار اہواز کا انسے آملا۔ عرب کے دیگر اقوام کمینہ۔ چور۔ قزاق۔ ساتہہ ہوگئے۔ کفار و اہل خراج اس مخالفت سے یہ امید رکہتے تہے کہ ہم خراج مقررہ سے بچ جائینگے چنانچہ اونہون نے سہل بن حنیف کو جو عامل فارس تہے نکال دیا۔ مگر یہہ روایت اخراج سہل وس قول پر ہے جو کہتے ہین کہ اونکا انتقال ۳۸ھ مین نہین ہوا۔ بہرکیف خریت کی جماعت اور جتہا اب ایک معتدبہ تعداد پر ہوگیا اور گویا اوس نواح کا یہہ خود سر و مستقل حاکم بن گیا۔

معقل بن قیس اہواز پہونچے اور انتظار آمد لشکر بصرہ مین مقیم رہے۔ جب اوسکے پہونچنے مین

دیر ہوئی تو اپنے لشکر کو لیکر خریت کی طلب مین نکلے۔ایک ہی منزل گئے تھے جو لشکر بصرہ بسرداری خالد بن معدان طائی مل گیا۔دونون لشکر ملکر آگے بڑہے۔کوہستان رامہرمز کے ایک پہاڑ مین خریت کا لشکر انکو ملا اور اوسی مقام پر دونون لشکر صف آرا ہوے۔

معقل نے اپنے لشکر کو اس طرح ترتیب دیا کہ میمنہ پر اپنے بیٹے یزید بن معقل کو متعین کیا۔ میسرہ منجاب بن راشد ضبی کی نگرانی مین دیا۔خریت نے بہی میمنہ لشکر مین عرب اپنے ہمراہی اور دیگر بلاد کے مقرر کئے۔کفار و قوم اکراد میسرہ مین تہی۔

جب صف آرائی ہوچکی تو خوب جمکر لڑائی ہوئی معقل نے سخت حملہ کیا ایک ساعت تک تو خریت کا لشکر لڑتا رہا پہر بہاگ نکلا معقل نے تعاقب کیا۔ستر جوان بنی ناجیہ اور دیگر عرب مارے گئے۔کفار و اکراد کے تقریباً تین سو کام آے۔خریت ایک جماعت اپنی قوم کی لیکر نکل گیا اور سواحل بحر پر جاکر دم لیا۔وہان یہہ ڈہنگ اختیار کیا کہ جس قریہ و بستی مین پہونچا وہان والونکو امیر المومنین کے خلاف پراوبہارا یہانتک کہ مختلف بلاد کے باشندے اسکے تابع ہوگئے اور اسکی قوت زائل شدہ بحال ہوگئی۔

معقل علاقہ اہواز مین مقیم رہے اور امیر المومنین کی خدمت مین عرضداشت متضمن نوید فتح ارسال کی۔آپنے اصحاب کو سنائی اور اونسے مشورہ لیا۔سبنے بالاتفاق کہا کہ ہمارے نزدیک معقل کو حکم دین کہ خریت کا پیچہا نہ چہوڑین۔خواہ قتل کر ڈالین ورنہ ممالک اسلامیہ سے باہر کردین چنانچہ آپنے معقل کو یہی لکہہ بہیجا وہ یہہ حکم پاکر خریت کی تلاش مین مصروف ہوے معلوم ہوا کہ سواحل بحر مین لوگونکو برگشتہ کر رہا ہے۔عبدالقیس اور دیگر قبائل عرب کو لڑائی پہ آمادہ کرر کہا ہی معقل آگے بڑہے۔فارس ہوتے ہوے سواحل بحر تک پہونچ گئے۔خریت انکی آمد سنکر دوسری چال چلا۔اسکے ہمراہ بقیۃ السیف خوارج تہے اونسے کہا۔مین تمہارے

عقیدہ اور مذہب پر ہون مین بہی یہی کہتا ہون کہ علیؓ کو حکم مقرر کرنا ہرگز درست نہ تہا بعضو نے
یہہ کہا۔ علیؓ نے اپنی خوشی سے حکم مقرر کیا مگر اونکے حکم نے اونکو خلافت سے معزول کر دیا۔
ہواخواہان عثمانی سے اس طرح تقریر کی۔ مین تمہارے عقیدے پر ہون۔ جناب عثمانؓ مظلوم وناحق
قتل کیئے گیئے۔ غرضکہ ہر مذہب ہر فرقہ و ہر ملت والے سے اوسیکے عقائد ظاہر کرتا اور اپنے کو اوسکا
ہم کیش بتاتا۔ مانعین زکوٰۃ وصدقات سے کہتا۔ خبردار۔ تم زکوٰۃ نہ دینا۔ یہہ روپیہ تمہارے پاس
ہوگا تو تمہارے ناتے رشتہ دارونکے کام آئیگا تم ہی صلہ رحمی کا ثواب پاؤگے۔ اس کے
لشکر مین بہت سے نصاریٰ نومسلم بہی تہے اونہون نے جو خریت کے ہمراہیون اور مختلف مذہب
والونمین اختلاف دیکہا تو کہنے لگے۔ بخدا جو دین اپنا ہم نے چہوڑا ہے وہ اس نئے دین سے
اچہا تہا۔ ان لوگونکا دین کیسا ہے کہ انکو قتل وخونریزی سے نہین روکتا۔ خریت نے اون کو
اس طرح سمجہایا۔ یہ لوگ تمہارے قتل کے درپے ہین تم انکو نہ مارو گے تو تمہاری جان کیسے
بچ سکتی ہے۔ یہہ ہمارے مخالفین واجب القتل ہین انکا حکم اور مرتد کا حکم ایک ہے۔ اسکے قوم والے
جو رہ گیئے تہے وہ بہی آن ملے۔

معقل نے خریت کے مقابلہ پر اپنا لشکر اوتارا اور ایک امن کا جہنڈا گاڑ کر عام منادی
کرادی کہ خریت اور اوسکے یارون کے سوا جو ہم سے سابق مین لڑے ہین جو کوئی اس جہنڈے کے
تلے آجائیگا اوسکو امن ہے اور ہر طرح جان ومال سے محفوظ رہیگا۔ اس چلتے ہوئے منتر نے
عجیب اثر پیدا کر دیا۔ خریت کے ساتہ جس قدر لوگ مختلف مذہب تہے دفعۃً اس سے الگ ہوگیئے
اور خریت کے پاس صرف اسکی قوم مسلمان ونصاریٰ یا وہ لوگ جو زکوٰۃ دینے سے انکار کر بیٹہے تہے رہے
معقل نے اپنا لشکر مرتب کرکے یکبارگی حملہ کر دیا۔ خریت نے اپنے ہمراہیون سے کہا۔ اپنی
بیویون بچونکی حفاظت مین لڑو۔ اگر یہہ لوگ تم پر قابو پا جاوینگے تو تمکو قتل کرکے تمہاری

اہل و عیال کو قیدی اور لونڈی غلام بنالین گے۔ خریت کی قوم مین سے ایک شخص بولا۔ بخدا۔ یہہ سب تیری زبان اور ہاتھہ کے کرتوت ہین۔ ہم لوگ مفت اس بلا مین پہنس گئے۔ خریت نے جواب دیا۔ سبق السیف العذال۔ تلوار ملامت سے پہلے سبقت کر گئی۔

نعمان بن صہبان راسبی نے خریت پر حملہ کرکے ایک وار نیزہ آبدار سے اوسکو زخمی کیا۔ دونون مین دوچار ہاتھہ چلے۔ آخر کار خریت مارا گیا۔ اوسکے ہمراہیون مین سے ایک سو ستر آدمی معرکہ مین کام آئے باقی بہاگ گئے۔ معقل نے عورتین لڑکے بالے۔ خدام و توابع سب پکڑ لئے۔ علاوہ انکے اور لوگ بہی قید مین آئے۔ ان قیدیونمین جو مسلمان تھے اونسے بیعت لیکر چہوڑ دیا اور انکے بیوی بچے اونکے حوالہ کئے مگر جو مرتد ہوگئے تھے اونپر اسلام پیش کیا۔ اونہون نے اسلام قبول کیا۔ انکو بہی مع انکے بیوی بچو نکے رہا کیا ان قیدیونمین ایک بوڑہا نصرانی بہی تہا اوسکو رماحس کہتے تہے اوسنے قبول اسلام سے انکار کیا اور مارا گیا۔ گروہ قیدیونمین بعضے وہ لوگ بہی تھے جنہون نے عام صفین سے اس سال تک زکوٰۃ نہین دی تہی۔ ان لوگون سے دو برس کی زکوٰۃ و صدقات لیکر انکو بہی چہوڑ دیا۔ قیدیون مین سے جو نصاریٰ اسلام لائے اونکو اونکے اہل و عیال کے ساتھہ نہایت عزت و حرمت سے سواریان دیکر رخصت کیا۔ وقت رخصت ایک کہرام مچا تہا۔ اب وہی عورتین لڑکے رہ گئے جنکے مرد مارے گئے تھے۔ اکثر یہہ بنی ناجیہ مین سے تھے۔

معقل نے امیر المومنین کی خدمت مین نوید فتح بہیجی اور اپنے لشکر اور حریف کی عورتون بچون کو لیکر معرکہ جنگ سے واپس ہوئے۔ اردشیر خرہ مین مصقلہ بن ہبیرہ شیبانی کے پاس جو یہانکے عامل تھے پہونچے۔ قیدی مصقلہ کو دیکھکر چلا چلا کر رونے لگے اور سب نے کہا۔ اُنسے ابوالفضل۔ اے شریفون کے مددگار و غمگسار۔ اے پشت پناہ درماندگان۔ اے ملجا و ماوائے بیکسان۔ اے رنج و مصیبت کے دفع کرنے والے۔ ہم پر اتنا احسان کر کہ انکے ساتھہ ہمکو مول لیکر

آزاد کردے۔ ہم تیرے احسان کے بندی ہو کر رہین گے اور تمام عمر تیرا یہہ سلوک نہ بہولینگے"
مصقلہ نے جواب دیا "مین خدا کی قسم کہا کر کہتا ہون کہ مین تم پر صدقہ کرونگا اور مال خرچ کر کے
تمکو قید سے چہڑالونگا۔ اللہ تعالیٰ صدقہ و خیرات دینے والونکو جزاے خیر عطا فرماتا ہے"۔ چنانچہ
مصقلہ نے پانچ لاکہہ درم پر اون سب قیدیونکو خرید لیا۔ معقل نے قیمت طلب کی تاکہ امیر المومنین ع
کی خدمت مین بہیجدین مصقلہ نے کہا مین فی الحال کچہہ نقد ادا کئے دیتا ہون باقی رفتہ رفتہ بہیجدونگا
معقل کوفہ مین واپس آے اور جناب علیؑ کی خدمت مین حاضر ہو کر تمام واقعات عرض کئے۔
آپنے اونکی تعریف کی پہر جب معلوم ہوا کہ مصقلہ نے بغیر کسی سے کچہہ لئے سبکو آزاد کر دیا تو فرمایا
مصقلہ نے اسقدر مال کثیر کا قرض اپنے سر لیا مین خیال کرتا ہون کہ وہ اس بوجہہ سے تہک
جاوینگے اور شاید ادا نہ کر سکین اور آپنے مصقلہ کے نام بطلب قیمت قیدیونکے فرمان لکہہ بہیجا
اوس مین یہ بہی مرقوم تہا کہ در صورت عدم اداے قیمت خود حاضر ہون مصقلہ حسب الحکم حاضر
دربار خلافت ہوے۔ دو لاکہہ درم بابت قیمت ادا کئے اور باقی کی نسبت وعدہ کیا۔ ذہل بن
حارث کہتے ہین کہ رات کے وقت مصقلہ نے مجہکو بلایا۔ مین نے اونکے ساتہہ کہانا کہایا۔ بعد فراغت
طعام مصقلہ نے کہا۔ امیر المومنین رض مجہسے یہ مال طلب کرتے ہین مگر میرے پاس اب ایک حبہ نہین
مین کس طرح یہ رقم کثیر ادا کر سکتا ہون"۔ مین نے جواب دیا۔ اگر تم چاہتے تو ایک ہفتہ مین پوری
رقم لوگون سے وصول کر لیتے"۔ مصقلہ نے جواب دیا۔ واللہ مین اپنی قوم پر یہ بار نہ ڈالونگا
اگر امیر معاویہؓ کا معاملہ ہوتا تو وہ مجہسے ہرگز مطالبہ نہ کرتے اور اگر جناب امیر المومنین عثمان بن عفانؓ
کا زمانہ ہوتا تو وہ معاف ہی کر دیتے۔ کیا تمکو معلوم نہین کہ اشعث بن قیس کو ہر سال خراج
آذربیجان مین سے جناب علیؓ ایک لاکہہ سالانہ دیتے ہین"۔ مین نے کہا۔ حضرت علیؓ تو اس
طبیعت کے آدمی نہین کہ بلا وجہہ اون سے معافی کی امید رکہی جاے"۔ مصقلہ پر اسقدر خوف مطالبہ

غالب آیا کہ وہ رات ہی کو شام کی طرف روانہ ہو گئے اور جناب معاویہ رضہ سے مل گئے۔ امیر المومنین رضہ
نے انکا چلا جانا سنکر فرمایا "خدا مصقلہ کو برباد کرے۔ کام سردار کا کیا اور غلامونکی طرح ڈر کر
بھاگ گئے۔ فاجر بدکار شخص کی سی خیانت کی۔ اگر وہ بھاگتے نہین اور اداے مال سے عاجز ہو جاتے
تو مین بجز حوالات اور قید کے اونپر اور سختی نہ کرتا۔ اگر اونکی جائداد سے کچھ وصول ہوتا تو لے لیتا
ورنہ بدرجہ مجبوری چھوڑ دیتا" یہہ فرماکر مصقلہ کے گھر تشریف لیگئے اور اوسکو مسمار کرا دیا۔
اونکا قیدیونکو آزاد کرنا جائز رکھا اور فرمایا "انکا خریدار تو آزاد ہی کرچکا ہے اور انکی قیمت انکے
محقق کی ذمہ ہے۔ وہ البتہ ہمارا قرضدار ہے" مصقلہ کے بھائی نعیم بن ہبیرہ شیعان حضرت علی رضہ سے تھے
انکے نام مصقلہ نے شام سے خط لکھا اور ایک شخص نصاری بنی تغلب حلوان نامی کے ہاتھہ
روانہ کیا خط کا مضمون یہ ہے کہ امیر معاویہ رضہ وعدہ فرماتے ہین کہ تمکو عزت وکرامت کے ساتھہ کسی
پرگنہ کی حکومت عنایت کرینگے تم یہہ خط پاتے ہی فوراً امیر کے پاس چلے آؤ۔ حلوان قضاے کار
مالک بن کعب ارحبی کے ہاتھہ پڑ گیا۔ انہون نے خط پکڑا اور مع خط کے امیر المومنین رضہ کی خدمت مین
حاضر کر دیا۔ آپنے حلوان کا ہاتھہ کٹوا دیا۔ وہ اسی صدمہ سے مر گیا۔ نعیم کو اسکا آنا اور خط لانا
معلوم ہوا تو مصقلہ کے نام چند اشعار لکھے جسکا مضمون یہ تھا "تمنے میری نسبت خیال فاسد
رکھکر حلوان کو روانہ کیا۔ تمنے بڑی غلطی کی۔ وہ حریص طمع اجرت مین خط لایا انجام یہہ ہوا کہ جان
دی۔ مجھکو تمہاری حرکت نازیبا پر تعجب ہے کہ تم کس درجہ امیر المومنین رضہ کے مطیع اور فرمانبردار تھے۔
بنی شیبان مین بہتر اور نیک نام مشہور تھے اور جس کام کو ناپسند کرتے تھے خود اوسمین مبتلا ہوے
اور جناب علی رضہ سے جو ایک شیر نر تھے اس طرح پھر گئے۔ جو مال تمہارے ذمہ واجب ہوا تھا ادا کر دیتے
تو بیشک تمنے مردون اور زندہ لوگون دونونکو زندہ کیا ہوتا۔ تمہارے بزرگ مردے بھی
تمہاری بدولت اور تمہارے اس کار خیر سے گویا زندہ ہو جاتے۔ لیکن تمنے برا کیا کہ اہل شام سے

مل گئے۔ابن ہند کے مال و دولت کی طمع مین بہک گئے۔اب آج ندامت سے پشت دست کاٹو۔ ایک تمہارے اس فعل سے تمہاری قوم والے سب تمسے ناراض ہو گئے اور تمکو دشمن سمجھنے لگے۔ مصقلہ نے یہہ خط پڑھکر معلوم کیا کہ بیشک مجھسے بُرا کام ہوا۔اب اونکے پاس حلوان کی قوم والے آئے اور دیت طلب کی انہون نے لاچار دیت دیکر پیچھا چھوڑایا۔

انجام کار خوارج بعد واقعہ نہروان

جس زمانہ مین اہل نہروان کا قلع قمع ہو گیا تھا اوسکے کچھ دنون بعد اشرس بن عوف شیبانی نے خروج کیا۔جناب امیرالمومنین علیؓ کے خلاف پر کمر باندھکر بمقام دسکرہ دوسو آدمیونکی جماعت سے مقیم ہوا اور علم بغاوت بلند کیا۔یہہ فرقہ گویا مقتولین نہروان کا نام زندہ کرنیوالا تھا۔ امیرالمومنین نے اس کی سرکوبی کیلئے ابرش بن حسان کو تین سو جوانان کارزار کے ساتھہ روانہ فرمایا۔ماہ ربیع الآخر ۳۸ھ کو بعد مقابلہ و مقاتلہ اشرس اشرار اپنی شرارت کی سزا مین شربت ناگوار موت پیکر عین معرکہ مین دارالجزا کو روانہ ہوا۔

اشرس کا خاتمہ ہو جانے پر ہلال بن علقمہ قبیلہ تیم رباب کا اور اوسکا بھائی مجالد خروج کرکے ماسبندان مین آئے۔انکی مہم پر معقل بن قیس ریاحی روانہ ہوئے۔معقل نے ان دونون بھائیون کو مع اونکے دوسو سے زائد یارونکے دارالبوار کو پہونچادیا۔یہہ واقعہ ماہ جمادی الاولے ۳۸ھ مین پیش آیا۔

بعد اس واقعہ کے اشہب بن بشر نے اور بعض کہتے ہین کہ اشعث نے قوم بجیلہ سے ایکسو اسی آدمیونکے ساتھہ خروج کیا۔پہلے یہہ لوگ اوس معرکہ مین گئے جہان ہلال اور اوسکے ہمراہی قتل ہوئے تھے اور مقتولین پر نماز جنازہ پڑھکر دفن کیا۔امیرالمومنین نے اس گروہ بدکردار پر

جاریہ بن قدامہ سعدی کو اور بروایتے حجر بن عدیؓ کو روانہ فرمایا۔ اشہب اور انسے بمقام جرجرایا مضافات جوخی مین مقابلہ کی ٹہیری بعد جدال و قتال کے اشہب اپنے یارون سمیت جمادی الاخری ۳۸ھ مین فی النار والسقر ہوا۔

پہر سعید بن قفل تیمی نے قبیلہ تیم اللہ بن ثعلبہ سے بندنیجین مین دوسو جوانون کے ساتہہ ماہ رجب مین خروج کیا اور بندنیجین سے درزنجان مین آیا۔ (یہ مقام مدائن سے دو فرسنگ فاصلہ پر ہے) اسکے سر توڑنے کو سعد بن مسعود پہونچے اور ماہ رجب ۳۸ھ مین اس جماعت کو بہی قتل کرکے اسکے وجود ناپاک سے صفحہ ہستی کو پاک کر دیا۔

بعد ازان ابو مریم سعدی تیمی نے شہر زور مین خروج کیا اسکے تابعین اکثر غلام آزاد کردہ غیر عرب کے اقوام مختلفہ سے تہے۔ عرب صرف چہہ اشخاص تہے اونمین سے ایک یہ بہی تہا۔ اسکے ساتہہ دوسو وبروایتے چارسو عوام الناس جمع ہوگئے۔ یہہ زور سے چلکر بنظر بلند پروازی کوفہ پر چڑہائی کے ارادہ سے روانہ ہوا۔ جب کوفہ پانچ فرسنگ رہ گیا تو اوترپڑا۔ جناب علی مرتضیٰؓ نے اس گروہ تباہ کار کی آمد سنکر پہلے ایک معتمد شخص کو بغرض تفہیم و ترغیب اطاعت روانہ فرمایا مگر ابو مریم کے دماغ مین تو شراب نخوت موجزن تہی بکمال تمرد و عناد جواب دیا "تمہاری جانب سے بجز حرب و ضرب کے اور امید نہ رکہو" امیر المومنینؓ نے سات سو جوان بسرگروہی شریح بن ہانی روانہ کئے۔ خوارج نے اونپر حملہ کیا۔ اتفاق کی بات یہہ لوگ کچہہ ایسے بودے پڑگئے کہ باوجود لشکر خوارج سے تعداد مین دونے ہونے کے اونکے حملہ کی تاب نہ لاسکے۔ معرکہ سے بہاگ کہڑے ہوئے اور اپنے سردار کو خوارج کے پنجہ مین چہوڑ کر چلتے پہرتے نظر آئے۔ شریح صرف دوسو جانبازون کے ساتہہ کچہہ دیر لڑے پہر یہہ بہی ایک بستی مین پناہ گزین ہوئے۔ بہاگے ہوئے لوگ کچہہ انکے پاس آئے اور باقی کوفہ مین داخل ہوئے۔ جناب علیؓ خود ان خوارج کی مہم پر نکلے۔ جاریہ بن قدامہ

سعدی کو اپنے سے پہلے روانہ کیا۔ انہون نے پہونچکر خوارج کو اطاعت کی جانب بلایا۔ قتل سے ڈرایا مگر یہہ برگشتہ بخت کب کسیکی سننے والے تھے۔ جاریہ کی تذکیر و تخویف کا جواب وہی انکار و انحراف تھا اس عرصہ مین امیر المومنین غازیان تہور شعار کو لیے ہوئے مثل قضاے مبرم انکے سر پر آپہونچے آپنے بہی بہت کچھہ سمجھایا۔ انقیاد و اطاعت کی راہ صواب دکھلائی مگر ان کمبختون نے کچھہ خیال نہ کیا آخر کار آپکے لشکر نے ان بدبختونکو تلوار کی دہار پر دہر لیا۔ اور تہوڑی دیر مین سبکو کاٹ کر ڈھیر کر دیا۔ صرف پچاس شخص باقی بچے جو امان خواہ ہوئے۔ آپنے اونکو امن دیا۔ اس فرقہ بقیہ خوارج مین چالیس مرد زخمی تھے آپ اونکو کوفہ مین لے آئے۔ اونکے زخمونکا علاج اونکے کہانے پینے کا معقول انتظام فرمایا یہانتک کہ وہ تندرست ہو گئے۔ یہہ آخری فرقہ نہایت درجہ شجاع تہا انہین کی جرأت تہی کہ دار الخلافت کوفہ پر چڑہائی کا قصد کیا گیا۔ یہہ فرقہ ماہ رمضان المبارک ۳۸ھ مین قتل ہوا۔

امور انتظامیہ و دیگر حوادث

اس سال امیر حاج حضرت قثم بن عباسؓ مقرر ہوئے۔ عامل مکہ بہی یہی تھے۔ یمن مین عبید اللہ بن عباسؓ تھے۔ بصرہ کے حاکم حضرت عبد اللہ بن عباسؓ۔ خراسان مین خلید بن قرہ یربوعی اور بروایتے ابن ابزی تھے۔ ولایت شام و مصر دونون امیر معاویہؓ کے قبضہ مین تہین اور انکے علاقون پر جناب معاویہؓ اور انکے عمال و حکام تھے۔ (ابن اثیر)

آخر ۳۸ھ و شروع ۳۹ھ مین سندہ (حصہ ہند) پر حارث بن مرہ عبدی اپنی خوشی سے باجازت امیر المومنین علیؓ لشکر لیکر گئے اور بہت کچھہ فتوحات حاصل کین۔ قیدی بہ تعداد کثیر ہاتھہ آئے۔ ایک ایک دن مین سو سو غلام مجاہدین نے تقسیم کئے ہین۔ پہر حارث ۴۲ھ مین بمقام قیقان علاقہ سندہ مین جو خراسان کی حد سے متصل ہے شہید ہوئے (فتوح البلدان)

اسی سنہ ۳۸ھ مین بماہ شوال حضرت صہیب بن سنان رومی رضؓ نے مدینہ منورہ مین وفات پائی
حضرت سہل بن حنیف اوسی نے کوفہ مین انتقال فرمایا - یہہ صحابی بدری ہین صاحب علم وعقل
و ریاست تھے (تاریخ علامہ یافعیؒ)

سنہ ۳۹ھ

تاخت و تاراج اہل شام بر ممالک محروسہ جناب امیر المومنین علیؓ

حضرت عمرو بن العاص مصر پر کیا قابض ہوے کہ امیر معاویہؓ کا حوصلہ روز بروز بڑہتا گیا -
اب یہہ قرینہ ہوگیا کہ ایک سریّہ کسی پرگنہ زیر حکومت امیر المومنین علیؓ پر بہیجدیا جو لوٹ مار کرکے
چلا آیا - اصل غرض یہہ تہی کہ اپنے ممالک مقبوضہ کو توسعت حاصل ہو اور امیر المومنین رضؓ کے
دائرہ حکومت مین تنگی چنانچہ سنہ ہذا مین اہل شام کے جو لشکر آے اونکی تفصیل واقعات
ذیل سے ظاہر ہوگی -

امیر معاویہؓ نے اپنے لشکر کے مختلف حصے تمام ممالک عراق مین پہیلادیئے - نعمان بن بشیر رضؓ کو
ایک ہزار جوانون کا افسر کرکے عین التمر پر بہیجا - یہان مالک بن کعب بن مسلمہ عامل تہے حسب اتفاق
اسوقت مالک نے اپنے لشکر کو کوفہ بہیجدیا تہا اور انکے پاس صرف ایک سو آدمی رہ گئے تہے -
مالک کو نعمانؓ کی آمد معلوم ہوئی تو جناب امیر المومنینؓ کو مطلع کیا اور مدد طلب کی آپ نے
اہل کوفہ کو جمع کرکے حکم دیا کہ مالک بن کعب کی مدد و اعانت کو جاؤ مگر اہل کوفہ نے ڈہیل ڈال
کی اور وہان مالک اور نعمانؓ سے مقابلہ ہوگیا - بیچارہ مالک سو آدمیونسے نعمانؓ سے لڑنے
نکلے آبادی شہر و دیوار حصار کو پس پشت کرلیا تاکہ ادہر سے حریف چوٹ نہ کرے اور عجلت مین
مخنف بن سلیم کو جو انکے علاقہ سے قریب تہے اطلاع دی اور مدد مانگی - جبتک مخنف کو خبر ہو اور

وہان سے مدد آوے یہان لڑائی چھڑ گئی۔ مالک باوجود کمزور ہونیکے نعمان کے سامنے اڑے رہے اور خوب داد شجاعت دی مگر پہر بہی کہان ایکہزار کہان ایکسو۔ مالک کے رفیق شکستہ ہو گئے اپنر وقت تنگ آپہونچا تہا کہ مخنف کے بہیجے ہوے لشکر نے انکی گئی ہوئی طاقت کو ازسر نو اوبہارا شامی اس نئے لشکر کو دیکہکر شام کے وقت معرکہ سے بہاگے۔ انکو یہہ خیال آیا کہ انکی مدد پر خدا جانے کسقدر فوج ہوگی لہذا فرار کو قرار پر ترجیح دی۔ مالک نے تعاقب کیا تین شخص شامی اس ہزیمت مین مارے گئے باقی نکل گئے۔

یہ واقعہ تو گذرا مگر کوفہ والے ایک بہی اپنے گہرونسے نہ نکلے اور باوجود تاکید مرتضوی کے انکی ہمت نہ پڑہی۔ آپ انکی سستی و کاہلی و حکم عدولی سے بدرجہ غایت کبیدہ خاطر ہوے اور حالت غیظ وغضب مین لعنت و ملامت کی اور کہا۔ "ای کوفہ والو جب تم اہل شام کا نام سن پاتے ہو تمہاری یہہ حالت ہو جاتی ہے کہ گویا تمہارے اوپر پہاڑ گرا چاہتا ہے۔ ہر شخص گہر مین بیٹہہ رہتا ہے اور دروازہ مین قفل ڈال دیتا ہے جس طرح گوہ اپنے بل کا موہانہ بند کر لیتی ہے یا کفتار اپنے بہٹکے اندر چپ کر بیٹہہ رہتا ہے تم ہر شخص کے فریب دہوکے مین آجاتے ہو۔ تمکو اپنی سدہ بدہہ بالکل نہین رہتی۔ جو تمپر فتح پاے اوسکا کچہہ بہلا نہ ہوگا تم اوسکے دم مین اگر آجاؤ تو تمہاری ذات سے کچہہ اوسکا فائدہ نہین۔ تم وقت کے مرد نہین مصیبت و سختی کے وقت اپنے پکارنیوالے کے بہائی غمخوار ہوکر اوسکی فریاد رسی نہین کر سکتے۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔ تمسے کوئی کیا امید نفع رکہہ سکتا ہے۔ تم لوگ اندہے ہو خود محتاج۔ گونگے بہرے"۔

اسی سنہ مین جناب معاویہؓ نے سفیان بن عوف کو چہہ ہزار کی جمعیت سے اسی لوٹ مار پر روانہ کیا۔ انکو یہہ حکم ہوا تہا کہ ہیت ہوتے اور لوٹ مار کرتے انبار و مدائن پہونچنا اور وہان والونپر دست تعدی دراز کرنا۔ پہلے یہ لشکر ہیت پہونچا مگر وہان انکو کوئی نہ ملا پہر انبار مین داخل ہوا

یہان سلح خانہ تہا پانچسو محافظ اسپر متعین تہے۔ اتفاق وقت کہ یہان اسوقت کل دوسوآدمی تھے۔ وجہ یہہ ہوئی کہ اس جماعت کے سردار کمیل بن زیاد تہے انکو خبر پہونچی کہ کچہ لوگ قرقیسا مین مقیم ہین اور اونکا قصد ہے کہ ہیت پر شبخون مارین۔ اس خبر کو سنتے ہی کمیل اپنے ہمراہیونکو لیکر بغیر اجازت اودہر متوجہ ہوے۔ یہ تو قرقیسا کی طرف پہونچے اور سفیان دوسرے راستے انبار مین داخل ہوے یہان میدان صاف پاکر شامی لشکر کی بن پڑی۔ اہل انبار جرأت وہمت سے لڑے آخر کہانتک۔ انکے سردار اشرف بن حسان بکری شہید ہوے تیس آدمی اور کام آے۔ شامیون نے انبار مین جسقدر مال ومتاع پایا خوب لوٹ باندہے اور ہنستے کہیلتے مالامال ہوکر واپس گئے۔

امیرالمومنین علیؓ بوجہ غیر حاضری کمیل کے انبار لٹ جانیکی خبر سنکر کمیل پر سخت غضبناک ہوے۔ انکو عتاب آمیز فرمان لکہا اور سفیان کے تعاقب مین لشکر روانہ فرمایا مگر وہ لوٹ مار کر پہلے ہی نکل گئے تہے لشکر ناکام واپس آیا۔

پہر حضرت معاویہؓ نے عبداللہ بن مسعدہ بن حکمت بن مالک فزاری کو ایکہزار سات سو سپاہیونکی جماعت پر افسر مقرر کرکے جانب تیما روانہ کیا۔ انکو یہہ ہدایت کردی تہی کہ جو دیہاتی لوگ تابع ہوکر تمہارے ساتہہ ہوجاوین اونسے تعرض نہ کرنا مگر جو مخالفت کرین اونکو بیدہڑک قتل کرڈالنا۔ یہہ لشکر قتل وغارت کرتا مکہ اور مدینہ پہونچا اور وہان بہی خوب لوٹ مار کی۔ عبداللہ بن مسعدہ کے ساتہہ اوسکی قوم کے بہت سے لوگ جمع ہوگئے اور ایک جم غفیر ہوکر لوٹ مار کرتے پہرتے تہے۔ جناب علی مرتضیٰؓ نے اس ہنگامہ کو سنکر مسیب بن نجبہ فزاری کو دوہزار سپاہی دیکر روانہ فرمایا۔ دونون فریق تیما مین ایک دوسرے کے مقابل ہوے۔ صبح سے تا زوال سخت معرکہ آرائی ہوئی۔ مسیب نے عبداللہ پر تین بار تلوار کا وار کیا۔ وار بچا بچا کر مارتے

اور یہہ کہتے جاتی تہے ۔ ارے بہاگ جا ۔ ارے بہاگ جا ۔ عبداللہ ایک جماعت کو لیکر قلعہ مین داخل ہوا باقی لشکر شام کی جانب بہاگ گیا مسیب کے ساتہہ جو اعراب بادیہ نشین تہا اونہون نے عبداللہ بن مسعدہ کے اونٹ زکوٰۃ کے لوٹ لئے اور عبداللہ کو مع اوسکے رفیقونکے تین دن قلعہ کے اندر قید رکہا ۔ پہر قلعہ کے پہاٹک پر لکڑیان ڈہیر کرکے آگ لگا دی ۔ قلعہ جلنے لگا ۔ راستہ نکل جانے کا سواے اس پہاٹک کے دوسرا نہ تہا ۔ وہ لوگ اپنی زندگی سے مایوس ہوے قلعہ کی چہت پر چڑہے اور مسیب کو پکار کر کہا ۔ ہم تمہاری ہی قوم کے ہین ۔ اس طرح بیدردی سے جلاے دیتے ہو ۔ مسیب نے ترس کہا کر آگ بجہوا دی اور قلعہ والونکو نکل جانے دیا ۔ پہر اپنے ہمراہیون سے کہا میرے جاسوسون نے آکر ظاہر کیا ہے کہ شام سے لشکر ہماری لڑائی کو آرہا ہے ۔ عبدالرحمن بن شبیب نے کہا ۔ مجہکو شامیونکی تلاش مین روانہ کرو مسیب نے انکار کیا اسپر شبیب بولے تمنے امیرالمومنین کے ساتہہ دغا کی ۔ اونکے کام مین سستی روا رکہی ۔

بعد اسکے جناب معاویہؓ نے ضحاک بن قیس کو تین ہزار کی جماعت پر افسر کرکے جانب اسفل واقصہ روانہ کیا ۔ انکو یہہ تاکید کردی تہی کہ دیہات مین جس مقام پر اعراب بادیہ نشین جناب علیؓ کے مطیع و فرمانبردار پانا بے دہڑک لوٹ لینا ۔ یہہ لشکر جا بجا لوٹ مار کرتا ثعلبیہ تک پہونچا ۔ یہان بہی سلح خانہ تہا ۔ شامی لشکر اسکو لوٹ کر آگے بڑہا اور بمقام قطقطانہ داخل ہوا ۔ جناب علیؓ انکی خبر پاکر نہایت برہم ہوے اور حجر بن عدیؓ کو چار ہزار جوانان صف شکن کا افسر کرکے بہیجا ۔ ان سپاہیونکو فی کس پچاس پچاس درم پہلے دیدیئے گئے یہہ لشکر ضحاک کو بمقام تدمر ملا ۔ دونون مین لڑائی ہوئی ۔ اونیس آدمی ضحاک کی طرف کے اور دو آدمی اہل عراق کے کام آے ۔ رات ہوجانے سے لڑائی موقوف ہوگئی ۔ رات کے وقت ضحاک اپنا لشکر لیکر بہاگ گئے ۔ حجر بن عدی واپس آے ۔

اسی سنہ مین امیر معاویہؓ شام سے لشکر لیکر نکلے اور قریب جلہ پہونچکر واپس گئے۔ پھر حضرت معاویہؓ نے عبد الرحمن بن قباث بن اشیم کو بلاد جزیرہ پر بہیجا۔ انکے ہمراہ معن بن زید سلمی بہی تہے۔ بلاد جزیرہ زیر حکومت شبیب بن عامر عد کرمانی والی خراسان تہا اور ان کا دار الاقامتہ نصیبین تہا۔ شبیب نے شامیون کے مقابلہ مین اپنے کو کمزور پاکر کمیل بن زیاد کو جو آجکل ہیت کے حاکم تہے اپنی مدد پر بلایا۔ کمیل چہہ سو سوارونکے ہمراہ شبیب کی مدد کو روانہ ہوے ابہی لشکر شام نصیبین تک نہ پہونچا تہا کہ اثنار راہ مین معرکہ جنگ پیش آیا۔ کمیل نے عبد الرحمن اور معن بن یزید کو قتل کیا۔ انکا لشکر بہاگا۔ کمیل نے تعاقب کرکے مار مار کر ڈہیر کر دیا۔ جب لشکر شامی زبون ہوا تو کمیل نے اپنے لشکر مین منادی کرادی کہ بہاگنے والونکا تعاقب نہ کرو نہ زخمی کو قتل کرو۔ اس معرکہ مین کمیل کے لشکر سے صرف دو شخص قتل ہوے۔ کمیل نے اس فتح کی مبارکباد مین ایک رپورٹ دار الخلافت روانہ کی۔ جناب علی مرتضیٰؓ پہلے بوجہ انکی غفلت کے انسے ناخوش تہے اس کارنمایان سے ازبس مسرور ہوے شبیب بن عامر بہی نصیبین سے کمیل کے لشکر مین آملے اور فتح کی مبارکباد دی اور لشکر ہزیمت خوردہ کا تعاقب کیا۔ لشکر تو نکل گیا تہا انکے ہاتہہ نہ آیا مگر یہہ دریاے فرات سے عبور کرکے امیر معاویہؓ کی حد مین داخل ہوے اور شام کی عملداری مین لوٹ مار کا جواب قرار واقعی دیا اور لوٹتے مارتے بعلبک تک جا پہونچے۔ امیر معاویہؓ نے یہہ خبر پاکر حبیب بن مسلمہ کو مقابلہ پر بہیجا۔ شبیب بعلبک سے واپس ہوے اور گرد و نواح رقہ پر تاخت و تاراج کا ہنگامہ برپا کر دیا۔ اوس اطراف کے باشندون کے مال۔ مویشی۔ جو کچہہ ہاتہہ آے ہانک لاے۔ گہوڑے۔ ہتہیار جو کچہہ پایا قبضہ مین کیا۔ مظفر و منصور اموال غنیمت سے مالامال نصیبین واپس آے اور امیر المومنین کیخدمت مین عرضداشت روانہ کی آپنے لکہہ بہیجا کہ بجز گہوڑے و ہتہیار دوسرا

مال نہ لینا چاہیئے شبیب کے حق مین فرمایا۔ اللہ تعالیٰ اونپر رحم فرماے بڑی لوٹ مار کی اپنا بدلا حریف سے لینے مین عجلت کی۔

اس واقعہ کے بعد جناب معاویہؓ نے زہیر بن مکحول عامری کو اہل سماوہ سے صدقات زکوٰۃ تحصیل کرنے روانہ کیا۔ جناب علی مرتضیٰؓ نے مطلع ہوکر جعفر بن عبد اللہ اشجعی۔ عروہ بن عشبہ کلبی جلاس بن عمیر کلبی کو متعین فرمایا یہہ لوگ بہی اودہر روانہ ہوے۔ زہیر سے اورانسے مقابلہ ہوگیا۔ بایکدیگر لڑائی ہوئی جعفر بن عبد اللہ قتل اور انکے ہمراہی بہاگ کہڑے ہوی۔ عروہ بن عشبہ کوفہ مین واپس آے جسوقت جناب امیر المومنین علیؓ کے روبرو حاضر ہوے آپ انپر سخت ناراض ہوے اور دُرّہ سے پیٹا۔ یہہ اپنی ذلت وخواری سمجھکر کشیدہ خاطر دربار سے نکلے اور امیر معاویہؓ کے پاس شام مین چلے گئے۔ آپ سے کسی نے کہا تہا کہ ابن عشبہ کو زہیر نے اپنے گہوڑے پر سوار کیا تہا اس سے انکی نسبت اتہام سازش پایا گیا۔

جلاس کا یہہ حال گذرا کہ بعد قتل جعفر بن عبد اللہ اور ہزیمت معہ ہمراہیونکے معرکہ سے بہاگے۔ راستہ مین ایک چرواہا ملا۔ اپنا جبہ ریشمی اوسکو دیا اور اوسکا کمبل خود لے لیا تاکہ راہ مین حریف کا کوئی آدمی پہچان نہ سکے۔ اس حیلہ سے بہ تبدیل لباس آگے بڑہے۔ اتفاق سے حریف کا لشکر انکو ملا۔ اوس نے پوچہا۔ گروہ تُرابیہ کس طرف گئے ہین۔ انہون نے کسی طرف اشارہ سے بتلا کر اونکو اودہر متوجہ کیا اور آپ چرواہی کی وضع سے کوفہ مین داخل ہوے

بعد اسکے حضرت معاویہؓ نے مسلم بن عقبہ مری کو دومۃ الجندل پر بہیجا۔ یہان والے کسی طرف نہ تہے نہ جناب امیر المومنین علیؓ کی بیعت کی تہی اور نہ جناب معاویہؓ کے مطیع تہے۔ مسلم نے یہان پہونچکر جناب معاویہؓ کی اطاعت وبیعت کی تاکید کی مگر انہون نے صاف انکار کیا۔ جناب علی مرتضیٰؓ نے یہہ خبر پاکر مالک بن کعب ہمدانی کو ایک لشکر دیکر روانہ فرمایا۔ مسلم پر

مالک اپنی جماعت لیئے ہوے اچانک جا پہونچے۔ دن بہر سخت معرکہ آرائی رہی آخر مسلم بہاگ کر شام چلے گئے۔ مالک عرصہ تک دومتہ الجندل مین مقیم رہے۔ لوگونکو جناب علیؓ کی طاعت وبیعت کی جانب بلاتے رہے مگر وہ مطیع نہ ہوے۔ اونکا یہی قول رہا تہا تاوقتیکہ سب کا اتفاق ایک امام وخلیفہ پر نہ ہوگا ہم بیعت نہ کرینگے۔ ہم دوطرفی عملداری مین کسکی بیعت کرین کسکی مخالفت کرین۔ آخر کار مالک اونکو اونکے حال پر چہوڑکر کوفہ واپس آے۔

مورخین اس باب مین مختلف ہین کہ اس سال امیر حاج کون صاحب ہوے ہین بعض کا قول ہے کہ حضرت عبید اللہ بن عباسؓ نے حج کرایا اور بعض حضرت عبد اللہ بن عباسؓ کو بتلاتے ہین مگر یہہ غلط ہے کیونکہ حضرت عبد اللہ بن عباسؓ نے عہد خلافت مرتضویؓ مین کسی سال خود بہی کوئی حج نہین کیا۔ پس صحیح یہی ہے کہ حضرت شیبہ بن عثمان یا قثم بن عباسؓ امیر حاج ہوے۔ یہہ قصہ اس طرح ہے کہ امیر معاویہؓ نے یزید بن شجرہ رہاوی کو جو اونکے مصاحب خاص تہے حکم دیا کہ مین تمکو امیر حاج مقرر کرکے مکہ معظمہ روانہ کرتا ہون تم اہل مکہ سے میری بیعت لینا علیؓ کے عامل کو مکہ سے نکال دینا اور خود لوگونکو حج کرانا۔ یزید بن شجرہ نے منظور کیا اور تین ہزار سوار لیکر مکہ روانہ ہوے۔ اسوقت مکہ مین حضرت قثم بن عباسؓ حاکم تہے۔ حضرت قثمؓ نے یہہ حال سنکر اہل مکہ کو جمع کرکے خطبہ دیا۔ اوسمین شامیونکا مکہ معظمہ کی جانب روانہ ہونا ظاہر کرکے اہل مکہ سے اونسے محاربہ ومقابلہ کرنے کی استدعا کی مگر اہل مکہ نے کچہہ جواب نہ دیا۔ البتہ حضرت شیبہ بن عثمان عبدری نے حضرت قثم کے کہنے کو بسر وچشم منظور کیا اور لڑائی کے واسطے آمادہ ہوے۔

حضرت قثمؓ نے قصد کیا کہ مکہ معظمہ سے نکلکر تاگذرنے موسم حج کے کسی پہاڑی پر مقیم رہین اور کوفہ سے مدد طلب کرین اگر مدد آجاوے تو لڑین لیکن حضرت ابو سعید خدریؓ نے منع کیا اور رائے دی کہ تم مکہ مین مقیم رہو اگر شامی لڑنے پر آمادہ ہون اور تم اونکے مقابلہ کی قوت

دیکھو تو لڑنا ورنہ اختیار ہے۔ انکے سمجہانے سے قثم رض مکہ مین ٹہیر رہے اور جناب امیرالمومنین
کو شامیونکے قصد سے اطلاع دی۔ آپنے ایک لشکر مرتب کرکے بسرداری ریان بن حمزہ بن ہوذ
بن علی حنفی و ابوالطفیل کے روانہ فرمایا۔ یہہ لشکر یکم ذیحجہ کو مکہ معظمہ مین داخل ہوا۔ یزید بن شجرہ
یوم الترویہ (آٹہوین ذیحجہ) سے دو روز قبل شامیونکے ساتہہ مکہ پہونچے۔ شامیون نے کسی طرح
اہل مکہ سے تعرض نہین کیا۔ یزید نے عام ندا کرادی کہ ہماری طرف سے سب بے خوف رہین البتہ جو ہمسے
لڑیگا وہ اپنی سزا کو پہونچیگا پہر ابوسعید خدری رض کو بلاکر کہا۔ مین حرم مین قتل و خونریزی نہین چاہتا
اور اگر میرا یہہ قصد ہوتا تو مین ہر طرح قادر تہا کیونکہ تمہارے امیر ضعیف ہین تم انسے کہدو کہ لوگونکو
نماز نہ پڑہائین اور مین بہی امامت سے علیحدہ رہونگا۔ لوگ اور جسکو چاہین امام بنالین۔ ابوسعید رض نے
قثم رض سے کہا۔ مصلحۃً تم امامت نہ کرو۔ یہ الگ ہوگئے۔ لوگون نے حضرت شیبہ رض کو امام مقرر کیا اور
یہی امیر حاج ہوے حج سے فارغ ہوکر لوگ اپنے اپنے گہرونکو واپس ہوے۔ یزید بہی شام
کی طرف لوٹے۔ دوسرا لشکر کوفہ جسپر معقل بن قیس سردار تہے شامیونکے پیچہے لگا۔ لشکر شامی نے
وادی القری سے کوچ کیا تہا کہ لشکر عراق نے انکو جالیا اور لوٹ مار مچادی۔ لوگونکو قید کرلیا
اور جو کچہہ اونکے پاس اسباب سامان تہا چہین لیا۔ قیدیونکو کوفہ مین بحضور جناب امیرالمومنین رض
پیش کیا۔ آپنے بعوض اپنے قیدیونکے جو شام مین امیر معاویہ رض کے پاس تہے انکو رہا کردیا یہہ
قصہ اس طرح ہے کہ جسوقت یزید بن شجرہ امیر معاویہ رض کی خدمت مین واپس آے آپنے
حرث بن نمر تنوخی کو جزیرہ پر بہیجا اور حکم دیا کہ جناب علی رض کے مطیع اشخاص کو قید کرلاؤ۔ حرث
جزیرہ مین پہونچے اور ایک گہر کے سات آدمی قبیلہ بنی تغلب کے قید کرلاے۔ قبل اسکے بنی
تغلب امیرالمومنین کی اطاعت سے باہر ہوگئے تہے اور اونکا میلان جانب امیر معاویہ رض کے تہا۔
جب انکی قوم والے قید کرلئے گئے تو انہون نے حضرت معاویہ رض سے انکے چہوڑدینے کی بابت

درخواست کی انہون نے انکار کیا اسپر بنی تغلب انسے بہی منحرف ہو گئے۔جب تغلبی گرفتار ہوآسے تو جناب امیر معاویہؓ نے امیر المومنین کو لکہا کہ معقل ہمراہیان نرید کو قید کرکے لیگئے ہین اگر آپ اونکو چہوڑ دین تو ہم آپکے لوگونکو رہا کردین۔آپنے اون قیدیونکو چہوڑ دیا۔امیر معاویہؓ نے بنی تغلب کو بہی رہا کردیا۔

جناب علیؓ نے قبیلہ خثعم سے ایک شخص عبدالرحمن نام کو نواح موصل مین روانہ فرمایا تاکہ عام لوگونکی شورش وفساد دور کرین عبدالرحمنؓ کو بہی تغلبی جو معاویہؓ سے الگ ہو گئے تہے ملے۔انکا سردار قریع بن حارث تغلبی تہا۔عبدالرحمن کے ہمراہیون سے اورانسے گالی گلوچ کے بعد جدال وقتال کی ٹہیر گئی۔عبدالرحمن مارے گئے۔حضرت علیؓ نے چاہا کہ بنی تغلب پر ایک لشکر جرار روانہ فرماوین مگر قوم ربیعہ نے کہا۔بنی تغلب آپکے دشمن سے کنارہ گزین اور آپکے مطیع ہین۔عبدالرحمن کو دہوکے مین قتل کیا ہے یہہ سنکر آپ اپنے ارادہ سے باز رہے۔ (ابن اثیر)

زیاد بن ابیہ گورنر فارس

اسی سنہ مین زیاد کرمان وفارس کے حاکم ہوے۔جسوقت ابن حضرمی بصرہ مین مارے گئے اور باشندگان ممالک محروسہ اطاعت مین مختلف ہوے تو مخالفین اہل فارس وکرمان کو بہی طمع خراج وحکومت ملکی دامنگیر ہوئی۔ہر حصہ ملک مین یہی ہوا چل گئی ہر ایک رئیس قصبہ وقریہ مستقل حکومت کا خواستگار رہا اور خراج ادا کرنے سے انکار کیا۔جس جس علاقہ پر عمالؓ تہے اونکو نکال دیا چنانچہ اہل فارس نے بہی سہل بن حنیف گورنر فارس کو اپنے ملک سے نکال دیا اور خود مختار وحاکم وقت بن بیٹہے۔جناب امیر المومنین نے اپنے اصحاب واحباب سے اس عام شورش کے رفع کرنے مین مشورہ کیا۔جاریہ بن قدامہ نے عرض کیا۔کیا مین حضور کو

ایک ایسا شخص منتظم۔ صاحب تدبیر۔ حکومت وسیاست کے قواعد سے واقف ہے جو کام اوسکے سپردگی مین دیا جاے اوسکے انجام دینے مین وہ تن تنہا کافی ہو بتلادون۔ ارشاد ہوا۔ وہ کون شخص ہے۔ جاریہ نے کہا۔ وہ شخص زیاد بن ابیہ ہے۔ آپنے انکی راے کو پسند کیا اور عبداللہ بن عباس رض کے نام حکم لکھا کہ زیاد کو فارس کا عامل مقرر کرکے اوس طرف روانہ کرو ابن عباس رض نے حسب الحکم ایک لشکر کے ساتھ زیاد کو فارس روانہ کیا۔ زیاد نے وہان پہونچکر اہل فارس کو خوب دبایا۔ قرار واقعی اونکی سرکوبی کی۔ زیاد کی حکومت اور حکمت عملی وتدابیر و انتظامات مناسب سے اہل فارس سیدھے ہوگئے۔ انہون نے یہہ طریقہ رکھا کہ جس پرگنہ مین مفسدونکو پایا اونکے سر پر منتخب شدہ لوگ بھیجے اور ملکی لوگونسے ایک سے دوسرے کو گوشمالی دلوائی اور اس طرح اپنا رعب داب جمالیا کہ وہی لوگ آپس کے عیب زیاد پر ظاہر کردیتے بعضے اس درجہ خائف ہوے کہ ملک چھوڑ چھوڑ کر بھاگ گئے اور بعضے ایسے مطیع وفرمانبردار بن گئے کہ اپنے مال و اولادونکو انکی خوشی و رضامندی مین قتل کر ڈالا۔ ایرانیون کا جوش وخروش جو مثل طوفان سمندر کے تھا اور جسکی ترقی کے خوفناک آثار نمایان ہو چلے تھے اپنی تیغ آبدار سے فرو کیا۔ پھر کرمان پہونچکر وہان بھی ایساہی انتظام کیا۔ بعدازان فارس واپس آے اور اصطخر مین مقیم ہوے۔ اصطخر کے قریب قلعہ سنگین موسوم بہ قلعہ زیاد تعمیر کیا۔ اسی قلعہ مین کسی زمانہ مین منصور لشکری سکونت پذیر ہوا ہے جبسے اسکا نام قلعہ منصوریہ ہوگیا۔

بعضے کہتے ہین کہ عبداللہ بن عباس رض نے زیاد کے فارس پر بھیجنے کی راے جناب علی رض کو دی تھی۔

• زیاد کی والدہ سمیہ مقام زندورد علاقہ کسکر کے باشندہ دہقانی کی لونڈی تھی۔ اتفاقاً وہ دہقان بیمار ہوا۔ حارث بن کلدہ ثقفی جو پیشہ طبابت کرتے تھے علاج کیواسطے

بلایا۔ اسکے علاج سے اچھا ہوگیا۔ شکرانہ و نذرانہ مین یہی لونڈی سمیۃ ہبہ کردی سمیۃ حارث کے تصرف مین دہی اس لونڈی سے ابوبکرہؓ نفیع پیدا ہوے۔ اسی سمیۃ سے نافع پیدا ہوے۔ جب غزوہ طائف ہوا وقت محاصرہ طائف کے حارث نے ان دونون مکے پیدا ہونیکے بعد سمیۃ کا نکاح اپنے غلام عبید نامی سے کردیا تہا۔ اوسی زمانہ مین حضرت ابوسفیانؓ طائف پہونچے اور ابومریم سلونی کے گہر اوترے۔ یہہ اوسوقت تک اسلام نہین لائے تہے اور شراب بیچا کرتے تہے۔ ابوسفیان نے بہی ابہی اسلام قبول نہین کیا تہا۔ ابوسفیانؓ نے رات کو ابومریم سے کہا۔ دوست کوئی عورت نہین لاتے۔ میرا تو اسوقت برا حال ہے۔ ابومریمؓ کو اپنے عزیز میہمان کی خاطرداری منظور تہی کہنے لگے آپکو سمیۃ پسند ہو تو ابہی حاضر کرون۔ ابوسفیانؓ نے کہا۔ خیر کیا مضائقہ۔ وہی درازپستان گندہ بو دارسہی۔ ابومریم سمیۃ کو لے آے۔ ابوسفیان نے اوسکے ساتہہ رات بسر کی سمیۃ حاملہ ہوگئی اور سنہ ہجری مین زیاد پیدا ہوے (ابن اثیر)

علامہ مسعودیؒ نے سمیۃ کی نسبت یہہ لکہا ہے کہ طائف مین ایک محلہ جو بنام حارۃ البغایا (چکلہ) آبادی سے علحدہ واقع تہا اور جس جگہہ زنان بازاری رہتی تہین اور حسب رواج اوسوقت کے ہر ایک کے دروازہ پر ایک پہریرہ نصب ہوتا تہا سمیۃ بہی اوسی محلہ مین رہا کرتی تہی اور جو کچہہ آمدنی اسکو وصول ہوتی حارث بن کلدہ ثقفی کے حوالہ کیا کرتی تہی۔

بہرکیف زیاد نے سن شعور کو پہونچکر عقل و تمیز مین نام پیدا کیا۔ حضرت ابوموسیٰؓ جسوقت خلافت فاروقی مین بصرہ کے عامل تہے زیاد اونکے منشی روبکاری تہے۔ جناب امیرالمومنین عمر فاروقؓ نے بہی زیاد سے کام لیا جسکو یہ نہایت خوش اسلوبی کے ساتہہ انجام دیکر حاضر خدمت ہوے اور مجمع عام مین بکمال فصاحت و بلاغت ایک خطبہ پڑہا جسکو سنکر حاضرین دنگ رہگئے اور سب نے اسکے علم و لیاقت کا اقرار کیا۔ پہر خلافت مرتضوی مین یہ عبداللہ بن عباسؓ کے ہمراہ

مثل ایک نائب یا مددگار رہے اور بصرہ سے گورنر فارس مقرر ہوکر اوس طرف چلے گئے
زیاد کی کارگذاری اور ہوشیاری پر حضرت معاویہؓ نے بہت کچھ چاہا کہ انکو کسی حیلہ سے اپنی
طرف کرلین مگر خلافت مرتضوی مین نہو سکا۔ بلکہ زیاد اور جناب معاویہؓ مین کسیقدر کدورت رہی
۴۴ھ عہد خلافت امیر معاویہؓ مین زیاد نے مصقلہ بن ہبیرہ شیبانی سے کہا۔ مین تمکو بیس ہزار
درم انعام دونگا میرے اور معاویہؓ کے میل کرادو۔ معاویہؓ میری نسبت اسقدر اقرار کرلین کہ
زیاد ابو سفیانؓ کا بیٹا ہے مصقلہ نے اس مین کوشش کی جناب معاویہؓ نے بھی زیاد کے ملانیکی
اس سے بہتر کوئی صورت نہ پائی لہذا زیاد ابو سفیانؓ کے بیٹے مشہور کردیئے گئے۔ پھر زیاد نے
ام المومنین عائشہ صدیقہ کے نام خط لکھا اوسکا عنوان من زیاد بن ابی سفیانؓ لکھا۔ غرض یہہ
تھی کہ اسکے جواب مین اگر ام المومنینؓ من عائشہ الی زیاد بن ابی سفیانؓ لکھدینگی تو
ایک سند ہاتھ آجائیگی مگر اس امید کے خلاف ام المومنینؓ نے انکو خط لکھا جسکا سرنامہ یہہ تھا۔
من عائشۃؓ ام المؤمنین الی ابنہا زیاد۔ یعنی یہہ خط ام المومنین کی طرف سے بنام
اونکے بیٹے زیاد کے ہے۔

جب زیاد امیر معاویہؓ کے بھائی مشہور ہوگئے تو اسکے بعد حج کرنا چاہا۔ ابو بکرہؓ جو زیاد کے
سوتیلے بھائی ہین انکا قصد حج معلوم کرکے انکے گھر آئے اور انکے بیٹے سے کہا۔ ”تم اپنے باپ کے کہدینا
کہ تم حج کرنے جاتے ہو وہان ضرور جناب ام المومنین ام حبیبہؓ بنت ابی سفیانؓ سے ملوگے۔ اگر وہ
راضی خوشی سے تم سے پیش آئین اور تم کو گھر مین بلالین تو جناب رسول خدا کی شان مین بڑی
رسوائی و ذلت ہوگی اور اگر تمکو گھر مین نہ گھسنے دیا تو تمہاری فضیحت و بدنامی ہے پھر تمہارے
مخالف اور بھی تمہاری تکذیب کرینگے اور تمکو سخت ندامت ہوگی۔ اسکو خوب سوچ سمجھ لو پھر
حج کو جاؤ۔“ زیاد نے اس معاملہ مین غور کیا اور حج کو نہ گئے۔

غرض اس زمانہ سے زیاد قریش مین داخل ہوگئے۔ انکے بھائی ابوبکرہؓ ثقفی تھے۔ وہ اسی لقب سے مشہور ہے۔ عہد خلافت عباسی تک ان دونون کی اولاد بھی اسی نام سے مشہور تھی سنہ ۱۶۰ھ مین اولاد زیاد کا نام دفتر قریش سے خارج کیا گیا۔

سنہ ۳۹ھ مین ام المومنین جناب میمونہ بنت حارث رضی اللہ عنہا نے بمقام سرف انتقال فرمایا یہہ منجملہ اتفاقات عجیبہ ہے کہ انکی اسی مقام مین شب عروسی بھی ہوئی ہے۔ آپکی قبر معروف و مشہور ہے۔ (تاریخ امام یافعیؒ)

علی اختلاف الروایات ابومسعودؓ انصاری بدری نے اسی سنہ مین وفات پائی۔ یہ جنگ بدر مین شریک نہین ہوے بلکہ مقام بدر مین اقامت پذیر ہوے اسواسطے بدری مشہور ہین۔ انکا سلسلہ اولاد منقطع ہے (ابن اثیر) امام یافعیؒ کے نزدیک انکی وفات سنہ ۴۰ھ مین ہے۔

جناب امیر المومنین علیؓ نے قبل خلافت جسقدر حج کئے ہون اونکی تعداد معلوم نہین مگر آپکو اپنے عہد خلافت مین کسی سال حج کرنے کا موقع نہ ملا کیونکہ پورا زمانہ آپکی خلافت کا جنگ و جدال مین گذرا۔ (تاریخ خمیس)

سنہ ۴۰ھ بسر بن ابی ارطاۃ

جناب معاویہؓ نے تین ہزار کی جماعت سے بسر بن ابی ارطاۃ کو جانب حجاز و یمن روانہ کیا بسر عامر بن لوی کے خاندان سے قریشی نسب ہین۔ اول یہہ مدینہ مین آے۔ اسوقت یہان کے عامل حضرت ابوایوب انصاریؓ تھے۔ بسر کا نام سنتے ہی یہہ مدینہ چھوڑکر کوفہ کی جانب چل دیئے بسر بغیر مزاحمت احدے مدینہ منورہ مین داخل ہوے کسی کو قتل نہین کیا۔ سب سے پہلے بسر نے جو کام یہان کیا وہ یہہ ہے کہ آتے ہی مسجد نبوی مین داخل ہوے اور منبر پر چڑھکر باواز بلند پکارے۔ اے قبائل دینار۔ نجار۔ زریق۔ (افسوس) ہے کہ سردار شیخ جناب عثمانؓ کدھر گئے

(ہارے) کل تک وہان تھے۔ بخدا اگر امیر معاویہؓ سے قول کرکے قسم کہا کر نہ آیا ہوتا تو آج مدینہ مین
کسی جوان کو زندہ نہ چہوڑتا پہر بسرؓ نے بنی سلمہ کے پاس اپنا آدمی بہیجکر پیغام بہیجا کہ جابر بن عبداللہ
کو میرے پاس حاضر کرو اسی مین تمہاری سب کی خیر ہے ورنہ ابہی ایک دم مین سب کو مار ڈالونگا
حضرت جابرؓ ام المومنین جناب ام سلمہؓ کی خدمت مین حاضر ہوے اور عرض کیا۔ آپکی کیا رای ہے
بسرؓ مجھکو امیر معاویہؓ کی بیعت کے واسطے بلاتے ہین مگر درحقیقت اونکی بیعت گمراہی کی بیعت ہے
اگر مین انکار کرتا ہون تو مجھکو جان کا اندیشہ ہے۔ اس صورت مین جیسا ارشاد ہو تعمیل کرون
آپنے جواب دیا میرے نزدیک صلاح وقت یہی ہے کہ بیعت کرلو۔ جان بچانا فرض ہے۔ مین نے
بہی اپنے لڑکے عمر اور اپنے داماد ابن زمعہ کو حکم دیدیا ہے کہ بیعت کرلین اور اپنی جان بچائین۔
حضرت ام سلمہ کی صاحبزادی زینب ابن زمعہ کے نکاح مین تہین۔ حضرت جابرؓ آپسے اجازت پاکر
بسر کے پاس گئے اور اونسے بیعت کرلی۔ پہر بسر نے مدینہ کے مکانات مسمار کرادیئے اور مکہ کا
رخ کیا۔ حضرت ابوموسیٰ اشعریؓ مکہ مین مقیم تہے بسر کے خوف سے بہاگ گئے۔ بسر نے اہل مکہ سے جبراً
بیعت لی۔ بعدہٗ یمن کی طرف گئے۔ یہان جناب امیر المومنین علی کی طرف سے حضرت عبیداللہ بن
عباس عامل تہے وہ بہی قبل پہونچنے بسر کے اپنی جان لیکر کوفہ چلے گئے۔ جناب علی مرتضیٰ نے
انکی جگہہ عبداللہ بن عبدالمدان حارثی کو عامل کرکے روانہ فرمایا۔ بسر جسوقت یمن مین داخل ہوے
ہین نئے عامل کو پایا۔ اوسکو قتل کیا اور اوسکے ایک بیٹے کو مار ڈالا حضرت عبیداللہ بن عباس
کے دو کمسن بچے عبدالرحمٰن۔ قثم کو بہی قید کرلیا۔ یہہ دونون بچے جنگل مین ایک شخص کنانی
کے پاس رہتے تہے۔ بسر نے انکو قتل کرنا چاہا۔ کنانی نے کہا۔ ان معصوم بے گناہ بچونکو کسواسطے
قتل کرتے ہو۔ للہ انکی جان بخشی کرو اور اگر انکو مارنا ہی ہے تو انکے ساتھہ مجھکو بہی قتل کرڈالو۔
بسر نے پہلے کنانی ہی کو مارا پہر دونون بچے خنجر ظلم سے شہید کئے۔ ایک روایت مین ہے کہ

کنانی نے تلوار لیکر بسر کا مقابلہ کیا اور دونوں لڑکونکی حفاظت مین لڑتے رہے اور کہتے جاتے تھے
شیر وہ ہے جو اپنے گھر مین آنے والونکو روکے اور اپنے ہمسایہ کے قریب برہنہ شمشیر لیکر اونکی
حفاظت مین مستعد رہے"۔ آخر لڑتے لڑتے شہید ہوگئے۔ بسر تے اون معصوم بچونکو قتل کرنا چاہا
قبیلہ کنانہ کی عورتین جمع ہوگئین اور دوہائی فریاد مچائی۔ ایک عورت اونمین سے بولی "کہ
مردوے۔ ظالم قسائی۔ مردونکو مارا۔ ناحق ناروا ذبح کیا۔ اگر تیرے نزدیک قصور تھا تو مردونکا
تھا۔ ان بھولے بھالے۔ اپنی مان کے لاڈلے بچون کی کیا خطا ہے۔ ہائے۔ ان کی مان کا کلیجہ
کیسا کلپیگا۔ ای کمبخت۔ خدا کے غضب سے ڈر۔ آہ۔ ان معصوم بچونکے قتل سے درگذر۔ تیرے
سامنے بھی چھوٹے چھوٹے بچے ہونگے۔ اے بیدرد۔ برائے خدا انپر ترس کھا۔ خدا کی قسم
کبھی کسی زمانہ مین نہ جاہلیت کے وقت نہ اسلام مین بچے اس طرح سے مارے گئے۔ پروردگار کی قسم
اے ابی ارطاۃ کے لڑکے۔ اب تجھپر شامت سوار ہونے والی ہے سب کا حاکم و منصف اپنا
غضب تجھپر نازل کرنے والا ہے۔ دیکھ خدا کی حجت و الزام تجھپر قائم ہوا چاہتا ہے۔ ای نادان
ناعاقبت اندیش خدا کی قسم چھوٹے بچون اور بوڑھے مردونکے قتل کا بڑا گناہ ہے۔ افسوس
رحم و ترس دلونسے اوٹھ گیا یہی ظالم بادشاہ کی تباہی کے سامان ہین"۔ غریب عورتین ہزار
چیختی چلاتی سر پٹکتی رہین مگر اسنے کچھہ خیال نہ کیا۔ بیگناہ بچونکو قتل کرڈالا۔ پھر شیعان علی جسقدر
یمن مین ہاتھہ لگے تقریبًا سب کے سب قتل کرڈالے۔

جناب علی مرتضیٰؑ اس ہنگامہ ظلم و ستم کو سنکر نہایت درجہ پرغضب ہوے۔ جاریہ بن قدامہ
سعدی اور وہب بن مسعود کو دو ہزار سپاہیونکے ساتھہ بسر کی گوشمالی پر روانہ فرمایا۔ یہ لشکر
نجران پہونچا جسقدر عثمانی انکے ہاتھہ آے انہون نے بمعاوضہ خون شیعان علیؑ اونکو قتل کیا
بسر آمد لشکر اہل عراق سنکر بھاگے اپنے ہمراہیون کو بھی ساتھہ لیا۔ جاریہ نے انکا تعاقب کیا

بسر تو نکل گئے اور جاریہ مکہ پہونچے (ادہر جناب امیر المومنین علیؑ نے شہادت پائی) اہل مکہ سے کہا۔ امیر المومنین کی تجدید بیعت کرو۔ انہوں نے جواب دیا۔ امیر المومنین تو شہید ہوے اب کسکی بیعت کرین۔ جاریہؓ نے کہا۔ اصحاب علی رضؓ نے جسکی بیعت کی ہو تم بھی اوسیکے ہاتھہ پر بیعت کر لو۔ اہل مکہ نے ڈرکر جاریہ کے ہاتھہ پر بیعت کر لی پہر جاریہ مدینہ منورہ مین آے۔ یہان بسر کی وجہ سے ایک بدامنی پہیلی ہوئی تہی پیش امام آج کل حضرت ابو ہریرہؓ تہے۔ یہہ جاریہ کے ڈر سے بہاگ گئے۔ جاریہ نے کہا۔ اگر اسوقت مجھکو ابو ہریرہؓ ملتے تو مین اونکو ضرور قتل کرتا اور اہل مدینہ سے کہا حضرت امام حسنؑ سے بیعت کر لو۔ لوگون نے انسے بیعت کر لی۔ جاریہ ایک دن مدینہ مین قیام کرکے کوفہ واپس گئے۔ انکے جانیکے بعد حضرت ابو ہریرہ مدینہ مین آگئے اور بدستور سابق امامت کرتے رہے۔

حضرت عبید اللہ بن عباسؓ کی بیوی (جنکے دونون بچے مارے گئے) کا نام ام الحکم جویریہ بنت خویلد بن قارظ ہے اور بعض کہتے ہین کہ اونکا نام عائشہ بنت عبد اللہ بن عبد المدان ہے انکو اپنے دونون بچونکا قتل ہونا سنکر جنون ہو گیا عقل و ہوش جاتے رہے اکثر اوقات بیخود و عالم تحیر مین خاموش رہتین کسیوقت ہوش آتا تو چند اشعار مرثیہ غم فرزندوںمین ان کے ورد زبان ہوتے اور نہایت سوز و گداز سے حسرتناک لہجہ مین پڑہا کرتی تہین۔

جناب امیر المومنین علیؑ کو بہی اون بچونکے قتل ہونے سے سخت رنج ہوا۔ آپنے بڑا افسوس کیا اور بسر کے حق مین بد دعا فرمائی۔ "خداوندا! بسر کی عقل سلب کر لے" چنانچہ آپکی بد دعا سے بسر سٹری سودائی ہو گئے۔ اگر انکو تلوار مل جاتی تو قتل عام مین مصروف ہوتے۔ لوگونسے تلوار مانگتے تہے مگر کوئی نہ دیتا تہا۔ البتہ انکے جی بہلانے اور جوش جنون کم کرنیکو یہہ ترکیب کیجاتی تہی کہ ایک لکڑی کی تلوار دیدیتے اور انکے سامنے ایک مشک ہوا بہر کے ڈال دیتے تہے۔ یہہ اوس مشک کو

حملہ کرتے اور حالت دیوانگی مین پتھرے بدل بدل کر خوب ہاتھہ چلاتے تھے۔ بس یہہ اونکا مشغلہ تہا۔ تا آخر حیات اسی حالت مین رہے۔

روایت ہے کہ جب امیر معاویہؓ کو خلافت ہوگئی تو ایک مرتبہ حضرت عبید اللہ بن عباس رضؓ امیر معاویہؓ کے دربار مین تشریف لیگئے۔ بسر بھی وہان موجود تھے۔ حضرت عبید اللہؓ نے بسر کو کہا جو وقت تم نے میرے بچونکو قتل کیا ہے۔ اگر قدرت خدا سے تمکو زمین مثل کبنی درخت کے تمہارے پاس وگاتی تو مین بہت خوش ہوتا (تمکو ظلم کا مزہ چکھاتا) بسر کہا۔ ابھی۔ لو یہ میری تلوار ہے حضرت عبید اللہؓ نے ہاتھہ بڑہا کر تلوار اوٹھانا چاہا کہ حضرت معاویہؓ نے تلوار پکڑ لی اور بسر سے ڈانٹ کر کہا۔ کیا غضب کرتے ہو۔ خدا تمکو ہلاک کرے۔ بوڑہے ہو کر سٹہیا گئے۔ اگر انکو تلوار مل جاسے تو پہلے میرے ہی اوپر ہاتھہ صاف کرین۔ عبید اللہؓ نے کہا۔ بیشک یہی ہو پہلے آپ کو ختم کرون پہر بسر کو۔ بعض کہتے ہین کہ بسر کا حجاز مین جانا ۴۲ھ مین ہے۔ یہ مدینہ مین ایک ماہ کامل مقیم رہے۔ جس کیکی نسبت معلوم ہوتا کہ یہہ عثمانؓ کی شہادت مین شریک ہوا ہی فوراً اوسکو قتل کر ڈالتے۔

اسکے بعد حضرت علیؓ اور امیر معاویہؓ کے درمیان صلح ہوگئی اور یہہ شرط ٹہیری کہ ملک عراق مین جناب علیؓ کی حکومت رہے اور ملک شام کے حاکم جناب معاویہؓ رہین قبل صلح کے طرفین سے خط و کتابت رہی بعدہ مصالحت ہوگئی۔

علیحدگی حضرت عبد اللہ بن عباسؓ از حکومت بصرہ

گو جناب امیر المومنین عمر فاروقؓ حضرت عبد اللہ بن عباسؓ کو بہت چاہتے اور اونکی عزت کرتے تھے مگر باوجود اسکے اونکو کسی جگہہ کا عامل نہین کیا ایک دن فرمانے لگے۔ میرا جی چاہتا ہی کہ

آپکو کسی ملک کا والی کر دون مگر اندیشہ یہہ ہے کہ آپ خراج و محاصل ملک مین بدلیل وحجت اپنا حق سمجھکر تصرف و تغلب کرینگے۔ لیکن جناب امیر المومنین علی رضؓ نے اپنے عہد حکومت مین شروع زمانہ ہی سے انکو بصرہ کا عامل کر دیا اور وہ خوف جو جناب فاروقؓ کو انکے عامل کرنے سے روک رہا تھا۔ ظاہر ہوا۔ ابن عباسؓ نے اموال غنیمت کو اپنے واسطے جائز رکھا بلکہ اپنے کو اوسکا حقدار و حصہ دار سمجھے۔ آپکی دلیل یہہ آیت تہی۔ واعلموا انما غنمتم من شئ فان للہ خمسه وللرسول ولذوی القربی۔ (عقد الفرید)

خمس غنیمت جو نکالا جاتا ہے اوسمین صرف تین حصہ ہوتے ہین اور اوسکے مستحق و مصرف مسکین یتیم مسافر ہین۔ اہل قرابت آنحضرتؐ اگر فقیر و محتاج ہون تو مقدم ہونگے۔ اگر غنی مالدار ہین تو کچھ نہ ملیگا۔ باقی رہا یہہ کہ آیت مین اللہ تعالی کا نام اور آنحضرت کا حصہ بھی ہے تو خدا کا نام محض تبرکا ہے اور آنحضرت کا حصہ تا مین حیات تہا بعد وفات ساقط ہو گیا۔ (پس خمس کے تین حصے ہونگے جسکے مسکین یتیم مسافر حقدار ہین) یہہ مذہب امام اعظم ابو حنیفہؒ کا ہے اور امام شافعیؒ کے نزدیک خمس کے پانچ حصہ ہونگے تین کے پلنے والے تو اوپر مذکور ہوے چوتھا حصہ ذوی القربی یعنی بنی ہاشم۔ بنی مطلب کو ملیگا اور پانچوان حصہ جو رسول کے نام کا ہے وہ خلیفہ وقت پاویگا۔ انکی دلیل یہہ ہے کہ آنحضرت نے خمس خیبر سے ذوی القربی کو بھی دیا۔ حضرت عثمانؓ اولاد عبد شمس سے ہین اور حضرت جبیر بن مطعم اولاد نوفل سے۔ ان دونون نے عرض کیا کہ ہم بنی ہاشم کی فضیلت کے منکر نہین مگر بنی المطلب سے ہم کسی طرح کم نہین ہین۔ کیا وجہ ہے جو ہم محروم ہے۔ ارشاد ہوا۔ بنی المطلب مین ایک خصوصیت ہے جاہلیت مین بھی مجھسے جدا نہ ہوے تہے جیسا کہ اب اسلام مین میرے ساتھ ہین اور میری اونکی مثال (ایک ہاتھ کی اونگلیان دوسرے ہاتھ کی انگلیون مین داخل کرکے فرمایا) ہمیشہ سے

اس طرح ہے۔ امام شافعیؒ بر بناء دلیل ہذا ذوی القربیٰ کا حصہ بھی قائم رکھتے ہین۔ احناف جواب دیتے ہین کہ اونکو استحقاق بوجہ نصرت و صحبت نبوی کی تہا وہ آپ کی وفات سے منقطع ہوگیا ہان ذوی القربیٰ اگر فقیر محتاج ہون تو اونکو دیا جاوے کیونکہ انکو زکوٰۃ نہین دیجاتی در صورت محتاجی کے خمس مین سے بعوض زکوٰۃ دیا جاوے گا (شرح وقایہ)

عبداللہ بن عباسؓ سے روایت ہے کہ عہد رسالت مین خمس کے پانچ حصے ہوتے تہی۔ ایک حصہ خدا اور اوسکے رسول کے نام کا۔ ایک ذوی القربیٰ کا۔ تین حصے یتیم۔ مسائین۔ محتاج مسافر کی پھر حضور کے بعد حضرات ابوبکر صدیق۔ عمر فاروق۔ عثمان غنی رضی اللہ عنہم کے زمانو مین صرف تین حصے ہوتے تہے حصہ رسول اور حصہ ذوی القربیٰ ساقط ہوگیا۔ خلافت مرتضوی مین بھی ایسا ہی دستور تہا۔ آپ کی راے تہی کہ ذوی القربیٰ کا حصہ رکھا جاوے مگر حضرات شیخینؓ اور جناب عثمانؓ کے خلاف کرنا پسند نہ کیا۔ ابن عباسؓ فرماتے ہین کہ حصہ ذوی القربیٰ کے ہم حقدار ہین حضرت عمرؓ نے حکم دیا تہا کہ اس خمس مین سے بے شوہر والی عورتون کے نکاح مین صرف کرین۔ قرضدار کا قرض ادا کرین مگر ہم نے چاہا کہ بغیر ان مصروفیات کے بھی ہم کو ملنا چاہیے جناب عمرؓ نے یہ جائز نہ رکھا۔

امام ابوحنیفہؒ اور اکثر فقہا و احناف کا یہی مذہب ہے کہ خلیفہ وقت کو تقسیم غنیمت مین مسلک خلفاء اربعہؓ اختیار کرنا چاہیے۔ (کتاب الخراج قاضی ابویوسفؒ)

مؤلف۔ معلوم ہوا کہ تقسیم خمس مین اختلاف ہے۔ ابن عباسؓ کا مذہب یہی ہے کہ ذوی القربیٰ کا حصہ نکالنا چاہیے اسی بناء پر اونہون نے خمس مین تصرف کیا لیکن یہ خلفاء ثلثہ کے خلاف تہا اور جناب علیؓ بھی مخالفت اونکی پسند نہ فرماتے تھے۔

حضرت ابن عباسؓ کے بصرہ چھوڑنے کی وجہ اس طرح بیان کرتے ہین کہ ایک روز یہ ابوالاسود

کیطرف ہوکر گذرے اور کسی امر پر ناراض ہوکر اونکو جھڑکا اور کہا اگر تم چارپایون مین ہوتے تو اونٹ ہوتے اور اگر جانور چرانا تمہارے سپرد کیا جاتا تو تم بوجہ جہالت و نادانی کے چراگاہ تک نہ پہونچ سکتے۔ ابوالاسود نے امیرالمومنین علیؓ کی خدمت مین انکی شکایت مین یہ عرضداشت ارسال کی۔ آپکو خداوند تعالیٰ شانہ نے حاکم امانت دار۔ اوسکی مخلوق کا چرواہا نگہبان بنایا ہی۔ ہمنے آپ کو ہر طرح آزمایا۔ آپ کو امانت داری و دیانت مین کامل پایا۔ ہم لوگونکے ہاتھہ جوکچھہ فتوحات واموال غنیمت حاصل ہوتے ہین وہ ہمین لوگونکو آپ دیدیتے ہین۔ اونکے مقدمات مین کسی سے رشوت نہین لیتے۔ آپکے ابن عم بخلاف روش آپکے جو اونکے ہاتھہ لگا اپنا سمجھکر کہا گئے۔ مجھکو اونکی یہہ کارروائی آپسے چھپانا مناسب نہ تھی لہذا اظاہر کردی۔ اب آپکو اختیار ہے اور جیسا مجھکو حکم ہو تعمیل ارشاد مین حاضر ہون۔ امیرالمومنین نے اسکا جواب یہ لکھا۔ تمہاری تحریرات مرحومہ کی خیرخواہی کی ایک عمدہ نظیر ہے۔ حاکم وقت امام۔ والی طالب حق ظلم سے پرہیزگار کے واسطے نیک صلاح ہے۔ تمہاری رپورٹ کے بموجب مین نے ابن عباسؓ کو لکھا ہے۔ تمہارا نام پوشیدہ رکھکر اونسے استفسار کیا ہے۔ جوکچھہ حالات اونکے تمکو معلوم ہوتے رہین ہمکو لکتے رہنا خصوصًا جو امر باعث رفاہ خلق اللہ ہو اوسکی اطلاع خلیفہ وقت کو کرنا ہر مسلمان پر واجب ہے۔ دوسرا پروانہ ابن عباسؓ کے نام تہا۔ مجھکو تمہاری بابت خبرین پہونچی ہین کہ جوکچھہ تمہارے قبضہ مین مال تہا وہ سب تم نے ہضم کرلیا۔ زمین ویران کردی جسقدر محاصل وخراج آیا۔ تم نے اوسکو اپنا سمجھکر اوسمین تصرف مالکانہ کیا۔ درحقیقت اگر یہہ خبر صحیح ہے تو بیشک تم نے بیجا کیا۔ اللہ تعالیٰ کو ناخوش کیا۔ امانت کو برباد کیا۔ اپنے امام کی نافرمانی۔ مسلمانون کے مال مین خیانت روا رکہی۔ تم اپنا حساب کتاب جمع خرچ میرے پاس بہیجو۔ یہہ خوب یاد رکھو کہ دنیا کا حساب آسان ہی۔ خدا کے گھر جو کل حساب ہوگا وہ بڑا سخت ہے۔ ابن عباسؓ نے اسکے جواب مین لکھا

میری نسبت جو کچھہ خبرین آپکو پہونچی ہین وہ سراسر غلط ہین - آپ کسی پر توجہ نہ فرمایئے - جو کچھہ میرے قبضہ وتحت مین ہے مین اوسکا حافظ ہون اور میرے پاس سب موجود ہے -

جناب علی مرتضی رض نے اس خط کے جواب مین لکھا - مین تمکو ہرگز نہ چھوڑونگا تاوقتیکہ مجھپر یہہ ظاہر نہ کردوگے کہ تمنے جزیہ مین سے کسقدر اور کس کس علاقہ سے وصول کیا اور اوسکے مصارف بالتفصیل کیا ہین - خدا سے ڈرو - یہہ مال تمہارے پاس امانت ہے اور تم اوسکے محافظ ہو یہہ مال دنیا جسکو تم نے لیا ہے قلیل مقدار ہے مگر اسکا تاوان وبال آخرت بہت بڑا اور بھاری ہے - (عقد الفرید وابن اثیر)

ابن عباس رض نے یہہ خط پڑہکر خیال کیا کہ امیر المومنین رض کسی طرح باز نہ رہین گے لہذا حکومت بصرہ سے الگ ہوجانا ہی مناسب ہے - بس ایک آخری خط آپ کی خدمت مین روانہ کرکے خود یہانسے روانگی کی تیاری کی - وہ خط یہہ ہے - آپکے پروانجات جو میرے نام آے اونسے بخوبی روشن ہوگیا کہ آپکو میری نسبت جو خبرین مال اوڑانے کی پہونچی ہین وہ آپکے نزدیک بدرجہ تحقیق ثابت ہین - اون اخبار کی روسے آپ مجھکو مال اوڑانے کی قصور مین گنہگار سمجھتے ہین واللہ - مین اس حکومت سے دست بردار ہوتا ہون قسم خدا کی - مسلمانونکی خونریزی ہوکر مجھکو حکومت ملے اور تمام روئے زمین کے پہاڑ اور جنگل میرے واسطے سونا ہوجاوین تو مجھکو ہرگز پسند نہین - آپ یہان جسکو چاہین مقرر فرمائین مین تو اب کوچ کرتا ہون - والسلام - بروایت ابن خلدون اوس خط کے یہ الفاظ ہین بین آپکے مطلب کو سمجھ گیا - مین ایسی گورنری نہین چاہتا جسکو آپ مناسب سمجھئے بھیجدیجئے - یہہ مال جو مین نے اپنے قبضہ مین کرلیا ہے وہ میرا ہے اور مجھے اوس کے خرچ کرنے کا حق حاصل ہے -

قبل روانگی کے جناب ابن عباس رض نے بنی ہلال بن عامر بن صعصعہ (ننہالی قرابت دارون)

کو بلاکر اونسے مدد چاہی کہ اپنی حفاظت سے مکہ معظمہ تک پہونچا دین حسب خواہش آپکے ضحاک بن عبد اللہ ہلالی آے۔ انکے ساتھہ زرین بن عبد اللہ بن زرین اسی قبیلہ کے شجاعان زمانہ سے تھے۔ ان دونون نے وعدہ لیا کہ ہم آپکی جان و مال کی حفاظت جان سے کرینگے۔ انکے کہنے پر جملہ بنی ہلال آپکے ساتھہ ہوے۔ بنی ہلال نے کہا کہ ہوازن کو ہم کس طرح چھوڑ سکتے ہین اونکو بھی ہمراہ لینا چاہیئے۔ علی ہذا القیاس ہوازن نے بھی کہا بغیر بنی سلیم کے ہمکو چارہ نہین غرض یہ دونون قبیلہ بھی متفق ہوے۔ بنی قیس بھی آکر مل گئے اور حضرت ابن عباسؓ کی طرف پوری جماعت ہوگئی۔ بروایت ابن اثیر سب مال لے لیا اور بروایت عقد الفرید کل بیت المال کہ چھہ لاکھہ نقد تھا لیکر خرجیون اور تھیلیون مین بھرا۔ ابن عباسؓ نے فرمایا۔ یہہ سب ہمارا مال ہے جو جمع ہوتا گیا اور ہم نے اس مین سے کچھہ نہین لیا تھا جب بصرہ سے نکل گئے تو اہل بصرہ نے آپکا تعاقب کیا۔ بمقام طف جو بصرہ سے چار فرسنگ ہے آپکو جا لیا اور مال لیجانے پر مزاحمت کی۔ قبیلۂ قیس نے کہا۔ خبردار۔ اس مال سے ہاتھہ نہ لگانا جبتک ہم لوگون سے ایک آنکھہ بھی کھلی رہیگی تم لوگ اسپر قبضہ نہین پا سکتے۔ صبرہ بن شیمان حدانی بصری و بروایت عقد الفرید حمزہ سردار قبیلۂ ازد نے کہا۔ بھائیو۔ انسے متعرض نہو۔ بنی قیس ہمارے بھائی ہین۔ ہمارے ہمسایہ۔ ہمارے مددگار۔ وقت پر ہماری طرف سے ہمارے دشمن سے لڑنے والے۔ اب انکی خاطر رکھو یہ مال اگر ملا بھی اور انسے بگاڑ ہو کر ملا تو کیا خوبی ہے۔ یہہ لوگ مال کی نسبت ہمارے واسطے بہتر ہین۔ صبرہ کے کہنے سے اہل بصرہ واپس چلے گئے۔ بکر بن وائل و عبد القیس بھی انکے متفق ہوے۔ اور تعرض نہ کیا مگر بنو تمیم نے کہا۔ بخدا۔ ہم انکو مال نہ لیجانے دینگے اگر خوشی سے نہ دینگے تو ہم لڑینگے احنف بن قیس نے منع کیا اور کہا انسے لڑنا مناسب نہین۔ انکو مال لیجانے دو۔ بھلا یہہ تو خیال کرو کہ جو لوگ انسے رشتہ مین دور ہین وہ تو کچھہ بولے نہین تم باوجود قرب رشتہ کے انسے لڑتے ہو۔ اگر تم

میرا کہنا نہین مانتے تو تمکو اختیار ہی۔ مین تم سے الگ ہوتا ہون۔ یہہ کہکر احنف بن قیس واپس ہوگئے۔ بنو تمیم باوجود ممانعت کے نہ مانے۔ انمین سے ابن مخدبہ نامی نے بڑہکر حضرت ابن عباسؓ کے ہمراہیون پر حملہ کیا۔ اودہر سے ضحاک بن عبداللہ نکلے اور ابن مخدبہ کے شانہ پر نیزہ کا ایک زخم لگایا جس سے وہ گر پڑے پہر اونکو چہوڑ دیا۔ پہر بنو تمیم سے سلمہ بن ذویب سعدی نے ضحاک پر حملہ کیا۔ انہون نے سلمہ کو بہی زخمی کر دیا۔ غرض اس گیر و دار مین چند آدمی زخمی ہوئے مگر کوئی جان ضائع نہ ہوئی۔ ازدی اور دیگر قبائل جو بلا مزاحمت واپس ہونے کو تہے جب انہون نے دیکہا کہ بنو تمیم لڑنے لگے تو آپس مین کہا۔ یہہ تو کچہہ نہ ہوا۔ ہم نے انکو بلا جدال و قتال چہوڑ دیا مگر بنی تمیم تو لڑ رہے ہین انکو بہی روکنا چاہیئے۔ یہہ کہکر بنی تمیم کو لڑنے سے روک دیا اور کہا۔ یہہ بڑی کمینگی اور دنائت طبع ہے کہ ہم نے تو تمہارے بنی اعمام کے واسطے مال چہوڑ دیا اور تم باوجود قرب رشتہ دار ہونیکے مال پر لڑ رہے ہو۔ ہماری سخاوت اور عالی ہمتی دیکہو کہ مال کی کچہہ پرواہ نہین کی۔ انکو جانے دو اور اب انکے جان و مال سے متعرض نہو۔ بہرکیف بنو تمیم کو سمجہا کر پہیرا اور سب کے سب بصرہ واپس آئے حضرت ابن عباسؓ کے ہمراہ چند اشخاص بنی قیس کے رہگئے جن مین ضحاک بن عبداللہ اور عبداللہ بن زرین بہی تہے یہانتک کہ سفر طے ہوا اور حضرت ابن عباسؓ بخیریت تمام نہایت آرام و بیفکری سے ملک حجاز مین داخل ہوئے اور مکہ معظمہ مین پہونچ گئے۔

جناب امیر المومنین علیؓ کو انکا مکہ معظمہ مین آنا معلوم ہوا۔ آپنے انکو خط لکہا جسمین بہت کچہہ وعظ و نصیحت درباب اخذ مال تحریر فرمائی جسکے جواب مین ابن عباسؓ نے لکہا کہ آپکے نزدیک مین نے بڑا قصور کیا کہ بیت المال سے نقد لیا حالانکہ میرا حق بیت المال مین بہت کچہہ ہے اور مین نے اپنے حق مین سے بہت ہی قلیل لیا ہے۔

قصہ یاران ابن سبا- و جلا وطن فرمودن جناب علیؓ ایشان را بجانب مدائن

اس فرقہ کی ابتدا عہد خلافت عثمانیؓ سے ہوئی اور جناب خلیفہ ثالثؓ کی شہادت اسی گروہ کی سازش سے ہے۔ عہد مرتضوی مین ان لوگون نے دوسرا رنگ بدلا۔ جناب امیر المومنین علیؓ کی زمرہ احباب باصفا و یاران باوفا مین داخل ہوکر اپنے کو بہ لقب شیعان علیؓ ظاہر کیا اور اس ترکیب سے ازبس خوش ہوے۔ انکو پورا موقع ہاتھ آیا کہ اس ٹٹی کی آڑمین شکار کھیلین اور جو عقائد فاسد خلاف اہل اسلام اپنے دلون مین عرصہ سے پوشیدہ رکھتے تھے اونکے ظاہر کرنے کا مناسب وقت سمجھے۔ جناب ذی النورین کی شہادت سے جو عام دلونمین ان بدذاتون نی شورش ڈال دی تہی اور وہ آتش فتنہ جس نے عالمگیر ہوکر ایک زمانہ کو اضطراب مین ڈال دیا تہا اور اب حضور مرتضویؓ کی روشن راے اور مناسب تدابیر کے پانی سے قریب تہا کہ بجھ جاتی اہی پوشیدہ شرارت سے نہ بجھنے دی بلکہ اوسکے شرارے چارسوے عالم مین پہیلا دیئے۔ تفصیل اسکی یہہ ہے کہ انکا پیشوا امام عبداللہ بن سبا یہودی یمنی صنعانی۔ آستینین چڑہا کمر باندہ اپنے داؤن گہات مین ہوشیار ہو بیٹہا۔ اہل فتنہ کے ہر فریق کو اوسکی استعداد اور سمجھ کے لائق تازہ فریب نیا سبق دینا شروع کیا جس شخص کے مزرعہ دل مین جس شرارت کے نشو و نما کی قابلیت دیکہی اوسی کا بیج بو دیا۔ عہد مرتضویؓ مین سب سے اول کام اس نے یہہ کیا کہ اپنے مریدین کو خاندان نبوت۔ اہلبیت اطہار کی محبت و اخلاص کی ترغیب دی۔ امیر المومنین کی اطاعت و فرمانبرداری۔ آپکے احکام پر عمل کرنا۔ آپکے حقوق سب کے حقوق پر مقدم رکہنا۔ آپکے مخالفین سے انحراف کرنا۔ آپکی محبت شیوہ ایمان سمجہنا ظاہر کیا۔ اس مضمون کو وہ علی الاعلان ہر خاص و عام کی گوش گذار کرتا تہا۔ یہہ طرز کچھ اس طرح مناسب و موزون واقع ہوئی کہ جملہ مسلمانون نے اسکو

قبول کیا اور سب نے ابن سبا کو ناصح و خیر خواہ دین اسلام مانا۔ اسکے بعد دوسرا جال یہ پھیلایا کہ حضرت علیؓ آنحضرتؐ کے وصی۔ ابن عم۔ داماد۔ بعد رسول خدا کے سب سے افضل ہین۔ آیات و احادیث آپکے فضائل و مناقب ہین مع دیگر احادیث موضوعہ کے جنکو اپنی طرف سے گڑھ لیا تھا لوگون مین بیان کرنا اور اونکو شہرت دینا شروع کیا یہانتک کہ ایک گروہ عوام کالانعام اسکی جادو بیانی سے تفضیل جناب علی مرتضیٰؓ کا قائل ہو گیا جب ابن سبا نے دیکھا کہ اوسکے شاگرد نو آموز اس سبق مین پکے ہو گئے تو چند معتمدین خاص ہندوستان باختصاص انتخاب کیے اور اونکو اس امر کی تعلیم دی کہ جناب علی مرتضیٰؓ آنحضرت کے وصی تھے اور آنحضرتؐ نے آپکو صاف الفاظ و صریح حکم سے خلیفہ کیا۔ قرآن شریف در باب خلافت مرتضوی انما ولیکم اللہ و رسولہ موجود ہے۔ لیکن صحابہؓ نے غلبہ و ظلم سے۔ مکر و حیلہ و چالبازی سے اپنے پیغمبر کی وصیت ضائع کی اور خدا و رسول کی طاعت سے نکل گئے۔ جناب مرتضیٰؓ کا حق تلف کیا۔ دنیا کی طمع مین دین چھوڑ دیا۔ قضیہ فدک کو اپنے مریدین کے سامنے دستاویز ظلم و غصب قرار دیا اور ہر ایک کو یہ راز مخفی رکھنے کی تاکید بلیغ کی۔ یہ بھی سمجھا دیا کہ اگر اتفاقاً لوگون مین تم اس مسئلہ کو چھیڑو اور راوس سے گفتگو پیش آئی تو خبردار میرا نام نہ لینا بلکہ مجھپر تبرا کہنا کیونکہ میری غرض نہ شہرت ہے نہ حصول ریاست بلکہ محض خیر خواہی و اظہار حق منظور ہے خوشنودی مولیٰ کا طالب ور اپنی محنت کی مزدوری مین اجر آخرت کا خواستگار ہون۔ اس وسوسہ شیطانی و کید ابلیسانہ سے جناب امیر المومنین علیؓ کے لشکر مین سب و طعن لعن و تبرا حضرات خلفاء ثلثہؓ کے حق مین شروع ہو گیا اور آپس مین بحث و مناظرہ کی نوبت پہونچی نافہم جہال اوس کیاد کے دام مین آکر اپنی زبان حضرات صحابہ کی برائیون سے آلودہ کرتے تھے سمجھدار ہوشیار اونکو اس گستاخی و زبان درازی سے روکتے اور منع کرتے تھے۔ جہانتک چار بیفکرے جمع ہوے کسی نے قصہ فدک چھیڑ دیا۔ دوسرے کان لگا کر سننے لگے۔ کسی نے تائید کی

کسی نے تردید شد شد یہ خبرین جناب علیؓ کے گوش حق نیوش مین پہونچین۔ آپ اونکے عقائد
اور اونکی زبان درازی معلوم کرکے نہایت درجہ ناخوش ہوے۔ اونکو اس سے روکا۔ زبانی
وعظ و پند کیا جب نفع نہ دیکھا تو منبر پر خطبہ اور وعظ مین ان لوگونکے عقائد باطلہ کی خوب خوب
تردید فرمائی اور برملا صاف صاف کہہ دیا کہ مین ان لوگونکی محبت سے بیزار ہون۔ مین انکو کبھی
اپنا دوست خیرخواہ نہین کہہ سکتا۔ اسیپر ہی آپنے کفایت نہ کی بلکہ جو اس گروہ مین سرکش و بدذات
نظر آے اونکو ڈرایا دہمکایا بعضونکو تعزیراً ضرب حد قذف دی اور سخت تاکید فرمائی کر
خبردار۔ لشکر مین پہر ہم اس قسم کی باتین نہ سنین ورنہ بُری طرح پیش آئین گے۔

ابن سبا نے جب دیکھا کہ یہہ تیر تدبیر بخیطا پورا نشانہ پر جا بیٹھا اور اہل اسلام کے عقائد حقہ
مین گڑہی ہوے عقائد باطلہ نے پوری پوری مداخلت پیدا کرلی تو نیا شگوفہ چہوڑا۔ اپنے خاص
ومعتمد علیہ شاگردون کو ایک مجلس راز مین یکجا کرکے اوّلاً انسے عہد و پیمان لئے۔ بعدہٗ چند مسائل
دقیقہ دراز نہفتہ ظاہر کئے جو یہہ ہین۔ جناب مرتضوی سے وہ خوارق عادات و کرامات صادر ہوتے
ہین جو انسانی قدرت سے خارج اور امکان بشر سے باہر ہین۔ انقلاب موجودات۔ غیب کی باتین
ظاہر کرنا۔ مردونکو زندہ کرنا۔ حقائق و معارف آلٰہی کا بیان۔ مقدمات و معاملات مین فی الفور
جواب باصواب دینا۔ تقریر شستہ بالفاظ فصیحہ و عبارات بلیغہ ادا کرنا۔ زہد۔ تقویٰ۔ شجاعت
قوت۔ وغیرہ وغیرہ۔ آج تک کسی فرد بشر مین کسی زمانہ مین کسی نے دیکھی یا سُنی نہین۔ تم لوگ جانتے ہو
کہ مجموعہ کمالات و اوصاف کا ایک ذات مین جمع ہونا کسواسطے ہے؟ سبنے لاعلمی و عجز ظاہر کیا
ابن سبا نے پہر تاکید شدید کی کہ خبردار یہہ اسرار پردہ حفظ و کتمان سے باہر نہ آنے پاوین لو سنو کہ یہہ
سب باتین ایک نفس مین جمع ہو جانا خواص اُلوہیت ہین جو جناب علی مرتضیٰؓ سے ظاہر ہوا کرتے
ہین اور بلباس انسانی کمالات خداوندی جلوہ گر ہین۔ اب یقیناً تم سبکو جاننا چاہئے کہ جناب علیؓ

معبود واحد حقیقی ہین انکے سوا کوئی دوسرا معبود برحق نہین۔ (نعوذ باللہ) اسکے بعد اپنے اس دعوے پر جناب علیؓ کے اقوال و بعض کلمات پیش کئے جو حالت سکر و غلبہ حال مین اکثر اوقات اولیاء اللہ کی زبان مبارک سے نکل جاتے ہین اور اونکو اسکی خبر بہی نہین ہوتی۔ یہ سبق ایسا پکا یاد کرایا کہ اونکے لوح سینہ پر نقش بر سنگ ہو گیا۔

ابن سبا نے یہ عقائد نہایت چوری چوری سکہائے تہے مگر بمصداق کل سر جاوز الاثنین شاع۔ جو راز حلق سے نکلا خلق مین پڑا۔ رفتہ رفتہ عام لوگون تک پہونچ گئے۔ جناب علی مرتضیٰؓ نے بہی اپنے کانون سن لئے اور آپنے ابن سبا کو مع اوسکے توابع و مریدین کے بلاکر خوب زبانی تنبیہ کرکے قرار واقعی فہمائش کی اور فرمایا "اب سے اگر میرے کان مین آواز پڑی کہ کوئی شخص میری نسبت ایسے خیالات رکہتا ہے تو مین اوسکو بوریہ مین لپیٹ کر آگ مین پہونک دونگا" پہر سب کو توبہ کرائی اور مدائن کی طرف نکلوا دیا۔

بدذات ابن سبا مدائن پہونچکر اپنی شرارت سے باز نہ آیا۔ وہی پرانا راستہ گمراہ کرنے کا اختیار کیا۔ اپنے مرید اطراف ممالک اسلامیہ آذربیجان عراق وغیرہ مین پہیلا دیئے۔ اب ہر جگہ یہی آگ سامان عقل و ہوش کو جلا کر خاک سیاہ کرتی تہی۔ جناب امیر المومنینؓ اہل شام خوارج و دیگر مہمات خلافت و انتظام ملکی سے ادہر متوجہ نہ ہوسکے اور مذہب ابن سبا رواج پذیر ہوا۔ تہوڑی ہی عرصہ مین اس فرقہ کی ایک جماعت نظر آنے لگی اور کم و بیش ہر شہر و ہر قریہ مین اس مردود کے مرید دو دو چار چار موجود تہے۔ اس کے رد و قبول کی وجہ سے لشکریان امیر المومنین چار فرقے ہوگئے۔ (فرقہ اول) حضرات مقتدایان اسلام و اہل سنت و جماعت اصحاب اخیار و تابعین کبار ہین یہہ گروہ باشکوہ جناب علیؓ کی روش پر تہا۔ انکا لقب شیعہ اولیٰ و شیعہ مخلصین ہوا اور یہہ جہت بمصداق آیہ کریمہ۔ ان عبادی لیس لک علیہم سلطان

ابن سبا کے مکر و فریب سے محفوظ رہا۔ خود جناب علی مرتضیٰ رضی اللہ عنہ نے انکی تعریف فرمائی اور انکی روش کو پسند کیا اسکو ہم بسط کے ساتھ اوپر لکھ آئے ہین۔ (فرقہ دوم) شیعہ تفضیلیہ۔ انکا یہہ عقیدہ تھا کہ جناب علی مرتضیٰ رضی اللہ عنہ سب صحابہ اور حضرات شیخین رضی اللہ عنہما سے افضل ہین۔ انہون نے قدرے قلیل ابن سبا کا وسوسہ قبول کیا۔ جناب علی رضی اللہ عنہ نے انکو سخت تنبیہ فرمائی اور ارشاد کیا۔ "اگر مین کسی سے سن پاؤنگا کہ فلان شخص حضرات شیخین سے مجھکو افضل جانتا ہے تو مین اوسپر اسی کوڑے حد افترا و تہمت مارونگا" یہہ گروہ نامی شاگردون مین اوس نابکار کی ہے (فرقہ سوم شیعہ سبئیہ یا تبرائیہ) یہہ لوگ جملہ صحابہ رضی اللہ عنہم کو ظالم۔ غاصب جابر بلکہ کافر و منافق کہتے ہین۔ یہ اوسط درجہ کی شاگرد ابن سبا کے ہین۔ واقعہ جمل اونکے مذہب کا موید اور اونکے خیالات فاسدہ کا محرک ہوا۔ (اس سے پہلے دبی زبان سے صحابہ کو برا کہتے تھے اب کھلم کھلا سب و شتم و تبرا کرنے لگے) جناب علی مرتضیٰ رضی اللہ عنہ جب اس گروہ گمراہ کی گفتگو سنتے تو سخت تنبیہ فرماتے۔ سزا دیتے مجمع عام مین انکے خیالات کی تردید فرماتے۔ انکو برا کہتے اور اپنی برأت و ناخوشی ظاہر کرتے تھے [مغیرہ بن سعد اوس فرقہ سبائیہ مین گذرا ہے جس کو جناب علی رضی اللہ عنہ نے آگ مین جلا دیا تھا (عقد الفرید)] (طائفہ چہارم۔ غالیان مذہب ہذا) یہہ لوگ سب سے اول نمبر کے شیطان و خبیث تھے۔ ارشد تلامذہ ابلیس پر تلبیس۔ یہہ گروہ بیدین جناب علی مرتضیٰ رضی اللہ عنہ کے حق مین اعتقاد الوہیت۔ شان خدائی و صفات کبریائی کا رکھتا تھا۔ جب آپ کے مخلصین و محبین حق پرست نے ان گمراہونکو سمجھایا تو بعض لزام پاکر صریح اقرار خدائی سے پھر گئے اور کہنے لگے "ہان جناب علی رضی اللہ عنہ مین صفات بشری موجود ہین مگر روح لاہوتی انکے قالب عنصری مین حلول کر گئی ہے اسیواسطے خوارق و عادات آپسے ظہور پذیر ہوتے ہین" انکا مذہب و اعتقاد بالکل نصاریٰ کی ملت سے مشابہ ہے۔

اب کیفیت مذہب اہل تشیع کماحقہ ظاہر ہوگئی۔ یہہ بھی معلوم ہوا کہ ہر سہ فریق ایک ہی

وقت مین حادث ہوے ہین۔ یہ بہی واضح ہوگیا کہ اصول مذہب تشیع تین فرقہ ہین اور اس
مذہب حادث کا موجد وہی ایک شخص یہودی بد طینت ہے۔ اس نے موقع موقع سے جسکو
جس لائق دیکہا ایک نئے خیال مین پہانسا اور نئے رنگ مین رنگ دیا (تحفہ اثنا عشریہ)
راقم۔ یہ تین فرقے تو عہد خلافت مرتضوی مین ایجاد ہوے پہر بتدریج ہر زمانہ مین نئے
انداز نئی وضع مین ظاہر ہوتے رہے اور بوجہ مرور زمانہ اس مذہب کی شاخین پہوٹین
یہانتک کہ تین کے تیرہ ہو کر تبئیس ۲۳ فرقے ہوگئے۔ تفصیل اسکی تحفہ اثنا عشریہ و دیگر کتب کلام
مین موجود ہے۔ زمانہ سابق مین اہل سنت و جماعت بہ لقب شیعہ اولیٰ یا شیعہ مخلصین مشہور تہے
رفتہ رفتہ یہہ نام سبیہ و تبرائیہ و دیگر فرقون نے اپنے واسطے موزون کیا تو اہل سنت نے اپنا
نام فرقہ سُنیہ رکہا اور اہل سنت و جماعت ان کا لقب پڑگیا تا اشتباہ نہ واقع ہو۔ اسیواسطے
کتب تواریخ مین جو قدیم زمانہ کی ہین۔ اکثر جگہہ موجود ہے کہ فلان شخص شیعہ تہا یا شیعہ علیؓ تہا
حالانکہ وہ شخص پکا سُنی دیندار تہا۔ تاریخ واقدی اور استیعاب مین اکثر اس قسم کے نام آگئے
ہین مگر متاخرین کی کتابو مین الفاظ شیعہ و سُنی دو لفظ متضاد المعنی ہین جنکے ماصدق علیہ
بہی جدا جدا ہین۔ زمانہ حال مین حضرات شیعہ اپنے کو بہ صیغہ مومن پاک یا امامیہ تعبیر فرماتی
ہین اور بخطاب شیطان علی و محبان اہل بیت مشہور و معروف ہین مگر سُنی اہل سنت و جماعت کے
قدیم نام اور پُرانے لقب سے راضی اور اسپر خوش ہین اور اب رواج زمانہ کے اعتبار سے
کوئی سُنی اپنی نسبت لفظ شیعہ کہنا گوارا نہین کرتا۔

لطیفہ۔ ایک نامی تاجر کا بیان ہے کہ مین نے سفر دریا کیا۔ کشتی مین بہی میرے ساتھ
ایک مرد پیر بدزبان۔ بدخلق ہم سفر تہا اوسکی عادت تہی کہ اکثر سر جہکاے ہوے خاموش
بیٹہا رہتا تہا جب شیعہ کا نام سنتا نہایت غضبناک ہوتا۔ ایک روز مین نے اوس سے کہا

آپ شیعونکے نام سے اسقدر کیون چڑہتے ہین۔ جواب دیا شیعہ کے نام مین پہلا حرف جو شین ہے بس یہی مجھے برا لگتا ہے کیونکہ یہہ شین جس لفظ کے شروع مین ہے وہ لفظ ہی برا اور اوسکے معنے خراب ہین دیکھو الفاظ ذیل۔ شر۔ شوم۔ شیطان۔ شغب۔ شنقاق (بغض ۱۲) شنار (عیب ۱۲) شین۔ شوک (خار ۱۲)۔ شکوی۔ شہوۃ۔ شتم۔ شح۔ ان الفاظ مین ایک ہی تو ایسا نہین جسکے معنے برے نہون۔ (عقد الفرید)

تاریخ خمیس مین ہے کہ آپکے عہد خلافت مین خوارج کا ظہور ہوا۔ دوسرے لوگ آپکی محبت و دوستی مین زیادتی کرنے والے حد سے بڑہ جانیوالے جیسے عبداللہ بن سبا اور اوسکی جماعت نے زور پکڑا۔ ان دونون فریق کی ذات سے گمراہی و بدعت عالم مین پہیل گئی۔ مخبر صادق جناب سالتمآب کا فرمانا درست ہوا۔ "اے علیؑ۔ تمہارے حق مین دو گروہ تباہ ہونگے تمہارا دوست حد سے بڑہنے والا اور تمہارا دشمن کمال درجہ تمسے بغض رکہنے والا۔" درحقیقت ایسا ہی ہوا اور انہین وجوہات سے جناب مرتضویؑ جہاد نہ کر سکے۔

واقعہ ہائلہ شہادت جناب امیر المومنین علی مرتضی کرم اللہ تعالے وجہہ

فلک بر خویشں پیچان اژدہائیست ۔۔۔ پئے آزار مانزو آزمائیست

رساند ہر کرا یک لحظہ راحت ۔۔۔ کند سالے زدنبالش جراحت

بہر اختر کز و روشن چرا نیست ۔۔۔ نہادا بر دلے آزادہ داغیست

ہزاران داغ ہست و مرہمے نے ۔۔۔ وزان بے مرہمی ہیچش غمے نے

استغفر اللہ مین یہہ کیا بک گیا۔ آسمان بیچارہ ایک ادنی مخلوق اوس خالق کل کا ہی اوسکی حکومت و خوف سے دن رات سرگردان۔ اوسکی اطاعت مین ہر ساعت پریشان

ودوان - بلکہ حق یہہ ہے -

ما در چہ خیالیم فلک در چہ خیال	کارے کہ خدا کرد فلک را چہ مجال

صاحبو! عادت آلہی ہمیشہ سے اسی طرح جاری ہے کہ جو ایک روز آغوش مادر مین جلوہ گر ہوے دوسرے دن اون کی آرامگاہ فرش لحد ہوگئی - صبح لباس وجود در بر تھا شام ہوتے دامن کفن سے منہ چھپاے اس دنیاے بیوفا سے بیزار ہوکر کچہ ایسی میٹھی نیند سو رہے ہین کہ جگاری سے نہین جاگتے - اونکے سرہانے چاہے جسقدر گریہ وبکا شور و غل ہو اونکو اصلا پرواہ نہین - اونکی نیند مین کوئی خلل انداز نہین ہوتا - دراصل یہ سراے فانی وہمی خیالی ہے ہستی نابود سراب نما ہے مسافر کو دہوکا آسائش کا دیکر چاہتی ہے کہ وہ اس مین مبتلا ہوکر اپنی منزل کہوٹی کرے مگر مرد ہوشیار و فرزانہ اسکی ابلہ فریب باتون مین کب آتا ہے - طالب مولی اسکے جہوٹے فقرے سراسر لغو و ہیچ سمجھکر کبھی اسکو منہ نہین لگاتا ہی - درحقیقت مرنے پر تو افسوس کرنا زیبا نہین - لیکن مرنے والے کے خیر و برکات مفقود ہوجانے پر پس ماندہ اور پیچہے آنیوالے غمگین ہوتے ہین اور انکا غم اوسکے انعامات صحبت فوت ہونے پر ہوتا ہے - اسیواسطے معمولی اشخاص کے اوٹھ جانے سے کوئی نہین روتا کوئی بادشاہ وقت عادل منصف - رعایا پرور - یا عالم باعمل یا درویش صوفی مشرب انتقال کرے تو ایک عالم اوسکی جدائی مین اشکبار آہ کنان سینہ کوبان نظر آتا ہے - پس معلوم ہوا کہ انسان کو اپنے نقصان ہونیکا غم اور فوائد منقطع ہونے کا افسوس ہوتا ہے پہر اوسکے خاص بندے اس دار فانی مین صدہا سہام حوادث کے نشانے بنتے ہین - خداوند تعالی شانہ نے ایک طریق قدیم جاری کر رکہا ہے کہ جو شخص دعوی محبت زبان پر لاوے وہ راہ دوستی و اخلاص مولی مین سر مقام بنا کر چلے ممکن نہین کہ اوسپر ابر غم سے باران

بلاو محنت نہ برسے۔ قدم قدم پر اوسکی جانچ نہ ہو۔ منزل بمنزل اوسکو مصائب وآلام کا سامنا نہ کرتا ہو۔ خوشی۔ راحت۔ سرور۔ فرحت۔ فراغ خاطر۔ آرام وچین اوسکا ساتھہ چھوڑ دیتے ہین رنج وتکلیف۔ حزن وملال۔ پریشانی خاطر۔ بے آرامی وبیچینی کا ساتھہ ہوجاتا ہے۔ البلاء للولاء والّلھب للذھب۔

دوستی چون زر بلا چون آتش است		زر خالص در دل آتش خوش است

اوس کے حقمین صادق ہے۔ اسیواسطے حضرات انبیاء کرام علیہم وعلی نبینا الصلوات والتسلیمات کسقدر مصائب دنیامین گرفتار ہوے۔ اولیاء اللہ نے کیا کیا تکلیفین اوٹھائین۔ انبیاء کرام مین کون ایسے ہین جنکا تن سوختۂ آتش مشقت نہین ہوا۔ اولیاء اللہ مین کون ایسے گذرے ہین جنکے دل نشانۂ تیر مصائب زمانہ نہ ہوے بلکہ اکابر انبیاء علیہم السلام وخاص اولیاء کرام رحمہم اللہ نے وہ وہ بلائین اوٹھائین جسکے ذکر تک سے زبان عاجز ہے دیکھئے ہمارے رسول کریم علیہ الصلوٰۃ والتسلیم نے جو خاتم الانبیاء تھے ایذائین بہی وہ پائین جو انتہا درجہ کی تہین۔ حضرت صدیق باصفا۔ جناب فاروق بے ریا۔ جناب ذی النورین باحیا کے حالات ملاحظہ ہون۔ جناب علی مرتضی۔ سرور اتقیاء۔ اپنے عہد خلافت مین کسقدر روز کی خانہ جنگیون۔ آئے دن کی لڑائیون اور انکی فکرون مین پریشان خاطر رہے مگر یہ سب امور باعث ترقی مراتب اخروی اور دنیامین سبب نیکنامی وبقاء ذکر خیر تا ابد ہین۔ الحق۔ ع۔ جنکے درجے ہین سوا اونکو سوا مشکل ہے۔ ہم نے جسقدر حالات عہد مرتضوی کے لکھے درحقیقت یہہ اسلام کے زوال قوت وخلافت نبوت کی رخصت کے غمناک مراثی ہین۔ ہاے۔ وہ سفینۂ خلافت اسلامی جسنے بحر زخار ممالک ایران وآتش پرستان مین پہونچکر اونکی آگ سرد اور اونکی قوت شکستہ کردی تہی اور جس سفینہ کے ملاح حضرات شیخین وجناب ذی النورین رضی اللہ عنہم

اور جناب اسد اللہ بہے ہین اب وہ وقت آن پہونچا کہ اسکے ناخدا ایک ایک کرکے سب کے سب
چل بسے اور یہہ کشتی بین منجدھار مین حالت طوفان مین ڈوبی جاتی ہے۔ کسی نے سچ کہا ہے۔

نہ گل چمن مین رہینگے نہ گل مین بو باقی	یہ سب تجھی پہ مٹین گے رہیگا تو باقی

صاحبو! نہ اب ہاتھہ کو یارائے تحریر باقی ہے اور نہ زبان قلم مین مجال تسطیر کہ اس قصہ
ہوش ربا اور سانحہ جان فرسا۔ داستان شہادت جناب امیر المومنین شیر خدا علی مرتضیٰ کو لکھے
تاہم دل کو تہام کر مختصر طور پر دو چار سطرون مین یہہ حادثہ حسرت انگیز لکھتا ہون۔

ارباب تواریخ اس واقعہ کو اس طرح نقل کرتے ہین کہ جنگ نہروان سے جو باقیماندہ خوارج
اپنی جان لیکر بہاگے وہ اپنے گروہ کے تلف ہونے پر سخت متاسف تھے۔ جسوقت اپنے عزیزون
دوستونکو یاد کرتے آٹھہ آٹھہ آنسو روتے تھے۔ پریشان و بدحال شامت اعمال مین گرفتار ہر سو
دوان و گریزان ستھے۔ رفتہ رفتہ مکہ معظمہ مین جمع ہوے اور اپنے درد دل کی دوا اور اس
مرض لاعلاج کا علاج تجویز کرنے لگے منجملہ اونکے عبد الرحمن بن ملجم مرادی۔ (یہ دراصل حمیری ہے
مگر مراد مین شمار کیا جاتا ہے اور بنی جبلہ کا حلیف ہے) برک بن عبد اللہ تمیمی صریمی مصری (اسکو
حجاج بہی کہتے تھے) عمرو بن بکر تمیمی سعدی بہی ستھے۔ آپس مین لوگون کا تذکرہ کرکے امرائے اسلام کے
عیب بیان کرنے لگے جب مقتولین نہروان کا نام آگیا ڈاڑہین مار مار کر رونا شروع کیا جب
رونے دہونے سے فرصت پائی تو بہت دیر تک عالم سکوت مین خاموش مغموم بیٹھے رہے
آخر ایک نے مہر خموشی توڑی اور کہا۔ افسوس۔ اگر ہم ہمت کرکے جانفروشی کرتے تو ان گمراہ
اماموں کو قتل کرکے سب لوگونکو انکے ظلم سے بچاتے اور اپنے کلیجے ٹھنڈے کرتے۔ ابن ملجم
نے کہا "مین علی کے لئے کافی ہون" برک نے کہا "مین معاویہ کا کام تمام کردونگا" عمرو بولا
"مین عمرو بن العاص کو ٹھکانے لگا دونگا" تینون نے باہم قسم کہائی اور عہد و پیمان کیا کہ

جبتک ہر شخص اپنا اپنا کام نہ کرلے۔ واپس نہ آے یا وہین مرجاے۔ اس کام کیواسطے دن تاریخ۔ وقت۔ سترہوین رمضان۔ نماز فجر مقرر ہوگیا۔ تینون نے تلوارین زہر کی بجہی اپنے ساتہہ لین اوراسی اقرار ومدار پر ہر شخص اپنے اپنے مطلوب کی طرف روانہ ہوا۔ (ابن اثیر)

بُرک شام مین پہونچا اور بتاریخ معہود جناب معاویہؓ کی گہات مین لگ رہا۔ فجر کے وقت آپ بنجبر بغرض ادا ے نماز فجر مسجد کو جارہے تہے کہ اوس لعین نے پس پشت سے تلوار کا ہاتہہ چہوڑا مگر وہ سرین پر چلتی ہوئی پڑی اور خفیف سا زخم آگیا۔ آپنے بُرک کو گرفتار کرلیا۔ اوسنے خوف زدہ ہوکر کہا۔ مین آپکو ایک خوشخبری سناتا ہون۔ مجہے امید ہے کہ آپ خوش ہوکر میری جان بخشی فرماینگے۔ ارشاد ہوا۔ جلد بیان کر۔ اگر واقعی تو سچا نکلا اور وہ خبر ایسی ہی ہوئی جیسے تو کہہ رہا ہے تو دیکہا جاویگا۔ بُرک نے کہا میرے ایک بہائی نے آج ہی کے دن جناب علیؓ کا کام تمام کردیا ہے۔ حضرت معاویہؓ نے فرمایا۔ شاید وہ اس امر پر قادر نہ ہوا ہو تجہکو کیسے یقین ہوگیا۔ بُرک نے جواب دیا۔ اونکا بچنا ممکن نہین اور اونکا مار لینا کچہہ مشکل بہی نہین کیونکہ نہ اونکے ساتہہ پہرہ ہے نہ چوبدار پہر ایسے شخص کا قتل کرنا کون بڑی بات ہے۔ آپنے یہہ سنتے ہی اوسکے قتل کا حکم دیدیا اور بُرک فوراً مار دیا گیا۔

حضرت معاویہؓ نے ساعدی نام طبیب کو بلاکر زخم دکہایا۔ طبیب نے زخم کو خوب غور سے ملاحظہ کرکے عرض کیا۔ امیر المومنینؓ! اس زخم کی تدبیر وعلاج کی دو ہی صورتین ہین۔ یا تو داغ دیا جاوے یا آپ دوا نوش فرمادین مگر دوا پینے سے آیندہ سلسلہ توالد وتناسل منقطع ہوجاویگا۔ کیونکہ رگ جہولیت کٹ گئی ہے۔ خون روکنے کو داغ کافی ہوگا پہر زخم بہی مندمل ہوجاوے گا"

جناب معاویہؓ نے فرمایا "میری آنکہہ یزید وعبداللہ کو دیکہکر ٹہنڈی ہوتی ہے اور اولاد کی ہوس نہین ہے آگ کا داغ مین برداشت نہ کرسکونگا مجہکو دوا پلادو۔ طبیب نے دوا پلائی اور آپکو

صحت ہوگئی مگر اس کے بعد پھر کوئی اولاد نہین ہوئی۔ بعد ازان آپ نے حکم دیا کہ مسجد مین جب کے تعمیر ہون اور اپنی حفاظت کے واسطے دربان مقرر کیئے۔ پولیس کا پہرہ نماز کی حالت مین ہی لگا دربان و پہرہ کی ایجاد اسلام مین سب سے پہلے آپ ہی سے ہوئی ہے (ابن اثیر۔ ابن خلدون) اور بعضے کہتے ہین کہ سب سے اول مروان بن حکم نے ۴۴ھ مین جبکہ یمانی نے اوسکو تیر ہ مارا تھا باڈی گارڈ اور دربان مقرر کیئے ہین۔

بعض مؤرخین کا بیان ہے کہ امیر معاویہؓ نے برک کو قتل نہین کیا بلکہ اوسکا ایک ہاتھہ ایک پانون کٹوا کر زندہ چھوڑ دیا۔ وہ اسکے بعد زندہ رہا یہان تک کہ زیاد بن ابیہ بصرہ کے والی ہوکر بصرہ پہونچے برک بھی بصرہ مین داخل ہوا۔ اسکے اولاد ہوتی تھی۔ زیاد نے کہا۔ یہہ تو خوب نہین۔ ہمارے امیر المومنین بیچارہ تو اولاد ہونے سے محروم ہوگئے اور تیرے بال بچے ہوجاتے ہین یہہ کہکر برک کو قتل کیا اور سولی پر لٹکوا دیا۔

دوسرا رفیق عمرو مصر پہونچا اور حضرت عمرو بن العاصؓ کی فکر مین شب معہود کو تاک لگا کر بیٹھہ رہا حسب اتفاق اوس شب کو حضرت عمرو بن العاص علیل ہوگئے اور دست آنے لگے یا پیٹھہ مین درد ہونے لگا جس کی وجہ سے نہ آسکے نماز فجر گہر مین ادا کی اور خارجہ بن ابی حبیبہ کو جو افسر فوجداری و کوتوال شہر تھے امامت کے واسطے حکم دیا (یہہ خاندان بنی عامر بن لوی سے ہین) یہہ غریب حکم قضا و قدر سے بیخبر مسجد جا رہے تھے کہ عمرو نے ایک وار تلوار سے شہید کر ڈالا لوگون نے اسکو پکڑ لیا اور عمرو بن العاص کے حضور مین لائے۔ آپنے پوچھا۔ یہہ کون شخص ہی لوگون نے کہا۔ عمرو بن بکر۔ دریافت کیا اس نے کسکو قتل کیا۔ جواب ملا۔ خارجہ کو۔ عمرو بن بکر نے جو یہہ سنا چونک کر بولا۔ قسم خدا کی۔ تمہارے ہی شبہ مین مین نے بیچارہ خارجہ کو قتل کیا۔ افسوس تم بچ رہے۔ عمرو بن العاص بولے۔ تو نے عمرو کو قتل کرنا چاہا تھا اور اللہ تعالیٰ نے خارجہ کو۔

یہہ کہکر اوسکے قتل کا حکم دیا اور وہ قتل کیا گیا۔

اب تیسرے رفیق ابن ملجم شقی ازلی کا قصہ ملاحظہ ہو۔ یہہ مردک کوفہ مین آکر مقیم ہوا دل مین روز موعود کا منتظر تہا اس نے اس کام کے واسطے ایکہزار درم مین ایک نفیس تلوار خرید کی اور اوسکو خوب زہر مین بجہا لیا تہا۔ اس عرصہ مین جناب علیؓ کی خدمت مین اکثر آتا جاتا رہا۔ آپ سے جو سوال کرتا آپ اوسکے خاطر خواہ جواب عنایت فرماتے اپنے دیگر احباب دوستونسے برابر ملتا رہا مگر کسی سے راز دل ظاہر نہ کیا اور اپنے قصد باطل کو سینہ پر کینہ مین مثل ایک خزانہ کے مخفی رکہا۔ دوسری روایت ہے کہ اس عرصہ مین آپکی خدمت مین حاضر ہوتا رہا بلکہ آپسے سواری طلب کی اور آپنے عنایت فرمائی۔ یہہ بہی فرمایا۔ یہہ شخص مجہکو قتل کریگا۔ لوگون نے عرض کیا پہر اسکو قتل کرڈالئے۔ فرمایا۔ ابہی مجہکو تو قتل کیا نہین پہر کیسے اوسکو مار سکتے ہو۔ کسی نے آپ کی خدمت مین عرض کیا کہ ابن ملجم نے ایک تلوار آبدار کو زہر مین بجہایا ہے۔ معلوم ہوتا ہے کہ کسی دشمن کو اوس سے قتل کریگا۔ جب اوس سے دریافت کیا تو یہہ جواب دیا کہ آپکو قتل کریگا اور اس طرح پر کہ عرب مین برسون اسکا چرچا رہے۔ آپنے ابن ملجم کو بلاکر دریافت فرمایا۔ اوس نے جواب دیا۔ یہہ تلوار اسواسطے درست کی ہے کہ آپکے اور اپنے دشمن کو اس سے قتل کرون یہہ جواب پاکر آپنے اوسکو چہوڑ دیا۔

مروی ہے کہ ایک شخص قوم مراد سے امیر المومنین کی خدمت مین حاضر ہوا اور عرض کیا حضور اپنی حفاظت کیلئے پہرہ مقرر فرمادین۔ ایسا سنا جاتا ہے کہ میری قوم کے کچہہ لوگ آپ کے دشمنونکو قتل کرنا چاہتے ہین۔ فرمایا۔ ہر انسان کیواسطے منجانب خداوند تعالی دو فرشتے حفاظت پر مامور ہین جبتک اوسکی زندگی ہوتی ہے بچاے رہتے ہین اور جب وقت موت آجاتا ہے اونکی حفاظت اٹھہ جاتی ہے۔

عبداللہ بن سبیع سے روایت ہے کہ جناب علی مرتضی رض نے ایک مرتبہ وعظ فرمایا اوس مین ارشاد کیا قسم اوس ذات پاک کی جسنے زمین سے دانہ اوگایا ہے میری یہہ ڈاڑہی سر کے خون سے رنگ جاویگی۔ راوی نے کہا۔ ہمکو ارشاد ہو کہ وہ کون ایسا بدبخت ہے جو حضور کے ساتھہ اس طرح پیش آویگا۔ ہم اوسکے خاندان بہر کو تباہ و ہلاک کر ڈالین۔ فرمایا۔ مین تمکو خدا کی قسم دیتا ہون خبردار میرے قاتل کے سوا دوسرے کو قتل نہ کرنا۔ اسی اثنا مین ایک دن ابن ملجم کے چند احباب قبیلہ تیم رباب کے اس کے ہم عقیدہ خوارج بہی اس سے ملے یہہ اونکے گہر گیا۔ دیر تک باتین ہوتی رہین۔ واقعہ نہروان کا ذکر چہڑا۔ مقتولین واقعہ کو یاد کر کے افسوس کرنے لگے۔ اون مین ایک عورت اوسی خاندان کی قطام بنت شحنہ بہی موجود تہی۔ یہہ عورت صاحب جمال۔ نوجوان طرحدار۔ صورت و شکل مین معشوقان زمانہ کی سردار۔ عشوہ و ناز مین چالاک بیتمگر عیارہ دل لینے مین تیز دست۔ سفاک و بیباک تہی۔ جسنے اسکو دیکہا دل تہام کر رہگیا۔

نگہ بدیدہ رسید و صدا ز دل برخاست	خدنگ خورد کجا گرد از کجا برخاست

یہہ عورت کمبخت بہی خوارج سے تہی۔ اس شیطان کی خالہ کے باپ بہائی جنگ نہروان مین جناب علی مرتضی رض کے ہاتہہ سے مارے گئے تہے۔ ابن ملجم اسکو دیکہتے ہی تڑپ گیا۔ نگاہین چار ہوئین برچہیان دل کے پار ہوئین۔ مردک گیدی خر کے دل مین عشق کیسا بلکہ سودائے خام وصال و شہوت رانی سمایا۔

ہوش جاتا رہا نگاہ کے ساتہہ	صبر رخصت ہوا اک آہ کے ساتہہ

وحشت زدہ بضبط و تحمل جی کو سمجہا بجہا کر دلگرفتہ کسی حیلہ سے اوٹہا اور اپنے گہر پہونچا۔ ہر چند چاہا کہ اوس فتنۂ عالم کا خیال دل سے دور ہو جائے مگر ممکن نہوا کسی کروٹ کسی پہلو چین نہ آیا

اگر بیمار محبت را سر و زانو بگرداند	اگر در دش ازین پہلو بآن پہلو بگرداند

دوسرے وقت بذریعہ میانجی پیام وسلام کے بعد اظہار تعشق کیا۔ دل کی بے چینی وشیفتگی عیان کی مگر اوس کا جواب موافق مراد اوس ناشاد کے نہ ملا۔

گلے باخار کے پیوند گیرد	ہما با چغد چون الفت پذیرد

ابن ملجم جواب خلاف مراد پاکر مایوس نہوا بلکہ ایک روز بن سنور کر اپنے مدعا کا خود پیغامبر وسفیر ہوکر قطام کے گھر پہونچا حسن اتفاق سے آج قطام بھی نہا دھوکر لباس عروسانہ زیب تن کئے ہوئی تھی۔ حسن جہان سوز کو اور بھی تیز کر رکھا تھا۔ ابن ملجم دیکھکر اور زیادہ لٹو ہوگیا۔ ان دونون مین ملاقات تخلیہ مین اس طرح بات چیت ہوئی۔

ابن ملجم۔ اپنے مقتول خنجر نگاہ کو از سر نو زندہ کیجئے۔

قطام۔ خیر ہے مردوئے۔ سودائی ہوا ہے۔ مجھہ سے ایسی باتین۔ کیا کوئی رنڈی بازاری سمجھہ لیا ہے۔ ایسا ہی عشق کرنا ہی تو جہان مین کیا عورتون کا قحط پڑا ہے جو تو میرے پاس عشق جتانے آیا ہے۔

ابن ملجم۔ (ہاتھہ جوڑ کر) مجھکو اپنا شوہر ہونے کی عزت دیجئے۔

قطام۔ یہہ کام میرے اختیار سے باہر ہے میرے کنبہ والے میرے ولی مختار ہین۔ وہ اس عقد پر راضی نہین مگر۔ (یہان چپ ہوگئی۔)

ابن ملجم۔ مگر کہکر آپ خاموش کیون ہوگئین۔ براے خدا آگے فرمائیے۔ مین تعمیل ارشاد کو حاضر ہون۔

قطام۔ (منہ بناکر) کچھہ نہین۔ بے ساختہ زبان سے ایک لفظ نکل گیا تھا۔

ابن ملجم۔ نہین نہین۔ خدا کے واسطے ضرور ظاہر کیجئے۔

قطام۔ (بعد اصرار بسیار) میری چند شرطین اگر تم پوری کرسکو تو مین بلاعذر تم سے نکاح

کر سکتی ہون پھر چاہے میرے عزیز و اقربا ناراض کیون نہ ہون مین تمہاری خاطر سے اونکو چھوڑ دونگی۔

ابن ملجم۔ وہ شرطین ظاہر کیجیے مین سر آنکھون سے بجالاؤنگا۔

قطام۔ (آہ سرد کے ساتھہ) وہ کام تمسے ہوتا نظر نہین آتا۔

ابن ملجم۔ جان سے۔ مال سے۔ قوت و طاقت سے مین ہر طرح حاضر ہون مشکل سے مشکل کام ہمت کے آگے آسان ہوجاتا ہے۔ پہاڑ ہو تو انسان کوشش سے اوسکو ریزہ ریزہ کرڈالتا ہے۔

قطام۔ اب تم اس درجہ مصر ہو تو سنو مین بیان کرتی ہون۔ تین ہزار درم نقد۔ ایک غلام ایک لونڈی مطربہ سب سے بڑا کام جناب علیؑ کا قتل کرنا۔

ابن ملجم۔ لونڈی غلام۔ نقدی تو ابھی حاضر کرسکتا ہون مگر جناب علیؑ کا قتل کرنا البتہ کار سخت مشکل۔ بڑے بڑے نامور پہلوان۔ جنگ آزمودہ۔ شیران بیشۂ شجاعت اونکے مقابلہ مین مثل پیرزال خمیدہ پشت نظر آتے ہین۔ مین بیچارہ کیا مال ہون۔ ایک بھنگے کے برابر بھی اونکے سامنے میری قدر نہین ہوسکتی مگر خیر۔ مین اپنے مالک جان و ایمان یار دلنواز کی خاطر سے اس کام پر آمادہ ہونگا لیکن تعجب ہے کہ آپ مجھسے نکاح کرنیکا وعدہ کرتی ہین اور پھر ایسے شخص کے مقابلہ کو بھیجتی ہین جہان سے زندہ واپس آنا محض امید موہوم ہے کیونکہ یہہ بخوبی معلوم ہے کہ اونکو قتل کرکے مین زندہ نہین رہ سکتا۔

قطام۔ تم دھوکے سے علیؑ کو قتل کرڈالو۔ کون بڑی بات ہے۔ اگر اونکو مار لیا تو مین اپنے بھائی باپ کا بدلا پانے سے خوش ہونگی اور تم میری مواصلت سے کامیاب ہوگے

اور اگر مارے گئے تو خدا کے گھر ثواب بحساب پاؤ گے اور جو دنیا مین حاصل کرنا چاہتے ہو اوس سے بہتر و افضل وہان ملجاوے گا۔

ابن ملجم۔ مین درحقیقت اسی ارادہ سے یہان آیا تہا اب آپکی محبت نے اور بھی میرا حوصلہ بڑہا دیا اور آپکے وعدہ وصال نے میرے ہاتھون پانؤن مین بے انداز قوت بہردی۔ مین امید کرتا ہون کہ اپنے ارادہ مین کامیاب ہونگا۔

قطام۔ (بطور تسلی کے) مین تمہاری مدد کو ایک آدمی اور ساتھ کردونگی جس سے تمکو اپنے کام مین پوری مدد ملے اور وہ تمہاری بھی حفاظت کرے۔

یہہ کہکر قطام نے ایک شخص وردان نامی کو اپنی قوم سے بلایا اور ابن ملجم کی مدد کرنے کو کہا اوسنے بھی رضامندی کے ساتھ وعدہ کیا۔

قصہ کوتاہ ابن ملجم شبیب بن بجرہ اشجعی سے ملا اور اوس سے کہا۔ کیا تمکو دنیا و آخرت مین شرافت پانیکی خواہش ہے شبیب نے پوچہا وہ کون ایسا کام ہے۔ ابن ملجم نے کہا۔ جناب علی مرتضیٰ کو قتل کرنا شبیب بولا۔ ای کمبخت تجھکو تیری مان روے۔ ایسے بڑے کام کی جرأت رکہتا ہے۔ ابن ملجم نے کہا۔ نماز فجر کے وقت مسجد مین چھپکر بیٹھ رہونگا جسوقت وہ فجر کی نماز پڑہنے آوینگے فوراً حملہ کردونگا اگر اونکو قتل کرلیا تو گویا ایک عالم کو اونکے ظلم سے بچایا اور اگر مین مارا گیا تو شہادت کا ثواب حاصل ہوگا۔ خدا کے نزدیک دنیا سے زیادہ وبہتر اجر کا امیدوار ہونگا۔ شبیب نے کہا۔ اے نالائق۔ شقی ازلی۔ اگر علیؓ کے سوا دوسرا شخص ہوتا تو اوسکا مارنا چندان گناہ نہ تہا۔ اے مردود۔ وہ تو سابق الاسلام ہین کیا تجھکو اونکی شرافت و فضائل کا علم نہین۔ اونکا مثل اب لوگون مین کون ہے؟ میرا دل تو اونکے قتل پر کبھی خوش نہ ہوگا۔ مین تیرا ساتھ نہین دیتا۔ ابن ملجم نے جواب دیا۔ کیا خوب تم لوگ اونکو اچہا جانتے ہو کیا واقعہ نہروان مین اونہون نے اللہ کے خاص بندے۔ نیک لوگ

عابد و زاہد قتل نہین کئے۔ شبیب نے کہا۔ ہان سچ ہے۔ ایک کیا سینکڑون ہزارون مسلمان ناحق شہید کرڈالے۔ ابن ملجم بولا۔ بس ہم اونہین کے عوض مین قتل کرتے ہین۔ کیا یہہ جائز نہین ہے الغرض شبیب نے بعد اس بحث و گفتگو کے ابن ملجم کی رفاقت کا وعدہ کیا۔ (ابن اثیر و ابن خلدون)

ابن ملجم وردان و شبیب کو لیکر شب جمعہ سترہوین رمضان کو قطام کے پاس پہونچا یہ ایک بڑی مسجد مین خیمہ کے اندر رہتی تہی۔ اپنے اعتکاف کیواسطے یہہ خیمہ نصب کیا تہا۔ قطام نے انکو دیکہکر دعا دی اور رخصت کیا۔ (خمیس)

یہہ تینون نابکار منتظر وقت رہے اور بوقت اول نماز فجر اپنے ارادہ فاسد کی تکمیل کرنے چلے مسجد مین پہونچکر دروازہ کے قریب چہپکر بیٹھ رہے۔ (ابن خلدون)

عثمان بن مغیرہ کہتے ہین۔ امیر المومنین کا دستور تہا کہ رمضان المبارک مین ایک ایک دن جناب امام حسنؓ حسینؓ۔ حضرت جعفرؓ کے بیٹون کے گہر مین باری باری روزہ افطار فرماتے اور کہانا بہی وہین تناول کرتے تہے۔ کہانا آپکا صرف تین لقمے ہوتا اور بس۔ ان ایام مین آپ کا یہہ قول تہا خدا کا حکم (موت) مجہکو آجاے اور مین خالی پیٹ دنیا سے سدہارون تو مجہکو بہت محبوب ہے جس شب کو ابن ملجم نے آپکو زخمی کیا ہے اوسی رات آپنے فرمایا تہا۔ اب ایک دو راتین اور باقی ہین۔ پوری رات بہی نہ گذرنے پائی کہ ظالم ابن ملجم نے اپنا کام کرلیا۔

حضرت امام حسنؓ فرماتے ہین جس صبح کو جناب والد بزرگوار شہید ہوے ہین مین سحر کیوقت اوٹہا۔ آپکو گہر مین نماز پڑہتے دیکہا۔ آپنے مجہسے فرمایا۔ اے نور چشم لخت جگر آج شب جمعہ ہی مین نے سوتے وقت ارادہ کیا تہا کہ سب گہر والونکو جگا دونگا تاکہ عبادت الٰہی مین مصروف ہون مگر خدا کی قدرت دیکہو۔ میری آنکہہ لگ گئی اور مین سوگیا۔ عالم خواب مین آقاے نامدار جناب رسول مختار کی زیارت ہوئی مین نے عرض کیا حضور کی امت کے ہاتہون سخت پریشان ہون۔ ہزار کوشش

کرتا ہون کہ اونکی کجی اور مخالفت رفع ہوجاوے مگر کچہہ بن نہین پڑتا حضور نے فرمایا۔ خدا سے اونکے حقمین بد دعا کرو۔ مین نے اوسی عالم خواب مین یہہ دعا کی "خداوندا! مجھکو انسے بہتر عوض عنایت فرما اور انپر مجہسے بدتر کوئی شریر شخص مسلط کرتا کہ اپنے افعال کا مزہ چکہین"۔ آپ یہہ فرما ہی رہے تہے کہ ابن نباح مؤذن نے حاضر ہوکر دستک دی۔ امیرالمومنین۔ نماز کا وقت آگیا جماعت تیار ہے۔ آپنے تیاری کی مین بہی ساتہہ ہوا اور ایک روایت مین ہے کہ آپ رات بہر جاگتے رہے بار بار حجرہ سے نکلکر صحن مین تشریف لاتے تو اور فرماتے۔ واللہ۔ خدا مجھکو جہوٹا نہ کریگا۔ یہہ رات وہی ہے جسکا وعدہ کیا گیا ہے۔ (مسعودی)

حسن بن کثیر اپنے باپ سے روایت کرتے ہین (کثیر نے جناب علی کا زمانہ دیکہا ہے) کہ جس صبحکو یہہ حادثہ جانگداز پیش آیا ہے جناب علی مرتضی نماز کو گہر سے تشریف لیچلے۔ گہر مین بطخین آپکو دیکہکر قائین کرنے لگین اور آپکے گرد جمع ہوگئین۔ گہر والون نے اونکو ہٹانا چاہا۔ آپنے فرمایا۔ انکو کیون روکتے ہو۔ یہہ مجہپر نوحہ وزاری کر رہی ہین۔ (ابن اثیر) دوسری روایت مین ہے کہ جب بطخین آپکے سامنے چلانے لگین۔ آپنے فرمایا۔ یہہ غل وشور کر رہی ہین۔ ابہی کوئی دم مین انکے بعد رونے کی آواز بلند ہوگی۔ پہر آپنے دروازہ کہولنا چاہا مگر بدقت تمام کہولا۔ آپ دروازہ سے باہر نکلے تہمد کا کونا اولجہ گیا آپ چہوڑا کر مسجد تشریف لیگئے۔ ابن نباح آپکے آگے تہے اور حضرت امام حسن پیچہے۔ آپکی عادت مبارک تہی کہ جب نماز فجر کو تشریف لیجاتے تو ہاتہہ مین دُرّہ ہوتا تہا اور پکارتے جاتے تہے کہ نماز کو چلو۔ (خمیس)

ابن اثیر وابن خلدون نے لکہا ہے کہ جیسے ہی آپنے مسجد کے دروازہ مین قدم رکہا شبیب نے سامنے آکر تلوار کا ہاتہہ چہوڑا۔ تلوار دروازہ کے بازو پر پڑی اور شبیب بہاگا۔ ابن ملجم ذلیل سگ پلید نے جناب شیر خدا علی مرتضی پر حملہ کیا۔ اوس کیدی نے تلوار کا ہاتہہ آپ پر چہوڑ دیا اور پکار کر کہا

اُے علی یہ حکم خدا کا ہے نہ تمہارا اور نہ تمہارے دوستو نکا" تلوار سر مبارک کے اگلے حصہ پر پڑی۔ زخم آیا اور فوارہ خون کا جاری ہوا خمیس مین ہے کہ تلوار دماغ پر پڑی۔ حیوۃ الحیوان مین مسطور ہے کہ اگلے حصہ سر پر جہان بال نہ تھے زخم آیا۔ آپنے فرمایا۔ فُزت وربّ الکعبۃ۔ یرب کعبہ مین درجہ شہادت پر فائز ہوا۔ پہر فرمایا۔ لینا پکڑنا یہہ کتا تمہارے ہاتہہ سے نہ نکلنے پاوے۔

ایک روایت مین ہے کہ جب آپ مسجد مین داخل ہوے ابن ملجم ملعون مسجد کے ستون سے چمٹا کہڑا تہا۔ اوسنے تلوار زہر آلود سر مبارک پر ماری۔ زخم اگرچہ ہلکا آیا مگر زہر سرایت کر گیا۔

خمیس مین بحوالہ معجم بغوی مرقوم ہے کہ عبد الرحمن بن ملجم نے آپکے سر پر حالت نماز فجر مین اچانک تلوار ماری۔ موزخین نے اختلاف کیا ہے کہ نماز کے اندر آپ پر تلوار ماری یا قبل نماز کے نماز مین اگر زخمی ہوے تو نماز خود پوری کی یا کسی دوسرے کو امام کیا۔

جسوقت آپ زخمی ہوے تینون نامرد بہاگے۔ آپ پیچھے ہٹے اور جعدہ بن ہبیرہ (اپنے بہانجے) کو نماز پڑہانے پر مامور فرمایا۔ (ابن اثیر)

راقم۔ اس روایت سے معلوم ہوتا ہے کہ آپنے نماز شروع کر دی تھی کیونکہ الفاظ کتاب مذکور یہ ہین۔ وتأخر علی وقدم جعدۃ بن ھبیرۃ۔

بہرکیف آپکے مجروح ہوتے ہی ایک تلاطم مچ گیا۔ وردان یہانسے بہاگ کر اپنے گہر چھپ رہا اور اپنے گہر والون سے یہہ ماجرا بیان کیا۔ ایک شخص یہہ سُنکر تلوار لے آیا اور وردان کو قتل کر دیا۔

شبیب تاریکی مین بہاگا جاتا تہا اور لوگ اوسکے پیچھے لینا پکڑنا کہتے ہوے جا رہے تہے آگے سے اسکو ایک حضرمی عویمر نامی نے ٹوکا اور پکڑ لیا۔ اوس کے ہاتہہ سے تلوار لے لی اور پچہاڑ کر دبا بیٹہا۔ جب لوگ قریب آگئے حضرمی کو یہہ خوف پیدا ہوا کہ مبادا میرے ہاتہہ مین

تلوار دیکھکر لوگ مجھی کو قاتل تصور کرین - یہہ سوچ کر شبیب کو چھوڑ دیا اور خود لوگون مین مل گیا - شبیب موقع پاکر چلتا ہوا اور کسی نے اوسکو گرفتار نہ کرپایا - (ابن اثیر)

ابن ملجم کا قصہ یہہ گذرا کہ وہ جناب علیؓ کو زخمی کرکے بھاگا - چارون طرف تلوار پھینکتا ہوا بھاگا جاتا تھا اور لوگ اوسکے پیچھے پیچھے تھے - تلوار کے خوف سے کسیکی ہمت نہ پڑتی تھی کہ اوسکو گرفتار کرلیتا - دور ہی سے ڈھیلے پتھر مارتے تھے جب لوگون کا ہلہ ہوتا وہ دو چار ہاتھ تلوار کے دائین بائین ماردیتا لوگ ہٹ جاتے اور اوسکو راستہ مل جاتا - اتفاقاً مغیرہ بن نوفل سامنے سے آرہے تھے جسوقت ابن ملجم انکے پاس پہونچا انہون نے پھرتی کرکے جھٹ پٹ اپنی چادر اوس پر ڈال دی اور چونکہ قوی اور طاقت ور تھے اوس سے لپٹ گئے اور اوسکو دبا بیٹھے اور تلوار چھین لی - پھر کیا تھا بیسیون آدمی پل پڑے اور اوسکی مشکین کس لین (خمیس)

اب اسوقت آفتاب نکل آیا اور جناب علی مرتضیٰ کو لوگ آپکے دولتخانہ پر اوٹھا لاے (ابن خلدون)

اسی حال مین لوگ ابن ملجم کو گرفتار کئے ہوے آپکی روبکاری مین لاے - آپنے فرمایا - اے دشمن خدا - مین نے تیرے ساتھہ کیا کبھی کوئی نیکی نہین کی تھی - ابن ملجم نے جواب دیا بیشک آپکے انعامات کا بار میری گردن پر بہت کچھہ ہے - ارشاد ہوا - کیا اونہین احسانات کا یہ بدلا تھا جو تونے کیا - وہ بولا - مین نے یہہ تلوار چالیس روز تک تیز کی تھی اور خدا سے دعا مانگا کرتا تھا کہ اس سے وہ شخص مارا جائے جو سب سے بدتر ہے - فرمایا - مین دیکھتا ہون کہ توہی اس سے مارا جاویگا اور بدترین خلائق توہی ہے " حاضرین سے ارشاد ہوا - جان کا بدلا جان ہے - اگر مین مرجاؤن تو صرف قاتل کو مار ڈالنا اور اگر زندہ رہا تو مین اپنی راے سے اسکے مقدمہ مین حکم دونگا - اے بنی عبد المطلب مسلمانونکی خونریزی مین نہ پڑجانا اور یہہ حیلہ کہ امیر المومنین قتل ہوے اوٹھا کر

عام کشت و خون برپا نہ کرنا بلکہ بجز قاتل کے دوسرے کو قتل نکرنا۔ اے حسنؑ میں اگر اس صدمہ زخم سے ہلاک ہو جاؤں تو اس کو بس ایک ہی ضرب سے قتل کر ڈالنا خبردار ہوشیار۔ مثلہ ہرگز نہ کرنا۔ کیونکہ مین نے جناب رسالتمآب سے سنا ہے۔ ایاکم والمثلۃ ولو بالکلب العقور۔

اسد الغابہ کی روایت اس طرح ہے کہ جب ابن ملجم گرفتار ہو کر آپکے روبرو حاضر کیا گیا تو آپنے فرمایا۔ اسکو قید رکھو۔ کھانا پینا اچھا دو۔ بستر نرم پر سلاؤ۔ اگر مین زندہ رہا تو اپنے خون کا ولی ہون اگر چاہونگا معاف کر دونگا یا قصاص لونگا اور اگر مین مرجاؤن تو اسکو بھی قتل کر دینا مین دربار رب العزت مین اس سے خود جھگڑلونگا۔ سبحان اللہ۔ لطف و کرم اس کا نام ہے آپ یہہ فرما رہے تھے اور ابن ملجم مردود مشکین بندھا ہوا کھڑا سب باتین سن رہا تھا۔

آپکی صاحبزادی ام کلثوم زوجہ جناب فاروق اعظمؓ نے ابن ملجم سے فرمایا۔ اُنے دشمن خدا میرے باپ کا کوئی نقصان نہین ہوا۔ ہان تجھی کو اللہ تعالےٰ جلشانہ بروز قیامت رسوا کریگا۔ اوسنے جواب دیا۔ پھر تم کیون روتی ہو۔ بخدا مین نے یہہ تلوار ایک ہزار مین خریدی تھی اور برابر چالیس روز زہر مین بجھاتا رہا ایک ہزار بجھاؤ دیے ہین۔ اگر تمام اہل شہر پر اسکا ایک وار پڑ جاتا تو اون مین سے ایک بھی جانبر نہوتا۔ استنے مین جندب بن عبد اللہ آگئے اور عرض کیا اگر ہم آپکو گم کرین اور پھر ڈھونڈ ہے سے بھی نہ پاوین تو کیا حسنؓ کی بیعت کرلین۔ فرمایا۔ نہ مین اسکا حکم دیتا ہون اور نہ اس سے منع کرتا ہون تم خود صاحب بصیرت ہو جو تمہارے جی مین آئے کرنا تمکو اختیار ہے (ابن اثیر و ابن خلدون)

ایک روایت مین اس طرح ہے کہ کسی نے آپسے عرض کیا۔ آپ کسیکو خلیفہ کر جاوین۔ ارشاد فرمایا۔ نہین نہین ایسا نہ کرونگا لیکن جس طرح جناب رسول خدا اپنی امت کو چھوڑ گیے تھے مین بھی اونکو اوسی طرح چھوڑ جاؤنگا۔ عرض کیا گیا۔ خداوند تعالیٰ اگر اسکے متعلق سوال کریگا تو کیا جواب دیجیے گا

فرمایا مین یہہ کہونگا۔ خداوندا۔ تونے جبتک مجھکو اون لوگومنین رکہا مین رہا جب تونے مجھکو اپنے پاس بلالیا مین اونکو تیرے حوالہ کرکے چلا آیا۔ اب تجھے اختیار ہے چاہے اونکو سنوار چاہے بگاڑ (مسعودی)

راقم۔ ناظرین! اہل بیت۔ ازواج۔ اولاد۔ خدام۔ کی حالت اضطراب وقلق کا حال کس زبان سے ادا ہوسکتا ہے اور کون قلم سنگین دل ہوگا جو اس غم سے سینہ چاک نہ ہوا اور ایک حرف بہی اوس رنج وغم کا جو ان حضرات پر خصوصًا جناب حسنین پر گذرا لکہہ سکے۔ درودیوار سے اوداسی برستی تہی جسکو دیکہو متحیر۔ مبہوت۔ غم کے ہاتہون بے خود تہا۔

شعلۂ آتش ہجران تو جان میسوزد	وز فراق تو دل پیر و جوان میسوزد
این چہ دردیست کزو خون جگر میریزد	این چہ سوزیست کزو کون و مکان میسوزد

کثرت سے خون جاری ہونے سے جناب علی مرتضیٰؑ کو ضعف ساعۃً ترقی پر تہا۔ درد وبیچینی کی انتہا نہین۔ یہہ سب کچہہ تہا مگر جناب شیر خدا یاد خدا سے غافل نہ تہے۔

مروی ہے کہ معالجہ کے واسطے جرّاح حاضر ہوا۔ زخم دیکہتے ہی اوسنے اپنا سر پیٹ لیا اور کہا افسوس! یہہ زخم کسی علاج سے اچہا نہین ہوسکتا۔ یہہ زخم زہر آلود تلوار کا ہے اور زہر بدن مین سرایت کرگیا اب اسکا دفعیہ امکان بشر سے خارج ہے۔

عمرو ذی مرقال کہتے ہین مین جناب امیر المومنین علیؑ کی خدمت مین حاضر ہوا۔ سر مبارک پر پٹی بندہی تہی۔ مین نے عرض کیا۔ امیر المومنین۔ ذرا مجھکو اپنا زخم دکہا دین۔ آپنے پٹی کہول دی مین نے زخم دیکہا تو کچہہ گہرا گہاؤ نہ تہا خفیف سا زخم تہا۔ مین نے کہا۔ کچہہ اندیشہ نہین۔ ہلکا زخم ہے۔ ارشاد ہوا۔ مین عنقریب تم لوگون سے جدا ہونے والا ہون۔ حضرت ام کلثوم جو پردہ مین بیٹہی تہین یہہ سنکر رونے لگین۔ آپنے فرمایا۔ بیٹی! خاموش رہو۔ جو مین دیکہہ رہا ہون اگر تم دیکہتین تو ہرگز

نہ روتیں۔ مین نے عرض کیا۔ امیرالمومنین کیا دیکھہ رہے ہین۔ فرمایا۔ مین دیکھہ رہا ہون کہ فرشتے اور انبیاء کرام تشریف لائے ہین حضور سرور کائنات بھی ہمراہ ہین اور ارشاد فرمارہے ہین۔ اے علی۔ خوش ہو جس حال مین کہ تم اب ہو اس سے بہتر وافضل اور آسائش کی جگہہ تم پہونچنے والے ہو۔

پھر آپ نے حضرات حسنینؑ کو بلا کر اونکو اس طرح وصیت فرمائی۔ محمد بن حنفیہ بھی حاضر تھے۔ اُے میرے نور چشم میرے راحت قلب مین تمکو اللہ تعالی سے ڈرنے کی وصیت کرتا ہون۔ تم دنیا کی محبت مین مبتلا نہ ہوجانا اگرچہ وہ تمکو مبتلا کرنا چاہے۔ دنیا کے جانے پر غمگین نہ ہونا۔ ہمیشہ حق کہنا۔ یتیم پر رحم کرنا۔ بیکس و لاچار کی مدد کرنا۔ اوسکی اعانت و دستگیری اپنے اوپر لازم سمجھنا ظالم کے دشمن مظلوم کے مددگار رہنا۔ کتاب اللہ پر عمل کرنا۔ بجا آوری احکام الٰہی مین لوم ولائم کا خوف نہ کرنا۔" پھر محمد سے فرمانے لگے مین نے جو کچھہ تمہارے بھائیون سے کہا تم نے سن لیا اور سمجھہ گئے۔ عرض کیا۔ ہان۔ فرمایا۔ مین تمکو بھی وہی وصیت کرتا ہون۔ اپنے بھائیون کی توقیر و تعظیم کرتے رہنا۔ اونکا حق تمپر بہت کچھہ ہے۔ بغیر مشورہ و صلاح اونکے خود رائی سے کوئی کام ہرگز نہ کرنا۔ حضرات حسنینؑ سے ارشاد فرمایا۔ اے بیٹو۔ اپنے بھائی محمد کی محبت و الفت مین کمی نہ کرنا۔ یہہ تمہارا بھائی۔ تمہارا مددگار۔ تمہارا قوت بازو۔ تمہاری تلوار ہے۔ تمہارے باپ کا بیٹا قابل قدر و عزت ہے۔ تم جانتے ہو کہ تمہارا باپ کسقدر اسکو چاہتا ہے۔ تمپر واجب ہے کہ اس سے دل و جان کے ساتھہ پیار و اخلاص سے معاملہ و حسن سلوک رکھنا حضرت حسنؑ سے فرمایا۔ اے بیٹے۔ تجھکو خوف خدا کی وصیت کرتا ہون۔ نماز وقت پر ادا کرنا۔ زکوٰۃ اپنے موقع پر دیتے رہنا۔ وضو اچھی طرح مع رعایت آداب و سنن کے کرنا کیونکہ نماز بغیر پاکی اور طہارت کامل کے نہین ہوتی لوگونکی خطا معاف کرنا۔ غصہ ضبط کرنا۔ ناتہ دارونکے حق ادا کرنا۔ جاہل کے ساتھہ حلم و بردباری

سے پیش آنا۔ اوسکی جہالت کی پروانہ کرنا۔ دینی معاملات مین خوب فکر وغور کرنا جملہ امور مین
استقلال۔ قرآن شریف کی نگہداشت اوسکی تلاوت پر مداومت ہمسایہ کے ساتھہ نیک سلوک
نیک کام کی ترغیب۔ بُری سے ممانعت۔ خودبھی بُرے کامونسے پرہیز۔ اپنا شیوہ رکھنا۔ (ابن اثیر
ابن خلدون۔ مروج الذہب) اے بیٹو۔ خداکو حاضر وناظر جانکر اوس سے ڈرتے رہنا۔
خوشی وناراضی مین حق بات نجانے دینا۔ دولتمندی ومحتاجی مین میانہ روی خوب ہے۔ دوست
ودشمن کو عدل وانصاف کے موقع مین یکسان رکہو۔ نشاط خاطر وسستی وکاہلی نفس۔ دونون حال
مین اعمال خیر کرنیسے بازنہ رہنا چاہیئے۔ تنگی وفراخی رزق پر خوش رہنا مردونکا کام ہے۔ اے بیٹو
اگر شر وآفت کے بعد جنت نصیب ہو توایسے شر سے کیا ڈر ہے۔ اسی طرح اگر بعد خیر وفلاح کے
دوزخ ملے تواس خیر سے کیا نفع۔ جنت کے مقابل جملہ نعمتین ہیچ وحقیر ہین۔ دوزخ کے عذاب کے آگے
سب درد دُکھہ آرام وعافیت ہین۔ اے نورنظر جس نے اپنے عیب پر نظر کی وہ دوسرونکے
عیب دیکھنے سے باز رہا۔ جو تقدیر الٓہی پر راضی ہوگیا اوسکو کبھی کسی چیز کے جانیکا غم نہین ہوتا۔
جسنے تلوار ظلم نیام سے نکالی وہ آپ ہی اوس سے قتل ہوا۔ جسنے اپنے بھائی کے واسطے کنواں
کھودا خود اوسمین گرا جس نے اپنے بھائی کے عیب وگناہ فاش کیئے اوسنے اپنی اولاد کی
پردہ دری کی۔ جو اپنی خطا بھول گیا دوسرے کی خطا کو بڑا سمجھا۔ جسنے خودپسندی کی گمراہ ہوا
جو اپنی عقل کو کافی سمجھکر دوسرونکی راے لینا غیر ضروری سمجھا وہ ذلیل ہوا۔ تکبر کرنے والا ذلیل و
خوار ہے۔ کمینونکی صحبت باعث حقارت ہے۔ علما کی صحبت سبب وقار وعزت ہے۔ بُرے آدمی کی
صحبت اوٹھاکر اوسکی بُرائی سے بچ نہین سکتا۔ مرد نیک کی صحبت غنیمت ہے۔ بُری جگہہ آمد ورفت
سے خواہ مخواہ تہمت لگ جاتی ہے۔ جو اپنے نفس کا مالک نہین آخر کار نادم ہوگا۔ فرمایا۔ دلگی
کرنیوالا انسان خفیف وشرمندہ ہوتا ہے۔ انسان جس کام کو اکثر کرتا رہتا ہے اوسی کام سے

مشہور ہوجاتا ہے۔ زیادہ گوئی موجب کثرت گناہ ہے۔ کثرت خطاؤن سے حیا کم ہوجاتی ہے حیا کم ہونے سے تقویٰ کم ہوجاتا ہے جب تقویٰ کی قلت ہوئی دل مرگیا اور جسکا دل مرا وہ آگ دوزخ مین داخل ہوگا۔ اے نور دیدہ۔ ادب بہتر میراث ہے نیکخوئی بہتر دوست ہمنشین ہے اے فرزند۔ عافیت وآرام کے دس حصے ہین نو حصے تو ایک خاموشی مین ہین۔ بشرطیکہ ذکر خدا سے غافل نہ رہے اور ایک حصہ کمینون جاہلون کی صحبت ترک کرنے مین۔ ای میرے پیارو۔ اسلام سے بڑھکر شرافت کسی مین نہین۔ تقویٰ سے زیادہ کرامت۔ ورع سے بڑھکر حرز وحفاظت کسی چیز مین نہین۔ توبہ سے زیادہ شفاعت کرنیوالا اور گناہ مٹانے والا کوئی نہین۔ عافیت وجسمانی صحت سے زیادہ خوشنما بدن کا زیب دینے والا لباس اور نہین ہے۔ حرص تعب ومشقت کی کنجی ہے ماندگی وکوفت کی سواری تدبیر ہے۔ بدترین توشۂ آخرت بندگان خدا پر ظلم وتعدی روا رکھنا ہے۔ بشارت اوس شخص کو جس کے اعمال خالصاً للہ ہون۔ اوسکا علم وعمل بغض ومحبت کسی سے ملنا کسیکو ترک کرنا۔ کلام کرنا۔ خاموش رہنا۔ قول وفعل سب اللہ واسطے ہون۔ (سراج الملوک)

الغرض آپ صبح جمعہ کو زخمی ہوکر اوسدن اور رات اور روز شنبہ تک زندہ رہے اس مدت مین وصیت مذکورہ بالا فرمائی۔ جب وقت وفات قریب آیا تو ایک عام وصیت تحریر فرمائی پھر بجز لا الٰہ الا اللہ کے دوسرا کلمہ زبان مبارک سے نہ نکلا یہانتک کہ شب یکشنبہ کو طائر روح قدسی جناب مرتضویؑ اس خاکدان پر محن سے پرواز کر کے گلشن فردوس معلیٰ مین جا پہونچا اور پرندگان گلزار جنان دار السلام کے ساتھ جا ملا۔ علیہ الرحمۃ والرضوان من اللہ المنان انا للہ وانا الیہ راجعون۔

ناظرین! یہ قصہ غم حد تحریر سے باہر ہے۔ باشندگان کوفہ کی آہ وزاری وماتم۔ حضرات حسنینؑ وجملہ اولاد۔ ازواج وخدام کا غم والم کس زبان سے ادا ہوسکتا ہے حیف صد حیف

امت مرحومہ پر یہہ وقت بہی پچہلے سانحات نمونہ محشر سے کچھہ کم نہ تہا۔ ہائے۔ اب خلافت حقہ کو بچ کر گئی۔ بڑا رونا ہے تو اسیکا۔ بہلا کوئی کہہ سکتا ہے کہ شجر و حجر۔ وحشی وطیور اس درد سے سینہ چاک نہوں نگے۔ افسوس۔ یہہ وہ صدمہ ہے کہ خود قاتل سنگدل اپنے اس ظلم و ستم پر آٹہہ آٹہہ آنسو روتا ہوگا اور مرنے کے بعد اگر تا ابد روتا ہے تو کیا عجب۔ صاحبو! راقم مجبور کے دامن صبر اسوقت ہاتھہ سے چہوٹا ہوا ہے اب اس مضمون کو چہوڑ کر دوسرا حال عرض کرتا ہی

جب اہل بیت کو فی الجملہ رونے سے درد دل نے تسکین دی حضرات حسن حسین عبد اللہ بن جعفر رضی اللہ عنہم نے غسل دیا۔ تین کپڑون مین جن مین کرتا نہ تھا کفنایا۔ جناب رسالتمآب کے تجہیز و تکفین سے جو خوشبو بچ رہی تہی اوسکو جناب علی مرتضی رض نے بحفاظت اسی وقت کے واسطے رکہہ چہوڑا تہا و حسب وصیت کفن مین لگائی گئی۔ جناب امام حسن رض نے نماز پڑہائی۔ چار تکبیرین کہین اور علی الصبح دفن کر دیا۔

مقدار عمر۔ مدت خلافت۔ تاریخ شہادت۔ مدفن

آپ کی عمر مین مختلف اقوال ہین۔ تریسٹھہ ۶۳۔ اونسٹھہ ۵۹۔ پینسٹھہ ۶۵۔ اٹہاون ۵۸۔ قول اول یعنی تریسٹھہ برس صحیح ہے (ابن اثیر)

صفوۃ مین ہے۔ آپ کے سن مین چار قول ہین۔ اول تریسٹھہ ۶۳ برس علامہ واقدی رح کہتے ہین ہمارے نزدیک یہہ قول معتبر ہے۔ دوم پینسٹھہ ۶۵ سال۔ سوم ستاون ۵۷۔ چہارم اٹہاون ۵۸۔ امام زین العابدین رض سے روایت ہے کہ جناب علی مرتضی رض نے اٹہاون سال کی عمر پائی۔

ذخائر عقبی مین ہے کہ اڑسٹھہ ۶۸ برس کی عمر تہی۔ ابو بکر بن احمد بن ورا‌ع سے منقول ہے کہ جناب علی مرتضی رض کا سن پینسٹھہ ۶۵ برس کا ہوا اس تفصیل سے کہ مکہ معظمہ مین آنحضرت کی صحبت مین تیرہ سال رہے اسوقت آپ بارہ برس کے تہے پہر بعد ہجرت دس برس حضور نبوی کا ساتہہ رہا

بعد وفات شریف تیس سال تک زندہ رہے۔ یہہ روایت صرف ابوبکر بن احمد ہی نے ذکر کی ہے۔
بعض کہتے ہین کہ آپ نے بہتر ۷۲ برس کی عمر پائی اور بعضے باسٹھ ۶۲ سال بتلاتے ہین اور بعضے
ترسٹھ ۶۳ سال کہتے ہین (مسعودیؔ)

مدت خلافت تین ماہ کم پانچ برس ہے (ابن اثیر) روز شہادت جناب عثمانؓ آپکا اول
روز خلافت شمار کیا جاوے تو کل مدت چار برس۔ نو ماہ۔ آٹھہ روز ہوتے ہین (خمیس)

آپکی شہادت [انیسوین رات شب یکشنبہ] ماہ رمضان ۴۰؁ھ ہے اور بعضے کہتے ہین
اکیسوین رات کو زخمی ہوئے روز جمعہ و شنبہ گذر کر شب یکشنبہ یا روز شنبہ کو شہادت پائی
بعض روایات مین ستائیسوین شب مین آپکی شہادت واقع ہوئی۔ ایک روایت مین ۳۹؁ھ سال
شہادت ہے مگر یہہ غیر معتبر ہے اور بعض کا قول ہے کہ آپ انیسوین شب ماہ رمضان مین مسجد کے
اندر زخمی ہوئے (مستطرف)

آپ مسجد کے متصل دفن ہوئے اور بعض کہتے ہین قصر خلافت مین۔ اسکے سوا اور بھی
اقوال ہین مگر اصح یہہ ہے کہ قبر شریف اوسی جگہہ ہے جہان لوگ زیارت اور برکت حاصل کرنے
جاتے ہین (ابن اثیر) بعضے مسجد کوفہ کے اندر قبر شریف کا نشان دیتے ہین اور بعضونکا قول ہے
کہ آپکو بعد شہادت مدینہ منورہ مین لائے اور متصل قبر جناب فاطمہ زہراؓ دفن کیا (مسعودیؔ)
بعضے کہتے ہین کہ بمقام نجف متصل حیرہ مزار پرانوار ہے اور عقب مسجد جس جگہہ لوگ زیارت
کرتے ہین آپکا مدفن ہے۔

ابوجعفر کا قول ہے۔ درحقیقت آپکی قبر مجہول ہے ٹہیک کسیکو معلوم نہین امام واقدیؔ
کہتے ہین کہ رات کے وقت آپ دفن کئے گئے اور قبر زمین کے برابر کر دیگئی تا کہ خوارج نعش مبارک
نہ نکال لیجاوین۔

شریک کا قول ہو کہ اولاً آپ ایک جگہہ دفن کئے گئے پہر جناب حسنؓ جسد اطہر اوس قبر سے نکالکر مدینہ منورہ لیگئے اور وہان دفن کیا مُبَرّد محمد بن حبیب سے نقل کرتے ہین کہ سب سے اول جو شخص ایک جگہہ سے نکالکر دوسری قبر مین مدفون ہوے وہ علی بن ابی طالب ہین (خمیس) بعض کہتے ہین کہ (حسب وصیت آپکے) جنازہ تیار کرکے بعد ادائے نماز ایک صندوق مین بند کرکے اونٹ پر لاد ا اور اوس کو چہوڑ دیا وہ جنگل بیابان مین پہتا ہوا وادی سلے مین پہونچا لوگون نے صندوق اوتار کر اوسی جگہہ دفن کر دیا (مسعودیؒ)

روایت ہے کہ آپنے حسنینؑ کو وصیت فرمائی تہی کہ میرے مرنیکے بعد جنازہ تیار کرکے کوفہ سے باہر لیجانا۔ ذرا دور چلکر ایک مقام پر سفید براق پتہر چمکتا ہوا نظر آئیگا اوسکے متصل قبر تیار ملیگی جسکو گورکن قدرت نے میرے واسطے کہود رکہا ہے بس مجہکو اوسی مین دفن کر دینا۔

منقول ہے کہ قبر شریف زمین کی برابر کر دی گئی بظاہر کوئی نشان قبر کا محسوس نہ تہا مگر اہلبیت کسی خاص علامت سے پہچانتے تہے۔ عہد بنی عباس مین خلیفہ ہارون الرشید ایک روز شکار کہیلتا ہوا اوسی طرف نکل گیا۔ ہرن اوس جنگل مین کثرت سے نظر آئے۔ ہر نو نپر درندے چہوڑے گئے۔ شکار کرنا ایک طرف وہ پاس تک نہ گئے۔ اولٹا ہرن بیٹہ کے پہر جسطرح چرنے مین مصروف تہے بیخوف وخطر چرنے لگے۔ خلیفہ سخت متحیر ہوا۔ وہان کے بوڑہے لوگونسے اسکی وجہ دریافت کی اونہون نے عرض کیا حضور۔ ہمنے بزرگونسے سنا ہی کہ جناب شیر خدا علی مرتضیٰ کا یہان مزار پُر انوار ہے۔ خلیفہ نے جب یہہ سنا بلحاظ تعظیم وادب پہر اوس جنگل مین شکار کا قصد نہ کیا اور تا زیست خود ہر سال زیارت کو اوس جگہہ آیا کرتا تہا (شواہد النبوۃ)

تاریخ شہادت امیر المومنین علی مرتضیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ

آنکہ زوج بتول حق بودہ	ابن عم رسول حق بودہ	

دیر ہوئی تو اپنے لشکر کو لیکر خریت کی طلب مین نکلے۔ ایک ہی منزل گئے تھے جو لشکر بصرہ بسرداری خالد بن معدان طائی مل گیا۔ دونون لشکر ملکر آگے بڑہے۔ کوہستان رامہرمز کے ایک پہاڑ مین خریت کا لشکر انکو ملا اور اوسی مقام پر دونون لشکر صف آرا ہوے۔

معقل نے اپنے لشکر کو اس طرح ترتیب دیا کہ میمنہ پر اپنے بیٹے یزید بن معقل کو متعین کیا۔ میسرہ منجاب بن راشد ضبی کی نگرانی مین دیا۔ خریت نے بھی میمنہ لشکر مین عرب اپنے ہمراہی اور دیگر بلاد کے مقرر کئے۔ کفار و قوم اکراد میسرہ مین تھی۔

جب صف آرائی ہوچکی تو خوب جمکر لڑائی ہوئی معقل نے سخت حملہ کیا ایک ساعت تک تو خریت کا لشکر لڑتا رہا پہر بہاگ نکلا معقل نے تعاقب کیا۔ ستر جوان بنی ناجیہ اور دیگر عرب مارے گئے۔ کفار و اکراد کے تقریبًا تین سو کام آے۔ خریت ایک جماعت اپنی قوم کی لیکر نکل گیا اور سواحل بحر پر جاکر دم لیا۔ وہان یہہ ڈہنگ اختیار کیا کہ جس قریہ و بستی مین پہونچا وہان والونکو امیر المومنین کے خلاف پر اوبہارا یہانتک کہ مختلف بلاد کے باشندے اسکے تابع ہوگئے اور اسکی قوت زائل شدہ بحال ہوگئی۔

معقل علاقہ اہواز مین مقیم رہے اور امیر المومنین کی خدمت مین عرضداشت متضمن نوید فتح ارسال کی۔ آپنے اصحاب کو سنائی اور اونسے مشورہ لیا سبنے بالاتفاق کہا کہ ہمارے نزدیک معقل کو حکم دین کہ خریت کا پیچہا نہ چھوڑین خواہ قتل کر ڈالین ورنہ ممالک اسلامیہ سے باہر کردین چنانچہ آپنے معقل کو یہی لکھہ بہیجا وہ یہہ حکم پاکر خریت کی تلاش مین مصروف ہوے معلوم ہوا کہ سواحل بحر مین لوگونکو برگشتہ کر رہا ہے عبد القیس اور دیگر قبائل عرب کو لڑائی پر آمادہ کررکہا ہے معقل آگے بڑہے۔ فارس ہوتے ہوے سواحل بحر تک پہونچ گئے۔ خریت انکی آمد سنکر دوسری چال چلا۔ اسکے ہمراہ بقیۃ السیف خوارج تھے اونسے کہا۔ مین تمہارے

رحلت فرمائی۔ اسی شب بابرکت مین جناب رسول مقبول ؐ پر قرآن مجید نازل ہوا۔ ہمارے والد بزرگوار کا وہ درجہ تہا کہ آنحضرت ؐ اونکو جس لشکر کا سردار کر کے کسی جگہہ روانہ فرماتے حضرات جبرئیل ومیکائیل علیہما السلام اونکے داین باین رہتے اور ہمارے والد بغیر فتح کئے ہوے واپس نہ آتے۔ اونہون نے درم و دینار سے کل سات سو درم ترکہ مین چہوڑے وہ بہی اس نیت سے کہ گہر کے کاروبار کے لئے ایک غلام خرید ینگے (بروایت مسعودیؒ یہہ درم آپکے وظیفہ مقررہ مین سے پس انداز ہوی تہے و بروایتے اڑہائی سو درم اور ایک قرآن مجید اور ایک تلوار ترکہ مین ہے) خداوند جل جلالہ کے جملہ امور حسب مقتضاے تقدیر مقررہ جاری ہوتے ہین۔ جو اچہا کام ہے وہ خدا کی جانب نسبت کرنا چاہیئے اور برا اپنے نفس شریر کی طرف۔ ایہا الناس۔ آگاہ ہو کہ قریش نے اپنے کامونکی باگ برے لوگونکے ہاتہہ دے رکہی ہے۔ اونکے سردار اونکو دوزخ کی طرف لئے جارہی ہین۔ ان سردارونکا یہہ حال ہے کہ بعضے انمین سے جناب رسالتمآب سے لڑتے رہے یہانتک کہ خداوند تعالی نے حضور کو اونپر غالب کیا۔ بعضے اپنے دلونمین کینہ چہپای رہے یہانتک کہ اونکے ہخیال مددگار واعوان اونکو مل گئے تو کہل کہیلے۔ اب کتاب کا نازل ہونا تو بند ہوگیا۔ قلم احکام قضا و قدر لکہکر خشک ہوگیا اور جملہ امور حسب نوشتہ تقدیر جاری ہو رہے ہین۔

اسقدر فرماکر آپ چپ ہوگئے اور سر جہکا لیا۔ حاضرین مین ایک کہرام مچ گیا رونیکی آواز بلند ہوئی۔ ہرایک گریہ وزاری مین مبتلا تہا۔ آپ منبر سے اوترآے۔ ابن ملجم کو بلایا۔ وہ اس حال مین آپکے روبرو لایا گیا کہ حالت بدحواسی مین اوسکے بال کانون اور چہرہ پر بکہرے ہوی تہے۔ موت کی تصویر اوسکی سامنے کہڑی تہی۔ اس طرح وہ لعین روبرو کہڑا کیا گیا۔ آپنے تلوار نیام سے نکال لی۔ اوس مردک نے کہا۔ اے حسن ؑ مین نے خدا سے کوئی قول نہین کیا

مگر بحمد اللہ کہ اوسکو پورا کیا۔ اس مرتبہ مین نے متصل حطیم خانہ کعبہ یہہ عہد کیا تہا کہ تمہاری باپ اور معاویہ کو قتل کرونگا۔ وہ بہی کر لیا۔ اب اگر تم مجھکو چہوڑ دو تو مین وعدہ کرتا ہون کہ معاویہ کو قتل کرکے تم سے بیعت کر لونگا۔ اگر مین مارا گیا تاہم تمہارا مطلوب حاصل ہوا۔ ارشاد فرمایا قسم خدا کی تجھکو ایک دم بہی زندہ نہ چہوڑونگا۔ یہہ کہکر ایک ہاتہہ اوس بد نصیب شقی ازلی پر چہوڑ دیا اوسنے ہاتہہ پر روکا۔ آپنے دوسرے وار سے جہنم مین پہونچا دیا (ابن خلدون مستطرف ابن اثیر) لوگون نے اوس کا لاشہ بوریونمین لپیٹ کر آگ مین جلا دیا۔

عمرو بن الاصم کہتے ہین کہ مین نے امام حسن رضؓ سے کہا۔ شیعون کا عقیدہ ہے کہ جناب علی مرتضی رضؓ قیامت سے پہلے پہر دنیا مین تشریف لاوینگے۔ فرمایا۔ بخدا۔ وہ جہوٹے ہین۔ کہین ایسا ہو سکتا ہے اگر یہہ بات ہونیوالی ہوتی تو ہم والد ماجد کی بیویونکا عقد دوسرے لوگونسے نہ کر دیتے نہ اونکا مال و جائداد متروکہ باہم بانٹ لیتے۔ فرقہ شیعہ مین ایک گروہ کا یہہ عقیدہ تہا سب اسکے قائل نہ تہے۔ اوسی فرقہ مین سے جابر بن یزید جعفی کوفی تہا۔ ہماری دانست مین اب اس عقیدہ کے لوگ باقی نہین رہی۔ (ابن اثیر)

خمیس مین قصہ قتل ابن ملجم اس طرح منقول ہے کہ روغن نفط اور بورئے لا کر جمع کئے اور چاہا کہ آگ مین زندہ جلا دین۔ مگر حضرات عبد اللہ بن جعفر رضؓ حضرات حسنین رضؓ محمد بن حنفیہ نے کہا۔ ٹہر جاؤ۔ اس ملعون کو اس طرح قتل نہ کرو پہلے ہم اپنے دل خوش کر لین اور اس کو اس کی حرمزدگی کا مزہ چکہا لین۔ یہہ کہکر حضرت عبد اللہ نے ابن ملجم کے دونون ہاتہہ پائون کاٹ ڈالے اوسنے اُف تک نہ کیا۔ پہر لوہے کی کیل آگ مین خوب گرم کی جب وہ سرخ ہوگئی تو اوسکی آنکہومین پہیر دی پہر بہی وہ سخت جان نہ گہبرایا البتہ یہہ فقرہ کہا۔ تم نے اپنے چچا کی آنکہومین خوب گرم سرمہ لگایا۔ بعد یہہ سورۃ شروع کر دی۔ اقرا باسم ربك الذی خلق

یہانتک کہ پوری ختم کی اور حال یہ کہ دونون آنکھین پانی ہوکر اوسکے رخسارونپر بہ رہی تہین پہر لوگون نے اوسکی زبان کاٹنا چاہا اب وہ گہبرا اوٹھا جب سبب پوچہا گیا کہ زبان کاٹنے سے اسقدر پریشان کیون ہوتا ہے تو جواب دیا۔ میری گہبراہٹ صرف اسلئے ہے کہ مین نہین چاہتا دنیا مین ایک ساعت بھی بغیر ذکر خدا کے زندہ رہون۔ لوگون نے اوسکی زبان کاٹ کر زنبیل مین لپیٹا اور آگ مین جلا دیا۔ ابن ملجم گندم گون۔ کشادہ ابرو۔ تہا۔ اوسکے ماتہے پر نماز کا ڈہٹا بوجہ کثرت سجود کے پڑ گیا تہا۔

مروج الذہب مین اس طرح ہے کہ اوسکے دونون ہاتہہ دونون پائون قطع کرکے اوسکی آنکہہ مین گرم لوہے کی کیل پہیر دی۔ اوسنے کہا۔ پاک ذات ہے وہ جسنے انسان کو پیدا کیا۔ تمنے جگدار سرا اپنے چچا کی آنکہونمین لگا دیا۔ پہر اوسکو چٹائی مین لپیٹکر اوپر سے روغن نفط لگا کر آگ مین جلا دیا۔

ان روایات سے معلوم ہوتا ہے کہ خلاف وصیت کارروائی کیگئی مگر روایات ابن اثیر و ابن خلدون مین ہاتہہ پائون کاٹنا نہین ہے البتہ بعد قتل کے جلا دینا مذکور ہے۔ ابن ملجم بیشک ان سب باتون کا مستحق تہا بلکہ اس سے زیادہ کا لیکن امیر المومنین کی وصیت فرمانیکا مقتضا یہ ہے کہ حضرات حسنین نے ہرگز خلاف وصیت کوئی کارروائی نہ کی ہوگی۔ ہان بعد مرنیکے اوسکی لاش کا پہونک دینا خلاف وصیت نہین۔ بعد مثلہ کرنے کے زندہ جلا دینا عقلاً و درایۃً بعید ہے۔

عمران بن حطان رقاشی (خارجی) نے ابن ملجم کی تعریف مین چند اشعار کہے منجملہ اونکے دو شعرونکا ترجمہ یہ ہے۔

ترجمہ۔ ایک مرد پرہیزگار کی کیا خوب ضرب تہی جس سے اوسکی یہی نیت تہی

کہ مالک عرش کی رضا وخوشنودی حاصل کرے۔ مین اوس مرد نیک کو جب دنمین یاد کرتا ہون تو گمان کرتا ہون کہ خدا کے نزدیک پورا ثواب پاویگا۔

انکا جواب قاضی ابوالطیب طاہر بن عبداللہ شافعی نے یون دیا ہے۔

ترجمہ۔ تیرے اس بہتان سے جو ابن ملجم ملعون کی نسبت کہہ رہا ہے مین سخت بیزار ہون۔ اوس بدبخت کی نارنہ تھی مگر محض اس غرض سے کہ اسلام کے رکن کو گرادے۔ مین اوس لعین کو روز یاد کرکے اوسپر لعنت کرتا ہون اور اوسکے دین وملت اور عمران حطان دونو پر لعنت خدا بھیجتا ہون۔ ابن ملجم پر ہمیشہ علی الاتصال خدا کی لعنت ظاہر و پوشیدہ ہوتی رہے اور اے عمران وحطان تم لوگ آگ کے کتے ہو اور یہہ بات شریعت مین دلیل صاف سے ظاہر وروشن ہے۔ (مسعودی)

راقم۔ الخوارج کلاب النار۔ خارجی دوزخ کے کتے ہین۔ یہہ حدیث خمیس مین ہے۔

مرثیہ از بکر بن حسان باہری

قل لابن ملجم والاقدار غالبة		هدمت للدین والاسلام ارکانا
قتلت افضل من یمشی علی قدم		واعظم الناس اسلاما وایمانا
واعلم الناس بالقرآن ثم بما		سنّ الرسول لنا شرعا وتبیانا
صهر النبی ومولاه وناصره		اضحت مناقبه نورا وبرهانا

ترجمہ۔ ابن ملجم سے کہہ دو اے مردک تونے دین واسلام کے رکن کو گرادیا۔ اہل زمانہ مین افضل پاپیادہ چلنے والونمین بزرگ سب لوگون سے باعتبار اسلام وایمان کے بڑے تھے۔ سب لوگونسے قرآن کے بڑے جاننے والے۔ آنحضرت کے طریق سنت سے

واقف کار۔ حضور کے داماد مکرم۔ آپکے مولے۔ دوست۔ ناصر۔ جنکے فضائل و مناقب باعث نور و دلیل واضح ہیں۔

وکان منه علی رغم الحسود له	مکان هرون من موسیٰ بن عمرانا
قد کان یخبرهم هو بمقتله	قبل المنیة ازمانا فازمانا
ذکرت قاتله والدمع منحدر	فقلت سبحان رب العرش سبحانا
انی لاحسبه ما کان من انس	کلا ولکنه قد کان شیطانا

آنحضرت سے قریب مرتبہ مین علیؑ وہ درجہ رکھتے تھے جو حضرت ہارونؑ کو حضرت موسیٰؑ سے تھا۔ آپ لوگونکو اپنی شہادت سے قبل بارہا اس شہادت کی اطلاع دے چکے تھے۔ جمکو آپ کا قاتل یاد آیا اور میری آنکھون سے جوی اشک روان ہو گئی۔ مین نے کہا۔ خداوند تعالیٰ مالک عرش پاک ذات بے نیاز ہے مین ابن ملجم لعین کو انسانون مین شمار نہین کرتا۔ مین دعوے کے ساتھ کہتا ہون کہ بیشک وہ شیطان تھا۔

فلا عفا الله عنه سوء فعلته +	ولا سقی قبر عمران بن حطانا
یا ضربة من شقی ما اراد بها	الا یبلغ من ذی العرش رضوانا
بل ضربة من غوی اوردته لظی	وسوف یلقی بها الرحمن غضبانا
کانه لم یرد قصدا بضربته	الا لیصلی عذاب الخلد نیرانا

خداوند عالم منتقم حقیقی اوسکے بُرے فعل کو معاف نہ فرماوے اور نہ قبر عمران بن حطان پر باران رحمت کا چھڑکاؤ کرے۔ ہای کیا بُری ضرب شمشیر اوس شقی کی تھی اور اوس بدنصیب نے اسکے ذریعے سے رضامندی خدا کا ارادہ کیا تھا بلکہ درحقیقت یہہ ضرب شمشیر گمراہ کے ہاتھہ سے تھی جو اوسکو آتش دوزخ مین کھینچ لیگئی اور قیامت کیدن خدا کے روبرو اس حال مین حاضر

ہوگا کہ خداوند عالم اوسپر غضبناک ہوگا گویا ابن ملجم نے اس ضرب سے یہی ارادہ کیا کہ عذاب نار دائمی مین داخل ہو (ابن اثیرؒ و مسعودیؒ)

ذکر عمال سنہ ۴۰ھ وقت شہادت و دیگر حوادث

اسوقت آپکے عمال و حکام ممالک محروسہ مین اصحاب ذیل تھے۔ بصرہ مین عبداللہ بن عباسؓ انکے متعلق جملہ انتظام ملکی و مالی و فوجی تھا (بعد علیحدگی انکے دوسرے کے تقرر کی نوبت نہین آئی) محکمہ قضاء بصرہ کے حاکم ابوالاسود دوئلی تھے۔ گورنر فارس زیاد بن سمیہ۔ والی یمن عبیداللہ بن عباسؓ تھے اوسوقت تک کہ بسر بن ابی ارطاۃ کا واقعہ پیش نہین آیا۔ طائف و مکہ اور نواح کے حاکم قثم بن عباسؓ۔ مدینہ مین ابوایوب انصاریؓ یا سہل بن حنیفؓ۔ یہ حال قبل آمد بسر بن ابی ارطاۃ کا ہے اونکے آنے پر جو کچھ گذرا وہ اوپر گذر چکا (ابن اثیر و ابن خلدون)

آپکے **کاتب** عبداللہ بن ابی رافع ہین۔ **قاضی** آپکے شریح بن حارث کندی۔ **حاجب** قنبر آپکے مولی اور انسے بیشتر بشر تھے۔ یہ بھی آپکے مولی ہین۔ آپ کی مہر کا نقش یہ ہے۔

الملک للہ الواحد القہار۔ (تاریخ خمیس)

حسان بن ثابتؓ نے وفات پائی۔ ابو رافع مولی آنحضرتؐ نے انتقال کیا۔ حارث بن خزیمہ انصاری بدری نے جو احد و دیگر مشاہد مین شریک رہی اور خوات بن جبیر انصاری نے جو غزوہ بدر مین ہمراہ رکاب حضور پرنور گئے تھے مگر کسی عذر سے واپس آئے بمقام مدینہ وفات پائی۔ قرظہ بن کعب انصاری نے کوفہ مین انتقال کیا و بروایتے خلافت معاویہؓ مین وفات پائی۔ آپ احد و دیگر غزوات مین گئے ہین۔ امیر المومنین کے ہمراہ جملہ معرکون مین تھے۔ معاذ بن عفراء انصاری بدری ہین۔ دیگر مشاہد مین حاضر ہوئے اور ابولبابہ بن عبدالمنذر انصاری بدری نے وفات پائی اور بعض کہتے ہین کہ یہ غزوہ بدر مین شریک نہین ہوئے بلکہ آنحضرت اپنی جگہہ مدینہ پر

حاکم کر گئے تھے۔ جہجاہ غفاری رضؓ نے وفات پائی۔

سیر و عادات جناب مرتضوی

ابورافع رضؓ غلام آزاد کردہ داروغہ بیت المال تھے۔ ایک روز ایسا اتفاق ہوا کہ آپ کی کسی صاحبزادی نے موتی پہن لئے۔ آپ نے دیکھکر پہچانا اور از بس برہم ہو کر فرمایا۔ یہہ موتی کہانسے ملے مین اسکے ہاتھہ کاٹ لونگا۔ ابورافع رضؓ نے عرض کیا۔ یہہ مجھسے خطا ہوئی ہے۔ فرمایا۔ مین نے فاطمہ رضؓ سے جب عقد کیا اوسوقت میری گذران اس طرح تھی کہ رات کا بستر ایک مینڈھے کی کھال تھی۔ دن مین اپنے اونٹ کو اوسپر چارا دیا کرتا تھا اور رات کے وقت وہی چمڑا فرش خوابگاہ ہوتا تھا۔ خادم۔ غلام کوئی ہمارے گھر مین نہ تھا خود سارا کاروبار کر لیا کرتے تھے۔

عنترہ سے روایت ہے کہ مین ایک مرتبہ قصر خورنق مین آپکے پاس حاضر ہوا وہ زمانہ جاڑونکا تھا۔ آپ ایک پرانی چادر اوڑھے ہوے تھے۔ مین نے عرض کیا۔ امیر المومنین۔ خداوند تعالی نے آپکے اور آپکے اہل و عیال کے واسطے بیت المال مین حق مقرر کر دیا ہے۔ آپ اپنے نفس پر اسقدر تنگی و تکلیف کیون گوارا فرماتے ہین۔ فرمایا۔ وہ سب تم لوگونکے حوالہ کرتا ہون مین اوسمین سے کچھہ نہ لونگا۔ یہہ چادر وہی ہے جسکو مین مدینہ سے اوڑھکر نکلا تھا۔

مروی ہے کہ عمرو بن سلمہ عہد مرتضوی مین عامل اصفہان ہو کر گئے۔ یہہ وہان سے اموال خراج و مشکین شہد اور گھی سے بھری ہوئی لائے۔ بی بی ام کلثوم نے انسے گھی اور شہد طلب فرمایا۔ انہون نے ایک مشک شہد کی اور ایک گھی کی بھیجدی۔ دوسرے دن جناب علی مرتضی رضؓ نے سب مال اور مشکین طلب فرمائین جسوقت وہ سامنے لائی گئین آپنے شمار کیا تو دو کم پائین۔ دریافت حال کیا۔ عمرو بن سلمہ نے اصل حال چھپایا اور کہا مین ابھی حاضر کرتا ہون۔ آپنے قسم دلائی کہ صاف صاف بیان کرو۔ لاچار اونکو ظاہر کرنا پڑا۔ آپنے ام کلثوم سے دونون مشکین

واپس منگوالین دیکھا توکسیقدر خالی تہین۔ تاجرونکو دکھلا کر اوسقدر شہد وگہی کی قیمت کا تخمینہ کیا گیا۔ تاجرون نے صرف تین درم قیمت بیان کی۔ آپنے ام کلثوم سے تین درم منگوا کر داخل مال کئے اور سب کو تقسیم کر دیا۔

ایک مرتبہ آپ ہمدان تشریف لیگئے۔ جب واپس ہوئے تو دو شخصونکو جھگڑتے دیکھا۔ آپنے دونونکو ایک دوسرے سے جدا کر دیا اور آگے بڑھے۔ ناگہان آپکے کان مین آواز (ہاے فریاد ہاے فریاد) آئی۔ آپ اودہر متوجہ ہوے اور بڑھاتے جاتے تہے کہ تیرا فریادرس پہونچا۔ قریب جا کر کیا دیکھتے ہین کہ دو شخص باہم گتھے ہوئے ہین ایک اونمین سے بولا۔ مین نے اس شخص کے ہاتھ ایک کپڑا سات درم کو فروخت کیا تہا اور شرط کرلی تہی کہ درم کہرے دینا مگر یہہ ناقص درم (درم دکھلا کر) مجھکو دینے لگا اور میرے انکار پر طمانچہ مارا۔ آپنے طمانچہ مارنے والے سے جواب طلب کیا۔ اوسنے اقرار کیا۔ فرمایا۔ اسکو حسب شرط درم ادا کر۔ اوسنے بلا عذر حوالے کئے پہر آپنے بائع کو حکم دیا کہ تپانچہ کا بدلہ مشتری سے لے۔ اوسنے کہا مین معاف کرتا ہون۔ آپنے ہمراہیونکو حکم دیا کہ طمانچہ مارنیوالے کو میرے ساتھ لیچلو۔ ایک شخص نے اوسکو اپنی پیٹھ پر لاد لیا۔ آپنے جاے اقامت پر پہونچکر پندرہ دُرّے اوس کو مارے اور فرمایا۔ یہہ اوس شخص کی آبروریزی کی سزا (ابن اثیر و فتوحات اسلامیہ)

امام شعبیؒ کہتے ہین کہ جناب علیؓ کی ذرہ وقت واپسی صفین سے گم ہوگئی وہ ایک یہودی کے ہاتہہ لگی۔ آپنے اوس سے کہا۔ یہہ ذرہ میری ہے۔ اوس نے انکار کیا۔ آپ اوسکو مع ذرہ قاضی شریحؒ کے پاس لائے۔ خود قاضی کے برابر بیٹھے اور فرمایا۔ اگر میرا مدعا علیہ مسلمان ہوتا تو مین ضرور اسکے برابر بیٹھتا پہر بیان کیا کہ یہہ ذرہ میری ہے۔ یہودی نے کہا۔ غلط ہی یہہ میری ہی ہو لیکن امیر المومنین بہی جہوٹے نہین۔ قاضی نے آپسے پوچھا کہ آپ گواہ پیش کر سکتے ہین۔ آپنے ہنسکر

فرمایا۔ گواہ تو کوئی نہین ہی۔ یہ سنکر یہودی چل دیا اور چند قدم جاکر واپس آیا اور کہا۔ مین گواہ ہوتا ہون کہ بیشک یہہ احکام انبیائے کرام کے ہین۔ امیرالمومنین نے باوجود قدرت کے خود فیصلہ نہ کیا بلکہ قاضی کے سامنے مقدمہ پیش کیا اور اونکے قاضی نے بہی اونکی رعایت نہ کی بلکہ ظاہر حال پر فیصلہ کیا۔ یہہ کہکر مسلمان ہوگیا اور زرہ پیش کی۔ آپ اسکے اسلام لانے سے بہت خوش ہوے وہ اوسیکو بخش دی اور ایک گھوڑا بہی عنایت فرمایا۔ وہ یہودی آپکے ساتہہ جنگ خوارج مین گیا

مروی ہے کہ امیرالمومنین نے ایک مرتبہ کہجور ایک درم کی بازار مین خریدین اور اپنی چادر مین باندہ لین پہر خود لیکر چلے۔ لوگون نے کہا۔ ہمکو عنایت فرماوین ہم آپکے دولتخانہ تک پہونچا دین۔ فرمایا۔ یہہ نہوگا عیالدار ہی کو اسکے اوٹہانے کا حق ہے۔

خلیفہ عمر بن عبدالعزیز کے دربار مین ایک دفعہ زاہدونکا ذکر آیا۔ خلیفہ نے کہا۔ علی بڑے زاہد تہے۔ سب زاہدونمین آپکا نمبر اول تہا۔

منقول ہے کہ ایک مرتبہ آپکے دروازہ پر کچہہ لوگ جمع تہے۔ آپنے قنبر سے دریافت فرمایا یہہ کون لوگ ہین۔ قنبر نے کہا۔ آپکے شیعہ ہین۔ فرمایا۔ مین ان لوگونمین شیعہ کی علامت ایک بہی نہین پاتا۔ قنبر نے عرض کیا۔ امیرالمومنین شیعہ کی علامات ظاہر فرماوین۔ فرمایا۔ اونکے علامات یہ ہین۔ کم خوراکی اور فاقہ کشی سے اونکے پیٹ لگے ہوے ہین۔ اونکے لب پیاس سے خشک۔ آنکہین کثرت گریہ سے کمزور ہین۔

عبداللہ بن زریر کہتے ہین کہ ایک مرتبہ بروز عیدالضحیٰ مین آپ کے دولتخانہ پر حاضر ہوا آپ اسوقت خلیفہ تہے۔ وہان اور لوگ بہی موجود تہے۔ آپنے ہم لوگونکے سامنے آٹے کا لپٹا جسمین گوشت پڑا ہوا تہا رکہا۔ مین نے عرض کیا۔ خدا امیرالمومنین کی دنیا و آخرت سنوارے غریبونکا سا کہانا حضور تناول فرماتے ہین اور ہم لوگونکو بہی کہلاتے ہین۔ یہ بطین جو پہر رہی ہین

انکا گوشت کیون نہین نوشجان فرماتے اور ہمکو بہی کہلاتے۔ اللہ تعالی نے اپنا فضل و کرم کیا ہی دولت دنیا ہمکو عنایت فرمائی ہے۔ نفیس غذا لذیذ کہانے کہا ئین اور کہلائین۔ فرمایا اے ابن زریر۔ مین نے آنحضرت صلعم سے سُنا ہے۔ خدا کے مال سے خلیفہ کا حق جائز صرف دو پیالے ہین۔ ایک پیالہ تو خود اپنے واسطے اور اپنے اہل وعیال کے واسطے۔ دوسرا عام مہمانون وغیرہ کا حق ہے۔ بس اس سے زائد خلیفہ کو لینا درست نہین۔

ایک مرتبہ آپ بازار سے گذرے اور خرما فروش کی دوکان پر کچہہ خریدنے کی غرض سے کہڑی ہوگئے۔ آپنے اوسکی دوکان پر ایک لونڈی روتی ہوئی پائی۔ وجہ دریافت کی تو اوس نے عرض کیا۔ مین اس دوکاندار سے ایک درم کی کہجور لیگئی تہی مگر میرے مالک نے واپس کردی۔ اب یہہ واپس نہین کرتا۔ مین اسواسطے روتی ہون کہ جب میرا مالک مجہسے درم طلب کریگا تو کیا جواب دونگی۔ آپنے دوکاندار سے فرمایا۔ یہہ بیچاری لونڈی ہے اسکا اختیار کیا۔ اپنے مالک کیلئے خرید لیگئی تہی اوس نے پسند نہ کی۔ تو اس سے واپس لیکر قیمت اسکے حوالہ کر۔ دوکاندار آپ کو پہچانتا نہ تہا درم آپکے حوالہ کیا کہ آپ لونڈی کو دیدین۔ لوگون نے کہا۔ تجہکو معلوم ہی کہ یہہ کون ہین۔ دوکاندار نے کہا۔ مین نہین جانتا۔ کہا۔ آپ امیر المومنین ہین۔ یہہ سُنکر دوکاندار نے کہجور بہی مع درم کے لونڈی کو دیدین اور وہ خوش خوش اپنے گہر چلیگئی (فتوحات اسلامیہ)

ایک شخص نے آپسے پوچہا۔ امیر المومنین آپنے کس حال مین صبح کی۔ فرمایا ضعیف و ناتوان خدا کی عبادت مین قصوروار اوسکا گنہگار۔ جو میرے مقدر مین ہے کہاتا ہون اور اپنی موت کا منتظر ہون۔ اوس نے سوال کیا دنیا کو آپ کیسا جانتے ہین۔ ارشاد ہوا۔ جس گہر مین ابتدا ئے غم و رنج کا سامنا ہو اور آخر کار موت آنے سے وہ چہوٹنے والا ہو ایسے گہر کا کیا حال کہون۔ جو اوس سے الگ رہنا چاہے مصیبت مین پڑے اور جو اوسکا محتاج ہو غم اوٹہائے

یہہ دار دنیا عجب نازک مقام ہے۔ حلال کی بابت روز قیامت مین حساب ہوگا اور حرام پر توعذاب کہلا ہوا ہے۔ سائل اُنے پوچہا۔ پہر کون مخلوق خدا اچہی حالت مین۔ فارغ البال عیش وآرام مین ہے۔ فرمایا۔ جوجسم زیرزمین عذاب سے بخوف وخطراور ثواب آخرت کے منتظر ہین وہی سب سے چنگے ہین۔ جناب علی مرتضیٰؑ نے تا حین حیات خود کبہی نیا کپڑا نہ پہنا نہ کوئی زمین وجائداد لی البتہ مقام فدبر مین کچہہ زمین تہی جسکو خدا کی راہ مین وقف کردیا تہا اور اوسکی آمدنی خیرات کردیا کرتے تہے۔ (مسعودیؒ)

آپکے نامی ومشہور اصحاب سے صعصعہ بن صوحان عبدی۔ عبداللہ بن الکوا یشکری۔ ضرار اسدی۔ کمیل بن زیاد ہین۔ انمین صعصعہ بڑے فصیح۔ طرار تیز زبان تہے اونکی فصاحت وبلاغت کی دہوم تہی۔ حاضر جوابی اور برجستہ جواب دینے مین اونکو خاص ملکہ تہا۔ مروج الذہب مین اونکی تقریر کی چند نظائر موجود ہین۔ انکا حضرت معاویہؓ کے پاس برسم رسالت جانا اور اُنسے گفتگو اور اونکے سوالونکے جواب نہایت جرأت وبیباکی کے ساتہہ مسطور ہین۔ بخوف طوالت ہم اونکو یہان ذکر نہین کرتے۔

ازواج واولاد

جناب امیرالمومنین علی مرتضیٰؑ کی نو بیویان اور ام ولد تہین (ابن اثیر) آپ کثیر الاولاد تہے۔ تعداد اولاد مین روایات مختلف ہین۔ ایک روایت مین بتیس ہین۔ سولہ لڑکے اور سولہ لڑکیان۔ بعضے اونتیس ۲۹ کہتے ہین۔ بارہ لڑکے۔ سترہ لڑکیان۔ بروایت محب طبری چودہ لڑکے اور اٹھارہ لڑکیان ہین۔ اور بروایت صفوۃ چودہ لڑکے اونیس ۱۹ لڑکیان۔

سب سے اول آپکا عقد جناب فاطمہ زہرا رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے ہوا۔ تاحیات سیدہ فاطمہؓ آپنے دوسری عورت سے نکاح نہ کیا حضرت فاطمہ کے بطن سے حضرات حسنینؑ ہین حضرت محسنؓ

بھی انہین سے ہین۔ انہون نے بچپن مین انتقال فرمایا۔ زینب کبریٰ۔ (زوجہ عبداللہ بن جعفرؓ) ام کلثوم کبریٰ۔ (زوجہ جناب عمر فاروقؓ) یہہ دونون صاحبزادیان بھی حضرت فاطمہؓ کے بطن سے ہین۔ یہہ چارون حضرت فاطمہؓ سے ہین۔ (ابن اثیرؒ ومسعودیؒ)

بعد وفات جناب سیدہ فاطمہؓ آپنے ام البنین بنت حرام کلابیہ سے عقد کیا۔ انسے عباس جعفر۔ عبداللہ۔ عثمان یہ چار لڑکے پیدا ہوئے۔ جو معرکہ کربلا مین شہید ہوے۔ عباس کے سوا انمین سے کسیکا سلسلۂ اولاد جاری نہین ہوا (ابن اثیر)

عباس کا لقب سقا اور کنیت ابو قربہ ہے۔ معرکہ کربلا مین یہہ لشکر امام حسینؓ کے علم بردار تھے (خمیس)

تیسرا عقد آپ کا لیلیٰ بنت مسعود بن خالد نہشلیہ تمیمیہ سے ہوا۔ وبروایت خمیس لیلیٰ بنت معوذ بن خالد نہشلیہ وبروایت بعض دارمیہ ہین۔ انسے عبیداللہ اور ابوبکر دو لڑکے ہوئے کربلا مین شربت شہادت نوش کیا اور بعضی کہتے ہین کہ عبیداللہ جنگ مصعب بن زبیرؓ مین مختار ثقفی کے ہاتھہ سے شہید ہوے۔ ان دونون کا بھی سلسلہ اولاد منقطع ہے۔

چوتھی شادی اسمارؓ بنت عمیس خثعمیہ سے ہوئی۔ انکے بطن سے محمد اصغر و یحییٰ ہین۔ انکی نسل بھی نہین ہے اور بعضے کہتے ہین کہ محمد ام ولد (لونڈی) سے ہین اور کربلا مین شہید ہوئے۔ بعض روایت سے عون بھی بطن اسمار سے ہوے۔ بروایت خمیس۔ محمد بطن ام ولد سے ہین۔ کربلا مین شہید ہوے یحییٰ صغر سنی مین انتقال کر گئے۔ عون۔ یہہ دونون اسمار بنت عمیس کے بطن سے ہین یحییٰ۔ عون۔ حضرت جعفرؓ کے لڑکون اور محمد بن ابی ابکرؓ کے بھائی ہوے۔ (یعنی ان سبکی ایک ہی مان ہین اسمار بنت عمیس)

پانچوین صہبار بنت ربیعہ تغلبیہ ہین۔ یہہ ام ولد ہین حضرت خالد بن ولید عین تمر سے قید کر لائے تھے۔ جناب علی مرتضیٰؓ نے انکو خرید لیا۔ انکے بطن سے عمر اکبر۔ رقیہ ہین عمر نے پچاس برس کی

عمر پائی اور اس مدت مین جناب علیؓ کے ترکہ سے ایک نصف جائداد (بدفعات) انکو ملی۔ محسنے بمقام ینبع وفات پائی۔

چہٹا عقد امامہؓ بنت ابی العاص بن ربیع بن عبد العزی بن عبد شمس سے ہوا۔ یہہ حضرت زینب جناب رسولخدا صلعم کی صاحبزادی ہین۔ انکی بطن سے محمد اوسط ہین۔

ساتوین خولہ بنت ایاس بن جعفر حنفیہ ہین۔ یہہ ام ولد ہین بعض کہتے ہین کہ خولہ یمامہ کے قیدیونمین تہین۔ جب لونڈی غلام تقسیم ہوے تو یہہ حضرت علیؓ کے حصہ مین آئین۔ خولہ دراصل قبیلہ حنفیہ سے نہین ہین بلکہ حبشیہ سندیہ بنی حنفیہ کی لونڈی ہین اور بعض کہتے ہین کہ حضرت ابوبکر صدیق نے بنی حنفیہ کے قیدیونمین سے ایک لونڈی حنفیہ جناب علی کو دی تہی۔ بہرکیف انکے بطن سے محمد اکبر مشہور بہ محمد بن حنفیہ ہین۔ بعض شیعہ انکو مہدی کہتے ہین۔

محمد بن حنفیہ کا قول تہا کہ ہر مسلمان مہدی ہے (یعنی راہ پاے ہوے) معرکہ جمل مین یہ علم بردار تہے۔ آپ بڑے بہادر سخی۔ خوش بیان و مقرر۔ تہے۔ کہتے ہین کہ اشعہ مین عبد اللہ بن زبیرؓ سے بہاگ کر محمد بن حنفیہ طائف پہونچے اور وہی جگہہ وفات پائی۔ (خمیس)

آٹھوین شادی ام سعید بنت عروہ بن مسعود ثقفیہ سے ہوئی۔ انکے بطن سے ام الحسن۔ رملہ کبریٰ ام کلثوم ہین۔

نوان عقد آپ کا مخبہ بنت امرئ القیس بن عدی۔ کلبیہ سے ہوا۔ انکے بطن سے ایک لڑکی ہوئی جو بچپن ہی مین فوت ہوگئی۔ کہتے ہین وہ اتنی بڑی ہوگئی تہی کہ مسجد مین چلی آتی تہی۔ لوگ اوس سے پوچہتے بیٹی۔ تمہارے ماموں کون ہین۔ وہ جواب دیتی۔ وَ وْ۔ وَ وْ۔ یا اَو اَو۔ (یعنی کتہ کی آواز نقل کرکے ظاہر کرتی تہی کہ اوسکے ماموں بنی کلب ہین)

آپکی اولاد اناث مختلف عورتون سے جنکے نام معلوم نہین اور جو اولاد ام ولد ہین یہہ ہین

ام ہانی میمونہ۔ زینب صغریٰ۔ رملہ صغریٰ۔ ام کلثوم صغریٰ۔ فاطمہ۔ امامہ۔ خدیجہ۔
ام الکرام۔ ام سلمہ۔ ام جعفر۔ جمانہ۔ نفیسہ۔ یہہ جملہ اولاد جناب علی مرتضیٰؓ چودہ لڑکے اور سترہ
لڑکیاں ہین۔ انمین سے نسل صرف حضرت امام حسنؓ و حسینؓ۔ محمد بن حنفیہ۔ عباس بن کلابیہ۔ عمر بن تغلبیہ
پانچ لڑکون سے ہے۔ دیگر اولاد کا سلسلہ اعقاب نہ چلا۔

آپکی صاحبزادیون اور اونکے شوہر و اولاد کی مجمل کیفیت یہہ ہی کہ زینب بنت فاطمہؓ کا عقد
عبداللہ بن جعفرؓ سے ہوا۔ اونسے علی۔ عون۔ عباس۔ ام کلثوم پیدا ہوے۔

ام کلثوم بنت فاطمہؓ کی ولادت آنحضرتؐ کے عین حیات ہوئی۔ یہہ حضرت امیر المومنین
عمر فاروقؓ کے عقد مین آئین۔ انکے بطن سے زید بن عمرؓ بن خطاب ہین اور ایک لڑکی رقیہ بنت عمرؓ
ہی انہین کے بطن سے پیدا ہوئین۔ بعد وفات حضرت عمر فاروقؓ ام کلثوم کا عقد ثانی عون بن
جعفرؓ بن ابی طالب سے ہوا۔ انسے کوئی اولاد نہین ہوئی۔ بعد وفات عون کے محمد بن جعفرؓ کے
نکاح مین آئین۔ انسے ایک لڑکی پیدا ہوئی۔ جب یہہ بہی فوت ہوے تو عبداللہ بن جعفرؓ نے
عقد کر لیا۔ انسے کوئی اولاد نہین ہوئی اور انہین کے پاس ام کلثوم نے وفات پائی۔ ام کلثوم
اور انکے بیٹے زید دونون نے ایک وقت مین انتقال فرمایا۔ اسکا قصہ یہہ ہے کہ بنی عدی کے درمیان
کچھہ جھگڑا تھا۔ نوبت بہ جنگ و جدال پہونچی۔ زید انمین صلح کرانے کو گئے۔ اندہیرے مین کسیکی تلوار
انکے سر پر پڑی یہہ زخمی ہوکر چلے آے۔ چند روز زندہ رہکر انتقال کیا۔ اوسیوقت انکی والدہ
ام کلثوم نے بہی رحلت کی۔ دونون پر ایک ساتھہ نماز جنازہ ادا ہوئی۔ حضرت عبداللہ بن عمرؓ
یا حضرت سعد بن ابی وقاصؓ نے نماز پڑہائی۔ حضرات حسنینؓ و ابو ہریرہؓ نماز مین شریک ہے۔
رقیہ بنت صہبا اور ام الحسن بنت ام سعید۔ یہہ دونون صاحبزادیان یکے بعد دیگرے
جعدہ بن ابی ہبیرہ مخزومی۔ (جناب علیؓ کے بھانجہ) کے نکاح مین آئین۔

رملہ کبریٰ بنت ام سعید سے عبداللہ بن ابی سفیان بن حارث بن عبدالمطلب نے نکاح کیا۔
ام ہانی عبدالرحمن بن عقیلؓ کے نکاح مین آئین۔
میمونہ کا عقد عبداللہ اکبر بن عقیل سے ہوا اور زینب صغریٰ۔ محمد بن عقیلؓ کی بیوی ہوئین
رملہ صغریٰ۔ ام کلثوم صغریٰ یکے بعد دیگرے عبداللہ اصغر بن عقیلؓ کو بیاہی گئین۔
فاطمہ سعید بن اسود بن حارث کے نکاح مین آئین۔
خدیجہ۔ ام الکرام۔ ام سلمہ۔ ام جعفر۔ جمانہ۔ امامہ۔ یہہ صاحبزادیان یکے بعد دیگرے
صلت بن نوفل بن حارث بن عبدالمطلب کے عقد مین آئین۔ بعضے راوی امامہ کی جگہہ تقیہ۔
نفیسہ ذکر کرتے ہین۔
یعمری کا قول ہی کہ جناب علی مرتضیٰؓ کی اولاد سے اونیس ۱۹ لڑکا لڑکی آپکے حین حیات
انتقال کر گئے۔ وقت شہادت صرف تیرہ لڑکا لڑکی موجود تھے جو وارث ہوے انمین سے
پچہ معرکہ کربلا مین جام شہادت نوش فرماکر راہی ملک بقا ہوے۔

خلافت سیدنا امام حسن رضی اللہ تعالےٰ عنہ

آپکے فضائل و مناقب بیشمار ہین۔ آپکا لقب تقی اور سید ہے۔ کنیت ابو محمد حلیہ مبارک یہ ہے
آپ میانہ قد تھے نہ بہت لانبے نہ زیادہ پستہ قد۔ رنگ گورا سرخی مائل۔ آنکھین سیاہ بڑی بڑی
رخسارے پُر گوشت بھرے ہوے۔ چہرہ خوبصورت ڈاڑہی گھنی اور بہت۔ گردن گویا
صراحی سیم خالص تھی۔ استخوان شانہ۔ بڑے چوڑے چکلے۔ دونون شانون کے درمیان
فاصلہ۔ آپکے بال گھونگھروالے تھے۔ آپ سیاہ خضاب فرماتے ستھے۔ ایک روایت مین ہی
کہ آپ مہندی اور کتم سے خضاب کرتے ستھے۔ آپکی ولادت کا قصہ ہم اوپر لکھہ آے ہین
اب چند احادیث درباب فضائل نقل کرتے ہین۔

صحیح بخاری و مسلم مین بروایت براء منقول ہے۔ مین نے خود دیکھا ہے کہ جناب امام حسنؓ حضور نبوی کے دوش مبارک پر تھے اور آنحضرت صلعم فرمارہے تھے۔ خدایا مین اسکو دوست رکھتا ہون تو بھی اس سے محبت رکھنا۔

بخاری شریف مین بروایت ابی بکرہؓ وارد ہے کہ مین نے جناب رسالتمآب سے سنا ہے حضور منبر پر تشریف فرما تھے اور حسنؓ آپکے بغل مین بیٹھے تھے۔ حضور سرور عالم کبھی ہم لوگون کی طرف نظر فرماتے اور کبھی امام حسنؓ کے چہرہ کو دیکھتے اور فرماتے تھے۔ یہہ میرا بیٹا ہے سید ہے امید ہے کہ اللہ تعالیٰ اسکے ذریعہ سے مسلمانونکی دو جماعتونمین صلح کراوے گا۔

جامع ترمذی مین بروایت ابوسعید خدری منقول ہے کہ حضور فرماتے ہین حسنؓ حسینؓ جوانان جنت کے سردار ہین۔

حضرت ابن عباسؓ سے مروی ہے۔ ایک مرتبہ جناب رسول خدا اپنے دوشخانہ سے امام حسنؓ کو دوش مبارک پر سوار کئے ہوے تشریف لائے۔ ایک شخص نے دیکھکر کہا۔ واہ میان صاحبزادہ تمہاری سواری توخوب ہے۔ حضور نبوی نے فرمایا اور یہہ سوار بھی تو اچھا ہے۔

عبداللہ بن عبدالرحمن بن زبیرؓ کہتے ہین کہ اہل بیت نبوی مین امام حسنؓ آنحضرت صلعم سے صورت و شکل مین بہت مشابہ تھے۔ حضور انکو سب سے زیادہ چاہتے تھے۔ مین نے بارہا دیکھا ہے کہ جناب رسول اللہ حالت سجدہ مین ہوتے اور امام حسنؓ اوسوقت آجاتے تو آنحضرت کے اوپر سوار ہوجاتے۔ آپ انکی خاطر سے اوسی طرح سجدہ مین رہتے یہانتک کہ یہہ خود اوترتے۔ اکثر ایسا بھی دیکھا ہے کہ آپ رکوع مین ہوتے اور امام حسنؓ حضور کی ٹانگون سے لپٹ جاتے حضور اونکے واسطے اپنے پانون پھیلادیتے۔ یہہ ایک طرف سے دوسری طرف نکل جاتے۔

ابوسلمہ بن عبدالرحمن کہتے ہین کہ جناب رسالتمآب نے زبان مبارک جناب امام حسنؓ کے سامنے

کردیتے یہہ زبان کی سرخی دیکھکر خوش ہوتے اور اوسپر لپکتے تھے۔

روایت ہے کہ ایک مرتبہ جناب سرور کائنات نماز پڑہاتے تھے اور حضرت حسنؓ آپکو سجدہ مین دیکھکر کبھی پیٹہ پر کبھی گردن پر سوار ہوجاتے تھے حضور نے انکو آہستہ سے اوتارا اور نماز ادا فرمائی صحابہ نے عرض کیا حضور انکے ساتھہ جسقدر محبت فرماتے ہین دوسرے کو اسقدر نہین چاہتے۔ فرمایا یہہ میرا پہول ہے۔ یہہ میرا بیٹا سید ہے۔ مین خیال کرتا ہون کہ خداوند تعالی اسکی بدولت مسلمانونکی دو جماعتونمین صلح کرادے گا۔

بسند معتبر ابوہریرہؓ کا قول ہے کہ جب مین حسنؓ کو دیکھتا ہون فرط محبت سے میری آنکھونسے آنسو ٹپک پڑتے ہین۔ وجہ یہہ ہے کہ ایک روز جناب سرور عالم دولتخانہ سے برآمد ہوے اور مسجد مین تشریف لاے۔ میرا ہاتہہ پکڑکر ایک طرف کو رخ فرمایا یہانتک کہ بازار بنی قینقاع مین داخل ہوے پھر سیر کرتے ہوے مسجد نبوی مین واپس آے اور ایک جگہہ بیٹھہ گئے اور فرمایا میری بیٹے کو بلالو۔ اتنے مین امام حسنؓ دوڑتے ہوے آے اور آغوش مبارک مین گر پڑے حضور بار بار اپنا منہ اونکے منہ پر رکھتے اور فرماتے تھے۔ خداوندا۔ مین اسکو چاہتا ہون اور جو اسکو چاہتا ہے اوسکو بھی چاہتا ہون۔

صحیح بخاری مین عقبہ بن حارث سے روایت ہے۔ ایک مرتبہ جناب صدیق اکبرؓ نے نماز عصر ادا کی اور جناب علی مرتضیٰؓ کے ہمراہ مسجد سے نکلے۔ راستہ مین امام حسنؓ بچونکے ساتھہ کھیل رہے تھے آپنے اونکو اوٹھاکر کاندہے پر بٹھالیا اور فرمایا۔ یہہ تو صورت و شکل مین جناب رسول اللہ کے مشابہ ہین علی کی صورت سے نہین ملتے جناب علیؓ یہہ سنکر ہنستے تھے۔

جامع ترمذی مین ہے۔ امام حسنؓ سر سے سینہ تک آنحضرت صلعم سے مشابہ تھے اور امام حسینؓ سینہ سے تا بہ قدم۔

اوصاف کمال سیر و عادات

آپ کی ذات مبارک مجموعہ اخلاق حسنہ و عادات پسندیدہ تہی علم و کرم۔ زہد و تقویٰ۔ عبادت و ریاضت۔ جود و سخا۔ صبر و توکل مین شہرہ آفاق صاحب وقار صاحب سکینہ تھے اور کیون نہ ہوتے۔ خاندان نبوت کے روشن چراغ نور دیدہ جناب علی مرتضیٰ رضی اللہ عنہ نوبادہ گلشن رسالت ثمر شجر ولایت تھے۔ اگر آپکے اوصاف لکھے جاوین تو ایک دفتر ہو جاوے یہان مختصراً عرض ہوتے ہین۔

(**عبادت و ریاضت**) ابو نعیم سے روایت ہے کہ جناب امام حسنؓ نے فرمایا۔ مین حیا کرتا ہون کہ خداوند تعالیٰ سے ملون اور اوسکے گہر کعبہ محترمہ کا سفر پاپیادہ نہ کیا ہو۔ پہر آپنے بیس حج پیدل چلکر کئے۔ دوسری روایت مین پچیس حج کرنا آیا ہے اور لکھا ہے کہ سواریان کوتل آپکے آگے چلتی تہین۔ (صواعق محرقہ)

روایت ہے کہ آپ جسوقت طواف خانہ کعبہ سے فارغ ہوتے تو مقام ابراہیمؑ کے پاس دو رکعت نفل ادا فرماتے پہر اپنا منہ مقام ابراہیمؑ پر رکہکر زار زار روتے اور فرماتے۔ الٰہی۔ تیرا بندہ۔ تیرا خادم۔ تیرے در پر سائل ہے۔ وہ تیرے دروازہ پر مسکین ہو کر حاضر ہوا ہے" یہی الفاظ بار بار آپکے ورد زبان ہوتے تھے۔

مروی ہے کہ آپ ایک مرتبہ طواف سے فارغ ہو کر حرم شریف سے باہر گئے۔ ایک جماعت فقرا۔ مساکین پر گذر ہوا۔ یہہ لوگ خشک روٹی کے ٹکڑے کہا رہے تھے۔ آپنے اونکو سلام کیا۔ فقرا نے جواب دیکر کہانے کیواسطے بلایا۔ آپ جاکر بیٹھ گئے اور فرمایا۔ بہائیو! یہہ کہانا صدقہ و خیرات کا ہے۔ مین کہا نہین سکتا ورنہ مجھکو کچہ عار نہو تا تم میرے مکان پر چلو۔ فقرا آپکے ساتھ ساتھ ہو لئے۔ آپنے مکان پر پہونچکر اونکو کہانا کہلوایا۔ کپڑے تقسیم فرمائے اور درہم دیکر رخصت (مستطرف)

(جود وسخا) ابو نعیم سے روایت ہے کہ آپنے دو دفعہ اپنا کل مال راہ خدامین دیدیا یہانتک کہ ایک حبہ پاس نہ رکھا اور تین دفعہ آدھا آدھا مال خدا کے واسطے خیرات کیا یہانتک کہ جفت پاپوش سے ایک اخدامین دیا اور ایک رکھ چھوڑا۔ ایکمرتبہ آپنے کسی شخص سے سُنا کہ وہ خدا سے دس ہزار درم مانگ رہا ہے آپنے دس ہزار درم اوسکے پاس بھجوادیئے۔ ایک دوسرا شخص حاضر ہو کر کہنے لگا۔ مین مالدار غنی تھا۔ اب افلاس کے ہاتھون تنگ حال ہوگیا ہون۔ آپنے فرمایا۔ تمہارے لائق اور بقدر احتیاج تمہارے لئے میرے پاس نہین ہے اور جسقدر تمہارے سوال کا حق ہے اور جسکو مین خوب جانتا ہون افسوس کہ مین اوسکے دینے پر قادر نہین اور خدا کے نزدیک مال کثیر بھی کچھ نہین ہے وہ تو سب پر قادر ہے البتہ میرے پاس اسوقت جو کچھ ہے اگر تم اسکو قبول کرو تو تمہارا احسان ہے۔ اس قلیل مقدار کے لینے سے مجھکو بار حفاظت اور اوسکے اہتمام سے سبکدوش کردو تو تمہارا شکرگذار ہونگا۔ سائل نے عرض کیا۔ اے رسول اللہ کے نواسے۔ آپ یہہ کیا فرماتے ہین۔ آپ جو کچھ عنایت کرینگے مین اوسکا شکر کرونگا اور غنیمت جانونگا۔ آپنے داروغہ کو طلب فرماکر اوس سے حساب پوچھا اور فرمایا جسقدر تمہارے پاس موجود ہو سب لے آؤ۔ داروغہ نے پچاس ہزار درم حاضر کئے۔ آپنے فرمایا۔ وہ پانچسو اشرفیان کہان ہین داروغہ نے کہا۔ موجود ہین۔ غرض وہ بھی حاضر کی گئین۔ آپنے یہہ جملہ درم و دینار سائل کے حوالہ کئے اور عذرخواہ ہوئے (صواعق محرقہ) پھر آپنے فرمایا۔ حمال بلالاؤ اور یہہ درم یہان سے اپنے گھر اوٹھوا لیجاؤ اور چادر مبارک حوالہ کرکے فرمایا۔ یہہ چادر حمال کی اجرت مین دینا۔ یہہ اجرت بھی میری ہی طرف سے ہونا چاہیئے (سراج الملوک)

راقم۔ سبحان اللہ سخاوت اسی کا نام ہے۔ شام کے کھانیکو بھی ایک حبہ پاس نہ رکھا۔ اب اس سے زیادہ سخاوت و کرم کیا ہوگا۔ حاتم نے بھی تو ایسی بخشش و عطا نہ کی ہوگی۔

ایک مرتبہ حضرات حسنین۔ عبداللہ بن جعفر۔ ابو وحیہ انصاری رضی اللہ عنہم مکہ معظمہ سے جانب مدینہ منورہ روانہ ہوے۔ اثنای راہ مین پانی برسا۔ یہہ ایک اعرابی کے خیمہ مین سکونت پذیر ہوے بارش تین دن رات برابر ہوتی رہی۔ اس عرصہ مین صاحب خانہ نے اپنی بکری ذبح کی اور انکی دعوت کی جب بارش موقوف ہوئی تو یہہ مدینہ منورہ روانہ ہوے۔ وقت روانگی اوس اعرابی سے رخصت ہوکر عبداللہ بن جعفرؓ نے اسطرح فرمایا۔ تم جب مدینہ مین آنا تو ہمسے ضرور ملنا۔ چند سال کے بعد اعرابی محتاج و مفلس ہوگیا۔ اوسکی عورت نے کہا۔ اگر تم مدینہ جاکر اون جوانون سے ملتے تو کیا عجب تہا کہ وہ کچہہ سلوک کرتے اور تمہاری عسرت دفع ہوتی۔ اعرابی نے جواب دیا مین تو اونکا نام تک بہول گیا۔ کہان جاؤن اور کس سے پوچہون۔ عورت نے کہا۔ طیار کے بیٹے کو دریافت کرلینا۔ المختصر وہ اعرابی مدینہ مین آیا۔ اتفاقاً سب سے اول جناب امام حسنؓ سے ملاقات ہوگئی۔ آپ بڑی محبت سے پیش آے اور ایک سو اونٹ نر و مادہ مع اونکے چرواہونکے عطا فرماے۔ وہ اعرابی آپسے رخصت ہوکر امام حسینؓ کے پاس پہونچا۔ آپنے ایک ہزار بکریان عنایت کین۔ اب وہ اعرابی عبداللہ بن جعفرؓ سے ملا۔ انہون نے فرمایا۔ ہمارے بہائیون نے تو اونٹ بکری تمکو دیئے اچہا کچہہ نقد بہی لیجاؤ یہہ فرماکر ایک لاکہہ درم دلوا دیئے۔ پہر اعرابی ابو وحیہؓ کے پاس گیا۔ آپنے کہا۔ واللہ جسقدر ان حضرات نے دیا ہے میرے پاس اتنا نہین ہے لیکن تم اپنے اونٹ یہان لے آؤ۔ مین انپر کہجور لدوا دون۔ غرض اعرابی اسقدر نقد و جنس پاکر مالدار ہوگیا۔ اوسکی اولاد تک فراغت و عیش سے گذر کرتی تہی (مستطرف)

دوسری روایت مین تفصیل عطا یہہ ہو کہ جناب امام حسنؓ نے ایک ہزار بکری اور ایک ہزار دینار دیکر امام حسینؓ کے پاس بہیجدیا۔ آپنے بہی ایکہزار بکری اور ایک ہزار دینار مرحمت فرماے۔ حضرت عبداللہ بن جعفرؓ نے چار ہزار بکری اور چار ہزار دینار عنایت کئے۔ اس روایت مین بجای درم کے

عورت ضعیفہ کا آنا لکہا ہے۔ (ثمرات الاوراق)

(صبر وتحمل) آپ اپنی عہد خلافت مین ایک مرتبہ نماز پڑہا رہے تہے کہ ایک شخص نے بحالت سجدہ مین خنجر مارا۔ بعد فراغ نماز آپنے خطبہ پڑہا اور فرمایا۔ ای اہل عراق۔ ہمارے معاملات مین خدا سے ڈرو۔ ہم تمہارے سردار۔ تمہارے مہمان ہین۔ کیا ہم لوگ اسیکے مستحق ہین جو تم ہماری ساتہہ سلوک کر رہے ہو۔ ہم اہل بیت رسول اللہ ہین جنکی شان مین آیت تطہیر نازل ہوئی ہے اور آپ بار بار آیت تطہیر پڑہتے تہے۔ اوسوقت مسجد مین کوئی ایسا نہ تہا جو زار و قطار روتا نہ ہو۔

مروان بن حکم مدینہ کا عامل تہا۔ اسکا دستور تہا کہ ہر جمعہ کو منبر پر چڑہکر خطبہ مین جناب علی مرتضیٰ کی شان مین کلمات بے ادبی زبان سے نکالتا تہا۔ آپنے مروان کو کہلا بہیجا مین تجہکو ہرگز برا نہ کہونگا کیونکہ میرے برا کہنے سے بدلا ہوجاویگا لیکن میرا تیرا انصاف خدا کے گہر ہے۔ اگر تو اس بدگوئی و سخت زبانی مین سچا ہے تو اللہ تعالیٰ تیری سچائی کا نیک بدلا دیگا اور اگر تو جہوٹا ہے تو اللہ تعالیٰ منتقم حقیقی منصف و عادل ہے خود تجہہ سے سمجہہ لے گا۔

ایک مرتبہ مروان نے آپکو سخت کلمہ کہا۔ آپ خاموش رہے۔ پہر مروان نے دہنے ہاتہہ سے ناک صاف کی۔ آپنے فرمایا۔ افسوس۔ تو اسقدر نادان ہے۔ تجہکو یہہ بہی خبر نہین کہ داہنا ہاتہہ منہ پر پہیرنے اور دیگر اعلیٰ کام کے واسطے ہے اور بایان ہاتہہ استنجا وغیرہ کے لئے موضوع ہے۔ مروان یہہ سنکر دم بخود رہ گیا۔

روایت ہے کہ کسی نے آپ کیخدمت مین عرض کیا۔ ابوذرؓ کا قول ہے کہ فقر مجہکو مالداری سے محبوب ہے مرض بہ نسبت صحت کے مرغوب ہے۔ فرمایا۔ خدا ابوذرؓ پر رحم فرماے میرے نزدیک تو یہہ مناسب ہے کہ جو شخص خدا کی سختی و راحت پر متوکل ہو۔ وہ یہہ نہ سمجہے کہ یہہ حالت موجودہ خدا کو پسند نہین ہے۔

روایت ہے کہ ایک لاکھ درم سالانہ حضرت معاویہؓ آپ کی خدمت مین بہیجا کرتے تہے۔ ایکمرتبہ سالانہ آنے مین دیر لگی آپکو خرچ کی تکلیف ہوئی۔ آپنے قلم دوات طلب فرماکر خط لکہنا چاہا مگر یہہ کچھہ سوچ کر رک رہے اوس شب کو خواب مین حضور سرور عالم کی زیارت ہوئی۔ حضور نے دریافت فرمایا۔ اے فرزند تم کیسے ہو۔ عرض کیا۔ الحمد للہ بخیریت ہون مگر وظیفہ کی تاخیر سے البتہ خرچ کی تکلیف ہے ارشاد ہوا۔ تم نے قلم دوات منگوا کر چاہا تہا کہ اپنی حاجت خدا کو چہوڑ اوسکی مخلوق کی طرف لکہو۔ عرض کیا۔ ہان۔ حضور نے اوسی عالم خواب مین ارشاد فرمایا۔ یہہ دعا پڑہو اللھم اقذف فی قلبی رجاءك واقطع رجائی عمن سواك حتی لا ارجو احدا غیرك۔ اللھم وما ضعفت عنه قوتی وقصر عنه عملی ولم تنته الیه رغبتی ولم تبلغه مسألتی ولم یجر علی لسانی مما اعطیت احداً من الاولین والآخرین من الیقین فخصنی به یا ارحم الراحمین۔ حضرت امام حسنؓ فرماتے ہین۔ قسم خدای برتر کی مجھکو یہہ دعا پڑہتے ایک ہفتہ بہی نہ گذرا تہا کہ معاویہؓ نے پندرہ لاکہہ درم یکمشت بہیجدیئے۔ اسکے بعد پہر آنحضرت کو خواب مین دیکہا حضور نے فرمایا۔ اے حسن اب کیسے ہو۔ مین نے عرض کیا۔ حضور۔ اب اچہے حال مین ہون اور مجھکو اسقدر مال مل گیا ہے۔ فرمایا۔ اے دلبند۔ جو اوسکی مخلوق سے امید توڑکر اوسکی ذات پاک سے آس لگائے اوسکی اسی طرح منجانب اللہ مدد ہوتی ہے اور خزانہ غیب سے مالامال ہوجاتا ہے۔

(غذا) باوجود کثرت جود وسخا کے آپ غذاے لطیف وطعام لذیذ کی پروانہ کرتے تہے روایت ہے کہ ایک مرتبہ حضرت معاویہؓ نے آپکی دعوت کی جب دسترخوان پر کہانا چنا گیا تو حضرت معاویہؓ نے مرغ بریان آپکے سامنے رکھہ دیا۔ آپنے بے پرواہی کے ساتھہ پیالہ اپنے سامنے سے ہٹا دیا حضرت معاویہؓ نے فرمایا۔ کیا تمہاری اور اس مرغ کی ماں کے درمیان

عداوت تھی جو اپنے آگے سے ہٹادیا۔ فرمایا۔ معلوم ہوتا ہے کہ تمسے اور اسکی ماں سے کچھ قرابت تھی۔ (مستطرف)

(کرامات) مروی ہے کہ سفر حج مین ایک مرتبہ بوجہ پیادہ روی کے پای مبارک ورم کرآی۔ خدمتگارون نے عرض کیا حضور کچھ دیر کیلئے سوار ہوجائین تاکہ ورم دفع ہوجاے آپنے نہ مانا اور غلام کو حکم دیا کہ آج جب منزل پر پہونچو گے تو ایک حبشی غلام نظر آئیگا۔ اوس کے پاس روغن ہوگا جو دافع ورم ہے جسوقت منزل معہود پر پہونچے ایک حبشی نظر آیا۔ آپنے غلام کو حکم دیا۔ دیکھو وہ حبشی یہی ہے اس سے روغن مول لے لو۔ غلام حسب ارشاد حبشی سے ملا اور اوس سے روغن طلب کیا۔ حبشی نے روغن حوالہ کیا پھر پوچھا کس کے واسطے چاہتے ہو۔ غلام نے کہا۔ امام حسنؓ کیواسطے مطلوب ہے حبشی نے کہا۔ مجھکو آپکے پاس لیچلو مین اونکا غلام ہون۔ غرض غلام کے ساتھ خدمت مین حاضر ہوا اور عرض کیا۔ یہہ روغن حاضر ہے مین اوسکی قیمت نہین لیتا مین تو آپ کا غلام ہون لیکن ایک عرض ہے کہ میری بیوی اس جنگل مین دردزہ مین مبتلا ہے۔ آپ دعا فرماوین کہ خداوند تعالیٰ لڑکا حسین و خوبصورت عنایت فرماے اور وہ عورت دردو تکلیف سے نجات پاوے۔ فرمایا۔ جا۔ تیری خواہش کے بموجب تیرے گھر مین لڑکا ہوا ہے اور وہ میرے دوستو مین ہوگا۔ حبشی گھر واپس آیا دیکھا تو ایک لڑکا نازک اندام گلفام پیدا ہوا ہے۔

روایت ہے کہ کسی سفر مین حضرت زبیر کے صاحبزادو مین سے کوئی آپکے ساتھ تھے۔ ایک باغ مین جسمین خشک کھجور کے درخت تھے دم لینے اور ستانے کو اوتر پڑے۔ آپکے واسطے ایک درخت کے نیچے فرش ہوا اور ابن زبیر کے واسطے دوسرے درخت کے تلے۔ ابن زبیر نے کہا اگر اس درخت مین خرماے تازہ ہوتے اور اوپر سے گرتے تو کھانے مین آتے۔ آپنے فرمایا۔ کیا تم تازہ کھجور کھانا چاہتے ہو۔ جواب دیا۔ ہان۔ آپنے دعا کے واسطے ہاتھ بلند فرماے اور کچھ

زبان مبارک سے بھی ارشاد کیا۔ آناً فاناً وہ درخت خشک سبز ہوگیا۔ اوسمین ہری ہری پتیان نکل آئین۔ بات کی بات مین پھلا اور کھجور پختہ نظر آنے لگے۔ یہہ کرامت دیکھکر ایک شتربان نے کہا۔ واہ صاحب۔ اچھا شعبدہ دکھلایا۔ یہہ سارا کھیل جادو کا ہے۔ فرمایا۔ ای مردک منکر۔ یہہ جادو نہین بلکہ فرزند رسول اللہ کی دعا سے مستجاب ہے۔ پھر ایک شخص اوس درخت پر چڑہا اور کھجورین توڑین۔ وہ اسقدر بافراط تھین کہ سب کو کافی ہوئین (شواہد النبوت)

منجملہ آپکے سیر وعادات کے منقول ہے کہ آپ عورتون سے اکثر نکاح کیا کرتے اور بعد چندے اونکو طلاق دیکر پھر دوسری سے نکاح کر لیتے اور لطف یہہ ہے کہ جسکو آپ طلاق دیتے وہ آپکی حسن معاشرت سے سیر نہوتی نہ آپکی مفارقت کی خواہان ہوتی۔ آپنے نوے عورتون سے نکاح کیے۔ ایک بار جناب علی مرتضی رضنے فرمایا حسن رض کی کیا عادت پڑگئی ہے کہ ادہر نکاح کیا ادہر چھوڑ دیا۔ مجھکو اندیشہ ہے کہ اس فعل سے بہت سے لوگ ناخوش ہونگے۔ مبادا اونکی ناخوشی کچھ حسن رض پر صدمہ پہونچاوے (خمیس)

ایکمرتبہ آپنے اہل کوفہ سے فرمایا کہ حسن رض سے اپنی لڑکیون کا نکاح نہ کیا کرو وہ طلاق دیدیتے ہین۔ یہہ سنکر ایک مرد ہمدانی نے کہا۔ ہماری لڑکیان حسن رض کے واسطے حاضر ہین ہم تو نکاح کرینگے جبتک اونکی خوشی ہو اپنے پاس رکھین جب چاہین طلاق دین (صواعق محرقہ)

امام ابن سیرین رح سے روایت ہے کہ امام حسن رض نے ایک عورت سے نکاح کیا۔ سو لونڈیان اور ہر ایک کے پاس ہزار درہم اوسکے مہر مین عنایت فرمائین۔ (خمیس)

بعض عارفین واہل اللہ اس کثرت ازدواج کا سبب یہہ بیان فرماتے ہین کہ جناب امام حسن رض کی خصوصیات سے تہا کہ آپکا جسم مبارک جس کسی سے مس کرجاتا اوسپر آتش دوزخ حرام ہوجاتی۔ اسی غرض سے آپنے اسقدر بیویان کین اور کیا عجب ہے کہ اسی خیال سے لوگ

ایسی لڑکیاں بلا تامل آپکے نکاح میں دیتے ہوں اور وہ عورتیں بھی دل وجان سے اسپر خوش ہوجاتی ہوں باوجودیکہ جانتی تھیں کہ بعد چند روز کے طلاق دیجاویگی۔ دوسری وجہ یہ ہے کہ جناب رسالتمآب صلعم سے منقول ہے کہ دنیا کے سب رشتے ناتے قطع ہوجاوینگے مگر میرا رشتہ ناتا رہیگا اور قیامت کے دن کام آویگا۔ جناب عمر فاروق رضنے اسی امید پر ام کلثوم بنت جناب فاطمہ رضسے نکاح کیا تھا۔ ہم کہتے ہیں کہ جناب حسن رض کا کثرت سے نکاح کرنا اور طلاق دینا اسی مصلحت پر مبنی تھا۔ خاندان رسالت سے یہہ تعلق پیدا کرنے کا سلسلہ تھا۔

آپ علمی کمالات میں فرد۔ اہل عصر میں ممتاز۔ حاضر جوابی میں طاق۔ فصاحت وبلاغت میں شہرہ آفاق تھے۔ منقول ہے کہ ایک مرتبہ آپ امیر معاویہ رض کے پاس تشریف لیگئے۔ وہ اوسوقت تخت پر بیٹھے تھے کچھہ تعظیم نہ کی اور آپکو اپنی پائینتی بٹھالیا (چونکہ آپ عمر اور رشتہ میں بڑے تھے اسوقت چنداں آپکی قدر ومنزلت کا خیال نہ کیا) اور فرمایا۔ ام المومنین جناب عائشہ رض کا فرمانا کسقدر تعجب انگیز ہے۔ وہ فرماتی ہیں کہ میں مستحق خلافت نہیں اور نہ اسکی قابلیت ومرتبہ مجھہ میں ہے ارشاد ہوا۔ کیا اس سے زیادہ تعجب آمیز حیرت خیز بات میں آپکو سناؤں۔ معاویہ رض نے دریافت کیا وہ کیا ہے۔ فرمایا۔ تمہارے پاؤں کے پاس میرا بیٹھنا اوس سے بڑھکر ہے۔ حضرت معاویہ رض اس کلمہ سے سخت نادم ہوے۔ اوٹھ بیٹھے معذرت کی اور فرمایا۔ اے ابو محمد۔ آپکو خدا کی قسم۔ آپ پر جسقدر قرض ہو اوسکی تعداد بیان فرمائیے۔ ارشاد ہوا۔ ایک لاکھہ درم قرض ہے۔ آپ نے غلام کو حکم دیا کہ تین لاکھہ درم دیدے۔ ایک لاکھہ ادائے قرض کو۔ ایک لاکھہ اپنے غلاموں خادموں کو انعام دیں اور ایک لاکھہ اپنے مصارف میں خرچ کریں۔

روایت ہے کہ حضرت معاویہ رض نے آپ سے کرم وسخا کے معنے دریافت کئے۔ فرمایا۔ سوال سے قبل دینا اور سائل کو دیکھکر اوس سے بہ نرمی وخندہ پیشانی پیش آنا۔ (مستطرف)

ایکمرتبہ آپ حضرت معاویہؓ کے دربار مین تشریف فرما تھے۔ عمرو بن العاصؓ نے کہا۔ امام حسنؓ تیز زبان لسّان ہین اگر یہہ منبر پر چڑھکر کچھہ کلام کرین تو ضرور انکے بعض اقوال ایسے ہونگے جسکو عوام ناپسند کرینگے اور یہہ اونکی نظرونسے گر جاوینگے۔ حضرت معاویہؓ انکے دم مین آگئے اور آپسے درخواست کی۔ آپ منبر پر تشریف لیگئے اور نہایت شدّ و مدسے خطبہ پڑہا۔ اوس مین فرمایا۔ ایہا الناس۔ اگر تم دنیا مین اپنی قوم کو ڈھونڈ ہو تو میرے اور میرے بہائی کے سوا تیسرے کو مستحق نہ پاؤگے اور یہہ آیت پڑہی وان ادری لعلہ فتنۃ لکم ومتاع الی حین۔ عمرو بن العاصؓ کو یہہ کہنا ناگوار گذرا اور خوف کیا کہ شاید اس سے آگے اور کوئی بات سخت کہہ بیٹھین لہذا قطع کلام کرنیکو بول اوٹھے۔ ای ابو محمد۔ تازہ کہجور کی تعریف بیان فرمایئے کہ کس طرح اوسکو نشو و نما ہوتا ہے فرمایا۔ شمالی ہواسے درخت کہجور پہولتا ہے اور باد جنوب کہجور نکالتی ہے۔ حرارت آفتاب پکاتی اور چاند کی روشنی سے وہ رنگ پاتی ہے۔ اونہون نے کہا۔ قضاء حاجت کے متعلق کچھہ بیان فرمایئے۔ ارشاد کیا۔ آبادی سے دور لوگونسے علیحدہ جنگل مین نکل جاے اور وہان رفع حاجت کرے۔ قبلہ کیطرف منہ اور پیٹہ نہ کرے۔ جانورونکی لید اور ہڈی سے استنجا نہ کرے۔ رُکے ہوے پانی مین پیشاب نہ کرے۔

روایت ہے کہ ایک مرتبہ حضرت معاویہؓ اصحاب کے جلسہ مین بیٹھے ہوے تھے ناگاہ حضرت حسنؓ تشریف لاتے ہوے نظر آے۔ معاویہؓ نے فرمایا۔ یہہ ہمارا لطف مٹادینگے۔ یارونکی صحبت پراگندہ خاطر ہوجاویگی۔ مروان بولا۔ آنے دیجیے مین انسے ایسی بات پوچھونگا کہ لاجواب ہوجاوینگے۔ فرمایا۔ خبردار ایسا نہ کرنا۔ ان کو منجانب اللہ باتین سکھادی جاتی ہین یہہ ایسے نہین ہین کہ ہم انسے بازی لیجاوین غرض آپ تشریف لاے اور بیٹھے۔ مروان نے کہا۔ امام حسنؓ آپکی مونچھین بہت جلد سفید ہوگئین۔ اسکو تو لوگ علامت بیوقوفی کی بتلاتے ہین۔ فرمایا۔

یہہ بات غلط مشہور ہے لیکن لبونکے سفید ہونیکی وجہ دوسری ہے۔ بنی ہاشم شیرین دہن ہوتے ہین۔ ہماری بیویان ہمارے منہ کی بوسے لیتی ہین اور ہماری طرف منہ کرکی لیٹتی ہین (چونکہ عورتونکا مزاج مردونکی نسبت سرد ہوتا ہے لہذا) اونکے منہ ملانیسے بال جلد سفید ہوجاتے ہین اور تم لوگ بنی امیہ گندہ دہان ہوتے ہو۔ تمہارے منہ کی بدبوسے تمہاری بیویان متنفر ہوکر تم سے منہ پھیرلیتی ہین اونکی سانس اور منہ وناک کی ہوا اگر تمہاری طرف پہونچتی ہی توصرف تمہاری کنپٹی تک۔ اسیواسطے تم لوگونکی ڈاڑھی سے پہلے کنپٹی اور رخسارون کے بال سفید ہوجاتی ہین۔ (عقد الفرید)

روایت ہے کہ آپنے ایک مرتبہ حبیب بن سلمہ فہری سے فرمایا۔ تمہارا اکثر چلنا پھرنا سفر کرنا خداوند تعالی کی طاعت کے سوا اوسکی معصیت مین ہوا ہے حبیب نے جواب دیا۔ بیشک آپ سچ فرماتے ہین مگر میرا سفر آپکے والد کے مقابلہ پر تو گناہ نہوگا۔ فرمایا۔ ہان۔ سو لیکن تم نے نفع قلیل دنیا کے لالچ مین معاویۃ کی اطاعت کی۔ معاویۃ نے اگرچہ تمہاری دنیا سنواری مگر آخرت کو تباہ کیا باوجود اس فعل مذموم کے اگر تم نیک بات منہ سے نکالتے تو اون لوگونمین سے ہوتے جنکی شان مین اللہ تعالی فرماتا ہے۔ اچھے اور برے دونون قسم کے کام کئے ہین مگر تم تو بل ران علی قلوبہم ما کانوا یکسبون کے مصداق ہو۔ (عقد الفرید)

روایت ہے کہ ایکمرتبہ آپنے کسی شاعر کو بہت کچھہ انعام دیا۔ کسی نے کہا۔ آپنے شاعر کو اسقدر مال عنایت کیا جو خدا کا نافرمان ہے جھوٹی باتین کہتا ہے۔ آپنے فرمایا۔ مین نے اپنی آبرو بچانیکو اوسکو دیا ہے۔ شر سے بچنا بھی منجملہ نیکی کی طلب سے ہے۔ (زہر الآداب)

کتب احادیث مین آپ کی مرویات سے تیرہ حدیثین ہین۔ (خمیس)

بیعت خلافت

جناب امیرالمومنین علی مرتضیٰؓ کی شہادت سے دو دن بعد ماہ رمضان المبارک سنہ ۴۰ھ مطابق سنہ ۶۶۱ء
مین اہل کوفہ نے آپکے ہاتہہ پر بیعت کی۔ (مسعودیؒ) سبسے اول حضرت قیس بن سعدؓ نے
بیعت کیلئے ہاتہہ بڑہا کر کہا۔ ای حسنؓ۔ آپ اپنا ہاتہہ دراز کیجیے۔ مین آپسے بیعت کرتا ہون۔ کتاب اللہ
اور سنت رسول اللہ پر عمل کرنے کو جان و دل سے حاضر اور آپکے مخالفین سے جدال و قتال پر
بخوشی خاطر موجود ہون۔ (ابن اثیر)

انکے بعد بہزار اہل کوفہ و دیگر اشخاص نے جو چالیس ہزار تہے اور جنہون نے جناب علی مرتضیٰؓ
سے لڑنے اور مرنے پر بیعت کی تہی آپ کی بیعت کی۔ (خمیس) آپ بیعت قبول کرتے وقت
فرماتے جاتے تہے ”تم لوگ میرے کہنے کو سنتے رہنا۔ میری اطاعت کرنا جس سے مین صلح کرون اوس سے
تم بھی صلح کرلینا جس سے مین لڑون تم بہی اوس سے لڑنا“ آپکے اس فقرہ پر لوگ کھٹکے۔ آپس مین
سرگوشیان ہونے لگین کہ صاحبو۔ یہہ تمہارے امیرالمومنین نہین۔ نہ یہہ جنگ کا ارادہ رکھتے ہین
(ابن اثیر و ابن خلدون) اہل کوفہ و عراق دل سے آپکے مطیع تہے اور آپ ونکے نزدیک
بہ مقابلہ جناب علی مرتضیٰ زیادہ محبوب و عزیز تہے۔ (خمیس) بعد اتمام بیعت آپنے اپنے ممالک
محروسہ سواد عراق و جبل پر اپنی طرف سے عمال روانہ فرمائی اور ابن ملجم کو قتل کیا۔ (مسعودیؒ)

جسوقت عبداللہ بن عباسؓ کو خبر پہونچی آپکو نصیحۃً یہہ مضمون لکھہ بہیجا ”مسلمانون نے
بعد علیؓ کے تمکو اپنا سردار کیا ہی۔ خبردار اپنا ہاتہہ مضبوط و سخت رکھنا اور اپنے دشمن کے جہاد سے
غفلت نہ کرنا جن لوگونکی طبیعتین کینہ جو ہین اونکے قصور و گناہ سے مصلحۃً چشم پوشی کرنا اور
موقع سے اوسکا بدلا لینا۔ ہر قوم پر اونہین مین سے منتخب کرکے اونپر سردار مقرر کرنا۔ اس
ترکیب سے تمہارے کام درست ہوجاوینگے۔ (عقد الفرید)

جناب معاویہؓ نے خبر شہادت امیر المومنین علیؓ سنکر بیت المقدس مین لوگونسے اپنی خلافت کی بیعت لی اور اوسی روز سے امیر المومنین کے لقب سے پکاری جانے لگے اس سے قبل امیر شام کہے جاتے تہے مگر اوپر بذیل قصہ تحکیم گذر چکا ہے کہ اجتماع حکمین کے بعد ہی آپنے بیعت خلافت لے لی تہی۔ (ابن اثیر و ابن خلدون)

آپکی شروع خلافت مین امیر المومنین علیؓ کی شہادت کے چالیسوین روز اشعث بن قیسؓ کندی نے جو منجملہ اصحاب جناب علیؓ تہے بمقام کوفہ وفات پائی۔ آپنے انپر نماز پڑہی (ابن اثیر) بروایت تاریخ یافعیؒ ماہ ذیلقعدہ مین انکی وفات ہی۔ یہہ سردار قوم۔ امراء عرب مین باعزت و قدر شخص تہی۔ اشعثؓ اسّی شخصونکے ہمراہ جنمین عمرو بن معدیکرب زبیدی بہی تہے حضور سرور عالم کی خدمت بابرکت مین حاضر ہوکر مشرف باسلام ہوے۔ بعد وفات نبوی دونون مرتد ہوگئے۔ عہد صدیقی مین دونون نے پہر اسلام قبول کیا۔ انکا اسلام اچھا ہوا اور انکی ذات سے کارہای نمایان ظہور پذیر ہوی۔ جہاد و غزوات مین شریک رہے۔ بروایت خمیس اشعثؓ مسلمان ہوکر خدمت حضرت صدیقؓ مین حاضر ہوے۔ آپنے انپر توجہات و عنایات مبذول کین اور اپنی ہمشیرہ کے ساتھہ نکاح کردیا۔

شرحبیل بن سمط کندی جناب معاویہؓ کے اصحاب مین سے ہین انہون نے بہی اسی زمانہ مین انتقال کیا۔ انکی صحابیت مین اختلاف ہے۔ (ابن اثیر و ابن خلدون)

سنہ ۴۱ ہجری۔ تفویض خلافت

شہادت مرتضوی سے چند روز پیشتر ایک لشکر جرار نے جسکی تعداد چالیس ہزار تھی اہل شام سے لڑنے اور مرنے پر بیعت کرلی تھی۔ کیونکہ اہل شام کا قصد بھی آپکی جانب معلوم ہوچکا تھا۔ بعد شہادت جسوقت لوگون نے امام حسنؓ کے ہاتھہ پر بیعت کرلی [تو آپ کی خدمت مین اُس لشکر نے

عرض کیا کہ آپ شام پر حملہ کرین ہم جان نثاری کو ہمراہ رکاب ہین۔ جب یہہ خبر اہل شام کو
پہونچی تو امیر معاویہؓ کوفہ کی طرف بڑہے اور بمقام مسکن ڈیرہ ڈال دیا۔ امام حسنؑ بھی کوفہ سے نکلے
آپکے ساتہ وہ لشکر بھی تہا جو جناب علیؑ کے ہاتہہ پر بیعت کرچکا تہا مقدمۃ الجیش پر جو بارہ ہزار
تہا قیس ابن سعد بن عبادہ انصاری سردار تھے۔ بعض روایت مین عبداللہ بن عباسؓ ہین اور
پتردل پر قیس بن سعدؓ یہہ لشکر مدائن مین پہونچا اور مقام مناسب دیکہکر اوتر پڑا۔ سپاہیون نے
اپنے اپنے خیمے ڈیرے لگا دیئے۔ انکو اوترے ہوی کچہہ ہی دیر ہوئی تھی کہ یہہ خبر مشہور ہوگئی قیس بن
سعدؓ مارے گئے۔ لوگو دوڑو۔ اس خبر سے تمام لشکر مین ایک ہلڑ مچ گیا۔ لوگ گہبرا کر ایک دوسرے
اولجہہ پڑے اور آپس مین لوٹ مار ہونے لگی چند لوگ اوباش وضع جناب حسنؑ کے خیمہ کی طرف
جہپٹے جو کچہہ اسباب پایا لوٹ لیا خیمہ کے اندر گہس آئے جس بساط پر آپ بیٹہے تھے اوس کو چہین
لینا چاہا۔ آپکے اوپر سے چادر اوتار لی اور علانیہ آپکے دشمن ہوگئے بلکہ جراح بن اسد نے براہ
ناعاقبت اندیشی آپ پر حملہ کیا اور ران مین خنجر مارا۔ آپنے فرمایا۔ کل کے دن تم لوگون نے میرے باپ کو
قتل کیا اور آج مجہکو قتل کرتے ہو۔ تمہارا یہہ فعل اس امر کی دلیل ہے کہ تم ظالمونکے مددگار اور
اونکے خواہشمند ہو۔ اہل حق سے دست بردار بلکہ اونکے دشمن خونخوار ہو۔ خیر کیا مضائقہ۔ اس کا
مزہ عنقریب پاؤگے۔ قبائل ربیعہ وہمدان آپکی حمایت پر اوٹہہ کہڑے ہوے۔ اوباشونکا مجمع منتشر
کرکے آپکو سریر پر اوٹہاکر ہاتہون ہاتہہ مدائن کے مشہور محل قصر ابیض مین داخل کیا۔ اسوقت حاکم
مدائن سعد بن مسعود ثقفی مختار بن ابی عبید کے چچا تھے۔ مختار نے سعد سے کہا۔ کیا تمکو مال و دولت
شرف دنیا کی طلب و خواہش ہے۔ سعد نے پوچہا۔ اسکا کیا مطلب۔ مختار نے کہا۔ امام حسنؑ
اسوقت تمہارے قبضہ مین ہین انکو گرفتار کرکے معاویہؓ کے سپرد کردو۔ دیکہو کسقدر وہ تمسے خوش
ہوتے ہین اور کسقدر تمہاری عزت و مرتبہ کو ترقی ہوتی ہے۔ سعد نے کہا۔ مردود تجہپر خدا کی

مار پڑے۔ تو بڑا نالائق ہے۔ مجسی کہتا ہے کہ آنحضرت کے لخت جگر۔ نواسہ کو اس طرح ذلیل و خوار کر کے قید کرون۔ اسوقت حسن رضی اللہ عنہ نے لوگون کی خود رائی اور نفاق ملاحظہ فرمایا۔

دونون لشکر بمقام مسکن نواح انبار علاقہ سواد مین جمع ہوے حسن رضی اللہ عنہ نے یقیناً معلوم کر لیا کہ ان دو جماعتون مین سے ایک کو اوسیوقت غلبہ ہوگا جب دوسرے گروہ کے اکثر جنگ آور کام آجاوین اسلئے آپکی رائے صلح کی جانب مائل ہوئی اور ترک جدال و قتال ہی مناسب سمجھے۔ آپنے امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کو لکھ بھیجا کہ اگر تم موافق شروط میرے عمل کرو تو مین خلافت سے دست بردار ہو کر اوسکو تمہاری حوالہ کر دون۔ شروط یہہ تھے۔ کوفہ کے بیت المال مین اسوقت جسقدر نقدی ہو وہ آپکے حوالہ کیجاوے (اوسوقت بیت المال مین پانچ لاکھ موجود تھا) دارابجرد کا خراج آپکو معاف کر دیا جاوے امیر المومنین علی رضی اللہ عنہ کو آپکے روبرو سخت و سست و الفاظ نا ملائم سے یاد نہ کرین۔

دوسری روایت اس طرح ہے کہ آپکے خط مین یہہ مضمون تھا مین خلافت چھوڑتا ہون بشرطیکہ شرائط ذیل منظور کرو۔ عہد خلافت مرتضوی رضی اللہ عنہ مین جو لوگ تمہارے مخالف تھے اون سے تعرض نکرو وہ چاہے اہل حجاز ہون خواہ اہل عراق۔ معاویہ رضی اللہ عنہ کے بعد ولی عہد حسن رضی اللہ عنہ ہون۔ اسوقت بیت المال کوفہ سے جسقدر نقد چاہون لے سکتا ہون۔

صحیح بخاری مین یہہ قصہ اس طرح مذکور ہے کہ حضرت حسن رضی اللہ عنہ جناب معاویہ رضی اللہ عنہ کے مقابلہ مین لشکر کثیر لیکر پہونچے۔ عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ نے یہہ کثرت فوج دیکھکر امیر معاویہ رضی اللہ عنہ سے کہا۔ آپ دیکھتے ہین کہ کسقدر لشکر کثیر التعداد ہے۔ الامان۔ بھلا یہہ لوگ بغیر اپنے مقابل کا خاتمہ کئے اس میدان سے پھر سکتے ہین؟ معاویہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا۔ تم سچ کہتے ہو اگر یہہ دونون لشکر لڑ بھڑ کر ختم ہوجاوین تو مسلمانون کا کارساز۔ اونکی عورتونکا والی وارث۔ اونکی جائداد اور زمین کا نگران۔ خلافت کا انتظام کرنیوالا کون ہے۔ اس لئے مناسب ہے کہ لڑائی نہ ہو اور صلح ہوجاوے یہہ سوچ کر آپنے عبدالرحمن بن سمرہ

اور عبداللہ بن عامر کو جناب حسنؑ کی خدمت مین پیغام صلح ادا کرنے کو بہیجا۔ بعد گفتگوی بسیار آپنے فرمایا۔ ہم بنی عبدالمطلب ہین یہہ مال و دولت ہم ہی نے حاصل کیا ہے۔ ہم اس کے حقدار ہین۔ ان دونون نے کہا حضرت معاویہؓ کو کب اس سے انکار ہی وہ خود آپکو اسقدر مال دینی کہتے ہین۔ فرمایا۔ کون ضامن ہوتا ہی۔ عرض کیا۔ ہم ضامن ہین علاوہ برین اور جو کچہہ آپ فرماوین اوسیکے موافق کارروائی ہو گی۔ غرض ہر طرح آپکو راضی کرلیا اور صلح ہو گئی۔

بظاہر یہہ روایت روایات مذکورہ بالا کے مخالف ہے۔ اسکی تطبیق اور رفع تخالف اسطرح ہوسکتا ہی کہ اول پیغام صلح جناب معاویہؓ کی طرف سے ہوا بعد آپنے خط لکہا (صواعق محرقہ) بہرکیف آپنے یہہ خط بہیجکر جناب حسینؑ اور عبداللہ بن جعفرؓ سے سب حال ظاہر کیا۔ امام حسینؑ نے فرمایا۔ بہائی جان مین آپکو خدا کی قسم دیتا ہون کہ معاویہؓ کی باتین ہرگز سچ نہ مانئے اور جناب والد بزرگوار کا ارشاد کبہی غلط نہ سمجہئے۔ آپنے جواب دیا مین تم سے زیادہ سمجہتا ہون۔

حضرت معاویہؓ نے آپکا خط پاکر رکہہ لیا۔ آپ خط آنے سے پیشتر عبداللہ بن عامر اور عبدالرحمن بن سمرہ کو ایک سادہ کاغذ پر مہر و دستخط کرکے روانہ کرچکے تہے۔ اس سادہ کاغذ کے ساتہہ ایک پرچہ پر یہہ بہی لکہدیا تہا۔ جو شرطین آپکو منظور ہون اسپر لکہہ دیجئے مجہے سب منظور ہے۔ آپنے اس سے قبل جو شرطین لکہی تہین اونسے زائد بلکہ دوچند لکہدین۔ آپنے یہہ کاغذ سنداً اپنے پاس رکہہ لیا۔ (ابن اثیر)

بعض کہتے ہین کہ امام حسنؑ کے اول خط کے جواب مین حضرت معاویہؓ نے یہہ جواب دیا تہا کہ آپکی سب شرطین منظور ہین مگر دس آدمیونکو مین امن نہ دونگا۔ آپنے تحریر فرمایا کہ یہہ بہی منظور کرتا ہوگا۔ معاویہؓ نے لکہا مین قسم کہا چکا ہون کہ قیس کو جہان پاؤنگا اونکی زبان اور ہاتہہ قلم کرونگا۔ آپنے ارقام فرمایا۔ اگر ایسا ہی تو مین تمہاری بیعت نہین کرتا۔ تم قیسکے سوا دوسرےکو

چاہیں قتل کرو خواہ سزا دو تمکو اختیار ہے۔ آخر کار حضرت معاویہ رض نے مجبور ہو کر ایک سادہ کاغذ دستخط و مہر کرکے بھیجدیا اور لکھا کہ جو کچھ آپ چاہیں اسپر لکھدیں۔

جناب امام حسن رض نے یہہ صلحنامہ لکھا۔

بسم اللہ الرحمن الرحیم۔ ھذا ما صالح علیہ الحسن بن علی رضی اللہ عنہما معاویۃ بن ابی سفیان۔ صالحہ علی ان یسلم الیہ ولایۃ المسلمین علی ان یعمل فیھا بکتاب اللہ وسنۃ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم وسیرۃ خلفاء الراشدین المھدیین ولیس لمعاویۃ بن ابی سفیان رض ان یعھد الی احد بعدہ عھدا بل یکون الامر من بعدہم شوریٰ بین المسلمین۔ وعلی ان الناس امنون حیث کانوا من ارض اللہ تعالی فی شامہم وعراقہم وحجازہم ویمنہم۔ وعلی معاویۃ رض بن ابی سفیان رض بذلک عھد اللہ ومیثاقہ۔ وان لا ینبغی للحسن بن علی ع ولا لاخیہ الحسین رض ولا لاحد من اہل بیت رسول اللہ صلعم غائلۃ سرًّا ولا جہرًا ولا یخیف احدًا منہم فی افق من الآفاق۔ اشھد علیہ فلان بن فلان۔ وکفی باللہ شھیدا۔ ترجمہ۔ یہہ وہ صلحنامہ ہے جسپر حسن بن علی رض نے معاویہ بن ابی سفیان رض سے صلح کی ہے۔ حسن رض نے معاویہ رض کو خلافت سپرد کردی بشرطیکہ معاویہ رض حکومت وخلافت مین موافق کتاب اللہ سنت رسول اللہ سیرت خلفاء راشدین کے عملدرآمد کرین۔ معاویہ رض کو یہہ حق نہین ہی کہ اپنے بعد کسیکو ولیعہد کرین بلکہ اونکے بعد خلافت مسلمانون کے صلاح ومشورہ سے ہوگی جسکو وہ حقدار سمجھینگے اوسکو خلیفہ کرینگے۔ یہہ بھی شرط ہے کہ جملہ اہل اسلام کو شامی ہون یا عراقی۔ حجازی ہون خواہ یمنی۔ سب کو امن دیا گیا ہے۔ کسی سے کسی طرح کا تعرض نہوگا معاویہ رض پر خدا کا عہد ومیثاق ہے کہ اسکے خلاف نہ کرینگے اور حضرات حسنین رض و دیگر اہل بیت نبوی کو کسی قسم کا

دہوکا و فریب ظاہر و باطن مین نہ دینگے اور نہ ان کو کسی مقام پر جان و مال سے ڈراوین گے۔ اس تحریر پر فلان فلان گواہ ہوے اور اللہ تعالیٰ گواہ کافی ہے بعض روایت مین یہہ شرط بہی تھی کہ پانچ لاکھ درم سالانہ معاویہؓ امام حسنؑ کی خدمت مین بہیجتے رہین گے۔

دوسری روایت اس طرح ہی کہ جسوقت امیر معاویہؓ نے امام حسنؓ سے خط و کتابت کی اور پیغام صلح دیا آپنے اہل عراق کو جمع کرکے یہہ خطبہ پڑہا۔ اے اہل عراق مین نے تمہاری تین خطائین معاف کین۔ تم نے میرے باپ کو قتل کیا۔ مجھے نیزہ مارا۔ میرا گھر لوٹ لیا۔ ہم اہل شام کی جنگ سے بوجہ شک کے عاجز نہین۔ نہ اونکی جنگ سابق پر ہم نادم ہوے۔ ہم اہل شام سے صبر و سلامتی کے ساتھ لڑتے تھے۔ سلامتی کو تو عداوت نے بوڑہا کر دیا اور صبر گہبراتے اور پریشان ہونے سے ضعیف ہوگا۔ تم جسوقت جنگ صفین کو گئے ہو تمہارا دین مقدم اور دنیا کا امام تہا لیکن آج تم نے دنیا کو اپنے دین کا امام کرلیا ہی۔ خبردار رہو۔ آج تم دو مقتولونکے درمیان ہو۔ ایک مقتول صفین کے جنگ واسطے تم رو رہی ہو دوسرے مقتول نہروان کے جنکا بدلا تم طلب کرتے ہو۔ باقی خاذل ذلیل و رسوا ہین۔ رونے والے اپنے مقتولین کا بدلا لے لین گے۔ دیکہو۔ امیر معاویہؓ ہمسے صلح کے خواستگار ہین۔ اس مین نہ کچہ عزت ہے نہ انصاف۔ اب اگر تم موت پر راضی ہو تو ہم صلح قبول نکرین اور اونسے اللہ تعالیٰ کے بہروسہ پر تیز تلوارونسے محاکمہ کرین۔ اگر تم سبکو اپنی زندگی محبوب ہے تو ہم صلح کرلین اور تمہارے لئے خوشنودی کا سامان حاصل کرین۔ لوگون نے یہہ سنکر ہر چہار طرف سے چلاکر کہا صلح کر لیجئے اور ہم لوگونکو باقی رکہیئے۔ جسوقت حسب اتفاق اہل عراق آپنے تفویض خلافت کا عزم مصمم کرلیا تو فرمایا۔ ایہا الناس۔ ہم تمہارے سردار ہین۔ تمہارے ملک مین تمہارے مہمان ہین۔ ہم اہل بیت نبوی ہین۔ ہم سے خداوند تعالیٰ نے گندگی و ناپاکی دفع کرکے ہمکو بالکل پاک و طاہر فرمادیا ہی۔ یہہ الفاظ آپ باربار فرماتے تھے۔ اس مجمع مین کوئی باقی نہ رہا کہ جو نہ رویا ہو

یہانتک کہ آواز گریہ وزاری بلند ہوئی۔ بعد اسکے لوگ جناب معاویہؓ کے پاس گئے۔ دونوں مین صلح ہوگئی۔ جناب حسنؓ نے خلافت معاویہؓ کے سپرد فرمائی اور اونسے بیعت کرلی۔

علامہ ابن حجر فرماتے ہین صحیح روایت یہ ہی کہ حضرت حسنؓ اور حضرت معاویہؓ اپنی لشکرونکو لیکر ایک جگہ جمع نہین ہوی بلکہ خط وکتابت سے صلح طے ہوگئی پہر حضرت معاویہؓ کوفہ مین داخل ہوی اور یہان حضرت حسنؓ سے ملاقات ہوئی۔ وقت صلح معاویہؓ نے تین لاکہ درم نقد۔ ایک ہزار حلے تیس غلام۔ سو اونٹ آپکی خدمتمین نذر گذرانے۔ بعد صلح امام حسنؓ مدینہ چلے آے۔ کوفہ مین مغیرہ بن شعبہ بصرہ مین عبداللہ بن عامر کو حاکم کرکے خود جناب معاویہؓ دمشق واپس گئے (فتح الباری شرح بخاری)

یہ صلحنامہ وتفویض خلافت ماہ ربیع الاول مین ہوئی۔ اس روایت کے بموجب آپکی کل خلافت تقریبًا ساڑہے پانچ مہینے ہوئی۔ بعضے ماہ ربیع الآخر کہتے ہین جس سے کچہ اوپر چہ مہینے ہوتی ہین بعضے ماہ جمادی الاولی بیان کرتے ہین اور مدت خلافت کچہ اوپر سات مہینے بتلاتے ہین۔ بعد اتمام صلح حضرت معاویہؓ نی حضرت حسنؓ سے یہ خواہش کی کہ آپ میری بیعت کرچکے اب لوگون مین ظاہر کردیجیے تاکہ عوام مین اسکی اطلاع ہوجاے۔ آپ منبر پر چڑہے اور خطبہ پڑہا وہو ہذا۔ ایہا الناس سب سے ہوشیار متقی پرہیزگار ہی اور سب سے نادان واحمق۔ بدکار۔ تم خوب جانتے ہو کہ خداوند تعالی نے میری نانا جان کی بدولت تم سبکو راہ راست دکہلائی۔ تمکو چاہ ضلالت سے نجات دی۔ وادی جہالت سے نکالا۔ ذلت کے بعد عزت۔ قلت کے بعد کثرت عطا فرمائی معاویہؓ نی مجہسے خلافت کے باب مین جو یقینًا میرا حق ہی اور اونکو اس مین کچہ بھی استحقاق نہین منازعت کی مین نے صلاح وقت وقطع فتنہ وفساد پر نظر کی تم لوگ پہلے ہی سے میرے ہاتہہ پر بیعت کرچکے ہو اور یہ شرط بھی کرلی ہے کہ جس سے مین صلح کرون تم بھی اوس سے صلح کرلو اور جس سے مین لڑون تم بھی اوس سے لڑو اب مین نے یہی مناسب سمجہا کہ معاویہؓ سے صلح کرلون اور جدال وقتال

ترک کرون لہذا مین نے اونسے بیعت کرلی کیونکہ مین نے دیکہا کہ جانون کی حفاظت خونریزی سے بہتر ہے۔ میری غرض اس صلح سے تمہاری اصلاح اور بقا ہے۔

یہہ سال بنام عام الجماعۃ مشہور ہے کیونکہ سب لوگ ایک امام ایک خلیفہ پر متفق ہوے۔ امام حسنؓ کی مدت خلافت ملاکر خلافت نبوت جسکا بیان احادیث مین آیا ہی پورے تیس برس ہوتے ہین۔

(فائدہ نادرہ) موزخین بیان کرتے ہین کہ جناب سالتمآبؐ کے زمانہ سے لیکر جو شخص چہٹے نمبر پر خلیفہ یا حاکم وقت سردار امت مرحومہ ہوا۔ اوسنے از خود خلافت حکومت ترک کی یا قتل ہوا علامہ ابن جوزیؒ ابوبکر صولی سے نقل کرتے ہین کہ ابتدای دولت اسلامیہ سے یہہ سلسلہ قائم ہی اور برابر ایسا ہی ہر زمانہ مین دیکہا گیا کہ چہٹا شخص ضرور حکومت سے دست بردار ہوا۔ کبہی اسمین فرق نہ پڑا۔ علامہ ابن جوزیؒ فرماتے ہین۔ مین نے خوب غور کیا۔ واقعی یہہ عجیب ماجرا ہی۔ دیکہو! سب سے اول آنحضرت سردار امت ہوی پہر حضرات ابوبکر۔ عمر۔ عثمان۔ علی۔ رضی اللہ تعالی عنہم انکے بعد امام حسن چہٹے ہین۔ انہون نے خلع خلافت کی۔ انکے بعد حضرت معاویہؓ اور انکے بعد یزید ہوا پہر معاویہ بن یزید پہر مروان پہر عبدالملک پہر عبداللہ بن زبیرؓ خلافت سے اوتاری گئے اور قتل ہوی۔ یہہ چہٹے تھے۔ اسی طرح انکے بعد بہی برابر بہی سلسلہ جاری رہا مگر یہہ قاعدہ کلیہ نہین بلکہ اکثریہ ہے۔ بعض موقع مین اس کے خلاف بہی پایا جاتا ہے۔

عبداللہ بن زبیرؓ کے بعد ولید بن عبدالملک۔ سلیمان بن عبدالملک۔ عمر بن عبدالعزیز۔ یزید بن عبدالملک۔ ہشام بن عبدالملک۔ ولید بن یزید بن عبدالملک۔ انہون نے خلع خلافت کیا۔ یہہ بہی چہٹے خلیفہ ہین۔ پہر یزید بن ولید بن عبدالملک۔ ابراہیم بن ولید۔ مروان بن محمد بن مروان بن حکم۔ یہہ آخر خلفاء بنی مروانیہ ہی یہان سلسلہ مقررہ منقطع ہوگیا۔ اسکے بعد دورہ خلافت بنی عباسیہ

شروع ہی۔ انمین اول خلیفہ ابو العباس سفاح ہے پہر ابوجعفر منصور۔ محمد مہدی۔ موسیٰ ہادی
ہارون رشید۔ محمد امین۔ یہہ چہٹا خلیفہ ہے جو خلافت سے معزول کیا گیا اور قتل ہوا۔ بعد اسکے عبداللہ
مامون۔ ابو اسحٰق ابراہیم معتصم باللہ۔ واثق باللہ۔ جعفر متوکل۔ محمد منتصر باللہ۔ مستعین باللہ۔ یہہ چہٹا
خلیفہ ہی جو قتل ہوا۔ پہر معتز باللہ۔ جعفر مہتدی باللہ۔ المعتمد علی اللہ۔ ابو العباس احمد معتضد باللہ۔
المکتفی باللہ۔ مقتدر باللہ یہہ چہٹا خلیفہ ہی۔ دوبار خلع خلافت کی (حیوٰۃ الحیوان) خلفاء بنی عباسیہ
کے علاوہ دیگر خلفا و سلاطین عبیدئین مین بھی یہہ سلسلہ موجود ہے۔

معاودت امام حسنؓ و داخلہ امیر معاویہؓ و روانگی امام حسنؓ بجانب مدینہ منورہ

بعد اتمام صلح کے جناب حسنؓ کوفہ واپس آئے۔ امیر معاویہؓ بھی کوفہ مین داخل ہوئے۔ باشندگان
کوفہ نے انسے بیعت کر لی اور بلا مزاحمت یہہ امیر المومنین ہوگئے۔ اس عرصہ مین جناب حسنؓ نے
قیس بن سعدؓ کو تحریک کی کہ وہ بھی معاویہؓ کی بیعت اختیار کرین کیونکہ صلاح عام و رفع فساد منظور ہے
قیسؓ نے اپنی لشکر مین کہڑے ہوکر یون کہا۔ "اے لوگو! امام جدید۔ ناحق و غیر مستحق کی اطاعت
اختیار کرو۔ یا بغیر امام کے لڑو" انکے لشکر مین دو گروہ ہوگئے بعضے تو امیر معاویہؓ کے مطیع ہوگئے
اور کچہہ لوگ قیسؓ کے ساتھہ رہے اور بیعت سے انکار کیا۔ قیسؓ اپنے تابعین کے ساتھہ کوفہ سے چلے آئے
انکے بعد عمرو بن العاصؓ کے اصرار سے امیر معاویہؓ نے جناب امام کو خطبہ پڑہنے کی تکلیف
دی آپنے اولی حمد و نعت جو فی البدیہہ بکمال فصاحت و بلاغت تالیف کی تہی پڑہی پہر فرمایا
اَیُّہا النّاس۔ خداوند تعالیٰ نے تم لوگونکو جس طرح ہمارے بزرگونکی ذات سے ہدایت عطا فرمائی۔
اُسی طرح ہم اخیر زمانہ والوںکی بدولت تمہارے خون بچالئے۔ یہہ امر و حکومت چند روزہ ہے۔ دنیا

آسے دن دوسرے کے ہاتھہ مین ہوتی ہے۔ خداوند جل شانہ فرماتا ہے "کیا معلوم کہ جسکا تمکو وعدہ دیا گیا ہے وہ دور ہے یا قریب۔ وہی تمہاری ظاہر اور مخفی بات خوب جانتا ہے" یہ خلافت جسکی بابت ہمارے اور معاویہؓ کے درمیان بحث پڑی تھی لامحالہ دو حال سے خالی نہین۔ یا تو اونکا ہی حق تھی جو صلح کرلینے سے اونکو پہونچ گئی۔ یا میرا حق تھی۔ اس صورت مین دیدہ و دانستہ مین نے خلافت کو للہ ترک کیا اور بامید صلاح کار امت محمدیہ اپنا حق اونکے حوالہ کردیا (معاویہؓ کی طرف مخاطب ہوکر) مین نہین جانتا۔ شاید یہ تمہارے لئے فتنہ ہو اور ایک مدت معہود تک فائدہ پانا ہو۔ اسقدر فرماکر منبر سے اوتر آسے۔ دوسری روایت مین ہے کہ جب آپ نے مضمون مرقومہ بالا تا آخر بیان فرمایا حضرت معاویہؓ نے آپکو بٹھا لیا اور عمرو بن العاصؓ سے بنگاہ تیز دیکھکر فرمایا۔ کیون؟ تمہاری رائے کے موافق کارروائی ہوئی اب تم خوش ہوی مین اسی واسطے انکار کرتا تھا۔

اس واقعہ کے بعد جناب حسنؓ مع اہلبیت وجملہ متعلقین مدینہ منورہ روانہ ہوی۔ اہل کوفہ تھوڑی دور تک روتے ہوسے پہونچانے آسے۔ آپ مدینہ منورہ مین پہنچکر تا حین حیات مقیم رہے اکثر اشخاص نے اعتراض کیا کہ خلافت کے آپ ہر طرح حقدار تھے پھر کسواسطے اوس سے دست بردار ہوسے۔ فرمایا "مین نے دنیا کو اچھا نہ جانا اور اہل کوفہ ایسے لوگ ہین کہ ان کے قول وفعل کا اعتبار نہین جو اونکے کہنے مین آیا اوسنے اپنی خرابی کی۔ اونمین باہم ایک راے پر اتفاق نہین۔ اونکی خواہشین مختلف ہین۔ اونکی نیت بخیر نہین۔ نہ کار شر پر قائم رہتی ہین نہ نیک۔ متلون المزاج۔ مختلف الاحوال ہین میرے والد بزرگوار نے اونسے بڑے بڑے صدمے اوٹھائے اور تحمل فرماتے رہی۔ مین نہین جانتا کہ میرے بعد اہل کوفہ راہ پر آجاوین بلکہ خوف ہے کہ وہ ملک بہت جلد برباد و ویران نہ ہوجاسے"

ابو العریف کہتے ہین کہ ہم لوگ امام حسن رضؓ کے مقدمۃ الجیش مین بارہ ہزار تھے۔ ہماری سبکی ایک ای سبب سے خواہان۔ لڑائی کے حریص تھے۔ ہماری تلوارین میانونسے نکلی پڑتی تہین۔ جسوقت ہم نے صلح کی خبر سُن پائی کچھ عجب حالت ہوگئی۔ صدمۂ عظیم پہونچا۔ ہماری پیٹھین بارِ غم سے ٹوٹ گئین۔ غیظ و غضب۔ حزن و ملال نے ہمپر پورا پورا تسلط کرلیا۔ جسوقت جناب حسن رضؓ صلح کرکے کوفہ مین واپس آئے ہماری جماعت سے ایک شخص بوڑھے ابوعمرو سلیمان بن ابی لیلی نامی حاضر خدمت ہوے اور کہا۔ السلام علیک۔ یا مذِل المؤمنین۔ آپنے فرمایا۔ اے ابوعمرو۔ تم ایسا نہ کہو۔ مین نے صلح کرکے مسلمانونکو ذلیل نہین کیا۔ نہ اپنے دوستون کو ذلت دی لیکن مجھکو ملک و سلطنت پر تمہارا لڑانا پسند نہ آیا اسواسطے صلح کرلی۔

جُبیر بن نفیر کہتے ہین۔ مین مدینہ مین آپکے پاس حاضر ہوا۔ آپنے فرمایا۔ عرب کے سر میرے ہاتھ مین تھے جس سے مین لڑتا وہ بھی لڑتے جس سے مین نے صلح کرلی اونہون نے بھی صلح پسند کی اور مین نے بطلب رضاء خدا او رمسلمانونکی جانین بچانیکو خلافت ترک کی۔

قصہ تفویض خلافت سے بخوبی واضح ہے کہ صلح آپ کی طرف سے دب کر نہین ہوئی کیونکہ چالیس ہزار کا لشکر آپکے ساتھ تھا اور سب لڑنے مرنے پر قسم کھاے اور بیعت کئے ہوے تھے پھر کچھ دلگی نہ تھی کہ جناب معاویہؓ لڑ بھڑ کر آپ پر غالب ہی ہوتے آپنے محض بہ نیت رفع فساد و قطع نزاع یہہ امر گوارا کیا۔ خواہش صلح اگر تھی تو جناب معاویہؓ کو جیسا بعض روایات سے ظاہر ہوتا ہے۔ یہہ بھی یقیناً معلوم ہے کہ جناب حسن کی خلافت اوسی مدت تیس سال مین ہے جو احادیث نبوی سے ثابت ہے پس آپکی خلافت خلافت نبوت شل زمانہ خلفاء اربعہ رضی اللہ عنہم کے ہے اور جبکہ آپنے اپنی خوشی و رضامندی سے حضرت معاویہ کو اپنا حق عطا فرمایا تو اونکی خلافت کو جبر و تعدی کے ساتھ منسوب کرنا نازیبا ہے۔ عہد خلافت جناب معاویہؓ اگرچہ بعد انقضاے مدت تیس سال کے ہے اور اونکی خلافت سے

ابتدای حکومت سلطنت سمجھنا چاہیئے تاہم یہ زمانہ ایسا ہی کہ بوجہ قرب زمانہ خلافت نبوت کے ہمین
اثر خلافت حقہ کا محسوس ہوتا ہی علاوہ اس کے جناب معاویہ رض کے عدل وانصاف نظم ونسق
مہمات مالی وملکی پر نظر کرنی سے صاف معلوم ہوجاتا ہے کہ انکا زمانہ خلافت بہت اچھا رہا اور یہہ
کچہہ جای تعجب نہین کیونکہ حضرت معاویہ رض کو شرف صحبت نبوی حاصل تھا جناب فاروق اعظم رض نے انکو
جانچ کر حکومت وامارت دی اور یہہ بہت نیکنامی اور عدل وانصاف کے ساتھہ تمور امارت
انجام دیتی رہے بعد عہد عثمانی مین بھی اپنی جگہہ قائم رہے اس مقام پر علامہ ابن خلدون افادہ
فرماتے ہین کہ مناسب تو یہہ تھا کہ امیر معاویہ رض کے حالات بھی خلفاء سابقین کی دولت وحکومت کے
ساتھہ ہی بیان ہوتے کیونکہ فضیلت۔ عدالت۔ صحبت نبوی مین یہہ اون حضرات کے تابع تھے اور
حدیث الخلافۃ بعدی ثلثون سنۃ کیطرف توجہ نکرنا چاہیئے کیونکہ اسکی صحت پایہ ثبوت کو نہین
پہونچی اور حق یہہ ہی کہ امیر معاویہ رض کا شمار خلفا مین ہی۔ مورخین نے اپنی تالیفات مین اونکو دو
وجہ سے خلفا سے علحدہ کرکے لکھا ہی۔ اول یہہ کہ زمانہ معاویہ رض مین خلافت بوجہ غلبہ وعصبیت کے
قائم ہوئی تھی جو اتفاق سے اوس زمانہ مین پیدا ہوگئی تھی اور انکے عہد سے پیشتر خلافت انتخاب
اصحاب اخیار واجتماع مہاجرین وانصار سے منعقد ہوتی تھی لہذا مورخین نے دونون حالتونکو
ایک دوسرے سے ممتاز کیا حضرت معاویہ رض اول خلیفہ ہین جو بزور غلبہ وعصبیت وقوت خلیفہ
ہوی ہین۔ انکو بعضے لوگ ہواپرست ملوک سے تعبیر کرتے ہین۔ حاشا اللہ۔ آپ اپنی مابعد کے خلفا سے
مشابہ نہین ہین اور نہ وہ خلفا جو انکے بعد ہوے اور دین وفضل مین انکے متبع اور بنی مروانیہ
سی تھے (مثلاً عمر بن عبد العزیز) سلاطین دنیا اور بادشاہان ہواپرست کے جرگہ مین ہوسکتے
ہین اور جو اونسے ان باتونمین کم ہین یہہ خلفا اونسے مشابہ نہین ہوسکتے۔ علی ہذا القیاس خلفاء
بنی عباس جو بنی مروانیہ کے بعد ہوے اور اونمین جو متبع شریعت وسنت وطریقہ خلفاء

راشدین تھے وہ بھی فضل و بزرگی مین حصہ رکھتے ہین۔ اس مقام پر کوئی یہہ نہ کہے کہ بادشاہت مرتبہ مین خلافت سے کم ہے پس بادشاہ خلیفہ کیسے ہو سکتا ہے سمجھنا چاہیئے کہ جو بادشاہت مخالف بلکہ منافی خلافت ہی وہ جبروتیت ہے اور جو بادشاہت کہ بوجہ غلبہ و عصبیت قوت و شوکت کے حاصل ہو وہ خلافت و نبوت کی منافی نہین ہی حضرت سلیمان و داؤد علیہما السلام دونون نبی بھی تھے اور بادشاہ بھی۔ دنیا کے کامون مین نہایت درجہ چست اور اوسکے ساتھ طاعت آلہی کے پابند تھے۔ اسی طرح حضرت معاویہؓ نے استکثار دنیا و دولت کیوجہ سے حکومت کی خواہش نہ کی بلکہ انکو اس امر پر ایک فطری اور طبعی خیال نے ابھارا تھا اوسوقت سے جبکہ مسلمانون نے کل دولتون پر استیلا حاصل کر لیا تھا اور یہہ بھی منجملہ حکام و والیان ملک تھے پس انہون نے مسلمانون کو اپنی طرف رجوع کر لیا جیسا بادشاہ اپنی قوم کو طبعاً بوجہ عصبیت اپنی جانب مائل کر لیتا ہی۔ ایسا ہی حال اون خلفاء دین کا ہے جو ان کے بعد ہوئی کہ جبوقت استقلال حکومت و نفاذ احکام کی ضرورت داعی ہوئی اوسوقت اونہون نے بزور و جبر حکومت قائم کر لی۔ قاعدہ کلیہ خلیفہ اور بادشاہ جبروتیہ کی شناخت کا یہہ ہی کہ اون کے افعال کو صحیح طرح سے دیکھو جنکے افعال مطابق کتاب و سنت کے دیکھو وہ خلیفہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا ہی جو اسکے خلاف ہے وہ ملوک دنیا مین داخل مجازاً خلیفہ ہے۔ دوسرا سبب حضرت معاویہؓ کی خلفاء بنی امیہ کے ساتھ ذکر کرنے اور خلفاء اربعہ سے علیحدہ کرنے کا یہہ ہی کہ خلفاء بنی امیہ ایک ھی نسب اور ایک ہی خاندان کی تھے اور اونمین جناب معاویہؓ عظیم الشان تھے لہذا یہہ اپنے خاندان والونکے ساتھہ ذکر کیئے گئے۔ خلفاء اربعہؓ مختلف خاندانون کے تھے اونکو ایک ساتھہ بیان کر دیا حضرت عثمانؓ باوجودیکہ اموی تھی لیکن انکے ساتھہ اسواسطے ملحق کر دیئے گئے کہ فضیلت و دین مین حضرات شیخینؓ اور جناب علی مرتضیٰؓ کے قریب تھے۔ انتھی۔

درحقیقت علامہ ابن خلدونؒ نے اس باب مین وجہ معقول بیان کی ہی۔ البتہ حدیث الخلافۃ کے بارہ مین عدم صحت کا دعوی کرنا شاید یہ علامہ کی رای ہے کیونکہ حدیث مذکور مختلف طرق سے کتب احادیث مین مروی ہی۔ امام احمدؒ امام ترمذیؒ۔ ابو داودؒ۔ اپنی کتابو مین نقل کرتے ہین۔ دیگر اکابر آئمہ حدیث بھی نقل کرتے ہین جیسے قاضی عیاض۔ ابن حبان بھی حدیث کتب کلامیہ مین موجود ہی۔ خیر تاہم ہمارا مدعا حاصل ہی۔ اب ہم دوسری طرح تقریر کرتے ہین کہ جس سے حدیث مذکور کی صحت بھی تسلیم کرنے سے مطلب فوت نہ ہونے پاوے۔

شرح عقائد نسفی مین ہی کہ خلافت تیس برس ہی پھر ملک وامارت ہے، جناب امیر المومنین علیؓ کی شہادت بعد وفات حضور نبوی تیس برس گذرنے پر ہے۔ پس برین تقدیر جناب معاویہؓ اور انکے بعد خلفا نہ ہوے بلکہ ملوک وامرا زمانہ مین شمار ہونا چاہیین لیکن یہ مشکل پڑتی ہے کہ آئمہ مجتہدین واکابر امت محمدیہ کا اتفاق ہے کہ خلفاء عباسیہ و بعض مروانیہ جیسے عمر بن عبد العزیزؒ (وعلی ہذا حضرت معاویہؓ) خلیفہ ہوے ہین لہذا حدیث خلافت کا یہ مطلب ہونا چاہیے کہ خلافت کاملہ جس مین آمیزش مخالفت طریقہ مسنونہ کی اور اتباع نفس و حصول دنیا نہ ہو اسکی مدت تیس سال کی ہے (اور وہ حضرت امام حسنؓ کا زمانہ خلافت ملا کر پورے ہوتے ہین) اس کے بعد پھر کبھی خلافت ایسی ہی ہوگی (جیسے خلفاء عباسیہ و مروانیہ مین جو نیک و متبع شریعت تھے) اور کبھی ایسی نہ ہوگی امارت دنیا کی شان و سلطنت و بادشاہی ظلم و جبر کے ساتھ ہوگی جسطرح کہ انہین خلفا مین سے ظالم وجابر و ہوا پرست گذری ہین۔ اس تقریر سے بھی حضرت معاویہ کی خلافت ظلما و غصبانہ ٹھیری۔ علاوہ اسکے آپ کے معاملات عدل وانصاف کتب تواریخ مین شاہد ہین کہ آپ کی خلافت خلفاء اربعہ کے بعد اوسی زمانہ سابق کی ایک فرد تھی۔ واللہ اعلم وعلمہ اتم۔

دیگر احوال متفرقہ

مروی ہی کہ بعد اتمام صلح جناب حسنؓ نے اون جملہ شرائط کی نسبت جو صلحنامہ مین تحریر فرمائی تہین حضرت معاویہؓ کو لکہا کہ وہ شرطین پوری کرو۔ اسکے جواب مین جناب معاویہؓ نے انکار کیا اور لکہا کہ جو کچہ آپنے پہلے لکہا تہا مین نے اوسکے بموجب کارروائی کی اور وعدہ پورا کیا اب اور شرطین پوری نہ ہونگی۔ آپنے یہہ شرط کی تہی کہ خراج دارابجرد میرے واسطے مقرر کردینا۔ اوسکی بابت یہہ کارروائی ہوئی کہ عبد المطلب اہل بصرہ نے اس رقم کے دینے سے انکار کیا اور یہہ حجت کی کہ یہہ ہمارا خاص مال ہے ہم اس مین سے کسیکو ایک حبہ نہ دینگے۔ اہل بصرہ کا خراج مذکور نہ دینا جناب معاویہؓ کی سازش سے تہا انہون نے منع کردیا تہا کہ خبردار حسنؓ کو کچہ نہ دینا (ابن اثیر)

راقم۔ اس رقم کے علاوہ جناب معاویہؓ بیت المال سے امام حسنؓ کو سالانہ دیتے رہے اور وقتاً فوقتاً وظیفہ مقررہ کے ماسوا اور کچہ بہی آپکی خدمت مین بہیجا کرتے تہے۔

عبد اللہ بن بریدہ سے مروی ہی کہ ایک دفعہ جناب حسنؓ امیر معاویہؓ کے پاس تشریف لے گئے جناب معاویہؓ نے کہا مین آپکو اسقدر دونگا کہ مین نے کسیکو اتنا آپ سے پہلے نہ دیا ہوگا اور نہ آپکے بعد پہر کسیکو دونگا یہہ کہکر آپ کو چار لاکہ درم دیئے۔ آپنے قبول فرمائے۔ (خمیس)

مؤلف۔ اسی طرح تامدت حیات آپ بعزت واحترام عبادت الٰہی مین مصروف رہی۔ جناب معاویہؓ آپ کی اور جملہ اہلبیت نبوی کی خدمت کیا کرتے تہے۔ اگر آپ کسیکی بابت سعی وسفارش فرماتے اوسکو بہی جناب معاویہ منظور کرتے۔

ایک مرتبہ جناب معاویہؓ حج کو تشریف لیگئے۔ جناب حسنؓ بہی بارادہ حج مکہ معظمہ مین تشریف فرما تہے۔ آپ حضرت معاویہؓ سے ملے۔ اپنے اوپر قرض کا حال بیان کیا۔ قرض خواہونکا مطالبہ اور ادائے قرض مین پریشانی ظاہر فرمائی۔ حضرت معاویہؓ نے اسی ہزار دینار آپکی خدمت مین

پیش کیئے۔ (خمیس)

شہادت

شہادت حسن مجتبیٰؑ بیا بشنو	شد نست جگر بیا از حدیث ما بشنو
برنگ نے من خونین جگر نوا دارم	فغان و نالہ ازین درد آشنا بشنو
ز رفتن حسن مجتبیٰؑ ازین عالم	باہل بیت چہا رفت ماجرا بشنو

مؤرخین اس قصہ پُر غم اور سانحہ درد والم کو اس طرح لکھتے ہین کہ آپکی بیوی جعدہ بنت اشعث بن قیس کندی نے باغوای یزید بن معاویہ آپکو زہر دیا۔ یزید نے اس سے ایک عورت کی زبانی کہلا بھیجا تہا کہ اگر تو امام حسنؑ کو زہر پلا کر اونکا کام تمام کر دیگی تو مین تجہسے نکاح کر لونگا اور بروایت صواعق محرقہ ایک لاکہہ درم کا بھی وعدہ کیا تہا اوس ناعاقبت اندیش بدنصیب نے بخواہش مال و جاہ وحصول وصیت یزید اپنی عاقبت برباد کی اور جگر پارہ زہرا بتولؑ کو زہر دیکر خسر الدنیا والاخرہ کی مصداق ہوئی (سر الشہادتین جناب شاہ عبدالعزیز صاحبؒ محدث دہلوی)

روایت ہے کہ چند مرتبہ آپکو زہر دیا گیا اور بروایتے تین بار مگر ہر مرتبہ بعنایت ایزدی آپ اوسکی ضرر سے محفوظ رہے۔ اس آخری مرتبہ اس بلا کا زہر تہا کہ آپکے جسم مین پورا اثر کر گیا۔ آپکو مرض اسہال کبدی شروع ہو گیا۔ دو ماہ آپ اس مرض مین مبتلا رہے اور بروایت خمیس و دیگر کتب چالیس دن تک بیمار رہے۔ رات دن مین چند بار خون سے طشت بہر جاتا تہا۔ (حیوۃ الحیوان)

عمیر بن اسحق کہتے ہین مین جناب حسنؑ کی عیادت کو حاضر ہوا۔ آپنے فرمایا۔ جگر ٹکڑے ٹکڑے ہو کر نکل رہا ہے [ایک روایت مین ہے کہ آپ اون ٹکڑونکو لکڑی سے اولٹ پلٹ کر دیکہہ رہے تھے۔ (صواعق)] اور مجہکو تو کئی بار زہر دیا گیا ہے مگر اس مرتبہ جیسا زہر قاتل تہا کبہی نہ دیا گیا تہا۔ مین دوسرے دن پہر حاضر ہوا۔ آپکی حالت اخیر تھی جناب حسینؑ سرہانے بیٹھے تھے

آپ کی حالت پر دیدۂ خونبار سے جوے اشک بہا رہی تھے۔ جناب حسین نے دریافت کیا بھائی جان۔ آپکو کس پر شبہ ہی کس نے آپکو زہر پلایا۔ فرمایا "تم یہ کیون پوچھتے ہو۔ کیا اوسکو قتل کردگے" پھر فرمایا "اگر زہر پلانے والا وہی شخص ہی جسپر مجھکو گمان ہے تو خداوند تعالیٰ منتقم حقیقی ہے وہی سزای سخت دیگا۔ مجھکو کیا ضرور ہی کہ اپنے نفس کے واسطے اوسکو قتل کرون اور اگر میرے گمان و تجویز نے غلطی کی تو ناحق کسیکو مارنا خوب نہین۔ لہذا مین اوسکا نام ظاہر نہین کرتا" (ذہبی)

ایک روایت مین ہی کہ آپنے آبدیدہ ہوکر فرمایا۔ مین دنیا سے کوچ کرنیوالا اور آخرت کو روانہ ہونیوالا ہون۔ اب کیا ایسے وقت چغلی کہاؤن اور کسی کا عیب ظاہر کرون (مدارج النبوت)

واہ کیا حلم ہے اپنا تو جگر ٹکڑے ہو	پھر بھی ایذاے ستمگر کے روادار نہین

ایک روایت مین ہے۔ مین تمکو قسم دلاتا ہون کہ میرے بارہ مین ایک چلو خون بھی زمین پر نہ گرنے پاوے۔ (صواعق)

امام حسینؑ کی حالت پریشان کس طرح بیان ہوسکتی ہی گویا اشعار ذیل آپکی وردزبان سے

کہ ریخت پارۂ الماس ریزہ در قدحش	کہ زہرہ گشت ازان آب خوشگوار حسنؑ
لبش کہ مایۂ تریاک بود شد پر زہر	فغان ز تلخی شہد شکر نثار حسنؑ
بباغ عشرت پیغمبر از خزان ستم	بریخت لالۂ و شیرین ز نوبہار حسنؑ
جگر بسوخت شفق را چو لالہ ز آتش دل	ز حسرت جگر خستہ و فگار حسنؑ

مروی ہی کہ جناب امام حسنؑ نے اوسی زمانہ مین خواب دیکھا تھا کہ آپ کی پیشانی مبارک پر قل ہو اللہ احد لکھا ہی۔ آپ خواب سے بیدار ہوے از بس خوش تھے اور گھر والونسے یہ خواب بیان کیا۔ سب نے بشاشت ظاہر کی۔ لوگون نے یہہ خواب سعید بن مسیب سے بھی

بیان کیا۔ اونہون نے تعبیر دی کہ اونکی زندگی کے دن بہت کم رہگئے ہین چنانچہ آپ وہی چار دن زندہ رہے (صواعق محرقہ)

قصہ کوتاہ دمبدم چہرہ مبارک کا رنگ متغیر ہوتا جاتا تہا جب وقت رحلت قریب ہوا تو جناب حسین رض کو بلایا۔ اونکو وصیت کی اور فرمایا "برادر عزیز جان۔ یہ خلافت درجہ بدرجہ منتقل ہوتی ہوئی والد بزرگوار تک پہونچی مگر افسوس ہے کہ اونپر اتفاق نہ ہوا اور اونکی باقی ایام لڑائی مین گذری یہانتک کہ خود بہی شہید ہوگئے۔ مین خوب جانتا ہون کہ خداوند تعالے اہلبیت نبوی مین برکت نبوت کیساتہہ خلافت جمع نکریگا اور یہہ بہی ظاہر ہے کہ اہل کوفہ نے کسقدر ہماری بے قدری کرکے کوفہ سے نکالا ہے اب مین عنقریب تم سب سے رخصت ہوتا ہون مین ام المومنین جناب عائشہ صدیقہ رض سے پوچہہ چکا ہون کہ بعد مرنیکے اونکے حجرہ مین جناب سالتمآب کے پاس دفن کیا جاؤن اونہون نے اوسوقت تو اجازت دیدی تہی مگر معلوم نہین کہ خوشی سے یا میرے کہنے سے۔ خیر جب مین مرجاؤن اور جنازہ تیار ہو تو ایک بار پہر اونکی خدمتمین جانا اور میرے دفن ہونیکی اجازت چاہنا اگر منظور کرلین تو بہتر ہے ورنہ مسلمانون کے قبرستان بقیع الغرقد مین دفن کردینا میرا خیال ہے کہ لوگ مجہکو نانا جان کے پاس دفن نہ ہونے دینگے۔ اگر ایسا اتفاق ہو تو لڑنا بہڑنا خوب نہین۔"

روایت صواعق یہہ ہے کہ جب مین مرجاؤن تو مجہکو غسل دیکر کفن پہناکر میرا جنازہ حضور نبوی کے مزار پر لیجانا پہر مجہکو میری دادی فاطمہ بنت اسد کی قبر کے پاس دفن کردینا اور اے بہائی مین تمکو خدا کی قسم دلاتا ہون کہ میری بارہ مین ایک چلو بہی خون نہ گرنے پاوے۔

جب آپ وصیت سے فارغ ہوئے پہر بجز کلمہ طیبہ کے اور بات زبان مبارک سے نہ نکلی۔ بالآخر روح مقدس اس تیرہ خاکدان ظلمانی کو چہوڑکر عالم قدس نورانی کو سدہاری اور مرغان اولی اجنحہ گلستان جنان کیساتہہ بلند پرواز ہوئی انا للہ وانا الیہ راجعون۔ یہہ حادثہ یکم ماہ ربیع الاول یا آخری تاریخ صفر سنہ ۴۹ھ مین پیش آیا۔

قطعہ تاریخ رحلت حضرت امام حسن رضی اللہ تعالے عنہ

	انتہوا ۔ بتمام بسم اللہ		آن دو حرف ست سال رحلت شاہ	
			یعنی یا و میم سنہ ۵۰ھ بحصول پیوست ۱۲	

	حیف آفاق ماند بے اسلام		ہاتفم گفت سال نقل امام

اسوقت کے ہنگامۂ رنج وغم وگریہ وزاری اہلبیت کے خیال کرنیسے قلم سینہ چاک ہی صفحہ کاغذ پر قطرات اشک حزین رواں ہیں۔ جناب امام حسین کی بیکسی و تنہائی کیونکر بیان کیجاوے کہ دل و جگر شق ہوا جاتا ہی اُس مصیبت کے وقت کو یاد کرکے کیسا ہی مستقل مزاج کیوں نہو ممکن نہیں کہ اوسکی آنکھوں سے آنسو رواں ہوں غرض اہلبیت کو جب رنج وغم سے کچھ سکون ہوا آپکی تجہیز و تکفین میں مصروف ہوے۔ امام حسینؓ حسب وصیت جناب صدیقہ کیخدمت میں تشریف لیگئے اور اجازت چاہی ام المومنینؓ نے بخوشی خاطر اجازت دی مگر یہہ خبر مروان کو پہونچی اوسنے کہا۔ امام حسینؓ بھی جھوٹے اور ام المومنین بھی جھوٹی ہیں۔ واللہ امیر المومنین عثمانؓ تو وہاں دفن نہ ہوں بلکہ عام مقبرہ میں بھی لوگوں نے دفن نہ ہونے دیا اب حسنؓ کو حجرہ میں دفن کرنا چاہتے ہیں؟ یہ کبھی نہوگا۔ مروان کی یہ زبان درازی سنکر آپ غضبناک ہوے اور اپنے ہمراہیوں کے ساتھ مسلح ہوکر لڑائی پر تیار ہوگئے۔ مروان کو بھی انکا لڑائی پر آمادہ ہونا معلوم ہوا وہ بھی ہتھیار لگاکر تیار ہو۔ شدہ شدہ یہہ خبر منتشر ہوئی حضرت ابوہریرہؓ سنتے ہی بولے۔ بخدا یہہ بڑا ظلم ہے کہ امام حسنؓ کو انکے باپ کے پاس دفن کرنیسے روکتے ہیں۔ واللہ وہ بیشک جناب رسولخدا کے بیٹے ہیں۔ پھر دوڑے ہوے امام حسینؓ کیخدمت میں آے۔ انکو آمادہ جنگ دیکھکر خدا کی قسم دلائی اور کہا۔ کیا تمہارے بھائی حسنؓ نے یہہ نہ کہا تھا کہ اگر خوف قتال ہو تو مجھکو مسلمانوں کے مقبرہ میں دفن کردینا۔ ابوہریرہؓ بار بار سمجھاتے اور لڑائی سے روکتے رہے یہانتک کہ آپ انکے کہنے سے خیال جنگ سے باز آے۔

حضرت امام حسین محمد بن حنفیہ عباس بن علیؓ نے آپکو غسل دیا اور جنازہ تیار ہوا تو بقیع میں لے گئے بنی امیہ میں سے صرف سعید بن العاص شریک تھے۔ یہ آج کل جناب معاویہؓ کی طرف سے حاکم مدینہ تھے۔ خالد بن ولید بن عقبہ نے بنی امیہ کو قسم دی کہ خدا کیواسطے مجھکو شرکت جنازہ سے نہ روکو۔ انکو بھی بنی امیہ نے آنے دیا سعید بن العاص نے باجازت امام حسینؓ نماز جنازہ پڑہائی۔ آپ جناب فاطمہ زہرا رضی اللہ عنہا کے پاس دفن ہوے اور بروایتے ابن واقدی [illegible] بعض کہتے ہیں کہ آپ بقیع قبہ عباس میں دفن ہوے ہیں۔ اسی قبہ میں امام زین العابدینؓ

امام محمد باقر۔ امام جعفر صادق رضی اللہ عنہم مدفون ہین۔

آپنے سینتالیس مرحلے عمر کے طی کئے (حیوٰۃ الحیوان) آپکے سن مین اور بھی اقوال ہین سنہ وفات مین بھی اختلاف ہے۔ بروایت خمیس آپکی عمر پینتالیس سال کی تہی۔

جسوقت اوس خزینہ کمالات کو زیر زمین کردیا محمد بن حنفیہ آپکی قبر پر کہڑی ہوے اور کہا۔ آپکی زندگی باعزت تہی موت بہی کیا اچھی ہوئی۔ کیا پاکیزہ روح ہی اوس جسم مطہر کی جسکو یہ کفن لپٹا ہی۔ وہ کفن بہی کیا ذی قدر ہے جو ایسے باقدر جسم کو شامل ہی اور آپ ایسے کیون نہ ہوتے۔ آپ تو بقیہ ہدایت تہی۔ اہل تقویٰ کے مبارک خلف تہے خامس اصحاب کسا ہین اہل تقویٰ کے خلف رشید آپکے ناناجان جناب مصطفےٰ اور والد بزرگوار علی مرتضیٰ والدہ مکرمہ فاطمہ زہرا چچا حضرت جعفر طیار ہین جو جنت مین اوڑتے پہرتے ہین۔ دست قدرت نے آپکو تقویٰ کی غذا دی پستان ایمان کا دودہ پلایا۔ آغوش اسلام مین پرورش پائی سبحان اللہ۔ آپکی موت وحیات دونون خوب ہین۔ افسوس ہمارے دل تو آپکے فراق پر خوش نہین مگر مرضی مولیٰ مین لاچار ہین۔ اے ابو محمد۔ خدا آپ پر رحم فرماوے (زہر آلادہ مسمودی) دوسری روایت مین یہہ ہی۔ ای ابو محمد آپکی زندگی سے جسقدر ہمکو خوشی تہی اوسی درجہ آپکے غم فراق نے حزن وملال مین ڈالا۔ آپ ایسے کیون نہوتے۔ آپ خامس اہل کسا ہین۔ ابن محمد مصطفےٰ۔ ابن علی مرتضیٰ۔ ابن فاطمہ زہرا۔ ابن شجرہ طوبیٰ۔ پہر چند اشعار مرثیہ مین پڑہی جنکا ترجمہ ہدیہ ناظرین ہے۔

ترجمہ۔ آہ کیا مین اپنے سر مین تیل ڈالون یا اپنی نشستگاہ نرم وپاکیزہ کردن اور تمہارے رخسار تو خاک آلودہ ہین اور تمسے دولت حیات لیگئی ہی۔ آہ۔ کیا مین آب خوشگوار وشیرین نوش کرون اور تمہارے غم سے میرے دل مین آگ کے شعلے بہڑک رہی ہین جبتک کبوتر ایکہ (درختون کا جہنڈ۔ نام مقام) نوحہ زاری مین مصروف ہے اور تاوقتیکہ درخت حجاز کی شاخین سبز ہین مین تمہارے غم فراق مین روتا رہونگا۔ افسوس۔ تم مسافر غریب الوطن ہو۔ حالانکہ اطراف حجاز تمکو محیط ہین۔ لاشک مٹی وخاک مین جو مدفون ہے وہ مسافر وبیچارہ ہے۔

ایک شخص کے تابعان کی میں سے ... شعر نقل ہیں جنکا ترجمہ یہ ہے۔

اے دل صبر و استقلال کی بیدار کیا بیسی تسلی کہاں ہے جو تیری سوزش غم کو جو وفات حضور سرور کائنات

اور وفات جناب علی و حسنؓ اور جناب امام حسنؑ کے مسموم شہید ہونے سے ہے دفع کر سکے۔

مشہور ہے کہ امیر معاویہؓ کی سازش سے آپکو زہر دیا گیا۔ علامہ ابن خلدونؒ فرماتے ہیں اور یہ جو بیان کیا جاتا ہے کہ آپکی بیوی جعدہ بنت اشعث کے بسازش امیر معاویہؓ زہر دیا تھا شیعوں کی روایت ہے جسکی کوئی اصلیت کہیں سے نہیں پائی جاتی جناب معاویہؓ ان افتراءات سے بالکل بری ہیں۔ [illegible] عقل و درایت بھی اس روایت کی تکذیب کرتی ہے کیونکہ امیر معاویہؓ کے زہر دلانے کی کوئی وجہ سمجھ میں نہیں آتی جب انکو خلافت مل گئی اور ہر طرح متصرف و قابض ہو گئے پھر کیا وجہ تھی کہ ناحق اس بال آخری کو شکستہ [illegible]۔

مروی ہے کہ بعد شہادت امام حسنؓ جعدہ نے یزید کے پاس کہلا بھیجا کہ میں نے اپنا کام کر لیا اب آپ عہد وفا کیجئے یزید نے جواب دیا کہ تو حسنؓ کے پاس تب ہی تھی کہ [illegible] تھا جو اب مجھکو ملا کر اپنے [illegible] بٹھاؤں" (صواعق محرقہ) یہ مثل ہوئی کہ دھوبی کا کتہ نہ گھر کا نہ گھاٹ کا۔

اولاد جناب امام حسن رضی اللہ تعالی عنہ

منقول ہے کہ جناب امام حسنؓ کے پندرہ لڑکے اور آٹھ لڑکیاں تھیں۔ [illegible] اور علی ابو بکر احمد کا قول ہے کہ آپکے گیارہ بیٹے اور ایک بیٹی ہوئی انکے نام یہ ہیں عبد اللہ۔ قاسم۔ حسن۔ زید۔ عمر و عبد اللہ۔ عبد الرحمن۔ احمد۔ اسمعیل۔ حسین۔ عقیل۔ لڑکی کا نام ام الحسن ہے بروایت [illegible] بعضی کہ یہ لڑکے تھے حسن عبد اللہ عمرو زید ابراہیم جعفر طلحہ [illegible] ہیں کہ آپکی اولاد ہے حسن زید عمر حسین اثرم طلحہ عبد الرحمن قاسم ابو بکر عبد اللہ حمزہ [illegible] سلسلہ اولاد کا حسن بن حسن اور زید سے [illegible] ہیں دوسرا جز [illegible] باقی کا سلسلہ نہ رہا۔